عالم کی تدبیر کلی ثُمَّ اسْتَویٰ عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ اسی سے عبارت ہے اہل
بصیرت ہیں اونکو مکاشفہ سے صاف یہ معلوم ہوا ہے اور فی الحقیقت وہ جانتے ہیں کہ
اس بات کو حق جان کہ بادشاہ کو بادشاہون کے سوا کوئی نہین جانتا اگر تجھے تیری مملکت
اپنی مملکت کا مختصر سا نسخہ تجھے خود نہ دیا ہوتا تو خداوند عالم کو تو ہرگز نہ پہچان سکتا تو اوس
بادشاہی دیا اور اپنی مملکت کا نمونہ تجھے مملکت دی دل سے تیرا عرش روح حیوانی جسکا
تیری کرسی خزانہ خیال سے تیری لوح محفوظ بنائی آنکھہ کان اور سب حواسون سے تیرے
تیرا آسمان اور تارے بنائے اور اونگلی قلم سیاہی سے طبائع تیرے مسخر فرمائے تیرے واسطے
کردیا تب تجھسے کہا کہ اپنی اور اپنی بادشاہی سے زینہار غافل نہ رہنا ورنہ اپنے خالق سے
صَوَّرَ تِیْہٖ فَاعْرِفْ نَفْسَکَ یَا اِنْسَانُ تَعْرِفْ رَبَّکَ فصل یہ سب جو بیان ہوا
نمونہ ہے اس سے بڑے بڑے دو علمون کی طرف اشارہ ہے ایک آدمی کے نفس کا
تعلق اور دل کے ساتھ صفتون اور قوتون کے تعلق کا حال معلوم ہوا یہ ایسا طولانی ع
اور دوسرے تفصیل معلوم ہوئی کہ بادشاہ عالم کی مملکت کو فرشتون سے اور فرشتون کو
اور ربط ہے یہ بھی بڑا علم ہے اور اس اشارہ سے مطلب ہے کہ جو شخص زیرک اور ہوشیار
کی عظمت ان سب باتون سے جانے گا اور جو سفیہ اور احمق ہوگا وہ یہ بھی جانیگا کہ خود کو
رہا کہ ایسے بادشاہ ذوالجلال صاحب حسن جمال کے دیدار سے محروم اور محجوب ہے اور
جو بیان کیا گیا فقط اسواسطے ہے کہ خلق پہچان سکے کہ خود کیا ہے فصل جو لوگ عالم
ہین کہ کامون کو عناصر اور ستارون پر حوالہ کرتے ہین اونکی مثال ایسی ہے جیسے کہ
ہوا جاتا ہے اور او سپر نقش بنتا ہے پھر غور کرکے قلم کی نوک کو دیکھے اور خوش ہوکر میں
یہ نقش قلم ہی بناتا ہے بس یہی حال عالم علم طبیعی کا ہے کہ اخیر درجہ کے محرک کے سوا
دوسری چونٹی جسکی آنکھہ بڑی اور نگاہ تیز ہو آئے اور پہلی چونٹی سے کہے تو نے غلطی
علاوہ ایک چیز اور دیکھتی ہون وہ نقاشی کرتی ہے اور اپنی اس سمجھ پر خوش ہو کر ...
کرتی ہین قلم نقاشی نہین کرتا قلم اونگلیون کا تابع ہے یہی نجومی کی مثال ہے کہ عالم
کہ طبائع ستارون کے مسخر اور مطیع ہین لیکن یہ نہ سمجھا کہ ستارے فرشتون کے اختیار
سے اعلیٰ تک پہونچ نہ سکا اور جسطرح منجم اور طبیعی کے درمیان عالم اجسام مین یہ تفاوت
... ان کے درمیان جو عالم ارواح مین ترقی کرتے ہین اختلاف بڑا کثرون

باہر لوگوں نے کوئی چیز نہ پائی وہ لوگ پہلے ہی درجہ پر رہ گئے اور عالم ارواح کی طرف معراج کی جو راہ ہے وہ اور بھی زیادہ ہو گئی اور عالم ارواح یعنی عالم انوار میں بھی اسیطرح دشوار گذار راہیں اور آڑیں بہت ہیں اونمیں سے بعضوں کے ستاروں اور بعضوں کے ماہتاب اور بعضوں کے آفتاب کے مانند درجے ہیں اور یہ اون لوگوں کی معراج کے مراتب ہیں جنمیں حق تعالے کا ملکوت آسمان دکھائی دیتا ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ لِلّٰهِ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ لَوْ كَشَفَهَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ كُلَّ مَنْ اَدْرَكَهٗ بَصَرُهٗ کتاب مشکات الانوار اور مصباح الاسرار میں اس مطلب کی تفصیل اور شرح لکھی ہے وہاں دیکھنا چاہیے

الغرض مقصود یہ ہے تو اس بات کو جان لے کہ علم طبیعی کے عالم بیچارہ نے کسی چیز کو سردی گرمی پر جو حوالہ کیا ہے درست کہا ہے اگر گرمی سردی اسباب الہی کے درمیان میں نہوتی تو علم طب باطل ہو جاتا لیکن اسوجہ سے خطا کی کہ اوسکی نگاہ کم اور کوتاہ تھی یا رہی نہ کرسکی پہلی منزل میں رہ گیا اور گرمی سردی کو اصل ٹھہرایا مسخر نہ سمجھا اور اون ہی کو مالک جانا چاکر نہ سمجھا حالانکہ گرمی سردی اون بقدر نوکروں میں ہے جو جوتوں کی پاس الی صف میں کھڑے رہتے ہیں اور منجم نے جو ستاروں کو اسباب الہی میں داخل کیا تو سچ کہا اسواسطے کہ اگر اسباب الہی میں نہوتے تو دن رات برابر ہو جاتا کیونکہ آفتاب ستارہ ہے روشنی اور گرمی اس جہان میں اوسی کے سبب سے ہے اور جاڑہ گرمی بھی برابر ہو جاتا اسواسطے کہ گرمی گرمی میں اسوجہ سے ہوتی ہے کہ آفتاب وسط آسمان کے نزدیک ہوتا ہے اور جاڑے میں دور ہوتا ہے اور حق تعالی کی قدرت میں یہ ہے کہ آفتاب کو گرم اور روشن بنایا کیا تعجب کہ زحل کو سرد خشک اور زہرہ کو گرم تر پیدا کیا یہ سمجھنا ایمان میں کچھ خلل نہیں کرتی لیکن منجم نے یہ غلطی کی کہ ستاروں کو اصل سمجھا اور کاموں کو اون ہی پر محول جانا اور ستاروں کا مسخر ہونا نہ دیکھا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِهٖ نہ سمجھا مسخر وہ ہے جسے کام میں لائیں تو ستارے کار گذار ہیں اپنی طرف سے کام نہیں کرتے بلکہ جسطرح پٹھے اعضا کو حرکت دینے میں اوس قوت کی جہت سے جو دماغ میں ہے کام میں آتے ہیں اسیطرح ستارے بھی اون فرشتوں کے واسطے سے عمال ہیں کام میں رہتے ہیں اور ستارے بھی اگرچہ نقیبوں کے درجہ پر کم رتبہ نوکر ہیں لیکن چار طبائع جو کاتب کے قلم کیطرح سب سے اخیر درجے تابعدار ہیں اونکی طرح ستارہ اخیر درجہ کے اون نوکروں میں نہیں جو جوتوں والی صف میں رہتے ہیں فیصل خلق میں ایسے بہت اختلافات ہیں کہ باپ ایک وجہ سے ہر ایک کی باتیں سچ اور درست ہیں لیکن لوگ ایک چیز کو کچھ دیکھتے ہیں کچھ نہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمنے سبکو پورا دیکھ لیا ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے اندھوں کا حال ہے اندھے جب سنتے ہیں کہ اونکے شہر میں ہاتھی آیا ہے تو اوسکو پہچاننے جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اوسے ہاتھ سے پہچان لینگے اور ہاتھ سے ٹٹولتے ہیں کسی کا ہاتھ ہاتھی کے کان پر پڑتا ہے کسی کا پاؤں پر کسی کا دانت پر یہ اندھے جب اور اندھوں کے پاس جاتے ہیں اور وہ انسے ہاتھی کی صفت پوچھتے ہیں تو جس اندھے کا ہاتھ ہاتھی کے پاؤں پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے ستون اور جسکا ہاتھ دانت پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے عمود اور جسکا ہاتھ کان پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے کمل تو سب ایک ایک وجہ سے سچ بھی کہتے ہیں اور اسوجہ سے دھوکا بھی کھاتے ہیں کہ سمجھے تھے کہ ہمنے تمام ہاتھی کو پہچانا اور حقیقت میں تمام ہاتھی کو نہیں پہچانا تھا اسیطرح نجومی اور طبیعی کی آنکھ حق تعالے کے ایک نوکر اور تابعدار پر پڑی اور اوسکی سلطنت قاہرہ

اور قدرت کاملہ سے دنگ ہوکر نوکر کو کہا کہ یہی بادشاہ ہے اور ہذا ربی جب کسیکو خدا نے راہ راست بتائی اور جسکو اپنا رب سمجھا تھا اُس
سب کا نقصان اوسنے دیکھا اور اونکے علاوہ دوسرے کو دیکھا تو کہا کہ جسے مین رب اور خدا سمجھا تھا وہ تو اور کے حکم کا تابع ہے
اور جو دوسرے کے حکم کا تابع ہو وہ خدائی کے لائق نہین لا احب الآفلین **فصل** کواکب اور طبائع اور بروج اور افلاک الکواکب جو
بارہ برجون پر تقسیم ہے اور انکے علاوہ جو عرش عظیم ہے ایک وجہ سے ان سب کی مثال اوس بادشاہ کی ایسی ہے جسکا ایک خاص حجرہ ہو
اور اوسکا وزیر اوس حجرہ مین بیٹھا ہوا ہو اور اوس حجرہ کے گرداگرد بارہ دروازون کا رواق ہو اور ہر ہر دروازہ مین اوس وزیر کا ایک
ایک پیشدست بیٹھا ہو اور سات نقیب سوار باہر سے اون دروازون کے گرد پھرتے ہون اور پیشدستون کو وزیر کے جو احکام آتے مین
اونھین سنتے ہون اور چار پیادے ان سات سوارون سے دور کھڑے ہون اور اون سوارون کو دیکھ رہے ہون کہ دولتسرا سے انکو
کیا حکم آتا ہے اور اون چارون پیادون کے ہاتھ مین چار کمندین ہون کہ اونھین ڈالکر کسی گروہ کو حکم کے موافق حاضر حضور کرین اور کسیکو
دور کرین کسی گروہ کو خلعت دین کسیکو سزا اور اذیت دین عرش حجرۂ خاص کے مانند ہے اور وزیر مملکت کے جلوس فرمانے کی جگہہ ہے
اور وہ ایک بڑا مقرب فرشتہ ہے آور تارون والا آسمان رواق ہے آور بارہ برج بارہ دروازے ہین اور اوس وزیر کے نائب اور فرشتے ہین
اون فرشتونکا درجہ اوس مقرب فرشتہ کے درجے سے کم ہے اور اون فرشتون مین سے ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد ہے اور سات ستارے
سات سوار ہین کہ نقیبون کی طرح اون دروازون کے گرد ہمیشہ پھرا کرتے اور ہر ہر دروازے سے ایک ایک قسم کا حکم اونھین پہونچتا رہتا ہے
اور جنکو چار عنصر کہتے ہین یعنی آگ پانی خاک ہوا چار پیادون کے مانند ہین کہ اپنے وطن سے باہر نہین جاتے اور چار طبیعتین یعنی گرمی سردی
تری خشکی چار کمندین ان چار پیادون کے ہاتھ مین ہین مثلاً جب کسیکا حال بدل جاے یعنی دنیا سے اپنا منہ پھیر لے اور رنج اور درد
اوسپر غالب ہو جاے اور دنیا کی نعمتین اوسے دل سے بری معلوم ہونے لگین اور انجام کار کا رنج و فکر اوسے گھیر لے تو طبیب کہیگا
یہ بیمار ہے اور اس بیمار کو مالیخولیا کہتے ہین افتیمون کا جوشاندہ اسکا علاج ہے طبیعی کہیگا کہ خشکی جب دماغ مین غالب ہو جاتی ہے تب یہ
بیماری پیدا ہوتی ہے اور جاڑون کی ہوا اس خشکی کا سبب ہے جبتک فصل بہار نہ آئیگی اور رطوبت ہوا مین نہ آجائیگی یہ بیمار اچھا نہو گا
اور نجومی کہیگا کہ اس شخص کو سودا ہے عطارد کو مریخ سے جب منحوس مشاکلت ہوتی ہے تو سودا پیدا ہوتا ہے جبتک عطارد و سعدین کے مقابلہ
یا تثلیث پر نہ آئیگا اس شخص کا حال اصلاح نہ پائیگا طبیب اور طبیعی اور نجومی سب سچ کہتے ہین ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ لیکن یہ بات
کہ حضرت ربوبیت سے اوس شخص کی سعادت کا حکم ہوا اور دو نقیب نیز آزمودہ کا یعنی عطارد اور مریخ کو اسواسطے بھیجا کہ درگاہ الٰہی کے
پیادون مین سے ایک پیادہ یعنی ہوا خشکی کی کمند مارے اور اوس شخص کے دماغ مین خشکی ڈالدے اور دنیا کی لذتون کی طرف سے اوس شخص کا
منہ پھیر دے ڈر اور رنج کے کوڑے مار کے قصد اور طلب کی مہار پھیر کر اوسے درگاہ الٰہی مین بلائے نہ علم طب مین ہے نہ علم طبیعت و نجوم
مین بلکہ یہ گوہر آبدار علم نبوت کے بحر ناپیدا کنار سے نکلتا ہے یعنی یہ بات عالم علوم نبوت سے معلوم ہوتی ہے جو مملکت کے سب کنارون اور
باب مدینت کے سب سالکون اور نقیبون اور نوکرون کو محیط ہے اور پہچانتا ہے کہ ہر ایک عامل وغیرہ کس شغل کیواسطے ہین اور کسکے حکم کی
اطاعت کرتے ہین اور خلق کو کہان بلاتے ہین اور کہان سے باز رکھتے ہین تو ہر ایک نے جو کچھ کہا سچ کہا لیکن بادشاہ مملکت اور تمام سپاہ لشکر

بھید سے اوسنے خبر نہ رکھی حق تعالی اسیطرح بلا بیماری سودا محنت سے خلق کو اپنے حضور بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ بیماری نہین ہماری محبت کی کمند ہے کہ اپنے دوستون کو اس کمند کے ذریعہ سے اپنی حضوری مین ہم بلاتے ہین اِنَّ الْبَلَاءَ مُوَکَّلٌ بِالْاَنْبِیَاءِ ثُمَّ الْاَوْلِیَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ بیمار جانکر انکو نہ دیکھو کہ یہ میرے خاص بندے ہین مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِی انہین کی شان مین آیا ہے آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے اندر ہے پہلی مثال سے اوسکا حال معلوم ہوا اور آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے باہر ہے دوسری مثال سے اوسکا حال کھلا اور اسیوجہ سے بدن کے باہر کی بادشاہی کی پہچان بھی اپنے تئین پہچاننے سے حاصل ہوتی ہے اسی سبب سے معرفت نفس کو ہمنے پہلا عنوان کیا یعنی اوسے اول ہی مین بیان کیا **فصل** ایعزیز یہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے معنی تجکو پہچاننا چاہیے کہ یہ چھوٹے سے چار کلمے جامع معرفت الہی ہین جب اپنی پاکی اور تنزیہ سے حق تعالی کی پاکی اور تنزیہ تونے پہچان لی تو سبحان اللہ کی معنی پہچان لیے اور جب اپنی بادشاہی سے خدا تعالی کی بادشاہی مفصل تونے جان لی کہ سب اسباب اور درمیانی اوسی کے تابعدار ہین جیسے قلم کاتب کے ہاتھ مین تو الحمد للہ کے معنی جان لیے کہ جب اوسکے سوا کوئی نعمت دینے والا نہین ہے تو حمد اور شکر اوسکے سوا اور کسی کے واسطے نہین ہو سکتا اور جب تونے یہ امر معلوم کر لیا کہ احکم الحاکمین کے سوا کوئی خود سر حاکم نہین ہے تو لا الہ الا اللہ کے معنی تجکو معلوم ہو گئے اب وہ وقت ہے کہ اللہ اکبر کے معنی تو پہچانے اور یہ بات جانے کہ یہ سب جو تونے پہچانا ہے حق تعالی کی کنہ حقیقت کو نہین جانتا ہے اسواسطے کہ حقتعالی بہت بزرگ اور بڑا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وہ اس بات سے بزرگتر اور بڑا ہے کہ خلق اوسے قیاس سے پہچان سکے یہ معنی نہین ہین کہ وہ اورون سے بڑا اور بزرگ ہے کیونکہ اوسکے ساتھ اور کوئی چیز خود موجود ہی نہین کہ وہ اوس چیز سے بزرگ اور بڑا ہو اسواسطے کہ سب موجودات اوسی کے وجود کا نور ہے اور آفتاب کا نور آفتاب سے علاوہ اور کوئی چیز نہین کہ یہ بات کہہ سکین کہ آفتاب اپنے نور سے بڑا اور بزرگ ہے بلکہ اللہ اکبر کے معنی یہ ہین کہ وہ اس امر سے بزرگ ہے کہ عقل کے قیاس سے آدمی اوسے پہچان سکے معاذ اللہ حق تعالی کی پاکی اور تنزیہ کیا آدمی کی پاکی اور تنزیہ کی ایسی ہوئی آدمی تو کیا وہ تمام مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے اور معاذ اللہ حق تعالی کی بادشاہی کیا آدمی کی بادشاہی کے مثل ہوئی جو کہ اوسے اپنے بدن پر ہے اور نعوذ باللہ علم و قدرت وغیرہ حقتعالی کے صفات کیا آدمی کی صفتون کے مانند ہو گئے بلکہ یہ تو ایک شابہ سا ہے کہ تجھے عجز بشریت کی قدر حضرت الہیت کا جمال کچھ حاصل ہو جائے اور اس شابہ کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی لڑکا ہمسے پوچھے کہ ریاست اور سلطنت اور بادشاہی کرنے مین کیا مزہ ہوتا ہے اوس سے ہم یہی کہین گے جیسے گیند ڈنڈا کھیلنے مین مزہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ تو اس مزہ کے سوا اور کوئی مزہ جانتا ہی نہین اور جو مزہ اوسے حاصل ہے نہوگا اوس مزہ کو وہ قیاس سے پہچان بھی نہ سکیگا ہان اوس مزہ کو البتہ پہچانیگا جسکا شابہ بادشاہی سے حاصل ہوا اور یہ سب کو معلوم ہے کہ سلطنت کی لذت کو گیند ڈنڈا کھیلنے کی لذت سے کچھ نسبت ہی نہین لیکن بہرحال لذت اور خوشی کا نام دونون پر صادق آتا ہے تو نام مین ایک وجہ سے کچھ برابر ہین اسی سبب سے یہ معرفت کا شابہ لڑکونکو چاہیے ایعزیز معرفت الہی کا جو شابہ ذکر ہوا اور مثالین بیان ہوئی ہین ایسا ہی اونھین بھی جان لے بس حقتعالی کے سوا حق تعالی کی حقیقت کو تمام و کمال کوئی نہین جانتا **فصل** حق سبحانہ تعالی کی معرفت کی تفصیل دراز ہے ایسی کتاب مین ٹھیک بیان نہین ہو سکتی جسقدر بیان ہوا اسیقدر اس بات کے واسطے کافی ہے کہ لوگ آگاہ ہو جاین اور اوسکو اپنے مقدور بھر اکمل ترین تمام معرفت ڈھونڈھنے کا شوق پیدا ہو جائے اسواسطے کہ آدمی کا کمال سعادت اوسی کی بدولت ہے بلکہ آدمی کی سعادتگاہ

ذریعہ خدا کی معرفت اور بندگی اور عبادت ہے اسوجہ کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت مین ہے پہلے ہی بیان ہو چکی ہے لیکن بندگی اور عبادت
آدمی کے واسطے موجب سعادت ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب مریگا تو خدا ہی سے اوسے سروکار ہوگا اِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِیْرُ اور جس شخص کا
کو کسیکے پاس رہنا ہو اوس شخص کا موجب سعادت یہی ہے کہ جسکے پاس رہنا ہے اوسے دوست رکھے اور جتنا زیادہ اوسے دوست رکھیگا
اوتنی ہی اوسکی سعادت بڑہے گی اسواسطے کہ محبوب کے دیدار مین بہت لذت و راحت ہوتی ہے اور حقتعالی کی دوستی آدمی کے دل پر معرفت
اور ذکر کی کثرت ہی سے زیادہ ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی کو دوست رکھتا ہے تو اوسکا ذکر زیادہ کرتا ہے اور جب اوسکا ذکر زیادہ
کرتا ہے تو اوسکے دوستون مین ہو جاتا ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالے نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی اور فرمایا اَنَا بُدُّکَ اللّٰہُ
فَالْزَمْ بُدَّکَ یعنی مین تیرا سہارا ہون اور تیرا سروکار مجھی سے ہے ایک دم میرے ذکر سے غافل نہ رہ اور دل پر ذکر جب ہی غالب ہوتا ہے
کہ آدمی ہمیشہ عبادتون مین مشغول رہے اور فرغت سے عبادت اوسیوقت ہوتی ہے کہ آدمی سے خواہشون کا رشتہ تعلق ٹوٹ جاے اور
خواہشون کا رشتہ تعلق جب ہی ٹوٹتا ہے کہ آدمی گناہون سے ہاتھ اوٹھائے تو گناہون سے ہاتھ اوٹھانا فرغت دل کا سبب ہے اور
عبادت کرنا غلبۂ ذکر کا سبب ہے اور یہ دونون سبب محبت ہین اور محبت تخم سعادت ہے اور سعادت نجات اور فلاح سے عبادت ہے
جیسا حقتعالی نے فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی اور چونکہ سب کام
عبادت نہین ہو سکتے بعضے ہو سکتے ہین بعضے نہین اور سب خواہشون سے دست بردار ہونا نہ ممکن ہے نہ درست ہے اسواسطے کہ اگر آدمی
کھانا نہ کھائیگا تو ہلاک ہو جائیگا اگر جورو سے جماع نہ کریگا نسل منقطع ہو جائیگی بعضی خواہشین لائق ترک ہین بعضے قابل عمل ہین تو ایک اندازہ اور حد
چاہیے کہ قابل ترک کو لائق عمل سے جدا کرے اور یہ دو حال سے خالی نہین یا آدمی اپنی عقل اور خواہش اور تجویز سے حد باندہے اور اپنی فکر
اور غور سے اختیار کرلے یا دوسرے سے حد بندہوا کے اور اندازکرالے اور یہ امر محال ہے کہ آدمی کو اپنی تجویز اور اختیار پر چھوڑ دین اسواسطے کہ
خواہش خود اوسپر غالب ہوتی ہے راہ حق ہمیشہ اوسپر پوشیدہ رکھتی ہے اور جس چیز سے آدمی کی مراد بر آتی ہے وہ خواہش کے سبب اوسے اچھی
نظر آتی ہے تو چاہیے کہ خود مختار نہ کیا جاے بلکہ دوسرے کا تابعدار کیا جاے اور ہر ایک اس قابل نہین کہ اوسکی تابعداری کیجاے بلکہ ایسا
بڑا دور اندیش چاہیے وہ انبیا ہین تو خواہ نخواہ شریعت کی اتباع اور اوسکی حدون اور حکمون کو لازم پکڑنا ضرور سعادت کی راہ ہوگا اور بندگی
کے یہی معنی ہین اور جو کوئی شریعت کی حدون سے گذر جائیگا اپنے ہاتھون ہلاکت کے خوف مین پڑیگا اسی سبب سے حق تعالی نے فرمایا وَمَنْ
یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ

فصل غیر مباح کو مباح جاننے والے جو حق تعالی کی حدون اور حکمون سے دست بردار
ہو گئے اونکی غلطی اور نادانی سات وجہ سے ہوتی ہے پہلی وجہ اوس فرقہ کی نادانی کی ہے جو خدا تعالی کا ایمان ہی نہین رکھتے کہ اوس
بچون کو وہم و خیال کے خزانہ مین جگنوگی کے ساتہ ڈہونڈہا جب نپایا اوسکی خدائی سے انکار کیا اور کامون کو طبیعت اور تارون پر
حوالہ کیا اور سمجھے کہ آدمی اور حیوانات اور یہ عالم عجیب جو اس حکمت اور ترکیب کے ساتہ ہی خود بخود پیدا ہوئے ہین یا آپ سے آپ ہمیشہ کر
ہین یا یہ سب طبیعت کا کام ہے جب علم طبیعی کا عالم آپ سے خود بیخبر ہے تو اور چیز کو کیا پہونچیگا اور اونکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اچھا سا
خط دیکھے اور سمجھے کہ یہ آپ سے آپ پیدا ہوا ہے کاتب کے علم اور قدرت اور ارادہ کو اسمین کچھ دخل نہین ہے

اور جسکا اندہاپن اسقدر ہو بدبختی اور گمراہی کی راہ سے وہ کبھی نہ پھریگا اور نجومی اور طبیعی کی غلطی پہلے ہی بیان ہو چکی ہے دوسری وجہ اوس گروہ کے جہل اور نادانی کی ہے جو آخرت کا معتقد نہ ہوا کیونکہ وہ لوگ یہ سمجھے کہ آدمی گہاس پات کا آسیا ہے یا اور حیوانون کے مانند ہے جب مر جائیگا نیست ہو جائیگا اوسپر نہ عتاب ہے نہ اوسکا حساب اوسپر نہ عذاب ہے نہ اوسکو ثواب اور اپنے نفس کو نجانا اس جہل کا سبب ہے لہ اپنے تئین آپ جانتا ہے کہ گدہا بیل یا گہاس ہے اور وہ روح جو آدمی کی حقیقت ہے اوسے نہین پہچانتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہیگی ہرگز کبھی نہ مریگی لیکن اوسکا ڈہانچا اوس سے چھین لین گے اور اسیکو موت کہتے ہین موت کی حقیقت چوتھے عنوان مین کہی جائیگی تیسری وجہ اون لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو جناب احدیت اور قیامت کا ایمان تو رکھتے ہین مگر ضعیف اور شریعت کے معنی نہین پہچانتے اور کہتے ہین کہ حقتعالے کو ہماری عبادت کی کیا حاجت ہے اور ہمارے گناہ سے کیا رنج واذیت ہے کہ وہ بادشاہ ہے اور ہماری عبادت سے بے پرواہ ہے اوسکے نزدیک عبادت اور گناہ سب برابر ہے یہ جاہل قرآن شریف مین نہین دیکھتے کہ حق تعالے کیا ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ اور مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اور مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ یہ بدبخت شریعت سے جاہل ہے کہ یہ جانتا ہے کہ شریعت یہ ہے کہ خدا کے واسطے کام کرنا چاہیے اپنے واسطے نہین اور یہ ایسا امر ہے کہ کوئی بیمار پرہیز نہ کرے اور کہے کہ طبیب کو اس سے کیا کہ مین اوسکا حکم مانون یا نہ مانون اوسکا یہ کہنا تو سچ ہے لیکن وہ ہلاک ہو جائیگا طبیب کی حاجت کی وجہ سے نہ ہلاک ہوگا لیکن اس باعث سے ہلاک ہو جائیگا کہ پرہیز نہ کرنے مین اوسکی ہلاکت ہے طبیب نے تو اوسے صحت کی راہ بتائی کہ پرہیز کرے اوس نے نہ کیا تو راہ بتانیوالے کا کیا نقصان لیکن وہ خود ہلاک ہو جائیگا جیسے بدن کی بیماری اس جہان مین ہلاکت کا باعث ہے دل کی بیماری اوس جہان مین شقاوت کا سبب ہے اور جیسا دوا اور پرہیز بدن کی صحت اور سلامتی کا سبب ہے عبادت اور معرفت اور گناہ سے پرہیز دل کی سلامتی کا باعث ہے وَلَا يَنْجُوْ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ بلکہ چوتھی وجہ اون لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو اور جو شریعت سے بیخبر ہو کر کہتے ہین کہ شرع حکم فرماتی ہے کہ خواہش غصہ ریا سے دلکو پاک کرو اور یہ امر ممکن نہین اسو سطیکہ خدا تعالی نے آدمیکو انہی چیزون سے پیدا کیا ہے اور کہتے ہین کہ یہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص چاہے کہ سیاہ کو سفید کرے تو اس حکم کی تعمیل کرنا محال ہے اور یہ احمق یہ نہین سمجھتے کہ شرع نے یہ حکم نہین فرمایا ہے کہ غصہ وغیرہ کو دور کرو بلکہ یہ حکم کیا ہے کہ انہین ادب سکھاؤ اور اسطرح دبائے رکھو کہ شرع اور عقل پر غالب نہو جائین اور سرکشی نہ کرنے پائین اور شرع کی حدین نگاہ رکھین اور گناہ کبیرہ سے دور رہین تاکہ غفور رحیم اونکے گناہ صغیرہ بخشدے اور یہ بات ممکن ہے بہت لوگ اس درجہ پر پہونچے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہین فرمایا ہے کہ غصہ نجاہیے اور غصہ نجاہیے حالانکہ آپ سکے تو محل تھے اور فرمایا مین تمہاری طرح آدمی ہون اَغْضِبُ كَمَا يَغْضِبُ الْبَشَرُ یعنی آدمی کیطرح مجھے غصہ آتا ہے اور حقتعالے نے فرمایا ہے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ یعنی اوس شخص کی تعریف کی ہے جو غصہ کو ہضم کر جائے اوسکی تعریف نہین کی جسکو غصہ ہو وے ہی نہین پانچوین وجہ اون لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو حق تعالے کی صفتون سے بیخبر ہو کر کہتے ہین کہ خدا کریم اور رحیم ہے ہم جس حال پر ہونگے ہمپر رحم ہی فرمائیگا اور یہ نہین جانتے کہ جسطرح وہ کریم ہے شدید العقاب بھی ہے اور یہ نہین دیکھتے کہ باوصفیکہ رحیم وکریم ہے مگر بہت آدمیونکو بیماری اور سرگشتہ رکھتا ہے کہ بلا بیماری بھوک مین رکھتا ہے اور یہ نہین دیکھتے کہ جبتک لوگ کھیتی اور سوداگری نہین کرتے مال نہین پاتا

اور جبتک محنت نہین کرتے علم نہین سیکھتے اور دنیا کی تلاش مین وہ لوگ ہرگز کچھ قصور نہین کرتے اور یہ نہین کہتے کہ خدا کریم و رحیم ہے کہ کھیتی اور سوداگری کیے آپ روزی دیتا ہے باوصفیکہ حق تعالی رزق کا ضامن ہے اور فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اور آخرت کا کام حق تعالی نے عمل پر حوالہ کیا ہے اور فرمایا ہے وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ چونکہ لوگ اوسکے کرم کا ایمان نہین رکھتے اور رزق ڈھونڈھنے سے ہاتھ نہین اوٹھاتے لہذا آخرت کے بارے مین جو کچھ کہتے ہین فقط زبانی ہے اور نصیحت شیطانی ہے کچھ اصل نہین رکھتا چھٹی وجہ اون لوگون کی جہالت اور نادانی کی ہے جو اپنے اوپر غرور کر کے کہتے ہین کہ ہم ایسے درجے پر پہونچے ہین کہ گناہ ہمارا کچھ نقصان نہین کر سکتا اور کہتے ہین کہ ہمارا دین قلتین ہے کہ نجاست گناہ سے ناپاک ہی نہین ہوتا اور اکثر یہ احمق ایسے کمظرف ہوتے ہین کہ اگر کوئی شخص بے ادبی کی ایک بات انسے کرے اور انکا غرور اور ریا توڑے تو تمام عمر یہ اوسکی دشمنی مین رہتے ہین اور ایک نوالہ جسکا لالچ کرتے ہون اگر انکو نہ ملے تو تمام جہان انکی آنکھون مین تنگ تاریک ہوجاتا ہے یہ احمق ہنوز مردی اور انسانیت مین قلتین یعنی عالی ظرف نہین ہوئے ہین کہ ایسی چیزون سے پاک رہین یہ دعوی باطل کہ ہم عالی درجہ مین گناہ مین کچھ مضر نہین ان احمقون کو کب سزاوار ہے اگر مثلاً کوئی شخص ایسا بھی ہو کہ دشمنی غصہ خواہش ریا اوسکے پاس بھی نہ آئے تو اوسکا بھی یہ دعوی کرنا محض تکبر ہے اسواسطے کہ اوسکا درجہ انبیا علیہم السلام کے درجہ سے نہ بڑھ جائیگا انبیا تو اپنی چوک اور لغزش سے روتے اور توبہ کرتے تھے بڑے بڑے صحابہ چھوٹے چھوٹے گناہون سے پرہیز کرتے تھے بلکہ شبہہ کے خوف سے حلال چیزون سے بھی بھاگتے تھے اس احمق نے کاہے سے جانا کہ شیطان کے مکر مین یہ نہین پھنسا ہے اور کیونکر سمجھا کہ اسکا درجہ انبیا اور صحابہ کے مرتبے سے بڑا ہے اگر یہ احمق کہے کہ پیغمبر بھی ایسے ہی تھے کہ گناہ اونکو کچھ ضرر نہ کرتا لیکن نالہ و زاری اور توبہ فقط خلق کی تعلیم اور فائدہ کے واسطے کرتے تھے تو یہ بھی خلق کے فائدہ کے واسطے کیون نہین کرتا دیکھتا ہے کہ جو کوئی اوسکا قول و فعل دیکھتا ہے وہ بھی تباہ اور خراب ہوتا ہے اور اگر کہے کہ خلق کے تباہ ہونے سے میرا کیا نقصان ہے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کیا نقصان تھا اگر نقصان تھا تو آنحضرت صلعم اپنے تئین تقوی اور پرہیزگاری کی محنت مین کیون رکھتے تھے آنحضرت صلعم نے ایک صدقہ کا خرما منہ سے نکالکر پھینک دیا اگر کھا لیتے تو اوس سے خلق کا کیا نقصان ہوتا اوسکا کھانا سب کو درست ہوجاتا اور اگر اوس خرمے سے آنحضرت صلعم کا نقصان تھا تو ان احمقون کو شراب کے قدحون سے کیون نقصان نہین آخر اس احمق کا درجہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے سے زیادہ اور بڑھ کر نہین ہے اور شراب کے سو قدحون کا درجہ ایک خرمے سے زیادہ ہے تو یہ احمق اپنے تئین گویا دریا جانتا ہے کہ شراب کے سو قدحے اوسکو نہ بگاڑین گے اور معاذ اللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گویا پانی کا چھوٹا سا برتن سمجھتا ہے کہ ایک خرما اوسکو بگاڑ دیتا ایسا وقت ہے کہ شیطان اوس احمق کی موچھین مروڑے اور جہان کے بیوقوف اوس احمق کو مسخرا بنائین اسواسطے کہ عقلمندون کو اوسکی بات کرنے مین دریغ و انکار ہے اور اوسکی ہنسی کرنے مین ننگ و عار ہے بزرگان دین وہ لوگ ہین جو یہ بات جانتے ہین کہ جسنے خواہش کو اپنا اسیر اور زبردست نہ کیا وہ کچھ آدمی نہین ہے بلکہ جانور ہے تو جاننا چاہیے کہ آدمی کا نفس مکار اور دغاباز ہے اور سب دعوے جھوٹے کرتا ہے اور ڈینگ ہانکتا ہے کہ مین زبردست ہون پس چاہیے آدمی نفس سے اوسکے دعوی پر دلیل طلب کرے اور اوسکے سچے ہونے پر سوا اسکے کہ اپنے حکم مین نہو بلکہ شرع کے حکم مین ہو اور کوئی دلیل نہین ہے اگر شرع کی اطاعت مین ہمیشہ خوشی سے مستعد رہے تو سچا ہے اور اگر حکم شرع مین رخصت تاویل حیلہ ڈھونڈھے تو مہلت در کام پیدا کرنا

بندہ ہے اور ولایت کا دعویٰ کرتا ہے اور آخر دم تک اوس سے اس لیل کا خواستگار رہنا چاہیے ورنہ مغرور اور دنیا پر فریفتہ ہو کر تباہ
ہو جاویگا اور آدمی یہ نہین جانتا کہ متابعت شرع مین نفس کا ہمہ تن مصروف ہونا مسلمانی کا پہلا درجہ ہے ساتوین وجہ غفلت اور خواہش کی
بدولت پیدا ہوتی ہے جہالت اور نادانی سے نہین پیدا ہوتی اور یہ غیر مباح کو مباح ٹھہرانیوالا وہ فرقہ ہے جسنے اون سب چیزون سے جنکا ذکر
ابھی اوپر گذرا ہے کچھ نہ سنا ہو لیکن کسی گروہ کو دیکھا کہ اباحت کی راہ چلتے ہین اور فساد ڈالتے ہین چکنی چکنی باتین بناتے ہین اور صوفیون کا لباس
تصوف اور ولایت کا دعویٰ کرتے ہین اوس فرقہ کو بھی یہ طریقہ خوش آتا ہے اسواسطے کہ اوسکی طبیعت مین لغویات اور خواہش غالب ہوتی ہے وہ فساد کی
اوسکو اجازت دیتی ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ اس فساد کے سبب مجھپر عذاب ہوگا تاکہ فساد اوسپر تلخ اور شاق ہو جاے بلکہ کہتا ہے کہ یہ امر فساد نہین ہے کہ اوسکو فساد کہنا
حدیث ہے یعنی نبی کی بات ہے اور وہ تہمت اور حدیث کے معنی تک نہین جانتا ایسا آدمی غافل اور شہوت پرست ہوتا ہے اور شیطان اوس پر
مسلط ہوتا ہے ایسا آدمی سمجھانے سے درست نہین ہوتا کہ اوسکو بات سے شبہہ نہین پڑا ہے اور یہ گروہ اکثر اون لوگون مین سے ہے جنکی
شان مین حقتعالی نے یون ارشاد فرمایا ہے اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا اور فرمایا وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى
الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ان لوگون کے ساتھ زبان شمشیر سے بات کرنا چاہیے نہ حجت اور تقریر سے اور اس عنوان مین نصیحت کی
تفصیل اور ہر چیز کے مباح ٹھہرانیوالون کی غلطی کے بیان مین اسیقدر کفایت کرتا ہے جو بیان کیا گیا کہ اس غلطی اور گمراہی کا سبب یا یہ ہے کہ اونھون
اپنے نفس کو نہین پہچانا یا یہ ہے کہ خدا کو نہین پہچانا یا یہ ہے کہ شریعت کو نہین دریافت کیا اور جب آدمی کی نادانی ایسے کام مین ہو جو اوسکی
طبیعت کے موافق ہے تو اوس گمراہی کا زائل ہونا دشوار ہوتا ہے اسی سبب سے لوگ کچھ شک و شبہہ نہین کرتے ہین اور بے تکلف راہ اباحت مین
قدم دہرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم متحیر ہین اگر اونسے پوچھیے کہ تم کس چیز مین متحیر ہو تو جواب نہین دے سکتے اسواسطے کہ اونکو طلب ہے نہ تنبیہہ
اون لوگون کی ایسی مثل ہے جیسے کوئی شخص طبیب سے کہے کہ مجکو بیماری کا خلل ہے اور بیماری نہ بتائے تو جبتک اوسکی بیماری نجانیگا
طبیب اوسکا علاج نہ کرسکیگا ایسے آدمی کا یہی جواب ہے کہ جس چیز مین تیرا جی چاہے متحیر رہ لیکن اس بات مین شک نہ کر کہ تو بندہ ہے
اور تیرا خالق قادر اور عالم ہے جو چاہتا ہے کرسکتا ہے اور یہ بات اوسکو دلیل سے سمجھنا چاہیے جیسا اوپر بیان ہوا ہے ۞ ۞ ۞

تیسرا عنوان مسلمانی کا یہ تیسرا عنوان ہے اسمین معرفت دنیا کا بیان ہے

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ دنیا راہ دین کی منزلون مین سے ایک منزل اور اللہ کی درگاہ کے مسافرون کا رستہ ہے اور مسافرون کے
زاد راہ لینے کے واسطے صحراے معرفت کے کنارے ایک بازار آراستہ ہے دنیا اور آخرت دو حالتون سے عبارت ہے جو حالت موت
سے پہلے اور آدمی سے بہت نزدیک ہے اوسے دنیا کہتے ہین اور جو حالت موت کے بعد ہے اوسکو آخرت کہتے ہین اور دنیا سے زاد آخرت
مقصود ہے اسواسطے کہ خالق نے آدمی کو ابتداے خلقت مین سادہ اور ناقص پیدا کیا ہے لیکن اس قابل ہے کہ ایسا کمال حاصل کرے
اور ملکوت کی صورت کو اپنا نقش دل ایسا بناے کہ درگاہ الٰہی کے قابل ہو جاے یعنی وہان باریاب ہو اور مشغول نظارہ حضرت رب الارباب
ہو اور یہی امر اوسکی بہشت اور اوسکی سعادت کا منتہا ہے اور خالق نے اوسے اسیواسطے پیدا کیا ہے اور جبتک اوسکی آنکھ نہ کھلیگی اور اوسکو

جمال لازوال کو نہ پہچان سکے گا نظارہ کیا کرسکے گا اور پہچان معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور خدا کی عجیب عجیب صنعتوں کی پہچان
جمال حضرت الہی کی معرفت کی کنجی ہے اور آدمی کے حواس اون صنعتوں کی معرفت کی کنجی ہین اور بغیر اس ڈھانچے کے جو پانی مٹی سے بنا ہے
حواس ممکن نہ تھے اسوجہ سے آدمی اس خاک پانی کے عالم مین آپڑا کہ اس سے توشہ لے اور اپنے نفس کی معرفت اور تمام جہان جو
حواس سے معلوم ہوتا ہے اوسکی معرفت کی کنجی سے حق تعالے کی معرفت حاصل کرے جبتک یہ حواس آدمی کے ساتھ رہتے ہین اور مخبری
کرتے ہین تو لوگ کہتے ہین کہ آدمی دنیا مین ہے اور جب حواس رخصت ہوتے ہین اور وہ آپ اور اوسکی ذاتی صفتین فقط رہ جاتی ہین تو کہتے
ہین کہ آخرت کو روان ہوا تو دنیا مین آدمی کے رہنے کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا **فصل** آدمیکو دنیا مین دو چیزون کی حاجت ہے ایک یہ کہ
دلکو ہلاکت کے سببون سے بچائے اور دلکی غذا حاصل کرے دوسری یہ کہ بدنکو ہلاک کرنیوالی چیزون سے محفوظ رکھے اور اوسکی غذا حاصل کرے اور دل کی
غذا تو خدا کی معرفت اور محبت ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی غذا وہی ہے جو اوسکی طبیعت کی خواہش کے موافق اور اسکی خاصیت ہے اور آدمی کی
خاصیت کا بیان پہلے ہوچکا ہے اور حق تعالی کے سوا اور کسی چیز کی محبت مین ڈوبا رہنا آدمی کے دل کی ہلاکت کا سبب ہے اور بدن کی کفالت
اور خبر گیری دل ہی کے واسطے چاہیے کہ بدن فنا ہوجائیگا اور دل باقی رہے گا اور دل کیواسطے بدن اسطرح ہے جیسے کعبہ کی راہ مین حاجی
کے واسطے اونٹ اونٹ حاجی کے واسطے ہوتا ہے حاجی اونٹ کے واسطے نہین ہوتا جبتک کعبہ مین نہ پہونچے اور اونٹ سے بے فکر اور
بے پروا نہوجاوے تب تک حاجی کو چارے اور پوشش سے اونٹ کی کفالت اور خبر گیری ضرور ہے لیکن کفالت بقدر ضرورت چاہیے اگر
حاجی دن رات اونٹ کو چارہ دینے اور آراستہ کرنیکو ٹھہرا رہیگا اور اوسکی خبر گیری کیا کریگا تو قافلہ سے پیچھے رہ جائیگا اور ہلاک ہوگا اسیطرح
آدمی اگر دن رات بدن کی خبر لیا کرے گا یعنی اوسکی غذا مہیا کیا کریگا اور اوسے ہلاکت کے سببون سے بچایا کریگا تو اپنی سعادت سے
محروم رہیگا اور بدن کو دنیا مین فقط ان تین چیزون کی احتیاج ہے کھانے کی پہننے کی گھر کی کھانا غذا ہے پہننا لباس ہے گھر رہنے
کو گرمی سردی اور ہلاکت کے اسباب سے اوسکو محفوظ رکھے تو آدمی کو دنیا مین بدن کے واسطے انکے سوا اور کچھ ضرورت نہین بلکہ یہی تین چیزین
خود دنیا کی اصل ہین دل کی غذا معرفت ہے جتنی زیادہ ہو بہتر ہے اور بدن کی غذا کھانا ہے اگر حد سے زیادہ ہو ہلاکت کا باعث ہوتا ہے
لیکن حق تعالی نے خواہش کو آدمی پر تعینات کردیا ہے کہ کھانے کپڑے گھر کا تقاضا کرے تاکہ بدن جو اوسکی سواری ہے وہ ہلاک نہوجاے
اور اس خواہش کی ایسی خلقت ہے کہ ایک حد پر نہین ٹھہرتی اور زیادہ طلبی کرتی ہے خدا نے عقل کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ خواہش کو اپنی
حد پر رکھے اور پیغمبرون کی زبانی شریعت اسلیے مقرر فرمائی ہے کہ خواہش کی حد ظاہر کردین لیکن چونکہ خواہش کی حاجت تھی تو خدا نے اوسکو
لڑکپن ہی مین پیدا کیا اوسکے بعد عقل کو پیدا کیا تو خواہش نے پہلے ہی سے جگہ پکڑلی اور غالب ہوگئی اور عقل و شرع جو بعد پیدا ہوئی ہین
اونسے سرکشی کرتی ہے کہ آدمیکو ہمہ تن خورد و پوش اور مسکن کی تلاش مین مشغول کرے اس سبب سے آدمی اپنے تئین بھول جاتا ہے اور نہین جانتا
یہ خورد و پوش اور مسکن کسواسطے چاہیے اور وہ خود دنیا مین کیون آیا ہے اور دل کی غذا جو زاد آخرت ہے اوسے بھول جاتا ہے اے عزیز
ان سب باتون سے دنیا کی حقیقت اور آفت اور حاجت تو نے جانی اب چاہیے کہ دنیا کی شاخونکو پہچان اور دنیا مین جو شغل چاہیے اوسی جان
فصل اے عزیز اس بات کو جان کہ اگر دنیا کی تفصیل مین تو غور کریگا تو تجکو معلوم ہوگا کہ دنیا مین چیزون سے عبارت ہے ایک ان چیزونکی

ذاتین جو زمین پر پیدا ہوئی ہین یعنی نباتات معدنیات حیوانات کیونکہ اصل زمین مسکن اور منفعت اور زراعت کیواسطے چاہیے اور معدنیات مثلاً تانبا پیتل لوہا اوزار کے واسطے ہے اور حیوانات سواری اور کھانے کے واسطے آدمی اپنے دل اور بدن کو ان چیزون سے مشغول رکھتا ہے دلکو تو ان چیزون کی خواہش اور محبت مین اور ہاتھ پاؤن کو انکی درستی اور کارسازی مین لگائے رکھتا ہے اور دل کو ان چیزون کے ساتھ لگانے سے دلمین ایسی صفتین ظاہر ہوتی ہین جو ہلاکت کی باعث ہون جیسے حرص بخل عداوت وغیرہ اور ہاتھ پاؤن کو ان چیزون مین لگانے سے دل بھی ان چیزون سے اٹک جاتا ہے اور اپنے تئین بھولکر دنیا کے کامون مین ہمت باندھتا ہے اور جسطرح اصل دنیا تین چیزین ہین خورد و پوش اور مسکن اسیطرح جن صنعتون اور شغلون کی آدمیکو ضرورت ہے وہ بھی تین ہی ہین سنار کی صنعت جولاہے کی صنعت تھوئی کی صنعت لیکن انمین سے ہرایک کی شاخین ہین کوئی تو اسباب مہیا کرتا ہے جیسے دھنیا اور سوت کاتنے والا کہ جولاہے کا اسباب مہیا کرتا ہے اور کوئی اونکے کام کو تمام کرتا ہے جیسے درزی کہ جولاہے کے کام کو تمام کرتا ہے اور ان سبکو لکڑی لوہے چمڑے وغیرہ کے اوزارون کی احتیاج پڑی تو لوہار بڑھئی چمار پیدا ہوا اور ہرایک کو دوسرے سے مدد لینے کی احتیاج پڑی اسواسطے کہ ہرایک اپنا تمام کام آپ نہین کرسکتا تو سب دنیا مین جمع ہوگئے کہ درزی جولاہے اور لوہار کا کام کرتا ہے اور لوہار دونون کا کام انجام کرتا ہے اسیطرح ہرایک دوسرے کا کام کرتا ہے تو ان سب مین معاملہ ہوا اور اسکے سبب سے عداوتین پیدا ہوئین اور ہرایک اپنا حق دوسرے کو دینے پر نہ راضی ہوا اور دوسرے کے درپے ہوا تو اور تین چیزون کی حاجت ہوئی ایک سیاست اور سلطنت دوسرے قضا اور حکومت تیسرے علم فقہ کہ اوسکے سبب سے خلق مین سلطنت اور سیاست کرنیکے قواعد لوگ جانین اور یہ ہرایک اگرچہ پیشہ ورون کیطرح ہاتھ سے علاقہ نہین رکھتا لیکن پیشہ ہے اسوجہ سے دنیا کے شغل بہت ہوگئے اور آپسمین اولجھ گئے اور خلق نے اپنے تئین اونمین گم کردیا اور یہ نہ سمجھے کہ ان سب کی اصل فقط تین ہی چیزین یعنی خورد و پوش اور مسکن ہین یہ تمام دنیا کے شغل ان ہی تین چیزون کے واسطے ہین اور یہ تینون چیزین بدن کے واسطے ہین اور بدن دل کے واسطے تاکہ دل کی سواری ہو اور دل حق تعالی کے واسطے ہے پس اپنے تئین اور خدا کو لوگ بھول گئے جیسے حاجی کہ اپنے تئین اور کعبہ کو اور سفر کو بھول جائے اور اونٹ کی خبرگیری مین اپنی تمام اوقات ضائع کرے اے عزیز دنیا اور دنیا کی حقیقت یہی ہے جو بیان ہوئی جو کوئی دنیا مین سرپاؤن رکھکر آمادہ سفر نہ رہے اور آخرت پر جس شخص کی ہمہ تن نظر نہ رہے اور جو کوئی احتیاج سے زیادہ دنیا کے شغل اختیار کرے اوس نے دنیا کو نہین پہچانا اور اس جہل اور نادانی کا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا ہاروت ماروت سے زیادہ جادوگر ہے اس سے حذر کرو جب دنیا کا اتنا بڑا جادو ہے تو اوسکے مکر و فریب جاننا اور مثال دینے سے اوسکا کام خلق پر ظاہر کرنا واجب ہوا اب اوسکی مثال سننے کا وقت ہے فصل پہلی مثال اے عزیز اس بات کو جان اور اس نکتہ کو پہچان کہ دنیا کا پہلا جادو یہ ہے کہ وہ اپنے تئین تجکو ایسا دکھاتی ہے کہ تو سمجھے کہ وہ تیرے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ تو ہمیشہ تجھسے گریزان ہے لیکن آہستہ آہستہ اور ذرہ ذرہ ہٹتی ہے اوسکی یہ مثال ہے کہ اوسکا سایہ کا سا حال ہے سایہ کو جب دیکھے ٹھہرا نظر آتا ہے لیکن ہمیشہ کھسکتا جاتا ہے اور تجکو معلوم ہے کہ تیری عمر ہمیشہ روان ہے آہستہ آہستہ ہر دم کم ہوتی جاتی ہے وہی دنیا ہے کہ تجھسے گذرتی ہے اور تجھے رخصت کرتی ہے اور تجکو کچھ خبر نہین دوسری مثال دنیا کا دوسرا جادو یہ ہے کہ اپنے تئین یہانتک تجھی پر اور دو

دکھاتی ہے کہ تجکو اپنا عاشق بناتی ہے اور تجھسے ظاہر کرتی ہے کہ تیرے ساتھ وفا کریگی اور کسی کے پاس نجائیگی اور دفعۃً تجھے چھوڑ کر
تیرے دشمن پاس چلی جاتی ہے اوسکی مثال ایسی ہے کہ وہ گویا آوارہ اور مفسد رنڈی ہے مردونکو بہانہ سے لبھاتی ہے کہ اپنا عاشق
بناتی ہے تب اپنے گھر لیجاتی ہے اور موت کا مزہ چکھاتی ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے مکاشفہ مین دنیا کو بوڑہیا عورت کی صورت پہ
دیکھا پوچھا کہ تو نے کتنے خاوند کیے کہا کہ اس کثرت سے کہ گنتی مین نہین آسکتے پوچھا مر گئے یا طلاق دی کہا نہین مین نے سبھو کو مار ڈالا
حضرت عیسی نے فرمایا کہ ان اور احمقون سے تعجب ہے کہ دیکھتے ہین کہ اورونکے ساتھ تو نے کیا کیا اور پھر تیری رغبت کرتے ہین عبرت
نہین کرتے اَللّٰهُمَّ اَعْصِمْنَا مِنْ سِحْرِهَا تیسری مثال دنیا کے سحر کی یہ ہے کہ اپنی ظاہری صورت آراستہ رکھتی ہے اور
اوسمین جو بلا اور محنت ہے اوسکو پوشیدہ رکھتی ہے کہ نادان اوسکا ظاہر دیکھکر فریفتہ ہوجاے اوس بوڑھیا عورت کی سی اوسکی مثال
ہے جو کہ اپنا مُنہ تو چھپالے اور لباس فاخرہ سے آراستہ ہوجالے زیور بیش بہا سے پیراستہ ہوجالے کہ جو کوئی دور سے اوسے دیکھتا ہے
عاشق زار ہوجاتا ہے اور جب اوسکے مُنہ سے نقاب ہٹاتا ہے ذلیل ہوکر اوسکی صورت سے بیزار ہوجاتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے
یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن دنیا کو زشت رو بوڑھیا کی صورت پر فرشتے لائینگے اوسکی آنکھین سبز
ہونگی بڑے بڑے دانت مُنہ کے باہر نظر آئینگے خلق جب اوسے دیکھیگی کہیگی نعوذ باللہ یہ زشت و زبون رسوا کون ہے فرشتے
کہینگے یہ وہی دنیا ہے جسکے سبب تم آپسمین حسد دشمنی کرکے ایک دوسرے سے لڑتے مرتے تہے قرابتین چھوڑدین اوسپر فریفتہ ہوگئے پھر دنیا کو دوزخ
مین ڈالدینگے وہ کہیگی بارخدایا جو میرے دوست تہے وہ کہان ہین حق تعالے فرمائیگا کہ اون لوگون کو بھی اوسکے ساتھ دوزخ مین پہونچا
نعوذ باللہ چوتھی مثال اگر کوئی حساب کرے کہ ازل سے کسقدر زمانہ گذرا جسمین دنیا نہتھی اور ابد تک کتنا زمانہ ہے جسمین نہوگی تو معلوم ہوگا
کہ دنیا کی مثل ایسی ہے جیسے مسافر کی راہ کہ اوسکی ابتدا گہوارہ ہے اور انتہا قبر اور درمیان مین گنتی کی چند منزلین ہین ہر برس گویا منزل ہے
ہر مہینا فرسنگ ہر دن میل ہے ہر دم قدم اور وہ ہمیشہ روان ہے کسی کو ایک فرسنگ راہ ہے کسی کو زیادہ کسی کو کم اور وہ ایسا ہوکر
بیٹھا ہے کہ گویا ہمیشہ دنیا مین رہیگا دنیا کے کامون کی ایسی تدبیر کرتا ہے کہ دس برس تک پھر اون کامون کا محتاج نہو اور دس دن مین
زیر خاک ہوجائیگا پانچوین مثال اے عزیز اس بات کو جان اور یقین مان کہ دنیا کے لوگ جو حظ دنیا اوٹھاتے ہین اور اوسکی عوض مین
ذلت اور مصیبت جو قیامت کو اوٹھائینگے اس لذت اور اس مصیبت کے اوٹھانے مین ان لوگون کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی عمدہ
کھانا خوب چکنا اور میٹھا یہانتک کھائے کہ اوسکا معدہ خراب ہوجاے تو اوسوقت قے کرتا ہے اور دوستون کے ہاتھون رسوا ہوتا ہے
اور شرم کھاتا ہے اور پشیمان ہوجاتا ہے کہ لذت گئی ذلت رہی اور جیسے کھانا جتنا بھاری اور عمدہ ہوتا ہے اوتنا ہی اوسکا ثفل بدبودار
غلیظ گندہ ہوتا ہے اوسیطرح جتنی زیادہ دنیا کی لذت ہوتی ہے عاقبت مین اوتنی ہی اوسکی رسوائی اور ذلت ہوتی ہے اور یہ امر جانکنی
کے وقت خود ظاہر ہوجاتا ہے کہ جسکی نعمت اور دولت یعنی باغات لونڈیان غلام سونا چاندی جسقدر زیادہ ہوتا ہے جانکنی کے وقت
اوسکی جدائی کا رنج بھی مفلس کی نسبت اوسے اوتنا ہی زیادہ ہوتا ہے اور وہ رنج و عذاب موت سے زائل نہین ہوتا ہے بلکہ زیادہ ہوجاتا ہے
اسواسطے کہ دوستی دنیا دل کی صفت ہے اور دل موت کے بعد برقرار رہتا ہے چھٹی مثال دنیا کا کام جو پیش آتا ہے تھوڑا دکھائی دیتا ہے

لوگ جانتے ہین کہ اس کام کا شغل بہت نہوگا اور ایسا ہوتا ہے کہ اوس کام سے سو کام پیدا ہوجاتے ہین اور اوسکی تمام عمر اوسی مین
گذر جاتی ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طالب دنیا ایسا ہے جیسے سمندر کا پانی پینے والا جتنا زیادہ پیتا ہے اوتنا ہی زیادہ
پیاسا ہوتا ہے اور یہانتک پیتا ہے کہ ہلاک ہوجاتا ہے اور اوسکی پیاس ہرگز نہین بجھتی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ ممکن نہین
کہ کوئی شخص پانی مین جاے اور تر نہو اسیطرح یہ بھی ممکن نہین کہ کوئی شخص دنیا کے کام مین لگے اور آلودہ نہو ساتوین مثال جو شخص دنیا مین آیا ہے
اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی میزبان کے پاس کوئی مہمان ہو اور اوس میزبان کی یہ عادت ہو کہ ہمیشہ مہمانون کے واسطے مکان آراستہ
رکھتا ہو اور مہمانون کو گروہ گروہ بلاکر سونے کے طباق اور عود اور خوشبو سلگتی ہوئی چاندی کی انگیٹھیان اوسکے سامنے رکھے کہ وہ معطر ہوجائین
اور خوشبو مین بس جائین اور طباق اور انگیٹھی چھوڑ جائین کہ اور لوگ آئینگے تو جو مہمان اوس میزبان کی رسم سے آگاہ ہوتا ہے اور
عقلمند ہوتا ہے انگیٹھی مین خوشبو ڈالکر معطر ہوجاتا ہے اور طباق انگیٹھی خوشی سے چھوڑ آتا ہے اور شکر بجالاتا ہے اور چلا جاتا ہے اور
جو مہمان احمق ہوتا ہے جانتا ہے کہ یہ طباق اور انگیٹھی اور عود اور خوشبو میزبان سب مجھکو دیدیگا کہ مین لیجاؤن جب چلتے وقت لوگ اوس سے
لے لیتے ہین تو رنجیدہ اور ملول ہوتا ہے اور چلا جاتا ہے دنیا بھی گویا مہمان سرا مسافرون پر وقف ہے کہ اپنا توشہ لے لین اور جو کچھ سراے مین ہے
اوسکا لالچ نہ کرین آٹھوین مثال دنیا کے کامون مین اہل دنیا کا مشغول ہونا اور آخرت کو بھول جانا اسکی مثال ایسی ہے جیسے آدمیون کی
ایک جماعت کشتی مین اور کشتی کسی جزیرہ مین پہونچے وہ جماعت حاجت انسانی اور طہارت جسمانی کے واسطے کشتی سے باہر آئے اور کشتیبان
نے منادی کردی ہو کہ کوئی بہت دیر نہ لگائے طہارت کے سوا اور کسی کام مین مشغول نہوجائے کہ کشتی جلد روانہ ہوجائیگی اور یہ لوگ اوس
جزیرہ مین جاکر پراگندہ ہوگئے ایک گروہ جو بہت عقلمند تھا اوس نے پھرتی سے طہارت کرلی اور پھر آیا کشتی خالی پائی جو جگہ اپنے موافق
نظر آئی لے لی اور ایک گروہ اوس جزیرہ کے عجائبات دیکھنے کو ٹھہر گیا وہان خوش رنگ پھول اور خوش آواز جانور اور سنگریزے منقش اور
رنگا رنگ دیکھنے لگا جب پھر آیا تو کشتی مین کشادہ جگہہ نہ پائی تنگ تاریک جگہہ مین بیٹھا اور تکلیف اوٹھائی اور ایک گروہ نے عجائبات دیکھنے پر
بھی کفایت نہ کی وہان سے عمدہ عمدہ سنگریزے چنکر لایا اور کشتی مین اونکے رکھنے کی جگہہ نہ پائی تنگ جگہہ مین آپ تو بیٹھا اور سنگریزون کو
اپنی گردن پر رکھہ لیا جب دو دن گذرے اور سنگریزونکا عمدہ رنگ بدلکر سیاہ ہوگیا اور بدبو آنے لگی اون بدرنگ اور بدبودار سنگریزونکے
پھینکنے کی جگہہ بھی نہ ملی وہ گروہ پشیمان ہوا اور اوس بوجھ اور تکلیف کو اپنی گردن پر لادنا پڑا اور ایک گروہ اوس جزیرے کے عجائبات دیکھکر
ایسا متحیر ہوا کہ اونھین دیکھتا ہی رہا اور کشتی چل نکلی وہ دور پڑا رہا کشتیبان کا پکارا کہا نہ سنا اوسی جزیرہ مین پڑا رہا یہانتک کہ اوس گروہ کے
بعضے آدمی بھوک کے مارے مر گئے بعضونکو درندون نے ہلاک کرڈالا پہلا عقلمند گروہ پرہیزگار مسلمانون کے مثل ہے اور پچھلا گروہ جو ہلاک ہوا
کافرون کے مانند ہے کہ اپنے تئین اور خدا اور آخرت کو بھولکر اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالہ کردیا اِسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ اور
بیچ والے دونون گروہ گنہگارونکے مانند ہین کہ اصل ایمان محفوظ رکھا لیکن دنیا سے ہاتھہ نہ کھینچا ایک گروہ نے مفلسی کے ساتھ سیر کی حظ اوٹھایا
ایک نے سیر کی اور سنگریزے لاکر اپنے تئین گرانبار بھی بنایا **فصل** العزیز دنیا کی برائی جو کہی گئی اس سے یہ گمان نہ کرنا کہ جو کچھہ دنیا مین ہے
سب برا ہے بلکہ دنیا مین بہت سی چیزین ایسی ہین کہ وہ دنیا مین سے نہین ہین اسواسطے کہ علم و عمل دنیا مین ہے اور دنیا مین سے نہین ہے

ایسے کہ آخرت مین آدمی کے ساتھ جائیگا علم تو بعینہٖ آدمی کے ساتھ رہتا ہے اور عمل اگرچہ بعینہٖ نہین رہتا لیکن اوسکا اثر رہتا ہے اور اوسکے اثر کی دو قسم ہین ایک تو ہر دل کی پاکی اور صفائی جو گناہ ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور ایک حق تعالی کے ذکر کی محبت جو ہمیشہ عبادت کرنے سے حاصل ہوتی ہے تو یہ سب باقیات صالحات ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ علم اور مناجات کی لذت اور حقتعالی کے ذکر کی الفت سب لذتون سے بڑھ کر ہے اور دنیا مین ہے دنیا مین سے نہین ہے تو دنیا کی سب لذتین بری نہین ہین بلکہ جو لذتین فنا ہو جاتی ہین باقی نہین رہتین وہ بھی سب بری نہین ہین بلکہ اوسکی بھی دو قسم ہین ایک وہ لذت جو دنیا مین سے ہے اور مرنے کے بعد فنا بھی ہو جاتی ہے لیکن آخرت کے کامون اور علم و عمل اور مسلمانون کی بڑھتی کی مددگار ہے جیسے وہ نکاح اور خور و پوش اور مسکن جو ضرورت کے قدر ہو اور راہ آخرت کیواسطے ضرور ہو جو شخص دنیا مین اسقدر پر قناعت کرے اور فراغت سے دین کا کام کرنیکی نیت کرے وہ شخص دنیا دار نہین مذموم اور بری تو وہ دنیا ہے جس سے دین کا کام نہ مقصود ہو بلکہ وہ اس عالم مین غفلت اور اترانے اور دل لگنے کا باعث ہو اور اوس عالم سے نفرت پیدا ہونیکا موجب ہو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ یعنی یون حدیث شریف مین آیا ہے کہ دنیا خود ملعون ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اوسمین مدد کرے حقیقت دنیا کی تفصیل اور دنیا سے جو مقصود ہے اوسکا بیان اسیقدر یہان کافی ہے باقی ارکان معاملہ کے تیسری قسم مین جسکو راہ دین مین کھٹکے کی جگہ کہتے ہین بیان ہوگا انشاء اللہ تعالی وہان پر بخوبی بیان ہوگا

چوتھا عنوان مسلمانیکا یہ چوتھا عنوان ہے اسمین معرفت خدا آخرت کا بیان ہے

اے برادر اس بات کو یاد رکھ کہ کوئی شخص حقیقت آخرت نہ پہچانیگا جبتک حقیقت موت نجانیگا اور حقیقت موت نہ معلوم کریگا تاوقتیکہ حقیقت زندگی نہ جان لیگا اور حقیقت زندگی نہ سمجھ مین آئیگی جب تک حقیقت روح نہ جان لی جائیگی اور حقیقت روح جاننا یہی اپنے نفس کی حقیقت کا پہچاننا ہے جسکا تھوڑا سا بیان اوپر گذرا ہے اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ ہمنے پہلے کہا ہے کہ آدمی دو چیز سے بنا ہے ایک روح دوسرا بدن تو روح سوار ہے اور بدن اوسکا گویا سواری ہے اور اس روح کو کالبد کی وجہ سے آخرت مین ایک حالت ہوگی اور دوزخ یا جنت ہوگی اور بے شرکت اور مداخلت قالب کے فقط اپنی ذات سے بھی روح کو ایک حالت ہوگی اور دوزخ اور جنت اور سعادت اور شقاوت ہوگی اور دل کی اون لذتون اور نعمتون کو جو قالب کیواسطے اور ذریعہ سے نہون ہم بہشت روحانی کہتے ہین اور دل کے اون رنج و الم کو جو بیواسطہ قالب ہون آتش روحانی کہتے ہین لیکن وہ بہشت اور دوزخ جسمین قالب واسطہ ہے خود ظاہر ہے باغ نہرین حورین بڑے بڑے محل کھانا پینا وغیرہ جنت سے حاصل ہے اور آگ سانپ بچھو اور درخت وغیرہ دوزخ سے حاصل ہے اور اس دوزخ اور جنت کا ذکر قرآن اور حدیث مین مشہور ہے اور سبھون کی سمجھ مین آسکتا ہے اور اوسکی تفصیل کتاب احیاء العلوم کی کتاب ذکر الموت مین لکھی ہے اور یہان اسی پر اقتصار کرتے ہین کہ بہشت دوزخ روحانی کا ذکر اشارۃً اور حقیقت موت کا بیان بتفصیل کرتے ہین کیونکہ اسکو ہر ایک نہین جانتا ہے ہر کس و ناکس نہین پہچانتا ہو اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہے یعنی حق تعالی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ یہ بہشت روحانی مین ہوگا اور مثل

عالم ملکوت کیطرف ایک روزن ہے اوسی سے یہ اسرار معلوم ہوتے ہین اور انمین کچہ شک وشبہہ نہین رہتا جسکے دل کا روزن عالم ملکوت
کیطرف کہلتا ہے اوسے آخرت کی سعادت اور شقاوت کا یقین کامل ہوجاتا ہے فقط سنکر یا ان لینے سے نہین بلکہ مشاہدہ اور معاینہ
کرنے سے باور آتا ہے جسطرح طبیب یہ بات پہچانتا ہے کہ اس جہان مین بدن کیواسطے سعادت اور شقاوت ہے جسکا نام صحت وعلالت ہے اور
اوسکے بہت سے سبب ہوتے ہین مثلاً دوا پینا پرہیز کرنا سعادت بدن کا سبب ہے اور بہت کہانا پرہیز نکرنا شقاوت تن کا سبب ہے
اسیطرح اس شخص کو بھی مشاہدے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ دل کے لیے یعنی آدمی کی روح کے واسطے سعادت اور شقاوت ہے اوس سعادت کی
دوا جس سے وہ حاصل ہو معرفت اور عبادت ہے اور اوسکا زہر جس سے وہ زائل ہو جہل اور معصیت ہے اور یہ جاننا بہت بڑا اور معزز علم ہے
بہت لوگ جو علما کہلاتے ہین اس علم سے غافل بلکہ منکر ہین بدن ہی کی جنت اور دوزخ کو فقط مانتے ہین اور آخرت کو فقط سماعت اور
تقلید ہی سے جانتے ہین اور ہمنے (یعنی امام والامقام نے) دلیلون سے اس امر کی تحقیق اور تشریح مین عربی کتابین لکھی ہین اور اس مین
اتنا ہی کہا جاتا ہے کہ جو شخص زیرک اور چالاک ہے اور جسکا باطن تعصب اور تقلید کی آلایش سے پاک ہے وہ یہ راہ پائیگا اور آخرت کا حال
اوسکے دل مین ثابت اور محکم ہوجائیگا آخرت کے ساتہ اکثر لوگون کا ایمان ضعیف اور متزلزل ہے **فصل** اے عزیز اگر تو کچہ حقیقت موت جانا
چاہتا ہے اور اوسکے معنی پہچانا چاہتا ہے تو یہ امر جان اور یہ بات مان کہ ایک آدمی کی دو روحین ہین ایک روح حیوانات کی جنس سے ہے
اوسکا نام روح حیوانی ہے اور ایک روح ارواح ملائکہ کی جنس سے ہے اوسکا نام روح انسانی ہے اور اس روح حیوانی کا چشمہ دل ہے
یعنی وہ گوشت کا لوتھڑا جو سینہ مین بائین طرف لٹکتا ہے اور وہ روح حیوانی کے اخلاط باطن کا بخار لطیف ہے اوسکا مزاج معتدل ہے
دل سے دہڑکتی رگون کے ذریعہ سے نکلکر دماغ اور سب اعضا مین جاتی ہے اور یہ روح حس وحرکت کی قوت کو اوٹھائے ہوئے ہے
جب دماغ مین پہونچتی ہے تو اوسکی گرمی کم ہوجاتی ہے اور وہ نہایت اعتدال پاتی ہے آنکہ کو اوس سے دیکہنے کی قوت ہوتی ہے
کان کو اوس سے سننے کی قدرت ہوتی ہے اسیطرح سب حواس حاصل ہوجاتے ہین اوس روح کی مثال چراغ کی ایسی ہے کہ جب گھر مین
آتا ہے جہان پہونچتا ہے وہان گھر کی دیوارین روشن ہوجاتی ہین جسطرح چراغ سے دیوارون پر روشنی پیدا ہوتی ہے اسیطرح خدا کی
قدرت سے روح کی بدولت آنکھون مین نور کانون مین سننے کا مقدور اور سب حواس پیدا ہوتے ہین اگر کسی رگ مین سدہ اور گرہ
پڑجاتی ہے تو جو عضو اوس گرہ کے بعد ہے بیکار اور فالج کا مارا ہوجاتا ہے اوسمین کچہ حس وحرکت اور قوت نہین رہتی طبیب یہ کوشش
کرتا ہے کہ وہ سدہ اور گرہ کہلجائے روح گویا چراغ کی لو ہے اور دل بتی اور غذا تیل اگر تیل نہ ڈالا جائے تو چراغ ٹھنڈا ہوجاتا ہے
اسیطرح اگر غذا نہ دیجائے تو روح کا معتدل مزاج جاتا رہتا ہے اور حیوان مرجاتا ہے اگر تیل ہو اور بتی زیادہ تیل کھینچے تو جل جاتی ہے
اور پھر تیل نہین پیتی اسیطرح بہت زمانہ کے بعد دل بھی ایسا ہوجاتا ہے کہ غذا نہین قبول کرتا اور جسطرح چراغ پر جب کوئی چیز ماریجائے
تو تیل بتی برقرار ہونے پر بھی چراغ بجہہ جاتا ہے اسیطرح جب کسی حیوان پر زخم شدید پہونچے تو مرجاتا ہے اور اوس روح کا مزاج
جیسا چاہیے ویسا معتدل جبتک رہتا ہے تو خدا کے حکم سے ملائکہ آسمان کے انوار سے معانی لطیف مثلاً حس وحرکت کی قوت کو قبول
کرتی ہے جب وہ مزاج حرارت برودت کے غلبہ سے یا اور کسی سبب سے جاتا رہتا ہے تو روح ان اثرون کو قبول کرنیکے لائق نہین رہتی

جسطرح آئینہ کہ جب تک اوسکا ظاہر صاف اور درست رہتا ہے صورت والی چیزون کی شکلین قبول کرتا ہے یعنی صورتین اوسمین
نظر آتی ہین اور جب خراب اور زنگ آلود ہو جاتا ہے تو صورت نہین قبول کرتا یعنی اوسمین عکس نہین نظر آتا ہے یہ امر اس سبب سے
نہین ہوتا کہ صورتین ہلاک یا غائب ہو گئین بلکہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ آئینہ صورتین قبول کرنیکے لائق نہ رہا اسیطرح اس بخار لطیف معتدل
یعنی روح حیوانی مین حس وحرکت وغیرہ قبول کرنیکی قابلیت اوسکے اعتدال مزاج کے ساتھ وابستہ ہے جب اعتدال زائل ہو جاتا ہے تو یہی
حس وحرکت وغیرہ کی قوتون کو قبول نہین کرتی جب قبول نکیا تو اعضا اوسکے انوار سے محروم اور بیحس وبیحرکت رہتے ہین اور لوگ کہتے ہین
کہ یہ حیوان مرگیا اور مرگ حیوانی کے یہی معنی ہین اور جو شخص روح حیوانی کا اعتدال دور کرنیکے اسباب جمع کرنیوالا ہے وہ بندگان خدا مین
سے ایک بندہ ہے اوسے ملک الموت کہتے ہین خلق اوسکا نام جانتی ہے اوسکی حقیقت نہین پہچانتی ہے کہ اوسکا پہچاننا دشوار ہے مرگ
حیوانات کے یہی معنی ہین لیکن آدمی کی موت اور طرح پر ہے کیونکہ اوسمین روح حیوانی جو حیوانات مین ہوتی ہے وہ ہے اور اوسکے علاوہ
اور روح بھی ہے اوسکا نام روح انسانی اور دل ہے اوپر بعض فصلون مین اسکا ذکر ہو چکا ہے وہ روح اس روح حیوانی کی جنس سے نہین
ہے جو ہوا سے لطیف اور بخار پختہ اور صاف کے مانند ایک جسم ہے یہ روح انسانی جسم نہین ہے اسواسطے کہ قسمت پذیر نہین ہے اور حقتعالے
کی معرفت اوسمین سماتی ہے اور جسطرح حقتعالے ایک ہے اور قسمت پذیر نہین ہے اوسیطرح اوسکی معرفت بھی ایک ہے اور قسمت پذیر نہین ہے
تو معرفت کسی قسمت پذیر جسم مین نہین سماتی بلکہ اوس چیز مین سماتی ہے جو یگانہ ہے اور قسمت پذیر نہین ہے الغرض انسان مین بھی بتی اور روشنی تینون
چیزین فرض کرلے بتی گویا قالب ہے اور چراغ کی شیم روح حیوانی اور روشنی روح انسانی اور جسطرح چراغ کی روشنی چراغ سے بہت لطیف ہوتی ہے
اور روشنی کیطرف گویا اشارہ نہین ہو سکتا اسیطرح روح انسانی بھی روح حیوانی کی بہ نسبت گویا لطیف ہے اور اوسکی طرف بھی اشارہ نہین ہو سکتا
اگر لطافت کی نظر سے خیال کیا جاے تو یہ مثال ٹھیک ہے لیکن اور وجہ سے ٹھیک نہین ہے کہ چراغ کی روشنی جو چراغ کی تبع اور فرع ہے جب چراغ
گل ہو وہ زائل بالکل ہو اور روح انسانی روح حیوانی کے تابع نہین ہے بلکہ روح انسانی اصل ہے اور روح حیوانی کے زائل ہونیسے باطل نہین ہوتی اگر اسکی مثال چاہیے
تو ایک نور فرض کر کہ چراغ سے بہت لطیف ہے اور چراغ کا قیام اوسکے سبب سے ہے اوسکا قیام چراغ کے سبب سے نہین کہ یہ مثال ٹھیک ہو جاے اور روح حیوانی ایک
وجہ سے روح انسانی کی گویا سواری ہے اور ایک وجہ سے اوسکا ہتیار ہے جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہو جاتا ہے قالب مردہ ہو جاتا ہے
اور روح انسانی برقرار رہتی ہے لیکن بے سوار اور بے ہتیار ہو جاتی ہے سواری تباہ ہونے سے سوار نیست ونابود نہین ہو جاتا ہے
ہتیار یعنی تنہا ہو جاتا ہے اور یہ ہتیار اوس سوار کو اسواسطے مرحمت ہوا ہے کہ ہماے محبت اور عنقاے معرفت الہی کو شکار کرے اگر شکار
کر چکا ہے تو ہتیار کا ضائع ہو جانا اوسکے حق مین بہتر ہے کہ بوجھ سے سبکدوش ہوا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا ہے کہ موت مومن کا تحفہ اور ہدیہ ہے وہ یہی بات ہے جو کوئی شکار کھیلنے کو دام لیے ہے اور بوجھ اپنے اوپر گوارا کیے ہے
جب شکار اوسکے ہاتھ آئے تو دام کا ضائع ہو جانا اوسکو غنیمت ہوتا ہے اور معاذ اللہ اگر شکار ہاتھ آنے کے پہلے ہی دام ضائع
ہو جاتا ہے تو شکاری حسرت بنہایت کرتا ہے اور مصیبت بے نہایت اوٹھاتا ہے اور یہی حسرت والم پہلے عذاب قبر ہوتا ہے فصل پس
جاننا چاہیے کہ اگر کسی کے ہاتھ پاؤن شل ہو جائین تو وہ خود سلامت رہتا ہے کیونکہ نہ وہ ہاتھ ہے نہ پاؤن بلکہ ہاتھ پاؤن اوسکے آلات ہین

اور وہ اونکو اپنے کام مین استعمال کرتا ہے اے عزیز جسطرح ہاتھہ پاؤن تیری اصل حقیقت نہین ہین اوسیطرح پیٹھہ پیٹ سر بلکہ تمام قالب
بھی تیری اصل ماہیت نہین ہین اگر یہ سب شل ہوجاوین تب بھی تیرا برقرار رہنا ممکن ہے اور موت کے یہی معنی ہین کہ تمام بدن شل ہوجاتا
اسواسطے کہ ہاتھہ شل ہوجانا اسیکا نام ہے کہ ہاتھہ تیرا تابعدار نہ رہے یعنی تجکو اوسپر اختیار نہ رہے اور ہاتھہ مین ایک صفت تھی جسے قدرت
کہتے ہین اوسکی وجہ سے ہاتھہ خدمت کرتا تھا وہ صفت روح حیوانی کے چراغ کی روشنی تھی کہ ہاتھہ کو پہونچتی تھی جن رگون کی راہ وہ روح
ہاتھہ مین جاتی تھی جب اون مین گرہ پڑی قدرت جاتی رہی ہاتھہ خدمت سے معذور ہوا اسیطرح تمام بدن جو تیری خدمت اور اطاعت کرتا
روح حیوانی کے باعث سے کرتا ہے جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہوتا ہے بدن اطاعت نہین کرسکتا اسی کو موت کہتے ہین اگرچہ قالب
یعنی بدن اپنی جگہہ پر برقرار نہین ہے مگر تو اپنی جگہہ پر برقرار رہتا ہے اور تیرے وجود کی حقیقت یہ قالب کیونکر ہوگا اگر تو سوچیگا تو یہ بات
جان جائیگا کہ تیرے یہ اعضا وہ نہین ہین جو کہ لڑکپن مین تھے اسواسطے کہ وہ سب بخارات تحلیل ہوگئے اور غذا سے اونکے بدلے اور اعضا
پیدا ہوئے تو قالب وہ نہین ہے اور تو وہی ہے پس تیری ہستی اس قالب سے نہین ہے اگر قالب تباہ ہوجائیگا تو ہوجائے تو اپنی
ذات سے اوسیطرح زندہ رہیگا لیکن تیرے اوصاف کے دو قسم ہین ایک مین قالب کی شرکت ہے جیسے بھوک پیاس نیند یہ اوصاف
بے مادہ اور بے جسم کے ظاہر نہین ہوتے اور موت سے زائل ہوجاتے ہین اور دوسرے مین قالب کی شرکت نہین جیسے خدا کی معرفت
اور اوسکے جمال لازوال کی زیارت اور ان باتون سے مسرت اور فرحت یہ تیری ذاتی صفت ہے اور تیرے ساتھ رہیگی اور باقیات
صالحات کے یہی معنی ہین اور اگر معرفت کی عوض جہل ہے یعنی حق تعالے کی پہچان نہین ہے تو یہ بھی تیری ذاتی صفت ہے اور
تیرے ساتھ رہیگی اور یہ جہل ہے تیری روح کا اندھا پن اور تیری شقاوت کا تخم ہوگا مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ
اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا تو جبتک تو ان دونون روحون کی حقیقت اور ان دونون کا فرق اور باہم انکا علاقہ نہ پہچانیگا موت کی
حقیقت بھی نہ جانیگا فصل اے عزیز اب اس بات کو جان کہ روح حیوانی اس عالم سفلی سے ہے اسواسطے کہ وہ خلطون کے بخارات
کی لطافت سے مرکب ہے اور خلط چار ہین خون بلغم صفرا سودا اور ان چارون خلطون کی چار اصلین ہین آگ پانی خاک ہوا اور انکے
مزاج کا اختلاف اور اعتدال گرمی سردی تری خشکی کی کمی زیادتی سے ہوتا ہے اور علم طب سے یہی غرض ہے کہ ان چارون طبعونکے
اعتدال کا روح مین یہانتک لحاظ رکھے کہ یہ روح حیوانی اوس روح کی سواری کے لائق ہوجاے جسکو ہم روح انسانی کہتے ہین او
وہ اس عالم سفلی سے نہین ہے بلکہ عالم علوی اور فرشتون کی اصل سے ہے اور اوسکا اس عالم مین آنا مسافرانہ ہے اوسکی ذات کی خواہش سے
نہین اوسکا یہ سفر اسواسطے ہے کہ ہدایت سے اپنا توشہ لیوے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ
مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ اور یہ جو حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ
فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ ان دو روحون کے اختلاف کیطرف اشارہ ہے ایک کو مٹی کے ساتھ حوالہ فرمایا اور اوسکے
اعتدال مزاج کو اس عبارت سے تعبیر کہ سویتہ یعنی اوسے مین نے طیار اور مہیا کیا اور یہی اعتدال ہے پھر اسوقت ارشاد کیا نفخت فیہ
مین روحی اسکو اپنے ساتھ منسوب فرمایا اوسکی یہ مثال ہے جیسے کوئی پارچہ کتان کی مشعل بنائے کہ وہ جلنے کے لائق ہوجاے پھر اوسکو آگ

پاس لیجا کر پھونکے کہ اوسمین آگ لگجاے اور جسطرح حیوانی سفلی کو اعتدال ہے اور علم طب اس اعتدال کے اسباب کو شامل ہے کہ روح حیوانی سے بیماری دفع کرکے اور اوسے اسباب ہلاکت سے بچائے اسیطرح روح انسانی علوی جو حقیقت دل ہے اوسکے واسطے بھی اعتدال ہے کہ علم اخلاق و ریاضت جو شریعت سے ہے اوسکے اعتدال کو دیکھے رہتا ہے اور یہی امر روح انسانی کی صحت کا سبب ہوتا ہے چنانچہ ارکان مسلمانی مین اسکا بیان آئیگا تو یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی آدمی کی روح کی حقیقت کو نہ پہچانیگا ممکن نہین کہ وہ آخرت کو خوب پہچانے جیسے یہ ناممکن ہے کہ جو کوئی اپنے تئین نہ پہچانے وہ حق تعالے کو پہچان لے تو اپنی معرفت کلید معرفت جناب احدیت ہے اور حقیقت ارواح کی معرفت کلید معرفت آخرت ہے اللہ تعالی کا اور روز قیامت کا ایمان لانا دین کی اصل ہے ہمنے اسی سبب سے اس معرفت کو مقدم کیا لیکن ایک بھید اوسکے اوصاف کے بھیدون مین سے کہ وہی اصل ہے ہمنے نہین بیان کیا کہ اوسکے بیان کرنیکی اجازت نہین اور ہر ایک کو اوسکے سمجھنے کی طاقت نہین اور تمام معرفت حق اور معرفت آخرت اوسی پر موقوف ہے اے عزیز ایسی محنت کر کہ اپنی کوشش اور طلب سے تو خود اوسکو پہچان لے اسواسطے کہ اگر کسی سے تو وہ بھید سُنے گا تو اوسکے سننے کی تاب نہ لائیگا بہتون نے وہ صفت خدا کی شان مین سنی اور باور نہ کی اور اوسکے سننے کی تاب نہ لاسکے انکار کرگئے کہا کہ خود ممکن ہی نہین اور یہ تنزیہ اور پاکی نہین بلکہ تعطیل اور بیکاری ہے جب یہ حال ہے تو آدمی کے حق مین اوس صفت کے سننے کی توکیونکر تاب نہ لائیگا بلکہ وہ صفت خدا تعالی کی شان مین نہ حدیث مین صاف صاف ہے نہ قرآن مین اسی سبب سے جو لوگ اوسے سنتے ہین انکار کرتے ہین اور انبیا علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ یعنی لوگون سے ایسی بات کہو جسکے سمجھنے کی اونھین طاقت ہو اور بعض انبیا پر وحی آئی ہے کہ ہماری صفتون مین جس صفت کو لوگ نہ سمجھ سکین وہ اونسے نہ کہو جانتے ہو کہ اگر وہ نہ سمجھ سکین گے تو انکار کرینگے اور انکار اونکے حق مین مضر ہے

فصل

یہ سب جو بیان ہوا اس سے تونے یہ پہچانا کہ آدمی کی جان کی حقیقت اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنی ذات اور خاص صفات کے قیام مین قالب سے آدمی مستغنی اور بے پروا ہے اور اوسکی نیستی موت کے معنی یہ نہین ہین بلکہ قالب سے اوسکے تصرف کا منقطع ہوجانا موت کے معنی ہین اور حشر اور بعث اور اعادت کے یہ معنی نہین ہین کہ نیستی کے بعد پھر اوسے وجود مین لائین گے بلکہ یہ معنی ہین کہ اوسے کوئی قالب دینگے یعنی جیسے پہلے کیا تھا پھر ایکبار قالب کو اوسکے تصرفات قبول کرنے پر مہیا کرینگے اور یہ بہت ہی آسان ہوگا اسواسطے کہ پہلی پیدا کرنا بھی چاہیے تھا اور روح بھی اور اس بار روح برقرار ہے اور قالب کے اجزا بھی اپنے اپنے مقام پر موجود ہین اونکا جمع کرنا ایجاد کرنے سے بہت ہی آسان ہوگا یہ آسانی ہمارے دیکھنے کے اعتبار سے ہے اور حقیقت مین فعل پروردگار سے آسانی کو کچھ لگاو نہین اسواسطے کہ جہان دشواری نہین وہان آسانی بھی نہین اور دوبارہ زندہ کرنے مین پہلے ہی والے قالب کا دینا کچھ ضرور نہین اسواسطے کہ قالب مرکب ہے اگر گھوڑا بدل جاے سوار تو وہی رہیگا اور لڑکپن سے بڑہاپے تک قالب کے اجزا دوسری غذا کی اجزا سے خود بدلتے رہے ہین اور روح انسانی وہی رہی جو ابتدا ءخلقت مین تھی جن لوگون نے یہ شرط لگائی ہے کہ دوبارہ زندہ کرکے پہلا ہی قالب ملیگا اونپر اعتراضات ہوئے اور انہون نے اون اعتراضون کے ضعیف جواب دیے حالانکہ اس تکلف سے وہ مستغنی تھے اون سے لوگون نے اعتراضات کیے اور کہا کہ اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو کھاجاے اور دونون کے اجزا ایک ہوجائین تو وہ اجزا

سکے ویسے جاوین گے اور اگر کسی کے بدن سے ایک عضو کاٹ ڈالین اور کاٹ ڈالنے کے بعد وہ شخص عبادت کرے جب اوسکو عبادت کا
ثواب ملیگا تو وہ کٹا ہوا عضو بھی اوسکے بدن مین ہوگا یا نہین اگر نہوگا تو بے ہاتھ پاؤن آنکھ وغیرہ کے وہ شخص بہشت مین ہوگا اور اگر وہ
عضو جو زندگی مین کٹ گیا تھا اوسکے بدن مین ہوگا تو ثواب مین اور اعضا کا کیونکر شریک ہوگا نیک کام کرنے مین تو شریک تھا ہی
نہین لوگ ایسے اعتراضات واہیات بہت کرتے ہین اور طرف ثانی تکلف کے جوابات دیتے ہین اے عزیز جب تو نے دوبارہ زندہ
ہونے کی حقیقت جان لی کہ پہلے قالب کی کچھ حاجت نہین تو ایسے سوال و جواب کی بھی کچھ ضرورت نہین اور یہ اعتراض اسی سے پیدا
ہوئے تھے کہ وہ لوگ یہ سمجھے تھے کہ تیری ہستی اور حقیقت تیرا یہی قالب ہے جو وہ قالب بعینہ نہوگا تو جو پہلے تھا وہ تو بھی نہوگا اس
سبب سے لوگ اشکال مین پڑگئے اور انکی اس بات کی جڑ مضبوط نہین ہے **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ فقہا اور متکلمین کا یہ مذہب
مشہور ہے کہ آدمی کی جان موت سے معدوم ہوجاتی ہے پھر اوسکو پیدا کرتے ہین اور یہ جو اوپر بیان ہوا اس مذہب کے خلاف ہے
تو اسکا جواب جان رکھ کہ جو کوئی اورون کی بات پر چلے وہ اندھا ہے اور جو کوئی جان انسانی کی فنا کا قائل ہے وہ نہ مقلد ہے نہ بصیر
اگر اہل بصیرت ہوتا تو جانتا کہ مرگ قالب آدمی کی حقیقت کو نابود نہین کرتی اور اگر اہل تقلید ہوتا تو قرآن اور حدیث سے جانتا کہ آدمی کی
روح مرنیکے بعد اپنے مقام پر برقرار رہتی ہے مرنیکے بعد ارواح کے دو قسم ہوتے ہین ایک شقیون کی روح ایک سعیدون کی روح سعیدون کی روح
بیان مین قرآن شریف یون ناطق ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جو لوگ میری راہ مین مارے گئے وہ مردہ ہین بلکہ وہ لوگ زندہ ہین اور سرکار
پروردگار سے اونکو سرفرازی کے خلعت جوڑے ہین اور اسکے سبب سے خوش رہتے ہین اور ہمیشہ اوس سرکار ابد قرار سے روزی حاصل کرتے
ہین اور احد کے کفار اشقیا کو جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا اور مارا تو اونہین نام لیکر پکارا اور فرمایا کہ اے فلان فلان اپنے
دشمنون کے عذاب کے بارہ مین جو خدا نے مجھسے وعدہ فرمایا تھا مین نے تو وہ سچ پایا اور وہ عذاب کے وعدے جو تمسے خدا نے کیے تھے تم نے بھی
بعد وہ سنتے بھی سچ پائے آنحضرت سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کافر تو مردہ ہین آپ انسے کیون کلام فرماتے ہین آپ نے
ارشاد کیا کہ اوسی خدا کی قسم جسکے قبضۂ قدرت مین محمد کی جان ہے یہ لوگ میری اس بات کو تمسے زیادہ سنتے ہین مگر جواب سے عاجز ہین
اور جو کوئی قرآن مین اور اون حدیثون مین غور کریگا جو مردون کے حق مین وارد ہین اور جنمین یہ مضمون ہے کہ مردے اہل ماتم اور اہل زیارت
سے بلکہ جو کچھ اس عالم مین ہوتا ہے سب سے آگاہ ہین تو خواہ نخواہ جانیگا اور یقین مانیگا کہ مردونکا بالکل نیست ہوجانا شرع مین کہین
نہین آیا ہے بلکہ یہ آیا ہے کہ صفت بدل جاتی گھر بدل جاتا ہے اور قبر اور دوزخ کے غارونمین سے ایک غار ہے یا جنت کے باغون مین سے
ایک گلزار ہے پس یقین جان کہ مرنے سے تیری ذات اور خاص صفات کچھ زائل نہونگی لیکن تیرے حواس اور حرکات اور خیالات
جو دماغ اور اعضا کے واسطے سے ہین زائل ہوجائین گے اور تو جیسا یہان سے گیا ہے وہان مجرد اور تنہا رہیگا اے عزیز اس بات کو
جان رکھ کہ گھوڑا اگر مرجاے تو سوار اگر جولاہا ہے تو عالم نہوجائیگا اور اگر اندھا ہے تو بینا نہوجائیگا لیکن پیادہ البتہ ہوجائیگا تو قالب
یون سمجھ کہ جیسے گھوڑا اور تو سوار ہے اسی سبب سے یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ سے اور محسوسات سے خود غائب ہوجاتے اور اپنے مین اوترتے ہین

اور خدا کی یاد مین ڈوبتے ہین یعنی مراقبہ کرتے ہین جیسا راہ تصوف کا آغاز ہے تو قیامت کا حال اونکو نظر آتا ہے اسواسطیکہ اونکی روح
حیوانی اگرچہ اعتدال سے پھر نہین جاتی لیکن سست ہوجاتی ہے اس سبب خوف خدا اور اندیشہ عقبے جب اون مین پیدا ہوجاتا ہے تو
روح حیوانی اونکی ذات کو اپنی طرف کچھ بھی مشغول نہین رکھتی تو اون لوگونکا حال مردہ کے حال سے قریب ہوجاتا ہے اور لوگون کو
مرنے کے بعد جو کچھ معلوم ہوتا ہے اونکو یہین کھلجاتا ہے اور جب پھر آپ مین آتے ہین اور عالم محسوسات مین پڑجاتے ہین تو بہتیرن کو
اوسمین سے کچھ بھی نہین یاد رہتا لیکن اوسکا کچھ اثر باقی رہجاتا ہے اگر بہشت کی حقیقت اوسے دکھائی ہے تو اوسکی خوشی اور راحت اوسکا
باقی رہتی ہے اور اگر دوزخ کی حقیقت اوسکے سامنے پیش کی ہے تو اوسکی اوداسی اور خستگی اوسکے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر اوسمین سے کچھ
اوسے یاد رہا ہو تو اوسکی خبر دیتا ہے اور اگر خزانۂ خیال نے اوسے کسی مثال کے ساتھ تعبیر کرلیا ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ مثال اوسے
خوب یاد رہے اور وہ اوسکی خبر دے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین ہاتھ پھیلایا اور فرمایا کہ جنت کا خوشہ انگور مجھے دکھایا
مین نے چاہا تھا کہ اوسکو اس جہان مین لاؤن اے عزیز یہ گمان نہ کر کہ خوشۂ انگور جس حقیقت کی مثال تھا اوسے اس جہان مین لاسکتے بلکہ
یہ محال تھا اسواسطے کہ اگر ممکن ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسے اس جہان مین لے آتے اور اس امر کے محال ہونیکا سمجھنا مشکل ہے
اور اس اشکال کے تلاش کرنے کی تجھے کچھ حاجت نہین ہے اور علما کے مدارج کا فرق ایسا ہے کہ کسیکو بالکل یہی سوچ ہوتا ہے کہ بہشت کا
خوشۂ انگور کیا ہے اور کیسا تھا کہ آنحضرت صلعم نے دیکھا اور رون نے نہ دیکھا اور کسیکو اس امر سے یہی کہنا نصیب ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ہاتھ
ہلایا تو الفعل القلیل لایبطل الصلوۃ یعنی تھوڑا کام نماز کو فاسد نہین کرتا اس امر کی تفصیل مین وہ خوب غور کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ پہلون
اور پچھلون کا علم یہی علم ظاہری ہے اور جس نے یہ جانا اور اسی علم پر قناعت کی اور اوس دوسرے علم کے ساتھ یعنی علم تصوف کے ساتھ
نہ مشغول ہوا وہ خود بیکار ہے اور اوسے علم شرع سے انکار ہے اور اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ تو یہ گمان نہ کر کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم بہشت کا حال حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اوسطرح سنکر تقلیداً خبر دیتے تھے جسطرح حضرت جبرئیل ع سے سننے کے تو معنی جانتا ہے
کہ اس کام کو بھی اور کامون کے مانند سمجھا ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کو ملاحظہ فرمایا اور جنت کی حقیقت اس جہان مین
کوئی نہین دیکھہ سکتا بلکہ آنحضرت اوس عالم کو تشریف لے گئے اور اس جہان سے غائب ہوگئے یہ غائب ہونا بھی آپ کی معراج کا ایک
قسم تھا غائب ہوجانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک روح حیوانی کے مرنے سے دوسرے اوسکے بیطاقت ہوجانے سے اور اس جہان مین
کوئی شخص جنت کو نہین دیکھہ سکتا جسطرح ساتون آسمان اور ساتون زمین پستے کے چھلکے مین نہین سما سکتے اوسیطرح جنت کا ایک
ذرہ اس جہان مین نہین سما سکتا بلکہ قوت سامعہ اس امر سے کہ جیسے آنکھہ مین آسمان اور زمین کی صورت پیدا ہوتی ہے ویسے ہی
اوسمین بھی پیدا ہو معزول ہے اوسیطرح اس جہان کے تمام حواس بہشت کے تمام ذرون سے معزول ہین اور اس جہان کے حواس
خود اور ہین فصل اب عذاب قبر پہچاننے کا وقت ہے اے عزیز جان تو کہ عذاب قبر کی بھی دو قسم ہین ایک روحانی ایک جسمانی جسمانی
سب لوگ خود جانتے ہین لیکن روحانی کوئی نہین جانتا مگر وہ شخص جسنے اپنے تئین پہچانا ہو اور اپنی روح کی حقیقت کو جانا ہو کہ وہ اپنی
ذات سے قائم ہے اور اپنے قوام مین قالب سے بے پرواہ ہے تو موت سے وہ باقی رہتی ہے موت اوسکو نیست و نابود نہ کریگی

لیکن ہاتھہ پاؤن آنکھہ کان اور سب حواس اوس سے چھین لینگے اور جب حواس اون سے لیلیے جرو اُسکے مال کھیتی لونڈی غلام گھوڑے
بیل گھر بار عزیز قریب بلکہ زمین آسمان اور جو چیزین ان حواس سے دریافت ہوسکتی ہین وہ سب اوس سے چھین لینگے اگر یہ چیزین
اوسکی محبوب اور معشوق تھین اور اوس نے اپنے تئین بالکل ان چیزون کے حوالے کر دیا تھا تو بعد موت خواہ نخواہ ان چیزون کی جدائی کے
رنج مین رہیگا اور اگر سب سے فارغ البال تھا اور یہان کسی کو معشوق اور محبوب نہین رکھتا تھا بلکہ موت کا آرزو مند رہتا تھا تو راحت اور
آرام مین رہیگا اور اگر خدا کی دوستی اوس نے حاصل کی تھی اور اللہ کی یاد کے ساتھہ محبت اور اُنس کا درجہ پایا تھا اور اپنے تئین بالکل اوسی کو
دیدیا تھا اور اسباب دنیا سے شخص اور بیزار رہتا تھا تو جب موا اپنے معشوق کے پاس پہونچا مزاحمت کرنیوالا اور تشویش مین رکھنے والا
یعنی اسباب دنیا درمیان سے جاتا رہا اور یہی سعادت کو پہونچا اے عزیز اب غور کر کہ جو کوئی اپنے تئین یہ جانے کہ بعد موت مین باقی رہونگا
اور میری مرغوب اور محبوب چیزین دنیا مین رہین گی تو خواہ نخواہ اوسکو یقین آجائیگا کہ جب مین دنیا سے جاؤنگا تو اپنی محبوب و مرغوب
اشیا کی جدائی سے رنج و عذاب اوٹھاونگا جیسا جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا ہے کہ اَحْبِبْ مَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ
جب کوئی یہ جان لے کہ میرا محبوب حقتعالی ہے اور اپنے توشہ کے قدر لیکر باقی دنیا و مافیہا سے دشمنی رکھے تو ضرور بالضرور اوسے یہ وثوق
ہوجائیگا کہ مین جب دنیا سے جاؤنگا تو رنج سے نجات پاؤنگا راحت اوٹھاؤنگا جو کوئی اس بات کو سمجھ لیگا اوسے عذاب قبر مین ہرگز کچھ شک و
شبہہ نہ رہیگا وہ یقین کر لیگا کہ عذاب قبر حق ہے اور پرہیزگارون کے واسطے نہین دنیاداروں کے لیے ہے اور اون لوگون کے واسطے
ہے جنہون نے اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کر دیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوجائیگا کہ یہ حدیث ان ہی معنون مین ہے اَلدُّنْیَا
سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ **فصل** اے عزیز عذاب قبر کی اصل کو تو نے پہچانا کہ دنیا کی دوستی اوسکا سبب ہے اب یہ جان کہ اس
عذاب مین فرق ہے کسی پر بہت ہوتا ہے کسی پر کم جسقدر دنیا کی محبت ہے اوسقدر اوسپر عذاب و مصیبت ہے تو جو شخص دنیا مین کل
کائنات ایک ہی چیز رکھتا ہے اور اوسکو دل سے عزیز رکھتا ہے تو اوسپر اوس شخص کے برابر عذاب نہوگا جو زمین اسباب لونڈی غلام
ہاتھی گھوڑے جاہ و حشمت اور ہر طرح کی نعمت رکھتا ہے اور سبھون کے ساتھ دل سے محبت رکھتا ہے بلکہ اگر اس جہان مین لوگ کسی سے
کہین کہ تیرا ایک گھوڑا چور لیگئے تو اوسے رنج و الم ہوگا اور اگر کہین کہ تیرے دس گھوڑے لیگئے تو پہلے کی بہ نسبت اوسکو زیادہ غم ہوگا
اگر اوسکا نصف مال لوگ چھین لین تو اوسے ملال ہوگا اگر سب مال لیلین تو رنج بدرجہ کمال ہوگا اور ان باتون کا رنج و الم اس مصیبت کے
غم سے بہت کم ہے کہ مال کے ساتھ جورو لڑکون کو بھی لوگ لوٹ لیجائین اور سلطنت سے بھی معزول کردین اور مال اور اہل و عیال
اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب غارت کر ڈالین اور اوس شخص کو بے یار و مددگار تنہا ناچار چھوڑ دین اور یہی زندگی کا انجام ہے موت
اسیکا نام ہے تو ہر شخص کو اوتنی ہی راحت یا اذیت ہوگی جتنی اوسے دنیا کے ساتھ عداوت یا محبت ہوگی اور جسکے ساتھ اسباب دنیا نے
بہمہ وجوہ موافقت کی اور اوس نے بالکل اپنے تئین دنیا کے نذر کر دیا اسقدر اوسکے ساتھ محبت کی جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے
قرآن شریف مین آیا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَةِ اوسپر بڑا عذاب ہوگا اور اوس عذاب کو
یون تعبیر کیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے استفسار فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ آیہ کن معنون مین نازل ہوئی ہے

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا صحابہ نے عرض کیا کہ اسکا مطلب خدا اور خدا کا رسول خوب جانتا ہے آپنے
فرمایا کہ قبر مین کافر پر عذاب یون ہی ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے اوسپر مسلط اور مقرر ہوتے ہین یعنی ننانوے سانپ ہر ہر سانپ کے
نو نو سر ہوتے ہین وہ اوس کافر کو قیامت تک کاٹتے چاٹتے ہین اور اوسپر پھنکارین ارتے ہین جو لوگ اہل نظر ہین اونھون نے
ان سانپون کو دل کی آنکھہ سے دیکھا ہے اور احمق لوگ جو بے نگاہ ہین وہ کہتے ہین کہ ہم کافرون کی قبرون مین نگاہ کرتے ہین کچھ بھی
نہین دیکھتے اگر سانپ ہوتے تو ہماری آنکھہ بھلی چنگی ہے ہم بھی دیکھتے ان احمقونکو چاہیے کہ اس بات کو جان لین کہ یہ اژدہے مردون کی
روح مین ہین اوسکے باہر نہین ہین کہ اور کوئی دیکھے بلکہ یہ اژدہے اوسکی موت کے پہلے سے اوسکے اندر تھے اور وہ بیخبر تھا ان احمقونکو جاننا
چاہیے کہ یہ اژدہے اوس کافر کی صفات سے بنے ہین اور اونکے سرون کی تعداد اوسکے بداخلاق کی شاخون کی تعداد کے برابر ہے دنیا
کی دوستی اس اژدہے کا اصل خمیر ہے اس اژدہے کے سر اوتنے ہی پیدا ہوتے ہین جتنے اخلاق بد دنیا کی دوستی سے اوس کافر مین
پیدا ہوئے مثلاً حسد کینہ ریا تکبر حرص مکر فریب دنیا جاہ و حشمت کے ساتھ محبت رکھنا ان اژدہون کی اصل اور انکے سرون کی کثرت نور
بصیرت سے آدمی پہچان سکتا ہے اور اونکی تعداد نور نبوت سے جان سکتا ہے کہ جتنے بداخلاق ہین اوتنے ہی اژدہے ہین اور ہمکو
نہین معلوم کہ اخلاق بد کتنے ہین تو یہ اژدہے کافر کی جان مین پوشیدہ رہتے ہین اسکا سبب یہ نہین ہے کہ وہ کافر خدا
رسول سے ناواقف ہے بلکہ یہ باعث ہے کہ اوس کافر نے اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کر دیا جیسا حق سبحانہ تعالے نے
ارشاد فرمایا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ اور فرمایا ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ
اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا اگر ایسا ہوتا کہ یہ اژدہے کافر کی جان سے باہر ہوتے جیسا لوگ سمجھتے ہین تو کافر پر بہت ہی آسانی ہو جاتی کیونکہ آخر کبھی تو
یہ اژدہے دم بھر اوس سے باز رہتے جبکہ اوسکی جان کے اندر رہتے ہین تو اوسکے عین صفات ہین تو کافر اونسے کیونکر بھلا بھاگ سکے
جیسے کسی نے لونڈی بیچی پھر اوسپر عاشق ہوا تو یہ اژدہا جو اوسے کاٹتا ہے اوسکا عشق ہے جو لونڈی کے ساتھ تھا اور اوسکے دل مین
پوشیدہ تھا جس وقت تک وہ اژدہا ہے اوسے کاٹنے پر آمادہ نہین ہوا اوس وقت تک اوس عاشق کو اوسکی کچھ خبر بھی نہ تھی اسیطرح یہ ننانوے
اژدہے اوس کافر کی جان مین موت کے پہلے سے پوشیدہ تھے اور اوس کافر کو اوسکی کچھ خبر بھی نتھی یہانتک کہ اوس نے اب اوس کافر کو
کاٹنا شروع کیا وہ جبتک اپنی معشوقہ کے ساتھ تھا تب تک یہ عشق جسطرح اوسکی راحت کا سبب تھا اوسیطرح فراق مین رنج و مصیبت کا باعث ہے
اگر عشق نہوتا اور محبت نہوتی تو فراق مین عذاب نہوتا اور مصیبت نہوتی اسیطرح دنیا کی الفت اور کمال محبت جو زندگی مین موجب راحت ہے
وہی بعد موت باعث عذاب و مصیبت ہے عشق دولت اژدہے کے مانند ہے اور عشق مال سانپ کے مثال گھربار کا عشق گویا بچھو ہے اور
علی ہذا القیاس وہ لونڈی کا عاشق جسطرح فراق معشوقہ مین چاہتا ہے کہ اپنے تئین دریا مین ڈبو دے یا آگ مین جلا دے یا یہ چاہتا ہے
کہ مجھے بچھو ڈنک مارے کہ مین مر جاؤن اور درد فراق سے نجات پاؤن اسیطرح جس کسی پر عذاب قبر ہوتا ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ
کاش اندرونی اژدہون کی عوض وہ سانپ بچھو ہوتے جنھین دنیا مین لوگ جانتے ہین کہ وہ باہر سے بدن مین زخم کرتے ہین
اور یہ اژدہے اندر سے جان مین زخم ڈالتے ہین اور ان اژدہون کو ظاہری آنکھہ سے کوئی نہین دیکھہ سکتا تو حقیقت مین ہر شخص

اپنے عذاب کا سبب یہان سے اپنے ساتھ ہی لیجاتا ہے اور وہ سبب عذاب اوسکے درون مین ہے اسیواسطے جناب رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُکُمْ تُرَدُّ عَلَیْکُمْ یعنی وہ عذاب اوسکے درون مین ہے کہ تمہارے ملک تمہارے سامنے رکھین گے اور اسیواسطے حق سبحانہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ اگر تمہین علم الیقین ہوتا تو تم دوزخ کو دیکھ لیتے اور اسیواسطے فرمایا ہے اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌ بِالْکَافِرِیْنَ یعنی دوزخ کافرونکو محیط ہے اور اونکے ساتھ ہی یون نہ ارشاد ہوا کہ دوزخ کافرون کو محیط ہوگی **فصل** ایعزیز شاید تو یہ کہے کہ ظاہر شرع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اژدہونکو ظاہری آنکھون سے دیکھتے ہین اور جو اژدہے کہ جان مین ہوتے ہین دکہائی نہین دیتے ہین اسکا جواب جان لے کہ اون اژدہون کا دیکھنا ممکن ہے لیکن مردہ ہی دیکھتا ہے جو لوگ اس عالم مین ہین وہ نہین دیکھہ سکتے اسواسطے کہ اوس عالم کی چیز کو اس عالم کی آنکھہ سے کوئی نہین دیکھہ سکتا اور یہ اژدہا مردہ کو ایسا متشکل دکہائی دیتا ہے کہ گویا اوس نے اس عالم مین دیکھا تھا لیکن تو نہین دیکھہ سکتا جسطرح سوتا آدمی اکثر دیکھتا ہے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے اور جو شخص اوسکے پاس بیٹھا ہے وہ نہین دیکھتا اور وہ سانپ اوس شخص کے پاس موجود ہے جو سوتا ہے اور اوس سانپ کے سبب سے اوس شخص کو رنج وعذاب ہوتا ہے اور بیدار کے واسطے وہ سانپ معدوم ہے اور بیدار کے نہ دیکھنے سے اوسکے رنج وعذاب مین کچھ کمی نہین ہوجاتی جو کوئی خواب دیکھے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے تو یہ دشمن کا خوف ہے کہ اوس خواب دیکھنے والے پر فتحیاب ہوگا اور خواب مین سانپ کے کاٹنے کا رنج روحانی ہوتا ہے کہ دل ہی پر گذرتا ہے اوسکی مثال اس عالم مین اگر چاہین تو ایک سانپ ہے ایسا ہوتا ہے کہ جب دشمن اوس خواب دیکھنے والے پر فتح پائے تو وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنے خواب کی تعبیر پائی کاش مجھ... سانپ کاٹتا اور یہ دشمن مجھپر فتحیاب نہوتا اسواسطے کہ یہ رنج جو دل مین ہے اوس رنج سے بہت بڑا ہے جو سانپ کے کاٹنے سے اوسکے بدن پر ہوتا ایعزیز اگر تو یہ کہے کہ وہ سانپ تو معدوم ہے خواب دیکھنے والے پر جو یہ حال گذرتا ہے فقط خیال ہے تو جان لے کہ یہ تیرا کہنا بڑی غلطی ہے بلکہ وہ سانپ موجود ہے کہ موجود چیز پائی جاتی ہے اور معدوم نہین پائی جاتی جسے تو نے خواب مین پایا اور دیکھا وہ تیرے حق مین موجود ہے اگرچہ اور خلق اوسے نہ دیکھہ سکے اور جسے تو نہ دیکھے وہ تیرے حق مین نایاب اور معدوم ہے گو تمام خلق اوسے دیکھا کرے اور جبکہ عذاب اور سبب عذاب دونون مردہ اور سوستے کے پائے ہوئے ہین تو اورونکے نہ دیکھہ سکنے سے اونہین کیا نقصان ہوتا ہے لیکن یہ ہوتا ہے کہ سوتا جلدی جاگ پڑتا ہے اور رنج وعذاب سے چھوٹ جاتا ہے لوگ کہتے ہین کہ اوسے خیال تھا اور مردہ رنج وعذاب مین مبتلا رہتا ہے اسواسطے کہ موت کی کچھ انتہا نہین تو رنج مردہ کے ساتھ ہے اور اس عالم کی محسوسات کیطرح اوسے ثبات ہے اور شریعت مین یہ نہین ہے کہ جو سانپ بچھو اژدہے قبر مین ہوتے ہین عوام الناس اونسے ظاہری آنکھہ سے دنیا مین دیکھہ سکتے ہین لیکن اگر کوئی اس عالم سے دور ہو جائے یعنی سوجائے اور اوس مردہ کا حال اوسپر ظاہر کرین تو مردہ کو سانپ بچھو مین دیکھیگا اور انبیا اولیا جاگتے مین بھی دیکھتے ہین اسواسطے کہ اورونکو جو کچھ خواب مین معلوم ہوتا ہے اونہین بیداری مین نظر آتا ہے اسواسطے کہ عالم محسوسات یعنی دنیا اوس جہان کے معاملات دیکھنے مین ان لوگون کے واسطے آڑ نہین ہے تو یہ طول کلام اس سبب سے ہے کہ کچھ احمق قبرون مین دیکھتے ہین اور اونہین ظاہری آنکھہ سے کچھ نظر نہین آتا پس عذاب قبر سے انکار کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہے

لا اونھین اوس عالم کے معلاتکی راہ نہین معلوم فصل العزیز شاید تو یہ کہے کہ اگر عذاب قبر اس جہت سے ہوتا ہے کہ دلکو اس عالم سے تعلق رہتا ہے تو اس سے کوئی خالی نہین ہے کہ جاہ و مال اور اہل و عیال کو دوست نہ رکھتا ہو تو سبھون پر عذاب قبر ہوگا اور کوئی اس سے نہ چھوٹے گا اسکا جواب یہ ہے کہ ایسا نہین ہے اسواسطے کہ لوگ بہت ایسے ہین کہ دنیا سے آسودہ ہوگئے ہین اور اونھین دنیا مین خوشی اور آسایش کا کوئی محل نہین باقی رہا وہ موت کے آرزومند رہتے ہین اور بہت مسلمان جو فقیر ہوتے ہین وہ ایسے ہوتے ہین لیکن وہ لوگ جو مالدار ہوتے ہین اونکے بھی دو قسم ہین ایک وہ لوگ ہین جو اسباب دنیا کو دوست رکھتے ہین مگر ساتھ اسکے خدا کو بھی دوست رکھتے ہین تو اگر ایسا ہو کہ خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتے ہین تو ان لوگون پر بھی عذاب قبر نہوگا اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کا کسی شہر مین ایک مکان ہو اور وہ اوس مکان کو بہت دوست رکھتا ہو لیکن ریاست اور سلطنت اور محل اور باغ کو اوس مکان سے زیادہ دوست رکھتا ہو تو جب اوسے شہر کی ریاست کا اوسی حکم سلطانی پہونچے تو وطن سے نکلنے مین اوسی کچھ رنج نہوگا اسواسطے کہ گھر اور شہر کی دوستی محبت ریاست کے سامنے جو بہت غالب ہے ناچیز اور ناپایدار ہو جاتی ہے اور اوسکا کچھ اثر باقی نہین رہتا تو انبیا اور اولیا اور متقی مسلمانون کے دلکو اگرچہ فرزند و زر و گھر و وطن کی طرف کچھ التفات ہے جب اونکی محبت اور اوسکی انس کی لذت پیدا ہوتی ہے تو اور سب محبتین اوسکے سامنے ناچیز ہو جاتی ہین اور یہ لذت موت سے پیدا ہوتی ہے تو یہ لوگ عذاب قبر سے بیخوف ہین لیکن جو لوگ دنیا کی خواہشونکو بہت دوست رکھتے ہین وہ اس عذاب سے نہ چھوٹین گے اور یہ لوگ بہت ہین اسواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا یہ لوگ مدت تک عذاب مین رہین گے پھر جب انھین دنیا سے گئے ہوئے زمانہ دراز گذر جائیگا اور دنیا کی لذت بھول جائینگے تو خدا کی اصل دوستی جو انکے دل مین پوشیدہ تھی پھر ظاہر ہو جائیگی ان لوگون کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنے ایک گھر کو دوسرے گھر کی نسبت یا ایک شہر کو دوسرے شہر کی نسبت یا ایک عورت کو دوسری عورت کی نسبت بہت دوست رکھتا ہو لیکن دوسرے گھر یا شہر یا عورت کو بھی کچھ دوست رکھتا ہو جب اوسے اوس گھر یا شہر یا عورت سے جسے وہ بہت دوست رکھتا ہے جدا کرین اور اس دوسرے کے پاس جسے کچھ دوست رکھتا ہے پہونچائین تو وہ اوس محبوب تر کے فراق مین مدت تک رنجیدہ رہتا ہے جب اوسے بھولتا ہے اور دوسرے محبوب کے ساتھ خوگر ہو جاتا ہے تو اصل دوستی جو اوس دوسرے محبوب کے ساتھ اوسکے دل مین تھی پھر پیدا ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ حق تعالی کو اصلا دوست ہی نہین رکھتے وہ اس عذاب مین رہین گے اسواسطے کہ اونھین اوسی چیز کے ساتھ دوستی ہے جو اونسے چھین لیگئی یعنی دنیا پھر وہ کیونکر اوس عذاب سے نجات پائین کافر جو ہمیشہ عذاب مین رہین گے اوسکا سبب ایک یہ بھی ہے جو ابھی بیان ہوا اے عزیز اس بات کو جان کہ جو کوئی یہ دعوی کرتا ہے کہ مین خدا ہی کو دوست رکھتا ہون یا خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور تمام جہان کا یہی مذہب زبانی ہے ایک امر اس بات کی آزمایش کیواسطے کسوٹی ہے وہ امر یہ ہے کہ جب کبھی نفس اور خواہش کوئی حکم کرے اور حکم خدا اوسکے خلاف ہو اگر وہ اپنے دلکو حکم خدا کی طرف زیادہ مائل دیکھے تو حق تعالی کو زیادہ دوست رکھتا ہے جسطرح کوئی شخص دو آدمیکو دوست رکھتا ہو ایک کو بہت اور ایک کو کم جب اون دونون مین نزاع واقع ہوتی ہے تو اپنے تئین اوسکی طرف جسے بہت پیار کرتا ہے مائل پاتا ہے اسی سے پہچانتا ہے کہ جسکی طرف مائل ہوا اوسے بہت دوست رکھتا ہون جب ایسا نہو تو زبان سے یہ کہنا کہ مین اوسے بہت

دوست رکھتا ہون کچھ فائدہ نہین کرتا کہ یہ کہنا فی الحقیقت جھوٹ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا الہ الا اللہ
کہنے والے اگر دنیا کے معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار نہ کرین تو اپنے تئین عذاب خدا سے بچاتے ہین اور اگر ایسا کیا یعنی دنیا کے
معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار کر لیا تو حقتعالی انسے ارشاد فرماتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ لا الہ الا اللہ ایسے معاملہ کے ساتھ کہنا
جھوٹ ہے تو اے عزیز ان سب باتون سے جو تجھے معلوم ہوئین تو نے پہچانا کہ صاحب نظر مشاہدۂ باطنی سے دیکھتے ہین کہ کون شخص عذاب قبر
سے چھوٹے گا اور جانتے ہین کہ بہت خلقت نہ چھوٹے گی لیکن جسطرح تعلق دنیا مین بہت تفاوت ہے کسیکو کم ہوتا ہے کسیکو زیادہ اسیطرح
عذاب کی مدت اور شدت مین بھی بہت تفاوت ہے **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ بعضے احمق کہتے ہین کہ اگر یہی عذاب قبر ہے تو ہم
اس سے بیخوف و خطر ہین کہ ہمین دنیا سے کچھ علاقہ نہین دنیا کا ہونا نہونا ہمارے نزدیک برابر ہے تو ان احمقون کا یہ دعوی محال ہے
جبتک اپنے تئین نہین آزماتے ہین نادان ہین اگر وہ شخص ایسا ہے کہ جو کچھ اوسکے پاس ہے وہ سب چور لیجاے اور جو مقبولیت اور
عزت اوسے حاصل ہے وہ اوسکے کسی ہمسر کو ملجاے اور اوسکے جو مرید ہین وہ پھر جائین اور اوسکی مذمت کرنے لگین اور باینہمہ اوسکے
دل مین کچھ اثر اور رنج نہو اور وہ شخص ایسا رہے کہ گویا اور کسیکا مال چوری گیا اور کسی دوسرے کی عزت اور مقبولیت زائل ہوگئی اوسکا
کچھ نقصان ہی نہین ہوا تو اوسکا یہ دعوی سچا ہے کہ مین اس صفت کا آدمی ہون کہ دنیا کا ہونا نہونا میرے نزدیک برابر ہے جبتک
اوسکا مال چور نہ چرائین اور اوسکے مرید پھر نہ جائین تب تک وہ معذور اور نادان ہے اوسے چاہیے کہ اپنا مال جدا کرے اور اپنی مقبولیت
اور عزت سے بھاگتا رہے اور اپنا امتحان کرے پھر اوس صفت پر اعتماد کرے اسواسطے کہ بہت لوگ جانتے ہین کہ ہمین جورو اور لونڈی
سے کچھ علاقہ نہین ہے جب جورو کو طلاق دیتے ہین یا لونڈی کو بیچ ڈالتے ہین تو آتش عشق جو اونکے دل مین دبی تھی بھڑک اوٹھتی ہے
اور وہ دیوانے ہوجاتے ہین تو جو شخص چاہے کہ عذاب قبر سے آزاد رہے اوسے چاہیے کہ دنیا کی کسی چیز سے علاقہ نہ رکھے مگر بقدر ضرورت
جسطرح پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے اور آدمیکو وہان بیٹھنا اچھا نہین معلوم ہوتا چاہتا ہے کہ وہان سے جلدی نکلے تو چاہیے کہ جسطرح
آدمی بلا رغبت فقط پیٹ خالی کرنیکی حاجت سے پاخانے جاتا ہے اوسیطرح کھانیکا لالچ فقط پیٹ بھرنیکی نیت سے کیا کرے کہ یہ دونون
امر بضرورت ہین علی ہذا القیاس سب دنیوی کام اور اگر اس تعلق دنیا سے آدمی اپنا دل نہ خالی کرسکے تو چاہیے کہ عبادت اور ذکر الہی سے
ساتھ انس و محبت کرے اور اوسکی مواظبت اور مداومت کرے اور اپنے دل پر خدا کی یاد کو ایسا غالب کرے کہ اوسکی دوستی محبت دنیا پر
غالب ہوجاے اور اس امر اپنی ذات سے اسطرح دلیل طلب کیا کرے کہ ہر امر مین شرع کی متابعت کرے اور حکم نفس پر حکم حق کو مقدم
رکھے اگر اس امر مین نفس اوسکی اطاعت کرے تو البتہ بھروسا رکھے کہ مین عذاب قبر سے بچونگا اور اگر نفس نافرمانی کرے تو اپنے بدن کو عذاب
قبر کے سپرد کرے مگر یہ کہ ارحم الراحمین کی رحمت اگر شامل ہو تو البتہ نجات حاصل ہو **فصل** اب ہم دوزخ روحانی کے معنی بیان کرتے ہین
اور روحانی سے ہمارا یہ مقصود ہے کہ وہ دوزخ روح کے واسطے خاص ہے بدن کو اوس سے کچھ واسطہ نہین نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ
تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ یہی دوزخ روحانی ہے کہ آگ دلکو گھیرے ہوئے ہے اور جو آگ بدن مین لگتی ہے اوسے دوزخ جسمانی کہتے
ہین اے عزیز جان تو کہ دوزخ روحانی مین تین قسم کی آگ ہوتی ہے ایک دنیا کی خواہشون سے جدائی کی آگ دوسری رسوائیون سے

شرمندگی کی آگ تیسری حضرت ذوالجلال کے جمال لازوال سے محروم رہنے اور ناامید ہو جانیکی آگ ان تینوں آگون کو جان و دل سے کام ہے بدن سے کچھ مطلب نہین اور ان تینون آگون کے اسباب جو اس جہان سے آدمی اپنے ساتھ لیجاتے ہین اونکا بیان کرنا ضرور ہے اس جہان سے ایک مثال مانگے لیکر آدمین اونکے معنی ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی معلوم ہو جائین پہلا قسم دنیا کی خواہشون کے فراق کی آگ اسکا سبب عذاب قبر کے بیان مین کہا گیا ہے کہ جبتک آدمی اپنے معشوق کے ساتھ ہے تب تک عشق اور رغبت دلکی بہشت ہے اور جب اپنے معشوق سے جدا ہوا تو دوزخ ہے پس عاشق دنیا جبتک دنیا مین ہے بہشت مین ہے الدنیا جنۃ الکافر اور جب آخرت مین ہے دوزخ مین ہے اسواسطے کہ اوسکے معشوق کو اوس سے چھین لیا تو ایک ہی چیز مختلف دو حالتون مین سبب لذت بھی ہے اور باعث مصیبت بھی ہے دنیا مین اس آگ کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک بادشاہ ہو کہ تمام دنیا اوسکی اطاعت و حکم مین ہو اور ہمیشہ خوبصورت لونڈی غلام اور عورتون سے کامیاب رہتا ہو اور عمدہ باغ و بوستان اور عمارات عالیشان کی سیر کیا کرتا ہو ناگاہ کوئی دشمن آکر اوسے پکڑے جائے اور غلام بنائے اوسکی رعایا کے سامنے اوسے کتون کی خدمت کا حکم دے یعنی اوس سے ڈوری والون کا کام لے اور اوسکے سامنے اوسکی عورتون اور لونڈیون کو اپنے کام مین لائے اور غلامون سے کہے کہ تم بھی اپنے تصرف مین لاؤ اور اوسکے خزانہ مین جو چیزین بیش قیمت ہون وہ اوسکے دشمنون کو دیڈالے تو ایعزیز دیکھیہ تو اوس بادشاہ کو اس آفت ناگہانی اور مصیبت جانی سے کیا رنج ہوگا اور سلطنت زن و فرزند خزانہ لونڈی غلامون اور تمام نعمتون کے فراق کی آگ اوسکی جان مین لگی ہے اور اوسے ایسا جلا رہی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کاش مجھے دفعتاً لوگ ہلاک کر ڈالتے یا میرے بدن پر ایسا عذاب سخت کرتے کہ مین اس رنج سے چھوٹ جاتا یہ ایک آگ کی مثال ہے اور جسقدر نعمت زیادہ ہوگی اور سلطنت پاکیزہ اور زر ریز ہوگی یہ آتش فراق اوسکی جان مین زیادہ مشتعل اور تیز ہوگی تو جس کسی کو دنیا مین تمتع اور کامیابی زیادہ ہوتی ہے اور دنیا اوسکے ساتھ زیادہ وفا کرتی ہے اوسکا عشق بھی اوتنا ہی سخت تر ہوتا ہے اور آتش فراق اوسکی جان مین اوتنی ہی زیادہ بھڑکتی ہے اس آگ کی مثال اس جہان مین محال ہے اسواسطے کہ اس جہان مین دلکو جو رنج ہوتا ہے وہ دل مین سب قائم نہین رہتا ہے اسیوجہ سے یہ ہوتا ہے کہ بار جب آنکھہ کان کسی چیز کے ساتھ مشغول کرتا ہے تو اوسکا رنج بہت کم ہو جاتا ہے اور جب بے شغل ہو جاتا ہے تو رنج بھی بڑہ جاتا ہے اور یہ بھی اسی سبب سے ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ جب سو کر اوٹھتا ہے رنج و مصیبت اوسکے دل پر بہت ہو اسوجہ سے کہ اوسکی جان سوتے مین کدورت شغل حواس سے صاف ہو جاتی ہے محسوسات سے مشغول ہونیکے پہلے جو چیز آ پہونچتی ہے بہت اثر کرتی ہے اگر آدمی جاگتے ہی آواز خوش سنتا ہے تو اوسکا اثر زیادہ ہوتا ہے آخر محسوسات سے دل کی صفائی اسمین زیادہ اثر ہونیکا باعث ہے اور اس جہان مین صفائی کامل نہین ہوتی آدمی جب مرتا ہے تو محسوسات سے کدورت بالکل مجرد اور صاف ہو جاتا ہے اوسوقت اوسکے دل مین بڑی راحت یا اذیت قائم ہوتی ہے اور یہ خیال نکرنا کہ وہ آگ دنیا کی آگ کے مانند ہے بلکہ اس آگ کو شترا پسے دہوکر دنیا مین بھیجا ہے دوسرا قسم رسوائیون سے شرم و ندامت کی آگ ہوتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ بادشاہ کسی کمینہ کو عزت دے اور اپنی سلطنت کی نیابت دے اور اپنی حرم سرا مین جانے کی اجازت دے تاکہ کوئی

پردہ نکرے اور اپنے خزانے اوسکے سپرد کرے اور سب کامون مین اوسی پر اعتماد رکھے پھر جب وزیر تعینات اور رتبہ ہائے بادشاہ سے اپنے دل مین باغی اور سرکش ہوجائے اور خزانہ بادشاہی مین اپنا تصرف کرے اور محلات اور حرم سلطانی کے ساتھ خیانت اور فساد کرے اور ظاہر مین اپنی امانت داری بادشاہ کو دکھائے پھر ایکدن اثناے خیانت و فساد مین جو حرم سلطانی مین کرتا ہے بادشاہ کو دیکھے کہ کسی جھروکے سے دیکھتا ہے اور یہ سمجھے کہ ہر روز بادشاہ اسیطرح دیکھا کرتا ہے اور تامل اسواسطے کرتا ہے کہ میری خیانت پوری ہو تاکہ مجھے دفعتہ عذاب مین مبتلا کرکے ہلاک کروائے ای عزیز تجویز کر کہ اوسوقت اوس وزیر کے جان و دل مین اس رسوائی کی ذلت سے کیا آگ لگی اور اوسکا بدن سلامت رہیگا اور اوسوقت وہ وزیر حقیر سراپا تقصیر چاہیگا کہ مین زمین مین سما جاؤن تاکہ اس فضیحت اور رسوائی کی آگ سے نجات پاؤن ای عزیز اسیطرح تو اس جہان مین عادت کے موافق ایسے کام کرتا ہے کہ اونکا ظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے اور روح اور حقیقت اور باطن اون کامون کا برا اور رسوا ہے جب قیامت مین اون کامون کی حقیقت تجھے کھلیگی تیری رسوائی ظاہر ہوجائیگی یہانتک کہ ندامت کی آگ مین تو سوختہ ہوگا مثلاً آج کسی کی غیبت کرتا ہے کل قیامت کے دن اپنے تئین ایسا دیکھیگا جیسے اس جہان مین کوئی اپنے بہائیکا گوشت کہاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بہنا ہوا مرغ ہے جب دیکہتا ہے کہ اپنے موئے ہوئے بہائیکا گوشت کہاتا ہون تو ای عزیز دیکھہ تو وہ کیسا رسوا ہوتا ہے اور اوسکے دل مین کیا آگ لگتی ہے غیبت کی روح اور حقیقت یہ ہے اور یہ روح تجھسے پوشیدہ ہے فردائے قیامت کو ظاہر ہوگی اور اسیواسطے ہے کہ جو کوئی خواب مین دیکھے کہ مردے کا گوشت کہاتا ہے تو اوسکی تعبیر یہ ہے کہ غیبت کرتا ہے ای عزیز اگر تو آج دیوار پر پتھر مارے اور کوئی تجکو خبر کرے کہ یہ پتھر تیرے گھر مین گرتے ہین اور تیرے لڑکون کی آنکھہ پھوڑتے ہین اور تو گھر مین جاکر دیکھے کہ تیرے فرزندان عزیز کی آنکھین تیرے پتھرون سے اندھی ہوگئی ہین تو تو ہی جانتا ہے جو آگ تیرے دل مین لگے گی اور کسقدر تو رسوا ہوگا اس جہان مین جو کوئی کسی مسلمان کا حسد کریگا قیامت کے دن اپنے تئین اسی صفت پر دیکھیگا کہ حسد کی روح اور حقیقت یہی ہے کہ تو دشمن کے نقصان کا قصد کرتا ہے اور اوسکا کچھہ نقصان نہین ہوتا تیری ہی طرف نقصان پھر پڑتا ہے اور تیرا دین ہلاک ہوتا ہے اور تیری عبادت جو اوس جہان مین تیری آنکھہ کا نور ہوگی جسکا تو حسد کرتا ہے اوسکے اعمالنامہ مین فرشتے نقل کر دیتے ہین کہ تو بے عبادت رہ جاے اور آج لڑکون کی آنکھین جتنا تیرے کام آتی ہین قیامت کے دن تیری عبادت اوس سے زیادہ تیرے کام آئیگی اسواسطے کہ عبادت تیری سعادت کا سبب ہے اور فرزند تیری سعادت کے باعث نہین ہین تو فردائے قیامت کو صورتین حقیقتون اور روحون کی تابع ہونگی اور آدمی جو چیز دیکھیگا اوس صورت پر دیکھیگا جسکے معنی اوسمین ہونگے فضیحت اور رسوائی وہان ہوگی اور اسی سبب سے کہ نیند اوس عالم سے نزدیک ہے خواب مین کام اوسی صورت پر دکھائی دیتے ہین جو معنون کے موافق ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص ابن سیرین کے پاس گیا اور کہا کہ خواب مین مین نے دیکھا ہے کہ ایک انگوٹھی میرے ہاتھہ مین ہے مردون کے منہ پر اور عورتون کی فرج پر مین مہر کرتا ہون فرمایا کہ تو موذن ہے رمضان کے مہینے مین صبح سے پہلے اذان کہدیا کرتا ہے اوس نے عرض کیا واقعی ایسا ہی ہے ای عزیز اب دیکھہ کہ خواب مین اوسکے معاملہ کی حقیقت اوس سے کسطرح بیان کی اسواسطے کہ اذان رمضان مین آواز اور ذکر کی صورت پر ہے کھانے اور جماع کو منع کرنا اوسکی روح اور حقیقت ہے اور تعجب یہ ہے کہ قیامت کا یہ سب نمونہ خواب مین تجھے دکھائی دیتا ہے اور تجھے

کسی چیز کی خبر نہین اور یہی مضمون ہے جو حدیث مین آیا کہ قیامت کے دن دنیا کو ایسی بدصورت بوڑھیا کی صورت پر لائینگے
کہ لوگ اوسے دیکھکر کہینگے نعوذ باللہ منک فرشتے کہینگے کہ یہ وہی دنیا ہے جسکے پیچھے تم جان دیتے تھے اوسوقت لوگونکو
ایسی ندامت ہوگی کہ چاہینگے ہمکو آگ مین لیجائین کہ اس شرم سے ہم نجات پائین اور اس رسوائی کی مثال ایسی ہے جیسے یہ حکایت
ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کی شادی کی شاہزادے نے جس رات کو اپنی دولہن پاس جانا چاہا بہت سی شراب پی لی جب مست ہوا
دولہن کی تلاش مین نکلا خلوتخانہ مین جانیکا قصد کیا راہ بھول گیا گھر سے باہر نکل آیا اور چلا یہانتک کہ ایک مقام پر پہونچا ایک گھر
دیکھا اور چراغ نظر آیا اور سمجھا کہ دولہن کا گھر مین نے پایا جب اندر گیا کچھ لوگونکو سوتے دیکھا ہر چند پکارا کسینے جواب ندیا سمجھا کہ سب سوتے
ہین ایک شخص کو دیکھا کہ نئی چادر منہ پر تانے ہے اپنے دل مین کہا یہی دولہن ہے اوسکے پہلو مین لیٹا اور اوسپر سے چادر اوتاری تو دماغ
مین خوشبو پہونچی کہا کہ بیشک یہی دولہن ہے کہ خوشبو ملے ہے اوسکے ساتھ جماع کرنے لگا اور اپنی زبان اوسکے منہ مین دیدی اوسکی نمی
اسے پہونچی سمجھا کہ میری مدارات کرتی ہے اور گلاب چھڑکتی ہے جب صبح ہوئی اور شاہزادہ ہوش مین آیا دیکھا تو اوس حجرے کو آتش پرستون
کا مقبرہ پایا جو لوگ اوسکی دانست مین سوتے تھے وہ حقیقت مین مردے تھے اور جسکی نئی چادر تھی جسے اپنی دولہن سمجھا تھا وہ ایک شوم ولی
صورت بوڑھیا تھی اوسی دو چار دن کے عرصہ مین مری تھی اور وہ خوشبو کافور وغیرہ کی تھی اور وہ رطوبت جو شاہزادہ کو پہونچی تھی
وہ اوس بوڑھیا کی نجاست اور ناپاکی تھی اپنے تئین دیکھا تو تمام بدن نجاست مین بھرا ہے اور اوسکے لعاب دہن سے منہ کا مزہ کڑوا
ہوگیا اوس ندامت اور رسوائی اور آلودگی کے مارے مرجاے اور ڈرا کہ ایسا نہو کہ میرا باپ یعنی بادشاہ اور اوسکی فوج و سپاہ اس حالت
سراپا نجاست مین مجھے دیکھ پائے وہ اسی سوچ مین تھا کہ بادشاہ یعنی اوسکا پدر مع افسران لشکر اوسکی تلاش مین آپہونچا اوسے اوس حال
مین دیکھا شاہزادہ نہایت نادم ہوا اور اس امر کا عازم ہوا کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو مین سما جاتا کہ اس ذلت اور رسوائی سے نجات پاتا
العزیز فردائے قیامت کو سب دنیادار دنیا کی سب لذتون اور خواہشون کو بھی اسی صفت پر دیکھینگے دنیوی خواہشون کے ساتھ
رہنے سے اونکے دل مین جو اثر رہا ہوگا وہ بھی اوسی نجاست اور تلخی کا سا ہوگا جو اوس شاہزادہ کے بدن اور دہن مین آئی تھی بلکہ
اوس سے بھی زیادہ رسوا ہونگے اور عذاب سخت مین مبتلا ہونگے اسواسطے کہ اوس جہان کے کامون کی تمام و کمال سختی کی مثال اس
جہان کی چیزون کے ساتھ نہین دیجاسکتی یہ جو قصہ تھا اوس ایک آگ کی شرح کا نمونہ تھا جسکو کالبد سے کچھ علاقہ نہین فقط دل ہی جان
سے لاگ ہے اوسکا نام ذلت اور ندامت کی آگ ہے تیسری قسم جناب الہی کے جمال بیمثال سے محروم رہے اور اوس سعادت کے
حصول سے مایوس ہونیکے افسوس کی آگ اس جہان سے نابینائی اور نادانی جو ساتھ لیگیا ہو وہ اس آگ کا سبب ہوتی ہے یعنی
اس جہان مین اوسنے جناب احدیت کی معرفت نہ حاصل کی ہو اور تعلیم اور کوشش سے بھی دل نہ صاف کیا ہو کہ بعد مرگ جناب الہی کا جمال
اوسمین اسطرح نظر آئے جیسے صاف آئینہ مین عکس نظر آتا ہے بلکہ گناہ اور دنیا کی خواہشون کے زنگ نے اوسکے دلکو تاریک و اندھا کردیا
کہ وہ اندھا ہے اس آگ کی مثال ایسی ہے جیسے تو فرض کرے کہ کسی گروہ کے ساتھ اندھیری رات مین تو کہیں پہونچے کہ وہان بہت سے
سنگریزے پڑے ہون اور تو اونکا رنگ نہ دیکھ سکے تیرے ساتھی تجھسے کہین کہ جتنے اوٹھا سکیں انمین سے اوٹھالے ہمنے سنا ہے

کران سنگریزون مین بڑا فائدہ ہوتا ہے اور جو جتنے اوٹھا سکتا ہے انمین سے اوٹھا لیجاتا ہے اور تو اونمین سے نہ لیوے اور کہے
کہ یہ پوری حماقت ہے کہ سر دست اپنے سر بوجھ لون خدا جانے کہ کل کو یہ کام آئین یا نہ آئین پھر وہ سب ساتھی تو بوجھ باندھ لین
اور چل نکلین اور تو خالی ہاتھ اونکے ساتھ رہے اور اونپر ہنسے اور اونھین احمق سمجھکر اونپر افسوس کرے اور کہے کہ جسکو عقل اور فہم
ہوتی ہے وہ میری طرح آرام اور اطمینان سے جاتا ہے اور جو احمق ہوتا ہے اپنے تئین گدھا بناتا ہے طمع باطل سے بوجھ اوٹھاتا ہے
پھر جب وہ روشنی مین پہونچین اور دیکھین کہ وہ سب سنگریزے یاقوت سرخ اور گوہر آبدار ہین اور لاکھہ لاکھہ اشرفی ہر دانہ کی قیمت ہے
وہ لوگ تو افسوس کرینگے کہ اور زیادہ کیون نہ اوٹھا لائے اور تو اس دھوکے اور دغا سے ہلاک ہوگا اور تیری جان مین اس حسرت
کی آگ لگے گی پھر وہ لوگ اوس جواہرات کو بیچکر تمام دنیا کی سلطنت لیلین اور جیسی نعمتین چاہین کہائین اور جہان چاہین رہین اور
تجھے ننگا بھوکا رکھین اور اپنا غلام بنائین اور اپنے کام کا تجھے حکم فرمائین ہر چند تو کہے کہ ان نعمتون مین سے کچھ تو مجھے بھی دیجیے
قولہ تعالی أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ وہ کہین کہ کل تو ہمین ہنستا تھا
آج ہم تجھے ہنستے ہین إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ تو جنت کی نعمت اور پروردگار کا دیدار فوت ہوجانیکی حسرت کی
یہ مثل ہے اور جن لوگون نے عبادت کے جواہرات دنیا سے نہ اوٹھالیے اور کہا کہ قرض کے واسطے سر دست رنج نقد ہم کیون اوٹھائین
فردائے قیامت کو چلائین گے کہ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ اور کیونکر اونھین حسرت نہو کہ قیامت کو عارف اور عابدون پر انواع
سعادتین اسقدر نازل ہونگی کہ دنیا کی تمام عمر کی نعمتین اوسکی ایک ساعت کے مقابلہ مین نہونگی بلکہ سب کے بعد جسے دوزخ سے نکالین گے
اوسکو بھی دنیا کی دس گنی نعمتین دینگے اور نعمتون کو دنیا کے ساتھ مشابہت ناپ اور انداز سے نہین ہے بلکہ روح نعمت مین مشابہت ہے
اور خوشی اور لذت روح نعمت ہے جسطرح کہتے ہین کہ ایک موتی دس اشرفیون کے مثل ہے تو وہ ناپ اور انداز مین دس اشرفیون کے
مثل نہین ہوتا بلکہ قیمت مین اور روح مالیت مین دس اشرفیون کے مثل ہوتا ہے فصل العزیز جب روحانی آگ کے تینون قسم تو پہچان
چکا تو اب یہ جان کہ یہ آگ جسمانی آگ سے بہت تیز ہے اسواسطے کہ جب تک تکلیف اور درد کا اثر جان کو نہین پہونچتا بدن کو اوس سے
کچھ آگاہی نہین ہوتی تو بدن کی تکلیف جان مین پہونچکر بڑھ جاتی ہے پس جو آگ اور درد کہ جان کے اندر سے باہر آتی ہے وہ خواہ نخواہ
جسمانی آگ سے تیز ہوگی اور جان کے اندر ہی سے یہ آگ لگتی ہے باہر سے اندر نہین پہونچتی طبیعت کی خواہش کے خلاف اوسپر کسی چیز کا
غالب ہوجانا بھی تکلیفونکا سبب ہوتا ہے اور بدن کا مقتضائے طبع یہ ہے کہ اوسکی ترکیب اوسکے ساتھ رہے اور اوسکے اعضا سب
مجتمع رہین جب زخم کے سبب سے ایک عضو دوسرے سے جدا ہوگا تو یہ امر بدن کے مقتضائے طبع کے خلاف ہے گا اور بدن مین درد ہوگا
اور زخم ایک کو دوسرے عضو سے جدا کر دیتا ہے اسیطرح آگ بھی سب اعضا مین در آتی ہے اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتی ہے تو ہر عضو
مین ایک ایک درد ہوتا ہے اس سبب سے آگ کا درد بہت سخت ہے تو دل کی مقتضائے طبع جو چیز ہے جب اوسکا خلاف جگہہ
کریگا تو جان مین بڑا درد ہوگا خدا کا دیدار اور خدا کی معرفت دلکا مقتضائے طبع ہے نابینائی جو اوسکے خلاف ہے جب طاری ہوگی تو
بے نہایت درد و اضطراب ہوگا اگر لوگونکے دل اس جہان مین بیمار نہوتے تو اس جہان مین بھی نابینائی کی تکلیف اوٹھاتے جب ہاتھ پاؤن بیکار اور سن ہوجاتے ہین

تو آگ لگانے سے آدمی کو کچھ خبر نہین ہوتی جب سن جا تا رہتا ہے اور بدن مین آگ چھو جاتی ہے آدمی کو فوراً صدمہ عظیم ہوتا ہے اسیطرح دنیا مین دل بھی بیکار ہوتا ہے اور موت سے اوسکا سن جاتا رہتا ہے تو دفعتہً یہ آگ جان سے نکل آتی ہے اور کہین سے نہین آتی اسواسطے کہ وہ خود اپنے ساتھ لیگیا اوسکے دل ہی مین تھی اوسے چونکہ علم الیقین نہ تھا اس سببسے آگ کو نہ دیکھا اب جو علم الیقین حاصل ہوا اوس آگ سے مطلع ہوگیا کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ کے یہی معنی ہین اور شرع مین جسمانی دوزخ اور بہشت کا حال اکثر بیان ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اوسے تمام خلق جان سکتی ہے اور سمجھ جاتی ہے اور دوزخ روحانی کو تو جسکے سامنے بیان کرتا ہے وہ اسے ناچیز جانتا ہے اور اسکی صعوبت اور عظمت کو نہین پہچانتا ہے جسطرح کسی لڑکے سے تو کہے کہ لکھنا پڑھنا سیکھ ورنہ تیری ریاست اور تیرے باپ کی دولت تجھے نہ ملے گی اور تو اس سعادت سے محروم رہے گا تو وہ لڑکا تیرا یہ کہنا نہ سمجھیگا اور اوسکے دل مین اس بات کا کچھ خوب اثر نہوگا لیکن اگر تو اوس لڑکے سے کہے کہ اگر تو نہ پڑھے گا تو اوستاد تیرے کان اومیٹھیگا تو اس بات سے البتہ وہ لڑکا ڈریگا اسواسطے کہ اسے سمجھتا ہے اور جسطرح اوستاد کی گوشمال حق ہے جو لڑکا ادب نہ سیکھے اوسے اپنے باپ کی ریاست سے محروم رہنا بھی حق ہے اسیطرح دوزخ جسمانی حق ہے اور خداوند کریم کی درگاہ سے محروم رہنے کی آگ بھی حق ہے اور جیسے گوشمالی ریاست اور دولت سے محروم رہنے کے سامنے کچھ بھی سزا نہین ہے اسیطرح دوزخ جسمانی بھی دوزخ حرمان کے مقابلہ مین خفیف سی تکلیف ہے **فصل** العزیز شاید تو یہ کہے کہ جو عالمون نے کہا ہے اور اپنی کتابون مین لکھا ہے یہ تفصیل وار بیان اوسکے خلاف ہے اسواسطے کہ اونہون نے کہا ہے کہ فقط تقلید سے اور سننے سے آدمی یہ باتین جان سکتا ہے عقل اور بصیرت کو انمین کچھ دخل نہین ہے اسکا جواب معلوم کرلے کہ عالمون کا عذر ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہین اور یہ بات اوسکے خلاف نہین ہے اسواسطے کہ آخرت کے بیان مین اون عالمون نے جو کہا ہے درست ہے لیکن وہ محسوسات ہی مین رہے ہین روحانیات کو اونہون نے نہین پہچانا ہے یا پہچانا ہے مگر بیان نہین کیا کہ اکثر لوگ اوسے نہ سمجھین گے اور جو جسمانی حالات ہین وہ صاحب شرع کی تقلید اور اوسنے بغیر معلوم نہین ہوتے لیکن یہ دوسرا قسم حقیقت روح کی معرفت کی شاخ ہے اوسکا جاننا بھی طریق بصیرت اور مشاہدہ مرتبہ کو وہی پہونچے جو اپنے وطن سے نکلے اور اپنے مولد مین نہ ٹھہرے اور راہ دین کا سفر اختیار کرے یہان وطن گھر نہین مراد ہے کہ وہ قالب کا وطن ہے اور قالب کے سفر کی کچھ حقیقت نہین لیکن جو روح کہ آدمی کی حقیقت ہے اوسکا وطن ہے یعنی جہان سے وہ ظاہر ہوئی وہ اوسکا وطن ہے وہان سے وہ سفر کر آئی ہے راہ مین اوسے بہت منزلین ہین اور ہر عالم ہے پہلی منزل عالم محسوسات ہے پھر عالم مخیلات پھر عالم موہومات پھر عالم معقولات یہ چوتھی منزل ہے عالم مین اوسے اپنی حقیقت کی خبر ہوتی ہے اسکے آگے پھر کچھ خبر نہین ہوتی اور بس ایک مثال مین ان چارون عالمون کو سمجھ سکتا ہے **مثال** جبتک آدمی محسوسات مین ہے پتنگون کے رتبہ پر ہے کہ اپنے تئین چراغ پر گراتے ہین اسواسطے کہ پتنگے سے ہے لیکن خیال اور یاد رکھنے کی قوت نہین ہے کہ اندھیرے سے بھاگنے کو روزن ڈھونڈھتا ہے چراغ کو روزن سمجھکر چراغ پر گرتا ہے اوسمین آگ پاتا ہے یہ تکلیف اوسے نہین یاد رہتی اور اسکا کچھ خیال نہین رہتا اسواسطے کہ اوسے حفظ اور خیال کی قوت نہین ہے

اوس رتبہ پر وہ پہونچا ہی نہین اس سبب سے اپنے تئین چراغ پر گر گرا تا ہے یہانتک کہ ہلاک ہوجاتا ہے اگر اوسے خیال اور حفظ کی قوت ہوتی تو ایک بار دردناک ہوچکا تھا پھر چراغ کے پاس نہ آتا کیونکہ اور حیوانات جب ایکبار مار کھا چکتے ہین تو وہ اونہین یاد رہتی ہے دوبارہ لکڑی دیکھکر بھاگ جاتے ہین محسوسات آدمی کی پہلی منزل ہے دوسری عالم مخیلات جبتک آدمی اس درجہ پر رہتا ہے بہائم کے برابر رہتا ہے جس چیز سے اوسے صدمہ پہونچے پہلے تو نہین جانتا کہ اس سے بھاگنا چاہیے لیکن جب ایکبار صدمہ اوٹھا چکتا ہے دوسری مرتبہ اوس سے بھاگتا ہے تیسری منزل عالم موہومات ہے جب اس درجہ پر آدمی آتا ہے تو بکری اور گھوڑے کے برابر ہوجاتا ہے بے دیکھے صدمہ سے بھاگتا ہے پہلے ہی سے اپنے دشمنون کو پہچانتا ہے اسواسطے کہ جس بکری نے بھیڑیے کو ہرگز کبھی نہ دیکھا ہو اور جس گھوڑے نے شیر کو ہرگز کبھی نہ دیکھا ہو وہ جب انہین دیکھتے ہین بھاگتے ہین اور اپنا دشمن سمجھتے ہین حالانکہ بیل اونٹ ہاتھی جو شیر سے اور بھیڑیے سے قد مین بہت بڑے ہین اونسے نہین بھاگتے یہ سوجھ بوجھ خدا نے اونکے باطن مین عنایت فرمائی ہے آور بانیہمہ جو چیز کل ہونیوالی ہے اوس سے خبردار نہین ہوسکتے کہ یہ مرتبہ چوتھی منزل مین حاصل ہوتا ہے آور چوتھی منزل عالم معقولات ہے آدمی یہانتک تو بہائم کے ساتھ رہتا ہے جب اس منزل پر آتا ہے تو بہائم کی حد سے گذر جاتا ہے آور فی الحقیقت یہان عالم انسانیت کے اول مین آدمی پہونچتا ہے اور ایسی چیزین دیکھتا ہے کہ تخیل اور وہم کو اونمین کچھ دخل نہین اور جو چیز آئندہ ہونیوالی ہے اوس سے پرہیز کرتا ہے اور کامونکی حقیقت کو اونکی صورت سے جدا کرتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت کو جو اونکی سب صورتون کو شامل ہوتی ہے پہونچتا ہے اور جو چیزین اس عالم مین دکھائی دے سکتی ہین بے نہایت نہین ہین اسواسطے کہ جو چیز محسوس ہے اجسام سے باہر نہین ہے اور اجسام منتہا ہین یعنی نہایت کو قبول کرتے ہین اور عالم محسوسات مین آدمی کا تردد کرنا اور چلنا ایسا ہی ہے جیسے زمین پر چلنا پھرنا کہ ہر ایک چل پھر سکتا ہے آور چوتھے عالم یعنی عالم معقولات مین اوسکا چلنا کامون کی حقیقتون اور روحون کے تفحص کے واسطے ہوتا ہے اور وہ ایسا ہے جیسے پانی پر چلنا آور موہومات مین اوسکا تردد کرنا ایسا ہے جیسے کشتی مین ہونا کہ پانی اور مٹی مین اوسکا درجہ ہے آور درجہ معقولات کے اوسطرف ایک مقام ہے وہ مقام انبیا و اولیا و اہل تصوف علیہم السلام ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے ہوا مین سیر کرنا یہی مضمون تھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ عیسی علیہ السلام کیا پانی پر چلتے تھے آپ نے فرمایا ہان وَلَوِ ازْدَادَ يَقِيْنًا لَمَشَىٰ فِي الْهَوَاءِ اگر اونکی یقین اور زیادہ ہوتی تو ہوا پر چلتے تو آدمی کی سفر کی منزلین عالم ادراک مین ہین اخیر منزل پر جب پہونچتا ہے کہ ملائکہ کے مرتبہ پر پہونچ جاسے تو چارپایون کا جو اخیر اور سفلی درجہ ہے وہان سے فرشتون کے درجہ اعلی تک آدمی کی معراج کی منزلین ہین اور سب نیچ اونچ اوسیکا کام ہے آور وہ اس خطرہ مین ہے کہ سفل السافلین مین گرتا ہے یا اعلی علیین پر چڑھتا ہے اور اس خطرہ کو قرآن شریف مین حق تعالی نے یون تعبیر فرمایا ہے کہ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا اسواسطے کہ جو جمادات ہین اونکا درجہ نہین بدلتا کہ وہ بخبر ہین یا جمادات بےخطر ہین اور ملائک اعلی علیین مین ہین اونہین اپنے درجے سے اوترنا ممکن نہین بلکہ ہر ایک کا درجہ اوسی پر موقف ہے جیسا قرآن شریف مین آیا ہے یعنی حقتعالی نے فرشتون کا کلام نقل فرمایا ہے وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ اور چارپائے سفل السافلین مین ہین انکو ترقی ممکن نہین آور انسان دونون کے درمیان مین ہے اور خطرہ کے

[Margin note:] یعنی دکھائی امانت آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر تو سب نے انکار کیا اوسکے اوٹھانے سے اور ڈر گئے اوس سے اور اوٹھا لیا اوسکو آدمی نے بیشک وہ تھا ظالم نادان ۱۲

[Margin note:] اور نہین ہم مین کوئی مگر اوسکا واسطے مقام مقرر ہے ۱۲

مکان مین ہے اسواسطے کہ اوسے درجہ ملائکہ پر چڑھ جانا اور مرتبہ بہائم پر اوتر آنا دونون ممکن ہین اور امانت اوٹھا لینے کے معنی یہی ہین کہ خطرناک کام کو اوسنے اختیار کر لیا ہے تو ممکن نہین کہ آدمی کے سوا اس امانت کے بوجھ کا اور کوئی متحمل ہو سکے اَلْغَرَض اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ وہ جو تونے کہا تہا کہ اکثر آدمی یہ بات نہین کہتے ہین اونکا حال تجھے معلوم ہو جاے کہ اونکا کہنا کچھ تعجب کی بات نہین کہ مسافر ہمیشہ مقیم کے خلاف ہوتا ہے مقیم تو اکثر ہین اور مسافر نادر ہین محسوسات اور مخیلات جو پہلی منزل ہے جو شخص اوسیکو اپنا وطن بنائیگا اور وہین ٹھہر جائیگا اوسے کامون کی حقیقتین ہرگز نہ معلوم ہونگی اور وہ شخص کبھی روحانی نہوگا اور کامونکی روحون اور روحانیات کو کبھی جائیگا اس سبب سے اوسکا بیان کتابون مین بہت کم ہے معرفت آخرت کے اتنے ہی بیان پر ہم بس کرتے ہین اس سے زیادہ لوگون کی فہم مین نہ آئیگا بلکہ بہت لوگ اسیکو نہ سمجھینگے **فصل** بہت احمق جنکو نہ یہ قوت ہے کہ کامونکو اپنی بصیرت سے پہچانین نہ یہ توفیق ہے کہ شریعت سے مانین آخرت کے امور مین دنگ ہین اور اونپر شک غالب ہے اور ہوتا یہ ہے کہ جب خواہش اونپر غلبہ کرتی ہے اور آخرت سے انکار کرنا انہین پسند آتا ہے تو انکے دل مین وہ انکار پیدا ہو جاتی ہے اور شیطان اوسے بڑہاتا ہے اور یہ سمجھتے ہین کہ دوزخ کی صفت مین جو کچھ آیا ہے فقط ڈرانے کے واسطے آیا ہے اور جنت کے بارہ مین شارع نے جو فرمایا ہے فقط شعبدہ دکہایا ہے اسی سبب سے خواہشون کی پیروی مین مشغول ہوتے ہین اور شریعت سے انکار کرتے ہین اور شرع والون کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور احمق سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ لوگ گدڑی مین مست ہین ایسے احمق کو یہ قوت کہان کہ ایسے بھید کی باتون کو دلیل سے سمجھ سکے اوسے ایک ظاہری بات مین تامل کرنیکے واسطے بلانا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ اگرچہ تجھے ظن غالب یہی ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور سب حکما علما اولیا غلطی پر تھے اور سبھون نے دہوکا کہایا اور تو باوصف اس حماقت اور غرور کے اس حال کو سمجھا ممکن ہے کہ تجھی کو غلطی ہوئی ہو اور تو ہی دہوکے مین پڑا ہو کہ آخرت کی حقیقت کو تونے نجانا اور عذاب روحانی کو نہ سمجھا اور عالم محسوسات سے روحانیات کی مثال کی وجہ کو تونے نہ پہچانا اگر وہ ایسا احمق ہے کہ کسیطرح اپنی غلطی کو روا نہ رکہے اور کہے کہ جسطرح دو کو ایک سے زیادہ جانتا ہون اسیطرح یہ بھی جانتا ہون کہ روح کی کچھ حقیقت نہین اور اوسے بقا نہین اور روحانی رنج راحت کچھ ممکن نہین ایسے شخص کا مزاج بگڑ گیا اوس سے ناامید ہونا چاہیے وہ اون لوگون مین سے ہے جنکو حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْا اِذًا اَبَدًا اور اگر وہ کہے کہ امور آخرت کا محال ہونا مجھے تحقیق نہین ہے اگرچہ یہ امر ممکن ہے لیکن عقل سے بعید ہے اور جبکہ یہ بات مجھے نہ تحقیق معلوم ہے اسکا ظن غالب ہے تو اپنے تئین تمام عمر پرہیزگاری کی کوٹھری مین کیون بند کرون اور دنیا کی لذتون سے کیون باز رہون تو اوسکو ہم یہ جواب دینگے کہ اب اسقدر تونے اقرار کیا تو تجہپر تیری عقل کی راہ سے واجب ہو گیا کہ شریعت کی راہ پکڑ کہ جب بہت بڑے خطرے کا گمان ضعیف بھی ہو تو اوس سے لوگ بہاگتے ہین اسواسطے کہ اگر تو کہانا کہانیکا قصد کرے اور کوئی کہدے کہ اسمین سانپ نے منہ ڈالا ہے تو تو نا ہاتھہ کہینچ لیگا اگرچہ یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اوسنے اسواسطے جہوٹ کہا ہو کہ اگر تو نہ کہائے تو وہ خود کہاے لیکن چونکہ یہ بات ممکن ہے کہ شاید اوس نے سچ کہا ہو تو اپنے دل مین کہتا ہے کہ اسے نہ کہاؤن اس سے بہوکے رہنے کا رنج آسان ہے اور اگر کہالون تو ایسا نہو اوس نے سچ کہا ہو اور مین ہلاک ہو جاؤن اسیطرح اگر تو بیمار ہو اور ہلاک ہو جانیکا خطرہ ہو اور تعویذ لکہنے والا کہے کہ ایک روپیہ بہر چاندی دے کہ تیرے

اچھے ہونے کے واسطے کاغذ پر تجکو ایک تعویذ لکھدون اور نقش کھینچدون اگرچہ تجکو یہ ظن غالب بھی ہو کہ اوس نقش کو تندرستی کے ساتھ کچھ نسبت نہین لیکن اپنے جی مین یہی کہیگا کہ شاید یہ سچ کہتا ہو ایک روپیہ دینا سہل ہے اگر نجومی کہے کہ جب فلانے مقام پر چاند پہونچے تو فلانی کڑوی دوا کہا تو اچھا ہو جائیگا اوسکے کہنے سے اوس دوا کا رنج تو کھینچیگا اور اپنے جی مین کہیگا کہ شاید سچ کہتا ہو اور اگر جھوٹ بھی کہتا ہو تو دوا کہانے کی تکلیف آسان ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرین کا قول اور دنیا کے تمام بزرگون یعنی حکما علما اولیا کا اوس قول پر متفق ہونا کسی عقلمند کے نزدیک ایک نجومی یا ایک تعویذ لکھنے والے یا ایک آتش پرست طبیب کے قول سے کم نہوگا اونکے کہنے سے تو تھوڑا سا رنج اپنے اوپر گوارا کرتا ہے کہ وہ جو بڑا رنج ہے اوس سے شاید نجات پا جائے اور تھوڑا رنج و نقصان بہت رنج و نقصان کی نسبت سے تھوڑا معلوم ہوتا ہے اگر کوئی حساب کرے کہ دنیا کی عمر کسقدر ہے اور ابد کی نسبت جسکی انتہا ہی نہین کتنی ہی ہے تو جان جائے کہ دنیا مین اتباع شریعت کا یہ رنج کھینچنا اوس خطر عظیم سے بہت تھوڑا ہے جسکے خیال سے تو اپنے جی مین کہتا ہے کہ اگر انبیا اور بزرگ لوگ سچ کہتے ہون اور مین ویسے ہی عذاب سخت مین جیسا وہ کہتے ہین ہمیشہ کے واسطے مبتلا ہو جاؤن تو کیا کرونگا اور دنیا کی اس چند روزہ راحت سے مجھے کیا فائدہ ہوگا اور ممکن ہے کہ بزرگ لوگ سچ کہتے ہون آبد کے یہ معنی ہین کہ اگر تمام عالم کو چھنے سانوین کے دانون سے بھر دین اور ایک چڑیا سے کہین کہ ہزار ہزار برس مین ایک ایک دانہ اوسمین سے چگے تو وہ دانے سب تمام ہو جائین اور ابد مین سے کچھ بھی نہ کم ہوا اگر اتنی مدت عذاب ہو روحانی خواہ جسمانی خواہ خیالی تو اوسے کیونکر جھیل سکیگا اور دنیا کی عمر اس مدت ابد کے مقابلہ مین کسقدر ہے ایسا کوئی عقلمند نہوگا کہ اس امر مین خوب غور کرے اور یہ نہ سمجھے کہ گویا امر وہمی ہے اور اسکے بچنے مین بالفعل رنج یقینی ہے مگر اتنے بڑے خطر عظیم سے احتیاط کرنا اور بچکر چلنا واجب ہے اسواسطے کہ لوگ سوداگری کو ہلکی کشتی مین جو بیٹھتے ہین اور بڑے بڑے سفر کرتے ہین اور بہت رنج اوٹھاتے ہین یہ مصیبت فقط گمان منفعت پر کھینچتے ہین تو اگرچہ اوس احمق کو عذاب آخرت کا یقین نہین ہے لیکن گمان ضعیف تو ہے پس اگر ذرہ اور مہربانی کریگا تو پرہیزگاری کا بوجھ اوٹھالیگا اسیواسطے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دن ایک ملحد سے مناظرہ مین فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع مین بھی ایسا ہے تو تو بھی چھوٹا ہم بھی چھوٹے اور اگر حقیقت مین ایسا ہے جیسا ہم کہتے ہین تو ہم ہی فقط چھوٹے اور تو عذاب ابد مین مبتلا رہا جناب امیر نے یہ کلام جو ارشاد فرمایا تو اوسکے قصور فہم کے موافق فرمایا نہ یہ کہ معاذاللہ آپ کو خود کچھ شک تھا آپ سمجھے کہ جو یقین کا راستہ ہے وہ اس ملحد کی سمجھ مین نہ آئیگا تو اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا مین زاد آخرت کے سوا اور کسی چیز کے ساتھ مشغول ہے وہ بڑا احمق ہے غفلت اور امور آخرت مین فکر نہ کرنا اس حماقت کا سبب ہے کیونکہ دنیا کی خواہش اوسے اسقدر مہلت ہی نہیں دیتی کہ وہ امور آخرت مین فکر کرے ورنہ عذاب آخرت کا جسکو یقین ہے اور جسکو ظن غالب ہے اور جسکو ایمان ضعیف ہے سب پر عقل کی رو سے واجب ہے کہ اس خطر عظیم سے ڈرین اور احتیاط کی راہ پکڑین والسلام علی من اتبع الہدی

عنوان مسلمانیکا بیان تمام ہوا معرفت نفس معرفت حق معرفت دنیا معرفت آخرت کے ذکر کا انجام اب انشاءاللہ تعالی ارکان معاملات مسلمانی شروع کرونگا ۞

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شکر خدای بے نیاز ہے کہ اب ارکان معاملات مسلمانی کا آغاز ہے

ای عزیز جب عنوان مسلمانی کو تو جان چکا اپنے تئین اور حق تعالی کو اور دنیا اور آخرت کو پہچان چکا اب معاملہ مسلمانی کے ارکان کی طرف مشغول ہونا چاہیے اوپر کے سب بیان سے معلوم ہوا کہ حق تعالی کی معرفت اور عبادت ہی مین آدمی کی سعادت ہے اور حقتعالی کی اصل معرفت ان چار عنوان کے جاننے سے حاصل ہوئی عبادت اب ان چار ارکان سے حاصل ہوتی ہے ایک رکن یہ ہے کہ تو اپنے ظاہر کو عبادت سے آراستہ رکھے یہ رکن عبادات ہے دوسرا رکن یہ ہے کہ تو اپنی زندگی اور حرکات سکنات کو ادب کے ساتھ رکھے یہ رکن معاملات ہے تیسرا رکن یہ ہے کہ تو اپنے دل کو برے خلقون سے پاک رکھے یہ رکن مہلکات ہے چوتھا رکن یہ ہے کہ تو اپنے دل کو اچھے خلقون سے آراستہ رکھے یہ رکن منجیات ہے

پہلا رکن

معاملہ مسلمانی کا یہ رکن اول ہے اسمین عبادت کا بیان مشتمل ہے اس رکن مین دس اصلین ہین پہلی اصل اعتقاد اہل سنت کو درست کرنے کے بیان مین دوسری اصل تلاش علم مین مشغول ہونے کے بیان مین تیسری اصل طہارت کے بیان مین چوتھی اصل نماز کے بیان مین پانچوین اصل زکوۃ کے بیان مین چھٹی اصل روزہ کے بیان مین ساتوین اصل حج کے بیان مین آٹھوین اصل قرآن پڑھنے کے بیان مین نوین اصل ذکر او تسبیح کے بیان مین دسوین اصل اوراد کے ترتیب دینے اور عبادت کے وقت نگاہ رکھنے کے بیان مین

پہلی اصل اہل سنت کے اعتقاد حاصل کرنیکے بیان مین

جان تو کہ جو کوئی مسلمان ہوا اوسپر پہلا فرض یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو اوسنے زبان سے کہا ہے اوسکے معنی دل سے جانے اور ایسا باور کرے کہ کسی شک اور شبہہ کو اوسمین دخل نرہے اور جب اوسنے باور کرلیا اور اوسکا دل اون معنون پر ایسا ٹھہر گیا کہ بال برابر بھی اوسمین شبہہ نرہا تو بس اسقدر اصل مسلمانیکو کفایت کرتا ہے دلیل سے اوسکے معنی جاننا ہر مسلمان پر فرض عین نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو دلیل تلاش کرنے اور علم کلام پڑہنے اور شبہے ڈہونڈہنے کا حکم نہین فرمایا ہے بلکہ اون معنون کی تصدیق اور یقین پر آپ نے اکتفا کی ہے اور عوام الناس کا درجہ اس سے زیادہ نہین ہے لیکن ایسے کچھ لوگونکا ہونا ضرور ہے جو گفتگو کا طریقہ جانتے ہون اور اس اعتقاد کی دلیل بیان کرسکین اسواسطے کہ اگر کوئی شخص عوام الناس کے گمراہ کرنیکے واسطے اونکے اعتقاد مین شبہہ ڈالے تو وہ لوگ عوام کی گویا زبان بنجایا کرین اور اون شبہون کو اوٹھایا کرین اس صفت کو علم کلام کہتے ہین اور یہ صفت فرض کفایہ ہے ہر بستی مین اس صفت کے دو ایک آدمیون کا ہونا بس ہے عوام الناس صاحب اعتقاد ہوتے ہین اور متکلم گویا اونکے اعتقاد کا نگہبان ہوتا ہے لیکن حقیقت معرفت کی اور ہی راہ ہے وہ ان دونون مقام یعنی فقط اہل اعتقاد اور متکلم ہونیکے علاوہ ہے ریاضت اور مشقت اوسکا آغاز ہے جبتک مسلمان یہ راہ نہ چلیگا معرفت کے درجے کو نہ پہونچیگا اور معرفت کا دعوی کرنا اوسے زیبا نہوگا کہ اسمین نفع سے زیادہ نقصان ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پرہیز کرنے سے پہلے دوا پیے تو یہ خوف رہتا ہے کہ ہلاک ہوجائیگا اسواسطے کہ وہ دوا بھی ویسی ہی ہوجاتی ہے جیسے اور اخلاط فاسد اوسکے معدہ مین ہین اور اس دوا سے صحت حاصل نہین ہوتی بیماری بڑہ جاتی ہے عنوان مسلمانی مین جو کچھ ہمنے بیان کیا وہ حقیقت معرفت کا ایک شائبہ اور نمونہ ہے کہ جو شخص حقیقت معرفت کے قابل ہے اوسے تلاش کرے اور حقیقت معرفت وہی تلاش کرسکتا ہے جسے دنیا مین کچھ تعلق نہوا اور تمام عمر خدا ہی کی تلاش مین رہا ہو اور ممکن ہے تو ایسی چیز جو تمام خلق کی غذا ہے یعنی اہلسنت کا اعتقاد اوسے ہم بیان کرتے ہین کہ ہر شخص اس اعتقاد کو اپنے دل مین جمائے کہ یہی اوسکی سعادت کا تخم ہوگا ❊

اعتقاد کا بیان

عزیز اس بات کو جان اور یقین مان کہ تو مخلوق ہے اور تیرا ایک خالق ہے تمام عالم کو اور اون چیزونکو جو تمام عالم مین ہین اوسینے پیدا کیا ہے وہ ایک ہے کوئی اوسکا شریک نہین اور یگانہ ہے کوئی اوسکا ہمسر نہین اور ہمیشہ سے ہے کہ اوسکی ہستی کی ابتدا نہین اور ہمیشہ رہیگا کہ اوسکے وجود کی انتہا نہین اوسکی ہستی ازل اور ابد مین واجب ہے اسواسطے کہ نیستی کو اوسمین دخل نہین ہے غیر اوسکی ہستی اوسی کی ذات سے ہے اسواسطے کہ اوسکو کسی سبب کی پروا نہین اور اوس سے کسی چیز کو بے پروا نہین بلکہ اوس خالق کا قیام اپنی ذات سے ہے اور سب چیزونکا قیام اوس خالق کے سبب سے ہے نہ وہ جوہر ہے

کیت کیفیت کو اوسمین کچھ دخل نہین جو کمیت کیفیت خیال مین آئے اور دل مین گذرے اوس سے وہ پاک ہے کیونکہ
اوسکی مخلوق ہین اور وہ کسی مخلوق کی صفت پر نہین ہے بلکہ وہم وخیال جو صورت باندہے وہ اوس صورت کا پیدا کرنے والا ہے
چھوٹائی بڑائی اور مقدار کو اوسمین کچھ دخل نہین یہ چیزین اجسام عالم کی صفتین ہین اور وہ جسم نہین ہے اور اوسے جسم کے ساتھ
وہ کسی جگہہ پر ہے نہ کسی جگہہ مین سما بلکہ اوسکی ذات جگہہ لینے والی چیز ہی نہین اور جو کچھ عالم مین ہے سب عرش کے نیچے اور عرش اوسکی قدرت کے نیچے مسخر ہے
اور وہ عرش پر ہے لیکن اسطرح عرش پر نہین ہے جیسے کوئی جسم کسی جسم کے اوپر ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ جسم نہین ہے اور عرش اوسے
اوٹھائے نہین ہے بلکہ عرش اور حاملان عرش سبکو اوسکی قدرت اور مہربانی اوٹھائے ہوئے ہے آج بھی وہ اوسی صفت پر ہے
جسپر عرش پیدا کرنے کے قبل تھا اور ابد تک ایسا ہی رہیگا اسواسطے کہ اوسکی ذات اور صفات مین تغیر اور گردش کو کچھ دخل نہین
اسلیے کہ معاذ اللہ اگر صفات نقصانی کے ساتھ تغیر ہو تو خدائی کے قابل نہوگا اور اگر صفات کمالی کے ساتھ تغیر ہو تو نعوذ باللہ پہلے گویا وہ ناقص
تھا اور اس کمال کا محتاج تھا اور محتاج مخلوق ہوتا ہے خدائی کے لائق نہین ہوتا اور باوصف اسکے کہ سب مخلوق کی صفتونسے وہ پاک ہے مگر اس جہان مین
پہچاننے کے لائق اور اوس جہان مین دیکھنے کے قابل ہے اور جسطرح اس جہان مین بیچون وبیچگون اوسے پہچانتے ہین اوس جہان مین بیچون اور بیچگون اوسے
دیکھینگے کیونکہ وہ دیدار اس جہان کے دیدار کے قسم سے نہین ہے **قدرت** حق تعالے کسی چیز کے مانند نہین ہے ساتھ اسکے
سب چیزون پر قادر ہے اور اوسکی قدرت کمال کے درجے پر ہے کہ کسی طرح کے عجز اور نقصان اور ضعف کا اوسمین گذر نہین بلکہ اوسنے
جو چاہا کیا جو چاہے گا کریگا اور ساتون آسمان ساتون زمین اور عرش و کرسی اور جو کچھ ہے سب اوسکے قبضۂ قدرت مین مغلوب اور
مسخر ہین اوسکے سوا کسیکا کسی چیز پر کچھ اختیار نہین پیدا کرنے مین کوئی اوسکا یار و مددگار نہین **علم** وہ دانا ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے
اوسکا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے عرش اعلی سے تحت الثری تک کوئی چیز بغیر اوسکے جانے ہوئے نہین ہوتی اسواسطے کہ سب
چیزین اوسیکے حکم سے ظاہر ہوتی ہین بلکہ میدانون کی ریت اور درختون کے پتون اور دلون کے خطرون اور ہوا کے ذرون کے
عدد اوسکے علم مین ایسے کھلے ہوئے ہین جیسے آسمان کے عدد **ارادت** جو کچھ عالم مین ہے اوسیکے چاہنے اور ارادہ سے ہے
کوئی چیز تھوڑی ہو یا بہت چھوٹی ہو یا بڑی اچھی ہو یا بری گناہ ہو یا عبادت کفر ہو یا ایمان نفع ہو یا نقصان زیادتی ہو یا کمی رنج
یا راحت بیماری ہو یا صحت اوسیکی تقدیر اور مشیت اور حکم سے ہوتی ہے اگر جن آدمی شیطان فرشتے تمام عالم اکٹھا ہو کر عالم مین سے
ایک ذرہ کو ہلانا یا کسی جگہہ رکھنا یا اوٹھانا گھٹانا یا بڑہانا چاہین تو بے خدا کے چاہے سب عاجز ہین اور ہرگز کچھ نکر سکین بلکہ بے اوسکے
چاہے کوئی چیز نہین پیدا ہوتی جس چیز کے ہونے پر اوسکی مرضی ہو کوئی اوسے دفع نہین کرسکتا اور جو کچھ تھا اور ہوگا سب اوسکی
تقدیر اور تدبیر سے ہے **سمع و بصر** جسطرح وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اوسیطرح ہر چیز کا دیکھنے سننے والا ہے دور و نزدیک اوسکی
شنوائی مین برابر ہے تاریکی روشنی اوسکی بینائی مین یکسان ہے اندہیری رات مین چیونٹی کے پاؤن کی آواز سنتا ہے تحت الثری مین
جو کیڑا ہو رنگت اور صورت دیکھتا ہے نہ آنکھہ سے اوسکی بینائی ہے نہ کان سے اوسکی شنوائی ہے اور جسطرح اوسکی سمجھہ تدبیر اور سوچ سے
نہین اوسیطرح اوسکا پیدا کرنا بھی آلہ سے نہین **کلام** اوسکا فرمان سب مخلوقات پر واجب التعمیل ہے جو خبر اوسنے دی وہ سچ ہے

اوسکا وعدہ وعید سب حق ہے حکم خبر وعدہ وعید سب اوسیکا کلام ہے جسطرح وہ زندہ بینا دانا شنوا توانا ہے اوسیطرح گویا بھی ہے
حضرت موسی علیہ السلام سے بلا واسطہ بات کی آدمکی بات کام وزبان لب دہان سے نہین ہے جسطرح آدمیکے دلمین بے آواز اور حروف کے
بات ہوتی ہے حق تعالی کی بات بیحرف وآواز ہونے مین اس سے زیادہ پاک اور منزہ ہے قرآن شریف توریت انجیل زبور اور پیغمبرونکی
جتنی کتابین اوتری سب اوسیکا کلام ہے اور اوسکا کلام اوسکی صفت ہے اور اوسکی سب صفتین قدیم ہین اور ہمیشہ سے ہین اور جسطرح
اوسکی ذات قدیم ہے اور ہمارے دلمین معلوم اور زبان پر مذکور ہے اور ہمارا علم اور ذکر مخلوق اور معلوم اور مذکور قدیم ہے اوسیطرح اوسکا کلام حق قدیم ہے
اور ہمارے دلمین محفوظ زبان سے پڑہا گیا مصحف مین لکھا ہوا ہے اور ہمارا محفوظ مخلوق نہین حفظ مخلوق اور پڑہا گیا مخلوق نہین پڑہنا مخلوق ہے اور
مکتوب مخلوق نہین کتابت مخلوق ہے **افعال عالم** اور جو کچھ عالم مین ہے سب کے مخلوق ہین اور جس چیزکو اوسنے پیدا کیا ایسا ہی پیدا کیا کہ اوس سے بہتر نہین ہوسکتی اگر
تمام جہانکے عقلمند اپنی اپنی عقلونکو متفق کرکے سوچین اس جہانکی اس سے اچھی صورت تجویز کیجیے یا اس تدبیر سے بہتر کوئی تدبیر نکالیے یا اسمین کچھ کمی زیادتی کیجیے تو نہین کرسکتے
اگر سوچین کہ اس سے بہتر ہونا چاہیے تھا تو خطا کرین اور خدا کی حکمت اور مصلحت سے غافل ہین ایسے لوگون کی مثل اوس اندہے کی
ایسی ہے جو کسی گھر مین جاسے وہان ہر ہر چیز قرینہ کے ساتہ اپنی اپنی جگہہ پر ہو وہ نہ دیکھے اور گر پڑے تو کہے یہ چیز راہ پر کیون رکھی تھی
حالانکہ راہ پر چلنا کیسا اوسے راہ سوجہتی تک نہین پس حق تعالے نے ہر چیز کو عدل اور حکمت کے ساتہ پورا بنایا ہے اور جیسا چاہیے ویسا ہی
مخلوق فرمایا ہے اگر اس سے زیادہ کامل پیدا کرنا ممکن ہوتا اور وہ نہ پیدا کرتا تو یا عاجزی سے نہ پیدا کرتا یا بخل سے اور عاجزی اور بخل
دونون اوس سے محال ہین تو جو کچھ دکہہ بیماری فقیری نادانی عاجزی اوسنے پیدا کی ہے سب عدل ہے ظلم تو خود اوس سے ممکن ہی نہین
اسواسطے کہ ظلم تو جب ہو کہ کسی غیر کی ملک مین تصرف کرے اور دوسرے کی ملک مین خدا کا تصرف کرنا ممکن نہین کیونکہ اوسکے ساتہ کسی
دوسرے مالک کا ہونا خود محال ہے اسواسطے کہ جو کچھ تھا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہوسکتا ہے وہ سب مملوک ہے اور خدا ہی سبکا مالک
ہے اوسکا کوئی ہمسر اور شریک نہین **آخرت** حق تعالی نے دو قسم پر عالم کو پیدا کیا ایک عالم اجسام ایک عالم ارواح عالم اجسام کو
آدمیون کی روح کا مقام بنایا کہ اس عالم سے زاد آخرت لے لین اور ہر شخص کے رہنے کی ایک مدت مقرر فرمائی ہے اوس مدت کی
انتہا اجل بنائی ہے بڑہنے گھٹنے کو اسمین کچھ دخل نہین جب اجل آجاتی ہے تو جان کو بدن سے جدا کر لیتے ہین اور روز قیامت جو حساب
اور مکافات کا دن ہے اوس دن قالب کو پھر جان دینگے اور سبھون کو اوٹھا کھڑا کرینگے اور ہر ایک اپنے اپنے کردار اعمالنامہ مین لکھی
دیکھے گا اوس نے جو کچھ دنیا مین کیا ہے سب اوسے یاد دلائین گے عبادت اور گناہ کی مقدار کو ایسی ترازو مین جو اس کام کے لائق
ہوگی تول کر بتائین گے وہ ترازو اس جہان کی ترازو کے مشابہ نہین ہے صراط پھر سبھونکو پل صراط پر چلنے کا حکم ہوگا اور صراط بال
سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے جو کوئی اس جہان مین صراط مستقیم یعنی شرع پر جا رہا ہوگا اوس صراط پر آسانی سے گذر جائیگا
اور جسنے اس جہان مین سیدھی راہ نہ اختیار کی ہوگی اوس صراط پر نہ چل سکیگا دوزخ مین گر پڑیگا اور سبھون کو صراط پر ٹھہرا کر پرسش
اعمال کرینگے سچے ایمانداروں سے اونکی سچائی کی حقیقت طلب کرینگے اور منافقون ریاکارون کو خجالت دینگے اور فضیحتی مین ڈالینگے
کسی جماعت کو بیحساب بہشت مین لیجائین گے کسی گروہ کا حساب آسانی سے کسی کا مشکل سے کرینگے آخر سب کا فرونکو دوزخ مین بہیجینگے

کہ وہ بھی نجات پائینگے فرمان بردار مسلمانون کو جنت مین داخل کرینگے اور گناہگار مسلمانون کو بھی دوزخ مین روانہ کرینگے انمین
سے بزرگ لوگ اونمین سے جنکی شفاعت کرینگے ارحم الراحمین اوسے بخشدیگا اور جنکی شفاعت نکرینگے فرشتے اوسے دوزخ مین لیجا
اور اوسکے گناہونکے قدر اوسپر عذاب کرینگے پھر جنت مین لیجائینگے **پیغمبر** چونکہ حقتعالے نے یہ امر ٹھرایا کہ بندون کے بعض اعمال
اونکی شقاوت کا سبب ہون اور بعض سعادت کا موجب ہون اور آدمی اسے نہین پہچان سکتا کہ کون اعمال سبب شقاوت ہین اور کون سبب
سعادت ہین تو خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم عمیم سے پیغمبرون کو پیدا کیا اور حکم فرمایا کہ ازل مین جن لوگون کی نسبت کمال سعادت کا
حکم ہوچکا ہے اونہین اس بہید سے آگاہ کرین اور پیغمبرون کو پیغام دیکر خلائق کیطرف بہیجا کہ سعادت اور شقاوت کی راہ اونکو بتا
تاکہ کسی بندیکو خدا سے محل حجت نہ باقی رہے پھر سب پیغمبرونکے بعد ہمارے رسول مقبول خاتم النبیین سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ و آلہ
کو خلق کیطرف بہیجا اور آپ کی نبوت کو ایسے کمال کے درجہ پر پہونچادیا کہ پھر اوسپر زیادتی محال ہے اسواسطے آپکو خاتم الانبیا کیا کہ آپکے بعد
پھر کوئی پیغمبر نہو اور تمام جن وانس کو آپکی اتباع اور اطاعت کا حکم فرمایا کہ کوئی اوس سے باہر نہو اور آپکو سب انبیا صلوات اللہ تعالی علیہم اجمعین کا
سردار اور افسر کیا اور پیغمبرون کے یارون اور دوستدارون سے آپکے اصحاب اور احباب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو افضل اور بہتر کیا

دوسری اصل طلب علم کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ یعنی علم ڈہونڈہنا
ہر مسلمان پر فرض ہے مرد ہو خواہ عورت اور اس امر مین سب عالمون کا اختلاف ہے کہ وہ کونسا علم ہے جسکا ڈہونڈہنا سب پر فرض ہے
متکلم کہتے ہین وہ علم کلام ہے کہ خدا کی معرفت اوس سے حاصل ہوتی ہے فقہا کہتے ہین کہ وہ علم فقہ ہے کہ اسکی بدولت آدمی حلال و حرام
مین فرق کرسکتا ہے محدث کہتے ہین کہ وہ علم تفسیر و حدیث ہے کہ علوم شرعیہ کی اصل یہی ہے صوفیہ فرماتے ہین کہ وہ احوال دل کا علم ہے
کہ دل خدا کی طرف بندہ کی راہ ہے غرض کہ ہر عالم اپنے علم کی عظمت بیان کرتا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ نہ کسی ایک علم کی خصوصیت
ہے نہ سب علمون کی فرضیت ہے اس مقام مین تفصیل ہے کہ اوسکے سبب سے یہ اشکال اوٹھہ جاتا ہے ایعزیز جان تو کہ جو کافر صبح کے
وقت مسلمان ہو یا جو لڑکا بالغ ہو اوسپر یہ سب علم سیکہنا فرض نہین ہوتا بلکہ اوسوقت اوسپر اتنا فرض ہوجاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کے معنی جانے اور ان معنون کا علم اسطرح حاصل ہوتا ہے کہ اہل سنت کے عقائد جو پہلی اصل مین ہمنے بیان کیے ہین حاصل کرے اسطرح پر حاصل کرنا
ضرور نہین کہ اون عقائد کی دلیلین بھی جان لے دلیلون کا جاننا اوسپر واجب نہین ہے لیکن اون عقائد کو قبول کرلے اور باور کرے اور اونکی
تفصیل بھی جاننا واجب نہین ہے مگر خدا رسول آخرت بہشت دوزخ حشر نشر کی سب صفتون کا اعتقاد کرلے اور یہ جان لے کہ اوسکا
مدار ان صفات پر ہے اور اوسی خدا کی طرف سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی پیغام اور احکام آئے ہین جو اطاعت
بجا لاویگا مرنیکے بعد مرتبہ سعادت کو پہونچیگا جو معصیت کریگا درجہ شقاوت کو پہونچیگا جب اوسنے یہ جان لیا تو دو طرح کے علم اوسپر واجب
ہونے ہین ایک تو دل سے علاقہ رکھتا ہے ایک جوارح کے کامون سے جو علم اعمال جوارح سے علاقہ رکھتا ہے اوسکے بھی دو قسم ہین ایک

اون کامونکا علم جو کرنیکے قابل ہین ایک اون کامونکا علم جو نکرنیکے لائق ہین جو کام کرنیکے قابل ہین اونکا علم ایسا ہے جیسے جو کوئی صبح کو مسلمان ہوا جب ظہر کی نماز کا
وقت آئے تو اوسپر فرض کی قدر طہارت اور نماز سیکھنا فرض ہوجاتا ہے اور جو چیز سنت ہے اوسکا سیکھنا بھی سنت ہے فرض نہین ہے جیسے مغرب کی نماز کا وقت
آئے تو اوسوقت اوسپر اتنا فرض ہوجاتا ہے کہ اوس نماز کو جان لے کہ تین رکعتین ہین اس سے زیادہ جاننا فرض نہین ہے اور جب
رمضان آئے تو روزہ کا جاننا اوسپر اسقدر فرض ہوجاتا ہے کہ یہ جان لے کہ روزہ کی نیت واجب ہے اور صبح سے غروب آفتاب تک
کہانا پینا جماع کرنا حرام ہے اگر سونے کے بیس دینار اوسکے پاس ہون تو زکوۃ کا جاننا اوسوقت فرض نہین تا آنکہ جب سال بہر گذر جائے
تو فرض ہوتا ہے کہ اوسکی زکوۃ کی مقدار اور مصارف اور شرائط معلوم کرے اور جبتک حج نہ کرے تب تک حج کا علم اوسپر فرض نہین ہوتا
اسواسطے کہ حج کا وقت عمر بہر ہے اسیطرح جب کوئی کام پیش آتا ہے اوسوقت اوسکا علم بھی فرض ہوجاتا ہے مثلاً جسوقت نکاح کرے
اوسوقت اوسکا علم بھی فرض ہوجاتا ہے مثلاً یہ جاننا کہ خاوند پر جورو کا کیا کیا حق ہے اور حالت حیض مین جماع کرنا درست نہین ہے اور
حیض کے بعد غسل کرنے تک جماع کرنا نہ چاہیے اور اسکے سوا اور جو چیزین نکاح سے علاقہ رکہتی ہین اون سب کا علم فرض ہوجاتا ہے
اگر آدمی کوئی پیشہ کرتا ہے اوس پیشہ کا علم بہی اوسپر فرض ہوجاتا ہے اگر سوداگر ہے تو سود کے مسائل اور بیع کی شرطین معلوم کرنا فرض
ہے تاکہ بیع باطل سے بچے اسیواسطے تہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ دوکانداروں کو دُرّے مار کر علم سیکہنے کے واسطے بہیجتے تہے اور فرماتے
تہے کہ جو کوئی بیع کے احکام نہ جانے اوسے تجارت کرنا نچاہیے کہ لاعلمی مین سود کہائیگا اور خبر بہی نہوگی اسیطرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے حتی کہ
اگر حجام ہے تو اوسے یہ جاننا چاہیے کہ آدمیکے بدن سے کیا چیز کاٹنے کے لائق ہے اور تکلیف کے وقت کونسا دانت اوکھاڑنیکے قابل
ہے اور کتنی دوا زخمون مین کام کرتی ہے اور علی ہذا القیاس اور یہ علم ہر شخص کے حال کے موافق ہوتے ہین بزاز پر پیشہ حجامت کا علم سیکھنا
فرض نہین ہے اور حجام پر بزاز کا علم سیکھنا فرض نہین ہے جو کام کرنیکے لائق ہین اونکے علم کی مثال یہ تہی اور جو کام نہ کرنیکے لائق ہین
اونکا علم بہی فرض ہے لیکن ہر شخص کے حال کے موافق مختلف ہے اگر کوئی شخص اطلس اور دیبا پہننے کی قدرت رکھتا ہے یا شراب خوارون
یا سور کا گوشت کہانیوالون کے پاس یا غصب کی جگہہ مین رہتا ہے یا مال حرام اپنے قبضہ مین رکھتا ہے تو علما پر واجب ہے کہ اوسے
ان باتون کا علم سکہادین کہ یہ حرام ہے تاکہ وہ اوس سے دست بردار ہو اور اگر کسی جگہہ عورتون سے ملا جُلا رہتا ہے تو اوسپر جاننا
فرض ہے کہ کون عورت محرم ہے اور کون نامحرم ہے اور کسے دیکہنا روا ہے اور کسے دیکہنا ناروا ہے اور یہ علم بھی ہر ایک کے حال کے موافق
مختلف ہے اسواسطے کہ جو کوئی ایک کام مین ہو اوسپر اور ونکے کام کا علم سیکہنا فرض نہین ہے مثلاً عورتون پر یہ جاننا فرض نہین ہے
کہ حالت حیض مین طلاق دینا ناروا ہے اور جو مرد طلاق دیا چاہتا ہو اوسپر یہ مسائل جاننا فرض ہے اور جو کام دل سے علاقہ رکہتے ہین اونکی بہی دو قسم ہین
ایک قسم دل کے حالات سے علاقہ رکہتی ہے ایک اعتقادات سے تعلق رکہتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ آدمیکو جاننا فرض ہے کہ کینہ حسد تکبر گمان بد اور ایسے امور کرنا
حرام ہین اور اسکا جاننا سب پر فرض عین ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ان عادتون سے خالی نہین تو اسکا علم اور اسکے علاج کا علم فرض ہے
کیونکہ اس قسم کی بیماری عالمگیر ہے اور بے علم کے اسکا علاج ٹہیک نہوگا لیکن بیع سلم اور اجارہ اور رہن اور اس قسم کے معاملات کا علم جو
فقہ مین مذکور ہے فرض کفایہ ہے فرض عین نہین ہے یہ وہی شخص پر فرض ہے جو ایسے معاملات کیا چاہتا ہو اور اکثر خلق ان معاملات سے

خالی نہین رہ سکتی اور دوسری قسم جو اعتقادات سے علاقہ رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی کے اعتقاد مین کچھ شک پیدا ہو جاے
تو اگر وہ شک ایسے اعتقاد مین ہے جو اعتقاد واجب ہے یا جس اعتقاد مین شک آنا درست نہین ہے تو اوس شک کو اوسکے دل سے نکالنا لازم
ہے ان سب باتون سے معلوم ہوا کہ طلب علم سب مسلمانون پر فرض ہے اسواسطے کہ کوئی مسلمان جنس علم سے مستغنی اور بے پروا نہین
لیکن علم ایک ہی قسم کا نہین ہے اور ہر ایک کے حق مین برابر نہین ہے بلکہ حالات اور اوقات کے ساتھ بدلتا رہتا ہے اور کوئی شخص علم کی
احتیاج سے کسیطرح خالی نہین اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جسپر طلب علم
فرض نہو یعنی ہر شخص کو جس علم کی احتیاج ہے اوسپر اوسکا سیکھنا فرض ہے **فصل** جب یہ معلوم ہو چکا کہ ہر شخص پر وہ علم سیکھنا فرض ہے
جسکا معاملہ وہ کرتا ہو تو معلوم ہوا کہ عوام الناس ہمیشہ اس خطرہ مین رہتے ہین کہ اونکو کوئی کام آپڑے وہ یہ سمجھین کہ اسمین کچھ خطرہ ہے اور
اوسے بخوف و خطر نادانی سے کر بیٹھین اگر اوس کام کی اکثر حاجت ہوتی ہے اور وہ کام نادر نہین ہے تو اونکی نادانی کا عذر کچھ عذر نہین
مثلاً حالت حیض مین یا حیض کے بعد غسل کے پہلے کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ جماع کرے اور کہے کہ مین نہ جانتا تھا کہ یہ منع ہے تو اوسکا یہ
عذر کچھ عذر نہین ہے یا کوئی عورت صبح کے پہلے پاک ہوا اور مغرب عشا کی نماز قضا نہ کرے کہ یہ مسئلہ اوسے نہین معلوم یا کوئی مرد اپنی جورو کو حالت
حیض مین طلاق دے اور اوسے یہ مسئلہ نہ معلوم ہو کہ ایسی حالت مین طلاق دینا حرام ہے تو اوسکی لاعلمی کا عذر مقبول نہوگا قیامت کے
دن اوس سے کہا جائیگا کہ ہمنے تو تجھسے کہدیا تھا کہ طلب علم فرض ہے تو اوس سے کیون باز رہا کہ مبتلاے حرام ہوا ہان جو کام نادر ہو
اور اوسکے کرنے کی توقع نہو اور لاعلمی سے خلاف شرع ہو جاے تو آدمی معذور ہے **فصل** جب یہ معلوم ہوا کہ عوام اس خطرہ سے کبھی
خالی نہین ہین تو معلوم ہوا کہ آدمی کے واسطے علم سے بہتر اور بزرگتر کوئی شغل نہین آدمی پیشہ جو کرتا ہے تو دنیا کے واسطے کرتا ہے تو
علم بھی بہت لوگون کے واسطے اور پیشون سے بہتر ہے اسواسطے کہ علم سیکھنے والا چار حالون سے خالی نہین ہے یا میراث پانیکے سبب سے
خواہ اور کسی وجہ سے دنیا کی طرف سے مطمئن ہے اور مال کافی اوسکے پاس ہے تو علم اوسکے مال کی حفاظت کا سبب ہوگا اور دنیا مین
اوسکے لیے باعث عزت اور عقبا مین اوسکے واسطے موجب سعادت ہوگا یا اوسکے پاس مال کافی اور وافی نہو مگر اوسمین قناعت کی
صفت ہو کہ جو کچھ ہو اوسی پر اکتفا کرتا ہے اور مسلمان ہونے مین درویشی کا مرتبہ جانتا ہے کہ درویش امیرون سے پانسو برس پہلے جنت مین
جائینگے ایسے شخص کے حق مین علم آسایش دنیا اور سعادت عقبا کا سبب ہوتا ہے یا یہ جانتا ہے کہ اگر مین علم سیکھونگا تو بیت المال سے
یا مسلمان بھائیون کے ہاتھ سے حق حلال مجھے اسقدر ملیگا کہ میرے واسطے کافی ہوگا اور مال حرام نہ ڈھونڈھنا پڑیگا اور بادشاہ ظالم
سے کچھ نہ مانگنا ہوگا تو ان تینون قسم کے طالب علم کے واسطے علم طلب کرنا دین و دنیا مین سب کامون سے بہتر ہے چوتھا وہ شخص ہے جو
معاش نرکھتا ہو اور طلب علم سے دنیا حاصل کرنا اوسے مقصود ہو اور زمانہ ایسا ہو کہ بادشاہی روزینہ کے سوا جو حرام اور ظلم سے ہو یا لوگون
سے لینے کے سوا جو یا اور ذلت کے ساتھ ہو اور تلاش معاش کی صورت مفقود ہو تو ایسے شخص کو اور جس کسیکو طلب علم سے جاہ و مال مقصود ہو
اور علم سے جاہ و مال پیدا کریگا اوسے اولی یہ ہے کہ جو علم فرض عین ہین اونسے جب فارغ ہو تو کسب اور ہنر اور دستکاری وغیرہ سیکھے
ورنہ ایسا آدمی اور آدمیون کے واسطے شیطان ہو جائیگا اوسکے سبب سے لوگ بہت تباہ ہونگے سخت گمراہ ہونگے جو جاہل اوسے

حرام کا مال لیتے اور حیلے اور تاویلیں کرتے دیکھے گا دنیا حاصل کرینیں اوسکی اقتدا کریگا اور صلاحیت کی نسبت ضلالت لوگون مین
بہت پہیل جاینگی ایسا عالم جتنا کمتر ہے بہتر ہے خس کم جہان پاک تو آدمی کو یہی اولی و انسب ہے کہ دنیا کو دنیا کے کامون سے
طلب کرے اور خدا کا نام خدا ہی کے واسطے لے دین کے کامون سے دنیا تلاش نہ کرے گوہر آبدار مین نجاست نہ بھرے اگر کوئی شخص
کہے کہ دنیا کی طرف سے ہمین علم آپ پھیرے گا جیسا اگلے لوگون نے کہا ہے کہ تَعَلَّمْنَا الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللهِ فَاَبَى الْعِلْمُ اَنْ يَكُوْنَ اِلَّا لِلّٰهِ
یعنی خدا کیواسطے ہمنے علم نہین پڑہا مگر علم ہمین خود خدا کی طرف لیگیا اوسکا یہ جواب ہے کہ وہ کتاب اور سنت اور اسرار راہ آخرت اور حقائق
شریعت کا علم تہا جو خود اون لوگون کو خدا کی طرف لیگیا دیکہنا چاہیے کہ رجوع بخدا اون لوگون کے دلون مین تہی دنیا کے لالچ کو وہ لوگ مکروہ
جانتے تہے بزرگون کو دیکہتے تہے کہ دنیا سے دور بہاگتے ہین اون لوگون کو آرزو تہی کہ ایسے بزرگون کی اطاعت اور اقتدا کرین جب
علم وہ تہا اور زمانہ ویسا تہا تو لوگ اس بات کے امیدوار ہو سکتے تہے کہ خود علم کی صفت پر ہو جائین گے علم اونکا تابع نہو جائیگا اور جو علم
اس زمانے مین پڑہے جاتے ہین مثلاً اپنے مذہب کے خلاف جو علم ہین جیسے فلسفیات انگریزی ناگری وغیرہ اور علم کلام اور قصہ کہانی اور
واہی تباہی باتین اور جو علم اس زمانہ مین ہین کہ اپنے تمام علم کو زاغ دنیا کا پہندا بنایا ہے یعنی علم سے حصول دنیا کے سوا کبھی دین کا خیال
بھی انکو نہین آیا ہے انکی صحبت اور ایسے علم سیکہنا آدمی کو دنیا کی طرف سے ہرگز نہین پہیرتا ہے وَلَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ اگلے
لوگون کا حال سنا ہوا ہے اور اس زمانہ کے علم اور عالمون کا حال دیکہا ہوا ہے اور مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۞ وہ اور یہ
برابر نہین ہو سکتا مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۞ اے عزیز دیکہہ تو اس زمانہ کے علما دنیا کے عالم ہین یا دین کے اور لوگون کو
انکا حال دیکہکر فائدہ ہوتا ہے یا نقصان یعنی یہ لوگ ہرگز دین کے عالم نہین ہین اور انکے حالات دیکہکر دین کی رو سے خلق کا نقصان
ہی ہوتا ہے ہان اگر عالم متقی اور پرہیزگار ہو اور علماء سلف کا متبع اور تابعدار ہو اور ایسے علم پڑہاتا ہو جسمین دنیا کے غرور اور فریب سے
ڈرنیکا بیان ہو تو ایسے عالم سے پڑہنا کیسا اوسکی صحبت باعث منفعت ہے بلکہ اوسکی زیارت موجب سعادت ہے آدمی اگر وہ علم سیکہے جو
مفید ہوتا ہے تو سبحان اللہ یہ سب کامون سے اولی ہے اور مفید وہ علوم ہین جنسے دنیا کی حقارت اور عقبی کی عظمت کے حالات معلوم
ہوتے ہین اور جنسے آدمی آخرت کے منکرون اور دنیا دارون کی نادانی اور حماقت جانتا ہے اور کبر ریا حسد عجب حرص حب دنیا کی
آفت اور اونکا علاج پہچانتا ہے یہ علم دنیا کے لالچی کے حق مین بہی ایسا ہے جیسے پیاسے کے حق مین پانی اور بیمار کے حق مین دوا دنیا کا
لالچی جب فقہ اور خلاف مذہب جو علم ہے جیسے منطق حکمت وغیرہ اور علم کلام اور علم ادب یعنی جن علمون سے دنیا کی حقارت دل مین نہین
آتی ہے پڑہیگا اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار ایسی دوا کہائے جس سے بیماری اور بڑہ جاے اسواسطے کہ یہ علوم اکثر حسد ریا
فخر عداوت خودآرائی مکر تلاش جاہ و دولت کا تخم دلمین بوتے ہین اور جتنا زیادہ پڑہے اوتنے ہی یہ اوصاف ناپسندیدہ دل مین
زیادہ مضبوط ہوتے ہین اگر آدمی ایسے لوگون سے مصاحبت رکہے جو فقیہ ہونیکا دعوی کرتے ہین اور علوم خلاف مذہب مین
مشغول رہتے ہین تو ایسا ہو جاتا ہے کہ اگر کبھی اس امر سے
توبہ کرنا چاہے تجبہی تو اوسپر دشوار ہوتی ہے

تیسری اصل طہارت کے بیان میں

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ پاکوں کو دوست رکھتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ یعنی پاکی نصف ایمان ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَةِ یعنی مسلمانی کی بنا پاکی پر ہے تو العزیز یہ گمان نکرنا کہ بدن اور کپڑے کی نفاست اور پاکی کی یہ سب تعریف اور فضیلت ہے بلکہ پاکی کے چار درجے ہیں پہلا درجہ باطن دل کو ماسوی اللہ سے پاک کرنا جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ماسوی اللہ سے جب دل خالی ہوگا تو اللہ کے ساتھ مشغول اور مستغرق ہوگا اور یہی کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تحقیق ہے اور صدیقوں کا کمال درجہ ایمان و تصدیق ہے ماسوی اللہ سے پاک ہونا نصف ایمان ہے یعنی ایمان قالب ہے اور یہ جان ہے جبتک ماسوی اللہ سے پاک دل نہوگا یاد حق سے آراستہ ہونیکے قابل نہوگا دوسرا درجہ حسد تکبر ریا حرص عداوت رعونت وغیرہ اخلاق ناپسندیدہ سے ظاہر دلکو پاک کرنا تاکہ تواضع قناعت توبہ صبر خوف رجا محبت وغیرہ اخلاق پاک و پسندیدہ سے دل آراستہ ہو جائے یہ متقی لوگوں کے ایمان کا درجہ ہے اور اخلاق ناپسندیدہ سے دل کو پاک کرنا نصف ایمان ہے تیسرا درجہ غیبت جھوٹ حرام کھانا خیانت کرنا نامحرم عورت کو دیکھنا اور جو گناہ ہیں ان سے جوارح یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہری اعضا کو پاک رکھنا تاکہ ہر عضو اپنے کاموں میں ادب اور فرمان برداری سے آراستہ ہو جائیں یہ زاہدوں کے ایمان کا درجہ ہے اور جوارح کو سب حرام چیزوں سے پاک رکھنا نصف ایمان ہے چوتھا درجہ کپڑے اور بدن کو نجاست سے پاک رکھنا تاکہ رکوع سجود وغیرہ ارکان نماز سے آراستہ ہوں یہ مسلمانوں کی کا درجہ ہے اسواسطے کہ مسلمان اور کافر میں معاملہ کے وقت نماز سے فرق ہوتا ہے اور یہ پاکی بھی نصف ایمان ہے تو معلوم ہوا ایمان کے چاروں درجوں میں پاکی نصف ایمان ہے اور چونکہ پاکی نصف اول ہے اسوجہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَةِ یعنی دین کی بنا پاکی پر ہے تو بدن اور کپڑے کی طہارت اور پاکیزگی جسکی طرف سب متوجہ ہیں اور جسمیں سب کوشش اور محنت کرتے ہیں اخیر درجہ کی پاکی ہے اوسمیں متوجہ ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اور سب پاکیوں سے یہ آسان ہے اور نفس بھی اس سے خوش ہوتا ہے اور آرام پاتا ہے اور لوگ بھی اس ظاہری پاکیزگی کو دیکھتے ہیں اور اسی سے آدمی کو زاہد جانتے ہیں اسوجہ سے لوگوں کو آسان ہو گئی ہے لیکن حسد کبر ریا دوستی دنیا سے دل کی پاکی اور گناہوں سے بدن کی پاکی اسمیں کچھ نفس کا حصہ نہیں ہے یعنی نفس کو مزہ نہیں ہے اور خلق کی آنکھ اوسپر نہیں پڑتی اسلیئے کہ یہ باتیں خدا کے دیکھنے کی ہیں خلق کے دیکھنے کی نہیں اسیوجہ سے انکی طرف کوئی راغب نہیں ہوتا **فصل** طہارت ظاہری اگرچہ اخیر درجہ کی طہارت ہے مگر پھر بھی اسکی بڑی فضیلت ہے بشرطیکہ آداب طہارت بجالائے وسوسہ اور اسراف کو دخل نہ دے اگر دخل دیگا تو وہ طہارت مکروہ ہو جائیگی بلکہ طہارت کرنیوالا گنہگار ہو جائیگا اور یہ جو بعض صوفیوں کی عادت ہے کہ جرابیں چڑہانا چادر سر سے اوڑہنا اور جو پانی یقیناً پاک ہو اوس سے اور لوٹے کو دہیان رکھنا کہ کوئی اوسمیں ہاتھ نہ ڈالے یہ سب باتیں اچھی ہیں جو فقیہ لوگ ان باتوں کا لحاظ نہیں رکھتے اونمیں صوفیوں پر اعتراض کرنا نہ چاہیے مگر ایک شرط سے

اور صوفیہ کو بھی ہرگز نہ چاہیے کہ فقہا اور اور لوگون پر جو اتنی احتیاط نہین کرتے کچہ اعتراض کرین اسواسطے کہ یہ احتیاط بہتر ہے مگر
چند شرطون کے ساتہ پہلی شرط یہ ہے کہ اوس احتیاط مین اوقات بسر کرنے کے سبب اور کسی بہتر کام سے محروم نرہے
اگر کسی کو طلب علم مین مشغول ہونے کی استطاعت ہے یا ایسے تفکر مین مصروف ہونیکی قدرت ہے جو کشف مین زیادتی کا
یا ایسے کسب مین متوجہ ہونے کی طاقت ہے جو اپنی ذات یا اہل و عیال کی پرورش کو کفایت کرے جسکی بدولت خلق سے سوال کی
نہ حاجت پڑے لوگون کی دست نگری سے بچے اگر احتیاط طہارت مین اوقات بسر کرنا اوسے ان باتون سے محروم رکہتا ہو تو
اوسے ایسی احتیاط کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ یہ امور احتیاط طہارت سے زیادہ ضرور ہین اسیوجہ سے صحابہ کبار رضوان اللہ تعالے
علیہم اجمعین ایسی احتیاطون کی طرف مصروف نہین ہوئے اسواسطے کہ وہ لوگ جہاد اور کسب معاش اور طلب علم اور اور ضروری
کامون مین مشغول تھے اسیوجہ سے ننگے پاؤن چلتے تہے زمین پر نماز پڑہتے تہے خاک پر بیٹہتے تہے کہانا کہا کر تلوون مین ہاتہہ ملتے
تہے گہوڑے اونٹ وغیرہ کے پسینے سے پرہیز نہ کرتے تہے دل کی پاکی مین کوشش بہت کرتے تہے بدن کی صفائی نہ کرتے تہے اگر کوئی
اس صفت کا آدمی ہو تو صوفیون کو اوسپر اعتراض کرنا نہین پہونچتا اور جو شخص سستی اور کاہلی سے یہ احتیاط نہ کرے اوسے اہل احتیاط
پر اعتراض کرنا نہین پہونچتا کہ احتیاط نہ کرنے سے احتیاط کرنا بہتر ہے دوسری شرط یہ ہے کہ اپنے تئین ریا اور رعونت سے بچائے رکہے
اسواسطے جو ایسی احتیاط کرتا ہے وہ ہمہ تن زبان ہو کر پکارتا پہرتا ہے کہ مین زاہد ہون اپنے تئین ایسا پاک رکہتا ہون اور اوسے
اس بات مین عزت اور شرف حاصل ہوتا ہے اگر زمین پر پاؤن رکہتا ہے یا اور کسیکے لوٹے سے طہارت کرتا ہے تو ڈرتا ہے کہ مین
لوگون کی نگاہ سے گر جاونگا اوسے چاہیے کہ اپنے تئین آزمائے لوگون کے سامنے زمین پر پاؤن رکہے مباح کی راہ اختیار کرے
اپنے باطن مین احتیاط کا تدارک کرے اگر اوسکا نفس اس بارہ مین کچہ نزاع کرے تو سمجہ جائے کہ ریا کی آفت نے اوسمین دخل پایا ہے
اسوقت اوسپر واجب ہو جاتا ہے کہ ننگے پاؤن پہرے اور زمین پر نماز پڑہے اور احتیاط سے ہاتہہ اوٹہائے اسواسطے کہ ریا حرام ہے
احتیاط سنت ہے جب ریا سے بے احتیاط چہوڑے بچ ہی نہین سکتا تو اوسپر احتیاط چہوڑ دینا واجب ہے تیسری شرط یہ ہے
احتیاط کو اپنے اوپر فرض نہ کرے ترک احتیاط جو مباح ہے کبہی کبہی اوسکی راہ بہی چلے چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
مشرک کے برتن سے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی ہے اور ان لوگون نے اکثر
فرش پر نماز پڑہی ہے اور جو کوئی سونیکے واسطے زمین پر کچہ نہ بچہاتا تہا اوسکی بڑی تعظیم فرماتے تہے تو جو کوئی ان لوگون کی خصلت
اور سعادت کو چہوڑ دیگا اور اوسکا نفس ان حضرات کی اطاعت کو قبول نہ کریگا تو یہ امر اس بات پر دلیل ہے کہ اوسکے نفس نے اس احتیاط
سے عزت اور لذت پائی ہے اب اوسے اس احتیاط سے ہاتہہ کہینچنا مشکل ہوگا چوتہی شرط یہ ہے کہ جس احتیاط سے مسلمانون کے دلکو
رنج پہونچے اوسے چہوڑ دے اسواسطے کہ مسلمانون کے دلکو رنج دینا حرام اور ترک احتیاط حرام نہین ہے جیسے کوئی سلام مین ہاتہہ
ملانیکا قصد کرے یا معانقہ کرنا چاہے اور اوسکے بدن مین پسینا ہو اور دوسرا شخص اپنا بدن سمیٹے اور بچائے تو یہ حرام ہے بلکہ
خوش خلقی کرنا اور مسلمانونسے ملنا ہزار احتیاطون سے بہتر اور مبارک اور افضل ہے اسیطرح اگر کوئی کسی کی جانماز پر پاؤن رکہنا چاہے

یا کسی کے لوٹے سے طہارت کرنا چاہے یا برتن مین پانی پینا چاہے تو اوسے منع کرنا اور اپنی کراہیت ظاہر کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ
ایکبار جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلواۃ واکمل التحیات نے آب زمزم طلب فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ اسمین بہت لوگون نے ہاتھ ڈالے ہین اور گدلا ہو گیا ہے گھر مین خاص ڈول آپ کے واسطے منگا کر پانی کھینچ دیتا ہون
آپ نے فرمایا کہ نہین مین مسلمانون کے ہاتھ کی برکت کو دوست رکھتا ہون اکثر پڑھے ہوئے جاہل ان باتون کو نہین پہچانتے اور
جو شخص احتیاط نکرے اوس سے اپنے تئین بچاتے ہین اور اوسے رنجیدہ کرتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اونکے مان باپ اور رفیق جب
اونکا لوٹا یا کپڑا لینے کو ہاتھ بڑھاتے ہین تو وہ سخت کلام کہہ بیٹھتے ہین اور یہ سب حرام ہے اور جو احتیاط کہ واجب نہین ہے اوسکے سبب
یہ امور کیونکر درست ہو جائین اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ ایسی احتیاط کرتے ہین اونکے دماغ مین تکبر پیدا ہو جاتا ہے لوگون پر احسان
جتاتے ہین کہ ہم ایسی احتیاط عمل مین لاتے ہین اور اپنے تئین لوگون سے بچا کر اونہین رنج دینا غنیمت جانتے ہین اور اپنی پاکیزگی کا
حال لوگون سے بیان کرکے اپنا فخر ظاہر کرتے ہین اور اونکو بدنام کرتے ہین صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم جس آسان طریقہ پر چلتے تھے
اوسے احتیاط نہین کرتے جو شخص فقط پتھر سے استنجا کرے تو اس فعل کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہین اور یہ سب برے اخلاق ہین اور جس شخص سے
وقوع مین آئین اوسکی نجاست باطنی پر دلیل ہین دلکو ایسی خبیث عادتون سے پاک رکھنا فرض ہے کہ یہ سب امور ہلاکت کے باعث ہین
اور ان باتون سے باز رہنا ہلاکت کا موجب نہین ہے پانچوین شرط یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیز مین اور بات کرنے مین بھی احتیاط
کو نگاہ رکھے کہ یہ بہت ہی ضرور ہے اور جب ضروری امر سے ہاتھ روکا یعنی اوسے نہ کیا تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اور باتون مین
یہ احتیاط فقط رعونت کے واسطے ہے یا محض عادت ہے جیسے کوئی شخص کھانا تو تھوڑی سی بھوک مین کھاتا ہے اسمین تو کچھ بھی احتیاط
نہین کرتا پھر احتیاط سوجھتی ہے کہ جب تک ہاتھ منہ نہین دہوتا نماز نہین پڑھتا اتنا نہین جانتا کہ جو چیز نجس ہو اوسکا کھانا حرام ہے
اگر نجس ہے تو بلا ضرورت کیون کھاتا ہے اگر پاک ہے تو ہاتھ کیون دہوتا ہے پھر جب ہاتھ منہ دہویا تو جس کپڑے پر عوام الناس بیٹھتے
ہین اوسپر نماز نہین پڑھتا نہین معلوم کہ عوام الناس کے گھر کا پکا کھانا کیون چکھ جاتا ہے اسمین احتیاط کو کیون نہین کام فرماتا ہے
حالانکہ لقمہ کی پاکی مین احتیاط بہت ہی ضرور ہے اور اکثر ایسے لوگ بازاریون کے گھر مین اون ہی کے گھر کا پکا کھانا تو نوش
کر جاتے ہین اور اون لوگون کے کپڑے پر نماز نہین پڑھتے یہ باتین احتیاط مین سچے ہونے کی دلیل نہین ہین چھٹی شرط یہ ہے کہ ا
حتیاط کو منہیات اور منکرات کے ساتھ نہ ادا کرے مثلاً تین بار سے زیادہ طہارت کرے کہ چوتھی بار منع ہے یا طہارت مین دیر لگائے
کہ کوئی مسلمان اوسکا منتظر رہے یہ نہ چاہیے یا پانی بہت بہائے یا اول وقت سے تاخیر کرکے نماز پڑھے یا امام ہو کر جماعت کو
انتظار مین رکھے یا کسی مسلمان سے کسی کام کا وعدہ کیا ہو اور اوسے دیر ہوتی ہو یا اوس سبب سے اوس مسلمان کے کسب اور
کمائی کا وقت ضائع ہوتا ہو یا اوسکے عیال واطفال تباہ ہوتے ہون ایسے کام اوس احتیاط کی وجہ سے جو فرض نہین ہے درست
نہین ہو جاتے یا مسجد مین اپنا مصلے اسواسطے بہت پھیلائے کہ اور کسیکا کپڑا اوسکے نہ چھو جائے اسمین تین چیزین ممنوع ہین ایک تو یہ
مسجد کا ایک ٹکڑا اور مسلمانون سے غصب کیا اور چھین لیا حالانکہ اوسکا حق سجدہ کرنے بھر کی جگہ سے زیادہ نہ تھا دوسری یہ کہ اپنی صفت

جسمین بہت لمبا چوڑا مسئلہ بچھا ہو ملی ہوئی نہین ہوسکتی اور سنت یہ ہے کہ کاندہے سے کاندہا ملا رہے تیسری یہ کہ مسلمان سے
ایسا پرہیز کرتا ہے جیسا کتے اور ناپاکیون سے اور یہ نہ چاہیے اور ایسے منکرات بہت ہین کہ پڑہے جاہل احتیاط کے سبب سے
اونکے مرتکب ہوتے ہین اور اونہین منہیات اور منکرات نہین جانتے **فصل** ای عزیز جب تو نے یہ جان لیا کہ طہارت ظاہر طہارت
باطن سے جدا ہے اور باطن کی طہارتین تین ہین ایک گناہون سے اعضاے ظاہری کی طہارت دوسری اخلاق بد سے ظاہر دل کی
طہارت تیسری ماسوی اللہ سے باطن دل کی طہارت تو اب جان تو کہ طہارت ظاہری کی بھی تین قسمین ہین ایک نجاست سے
طہارت دوسری حدث وجنابت سے طہارت تیسری بدن مین فضول چیزین جو بڑہتی ہین اونسے طہارت مثلاً ناخون بال میل وغیرہ
پہلی قسم یعنی نجاست سے طہارت ای عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی نے جمادات کی قسم سے جتنی چیزین پیدا کی ہین وہ سب پاک ہین
مگر شراب جو مستی لائے تہوڑی ہو یا بہت سب ناپاک ہے اور جتنے جانور ہین سب پاک ہین مگر کتا اور سور اور جو جانور مر جائے ناپاک ہے
مگر آدمی اور مچھلی اور ٹیڑی اور جن جانورون کے بدن مین بہتا ہوا لہو نہو جیسے مکھی بچھو ماکھی اور وہ کیڑے جو اناج مین پیدا ہوتے ہین
اور جو چیز جانورون کے درون مین مستحیل اور متغیر ہوگئی ہو سب نجس ہے مگر وہ چیز جو جانورون کی اصل اور تخم ہے جیسے منی اور مرغ کا
انڈا اور ریشم کا کیڑا اور جو چیز مستحیل او متغیر نہوئی ہو وہ پاک ہے جیسے پسینا اور آنسو اور جو چیز ناپاک ہے اوسکے ساتہ نماز درست نہین
مگر پانچ قسم کی نجاست دشواری کے سبب سے معاف ہے ایک تین پتھر یا ڈہیلے لینے کے بعد براز کا جو اثر باقی رہ جائے بشرطیکہ اپنے
مقام سے پہیلا ہوا نہو دوسری شاہ راہ کی کیچڑ گرد اوسمین یقینی نجاست دکھائی دے لیکن شاہ راہ کی کیچڑ اوسیقدر معاف ہے جس سے
آدمی اپنی تئین بچا نہ سکے یہ نہین کہ آدمی کیچڑ مین گر پڑے یا ہاتہی گھوڑا وغیرہ کیچڑ سے کپڑونکو خراب کردے کہ یہ امور نادر ہین اور اتنی کیچڑ معاف
نہین ہے تیسری وہ نجاست جو موزہ مین بھر جاے مگر اوسیقدر جس سے بچنا ممکن نہو اگر موزہ کو زمین پر رگڑ ڈالا اور اوسے پہنے ہو
نماز پڑہی تو معاف ہے چوتہی پسو کا لہو جو کپڑے پر لگا ہو تہوڑا ہو یا بہت معاف ہے گو پسینا بھی آیا ہو پانچوین سرخی مائل پانی
جو چھوٹے چھوٹے دانون سے نکلے معاف ہے اسواسطے کہ آدمیکا بدن اس سے خالی نہین ہوتا اسیطرح جو صاف رطوبت خارش
کے دانون سے نکلے وہ بھی معاف ہے لیکن جو بڑا دانہ ہو اور اوس سے پیپ نکلے اوسکا پہوڑے کا سا حال ہے اور وہ کم ہوتا ہے
اوسکا دہونا واجب ہے اگر دہونیکے بعد اوسکا کچہ اثر باقی رہے تو امید ہے کہ معاف ہو اگر کسینے فصد کہلوائی ہو یا کسیکے زخم لگا ہو
تو اوسکے خون کو دہونا چاہیے اگر کچہ رہ جاے اور دہونے مین خطرہ ہو تو وہ نماز قضا کرنا چاہیے کہ یہ عذر نادر اور کم ہوتا ہے **فصل** جو جگہ
نجس ہو اور ایکبار اوسپر پانی بہجائے تو پاک ہوجاتی ہے لیکن اگر عین نجاست ہو تو اوسے دہونا چاہیے تاکہ عین اور جرم نجاست
زائل ہو جائے اور اگر دہویا اور ملا اور کئی بار اوسے ناخن سے کہرچا اور باینہمہ اوسکی رنگت اور بو باقی رہے تو پاک ہے اور جو پانی حق تعالی
نے پیدا کیا ہے خود پاک ہے اور دوسری چیز کا پاک کرنیوالا ہے مگر چار طرح کا پانی ایک وہ پانی جس سے ایکبار حدث دور کیا ہو یہ خود
پاک ہے اور کو نہین پاک کرتا دوسرا وہ پانی جس سے نجاست دور کی ہو وہ نہ خود پاک ہے نہ اور کا پاک کرنیوالا ہے لیکن اوسکا رنگ
اور مزہ اور بو اگر نجاست کی وجہ سے نہ بدلا ہو تو پاک ہے تیسرا وہ پانی جو اڑہائی سو من سے کم ہو اور اوسمین نجاست پڑ جاے اگرچہ متغیر نہو

تو بھی نجس ہے اور اگر اوس پانی سو من ہے یا زیادہ ہے تو نجاست پڑنے سے جبتک متغیر نہو جاوے ناپاک نہیں ہوتا جو تھا وہ پانی جسکا رنگ بو
اور مزہ اوس پاک چیز کے سبب سے بدل جائے جس سے اوس پانی کو بچا سکتے ہوں جیسے زعفران صابون اشنان آٹا وغیرہ
یہ پانی پاک ہے پاک کرنیوالا نہیں ہے لیکن آدمین اگر یونہی تغیر ہوا ہو تو پاک کرنیوالا بھی ہے **دوسری قسم** طہارت حکمی میں
پانچ چیزیں جاننا چاہیے پانخانہ پھرنے پیشاب کرنیکے آداب استنجا کرنیکے آداب وضو کے آداب غسل کے آداب تیمم کے آداب **فصل**
پانخانہ جانیکے آداب کے بیان میں اگر آدمی صحرا میں ہو تو چاہیے کہ لوگوں کی نگاہ سے دور ہو جاوے اور ممکن ہو تو دیوار کی آڑ میں جاوے
اور بیٹھنے سے پہلے شرمگاہ نکھولے اور آفتاب ماہتاب کیطرف منہ نہ کرے اور قبلہ کیطرف منہ اور پیٹھ نکرے لیکن اگر پانخانہ میں ہو تو
درست ہے مگر اولے یہ ہے کہ قبلہ داہنی یا بائیں طرف رہے جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں وہاں نہ پانخانہ پھرے نہ پیشاب کرے پانی میں
کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرے میوہ دار درخت کے نیچے اور کسی بل میں نہ پانخانہ پھرے نہ پیشاب کرے سخت زمین پر اور ہوا کے رخ پیشاب
نہ کرے تاکہ اوسپر چھینٹیں نہ پڑیں اور بے عذر کھڑے کھڑے پیشاب نہ کرے جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں وہاں پیشاب نہ کرے اور
بائیں پاؤں پر زور دیکر بیٹھے جب پانخانے جانے لگے تو بایاں پاؤں پہلے رکھے جب باہر آنے لگے تو داہنا پاؤں پہلے رکھے اور جس
چیز میں خدا کا نام ہو اوسے اپنے ساتھ نہ لیجاوے اور پانخانہ پیشاب کو ننگے سر نہ جاوے پانخانہ جاتے وقت کہے اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ
الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ جب باہر نکلے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَبْقٰی فِیْ
جَسَدِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ **فصل** استنجا کرنیکے بیان میں چاہیے کہ پتھر کے تین ٹکڑے یا مٹی کے تین ڈھیلے پانخانہ پھرنیکے پہلے
درست کر رکھے جب فارغ ہو تو بائیں ہاتھ میں لیکر پانخانہ کے مقام کے قریب پاک جگہہ پر رکھکر کھسکاوے اور نجاست کے مقام پر لاکر
دسے پھیرے اور نجاست پونچھے دوسری جگہہ نجاست نہ بھرنے پاوے اسیطرح تین ڈھیلے کام میں لاوے اگر ایک نہو تو ڈھیلے اور سے
اطلاق زمین پھیر پتھر کا ایک بڑا ٹکڑا یا ایک بڑا ڈھیلا داہنے ہاتھ میں لے اور آلہ تناسل بائیں ہاتھ سے پکڑے اور اوس پتھر پر جیسے تین بار
ن جگہہ اوسکا سر رکھے یا دیوار پر تین جگہہ تین بار رکھے اور بائیں ہاتھ سے ہلاوے داہنے ہاتھ سے نہیں اگر اتنے ہی پر قناعت کرے
پاکی کے واسطے کفایت کرتا ہے لیکن اولے یہ ہے کہ ڈھیلے اور پانی دونوں سے استنجا کرے اگر پانی لینا منظور ہے تو اوس جگہہ سے
ہٹکر دوسری جگہہ جاوے تاکہ اوسپر پانی نہ اوڑے داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے بائیں ہاتھ سے ہتیلی تک اسقدر دھوئے کہ یہ معلوم ہو جاوے
بانجاست کا کچھ اثر نہیں باقی رہا جب یہ معلوم ہو جاوے تو بہت پانی نہ بہاوے اور ملنے میں بہت زور نکرے کہ پانی اندر پہونچ جاوے لیکن
ست کے وقت اپنے تئیں ڈھیلا رکھے اور اسطرح آبدست لینے میں جہاں پانی نہ پہونچے وہ باطن بدن ہے اوسکو نجاست کا حکم نہیں ہے
واس نکرنا چاہیے اسیطرح قطرہ جھاڑنے میں تین بار کرکے نیچے ہاتھ لیجاوے اور تین بار جھٹکے اور تین قدم چلے اور تین مرتبہ کھنکارے
سے زیادہ اپنے تئیں تکلیف نہ دے کہ وسوسہ پیدا ہوگا اور اگر ایسا کر چکا اور ہر بار معلوم ہوتا ہے کہ استنجا کرنیکے بعد تری ظاہر ہوئی
نی میانی پر پانی ڈال دے کہ وہ تری پانی کی معلوم ہوا سوا اسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وسواس دور کرنے کو ایسا
ہے جب استنجا کرکے فارغ ہو تو دیوار یا زمین پر ہاتھ ملے بھر دھوئے تاکہ کچھ بو نہ باقی رہے اور استنجا کرنیکے بعد یہ کہے

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِيْ مِنَ الْفَوَاحِشِ

فصل کیفیت وضو کے بیان میں جب استنجا کرکے فارغ ہو تو مسواک
کرے اور داہنی طرف سے شروع کرے پہلے اوپر کے دانتون مین مسواک کرے پھر نیچے کے دانتون مین بعدہ بائین طرف اسیطرح مسواک
کرے پھر دانتون کی اندر کی جانب اسی ترتیب سے مسواک کرے پھر زبان اور تالو مین مسواک کرے اور مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے اسواسطے
کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسواک کرکے ایک نماز پڑھنا بے مسواک کی ستر نماز پڑھنے سے افضل ہے اور مسواک کرنیکے وقت یہ نیت اور
خیال کرے کہ خدا تعالی کے ذکر کا رستہ صاف کرتا ہون اور جب وضو ٹوٹ جائے تو اوسیوقت پھر وضو کرلے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اور جب وضو کرے تو مسواک کرنے سے نہ محروم رہے اور اگر وضو نہ کرے اور اسوجہ سے کہ بے کلی کیے
ہوگیا تھا دیر تک منہ بند کیے چپکا بیٹھا رہا یا بودار کوئی چیز کہائی اور ان وجہون سے اوسکی منہ کی کیفیت بدل گئی تو مسواک کرنا سنت
ہے جب مسواک سے فارغ ہو تو بلندی پر قبلہ رو بیٹھے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ
وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ کہے اور تین بار دونون ہاتھ دہوئے اور کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْيُمْنَ وَالْبَرَكَةَ وَاَعُوْذُ
بِكَ مِنَ الشُّؤْمِ وَالْهَلَكَةِ اور نماز مباح ہونے اور حدث دور کرنے کی نیت کرے اور جبتک منہ دہوئے نیت کا دہیان رکھے
پھر تین بار کلی کرکے غرغرہ کرے اگر روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَتِلَاوَةِ كِتَابِكَ
پھر تین بار ناک مین پانی ڈالے اور چھنکے اور کہے اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاَنْتَ عَنِّيْ رَاضٍ پھر تین بار منہ دہوئے اور
کہے اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ بِنُوْرِكَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهُ اَوْلِيَائِكَ اور جو بال چہرہ پر ہین اونکی جڑون کو پانی پہونچائے اگر
داڑھی مین بہت بال ہین اور پیٹے مین تو داڑھی پر پانی بہائے اور بالون مین انگلیون سے خلال کرے اسیکا نام تخلیل ہے
کانون سے گوشہ پیشانی تک چہرہ کی حد ہے اور آنکھ کے کوئے کو انگلی سے پاک کرے کہ جو کچھ سرمہ وغیرہ کا اثر ہو دور نکل جائے
پھر داہنا ہاتھ آدہے بازو تک تین دفعہ دہوئے اور جسقدر بازو کے نزدیک تک دہوئیگا بہتر ہوئیگا اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ
بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا پھر اسیطرح بایان ہاتھ دہوئے اگر ہاتھ مین انگوٹھی ہو تو اوسے جنبش دیدے کہ اوسکے نیچے پانی
پہونچ جائے اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تُعْطِيَنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ اَوْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ پھر دونون ہاتھ ترکرکے انگلیان
سر پر آگلی طرف رکھے اور گدی تک لیجائے پھر وہان سے اپنے مقام پر پہیر لائے تاکہ بالون کے دونون رخ تر ہوجائین اور یہ
ایک بار مسح ہوا اسیطرح تین بار کرے اسطور پر کہ ہر بار پورے سر کا مسح ہوجائے اور کہے اَللّٰهُمَّ غَشِّنِيْ بِرَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ
بَرَكَاتِكَ وَاَظِلَّنِيْ تَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ پھر دونون کانون کا مسح کرے اور تین بار کانون کے گہر کے مین انگلی
ڈالے اور انگوٹھے کان کی پشت پر اوتارے اور کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ پھر گردن کا
مسح کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ فُكَّ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ پھر داہنا پاوُن آدہی پنڈلی تک اگر اور
دہوئے اور بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے پاوُن کی انگلیون مین تلوون کی طرف سے خلال کرے تو آہستہ پڑھے اگر اعوذ باللہ من
سے خلال شروع کرے اور بائین پاوُنکی چھنگلیا پر تمام کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلَى اور نماز مغرب اور عشا کے درمیان مین تمام نجاسے

بایان پاؤن دہوئے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ تَزِلَّ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِیْنَ اور جب وضو سے فراغت پائے تو کہے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ اور جو شخص عربی نہ سمجھتا ہو اوسکو چاہیے کہ ان سب دعاؤن کے معنی دریافت کرے تاکہ یہ تو جانے کہ مین کیا کہتا ہون اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص طہارت کرنے مین خدا کا ذکر کرتا ہے اوسکے سب اعضا کے تمام گناہ دہو جاتے ہین اور اگر طہارت مین خدا کا ذکر نہین کرتا تو فقط اوتنا ہی بدن پاک ہوتا ہے جہان پانی پہونچتا ہے اور اگرچہ پہلا وضو ٹوٹا نہو تو بھی چاہیے کہ ہر نماز کے واسطے تازہ وضو کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص طہارت کو تازہ کرتا ہے حقتعالے اوسکے ایمان کو تازہ کرتا ہے جب طہارت کو تمام کرے تو جانے کہ یہ ہاتھ منہ جو پاک کیا ہے یہ خلق کے دیکھنے کی چیزین ہین اور خدا کی نگاہ پڑنے کی خاص جگہ دل ہے اگر توبہ کرکے اخلاق ناپسندیدہ سے دلکو نہ پاک کیا تو اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کو مہمان بلائیگا اور گھر کا دروازہ تو صاف کرے لیکن گھر کے صحن کو جو بادشاہ کے بیٹھنے کا مقام ہے ناپاک رکھے

فصل اے عزیز جان تو کہ وضو مین چند چیزین مکروہ ہین ایک دنیا کی بات کرنا دوسرے منہ پہ ہاتھ مارنا تیسرے ہاتھ جھٹکنا چوتھے دہوپ کے جلے ہوئے پانی سے وضو کرنا پانچوین بہت پانی بہانا چھٹے تین تین مرتبہ سے زیادہ دہونا لیکن اس نیت سے منہ پونچھ ڈالنا اگر وضو نہ بچے یا اس نیت سے منہ نہ پونچھنا کہ عبادت کا اثر دیر تک ہے یہ دونون باتین منقول ہین اور دونون کی اجازت ہے اور جو کہ یہ نیت ہے تو دونون صورتون مین فضیلت ہے مٹی کے برتن سے وضو کرنا آفتابہ کی بہ نسبت بہت اولی ہے اور فروتنی اور خاکساری سے بہت ملا ہوا ہے

فصل غسل کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ جو شخص جماع کرے یا جیسے سوتے مین خواہ جاگتے مین بے جماع کیے انزال ہو تو اوسپر غسل واجب ہے غسل مین فرض یہ ہے کہ تمام بدن دہوئے بالون کی جڑین بھگوئے رفع جنابت کی نیت کرے اور سنت یہ ہے کہ پہلے بسم اللہ کہے اور تین بار ہاتھ دہوئے اور بدن پر جہان نجاست لگی ہو دہو ڈالے جسطرح ہمنے بیان کیا ہے اوسی طرح سب سنتون کے ساتھ وضو کرے اور پاؤن غسل سے فراغت کرکے دہولے غسل مین بدن پر تین بار داہنی طرف پانی بہائے تین بار بائین طرف تین بار سر سے اور جہان جہان ہاتھ پہونچے بدن ملے اور جو جگہہ بند یا چپکی ہوئی ہو وہان پانی پہونچانے مین کوشش کرے یہ فرض ہے اور شرمگاہ سے ہاتھ بچائے رکھے

فصل تیمم کے بیان مین جس شخص کو پانی بالکل نملے یا اسقدر ملے کہ وہ اپنے رفیقون کے ساتھ پی لے یا جہان سے پانی لایا جاتا ہے اوس راہ مین درندہ ہے یا ایسا شخص ہے جس سے خوف ہے یا پانی غیر کی ملک ہے اور وہ نہین بیچتا یا بہت قیمت پر بیچتا ہے یا ایسا زخم یا بیماری ہے کہ اگر پانی استعمال کرے تو ہلاک ہو جائیگا یا بیماری بڑھ جانیکا خوف ہے تو ان سب صورتون مین صبر کرے جب نماز کا وقت آئے تو پاک مٹی ڈہونڈہے اور دونون ہاتھ اوسپر اسطرح مارے کہ اوس سے غبار اوڑے مناسب ہے یہ کہ اور نماز مباح ہونے کی نیت کرے اور تمام منہ پر دونون ہاتھون سے مسح کرے اور اتنا تکلف نہ کرے کہ خاک بالون کے بیچ اپنی میانی پر پانی ڈال لے تو وہ مکروہ ہے رہا ہے جب استنجا کرکے فارغ ہو تو دیوار یا انگلیان کھلی رکھکر دونون ہاتھ مٹی پر مارے اور داہنے ہاتھ کی انگلیون کی پشت بائین ہاتھ کی انگلیون کو داہنے ہاتھ کی کلائی کی پشت پر کہنی تک پہیرے پہر بائین ہاتھ کی ہتیلی

داہنی کلائی کے اوپر پھیرے پھر بائیں ہاتھ کا انگوٹھا داہنی ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے اسیطرح داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر پھیرے
پھر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں باہم ملے پھر انگلیاں گھائیوں میں ڈالکر ملے اگر ایسا کیا تو ایک ہی ضربہ کفایت کریگا اگر یہ نہو سکے
تو ایک سے زیادہ ضربہ کرے کہ کہنیوں تک تمام ہاتھ مین مٹی لگے جب اس تیمم سے ایک فرض پڑھیگا تو سنتین جتنی چاہے پڑھے
لیکن اگر دوسرا فرض پڑھا چاہے تو از سر نو تیمم کرے تیسری قسم فضلات سے بدن کی طہارت اسکی دو قسم ہین ایک اوس قسم کے
میل سے طہارت جو سر اور ڈاڑھی کے بالون مین ہوتا ہے کنگھی یا پانی مٹی گرم پانی سے یہ میل زائل ہو سکتا ہے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم سے سفر حضر مین کبھی کنگھی جدا نہوتی تھی اور اپنے تئین میلون سے پاک رکھنا سنت ہے دوسرا وہ میل جو آنکھ کے کونے مین
جمع ہو جاتا ہے اوسے وضو مین اونگلی سے پاک کرنا چاہیے اور کان مین جو میل ہوتا ہے حمام سے نکلنے کے بعد عادت کے موافق
اوسے نکالڈالنا چاہیے اور ناک مین جو میل ہوتا ہے اوسے پانی ڈالکر دور کرے اور دانتون کی جڑون مین جو زردی جمع ہو جاتی
ہے اوسے مسواک اور کلی کرنے سے زائل کرے اور جو میل انگلیون کے جوڑون پر اور پاؤن پر اور ایڑی مین اور ناخون مین اور
تمام بدن مین ہوتا ہے اون سب کا دور کرنا سنت ہے اور جاننا چاہیے کہ جہان کہین میل ہو اور پانی کو کھال تک جانے مین
نہ روکے تو طہارت نہین باطل ہوتی لیکن جب ناخون مین خلاف عادت بہت میل جمع ہو جاوے تو البتہ پانی کو روکے گا اور ایسے
میلون کو گرم پانی سے اور حمام مین پاک کرنا سنت ہے **فصل** جو کوئی حمام مین جاوے اوسپر چار امر واجب ہوتے ہین اور دو
سنت دو واجب اوس شخص کی شرمگاہ سے علاقہ رکھتے ہین یعنی ناف سے زانو تک اور لوگون کی نگاہ سے بچائے اور بدن ملنے
والونکو بھی وہان پر ہاتھ نہ لگانے دے اسواسطے کہ ہاتھ لگانا دیکھنے سے زیادہ ہے اور خود بھی اور لوگون کی شرمگاہ کو نہ دیکھے
اگر کوئی اپنی شرمگاہ کھولے تو اگر کچھ خوف نہو تو اوسے منع کرے اگر منع نہ کریگا تو گنہگار ہوگا اور اگر کسینے اون واجبات پر عمل نکیا
تو حمام سے گنہگار نکلے گا روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما حمام مین دیوار کیطرف منہ کیے آنکھون پر کچھ باندہے بیٹھتے
تھے اور عورتون پر بھی یہی واجب ہے اور بلا وجہ عورتون کو حمام مین ہرگز نہ جانے دے کہ شرع مین منع ہے اور یہ باتین سنت
ہین کہ پہلے نیت کرے کہ پاکی کی سنت ادا کرتا ہون تاکہ نماز کے وقت آراستہ رہون اور لوگونکو دکھانا منظور نہو اور حمامی کو اجرت
پہلے دیدے تاکہ نہلانے مین اوسکا دل خوش رہے اور جانے کہ یہ زر اجرت ہمین ملا ہے پھر بایان پاؤن پہلے رکھکر اندر جاوے اور
کہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجَسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اسواسطے کہ حمام شیطان کی
جگہہ ہے اور کوشش کرنا چاہیے کہ حمام خالی ہو جاوے یا ایسے وقت جاوے کہ حمام بالکل خالی ہو اور حمام مین جو مکان گرم ہے وہان
جلدی نہ جاوے تاکہ پسینا بہت نکلے اور جب جاوے اوسیوقت طہارت کرے اور بدن دہونے مین عجلت کرے اور پانی بہت نہ بہاوے
بقدر بہاوے کہ اگر حمامی دیکھے تو اوسے برا نہ معلوم ہو حمام کے اندر جاکر کسیکو سلام نہ کرے اگر مصافحہ کرے تو درست ہے اگر اور
کوئی سلام کرے تو یہ جواب دے کہ عافاک اللہ اور بہت باتین نہ کرے اگر قرآن شریف پڑہے تو آہستہ پڑہے اگر اعوذ باللہ من
الشیطان الرجیم بلند آواز سے کہیگا تو درست ہے اور غروب آفتاب کے وقت اور نماز مغرب اور عشا کے درمیان مین حمام نجاے

کہ شیطانون کے منتشر ہونیکا وقت ہے اور جب گرم مکان مین جاوے تو آتش دوزخ کو یاد کرے اور ایک ساعت سے زیادہ نہ بیٹھے
تاکہ سمجھے کہ دوزخ کے قید خانہ مین کیونکر رہیگا بلکہ عقلمند وہ شخص ہے کہ جو کچھ دیکھے آخرت کا حال یاد کرے اور اگر اندھیرا دیکھے تو قبر
کی سیاہی اور تاریکی یاد کرے اگر سانپ دیکھے تو دوزخ کے سانپ یاد کرے اگر بری صورت دیکھے تو منکر نکیر اور دوزخ کے فرشتون کو
یاد کرے اگر ڈرونی آواز سنے تو نفخ صور یاد کرے اگر ذلت و عزت دیکھے تو قیامت کے دن کا مردود ہونا اور مقبول ہونا یاد کرے
یہ باتین تو موافق شرع کے سنت ہین اور طبیبون نے کہا ہے کہ ہر مہینے مین ایکبار چونے کا استعمال مفید ہوتا ہے اور جب حمام سے
باہر نکلنے لگے تو ٹھنڈا پانی پاؤن پر ڈالے تاکہ نقرس کی بیماری سے بیخوف رہے اور درد سر زائل ہووے اور ٹھنڈا پانی سر پر نہ ڈالے اور
گرمی کے دنون مین حمام سے نکلے اور سو ربت قویہ شربت اور دوا کا کام کریگا **فصل** فضلات بدن سے دوسری طرح کی بھی پاکی ہے
اور فضلات سات چیزین ہین ایک سر کے بال اونکا منڈوانا اولی اور پاکی سے نزدیکتر ہے لیکن صاحبان شرف کو بال رکھنا درست
ہے اور تھوڑے بال مونڈنا اور لشکریون کیطرح بال پراگندہ چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اس فعل کی ممانعت ہے دوسرے موچھون کے بال
لب کے برابر کر دینا سنت ہے اور چھوڑ دینا منع ہے تیسرے بغل کے بال ہر چالیس دن مین اوکھاڑنا سنت ہے نہین تو مونڈنا بہتر
کہ اذیت نہو چوتھے موے زہار اونکو مونڈنے سے یا نورے سے دور کرنا سنت ہے اور چاہیے کہ چالیس دن سے زیادہ بڑھنے نہ دے
پانچوین ناخن کاٹنا تاکہ اون مین میل نہ جمے اگر میل اکھٹا ہوگا تو طہارت نہ زائل ہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک گروہ کے ہاتھ مین میل جمع دیکھا فرمایا کہ ناخن کاٹ ڈالو اور نماز قضا کرنیکا حکم نہ فرمایا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب ناخن بڑھ جاتے
ہین تو شیطان کے بیٹھنے کی جگہہ ہوجاتی ہے چاہیے کہ اوس اونگلی سے ناخن کاٹنا شروع کرے جو اونگلی بزرگ اور بہتر ہو اور پاؤن سے
ہاتھ افضل ہے اور بائین سے داہنا اولی ہے اور کلمہ کی اونگلی اور اونگلیون سے متبرک اور افضل ہے تو چاہیے کہ اوسی سے ناخن کاٹنا شروع
کرے اور اوسکے داہنی طرف کا کاٹتا چلے حتی کہ پھر اوسی اونگلی تک پہونچے اور دونون ہاتھونکی اونگلیونکے سرے ملا کر حلقے کے مانند فرض کرے
تو داہنے ہاتھ کے کلمہ کی اونگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا تک کاٹتا چلا جاوے پھر بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کرے اور پانچون ناخن کاٹکر
داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرے چھٹے ناف کاٹنا اور یہ پیدا ہونیکے وقت ہوتا ہے ساتوین عورتون اور مردونکا ختنہ کرنا **فصل** داڑھی اگر
لنبی ہو تو ایک مشت چھوڑ کر باقی کتر ڈالنا درست ہے تاکہ حد سے تجاوز نکرے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے اور تابعین کے ایک گروہ نے ایسا ہی
کیا ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ داڑھی کو چھوڑ دینا چاہیے الغرض جاننا چاہیے کہ داڑھی مین دس چیزین مکروہ ہین ایک تو سیاہ خضاب کرنا اسواسطے کہ حدیث شریف
مین آیا کہ سیاہ خضاب دوزخیون اور کافرون کا ہے اور سیاہ خضاب پہلے فرعون نے کیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی
عنہما سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اخیر زمانہ مین لوگ ہونگے کہ سیاہ خضاب کرینگے وہ جنت کی
بو بھی نہ سونگھینگے اور حدیث مین آیا ہے کہ وہ بوڑھا سب بوڑھون سے بدتر ہے جو اپنے تئین جوانون کے مشابہ بنائے اور بہتر
جوانان وہ جوان ہے جو اپنے تئین بڈھون کے مانند بنائے اور اس ممانعت کا یہ سبب ہے کہ سیاہ خضاب بری غرض سے بناوٹ
اور فریب ہے دوسرے خضاب سرخ اور زرد اگر غازی لوگ یہ خضاب کرین تاکہ کافر اونپر دلیر نہو جائین اور انہین ضعیف اور بوڑھا نسمجھین

نہ دکھین تو یہ خضاب سنت ہے اور اسی غرض سے بعض عالمون نے سیاہ خضاب بھی کیا ہے اگر یہ غرض نہو تو ہرطرح کا خضاب فریب ہے اور درست نہین ہے تیسرے ڈاڑہی کو گندہک سے سفید کرنا تاکہ لوگ سمجھین کہ یہ بوڑہا ہے اور بہت عزت کرین اور یہ سمجھنا حماقت ہے اسواسطے کہ عظمت اور عزت علم اور عقل سے ہوتی ہے بوڑہاپے اور جوانی سے نہین ہوتی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے جب انتقال فرمایا تو آپ کے بالون مین بیس بال سے زیادہ سفید نہ تھے چوتھے داڑہی کے سفید بال چننا اور بوڑہاپے سے ننگ و عار رکھنا اور یہ امر ایسا ہے جیسے خدا کے دیئے نور سے ننگ و عار کرنا اور یہ امر نادانی سے ہوتا ہے پانچوین ہوس اور سودائے خام سے ابتدائے جوانی مین داڑہی کے بال اوکھاڑنا اور منڈوانا تاکہ بیرشیون کی ایسی صورت معلوم ہو یہ بھی نادانی سے ہوتا ہے اسواسطے کہ حق تعالے کے فرشتے ہین کہ اونکی یہ تسبیح ہے سُبْحَانَ مَنْ زَيَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰى وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ یعنی وہ خدا پاک ہے جسنے مردونکو ڈاڑہی سے اور عورتون کو گیسو سے آراستہ فرمایا چھٹے کبوتر کی دم کیطرح ڈاڑہی کو ترشنا کہ عورتون کو اچھا معلوم ہو اور اونکی طرف رغبت کرین ساتوین کنپٹی کے بالون سے ڈاڑہی مین بڑہانا اور پرہیزگارون کی عادت کے خلاف زلفونکو کان کی لو سے نیچے چھوڑ دینا آٹھوین ڈاڑہی کی سیاہی یا سفیدی کو نظر تعجب سے دیکھنا اسواسطے کہ خدا اوس شخص کو دوست نہین رکھتا جو اپنے تئین تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہے نوین لوگونکے دکھانیکو کنگھی کرنا ادای سنت کی نیت سے نکرنا دسوین اپنا زہد جتانیکو ڈاڑہی کو پراگندہ اور اولجھائے رکھنا تاکہ لوگ جانین کہ وہ خود ڈاڑہی مین کنگھی کرنیکی طرف نہین مشغول ہوتا ہے اور بقدر احکام طہارت بس ہین

چوتھی اصل نماز کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ نماز اسلام کا ستون اور دین کی بنیاد اور بنا ہے اور سب عبادتون کی سردار اور پیشوا ہے جو شخص پانچون فرض نمازین مع شرائط وقت پر ادا کیا کرے اوسکے واسطے عہد باندہا گیا ہے کہ وہ خدا کی حمایت اور امان مین رہے گا گناہ کبیرہ سے آدمی جب باز رہا تو جو اور گناہ صغیرہ اوس سے سرزد ہونگے یہ پانچون نمازین اوسکا کفارہ ہونگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان پانچون نمازون کی مثل ایسی ہے جیسے کسی کے دروازے پر شفاف پانی کی نہر بہتی ہو اور وہ پانچ بار روز اوسمین نہاتا ہو فرماکر آپ نے پوچھا کہ جو شخص پانچ بار روز نہاتا ہو اوسکے بدن پر کچھ میل رہنا ممکن ہے لوگون نے عرض کیا کہ نہین آپنے فرمایا کہ جسطرح پانی میل کو دور کرتا ہے اوسیطرح یہ پانچ نمازین گناہون کو دور کرتی ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جسنے اسے چھوڑا اوسنے اپنے دین کو ویران کیا جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کونسا کام سب کامون سے فاضلتر ہے آپنے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے اور آپنے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے توحید کے بعد اپنے بندون پر نماز سے زیادہ محبوب تر کوئی چیز فرض نہین کی ہے اگر کسی چیز کو نماز سے زیادہ دوست رکھتا تو فرشتونکو اوس چیز مین مشغول کرتا اور فرشتے ہمیشہ نماز ہی مین رہتے ہین کچھ فرشتے رکوع مین رہتے ہین کچھ سجودمین کچھ قیام مین کچھ قعود مین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے ایک نماز بھی عمداً ترک کی وہ کافر ہوگیا

یعنی اس بات کے قریب ہوگیا کہ اوسکی اصل ایمان مین خلل آجاے جیسے لوگ کہتے ہین کہ جنگل مین جس کسیکا پانی ضائع ہوا وہ ہلاک ہوا یعنی خطر مین پڑنیکے قریب ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن پہلے نماز کو دیکھین گے اگر شرائط کے ساتھ پوری ہے تو قبول کرینگے اور اور اعمال اوسکے تابع ہونگے جیسے ہونگے قبول ہوجائینگے اور اگر معاذ اللہ نماز ناقص ہے تو اور سب اعمال سمیت اوسکے منہ پر پھیر مارینگے اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح طہارت کرکے نماز پڑہتا ہے اور پورا رکوع سجود بجالاتا ہے اور دل سے عاجزی اور فروتنی کرتا ہے اوسکی نماز سفید اور روشن عرش تک جاتی ہے اور نماز پڑہنے والے سے کہتی ہے کہ جیسا تو نے مجھے نگاہ رکھا ہے اسیطرح خدا تجھے نگاہ رکھے اور جو شخص وقت پر نماز نہ پڑہے اور طہارت خوب نہ کرے اور رکوع سجود مین کمال عاجزی نہ کرے وہ نماز سیاہ ہوکر آسمان تک جاتی ہے اور نماز پڑہنے والے سے کہتی ہے کہ جیسا تو نے مجھے ضائع اور خراب کیا خدا تجھے ضائع اور خراب کرے جبتک خدا کو منظور ہوتا ہے تب تک نماز یہی کہا کرتی ہے پھر اوسکی نماز کو پرانے کپڑے کیطرح لپیٹ کر اوسکے منہ پر مارتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب چورون سے بدتر وہ چور ہے جو نماز مین چوری کرے

ظاہر نماز کی کیفیت اے عزیز جان تو کہ نماز کے ظاہری ارکان کالبد کے مانند ہین اور اوسکی ایک حقیقت اور سر ہے اوسے نماز کی روح کہتے ہین پہلے ہم نماز کا ظاہری حال بیان کرتے ہین آدمی جب بدن اور کپڑون کی طہارت سے فارغ ہوا اور ستر عورت کر چکے تو پاک جگہ مین کھڑا ہو اور قبلہ کیطرف منہ کرے دونون قدمون مین چار انگل کا فاصلہ رکھے پیٹھ سیدہی اور برابر کرے سر آگے کو جھکا دے سجدہ کی جگہ سے نظر نہ ہٹائے جب سیدہا کھڑا ہوا تو شیطان کو اپنے سے دور کرنے کی نیت سے تمام سورۂ قل اعوذ برب الناس پڑہے پھر اگر اوسکے ساتھ کسیکا اقتدا کرنا ممکن ہے تو چلا کر اذان کہے ورنہ فقط تکبیر کہہ لے اور نیت کو دل مین حاضر کرے مثلاً دل مین یون کہے کہ ظہر کی فرض نماز خدا کے واسطے مین ادا کرتا ہون اور جب نیت کی لفظون کے معنے دل مین آجائین تو کان کے برابر تک اسیطرح ہاتھ اوٹھائے کہ اونگلیون کے سرے کان کے برابر ہون اور انگوٹھے کا سرا کان کی لو کے برابر اور ہتیلی شانہ کے برابر ہو جب ہاتھ اس جگہ ٹھہرے تو اللہ اکبر کہکر دونون ہاتھ سینہ کے نیچے باندہے داہنا ہاتھ اوپر رکھے اور کلمہ کی اونگلی اور بیچ کی اونگلی بائین ہاتھ کی کلائی کی پشت پر رکھے اور باقی اونگلیون کو بائین کلائی کے گرد حلقہ کر لے اور ایسا نہ کرے کہ کانون سے ہاتھ اوتار کر سیدہے چھوڑ دے پھر سینہ کیطرف لیجائے بلکہ اوتارتے ہی وقت ہاتھ سینہ کیطرف لیجائے یہی صحیح تر ہے اس درمیان مین ہاتھ نہ جھٹکے اور ادہر اودہر نہ لیجائے اور تکبیر مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ اللہ اکبر کے بعد واو پیدا ہوجائے یا کہ اکبر کی بے کے بعد الف پیدا ہو اسیطرح پر کہ اکبار نکلے وسوسہ والون اور جاہلون کے یہ سب کام ہین بلکہ جسطرح تمام امر بے تکلف اور بلا مبالغہ یہ کلمہ کہتا ہے نماز مین بھی اوسیطرح کہے اور جب ہاتھ باندہ چکے تو کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا پھر اِنِّیْ وَجَّہْتُ وَجْہِیَ پڑہے بعد اوسکے سُبْحَانَکَ اللّٰہُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور الحمد پڑہے اور تشدیدون کو خوب ادا کرے اور حرفون مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ پریشان ہوجاے اور ض اور ظ مین فرق کرے اگر فرق نہ ہوسکے

تو بہی درست ہے اور جب الحمد تمام کرے تو ذرا ٹہر کر آمین کہے بالکل ملی ہوئی نکہے پہر قرآن شریف کی اور جو سورت چاہے پڑہے اگر مقتدی نہو تو فجر کی نماز مین اور مغرب عشا کی پہلی دو رکعتون مین پکار کر پڑہے پہر رکوع کی تکبیر اسطرح کہے کہ سورت کے آخر سے بالکل ملی ہوئی نہو اور اس تکبیر مین بہی اوسیطرح ہاتہہ اوٹہائے جیسے تکبیر تحریمہ مین اوٹہائے تہے اور رکوع کرے اور دونون ہتیلیان زانو پر رکہے اور اونگلیان کہلی ہوئی سیدہی قبلہ رو رکہے اور زانو کو زانو کیطرف نہ جہکائے بلکہ سیدہا رکہے اور سر اور پیٹہہ برابر رکہے کہ اوسکی صورت لام کی ایسی ہوجائے اور دونون بازو دونون پہلو سے دور رکہے عورت اپنا بازو پہلو سے جدا نہ کرے جب اسطرح رکوع مین ٹہیک ہوجائے تو تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ کہے اگر امام نہو تو سات بار سے دس بار تک کہے تو بہتر ہے پہر رکوع سے اوٹہے اور سیدہا کہڑا ہوجائے اور ہاتہہ اوٹہائے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے اور کہڑا رہ کر رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ کہے اور فجر کی دوسری رکعت مین دعاء قنوت پڑہے اور تکبیر کہکر اسطرح سجدہ مین جاوے کہ جو عضو زمین کے نزدیک ہے پہلے وہی زمین پر رکہے پہلے زانو پہر ہاتہہ پہر ماتہا اور ناک زمین پر رکہے اور دونون ہاتہہ زمین پر کاندہے کے برابر رکہے اور اونگلیان کہلی رکہے اور کلائیان زمین پر نہ رکہے بازو اور پہلو اور ران اور پیٹ کے بیچ مین کشادہ رکہے اور عورت سب اعضا ملائے پہر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ تین بار کہے اگر امام نہو تو زیادہ کہنا اولی ہے پہر اللّٰہ اکبر کہکر سجدہ سے اوٹہے اور بائین پاؤن پر بیٹہے اور دونون ہاتہہ دونون زانو پر رکہے اور کہے رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاعْفُ عَنِّیْ وَعَافِنِیْ پہر دوسرا سجدہ اسطرح کرے پہر یون ہی سا بیٹہکر تکبیر کہے اور اوٹہہ کہڑا ہو کر پہلی رکعت کیطرح دوسری رکعت پڑہے اور الحمد کے پہلے اعوذ باللّٰہ کہلے جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو تو بائین پاؤن پر تشہد کے واسطے بیٹہے جسطرح دونون سجدون کے بیچ والے جلسہ مین بیٹہا تہا اوسیطرح دونون ہاتہہ زانو پر رکہہ لے لیکن داہنے ہاتہہ کی اونگلیون کو بند کرلے مگر کلمہ کی اونگلی کو سیدہا چہوڑے اور کلمہ شہادت جب پڑہے اور الا اللّٰہ کہے تو اوس اونگلی سے اشارہ کرے لا الہ کہتے وقت اشارہ نہ کرے اور انگوٹہے بہی اگر چہوڑیگا تو درست ہے اور دوسرے تشہد مین بہی ایسا ہی کرے لیکن دونون پاؤن کو نیچے سے داہنی طرف نکال لے اور بایان چوتڑ زمین پر رکہے پہلے تشہد مین اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہکر اوٹہہ کہڑا ہو اور دوسرے تشہد مین تمام درود اور دعاے مشہور پڑہ کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہے اور داہنی طرف اسطرح منہ پہیرے کہ جو کوئی اوسکے پیچہے داہنی طرف ہو وہ اوسکا نصف چہرہ دیکہہ سکے پہر اسطرح بائین طرف سلام پہیرے اور اون دونون سلامون مین نماز سے باہر آنے کی نیت کرے اور یہ نیت کرے کہ حاضرین اور ملائک پر مین سلام کرتا ہون فصل اتنے کام نماز مین مکروہ ہین بہوک پیاس غصہ مین اور پاخانہ پیشاب کی حاجت کے وقت اور ہر ایک شغل کے وقت جو کہ نماز مین خشوع سے باز رکہے نماز پڑہنا اور دونون پاؤن خوب ملا دینا اور ایک پاؤن کو اوٹہا لینا اور سجدے مین پاؤن کے سرے پر بیٹہنا اور دونون چوتڑون پر بیٹہنا اور دونون زانو سینہ تک لانا اور ہاتہہ کپڑے کے نیچے اور آستین کے اندر رکہنا اور سجدے کے وقت کپڑے کو آگے پیچہے سے سمیٹنا اور کپڑے کے نیچے کمر باندہنا اور ہاتہہ چہوڑ دینا اور ہر طرف دیکہنا اور اونگلیان چٹخانا اور بدن کہجلانا اور جمائی لینا اور ڈاڑہی کے

بالون سے کہیلنا اور سجدے کے واسطے کنکریان ہٹانا اور سجدے کی جگہہ پر پہونکنا اور انگلیان ملا لینا اور بیٹھہ ٹیڑہی کرنا غرضکہ
آنکہہ ہاتہہ اور سب اعضا ادب کے ساتہہ اور نماز کی صفت پر رہین تاکہ نماز پوری ہو اور زاد آخرت ہونیکے لائق ہو نماز کے ارکان جو
بیان کیے گئے اونمین سے چودہ فرض ہین نیت پہلی تکبیر قیام الحمد پڑہنا رکوع رکوع مین آرام لینا قومہ یعنی رکوع سے اوٹھکر
ہونا قومہ مین آرام لینا سجدہ سجدہ مین آرام لینا جلسہ یعنی دونون سجدون کے درمیان بیٹہنا آخر کا تشہد رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود بہیجنا سلام پہیرنا جب اتنی باتون کا لحاظ رکہا تو نماز درست ہوگئی یعنی نماز پڑہنے والا تشہیر سیاست سے بچا لیکن
قبول ہونیمین خطرہ ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی نذر کے واسطے ایک لونڈی لیجاوے وہ زندہ تو
لیکن ناک کان ہاتہہ پاون ندارد ہون تو اسمین شک ہے کہ قبول ہو یا نہو **نماز کی روح اور حقیقت کا بیان** ای عزیز جان تو
کہ یہ جو بیان ہوا نماز کی صورت اور قالب کا بیان تہا اور اس صورت کی ایک حقیقت ہے وہ نماز کی روح ہے غرضکہ ہر نماز اور
ہر ذکر کے لیے ایک روح خاص ہے اگر اصل روح نہو تو نماز مردہ آدمی کے مانند کالبد بیجان ہے اور اگر اصل روح تو ہو لیکن اعمال اور
آداب پورے نہون تو نماز اوس آدمی کے مثل ہے جسکی آنکہین نکل گئی ہون اور ناک کان کٹے ہون اور اگر نماز کے اعمال تو پورے
ہون لیکن روح اور حقیقت نہو تو وہ نماز ایسی ہے جیسے کسی شخص کی آنکہہ تو ہو لیکن بصارت نہو کان تو ہون پر سماعت نہو نماز کی
اصل روح یہ ہے کہ اول سے آخر تک خشوع اور حضور قلب رہے اسواسطے کہ دلکو حقتعالی کے ساتہہ رہنے اور درست رکہنا اور یاد الہی
کمال تعظیم اور ہیبت کے ساتہہ تازہ کرنا نماز سے مقصود ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ یعنی نماز پڑہا کر
میرے یاد کرنیکو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت نمازی ایسے ہین جنکو نماز سے رنج و ماندگی کے سوا اور کچہہ نصیب
نہین ہوتا اور یہ امر اس سبب سے ہوتا ہے کہ فقط بدن سے نماز پڑہتے ہین اور دل غافل رہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ بہت نمازی ایسے ہین جنکی نماز کا فقط ایک چہٹا حصہ یا ایک دسوان حصہ لکہا جاتا ہے یعنی اوسیقدر نماز لکہی جاتی ہے جسمین حضور
قلب ہو اور آپ نے فرمایا ہے کہ نماز اسطرح پڑہنا چاہیے جسطرح کوئی کسیکو رخصت کرتا ہے یعنی نماز مین اپنی خودی اور خواہش ملکہ
ماسوی اللہ کو دل سے رخصت کردے اور اپنے تئین بالکل نماز مین مصروف کردے اور یہی باعث ہے کہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ ہم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم باہم باتین کرتے ہوتے تہے جب نماز کا وقت آجاتا تہا
تو آپ مجہے پہچانتے تہے نہ مین آپ کو یعنی نماز کا وقت آتے ہی جبروت حق کی عظمت اور ہیبت ظاہر و باطن پر بالکل طاری ہو جاتی
تہی اور حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا ہے کہ جس نماز مین دل نہ حاضر ہو حقتعالی اوسکی طرف دیکہتا بہی نہین جناب
خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والتسلیم جب نماز پڑہتے تہے تو دو میل سے اونکے دل کا جوش سنائی دیتا تہا اور
ہمارے حضرت یعنی سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا جب نماز شروع کرتے تہے تو آپکا دل حق منزل اسطرح جوش کہاتا تہا
جسطرح پانی بہری ہوئی تانبے کی دیگ آگ پر جوش کہاتی اور آواز دیتی ہے اور شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ جب
نماز کا قصد کرتے تہے تو آپ کے بدن مین لرزہ پڑجاتا تہا اور رنگ متغیر ہوجاتا تہا اور فرماتے تہے کہ وہ امانت اوٹہانیکا

وقت آیا کہ ساتون زمین و آسمان جسکے متحمل نہو سکے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ نماز مین جسکو خشوع نہ حاصل ہو اوسکی نماز نہین درست ہوتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو نماز حضور قلب کے ساتھ نہ ادا ہو وہ عذاب سے نزدیک تر ہے اور حضرت ابن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز مین قصداً دیکھے کہ اوسکے داہنے بائین کون کھڑا ہے اوسکی نماز نہوگی اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی اور حضرت امام شافعی اور اکثر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اگرچہ کہا ہے کہ پہلی تکبیر کے وقت اگر دل حاضر اور فارغ ہو تو نماز درست ہوتی ہے لیکن بضرورت یہ فتویٰ دیا ہے اسواسطے کہ خلق پر غفلت غالب ہے اور یہ جو کہا کہ نماز درست ہوتی ہے اسکے یہ معنی ہین کہ شمشیر سیاست سے وہ نمازی بچا لیکن زاد آخرت اوسیقدر نماز ہو سکتی ہے جسمین دل حاضر ہو حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑہی اور فقط تکبیر اول کے وقت اوسکا دل حاضر ہو تو بھی امید ہی کہ بالکل نماز نہ پڑہنے والے سے اوسکا حال قیامت کے دن بہتر ہوگا لیکن یہ کھٹکا بھی ہے کہ اوسکا حال بدتر ہو اسواسطے کہ جو شخص سستی کے ساتھ حاضر خدمت ہو اوسپر اوس شخص کی نسبت جو بالکل حاضر ہی نہو زیادہ شدت اور سختی ہوتی ہی اسیواسطے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو نماز بیحضور ہے عقوبت سے نزدیک تر ہے ثواب سے دور ہے بلکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو نمازی اپنی نماز کو بیجا باتون اور مہمل خیالات سے نہ محفوظ رکھے اوسکو خدا سے دوری کے سوا اور کچھ فائدہ نماز سے نہین اے عزیز ان آیات اور احادیث اور اقوال سے تجھے یہ معلوم ہوا کہ کامل اور باروح وہی نماز ہے جسمین اول سے آخر تک دل حاضر رہے اور جس نماز مین فقط تکبیر اول کے وقت دل حاضر ہو اوس نماز مین رمق بھر سے زیادہ روح نہین ہوتی وہ نماز اوس بیمار کے مثل ہے جو دم بھر کا مہمان ہو **نماز کے ارکان کی روح اور حقیقت کا بیان** اے عزیز جان یہ اسرار نماز کا آغاز ہے اس بات کو جان کہ پہلی صدا جو تیرے کان مین آتی ہے وہ بانگ نماز ہے جسوقت تو اذان سنے چاہیے کہ شوق سے بدل جان سنے جس کام مین ہو اوسے چھوڑ دے امور دنیا سے منہ موڑ لے اگلے لوگون کا یہی دستور تھا یعنی دنیا کے کام چھوڑ کر اذان سننا اونھین ضرور تھا لوہار اگر ہتوڑا اوٹھائے ہوتا اذان سنکر اوسیطرح رک جاتا پھر اوسے نیچے لاکر لوہے پر نہ لگاتا موچی اگر ستالی چمڑے کے اندر کیے ہوتا تو باہر نکالنا کیسا جگہ سے نہ ہلاتا اس منادی سے ندائے روز قیامت یاد کرتے تھے یہ سمجھکر اپنا دل شاد کرتے تھے کہ جو کوئی اسوقت اس حکم پر دوڑ جائیگا قیامت کو منادی سے بشارت پائیگا اے عزیز اگر تو اپنے دلکو اس منادی سے خوش اور شادان کریگا تو منادی قیامت سے شادان اور فرحان رہے گا **طہارت** طہارت کا بھید یہ ہے کہ تو کپڑے اور بدن کی طہارت کو گویا غلاف کی پاکی سمجھ اور توبہ پشیمانی ترک اخلاق ناپسندیدہ سے دل پاک کرنیکو اس طہارت ظاہری کی روح جان اسواسطے کہ خدا کی نظرگاہ دل ہے بدن صورت نماز کی جگہ ہے دل حقیقت نماز کی منزل ہے **ستر عورت** اسکے ظاہری معنی یہ ہین کہ جو عضو تیرے ظاہر بدن مین زشت و زبون ہے اوسے خلق کی نگاہ سے چھپا اور اوسکا بھید اور روح یہ ہے کہ جو امر تیرے باطن مین برا ہے اوسے حق تعالیٰ سے پوشیدہ کر اور یہ جان لے کہ تو حق تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہین کر سکتا مگر یہ کہ اپنے باطن کو اوس سے پاک کر اور باطن پاک ہونیکی یہ صورت ہے کہ گذشتہ گناہون پر نادم ہو اور یہ عزم بالجزم کرے کہ آیندہ پھر گناہ نہ کرونگا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ یعنی توبہ گناہون کو ناچیز اور نابود کر دیتی ہے اگر ایسا نہین کر سکتا تو اون گناہون پر خوف اور

ندامت کا پردہ ڈالکر اسطرح خستہ و شکستہ اور شرمسار اپنے پروردگار کے سامنے کہڑا ہو جیسے کوئی غلام خطا کرکے بھاگ جاتا ہے
اور پھیر اپنے مالک کے سامنے ڈرتا ہوا آتا ہے اور رسوائی اور ذلت کے مارے سر نہین اوٹھاتا ہے **قبلہ رو ہونا** اسکے ظاہری
معنی یہ ہین کہ سب طرف سے اپنا مُنہ پھیر کر قبلہ رو ہو جاے اور بہید یہ ہے کہ دلکو دونون عالم سے پھیر کر خدا کی طرف کر دے کہ
ظاہر و باطن یکسو ہو جاے جسطرح ظاہری قبلہ ایک ہے قبلۂ دل بہی ایک ہی ہے یعنی حق تعالیٰ دل کا اور خیالات مین مشغول ہو
ایسا ہے جیسا مُنہ کو ادہر اودہر پھیرنا جسطرح مُنہ پھیرنے سے نماز کی صورت نہین رہتی دل بہٹکنے سے نماز کی روح اور حقیقت نہین
رہتی اسیواسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کو کھڑا ہو اور اوسکا مُنہ اور دل اور خواہش اللہ کی
سوی خدا ہو تو وہ نماز سے یون باہر آتا ہے کہ گویا اپنی ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے یعنی سب گناہون سے پاک ہو جاتا ہے
اور یقین جان کہ جسطرح قبلہ کیطرف سے منہ پھیر لینا نماز کی صورت کو باطل کر دیتا ہے دل کا منہ حقتعالیٰ کی جانب سے پھیر لینا اور
خیالات دنیوی کو دل مین دخل دینا نماز کی روح اور حقیقت کو زائل کر دیتا ہے بلکہ دل کو خدا کی طرف متوجہ رکہنا اولیٰ ہے اسواسطے
کہ ظاہر باطن کا غلاف ہے اور غرض اوس سے ہوتی ہے جو چیز غلاف کے اندر ہو اور غلاف کی فی نفسہ چندان قدر نہین ہوتی
قیام اسکا ظاہر یہ ہے کہ تو اپنے ڈیل سے خدا کے سامنے غلام کیطرح سر جہکائے کھڑا رہ اور باطن یہ ہے کہ دل سب حرکتون سے
ٹھہر جائے یعنی سب خیالات سے باز آ کے حقتعالیٰ کی تعظیم اور اپنے انکسار کے ساتھ بندگی مین قائم رہے اور قیامت کے دن
حق سبحانہ تعالیٰ کے سامنے قائم اور حاضر ہونا اور اپنی سب پوشیدہ باتون کا ظاہر ہونا یاد کرے
اور سمجھے کہ اسوقت بھی حقتعالیٰ پر وہ سب ظاہر ہے اور میرے دل مین جو کچھ تہا اور ہے خدا اوسکا عالم اور ناظر ہے اور میرے ظاہر و
باطن سے بالکل وہ آگاہ ہے اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جب کوئی مرد صالح نمازی کو دیکھتا ہے کہ یہ کیونکر نماز پڑہتا ہے تو وہ اپنے
تمام اعضا کو مؤدب کر لیتا ہے اور ادہر اودہر نہین دیکھتا نماز مین جلدی کرنے اور دوسری طرف التفات کرنے سے شرم آتی ہے اور یہ
جانتا ہے کہ حقتعالیٰ میری طرف ملاحظہ کرتا ہے اور اوس سے نہ شرماتا ہے نہ ڈرتا ہے اس سے زیادہ اور کیا نادانی ہو گی کہ بندہ بیچارہ
جسے کچھ اختیار نہین اوس سے تو شرم کرتا ہے اور اوسکے دیکھنے سے تو مؤدب ہو جاتا ہے اور مالک الملوک سے کچھ پاک نہین کرتا اور
دیکھنے کو آسان جانتا ہے اسیواسطے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ حقتعالیٰ سے کیونکر شرم کرنا چاہیے
آپنے فرمایا کہ جسطرح اپنے گھر والون مین جو صالح اور متقی ہوتا ہے اوس سے تو شرماتا ہے اوسیطرح حقتعالیٰ سے بھی شرما اور اسی تعظیم کے
سبب سے اکثر صحابہ نماز مین اسطرح ساکن کھڑے ہوتے تہے کہ پرند اونسے نہ بہاگتے اور سمجھتے کہ یہ پتھر ہین جسکے دل مین خدا کی عظمت
اور بزرگی ثابت ہوئی اور اوسے اپنا ناظر سمجھا اوسکا ہر عضو خاشع اور مؤدب ہو جاتا ہے اسی سبب سے جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم جسکو نماز مین ڈاڑہی پر ہاتھ پھیرتے دیکھتے تہے تو فرماتے تہے کہ اگر اسکے دل مین خشوع ہوتا تو اسکا ہاتھ بہی دل کی صفت پر ہوتا
رکوع سجود بدن سے فروتنی کرنا اسکے ظاہری معنی ہین اور دل کی فروتنی اس سے اصل مقصود ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ زمین پر
منہ رکہنا بہترین اعضا کو خاک پر رکہنا ہے اور کوئی چیز خاک سے زیادہ خوار اور ذلیل نہین رکوع سجود اسواسطے مقرر ہین تاکہ

وہ جان لے کہ خاک میری اصل ہے اور خاک ہی کی طرف مجھے رجوع کرنا ہے اور اپنی اصل کے موافق تکبر کرے اور اپنی بیکسی اور عاجزی پہچان لے اسیطرح ہر ہر کام مین بہید اور حقیقت ہے کہ آدمی جب اوس سے غافل ہوگا تو صورت کے سوا نماز سے اور کچھ اوسے نہ حاصل ہوگا حقیقت قرأت و اذکار نماز کا بیان ایعزیز جان تو کہ جو کلمہ نماز مین کہنا چاہیے اوسکی ایک حقیقت ہے اوس سے آگاہ رہنا چاہیے اور لازم ہے کہ قائل کا دل بھی اوس صفت کے مطابق ہو جاوے تاکہ وہ اپنے قول مین صادق ہو جاوے مثلاً اللہ اکبر کے یہ معنی ہین کہ خدا اس امر سے بزرگتر ہے کہ اوسے عقل اور معرفت سے پہچان سکین اگر یہ معنی نجانے تو جاہل ہے اور اگر یہ تو جانے لیکن اوسکے دل مین خدا سے بزرگ اور کوئی چیز ہو تو وہ اللہ اکبر کہنے مین جھوٹا ہے اوس سے کہا جاویگا کہ فی الواقع تو یہ کلام سچ ہے لیکن تو جھوٹ کہتا ہے اور جبکہ آدمی خدا سے زیادہ اور کسی چیز کا مطیع ہوگا تو اوسکے نزدیک وہ چیز خدا سے زیادہ بزرگ ہوگی اور اوسکا معبود اور اللہ وہی ہے جسکا وہ مطیع ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ اور جب وَجَّهْتُ وَجْهِیَ کہا تو اوسکے معنے یہ ہین کہ مین تمام عالم سے روے دل پہیر کر خدا کیطرف لایا اگر اوسکا دل اسوقت اور کسیطرف لگا ہو تو اوسکا یہ کلام جھوٹ ہے اور جب خدا سے مناجات کرنے مین پہلا ہی کلام جھوٹ ہو تو اوسکا خطرہ ظاہر ہے اور جب حنیفاً مسلماً کہا تو اپنے مسلمان ہونیکا دعویٰ کیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین تو چاہیے کہ وہ اس صفت سے موصوف ہو یا عزم بالجزم کرے کہ اب مین ایسا ہی ہو جاؤنگا اور جب الحمد کہے تو چاہیے کہ خدا کی نعمتین اپنے دلپر تازہ کرے اور اپنے دلکو بالکل شکر گذار بنالے کہ یہ شکر کا کلمہ ہے اور شکر دل سے ہوتا ہے جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہے تو چاہیے کہ اخلاص کی حقیقت اوسکے دل مین تازہ ہو اور جب اہدنا کہے تو چاہیے کہ اوسکا دل تضرع اور زاری کرے اسواسطے کہ وہ خدا سے ہدایت مانگتا ہے تسبیح اور تہلیل اور قرأت وغیرہ ہر ہر کلمہ مین یہی چاہیے کہ جیسا وہ کہتا ہے ویسا ہی ہو جاوے اور دلکو اوس کلمہ کے معنی کی صفت سے موصوف بنالے اسکی تفصیل دراز ہے نماز کی حقیقت سے آدمی اگر بہرہ مند ہوا چاہے تو ایسا ہی ہو جاوے جیسا بیان ہوا اور نہ صورت بےمعنی پر قناعت کرے حضور قلب کی تدبیر کا بیان ایعزیز جان تو کہ نماز مین دو سبب سے غفلت ہوتی ہے ایک ظاہری سبب ہے دوسرا باطنی سبب ہے سبب ظاہری یہ ہے کہ ایسی جگہہ نماز پڑہتا ہو جہان کچھ دکہائی سنائی دیتا ہے اور دل ادہر متوجہ ہو جاتا ہے کہ دل آنکہہ کان کا تابع ہے اسکی تدبیر یہ ہے کہ خالی جگہہ نماز پڑہے کہ وہان کچھ آواز نہ سنائی دیگی اگر جگہہ تاریک ہو یا آنکہہ بند کرلے تو بہتر ہے اکثر عابدون نے عبادت کے واسطے چھوٹا سا تاریک مکان بنایا ہے اسواسطے کہ کشادہ مکان مین دل پراگندہ ہوتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما جب نماز ادا کرتے تہے تو قرآن شریف اور تلوار اور ہر چیز کو جدا کرتے تہے کہ اونکی طرف نہ مشغول ہو جائین دوسرا سبب باطنی یہ ہے پریشان خیال اور پراگندہ خطرے دلمین آئین اسکا علاج بہت دشوار اور نہایت سخت ہے اور اسکی بھی دو قسم ہین ایک تو کسی کام کے سبب سے ہوتا ہے کہ اوسکی طرف اوسوقت دل مشغول ہے اسکی تدبیر تو یہ ہے کہ اوس کام سے پہلے فرغت کرلے پہر نماز پڑہے اسیواسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَالْعِشَاءُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ یعنی جب نماز اور کہانا

ساتھ ہی آئے تو پہلے کھانا کھالے علیٰ ہٰذا القیاس اگر کوئی بات کہنا ہو تو کہہ لے پھر فراغت سے نماز پڑھے دوسری قسم ایسے کامونکا خیال اور اندیشہ جو ایک ساعت مین نہ تمام ہون یا خیالات واہیات عادت کے موافق خود بخود دل پر غالب ہو گئے ہون اُنکی تدبیر یہ ہے کہ ذکر اور قرآن جو نماز مین پڑھتا ہے اوسکے معنون مین دل لگائے اور اوسکے معنی سوچے تاکہ اوس سوچ سے وہ خیالات دور ہو جائین اگر خیالات بہت غالب نہین ہین اور کسی کام کی خواہش بہت قوی نہین ہے تو یہ سوچ اوسے روک دیگا اور اگر خواہش قوی ہے تو اس سوچ سے اوسکا خیال نہ دفع ہوگا اوسکی تدبیر یہ ہے کہ مسہل پیئے تاکہ مادہ مرض کو باطن سے قطع کردے اور اس مسہل کا نسخہ یہ ہے کہ جس چیز کا خیال رہتا ہے اوسے ترک کرے تاکہ اوسکے خیال سے نجات پائے اگر ترک نہ کرسکیگا تو اوسکے خیال سے ہرگز نہ چھوٹے گا اور اوسکی نماز ہمیشہ دلکی باتون مین لگی رہیگی اوس نمازی کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص درخت کے نیچے بیٹھے اور چاہے کہ چڑیون کا چہچہانا نہ سنے اور لکڑی اوٹھاکر اونہین اوڑادے اور اوسیوقت پھر وہ آبیٹھین اگر اونسے نجات پانا چاہتا ہے تو یہ تدبیر ہے کہ اوس درخت کو جڑ سے کھود کر پھینکے کہ جبتک درخت رہیگا چڑیون کا نشیمن رہیگا اسیطرح جب کسی کام کی خواہش اوسکے دل پر غالب رہے گی خیالات پریشان بھی ضرور آئینگے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کے پاس ایک کوئی شخص عمدہ کپڑا ہدیہ اور تحفہ لایا اوسمین ایک بڑا بوٹا بہت عمدہ بنا تھا نماز مین آپکی نظر اوس بوٹے پر پڑی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اوس کپڑے کو اوتار کر اوسکے مالک کو دیدیا اور پرانا کپڑا پہن لیا اسیطرح ایکبار نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تھا نماز مین آپکی نظر اوسپر پڑی تو اچھا معلوم ہوا آپنے فرمایا کہ اسے نکال ڈالو اور پرانا تسمہ ڈالدو اور ایک مرتبہ نعلین شریفین نئی بنی تھین آپکو اچھی معلوم ہوئین آپ نے سجدہ کیا اور فرمایا کہ مین نے خدا کے سامنے فروتنی کی کہ اس نعلین کے دیکھنے سے وہ مجھے اپنا دشمن نہ ٹھہرائے پھر آپ باہر تشریف لائے پہلے جو سائل نظر آیا آپنے وہ نعلین اوسے عنایت فرمائین حضرت طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے باغ مین نماز پڑھتے تھے ایک عمدہ جانور دیکھا کہ درختون مین اوڑتا ہے اور راہ نہین پاتا آپکا دل اوسکے ساتھ مشغول ہوا یہ نہ یاد رہا کہ کتنی رکعتین پڑھی ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنے دل کا شکوہ کیا اور اوسکے کفارہ مین اوس باغ کو صدقہ مین دیدیا اگلے بزرگون نے اکثر ایسے کام کیے ہین اور ان کامون کو حضور قلب کی تدبیر سمجھے ہین غرضکہ جب نماز کے پہلے سے خدا کا ذکر دل پر نہ غالب ہوگا دل نماز مین نہ حاضر ہوگا اور جو خیال دل مین پہلے سے گڑا ہے نماز پڑھنے سے نہ دور ہوگا جو شخص حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھا چاہے تو چاہیے کہ نماز کے پہلے سے دل کا علاج کرے اور دلکو خالی کرے اور یہ امر اسطرح سے ہوتا ہے کہ دنیا کے شغل اپنے دل سے دور کرے اور بقدر ضرورت دنیا کی چیزون پر قناعت کرے اور اسقدر سے بھی فراغت دل اوسے مقصود ہو جبتک یہ امر نہوگا تمام نماز مین حضور قلب بھی نہوگا مگر کچھ نماز مین ہوگا تو چاہیے کہ نفلنماز مین ٹھہر جائے اور دل حاضر کرے کہ مثلاً چار رکعتون کے قدر دل حاضر ہوجائے کیونکہ نوافل فرائض کا تدارک کرتے ہین

جماعت کے مسنون ہونیکا بیان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک نماز جماعت کے ساتھ تنہا ستائیس نمازون کے مثل ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اوسنے گویا آدھی رات شب بیداری کی اور جسنے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی اوسنے گویا تمام رات عبادت کی اور فرمایا ہے کہ جسنے چالیس دن

ہر وقت کی نماز جماعت سے پڑہی اور اوسکی پہلی تکبیر فوت نہین ہوئی تو اوسکے واسطے دو نجات لکہتے ہین ایک نفاق سے دوسری
دوزخ سے اسیواسطے تہا کہ اگلے بزرگون مین جسکی تکبیر اول فوت ہوجاتی تہی تین دن اپنے تئین تعزیت کرتا تہا اور اگر جماعت فوت
ہوجاتی تہی تو سات روز تعزیت کرتا تہا حضرت سعید ابن مسیب کہتے ہین کہ بیس برس تک اذان سے پہلے مین مسجد مین آیا کیا اکثر علما
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے عذر تنہا نماز پڑہے اوسکی نماز درست نہین تو جماعت کو ضروری امر جاننا چاہیے اور امامت اور اقتدا کے
آداب یاد رکہنا چاہیے پہلے یہ کہ لوگون کی دلی رضامندی سے امامت کرے اگر اوس سے لوگ کراہت کرین تو امامت سے پرہیز کرنا
چاہیے اور جب اوسے امام بنایا چاہین تو بے عذر پہلوتہی نہ کرے کہ امامت کی بزرگی موذنی سے بہت بڑی ہے اور چاہیے کہ کپڑے
پاک رکہنے مین احتیاط کرے اور نماز کے وقت کا دہیان رکہے اور اول وقت نماز پڑہے جماعت کی انتظار مین تاخیر نکرے کہ اول وقت
کی فضیلت جماعت کی فضیلت سے زیادہ ہے دو صحابہ کرام جب آجاتے تہے تیسرے کا انتظار نہ کرتے تہے اور جنازہ پر جب چار
صحابہ آجاتے تہے تو پانچوین کا انتظار نہ کرتے تہے ایک دن جناب سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوۃ والثنا کو دیر ہوگئی صحابہ نے
آپکا انتظار نہ کیا اور حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالی عنہ امام ہوگئے جب آپ تشریف لائے تو ایک رکعت ہوچکی تہی جب
صحابہ نے نماز تمام کی تو ڈرے آپ نے اونسے فرمایا کہ تمنے اچہا کیا ہر بار ایسا ہی کیا کرو اور چاہیے کہ خلوص کے ساتہ للہ امامت کرے
امامت کی کچہ مزدوری نہ لے اور جبتک صف سیدہی نہو لے تکبیر نہ کہے اور نماز کے اندر کی تکبیرین بلند آواز سے کہے اور امامت کی
نیت کرے کہ جماعت کا ثواب حاصل ہو اگر امامت کی نیت نہ کریگا جماعت تو درست ہوگی لیکن جماعت کا ثواب نہوگا اور نماز جہری مین
قرأت بلند آواز سے کرے اور تین وقفے بجالائے ایک جب تکبیر اول کہے اور وجہت وجہی پڑہے اور مقتدی لوگ سورۂ فاتحہ
پڑہنے مین مشغول ہون دوسرے جب سورۂ فاتحہ پڑہ چکے تو دوسری سورت ٹہہر کر پڑہے کہ جس مقتدی نے سورۂ فاتحہ تمام
نکی یا بالکل نہ پڑہی ہو وہ تمام پڑہ لے تیسرے جب سورہ تمام کرے تو اتنا ٹہہرے کہ رکوع کی تکبیر سورہ سے مل نجاسے اور مقتدی
سورۂ فاتحہ کے سوا امام کے پیچہے اور کچہ نہ پڑہے لیکن اگر دور ہو اور امام کا پڑہنا نہ سنے اور امام رکوع سجود ہلکا کرے اور تین بار سے زیادہ تسبیح نکہے
حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسیکی نماز سبکہر اور کامل نہ تہی اور اسکا سبب یہ ہے کہ جماعت
مین شاید کوئی ضعیف ہو یا کچہ کام ہو اور مقتدی کو چاہیے کہ امام کے بعد ارکان ادا کرے اوسکے ساتہ نہ ادا کرے جبتک امام کی پیشانی زمین سے نہ لگ جاے مقتدی
سجدہ مین نجاے اور جبتک امام رکوع کی حد پر نہ پہونچے مقتدی رکوع کا قصد نکرے کہ اسیکا نام متابعت ہے اگر کوئی مقتدی امام سے
پہلے رکوع سجود مین جائیگا تو اوسکی نماز باطل ہوجائیگی اور جب سلام پہیرے تو اوس قدر اور بیٹہے کہ یہ دعا پڑہ لے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ
وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَعُوْدُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا
ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بعدہ پہرتی سے اوٹہے اور لوگون کی طرف منہ کرے اور دعا کرے اور اہل جماعت امام سے پہلے نہ اوٹہین
کہ یہ امر مکروہ ہے **جمعہ کی نماز کی فضیلت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جمعہ کا روز بزرگ دن ہے اور اوسکی بڑی فضیلت ہے
مسلمانون کی عید کا دن ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے بے عذر تین جمعہ ناغہ کیے اوسنے اسلام کیطرف

منہ پھیر لیا اور اوسکا دل زنگ پکڑ گیا اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ حق تعالی جمعہ کے دن چھ لاکھ بندے دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ آتش دوزخ کو روز دوپہر ڈھلے بھڑکاتے ہین اسوقت نماز نہ پڑھو مگر جمعہ کو کہ اوسدن نہین بھڑکاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن مریگا شہید کا ثواب پائیگا اور عذاب قبر سے محفوظ رہیگا

شرائط جمعہ اے عزیز جان تو کہ جو شرطین اور نمازون کی ہین وہ جمعہ کی ہین اور اونکے سوا چھ شرطین اور جمعہ کیواسطے خاص ہین پہلی شرط وقت ہے یہانتک کہ اگر مثلاً امام عصر کا وقت آجانیکے بعد جمعہ کی نماز کا سلام بھی پھیرے تو جمعہ فوت ہو ظہر ادا کرنا چاہیے دوسری شرط جگہہ ہے کہ یہ نماز صحرا اور خیمہ مین درست نہین بلکہ شہر مین ہوتی ہے یا اوس گاؤن مین جہان چالیس مرد آزاد عاقل بالغ مقیم ہون وہان اگر مسجد مین نہو تو بھی درست ہے تیسری شرط عدد ہے کہ جب تک چالیس مرد آزاد مکلف یعنی عاقل بالغ مقیم حاضر نہون نماز درست نہین اگر خطبہ یا نماز مین اس سے کم لوگ ہون تو ظاہر یہ ہے کہ نماز درست نہو چوتھی شرط جماعت ہے کہ اگر یہ گروہ الگ الگ تنہا نماز پڑھیگا تو درست نہوگی لیکن جو کوئی اخیر کی رکعت پائے اوسکی نماز درست ہے اگرچہ دوسری رکعت مین تنہا ہو اور اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دوسری رکعت کا رکوع نپائے تو اقتدا کرے اور نماز ظہر کی نیت کرلے پانچوین شرط یہ ہے کہ لوگون نے پہلے جمعہ کی نماز نہ پڑھ لی ہو اسواسطے کہ ایک شہر مین جمعہ کی ایک جماعت سے زیادہ نہ چاہیے لیکن اگر اتنا بڑا شہر ہے کہ وہان کی ایک جامع مسجد مین نہین سما سکتے یا وقت سے آسکتے ہین تو ایک جماعت سے زیادہ کا مضائقہ نہین اگر ایک ہی مسجد مین سب لوگون کی گنجایش بے تکلف ہو سکتی ہے اور دو جگہہ نماز پڑھی تو وہی نماز درست اور صحیح ہوگی جسکا تحریمہ پہلے بندھا چھٹی شرط نماز کے پہلے دو خطبہ ہین اور وہ دونون فرض ہین اور دونون خطبون کے درمیان مین بیٹھنا بھی فرض ہے اور دونون خطبون مین کھڑا رہنا فرض ہے اور پہلے خطبہ مین چار چیزین فرض ہین تحمید یعنی حمد کرنا الحمد للہ کہنا بس ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا اور تقوی کی وصیت کرنا اُوصِیکُم بِتَقوَی اللّٰہ کہنا کافی ہے اور قرآن شریف کی ایک آیہ پڑھنا اور دوسرے خطبہ مین بھی چار چیزین فرض ہین لیکن آیہ کے عوض دعا پڑھنا فرض ہے جمعہ کی نماز عورتون اور غلامون اور لڑکون اور مسافرون پر فرض نہین ہے اور عذر کے سبب سے ترک جمعہ درست ہے مثلاً کیچڑ پانی بیماری بیمار داری کے عذر سے اگر کوئی بیمار کا سنبھالنے والا نہو لیکن معذور کو اولی یہ ہے کہ ظہر کی نماز جب پڑھے کہ لوگ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو چکین

آداب جمعہ جمعہ کا ادب کرنا چاہیے اور جمعہ کے دن یہ دس سنت اور ادب نہ بھولے پہلا ادب یہ ہے کہ پنجشنبہ کے دن دل سے اور درستی سامان سے جمعہ کا استقبال کرے مثلاً سفید کپڑے درست کرنا پہلے سے کام کاج اوٹھا دینا کہ صبح کے وقت نماز گاہ مین آسکے اور پنجشنبہ کو عصر کی نماز کے وقت خالی بیٹھنا اور تسبیح اور استغفار مین مشغول ہونا اسواسطے کہ اسوقت کی بڑی بزرگی ہے اور اوس نیک ساعت کے مقابلہ مین ہے جو دوسرے دن جمعہ کو ہوگی اور علما نے کہا ہے کہ شب جمعہ کو جورو سے جماع کرنا سنت ہے تاکہ یہ امر جمعہ کے دن دونون کے غسل کا باعث ہو دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر مسجد کو جلد جاتا ہے تو صبح ہی غسل مین مشغول ہو ورنہ تاخیر بہت اولی ہے اور رسول مقبول صلی علیہ سلم نے بتاکید جمعہ کے دن غسل کا حکم فرمایا ہے یہانتک کہ کچھ علما اس غسل کو فرض سمجھے ہین اور مدینہ منورہ کے لوگ

اگر کسی کو کھانا نقشت کہا چاہتے تو کشتہ کو تو اوس شخص سے بدتر ہے جو جمعہ کو غسل کرے اگر جمعہ کو کوئی شخص نجس ہوا اور غسل کرے
تو اوسے یہ ہے کہ جمعہ کے غسل کی نیت سے ہی اوپر پانی اپنے اوپر ڈال لے اور اگر ایک غسل مین دونون نیتین یعنی نیت رفع جنابت
وادائے سنت کرلے تو بھی کافی ہے غسل جمعہ کی فضیلت بھی حاصل ہو جائیگی تیسرا ادب یہ ہے کہ آراستہ اور پاکیزہ اور اچھی ہیئت
بناکر مسجد مین آئے اور پاکیزگی کے یہ معنی ہین کہ بال منڈوائے ناخن کٹوائے موچھون کے بال کترائے اور حمام مین پہلے جاکر
یہ امور کر چکا ہے تو بس ہے اور آراستگی سے یہ مراد ہے کہ سفید کپڑے پہنے اسواسطے کہ حق تعالی سب کپڑون سے زیادہ سفید کپڑون کو
دوست رکھتا ہے اور تعظیم اور نماز کی عظمت کی نیت سے خوشبو ملے تاکہ اوسکے کپڑون مین بدبو نہ آئے کہ کوئی اوس سے رنجیدہ ہو
اور غیبت کرے چوتھا ادب یہ ہے کہ صبح ہی جامع مسجد مین جائے کہ اسکی بڑی فضیلت ہے اگلے زمانے مین لوگ چراغ لیکر مسجد مین
جاتے تھے اور راہ مین اتنی بھیڑ ہوتی تھی کہ مشکل سے گذر ہوتا تھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ ایک دن مسجد مین گئے تو تین
آدمی پہلے سے وہان موجود تھے اپنے اوپر غصہ کیا اور کہا کہ مین چوتھے درجہ مین ہوا میرا انجام کار کیا ہوگا کہتے ہین کہ دین اسلام مین
جو بدعت پہلے ظاہر ہوئی وہ یہی ہے کہ لوگون نے اس سنت کو ترک کر دیا جب یہود اور نصارا ہفتہ اتوار کے دن کلیسا اور کنشت
یعنی اپنے معبدون مین صبح ہی جائین اور مسلمان لوگ جمعہ کے روز جو انکا دن ہے سویرے مسجد جانے مین تقصیر کرین تو کیا حال ہوگا
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کی پہلی ساعت مین مسجد کو جائے اوس نے گویا ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری
ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک گائے قربان کی اور جو تیسری ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک بکری قربان کی اور جو چوتھی ساعت مین جائے
اوسنے گویا ایک مرغی قربان کی اور جو پانچوین ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک انڈا خیرات کیا اور جب خطبہ پڑھنے والا اپنے مکان سے
باہر نکلتا ہے تو وہ فرشتے جو قربانیان لکھتے ہین اپنے کاغذ لپیٹ لیتے ہین اور خطبہ سننے مین مشغول ہو جاتے ہین جو اوسکے بعد آتا ہے نماز کی فضیلت
کے سوا اور کچھ نہین پاتا ہے پانچوان ادب اگر دیر کو آئے تو لوگون کی گردنون پر پاؤن نہ رکھے یعنی اونہین پھاندے نہین اسواسطے کہ
حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص ایسا کریگا قیامت کے دن اوسکا پل بنائین گے کہ لوگ اوسپر سے گذرینگے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایسا کرتے دیکھا وہ جب نماز پڑھ چکا تو آپنے اوس سے فرمایا کہ تو نے جمعہ کی نماز کیون نہ پڑھی اوس نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین تو نماز مین آپکے ساتھ تھا آپ نے فرمایا کہ مین نے تجھے دیکھا کہ تو نے لوگون کی گردنون پر پاؤن رکھا
یعنی جو شخص ایسا کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ گویا اوسنے نماز ہی نہین پڑہی لیکن اگر پہلی صف خالی ہے تو پہلی صف مین جانیکا قصد کرنا درست ہے اسواسطے کہ
لوگونکا قصور ہے کہ پہلی صف کو خالی چھوڑ دیا چھٹا ادب یہ ہے کہ جو کوئی نماز پڑھتا ہو اوسکے سامنے سے نہ گذرے کیونکہ جو شخص نماز پڑھتا ہو اوسکے
سامنے سے گذرنا ممنوع ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ نمازی کے سامنے گذرنے سے یہ امر بہتر ہے کہ آدمی خاک ہو کر برباد ہو جائے
ساتوان ادب یہ ہے کہ پہلی صف مین جگہہ ڈھونڈھے اگر نپائے تو جتنا امام کے نزدیک ہوگا بہتر ہے کہ اس امر مین بڑی فضیلت ہے
لیکن اگر پہلی صف مین لشکری لوگ ہون یا وہ لوگ ہون جو اطلس کے کپڑے پہنے ہون یا خطبہ پڑھنے والا سیاہ ریشمی کپڑا پہنے ہو یا
اوسکی تلوار مین سونا لگا ہو یا اور کوئی برائی ہو تو جتنا دور رہے بہتر ہے اسواسطے کہ جہان کوئی برائی ہو وہان قصداً نہ بیٹھنا چاہئے

آٹھوان ادب یہ ہے کہ جب خطبہ پڑہنے والا نکلے تو پھر کوئی نہ بولے اور مؤذن کو جواب دیئے اور خطبہ سننے مین ہر ایک مشغول ہوجاے
اگر کوئی شخص بات کرے تو اشارہ سے اوسے چپ کردینا چاہیے زبان سے نہین اسواسطے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جو کوئی خطبہ کے وقت دوسرے سے کہے کہ چپ رہ یا خطبہ سن اوسنے بیہودہ کیا اور جسنے اسوقت بیہودہ بات کہی اوسے جمعہ کا ثواب
نملے گا اور اگر خطیب سے دور ہو اور خطبہ نہ سنائی دے تو بھی چپ رہنا چاہیے جہان لوگ باتین کرتے ہون وہان نہ بیٹھے اور اوسوقت
نماز تحیۃ المسجد کے سوای اور کوئی نماز نہ پڑہے نوان ادب یہ ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو الحمد قل ہو اللہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس سات سات بار
پڑہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان سورتونکا پڑہنا اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک شیطان سے پناہ دیگا اور یہ دعا پڑہے اَللّٰھُمَّ یَا
غَنِیُّ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِفَضْلِكَ عَنْ مَنْ سِوَاكَ
اور بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ پڑہا کریگا تو جہان سے اوسکے خیال مین بھی نہو وہان سے اوسکی روزی اور
اوسکا رزق پہونچے گا اور خلق سے بے پروا ہوجائیگا پھر چھہ رکعت نماز سنت پڑہے کہ اسقدر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
پڑہتے تھے دسوان ادب یہ ہے کہ عصر کی نماز تک مسجد مین رہے اور اگر مغرب کی نماز تک مسجد مین رہے تو بہت بہتر ہے علمانے
کہا ہے کہ یہ امر ثواب مین ایک حج اور عمرہ کے برابر ہے اگر مسجد مین نہ رہ سکے اور گھر جاے تو چاہیے کہ خدا کی یاد سے غافل نرہے
تاکہ وہ ایک بزرگ ساعت جو جمعہ کے دن ہوتی ہے اوسے غفلت مین نہ پاکے اور وہ اوسکی فضیلت سے نہ محروم رہے

روز جمعہ کے آداب کا بیان آدمی کو چاہیے کہ جمعہ کے روز تمام دن مین سات فضیلتین طلب کرے ایک فضیلت یہ کہ صبح کو
علم کی مجلس مین حاضر ہو اور قصہ خوانون کی صحبت سے دور رہے اور ایسے شخص کی مجلس مین حاضر ہو کہ جسکے قال اور حال سے
رغبت دنیا کم ہو اور محبت آخرت زیادہ ہو جسکے کلام مین یہ اثر نہو اوسکی صحبت مجلس علم نہین ہے اور جو ایسا صاحب تاثیر ہے حدیث
شریف مین آیا ہے کہ ایسے شخص کی مجلس مین حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے دوسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن
ایک ساعت نہایت بزرگ اور معزز ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص اس ساعت مین حق تعالی سے جو مراد مانگیگا پاویگا
اس ساعت کے تعین مین اختلاف ہے طلوع یا زوال یا غروب آفتاب کے وقت یہ ساعت ہوتی ہے یا جسوقت جمعہ کی اذان
ہو یا خطیب کے منبر پر جانیکے وقت یا جمعہ کی نماز پر کھڑے ہونیکے وقت یا عصر کی نماز کے وقت غرضکہ صحیح یہ ہے کہ اس ساعت کا
وقت معلوم نہین شب قدر کیطرح مبہم ہے چاہیے کہ تمام دن اس ساعت کا نگران رہے اور کسیوقت خدا کی یاد اور عبادت سے
غافل نرہے تیسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت درود بھیجے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن مجھپر اسی بار درود بھیجیگا اوسکے اسی برس کے گناہ بخشے جائینگے لوگون نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ آپ پر درود کیونکر بھیجین آپنے فرمایا کہ کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَكَ رِضًی
وَلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ
اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ کہتے ہین

کہ جو شخص جمعہ کے دن سات بار یہ درود پڑہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بیشک اوسے حاصل ہوگی اور اگر فقط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہے تو بہی کافی ہے چوتھی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن قرآن شریف بہت پڑہے اور سورہ کہف پڑہے حدیث شریف مین اسکی فضیلت بہت لکہی ہے اور اگلے عابدون کی عادت تہی کہ جمعہ کے دن قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور درود شریف اور استغفار اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہزار ہزار بار پڑہتے تہے پانچوین فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن نماز بہت پڑہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی جامع مسجد مین جاتے ہی چار رکعت نماز پڑہے اور ہر رکعت مین ایکبار الحمد اور پچاس بار قل ہو اللہ احد پڑہے تو جبتک جنت مین اوسکا مقام اوسکو نہ دکہادین یا اور کسیکو نہ بتادین کہ وہ اوس سے کہدے تب تک وہ اس جہان سے نجائیگا اور مستحب ہے کہ جمعہ کے دن چار رکعت نماز پڑہے اور اونمین چار سورتین پڑہے انعام کہف طٰہٰ یٰس اگر یہ نہ پڑہ سکے تو لقمان سجدہ دخان ملک پڑہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ جمعہ کے دن کبہی صلوٰۃ التسبیح ناغہ نکرتے تہے اور صلوٰۃ التسبیح مشہور نماز ہے اور اولی یہ ہے کہ وقت زوال تک نوافل پڑہے اور جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز تک علم کی مجلس مین جاے اور اسکے بعد مغرب کی نماز تک تسبیح اور استغفار مین مشغول رہے چہٹی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن کو صدقہ سے خالی نچہوڑے کچہ نہو تو روٹی کا ٹکڑا ہی سہی کہ جمعہ کے دن صدقہ کی فضیلت بہت ہے جو سائل خطبہ کے وقت کچہ مانگے اوسے زجر کرنا چاہیے اوسوقت کچہ ندینا چاہیے کہ مکروہ ہے ساتوین فضیلت یہ ہے کہ ہفتہ بہر مین جمعہ کے دنکو آخرت کیواسطے مسلم رکہے باقی دنون مین دنیا کے کام کرے اور حق سبحانہ تعالی اسنے جو فرمایا ہے فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ خرید فروخت اور کسب دنیا اس آیہ کے معنی نہین ہین بلکہ طلب علم بہائیون کی زیارت بیمارون کی عیادت جنازہ کے ساتہ جانا اور جو کام ایسے ہون اس آیہ سے وہ مراد ہین مسئلہ العزیز جانتو کہ نماز مین جو باتین ضرورتہین وہ بیان کی گئین اور جن مسئلون کی ضرورت ہو علما سے پوچہنا چاہیے کہ اس کتاب مین سب مسئلون کی تفصیل نہین ہوسکتی لیکن نماز کی نیت مین وسوسہ اکثر ہوتا ہے اور اسکے تین سبب ہوتے ہین یا توجسکی عقل مین خلل ہے اوسے وسوسہ ہوتا ہے یا جیسے سودا ہو یا شریعت کے احکام سے جاہل ہو اور نیت کے معنی نہ جانتا ہو کہ نیت اوس رغبت سے عبارت ہے جو آدمیکو خدا کا حکم بجالانیکے واسطے کہڑا کرتی ہے جیسے کوئی شخص تجہسے کہے کہ فلانا عالم آتا ہے اور اسکے واسطے اوٹہہ اور تعظیم کر تو اپنے دلمین کہہ لیگا کہ فلانے عالم کیواسطے اور اسکے علم کی عظمت کے لیے فلانے شخص کے کہنے سے مین کہڑا ہوتا ہون اور فوراً کہڑا ہو جائیگا اور سبب اسکے کہ تو زبان یا دل سے یہ کہے یہ نیت خود تیرے دل مین ہوگی اور جو کچہ دل مین تو کہتا ہے وہ نفس کی بات ہے نیت نہین ہے نیت تو وہ رغبت ہے جسنے تجہے اوٹہا کہڑا کیا لیکن یہ جاننا ضرور ہے کہ نیت کے بارہ مین حکم کیا ہے پس اسقدر جاننا چاہیے کہ مثلاً ظہر کی نماز ہے یا عصر کی نماز ہے جب اس امر سے دل غافل نہو تو اللہ اکبر کہے اور دل غافل ہے تو یاد کرلے اور یہ گمان نہ کرے کہ ادا اور فرض اور ظہر کے معنی سب ایکبار مفصل دل مین جمع ہون لیکن جو دل کے نزدیک ہو اوسے باہم جمع کرلے اسقدر نیت مین کافی ہے اسواسطے کہ اگر تجہسے کوئی پوچہے کہ ظہر کی نماز پڑہی تو کہیگا ہان توجسوقت تو ہان کہتا ہے یہ سب معنی تیرے دلمین موجود ہوتے ہین مفصل نہین ہوتے

تو تجھے اپنے تئین یاد دلانا اوس شخص کے پوچھنے کے مثل ہے اور اللہ اکبر کہنا ایسا ہے جیسا اون کہنا جو اس سے زیادہ کھوج کریگا اوسکا دل اور نماز دونون پریشان ہونگے آدمیکو چاہیے کہ آسان امر اختیار کرے جسقدر بیان ہوا ہے جب اتنی نیت کرلی پھر کسی صفت پر جاننا چاہیے کہ نماز درست ہوگئی اسواسطے کہ نماز کی نیت بھی اور کامون کی نیت کے مثل ہے اسیواسطے تا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے مین کسیکو نیت مین وسوسہ نہ تہا کیونکہ جانتے تھے کہ یہ کام آسان ہے اور جو کوئی اسے آسان نجانے وہ نادان ہے

پانچوین اصل زکوۃ کے بیان مین

ای عزیز جان تو کہ زکوۃ ارکان مسلمانی سے ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ اصلون پر اسلام کی بنا ہے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج حدیث شریف مین ہے کہ جو لوگ سونا یا چاندی اپنی ملک مین رکھین اور زکوۃ نہ دین اون مین سے ہر ایک کے سینہ پر ایسا داغ دینگے کہ پیٹہ کے پار نکل جاوے اور پیٹہ پر داغ دینگے کہ سینے کے پار ہو جاوے اور جو شخص چار پائے ملک مین رکھے اور زکوۃ نہ دے تو قیامت کے دن اون چار پایون کو اوسپر مسلط کرینگے کہ سینگ سے اپنے مالک کو مارین اور پاؤن سے روندین جب سب آگے پیچھے ایکبار اوسپر سے گذر جائین گے تو آگے والے پھر اوسے روندنا شروع کرینگے پھر سب اوسپر سے گذرینگے اسیطرح جبتک سبہونکا حساب ہوگا چار پائے پھر پھر کر اوسے پامال کیا کرینگے اور یہ حدیث صحیح مین آئی ہے پس مالدارون پر زکوۃ کا علم فرض ہے **زکوۃ کے اقسام اور شرائط کا بیان** ای عزیز جان تو کہ چند قسم کی زکوۃ فرض ہے **پہلی قسم** چار پایون کی زکوۃ وہ چار پائے اونٹ گائے بکری ہین گھوڑے گدہے وغیرہ مین زکوۃ نہین ہے اور یہ زکوۃ چار شرطون سے واجب ہوتی ہے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ جانور گھر مین نہ پلتے ہون بلکہ چراگاہ مین پلتے ہون تا کہ اوسپر بڑا خرچ نہ پڑے اگر تمام سال گھر مین اپنا چارہ کھلایا کہ اوسے خرچ سمجھے تو زکوۃ ساقط ہے دوسری شرط یہ ہے کہ ایکسال اوسکی ملک مین رہے ہو تو اگر سال کے اندر اوسکی ملک سے اگر نکلجائین گے تو زکوۃ ساقط ہو جائیگی لیکن آخر سال مین اگر بچے پیدا ہون تو اونکو حساب مین لین گے اور اصل مال کی تبعیت مین اونکی زکوۃ واجب ہوگی تیسری شرط یہ ہے کہ اوس مال کی بدولت تونگر ہوا اور وہ مال اوسکے تصرف مین ہو اگر گم ہوگیا ہو یا کسی ظالم نے اوس سے چھین لیا ہو تو اوسپر زکوۃ نہین ہے لیکن اگر سب جانور اوس فائدہ سمیت جو اوسنے حاصل کیا ہے پھر ملین تو گذشتہ کی زکوۃ بھی اوسپر واجب ہوگی اور اگر کوئی شخص جتنا مال رکھتا ہے اوتنا ہی قرض بھی رکھتا ہے تو صحیح ہے کہ اوسپر زکوۃ واجب نہین حقیقت مین وہ فقیر ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اوسکے پاس مال بقدر نصاب ہو کہ اوسکے سبب سے تونگر ہوتا ہے تھوڑے مال سے تونگر نہین ہوتا تو اونٹ جبتک پانچ نہون اونکی زکوۃ واجب نہین ہے اور جب پانچ اونٹ ہون ایک بکری زکوۃ مین دینا واجب ہے اور دس اونٹون مین دو بکریان پندرہ مین تین بیس مین چار اور یہ بکری ایک برس سے کم نہونا چاہیے اور اگر بکرا ہو تو دو برس سے کم کا نہو اور پچیس اونٹون مین ایک ایکسالہ اونٹنی دینا واجب ہے اونٹنی نہو تو دو برس کا اونٹ دینا چاہیے جبتک چھتیس ۳۶ اونٹ نہون تب تک یہی زکوۃ ہے اور چھتیس ۳۶ مین دو سالہ ایک اونٹنی دینا واجب ہے اور

چہیالیس مین تین برس کی ایک اونٹنی اور اکسٹہہ مین چار سالہ ایک اونٹنی اور چہتر مین دو دو برس کی دو اونٹنیان اور اکیانوے
مین سہ سالہ دو اونٹنیان اور ایک سو اکیس مین دو دو سال کی تین اونٹنیان واجب ہین پھر یہ حساب کرے کہ ہر چالیس مین
دو سالہ اور ہر پچاس مین سہ سالہ اونٹنی دیوے اور گاے بیل جب تک تیس نہون تب تک اونمین کچہ زکوۃ نہین جب تیس پورے
ہون تو اونمین ایک یکسالہ بچہڑا دینا واجب ہے اور چالیس مین دو سالہ ایک اور ساٹہ مین ایک ایک برس کے دو پھر یہ حساب
کرے کہ ہر تیس مین ایک یکسالہ اور ہر چالیس مین ایک دو سالہ بچہڑا دے لیکن بکری چالیس مین ایک اور ایک سو اکیس مین دو
اور دو سو ایک مین تین اور چار سو مین چار آگے اسی حساب سے سیکڑے پیچہے ایک بکری دے بکری ہو تو ایک برس سے کم کی نہو
بکرا ہو تو دو برس سے کم کا نہو اگر دو آدمی اپنی اپنی بکریان ایک مین ملی رکہتے ہون تو اگر دونون صاحب زکوۃ ہین یعنی نہ
کافر یا مکاتب نہو تو دونون کا حصہ ایک ہی مال کا حکم رکہتا ہے اگر دونون کا حصہ ملا کر چالیس بکریون سے زیادہ نہون تو
ہر ایک پر آدہی آدہی بکری واجب ہے اگر دونون ملا کر ایک سو بیس بکریان ہون تو اگر دونون شخص ملکر ایک بکری دینگے
تو بہی کافی ہے دوسری قسم غلہ وغیرہ کی زکوۃ ہے جس کسیکے پاس آٹہہ سو من گیہون یا جو یا خرما یا منقی یا اور کوئی چیز جو کسی قسم کا
قوت اور اونکی غذا ہوسکتی ہے اور جسپر وہ لوگ اکتفا کرسکتے ہین جیسے مونگ چنا چاول وغیرہ تو اونمین عشر دینا واجب ہے
اور جو چیز قوت اور غذا نہو جیسے روئی کتان وغیرہ اور میوہ جات اونمین عشر واجب نہین ہے اگر چار سو من گیہون اور چار سو من
جو ہون تو عشر واجب نہین اسواسطے کہ وجوب زکوۃ مین ایک ہی جنس سے بقدر نصاب ہونا شرط ہے اگر ندی نہر کاریز سے پانی
نہ لیا ہو یعنی پیوٹ نادہے نل منبع سے کہیت وغیرہ نہ سیچا ہو بلکہ دولاب سے پانی لیا ہو یعنی پر یا برت ڈہیکلی رہٹ سے سیچا ہو
تو بہی عشر واجب نہین ہے اور زکوۃ مین انگور اور خرما سے تر نہ دینا چاہیے بلکہ منقے اور خشک خرمے دینا چاہیے لیکن اگر وہ انگور
خشک ہو کر منقے نہوتا ہو تو انگور دینا درست ہے چاہیے کہ جب انگور رنگ پکڑے اور گیہون جو کا دانہ سخت ہوجاے تو جبتک
فقیرونکا حصہ تخمینًا اونمین نہ انداز کرلے تب تک اونمین کچہ تصرف نہ کرے جب فقیرونکا حصہ انداز کرلیا تو سب مین تصرف کرنا درست
ہے تیسری قسم سونے چاندی کی زکوۃ ہے چاندی کے دوسو درہم مین پانچ درہم آخر سال مین دینا واجب ہین اور خالص
سونے کے بیس دینار مین نصف دینار واجب ہوگا اور یہ وہ ایک کی چوتہائی ہے اور سونا چاندی جسقدر زیادہ ہو اسی حساب
سے دینا چاہیے اور چاندی سونے کے برتن اور ساز اسپ مین اور اوس سونے چاندی مین جو تلوار وغیرہ پر لگا ہو اور جو چیز سونے
چاندی کی ناجائز ہو اونمین زکوۃ واجب ہے لیکن جو زیور مرد اور عورت کو رکہنا درست ہے اونمین زکوۃ نہین ہے اور جو سونا
چاندی اورونکے پاس رکہا ہے اور جب چاہے لے سکتا ہے اوسکی زکوۃ بہی واجب ہے چوتہی قسم سوداگری مال کی زکوۃ ہے
جب بیس دینار کے قدر ایک چیز تجارت کی نیت سے مول لے اور اوسپر ایک سال گذرے تو وہی بیس دینار کی زکوۃ واجب
ہوتی ہے اور سال بہر مین جو نفع ہو وہ بہی حساب مین آئیگا اور ہر سال کے آخر مین مال کی قیمت معلوم کرنا چاہیے اگر سرمایہ تجارت
سونے چاندی سے ہوا ہے تو اوسی سے زکوۃ دے اور اگر نقد سے نہین خریدا ہے تو جو نقد شہر مین اکثر رائج ہو اوس سے زکوۃ دے

اور اگر کچھ متاع رکھتا ہے اور تجارت کی نیت سے اوسکے عوض مین کوئی چیز مول لے تو ابتدای سال مین بمجرد نیت زکوۃ واجب نہین ہوتی لیکن جو اگر نقد اور بقدر نصاب ہو تو مالک ہونیکے وقت ہی صاحب نصاب ہو جائیگا اور سال کے اندر اگر سوداگری کا قصد جاتا رہے تو زکوۃ واجب نہو گی واللہ اعلم

پانچوین قسم زکوۃ فطر ہے جو مسلمان عید رمضان کی رات کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کی قوت سے جو عید کے دن کام آئے اور گھر کے کپڑے اور جو چیز ضروری ہو اوس سے زیادہ استطاعت رکھتا ہو تو اوسپر اوس جنس کے اناج سے جو وہ روزمرہ کھاتا ہے ایک صاع اناج دینا واجب ہے اور صاع پونے تین من ہوتا ہے اگر گیہون کھاتا ہو تو جو نہ دینا چاہیے اگر جو کھاتا ہو تو گیہون نہ دینا چاہیے اور اگر ہر قسم کا اناج کھاتا ہو تو اونمین سے جو اناج بہتر ہے وہ دے اور گیہون کے بدلے آٹا وغیرہ نہ دینا چاہیے یہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور جسکا نفقہ اوسکے ذمہ واجب ہے اوسکی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب ہے جیسے جورو لڑکے ماں باپ لونڈی غلام لونڈی یا غلام اگر دو آدمیون مین مشترک ہو تو اوسکا صدقہ فطر دونون پر واجب ہے اور جو لونڈی غلام کافر ہو اوسکا صدقہ واجب نہین ہے اگر جورو اپنا صدقہ خود دے تو درست ہے اور اگر شوہر جورو کے بے اجازت اوسکی طرف سے دے تو بھی درست ہے اسقدر احکام زکوۃ جاننا ضرور تہا اگر اسکے سوا اور کوئی صورت پیدا ہو تو علما سے پوچھنا چاہیے

زکوۃ دینے کی کیفیت کا بیان

چاہیے کہ زکوۃ دینے مین پانچ چیزونکا خیال رکھے پہلے یہ کہ زکوۃ دیتے وقت یہ نیت کرے کہ مین زکوۃ فرض دیتا ہون یا اگر زکوۃ دینے کے واسطے وکیل مقرر کرے تو وکیل مقرر کرتے وقت یہ نیت رکہے کہ فرض زکوۃ تقسیم کرنیکو مین وکیل کرتا ہون یا وکیل سے یہ حکم کر دے کہ دیتے وقت تو فرض زکوۃ کی نیت کر لینا دوسرے یہ کہ جب سال تمام ہو تو زکوۃ دینے مین جلدی کرے اسواسطے کہ بلا عذر دیر کرنا گناہ ہے اور زکوۃ فطر مین عید سے تاخیر نہ کرے اور رمضان مین جلدی دیدینا درست ہے رمضان سے پہلے دینا درست نہین ہے اور مال کی زکوۃ مین سال بھر جلدی کرنا درست ہے لیکن جس شخص کو زکوۃ دی ہے وہ اگر سال گذرنے سے پہلے مرجاوے یا مالدار ہو جاوے یا کافر ہو جاوے تو دوبارہ زکوۃ دینا چاہیے تیسرے یہ کہ ہر جنس کی زکوۃ اوسی جنس سے دے سونے چاندی کے بدلے اور گیہون جو کے عوض یا اور کوئی مال بمقدار قیمت دینا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب مین نہ چاہیے چوتھے یہ کہ زکوۃ اوسی جگہ دے جہان مال ہو اسواسطے کہ وہان کے محتاج امیدوار رہتے ہین اگر دوسرے شہر مین بھیجیگا تو صحیح یہ ہے کہ زکوۃ ادا ہو جائیگی پانچوین یہ کہ جسقدر زکوۃ ہو آٹھ قوم پر تقسیم کرنا چاہیے اور ہر قوم کے تین تین آدمیون سے کم نہون اور سب چوبیس آدمی ہون اور ایک درہم زکوۃ ہو تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک چوبیسون آدمیکو پہونچانا چاہیے اوسکے آٹھ حصہ کرکے ایک ایک حصہ تین تین آدمیونکو یا اس سے زیادہ کو جیسا چاہے تقسیم کر دے گو برابر نہون اس زمانہ مین تین قوم کے لوگ نادر ہین غازی مولفہ عامل زکوۃ مگر فقیر مسکین مکاتب مسافر قرضدار ن گے کسیکو نچاہیے کہ پندرہ آدمیون سے کم کو زکوۃ دے یہ حکم امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب مین ہے اور شافعی مذہب والے یہ دو مسئلہ مشکل ہین ایک تو یہ کہ زکوۃ سبکو دے دوسرا یہ کہ ہر چیز کی زکوۃ مین وہی چیز دے اوسکا عوض نہ دے اور اکثر حنفی المذہب اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیروی کرتے ہین ہمین امید ہے کہ وہ لوگ ماخوذ نہونگے

ان آٹھ گروہ کی صفت کا بیان پہلی قسم فقیر ہے فقیر وہ شخص ہے نکوئی چیز رکھتے نکوئی کسب کر سکے اگر کسیکے پاس ایکدن کا کہانا اور بدن پر پورا لباس ہے تو وہ فقیر نہیں اور اگر آدہے دن کا کہانا اور ادہورا کپڑا ہے یعنی لباس ہے پگڑی یا پگڑی بے لباس تو وہ شخص فقیر ہے اور اگر اوزار پاس ہون تو آدمی کسب کر سکتا ہے اگر کوئی اوزار نہین تو وہ بھی فقیر ہے اگر طالب العلم ہے اور کسب کرے تو طلب علم سے محروم رہتا ہے تو وہ بہی فقیر ہے اور اس صفت کے فقیر کمتر ملتے ہین مگر لڑکے تو یہ تدبیر ہے کہ عیالدار فقیر ڈہونڈہے اور لڑکون کے واسطے اوس عیالدار فقیر کا حصہ دیا جاے دوسری قسم مسکین ہے جس شخص کا خرچ ضروری آمد سے زیادہ ہو اگرچہ وہ گہر اور کپڑے رکہتا ہو لیکن مسکین ہے جب ایکسال کی روزی اوسکے پاس نہو اور اوسکی کمائی سال بھر کو وفا نکرے تو اوسے اسقدر دینا درست ہے کہ سال بھر اوسکا خرچ چلے اور اگرچہ فرش اور گہر کے برتن اور کتابین رکہتا ہو مگر جب سال بھر کے مصارف ضروری کو محتاج ہے تو مسکین ہے ہان اگر احتیاج سے زیادہ کوئی چیز رکہتا ہو تو محتاج نہین ہے تیسری قسم کچہ لوگ ہوتے ہین کہ مالدارون سے زکوۃ لیکر زکوۃ کے مستحقون کو پہونچاتے ہین اونکی اجرت مال زکوۃ سے دینا چاہیے چوتہی قسم مولفۃ قلوب ہین اور یہ وہ مرد معزز اور شریف ہے جو مسلمان ہو جاے اگر اوسے مال دینگے تو اور لوگونکو اس لالچ سے مسلمان ہونے کی رغبت ہوگی پانچوین قسم مکاتب ہے اور یہ وہ لونڈی غلام ہے جو اپنے تئین خود مول لیلے اور اپنی قیمت دو بارین یا زیادہ قسطین کر کے اپنے مالک کو ادا کرے چہٹی قسم وہ شخص ہے جو نیک کام مین قرضدار ہو گیا ہو تو فقیر ہو یا امیر لیکن قرض کسی مصلحت کیواسطے لیا ہو جس سے کوئی فتنہ فرو ہوا ساتوین قسم غازی لوگ جنکا یومیہ بیت المال سے مقرر نہو اگرچہ وہ تونگر ہون لیکن سامان سفر مال زکوۃ سے اونہین دینا چاہیے آٹہوین قسم مسافر ہے کہ سفر مین ہو اور زادراہ اوسکے پاس نہو یا اپنے وطن سے سفر کو چلنے والا ہو خرچ راہ اور کرایہ کی قدر اوسے دینا چاہیے اور جو کوئی کہے کہ مین فقیر یا مسکین ہون اگر معلوم نہو کہ جہوٹا ہے تو اوسکے قول کو سچ ماننا درست ہے اگر غازی اور مسافر جہاد اور سفر کو نہ جائین تو اونسے مال زکوۃ پہیر لینا چاہیے اور اون اقسام کے مستحقونکے بارہ مین چاہیے کہ معتمد لوگون سے دریافت کرلے

زکوۃ کے اسرار کا بیان اے عزیز جان تو کہ جسطرح نماز کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت ہے اور وہ حقیقت صورت کی روح ہوتی ہے اسیطرح زکوۃ کی بہی صورت اور روح ہے جو کوئی زکوۃ کی روح کو نہ پہچانیگا اوسکی زکوۃ صورت بیروح ہے زکوۃ مین تین بہید ہین * پہلا بہید یہ ہے کہ بندونکو خدا کی محبت کا حکم ہے اور کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جو خدا کے ساتہ محبت کا دعوی نکرتا ہو بلکہ مسلمان اس بات کے مامور ہین کہ کسی چیز کو حق تعالی سے زیادہ دوست اور عزیز نرکہین جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ الآیۃ غرضکہ کوئی مسلمان ایسا نہین جو یہ دعوی نہ کرتا ہو کہ مین خدا کو سب چیزون سے زیادہ دوست رکہتا ہون اور ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ یہ جو مین کہتا ہون واقع مین بہی ایسا ہی ہے تو علامت اور دلیل کی حاجت پڑی تاکہ ہر ایک دعوی بے اصل سے مغرور نہو اور مال بہی آدمی کا ایک محبوب ہے تو آدمیکو حق تعالی نے مال سے آزمایا اور فرمایا کہ اگر تو میری دوستی مین سچا ہے تو اپنے اس ایک معشوق کو مجہپر سے فدا کر دے کہ اپنا درجہ میری دوستی مین پہچانے تو جو لوگ اس نکتہ کو پہونچے اور یہ بہید سمجہ گئے اونکے تین درجے ہوگئے پہلا درجہ صدیق لوگ تہے کہ جو کچہ اپنے پاس

رکہتے تہے سب بالکل اوسپر سے تصدق کردیا اور کہا کہ دوسو درہم مین سے پانچ درہم اوسکی راہ مین دینا کنجوسونکا کام ہے جسنے
ہے کہ خدا کی محبت مین سب دیدین جسطرح امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
سب مال لے آئے آپنے استفسار فرمایا کہ یا صدیق اپنے جورو لڑکون کے واسطے کیا چھوڑا عرض کیا کہ فقط خدا اور رسول کو چھوڑا ہے
اور بعضون نے نصف مال راہ خدا مین دیا جسطرح امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نصف مال لائے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا یا فاروق لڑکون بالون کیواسطے کیا چھوڑا عرض کیا کہ اسیقدر جسقدر یہان حاضر کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بَیْنَکُمَا مَا بَیْنَ کَلِمَتَیْکُمَا تَفَاوُتٌ یعنی تم دونون کے درجون مین بھی اتنا ہی تفاوت ہے جتنا تم دونون کے کلام
مین ہے دوسرا درجہ وہ نیک مرد ہین جنہون نے اپنا مال یکبارگی نہ خرچ کیا کہ اسکی قدرت نہین رکہتے لیکن اوسکو محفوظ رکہا اور
فقیرون کی حاجتون کے اور خیرات کی صورتون کے منتظر رہے اور اپنے تئین فقیرون کے برابر رکھا اور فقط زکوۃ پر اقتصار نکیا جو
محتاج اونکے پاس پہونچا اوسے اپنے عیال و اطفال کے برابر رکھا اور خبرگیری کی تیسرا درجہ وہ کھرے مرد ہین جو اس سے زیادہ
طاقت نہین رکھتے کہ دوسو درہم مین سے پانچ درہم سے زیادہ دین اونھون نے فقط فرض پر اکتفا کی اور حسکم خدا خوشی سے
قبول کیا اور جلدی بجالائے اور زکوۃ دیکر فقیرون پر احسان نہ جتایا اور یہ اخیر کا درجہ ہے اسواسطے کہ
دوسو درہم مین جو حق تعالی نے عنایت فرمائے پانچ درہم دینے کو بھی جسکا دل نچاہے وہ خدا کی دوستی سے بالکل بے نصیب ہے
اور جو شخص پانچ درہم سے زیادہ نہین دیسکتا اوسکی دوستی نہایت ضعیف ہے اور وہ سب دوستون مین بخیل اور خفیف ہے
دوسرا بھید بخل کی نجاست سے دل پاک کرنا ہے کہ بخل دل مین نجاست کے مثل ہے جسطرح نجاست ظاہری بدن کو نماز کی
نزدیکی کے قابل نہین رکھتی نجاست بخل دلکو جناب احدیت کے قرب کے لائق نہین رکھتی اور بے مال خرچ کیے دل بخل کی نجاست
سے پاک نہین ہوتا اسی سبب سے زکوۃ بخل کی ناپاکی کو دل سے دور کرتی ہے اور زکوۃ اوس پانی کے مثل ہے جس سے نجاست
دھوئی ہوا اسیوجہ سے زکوۃ اور صدقہ کا مال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے اہل بیت پر حرام ہے کہ اونکا درجہ لوگون
کے مال کے میل سے بچے تیسرا بھید شکر نعمت ہے اسواسطے کہ مال دنیا اور آخرت مین مسلمان کے واسطے سبب رحمت
ہے تو جسطرح نماز روزہ حج نعمت بدن کا شکر ہے اوسیطرح زکوۃ نعمت مال کا شکر ہے تاکہ آدمی جب اپنے تئین مال کی بدولت
بے پرواہ دیکھے اور دوسرے مسلمان بھائی کو جو اوسکے مثل ہے درماندہ اور عاجز پائے اپنے دل مین کہے کہ یہ بھی تو میری طرح
خدا کا بندہ ہے خدا کا شکر کہ مجھے اوس سے بے پرواہ کیا اور اوسے میرا حاجتمند بنایا تو مین اوسکے ساتھ مہربانی اور مدارات کرون
مبادا یہ آزمایش ہو اور اگر مدارات مین تقصیر کرون تو ایسا نہو کہ خدا مجھے اوسکا سا اور اوسے میرا سا کردے تو ہر ایک کو چاہیے
کہ زکوۃ کے یہ بھید جانے تاکہ اوسکی عبادت صورت بے معنی نرہے

آداب زکوۃ کا بیان

جو کوئی چاہے کہ میری عبادت
زندہ رہے اور بے روح نہو اور ثواب دونا ملے اوسے چاہیے کہ سات ادب اپنے اوپر لازم کرے پہلا ادب یہ ہے
کہ زکوۃ دینے مین جلدی کیا کرے واجب ہونے سے پہلے سال بھر مین کبھی دیدیا کرے اس سے تین فائدہ ہونگے ایک تو یہ

کہ عبادت کے شوق کا اثر اوسپر ظاہر ہوگا اسواسطے کہ واجب ہونیکے بعد دینا بصرورت ہے کہ اگر نہ دیگا تو عذاب مین پڑیگا
اسوقت دینا خوف عذاب و عقوبت سے ہے نہ دوستی اور محبت سے اور وہ بندہ برا ہے جو ڈر سے کام کرے شفقت اور دوستی
سے نکرے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جلدی زکوۃ دینے سے فقیروں کا دل خوش ہوگا خلوص دل سے دعائے خیر کرینگے کہ اونہین
تا گاہ خوشی حاصل ہوئی اور فقیرون کی دعا اوسکے حق مین سب آفتون سے حصار بنے گی تیسرا فائدہ یہ ہے کہ زمانہ کی آفتون سے
بیفکر ہو جائیگا اسواسطے کہ تاخیر کرنے مین بہت سی آفتین ہین شاید کوئی امر مانع پیش آجائے اور وہ اس خیر سے محروم رہے جب
آدمی کے دل مین امر خیر کی رغبت پیدا ہو تو اوسے غنیمت جانے کہ یہ اوسپر خدا کی نظر رحمت ہے اور اوسکے بعد قریب ہوتا ہے
کہ شیطان حملہ کرے فَإِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ نقل ہے کہ ایک بزرگ کو پاخانہ مین خیال آیا
کہ پیراہن فقیر کو دون فوراً اپنے مرید کو بلایا اور پیراہن اوتار دیا مرید نے کہا یا شیخ باہر نکلنے تک کیون نہ صبر کیا اون بزرگ نے
فرمایا مین ڈرا کہ مبادا اور خطرہ دل مین اور کچھ آئے اور اس امر خیر سے مجکو باز رکھے دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر زکوۃ ایک بار دینا ہو
تو محرم کے مہینے مین دے کہ بزرگ مہینا ہے اور شروع سال ہے یا رمضان مبارک مین دے کہ دینے کا وقت جتنا بزرگ ہوگا
ثواب بھی زیادہ ملیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے زیادہ سخی تھے جو کچھ آپ پاس ہوتا للہ دیتے اور رمضان شریف
مین خود کوئی چیز نرکھتے اور بالکل خرچ کر ڈالتے تیسرا ادب یہ ہے کہ زکوۃ چھپا کر دے برملا نہ دے تاکہ ریا سے دور اخلاص سے
نزدیک رہے حدیث شریف مین ہے کہ پوشیدہ صدقہ دینا حق تعالے کے غصہ کو فرو کر دیتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے
کہ قیامت کے دن سات آدمی عرش کے سایہ مین ہونگے ایک بادشاہ عادل دوسرا وہ شخص جو داہنے ہاتھ سے صدقہ اسطرح دے
کہ بائین کو بھی خبر نہو آلعزیز و یکاد تو چھپا کر صدقہ دینے کا یہ مرتبہ ہے کہ قیامت کے دن پوشیدہ صدقہ دینے والا بادشاہ عادل کے
درجے پر ہوگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو صدقہ چھپا کر نہین دیا جاتا ہے اوسے اعمال ظاہری مین لکھتے ہین اور جو چھپا کر
دیا جاتا ہے اوسے اعمال باطنی مین لکھتے ہین اور جو کوئی صدقہ دیکر کہے کہ مین نے یہ خیرات کی تو اوس صدقہ کو اعمال ظاہری اور
باطنی دونون کی فرد سے مٹا دیتے ہین اور ریا کی فرد مین لکھ لیتے ہین اسواسطے اگلے بزرگون نے صدقہ چھپا کر دینے مین اتنا
مبالغہ کیا ہے کہ کوئی تو اندھا فقیر ڈھونڈھ کر چپکے سے اوسکے ہاتھ مین صدقہ دیتا اور منہ سے کچھ نہ بولتا تاکہ وہ بھی نجانے کہ کسنے دیا
اور کوئی فقیرون کی گذرگاہ پر ڈالدیتا اور کوئی کسی ذریعہ سے دیتا اور کوئی سوتے فقیر کے کپڑے مین اسطرح چپکے سے باندھ دیتا
کہ وہ جاگنے نپائے یہ سب باتین اسواسطے تھین کہ فقیر بھی نجانے اور اورون سے پوشیدہ رکھنا تو بہت ہی ضرور جانتے تھے
اسواسطے کہ اگر ظاہر مین آدمی صدقہ دے تو دل مین ریا پیدا ہوتی ہے اگر بخل ٹوٹتا ہے تو ریا مضبوط ہوتی ہے اور بخل ریا وغیرہ
سب صفتین مہلک ہین بخل بچھو کے مثل ہے اور ریا سانپ کے مانند جو بچھو سے بہت قوی ہے جب کوئی شخص بچھو سانپ کو کھلادیگا
سانپ کی قوت اور بڑہے گی تو ایک مہلک سے چھوٹیگا دوسرے مہلک سخت کے ہاتھ پڑیگا اور ان صفتون کا زخم جو ولیسے جب
قبر مین آدمی جائیگا تو سانپ بچھو کے زخمون کے مانند ہوگا جیسا عنوان مسلمانی مین ہم بیان کر چکے ہین تو برملا صدقہ دینے کا

نقصان سے نفع زیادہ ہے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ اگر ریا کا بالکل اندیشہ نہو اور اپنے دلکو ریا سے بالکل پاک کر چکا اور یہ سمجھے
کہ اگر مین برملا صدقہ دونگا تو اور لوگونکو بھی دینے کی رغبت پیدا ہوگی اور میری اقتدا کرینگے تو ایسے شخص کو برملا دینا بہتر ہے اور ایسا
آدمی وہ ہوتا ہے جسکے نزدیک تعریف اور مذمت یکسان ہو اور سب کامون مین خدا کے جاننے پر اکتفا کرتا ہو **پانچوان ادب**
یہ ہے کہ احسان جتا کر اور لوگون کو سنا کر صدقہ کو ضائع نہ کرے حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى
اذی کے معنی فقیر کو آزردہ کرنا ہے اسطرح کہ اوس سے ترشرو ہو یا ناک بھون چڑہائے یا اوسے کلمات سخت کہے یا محتاج جانکر اور
سوال کرنے سے اوسے ذلیل و خوار سمجھا اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا یہ باتین دو قسم کی جہالت اور حماقت سے ہوتی ہین ایک تو
یہ کہ مال ہاتھہ سے دینا ناگوار ہو اس سببسے تنگدل اور رنجیدہ ہوکر سخت کلامی کی اور جسپر ایک درم دیکر ہزار لینا ناگوار ہو وہ جاہل اور
ناوان ہے اسواسطے اگر وہ زکوة دیگا تو جنت اور خدا کی رضامندی حاصل کریگا اور اپنے تئین دوزخ سے آزاد کریگا اگر ان باتونکا
ایمان رکہتا ہے تو زکوة دینا اوسے کیون ناگوار ہے دوسری حماقت یہ ہے کہ تونگری کی وجہ سے آدمی اپنے تئین فقیر سے اشرف
سمجھے اور نہین جانتا کہ جو اوس سے پانسو برس پہلے جنت مین جائیگا وہ اوس سے بہت اشرف ہے اور اوسکا درجہ بہت اعلی ہے
اور خدا کے نزدیک فخر اور بزرگی فقیری کو ہے تونگری کو نہین اور فقیری کے اشرف ہونے پر دنیا مین یہ دلیل اور علامت ہے کہ امیر
کو خدا نے دنیا اور مال کے اشتغال مین اور اوسکے رنج و ملال مین مصروف کیا ہے حالانکہ امیر کو ضرورت کی قدر سے زیادہ دنیا سے
کچہہ نصیب نہین ہوتا اور امیر پر واجب کر دیا ہے کہ بقدر ضرورت فقیر کو دے تو حقیقت مین حق تعالے نے امیر کو فقیر کا بیگاری دنیا مین
بنایا ہے اور آخرت مین پانسو برس جنت کا انتظار امیر کے واسطے خاص کر دیا ہے **چھٹا ادب** یہ ہے کہ احسان نہ رکہے اور جتلانا احسان
رکہنے کی اصل اور دل کی صفت ہے احسان رکہنا یہ ہے کہ سمجھے مین نے فقیر کے ساتھ نیکی کی اپنی ملک سے اوسے دولت دی کہ فقیر
میرا زیر دست رہے جب یہ سمجھا تو یہ امر اس بات کی علامت ہے کہ یہ امیدوار ہے کہ فقیر میری خدمت زیادہ کرے اور میرے کامون مین
مستعد رہا کرے اور پہلے مجھے سلام کیا کرے غرضکہ امید رکہتا ہے کہ میری عزت زیادہ کرے اور اگر وہ فقیر اوسکے حق مین کچہہ قصور
کرے تو پہلے سے زیادہ اب تعجب کرتا ہے اور چاہیے تو یہ بھی کہے کہ مین نے اسکے ساتھ یہ نیکی کی یہ جہل اور نادانی ہے بلکہ حقیقت
یہ ہے کہ فقیر نے اوسکے ساتھ دوستی اور نیکی کی کہ اوس سے صدقہ قبول کیا اوسے آتش دوزخ سے رہائی دی اور اوسکے دل کو
بخل کی نجاست سے پاک کیا اگر حجام اوس امیر کے پچھنے مفت لگاتا تو اوسکا احسان مانتا کہ جو خون میرے ہلاک ہونیکا باعث تہا
اسنے اوسے نکالا اسیطرح اوسکے دل مین بخل اور اوسکے پاس مال زکوة بھی اوسکی ہلاکت اور نجاست کا باعث تہا کہ فقیر کی وجہ سے
اوس سے طہارت بہی حاصل ہوئی نجات بہی ملی تو امیر کو ایک تو اس وجہ سے فقیر کا احسانمند ہونا چاہیے دوسرے یہ کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ پہلے خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے پھر فقیر کے ہاتہہ آتا ہے تو صدقہ جب حق تعالی کو
دیا اور فقیر نے نیابتاً لیا تو دینے والے کو چاہیے کہ فقیر کا احسانمند ہو نہ کہ اوسپر احسان جتلائے آدمی جب اسرار زکوة سے ان تین
بھیدونکو سوچے گا تو سمجھے گا کہ احسان رکہنا نادانی ہے اسگلے بزرگون نے احسان سے پرہیز کرنے مین مبالغہ کیا ہے اور فقیر کے

سامنے عاجزی اور فروتنی کے ساتھ کھڑے رہے ہین اور پیش کش کرکے عرض کی ہے کہ یہ مجھسے قبول فرمایئے اور نذر دکھانی کیطرح فقیر کے سامنے ہاتھ بڑھایا ہے تاکہ فقیر بسیار روپیہ اوپر سے اوٹھالے اور فقیر کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کے نیچے نہو اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ يَدِ السُّفْلٰى تو کسکو لائق ہے کہ احسان رکھے ام المومنین حضرت بی عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما جب کسی فقیر کو کچھ بھیجتین تو لیجانیوالے سے فرما دیتین کہ فقیر جو دعا دے وہ یاد رکھنا کہ ہر دعا کی مکافات مین ہم بھی اوسکے واسطے دعا کرلین تاکہ صدقہ بعوض اور خالص ہے فقیر سے دعا کا لالچ بھی درست نرکھتی تھین کہ دعا اس نظر سے ہوتی ہے کہ دینے والے نے احسان کیا ہے اور حقیقت مین احسان کرنیوالا فقیر ہے کہ تیری اس خدمت کو اوسنے قبول کیا ساتوان ادب یہ ہے کہ اپنے مال مین جو بہت اچھا اور بہتر اور حلال ہو وہ فقیر کو دے اسواسطے کہ جس مال مین شبہہ ہے وہ خدا کی نزدیکی حاصل کرنیکے لائق نہین اسواسطے کہ خدا پاک ہے اور پاک ہی چیز قبول فرماتا ہے حق تعالے نے فرمایا ہے وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ یعنی جو چیز لوگ تمھین دین اور تم اوسے کراہت سے لو تو اوسکو راہ خدا مین کیون خرچ کرو اور جس شخص نے اپنے گھر کی چیزون مین سے بدتر چیز مہمان کے سامنے رکھی تو اوسنے مہمان کی حقارت کی تو کیونکر درست ہوگا کہ بدتر چیز خدا کی راہ مین دے اور اچھی چیز اوسکے بندون کے واسطے رکھہ چھوڑے اور بری چیز دینا اس بات پر دلیل ہے کہ کراہت سے دیتا ہے اور جو صدقہ خوشدلی سے نہ دیا جاے اوسکے نہ قبول ہونیکا خوف ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ صدقہ کا ایک درہم ہزار درہم پر سبقت لیجاے وہ درہم وہ ہے جو بہتر ہو اور خوشدلی سے دیجاے **زکوۃ دینے کو فقیر ڈھونڈھنے کے آداب** اگرچہ ہر مسلمان فقیر کو زکوۃ دینے سے فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن جو شخص آخرت کی تجارت کرے اوسے محنت سے دست بردار نہونا چاہیے اور جب زکوۃ بجا صرف ہوگی تو اوسکا ثواب بھی المضاعف ہوگا تو چاہیے کہ پانچ صفتون مین سے کسی ایک صفت کا آدمی ڈھونڈھے پہلی صفت یہ ہے کہ متقی پرہیزگار ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے أَطْعِمُوا طَعَامَكُمُ الْأَتْقِيَاءَ یعنی پرہیزگارونکو اپنا کھانا کھلاؤ اسکا سبب یہ ہے کہ ایسے لوگ جو کچھ لیتے ہین اوسے خدا کی بندگی مین اپنا معین کرتے ہین دینے والا اونکی عبادت کے ثواب مین شریک رہتا ہے اسواسطے کہ اوسنے عبادت مین اس عابد کی مدد کی ہے نقل ہے کہ ایک امیر ہمیشہ صوفیون ہی کو صدقہ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ لوگ حق تعالی کے سوا اور کسی چیز کا قصد نہین کرتے اگر انکو کچھ ضرورت اور احتیاج ہوتی ہے تو انکا دھیان بٹ جاتا ہے اور مین ایسے ایک دلکو حق تعالی کی جناب مین لیجانا اون سو دلون کے ساتھ مراعات کرنے سے جنکو دنیا مقصود ہو بہت دوست رکھتا ہون یہ حال جب خواجہ جنید قدس سرہ سے لوگون نے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ وہ خدا کے دوستون مین سے ہے یہ شخص پہلے بقال تھا پھر مفلس ہوگیا اسواسطے کہ فقیر جو کچھ اس سے مول لیتے اوسکی قیمت نہ مانگتا تھا حضرت جنید قدس سرہ نے پھر دوکان رکھنے کو تھوڑا سا مال اوسے دیا اور فرمایا کہ تجھ ایسے آدمی کو تجارت مین کبھی نقصان نہوگا دوسری صفت یہ ہے کہ زکوۃ لینے والا طالب العلم ہو کہ اوسے اگر صدقہ دینگے تو علم حاصل کرنیکی فرصت [illegible] والا علم کے ثواب مین شریک ہوگا تیسری صفت یہ ہے کہ وہ شخص اپنی غریبی اور فقیری کو چھپائے ہو اور شان و شکوہ

بسر کرتا ہو وہ جو حق تعالی نے فرمایا ہے يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ وہ وہی لوگ ہین جنہون نے اپنی مفلسی کو
اور شوکت کا نقاب ڈالا ہے ایسا چاہیے کہ ان لوگون کو چھوڑکر بھیک منگے فقیرون کو دے چوتھی صفت یہ ہے کہ عیالدار یا بیمار ہو
اسواسطے کہ جسے جسقدر حاجت اور رنج و مصیبت زیادہ ہوگی اوسیقدر اوسے راحت پہونچانیکا ثواب بہی زیادہ ہوگا پانچوین صفت یہ ہے
کہ قرابت والے ہون کہ انکا دینا خیرات بہی ہے اور اداے حق قرابت بہی ہے اور جو کوئی خدا کی محبت مین رشتہ برادری رکہتا ہو وہ بہی
قرابت دارون کے مرتبہ مین ہے جس کسی مین یہ صفتین سب یا اکثر پائی جائین وہ اولی تر ہے جب ایسے لوگونکو آدمی دیگا اونکی دعا اور
ہمت اوس دینے والے کے حق مین حصار ہو جائیگی یہ نفع اوس نفع کے علاوہ ہے کہ بخل کو اپنے دل سے دور کردیا اور نعمت کا شکر
بجالایا اور چاہیے کہ زکوٰۃ سادات کو نہ دے کہ یہ مال لوگونکے مالونکا میل ہوتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو دینے کے لائق نہین
اونکا فرزندونکو بہی نہ دے اسواسطے کہ یہ مال کا فرزندونکو دینا حیف اور افسوس کی بات ہے

زکوٰۃ لینے والے کے آداب کا بیان

زکوٰۃ لینے والے کو پانچ چیزون کی رعایت کرنا لازم ہے ایک یہ سمجھے کہ جب حق تعالے نے اپنے کچھ بندونکو محتاج پیدا کیا اس سبب سے
کہ بندونکو کثرت سے مال عنایت کیا اور نہ جسپر بہت مہربانی فرمائی اونکو دنیا اور دنیا کے مال کے بکہیڑون سے محفوظ رکہا اور دنیا
حاصل کرنیکا بار اور مال کی نگہبانی کا رنج و وبال امیرون پر ڈالا اور اوسنے حکم کردیا کہ اون بندونکو جو ہمارے بہت معزز اور ممتاز ہون
قدر حاجت دیا کرین تاکہ وہ لوگ دنیا کے بار سے نجات پاکر دلجمعی سے عبادت کیا کرین اور جب حاجت کے سبب سے پراگندہ ہمت
پریشان خاطر ہون تو امیرون کے ہاتھ سے بقدر حاجت اونہین پہونچ جایا کرے تاکہ اونکی دعا اور ہمت کی برکت سے امیرونکے
مال کا کفارہ ہوجائے تو فقیر جو کچھ لیتا ہے اس نیت سے لے کہ اپنی حاجت روائی مین خرچ کرے تاکہ عبادت مین فراغت حاصل ہو
اس نعمت الہی کی قدر پہچانے کہ امیرونکو اوسکا بیگاری اسواسطے بنادیا ہے کہ وہ عبادت مین معروف رہے اسکی مثال ایسی ہے
جیسے دنیا کے بادشاہ اپنے جن بندگان خاص کو چاہتے ہین کہ ہماری خدمت اور حضوری سے غیر حاضر نہون انکو دنیا کمانے مین
مشغول ہونیکے واسطے رخصت نہین دیتے اور دہقانیون اور بازاریون کو جو خدمت خاص کے لائق نہین اون غلامونکا بیگاری
کرتے ہین اونسے محصول اور خراج لیکر غلامان خاص کا یومیہ مقرر فرماتے ہین جسطرح بادشاہ کو سبھون سے اپنے خواص کی خدمت لینا
مقصود ہے اسیطرح حق تعالی کا ارادہ یہ ہے کہ تمام خلق اوسکی بندگی کرے اسی سبب سے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ
إِلَّا لِيَعْبُدُونِ تو فقیر کو چاہیے کہ جو کچھ لے اسی نیت سے لے اسیواسطے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دینے
والے پر فضیلت نہین رکہتا اگر حاجت کے واسطے وہ لے اور یہ لینے والا وہ شخص ہے جسکی یہ نیت ہو کہ یہ لینے سے مجھے عبادت
کی فراغت ہو دوسرے یہ کہ جو کچھ لیتا ہے یہ سمجھے کہ حق تعالے سے لیتا ہے اور امیرونکو حکم الہی کا مسخر جانے اسواسطے کہ ایک
موکل اوسکے ساتھ لازم کردیا ہے تاکہ وہ اوسے دی اور اوسکا موکل ایمان ہے اوسکو دیتا ہے اس سبب سے کہ اوسکی نجات
عادت خیرات سے وابستہ ہے اگر یہ موکل نہوتا تو امیر ایک حبہ بہی کسیکو نہ دیتا تو فقیر پر اوسکا احسان ہے جسنے امیر کے ساتھ ایک
موکل لگادیا ہے تو جب یہ سمجھا کہ امیر کا ہاتھ واسطہ اور مسخر ہے تو چاہیے کہ اس وساطت پر خیال کرکے اوسکا شکر ادا کرے اور فقیر

وصف اس بات کے کہ حق تعالی بندونکے کامون کا خالق ہے مگر یہ بندہ نوازی
ے چنانچہ فرمایا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ اور فرمایا اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا
ؔ جسکے واسطہ خیر بناتا ہے اوسے معزز کرتا ہے جیسا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
تُ الْخَيْرُ عَلٰى يَدَيْهِ تو جنکو اوسنے معزز کیا اونکی قدر پہچاننا ضرور ہے شکر کے
ن یہ دعا کرے طَهَّرَ اللّٰهُ قَلْبَكَ فِيْ قُلُوْبِ الْاَبْرَارِ وَزَكّٰى عَمَلَكَ فِيْ عَمَلِ
ا اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ جو کوئی تمہارے ساتھ بھلائی کرے
جان لو کہ اوسکی بھلائی کا عوض پورا ہو گیا اور جسطرح دینے والے کو یہ بات شرط ہے
سکی کچھ قدر نہ سمجھے اوسیطرح لینے والے کا کمال شکر یہ ہے کہ صدقہ کا عیب پوشیدہ
ر یہ کہ جو حلال کا مال نہو وہ نہ لے ظالم اور سود خور کے مال سے کچھ نہ لے چوتھے
ے لیتا ہے تو زادراہ اور کرایہ کے قدر سے زیادہ نہ لے اگر اوسے قرض کے لیے
عالت کے واسطے دس درم کافی ہون تو گیارہ نہ لے کہ وہ ایک درم جو ضرورت
باب یا کپڑا صرف سے زیادہ موجود ہو تو چاہیے کہ زکوۃ نہ لے پانچوین یہ کہ اگر زکو
مساکین کا حصہ ہے یا مثلاً قرضدار کا اگر لینے والا اوسی صفت کا ہے جس صفت و
ے پڑتا ہے تو نہ لینا چاہیے اسواسطے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے مذ
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدق
نی آگ کو اوس فرمایا ہے کہ دوزخ سے بچاؤ گر
نے مال حلال سے صدقہ دیتا ہے
تم کیا کرتے ہو یہانتک کہ
ے خلائق کا حساب
یا رسول اللہ کو
آدمی صبر کرتا ر
ہے کہ عمدا
حت نہین
نا چھپے ہین
نر مکافات کرنا

اوسکے بدن پر رہے گا دینے والا خدا کی حفاظت مین رہے گا حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پچاس ہزار درم صدقہ دیئے
اور اپنے پیراہن مین پیوند لگائے رہین اور نیا پیراہن اپنے واسطے نہ سلوایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ ایک آدمی
نے ستر برس عبادت کی اوس سے اتنا بڑا ایک گناہ سرزد ہوا کہ وہ سب عبادت حبط اور رائگان ہوگئی وہ ایک فقیر کی طرف گذرا اور اوسے
ایک روٹی دی تو حق سبحانہ تعالے نے اوسکا وہ گناہ عظیم بخشدیا اور ستر برس کی عبادت اوسے پھیر دی لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت
کی تھی کہ بیٹا تجھسے جب کوئی گناہ سرزد ہو تو صدقہ دینا حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بہت شکر صدقہ دیتے اور فرماتے
کہ حق تعالے نے فرمایا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اور حق تعالی جانتا ہے کہ مین شکر کو دوست رکھتا ہون حضرت شعبی
نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنے تئین صدقہ کے ثواب کا اس سے زیادہ محتاج نہ جانے جتنا فقیر کو اوس صدقہ کا محتاج جانتا ہے تو اوس شخص کا
صدقہ قبول نہین ہوتا حضرت حسن بصری نے ایک بردہ فروش کے پاس ایک لونڈی خوبصورت دیکھی پوچھا کہ اسے دو درم کو بیچتا ہے
اوسنے کہا نہین آپنے کہا جا بھی حق تعالی تو حور عین دو حبہ کو بیچتا ہے کہ وہ اس لونڈی سے نہایت خوبصورت ہے یعنی صدقہ کے عوض مین دیتا ہے

چھٹی اصل روزہ کے بیان مین

کہ شیطان آدمی کے باطن مین اسطرح چلتا ہے جیسے خون اوسکے بدن مین روان ہے شیطان کی راہ بھوک سے تنگ کرو اور یہ بھی
فرمایا ہے کہ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ یعنی روزہ سپر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹا
کرو لوگون نے پوچھا کس چیز سے فرمایا بھوک سے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ عبادت کا دروازہ ہے
یہ سب فضیلتین اسی سبب سے ہین کہ خواہشین سب عبادتون سے مانع ہین اور سیری خواہش کی مدد ہے اور بھوک خواہشون کو
مار دیتی ہے **روزہ کے فرائض کا بیان** روزہ مین دس چیزین فرض ہین پہلا فرض یہ ہے کہ رمضان کا چاند ڈھونڈے کہ اوس
کا ہے یا تیس کا ایک شاہد عادل کے قول پر اعتماد کرنا درست ہے اور عید کے چاند کے لیے دو گواہ سے کم درست نہین جو شخص کسی
معتمد سے جسے وہ سچا جانتا ہو رمضان کا چاند ہونا سنے اوسپر روزہ فرض ہوجاتا ہے گو قاضی اوسکے قول پر حکم نہ کرے اگر کسی شہر مین
جو سولہ کوس ایک بستی سے دور ہے چاند دیکھا گیا تو اوس بستی والون پر روزہ واجب نہوگا اور اگر سولہ کوس سے مسافت کم ہے تو
واجب ہوگا دوسرا فرض نیت ہے چاہیے کہ ہر شب کو نیت کیا کرے اور یاد رکھے کہ رمضان کا یہ روزہ ہے اور فرض اور ادا ہے
اور جو مسلمان اس بات کو یاد رکھیگا اوسکا دل نیت سے خود خالی نرہیگا اگر شک کی رات کو یون نیت کی کہ اگر کل رمضان ہے تو مین
روزہ دار ہون تو نیت درست نہین اگرچہ رمضان ہو یہانتک کہ ایک معتمد کے قول سے شک دور ہوجاے اور رمضان کی اخیر رات
مین یہ نیت درست ہے اگرچہ شک ہو اسواسطے کہ اصل یہ ہے کہ ابھی رمضان باقی ہے اور جب کوئی شخص اندھیری جگہہ مین بند ہو
خیال اور سوچ کرکے وقت تجویز کرے اور اسی اعتماد پر نیت کرے درست ہے اور اگر رات کو نیت کر چکا ساتہ اوسکے کوئی چیز کھاے تو
نیت باطل نہوگی بلکہ عورت اگر سمجھے کہ حیض بند ہوجائیگا اور نیت کرلے اور حیض بند ہوگیا تو روزہ درست ہے تیسرا فرض یہ ہے
کہ باہر سے کوئی چیز عمداً اپنے درون مین نہ لیجائے فصد لینا پچھنے لگوانا سرمہ لگانا سلائی کان مین ڈالنا روئی سوراخ ذکر مین رکھنا
اِن کچھ نقصان نہین کرتا اسواسطے کہ باطن سے یہ مراد ہے کہ کسی چیز کے ٹھہرنے کی جگہہ ہو جیسے دماغ پیٹ معدہ مثانہ اور اگر بلا قصد
کوئی چیز درون مین چلی جائے جیسے مکھی غبار یا کلی کا پانی حلق مین پہونچے تو روزہ مین کچھ نقصان نہین آتا مگر یہ کہ کلی مین مبالغہ کیا
اور پانی حلق تک لے گیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور بھولے سے اگر کچھ کھا لیا تو کچھ قباحت نہین لیکن اگر صبح یا شام کے گمان سے
کوئی چیز کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح کے بعد یا غروب آفتاب سے پہلے کھایا تھا تو روزہ کی قضا کرے چوتھا فرض یہ ہے کہ جماع نہ کرے
اگر اسقدر قربت کی کہ غسل واجب ہوگیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اگر روزہ یاد نہ تھا تو نہ ٹوٹیگا اگر رات کو صحبت کی اور صبح کے بعد
نہایا تو روزہ درست ہے پانچوان فرض یہ ہے کہ کسی طور سے منی نکالنے کا ارادہ نہ کرے اگر اپنی جورو سے قربت یعنی مساس وغیرہ
کیا اور جماع نہ کیا اور خود جوان ہے اور انزال کا اندیشہ ہے اور انزال ہوجائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا چھٹا فرض یہ ہے کہ عمداً قے
نہ کرے بے اختیاری سے ہو تو روزہ باطل نہوگا اور اگر زکام یا اور کسی وجہ سے بلغم کو کھنکھار کے تھوک دیا تو کچھ قباحت نہین ہے
اسواسطے کہ اوس سے بچنا دشوار ہے اور اگر منہ مین آنیکے بعد پھر نگل جائیگا تو روزہ ٹوٹ جائیگا روزہ کی سنتین چھہ ہین
سحر کو کھانا کھجور یا پانی سے جلد افطار کرنا زوال کے بعد مسواک نہ کرنا فقیر کو کھانا کھلانا قرآن بہت پڑھنا مسجد مین اعتکاف کرنا

خصوصًا عشرہ آخر مین جسمین شب قدر ہوتی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرہ مین آرام اور خواب سے دست بردار ہوکر عبادت پر کمر باندہتے تھے آپ اور آپ کے گھر والے عبادت سے ایکدم غافل نہوتے تھے اور شب قدر اکیسوین یا تیئیسوین یا پچیسوین یا ستائیسوین رات ہے اور ستائیسوین کو اکثر ہوتی ہے اولی یہ ہے کہ اس عشرہ مین برابر اعتکاف رکھے اگر نذر کیا ہے تو لازم ہوگا اعتکاف مین پاخانہ پیشاب کے سوا اور کسی کام کے واسطے مسجد سے نہ نکلے اور جتنی دیر وضو مین صرف ہو اوس سے زیادہ گھر مین نہ ٹھہرے اور اگر نماز جنازہ یا عیادت مریض یا گواہی یا تجدید طہارت کے واسطے نکلیگا تو اعتکاف نہ ٹوٹیگا مسجد مین ہاتھ دہونا کھانا کھانا سوجانا درست ہے جب تقضاے حاجت سے فارغ ہوکر آئے تو اعتکاف کی نیت تازہ کرلے

روزہ کی حقیقت کا بیان

ایعزیز جان تو کہ روزہ کے تین درجے ہین ایک عوام کا روزہ دوسرے خواص کا روزہ تیسرے خاص الخواص کا روزہ عوام کا روزہ وہ ہے جسکا بیان ہوچکا کھانے پینے جماع کرنے سے باز رہنا اسکا غایت مرتبہ ہے روزے کا یہ ادنی درجہ ہے اور خاص الخواص کا روزہ اعلی ترین درجہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو ماسوی اللہ کے خطرے سے بچائے اور اپنے تئین بالکل خدا کے سپرد کردے اور جو اللہ کے سوا ہے اوس سے ظاہرًا و باطنًا روزہ رکھے اور الگ رہے جب کلام الٰہی اور اوسکے متعلقات کے سوا دوسری بات کا خیال کریگا تو وہ روزہ کھل جائیگا اور غرض دنیوی کا خیال کرنا اگرچہ مباح ہے لیکن اس روزے کو باطل کردیتا ہے مگر وہ دنیا جو دین کے باب مین مددگار ہو فی الحقیقت دنیا مین داخل نہین ہے حتی کہ علما نے کہا ہے کہ آدمی دن کو اگر افطاری کی تدبیر کرے تو اوسکے نام پر گناہ لکھتے ہین اسواسطے کہ یہ امر اس بات پر دلیل ہے کہ رزق کے بارہ مین جو حق تعالی نے وعدہ فرمایا ہے اس شخص کو اوسکی یقین واثق نہین ہے یہ مرتبہ انبیا اور صدیقون کا ہے ہر ایک اس مرتبہ کو نہین پہونچتا اور خواص کا روزہ یہ ہے کہ آدمی فقط کھانا پینا جماع نہ چھوڑ دے بلکہ اپنے تمام جوارح کو حرکات ناشائستہ سے بچائے اور یہ روزہ چھہ چیزون سے پورا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ آنکھ کو ایسی چیزون سے بچائے جو خدا کی طرف سے دلکو پھیرتی ہین خصوصًا ایسی چیز کی طرف نظر نہ کرے جس سے شہوت پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نگاہ چشم ابلیس کے تیرون مین سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے جو خوف خدا کرکے اوس سے بچیگا اوسکو ایمان کا ایسا خلعت عطا فرماوینگے کہ اوسکی حلاوت اپنے دل مین پائیگا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزین روزہ کو توڑ ڈالتی ہین جھوٹ غیبت سخن چینی جھوٹی قسم کھانا شہوت سے کسی کی طرف نظر کرنا دوسری چیز جس سے روزہ پورا ہوتا ہے یہ ہے کہ بیہودہ گوئی اور بیفائدہ بات سے زبان کو بچائے ذکر الٰہی یا تلاوت قرآن مین مشغول ہو یا خاموش رہے بحثنا اور جھگڑنا بیہودہ گوئی مین داخل ہے لیکن غیبت اور جھوٹ بعض علما کے مذہب مین عوام کے روزہ کو بھی باطل کرتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین دو عورتون نے روزہ رکھا اور پیاس کے اوسے ہلاکت کے قریب ہوگئین انحضرت صلعم سے روزہ کھولڈالنے کی اجازت چاہی آپنے ایک کاسہ اونکے پاس بھیجا کہ اوسمین قے کرین ہر ایک کے حلق سے خون کے ٹکڑے نکلے لوگ اس امر سے متحیر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونون عورتون نے اون چیزون سے جو خدا نے حلال کی ہین روزہ رکھا اور جو حق تعالی نے حرام کیا ہے اوس سے توڑ ڈالا یعنی کسی کی غیبت کی

اور یہ چغلی آدمیون کا گوشت ہے جو انہون نے کہایا تیسرے یہ کہ کان کو بری بات سننے سے بچائے اسواسطے کہ جو بات کہنا نہ چاہیے سننا بھی نہ چاہیئے غیبت اور جھوٹ کا سننے والا بھی کہنے والے کے گناہ مین شریک ہے چوتھے یہ کہ ہاتھ پاؤن وغیرہ عضاؤن کو ناشائستہ حرکتون سے بچائے جو روزہ دار ایسے بد کام کرتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار میوے سے تو پرہیز کرے اور زہر کہالے اسواسطے کہ گناہ زہر ہے اور طعام غذا ہے کہ اوسکے بہت کہانے مین نقصان ہے مگر اصل غذا مضر نہین اسیواسطے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بہت روزہ دار ایسے ہین جنھین بھوک پیاس کے سوا روزے سے اور کچھ نصیب نہین ہوتا پانچوین یہ کہ افطار کے وقت حرام اور شبہہ کی چیز نکہائے اور حلال خالص بھی نہ کہائے اسواسطے کہ رات کو دن کا حصہ بھی جب کہالیگا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ خواہشون کا توڑنا روزے سے مقصود ہے اور دو بار کا کھانا ایک بار کھالینا خواہش کو اور زیادہ کرتا ہے خصوصًا جب طرح طرح کا کھانا ہو اور جبتک معدہ خالی نرہیگا دل صاف نہوگا بلکہ سنت یہ ہے کہ دن کو بہت نہ سوئے جاگتا رہے کہ بھوک پیاس اور ضعف کا اثر اپنے مین پائے جب رات کو تھوڑا کھانا کھا کے جلدی نہ سو رہیگا تہجد کی نماز پڑہ سکیگا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے کے نزدیک کوئی بھرا ہوا ظرف معدہ سے زیادہ بدتر نہین ہے چھٹے یہ کہ افطار کے بعد اسکا دل امید و بیم مین رہے کہ نہ معلوم روزہ قبول ہوا یا نہین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ عید کے دن ایک قوم کی طرف گذرے وہ لوگ ہنستے کھیلتے تھے انہون نے کہا کہ حق سبحانہ تعالی نے ماہ رمضان کو گویا ایک میدان بنایا ہے تاکہ اوسکے بندے طاعت اور عبادت مین پیش قدمی اور زیادتی ڈھونڈہین ایک گروہ سبقت لے گیا ایک گروہ پیچھے رہ گیا اون لوگون سے تعجب ہے جو ہنستے ہین اور اپنی حقیقت حال نہین جانتے قسم خدا کی خدائی کی اگر پردہ اوٹھ جائے اور حال کھلجائے تو جنکی عبادت مقبول ہے وہ خوشی مین اور جنکی عبادت مردود ہے وہ رنج مین مشغول ہون اور کوئی ہنسی کھیل مین نہ مصروف ہو اے عزیزان سب باتون سے تو نے یہ سمجھا کہ جو کوئی روزہ مین فقط نہ کھانے پینے پر اقتصار کرے اوسکا روزہ ایک صورت بے روح ہے اور روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین فرشتون کے مانند بنائے کہ فرشتون کو ہرگز خواہش نہین ہے اور چار پایون کو خواہش غالب ہے اسیواسطے ملائک سے وہ دور ہین اور جس آدمی پر خواہش غالب ہو وہ بھی چار پایون کے مرتبہ پر ہے جب خواہش اوسکی مغلوب ہوگئی تو اوسنے فرشتون کے ساتھ مشابہت پیدا کی اور اسی سبب سے آدمی صفت مین ملائکہ کے قریب ہے مکان مین نہین اور ملائک حقتعالی کے نزدیک ہین تو وہ آدمی بھی حقتعالی کا مقرب ہوجائیگا جب مغرب کی نماز کے بعد اہتمام کریگا اور جو جی چاہے پیٹ بھر کے کھائیگا تو اوسکی خواہش اور قوی تر ہوجائیگی ضعیف نہوگی اور روزہ کی روح حاصل نہوگی قضا کفارہ امساک فدیہ کا بیان اے عزیز جان تو رمضان مین روزہ کھولڈالنے سے قضا اور کفارہ اور فدیہ واجب آتا ہے لیکن ہر ایک کا محل علحدہ ہے جو مسلمان مکلف کسی عذر سے بے عذر رمضان مین روزہ نرکھے اوسپر قضا واجب ہے اسیطرح حائض اور مسافر اور بیمار اور حاملہ اور مرتد پر بھی قضا واجب ہے لیکن دیوانہ اور نابالغ لڑکے پر قضا واجب نہین اور کفارہ سوا اسکے کہ روزہ دار جماع کرے یا اپنے اختیار سے منی نکالے اور کسیصورت مین نہین ہوتا اور کفارہ یہ ہے کہ ایک لونڈی غلام آزاد کرے اگر نہو سکے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اگر یہ بھی نہو سکے تو ساٹھ مد اناج

ساٹھ مسکینون کو دے اور مد ایک تہائی کم ایک من ہوتا ہے امساک یعنی باقی دن بھر کھانے پینے جماع سے باز رہنا اوس شخص پر واجب
ہوتا ہے جو بعذر روزہ کھولڈالے اور حائض اگرچہ دنکو پاک ہوجاے اور مسافر اگرچہ دنکو مقیم ہوجاے اور بیمار اگرچہ دنکو اچھا ہوجاے
تو انمین سے کسی پر امساک نہین واجب ہے اگر شک والے دن ایک آدمی نے خبر دی کہ مین نے چاند دیکھا ہے تو جو کوئی کھانا کھا چکا ہو
اوسپر واجب ہے کہ روزہ دارون کیطرح شام تک کچھ نہ کھائے پیے اور جو روزہ دار دن کو سفر کرے اوسے روزہ کھولڈالنا نہ چاہیے
اگر روزہ نہ کھولا اور دن کو کسی شہر مین جا پہونچا تو بھی روزہ کھولنا نچاہیے اور مسافر کو روزہ رکھنا افطار سے اولیٰ تر ہے مگر جب طاقت
نرکھتا ہو فدیہ یہ ہے کہ ایک مد اناج مسکین کو دے حاملہ اور دودہ پلانیوالی عورت نے لڑکا ہلاک ہوجانیکے خوف سے اگر روزہ کھولڈالا
تو اوسے قضا کے ساتھ فدیہ دینا بھی واجب ہے اور بیمار پر جسنے اپنی ہلاکت کے اندیشہ سے افطار کیا ہو فدیہ واجب نہوگا اور شیخ فانی
جو ضعف کے سبب سے روزے کی طاقت نرکھتا ہو اوسپر قضا کے عوض فدیہ واجب ہے اگر کسینے قضاے رمضان مین یہانتک
تاخیر کی کہ دوسرا رمضان آگیا تو اوسپر ہر روزہ کے عوض قضا کے ساتھ فدیہ بھی واجب ہے **فصل** سال بھر مین جو دن بزرگ اور متبرک ہین
اونمین روزہ رکھنا سنت ہے جیسے عرفہ کا دن عاشورہ کا دن ذوالحجہ کے پہلے نو دن یعنی پہلی تاریخ سے نوین تاریخ تک اور محرم کی
پہلی تاریخ سے دسوین تاریخ تک اور رجب شعبان حدیث شریف مین آیا ہے کہ رمضان کے بعد ماہ محرم کا روزہ سب روزون سے
فاضلتر ہے اور محرم بھر روزہ رکھنا سنت ہے اور پہلے عشرہ مین روزہ رکھنے کی بڑی تاکید ہے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ ماہ محرم
کا ایک روزہ اور مہینون کے بیس روزون سے بہتر ہے اور رمضان شریف کا ایک روزہ ماہ حرام کے بیس روزون سے افضل ہے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ماہ حرام مین جمعرات جمعہ ہفتہ کو روزہ رکھتا ہے اوسکے واسطے سات سو برس کی عبادت کا
ثواب لکھا جاتا ہے چار مہینے ماہ حرام ہین محرم رجب ذوالقعدہ ذوالحجہ اور انمین ذوالحجہ فاضلتر ہے اسواسطے کہ حج کا مہینا ہے اور حدیث
شریف مین آیا ہے کہ خدا کے نزدیک کسیوقت عبادت ذوالحجہ کے عشرۂ اول کی عبادت سے بہتر اور محبوب تر نہین ہے اوسمین ایکدن کا
روزہ ایک برس کے روزہ کے مثل ہے اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے مانند ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
کیا جہاد مین بھی اتنی فضیلت نہین ہے آپ نے فرمایا کہ جہاد مین بھی نہین مگر جس شخص کا گھوڑا مارا جاے اور اوسکا خون بھی جہاد مین
گرایا جاے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایک گروہ نے اس امر کو مکروہ جانا ہے کہ رجب کے مہینا بھر روزہ رکھین تا کہ وہ رمضان
کے ساتھ مشابہ نہو جاے اس سبب سے ایکدن یا زیادہ افطار کیا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب شعبان نصف کو پہونچ جاے
تو رمضان تک روزہ نہین ہے اور آخر شعبان مین برابر افطار کرنا بہتر ہے کہ رمضان اوس سے الگ رہے اور آخر شعبان مین رمضان
کے استقبال کے روزے رکھنا مکروہ ہے مگر قصد استقبال کے سوا اور کوئی نیت ہو اور ہر مہینے مین ایام بیض کے روزے افضل ہین اور
ہفتہ مین دوشنبہ جمعرات جمعہ کے تمام سال برابر روزہ رکھنا سب روزون کو شامل ہے لیکن سال بھر مین پانچ دن افطار کرنا ضرور ہے
عید الفطر اور عید الضحیٰ اور ایام تشریق کے تین دن یعنی ذوالحجہ کی گیارہوین بارہوین تیرہوین تاریخ اور چاہیے کہ اپنے اوپر افطار کو تنگ
نہ کرے کہ یہ امر مکروہ ہے اور جو شخص صوم دہر یعنی سال بھر کے روزے نہین رکھتا وہ ایکدن روزہ رکھے ایکدن افطار کرے یہ صوم داؤد ہے

یعنی حضرت داؤد علیہ السلام یون ہی روزہ رکھتے تھے اسکی بڑی بزرگی ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر بن عاص نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ سے روزے کا بہتر طریقہ پوچھا آپ نے یہی طریقہ یعنی صوم داؤد ارشاد فرمایا اونہون نے عرض کیا کہ مین اس سے بھی بہتر چاہتا ہون آپ نے فرمایا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین ہے اور اس سے کمتر یہ ہے کہ جمعرات اور دوشنبہ کے دن روزہ رکھے تا ماہ رمضان کے نزدیک ہو ثلث سال سے اور جب کوئی شخص روزہ کی حقیقت پہچانے کہ اس سے خواہشون کا توڑنا اور دل کا صاف کرنا مقصود ہے تو چاہیے کہ اپنے دل کا نگہبان رہے اس صورت مین کبھی تو افطار بہتر ہوگا کبھی روزہ اسی سبب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کبھی یہانتک روزے رکھتے کہ لوگ کہتے کبھی آپ افطار نہ فرماوینگے اور کبھی یہانتک افطار کرتے کہ لوگ جانتے اب کبھی روزہ نہ رکھینگے آپ کے روزہ رکھنے کی کوئی ترتیب مقرر نہتھی اور عالمون نے چار دن سے زیادہ برابر افطار کرنا مکروہ جانا ہے اور اس کراہت کو بقدر عید اور ایام تشریق سے لیا ہے کہ چار ہی دن ہین اسواسطے کہ ہمیشہ روزہ کھلا رکھنے مین یہ اندیشہ ہے کہ دل سیاہ کردے اور غفلت غالب کردے اور دل کی آگاہی ضعیف ہوجاوے

ساتوین اصل حج کے بیان مین

ای عزیز جان تو کہ حج ارکان اسلام مین سے ہے اور عمر بھر مین ایکبار کرنے کی عبادت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے حج نکیا اور مرگیا اوس سے کہدو کہ یہودی مرے خواہ نصرانی اور فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے بے اسکے کہ گناہ کرے اور بیہودہ اور ناشائستہ باتین بکے وہ گناہون سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونیکے دن پاک تھا اور فرمایا ہے کہ بہت گناہ ایسے ہین کہ عرفات پر کھڑے ہونیکے سوا اور کوئی چیز اونکا کفارہ نہین ہوسکتی اور فرمایا ہے کہ عرفہ کے دن سے زیادہ شیطان کبھی خوار اور ذلیل اور زرد رو نہین ہوتا اسواسطے کہ اوسدن حق سبحانہ تعالی رحمت بے نہایت اپنے بندون پر نازل اور نثار فرماتا ہے اور بے انتہا گناہ کبیرہ عفو کرتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی حج کی فکر مین اپنے گھر سے نکلے اور اثنائے راہ مین مرجاوے اوسکے واسطے قیامت تک ایک حج اور ایک عمرہ ہر سال لکھا جاتا ہے اور جو کوئی کعبہ شریفہ یا مدینہ منورہ مین پہونچکر مرے وہ قیامت کے دن حساب و کتاب سے پاک ہے اور فرمایا ہے کہ ایک حج مبرور دنیا و مافیہا سے بہتر ہے بہشت کے سوا اور کوئی چیز اوسکی جزا نہین اور فرمایا ہے اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہین کہ آدمی حج مین عرفات پر کھڑا ہو اور گمان کرے کہ مین بخشا نہین گیا علی ابن الموفق نامے ایک بزرگ تھے اونھون نے کہا ہے کہ ایک سال مین نے حج کیا عرفہ کی شب کو دو فرشتے خواب مین دیکھے کہ سبز لباس پہنے آسمان سے اوترے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو جانتا ہے اسکی سال کتنے حاجی تھے اوسنے کہا نہ بولا چھ لاکھ تھے پھر کہا کہ یہ جانتا ہے کہ کتنے آدمیون کا حج قبول ہوا اوسنے کہا کہ نہین کہا کہ کل چھ آدمیون کا حج قبول ہوا یہ بزرگ کہتے ہین کہ مین ان فرشتون کی باتون کے ہول سے جاگ پڑا اور نہایت غمگین اور سخت اندوہناک ہوا اور اپنے جی مین کہا کہ مین اون چھ آدمیون مین سے کبھی نہونگا اسی فکر اور رنج مین مشعر الحرام مین پہونچا وہان سوگیا اون ہی دونون فرشتون کو پھر دیکھا کہ آپس مین وہی باتین کرتے ہین اسوقت ایک نے دوسرے سے کہا کہ تجھے معلوم ہے

کہ آجکی رات حق تعالی نے اپنے بندون کے بارہ مین کیا حکم فرمایا ہے دوسرے نے کہا کہ امن چھ کے طفیل مین چھ لاکھ کو بخشدیا پھر خواب سے مین خوش اٹھا اور ارحم الراحمین کا شکر بجالایا اور جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر سال چھ لاکھ بندے حج کے ذریعہ سے خانہ کعبہ کی زیارت کرینگے اگر کم ہونگے تو فرشتے بھیجدیے جائینگے کہ چھ لاکھ پورے ہو جائین اور کعبۂ شریف کو عروس جلوہ آرا کے مانند حشر کرینگے حاجی لوگ اوسکے گرد پھرتے ہونگے اور اوسکے پردہ پر ہاتھ مارتے ہونگے یہانتک کہ کعبۂ شریف جنت مین داخل ہو جائیگا اور حاجی لوگ بھی اوسکے ساتھ بہشت مین چلے جائینگے

حج کی شرطون کا بیان ایعزیز جان تو کہ جو شخص وقت پر حج کریگا اوسکا حج درست ہوگا تمام شوال اور ذوالقعدہ اور ذوالحج کے نو دن حج کا وقت ہے جب عید کی صبح طلوع ہو اوسوقت سے حج کے واسطے احرام باندہنا درست ہے اگر اس سے پہلے حج کا احرام باندہا تو وہ عمرہ ہوگا اور تمیزدار لڑکے کا حج درست ہے اگر شیرخوار ہو اور اوسکی طرف سے ولی احرام باندہے اور اوسے عرفات پر لیجاے اور سعی اور طواف کرے تو درست ہے تو حج اسلام کی درستی کی شرط فقط وقت ہے لیکن حج اسلام ساقط اور فرض ادا ہونے کی پانچ شرطین ہین مسلمان ہونا آزاد ہونا بالغ ہونا عاقل ہونا وقت پر احرام باندہنا اگر نابالغ احرام باندہے اور عرفات پر کھڑے ہونے سے پہلے بالغ ہو جاے یا لونڈی غلام آزاد ہو جاے تو حج اسلام ادا ہو جائیگا فرض عمرہ ساقط ہونیکے واسطے بھی یہی شرطین ہین لیکن عمرہ کا وقت سال بھر ہے دوسرے کی طرف سے نیابتہً حج کرنے کی شرط یہ ہے کہ پہلے اپنا فرض اسلام ادا کرے اگر اوسے ادا کرنے سے پہلے دوسرے کی طرف سے حج کی نیت کریگا تو اوسی حج کرنے والے کی طرف سے ادا ہوگا اوس دوسرے کی طرف سے نہ ادا ہوگا پہلے حج اسلام چاہیے پھر قضا پھر نذر پھر حج نیابت اور اسی ترتیب سے ادا ہوگا اگرچہ اسکے خلاف نیت کرے اور حج واجب ہونے کی شرطین یہ ہین اسلام بلوغ آزادی استطاعت اور استطاعت کی دو قسمین ہین ایک تو یہ کہ آدمی توانا ہو کہ اپنے بدن سے حج کرے اور یہ استطاعت تین چیزون سے ہوتی ہے ایک تندرستی دوسرے امن طریق سے یعنی راہ مین دریا سے خطرناک اور دشمن جان و مال نہونے سے تیسرے استطاعت مالدار ہونے سے کہ اگر قرضدار ہو تو قرض ادا کرکے آنے جانیکے نفقہ کو اور پھر آنے تک اہل و عیال کے نفقہ کو مال کفایت کرے اور چاہیے کہ سواری کا کرایہ رکھتا ہو اور پیادہ نہ چلنا پڑے دوسری قسم یہ کہ اپنے ہاتھ پاؤن سے حج نہ کرسکے مثلاً فالج کا مارا ہے یا ایسا صاحب فراش ہے کہ اچھے ہونے کی امید نہین مگر شاذ و نادر ایسے شخص کی استطاعت یہ ہے کہ اتنا مال رکھتا ہو کہ ایک وکیل کو اجرت دیکر روانہ کرے کہ وہ اوس معذور کی طرف سے حج کرے اور اگر اوسکا بیٹا اوسکی طرف سے مفت حج کرنیکو راضی ہو تو لازم ہے کہ اوسے اجازت دے کہ باپ کی خدمت موجب شرف و عزت ہے اور بیٹا اگر کہے کہ مین مال دیتا ہون کسی کو اجرت پر مقرر کر تو قبول کرنا لازم نہین کہ اس صورت مین احسان ہوگا اگر غیر اوسکی طرف سے مفت حج کرے تو اوسکا احسان لینا بھی لازم نہین جب آدمی کو استطاعت حاصل ہو تو جلدی کرنا چاہیے اگر تاخیر کریگا تو بھی درست ہے اگر دوسرے سال حج کرنیکی توفیق ہوئی تو خیر اور اگر تاخیر کی اور حج کرنے سے پہلے مرگیا تو گنہگار مرا اوسکے ترکے سے نیابتاً حج کرانا چاہیے گو اوسنے وصیت نہ بھی کی ہو اسواسطے کہ یہ اوسپر قرض اور دوام ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ مرا قصد ہے کہ لکھ بھیجون

کہ جو کوئی اور شہرون مین استطاعت رکھتا ہو اور حج نہ کرے اوس سے جزیہ لیا جاے حج کے ارکان کا بیان ایسی چیزین کہ حج کے ارکان جنکے بغیر
حج درست نہین ہوتا پانچ ہین احرام طواف اوسکے بعد سعی اور عرفات مین کھڑا ہونا اور ایک قول پر بال منڈوانا اور حج کے واجبات جنکے
ترک کرنے سے حج باطل نہین ہوتا لیکن ایک بکرا ذبح کرنا لازم آتا ہے چھہ ہین میقات مین احرام باندہنا اگر وہان سے بے احرام باندہے
گذریگا تو ایک بکرا ذبح کرنا واجب ہوگا کنکریے مارنا غروب آفتاب تک عرفات پر ٹھہرنا اور مزدلفہ مین شب کو مقام کرنا اسیطرح منیٰ مین
اور وداع کا طواف ایک قول یہ ہے کہ پچھلے چار واجبات اگر ترک کریگا تو بکرا واجب نہین سنت ہے اور حج ادا کرنے مین تین صورتین
ہین افراد قران تمتع افراد سب سے بہتر ہے جیسے پہلے اکیلا حج کرے جب حج تمام ہوجاے تو حرم سے باہر آئے اور عمرہ کا احرام
باندہے اور عمرہ بجالاے اور عمرہ کا احرام جعرانہ مین باندہنا تنعیم مین باندہنے سے بہتر ہے اور تنعیم مین باندہنا حدیبیہ مین باندہنے
سے افضل ہے اور تینون مقام سے باندہنا سنت ہے قران یہ ہے کہ حج اور عمرہ کی نیت ملاکر کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ
وَعُمْرَۃٍ تاکہ دونون کا احرام دفعۃً ہوجاے حج کے اعمال بجالاے گا تو عمرہ بھی اوسمین داخل ہوگا جیسے غسل مین وضو داخل ہوتا ہے
جو شخص ایسا کریگا ایک بکرا اوسپر واجب ہوگا لیکن مکہ معظمہ کے رہنے والے پر واجب نہوگا اسواسطے کہ اوسے میقات سے احرام
باندہنا واجب نہین اوسکے احرام کی جگہہ مکہ معظمہ ہے جو شخص قران کرے وہ اگر عرفات پر ٹھہرنے کے پہلے طواف اور سعی کریگا تو سعی حج
اور عمرہ مین محسوب ہوگی لیکن عرفات پر ٹھہرنے کے بعد طواف کا اعادہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ طواف رکن کی شرط یہ ہے کہ عرفات پر
ٹھہرنے کے بعد ہو تمتع سے یہ مراد ہے کہ جب میقات کو پہونچے عمرہ کا احرام باندہے اور مکہ معظمہ مین تحلل کرے تاکہ قید احرام مین نہو
تب حج کے وقت بھی مکہ مین حج کا احرام باندہے اور اوسپر ایک بکرا واجب ہوگا اگر نہوسکے تو عید الضحےٰ کے پہلے تین روزے متواتر خواہ
متفرق رکھے اور وطن پہونچکر سات روزے اور رکھے اور قران مین اگر بکرا نہوسکے تو بھی اسیطرح دس روزے رکھے تمتع کی قربانی اوس
شخص پر لازم آتی ہے جسنے عمرہ کا احرام شوال یا ذیقعدہ یا ذیحج کے عشرہ مین کیا ہو یا حج کو رحمت کیا ہو اور حج کا احرام اپنے میقات
سے نہ باندہا ہو تو اگر وہ مکہ معظمہ کا رہنے والا ہے یا مسافر ہے اور حج کے وقت میقات کو گیا یا اوتنی مسافت پر گیا تو اوسپر بکرا نہ واجب
ہوگا حج مین چھہ چیزین منع ہین ایک لباس پہننا کہ احرام مین پیراہن اور ازار اور پگڑی نچاہیے بلکہ تہبند اور چادر اور نعلین چاہیے اگر
نعلین نہو تو کفش درست ہے اگر تہبند نہو تو ازار درست ہے ہفت اندام کو تہبند سے ڈہانپنا چاہیے مگر سر کھلا رکھے اور عورت کو عادت
کے موافق لباس پہننا درست ہے لیکن منہ نہ بند کرنا چاہیے اگر محمل یا سایبان مین ہو تو درست ہے دوسرے خوشبو لگانا اگر خوشبو استعمال کی
یا لباس پہنا تو ایک بکرا واجب ہوگا تیسرے بال منڈوانا ناخن کٹوانا اگر ایسا کیا تو ایک بکرا واجب ہوگا حمام جانا فصد کھلوانا پچھنے لگوانا اسطرح
بال کھولنا کہ اوکھڑ نہ آئے درست ہے چوتھے جماع کرنا اگر جماع کریگا تو ایک اونٹ یا ایک گاے یا سات بکرے واجب ہونگے اور حج فاسد
ہوجائیگا قضا واجب آئے گی لیکن اگر پہلے تحلل کے بعد جماع کیا تو ایک اونٹ واجب ہوگا اور حج فاسد نہوگا پانچوین مجامعت کے مقدمات
مثلاً مساس کرنا بوسہ لینا نچاہیے اور جو چیز عورت و مرد کے باہم لمس کرنے مین ناقص طہارت ہوا وہین اور عورت سے حظ اوٹھاتا نہین
ایک بکرا واجب ہوتا ہے احرام مین نکاح کرنا نچاہیے اگر کریگا تو درست نہوگا اسوجہ سے نکاح کرنے مین بکرا وغیرہ کچھ لازم نہین آتا چھٹے شکار

چاہیے لیکن دریائی شکار درست ہے اگر خشکی مین شکار کیا تو اوسکی مثل بکرا گاے اونٹ جس بہتر جانورسے وہ شکار مشابہ ہو واجب آئیگا

حج کی کیفیت کا بیان اے عزیز جان تو کہ اول سے آخر تک ارکان حج کی کیفیت ترتیب وار جاننا چاہیے طریقہ مسنون کہ موافق فرائض سنتین آداب ملے جلے ہین جاننا چاہیے کہ جو کوئی عادت کیطرح عبادت کریگا فرائض سنن آداب اوسکے نزدیک برابر ہونگے کیونکہ آدمی مقام محبت پر نوافل وسنت سے پہونچتا ہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ فرائض ادا کرنے سے بندون کو میرے ساتھ تقرب حاصل ہوتا ہے اور جو بندہ ہوگا وہ بذریعہ نوافل وسنن میرا تقرب حاصل کرنے سے کبھی نہ آسودہ ہوگا یہانتک کہ اس مرتبہ کو پہونچ جاے کہ اوسکے کان آنکھ ہاتھ پاؤن مین ہوجاؤن مجھی سے سنے مجھی سے دیکھے مجھی سے لے مجھی سے کہے تو عبادت کے سنن وآداب بجالانا ضرور ہے اور ہر جگہہ آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے اوّل سامان سفر اور راہ کے آداب مین چاہیے کہ قصد حج سے پہلے توبہ کرے لوگون کی داد دے قرض ادا کرے زن وفرزند اور جس جس کا نفقہ اوسکے ذمہ ہے اون سب کا نفقہ ادا کرے وصیت نامہ لکھے اور حلال کی کمائی سے زادراہ لے جسمین شبہہ ہو اوس مال سے پرہیز کرے اسواسطے کہ اگر شبہہ کا مال خرچ کرکے حج کرے گا تو خوف ہے کہ حج قبول نہو اور اتنا مال اپنے ساتھ لے کہ فقیرون سے راہ مین سلوک کرسکے اور گھر سے نکلنے کے پہلے سلامتی راہ کے واسطے کچھ صدقہ دے قوی اور تیز جانور کرایہ کو لے اور جو کچھ اسباب لیجایا چاہتا ہے کرایہ والے کو دکھادے تاکہ اوسکی ناخوشی نہو اور رفیق صالح تجربہ کار سفر کے امور مین ہوشیار پیدا کرے کہ دین کی مصلحتون اور راہ کی اونچ نیچ مین اسکا مددگار ہو دوستون کو وداع کرے اور اون سے دعاے خیر کا خواستگار ہو اور ہر ایک سے کہے اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ اور یہ لوگ اوسے یون جواب دین فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ وَکَنَفِہٖ وَزَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَجَنَّبَکَ الرَّدٰی وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَوَجَّہَکَ لِلْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّہْتَ جب گھر سے نکلنے لگے تو دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین قل ہو اللہ سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھے اور اخیر مین یون کہے اَللّٰہُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَاَنْتَ الْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ وَالْوَلَدِ وَالْمَالِ اِحْفَظْنَا وَاِیَّاھُمْ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ اَللّٰہُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ مَسِیْرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اور جب گھر کے دروازہ پر پہونچے تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰہُمَّ بِکَ انْتَشَرْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَبِکَ اعْتَصَمْتُ وَاِلَیْکَ تَوَجَّہْتُ اَللّٰہُمَّ زَوِّدْنِی التَّقْوٰی وَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَجِّہْنِیْ لِلْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّہْتُ اور جب سواری پر سوار ہو تو کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اور راہ بھر قران پڑھے اور ذکر الٰہی مین مشغول رہے جب بلندی پر گذرے تو کہے اَللّٰہُمَّ لَکَ الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ وَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اگر راہ مین کچھ خوف ہو تو پوری آیۃ الکرسی اور شہد اللہ تمام آیہ اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑھے

احرام باندھنے اور مکہ شریف مین داخل ہونے کے آداب جب میقات مین پہونچے اور قافلہ وہان احرام باندھے تو اول غسل کرے اور بال اور ناخن کاٹے جیسا جمعہ کو کرتے ہین اور سیئے ہوئے کپڑے اوتار ڈالے سفید چادر اور تہبند باندھ لے اور احرام سے پہلے خوشبو کا استعمال کرے اور جب چلنے کو کھڑا ہو تو اونٹ کو اوٹھاے اور روبراہ ہو اور حج کی نیت کرے اور زبان

ودل سہ ےکہے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اور جہان کہین چڑ
یا اوتار ہو یا قافلہ کثرت سے اکھٹا ہون توان ہی کلمات کو باواز کہتا رہے جب کعبہ شریف کے قریب پہونچے توغسل کرے اور حج مین
سبب سے غسل کرنا سنت ہے احرام و دخول مکہ طواف زیارت وقوف عرفہ مقام مزدلفہ اور تین غسل تیھر پھینکنے کے واسطے تین جمرون
مین اور طواف وداع لیکن جمرۃ العقبہ مین سنگ اندازی کے واسطے غسل نہین ہے جب غسل کرکے مکہ معظمہ مین جاے اور بیت اللہ
نگاہ پڑے تو گوابھی شہر مین ہو مگر فوراً یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَدَارُكَ دَارُ السَّلَامِ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ هٰذَا بَيْتُكَ عَظَّمْتَهٗ وَشَرَّفْتَهٗ وَكَرَّمْتَهٗ اَللّٰهُمَّ فَزِدْهُ تَعْظِيْمًا وَزِدْهُ تَشْرِيْفًا وَتَكْرِيْمًا
وَزِدْهُ مَهَابَةً وَزِدْ مَنْ حَجَّهٗ بِرًّا وَكَرَامَةً اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِيْ جَنَّتَكَ وَاَعِذْنِيْ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پھر بنی شیبہ کے دروازے سے مسجد مین داخل ہو اور حجر اسود کا قصد کرے اور بوسہ دے اگر اژدحام کے
سبب سے بوسہ نہ دے سکے تو اوسکی طرف ہاتھ بڑھا کر یون کہے اَللّٰهُمَّ اَمَانَتِيْ اَدَّيْتُهَا وَمِيْثَاقِيْ تَعَاهَدْتُهٗ اِشْهَدْ لِيْ
بِالْمُوَافَاتِ پھر طواف مین مشغول ہو **طواف کے آداب** العزیز جان تو کہ طواف نماز کے مانند ہے بدن اور کپڑون کی پاکی اور
ستر عورت اوسمین شرط ہے لیکن بات کرنا درست ہے پہلے سنت اضطباع ادا کرے اضطباع اوسے کہتے ہین کہ تہبند کا بیچ داہنے
ہاتھ کے نیچے کرکے اوسکے دونون کنارے بائین کاندھے پر ڈالے اور بیت اللہ کو پہلو کی جانب کرکے اسطرح حجر اسود سے طواف
شروع کرے کہ اوسمین اور بیت اللہ مین تین قدم سے کم فاصلہ نہ رہے تاکہ پاون فرش اور پردہ پر نہ پڑے کہ وہ خانہ کعبہ کی
حد مین ہے اور طواف جب شروع کرے تو یون کہے اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ
نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور جب خانہ کعبہ کے دروازے پر پہونچے تو یون کہے اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْبَيْتُ بَيْتُكَ
وَهٰذَا الْحَرَمُ حَرَمُكَ وَهٰذَا الْاَمْنُ اَمْنُكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ اور جب رکن عراقی پر پہونچے تو یون کہے
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ
وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ اور جب پرنالے کے نیچے پہونچے تو یون کہے اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِيْ تَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنِيْ بِكَاْسِ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَا اَظْمَأُ بَعْدَهٗ اَبَدًا اور جب رکن شامی کو پہونچے تو یون کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا
وَسَعْيًا مَشْكُوْرًا وَذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَتِجَارَةً لَنْ تَبُوْرَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفُوْرُ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ
الْاَكْرَمُ اور جب رکن یمانی کو پہونچے تو یون کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اس رکن اور حجر اسود کے درمیان مین یون کہے
اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ اسطرح سات بار
طواف کرے اور ہر بار یہی دعائین پڑھے ہر گردش کو ایک شوط کہتے ہین تین شوط مین جلدی اور نشاط کے ساتھ چلے اگر خانہ کعبہ کے
پاس اژدحام ہو تو دور سے طواف کرے تاکہ جلد جلد چل سکے اور اخیر کے چار شوط مین آہستہ آہستہ چلے اور ہر بار حجر اسود کو بوسہ دے

اور رکن یمانی پر ہاتھ پھیرے اور بھیڑ کے سبب سے اگر ہاتھ نہ پھیر سکے تو ہاتھ سے اشارہ کرے جب ساتون شوط تمام ہو جائین تو بیت اللہ
اور حجر اسود کے درمیان مین کھڑا ہو رہے پیٹ اور سینہ اور داہنا رخسار کعبہ شریف کی دیوار سے لگا دے اور دونون ہتیلیان اوپر
رکھکر اوپر سر رکھے یا کعبہ شریف کی آستان پر رکھے اس مقام کو ملتزم کہتے ہین اور اس جگہ دعا مستجاب ہوتی ہے یون دعا مانگے
اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَعِذْنِيْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ وَّقَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ فِيْمَا اٰتَيْتَنِيْ
اسوقت درود پڑہے اور استغفار کرے اور مراد مانگے پھر مقام کے سامنے کھڑا ہو کر دو رکعت نماز پڑہے اسکو دوگانہ طواف کہتے ہین
اسی سے طواف کی تمامی ہوتی ہے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ اور قل یا دوسری مین الحمد اور قل ہو اللہ پڑہے نماز کے بعد دعا مانگے
اور جب تک ساتون شوط نہ پھریگا ایک طواف نہ تمام ہوگا ساتون بار یہی دوگانہ پڑہے اور اسکے بعد حجر اسود کے پاس جا کر بوسہ دیکر ختم کر
اور سعی مین مشغول ہو **سعی کے آداب کا بیان** چاہیے کہ صفا نامے جو پہاڑ ہے اوسکی طرف جاوے اور اتنی سیڑہیون پر چڑھے
کہ کعبہ شریف نظر آوے پھر کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ
عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ دعا کرے اور جو
مراد رکھتا ہو مانگے پھر وہان سے اوترے اور سعی شروع کرے کوہ مروہ تک پہلے آہستہ آہستہ چلے اور کہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ
عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
اور میل سبز جو مسجد کے کنارے ہے وہانتک آہستہ آہستہ چلے اور اسکے آگے چھ گز کے قدر جلد جلد چلے یہانتک کہ دوسرے میل کو پہونچے
پھر آہستہ آہستہ چلنا شروع کرے یہانتک کہ کوہ مروہ کو پہونچ جاوے اوسپر چڑھ کر کوہ صفا کی طرف منہ کرے اور وہی دعائین
جو اوپر مذکور ہوئی ہین پڑہے یہ ایکبار ہوا جب صفا پر جائیگا تو دو بار ہوگا سات بار یون ہی کرے جب اس سے فراغت ہو تو طواف
قدوم اور طواف سعی کرے یہ طواف حج مین سنت ہے اور وہ طواف جو رکن ہے وقوف عرفات کے بعد ہوگا اور سعی کرنیکے وقت
طہارت سنت ہے اور طواف مین واجب اور سعی اسیقدر کافی ہے اسواسطے کہ وقوف عرفات کے بعد سعی کرنا شرط نہین ہے لیکن طواف
کے بعد ہونا چاہیے گو وہ طواف سنت ہو **وقوف عرفہ کے آداب** اے عزیز جان تو کہ اگر عرفہ کے دن اہل قافلہ عرفات کو
پہونچین تو طواف قدوم مین نہ مشغول ہون اگر عرفہ کے دن سے پہلے پہونچین تو طواف قدوم کرین ترویہ کے دن یعنی ذی الحجہ کی آٹھوین
تاریخ مکہ معظمہ سے نکلکر منا مین شب باش ہون دوسرے دن عرفات کو جائین اور وقوف کا وقت عرفہ کے دن زوال کے بعد سے
عید کی صبح روشن ہونے تک ہے اگر صبح کے بعد کوئی شخص پہونچیگا تو اوسکا حج فوت ہوگا عرفہ کے دن غسل کرے اور ظہر کی نماز
عصر کی نماز کے ساتھ پڑہے اور دعا مین مشغول ہو اور عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے تاکہ قوت رہے اور خوب دعائین مانگ سکے کہ حج سے
اصل غرض یہی ہے کہ اس عید و شریف وقت مین عزیزونکے دل اور ہمتین جمع ہوتی ہین اور دعائین قبول ہوتی ہین اسوقت لا الٰہ الا اللہ سب ذکرون سے
بہتر ہے زوال کے وقت سے شام تک تضرع اور زاری اور استغفار اور توبۂ نصوح اور گناہان سابق کا عذر اور استغفار کرنا چاہیے اسوقت کے

پڑھنے کی دعائین بہت ہین اونکا لکھنا موجب طوالت ہے کتاب احیاء العلوم مین مذکور ہین اونمین سے یاد کرنا چاہیے پھر جو دعا یاد ہو
اوسے پڑھے کہ سب ادعیہ ماثورہ اسوقت پڑھنا بہتر ہے اگر یاد نہین کرسکتا تو دیکھکر پڑھے یا اور کوئی پڑھے اور وہ آمین کہے اور غروب
آفتاب کے پہلے حدود عرفات سے نہ نکلے **باقی اعمال حج کے آداب** عرفات کے بعد مزدلفہ مین جاوے اور غسل کرے
اسواسطے کہ مزدلفہ حرم مین داخل ہے اور مغرب کی نماز مین دیر کرکے نماز عشا کے ساتھ ملاکر ایک اذان اور اقامت سے پڑھے
اگر ممکن ہو تو اس شب کو مزدلفہ مین شب بیداری کرے کہ یہ رات بزرگ ہے اور یہان شب کو مقام کرنا منجملہ عبادات ہے اور جو کوئی
یہان پر مقام نکریگا اوسے ایک بکرا ذبح کرنا ہوگا اور منا مین پھینکنے کے واسطے وہان سے ستر پتھر اوٹھالے کہ ایسے پتھر وہان بہت
ہوتے ہین پچھلی رات کو منا کا قصد کرے اور فجر کی نماز اول وقت پڑھے اور جب مزدلفہ کے اخیر مین جسے مشعر الحرام کہتے ہین پہونچے
تو اوجالا ہونے تک ٹھہرے اور دعا مانگتا رہے پھر وہان سے اوس مقام پر پہونچیگا جسکو وادی محسر کہتے ہین جانور کو جلدی ہانکے
اگر پیادہ ہو تو خود جلد چلے یہانتک کہ وہ میدان طے ہو جائے یہی سنت ہے پھر صبح عید کو کبھی اللہ اکبر کہے کبھی لبیک جبتک کہ
اوس بلندی پر پہونچے جسے جمرات کہتے ہین اور اوس سے گذر کر اوس بلندی پر پہونچے جو قبلہ رو ہونے سے راستے کے داہنے پر
واقع ہے اسے جمرۃ العقبہ کہتے ہین جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو سات پتھر اوس جمرہ مین پھینکے اور قبلہ کیطرف منہ رکھنا اولی ہے
یہان لبیک کے بدلے اللہ اکبر کہے اور ہر پتھر پھینکتے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ تَصْدِيقًا بِكِتَابِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ جب فراغت
حاصل ہو تو لبیک اور اللہ اکبر کہنا موقوف کرے مگر ایام تشریق کے آخری روز کی صبح تک فرض نمازون کے بعد کہا کرے اور وہ دن عید
کے روز سے چوتھا دن ہے پھر اپنی فرودگاہ کو جاکر دعا مین مشغول ہو پھر اگر کرنا ہے تو قربانی کرے اور اوسکی شرطین لحاظ رکھے اسوقت بال
منڈوا لے جب سنگ اندازی اور موتراشی اور سرن کرچکا تو ایک تحلل سے حاصل ہوا اور ممنوعات احرام مباح ہوگئے مگر جماع اور شکار
پھر مکہ معظمہ کو جاکر طواف رکن کرے عید کی آدھی رات گئے کے بعد سے اس طواف کا وقت آتا ہے مگر عید کے دن کرنا اولی ہے اور
اس طواف کے وقت کی انتہا نہین مقرر ہے بلکہ جبتک تاخیر کریگا فوت نہوگا لیکن دوسرا تحلل حاصل نہوگا اور جماع کرنا حرام رہیگا جب
یہ طواف بھی اوسطرح جسطرح ہمنے طواف قدوم بیان کیا تمام ہوگا تو حج اختتام ہوگا جماع اور شکار کرنا بھی حلال ہوجائیگا اگر سعی پہلے ہی
کرچکا ہے تو پھر نہ کرے ورنہ سعی رکن اس طواف کے بعد کرے اور جب پتھر مارچکا بال منڈوا چکا طواف کرچکا تو حج تمام ہوگیا اور احرام
سے باہر ہوگیا لیکن ایام تشریق مین پتھر پھینکنا اور منا مین شب باش ہونا زوال احرام کے بعد ہوتا ہے جب اور طواف اور سعی سے
فارغ ہوا تو عید کے دن منا مین پھر آئے اور وہان شب باش ہو کہ یہ واجب ہے اور دوسرے دن آفتاب ڈھلنے سے پہلے پتھر پھینکنے
کے واسطے غسل کرے اور پہلے جمرہ مین جو عرفات کی طرف ہے سات پتھر پھینکے اور اوسوقت قبلہ رو کھڑا رہے اور سورہ بقر کی قدر
دعا مانگے پھر سات پتھر درمیان کے جمرہ مین پھینکے اور دعا کرے پھر سات پتھر جمرۃ العقبہ مین پھینکے اور اس رات کو منا مین مقام کرے
پھر عید کے تیسرے دن بھی اسی ترتیب سے اکیس پتھر ان تینون جمرون مین پھینکے اگر چاہے تو اسی پر اقتصار کرکے مکہ معظمہ کو جائے
اگر غروب آفتاب تک ٹھہرے گا تو اس رات کو مقام بھی واجب ہوجائیگا اور دوسرے دن پتھر پھینکنا بھی حج کا تمام بنا یہی ہے جو مذکور ہوا

عمرہ کا بیان جب عمرہ لانا چاہے تو غسل کرکے احرام کے کپڑے جیسے حج مین پہنتے ہین پہنے اور مکہ معظمہ سے نکلکر عمرہ کے میقات تک جائے اور وہ جعرانہ اور تنعیم اور حدیبیہ ہے اور عمرہ کی نیت کرے اور کہے لبیک بعمرۃ اور مسجد عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا مین جاکر دو رکعت نماز پڑہے پہر مکہ معظمہ کو آئے اور راہ مین لبیک کہے مسجد مین جب داخل ہو تو لبیک کہنا موقوف کرے اور طواف اور سعی کرے جسطرح حج مین مذکور ہوا پہر بال منڈائے عمرہ اس سے تمام ہوگا عمرہ سال بہر کرسکتے ہین جو کوئی مکہ معظمہ مین رہے اوسے چاہیے کہ جسقدر ہوسکے عمرے لائے ورنہ طواف کرے یہ بہی نہوسکے تو بیت اللہ کو دیکہا کرے جب خانہ کعبہ کے دروازے کے اندر جاوے تو چاہیے کہ دو ستون کے درمیان مین نماز پڑہے اور ننگے پاؤن بہت تعظیم اور تکریم کے ساتھ اندر جائے اور آب زمزم پیٹ بہر کر پیے جس نیت سے پیے گا شفا حاصل ہوگی اور کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ شِفَاءً مِنْ كُلِّ سُقْمٍ وَارْزُقْنِی الْاِخْلَاصَ وَالْیَقِیْنَ وَالْمُعَافَاتِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

طواف وداع کا بیان جب مراجعت کا قصد کرے تو پہلے اسباب باندہے اور سب کامون کے بعد بیت اللہ کو رخصت کرے یعنی سات بار طواف وداع کرے اور دو رکعت نماز پڑہے جیسا طواف کے حال مین اول ذکر ہوا اس طواف مین اضطباع اور جلدی چلنا کچہ ضرور نہین پہر ملتزم مین جاکر دعا کرے اور کعبہ شریف کو دیکہتا ہوا اولٹے پاؤن پہرے یہانتک کہ مسجد کے باہر ہو جائے

مدینہ منورہ کی زیارت کا بیان تب مدینہ منورہ کو جائے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میری وفات کے بعد میری زیارت کریگا اوسنے گویا میری حیات مین میری زیارت کی اور فرمایا ہے کہ جو کوئی مدینہ مین آئے اور زیارت کے سوا اور کوئی اوسکی غرض نہو تو حق تعالے کے نزدیک اوسکا حق ثابت ہوجاتا ہے مجہے اوسکا شفیع کریگا مدینہ منورہ کے راستے مین درود شریف بہت کثرت سے پڑہے اور جب مدینہ منورہ کی دیوار سراپا انوار پر نظر پڑے تو کہے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْہُ لِیْ وِقَایَۃً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ پہلے غسل کرے بعدہ مدینہ منورہ مین داخل ہو خوشبو اور سپید پاکیزہ کپڑے پہنے جب اندر داخل ہو تو فروتنی اور توقیر کے ساتھ رہے اور یون کہے اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا پہر مسجد نبوی مین جاکر منبر کے نیچے دو رکعت نماز اس اندازے پڑہے کہ منبر کا عمود اوسکے داہنے کاندہے کے مقابل ہو اسواسطے کہ وہ جناب سرور کائنات کا موقف اور مقام تہا پہر زیارت کا قصد کرے اور مشہد اقدس کی طرف متوجہ ہو اور منہ پہیرے اور پشت بقبلہ ہو جائے دیوار سراپا انوار پر ہاتہ رکہکر بوسہ دینا سنت نہین ہے بلکہ دور رہنے مین بڑی تعظیم ہے پہر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَفِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَرَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَعَلٰٓی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَزْوَاجِكَ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ جَزَاكَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰی نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلّٰی عَلَیْكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْكَ الْغَافِلُوْنَ اگر کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پہنچانیکی وصیت کی ہو تو یون کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ فُلَانٍ پہر تہوڑا سا آگے بڑہکر امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی

عمر پر سلام کرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيرَيْ رَسُولِ اللّٰهِ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهُ عَلَى الْقِيَامِ بِالدِّينِ مَا دَامَ حَيًّا وَالْقَائِمَيْنِ بَعْدَهُ فِي أُمَّتِهِ بِأُمُورِ الدِّينِ تَتَّبِعَانِ فِي ذٰلِكَ آثَارَهُ تَعْمَلَانِ بِسُنَّتِهِ فَجَزَاكُمَا اللّٰهُ خَيْرَ مَا جَزَى وَزِيرَيْ نَبِيٍّ عَلَى دِينِهِ پھر وہان کھڑے کھڑے جتنی دعا مانگی جاے مانگے پھر وہان سے نکلکر بقیع کے قبرستان کو جاے بزرگوارون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یارون کی زیارت کرے جب مدینہ منورہ سے مراجعت کرنے لگے تو جناب محبوب رب العالمین کی زیارت سراپا بشارت سے سعادت کونین حاصل کرکے رخصت اور وداع کرے حج کے اسرار کا بیان اے عزیزجان تو کہ یہ جو کچھ بیان ہوا حج کے ارکان اور اعمال کی صورت ہے انمین سے ہر ایک رکن مین سر ہے اور ہر ایک کی ایک حقیقت ہے عبرت اور یادآوری امور آخرت اس سے اصل مقصود ہے حقیقت امر یہ ہے کہ آدمی اسطرح پر مخلوق ہوا ہے کہ جبتک اپنا اختیار اپنے پروردگار کے سپرد نہ کرے کمال سعادت کو پہونچنا محال اور مفقود ہے جیسا عنوان مسلمانی مین مذکور ہو چکا آغاز کتاب مین مسطور ہو چکا خواہش کی اطاعت اوسکے واسطے موجب ہلاکت ہے جبتک اپنے اختیار مین ہے اوسکا کوئی فعل حکم شرع سے نہین بلکہ خواہش کی متابعت سے ہے اور اوسکا کوئی کام بندہ وار نہین اور بندگی کے سوا اور کسی امر مین اوسکے لیے سعادت ودرکار نہین اسیواسطے تھا کہ حقتعالے نے سابق کی ملتون مین ہر امت کو رہبانیت اور سیاحت کا حکم فرمایا یہانتک کہ عبادت کرنیوالے آبادی سے نکل جاتے خلق سے انقطاع صحبت کرتے اور پہاڑ پر جاکر تمام عمر مجاہدہ اور ریاضت کرتے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے دین مین سیاحت اور رہبانیت نہین ہے آپ نے فرمایا اوسکے عوض ہمکو جہاد اور حج کرنیکا حکم ہے تو حقتعالے نے رہبانیت کے بدلے اس امت کو حج کا حکم فرمایا کہ اسمین مجاہدہ کا مطلب بھی حاصل ہے اور عبرتین بھی موجود ہین کہ حق تعالی نے کعبہ شریف کو بزرگی عنایت فرمائی اور اپنی طرف منسوب کیا اور اوسکو بادشاہون کے در دولت کے مثل بنایا اطراف وجوانب کو اوسکا حرم ٹھہرایا اوسکی تعظیم اور عزت کے واسطے وہان کے شکار اور اشجار کو حرام کردیا اور عرفات کو در دولت سلطانی کے جلوخانے کے مثل حرم کے سامنے بنایا تاکہ ہر طرف سے تمام عالم بیت اللہ کا قصد کرے حالانکہ معلوم ہے کہ خدا یتعالی مکان اور خانہ کعبہ مین رہنے سے منزہ اور پاک ہے لیکن آدمیکو جب شوق بنہایت اور آرزو بے نہایت ہو تو جو چیز دوست کیطرف منسوب ہوتی ہے وہ بھی جان ودل سے مطلوب اور مرغوب ہوتی ہے تو مسلمانون نے اشتیاق مین اپنے اپنے اہل وعیال وطن ومال چھوڑ دیے اور جنگلون کے خوف وخطر گوارا کیے غلامون اور بندون کیطرح دوست برحق اور مالک مطلق کے آستانہ کا قصد کیا اور اس عبادت مین انکو ایسے کامون کا حکم ہوا جو عقل مین نہین آسکتے جیسے پتھر پھینکنا صفا مروہ مین دوڑنا یہ اسواسطے ہوا کہ جو کچھ عقل مین آسکتا ہے نفس کو بھی اوسکے ساتھ کچھ انس ہوتا ہے اسواسطے کہ اوس کام کو اور اوسکی وجہ کو جانتا ہے مثلاً جانتا ہے کہ زکوۃ دینے مین محتاجون کی مددگاری اور مدارات ہے اور نماز مین معبود حقیقی کے سامنے فروتنی اور روزہ مین لشکر شیطان کی شکست ہے ممکن ہے کہ آدمی کی طبیعت عقل کے موافق حرکت کرے اور کمال بندگی یہ ہے کہ محض حکم مالک سے بندہ کام کرے اور اوسکے باطن مین اوس کام کا خواستگار کوئی نہو پتھر پھینکنا اور دوڑنا اسی قبیل سے ہے کہ سوا بندگی کے اور کسیوجہ سے آدمی نہین کرسکتا اور اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بالتخصیص حج کی شان مین زبان فیض ترجمان پر آیا ہے لبیک بحجۃ حقا تعبدا ورقا عبودیت

اور بندگی آپ نے اسیکا نام رکہا اور بعضے لوگ جو حیران ہین کہ حج کے اعمال سے کیا مقصد اور مراد ہے یہ حیرانی اونکی غفلت کے باعث سے بے حقیقت حال سے وہ بیخبر ہین کہ بطلبی اسکا مطلب ہے اور بیغرضی اس سو غرض ہے تاکہ بندگی اس سے ظاہر ہو اور بندہ کی نظر محض حکم مالک پر ہوا کسیطرح طبیعت اور عقل کا دخل نہو تاکہ آدمی اپنے تئین باقی مطلق مین بالکل فنا کر دے کہ نیستی اور بےنصیبی ہے آدمیکی سعادت ہے تاکہ اوسمین حق اور فرمان حق کے سوا اور کچہ باقی نرہے **حج کی عبرتین** یہ مین کہ اس سفر کو ایک وجہ سے سفر آخرت کے مانند بنایا ہے اسواسطے کہ اس سفر سے خانہ مقصود ہے اور اوس سفر سے صاحب خانہ تو اس سفر کے حالات اور مقدمات سے اوس سفر کا احوال یاد کرنا چاہیے جب اپنے اہل و عیال اور دوست و احباب کو آدمی وداع کرے تو سمجہے کہ یہ رخصت اوس رخصت کے مانند ہے جو سکرات موت مین ہوگی اور اس سفر سے پہلے تمام علائق سے فارغ البال ہوکر آدمی نکلتا ہے اسیطرح اخیر عمر مین بہی چاہیے کہ تمام دنیا سے دلکو خالی کرے ورنہ سفر آخرت اوسے دوبہر ہوجائیگا اور جب اسیطرح اس سفر کا توشہ اور ہر قسم کا زاد راہ مہیا کرتا ہے اور ہوشیار رہتا ہے اور سب احتیاطین کرتا ہے کہ جنگل بیابان مین کہین بے سامان نہوجاے تو خیال کرنا چاہیے کہ میدان حشر بہت بڑا اور ہولناک ہے اور وہان توشہ اور زاد آخرت کی بڑی احتیاج ہے اور جب اس سفر مین بہت جلد خراب ہوجانیوالی چیز ساتہ نہین لیتا کہ جانتا ہے یہ میرا ساتہ نہ دیگی اور توشہ اور زاد راہ کے لائق نہین اسیطرح جس عبادت مین کہ ریا اور قصور کو دخل ہو وہ زاد آخرت کے لائق نہین اور جب جمازہ یعنی سواری پر بیٹہے چاہیے کہ جنازہ کو یاد کرے اسواسطے کہ یقیناً جانتا ہے کہ سفر آخرت مین بہی سواری ہوگی اور ممکن ہے کہ جمازے سے اوترنے نپاے اور وقت جنازہ آجاے اور چاہیے کہ یہ سفر حج ایسا ہو کہ زاد سفر آخرت ہوسکے اور جب احرام کے کپڑے مہیا کرے کہ نزدیک پہونچتے ہی روزمرہ کے کپڑے اوتار کر اونہین پہنے گا اور وہ سفید دو چادرین ہین تو چاہیے کہ کفن کو یاد کرے کہ وہ بہی دنیا کے لباس کے خلاف ہے اور جب پہاڑ کی گہاٹیان اور جنگل کے خطرے دیکہے تو منکر نکیر اور قبر کے سانپ بچہو کو یاد کرے کہ قبر سے میدان حشر تک بہت بڑا جنگل ہے اور اوسمین بہت سی گہاٹیان ہین اور جسطرح بے راہبر کے جنگل کی آفتون سے بچنا ممکن نہین اسیطرح عبادت کے بغیر قبر کے ہولون سے بچنا ممکن نہین اور جیسے جنگل مین اہل و عیال دوست آشنا سے چہوٹ کر تنہا ہوتا ہے قبر مین بہی اسیطرح اکیلا ہوگا اور جب لبیک کہنا شروع کرے تو جاننا چاہیے کہ خدا تعالی کی ندا کا جواب ہے اور قیامت کے دن اوسے اسیطرح ندا پہونچے گی اوس ہول کو خیال کرے اور اوس ندا کے خطر مین ڈوبا رہے علی ابن الحسین رضی اللہ تعالی عنہ کا چہرہ احرام کے وقت زرد ہوجاتا تہا اور بدن مین لرزہ پڑجاتا تہا اور لبیک نہ کہہ سکتے تہے لوگون نے کہا آپ لبیک کیون نہین کہتے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ لبیک کہون اور لا لبیک ولا سعدیک جواب آئے اتنا کہا اور اونٹ پر سے بیہوش ہوکر گر پڑے احمد ابن الحواری جو حضرت ابو سلیمان دارانی کے مرید تہے وہ حکایت کرتے ہین کہ حضرت ابو سلیمان نے اوسوقت لبیک نہ کہا اور ایک میل چلکر ایکو غش آگیا جب ہوش آیا تو فرمایا حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی کی تہی کہ اپنی امت کے ظالمون سے کہدے کہ مجہے نہ یاد کرین اور میرا نام نلین کہ جو مجہے یاد کرتا ہے مین اوسے یاد کرتا ہون اگر یاد کرنے والے ظالم ہین تو مین اونہین لعنت کے ساتہ یاد کرتا ہون اور کہ مین نے سنا ہے کہ جو کوئی حج کا خرچ مال مشتبہ سے لیتا ہے اور لبیک کہتا ہے اوسکو جواب دیتے ہین لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ حَتّٰى تَرُدَّ مَا فِي يَدَيْكَ اور طواف و سعی اوسکے مشابہ ہین جیسے غریب محتاج ناچار سلاطین کے در دولت پر جاتے ہین اور محل کے گرد عرض

حاجت کا موقع ڈہونڈہتے پہرتے ہین اور جلوخانے مین آتے جاتے ہین اور اپنا ساعی اور شفیع ڈہونڈہتے ہین اور اونہین امید ہوتی ہے کہ شاید بادشاہ کی نگاہ ہمپر پڑ جائے اور ہمین ایک نظر دیکہہ لے صفا مروہ کے بیچ کا میدان جلوخانہ سلطانی کے مانند ہے عرفات پر لوگون کا کہڑا رہنا اور اطراف جہان سے لوگون کا مجتمع ہوکر آنا اور مختلف زبانون مین دعائین مانگنا عرصات قیامت کے مانند ہے ہان بہی تمام عالم جمع ہوگا اور ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہوگی اور ہر شخص امید و بیم مین ہوگا کہ دیکہا چاہیے مین مقبول ہون یا مردود اور پتہر مارنے سے ایک تو فقط اظہار بندگی بطور عبادت مقصود ہے دوسرے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے مشابہت ہے کہ وہان پر ابلیس آپکے سامنے آیا تہا کہ وسوسہ مین ڈالے آپ نے اوسپر پتہر پہینکے تہے اے عزیز اگر تیرے خیال مین یہ بات آئے کہ ابلیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکہائی دیا تہا ہمین نہین دکہائی دیتا ہم بیفائدہ پتہر کیون مارین تو اس خطرہ کو وسوسہ شیطانی جان اور بے تامل پتہر مار کر شیطان کی پیٹہہ توڑ کہ پتہر مارنے سے شیطان کی پیٹہہ ٹوٹتی ہے اور تعبندہ فرمان بردار ہوجا جو حکم تجہے ہو بجا لا اور اپنے تئین بالکل خداوند کریم کے تصرف مین چہوڑ دے اور یہ جان لے کہ پتہر مارنے سے بیشک مین نے شیطان کو مقہور اور مغلوب کر لیا حج کی عبرتون کا اسقدر بیان ہوا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص اس راہ کو پہچانے گا تو جسقدر اوسکا ذہن روشن اور شوق کامل اور سعی و کوشش بلیغ ہے اوسقدر یہ معنی اوسے دکہائی دینگے اور ہر امر مین حصہ اور نصیبہ پائےگا کہ روح عبادت یہی ہے اور یہ باتین معلوم ہونیسے کامون کی ظاہری صورت سے معنون کی طرف بہت بڑہ جائیگا

آٹہوین اصل تلاوت قرآن کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ قرآن شریف پڑہنا سب عبادتون سے بہتر ہے خصوصاً نماز مین کہڑے ہوکر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کی عبادتون مین سب سے افضل تلاوت قرآن ہے اور فرمایا ہے کہ جس شخص کو حقتعالی نے نعمت قرآن عطا فرمائی اور وہ سمجہے کہ اور کسی کو اس سے بہتر کوئی چیز ملی ہے تو اوسنے اوس چیز کی تحقیر کی جسکی حق تعالی نے تعظیم و توقیر کی اور فرمایا کہ اگر مثلاً قرآن کو کسی کہال مین رکہین تو آگ اوسکے قریب بہی نہ جائیگی اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی فرشتہ اور پیغمبر وغیرہ قرآن سے بڑہ کر حق تعالے کے نزدیک شفیع نہین ہے اور فرمایا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ جسکو تلاوت قرآن دعا مانگنے سے باز رکہے شکر گذارون کے واسطے جو بڑا ثواب ہے وہ مین اوسے دونگا اور فرمایا کہ دلون مین لوہے کی طرح زنگ لگتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ چہوٹتا کاہے سے ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف پڑہنے سے اور موت کو یاد کرنے سے اور فرمایا ہے مین دنیا سے گیا اور تم مین دو واعظ اور ناصح چہوڑے وہ ہمیشہ تمکو پند و نصیحت کرینگے ایک گویا اور دوسرا خاموش ہے گویا تو قرآن مجید ہے اور خاموش موت ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ قرآن پڑہو کہ ہر حرف کے بدلے مین دس دس نیکیان ثواب ملتی ہین مین نہین کہتا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف میم ایک حرف ہے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مین نے حقتعالی کو خواب مین دیکہا عرض کیا کہ یا اللہ کس چیز کے ذریعہ سے تیرے ساتہ تقرب افضل ہے ارشاد ہوا کہ میرے کلام قرآن کے ذریعہ سے مین نے عرض کیا کہ خواہ معنی سمجہتا ہو خواہ نہین ارشاد ہوا کہ ہان خواہ سمجہے خواہ نہ سمجہے فقط ظاہری فصلون کی تلاوت کا بیان اے عزیز جان تو

کہ جسنے قرآن پڑہا اوسکا بڑا مرتبہ ہے اوسے چاہیے کہ قرآن شریف کی عزت کا خیال رکھے ناشائستہ باتون سے بچا رہے ہر وقت آداب سے رہے ورنہ معاذ اللہ اس بات کا خوف ہے کہ مبادا قرآن شریف اوسکا دشمن ہو جائے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین منافق اکثر قرآن خوان لوگ ہونگے حضرت ابو سلیمان دارانی کا قول ہے کہ دوزخ کا فرشتہ سب فرشتون کی نسبت مفسد قرآن خوانون کو جلد پکڑیگا توریت مین لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بندے تجھے شرم نہین آتی کہ اگر تیرے بھائی کا خط تجھے پہونچے تو اگر تو راہ مین ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے یا راستے سے الگ ہو بیٹھتا ہے اور اوسکا ایک ایک حرف پڑہتا ہے اور اوسمین غور و تامل کرتا ہے اور یہ کتاب میرا نامہ ہے تجھے مین نے لکھا کہ تو اوسمین غور و تامل کرے اور تو اوسپر کاربند ہو اور تو اوس سے انکار کرتا ہے اور اوسپر عمل نہین کرتا اور جو تو پڑہتا بھی ہے تو غور و تامل نہین کرتا حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ اگلے لوگ قرآن شریف کو جانتے تھے کہ حق تعالے کے پاس سے یہ نامہ آیا ہے رات کو اوسمین غور و تامل کرتے اور دنکو اوسپر عمل کرتے تھے تم لوگون نے اوسکا درس اختیار کیا ہے اور اوسکے حروف کے زیر و زبر کو درست کرتے ہو اور اوس پر عمل کرنے مین سستی کرتے ہو الغرض قرآن شریف سے مقصود اصلی فقط پڑہنا نہین ہے بلکہ اوسپر عمل کرنا ہے پڑہنا یاد رکھنے کے لیے ہے اور یاد رکھنا عمل کرنیکے واسطے جو لوگ پڑہتے ہین اور عمل نہین کرتے اونکی مثل ایسی ہے جیسے کسی غلام کے پاس اوسکے مالک کا نامہ آئے اوسمین اوس غلام کی نسبت احکام لکھے ہون وہ غلام بیٹھے اور اوس نامہ کو خوش آوازی سے پڑہے اور اوسکے حروف خوب درست نکالے اور اون احکام مین سے جو اوسمین لکھے ہین کچھ نہ بجالائے تو وہ غلام بیشک عقوبت اور عداوت کا مستحق ہے

تلاوت قرآن کے آداب

ظاہر مین چند چیزون کی رعایت رکھنا چاہیے اول یہ کہ تعظیم سے پڑہے اور پہلے وضو کرلے اور قبلہ رو بیٹھے اور عجز و انکسار کے ساتھ پڑہے جیسے نماز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز مین کھڑے ہو کر قرآن پڑہتا ہے اوسکے واسطے ہر ہر حرف کا ثواب سو سو نیکیان لکھی جاتی ہین اور جو بیٹھکر نماز مین پڑہتا ہے تو پچاس پچاس نیکیان لکھی جاتی ہین اور اگر با وضو ہو اور نماز کے علاوہ پڑہے تو پچیس پچیس نیکیان اور اگر وضو بھی نہو تو دس دس نیکیون سے زیادہ نہین لکھتے اور اگر رات کو نماز مین پڑہے تو بہت افضل ہے کہ خاطر جمعی بہت ہوتی ہے دوسرے یہ کہ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑہے اور اوسکے معنون مین تامل کرے جلد ختم کرنے کی فکر مین نرہے بعض لوگ روز ایک ختم کرتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تین دن سے کم مین قرآن ختم کرے تو علم فقہ جو قرآن مین ہے وہ اوسے نہ حاصل ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ اگر اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور القارعہ مین آہستہ پڑہون اور غور و تامل کرون تو سورہ بقر اور سورہ آل عمران جلدی پڑہنے سے مجھے بہت پسند ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے کسی کو جلدی جلدی قرآن شریف پڑہتے دیکھا فرمایا یہ شخص نہ قرآن پڑہتا ہے نہ خاموش ہے اگر عجمی ہو کہ قرآن شریف کے معنی نہین جانتا تو بھی قرآن شریف کی عظمت کے واسطے آہستہ اور ٹھہر کے پڑہنا افضل ہے تیسرے یہ کہ روئے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن پڑہو اور روؤ اگر رونا نہ آئے تو تکلف کرکے قصداً رونا لاؤ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ مین جو آیہ سجدہ ہے جب اوسے پڑہو تو سجدہ کرنے کے واسطے جلدی نکرو

تا دقیقہ . ورنہ لو اگر کسی کی آنکھ نہ روئے تو چاہیے کہ اوسکا دل روئے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
رنج کے واسطے نازل ہوا ہے جب اوسکو پڑہو تو اپنے تئین غمگین کرو اور جو کوئی وعدہ وعید اور احکام قرآن مین تامل کریگا اور اپنی
اور ناچاری دیکھے گا خواہ نخواہ اندوہگین ہوگا بشرطیکہ اوسپر غفلت نہ غالب ہو چوتھے یہ کہ ہر ہر آیت کا حق ادا کرے اسواسطے کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب عذاب کی آیت پر پہونچتے استعاذہ کرتے یعنی حق تعالی سے پناہ مانگتے اور جب رحمت کی آیت پر پہونچتے
حق تعالے سے رحمت مانگتے اور تنزیہ کی آیت پر پہونچکر تسبیح کرتے اور قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑہتے اور
تلاوت سے فارغ ہوتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًی وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ
مَانَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَاجَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ حُجَّةً لِّیْ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ
اور جب سجدہ کی آیت پر پہونچے تو سجدہ کرے پہلے تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے پھر سجدہ کرے نماز کی شرطین یعنی طہارت اور ستر عورت وغیرہ
سجدہ تلاوت مین لحاظ رکھنا چاہیے فقط اللہ اکبر کہکر سجدہ کرنا بے تشہد اور سلام کے کافی ہے پانچوین یہ کہ اگر ریا کا شبہہ اور اندیشہ ہو کہ
نماز مین خلل پڑتا ہو تو آہستہ پڑہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ چپکے قرآن پڑہنے کو چلا کر پڑہنے پر ایسی فضیلت ہے
جیسے چھپا کر صدقہ دینے کو علانیہ دینے پر اگر ریا اور دوسرے کی نماز مین فتور پڑنے کا اندیشہ نہو تو بہتر یہ ہے کہ چلا کر پڑہے تاکہ اور
سننے سے بہرہ مند ہون اور اوسکو بھی بہت آگاہی حاصل ہو اور ہمت جمع ہو اور شوق بڑہے اور نیند بھاگ جائے اور سونیوالے جاگ
اگر یہ سب نیتین جمع ہون تو ہر ہر نیت پر ثواب پائیگا اور اگر دیکھکر پڑہے تو بہتر ہے کہ آنکھ کو بھی کام مین لگایا لوگون نے کہا ہے کہ قرآن
دیکھکر ایک ختم کرنا سات ختمون کے برابر ہے علماء مصر مین سے ایک عالم حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے پاس گیا اونھین تو سحر
پایا اور قرآن شریف سامنے رکھا دیکھا کہا کہ فقہ نے تمھین قرآن شریف سے باز رکھا مین جب عشا کی نماز پڑہتا ہون مصحف کی تلاوت
کرتا ہون اور صبح تک بیدار رہتا ہون جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ سلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف تشریف لیگئے حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالی عنہ رات کے وقت نماز مین قرآن شریف چپکے چپکے پڑہ رہے تھے حضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ کیون پڑہتے ہو عرض کی
اسوجہ سے کہ جس سے مین کہتا ہون وہ سنتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ چلا کر پڑہتے ہین آپ نے فرمایا چلا کر کیون پڑہتے ہو عرض کی
کہ سوتون کو جگاتا ہون شیطان کو بھگاتا ہون آپ نے فرمایا کہ دونون آدمی اچھا کرتے ہو تو ایسے اعمال نیت کے تابع ہین چونکہ دونون کی نیت بخیر
دونون طرح سے ثواب ملیگا چھٹے یہ کہ کوشش کرے کہ خوش آوازی سے پڑہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہے کہ قرآن کو اچھی آواز سے آراستہ کرو
رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم نے ابو حذیفہ کے مولی کو دیکھا کہ خوش آوازی سے قرآن شریف پڑہ رہا ہے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَهٗ یعنی اوس خدا کا شکر
جسنے میری امت مین ایسے کو داخل کیا اسکا یہ سبب ہے کہ آواز جتنی اچھی ہوگی قرآن کا اثر بھی زیادہ ہوگا سنت یہ ہے کہ خوش الحانی سے
پڑہے کلمات اور حروف مین بہت الحان کرنا جیسے قوالون کی عادت ہے مکروہ ہے **تلاوت کے آداب باطن بھی چھ ہین**
اول یہ کہ کلام کی عظمت پہچانے حق سبحانہ تعالی کا کلام جانے اور یقین کرے کہ یہ کلام قدیم ہے اور حق تعالی کی صفت ہے اوسکی ذات سے
قائم ہے اور زبان پر جو جاری ہوتا ہے یہ حروف ہین اور جیسے زبان سے آگ کہنا آسان ہے ہر ایک کہہ سکتا ہے لیکن اصل آگ کی طاقت

نہین اسیطرح ان حرفون کے معانی کی اصل حقیقت اگر ظاہر ہوتی ساتون زمین اور ساتون آسمان کو اوسکی تجلی کی تاب و طاقت نہو یہی سبب تھا کہ حق تعالی نے فرمایا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ لیکن قرآن کی عظمت اور جمال کو حروف کے لباس مین پوشیدہ کیا ہے تاکہ زبان اور دلون کو اوسکی طاقت ہو لباس حروف کے سوا آدمیون کی طرف اوسعظمت اور جمال کے پہونچانے کی اور کوئی صورت نتھی یہ امر اس بات کی دلیل ہے کہ حروف کے سوا اور بھی کوئی بڑا کام ہے جیسا کہ چارپائے ہانکنا اور ادب دینا اور انسے کام کو کہنا آدمی کے کلام اور الفاظ سے ممکن نہین ہے کیونکہ اونمین آدمیون کی باتین سمجھنے کی طاقت نہین تاچار چارپایون کی آواز سے ملتی ہوئی آواز مقرر کی کہ جانورون کو اس آواز سے جتائین اور یہ اوس آواز کو سنکر کام کرین اور اوس کام کی حکمت اور رعایت جانور نہین جانتے اسواسطے کہ بیل کو جو آواز دیتے ہین تو وہ زمین کو نرم کرتا ہے لیکن زمین نرم کرنیکی حکمت اور مصلحت نہین جانتا کہ اس سے یہ مقصود ہے کہ مٹی مین ہوا جاے اور پانی دونون مین ملے تاکہ تینون جب جمع ہون تو وہ مجموعہ بیج کی غذا ہو کر اوسے پرورش کرے اکثر آدمیون کا حصہ قرآن شریف سے بھی آواز اور ظاہری معنون کے سوا اور کچھ نہین ہیانتک کہ بعضے آدمی خود قرآن مجید کو فقط حروف اور آواز ہی سمجھے ہین یہ سمجھنا نہایت ضعف اور خراب دلی ہے اور یہ ایسا ہے جیسے کوئی سمجھے کہ آتش کی حقیقت فقط الف تے شین ہے اور یہ نہ سمجھے کہ آتش اگر کاغذ کو چھپائے تو جلا دے اور کاغذ اوسکی تاب نہین لاتا لیکن یہ حروف ہمیشہ کاغذ مین لکھے رہتے ہین اور اوسمین کچھ اثر نہین کرتے اور جسطرح ہر کالبد کے واسطے روح ہے اور وہ کالبد اوسکے سبب سے باقی رہتا ہے حروف کے معنی بھی روح کے مانند ہین اور حروف کالبد ہین اور کالبد کو روح کی بدولت عظمت اور عزت ہوتی ہے اور حروف کو معانی کے سبب شرف ہے اسکی تمام تحقیق بیان کرنا اس کتاب مین ممکن نہین دوسرا ادب یہ ہے کہ حق تعالی کی عظمت کہ یہ اوسکا کلام ہے قرآن شروع کرنے سے پہلے دل مین حاضر کرے اور سمجھے کہ کسکا کلام پڑہتا ہے اور کتنے بڑے کام کو بیٹھا ہے کہ حق تعالے خود ارشاد فرماتا ہے لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اور جسطرح ظاہر مصحف کو نہین چھوتا مگر پاک ہاتھ اوسیطرح حقیقت کلام کو نہین پاتا مگر وہ دل جو اخلاق بد کی نجاست سے طاہر اور پاکیزہ ہو اور تعظیم و توقیر کے نور سے منور اور آراستہ ہو اسی سبب سے تھا کہ عکرمہ رضی اللہ تعالے عنہ جب مصحف کہولتے تو غشی طاری ہوتی اور فرماتے ھو کلام ربی اور کوئی شخص قرآن مجید کی عظمت نہ جانیگا تاوقتیکہ حق سبحانہ تعالی کی عظمت نہ پہچانیگا اور حق تعالے کی عظمت دل مین نہین حاضر ہوتی تاوقتیکہ آدمی اوسکے صفات اور افعال نہ سوچے جیسے عرش کرسی ثابت زمین نقشتا آسمان اور جو چیزین اونکے درمیان ہین ملایک جن و بشر بہائم حشرات الارض جمادات نباتات اور انواع مخلوقات ان سب کا خیال کرے اور سمجھے کہ یہ قرآن اوسکا کلام ہے جسکے قبضہ مین یہ سب ہلکہ کا تمامہ ہے اگر سبکو ہلاک کر ڈالے تو اوسے کچھ باک نہین اور اوسکے کمال مین کچھ نقصان نہ آئیگا سب کا خالق حافظ رازق وہی ہے ان سب باتون کا خیال کرے تو اوسکی عظمت اور بزرگی کا کچھ شمہ آدمی کے دل مین آسکے تیسرا ادب یہ ہے کہ پڑہنے مین دل حاضر رہے غافل نہو نفس کی باتین اوسے ادہر اودہر نہ لیجائین اور جو کچھ غفلت سے پڑہا اوسے نہ پڑہنے کے برابر جانے اور پھیر سے پڑہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سیر کے واسطے باغ گیا اور وہانکے عجائب و غرائب سے غافل رہا اور باہر چلا آیا اسواسطے کہ قرآن مجید مومنون کا تماشاگاہ ہے اسمین بہت عجائب اور حکمتین ہین اگر کوئی اسمین

غافل ہا اور باہر چلا آیا اسواسطے کہ قرآن مجید مومنون کا تماشا گاہ ہے اسمین بہت عجائب اور حکمتین ہین اگر کوئی اسمین تامل کرے تو پھر اور
کسی چیز کیطرف نہ مشغول ہو تو اگر کوئی شخص قرآن شریف کے معنی نہ سمجھا وہ بڑا کم نصیب ہے لیکن چاہیئے کہ اوسکی عظمت دل مین سمجھے
تاکہ خیال اور طرف نہ بٹے چوتھا ادب یہ ہے کہ ہر لفظ کے معنی کا خیال کرے تاکہ معنی سمجھہ مین آئین اگر ایکبار مین نہ سمجھے تو اعادہ کرے اور
اوس سے کچھ لذت حاصل ہوتی ہے تو بھی اعادہ کرے بہت پڑہنے سے یہ اولیٰ اور افضل ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے
کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب نماز مین اس آیت کو بار بار پڑہتے تھے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ
لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور بیس بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کا اعادہ فرماتے تھے حضرت سعید ابن جبیر نے اس آیت مین ایک رات کی
رات بسر کی وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اگر کوئی شخص ایک آیت پڑہے اور دوسری آیت کے معنون کا دہیان کرے تو اوس نے
اوس آیت کا حق نہین ادا کیا منقول ہے کہ حضرت عامر ابن عبداللہ وسواس کا گلا اور شکوہ کرتے تھے لوگون نے پوچھا کہ کیا دنیوی وسوسے ہوا
ہوتے ہین جواب دیا کہ اگر میرے سینہ مین چھری مارین تو نماز مین دنیوی خیال لانے سے یہ مجھے بہت آسان ہے مجھے یہ خیال بہت رہا کرتا ہے
کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ کے سامنے کیونکر کھڑا ہونگا اور کسطرح وہان سے پھرونگا تو دیکھا چاہیئے کہ ان خیالات کو بھی وسواس جانتے تھے
اس حکم کے بنا پر کہ جو آیت آدمی نماز مین پڑہتا ہے تو چاہیئے کہ اسوقت اوسکے معنون کے سوا اور کچھ خیال نکرے جب اور بات کا خیال کیا
اگرچہ وہ بات دین کی بھی ہو تو بھی وسواس ہے بلکہ چاہیئے کہ ہر آیت مین اوسکے معنون کے سوا اور کچھ خیال نہ کیجے کہ جب حق تعالیٰ کے
صفات کی آیتین پڑہے تو اوسکے صفات کے اسرار مین تامل اور غور کرے کہ قدوس عزیز جبار حکیم وغیرہ کے کیا معنی ہین اور جب حق تعالیٰ
کے افعال کی آیتین پڑہے مثلاً خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو عجائب خلق سے خالق کی عظمت سمجھے اور اوسکا کمال علم و قدرت سوچے
حتی کہ ایسا ہو جائے کہ جس چیز مین دیکھے خدا ہی کو دیکھے سب اوسکے ساتھ دیکھے اور اوسی سے دیکھے جب یہ آیت پڑہے اِنَّا خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ تو نطفہ کے عجائبات کا خیال کرے کہ ایک طرح کے پانی سے کہ ایک قطرہ سے کیسی کیسی مختلف چیزین پیدا ہوتی ہین
مثلاً گوشت پوست رگ ہڈی وغیرہ اور اعضا مثلاً سر ہاتھ پاؤن آنکھ زبان وغیرہ کیونکر پیدا ہوتے ہین پھر عجیب عجیب قوتین جیسے
سمع بصر حیات وغیرہ کیونکر ظاہر ہوتی ہین اور قرآن مجید کے سب معنی بیان کرنا مشکل ہے اس بیان سے فکر اور غور کرنے پر آگاہ کرنا مقصود
ہے تین آدمیون کو قرآن شریف کے معنی نہین معلوم ہوتے ایک وہ جو ظاہر تفسیر نہ پڑہا ہو اور عربی زبان نہ پہچانتا ہو دوسرے وہ جو کسی گناہ
کبیرہ پر مصر ہو یا کسی بدعت کا اعتقاد اوسکے دل مین جما ہو اوسکا دل گناہ اور بدعت کی ظلمت سے تاریک ہو گیا ہو تیسرے وہ جسنے علم کلام مین
کوئی اعتقاد پڑہا اور اوسکے ظاہر پر اٹکا اور ٹھہرا ہوا ہے اور اوسکے دل مین اوس اعتقاد کے خلاف جو کچھ آتا ہے اوس سے نفرت کرتا ہے
تو ممکن نہین کہ ایسا شخص اس ظاہری اعتقاد سے پھرے پانچوان [illegible] صفات مختلفہ کیطرف پھرتا رہے جسطرح آیتون کے
معنی مختلف آتے ہین مثلاً خوف کی آیت [illegible] شر کو پہچانتا ہی نہین تو جدائی کیونکر جانے آدمی [illegible] پہونچے تو فرحت و انبساط دل مین
پیدا ہو اور جب حق تعالیٰ کی صفتین [illegible] اور انبیا کی روحین اچھی اچھی صورتون پر اوسے نظر آنے لگتی [illegible] فرزند تو آواز
بلکہ [illegible] ہین خاص [illegible] ہین اور بڑے بڑے احوال نمودار ہوتے ہین کہ اونکا بیان ممکن نہین جب

چھٹا ادب یہ ہے کہ قرآن اسطرح سُنے کہ گویا حق تعالے سے سنتا ہے اور فرض کرے کہ فی الحال اوسی سے سُنتا ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ مین قرآن شریف پڑھتا تھا اور کچھ حلاوت نہ پاتا تھا یہانتک کہ مین نے فرض کر لیا کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے سنتا ہون پھر آگے پڑھا اور فرض کیا کہ حضرت جبرئیل امین سے سنتا ہون اور زیادہ حلاوت پائی پھر اور آگے پڑھا اور بڑے مرتبہ کو پہونچا اب اسطرح پڑھتا ہون کہ گویا بے واسطہ حق سبحانہ تعالے سے سُنتا ہون اب وہ لذت پاتا ہون کہ ہرگز نہ پائی تھی +

نوین اصل حق تعالی کے ذکر کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ حق تعالی کو یاد کرنا سب عبادتون کا خلاصہ اور جان ہے اسواسطے نماز اسلام کا عمود ہے اوس سے بھی یاد الٰہی مقصود ہے چنانچہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور تلاوت قرآن سب عبادتون سے اسواسطے افضل ہے کہ وہ کلام خدائے عزوجل ہے حق تعالی کی یاد دلاتا ہے اور جو کچھ اوسمین ہے تعالے کے ذکر کی تازگی کا سبب اور واسطہ ہے اور روزہ سے شہوت اور خواہش کا توڑنا مقصود ہے واجب ہجوم شہوت سے نجات پاتا ہے صاف ہو کر حق تعالی کے ٹھہرنے کا مقام ہوتا ہے اسواسطے کہ جبتک دل شہوتون اور خواہشون سے بھرا ہوا ہے اوس سے ذکر الٰہی ناممکن ہے اور ذکر اوسمین مؤثر نہین ہوتا اور حج زیارت خانۂ خدا کا نام ہے اوس سے صاحب خانہ کی یاد اور اوسکی ملاقات کے شوق کا برپا کرنا مقصود ہے تو ذکر الٰہی سب عبادتون کا لُبّ لُباب خلاصہ ہے بلکہ اسلام کی اصل اور جڑ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اور یہ عین ذکر ہے اور عبادتین اس ذکر کی تاکید اور مضبوط کرنیوالی ہین اور تیرے ذکر کا ثمرہ یہ ہے کہ خدا تجھے یاد کرتا ہے اس سے زیادہ ثمرہ اور نتیجہ کیا ہے اسیواسطے ارشاد فرمایا فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو تاکہ مین تمہیں یاد کرون خدا کو ہمیشہ یاد کرنا چاہیے اگر ہمیشہ نہو تو اکثر اوقات ہو کہ آدمی کی فلاح اسکے ساتھ وابستہ ہے اسیواسطے حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی فلاح کی امید رکھتے ہو تو کثرت ذکر اوسکی کنجی ہے بہت ذکر کرو تھوڑا سا نہین اکثر اوقات کرو گاہ گاہ نہین اسیواسطے فرمایا ہے اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ اون بندون کی تعریف فرمائی ہے جو کھڑے بیٹھے سوتے کبھی اوسکی یاد سے غافل نہین ہوتے اور فرمایا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ یعنی اوسے یاد کر زاری اور ہراس سے اور پوشیدہ صبح و شام کو اور کسیوقت غافل نہو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ سب کامون مین کونسا کام افضل ہے آپنے فرمایا کہ مرتے وقت ذکر الٰہی سے تر زبان ہونا جناب رحمۃ للعالمین نے فرمایا کہ خداوند کریم کے نزدیک جو کام بہترین اعمال اور مقبول ہے اور تمہارا بزرگترین ہے اور سونا چاندی صدقہ دینے سے بہتر ہے اور خدا کی شمنون کے ساتھ اسطرح جہاد کرنے سے بھی بہت بڑھ کر ہے کہ تم اونکی گردین مارو وہ تمہاری گردنین کاٹیں یہ ہے کہ پڑھنے مین دل حاضر رہے غافل نہو نفس لی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے وہ کیا ہے آپ نے فرمایا پڑھنے کے برابر جانے اور پھر سے پڑھے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سیر کے واسطے باغ میں گیا اوسکا انجام سب سے غافل ہو اور باہر چلا آیا اسواسطے کہ قرآن مجید مومنون کا تماشاگاہ ہے اسمین بہت عجائب اور حکمتین ہین جو زمین زندہ

یعنی کہ اس مین مراد رخت اور جہاد سے بھاگے ہوون مین غازی ثابت قدم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے
یہی امر پر حسرت نہوگی مگر دنیا مین جو ساعت یاد الٰہی سے غفلت مین اونپر گذری ہوگی اوسپر حسرت ہوگی **ذکر کی حقیقت کا**
عزیز جان تو کہ ذکر کے چار درجے ہین ایک تو یہ کہ فقط زبانی ذکر ہو دل اوس سے غافل اور بیفکر ہو اوسکا اثر کم ہوتا ہے مگر بالکل
نہین ہے اسواسطے کہ جو زبان ذکر الٰہی مین مشغول ہو اوسکو اوس زبان پر جو بیہودہ باتون مین مصروف ہو یا بالکل معطل اور بیکار ہو فضیلت
ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دل مین تو ہو لیکن قرار نہ پکڑے اور گھر نہ کرے ایسا ہو کہ دلکو تکلف سے ذکر کے ساتھ مشغول رکھین کہ اگر یہ جبر
اور تکلف نہو تو دل غفلت یا نفس کے خطرون سے پھر اپنی طبیعت کے موافق ہو جائے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دل مین گھر کر گیا ہو اور ایسا
غالب اور متمکن ہو گیا ہو کہ اور کام کی طرف اوسے تکلف سے مشغول کرین یہ بہت بڑی بات ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ جس کا ذکر ہے وہ دل مین
بس گیا ہو اور وہ حق سبحانہ تعالی ہے اور ذکر دل مین نہو اسواسطے کہ جس شخص کا دل بالکل مذکور یعنی خدا کو دوست رکھتا ہے اوسمین اور
اوس شخص مین جسکا دل ذکر کو دوست رکھتا ہے بڑا فرق ہے بلکہ کمال یہ ہے کہ ذکر اور ذکر کا خیال بالکل دل سے جاتا رہے مذکور ہی مذکور
رہ جائے اسواسطے کہ ذکر عربی ہو خواہ فارسی سخن نفس سے خالی نہوگا بلکہ عین سخن ہوگا اور اصل یہ ہے کہ سخن عربی اور فارسی وغیرہ جو کچھ ہے
سب چیزون سے دل خالی ہو اور سب وہی وہ ہو جائے دل مین کسی دوسری چیز کی گنجایش ہی نہ باقی رہے فرط محبت جسکو عشق کہتے ہین
یہ امر اوسکا نتیجہ ہے یعنی اوس سے حاصل ہوتا ہے اور عاشق ہمیشہ معشوق ہی کیطرف متوجہ رہتا ہے ایسا ہوتا ہے کہ اوسکے تصور اور
کمال خیال مین اوسکا نام بھی بھول جاتا ہے جب ایسا مستغرق اور محو ہو جائیگا کہ اپنے تئین اور غیر حق جو کچھ ہے سبکو بھول جائیگا تو تصوف
کے پہلے راستے پر آئے گا صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اس حالت کو فنا اور نیستی کہتے ہین یعنی جو کچھ ہے وہ سب اوسکے
ذکر سے نیست ہو گیا اور خود بھی نیست ہو گیا کہ اپنے تئین بالکل بھول گیا اور جسطرح حق تعالے کے بہت سے عالم ایسے ہین کہ ہمین اونکی خبر
نہین اور وہ ہمارے حق مین نیست ہین اور ہم جنسے آگاہ ہین اور ہمین جنکی خبر ہے وہ ہمارے نزدیک ہست ہین اگر یہ عالم جو خلق کے
نزدیک ہست ہین کسی کو بھول گئے تو اوسکے نزدیک نیست ہو گئے اور جب اپنی خودی بھول گیا تو خود بھی اپنے نزدیک نیست ہو گیا اور
خدا کے سوا جب کوئی چیز اوسکے ساتھ نرہی تو حق تعالی ہی اوسکے نزدیک ہست اور اوسکے سامنے موجود ہے اے عزیز جسطرح تو جب نگاہ کرے
اور زمین و آسمان اور جو کچھ اوسمین ہے وہی دیکھے اوسکے سوا اور کچھ نظر نہ آئے تو تو یہی کہے گا کہ اسکے سوا عالم ہستی نہین اور تمام عالم
یہی ہے اسیطرح یہ ذاکر بھی خدا کے سوا کچھ نہین دیکھتا اور کہتا ہے ہمہ اوست یعنی اللہ ہی اللہ ہے سوا اللہ کے کچھ نہین اس مقام پر اوسکے
اور خدا کے درمیان جدائی نہین باقی رہتی اور یگانگی حاصل ہو جاتی ہے یہ توحید اور وحدانیت کا پہلا عالم ہے یعنی جدائی اوٹھ جاتی ہے
جدائی اور دوئی سے کچھ خبر ہی نہین رہتی اسواسطے کہ جدائی وہ جانتا ہے جو دو چیزین جانے اپنے تئین اور خدا کو پہچانے اور یہ شخص
اوسوقت آپ سے بے خبر ہے ایک کے سوا دوسرے کو پہچانتا ہی نہین تو جدائی کیونکر جانے آدمی جب اس درجہ پر پہونچتا ہے
تو فرشتون کی صورتین اوسپر ظاہر ہونے لگتی ہین ملائک اور انبیا کی روحین اچھی اچھی صورتون پر اوسے نظر آنے لگتی ہین جناب احدیت
کے واسطے جو چیزین خاص ہین وہ منکشف ہونے لگتی ہین اور بڑے سے بڑے احوال نمودار ہوتے ہین کہ اونکا بیان ممکن نہین جب

پھر آپ مین آتا ہے اور اور کامون سے آگاہی پاتا ہے تو اسکا اثر اوسمین رہتا ہے اور اس حالت کا شوق غالب ہوجاتا ہے اور دنیا و دنیا
اور جن کامون مین خلق مشغول ہے وہ سب اوسے ناگوار اور ناپسند ہوتے ہین اپنے بدن سے تو آدمیون مین ہوتا ہے اور دل ہی غائب
رہتا ہے اور تعجب کی نظر سے لوگون کو دیکھتا ہے کہ دنیا کے کام مین مشغول ہین اور رحمت اور حسرت کی نگاہ سے دیکھنا اسواسطے ہے کہ جانتا ہے
کہ یہ لوگ کتنے بڑے اور عمدہ کام سے محروم ہین اور لوگ ہنستے ہین کہ وہ خود بھی دنیا کے کامون مین کیون نہین مشغول ہوتا اور گمان اوسکا
کرتے ہین کہ اوسے سودا ہوجائیگا اگر کوئی شخص فنا اور نیستی کے درجے کو نہ پہونچے اور یہ حالات اور مکاشفات اوسپر ظاہر نہوون لیکن ذکر الہی
اوسپر غالب اور مستولی ہوجاے تو یہ بھی کیمیاے سعادت ہے اسواسطے کہ جب ذکر غالب ہوگا تو انس و محبت مستولی ہوگی اور دل جاتا رہیگا
یہانتک کہ حق تعالی کو دنیا و مافیہا سے زیادہ دوست رکھے گا اور اصل سعادت یہی ہے اسواسطے کہ جب خدا کی طرف رجوع ہوگی تو موت سے
اوسکے دیدار کے سبب کمال لذت بقدر محبت حاصل ہوگی اور جسکی محبوبہ معشوقہ دنیاے دون ہے اور جو اس پیرزال پر عاشق و مفتون ہے
وہ بقدر عشق و محبت اوسکی فرقت مین رنج و اذیت کھینچیگا جیسا عنوان مسلمانی مین بیان ہوچکا ہے تو اگر کوئی شخص بہت ذکر کرتا ہے اور وہ احوال
جو صوفیہ کو ہوتا ہے اوسپر ظاہر اور نمودار نہو تو چاہیے کہ بیزار نہو کہ سعادت اس حال پر موقوف نہین اسواسطے کہ دل جب نور ذکر سے آراستہ ہوا
تو کمال سعادت پر مہیا ہوا اور جو کچھ اس جہان مین اوسے نہ ظاہر ہوگا وہ مرنیکے بعد ظاہر ہوگا تو آدمیکو چاہیے کہ مراقبۂ دل کا التزام کرے
تاکہ خدا سے لگا رہے اور کبھی غافل نہو اسواسطے کہ ذکر دائمی حضرت الہیت اور عجائب ملکوت کی کنجی ہے یہ جو جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیات
نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنت کے باغون کی سیر کرنا چاہتا ہے اوسے چاہیے کہ خدا کا ذکر کثرت سے کیا کرے اوسکے یہی معنی ہین اور یہ جو
ہمنے بیان کیا اس سے معلوم ہوا کہ ذکر سب عبادتون کا خلاصہ ہے اور ذکر حقیقی یہ ہے کہ اوامر و نواہی پیش آنیکے وقت خدا کو یاد کرکر
اور گناہ سے ہاتھ کھینچے حکم الہی بجالائے اگر ذکر اوسے اس بات پر نہ لائے تو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ذکر سخن نفس اور بے حقیقت تھا

تسبیح تہلیل تحمید صلوۃ استغفار کے فضائل کا بیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جو
نیکی کرتا ہے اوسے قیامت کے دن ترازو مین رکھین گے مگر کلمۂ لا الہ الا اللہ کو اگر اسے میزان مین رکھین تو سات زمین اور سات آسمان
اور جو کچھ اونمین ہے اون سب سے زیادہ نکلے اور فرمایا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے والا اگر اسمین سچا ہے یعنی صدق دل سے کہتا ہے اور
زمین کی خاک کے برابر کثرت سے گناہ رکھتا ہے تو بھی اوسے بخشدینگے اور فرمایا ہے کہ جسنے خلوص سے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین
جائیگا اور فرمایا ہے کہ جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہر روز سو بار کہے
تو دس بندے آزاد کرنیکے برابر ہے کہ اوسنے آزاد کیے اور سو نیکیان اوسکے نامۂ اعمال مین لکھی جائینگی اور سو گناہ مٹائے جائینگے
اور رات تک یہ کلمہ شیطان سے اوسکے لیے حصار ہوگا صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ جو شخص یہ کلمہ کہے گا اوسنے گویا فرزندان اسمعیل علیہ السلام
مین سے چار بندونکو آزاد کیا **تسبیح اور تحمید کا بیان** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک دن مین سُبْحَانَ
اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سو بار کہے اوسکے تمام گناہ بخشدیے جائینگے اگرچہ کثرت مین دریا کے پھین کے برابر ہون اور فرمایا ہے کہ جو کوئی
ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ بار الحمد للہ اور تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر کہے اور بعد سو کو اس کلمہ سے پورا کرے لا الہ الا اللہ وحدہ

لَا شَرِیکَ لَهٗ لَهُ المُلکُ وَلَهُ الحَمدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ تو اوسکے سب گناہ بخشدیے جائینگے اگرچہ کفِ دریا کے برابر ہون
روایت ہے کہ ایک مزدور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ دنیا نے مجھے چھوڑ دیا ہے
تنگدست اور محتاج اور عاجز ہوگیا ہون میری کیا تدبیر ہے آپ نے فرمایا کہ تو کدہر ہے ملائکہ کے اوس صلوۃ اور خلق کی اوس تسبیح سے
تو کیا بیخبر ہے جسکی بدولت وہ روزی پاتے ہین اوسنے عرض کیا کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا سُبحَانَ اللهِ وَبِحَمدِهٖ سُبحَانَ
اللهِ العَظِیمِ وَبِحَمدِهٖ اَستَغفِرُ اللهَ فجر کی نماز کے پہلے سو بار ورد پڑہا کر تاکہ دنیا خواہ نخواہ تیری طرف متوجہ ہوجاوے اور حق تعالے
ہر کلمہ سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ قیامت تک تسبیح کیا کرتا ہے اور اوسکا ثواب تجہے ملیگا اور فرمایا ہے کہ یہ کلمات باقیات صالحات
ہین سُبحَانَ اللهِ وَالحَمدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکبَرُ اور فرمایا کہ مین ان کلمات کو کہتا ہون اور جو چیزین گردش آفتاب کے
نیچے ہین اون سے بہت دوست رکہتا ہون اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک یہی چار کلمے سب کلمون سے بہتر ہین اور فرمایا ہے کہ دو کلمے
ہین کہ زبان پر سبک اور میزان مین گران ہین اور خدا کے نزدیک دوست اور محبوب ہین سُبحَانَ اللهِ وَبِحَمدِهٖ سُبحَانَ اللهِ العَظِیمِ
محتاجون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آخرت کا ثواب تو سب امیرون نے لے لیا اسواسطے کہ جو عبادت
ہم کرتے ہین وہ وہ بھی کرتے اور اوسکے علاوہ صدقہ بھی دیتے ہین اور ہم صدقہ نہین دے سکتے آپ نے فرمایا کہ تمہین محتاجی کے
سبب سے ہر تسبیح و تہلیل اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر امر معروف اور نہی منکر بھی اسیطرح سے صدقہ ہے اور اگر کوئی تم مین سے ایک لقمہ
اپنے عیال کے منہ مین دیتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اے عزیز جان تو کہ درویش کے حق مین تسبیح و تہلیل کی فضیلت اس سب سے زیادہ ہے
اوسکا دل دنیا کی ظلمت کے سبب سے تاریک نہین ہوتا اور بہت صاف ہوتا ہے ایک کلمہ جو وہ کہتا ہے اوس تخم کے مثل ہوتا ہے
جو پاک زمین مین ڈالا جاوے بہت اثر کرجاتا ہے اور بہت ثمرہ دیتا ہے اور جو ذکر کہ اوس دل مین ہوتا ہے جو دنیا کی خواہشون سے
بھرا ہوا ہے وہ ایسا ہے جیسے وہ بیج جو کہار زمین مین بویا جاوے کہ اوسکا اثر کمتر ہوتا ہے **درود شریف کا بیان** رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے خوشی کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے ظاہر تھے فرمایا کہ جبرئیل آئے تھے اور
پیغام لائے تھے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ کیا اس امر پر تم قناعت نہین کرتے کہ جو کوئی تمہاری امت مین سے تم پر ایکبار درود
بھیجے گا مین اوسپر دس بار رحمت بھیجونگا اور جو ایکبار سلام بھیجیگا مین دس بار اوسپر سلام بھیجونگا اور فرمایا کہ جو کوئی مجھپر درود بھیجتا ہے
تمام ملائکہ اوسپر درود بھیجتے ہین خواہ بہت درود بھیجین خواہ کم اور میرا بڑا مقرب وہ ہے جو مجھپر درود بہت بھیجے اور جو مجھپر ایکبار درود
بھیجتا ہے اوسکے واسطے دس نیکیان لکھی جاتی ہین اور دس برائیان اوس سے محو کرڈالی جاتی ہین اور فرمایا کہ جو کوئی کچھ لکھتا ہے
اور اوسمین مجھپر درود لکھتا ہے تو جبتک میرا نام اوسمین لکھا پاتے ہین ملائکہ اوسکے واسطے مغفرت طلب کیا کرتے ہین **استغفار کا**
بیان حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ قرآن شریف مین دو آیتین ہین کہ جو کوئی گناہ کرکے اون دونون آیتون کو
پڑھ کر استغفار کرے اوسکی توبہ قبول ہو اور اوسکا گناہ بخشدیا جاتا ہے وہ دو آیتین یہ ہین ایک وَالَّذِینَ اِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً اَو ظَلَمُوا اَنفُسَهُم
ذَکَرُوا اللهَ فَاستَغفَرُوا لِذُنُوبِهِم اور دوسری آیت یہ ہے وَمَن یَعمَل سُوٓءًا اَو یَظلِم نَفسَهٗ ثُمَّ یَستَغفِرِ اللهَ یَجِدِ اللهَ غَفُورًا رَّحِیمًا

اور حق تعالے نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرماتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی استغفار کریگا کسی رنج میں ہو خوش ہو جائیگا اور جہان سے اوسکے وہم و گمان میں بھی نہو روزی پائے گا اور فرمایا ہے کہ مین تمام دن ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا تو معلوم ہوا کہ اورونکو کسی وقت توبہ اور استغفار سے خالی رہنا نہ چاہیے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی سوتے وقت تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ کہے اوسکے سب گناہ بخشدیے جاتے ہین اگرچہ کثرت مین دریا کے کھین اور میدان کی ریت اور درخت کے پتون اور دنیا کے دنون کے برابر ہون اور فرمایا ہے کہ جو بندہ گناہ کرتا ہے اور خوب طہارت کرکے دو رکعت نماز پڑہتا ہے اور استغفار کرتا ہے اوسکا گناہ بخشدیا جاتا ہے

آداب دعا کا بیان اے عزیز جان تو کہ تضرع اور زاری سے دعا کرنا منجملہ تقربات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعا عبادتون کا مغز اور خلاصہ ہے اسکا سبب یہ ہے کہ عبادتون سے عبودیت مقصود ہے اور عبودیت اسی سے ہوتی ہے کہ بندہ اپنی شکستگی اور عاجزی اور خدا کی قدرت اور عظمت دیکھے اور جانے اور دعا مین یہ دونون باتین ہین اور تضرع اور زاری جسقدر زیادہ ہو بہتر ہے آٹھ ادب دعا مین نگاہ رکھنا چاہیے پہلا ادب یہ ہے کہ بزرگ وقتون مین دعا کرنے کی کوشش کرے مثلاً عرفہ رمضان مبارک جمعہ صبح کا وقت رات کا درمیان دوسرا ادب یہ ہے کہ بزرگ حالات کو نگاہ رکھے جیسے نمازیون کے جنگ کرنیکا وقت اور وقت باران اور نماز فریضہ کا وقت اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان وقتون مین آسمان کے دروازے کھولدیے جاتے ہین اسیطرح اذان اور تکبیر کے درمیان اور روزہ دار ہونے کی حالت مین اور اوسوقت جب دل بہت رقیق ہو اسواسطے کہ دل کی رقت در رحمت کھلنے کی دلیل ہے تیسرا ادب یہ ہے کہ دونون ہاتھ اوٹھائے اور آخر کو منہ پر اوتارے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالی اس بات سے بہت بزرگ ہے کہ جس ہاتھ کو اوسکی طرف اوٹھائین وہ اوسکو ایسے خالی پھیرے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دعا کریگا تین چیزون سے خالی نرہےگا یا اوسکا گناہ معاف ہوگی یعنی فرمایا جائیگا یا کوئی خیر اوسکے لیے جمع ہوگی یا آیندہ پہنچیگی چوتھا ادب یہ ہے کہ دعا مین دبدہا نکرے بلکہ دل اسی بات پر جمائے کہ خواہ نخواہ قبول ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ پانچوان ادب یہ ہے کہ دعا خشوع خضوع اور حضور قلب سے کرے اور دعا بار بار کرے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو دل غافل ہو اوسکی دعا نہین سنی جاتی چھٹا ادب یہ ہے کہ دعا مین الحاح اور تکرار کرے اور ... ہے دعا کرنا نہ چھوڑے یہ نہ کہے کہ بہت دفعہ مینے دعا کی اور قبول نہوئی اسواسطے کہ قبولیت کا وقت ... ہے اور اوسکی مصلحت خدا ... جب دعا قبول ہو تو یہ کہنا سنت ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور اگر جو کوئی ایک دن مین ... کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ ساتوان ادب یہ ہے کہ دعا سے پہلے تسبیح اور درود پڑھے اسلیے کہ ... ہون اور فرمایا ہے کہ جو ... یون فرماتے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَلِیِّ الْاَعْلَی الْوَهَّابِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر ... لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ... درود پڑھے گا اوسکی دعا مقبول ہوگی حق سبحانہ تعالی بڑا کریم ہے ایسا نہین کہ دو دعاؤن مین سے ایک

یعنی ورد و قبول فرمائے اور اصل مقصد مدنظر برلائے آٹھوان ادب یہ ہے کہ دعا سے پہلے توبہ کرے گناہون سے قدم باہر دھرے دل کو
بالکل خدا کے حوالے کر دے اسواسطے کہ اکثر دعاؤن کے رد ہونیکا سبب دل کی غفلت اور گناہون کی ظلمت ہوتی ہے حضرت کعب الاحبار
نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ مین کال پڑا حضرت موسی علیہ السلام اپنی تمام امت کے ساتھ تین مرتبہ دعای باران کے واسطے نکلے
دعا نہ قبول ہوئی وحی آئی کہ اے موسی تمہارے گروہ مین ایک غماز ہے جبتک وہ رہیگا مین دعا قبول نکرونگا حضرت موسی علیہ السلام
عرض کیا کہ خداوندا کون شخص ہے بتلا کہ مین اوسے نکالدون ارشاد ہوا کہ مین غمازی سے منع کرتا ہون خود کیونکر کرون حضرت موسی علیہ السلام
نے فرمایا کہ سب لوگ غمازی سے توبہ کرو غرض سبھون نے توبہ کی تب باران رحمت نازل ہوا مالک ابن دینار فرماتے ہین کہ ایک بار بنی اسرائیل
مین قحط پڑا لوگ بارہا دعاے باران کے واسطے گئے دعا نہ قبول ہوئی اونکے پیغمبر پر وحی آئی کہ ان لوگون سے کہہ کہ تم دعا کے واسطے
ایسی حالت مین نکلے ہو کہ تمہارے بدن نجس اور پیٹ حرام سے بھرے ہوئے ہین اور ہاتھ خون ناحق مین آلودہ ہین ایسے نکلنے سے
میرا غصہ تمپر اور زیادہ ہوا میرے سامنے سے دور ہو **متفرق دعاؤن کا بیان** اے عزیز جان تو کہ ماثورہ دعائین جو رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہین اور صبح شام اور مختلف نمازون کے بعد اوقات مختلف مین جنکا پڑھنا سنت ہے وہ دعائین بہت
ہین اونمین سے اکثر کتاب احیاء العلوم مین جمع کی ہین اور چند دعائین بہ قاعدہ کتاب ہدایۃ الہدایہ مین مذکور ہین جسے منظور ہو اون
کتابون مین سے یاد کرے اسواسطے کہ اس کتاب مین اون دعاؤن کا لکھنا طوالت کا سبب ہوگا اور اونمین سے اکثر دعائین مشہور ہین
اور ہر ایک کو یاد ہین چند دعائین جنکا حوادث اور امور مین پڑھنا سنت ہے اور لوگون کو کم یاد ہین وہ بیان کی جاتی ہین لوگ یاد کرلین
اور اونکے معنی سمجھ لین اور وقت پر پڑھا کرین اسواسطے کہ کسی وقت بندہ کو اپنے خالق سے غافل نہونا چاہیے اور تضرع اور دعا سے
خالی نہ رہنا چاہیے جب گھر سے باہر جائے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ
اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مسجد مین داخل ہونیکے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور داہنا قدم پہلے رکھے جب ایسی مجلس مین بیٹھے جہان [illegible]
باتین ہون تو یہ کہنا اوسکا کفارہ ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ عَمِلْتُ
سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ جب بازار جائے تو یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ جب نیا کپڑا پہنے تو یہ کہے
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْ هٰذَا الثَّوْبَ فَلَكَ الْحَمْدُ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ
جب نیا چاند دیکھے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ جب آندھی
آئے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا
اُرْسِلَتْ بِهٖ جب کسیکے مرنے کی خبر سنے تو یہ کہے سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ جب خیرات و
[illegible] تو یہ کہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ جب کچھ نقصان ہو تو یہ کہے عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ

جب کوئی کام نیا شروع کرے تو یہ کہے رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا جب آسمان کی طرف دیکھے تو یہ کہے
رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تَبَارَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا
وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا جب آسمان گرجنے کی آواز سنے تو یہ کہے سُبْحَانَ مَنْ يُّسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ جب مینہ
بجلی گرے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ پانی برستے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْهُ سُقْيًا هَنِيْئًا وَّصَيِّبًا نَافِعًا وَّاجْعَلْهُ سَبَبَ رَحْمَتِكَ وَلَا تَجْعَلْهُ سَبَبَ عَذَابِكَ غصہ کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَاَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ہیبت اور خوف کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ
مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَنَدْرَءُ بِكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ جب کہین درد ہو تو وہان ہاتھ رکھکر تین بار بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور سات بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ جب کوئی رنج ہو سچ پوچھے تو یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ جب کسی کام مین عاجز آجائے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ
اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ نَافِذٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ وَاَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ
وَاَعْطَيْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ
وَجِلَاءَ غَمِّيْ وَذَهَابَ حُزْنِيْ وَهَمِّيْ جب آئینہ دیکھے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَاَحْسَنَ خَلْقِيْ وَصَوَّرَنِيْ فَاَحْسَنَ صُوْرَتِيْ جب
کوئی غلام مول لے تو اوسکے ماتھے کے بال پکڑ کر یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَ
شَرِّ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ سوتے وقت یہ کہے رَبِّ بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِاسْمِكَ اَرْفَعُهٗ هٰذِهٖ نَفْسِيْ اَنْتَ تَتَوَفّٰهَا لَكَ
مَحْيَاهَا وَمَمَاتُهَا اِنْ اَمْسَكْتَهَا فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ جب جاگے تو یہ کہے
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالسُّلْطَانُ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ وَالْعِزَّةُ
وَالْقُدْرَةُ لِلّٰهِ اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَدِيْنِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

دسوین اصل ترتیب اوراد کے بیان مین

یعزیز جان تو کہ جو کچھ عنوان مسلمانی مین بیان ہوا اوس سے یہ عیان ہوا کہ آدمی کو اس عالم مسافرت مین کہ خاک و آب ہے تجارت کے لئے
بھیجا ہے نہین تو اوسکی روح کی حقیقت علوی ہے وہین سے آئی ہے وہین جائیگی اور اس تجارت مین اوسکی عمر اوسکی پونجی ہے اور یہ پونجی
ہمیشہ گھٹتی جاتی ہے اگر اس سے ہر دم کا فائدہ نہ لیگا تو پونجی ضائع ہو جائیگی اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیہ اوسکی مثال اوس شخص کے مانند ہے کہ جسکا سرمایہ برف ہو اور گرمی کے موسم مین بیچتا ہو اور کہتا ہو کہ اے
مسلمانون اوس شخص پر مہربانی کرو جسکا سرمایہ پگھلا جاتا ہو اسیطرح ہمیشہ عمر کا سرمایہ پگھلا کرتا ہے اسواسطے کہ تمام عمر گنتی کے چند انفاس ہین
جنکا حساب و شمار خدا ہی جانتا ہے تو جن لوگون نے اس کام کا خطرہ اور انجام دیکھا وہ اپنے دلون کی نگہبانی کرتے تھے اور

حصول سعادت ابدی کے قابل ایک کو ہر سمجھے اور اوس کو ہر پیر اوس سے زیادہ تر مہربان تھے جتنا کوئی سرمایہ زر وسیم پر مہربان ہو اور شفقت
اسطرح تھی کہ رات دن کی اوقات کو اونہون نے نیکیون پر تقسیم کیا تھا اور ہر چیز کا ایک ایک وقت مقرر کیا تھا اور اوراد و وظائف جدا جدا
معین کیے تاکہ اونکا کوئی وقت بیکار نجائے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ آخرت کی سعادت اوسیکو حاصل ہوگی جو دنیا سے جائے اور خدا کی
محبت اور اونس اوسپر غالب ہو اور یہ اونس مداومت ذکر کے بغیر نہین حاصل ہوتا اور محبت بے معرفت نہین ہوتی اور معرفت بے تفکر
حاصل نہین ہوتی تو ذکر و فکر کی مداومت تخم سعادت ہے اور ترک دنیا اور ترک شہوات و معاصی اسواسطے ہوتا ہے تاکہ آدمی ذکر و فکر کی
فراغت پائے اور ذکر دائمی کے دو طریقے ہین ایک تو یہ کہ اللہ اللہ ہمیشہ دل سے کہا کرے زبان سے نہین بلکہ دل سے بھی نہ کہے کہ دل
سے کہنا بھی نفس کی بات ہے بلکہ ہمیشہ اسطرح مشاہدہ کرتا رہے کہ کبھی غافل ہی نہو یہ امر بہت دشوار ہے اور اپنے دل کو ہر وقت ایک حالت پر
رکھنا ہر ایک کا کام نہین اکثر خلق کو اس سے رنج و ملال ہوتا ہے اسواسطے مختلف اوراد مقرر کیے گئے بعضے تمام بدن سے جیسے نماز بعضے
فقط زبان سے جیسے قرآن اور تسبیح پڑہنا بعضے دل سے جیسے فکر کرنا کہ دل کو ملال نہو کیونکہ ہر وقت نیا شغل ہوگا اور ایک حالت سے دوسری
حالت کی طرف منتقل ہونا ایک تو خوشی کا باعث ہوتا ہے دوسرے جو اوقات ضروریات دنیوی مین صرف کرنا چاہیے اونمین تمیز اور فرق حاصل
ہوتا ہے اور اصل یہ ہے کہ آدمی اگر اپنے تمام اوقات آخرت کے کامون مین نہ صرف کرسکے تو اکثر اوقات صرف کرے تاکہ نیکیون کا پلہ جہک جائے
کیونکہ اگر ایک نصف اوقات دنیا مین اور مباحات سے متمتع ہونے مین صرف کریگا اور دوسرا نصف کار آخرت مین تو اس امر کا خوف ہے کہ وہ
عشر پلہ جہک جائے اسواسطے کہ طبیعت اوسی چیز کی یاور اور مددگار ہوتی ہے جو مقتضائے طبع ہے اور دل کو دین کے کامون مین لگانا
طبیعت کے خلاف ہے اور کار دین مین خلوص مشکل ہے اور جو کام بے خلوص ہو وہ بیفائدہ ہے تو اعمال کی کثرت چاہیے تاکہ اونمین سے
ایک تو خلوص کے ساتھ ہو تو اکثر اوقات دین کے کام مین رہنا چاہیے اور دنیا کے کام اوسکی تبعیت مین کرنا چاہیے اسیواسطے حقتعالی
نے ارشاد فرمایا ہے وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ اور فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا وَمِنَ اللَّيْلِ
فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا اور فرمایا كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ان سب آیتون مین یہی اشارہ ہے کہ اکثر اوقات یاد الٰہی
کرنا چاہیے اور یہ امر بے اسکے کہ آدمی دن رات کے وقتون کو تقسیم کرے ٹہیک نہین ہوتا تو تقسیم کا بیان ضرور ہوا دن کے اوراد کا
بیان اے عزیز جان تو کہ دن کے پانچ اوراد ہین پہلا ورد صبح سے طلوع آفتاب تک ہے یہ ایسا مبارک اور بزرگ وقت ہے کہ حق تعالی نے
اسکی قسم یاد فرمائی اور ارشاد کیا وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور فَالِقُ الْإِصْبَاحِ یہ سب آیتین اسوقت کی عظمت
اور بزرگی مین وارد ہین چاہیے کہ آدمی اسوقت اپنے تمام انفاس کی نگہبانی کرے جب خواب سے بیدار ہو تو کہے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ آخر تک یہ دعا پڑہے اور کپڑے پہنکر ذکر و دعا مین مشغول ہو کپڑے پہننے مین ستر عورت اور تعمیل
حکم کی نیت کرے ریا و رعونت سے حذر کرے پہر پاخانے جائے اور بایان پاون پہلے رکہے وہان سے نکلکر جیسا اوپر بیان ہوا ہے سب
دعاؤن اور اذکار سمیت وضو اور مسواک کرے پہر فجر کی نماز سنت گھر مین پڑہ کر مسجد مین جائے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی
کرتے تھے اور وہ دعا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کی ہے سنت کے بعد پڑہے وہ دعا کتاب بدایۃ الہدایہ مین کو ہی

دیکھکر یاد کرے پھر آہستہ مسجد کو جاوے اور داہنا پاؤن پہلے رکھے اور مسجد مین داخل ہونے کی دعا پڑھے اور پہلی صف کا قصد کرے اور
اور فجر کی سنت پڑھے اگر گھر مین سنت پڑھ چکا ہے تو نماز تحیۃ المسجد پڑھے اور جماعت کی انتظار مین بیٹھے اور تسبیح اور استغفار مین مشغول ہو
اور نماز فرض پڑھ کر طلوع آفتاب تک مسجد مین بیٹھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طلوع آفتاب تک مسجد مین
بیٹھنے کو چار بندے آزاد کرنے سے مین زیادہ دوست رکھتا ہون آفتاب طلوع ہونے تک چار چیزون مین یعنی دعا اور تسبیح اور تلاوت قرآن
اور تفکر مین مشغول رہے نماز فرض کا سلام پھیر کر دعا شروع کرے اور یہ کہے اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد وسلم اللّٰھم انت
السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام
پھر ادعیہ ماثورہ پڑھنا شروع کرے دعاؤن کی کتاب سے یاد کرے جب دعاؤن سے فارغ ہو تو تسبیح و تہلیل مین مشغول ہو ہر ایک کو
سو بار یا ستر دفعہ یا دس مرتبہ کہے اور جب دس ذکر دس بار ہونگے تو سو مرتبہ ہو جاویگا اس سے کم نچاہیے ان دس ذکر کے فضائل بیان
بہت احادیث وارد مین طول کے خیال سے ہم نے ان حدیثون کو نہین ذکر کیا پہلا ذکر یہ ہے لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر دوسرا ذکر لا الٰہ الا اللّٰہ الملک
الحق المبین تیسرا ذکر سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم
چوتھا ذکر سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہ پانچوان ذکر سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح
چھٹا ذکر استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واسئلہ التوبۃ ساتوان ذکر یا حی یا قیوم برحمتک استغیث
لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ آٹھوان ذکر اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت
ینفع ذا الجد منک الجد نوان ذکر اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد دسوان ذکر بسم اللّٰہ الذی لا یضر مع اسمہ
شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم ان دسون کلمون کو دس دس بار کہے یا جسقدر ہو سکے اسقدر کہے
ہر ایک کی فضیلت جدا ہے اور انس ولذت علحدہ ہے اسکے بعد قرآن پڑھنے مین مشغول ہو اگر قرآن نہین پڑھ سکتا تو قوارع قرآن
مثلاً آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور شہد اللہ اور قل اللھم مالک الملک اور سورہ حدید کا شروع اور سورہ حشر کا آخر یاد کرکے پڑھا کرے
اگر ایسی چیز پڑھا چاہے جو ذکر اور دعا اور قرآن کی جامع ہے تو ابراہیم تیمی کو حضرت خضر علیہ السلام نے مکاشفہ مین جو سکھایا ہے وہ
پڑھے اسمین بڑی فضیلت ہے اوسے مسبعات عشر کہتے مین وہ دس چیزین ہین کہ ہر ایک سات بار پڑھی جاتی ہین الحمد للہ قل
اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس قل ہو اللہ قل یا ایہا الکافرون آیۃ الکرسی یہ چھہ چیزین قرآن مین سے ہین اور چار ذکر ہین
ایک سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر دوسرا اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد وسلم
تیسرا اللّٰھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات چوتھا اللّٰھم اغفر لی ولوالدی وافعل بی وبھم عاجلا وآجلا فی الدنیا
والآخرۃ ما انت لہ اھل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اھل انک غفور رحیم ان مسبعات عشر کی فضیلت مین ایک بڑی
حکایت ہے احیاء العلوم مین مذکور ہے جب اس سے فارغ ہو تو تفکر مین مشغول ہو تفکر کی بہت سی صورتین ہین اس کتاب کے اخیر مین

اونکا ذکر آئیگا لیکن جو تفکر کرنا ہر روز ضرور ہے وہ یہ ہے کہ موت اور اجل کے نزدیک ہونیکا تفکر کرے اور اپنے دل مین کہے کہ یہ امر ممکن ہے اجل مین ایکدن سے زیادہ نہ باقی رہا ہو اس تفکر کا بڑا فائدہ ہے اسواسطے کہ خلق جو دنیا کی طرف متوجہ ہے فقط درازی امید سے متوجہ ہے اگر اس بات کا یقین کامل ہو جائے کہ ایک مہینے یا ایک برس مین مرجائینگے تو جس امر دنیوی مین مشغول ہین اوس سے دور بھاگین اور ایک دن مین مرجانا ممکن ہے باینہمہ لوگ ایسے کامون کی تدبیر مین مشغول ہین جو دس برس تک کام آئے اسیواسطے حقتعالے نے فرمایا ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وَّاَنْ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُھُمْ جب دلکو صاف کر کے آدمی یہ تامل کریگا زاد آخرت مہیا کر نیکی رغبت دل مین پیدا ہوگی اور چاہیے کہ یون فکر کرے کہ آجکے دن کتنی نیکیان اوس سے میسر ہو سکتی ہین اور کتنے گناہون سے پرہیز کر سکتا ہے اور ایام گذشتہ مین کیا کیا تقصیرین کین ہین جنکا تدارک کرنا ضرور ہے ان سب باتون کو تفکر و تدبیر کی احتیاج ہے اگر کسی کو کشف حاصل ہو تو ملکوت آسمان و زمین اور اونکے عجائبات دیکھے بلکہ جلال و جمال الٰہی ملاحظہ کرے یہ تفکر سب عبادات اور تفکرات سے بہتر ہے اسواسطے کہ اسکی بدولت حقتعالی کی عظمت دل پر غالب ہوتی ہے اور جب تک عظمت نہ غالب ہو محبت کا غلبہ نہین ہوتا اور کمال محبت مین کمال سعادت ہے لیکن ہر ایک کو یہ امر نہین حاصل ہوتا تو اسکے عوض مین خدا کی نعمتین جو اوسکے شامل حال ہین سوچے اور اون مصیبتونکا تفکر کرے جو اس جہان مین ہین اور اونسے وہ محفوظ ہے مثلاً بیماری محتاجی وغیرہ تاکہ سمجھے کہ شکر میرے اوپر واجب ہے اور شکر اسطرح ادا ہوگا کہ احکام بجالائے اور گناہون سے دور رہے الغرض ایک ساعت ان فکرون مین رہے کہ طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک فجر کی سنت و فرض کے سوا اور کوئی نماز درست نہین ہے اوسکے عوض مین ذکر و فکر ہے دوسرا اور د طلوع آفتاب سے وقت چاشت تک ہے اگر ممکن ہو تو جبتک آفتاب ایک نیزہ بلند ہو مسجد مین توقف کرے اور تسبیح مین مشغول رہے جب وقت کراہت گذر جائے تو دو رکعت نماز پڑہے پھر دن چڑہے نماز چاشت افضل ہے اوسوقت چار یا چھہ یا آٹھہ رکعت نماز پڑہے کہ یہ سب منقول ہین یا جب آفتاب بلند ہو تو دو رکعت نماز پڑہ کر اون نیک کامون مین جو خلق اللہ سے متعلق ہین مشغول ہو جیسے بیمار پرسی کرنا جنازے کے ساتھ جانا مسلمانون کا کام نکالنا علما کی محفل مین حاضر ہونا تیسرا ورد وقت چاشت سے ظہر کی نماز تک ہے یہ ورد لوگون کے حق مین مختلف ہے اور چار حالتون سے خالی نہین پہلی حالت یہ ہے کہ آدمی تحصیل علم کی قدرت رکہتا ہو تو کوئی عبادت اس سے بہتر نہین بلکہ ایسے شخص کو لازم ہے کہ نماز فجر سے فارغ ہوتے ہی علم سیکھنے مین مشغول ہو مگر ایسا علم پڑہے جو آخرت مین کام آئے نافع آخرت وہ علوم ہین جو رغبت دنیا کو ضعیف اور رغبت آخرت کو قوی کرین علمون کے عیوب اور آفتون کو کھول دین اور اخلاص کیطرف بلائین لیکن جھگڑے مخالفت غصہ تواریخ قصص کا علم جو انشا آرائی اور سجع سے ملا ہوا ہے دنیا کی حرص کو اور زیادہ کرتا ہے اور غرور اور حسد کا تخم دل مین بوتا ہے تو وہ علم نافع احیاء العلوم اور جواہر القرآن اور اس کتاب مین مذکور ہے سب علمون سے پہلے اوسے حاصل کرے دوسری حالت یہ ہے کہ آدمی تحصیل علم کی قدرت نہین رکھتا لیکن ذکر تسبیح عبادت مین مشغول ہو سکتا ہے تو یہ عابدون کا درجہ ہے اور بڑا مقام ہے خصوصاً جب ایسے ذکر مین مشغول ہو سکے جو دل پر غالب ہو اور دل مین گھر کرے اور لازم ہو جائے تیسری حالت یہ ہے کہ ایسے کام مین جس سے خلق کو راحت و آرام ہو مشغول ہو وے

جیسے صوفیون فقیہون فقیرون کی خدمت کرنا یہ نفل نمازون سے افضل ہے کہ یہ عبادت بھی ہے اور مسلمانون کی راحت بھی اور عبادت
اونکی معاونت بھی اور ان لوگون کی دعا کی برکت مین بڑا اثر ہے چوتھی حالت یہ ہے کہ اس کام پر بھی نہ قادر ہو کہ اپنے لیے اور اپنے
عیال و اطفال کے واسطے کسب مین مشغول ہوتا ہے تو اگر کسب مین امانت کرے اور خلق اوسکے دست و زبان سے سلامت رہے
اور دنیا کی حرص اوسکو زیادہ طلبی مین نہ ڈال دے اور کفایت کی قدر پر قناعت کرے تو وہ شخص بھی اگر منجملہ سابقین مقربین نہوگا
مگر عابدون مین داخل ہوگا اور اصحاب الیمین کے درجے پر پہونچیگا اور درجۂ سلامت کو لازم پکڑنا کمترین درجات سے ہے جو شخص ان
چارون حالتون مین سے کسی ایک حالت مین اپنی اوقات نہ صرف کریگا وہ ہالکین مین سے ہے اور شیطان کے تابعین مین سے
چھٹا ورد وقت زوال سے نماز عصر کے وقت تک ہے وقت زوال سے پہلے قیلولہ کرنا چاہیے اسواسطے
کہ قیلولہ رات کی نماز کے واسطے ایسا ہے جیسے روزہ کے واسطے سحر کھانا اگر رات کو عبادت نکرنا ہو تو قیلولہ مکروہ ہے اسواسطے کہ بہت
سونا مکروہ ہے جب قیلولہ سے بیدار ہو تو چاہیے کہ وقت کے پیشتر طہارت کرے اور یہ کوشش کرنا چاہیے کہ مسجد مین پہونچکر اذان
سنے اور نماز تحیۃ المسجد پڑھے اور موذن کے جواب دے اور فرض کے پہلے چار رکعت نماز پڑھے اور طول دے اسواسطے کہ رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم یہ چار رکعتین لمبی پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسوقت آسمان کے دروازے کھولے ہین حدیث شریف مین
ہے کہ جو کوئی یہ چار رکعت نماز پڑھتا ہے ستر ہزار فرشتے اوسکے ساتھ نماز پڑھتے ہین اور رات تک اوس نماز پڑھنے والے کے واسطے
دعاے مغفرت کیا کرتے ہین پھر امام کے ساتھ فرض پڑھے اور دو رکعت سنت اور پڑھے اور عصر کی نماز تک علم سکھانے یا مسلمان کی
مدد کرنے یا ذکر یا تلاوت قرآن یا بقدر حاجت حلال کی کمائی کرنے کے سوا اور کسی امر دنیوی مین نہ مشغول ہو یا نچوان ورد عصر کی نماز
سے غروب آفتاب تک ہے چاہیے کہ عصر کی نماز کے پہلے سے مسجد مین آوے اور چار رکعت نماز پڑھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے اوسپر رحمت فرماتا ہے جو فرض عصر کے پہلے چار رکعت نماز پڑھتا ہے جب نماز فرض سے فارغ ہو
جو ہم بیان کر چکے ہین اون کامون کے سوا اور کسی امر دنیوی مین نہ مشغول ہو پھر نماز مغرب کے پہلے سے مسجد مین جاوے اور تسبیح
و استغفار مین دل لگاوے اسواسطے کہ اسوقت کی بزرگی بھی صبح کے وقت کے برابر ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا اسوقت والشمس والليل قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑھنا چاہیے اور آفتاب
ڈوبتے وقت استغفار مین ہونا چاہیے غرضکہ اوقات منضبط اور منقسم ہین اور ہر وقت وہ کام کرے جو مقتضاے وقت ہو کیونکہ
برکت عمر ظاہر ہوتی ہے اور جس شخص کے اوقات فرو گذاشت ہونگے کہ ہر وقت کیا اتفاق ہوا اوسکی اکثر عمر رایگان جاوے گی
رات کے تین اوراد ہین پہلا ورد مغرب کی نماز سے عشا کی نماز تک ہے اور ان دونون نمازون کے درمیان مین جاگتے
رہنے کی بڑی فضیلت ہے حدیث شریف مین وارد ہے کہ آیہ کریمہ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ اسی بارہ مین نازل ہوئی ہے
چاہیے کہ عشا کی نماز تک نماز ہی مین مشغول رہے بزرگ لوگون نے دنکو روزہ رکھنے سے زیادہ اس امر کو افضل رکھا ہے اور اسوقت
کا نہین جکھا ہے اور وتر سے فارغ ہو کر گپ شپ لہو و لعب مین نہ مشغول ہو کہ سب اعمال اور اشغال کا خاتمہ اسی پر ہوتا ہے اعمالکا مدار

انجام کار خیر پر ہونا چاہیے دوسرا ورد سونا ہے ہرچند خواب عبادات سے نہین ہے لیکن اگر آداب وسنن سے آراستہ ہو تو منجملہ عبادات ہے سنت یہ ہے کہ قبلہ رو سوئے پہلے داہنی کروٹ ہوئے جسطرح مردہ کو لحد مین سلاتے ہین خواب کو موت کا برادر اور بیداری کو حشر کے برابر سمجھے اور ممکن ہے کہ جو روح خواب مین قبض ہوجاتی ہے وہ نہ پھرے تو چاہیے کہ کار آخرت درست ہون باضیلو کر طہارت کے ساتھ سوئے اور توبہ کرکے عزم بالجزم کرے کہ اگر جاگونگا تو پھر گناہ نہ کرونگا اور تکیہ کے نیچے وصیت نامہ رکھے اور تکلف سے اپنے تئین نہ سلائے اور نرم بچھونا نہ بچھائے کہ نیند غالب ہوجائے اسواسطے کہ سونا عمر کو بیکار کھونا ہے دن رات مین آٹھہ گھنٹے سے زیادہ نہ سونا چاہیے کہ یہ چوبیس گھنٹے کا تیسرا حصہ ہوتا ہے اسواسطے کہ جب ایسا کریگا تو اگر ساٹھہ برس کی عمر پائیگا تو اومین سے بیس برس کا زمانہ سوتا ہی مین ضائع ہوجائیگا اس سے زیادہ نہ ضائع کرنا چاہیے پانی اور مسواک اپنے ہاتھہ سے رکھہ لے تاکہ رات کو یا صبح سویرے نماز کے واسطے اوٹھے قیام شب کا یا صبح اوٹھنے کا قصد کرے کہ جب یہ قصد کریگا تو اگر نیند غالب بھی ہوجائے اور یہ شخص وقت سے زیادہ بھی سوجائے تو بھی ثواب حاصل ہوگا اور جب زمین پر پہلو رکھے تو کہے بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِاسْمِكَ اَرْفَعُهُ جیسا دعا مین مذکور ہوا ہے اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور تبارک الذی پڑھے تاکہ ذکر اور طہارت کے عالم مین سوجائے جو شخص اسطرح سوتا ہے اوسکی روح کو عرش پر لیجاتے اور جبتک جاگے اوسکو نمازگزار دن مین لکھتے ہین تیسرا ورد تہجد ہے اور وہ نماز شب ہے سوا اوٹھکر آدہی رات کو اسواسطے کہ پچھلی آدہی رات کو دو رکعت نماز پڑہنا اور بہت نمازون سے بہتر اور افضل ہے اسواسطے کہ اوسوقت دل صاف ہوتا ہے اور دنیا کا کوئی شغل نہین ہوتا رحمت الٰہی کے دروازے کھلے ہوتے ہین رات کی نماز کے فضائل مین بہت سی حدیثین وارد ہین کتاب احیاء العلوم مین وہ حدیثین مذکور ہین غرض کہ دن رات کے ہر وقت مین ایک کام مقرر اور معلوم ہونا چاہیے اور کسیوقت کو بیکار نہ کھونا چاہیے جب ایک شبانہ روز ایسا کیا تو آخر عمر تک ہر روز ایسا ہی کیا کرے اگر اوسپر یہ دشوار ہو تو بڑی امید نہ رکھے اپنے دل مین یہی کہے کہ آجکے دن تو ایسا کرون شاید آج ہی کی رات مرجاؤ اور آجکی رات توبہ کرلون شاید کل ہی مرجاؤن اور ہر روز ایسا ہی سمجھا کرے جب مداومت اوراد سے ماندہ ہوجائے تو اپنے تئین سفر مین سمجھے اور آخرت کو اپنا وطن جانے سفر مین رنج مسافرت ہوتے ہین لیکن فراغت اور آسودگی اسمین ہے کہ مسافر جلدی قدم اوٹھائے اور اپنے وطن مین آرام پائے عمر کی مقدار ظاہر اور ہویدا ہے کہ عمر جاودانی جو آخرت مین ملے گی اوسکی نسبت کتنی ہے اور کیا ہے اگر کوئی شخص دس برس کی راحت کے واسطے ایک سال رنج اور اذیت کھینچے تو کیا عجب ہو اگر پھر لاکھہ برس بلکہ ہمیشہ کی راحت کے واسطے سو برس رنج اور اذیت کھینچنا مقام تعجب کب ہے فقط اس آنمار کا بفضلہ تعالیٰ انجام ہوا یعنی

اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیاء سعادت کا رکن عبادات تمام ہوا

اسکے بعد رکن معاملات کی ابتدا ہو انشاء اللہ تعالیٰ

عنقریب افاضۂ استفادہ ہے مع انتقا

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۤءٌ

ہادی حق کا احسان کہ بادیہ ضلالت کی آوارون کو صراط مستقیم نجات اخروی پر ہدایت فرمائی

شافی مطلق کی قربان کہ مرض شقاوت کی گرفتارون کو صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ



حسب ارشاد کریم عالی ہمت رئیس والا نہمت قدرشناس ہر جلد و اصع جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع اودھ اخبار لکھنؤ بخشیدہ

حکیم بیت الشفای خاندان والا قدر زمرہ قادر افتخار علمای مستند حضرت مولانا محمد فخر الدین احمد قاسم گستری

الحمد للہ تعالیٰ یہ کتاب بتائید ربانی بکشور ایسا ہوا کہ وہ مسافر فضا کو پایا و تو ماشاء اللہ

مطبع منشی نولکشور میں منطبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

دوسرا رکن معاملات کے بیان مین

اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین دوسری اصل نکاح کے آداب مین تیسری اصل کسب اور تجارت کے آداب مین چوتھی اصل طلب حلال کے بیان مین پانچوین اصل بندگان خدا کے ساتھ صحبت رکھنے کے آداب مین چھٹی اصل گوشہ نشینی کے آداب مین ساتوین اصل سفر کے آداب مین آٹھوین اصل راگ اور حال کے آداب مین نوین اصل امر معروف اور نہی منکر کے آداب مین دسوین اصل حکومت اور ملک داری کے آداب مین ہے

پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ راہ عبادت بھی عبادت مین سے ہے اور زاد راہ بھی منجملہ راہ ہے تو راہ دین کو جس چیز کی حاجت ہے وہ بھی دین مین سے ہوتی ہے اور راہ دین کو کھانا کھانے کی حاجت ہے اسواسطے کہ خدا کا دیدار سب سالکون کا مقصود ہے اوسکا تخم علم وعمل ہے اور علم وعمل کی مداومت بے بدن سلامت رہے محال ہے اور بدن کی سلامتی بے کھانے پینے کے ممکن نہین ملا راہ دین کے واسطے کھانا کھانے کی ضرورت ہے تو یہ بھی دین مین سے ہوگا اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا کُلُوا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا کھانے اور اچھا کام کرنے کو اس آیہ مین حق سبحانہ تعالی نے جمع کیا تو جو کوئی اسواسطے کھانا کھائے کہ تجھے علم وعمل کی قوت اور آخرت کی راہ چلنے کی قدرت ہو اوسکا کھانا بھی عبادت ہوگا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو ہر چیز پر ثواب ہوتا ہے یہانتک کہ اوس لقمہ پر بھی جو وہ اپنے منہ مین رکھے یا اپنے اہل وعیال کے منہ مین دے [illegible]

اسواسطے فرمایا کہ ان سب کامون سے زاد آخرت ہی مسلمان کو مقصود ہوتی ہے اور کھانا کھانا زاد دین سے ہے اسکی علامت یہ ہے کہ آدمی حرص سے نکھائے حلال کی کمائی سے بقدر حاجت کھائے اور کھانے کے آداب ملحوظ رکھے کھانا کھانیکے آداب اے عزیز جان تو کہ کھانا کھانے مین کئی امر سنت ہین بعضے کھانے کے پہلے ہین بعضے بعد بعضے درمیان مین جوامر کھانے سے پہلے مسنون ہین اونمین سے پہلا یہ ہے کہ ہاتھ منہ دہوئے اسواسطے کہ کھانا کھانا جب زاد آخرت کی نیت سے ہو تو مین عبادت ہے پہلے ہاتھ منہ دہونا وضو کے مانند ہے اور ہاتھ منہ پاک بھی ہوجاتے ہین حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی کھانے کے پہلے ہاتھ دہویا کریگا وہ افلاس اور تنگدستی سے بے فکر رہیگا دوسرا یہ کہ کھانا دسترخوان پر رکھے خوان پر نہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اسواسطے کہ سفرہ سفر یاد دلاتا ہے اور سفر دنیا سفر آخرت یاد دلاتا ہے اور دسترخوان پر کھانا فروتنی سے بھی ملا ہوا ہے اگر خوان پر کھانا رکھکر کھائیگا تو بھی درست ہے اسواسطے کہ اس امر کی نہی نہین آئی ہے لیکن دسترخوان پر کھانا اگلے بزرگون کی عادت تھی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دسترخوان ہی پر کھانا نوش فرمایا ہے تیسرا یہ کہ اچھی طرح بیٹھے داہنا زانو اوٹھاکر بائین پھلی دباکر بیٹھے تکیہ لگاکر نہ کھائے اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین تکیہ لگاکر کھانا نہین کھاتا اسلیے کہ مین بندہ ہون بندون کیطرح بیٹھتا ہون اور بندون کے طور سے کھاتا ہون چوتھا یہ کہ یہ نیت کرے کہ قوت عبادت کے واسطے کھاتا ہون خواہش کے واسطے نہین ابراہیم ابن شیبان نے کہا کہ اسّی برس ہوئے کوئی چیز مین نے خواہش کیواسطے نہین کھائی اس نیت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ تھوڑا کھانیکا قصد کرے اسواسطے کہ بہت کھاجانا آدمی کو عبادت سے باز رکھتا ہے اسلیے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ چھوٹے چھوٹے چند لقمے جو آدمی کی پیٹھ سیدھی رکھین بس ہین اگر اسپر قناعت نہو سکے تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے واسطے ہے ایک تہائی پانی کے لیے ایک تہائی سانس لینے کو ہے یعنی دو حصہ پیٹ کھانے پانی سے بھرے اور ایک حصہ سانس لینے کو خالی رکھے پانچوان یہ کہ جب تک بھوکا نہو کھانے مین ہاتھ نڈالے کھانے سے پہلے جو چیزین سنت ہین اونمین سے بہترین سنت بھوک ہے اسواسطے کہ بھوک سے پہلے کھانا مکروہ بھی ہے اور مذموم بھی جو کوئی کھانے مین ہاتھ ڈالتے وقت بھی بھوکا ہوتا ہو اور کھانے سے ہاتھ کھینچتے وقت بھی بھوکا رہتا ہو وہ طبیب کا ہرگز محتاج نہوگا چھٹا یہ کہ جو کچھ حاضر ہو اوسپر قناعت کرے عمدہ کھانا نڈھونڈھے اسواسطے کہ مسلمان کو قوت عبادت کی حفاظت مقصود ہوتی ہے نہ کہ عیش وعشرت اور روٹی کی تعظیم سنت ہے اسواسطے کہ آدمی کی بقا اوسی سے ہے اور روٹی کی بڑی تعظیم یہ ہے کہ اوسے سالن وغیرہ کے انتظار مین نرکھین بلکہ نماز کے انتظار مین بھی نہ رکھین جب روٹی حاضر ہو تو پہلے اوسے کھالین پھر نماز پڑہین ساتوان یہ کہ جس کیسکے ساتھ آدمی کھاتا ہے جب تک وہ نہ آئے تب تک کھانے مین ہاتھ نڈالے کہ تنہا کھانا اچھا نہین اور کھانے مین جتنے زیادہ ہاتھ ہوتے ہین اوتنی ہی برکت بھی زیادہ ہوتی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا اکیلے خاصہ ہرگز تناول نہ فرماتے تھے کھانے کے وقت کے آداب یہ ہین کہ اول بسم اللہ کہے آخر کو الحمد للہ اور بہتر یہ ہے کہ پہلے نوالے مین کہے بسم اللہ دوسرے مین بسم اللہ الرحمن تیسرے مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم اور زور سے کہنا چاہیے کہ اور ون کو بھی یاد آجائے اور داہنے ہاتھ سے کھائے نمک سے شروع کرے اور نمک ہی پر تمام کرے اسواسطے کہ یہ حدیث شریف مین آیا ہے تاکہ وہ پہلی ہی حرص کو بانیطور توڑے کہ خواہش کے برخلاف ایک لقمہ لے چھوٹا نوالا اوٹھائے اور خوب چبائے جبتک پہلا نوالہ نہ نگل جائے دوسرے لقمہ پر ہاتھ نہ بڑہائے اور کسی کھانے کا عیب نکرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کا ہرگز عیب نہ کرتے اگر اچھا ہوتا نوش فرماتے ورنہ ہاتھ روک لیتے اور اپنے سامنے سے کھائے مگر طباق کے ادھر اودہر سے میوہ لیکر کھانا درست ہے کہ وہ انواع واقسام کا ہوتا ہے اور ثرید کو پیالہ کے بیچ سے نکھائے کنارے سے کھائے اور روٹی کو بیچ سے نکھائے بلکہ کنارہ سے لے اور گرد سے توڑ توڑ کر کھائے چھری سے روٹی اور گوشت کے ٹکڑے نکرے پیالہ وغیرہ جو چیز کھانے کی نہین ہے روٹی پر نرکھے روٹی مین ہاتھ نپوچھے جو نوالہ وغیرہ ہاتھ سے گر پڑے اوسے اوٹھالے اور صاف کرکے کھالے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ اگر چھوڑ دیگا تو شیطان کے واسطے چھوڑا ہوگا اونگلی پہلے منہ سے چاٹے پھر اپنے کسی کپڑے سے پونچھ ڈالے تاکہ کھانا کھانے کا نشان ہوجائے کیونکہ شاید اوسمین برکت باقی ہو گرم کھانے مین پھوکے نہین بلکہ تامل کرے وہ ٹھنڈا ہوجائے اگر خرما کھائے یا زردآلو یا جو چیز شمار کرنے کے لائق ہو تو طاق کھائے سات یا گیارہ یا اکیس تاکہ اوسکے سب کام خدائے تعالی کے ساتھ مناسبت پیدا کرین کیونکہ خدا طاق ہے اوسکا جوڑا نہین اور جس کام کے ساتھ خدا کا ذکر کسی طرح سے نہو وہ کام باطل اور بیفائدہ ہوگا تو اسی سبب سے طاق جفت سے اولی ہے کہ حق سے مناسبت رکھتا ہے خرمے کی گٹھلی خرمے کے ساتھ ایک طباق مین اکٹھا نہ کرے اور ہاتھ مین بھی نہ لیے رہے علی ہذا القیاس ہر ایک چیز جسکا ثفل پھینکتے ہون کھانا کھانے مین بہت پانی نہ پیے **پانی پینے کے آداب** یہ ہین کہ پانی کا برتن داہنے ہاتھ مین لے اور بسم اللہ کہے اور آہستہ پیے کھڑے لیٹے نہ پیے پہلے دیکھ لے کہ اوسمین تنکا یا کیڑا نہو اگر ڈکار آئے تو کوزہ کی طرف سے منہ پھیر لے اگر ایک دفعہ سے زیادہ مین پیا جاتا ہے تو تین دفعہ کرکے پیے ہر بار بسم اللہ اور آخر مین الحمد للہ کہے اور کوزہ کے نیچے دیکھتا رہے تاکہ پانی کہین نہ ٹپکے جب پی چکے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَہٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا **کھانے کے بعد کے آداب** یہ ہین کہ پیٹ بھرنے سے پہلے ہی ہاتھ کھینچے اور اونگلی کو منہ سے صاف کرے پھر دسترخوان مین پونچھے روٹی کے ٹکڑے چن لے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی ایسا کریگا اوسکے عیش مین وسعت ہوگی اور اوسکی اولاد بے عیب اور سلامت رہیگی اور وہ ٹکڑے حورعین کا مہر ہوگا پھر خلال کرے جو کچھ دانتون سے نکلکر زبان پر آئے اوسے نگل جائے اور جو کچھ خلال کے ساتھ نکل آئے اوسے پھینکدے اور برتن کو اونگلی سے صاف کرلے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص برتن پونچھ لیتا ہے برتن اوسکے حق مین یون دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار جسطرح اوسنے مجھے شیطان کے ہاتھ سے چھوڑایا تو اوسے آتش دوزخ سے آزاد کر اور اگر برتن کو دہوکر اوسکا دہوون پی جائے تو ایسا ثواب ہوگا کہ گویا ایک بندہ آزاد کیا کھانیکے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا وَھُوَ سَیِّدُنَا وَمَوْلَانَا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اور لِاِیْلٰفِ پڑہے اگر حلال کا کھانا کھایا

توشکر کرے اور شبہہ کا کھانا کھایا ہو تو روئے اور رنج کرے اسواسطے کہ جو شخص کھاتا ہے اور روتا ہے وہ اوس شخص کا سا نہین ہے جو کھاتا ہے اور غفلت کے سبب سے ہنستا ہے جب ہاتھ دہونے لگے تو اشنان بائین ہاتھ مین سے پہلے داہنے ہاتھ کی انگلیون کے سرے سے اشنان ملے دہوئے پھر اشنان مین اونگلی ڈبوئے ہونٹھ اور دانت اور تالو پر رکھکر خوب ملے اور اونگلیان کو دہوئے پھر مُنہ کو اشنان سے دہوئے

کسی کے ساتھ کھانا کھانے کے آداب

تنہا ہو یا کسیکے ساتھ یہ آداب جو بیان ہو چکے انکا تو بہر حال دہیان رکھے لیکن اگر کسیکے ساتھ کھانا کھائے تو سات آداب اور بھی بڑہائے **پہلا** یہ کہ جو شخص سن یا علم یا پرہیزگاری مین یا اور کسی سبب سے بڑہ کر ہو وہ جب تک کھانے کو ہاتھ نہ بڑہائے تب تک خود بھی ہاتھ نہ لپکائے اگر خود سب سے بڑہ کر ہے تو اورون کو انتظار مین نہ رکھے **دوسرا** یہ کہ چپ نہ رہے کیونکہ یہ اہل عجم کی سیرت ہے مگر متقی پرہیزگارون کے قصص اور حکایت اور کلام حکمت اور شریعت مین سے اچھی اچھی باتین کرے واہیات خرافات نہ بکے **تیسرا** یہ کہ اپنے ہم پیالہ کا دہیان رکھے تاکہ خود کسی حالت مین اوس سے زیادہ نہ کھا جاے اگر کھانا مشترک ہے تو یہ حرام ہے بلکہ خود کم کھائے اپنے ساتھی کو زیادہ دے اور اچھا کھانا اوسکے سامنے بڑہائے اگر ساتھی آہستہ آہستہ کھاتا ہے تو اوس سے اصرار کرے کہ اچھی طرح خوشی سے کھائے مگر تین بار سے زیادہ کھاؤ کھاؤ نہ کرے اسواسطے کہ اس سے زیادہ کہنا الحاح اور افراط ہے اور قسم نہ دے اسواسطے کہ کھانا قسم دلانے سے کم حقیقت ہے **چوتھا** یہ کہ ساتھی کو اس سے کھاؤ کھاؤ کہنے کی حاجت نہ پڑے بلکہ جسطرح وہ کھاتا ہے اوسیطرح اوسکا ساتھ دیے جائے اور اپنی عادت سے کم نکھائے اسواسطے کہ یہ ریا ہے اور تنہائی مین بھی اپنے تئین اوسیطرح با ادب رکھے جسطرح لوگون کے سامنے مودب رہتا ہے تاکہ جب لوگون کے ساتھ ہو تو ادب سے کھانا کھا سکے اور اگر دوسرے کو زیادہ کہلانے کی نیت سے خود کم کھائیگا تو بہتر ہے اور اگر اورون کی خوشی کے واسطے زیادہ کھائیگا تو بھی بہتر ہے حضرت ابن مبارک فقیرون کی دعوت کرتے اور خرمے اونکے آگے دہرتے اور کہتے کہ جو زیادہ کھائیگا ایک ایک گٹھلی پیچھے ایک ایک درم اوسے دونگا پھر گٹھلیان گنتے کہ کسکے پاس زیادہ ہین اور ہر گٹھلی پیچھے ایک درم اوسے دیتے **پانچوان** یہ کہ نگاہ نیچے رکھے اور تنگ نوالہ کو نہ دیکھے اگر لوگ اوسکا ادب اور ملاحظہ کرتے ہین تو اورون سے پہلے خود ہاتھ نہ کھینچے اگر اورونکے نزدیک کچھ حقیر ہے تو پہلے ہاتھ روکے رکھے تاکہ آخر کو اچھی طرح کھا سکے اگر اچھی طرح نہین کھا سکتا تو عذر بیان کردے تاکہ اور لوگ شرمندہ نہون **چھٹا** یہ کہ جس امر سے اور لوگون کی طبیعت کو کراہت اور نفرت ہو وہ امر نکرے برتن مین ہاتھ نہ جھٹکے برتن کی طرف مُنہ اتنا نہ جھکائے کہ منہ سے جو کچھ نکلے وہ برتن مین جاے اگر منہ سے کچھ نکالے تو منہ کو پھیرلے چکنا نوالہ سرکہ مین نہ ڈبوئے جو نوالہ دانت سے کاٹا ہوا اوسے برتن مین نہ ڈالے کہ ان باتون سے لوگون کی طبیعت نفرت کریگی اور گھنونی چیزون کی باتین نکرے **ساتوان** یہ کہ اگر طشت مین ہاتھ دہوئے تو لوگون کے سامنے طشت مین نہ تھوکے جو شخص معزز ہو اوسے مقدم کرے اگر لوگ اوسکی تعظیم کریں تو [illegible]لے اور داہنی طرف سے طشت کو گھمائے سبکے ہاتھون کا دہوون جمع کرے ہر ایک کے ہاتھ کا دہوون الگ الگ نہ پھینکے

کہ یہ اہل عجم کی عادت ہے اگر سب لوگ ایک ہی بار ہاتھ دہولین تو بہت اولی ہے اور ذوق بنی سے نزدیک تر ہے اگر کلی کرے تو آہستہ سے کرے تاکہ چھینٹ نہ اوڑے کسی آدمی اور فرش پر نہ پڑے جو شخص ہاتھ پر پانی ڈالتا ہے بیٹھنے سے اوسکا کھڑا رہنا اولی تر ہے یہ سب آداب احادیث مین لکھے ہین انسان اور حیوان مین ان ہی آداب سے فرق ہوتا ہے کہ حیوان جسطرح اوسکا جی چاہتا ہے اوسیطرح کھاتا ہے اچھی بری بات نہین جانتا خدا نے اوسکو یہ تمیز ہی نہین دی اور چونکہ انسان کو یہ تمیز عنایت ہوئی ہے اگر وہ ادب کار بند نہوگا تو عقل و تمیز کی نعمت کا حق اوس نے نہ ادا کیا اور کفران نعمت کیا **دوستون اور دینی بھائیون کے ساتھ کھانا کھانے کی فضیلت** ایعزیز جان تو کہ کسی دوست کی ضیافت کرنا بہت صدقہ دینے سے افضل ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ تین چیزون کا بندہ سے حساب نہ کرینگے ایک تو جو کچھ سحر کے وقت کھائیگا دوسرے جس سے روزہ افطار کریگا تیسرے جو کچھ دوستون کے ساتھ کھائیگا حضرت جعفر ابن محمد صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب دوستون اور بھائیون کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھو تو جلدی نکرو تاکہ دیر ہو اسواسطے کہ اوس قدر زندگی کا حساب نہوگا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ بندہ جو کچھ خود کھاتا پیتا ہے اور اپنے ماں باپ کو کھلاتا پلاتا ہے اوسکا حساب ہوگا مگر جو کھانا دوستون کے سامنے رکھتا ہے اوسکا حساب نہوگا ایک بزرگ کی عادت تھی کہ جب بھائیون کے سامنے دسترخوان بچھاتے تو بہت سا کھانا لگاتے اور کہتے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کھانا دوستون کے آگے سے بچرہے اوسکا حساب نہین ہوتا مین چاہتا ہون کہ جو کھانا دوستون کے سامنے سے بچرہے اوسمین سے کھاؤن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ ایک صاع کھانا بھائیون کے سامنے رکھنا مجھکو اس سے زیادہ عزیز ہے کہ ایک بندہ آزاد کرون حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالی قیامت کے دن فرمائیگا کہ اے بنی آدم مین بھوکا ہوا تو نے مجھے کھانا ندیا آدمی عرض کریگا کہ بارخدایا تو کیونکر بھوکا ہوا تو تو تمام عالم کا مالک ہے تجکو کھانے کی کچھ حاجت نہین ارشاد ہوگا کہ تیرا بھائی بھوکا تھا تو اگر اوسکو کھانا دیتا تو گویا مجکو دیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا پانی دیتا ہے حق تعالی اوسے آتش دوزخ سے سات خندق دور رکھتا ہے ہر ایک خندق کے درمیان مین پانسو برس کے راہ کی مسافت ہوتی ہے اور فرمایا خَیْرُکُمْ مَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ یعنی تم مین وہ شخص بہتر ہے جو کھانا بہت دے **جو دوست ایکدوسرے کی ملاقات کو جائین اونکے کھانا کھانے کے آداب** ایعزیز جان تو کہ اس صورت مین چار ادب ہین پہلا ادب یہ ہے کہ قصداً کھانیکے وقت کسی کے پاس نجائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی بے بلائے کسیکا کھانا کھانے کا قصد کرے وہ جانے مین گنہگار ہون اور کھانے مین حرام خور اگر اتفاقاً کھانے کے وقت جا پہونچے تو بے کہے نہ کھائے اگر کہے کہ کھاؤ اور وہ جانے کہ دل سے نہین کہتے ہین تو بھی کھانا نچاہیے لیکن لطائف الحیل کے ساتھ انکار کرے مگر جس دوست پر اعتماد اور جسکے دل سے آگاہ ہے اوسکے گھر قصداً کھانے کی نیت سے جانا درست ہے بلکہ دوستون مین یہ امر سنت ہے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ اور امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما بھوک کے وقت حضرت ابو ایوب انصاری اور حضرت ابو الہیثم ابن التیہان کے گھر تشریف لے گئے ہین اور مانگ کر کھانا نوش فرمایا ہے یہ امر بھی ملا

اعانت ہے بشرطیکہ معلوم ہو کہ وہ راغب ہے کسی بزرگ کے تین سو ساٹھ دوست تھے وہ بزرگ ہر شب ایک دوست کے گھر رہتے
کسی بزرگ کے تیس دوست تھے کوئی بزرگ سات دوست رکھتے تھے تاکہ ہر شب ایک ایک دوست کے گھر رہتے یہ دوست ان
بزرگون کے واسطے گویا کسب صنعت تھے اور اونکی عبادت مین سبب فراغت تھے بلکہ جب دینی دوستی ہو گئی تو اگر دوست گھر مین نہو
تو بھی اوسکے کھانے مین سے کھا لینا درست ہے جناب سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف
لے گئے اور اونکے غیبت مین اونکا کھانا نوش فرمایا اسواسطے کہ آپ نے جانا کہ وہ اس امر سے خوش ہونگے حضرت محمد بن واسع
ایک بزرگ صاحب ورع اپنے یارون کے ساتھ حضرت حسن بصری رض کے گھر تشریف لیجاتے اور جو کچھ پاتے کھا جاتے جب حضرت
حسن بصری اپنے گھر تشریف لاتے تو اس امر سے بہت خوش ہوتے ایک گروہ نے حضرت سفیان ثوری کے گھر مین ایسا ہی کیا
جب حضرت سفیان تشریف لائے تو فرمایا کہ تم لوگون نے اگلے بزرگون کے اخلاق مجکو یاد دلائے کہ انھون نے ایسا ہی کیا ہے
دوسرا ادب یہ ہے کہ جب کوئی دوست ملاقات کو آئے تو جو کچھ حاضر ہو اوسکے سامنے لائے کچھ تکلف نہ کرے اگر کچھ نہو تو قرض نکرے
اپنے اہل و عیال کی احتیاج ہی کی قدر ہو زیادہ نہو تو اوسی پر کھ چھوڑے ایک شخص نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی دعوت کی آپ نے
فرمایا تین شرطون سے مین تیرے گھر آؤنگا ایک یہ کہ بازار سے کچھ نہ لا دوسری یہ کہ جو کچھ گھر مین ہو اوس مین سے کچھ پھیر نہ لیجا تیسری
کہ اپنے اہل و عیال کا پورا حصہ بچا حضرت فضیل نے کہا ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے سے چھوٹ گئے ہین تکلف کے سبب سے
چھوٹ گئے ہین اگر تکلف درمیان سے اوٹھ جائے تو بے دھڑک ایک دوسرے سے مل سکتا ہے ایک دوست نے ایک بزرگ
سے تکلف کیا اونھون نے فرمایا کہ تم جب اکیلے ہوتے ہو تو ایسا نہین کھاتے اور مین بھی اکیلے مین ایسا نہین کھاتا تو جب ہم تم بہم
ہون تو یہ تکلف کرنا کیون چاہیے یا تم تکلف اوٹھا دو یا مین آنا موقوف کرون حضرت سلمان کہتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ
افضل الصلوٰۃ نے ہمکو فرمایا ہے کہ تکلف نہ کرنا جو کچھ حاضر ہو اوسکے بھی دریغ نہ کرنا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روٹی کا ٹکڑا
اور خشک چھوہارا ایک دوسرے کے سامنے لاتے اور فرماتے کہ ہم نہین جانتے کہ وہ شخص بڑا گنہگار ہے جو ماحضر کو ناچیز جانکر سامنے
نہ لائے یا وہ شخص جسکے سامنے حاضر کرین اور وہ اوسے حقیر جانے حضرت یونس علی نبینا و علیہ السلام روٹی کا ٹکڑا اور جو ترکاری
آپ بوتے تھے دوستون کے سامنے رکھتے اور فرماتے کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ تکلف کرنیوالون پر لعنت نہ کرتا تو مین تکلف کرتا کچھ
لوگون مین باہم جھگڑا تھا حضرت زکریا علیہ السلام کو تلاش کیا تاکہ اونکے درمیان فیصلہ کردین وہ لوگ آپ کے مکان پر حاضر ہوے
آپ کو تو نہ پایا ایک عورت خوبصورت دیکھی متعجب ہوئے کہ حضرت زکریا پیغمبر ہو کر ایسی عورت پری طلعت کے ساتھ عیش و عشرت کرتے
ہین جب آپکو ڈھونڈھا تو ایک جگہ مزدوری کو گئے تھے وہان پایا آپ کھانا کھاتے تھے اون لوگون نے آپ سے باتین کین آپ نے
اونسے نکہا کہ میرے ساتھ کھانا کھا لو جب آپ اوٹھے تو وہان سے ننگے پاؤن چلے اون لوگون کو آپ سے ان تینون کامون کا
سرزد ہونا محل تعجب معلوم ہوا عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا باتین ہین آپ نے فرمایا کہ خوبصورت عورت اسواسطے رکھتا ہون کہ میرے
لیے میری آنکھ اور دل اور کہین نہ لگجاے اور تمسے کھانیکو جو نہ کہا تو اسواسطے کہ وہ میری مزدوری تھی کہ کام کرون مین

اگر کم کھاتا تو کام مین تقصیر کرتا اور کام کرنا مجھپر فرض تھا اور ننگے پاؤن اسواسطے چلا کہ اس زمین کے مالکون مین جھگڑا ہے مین نے یہ
نچاہا کہ اس زمین کی مٹی میرے جوتے مین بھرے اور دوسری زمین پر جاتی رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کامون مین صدق اور راستی
تکلف سے اولے تر ہے تیسرا ادب یہ ہے کہ جب جانے کہ میزبان پر دشوار ہوگا تو اوسپر حکومت نہ کرے جب مہمان کو دو چیزمین
اختیار دین تو جو چیز میزبان پر بہت آسان ہو اوسے اختیار کرے اسواسطے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام مین ایسا ہی کرتے
تھے کوئی شخص حضرت سلمان رضی اللہ تعالے عنہ کے پاس گیا اونھون نے جو کی روٹی کا ٹکڑا اور نمک اوس شخص کے سامنے لاکر رکھدیا
وہ بولا اگر اس نمک مین سعتر ہوتا تو بہتر ہوتا حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ اور کچھ پاس نہ رکھتے تھے آفتابہ گرو رکھکر سعتر مول لائے
وہ شخص جب روٹی کھا چکا تو کہنے لگا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا حضرت سلمان نے فرمایا کہ اگر تجھمین قناعت ہوتی تو میرا
آفتابہ نہ گرو ہوجاتا مگر جب جانے کہ میزبان کو دقت نہ پڑے گی اور خوش ہوگا تو اوس سے مانگنا درست ہے حضرت امام شافعی رضی اللہ
تعالی عنہ بغداد مین زعفرانی کے گھر تشریف رکھتے تھے زعفرانی روز کھانے کے اقسام لکھکر پکانے والے کو دیدیتا ایک دن امام صاحب
نے ایک قسم کا کھانا دستخط خاص سے اوسمین بڑھا دیا جب زعفرانی نے اوس کتبہ کو لونڈی کے ہاتھ مین دیکھا بہت خوش ہوا اور شکرانہ
مین اوس لونڈی کو آزاد کردیا چوتھا ادب یہ ہے کہ صاحب خانہ اگر مہمانون کا حکم بجالانے پر دل سے راضی ہو تو مہمانون سے پوچھے
کہ تم کیا چاہتے ہو اور کس چیز کی آرزو کرتے ہو اسواسطے کہ جو اونکی آرزو ہوگی اوسکے مہیا کرنے مین بڑا ثواب ہوگا رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کی آرزو بر لانے مین کوشش اور مستعدی کرتا ہے ہزار ہزار نیکیان اوسکے اعمالنامہ مین
لکھتے ہین اور ہزار ہزار برائیان اوسکے نامہ اعمال سے مٹا دیتے ہین اور ہزار ہزار درجہ اوسکا مرتبہ بلند کرتے ہین اور تین بہشتون مین سے
حصہ دیتے ہین ایک فردوس دوسرے عدن تیسری خلد لیکن مہمان سے یہ پوچھنا کہ فلانی چیز لاؤن یا نہ لاؤن مکروہ اور برا ہے
بلکہ جو کچھ موجود ہے لے آئے اگر مہمان نہ کھائے تو پھیر لیجائے **میزبانی کی فضیلت** ای عزیز جان تو کہ یہ جو بیان کیا گیا اوس
صورت مین تھا کہ کوئی شخص بے بلائے ملاقات کو آئے دعوت کرنیکا حکم اور ہے بزرگون نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مہمان خود آجائے
تو کچھ تکلف نہ کر اور اگر تو بلائے تو کچھ اوٹھا نہ رکھ یعنی جو تکلف تجھسے ہوسکے کر اور ضیافت کی بڑی فضیلت ہے اور یہ عرب کی عادت ہے
وہ لوگ سفر مین ایک دوسرے کے گھر جاتے ہین اور ایسے مہمان کا حق ادا کرنا اہم ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو شخص مہماندار نہین اوس مین خیر نہین اور فرمایا ہے کہ مہمان کے واسطے تکلف نہ کرو اسواسطے کہ جب تکلف کروگے
تو اوسکے ساتھ دشمنی رکھوگے اور جو شخص مہمان سے دشمنی رکھتا ہے وہ خدا کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور جو خدا سے دشمنی رکھتا ہے
خدا اوسکے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اگر کوئی غریب مہمان آپہونچے تو اوسکے واسطے قرض لیکر تکلف کرنا درست ہے لیکن دوستون کے
واسطے جو ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہین تکلف نچاہیے اسواسطے کہ تکلف کرتے کرتے محبت جاتی رہے گی حضرت ابورافع
صاحب سلطان الانبیاء علیہ الصلوۃ والثناء کے غلام کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ فلانے یہودی سے کہو کہ
مجھے آٹا قرض دے مین رجب کے مہینے مین ادا کردونگا اسواسطے کہ ایک مہمان میرے پاس آیا ہے یہودی نے

کچھ گرو نہ رکھو گے تو دو نگا حضرت ابو رافع کہتے ہین کہ مین پھر آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اوسکا قول عرض کیا آپنے فرمایا کہ واللہ مین آسمان مین امین ہون اور زمین مین امین ہون اگر وہ دیدیتا تو مین ادا کر دیتا اب میری وہ زرہ لیجا اوسکو گرو رکھ لا مین لیگیا اور گرو کر لایا حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم مہمان کو ڈھونڈہنے ایک دو میل راہ جاتے جب تک مہمان نہ ملتا کھانا نہ کھاتے اونکے صدق اور خلوص کی برکت سے آجتک اونکے مشہد مین رسم ضیافت باقی ہے حتی کہ کوئی رات مہمان سے خالی نہین جاتی اور کبھی سو دو سو مہمان آرہتے ہین بہت سے گانون اسواسطے وقف اور معاف ہین **دعوت کے اور دعوت قبول کرنے کے آداب** جو شخص دعوت کرتا ہے اوسکے واسطے یہ سنت ہے کہ صالحون کے سوا اور کو نہ بلائے اسواسطے کہ کھانا کھلانا قوت بڑہانا ہے اور فاسق کو کھانا دینا فسق مین اوسکی مدد کرنا ہے اور فقیرون کو بلائے امیرون کو نہ بلائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ طعام ولیمہ سب کھانون سے بدتر ہے جسکے واسطے امیرون کو بلائین اور فقیرون کو محروم رکھین اور فرمایا ہے کہ تم لوگ دعوت کرنے مین بھی گناہ کرتے ہو ایسے شخص کو بلاتے ہو جو نہ آئے اور جو آنیوالا ہے اوسے چھوڑ دیتے ہو اور چاہیے کہ یگانون اور نزدیک کے دوستون کو نہ بھولے کہ وحشت کا سبب ہوگا دعوت سے ڈینگ اور بڑائی کا ارادہ نہ کرے ادائے سنت اور فقرا کی راحت کا خیال کرے جسے جانے کہ دعوت قبول کرنا اسے دشوار ہے اوسے نہ بلائے کہ اوسے رنج ہوگا اور جو شخص اوسکی دعوت قبول کرنے مین رغبت نہ کرے اوسکی بھی دعوت نہ کرے کہ وہ اگر مان بھی لیگا تو کھانا کراہت سے کھائیگا اور یہ مزخطا کا سبب ہوگا دعوت قبول کرنیکا **پہلا ادب** یہ ہے کہ فقیر اور امیر مین کچھ فرق نہ کرے فقیر کی دعوت سے بے پروائی نہ کرے اسواسطے کہ جناب سلطان الانبیاء علیہ الصلوۃ والثنا فقیرون کی دعوت قبول فرماتے تھے حضرت امام حسن علیہ السلام کا گذر ایک محتاج قوم کی طرف ہوا وہ لوگ روٹی کے ٹکڑے کھا رہے تھے عرض کی کہ اے فرزند رسول آپ بھی ہمارے شریک ہوجیے آپ سواری پر سے اوترکر اونکے شریک ہوگئے اور فرمایا حق تعالی تکبر کرنیوالون کو دوست نہین رکھتا ہے جب نوش فرماچکے تو اون لوگون سے ارشاد فرمایا کہ کل تم میری دعوت قبول کرو دوسرے دن اونکے واسطے عمدہ عمدہ کھانا پکوایا اور اونکے ساتھ بیٹھکر نوش فرمایا **دوسرا ادب** یہ ہے کہ اگر جانتا ہے کہ میزبان مجھپر احسان جتائے گا اور رسمی میزبانی جانیگا تو اوس سے لطائف الحیل کر دے اور دعوت نہ قبول کرے بلکہ میزبان کو چاہیے کہ مہمان کے قبول کرنے کو اپنے واسطے موجب فضیلت جانے اور اوسکا احسان مانے علی ہذا القیاس اگر جانتا ہے کہ اوسکے کھانے مین شبہہ ہے یا وہان کا انداز برا ہے مثلاً اوس جگہہ فرش اطلسی ہے یا چاندی کی انگیٹھی یا دیوار اور چھت مین جانورون کی تصویر ہے یا راگ مع مزامیر ہے یا کوئی مسخراپن کرتا ہے یا فحش بکتا ہے یا جوان عورتین مردون کو دیکھنے آتی ہین یہ سب بری باتین ہین ایسی جگہہ جانا نچاہیے اسیطرح اگر میزبان بدعتی یا ظالم یا فاسق ہو یا ضیافت سے لاف و تکبر اوسے مقصود ہو تو اوسکی دعوت نہ قبول کرے اگر دعوت قبول کی اور وہان کوئی بری بات دیکھی اور منع نہین کر سکتا تو وہان سے چلا جانا واجب ہے **تیسرا ادب** یہ ہے کہ راہ دور ہونے کے سبب سے دعوت رد نہ کرے بلکہ عادت کے موافق جو چلنے کی برداشت ہے اوسکا متحمل ہو جائے توریت مین ہے کہ بیمار پرسی کے واسطے ایک میل جا جنازہ کے ساتھ دو میل جا

مہمان کے لیے تین میل جا دینی بھائی کی ملاقات کو چار میل جا **چوتھا ادب** یہ ہے کہ روزے کے سبب سے دعوت رد نہ کرے بلکہ
حاضر ہو اگر میزبان کی خوشی ہو تو خوشبو اور اچھی باتون پر قناعت کرے کہ روزہ دار کی میزبانی یہی ہے اگر وہ رنجیدہ ہو تو روزہ کھول ڈالے
کہ مسلمان کا دل خوش کرنیکا ثواب روزہ سے بہت افضل ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر جو میزبان کی رضامندی کے
واسطے روزہ نہ کھولے اعتراض کیا ہے اور فرمایا کہ تیرا بھائی تو تکلف کرے اور تو کہے کہ مین روزہ دار ہون **پانچوان ادب**
کہ پیٹ کی خواہش مٹانے کے واسطے دعوت نہ قبول کرے کہ یہ جانورون کا کام ہے بلکہ اتباع سنت نبوی کی نیت کرے اور اس
بات سے بچنے کی نیت کرے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوت قبول نہ کریگا وہ خدا و رسول کا گنہگار
ہوگا اسی سبب سے علما کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ دعوت قبول کرنا واجب ہے اور دعوت قبول کرنے مین مسلمان بھائی کے
اعزاز واکرام کی نیت کرے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص کسی مومن کا اعزاز واکرام کرے اوسنے خدا کا اعزاز واکرام کیا اور مسلمان کا
دل خوش کرنے کی نیت کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان کو خوش کرے اوسنے خدا کو خوش کیا اور ملاقات میزبان
کی نیت کرے اسواسطے کہ برادران دینی کی ملاقات منجملہ قربات ہے اور اپنے تئین غیبت سے بچانے کی نیت کرے تاکہ لوگ یہ نہ کہین
کہ فلانا شخص بدخوئی اور تکبر کی وجہ سے نہ آیا دعوت مین جانے کی یہ چند نیتین ہین ہر ایک نیت کے عوض مین ثواب حاصل ہوگا اور
ایسی ہی نیتون کی بدولت مباح چیزین باعث قرب خدا ہو جاتی ہین بزرگان دین نے کوشش کی ہے کہ ہر حرکات اور سکنات مین
انکی ایسی نیت ہو جسے دین سے مناسبت ہو تاکہ اونکا کوئی دم ضائع نجائے **حاضر ہونے کے آداب** یہ ہین کہ میزبان کو
منتظر نہ رکھے جانے مین جلدی کرے اچھی جگہ نہ بیٹھے جہان میزبان کہے وہان بیٹھے اگر اور مہمان مقام صدر مین اوسے بٹھا لین
فروتنی کرے عورتون کے حجرے کے برابر نہ بیٹھے جہان سے کھانا لاتے ہین اور بہت نہ دیکھے جب بیٹھے تو جو شخص قریب بیٹھے
انکی مزاج پرسی کرے اگر کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو انکار کرے اگر اوس امر کو منع نکر سکے تو وہان سے اوٹھ جائے حضرت امام احمد حنبل
نے فرمایا ہے کہ اگر چاندی کی سرمہ دانی بھی دیکھے تو چاہیے کہ اوٹھ کھڑا ہو اگر مہمان شب باش ہوا چاہے تو میزبان کا ادب یہ ہے
کہ قبلہ اور طہارت کی جگہ اوسے بتادے **کھانا رکھنے کے آداب** یہ ہین کہ جلدی کرے یہ امر مہمان کے اکرام مین سے ہے
اور مہمان کھانے کا انتظار نہ کھینچے اگر بہت لوگ آچکے اور ایک باقی ہو تو حاضرین کی رعایت اولی تر ہے مگر جبکہ فقیر آیا ہو اور
انتظار نہ کرنے سے شکستہ دل ہو جائیگا تو اوسکی خوشی خاطر کی نیت سے تاخیر بہتر ہے حاتم اصم نے کہا ہے کہ جلدی شیطان کا
کام ہے مگر پانچ چیزون مین چاہیے مہمان کو کھانا کھلانے مین مردہ کی تجہیز مین لڑکیون کے نکاح مین قرض ادا کرنے مین
گناہون سے توبہ کرنے مین اور دعوت ولیمہ مین جلدی کرنا سنت ہے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ میوہ اور کھانے سے پہلے
لائے اور دسترخوان کو ترکاری سے خالی نہ رکھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ دسترخوان پر جب ہری چیز ہوتی ہے
ملائکہ حاضر ہوتے ہین اور اچھا کھانا آگے رکھنا چاہیے تاکہ اوس سے آسودہ ہو جائین بہت کھانیوالون کی یہ عادت ہے
قبل غذا آگے رکھتے ہین تاکہ مہمان بہت کھا سکے یہ مکروہ ہے اور بعضون کی یہ عادت ہے کہ یکبارگی سب طرح یا ہمہ کھانے

رکھدیتے ہین تاکہ جسکا جو جی چاہے کھائے جب طرح طرح کی چیزین رکھین تو جلدی نہ اوٹھالے اسواسطے کہ شاید کوئی ایسا ہو کہ
ہنوز آسودہ نہوا ہو تیسرا ادب یہ ہے کہ تھوڑا کھانا نرکھے کہ آپس مین بیمروتی ہے اور حد سے زیادہ بھی نرکھے کہ آپس تکبر ہے مگر
اس نیت سے زیادہ کھانا رکھنے کا مضائقہ نہین کہ جو کچھ پڑہ جائیگا اوسکا حساب نہوگا حضرت ابراہیم ادہم نے بہت سا کھانا
رکھا حضرت سفیان ثوری نے اونسے کہا کہ کیا تمھین اسراف کا خوف نہین ہے اونھون نے جواب دیا کہ ضیافت کے کھانے مین
اسراف ہوتا ہی نہین اور چاہیے کہ اپنے اہل وعیال کا حصہ پہلے نکال لے تاکہ اونکی نظر دسترخوان پر نرہے اسواسطے کہ
جب کچھ نہ بچیگا تو وہ مہمان کا شکوہ کرین گے اس امر مین مہمان کے ساتھ خیانت ہوتی ہے اور یہ امر درست نہین ہے
کہ مہمان کھانا باندہ لیجائے جیسے بعضے صوفیون کی عادت ہوتی ہے مگر یہ کہ میزبان اونکی شرم کا لحاظ نہ کرے اور صاف کہدے
یا یہ جانتے ہون کہ میزبان دل سے راضی ہے تو کھانا باندہ لیجانا درست ہے بشرطیکہ اپنے ہم پیالہ پر ظلم نکرے اسلیے کہ اگر
زیادہ لیجائیگا تو حرام ہو جائیگا یا اگر میزبان کی مرضی نہو تو بھی حرام ہے آپس اور چوری سے لیجانے مین کچھ فرق نہین اور
جو کچھ شخص ہم پیالہ شرم سے چھوڑ دے خوشی خاطر سے نہین وہ بھی حرام ہے **ضیافت خانہ سے باہر آنیکے آداب**
یہ ہین کہ اجازت سے نکلے اور میزبان کو چاہیے کہ اپنے گھر کے دروازے تک مہمان کے ساتھ آئے اسلیے کہ جناب سرورکائنات
علیہ افضل الصلوٰۃ ایسا ہی کرتے تھے اور چاہیے کہ میزبان اچھی بات کہے اور کشادہ پیشانی رہے اگر مہمان اوس سے قصور دیکھے
تو معاف کرے حسن خلق سے چھپا دے کہ حسن خلق بسا تقربات سے بہتر ہے **حکایت** ہے کہ ایک شخص نے لوگون کی دعوت
کی اوسکا بیٹا باپ کی بے اطلاع حضرت جنید قدس سرہ کو بھی بلا آیا آپ جب اوسکے گھر کے دروازے پر پہونچے اوسکے باپ نے
اندر نجانے دیا آپ پھر آئے لڑکا پھر دوبارہ بلانے آیا آپ تشریف لیگئے پھر اوسکے باپ نے اندر نجانے دیا آپ پھر آئے
اسیطرح چار بار حضرت جنید قدس سرہ تشریف لائے تاکہ اوس لڑکے کا دل خوش ہو اور ہر بار پلٹ گئے تاکہ اوسکے باپ کا
دل خوش ہو حالانکہ آپ اس سے فارغ تھے اور ہر دو قبول مین آپ کو عبرت ہوتی تھی کہ اس امر کو منجانب اللہ دیکھتے تھے

دوسری اصل آداب نکاح کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ کھانا کھانے کی طرح نکاح کرنا بھی راہ دین مین سے ہے اسواسطے کہ راہ دین کو جسطرح
شخص انسان کے بقا کی حاجت ہے اور زندگی بے کھانے پینے کے محال ہے اسیطرح جنس اور نسل آدمی کی بقا کی بھی حاجت
ہے اور یہ سب بے نکاح ممکن نہین تو نکاح اصل وجود کا سبب ہے اور طعام بقاے وجود کا سبب ہے حق تعالی نے اسیواسطے
نکاح کو مباح کیا ہے شہوت کے واسطے نہین بلکہ شہوت کو بھی اسیواسطے پیدا کیا ہے تاکہ متقاضی ہو اور خلق سے نکاح کرائے
اور راہ دین پر چلنے والے پیدا ہون اور راہ دین پر چلین اسواسطے کہ خالق نے تمام خلق کو دین ہی کے لیے پیدا کیا ہے
اور اسیواسطے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ اور آدمی جتنے زیادہ ہوتے ہین حضرت ربوبیت کے
اور بہت چلنے لی

بندے بڑہتے ہین اور سید الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی امت زیادہ ہوتی ہے اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح کرو تاکہ زیادہ ہو کہ مین قیامت کے دن تمہارے سبب سے اور پیغمبرون کی امت پر فخر کرون حتی کہ اوس لڑکے کے سبب سے بھی فخر کرون جو اپنی مان کے پیٹ سے گر پڑے تو جو شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ اولاد بڑہے اور خدا کی بندگی کرے اوسکو بڑا ثواب ہے اسیواسطے باپ کا بڑا حق ہے اور اوستاد کا حق اوس سے بھی زیادہ ہے اسلیئے کہ باپ پیدایش کا سبب ہے اور اوستاد راہ دین بتانے کا سبب ہے اسی سبب سے علما کا ایک گروہ قائل ہوا ہے کہ نکاح کرنا نوافل عبادت مین مشغول ہونے سے بہتر ہے اور جبکہ معلوم ہوا کہ نکاح کرنا منجملہ راہ دین ہے تو اوسکے آداب کی تفصیل جاننا ضرور ہے اوسکی تفصیل تین بابون سے معلوم ہوگی پہلا باب نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین دوسرا باب عقد نکاح کے آداب کے بیان مین تیسرا باب نکاح کے بعد عیش کرنے کے آداب کے بیان مین پہلا باب نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین آسے برادر اس بات کو معلوم کر کہ نکاح کی بزرگی اوسکے فائدون کے سبب سے ہے اور اوسکے فائدے پانچ ہین پہلا فائدہ اولاد ہے اور اولاد کے سبب سے چار طرح کا ثواب ہے پہلا ثواب یہ ہے کہ آدمی کا پیدا ہونا اور بقائے نسل جو حق تعالے کو محبوب و مرغوب ہے اوسمین کوشش کرتا ہیگا اور جو کوئی حکمت آفرینش پہچانے گا اوسکو اس امر مین کچھ شک نرہے گا کہ یہ بات حق تعالی کی محبوب ہے جب مالک اپنے بندے کو زمین قابل زراعت دے اور بیج عنایت کرے اور بیل کی گوئی اور زراعت کے آلات مرحمت کرے اور اوسپر ایک منزاول کرے کہ اوسے کھیتی کرنے مین مشغول رکھے تو گو مالک زبان سے نہ کہے لیکن بندہ اگر عقل رکھتا ہے تو اوسکا مطلب اور مقصد جانیگا کہ مجھے کھیت جتوانا بیج بونا درخت پیدا کروانا اسے مقصود ہے خداوند کریم نے بچہ دان پیدا کیا آلت مباشرت پیدا کیا مردون کی پشت مین عورتون کے سینہ مین اولاد کا بیج پیدا کیا شہوت کو مرد و عورت پر منزاول کیا تو ان باتون سے جو مقصود الہی ہے وہ کسی عقلمند پر پوشیدہ نہین اگر کوئی شخص بیج یعنی نطفہ ضائع کرے اور منزاول یعنی شہوت کو کسی حیلہ سے ٹال دے تو خلقت کے مقصد سے وہ پھرا رہے گا اسیواسطے صحابہ کرام اور اگلے بزرگ بے نکاح مرنے سے کراہت رکھتے تھے یہانتک کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کی دو زوجہ طاعون مین مرین اور خود اونکے طاعون ہوا کہا جب تک کہ مین مرون میرا نکاح کردو مین نہین چاہتا کہ بے جورو مرجاؤن دوسرا ثواب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کرنیمین نکاح کے سبب کوشش کرتا رہے گا تاکہ آپ کی امت زیادہ ہو کہ اوسکے سبب سے آپ فخر کرینگے اسیواسطے آپ نے بانجھ عورت کے ساتھ نکاح کرنیکو منع کیا کہ اوسکے اولاد نہین ہوتی اور فرمایا ہے کہ اگر کھجور کی چٹائی گھر مین بچھی ہو تو بانجھ عورت سے بہتر ہے اور فرمایا کہ عورت بدصورت بچنے والی خوبصورت بانجھ سے بہتر ہے ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کرنا شہوت کے واسطے نہین ہے اسلیئے کہ شہوت کے واسطے خوبصورت عورت بدصورت سے بہتر ہے تیسرا ثواب یہ ہے کہ اولاد سے دعا ہوتی ہے حدیث شریف مین ہے کہ جن نیکیون کا ثواب منقطع نہین ہوتا انمین سے ایک اولاد ہی ہے کہ باپ کی موت کے بعد اسکی دعا برابر رہتی ہے اور باپ کو پہونچتی ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ دعا کو نور کے طباقون مین رکھکر مردونکو کہتا

اس سبب سے وہ راحت پاتے ہیں چوتھا فائدہ یہ ہے کہ لڑکا ہو اور باپ کے سامنے مر جاوے تاکہ وہ اوس مصیبت کا رنج
کھینچے اور اوسکا ثواب پاوے یا وہ اوسکی شفاعت کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچے سے کہیں گے کہ جنت میں جا
وہ مچل جاویگا اور کہیگا کہ اپنے ماں باپ کے بغیر ہرگز نہیں اندر جاونگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکا کپڑا آپ پکڑکر کھینچا اور فرمایا
کہ جسطرح میں نے تجھے کھینچا ہوں اسیطرح بچہ اپنے ماں باپ کو جنت میں کھینچتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ بچے جنت کے
دروازے پر جمع ہونگے اور دفعتہ چلانا اور رونا شروع کرینگے اور اپنے ماں باپ کو ڈھونڈھینگے حتی کہ اونکو حکم ہوگا
کہ تم لڑکون کی جماعت میں جاؤ اور ہر بچہ اپنے ماں باپ کو جنت میں لیجاوے حکایت ایک بزرگ نکاح کرنے میں عذر کرتے تھے
یہانتک کہ ایک رات اونھون نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور خلق پیاس کے مارے بیتاب ہے لڑکون کا ایک
گروہ ہے اونکے ہاتھون میں چاندی سونے کے کٹورے ہیں اور لوگون کو پانی پلارہے ہیں اون بزرگ نے بھی پانی مانگا اونھین
کسی لڑکے نے نہ دیا اور کہا ہم میں تیرا بیٹا کوئی نہیں ہے وہ بزرگ جب خواب سے بیدار ہوے اوسیوقت نکاح کیا دوسرا
فائدہ نکاح میں یہ ہے کہ آدمی اپنے دین کو حصار میں کرتا ہے اور شہوت جو شیطان کا ہتیار ہے اوسے اپنے سے دور کرتا ہے
اسیواسطے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جسنے نکاح کیا اوسنے اپنے آدھے دین کو حصار میں کرلیا اور
جو شخص نکاح نہیں کرتا اگر فرج کو بچالے لیکن اکثر یہ ہے کہ آنکھ کو بدنگاہ سے اور دل کو وسواس سے نہیں بچاسکتا نکاح فرزند کی
نیت سے کرے شہوت کے واسطے نہیں اسلیئے کہ جو کام مالک کو محبوب و مرغوب ہے فرمانبرداری کے واسطے یون نہیں
ہوتا ہے کہ مزد اول ثانی لینے کی نیت سے کرے اسواسطے کہ شہوت کو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ تقاضی ہو ہرچند کہ اوسمین اور حکمت بھی ہے
وہ حکمت یہ ہے کہ اوسمین بڑا مزا رکھا ہے تاکہ وہ مزا آخرت کے مزون کا نمونہ ہو جسطرح آگ کو اسواسطے پیدا کیا کہ اوسکی تکلیف رنج
آخرت کا نمونہ ہو ہرچند کہ مباشرت کی لذت اور آگ کی اذیت آخرت کی لذت و مصیبت کے سامنے حقیر و ناچیز ہے اور جو کچھ پیدا
فرمایا ہے خالق کے نزدیک اوسمین بہت سی حکمتیں ہیں اور ممکن ہے کہ ایک ہی چیز میں بہت سی پوشیدہ حکمتیں ہون مگر عالمون اور
بزرگون ہی پر ظاہر ہون حق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر عورت کے ساتھ شیطان ہوتا ہے جب کسیکو کوئی عورت اچھی معلوم ہو تو چاہیئے کہ
گھر جاوے اور اپنی جورو کے ساتھ صحبت کرے کہ اس امر میں سب عورتیں برابر ہیں تیسرا فائدہ یہ ہے کہ نکاح کی بدولت عورتون سے مونست ہوتی ہے
اور اونکے پاس بیٹھنے سے اور اونکے ساتھ مزاح کرنے سے دلکو راحت ہوتی ہے اور اس آسایش کے سبب سے شوق عبادت تازہ ہوتا ہے اسواسطے کہ ہمیشہ
عبادت کرنا اوداسی لاتا ہے اوسمین آدمی دلگرفتہ ہوجاتا ہے یہ آسایش اوس قوت عبادت کو پھیر لاتی ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ راحت اور
آسایش دلسے دفعتہ نہ چھین لو کہ اس سے دل اندھا ہو جاویگا جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکاشفہ میں اتنا بڑا کام آپڑتا کہ آپکا جسم نازک اسکا
متحمل نہوسکتا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی پر ہاتھ رکھکر فرماتے کَلِّمِیْنِیْ یَا عَائِشَۃُ یعنی اے عائشہ میرے ساتھ باتین کرو اس سے آپکی غرض یہ ہوتی تھی کہ اپنے تئین تقویت دیں
تاکہ بار وحی اوٹھانیکی قوت پیدا ہو جب آپکو پھر اس عالم میں لاتے اور وہ قوت تمام ہوجاتی تو اوس کام کا شوق آپکو غالب ہوتا اور فرماتے اَرِحْنَا یَا بِلَالُ یعنی راحت دے ہمکو
نماز کیطرف متوجہ ہوتے اور کبھی دماغ کو خوشبو سے قوت دیتے اسیواسطے فرمایا ہے حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلوٰۃ

یعنی تمھاری دنیا سے تین چیزین حق تعالی نے میرا محبوب کیا ہے خوشبو کو عورتون کو میری آنکھہ کی روشنی کو نماز مین ہے اور نماز کی
تخصیص اسواسطے فرمائی کہ مقصود یہ ہے کہ میری آنکھہ کی روشنی تو نماز مین ہے اور خوشبو اور عورتین بدن کی آسائش کے واسطے ہین
تاکہ نماز کی طاقت پیدا ہو اور آنکھہ کی روشنی جو نماز مین ہے وہ حاصل ہو اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کا مال و اسباب جمع
کرنیکو منع فرماتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دنیا کے بعد ہم لوگ کیا چیز اختیار کرین فرمایا
لِيَتَّخِذْ اَحَدُكُمْ لِسَانًا ذَاكِرًا وَّقَلْبًا شَاكِرًا وَّزَوْجَةً مُّؤْمِنَةً یعنی زبان ذاکر اور دل شاکر اور عورت پارسا اختیار کرے
یہان عورت کو ذکر و شکر کے ساتھ بیان فرمایا **چوتھا فائدہ** یہ ہے کہ عورت گھر کی غمخواری کرتی ہے کھانا پکانا برتن دھونا
جھاڑو دینا ایسے کامون کو کفایت کرتی ہے اگر مرد ایسے کامون مین مشغول ہوگا تو علم و عمل اور عبادت سے محروم رہیگا اسواسطے
دین کی راہ مین عورت اپنے خاوند کی یار و مددگار ہوتی اس سبب سے ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہے کہ نیک عورت امور دنیا سے
نہین ہے بلکہ اسباب آخرت سے ہے یعنی تجھے فارغ البال رکھتی ہے تاکہ آخرت کے کامون مین مشغول ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
کا قول ہے کہ ایمان کے بعد نیک عورت سے کوئی نعمت بہتر نہین ہے **پانچوان فائدہ** یہ ہے کہ عورتون کے اخلاق پر صبر کرنا اور
اونکے ضروریات مہیا کرنا اور راہ شرع پر اونکو قائم رکھنا بڑی کوشش پر موقوف ہے اور یہ کوشش بہترین عبادت ہے حدیث
شریف مین آیا ہے کہ جورو کو نفقہ دینا خیرات دینے سے بہتر ہے اور بزرگون نے فرمایا ہے کہ اہل و عیال کے واسطے کسب حلال
کرنا ابدالون کا کام ہے حضرت ابن المبارک چند بزرگون کے ساتھ جہاد مین مشغول تھے کسینے پوچھا کوئی کام ایسا بھی ہے جو جہاد
سے بہتر ہو بزرگون نے کہا کہ جہاد سے بہتر ہم کوئی کام نہین جانتے حضرت ابن المبارک نے کہا مین جانتا ہون وہ یہ ہے کہ جسکے
اہل و عیال ہون اور وہ اونکو صلاحیت کے ساتھ رکھے اور جب رات کو اوٹھے اور لڑکون کو ننگا کھلا دیکھے تو کپڑا اونھین اوڑھا دے
اوسکا یہ عمل جہاد سے افضل ہوگا حضرت بشر حافی نے کہا کہ امام احمد حنبل مین تین فضیلتین ہین کہ مجھہ مین نہین ایک یہ کہ وہ اپنے لیے
اور اپنے زن و فرزند کے واسطے کسب حلال کرتے ہین اور مین فقط اپنے ہی واسطے کسب کرتا ہون حدیث شریف مین آیا ہے
کہ سب گناہون مین ایک گناہ ہے کہ عیالداری کے رنج و مشقت کے سوا اور کچھ اوسکا کفارہ نہین **حکایت** ایک بزرگ تھے اونکی
جورو مرگئی دوسرے نکاح کے واسطے لوگ بجد ہوے مگر اونھون نے رغبت نہ کی اور کہا کہ تنہائی مین حضور قلب اور دلجمعی بہت ہے
ایک رات اونھون نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہین اور مردون کا ایک گروہ آگے پیچھے اوترتا ہے اور ہوا مین
جاتا ہے جب اونکے پاس آئے تو ایک نے کہا کہ کیا یہ وہی مرد شوم ہے دوسرے نے کہا ہان تیسرے نے کہا کہ یہ وہی
مرد شوم ہے چوتھے نے کہا کہ ہان وہی ہے یہ بزرگ اون لوگون کی ہیبت سے خواب مین ڈرے اور کچھ نہ پوچھ سکے اون سبکے بعد
ایک لڑکا تھا اوس سے پوچھا کہ ان لوگون نے شوم کسکو کہا اوس نے جواب دیا کہ تم ہی کو تو کہا اسواسطے کہ پہلے تمھارے
اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ آسمان پر جاتے تھے اب نہ معلوم تمنے کیا کیا ہے کہ ایک ہفتہ ہوا کہ تمھین مجاہدون کے
زمرے سے نکالدیا ہے وہ بزرگ جب جاگے تو فورا نکاح کیا تاکہ مجاہدون مین پھر داخل ہون ان فوائد کے سبب سے نکاح کی

خواہش کرنا چاہیے نکاح کی آفتیں تین ہین ایک یہ کہ شاید کسب حلال نکرسکے خصوصًا اس زمانہ مین اور شاید عیال داری کے سبب سے شبہے یا حرام کا مال پیدا کرے یہ امر اوسکے دین کی تباہی اور عیال واطفال کی خرابی کا سبب ہوگا اور کوئی نیکی اسکا تدارک نہین کرتی اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک بندہ کے نیک عمل پہاڑ کے برابر ہونگے اوسے ترازو کے پاس ٹھہرا کر پوچھینگے کہ تو نے اپنے عیال کو نفقہ کہان سے دیا اوس سے اس بات کی پکڑ ہوگی اور اوسکی تمام نیکیان اس سبب سے رائگان ہوجائینگی اوسوقت منادی ندا کریگا کہ دیکھو یہ وہ شخص ہے کہ اسکے عیال اسکی تمام نیکیان کھا گئے اور یہ گرفتار ہوا حدیث شریف مین ہے کہ قیامت کے دن بندہ سے پہلے اوسکے عیال جھگڑینگے اور کہینگے کہ بارخدایا اسکا ہمارا انصاف کر کہ اسنے ہمکو حرام کھانا کھلایا ہم نجانتے تھے اور جو بات سکھانے کی تھی وہ ہمین نہین سکھائی ہم جاہل رہ گئے تو جو شخص حلال ورثہ نپائے یا مال حلال نہ کمائے اوسے نکاح کرنا نچاہیے مگر جبکہ یقینًا جانتا ہو کہ اگر نکاح نکریگا تو زنا مین پڑیگا

دوسری آفت یہ ہے کہ عیال کا حق بجا لانا نہین ہوسکتا مگر حسن خلق سے اور اوسکے محالات پر صبر کرنے اور تحمل ہونے سے اور اوسکے کامون کے سرانجام مین آمادہ رہنے سے اور یہ امور ہر ایک سے نہین ہوسکتے شاید عیال کو ستائے اور گنہگار ہوجائے یا اونکی خبر نہ لے اونھین تباہ کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص جورو لڑکون سے بھاگیگا اوسکی مثال بھگوڑے غلام کی سی ہے جبتک جورو لڑکون کے پاس نجائے نماز و روزہ کچھ قبول نہین ہوتا غرض کہ ہر ایک آدمی کا نفس ہے جب تک اپنے نفس سے نہ برآئے اولی یہ ہے کہ پرائے نفس کا ذمہ نہ اوٹھائے حضرت بشر حافی سے لوگون نے پوچھا کہ تم نکاح کیون نہین کرتے ہو کہا کہ اس آیہ سے ڈرتا ہون وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ مین کیون نکاح کرون مجھے نکاح کی حاجت نہین اور عورت کا حق ادا کرنے کی ضرورت نہین

تیسری آفت یہ ہے کہ دل جب اہل وعیال کے کام کی فکر مین ڈوبتا ہے آخرت کے خیال اور زاد آخرت کی طیاری اور خدا کی یاد سے باز رہتا ہے اور جو چیز تجھے یاد الہی سے باز رکھے وہ تیری ہلاکت کا سبب ہوگی اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ پس جس شخص کو یہ خیال ہو کہ جسطرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عیال داری کا شغل خدا سے مشغول کرتا تھا اوسطرح مجھے مشغول نہ کریگا اور جانے کہ اگر مین نکاح نکرونگا تو ہمیشہ خدا کی یاد اور بندگی مین رہونگا اور حرام سے بچونگا اوسے نکاح نہ کرنا افضل ہے اور جسکو زنا کا خوف ہو اوسے نکاح کرنا بہتر ہے اور جسکو زنا کا خوف نہو اوسے نکاح نہ کرنا افضل ہے مگر وہ شخص جو کسب حلال پر قادر ہو اور اپنے خلق نیک و شفقت و مہربانی پر اعتماد رکھتا ہو اور جانتا ہو کہ نکاح مجھے یاد الہی سے باز نرکھیگا اگر مین نکاح کرونگا تو بھی ہمیشہ یاد الہی مین مشغول رہونگا اوسکے واسطے نکاح کرنا اولی ہے واللہ اعلم

دوسرا باب عقد نکاح کی کیفیت اور آداب مین اور اون صفتون کے بیان مین جنکا عورت مین نگاہ رکھنا ضرور ہے نکاح کی **شرطین** پانچ ہین **پہلی شرط** ولی ہے کہ بے ولی نکاح درست نہین جس عورت کا ولی نہو سلطان اوسکا ولی ہے **دوسری شرط** عورت کی رضامندی ہے لیکن جب عورت کمسن ہو تو اگر اوسکا باپ یا دادا نکاح کرے تو اوسکی رضامندی شرط نہین ہے مگر تا ہم ولی

یہ ہے کہ اوسکو خبر کردین اگر چپ رہے تو کافی ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ دو گواہ عادل حاضر ہون اور اولی یہ ہے کہ متقی اور پرہیزگارون کی جماعت اوسوقت موجود ہو فقط دو گواہ پہ اکتفا نکرین اگر وہ دو مرد موجود ہون جنکا حال پوشیدہ ہے اور اونکا فسق مرد و عورت کو نہین معلوم تو نکاح درست ہے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ جملہ تزویج کا لفظ صراحۃً کہا جائے اسطرح شوہر اور عورت کا ولی خواہ اونکا وکیل ایجاب و قبول کا لفظ بھی صراحۃً کہے یا اوسکی فارسی کہے اور سنت یہ ہے کہ نکاح کے خطبہ کے بعد ولی یون کہے بسم اللہ والحمد للہ فلانی عورت کا نکاح اتنے مہر پر تیرے ساتھ کردیا اور شوہر کہے بسم اللہ والحمد للہ اس نکاح کو مین نے اتنے مہر پر قبول کیا عقد کے پہلے عورت کو دیکھ لینا بہتر ہے تاکہ پسند کرے بغیر عقد باندھے کہ اسمین محبت و الفت کی بڑی امید ہے اور چاہیے کہ نکاح سے فرزند پیدا ہونا اور دل اور آنکھ کو برے کامون سے بچانا اس سے مقصود ہو بالکل حظ و حرص ہی مقصود نہو **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عورت کا ایسا حال ہو کہ نکاح کرنا اوس سے حلال ہو بیس صفتون کے قریب ہین جنکے سبب سے نکاح حرام ہوتا ہے اسواسطے کہ جو عورت دوسرے کے نکاح یا عدت مین ہو یا مرتدہ یا بت پرست یا زندیق ہو یعنی قیامت اور خدا و رسول کا ایمان نرکھتی ہو یا اباحی ہو یعنی اجنبی مردون کے ساتھ مل بیٹھنا اور نماز نہ پڑھنا اوسکے نزدیک درست ہو اور کہے کہ مجھے یہ سزاوار ہے اور آخرت مین اس امر پر عذاب نہوگا یا نصرانیہ یا یہودیہ ہو ایسے کی نسل سے جس نے جناب ختم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کی رسالت کے بعد نصرانیت یا یہودیت اختیار کی ہو یا لونڈی ہو اور مرد آزاد عورت کے مہر دینے کی قدرت رکھتا ہے یا زنا کا خوف نرکھتی ہو یا مرد اوسکا مالک ہو کل کا مالک ہو خواہ بعض کا یا قرابت مین مرد کی محرم ہو یا دودھ پینے کے سبب سے اوسپر حرام ہوگئی ہو یا قرابت کے سبب سے اوسپر حرام ہوگئی ہو مثلاً اوسکی بیٹی یا مان یا دادی سے پہلے نکاح کرکے یہی مرد صحبت کر چکا ہو یا اوس مرد کے بیٹے یا باپ کے نکاح مین یہی عورت آچکی ہے یا اس مرد کے چار جوروین موجود ہین یہ پانچوین ہوتی ہے یا اوس عورت کی بہن یا پھوپھی یا خالہ کو اپنے نکاح مین رکھتا ہے اسواسطے کہ دو بہنون اور پھوپھی بھتیجی اور خالہ و بھانجی کو نکاح مین جمع کرنا درست نہین وہ دو عورتین جنمین ایسی قرابت ہو کہ اگر ایک کو مرد اور ایک کو عورت فرض کرین تو ان دونون مرد اور عورت مفروضہ مین نکاح نہ درست ہو اون دونون عورتون کو نکاح مین جمع کرنا درست نہین ہے یا یہ عورت اس مرد کے نکاح مین تھی اوس نے تین طلاقین دیدی ہین یا تین بار خرید و فروخت کیا ہے ایسی عورت جبتک دوسرا خاوند نہ کرے گی پہلے مرد پر حلال نہوگی یا اون دونون مین لعان واقع ہوا ہے یا مرد و عورت کا محرم ہو یا حج و عمرہ کا احرام باندھے ہو یا وہ عورت کمسن یتیم ہو کہ کم عمر یتیمہ جبتک بالغ نہووے تب تک اوسکا نکاح نہ کرنا چاہیے ایسی سب عورتون کا نکاح باطل ہے نکاح حلال اور درست ہونے کی شرطین یہی ہین جن صفتون کا عورت مین دیکھ لینا سنت ہے وہ آٹھ ہین **پہلی صفت** پارسائی ہے اور یہی اصل ہے اسواسطے کہ عورت اگر پارسا نہو اور شوہر کے مال مین خیانت کرے تو شوہر متفکر رہیگا اور اگر اپنی عصمت مین خیانت کرے گی اور مرد خاموش رہے گا تو حمیت اور دین کا نقصان ہے لوگونمین روسیاہ اور بدنام ہوگا اگر خاموش نرہیگا زندگی تلخ ہو جاویگی اور اگر طلاق دیگا تو شاید اوسکے دل سے لگی ہو زن خوبصورت اگر ناپارسا ہے تو بڑی بلا ہے طلاق دینا بہتر ہے اور عورت ایسی ہو مگر یہ کہ دل سے لگی ہو ایک شخص نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی جورو کی ناپارسائی کا شکوہ کیا

آپ نے فرمایا کہ تو اوسے طلاق دیدے اوس نے عرض کیا کہ یا حضرت میں اوس سے محبت رکھتا ہون فرمایا تو اوسے طلاق نہ دینا اگر طلاق دیگا تو بیجا اوسکے آفت میں پڑیگا حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی جمال یا مال کے واسطے کسی عورت کے ساتھ نکاح کریگا وہ دونون سے محروم رہیگا اور جب دین کے لیے نکاح کریگا تو دونون مقصد پائیگا دوسری صفت حسن خلق ہے کہ بدمزاج عورت ناشکر گذار اور زبان دراز ہوتی بیجا حکومتین کرتی ہے ایسی عورت کے ساتھ زندگی تلخ ہوجاتی ہے اور دین مین خلل پڑتا ہے تیسری صفت جمال ہے جو محبت اور الفت کا سبب ہوتا ہے اسواسطے نکاح کے قبل لڑکی کو دیکھ لینا سنت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انصار کی عورتون کی آنکھ مین ایک چیز ہے کہ دل اوس سے نفرت کرتا ہے جو کوئی اونکے ساتھ نکاح کیا چاہے پہلے اونہین دیکھ لے بزرگون کا قول ہے کہ جو نکاح عورت کے بے دیکھے ہوا پشیمانی اور غم اوسکا انجام ہے اور وہ جو حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ عورت کی خواستگاری دین کے واسطے کرنا چاہیے جمال کے لیے نہین اوسکے یہ معنی ہین کہ فقط جمال کے واسطے نکاح نہ کرے نہ یہ کہ جمال منظور ہی نہین اگر نکاح کرنے سے فقط فرزند اور اتباع سنت کسی شخص کو مقصود ہے اور جمال نہین چاہتا تو یہ پرہیزگاری ہے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالی نے کانی عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اوسکی بہن جو خوبصورت تھی اوسکی خواہش نہ کی اسواسطے کہ آپ نے سنا تھا کہ ایک چشم عقل مین اوس خوبصورت سے بہتر ہے **چوتھی صفت** یہ ہے کہ مہر کم ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتون مین وہ بہت بہتر ہے جسکا مہر کم اور حسن و جمال زیادہ ہو بہت مہر باندھنا مکروہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضی عورتون کا دس درم مہر باندھا ہے اور اپنی بیٹیون کا مہر چار سو درم سے زیادہ نہین باندھا **پانچوین صفت** یہ ہے کہ بانجھ نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کھجور کی پرانی چٹائی جو گھر کے کونے مین پڑی ہو بانجھ عورت سے بہتر ہے **چھٹی صفت** یہ ہے کہ عورت باکرہ ہو اسواسطے کہ اوسکے ساتھ بڑی محبت ہوگی اور جو عورت ایک شوہر کو دیکھ چکی ہے اکثر اوسکا دل دوسرے کی طرف رہتا ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک دوہا جو عورت کے ساتھ نکاح کیا رسول مقبول صلعم نے اونسے فرمایا کہ تو نے باکرہ کے ساتھ کیون نہ نکاح کیا کہ وہ تیرے ساتھ کھیلتی اور تو اوسکے ساتھ **ساتوین صفت** یہ ہے کہ عورت دینداری اور پرہیزگاری کے لحاظ سے شریف النسب ہو اسواسطے کہ کم اصل عورت بداخلاق ہوا کرتی ہے اور شاید اوسکے اخلاق اولاد مین اثر کرین **آٹھوین صفت** یہ ہے کہ عورت عزیز قریب نہو اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اوس سے ضعیف لڑکا پیدا ہوتا ہے شاید اسکا سبب یہ ہو کہ عزیز عورتون کے حق مین شہوت بہت کم ہوتی ہے عورتون کی صفتین یہی ہین اور ولی پر جو اپنی لڑکی کا نکاح کرتا ہے واجب ہے کہ اوسکی صلاح و فلاح کا لحاظ رکھے ایسے شخص کو اختیار کرے جو شائستہ ہو بدخو زشت رو سے اور جو روٹی کپڑا نہ دے سکے اوس سے حذر کرے مرد اگر عورت کا کفو نہوگا تو نکاح درست نہین اور فاسق اور بدکار کے ساتھ بھی نکاح کرنا درست نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اپنی لڑکی کا نکاح فاسق کے ساتھ کردیا اوسکا قطع رحم ہوجائیگا اور فرمایا ہے کہ نکاح لونڈی بنانا ہے ہوشیار رہ کہ اپنی لڑکی کو کسکی لونڈی بناتا ہے

تیسرا باب اول نکاح سے آخر تک عورتون کے ساتھ گذران کرنے کے آداب مین

ایعزیز جان تو کہ یہ امر جب معلوم ہوچکا کہ دین کی سلوک مین سے ایک اصل نکاح بھی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ دین کے آداب اوسمین نگاہ رکھے ورنہ آدمیون کے نکاح اور جانورونکی

جنتی مین کچھ فرق نہوگا تو نکاح مین بارہ ادب کا لحاظ رکھنا چاہیے **پہلا ادب** ولیمہ کا کھانا ہے اور یہ سنت موکدہ ہے حضرت عبدالرحمن ابن عوف نے نکاح کیا تھا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسے فرمایا کہ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ یعنی دعوت ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری ہو اور جسکو بکری ذبح کرنے کی قدرت نہو وہ جو کھانے کی چیز دوستون کے سامنے رکھے گا وہی ولیمہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام المومنین حضرت بی صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو خرمے اور جو کے ستو سے دعوت ولیمہ کی تو جسقدر ممکن ہو تعظیم نکاح کے واسطے اوسقدر ولیمہ کرے اگر تاخیر ہو تو ایک ہفتہ سے زیادہ نہ گذرنے پائے دف بجانا اور اوس سے اعلان نکاح اور خوشی کرنا سنت ہے اسواسطے کہ روے زمین پر آدمی سب مخلوق سے زیادہ عزت دار ہے اور نکاح اسکی پیدایش کا سبب ہوتا ہے تو یہ خوشی بجا ہے اور ایسے وقت سماع اور دف سنت ہے ربیع بنت معوذ سے روایت ہے فرماتے ہین کہ جس رات مین عروس ہوئی اوسکے دوسرے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کنیزکین دف بجا بجا کر گا رہی تھین جب آپکو دیکھا تو اشعار مین آپ کی تعریف کرنے لگین آپ نے فرمایا کہ تم جو پہلے کہتی تھین وہی کہو آپ نے اجازت ندی اسواسطے کہ آپکی تعریف عمدہ بات ہے بیہودہ باتون کے ساتھ اوسے ملانا درست نہین **دوسرا ادب** یہ ہے کہ عورتون کے ساتھ نیک خو ہون اسکے یہ معنی نہین ہین کہ اونکو رنج نہ دین بلکہ یہ مراد ہے کہ اونکا رنج سہین اور اونکے حکم محال اور ناشکری کے حال پر صبر کرین حدیث شریف مین آیا ہے کہ عورتون کو ضعف اور ستر سے پیدا کیا ہے انکے ضعف کا علاج خاموشی ہے اور انکے ستر کی تدبیر یہ ہے کہ انکو گھر مین قید کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی جورو کی بدخلقی پر صبر کریگا اوسکو اتنا ثواب ملیگا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو اونکی مصیبت پر ملیگا لوگون نے سنا کہ جناب رحمۃ للعالمین علیہ افضل صلوۃ المصلین وفات شریف کے وقت آہستہ آہستہ یہ تین باتین فرماتے تھے نماز پڑھا کرو اتقوا اللہ کے بندون کے ساتھ بھلائی کیا کرو عورتون کے مقدمہ مین اللہ ہی اللہ ہے یہ تمھاری قیدی ہین اونکے ساتھ اچھی طرح نباہ کرو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کے غصہ پر تحمل فرماتے تھے ایکدن حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی بی بی نے غصہ سے انکو جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اے بدزبان تو جواب دیتی ہے وہ بولین ہان جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا تمسے افضل ہین آپکی ازواج طاہرات آپکو جواب دیتی ہین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو حفصہ پر افسوس ہے کہ خاکسار ہو پھر اپنی بیٹی حضرت بی حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کو جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھین دیکھکر کہنے لگے کہ خبردار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب ندیا کر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی کا ہمسا نہ کرنا کہ رسول مقبول اونھین دوست رکھتے ہین اور اونکی نازبرداری کرتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ یعنی تم مین وہ بہتر ہے جو اپنی جورو کے ساتھ بہتر ہے اور مین اپنی بیبیون کے ساتھ تم سب سے بہتر ہون **تیسرا ادب** یہ ہے کہ اپنی جورون کے ساتھ مزاح اور کھیل کرے اونسے رکا نرہے اور اونکی عقل کے موافق رہے اسلیے کہ کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ اتنی خوش طبعی نہ کرتا جتنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے حتی کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ دوڑے کہ دیکھین کون آگے نکل جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے دوبارہ دوڑنے کا اتفاق ہوا حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا آگے نکل گئین حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہلے کا بدلا ہو گیا یعنی اب ہم تم برابر ہو گئے ایک دن حبشیون کی آواز سنی کہ کھیلتے ہین اور کود رہے ہین حضرت نے عایشہ صدیقہ رضہ سے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو وہ بولین ہان آپ نزدیک تشریف لائے اور ہاتھ پھیلایا حضرت صدیقہ رضہ آپکے بازو پر ٹھڈی رکھکر دیر تک دیکھا کین آپنے فرمایا کہ یا عائشہ رضہ ابھی بس نکروگی وہ چپ ہو رہین تین بار آپ نے فرمایا تب اونھون نے بس کیا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ باوصف سختی اور تیزی کے کہ ہر کام مین رکھتے تھے فرماتے ہین کہ مرد اپنی اہلیہ کے ساتھ لڑکون کا ایسا رہے اور خانہ داری کے باب مین مردانہ وار رہے بزرگون نے کہا ہے کہ مرد کو چاہیے کہ جب گھر مین آئے خندان آئے جب باہر جائے چپ جائے جو کچھ پائے کھالے جو نہ پائے اوسے نہ پوچھے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ ٹھٹول اور کھیل اس درجہ نہ بڑہائے کہ اوسکا ڈر جاتا رہے اور برے کامون مین عورتون کے ساتھ موافقت نہ کرے بلکہ جب کوئی کام آدمیت اور شریعت کے خلاف دیکھے تو تنبیہ کردے کیونکہ اگر طرح دیگا تو اونکا تابعدار ہوجائیگا اور حق تعالی نے فرمایا ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ یعنی مرد کو عورتون پر ہمیشہ غالب رہنا چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَعِسَ عَبْدُ الزَّوْجَةِ یعنی جورو کا غلام بدبخت ہے اسواسطے کہ جورو کو چاہیے کہ خاوند کی لونڈی بنی رہے آور بزرگون نے کہا ہے کہ عورتون سے مشورہ کرو لیکن اونکے کہنے کے خلاف عمل کرو حقیقت مین عورتون کی ذات نفس سرکش کے مانند ہے اگر ذرہ بھی مرد انکو انکے حال پر چھوڑیگا تو ہاتھ سے جاتی رہین گی اور حدون سے گذر جائین گی اور تدارک مشکل ہوجائیگا غرضکہ عورتون مین ایک طرح کا ضعف ہے تحمل اوسکا علاج ہے اور کجی بھی ہے سیاست اوسکی دوا ہے مرد کو چاہیے کہ طبیب حاذق کیطرح رہے ہر امر کا علاج فوراً کرے لیکن چاہیے کہ صبر و تحمل یاد رکھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ عورت پسلی کی ہڈی کی ہے اگر سیدہا کرنا چاہیگا ٹوٹ جائیگی **پانچوان ادب** یہ ہے کہ جہانتک ہوسکے غیرت کی بات مین اعتدال نچھوڑے جو چیز بلا اور آفت کی باعث ہو اوس سے عورت کو منع کرے اور حتی المقدور باہر نہ نکلنے دے چھت اور دروازے پر نجانے دے تاکہ وہ نامحرم مرد کو اور نامحرم مرد اوسکو ندیکھے اور کھڑکی بیاے سے مرد کا تماشا دیکھنے کی اجازت نہ دے کہ تمام آفتین آنکھ سے پیدا ہوتی ہین اور گھر مین بیٹھے بیٹھے نہین پیدا ہوتین بلکہ کھڑکی بیاے چھت دروازے سے پیدا ہوتی ہین عورت کے تماشا دیکھنے کو تھوڑا امر نجانے اور بے سبب اوس سے بدگمان ہونا اور اوسکی ٹوہ کرنا اور حد سے زیادہ اوس سے شرم و غیرت رکھنا نچاہیے ہر امر کا بھید دریافت کرنے مین اصرار نکرے ایک مرتبہ جناب سرور کائنات شام کے قریب سفر سے پھر آئے اور فرمایا کہ آجکی رات کوئی شخص اپنے گھر مین اچانک نجائے کل تک یہین ٹھہرو اونمین دو شخصون نے عدول حکمی کی دونون نے اپنے اپنے گھر مین برا کام دیکھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ عورتون کے باب مین حد سے زیادہ غیرت نرکھو کہ یہ امر لوگون کو معلوم ہوگا تو طعنہ زنی کرینگے بڑی حمیت یہ ہے کہ نامحرم پر عورت کی نظر نہ پڑنے دے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ عورتون کے حق مین کیا امر بہتر ہے حضرت بی بی فاطمہ رضہ نے فرمایا یہ بہتر ہے کہ نامحرم مرد اونکو ندیکھے اور کسی غیر مرد کو وہ نہ دیکھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند آئی حضرت بی بی رضہ کو گلے لگاکر فرمایا بِضْعَةٌ مِّنِّي یعنی تو میری جگر پارہ ہے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی عورت کو دیکھا کہ دریچہ سے جھانکتی ہے اوسے مارا اور

اور کو ٹلیمانکہ سیب مین سے ایک ٹکڑا خود کھایا اور ایک ٹکڑا غلام کو دیا او سپر بھی مارا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ عورتون کو اچھے کپڑے نہ پہناؤ تاکہ وہ گھر مین بیٹھین اسواسطے کہ جب اچھے کپڑے پہنین گی باہر جانے کی آرزو پیدا ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین عورتون کو اجازت تھی کہ مسجد مین جائین او پچھلی صف مین رہین صحابہ کبار رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے اپنے وقت مین منع کیا حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے کہ اب کی عورتین کس صفت کی ہین تو مسجد مین نہ آنے دیتے اب مسجد او مجلس مین جانے سے اور مردون کو دیکھنے سے منع کرنا بہت ہی ضرور ہے مگر بوڑھیا پرانی چادر اوڑھ کر جائے تو مضائقہ نہین اکثر عورتون کے حق مین مجلس اور نظارہ سے آفت پیدا ہوتی ہے جہان کہین فتنہ کا ڈر ہو وہان عورت کو جانے دینا درست نہین ایک اندھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ مین آیا حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا اور اور عورتین جو وہان بیٹھی تھین نہ اوٹھین اور کہا کہ یہ اندھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اندھا تو تم بھی کیا اندھی ہو **چھٹا ادب** یہ ہے کہ جورو کو نفقہ مرد اچھی طرح دے تنگی نہ کرے اور اسراف بھی نہ کرے اور سمجھے کہ جورو کو نفقہ دینے کا ثواب خیرات کے ثواب سے زیادہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی نے یک دینار جہاد مین صرف کیا ایک دینار کا غلام مول لیکر آزاد کیا ایک دینار کسی مسکین کو دیا اور ایک دینار اپنی جورو کو دیا تو یہ دینار ثواب مین سب سے افضل ہے اور چاہیے کہ مرد کوئی اچھا کھانا اکیلا نہ کھائے اگر کھایا ہے تو چھپایا اور جو کھانا نہین پکوا سکتا اوسکی تعریف عورتون کے سامنے نہ کرے ابن سیرین نے کہا ہے کہ ہفتہ بھر مین ایکبار حلوا پکائے یا مٹھائی بنائے دفعتہ شیرینی چھوڑ دینا بیمروتی ہے اگر کوئی مہمان نہو تو اپنی جورو کے ساتھ کھانا کھائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اون گھر والون پر جو باہم ملکر کھانا کھاتے ہین حق تعالی رحمت بھیجتا ہے اور ملائک دعاے مغفرت کرتے ہین اصل یہ ہے کہ جو کچھ نفقہ دے حلال کی کمائی سے پیدا کرکے دے کیونکہ گھر والون کو حرام کے مال سے پرورش کرنا بڑی خیانت اور ظلم کا سبب ہے اس سے زیادہ کوئی خیانت اور ظلم نہین **ساتوان ادب** یہ ہے کہ علم دین جو نماز اور طہارت اور حیض وغیرہ مین کام آتا ہے عورتون کو سکھائے اگر نہ سکھائیگا تو باہر جا کر عالم سے پوچھنا عورت پر واجب اور فرض ہے اور اگر شوہر نے اسے سکھا دیا ہے تو اوسکی بے اجازت باہر جانا اور کسی سے پوچھنا درست نہین اگر امور دین سکھانے مین قصور کریگا تو مرد خود گناہگار ہوگا اسواسطے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا یعنی اپنے تئین اور اپنے گھر والون کو دوزخ سے بچاؤ اور یہ بھی سکھانا ضرور ہے کہ جب غروب آفتاب سے پہلے حیض بند ہو جائے تو عصر کی نماز قضا کرنا چاہیے اکثر عورتین اس مسئلہ کو نہین جانتی ہین **اٹھوان ادب** یہ ہے کہ اگر دو جورو ئین رکھتا ہے تو اونکے درمیان برابر رعایت رکھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی ایک جورو کی طرف مائل رہیگا قیامت کے دن اوسکا آدھا بدن ٹیڑھا ہو جائیگا عطیہ دینے اور رات کو پاس رہنے مین دونون کی برابری کا لحاظ رکھے لیکن محبت اور مباشرت کی برابری واجب نہین کہ یہ امر اپنے اختیار مین نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب ایک بی بی پاس رہتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یا اللہ جو امر میرے اختیار مین ہے اوس مین کوشش کرتا ہون لیکن دل میرے اختیار مین نہین ہے اگر کوئی شخص کسی عورت سے سیر ہو جاوے اور اوسکے پاس جانیکو جی نہ چاہے

تو چاہیے کہ اوسے طلاق دیدے قید مین نہ رکھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی سودہ رضی اللہ تعالی عنہا کو
طلاق دینا چاہا کہ وہ بوڑہی ہو گئی تھین اونھون نے عرض کیا کہ مین نے اپنی باری حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو دی
آپ مجھے طلاق نہ دیجیے تاکہ قیامت کے دن آپکی ازواج طاہرات مین میرا حشر ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی عرض قبول فرمائی
اور اونھین طلاق نہ دی دو شب حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس اور ایک ایک شب اور بی بیون کے پاس رہنے لگے
نوان ادب یہ ہے کہ اگر جورو خاوند کی اطاعت نہ کرے اور اوسکی طاقت نرکھے تو خاوند اوس سے بہ نرمی اور مہربانی اپنی اطاعت
کروائے اگر تابعداری نہ کرے تو خاوند غصہ کرے اور سونیکے وقت اوسکی طرف پشت کرکے سوئے اگر اسپر بھی مطیع نہوئے تو تین
راتین اوس سے علیحدہ سوئے اگر یہ امر بھی مفید نہو تو اوسے مارے مگر منہ پر نمارے اور ایسے زور سے نمارے کہ وہ زخمی ہو جائے
اگر نماز یا دین کے اور کسی کام مین قصور کرے تو مہینا بھر تک اوس سے خفا رہے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات
ایک مہینا کامل سب بی بیون سے خفا رہے تھے **دسوان ادب** یہ ہے کہ صحبت کرنے مین قبلہ کی طرف سے منہ پھیرلے اور
پہلے بات چیت کھیل پیار بوس و کنار سے اوسکا دل خوش کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرد کو نچاہیے کہ اپنی
عورت پر جانور کی طرح گرے بلکہ صحبت سے پہلے قاصد ہوتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ قاصد کیا ہے آپ نے
فرمایا وہ بوسہ ہے جب ابتدا کیا چاہے تو یون کہے بسم اللہ العلی العظیم اللہ اکبر اللہ اکبر اور اگر قل ھو اللہ پڑہ لے تو بہتر ہے اور کہے
اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مِمَّا رَزَقْتَنَا اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص یہ دعا پڑہے گا اوسکے
جو فرزند پیدا ہوگا وہ شیطان سے محفوظ رہے گا اور انزال کے وقت اس آیہ کریمہ کا دہیان کرے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ
مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِھْرًا جب منزل ہوا چاہے تو ٹہرے تاکہ عورت کو بھی انزال ہو جائے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مرد کی عاجزی کی نشانی ہین **ایک** یہ کہ کسیکو دیکھے کہ اوس سے دوستی رکھتا ہے اور اوسکا
نام نہ دریافت کرے **دوسری** یہ کہ کوئی بہائی اوسکی تکریم کرے اور وہ اوس تکریم کو رد کرے **تیسری** یہ کہ بوس و کنار سے پہلے
جورو کے ساتہ صحبت کرنے لگے اور جب اوسکی حاجت روائی ہونے لگے تو صبر نکرے کہ عورت کی بھی حاجت روائی ہو جائے امیر المومنین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے کہ چاند رات اور پندرہوین شب
اور مہینے کی اخیر رات کو صحبت کرنا مکروہ ہے کہ ان راتون مین صحبت کرنیکے وقت شیطان حاضر ہوتے ہین اور حالت حیض مین
صحبت سے اپنے تئین بچائے رکھے لیکن حیض والی عورت کے ساتہ برہنہ سونا درست ہے اور حیض کے بعد غسل سے پہلے بھی
صحبت کرنا نچاہیے جب ایکبار صحبت کر چکا اور دوبارہ قصد ہے تو چاہیے کہ اپنا بدن دہو ڈالے اگر نجس آدمی کوئی چیز کھایا چاہے
تو اوسے چاہیے کہ وضو کرلے اور اگر سویا چاہے تو بھی وضو کرلینا چاہیے اگرچہ نجس رہے گا لیکن سنت یہی ہے اور غسل سے پہلے
بال نہ منڈوائے ناخن نہ کٹوائے تاکہ جنابت کی حالت مین بال اور ناخن اوس سے جدا نہون اور چاہیے کہ منی بچہ دان مین
پہونچانے کے پھیر نہ لے اور اگر عزل کریگا تو صحیح یہی ہے کہ حرام نہوگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرد نے پوچھا

کہا یا رسول اللہ ایک لونڈی میری خادمہ ہے میں نہیں چاہتا کہ وہ حاملہ ہو کیونکہ پھر کام نہ کر سکے گی آپ نے فرمایا کہ تو عزل کر اگر تقدیر میں ہے
تو خود بخود فرزند پیدا ہوگا پھر وہ شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرزند پیدا ہوا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے
کُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ یَنْزِلُ یعنی ہم عزل کرتے تھے اور قرآن اوترتا تھا ہمیں ممانعت نہیں ہوئی **گیارہواں ادب** یہ ہے
کہ جب اولاد ہو تو اوسکے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ایسا کریگا تو لڑکا لڑکپن
کی بیماری سے محفوظ رہے گا اور نام اچھا رکھنا چاہیے حدیث شریف میں ہے کہ عبداللہ اور عبدالرحمن اور اسکے مثل نام خدا کے نزدیک سب
ناموں سے بہتر ہیں لڑکا اگر پیٹ سے گر جائے تو بھی اسکا نام رکھنا سنت ہے اور عقیقہ سنت موکدہ ہے لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا
اور لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے ذبح کرنا چاہیے اور اگر ایک ہی ہو تو بھی اجازت ہے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے
کہ عقیقہ کے بکرے کی ہڈی توڑنا نہ چاہیے اور سنت یہ ہے کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اوسکے منہ میں میٹھی چیز ڈالیں اور ساتویں دن اوسکے بال
منڈوائیں اور اوسکے بالوں کے برابر چاندی یا سونا تصدق کریں اور چاہیے کہ آدمی لڑکی سے کراہت اور لڑکے سے بہت خوشی نکرے
اسواسطے کہ آدمی نہیں جانتا کہ بھلائی کس میں ہے لڑکی بہت مبارک ہے اور اسکا ثواب زیادہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جسکی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہونگی اور اوسکے سبب سے محنت اوٹھائیگا تو اس مہربانی کے عوض جو وہ کرتا ہے حق تعالیٰ
اوسپر رحم فرمائیگا کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر دو ہی ہوں آپ نے فرمایا کہ اگر دو ہوں تو بھی کسی نے عرض کیا اگر ایک ہی ہو آپ نے فرمایا
تو بھی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ایک لڑکی ہو وہ رنجور رہے جسکے دو ہوں وہ گرانبار رہے جسکے تین ہوں
اے مسلمانوں اوسکی یاری اور مددگاری کرو کہ وہ میرے ساتھ جنت میں ہے جیسے دو انگلیاں یعنی وہ مجھسے نزدیک رہیگا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بازار سے میوہ مول لیکر گھر میں آئے وہ ثواب میں صدقہ کے مانند ہے چاہیے کہ پہلے لڑکی کو
دے پھر لڑکے کو جو لڑکی کو خوش کریگا وہ شخص ایسا ہے جیسے کہ حق تعالیٰ کے خوف سے رویا اور جو خدا کے خوف سے روئے اوسپر
آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے **بارہواں ادب** یہ ہے کہ حتی الامکان جورو کو طلاق نہ دے کیونکہ طلاق دینا اگرچہ مباح ہے لیکن حق تعالیٰ
اس سے راضی نہیں کیونکہ طلاق کا لفظ زبان پر لانا عورت کو رنج عظیم پہونچاتا ہے اور کسیکو رنج دینا کیونکر درست ہوگا لیکن مصرعہ
گر ضرورت بود روا باشد ٭ جب طلاق دینے کی ضرورت پڑے تو چاہیے کہ ایک طلاق سے زیادہ نہ دے کہ یکبارگی تین طلاق دینا
مکروہ ہے اور حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے اور پاکی کی حالت میں اگر صحبت کی ہے تو بھی حرام ہے اور چاہیے کہ مہربانی کی راہ سے
طلاق میں کچھ عذر کرے نہ غصہ اور حقارت کے سبب سے طلاق نہ دے اور طلاق کے بعد عورت کو تحفہ دے تاکہ اوسکا دل خوش ہو اور
عورت کی پوشیدہ باتیں کسی سے نہ کہے اور یہ ظاہر نہ کرے کہ میں فلانے عیب کے سبب سے طلاق دیتا ہوں ایک شخص سے لوگوں نے
پوچھا تو کیوں طلاق دیتا ہے کہا میں اپنی جورو کا راز فاش نہیں کر سکتا جب طلاق دیچکا تو پھر لوگوں نے پوچھا تو نے کیوں طلاق دی
اوسنے کہا مجھے پرائی عورت سے کیا کام کہ اوسکا بھید کھولوں **فصل** یہ جو بیان کیا گیا یہ شوہر پر جورو کا حق ہے لیکن جورو پر شوہر کا
بہت بڑا حق ہے اسواسطے کہ جورو حقیقت میں خاوند کی لونڈی ہے حدیث شریف میں ہے کہ اگر خدا کے سوا اور کو سجدہ کرنا درست ہوتا

تو جورو ون کو حکم ہوتا کہ اپنے خاوندون کو سجدہ کیا کرین جورو پر جو خاوند کے حق ہین اونمین سے یہ بھی ہے کہ جورو گھر مین بیٹھے خاوند کے بے حکم باہر نجائے دریچہ مین اور چھت پر نہ آئے پڑوسیون سے دوستی اور باتین بہت نہ کرے اور بلا ضرورت اونکے گھر نجائے اور اپنے خاوند کی بھلائی کے سوا اور کچھ نہ کہے اون سے اور خاوند سے صحبت اور نباہ کرنے مین جو بے تکلفی ہوتی ہے کسی سے نہ کہے ہر کام مین خاوند کے مقصود اور خوشی کی طمع رکھے خاوند کے مال مین خیانت نہ کرے خاوند پر مہربانی رکھے جب اوسکے خاوند کا کوئی دوست دروازہ کھٹکھٹائے تو اسطرح جواب دے کہ وہ اسے نہ پہچانے کہ یہ صاحب خانہ کی جورو بولتی ہے خاوند کے سب دوستون سے پردہ کرے تاکہ وہ اسے نہ پہچانین جو کچھ میسر ہو اوسپر خاوند کے ساتھ قناعت کرے زیادہ طلبی نہ کرے خاوند کا حق اپنے عزیزون سے زیادہ جانے اپنے تئین ہمیشہ ایسا صاف ستھرا رکھے جیسا صحبت کے واسطے ہونا چاہیے اور جو کام اپنے ہاتھ سے کرسکتی ہے کرے خاوند کے سامنے اپنے حسن جمال پر فخر نہ کرے خاوند کے احسان کی ناشکری نہ کرے یہ نہ کہے کہ تو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہر وقت خرید فروخت اور طلاق کا سوال بے سبب نہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے دوزخ مین نگاہ کی تو بہت سی عورتون کو دیکھا اسکا سبب پوچھا معلوم ہوا کہ اپنے خاوندون پر بعن طعن اور اونکی ناشکری کرنیسے اونکا یہ حال ہے

تیسری اصل آداب کسب و تجارت کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ دنیا منزل راہ آخرت ہے اور آدمی کو کھانے پینے کی حاجت ہے اور کھانا پینا بے کسب کے ممکن نہین تو کسب کے آداب جاننا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص اپنے تئین ہمہ تن دنیا کمانے مین مصروف کریگا وہ بدبخت ہے اور جو شخص خدا پر توکل کرکے اپنے تئین بالکل آخرت کے کام بنانے مین مصروف کریگا وہ نیکبخت ہے لیکن درجہ توسط یہ ہے کہ آدمی دنیا کمانے مین بھی مشغول ہو اور آخرت کے کام بنانے مین بھی مگر مقصود آخرت ہی کا کام بنانا ہو اور دنیا کمانا فقط آخرت کے کام بنانے مین فراغت حاصل ہونیکے واسطے ہو کسب کے وہ احکام اور آداب جنکا جاننا ضرور ہے پانچ بابون مین ہم بیان کرتے ہین پہلا باب کسب کی فضیلت اور ثواب کے بیان مین — ایعزیز جان تو کہ اپنے تئین اور اپنے اہل و عیال کو خلق سے بے پروا رکھنا اور کسب حلال سے اونکی کفالت کرنا راہ دین مین جہاد کرنا ہے اور بہت عبادت سے افضل ہے ایک دن جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ والسلام بیٹھے تھے صبح تڑکے ایک جوان قوی اودہر سے گذرا اور ایک دوکان مین چلا گیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا افسوس ہے یہ اتنے تڑکے راہ خدا مین اوٹھا ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا ایسا نہ کہو کیونکہ اگر وہ اپنے تئین یا اپنے مان باپ یا جورو لڑکون کو خلق سے بے پروا کرنے جاتا ہے تو بھی وہ خدا کی راہ مین ہے اور اگر تفاخر اور لاف اور تونگری کے لیے جاتا ہے تو شیطان کی راہ مین ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خلق سے بے پروا ہونے کو یا اپنے پڑوسیون اور عزیزون کے ساتھ بھلائی کرنیکو دنیا مین طلب حلال کرتا ہے قیامت کے دن اوسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کی طرح منور اور تابان ہوگا اور فرمایا ہے کہ سچا سوداگر قیامت کے دن صدیقون اور شہیدون کے ساتھ اٹھیگا اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور مسلمان کو حق تعالی دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور کی کمائی سب چیزون سے زیادہ حلال ہے

اگر وہ نصیحت بجا لائے اور فرمایا ہے کہ سوداگری کرو کیونکہ روزی کے دس حصے ہیں تو نو حصے فقط سوداگری میں ہیں اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے حق تعالی اوسپر مفلسی کے ستر دروازے کھول دیتا ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا پوچھا تو کیا کام کرتا ہے اوسنے کہا عبادت کرتا ہون پوچھا قوت کہان سے کھاتا ہے اوس نے کہا میرا ایک بھائی ہے وہ مجھے قوت مہیا کر دیا کرتا ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھسے زیادہ عابد ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ کسب نچھوڑو اور یہ نہ کہو کہ حق تعالی روزی دیتا ہے کیونکہ حق تعالی آسمان پر سے سونا چاندی نہین بھیجتا ہے یعنے اس امر کی اوسے قدرت ہے مگر کسی حیلہ سے روزی دینا اوسکی عادت ہے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا کسب نچھوڑنا کہ جو شخص خلق کا محتاج ہوتا ہے اوسکا دین تنگ ہوجاتا ہے عقل ضعیف ہوجاتی ہے مروت زائل ہوجاتی ہے لوگ اوسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین ایک بزرگ سے لوگون نے پوچھا کہ عابد بہتر ہے یا تاجر امانت دار اون بزرگ نے فرمایا کہ تاجر امانت دار بہتر ہے کہ وہ جہاد مین ہے اسواسطے کہ شیطان ترازو اور لین دین کے پردے مین اوسکا درپے ہے اور وہ اوسکے خلاف کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے تھے کہ مین کسی جگہ اپنی موت کو اس سے زیادہ دوست نہین رکھتا ہون کہ مین بازار مین اپنے عیال کے واسطے طلب حلال کرتا ہون اور میری موت آجاے حضرت امام حنبل رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اوس شخص کے بارے مین کیا فرماتے ہین جو عبادت کے واسطے مسجد مین بیٹھ رہے اور کہے کہ خدا مجھے رزق دیگا امام صاحب نے فرمایا وہ مرد جاہل ہے شرع نہین جانتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے نے میری روزی میرے نیزہ کے سایہ مین رکھی ہے یعنی جہاد کرنے مین اوزاعی نے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ کو دیکھا کہ لکڑیون کا گٹھا اپنی گردن پر اوٹھائے ہین پوچھا آپکا یہ کسب کبتک ہوا کرے گا آپکے مسلمان بھائی آپکے اس رنج و تکلیف کو دفع کرسکتے ہین فرمایا چپ رہ کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی طلب حلال کے واسطے ذلیل جگہہ کھڑا ہوگا اوسپر بہشت واجب ہوجاتی ہے **سوال** اگر کوئی کہے کہ جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَا اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنِ اجْمَعِ الْمَالَ وَكُنْ مِنَ التَّاجِرِيْنَ وَلٰكِنْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ یعنی مجھسے خدا یہ نہین فرماتا ہے کہ مال جمع کر اور سوداگرون مین سے ہوجا بلکہ یہ فرماتا ہے کہ تسبیح کر اپنے پروردگار کی اور ساجدون مین سے رہ اور عبادت کر اپنے پروردگار کی اخیر عمر تک اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ عبادت کرنا کسب سے بہتر ہے **جواب** یہ ہے کہ تجھے معلوم ہوجاے کہ جو شخص اپنے واسطے اور اپنے جورو لڑکون کے لیے مال کافی رکھتا ہو بالاتفاق اوسکے واسطے عبادت کرنا کسب سے بہتر ہے اور جو کسب مقدار کفایت و ضرورت سے زیادہ طلبی کیواسطے ہو اوسمین ہرگز کچھ فضیلت نہین بلکہ نقصان اور دنیا سے دل لگانا ہے اور ایسا کسب سب گناہون کا سردار ہے اور وہ شخص جو مال نہین رکھتا مگر مال حلال سے اوسکی اوقات بسری ہوتی ہے اوسکو کسب نہ کرنا اولی ہے اور یہ امر چار شخص کے واسطے ہوتا ہے ایک وہ شخص جو ایسے علم مین مشغول ہو جس سے لوگون کو منفعت دینی ہو مثلاً علوم شرعیہ یا دنیا کا فائدہ ہو جیسے علم طب دوسرا وہ شخص جو عہدہ قضا اور وقف اور مصالح خلق مین مشغول ہو تیسرا وہ شخص جسکے باطن مین صوفیون کے حالات اور مکاشفات کی راہ کھلی ہو

چوتھا وہ شخص جو اوس خانقاہ مین جو عابدون پر وقف ہو بیٹھکر اوراد اور عبادت ظاہری مین مشغول رہے ایسے لوگون کو کسب نکرنا اولی ہے لیکن اگر انکی روزی لوگون کے ہاتھ سے پہونچتی ہو اور ایسا زمانہ ہو کہ بے سوال کیے اور بے احسان مانے خود ایسے نیک کامون مین خرچ ہون تو اس صورت مین کسب نکرنا اولی ہے اگلے زمانہ مین ایک بزرگ تھے اونکے تین سو ساٹھ دوست تھے وہ بزرگ ہمیشہ عبادت مین مشغول رہتے اور سال بھر ہر شب ایک دوست کے مہمان رہتے اور اونکے دوستون کی یہ عبادت تھی کہ اونھین فارغ البال رکھتے تھے یہ امر اس سبب سے تھا کہ خیر کا دروازہ لوگون پر کھلا رہے ایک بزرگ کے تیس دوست تھے مہینا بھر ہر شب ایک دوست کے پاس رہتے تھے لیکن جب ایسا زمانہ ہو کہ بے سوال کیے اور بے ذلت اوٹھائے لوگ دینے کی رغبت نہ کرین تو اپنی اوقات بسری کے واسطے کسب کرنا بہتر ہے اسواسطے کہ سوال کرنا برا کام اور بضرورت حلال ہوتا ہے مگر وہ شخص جسکا بڑا مرتبہ ہو اور اوسکے سبب سے بہت فائدہ ہو اور قوت طلب کرنے مین اوسکی تھوڑی سے ذلت ہو تو اوسوقت ہم کہہ سکتے ہین کہ ایسے شخص کو نہ کسب کرنا اولی ہے لیکن وہ شخص جس سے ظاہری کے عبادت کے سوا اور کوئی فیض اور فائدہ نہین ہوتا اوسکو کسب کرنا اولی ہے اور جو شخص عین کسب مین دل خدا کے ساتھ مشغول رکھتا ہے اوسے کسب کرنا اولی ہے اسواسطے کہ یاد خدا سب عبادتون کی حقیقت ہے اور کسب کرنے مین بھی دل خدا کے ساتھ مشغول رکھہ سکتا ہے

دوسرا باب علم کسب کے بیان مین تاکہ کسب شرائط شرعیہ کی ساتھ ہو

العزیز جان تو کہ یہ باب بڑا ہے فقہ کی کتابون مین ہمنے (یعنی امام والا مقام نے) اوسکا بیان کیا ہے اس کتاب مین اوس قدر جسکی اکثر حاجت پڑتی ہے بیان کرتے ہین کہ لوگ اسقدر جان لین اگر کچھ مشکل پڑے تو پوچھ سکین اور جو اسقدر بھی نہ جانیگا وہ حرام اور بیاج مین مبتلا ہو جائیگا اور یہ بھی نہ جانیگا کہ اس بات کو دریافت کرنا چاہیے کسب اکثر چھہ معاملون پر ہوتا ہے بیع ربوا سلم اجارہ قراض شرکت تو عقدون کی سب شرطین ہم بیان کرتے ہین پہلا عقد بیع ہے اور بیع کے مسائل جاننا فرض ہے کیونکہ کسیکو اس سے چارہ نہین امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ بازار مین جاکر درے مارتے اور فرماتے کہ بیع کے مسائل سیکھے بغیر کوئی شخص اس بازار مین معاملہ نکرے نہین تو عمداً خواہ سہواً بیاج مین مبتلا ہو جائیگا العزیز جان تو کہ بیع کے تین رکن ہین ایک مول لینے والا اور بیچنے والا انھین عاقد کہتے ہین دوسرا رکن مال تجارت ہے کہ اوسے معقود علیہ کہتے ہین تیسرا رکن لفظ بیع ہے پہلا رکن عاقد ہے چاہیے کہ پانچ شخصون سے معاملہ نکرے لڑکے دیوانے لونڈی غلام اندھے حرام کھانیوالے سے جو لڑکا بالغ نہوا ہو امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک اوسکی بیع کی ہوئی باطل ہے گو کہ ولی کے حکم سے ہو اور دیوانہ کا بھی یہی حکم ہے آدمی جو کچھ اونسے مال لیگا وہ اگر ضائع ہو جاسے تو مول لینے والے پر تاوان ہوگا اگر کچھ انھین دیگا تو اوسکا تاوان انسے نہین لے سکتا اسواسطے کہ اوسنے خود انھین دیکر مال ضائع کیا اور لونڈی غلام کی بیع اوسکے مالک کی اجازت بغیر باطل ہے قسائی نان بائی بنیے وغیرہ جبتک مالک سے اجازت نہ لے لین تب تک اونھین لونڈی غلام سے معاملہ کرنا درست نہین ہے یا کوئی عادل خبر دے یا شہر مین مشہور ہو کہ اوسکو اوسکے مالک نے معاملہ کرنے کی اجازت دیدی ہے تو اگر مالک کی اجازت بغیر اوس سے کچھ لین گے تو اون پر تاوان ہوگا اور اوسکو کچھ دینگے تو جبتک وہ آزاد نہو جاسے تب تک اوس سے تاوان نہین مانگ سکتے اندھے کا کیا ہوا معاملہ باطل ہے

مگر یہ کہ ایک وکیل ڈھنڈھیا را مقرر کرے وہ جو کچھ لیگا او سپر تاوان ہوگا اسواسطے کہ مسلمان آزاد ہے حرام کمانیوالے مثلاً ترک ظالم چور سود دینے والے شراب بیچنے والے زنا کو گویئے نوحہ پڑھنے والے جھوٹی گواہی دینے والے رشوت کھانیوالے ان سبکے ساتھ معاملہ درست نہیں ہے اگر معاملہ کرے اور تحقیق جانے کہ ان سے جو کچھ مول لیا ہے وہ انہی کی ملک ہے تو حرام نہیں درست ہے اور اگر تحقیق جانتا ہو کہ وہ چیز انکی ملک نہیں ہے تو معاملہ باطل ہے اور اگر مال مشتبہ ہو تو دیکھئے اگر بہت سا مال حلال ہے اور تھوڑا حرام کا مال ہے تو معاملہ درست ہے مگر تاہم شبہہ سے خالی نہیں اور اگر بہت سا حرام کا مال ہے اور تھوڑا سا مال حلال ہے تو ظاہرا معاملہ کو ہم حرام نہیں کر سکتے لیکن یہ شبہہ حرام کے قریب ہے اور اسکا خطرہ بہت بڑا ہے یہود اور نصاریٰ کے ساتھ اگرچہ معاملہ کرنا درست ہے لیکن قرآن شریف انکے ہاتھ ہدیہ نہ کرے اور مسلمان لونڈی غلام انکے ہاتھ نہ بیچے اور اگر حربی ہوں تو ہتھیار بھی انکے ہاتھ نہ بیچے کہ یہ معاملہ ظاہر مذہب کے رو سے باطل ہے اور بیچنے والا گنہگار ہوگا اہل اباحت بے دین ہیں انکے ساتھ معاملہ باطل ہے ایسے لوگوں کا خون کرنا اور مال لے لینا حلال ہے بلکہ یہ لوگ کسی چیز کے مالک نہیں اور انکا نکاح باطل ہے اور انکا حکم مرتدوں کے مانند ہے اور جو شخص شراب پینے اور نامحرم عورتوں کے پاس بیٹھنے اور نماز نہ پڑھنے کو ان سات شبہوں میں سے کسی ایک شبہہ کے سبب سے جو عنوان مسلمانی میں مذکور ہوئے ہیں درست جانے وہ زندیق ہے اوسکے ساتھ معاملہ اور نکاح نہ کرنا چاہیے دوسرا رکن مال ہے کہ اوسی پر معاملہ کرتے ہیں اوسمیں چھ شرطوں کا نگاہ رکھنا ضرور ہے **پہلی شرط** یہ ہے کہ وہ مال نجس نہو تو کتے سور گوہ ہاتھی کی ہڈی شراب گوشت مردار روغن مردار کی بیع باطل ہے لیکن پاک روغن میں اگر نجاست پڑ جائے تو اوسکی بیع حرام نہیں ہے علی ہذا القیاس جو کپڑا ناپاک ہو جائے لیکن مشک نافہ اور تخم کرم ابریشم کی بیع درست ہے اسواسطے کہ صحیح یہی ہے کہ یہ دونوں پاک ہیں **دوسری شرط** یہ ہے کہ مال میں کچھ منفعت ہو کہ وہ مقصود ہو تو چوہے سانپ بچھو اور حشرات الارض کی بیع باطل ہے تو جھبندی کرنیوالوں کو سانپ میں جو نفع ہے وہ شرع میں بے اصل ہے گیہوں کا ایک دانہ یا اور کوئی چیز جسمیں معتدبہ فائدہ نہو اوسکی بیع باطل ہے مگر بلی مکھی چیتا شیر بھیڑیا وغیرہ جسکی ذات میں یا چمڑے میں منفعت ہو اوسکی بیع درست ہے طوطے مور اور خوبصورت چڑیوں کی بیع درست ہے کہ آدمی کو انسے یہ منفعت ہوتی ہے کہ آدمیکو اونکے دیکھنے سے راحت ہوتی ہے اور بربط چنگ رباب کی بیع باطل ہے کہ ان چیزوں سے منفعت اوٹھانا حرام ہے اور انکا نفع کالعدم ہے اور لڑکوں کے کھیلنے کے واسطے مٹی کے کھلونے جو بناتے ہیں اگر حیوانوں کی صورت بنائی ہے تو اوسکی قیمت حرام ہے اور اوسکا توڑنا واجب ہے درخت اور پھول پتی بنانا درست ہے جس طباق اور کپڑے میں صورت بنی ہو اوسکی بیع درست ہے کہ اوس کپڑے کا تکیہ بچھونا بنانا درست ہے پہننا درست نہیں **تیسری شرط** یہ ہے کہ مال بیچنے والے کی ملک ہو اسواسطے کہ اگر دوسرے کا مال بے اجازت بیچے گا تو بیع باطل ہے گو خاوند کا مال ہو خواہ باپ یا بیٹے کا ہو اور اگر بیچنے کے بعد مالک نے اجازت دی تو بھی بیع درست نہوگی اسواسطے بیچنے سے پہلے اجازت چاہیے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ ایسی چیز بیچے جو مول لینے والے کو حوالے کر سکے تو جو لونڈی غلام بھاگ گیا ہو اور جو مچھلی پانی میں اور چڑیا ہوا میں اور بچہ پیٹ میں اور نطفہ گھوڑے کی پیٹھ میں ہو اوسکی بیع درست نہیں کیونکہ انکا فورا حوالے کر دینا بیچنے والے کے اختیار میں نہیں ہے اور جو بال جانور کی پیٹھ پر ہوں یا جو دودھ تھن میں ہو اوسکی بیع بھی باطل ہے اسواسطے کہ جبتک

حوالے کرے کہ نیا دودھ جو پیدا ہوتا ہے اوس مین یہ دودھ ملجائیگا اور مرتہن کی اجازت کے بغیر شئی مرہونہ کی بیع باطل ہے اور جو لونڈی لڑکے کی ماں ہوئی ہو اوسکی بیع باطل ہے اسواسطے کہ اسکو حوالے کردینا درست نہین اور وہ لونڈی جسکا لڑکا چھوٹا ہو لڑکا چھوڑکر اوسکی بیع یا اوسے چھوڑکر لڑکے کی بیع باطل ہے اسواسطے کہ انکے درمیان جدائی ڈالنا حرام ہے **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عین مال اور اسکی مقدار اور صفت معلوم ہو عین مال کا نہ معلوم ہونا یون ہوتا ہے کہ مثلاً کہے کہ جو ایک بکرا اس گلہ سے یا جو ایک تھان اس گٹھر سے توچاہے وہ مین نے تیرے ہاتھ بیچا ایسی بیع باطل ہے بلکہ چاہیے کہ ایک چیز اشارہ سے جدا کرکے بیچے اور اگر کہے کہ اس زمین سے دس گز مین نے تیرے ہاتھ بیچی جدہر توچاہے سے لیلے تو یہ بیع بھی باطل ہے اور مقدار وہان جاننا چاہیے جہان مول لینے والا عین مال آنکھ سے نہ دیکھے مثلاً بیچنے والا کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اوتنے کو بیچا جتنے کو فلانے شخص نے اپنا کپڑا بیچا یا فلانی چیز کے ہموزن سونے یا چاندی کے عوض اور عین وثمن دونون کی مقدار نہین معلوم تو یہ باطل ہے لیکن اگر کہے کہ یہ گیہون اس آبخورہ بھر سونے یا چاندی کے عوض مین نے تیرے ہاتھ بیچے اور مول لینے والا دیکھتا ہے تو درست ہے اور صفت کا جاننا باین طور ہوتا ہے کہ جو چیز دیکھی ہی نہین اوسے دیکھے یا بہت دنون پہلے دیکھی تھی اور اوتنے دنون مین وہ چیز متغیر ہونیوالی ہو تو اوسکی بیع باطل ہے اور جو مین کپڑا اٹاٹ اور لپیٹے ہوئے کپڑے مین ہو اور جو گیہون بالی مین ہو اوسکی بیع باطل ہے آدمی جب لونڈی مول لے تو اوسکے سر کے بال اور ہاتھ پاون جو کچھ بردہ فروش عادتاً دکھا دیتا ہے دیکھ لے اگر اومین سے کچھ بھی دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی اور اگر کوئی مکان مول لیگا اور اوسکا ایک درجہ بھی دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی مگر اخروٹ بادام باقلا انار مرغی کا انڈا انکی بیع درست ہے اگرچہ چھلکے مین پوشیدہ ہون کیونکہ ان چیزون کو اسیطرح بیچنا مصلحت ہے اور کچے اخروٹ اور باقلی جو دوہرے چھلکے مین ہون بمقتضاے حاجت انکی بیع درست ہے اور فقاع کی بیع باطل ہے کیونکہ وہ پوشیدہ مگر اجازت سے اوسکا کھانا پینا مباح ہے **چھٹی شرط** یہ ہے کہ جو کچھ مول لیا ہے جبتک اوسپر قبضہ نکرلے تب تک اوسکی بیع درست نہین چاہیے کہ پہلے اوسکے ہاتھ آئے پھر وہ بیچے تیسرا رکن عقد ہے لفظ کہنا ضرور ہے زبان سے یون کہے کہ یہ چیز مین نے تیرے ہاتھ بیچی مول لینے والا کہے مین نے اسکو مول لیا یا کہے یہ چیز اوسکے عوض مین مین نے تجکو دی وہ کہے مین نے لی یا قبول کی اور کوئی لفظ کہے جس سے بیع کے معنی مفہوم ہون اگرچہ صریح نہو تو اگر لین دین کے بیشتر لفظ مذکور نہو تو بیع درست نہوگی جیساکہ اب عادت ہوگئی ہے اور یہ اولی ہے کہ حقیر چیزون مین رخصت کے سبب سے ہم اس امر کو جائز رکھین کہ اسکا رواج پھیل گیا ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا یہی مذہب ہے اور علماء شافعی المذہب کے ایک گروہ نے مذہب شافعی مین بھی اس قول کا اعتبار کیا ہے اور تین وجہ سے اس قول پر فتوی دینا کچھ بعید نہین ایک یہ کہ اسکی حاجت عام ہوگئی ہے دوسرے یہ کہ شاید صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے زمانہ مین یہی عادت تھی اسواسطے کہ اگر لفظ بیع کی یہ تکلف عادت ہوتی تو اون پر دقت ہوتی اور اوس تکلف کو صحابہ نقل کرتے اور پوشیدہ نرہتا تیسرے یہ کہ اگر عادت ہوجاے تو فعل کو قول کا قائم مقام کرنا محال نہین ہے جیساکہ ہدیہ مین ظاہر ہے کہ جو کچھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لوگ لیجاتے تھے اوسمین ایجاب وقبول کا تکلف نہوتا تھا اور ہر زمانہ مین ایسا ہی

اور جب ایسے معاملہ مین جسمین عوض نہو بمقتضاے عادت مجرد فعل سے ملک حاصل ہو جاتی ہے تو اس معاملہ بیع مین کہ عوض
یعنے قیمت موجود ہے فقط فعل سے ملک حاصل ہو جانا کچہ محال نہین ہے لیکن ہدیہ مین بمقتضاے عادت تھوڑے بہت
مین فرق نہین ہوتا ہے اور قیمتی چیز کی بیع مین لفظ بیع کہنے کی عادت تھی جیسے گہر اور زمین اور غلام اور جانور اور قیمتی
کپڑا ایسی چیزون مین اگر لفظ بیع نہ کہیگا تو اگلے بزرگون کی عادت کے خلاف کریگا اور ملک حاصل
نہوگی لیکن گوشت روٹی میوہ اور تہوڑی تہوڑی قیمت کی جو چیزین متفرق مول لیتے ہین اوسمین حسب عادت
اجازت دینا بے وجہ نہین ہے اور حقیر چیزون مین اور بیش قیمت چیزون مین درجے اور مرتبے ہوتے ہین یہ جاننا چاہیے کہ
یہ حقیر چیزون مین سے ہے یا نہین اون درجون مین کچہ اندازہ نہین کر سکتے جب یہ امر مشکل ٹھہرا تو احتیاط کی راہ چلنا چاہیے اے عزیز
جان تو کہ اگر کسینے گدہے کے بوجہ برابر گیہون مول لیے اور لفظ بیع و شرا نہ کہی تو وہ اوسکی ملک نہو جاینگے اسواسطے کہ وہ حقیر
چیز نہین ہین لیکن کھانا اور اوسمین تصرف کرنا حرام نہین ہے تسلیم اور حوالہ ہو جانے کے سبب سے اباحت حاصل ہو جاتی ہے گو کہ
ملک نہ حاصل ہوا اگر ان گیہون سے کسی کی دعوت کریگا تو حلال ہے اسواسطے کہ مالک کا حوالہ کر دینا قرینۂ حال سے اس بات کی دلیل
ہے کہ اسپر حلال کر دیا ہے مگر بشرط عوض اور اگر صریح کہدیتا کہ میرا اناج اپنے مہمان کو کہلا دینا پہر تاوان دیدینا تو درست ہوتا اور
تاوان واجب آتا جبکہ اپنے فعل کو اس امر پر دلیل کیا تو بہی یہ امر حاصل ہو گیا تو فقط بیع نہ کہنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اناج مول لینے والے
کی ملک نہین ہو جاتا یہانتک کہ اگر وہ اور کسی کے ہاتہ بیچنا چاہے تو نہین بیچ سکتا اور اگر قبل اسکے کہ مول لینے والا کہا جائے
مالک پہیر لینا چاہے تو پہیر لے سکتا ہے جسطرح وہ کہانا جو دعوت مین دسترخوان پر چنا جاے اے عزیز جان تو کہ بیع اس شرط سے
درست ہوتی ہے کہ اوسکے ساتہ اور کوئی شرط نہو مثلاً اگر کوئی یون کہے کہ یہ لکڑیان مین نے اس شرط سے مول لین کہ تو میرے
گہر پہونچا دے یا یہ گیہون اس شرط سے مین نے مول لیے کہ تو مجہے آٹا پیس دے یا تو مجہے کچہ قرض دے یا اور کچہ شرط کرے
تو بیع باطل ہوگی مگر چند شرطین درست ہین ایک یہ کہ اس شرط سے بیچے کہ فلانی چیز میرے پاس گرو رکہہ یا کسیکو گواہ کر یا فلانے
آدمی کو ضامن دے یا قیمت ابہی دے اتنے عرصہ تک مین نہین مانتا یا تین دن تک خواہ کم مین فسخ بیع کا اختیار رہے مگر تین
دن سے زیادہ نہین درست ہے یا غلام اس شرط سے مول لے کہ وہ لکہنا یا کوئی پیشہ جانتا ہو تو ایسی شرطین بیع کو باطل نکرینگی
دوسرا عقد ربا ہے اور ربا نقد اور غلہ مین ہوتا ہے لیکن نقد مین دو چیزین حرام ہین ایک ادہار بیچنا کیونکہ سونا سونے کے
عوض اور چاندی چاندی کے عوض بیچنا درست نہین تاوقتیکہ دونون موجود نہون اور علیحدہ ہونیکے پہلے ایک دوسرے سے
قبضہ نکرے اگر اوسی جلسہ مین قبضہ نکرینگے تو بیع باطل ہے دوسرے یہ کہ سونا چاندی سونے چاندی کے بدلے بیچے تو زیادتی
حرام ہے اور اوس دینار کو جو ثابت ہو اوس دینار یا حبہ کے عوض جو ٹکڑے ہو بیچنا نچاہیے اور کہرے دینار کو کہوٹے دینار سے
زیادتی کے ساتہ بیچنا نچاہیے بلکہ کہرا کہوٹا ثابت شکستہ برابر ہونا چاہیے اگر کوئی کپڑا ثابت دینار کو لیا اور اوسی شخص کے ہاتہ
ٹوٹے ہوئے دینار یا دانگ کو بیچا تو درست ہے اور مطلب حاصل ہے اور زر ہر وہ جسمین کہ چاندی ہوتی ہے اور اوسکو کہرے سونے چاندی

یا زر خالص یوہ سکے عوض بیچنا نچاہیے بلکہ اوس سے اور کوئی چیز مول لیکر بیچے اور جس نقرہ طلائی چیز کا چاندی سونا اوسکی فروخت
اوسکا یہی حال ہے اور جس موتی کی لڑ مین سونا ہوا اوسکو سونے کے عوض بیچنا نہین درست ہے اور زر تار کپڑا زربفت کے عوض
بیچنا درست نہین مگر جب کپڑے مین زر قیمت کے برابر ہے جلانے کے بعد زر نکلے زیادہ نہ نکلے اور اگر دو جنس سے ہو تو بھی
اناج اناج کے عوض اودہار نہ بیچنا چاہیے بلکہ ایک ہی جلسہ مین دونون کا قبضہ کرنا ضرور ہے اور اگر ایک ہی جنس سے ہو جیسے
گیہون کے عوض گیہون تو بھی اودہار درست نہین ہے اور زیادتی کے ساتھ درست نہین بلکہ ناپنے مین برابر ہو اگر تولنے مین
برابر ہو تو بھی نہین درست ہے بلکہ ہر چیز کی برابری اوسی انداز سے دیکھنا چاہیے جس انداز کی عادت ہو قصائی کو گوشت
کے عوض بکرا دینا نان بائی کو روٹی کے بدلے گیہون دینا تیلی کو تیل کے عوض تل اور ناریل دینا درست نہین اور بیع منعقد
نہوگی لیکن بیع نہ کرے اور اس ارادہ سے دے کہ اوس سے روٹی لے تو اوسکا کھانا مباح ہے مگر یہ روٹی اوسکی ملک نہوگی
اور دوسرے کے ہاتھ نہ بیچ سکے گا اور نان بائی کو گیہون مین تصرف کرنا تو مباح ہے مگر بیچنا جائز نہین روٹی لینے والیکے گیہون
نان بائی پر اور نان بائی کی روٹی روٹی لینے والے پر باقی رہتی ہے جب چاہین مانگ سکتے ہین اگر ایک نے دوسرے کو بحل کر دیا
تو کافی نہوگا کیونکہ اگر ایک دوسرے سے کہے کہ مین نے اس شرط سے تجھے بحل کیا کہ تو بھی مجھے بحل کر دے تو یہ باطل ہے اور اگر
یہ شرط صراحتاً نہ کی اور یون کہا کہ مین نے بحل کیا تو اگر طرف ثانی جانتا ہے کہ اسکے دل مین یہ شرط ہے سبب اسکے من بھر گیہون نہ بیچگا
یہ بحل کرنا اوس جہان مین اوسکے اور خدا کے درمیان لاحاصل ہے کہ یہ رضا مندی فقط زبان سے ہے دل سے نہین اور جو رضامندی
دل سے نہو وہ اوس جہان مین کام نہ آئیگی لیکن اگر یون کہے کہ تو مجھے بحل کرے یا نہ کرے مین نے تجھے بحل کر دیا اور دل مین بھی
یہی بات رکھے تو درست ہے پھر اگر دوسرا شخص بھی بحل کر دے تو بھی یہی حال ہے اور اگر ایک دوسرے کو بحل نہ کرے اور دونون
چیزین قیمت اور مقدار مین برابر ہین تو اوسنے دنیا مین تو جھگڑا نہوگا اور اوس جہان مین بدلا ہو جائیگا لیکن اگر کچھ کمی زیادتی ہو
تو اس جہان کی خصومت اور اوس جہان کے مظلمہ کا ڈر ہے اور جاننا چاہیے کہ اناج سے جو چیز بنتی ہے اوسے اوسی اناج کے
عوض بیچنا نچاہیے اگرچہ برابر بھی ہو تو جو چیز گیہون سے ہوتی ہے جیسے آٹا روٹی خمیرا اوسے گیہون کے بدلے بیچنا نچاہیے
علیٰ ہذا القیاس انگور کو سرکہ اور شہد کے بدلے اور دودہ کو پنیر اور مکھن کے عوض بیچنا درست نہین بلکہ انگور کو انگور کے عوض اور
رطب کو رطب کے بدلے بھی بیچنا درست نہین تاوقتیکہ انگور منقی نہو جاے اور رطب خرما نہو جاے اسکا بیان طویل ہے یہ جو بیان
کیا گیا اسکا سیکھنا واجب تھا کہ جب ایسا کوئی مسئلہ جسے نہین جانتا پیش آئے تو یہ تو سمجھے کہ اسے مین نہین جانتا ہون علما سے
پوچھ لون اور اس سے پرہیز کرنا واجب ہے تاکہ حرام مین نہ پڑ جاؤن اور معذور نرہے اسواسطے کہ جیسا علم پر عمل کرنا فرض ہے
ایسا ہی علم کا تلاش کرنا بھی فرض ہے تیسرا عقد سلم ہے اسمین دس شرطون کا لحاظ رکھنا چاہیے پہلی شرط یہ ہے کہ عقد مین کہے
کہ مثلاً یہ چاندی سونا یا یہ کپڑا جو کچھ ہو گد ہے سکے بوجہ برابر گیہون کے واسطے سلم کے طور پر مین نے دیا اور جس صفت کے گیہون
مقصود ہون اور اوس چیز کی قیمت سے بدل جا سکین اور جس صفت کا حسب عادت کہنا ضرور ہو سب صاف صاف کہدے

اور جب ایسے ہی کو معلوم ہو جائے اور وہ کہے مین نے قبول کیا اور اگر لفظ سلم کے بدلے کہے کہ اس اس صفت کی چیز مین نے مول لیا
یہ بھی درست ہے **دوسری شرط** یہ ہے کہ جو چیز دیتا ہے بے حساب نہ دے بلکہ اوسکی تول ناپ کرے تا اگر پھیر لینے کی حاجت
پڑے تو یہ تو جانے کہ مین نے کیا چیز دی تھی اور کسقدر دی تھی **تیسری شرط** یہ ہے کہ عقد کی مجلس مین راس المال حوالے کر دے
چوتھی شرط یہ ہے کہ سلم ایسی چیز مین دے جسکا حال وصف سے معلوم ہو جائے جیسے حبوب روئی جانورون کے بال جسکا
پشمینہ ہوتا ہے ریشم دودھ گوشت حیوان لیکن جو چیز کئی چیزون سے ملکر بنی ہو جنکی مقدار علیحدہ علیحدہ نہین جانا جاتا ہے جیسے غالیہ
یا ہر ایک چیز سے مرکب ہو جیسے ترکی کمان یا بنی ہوئی ہو جیسے کفش موزہ نعلین تراشا ہوا تیر اوسمین سلم باطل ہے کیونکہ صفت پذیر نہین
ہے اور صحیح یہ ہے کہ روٹی مین سلم روا ہے اگرچہ نمک پانی سے ملی ہوئی ہے لیکن وہ مقدار مقصود نہین اور جہالت نہین لاتی **پانچوین شرط**
یہ ہے کہ اگر وعدہ پر مول لیتا ہے تو مدت معلوم ہونا چاہیے اور یہ نہ کہے کہ غلہ طیار ہونے تک اسواسطے کہ ہمیشہ یکسان
نہین اور اگر کہے گا نوروز تک اور نوروز مشہور ہو یا کہے کہ جمادی تک تو درست ہے جمادی الاول پر اسکو حمل کرینگے **چھٹی شرط**
یہ ہے کہ اوس چیز مین سلم دے جسے وقت موعود پر پائے اگر میوہ مین سلم دیگا تا وقتیکہ اوس وقت پک نجاتا ہو سلم باطل ہے اگر اوس وقت
اکثر پک جاتا ہے تو درست ہے پھر اگر کسی آفت کے سبب سے دیر ہو جاے تو اگر اوسکی مرضی ہو تو مہلت دے ورنہ فسخ کر کے مال
پھیر لے **ساتوین شرط** یہ ہے کہ یہ پوچھ لے کہ کہان حوالے کرے شہر مین یا گانو مین جہان حوالے کرنا ممکن ہو اوسے مقرر
کرے تا کہ خلاف نہو اور جھگڑا نہ پیدا ہو جاے **آٹھوین شرط** یہ ہے کہ کسی عین کی طرف اشارہ نہ کرے اور یون نہ کہے کہ اس باغ
کے انگور یا اس زمین کے گیہون کہ یہ باطل ہے **نوین شرط** یہ ہے ایسی چیز مین سلم ندے جو نایاب ہو جیسے بڑے موتی کا دانہ
جو بے نظیر ہو یا خوبصورت لونڈی یا حسین لڑکا یا مانند اسکے **دسوین شرط** یہ ہے کہ اناج مین سلم ندے جبکہ اناج ہی راس المال ہو
مثلاً جو یا گیہون سا اوان کا کن وغیرہ لینے کے واسطے سلم نہ دے چوتھا عقد اجارہ ہے اوسکے دو رکن ہین ایک اجرت دوسرا
منفعت پہلا رکن اجرت عاقد اور لفظ عقد کا ویسا ہی حکم ہے جو بیع مین بیان ہوا اور اجرت کا معلوم ہونا چاہیے جیسا مبیع مین
بیان کیا ہے اگر کوئی گھر تعمیر پر کرایہ کو دے تو درست نہین اسواسطے کہ تعمیر نامعلوم ہے اور اگر یون کہے کہ مثلاً دس درم لگا کر تعمیر کر
تو یہ بھی ناجائز ہے کہ تعمیر فی نفسہ مجہول چیز ہے اور جو قصائی بکرا صاف کرتا ہے اوسکی اجرت مین کھال دینا اور پسنہاری کی اجرت مین
چکر بھوسی دینا یا تھوڑا سا آٹا دینا درست نہین ہے جو چیز مزدور کے کام کرنے سے حاصل ہوتی ہے اوسمین سے مزدوری دینا نہین
درست ہے اور اگر یون کہے کہ یہ دوکان مین نے مہینے مہینے ایک دینار پر تجھے دی تو ایسا امر ناجائز ہے اسواسطے کہ اجارہ کی تمام
مدت معلوم نہین ہوتی یون کہنا چاہیے کہ ایک سال یا دو سال کو اجارہ دے تا کہ اجارہ کی تمام مدت معلوم ہو جاے دوسرا رکن منفعت
ہے اے عزیز جانو کہ جو امر مباح ہو اور معلوم ہو اور اوسمین کچھ محنت ہو اور نیابت کی اوسمین گنجایش ہو اوسمین اجارہ درست ہے تو پانچ
شرطین اوسمین بجا لانا چاہیے **پہلی شرط** یہ ہے کہ اوس عمل مین قدر و قیمت ہو اور رنج و محنت ہو اگر دوکان آراستہ کرنے کو یا کا
اناج یا کپڑا اسکو کہانے کو کوئی درخت یا سونگھنے کو کوئی سیب اجارہ لیا تو باطل ہے اسواسطے کہ ان کامون کی کچھ قدر نہین ہے اور

اوس بیون کا ایک دانہ بیچنے کے مثل ہے اگر کوئی اڑہتیا جاہ وحشمت والا ہے اور اوسکی ایک بات سے مال بک جاتا ہے اور اوسکی مزدوری مقرر کرین تاکہ ایک بات کہدے اور مال بک جاے تو یہ اجارہ باطل ہے اور مزدوری حرام ہے کہ اوسمین کچھ رنج ومحنت نہین بلکہ اڑہتیے اور دلال کو اوسوقت مزدوری حلال ہوتی ہے کہ اتنی باتین کرے اور اسقدر چلے جسمین رنج ومحنت اور دشواری اور دقت ہو تب بھی اجرت مثل سے زیادہ وجب نہوگی اور یہ عادت جو مقرر کی ہے کہ مثلاً پانچ روپیہ سیکڑا لیتے ہین بقدر مال لیتے ہین بقدر مشقت وطلال نہین لیتے یہ حرام ہے تو اڑہتیے اور دلال جو مال اسطرح پیدا کرتے ہین وہ حرام کا مال ہے دلال اس ظلم سے دو طرح چھوٹتا ہے ایک یہ کہ جو کچھ اوسے دیدین لیلے اور تکرار نہ کرے مگر اپنی محنت کی قدر مانگے قیمت کی مقدار پر نہ او سمجھے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلا کہدے کہ جب یہ چیز بیچ دونگا تو ایک درم یا دینار لونگا اور وہ شخص راضی ہو دلال یون نہ کہے کہ قیمت مین سے پانچ روپیہ سیکڑا لونگا اسواسطے کہ وہ مجہول ہے کیونکہ قیمت معلوم نہین نہ معلوم خریدار کتنے کو خرید کرین اگر ایسا کہے گا تو باطل ہے اور اوسکی محنت کی قدر اجرت کے سوا اور کچھ دینا لازم نہین دوسری شرط یہ ہے کہ منفعت پر اجارہ ہو عین اوسمین نہ داخل ہو تو اگر باغ یا انگور کا درخت اجارہ لیا تاکہ میوہ لے یا گاے اجارہ لی تاکہ دودہ دوہے یا گاے اوہیا پر دی تاکہ چارہ دے اور آدہا دودہ لے یہ سب اجارے باطل ہین اسواسطے کہ چارہ اور دودہ وغیرہ سب مجہول ہے لیکن اگر عورت کو لڑکے کے دودہ پلانے کے واسطے اجارہ لے تو درست ہے اسواسطے کہ لڑکے کی نگہبانی اصل مقصود ہے اوسکا تابع دودہ ہے جیسے کاتب کی سیاہی اور درزی کا تاگا کہ اسقدر مجہول عمل معلوم کی تبعیت مین جائز ہے تیسری شرط یہ ہے کہ ایسے کام پر اجارہ کرے جو کام اوسکے سپرد کرنا ممکن اور مباح ہو اگر کسی ناتوان آدمی کو ایسے کام کے واسطے جو اوس سے نہو سکے اجرت پر مقرر کیا تو باطل ہے یا حیض والی عورت کو مسجد جھاڑنے کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تو یہ اجارہ باطل ہے اسواسطے کہ یہ فعل حرام ہے اگر کسی شخص کو بھلا چنگا دانت اوکھاڑنے کو یا صحیح سلامت ہاتھ کاٹنے کو یا بالی پہنانے کے واسطے لڑکے کا کان چھیدنے کو اجرت پر مقرر کیا تو یہ سب باطل ہے اسواسطے کہ یہ باتین شرع مین درست نہین ہین اور ایسے کامون کی اجرت لینا حرام ہے اسیطرح گودنا گودنے والون کا حال ہے مردون کے واسطے اطلس کی ٹوپی اور ریشمی چکن سینے والون کی اجرت حرام ہے ایسے کامون کا اجارہ درست نہین علی ہذا القیاس اگر کسی شخص نے کسی کو مقرر کیا کہ مجھے رسن بازی سکھادے تو یہ بھی حرام ہے اور اسکا تماشا بھی حرام ہے اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اپنی جان کے خطر مین ہے اور جو شخص تماشا دیکھنے کھڑا رہے گا وہ اوسکے خون مین شریک ہوگا اسواسطے کہ لوگ اگر تماشا نہ دیکھین تو وہ اپنی جان کو خطر مین نڈالے اور جو شخص رسن باز اور دار باز کو اور ایسے لوگون کو جو بے فائدہ خطرناک کام کرتے ہین کچھ دیگا وہ گنہگار ہوگا اسیطرح مسخرے اور گویّے اور نوحہ گر اور ہجو کہنے والے شاعر کو مزدوری دینا حرام ہے اور قاضی کو حکم دینے کے بدلے اور گواہ کو گواہی دینے کے عوض مزدوری دینا حرام ہے اگر قاضی سجل لکھے اور اپنے لکھنے کی مزدوری لے لے تو درست ہے اسواسطے کہ سجل لکھنا اوسپر واجب نہین بشرطیکہ اورون کو سجل لکھنے سے باز نہ رکھے اور اگر اورون کو منع کرے اور اکیلا آپ ہی لکھے اور اوس سجل کی مزدوری جو گھڑی بھر مین لکھی ہے دس دینار یا ایک دینار مانگے تو حرام ہے لیکن اگر

اونکو منع نکرے اور یون کہے کہ مین اپنے ہی خط سے لکھون تو دس دینار لونگا تو اس صورت مین درست ہے اگر اور کوئی حیل لکھے اور وہ فقط دستخط کرے اور اوسکے عوض کچھ مانگے اور کہے کہ یہ نشان کرنا مجھپر واجب نہین تو یہ حرام ہے اسواسطے کہ اوتنا کام جس سے لوگون کے حقوق مستحکم ہوجائین قاضی پر واجب ہے اگر وجہ نہ بھی ہو تو اتنی محنت گیہون کے ایک دانہ کا حکم رکھتی ہے جسکی کچھ قیمت نہین اور اس نشانی کی قدر وقیمت اس وجہ سے ہے کہ حاکم شرع کا خط ہے جو شخص جاہ و رتبہ کی وجہ سے حاکم ہو اوسے اجرت لینا نچاہیے مگر قاضی کے وکیل کی اجرت حلال ہے بشرطیکہ ایسے قاضی کا وکیل نہو جسے جانتا ہو کہ یہ حقدارون کا حق باطل کردیتا ہے بلکہ چاہیے کہ حق فیصلہ کرنیوالے کا وکیل بنے کہ اوسنے حق ثابت کرنیوالا جانے یا اس بات سے لاعلم ہو کہ یہ حق کو باطل کرنیوالا ہے اور بشرطیکہ جھوٹ نہ کہے اور فریب نہ دے اور حق بات کو چھپانے کا ارادہ نہ کرے بلکہ باطل دفع کرنیکا قصد کرے اور جب حق ظاہر ہو تو چپ ہو رہے لیکن ایسی بات کی انکار جسکے اقرار سے کوئی حق باطل ہوا جاتا ہے درست ہے اوس ثالث کو جو متخاصمین کے درمیان فیصلہ کرتا ہے دونون سے کچھ کچھ لینا درست نہین اسواسطے کہ ایک جھگڑے مین دو زبان کام نہین نکال سکتا لیکن اگر ایک فریق کی طرف سے محنت کرکے اوسمین ایسی محنت اوٹھائیگا جسکی کچھ قیمت ہو تو اوسکی اجرت حلال ہوگی بشرطیکہ جھوٹ جو حرام ہی نہ بولے اور دغابازی نہ کرے اور جو کچھ دونون کی طرف سے حق ہو اوسے نہ چھپائے اور ہر ایک کو جھوٹ موٹ نہ دھمکائے کہ وہ صلح کی رغبت کرین اور حقیقت حال جانتے تو صلح نہ کرتے اور ایسی ثالثی سے غالباً صلح نہوگی تو اکثر ثالثی جھوٹ اور ظلم اور فریب سے خالی نہین ہوتی اوسکی اجرت حرام ہے جب ثالث جان جائے کہ ایک فریق کا حق ہے تو درست نہین کہ حقدار کو حیلہ سے اس بات پر راضی کرے کہ اپنے حق سے کم پر صلح کرلے لیکن اگر جانے کہ ظلم کریگا اور حیلہ سے اوسے دھمکائے تاکہ وہ قصد ظلم سے باز آئے تو اسمین ثالث کو اختیار ہے اور جو شخص دیانتدار ہے اور جانتا ہے کہ جو بات وہ زبان پر لائیگا اوسکا حساب اوس سے لیا جائیگا کہ کیون کہی اور کسواسطے کہی سچ کہی یا جھوٹ کہی اور اس مقدمہ مین نیک ارادہ رکھتا تھا یا بد ممکن نہین کہ ایسے شخص سے ثالثی یا وکالت یا حکم اخیر دنیا و توع مین آئے لیکن وہ شخص جو امیرون سے کسی کے کام مین سعی و سفارش کرتا ہے اگر محنت کرکے اوسکی اجرت لیتا ہے تو درست ہے بشرطیکہ ایسا کام کرے جسمین وقت ہو اور فخر اور جاہ کی عوض مین اجرت نہ لے اور جس کام مین گفتگو کرنا درست ہے اوسمین گفتگو اور سعی کرے اگر ظالم کی فتحیابی کے واسطے یا حرام پر میل کے لیے کہیگا یا سچی گواہی کو چھپائیگا یا حرام کام کے واسطے گفتگو کریگا تو گنہگار ہوگا اور اسکی اجرت حرام ہے اجارہ کے باب مین ان سب احکام کا جاننا ضرور ہوا اسواسطے کہ دینے والا اور لینے والا دونون گناہگار ہوتے ہین اور اسکی تفصیل طویل ہے لیکن اتنے بیان سے ناواقف آدمی محل اشکال پہچان جائیگا اور یہ جان جائیگا کہ فلانی بات دریافت کرنا ضرور ہے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ یہ کام اوسپر واجب نہو کیونکہ واجب مین نیابت نہین چلتی اگر غازی کو جہاد کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تو درست نہین اسواسطے کہ جب وہ صف جنگ مین جائیگا تو اوسپر خود لڑنا واجب ہوجائیگا قاضی اور گواہ کی اجرت بھی اسی سبب سے درست نہین اور کسیکو اسواسطے اجرت دینا کہ اوسکی طرف سے نماز پڑھے یا روزہ رکھے درست نہین کہ ان کاموں مین نیابت

نیابت میت جیسی امر حج کے واسطے اوس شخص سے اجرت لینا درست ہے جو معذور اور عاجز ہوا و تندرست ہونے کی امید بھی نرکھتا ہو قرآن شریف پڑہانے یا وہ علم سکھانے کے واسطے جو معین راہ دین ہو اجرت دیکر کسیکو مقرر کرنا درست ہے اور قبر کھودنا مردہ نہلانا جنازہ اوٹھانا گوکہ فرض کفایہ ہے مگر ان کاموں کی اجرت لینا درست ہے نماز تراویح کی امامت اور موذنی کی اجرت مین علما کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اسکی اجرت حرام نہین اور اوس محنت کی عوض اجرت ہوتی ہے کہ وقت پہچان کر آتا ہے نماز اور اذان کے عوض مین نہین ہوتی مگر یہ اجرت کراہت اور شبہہ سے خالی نہین ہے **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عمل معلوم ہو جب کوئی جانور کرایہ کو دے تو اوسکو دکھیہ لینا چاہیے اور کرایہ پر دینے والا دریافت کرے کہ کتنا بوجہ ہے اور کب سوار ہوگا اور ہر روز کتنا ہانکے گا مگر جبکہ اس باب مین کوئی عادت مشہور ہو کہ وہی کفایت کرے اور اگر زمین اجارہ لی تو یہ کہہ دینا ضرور ہے کہ فلانی چیز بوؤنگا سانوین کا کنکا ضرر گیہون سے زیادہ ہوتا ہے مگر یہ کہ عادت سے معلوم ہو اسیطرح سب اجارون مین علم اور آگاہی درکار ہے تاکہ اوس اجارہ کے سبب سے جھگڑا نہو اور جس اجارہ کی صفت نہ معلوم ہو اور اوسکے باعث سے مناقشہ برپا ہو وہ باطل ہے **پانچوان عقد قراض ہے** اسکے تین رکن ہین پہلا رکن سرمایہ ہے یہ نقد ہونا چاہیے جیسے سونا چاندی لیکن ورق نقرہ اور کپڑا اور سامان نچاہیے اور وزن معلوم ہونا چاہیے اور چاہیے کہ اس سرمایہ کو عامل کے سپرد کر دین اگر مالک شرط کرے کہ مین اسے اپنے پاس رکھونگا تو درست نہین ہے دوسرا رکن نفع ہے تو چاہیے جو کچھ ملے گا اوسے معلوم کرے کہ مثلاً نصف ہے یا ثلث اگر کہے گا کہ دس درم میرے تئین اور باقی کو بانٹ لین تو باطل ہے تیسرا رکن عمل ہے اور شرط یہ ہے کہ وہ عمل تجارت یعنی خرید و فروخت ہو پیشہ وری نہین اگر گیہون نان بائی کو دے کہ روٹی پکا کر نفع کے دو حصہ کرے تو یہ درست نہین اگر تیلی کو تخم کتان اسیطرح پر دے تو وہ بھی درست نہین اگر تجارت مین یہ شرط کریگا کہ فلانے آدمی کے سوا اور کسیکے ہاتھہ نہ بیچے یا فلانے آدمی کے سوا اور کسی سے نہ مول لے تو یہ شرط باطل ہے اور جو بات معاملہ کو تنگ کرے اوسکی شرط لگانا درست نہین اور عقد قراض یہ ہے کہ مالک کہے یہ مال مین نے تجھے تجارت کرنیکو دیا نفع آدہا آدہا بانٹ لین گے وہ کہے مین نے اسکو قبول کیا جب عامل نے عقد باندہا تو خرید و فروخت کرنے مین مالک مال کا وکیل ہوگیا مالک جب چاہے فسخ کرلے جب مالک فسخ کرے اگر سب مال مع منافع نقد ہو تو منافع بانٹ لین اور اگر مال جنس ہو اور منافع نہو تو عامل مال مالک کو حوالہ کر دے اور عامل پر اوسکا بیچنا واجب نہین اور اگر عامل بیچنا چاہے تو مالک کو منع کرنا درست ہے مگر جب عامل نے کوئی خریدار پایا ہو کہ وہ نفع سے مول لیتا ہو تو مالک نہین منع کرسکتا اگر مال جنس ہو اور اوسمین نفع ہو تو عامل پر واجب ہے کہ اوس قدر نقد کا مال بیچے جس قدر سرمایہ تھا زیادہ نہ بیچے جب سرمایہ کے قدر نقد کر چکا تو باقی مال تقسیم کرلین اوس باقی کا بیچنا عامل پر واجب نہین ہے جب ایک سال گذر جائے تو زکوۃ دینے کے واسطے مال کی قیمت جاننا واجب ہے اور عامل کے حصہ کی زکوۃ عامل پر ہے اور مالک مال کے سبے اجازت عامل کو سفر کرنا نچاہیے اگر سفر کریگا تو اوس پر مال کا تاوان ہوگا اور اگر مالک کی اجازت سے سفر کریگا تو جسطرح ناپ جوکھ باربرداری کا صرف اور دکان کا کرایہ مال مین سے لیتا ہے اسیطرح زاد راہ بھی مال قراض مین سے لے اور جب سفر سے پھر آئے تو دسترخوان آفتابہ وغیرہ جو کچھ مال مین سے لیکر خریدا تھا وہ سب مال مین داخل ہو جائیگا **چھٹا عقد شرکت ہے** جب دو آدمیون کی

شرکت مین مال ہو تو شرکت یہ ہے کہ تصرف کیواسطے ایک دوسرے کو اجازت دے اگر دونو کا مال برابر ہو تو نفع نصفا نصف بانٹ لین اور
اگر مال کم زیادہ ہے تو نفع بھی اوسیطرح کم زیادہ ہوگا اور یہ شرط درست نہین ہے کہ چاہین مگر جب ایک شخص محنت کرتا ہو اس صورت مین کام کے
سبب سے زیادہ نفع لینے کی شرط کرنا درست ہے اور یہ تراضی مع الشرکت کی مثل ہے تین قسم کی اور شرکتون کا بھی رواج ہے اور وہ باطل ہین
ایک مزدورین اور پیشہ ورون کی شرکت کہ آپس مین شرط کر لیتے ہین کہ جو کچھ ہم تم کمائین وہ مشترک ہے یہ شرکت باطل ہے ہر واسطے کہ ہر ایک کی مزدوری
خاص اوسی کی ملک ہے دوسری شرکت مفاوضہ کہ دو آدمیون کے پاس جو کچھ ہو سامنے رکھدین اور کہین کہ جو کچھ نفع نقصان ہو اوسمین ہم تم شریک
مین یہ بھی باطل ہے تیسری شرکت کی یہ صورت ہے کہ ایک آدمی صاحب مال ہو اور ایک صاحب جاہ و اعتبار الاجاہ والیکے کہنے پر بیچتا ہے تاکہ نفع مین شرکت ہو
یہ بھی باطل ہے علم معاملات سے اسقدر جاننا واجب ہے کہ اکثر حاجت پڑتی ہے ان صورتون کے سوا اور مشکلین جو ہین وہ نادر ہین ہی
جب اسقدر جان جائیگا تو اور جو صورت آپڑے گی اوسے دریافت کر سکیگا اور اگر اسقدر نہ جانیگا تو حرام مین گرفتار ہو جائیگا اور
جانیگا بھی نہین کہ مین مبتلاے حرام ہوا اوسوقت اسکا عذر لاعلمی کچھ کار آمد نہوگا **تیسرا باب معاملہ مین عدل و انصاف کا لحاظ رکھنے کے بیان مین** ایعزیز جان تو کہ جو کچھ ہمنے بیان کیا وہ ظاہر شرع کی روسے معاملہ درست ہونے کی
شرطین تھی اور بہا معاملے ایسے ہوتے ہین کہ اونمین مفتی تو یہی دین گے کہ یہ معاملہ درست ہے لیکن وہ معاملہ کرنیوالا حدا کی
لعنت مین گرفتار ہوگا اور یہ وہ معاملہ ہوتا ہے جسمین مسلمانون کو رنج اور نقصان پہونچے اسکی دو قسمین ہین ایک عام ایک خاص وہ جو
عام ہے اوسکی بھی دو نوعین ہین پہلی نوع احتکار یعنی غلہ مول لیکر اس نیت سے رکھنا کہ جب گرانی ہو تو بیچونگا جو ایسا کرے
اوسے محتکر کہتے ہین اور محتکر ملعون ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اناج کو چالیس دن اس نیت سے
رکھہ چھوڑے کہ جب گران ہو تو بیچون وہ اگر تمام اناج خیرات کر دے گا تو بھی اسکا کفارہ نہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس روز
اناج رکھہ چھوڑے حق تعالے اوس سے اور وہ حق تعالے سے بیزار ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے اناج مول لیا اور کسی شہر مین لیگیا
اور جو اوسوقت نرخ ہے اوس نرخ پر بیچا وہ ایسا ہے کہ گویا اوس نے وہ اناج صدقہ کیا اور ایک روایت مین ہے کہ گویا اوس نے
ایک لونڈی یا غلام آزاد کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ جو شخص چالیس دن اناج بگو رکھے گا اوسکا دل سیاہ ہو جائیگا اور اونکو
کسی شخص نے کسی محتکر کے غلہ کی خبر دی فرمایا کہ اوسمین آگ لگا دو اگلے بزرگون مین سے کسی نے وکیل کے ہمراہ غلہ بصرہ مین
بیچنے کو بھیجا وکیل جب پہونچا تو وہان اناج بہت سستا تھا ایک ہفتہ ٹھہر کر دونون دمون بیچا اور اون بزرگ کو خط لکھا کہ مین نے
ایسا کام کیا اونھون نے جواب لکھا کہ مین نے اوس تھوڑے نفع پر جو دین کی سلامتی کے ساتھہ ہو قناعت کی تھی یہ مناسب
نہ تھا کہ بہت سے نفع کے عوض تو نے دین ہاتھہ سے دے دیا یہ کام جو تو نے کیا بڑا گناہ ہے اب تجھے چاہیے کہ تمام مال خیرات
دیدے کہ اس گناہ کا کفارہ ہو جاوے اور شاید کہ اسپر بھی شومی سے ہم تم بالکل نہ چھوٹین ایعزیز جان تو کہ اس فعل کے حرام ہونیکا
سبب خلق کا ضرر اور نقصان ہے کیونکہ قوت سے آدمی کی زندگی ہے لوگ اگر بیچین تو تمام خلق کو اسکا مول لینا مباح ہے اگر ایک ہی
آدمی مول لیکر بند رکھے تو باقی تمام خلق کو دستیاب نہوگا اور یہ امر ایسا ہے جیسا کہ کوئی مباح پانی روک کے کہ لوگ پیاسے ہوکر یاد

قیمت کو مول لین اس نیت سے اناج مول لینا گناہ ہے لیکن اگر اناج کسی کسان کی خاص ملک ہے تو اوسے اختیار ہے جب چاہے بیچے اوسپر جلدی بیچ ڈالنا واجب نہیں ہے اگر تاخیر نکرے تو اولے ہے لیکن اگر اوسکے دل مین یہ خواہش ہو کہ اناج گران ہوجاے تو یہ خواہش البتہ بد ہے دوا وغیرہ جو قوت نہیں ہین اور جنکی اکثر احتیاج نہیں پڑتی ہے اونکو گرانی مین بیچنے کی نیت سے رکھ چھوڑنا حرام نہیں ہے لیکن اناج کو جمع کر رکھنا حرام ہے اور وہ چیزین جو احتیاج مین اناج کے قریب قریب ہین جیسے گھی گوشت وغیرہ انمین علما کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کراہت سے خالی نہین لیکن اناج کے درجہ کو نہین پہونچتی اور اناج کا جمع کر رکھنا بھی جبھی حرام ہے کہ اناج کی تنگی ہو اور جب ہر ایک کو آسانی سے اناج مل سکتا ہے تو جمع کر رکھنا حرام نہین اسواسطے کہ اسوقت جمع کرنے مین کسیکا نقصان نہین بعضے عالمون نے کہا ہے کہ اوسوقت بھی حرام ہے اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ گرانی کا منتظر ہوگا اور آدمی کے رنج کا منتظر رہنا مذموم ہے اور اگلے بزرگون نے دو قسم کی تجارت کو مکروہ جانا ہے ایک اناج بیچنے کو دوسرے کفن بیچنے کو اسواسطے کہ لوگون کی تکلیف اور موت کی راہ دیکھنا بری بات ہے اور دو قسم کے پیشہ کو بھی برا سمجھے ہین ایک قسائی کے پیشہ کو کہ دل سخت کر دیتا ہے دوسرے سنار کے پیشہ کو کہ اوسمین دنیا کی آرایش ہے دوسری نوع جس سے رنج عام ہوتا ہے کھوٹا روپیہ پیسا معاملہ مین دینا ہے کیونکہ لینے والا اگر نہ پہچانے تو اوسپر ظلم کریگا اور اگر پہچان گیا تو شاید وہ اور کو دغا دے اور وہ اور کسیکو دہوکا دے اسیطرح مدت دراز تک دغابازیکا سلسلہ نہ ٹوٹے پہلے جس نے دغابازی کی ہے اوسپر اون سب کا مظلمہ ہوگا اسیواسطے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ ایک کھوٹا درم دینا سو درم چرا لینے سے بدتر ہے اسواسطے کہ چوری کا گناہ اوسیوقت ہے اور یہ گناہ ممکن ہے کہ اوسکی موت کے بعد تک چلا جاے اور وہ شخص بڑا بدبخت ہے جو مرجاے اور اوسکا گناہ نہ مرے اور یہ گناہ سو سو برس تک رہنا ممکن ہے اور قبر مین اوس شخص پر عذاب ہوا کریگا جسکے ہاتھ سے اوس گناہ کی ابتدا ہوئی تھی کھوٹے چاندی سونے مین چار چیزین معلوم کرنا ضرور ہین ایک یہ کہ کھوٹا روپیہ اشرفی جسکے ہاتھ لگے اوسے چاہیے کہ کنوین مین ڈال دے اور کسیکو یہ کہکر بھی نہ دے کہ یہ کھوٹا ہے کہ شاید وہ اور کسیکے ساتھ دغابازی کرے دوسرے یہ کہ بازاری پر واجب ہے کہ نقد کا پرکھنا سیکھے تاکہ کھوٹے کو پہچان سکے یہ اسواسطے نہین واجب ہے کہ خود نہ لے بلکہ اسلیے کہ اور کسیکو دہوکے سے نہ دیدے اور مسلمانون کا حق ضائع نہ کرے جو شخص یہ کام نہ سیکھیگا اور دہوکے سے کھوٹا روپیہ اشرفی اوسکے ہاتھ سے چل جائیگا وہ گنہگار ہوگا اسواسطے کہ جو شخص جو معاملہ کیا کرتا ہے اوسپر اوسکا علم سیکھنا واجب ہے تیسری یہ کہ اگر کھوٹا روپیہ اس نیت سے لیگا جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَحِمَ اللّٰہُ امْرَأً سَہْلَ الْقَضَاءِ وَسَہْلَ الِاقْتِضَاءِ تو اچھا کام ہے لیکن کنوین مین ڈالنے کی نیت سے لے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ خرچ کر ڈالونگا تو اگرچہ کھوٹا ہونا صاف کہہ بھی دیگا تو بھی لینا نچاہیے چوتھی یہ کہ کھوٹا سکہ وہ ہے جسمین چاندی سونا مطلقًا ہووے ہی نہ لیکن جسمین ناقص سونا چاندی ہے اوسے کنوین مین ڈالنا واجب نہین بلکہ اگر اوسے خرچ کریگا تو دو باتین واجب ہین ایک یہ کہ دوسرے سے کہدے کہ یہ ناقص ہے چھپائے نہین دوسری یہ کہ اوسے دے جسکے امانت دار ہونے پر اعتماد ہو کہ وہ بھی اور کسی سے دغابازی نہ کرے

اگر یہ جانے کہ خریدار صحیح کرتے وقت دوسرے سے ناقص ہونیکا حال نہ بتائے گا تو اوسکی ایسی مثال ہے جیسے انگور ایسے شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ شراب بنائیگا یا ہتھیار ایسے شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ رہزنی کرے گا اور یہ امر حرام ہے معاملہ مین امانت داری دشوار ہونے کے سبب سے اگلے بزرگون نے کہا ہے کہ امانت دار سوداگر عابد سے بہتر ہے یہ دوسری قسم ظلم خاص ہے یہ اوسی پر ہوتا ہے جسکے ساتھ معاملہ ہو اور جس معاملہ مین کوئی خاص ضرر ہو وہ ظلم ہے اور حرام ہے خلاصہ یہ کہ جو امر اورون کیطرف سے اپنے او پر پسند نہ کرے وہ خود بھی کسی مسلمان کے ساتھ نہ کرے ؎

ہر چہ بر خود مپسندی بر دیگران ہم مپسند ؎ جو شخص جس امر کو اپنے لیے پسند نہین کرتا اوسی امر کو دوسرے مسلمان کے واسطے روا رکھے اوسکا ایمان ناقص ہے اسکی تفصیل چار چیزون سے معلوم ہوگی ایک یہ کہ مال کی تعریف حد سے زیادہ نکرے کہ اسمین جھوٹ اور دغا اور ظلم ہے بلکہ جب خریدار بے بتائے جانتا ہو تو سچ تعریف بھی نہ کرے کہ یہ بیفائدہ ہے حق تعالے نے فرمایا ہے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ یعنی آدمی جو بات کہتا ہے اوس سے سوال ہوگا کہ کیون کہی تھی اگر بیہودہ بات کہی ہوگی تو اوسکا کچھ عذر نہو سکے گا اور جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے اگر سچی قسم ہے تو بھی ادنا کام کے واسطے خدا کا نام لیا یہ بے ادبی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تاجرون پر افسوس ہے نہین واللہ اور ہان واللہ کہنے کے سبب سے اور پیشہ ورون پر افسوس ہے کل پرسون کرنے کے سبب سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اپنے مال کو قسم کھا کر بیچیگا قیامت کے دن حق تعالے اوسکی طرف نہ دیکھے گا کہتے ہین کہ یونس بن عبید ریشم کی تجارت کرتے تھے اور اوسکی تعریف نہ کرتے تھے ایکدن ریشم نکالنے لگے اونکے شاگرد نے خریدار کے سامنے کہا خداوندا ہمکو جنت کے کپڑے عنایت فرما یونس بن عبید نے پھر ریشم نہ نکالا اور جسمین سے ریشم نکالتے تھے اوسے پھینک دیا غرض کہ ریشم نہ بیچا اور ڈرے کہ اسکا یہ کہنا اپنے مال کی تعریف ہے دوسری یہ کہ مال کا کوئی عیب خریدار سے نہ چھپائے اور سب حقیقت حال کہدے اگر چھپائے گا تو دغاباز ہو جائیگا اور نصیحت سے دست بردار ہو جائیگا ظالم اور گنہگار ہو جائیگا اور اگر اوپر کی تہ دکھائی یا اندھیرے مین کپڑا دکھائے تاکہ کپڑا اچھا نظر آئے یا جوتون اور موزون مین سے اچھا پیر دکھائے تو ظالم اور دغاباز ہو جائیگا ایک دن ایک گیہون والے کی طرف جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا کا گذر ہوا آپنے اوسکے گیہون کے انبار کے اندر دست مبارک ڈالا تو نمی تھی آپنے فرمایا یہ کیا ہے اوس نے عرض کیا بھیگے ہوئے گیہون ہین آپنے فرمایا کہ یہ گیہون نکال ڈالے مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا یعنی جو دغابازی کریگا وہ ہم مین سے نہین ہے ایک شخص نے تین سو درم کو اونٹ بیچا اوسکے پاؤن مین کچھ عیب تھا واثلہ بن الاسقع کہ صحابہ مین سے تھے وہان کھڑے تھے پہلے غافل رہے جب یہ بات معلوم کی تو خریدار کے پیچھے دوڑے اور کہا اسکے پاؤن مین عیب ہے وہ پھر آیا اور تینون سو درم بیچنے والے سے پھیر لیے بائع نے انسے کہا کہ یہ معاملہ تمنے کیون خراب کیا اونھون نے جواب دیا اسواسطے کہ مین نے جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے سنا ہے کہ یہ امر حلال نہین ہے کہ کوئی چیز بیچے اور اوسکا عیب چھپائے اور دوسرے کو حلال نہین ہے کہ جانے اور اطلاع نکردے اور کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ہم

بیعت لی ہے کہ ہم مسلمانون کو نصیحت کرین اور اونپر نگاہ شفقت کرین اور چھپانا نصیحت نہین ہے آیغرض جاننا توکہ ایسا معاملہ
ناگوار ہے اور بڑی محنت کا کار ہے دو چیزون سے یہین آسانی ہوگی ایک یہ کہ عیب دار مال مول نہ لے اگر مول لیچکا ہے
ہرگز دینے کا ارادہ نہ رکھے اگر کسی نے اوسے ٹھگ لیا ہے تو جانے کہ یہ نقصان میرے ہی اوپر پڑا اور دون پر نقصان
کا ارادہ نہ کرے جبکہ خود دغاباز لعنت کرتا ہے تو اپنے تئین اورون کی لعنت مین نہ ڈالے اصل یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ دغابازی
سے روزی کچھ بڑھ نہین جاتی بلکہ مال مین سے برکت جاتی رہتی ہے اور برخوداری نہین رہتی اور عیاری سے رفتہ رفتہ جو کچھ
جمع کیا ہے دفعۃً ایسا کوئی واقعہ پیش آئیگا کہ وہ سب ضائع ہو جائیگا اور مظلمہ ہی مظلمہ باقی رہیگا اور اوس شخص کا سا حال ہوگا
جو دودہ مین پانی ملایا کرتا تھا دفعۃً سیلاب آیا اور گائے کو بہالیگیا اوسکے لڑکے نے کہا کہ دودہ مین تھوڑا تھوڑا پانی جو ملایا کرتے
تھے وہ سب اکٹھا ہوا اور گائے کو بہالیگیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب معاملہ مین خیانت نے راہ پائی
برکت جاتی رہی برکت کے یہ معنی ہین کہ کسیکے پاس مال تھوڑا سا ہو اور بہرہ مندی بہت ہو اور بہتون کو اوس سے راحت ہو
اور اوس سے خیر بہت وقوع مین آئے اور کوئی ہوتا ہے کہ مال تو بہت سا رکھتا ہے اور وہ مال دنیا اور عقبی مین اوسکی تباہی کا
باعث ہوتا ہے اور اوس سے کچھ بہرہ مند نہین ہوتے تو برکت طلب کرنا چاہیئے زیادتی اور برکت امانت داری سے ہوتی ہے
بلکہ زیادتی بھی امانت کے سبب سے ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص امانت دار مشہور ہوا ہر شخص اوسکے ساتھ معاملہ کرنے کی خواہش
رکھتا ہے اور اوسے بہت فائدہ ہوتا ہے اور جو شخص خیانت کے ساتھ مشہور ہوا اوس سے سب عذر کرتے ہین دوسری بات
یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ میری عمر سو برس سے زیادہ نہوگی اور آخرت کی مدت بے نہایت ہے تو یہ کیونکر روا رکھیگا کہ اس دنیا کے
چندروزہ مین سونے چاندی کی زیادتی کے واسطے عمر ابدی کو تباہ کرے ہمیشہ ان باتون کا خیال رکھے تاکہ عیاری اور دغابازی
اوسکے دل مین جگہ نہ کرنے پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے غصہ سے خلق لا الہ الا اللہ کی پناہ
مین ہے جب دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہین اور یہ کلمہ کہتے ہین تو حق تعالے فرماتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو اس کہنے مین
تم سچے نہین اور جسطرح بیع مین دغابازی نہ کرنا فرض ہے اوسطرح سب پیشون مین فرض ہے اور دہوکے کا کام کرنا حرام ہے
مگر یہ کہ پوشیدہ نہ رکھے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی سے رفوگری مین فتوی پوچھا آپنے فرمایا کہ نچاہیئے مگر اوس شخص کو درست ہے
جو اپنے پہننے کے واسطے کرے بیچنے کے لیے نہین جو شخص دہوکا دینے کے واسطے رفو کریگا وہ گنہگار ہوگا اور اوسکی مزدوری
حرام ہوگی تیسری بات یہ ہے کہ ناپ جوکھ مین دغابازی نہ کرے اور پورا تولے حق تعالی فرماتا ہے وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ یعنی
خرابی ہے اون لوگون کی جو جب دیتے ہین کم تولتے ہین اور جب لیتے ہین تو زیادہ تولتے ہین آگلے بزرگون کی عادت
تھی کہ جو کچھ لیتے تھے تو آدہا حبہ کم لیتے تھے جب دیتے تھے تو آدہا حبہ زیادہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ آدہا حبہ ہم مین
اور دوزخ مین آڑ ہے اسواسطے کہ ڈرتے تھے کہ پورا پورا نہین تول سکتے ہین اور کہتے تھے کہ وہ احمق ہے کہ بہشت کہ جسکی
وسعت سات زمین و آسمان کے برابر ہے آدہے حبہ پر بیچ ڈالے اور وہ شخص احمق ہے جو آدہے حبہ پر طوبی کو ویل سے یعنی بھلائی

ی ائی سے بدل ڈالے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی چیز خرید فرماتے تو ارشاد کرتے کہ قیمت کے موافق تول اور
جھکتا تول حضرت فضیل رح نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ کسی کو دینے کے واسطے دینار تولتا ہے اور اوسکے نقش مین جو میل تھا
اوسے صاف کرتا ہے فرمایا بیٹا تیرا یہ کام دو حج اور دو عمروں سے بہتر ہے اگلے بزرگون نے کہا ہے وہ ترازو والا آدمی کہ آپ
تول کر دیتا ہے اور ایک سے تلوا کر خود لیتا ہے تمام فاسقون سے بدتر ہے اور جو بزاز کپڑا مول لیتے وقت ڈھیلا ناپتا ہو اور بیچتے وقت کھینچ کر
ناپتا ہو وہ بھی انہین داخل ہے اور جو قسائی کہ اوس ہڈی کو جسکا رواج نہین گوشت کے ساتھ تول دیتا ہے وہ بھی انہین داخل ہے
اور جو شخص غلہ بیچے اور اوسمین عادت سے زیادہ خاک ہو وہ بھی انہین داخل ہے اور یہ سب باتین حرام ہین اور سب معاملون مین
خلق کے ساتھ انصاف کرنا واجب ہے کیونکہ کسی نے اگر کسی کو ایسی بات کہی کہ ویسی بات سننے سے خود ناراض ہوتا ہے تو اوس نے
دینے لینے مین فرق کیا اس گناہ سے آدمی جب بچے گا کہ کسی معاملہ کے درمیان کسی بات مین اپنے تئین دینی بھائی پر فوقیت
نہ دے اور یہ سخت اور مشکل بات ہے اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا
یعنی کوئی شخص ایسا نہین کہ دوزخ پر جسکا گذر نہو لیکن جو کوئی پرہیزگاری کی راہ سے قریب تر ہے وہ جلد تر رہائی پائیگا چوتھی بات
یہ ہے کہ جنس کے نرخ مین کچھ دغا نہ کرے اور بھاؤ نہ چھپائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو منع فرمایا ہے کہ لوگ قافلہ
سے آگے جائین اور شہر کا نرخ چھپائین تاکہ خود سستا مول لین جب ایسا کرین تو مال والیکو بیع فسخ کر لینا پہونچتا ہے اور اس امر کو
بھی آپنے منع فرمایا ہے کہ کوئی مسافر شہر مین مال لائے اور سستا بیچے اور کوئی شخص اوس سے یہ کہے کہ یہ مال میرے پاس
چھوڑ جائین کچھ دن بعد گران بیچ دونگا اور اس امر کو بھی منع فرمایا ہے کہ کسی شخص سے بظاہر کوئی چیز اسواسطے گران چکائی تاکہ
دوسرا شخص اوسے سچا جانکر زیادہ قیمت دیکر مول لیجائے اگر کسی نے صاحب مال سے یہ معاملہ ٹھیک کیا تاکہ دوسرا فریب
کھائے تو جب یہ بھید کھلجائے تو فسخ بیع کرنا درست ہے یہ عادت ہے کہ مال کو بازار مین رکھتے ہین جو لوگ واقع مین نہین
لیا چاہتے وہ بھاؤ بڑھا دیتے ہین یہ امر حرام ہے اسیطرح جو بھولا آدمی مال کی قیمت نہین جانتا اور سستا بیچتا ہے اوس سے مال خریدنا درست نہین
یا جو بھولا آدمی بھاؤ نہین جانتا اور گران مول لیتا ہے اوسکے ہاتھ کچھ بیچنا درست نہین اگرچہ فتوی بھی دیا جائیگا کہ ظاہر بیع درست ہے لیکن جو کہ حقیقت حال
اوس سے پوشیدہ رکھی لہذا گنہگار ہوگا بصرہ مین ایک سوداگر تھا شہر سوس سے اوسکے غلام نے اوسے خط لکھا کہ یہان شکر پر آفت آگئی ہے تو لوگ
خبر نہونے پائے پہلے بہت سی شکر تم مول لے لو اوس سوداگر نے بہت سی شکر مول لے رکھی اور وقت پر بیچی تیس ہزار درم کا
فائدہ ہوا اپنے دل مین خیال کیا کہ ایک مسلمان سے مین نے دغا کی اور شکر پر آفت آنا اوس سے چھپایا ایسا کام کب درست
ہوگا تیسون ہزار درم لیکر شکر والے پاس گیا اور کہا یہ تیرا مال ہے اوس نے کہا کیون تمام قصہ اوسے کہہ سنایا اوس نے کہا
مین نے اب تجھے بحل کر دیا جب گھر آیا تو رات کو سوچا کہ شاید لحاظ کے مارے اوسنے یہ کہا ہو اور مین تو اوسکے ساتھ دغا
کر ہی چکا ہون تو دوسرے دن پھر لیگیا اور نہایت اصرار کیا کہ یہ تیسون ہزار درم تو لے لے مجبور ہوکر اوسنے لے لیے آلغرض چاہئے
کہ جو شخص اصل قیمت کہتا ہے اوسے سچ کہنا چاہیے اوسمین دغا نہ کرے اور اگر مال مین کچھ نقصان آگیا ہو تو بتا دے اور اگر

مہنگا مول لیا ہے اور یہ اصل نکاری کی ہے کہ بیچنے والا اوسکا دوست یا عزیز تھا تو یہ بھی کہدے اور اگر کوئی چیز دس دینار کی کہکر مال اسکے عوض دے اور وہ اتنے کو نہین بکتی تو دس دینار مال کی قیمت کہنا نہ چاہیے اور اگر پہلے مال ارزان مول لیا اور پھر بھاؤ بڑھ گیا تو پہلے قیمت ظاہر کر دے اسکی تفصیل دراز ہے بازاری لوگ اس امر مین بہت خیانت کرتے ہین اور اوسے خیانت نہین جانتے اصل یہ ہے کہ آدمی جس دغا کو اپنے اوپر روا نہین رکھتا خود بھی اورون کے ساتھ وہ دغا نہ کرے اور اس بات کو اپنی کسوٹی بنائے کیونکہ جو شخص اصلی قیمت کے اعتماد پر مول لیتا ہے اور وہ یہ سمجھکر مول لیتا ہے کہ مین نے خوب جانچ لیا ہے اور اچھا مول لیا ہے اگر اس امر مین دغا ہوگی تو وہ خریدار راضی نہوگا اور یہ دغابازی ہے

چوتھا باب معاملہ مین احسان اور بھلائی کرنے کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ حق تعالی نے جسطرح عدل کرنیکا حکم فرمایا ہے اوسیطرح احسان کرنے کا بھی حکم فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وہ باب جو اوپر مذکور ہوا عدل کے بیان مین تھا تاکہ آدمی ظلم کرنے سے بچے اور یہ باب احسان کے بیان مین ہے حق تعالی فرماتا ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ جس نے فقط عدل کیا ہے اوس نے دین کا سرمایہ محفوظ رکھا مگر فائدہ احسان مین ہے اور عقلمند وہ ہے جو کسی معاملہ مین آخرت کا فائدہ نہ چھوڑے اور احسان وہ بھلائی ہے جس سے معاملہ کرنیوالیکو فائدہ ہو وہ تجھپر واجب نہین احسان کا درجہ چھ وجہون سے حاصل ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اگرچہ خریدار کسی اپنی ضرورت اور حاجت کے سبب سے راضی بھی ہو تو بھی بہت نفع لینا روا نرکھے حضرت سری سقطی قدس سرہ دکان کرتے اور پانچ روپیہ سیکڑا سے زیادہ نفع لینا روا نرکھتے تھے ایکبار ساٹھ دینار کے بادام مول لیے پھر بادام گران ہوگئے ایک دلال نے اونسے بادام مانگے فرمایا کہ ترسٹھ دینار کو بیچنا دلال نے کہا کہ نوّے دینار آج ان بادامون کی قیمت ہے اونھون نے فرمایا کہ مین نے دل مین ٹھان لی ہے کہ پانچ روپیہ سیکڑے سے زیادہ نفع نہ لونگا اور اس قصد کے توڑنے کو مین روا نہین رکھتا دلال نے کہا کہ مین تمھارے مال کو بھاؤ سے کم پر بیچنا روا نہین رکھتا غرض کہ نہ دلال نے بیچا نہ حضرت سری سقطی زیادہ قیمت لینے پر راضی ہوئے احسان کا ایسا درجہ ہوتا ہے محمد ابن المنکدر ایک بزرگ دکاندار تھے اونکے پاس کئی تھان تھے کسی کی قیمت دس دینار تھی کسی کی پانچ دینار اونکی غیبت مین اونکے شاگرد نے پانچ دینار والا تھان ایک اعرابی کے ہاتھ دس دینار کو بیچا جب وہ تشریف لائے اور حال معلوم ہوا تو تمام دن اوس اعرابی کو ڈھونڈھتے پھرے جب وہ ملا تو اوس سے کہا وہ تھان پانچ دینار سے زیادہ کا نہین ہے اوس نے کہا مین نے خوشی سے لیا ہے اون بزرگ نے فرمایا کہ جس امر کو مین اپنے واسطے نہین پسند کرتا اوسے کسی مسلمان کے لیے نہین پسند کرتا یا فسخ بیع کر یا پانچ دینار پھیر لے یا میرے ساتھ آکر اس سے بہتر تھان دو غرضکہ اعرابی نے پانچ دینار پھیر لیے پھر کسی شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون تھے اوس نے کہا کہ محمد ابن المنکدر تھے اعرابی کہنے لگا سبحان اللہ یہ مرد وہ ہے کہ جب پانی نہ برسے اور میدان مین طلب باران کے واسطے ہم نجائین تو اسکا نام لینے سے پانی برسنے لگے اگلے بزرگون کی عادت تھی کہ نفع کم لیتے تھے معاملہ بہت کرتے تھے اور اس امر کو زیادہ نفع لینے کی

نسبت بہت مبارک جانتے تھے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کوفہ کی بازار مین گشت کرتے اور فرماتے کہ اے لوگون تھوڑے
نفع کو نہ پھیرو کہ بہت نفع سے محروم رہو حضرت عبدالرحمن بن عوف سے لوگون نے پوچھا کہ تمھاری تونگری کا کیا سبب ہے
فرمایا کہ مین نے تھوڑے فائدہ کو رد نہین کیا جسنے مجھسے ایک جانور بھی مانگا تو مین نے اوسے نرکھا اور بیچ ڈالا ایک دن ہزار
اونٹ اصلی قیمت پر بیچ ڈالے اور ہزار رسیون کے سوا کچھ نفع نہین لیا ایک ایک رسی ایک ایک درم کو بکی اور اونٹون کے
اوس دن کے چارہ کی ہزار درم قیمت میرے ذمہ سے ساقط ہو گئی تو دو ہزار درم کا نفع ہوا اور چھٹے یہ کہ محتاجون کا مال
مہنگا مول لے تاکہ وہ خوش ہون جیسے بیوہ عورتون کا سوت اور بچون اور فقیرون کے ہاتھ سے وہ میوہ جو پھر آیا ہو کہ
یہ تجاہل عارفانہ اور قصداً دام بڑھانا صدقہ سے بہتر ہے جو ایسا کریگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لیگا کہ آپنے فرمایا ہے
رحم اللہ امراء سھل البیع وسھل الشری لیکن امیر سے زیادہ دامونکو مال مول لینا۔ ثواب ہے نہ شکر ہے دام ضائع کرنا ہے اسلئے کہ اولیٰ اور
امیر سے سستا مول لینا اولیٰ ہے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام یہ کوشش کرتے کہ جو کچھ مول لیتے ارزان لیتے اور بہت جانچتے
اونسے لوگون نے عرض کیا کہ ہر دن آپ کئی ہزار درم خیرات دیتے ہین اسقدر قلیل پر آپ اتنی تکرار کیون فرماتے ہین فرمایا کہ ہم جو دیتے ہین
خدا کے واسطے دیتے ہین اوسکی راہ مین جتنا زیادہ دیجیے کم ہے اور بیع مین دہوکا کھانا عقل اور مال کے نقصان کا باعث ہے تیسرے
قیمت لینے مین احسان اس طرح سے حاصل ہوتا ہے ایک کچھ کم کر دینے دوسرے ٹوٹے اور کھوٹے روپے پیسے لینے سے تیسرے مہلت دیکر
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اوس شخص پر خدا کی رحمت ہو جو دادوستد مین آسانی کرے اور فرمایا ہے جو شخص آسانی کرتا ہے حق تعالی اوس کے
کامونکو آسان فرماتا ہے اور محتاج کو مہلت دینے سے زیادہ کوئی احسان نہین ہے اگر وہ نادار ہے تو اوسے مہلت دینا واجب ہے احسان مین نہین بلکہ
منجملہ عدل ہے اور اگر محتاج نادار نہو مگر جب تک کوئی گھاٹے کے ساتھ نہ بیچے یا جس چیز کی اوسے ضرورت ہے اوسکو
فروخت کرے تب تک قیمت نہین ادا کر سکتا تو اوسے مہلت دینا احسان ہے اور بڑی خیرات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو میدان حشر مین لائین گے اوسنے دین کے مقدمہ مین اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا اور
اوسکے نامۂ اعمال مین کوئی نیکی نہوگی اوس سے کہین گے کہ تو نے ہرگز کوئی نیکی نہین کی وہ کہیگا ہان نہین کی مگر اپنے
نوکرون اور گماشتون سے مین نے کہا تھا کہ جو میرا قرضدار تنگدست ہو اوسے مہلت دو اور تنگ نہ کرو پس دریاے رحمت
جوش مین آئیگا ارحم الراحمین اوس سے فرمائیگا کہ آج تو تنگ دست اور بے نوا ہے مجھے بھی تیرے ساتھ آسانی کرنا زیبا ہے
اور اوسکو بخشدیگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی کسیکو ایک مدت کے وعدہ پر قرض دیتا ہے تو جو دن گذرتا ہے
ہر دن اوسے صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے اور جب مدت معہودہ گذر جاتی ہے اوسکے بعد جو مہلت دیتا ہے تو ہر دن اتنا
ثواب ہوتا ہے کہ گویا تمام قرض صدقہ کیا اگلے زمانہ مین کچھ بزرگ تھے کہ وہ یہ نچاہتے تھے کہ قرضدار اونکا قرض ادا کرے
اسواسطے کہ ہر روز اونکے واسطے تمام قرض صدقہ دینے کا ثواب لکھا جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
جنت کے دروازے پر مین نے لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ہر درم دس درم کے برابر ہے اور قرض کا ہر درم اٹھارہ درم کے برابر ہے

اسکا سبب یہ ہے کہ قرض وہی شخص لیتا ہے جو حاجت مند ہو اور صدقہ شاید محتاج کے ہاتھ نہ آسکے چوتھے قرض ادا کرنا
یہ احسان ہے کہ تقاضے کی حاجت نہ پڑے جلدی ادا کرے اور کھرا روپیہ پیسا دے اور اپنے ہاتھ سے پہونچا کے اور قرضخواہ
کے گھر لیجائے اوسے نہ بلاسکے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تم مین وہ شخص بہتر ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے اور حدیث
شریف مین آیا ہے کہ جو شخص قرض لیتا ہے اور یہ نیت کرتا ہے کہ مین اچھی طور سے ادا کرونگا تو حق تعالےٰ چند فرشتے مقرر
فرماتا ہے وہ اوسکی حفاظت کیا کرتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ اوسکا قرض ادا ہوجائے اور قرضدار اگر قرض ادا کرسکتا ہے
تو اگر قرضخواہ کی بے مرضی ایک ساعت دیر کریگا تو ظالم اور گنہگار ہو جائیگا روزہ مین ہو خواہ نماز مین ہو خواہ خواب مین بہر حال
خدا کی لعنت مین رہے گا اور یہ ایسا گناہ ہے کہ سوتے مین بھی اوسکے ساتھ رہتا ہے اور قدرت مین شرط نہین ہے کہ
نقد اوسکے پاس ہو بلکہ اگر اپنی کوئی چیز بیچ سکتا ہے اور بیچکر قرض نہ ادا کیا تو بھی گنہگار ہوا اور اگر برا روپیہ پیسا عوض مین دے
کہ قرضخواہ اوسے کراہت سے لے تو بھی گنہگار ہوگا جب تک اوسے رضامند نہ کریگا مظلمہ سے نہ چھوٹے گا یہ امر کبایر گناہ مین سے
ہے لوگ اسے آسان سمجھے ہین پانچوین یہ کہ جس کسی سے معاملہ کرے اگر وہ معاملہ کر کے پشیمان ہو تو اوس سے معاملہ فسخ کرلے
اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بیع کو فسخ کرے اور جانے کہ مین نے بیع کی ہی نہ تھی تو
حق تعالیٰ اوسکے گناہون کو ایسا جانتا ہے کہ گویا اوس نے کیے ہی نہ تھے اور یہ امر واجب نہین ہے لیکن اسکا ثواب بہت
بڑا ہے اور منجملہ احسان ہے چھٹی یہ کہ اگرچہ تھوڑی ہی سی ہو مگر محتاجون کے ہاتھ اس قصد سے کوئی چیز قرض بیچے کہ جب تک
اونکو ادا کرنے کی قدرت نہوگی اونسے قیمت نہ مانگونگا اور اگر وہ محتاجی ہی مین مرجائیگا تو اوسے بخشدونگا اگلے زمانہ مین
بعضے لوگ تھے کہ یادداشت کی دو فہرستین رکھتے تھے ایک مین مجہول نام ہوتے کیونکہ اوس سے سب فقیر مراد ہوتے تھے
اور بعضے لوگ تھے کہ وہ فقیرون کے نام لکھتے ہی نہ تھے تاکہ اگر وہ لوگ مرجائین تو فقیرون سے کوئی کچھ مطالبہ نہ کرے اون
لوگون کا شمار بہترون مین نتھا بلکہ یہ لوگ بہتر جانے جاتے تھے جو فقیرون کے نام کی یادداشت ہی نہ لکھتے تھے اگر فقیر
دیدیتے تو وہ لے لیتے ورنہ اونسے لینے کی طمع نرکھتے تھے دیندار لوگ معاملہ مین ایسے ہوتے تھے اور دیندارون کا
درجہ دنیوی معاملات مین معلوم ہوتا ہے جسنے دین کے واسطے شبہے کے ایک درم پر لات ماری وہ دیندار ہے

پانچوان باب دنیا کے معاملہ مین دین پر شفقت کرنے کے بیان مین

ای عزیز جان تو کہ
جسنے دنیا کی تجارت دین کی تجارت سے غافل کردے وہ بدبخت ہے اور اوس شخص کا کیا حال ہوتا ہے جو سونے کے
کوزہ کو مٹی کے کوزے سے بدلے دنیا کی مثل مٹی کے کوزے کی ایسی ہے کہ برا ہے اور جلدی ٹوٹ جاتا ہے اور آخرت کی
مثل سونے کے کوزے کے مانند ہے کہ اچھا بھی ہے اور بہت بھی رہتا ہے بلکہ کبھی ضائع ہوتا ہی نہین اور دنیا کی تجارت
زاد آخرت ہونیکے لائق نہین بلکہ راہ دوزخ سے بچنے کے واسطے کوشش بلیغ چاہیے آدمی کا دین اور آخرت ہی آدمی کا سرمایہ ہے یہ نچاہیے کہ
غافل ہے دین پر شفقت نکرے اور ہمہ تن تجارت اور دہقانی کو اپنا مشغلہ کرنے اور اپنے دین پر آدمی شفقت جب کریگا کہ سات احتیاطین کرے

پہلی یہ کہ ہر روز صبح کو نیک نیتین اپنے دل پر تازہ کر لیا کرے اور یہ نیت کرے کہ بازار اسواسطے جاتا ہون کہ اپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے کمائی کر لاؤن تاکہ خلائق سے بے پروائی حاصل ہو اور اونکی طمع نرہے اور اسقدر قوت و فراغت حاصل ہو جاوے کہ خدا کی عبادت مین مشغول ہو سکون اور آخرت کی راہ مین چلون اور یہ نیت کرے کہ آج بندگان خدا کے ساتھ شفقت اور نصیحت اور امانت داری بجا لاؤن گا اور امر معروف اور نہی منکر کی نیت کرے اگر کوئی کچھ گناہ کرے تو اوس سے باز رکھا کرے اور راہ سیدھی نہو اسی نیتین آخرت کے کامون مین داخل ہونگی دین کا دم نقد نفع ہوگا اگر دنیا کا بھی کچھ فائدہ ہو تو یہ لگائے مین ہے **دوسری** یہ کہ اس امر کو جان لے کہ جب تک کم سے کم ہزار آدمیون مین ہر ایک اوسکے ایک ایک کام مین نہ مشغول ہوگا اوسکی زندگی محال ہے مثلاً نان بائی کسان جولاہا لوہار بڑھئی اور اور پیشہ ور یہ سب اسی کا کام کرتے ہین اور اسے ان سبکی حاجت ہے یہ بات نچاہیے کہ سب اسکا کام کرین اسکو ہر ایک سے نفع اور کسی کو اس سے فائدہ نہو سب لوگ اس جہان مین مہمان کے طور پر ہین اور مسافرون کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی مدد کرین اور یہ نیت کرے کہ مین بازار مین اسواسطے جاتا ہون تاکہ جیسے اور مسلمان میرا کام کرتے ہین مین بھی ایسا کوئی کام کرون جس سے مسلمانون کو راحت ہو اسواسطے کہ تمام حرفے فرض کفایہ ہین اور یہ نیت کرے کہ ان فرضون مین سے کسی فرض کو بجا لاؤن گا اس نیت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ ایسے کسی کام مین مشغول ہو جسکی بندگان خدا کو حاجت ہو اسواسطے کہ اگر وہ کام نہوگا تو لوگون کے کام مین خلل پڑیگا وہ کام زرگری اور نقاشی اور گچکاری کی شکل نہو اسواسطے کہ ایسے کامون مین دنیا کی آرایش ہے ان کامون کی حاجت نہین بلکہ اگرچہ یہ کام مباح ہین مگر انکا نکرنا بہتر ہے لیکن اطلس کا لباس سینا سونیکا زیور مردونکے واسطے بنانا خود حرام ہے اور جو پیشے اسکے بزرگ مکروہ جانتے تھے یہ کام جو مذکور ہوتے ہین انھین مین سے ہین اناج اور کفن بیچنا قسائی کا کام کرنا اور صرافی کہ اسمین سود کے دقائق سے اپنے تئین بچانا مشکل ہے اور جراحی اسواسطے کہ اسمین اکثر آدمی کی جراحت کرنا ہوتی ہے کہ شاید فائدہ کرے اور ممکن ہے کہ نفع نکرے اور خاک روبی اور جانورونکی کھال صاف کرنا کہ اسمین کپڑونکا پاک رکھنا دشوار ہے اور دست ہتی کی دلیل یہی ہے اور ساربانی اور سائیسی کا بھی یہی حکم ہے اور دلالی کا بھی یہی حال ہے اوسکے کہ اسمین فضول گوئی سے بچنا ممکن نہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہترین تجارت بزازی ہے اور بہترین پیشہ خرازی ہے یعنی چھاگل اور مشک وغیرہ سینا حدیث شریف مین آیا ہے کہ اگر جنت مین تجارت ہوتی تو بزازی ہوتی اور اگر دوزخ مین ہوتی تو صرافی ہوتی اور چار پیشون کو لوگ رکیک اور حقیر سمجھے ہین جولاہگی روئی بیچنا سوت کاتنا معلمی اس حقیر جاننے کا سبب یہ ہے کہ ان پیشہ والونکو لڑکون اور عورتون سے معاملہ رہتا ہے اور جو شخص کم عقلون سے ملا جلا رہے گا وہ بھی کم عقل ہو جائیگا **تیسری** یہ کہ دنیا کا بازار آخرت کے بازار سے اسے باز نرکھے اور آخرت کا بازار مساجد ہین حق تعالی نے فرمایا ہے کہ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی خبردار تجارت کا شغل تمھین خدا کے ذکر سے باز نرکھے کہ اس صورت مین تمھارا نقصان ہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اے سوداگرو اول روز کو آخرت کے کامون کے واسطے چھوڑ دو اور آخر روز کو دنیا کے کامون کے لیے بزرگان سلف کی عادت تھی کہ صبح شام آخرت کے کام کرتے یا مسجد مین ذکر الہی اور اوراد مین مشغول رہتے یا علم کی مجلس مین حاضر رہتے اور لڑکے اور ذمی

ہر سیہ اور بھونی سری بیچتے اوسوقت لوگ مسجد مین ہوتے تھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب فرشتے اعمالنامہ لیجاتے
ہین تو اگر آدمی نے اول روز اور آخر روز مین کچھ نیکی کی ہے تو اون برائیون کو جو درمیان مین کی ہین حق تعالی بخشدیتا ہے
اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ دن رات کے فرشتے صبح شام کو جمع ہو کر جاتے ہین حق تعالی اونسے استفسار فرماتا ہے کہ
تمنے میرے بندے کو کیونکر چھوڑا اگر یہ عرض کرتے ہین کہ بارخدایا جب ہمنے چھوڑا تو وہ نماز پڑھتا تھا اور جب ہم پہونچے تو وہ
نماز پڑھتا تھا تو حق تعالی فرماتا ہے کہ تم گواہ رہنا کہ مین نے اوسکو بخشدیا اور چاہیے کہ ذکو جب اذان کی آواز سنے تو پھر توقف
نکرے جس کام مین ہو اوسے چھوڑ کر مسجد مین جائے اس آیۂ کریمہ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کی تفسیر مین
آیا ہے کہ وہ ایسے لوگ تھے کہ اون لوگون مین جو لوہار ہوتا وہ اگر ہتوڑی اوٹھاتا تو اذان کی آواز سنکر پھر اوسے نیچے نہ لاتا
یعنی لوہے پر نہ لگاتا اور چمڑا سینے والا اگر ستالی چمڑے مین چبھوتا تو اذان کی آواز سنکر اوسے باہر نہ نکالتا اوسی طرح چھوڑ کر
نماز کے واسطے راہی ہوتا چوتھی یہ کہ بازار مین ذکر اور تسبیح اور یاد الہی سے غافل نرہے اور حتی الامکان دل و زبان کو بیکار
نرکھے اور یہ جانے کہ جو فائدہ اسکے سبب سے فوت ہوتا ہے تمام جہان اوسکے مقابل نہین ہو سکتا ہے اور جو ذکر غافلون کے
درمیان مین ہو اوسکا ثواب بہت ہوتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غافلون کے بیچ مین خدا کو یاد کرنیوالا
ایسا ہے جیسے خشک درختون مین ہرا درخت اور مُردون مین زندہ اور بھگوڑون مین غازی اور فرمایا ہے کہ جو شخص بازار مین جائے
اور کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اوسکے واسطے دو بار ہزار ہزار نیکیان لکھتے ہین حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے ایک دن فرمایا کہ بازار مین
بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر صوفیون کا کان پکڑین اور اونکی جگہہ پر بیٹھین تو اسکے لائق ہین اور کہا کہ ایک شخص کو مین جانتا ہون کہ
ہر روز بازار مین تین سو رکعت نماز اور تیس ہزار تسبیح اوسکا ورد ہے اور علما نے کہا ہے کہ اونھون نے اس بات سے اپنی ذات کا
ارادہ کیا حاصل یہ ہے کہ جو شخص بازار مین قوت کے واسطے جائے تاکہ امور دین مین فراغت پائے وہ ایسا ہی ہے اور اصل مقصود
نہ چھوڑے گا اور جو دنیا کی زیادہ طلبی کے واسطے جائیگا اوس سے یہ بات نہوگی بلکہ وہ اگر مسجد مین نماز پڑھے گا تو بھی اوسکا دل
پریشان اور دکان کے حساب مین لگا رہے گا پانچوین یہ کہ بازار مین رہنے کی بہت حرص نہ کرے مثلاً سب سے پہلے جائے
اور سبکے بعد آئے یا سفر دور دراز پر خطر کرے یا دریا کا سفر کرے یہ امور کمال حرص کے سبب سے ہوتے ہین حضرت معاذ ابن جبل
رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ ابلیس کا ایک بیٹا ہے اوسکا نام زلنبور ہے اپنے باپ کا نائب بنکر بازارون مین رہتا ہے
ابلیس اوسے سکھاتا ہے کہ تو بازار مین جا کر جھوٹ مکر حیلہ دغابازی قسم کھانے کی ترغیب دے اور ایسے شخص کے ساتھہ لگا رہ جو
سبکے پہلے بازار جاتا ہے اور سبکے بعد آتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ سب جگہون مین بُری جگہہ بازار ہے اور بازاریون مین
سب سے بدتر وہ شخص ہے جو سبکے پہلے بازار جائے اور سبکے بعد وہان سے آئے تو دکاندار کو چاہیے کہ اپنے اوپر لازم کرلے
کہ جب تک مجلس علم اور اَوراد صبح اور نماز صبح سے فارغ نہو بازار نجائے اور جب اوس دن کی قوت کو کفایت کرنے کے قدر فائدہ

ہوجائے تو بازار سے پھر آئے اور مسجد مین جاکر عمر آخرت کی روزی حاصل کرے اسواسطے کہ وہ عمر بہت بڑی ہے اور اوسکی حاجت بہت ہے اور آدمی اوسکے توشہ سے نہایت تہیدست اور مفلس ہے حماد ابن سلمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے اوستاد مقنعہ بیچتے تھے جب دو حبہ نفع مین ملجاتے تو گٹھری باندہ کر اپنے گھر تشریف لے آتے ابراہیم ابن بشار نے حضرت ابراہیم ادہم سے کہا کہ آج مین مٹی کے کام کے واسطے جاتا ہون فرمایا اے ابن بشار تمتو روزی کو ڈہونڈہتے ہو موت تمکو ڈہونڈہتی ہے جو تمھین ڈہونڈہتی ہے اوس سے تم نہ چھوٹوگے اور جسے تم ڈہونڈہتے ہو وہ تمسے نہ چھوٹیگی مگر شاید تمنے حریص کو محروم اور کاہل کو مرزوق نہین دیکھا ہے کہا میرے ملک مین اور کچھ نہین مگر ایک دانگ بقال پر میرا ہے فرمایا تمھاری ایمانداری پر افسوس ہے کہ ایک دانگ اپنی ملک مین رکھتے ہو اور پھر مٹی کے کام کو جاتے ہو آگلے بزرگون مین بعضے لوگ ایسے تھے کہ ہفتہ بھر مین دو دن سے زیادہ بازار نجاتے اور بعضے ہر روز جاتے اور ظہر کی نماز کے وقت اوٹھ آتے اور بعضے عصر کی نماز تک بازار مین رہتے اور ہر شخص جب اوسدن کا قوت کماتا تو پھر مسجد کو چلا جاتا چھٹی یہ کہ شبہہ کے مال سے دور رہے اور اگر مال حرام لینے کا ارادہ کرے گا تو فاسق اور گنہگار ہوگا اور جس چیز مین شبہہ ہو تو اگر خود اہل دل ہے تو اوسکے واسطے اپنے دل سے فتوی پوچھے مفتیون سے نپوچھے اور یہ بات نادر ہوتی ہے اور جس چیز مین دل کو کراہت معلوم ہو اوس سے نہ مول لے ظالمون اور اونکے متعلقون سے معاملہ نہ کرے کسی ظالم کے ہاتھ مال قرض نہ بیچے اسواسطے کہ اگر وہ ظالم مرجائیگا تو قرضخواہ کو رنج ہوگا اور ظالم کے مرنے سے ملول ہونا اور اوسکی تونگری پر خوش ہونا نچاہیے وہ چیز ظالم کے ہاتھ نہ بیچے جس سے جانے کہ اس سے ظالم ظلم مین استعانت کریگا ورنہ بیچنے والا بھی اوسکا شریک ہوگا مثلاً اگر مستوفیون اور ظالمون کے ہاتھ کاغذ بیچے گا تو ماخوذ ہوگا غرضکہ ہر شخص سے معاملہ نہ کرے بلکہ جو معاملہ کے لائق ہو اوس سے معاملہ کیواسطے تلاش کرے علما نے کہا ہے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ جو شخص بازار جاتا کہتا کہ مین کس سے معاملہ کرون لوگ کہتے جس سے جی چاہے معاملہ کر کہ سب احتیاط والے لوگ ہین پھر ایک زمانہ آیا کہ لوگ جواب مین کہتے کہ سب سے معاملہ کرنا مگر فلانے فلانے شخص سے نہ کرنا پھر ایک زمانہ آیا کہ لوگ جواب دیتے کہ کسیکے ساتھ معاملہ نکرنا مگر فلانے فلانے آدمی کے ساتھ کرنا اس بات کا خوف ہے کہ آگے آگے ایسا زمانہ آئیگا کہ کوئی کسی سے معاملہ نکر سکے اور یہ ہمارے زمانہ سے پہلے لوگون کا قول تھا شاید ہمارے زمانہ مین ایسا حال ہوگیا ہے کہ معاملہ کرنے مین لوگون نے بالکل فرق اوٹھا دیا ہے اور یہ جو نیم عالم اور ناقص دین عقلمندون سے لوگون نے سنا ہے کہ دنیا کا تمام مال یکسان ہوگیا ہے اور سب حرام کا مال ہے اس سے احتیاط محال ہے اس واہیات بات پر لوگ دلیر ہوگئے ہین اور یہ بڑی خطا ہے حقیقت مین ایسا نہین جو دانشمندون نے کہا ہے اس اجمال کی تفصیل چوتھی اصل معرفت حلال و حرام مین جو اسکے بعد آئے گی انشاء اللہ تعالی بیان کی جائیگی ساتوین یہ کہ جس سے معاملہ کرے قول و عمل و اد و ستد مین اوسکے ساتھ اپنا حساب بہت درست رکھے اور یقین سمجھے کہ قیامت کے دن مجھسے ہر ایک اہل معاملہ کے ساتھ کھڑا کرکے حساب لین گے اور انصاف کرین گے ایک بزرگ نے کسی تاجر کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ پچاس ہزار

صحیفے میرے سامنے رکھے مین نے عرض کیا کہ خداوندا یہ صحیفے کیسے ہین ارشاد ہوا کہ تونے پچاس ہزار آدمیون کے ساتھ معاملہ کیا تھا یہ ہر ایک صحیفہ ایک ایک اہل معاملہ کا ہے اب یہ شخص اون بزرگ سے کہتا ہے کہ مین نے جس شخص کے ساتھ جو معاملہ کیا تھا اول سے آخر تک ہر صحیفہ مین دیکھا غرضکہ دہو کا دیکر جسکا نقصان کیا ہو اگر اوسکا ایک دانگ بھی اسکے ذمہ ہے تو اوسکے واسطے ماخوذ اور گرفتار ہوگا اور جب تک اوس سے عہدہ برآئی نکریگا کوئی چیز اوسکے واسطے مفید نہوگی معاملہ کرنین اگلے بزرگون کی عادت اور راہ شریعت یہی ہے جو مذکور ہوئی اب یہ سنت اوٹھ گئی ایسا معاملہ اور اوسکا علم اس زمانہ مین لوگ بھول گئے جو شخص انہین سے ایک سنت بھی بجالائیگا وہ اجر عظیم پائیگا اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ جو احتیاطین تم کرتے ہو اسکا دسوان حصہ بھی جو کریگا اوسکے واسطے کافی ہوگا صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلعم کیون فرمایا اسواسطے کہ تم لوگ نیک کامون پہ مددگار رکھتے ہو اس سبب سے تمھارے لیے آسان ہے اور وہ لوگ یار و مددگار نرکھینگے اور غافلون مین وہ غریب ہونگے یہ بات اسواسطے کہی گئی کہ جو کوئی اسے سنے وہ ناامید نہوجاے اور یہ نہ کہے کہ اوجی یہ سب احتیاطین کب ہوسکتی ہین اس زمانہ مین جسقدر ہوسکے وہی بہت ہے بلکہ جو شخص اس بات کا ایمان رکھتا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے وہ یہ سب احتیاطین کرسکتا ہے اسواسطے کہ سب احتیاطون سے فقیری اور محتاجی کے سوا اور کچھ نہ پیدا ہوگا اور جس محتاجی اور فقیری کے سبب سے ہمیشہ کی بادشاہی حاصل ہو اوس فقیری کو آدمی جھیل سکتا ہے اسلیے کہ دنیا مین نان و دولت یا ملک و سلطنت ملنے کی امید موہوم پر سفر کی بڑی بڑی بے سامانی اور رنج و مذلت پہ لوگ صبر کرتے ہین حالانکہ اگر موت آجائے تو وہ سب کیا دہرا برباد جاے تو اگر کوئی شخص آخرت کی بادشاہی کیواسطے وہ کام جو اپنے لیے پسند نہین کرتا اور ون کے واسطے بھی پسند نہ کرے تو کچھ ایسا بڑا کام نہین ہے واللہ اعلم ۞

چوتھی اصل حلال و حرام اور شبہہ کے پہچاننے کے بیان مین

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ اور جب تک تو نجانیگا کہ حلال کیا ہے تب تک حلال کو طلب نکر سکے گا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور دونون کے درمیان شبہے مشکل اور پوشیدہ ہین جو شخص اونکے گرد ہوگا تو اسکا خوف ہے کہ حرام مین گرے ایعزیز جان تو کہ یہ بڑا علم ہے کتاب احیا مین اسکی ایسی تفصیل ہمنے لکھی ہے کہ اور کتابون مین نہ ملے گی اور اس کتاب مین اوسیقدر ہم بیان کرینگے کہ عوام جسقدر سمجھ سکین اور اس مطلب کو انشاءاللہ تعالی چار بابون مین ہم بیان کرتے ہین

پہلا باب طلب حلال کے فضائل اور ثواب کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا یعنی اے رسولو تم جو کچھ کھاؤ حلال اور پاک مین سے کھاؤ اور جو کچھ کرو بندگی شائستہ کرو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال طلب کرنا مسلمانون پر فرض ہے

اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن ایسی حلال روزی جسے کسی حرام کے ساتھ آمیزش نہو کھاتا ہے حق تعالی اوسکے دل کو
پرنور فرماتا ہے اور حکمت کے چشمے اوسکے دل سے جاری کرتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ دنیا کی محبت اوسکے دل سے
نکال ڈالتا ہے حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ جو صحابہ کرام مین سے تھے اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسی دعا فرمائیے کہ جبا
بات کے واسطے مین دعا کرون میری دعا قبول ہی ہوا کرے آپنے فرمایا کہ حلال کا کھانا کھاؤ تاکہ دعا قبول ہو اور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ اونکا کھانا کپڑا تو حرام کا ہے پھر ہاتھ اوٹھاکر دعا مانگتے ہین ایسی دعا
کب قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ حق تعالی کا ایک فرشتہ بیت المقدس مین ہے ہر شب وہ منادی کرتا ہے کہ جو شخص حرام کھاویگا
حق تعالی اوس سے نہ فرض قبول فرمائیگا نہ سنت اور فرمایا ہے کہ جو شخص دس درہم دیکر کوئی کپڑا مول لے اور اوسمین ایک درہم
حرام کا ہو جبتک وہ کپڑا اوسکے بدن پر رہیگا اوسکی نماز نہ قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ جو گوشت بدن پر حرام کھانیسے جمیگا وہ آتش
دوزخ مین جلے گا اور فرمایا ہے کہ جو شخص یہ باک نہین رکھتا کہ مال کہان سے مین پیدا کرتا ہون تو حق تعالی بھی یہ پروا نرکھے گا
کہ اوسے کدہر سے دوزخ مین ڈالدے اور فرمایا ہے کہ عبادت کے دس ٹکڑے ہین اوسمین سے نو ٹکڑے فقط طلب حلال ہے
اور فرمایا ہے کہ جو شخص حلال ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے تھک کر رات کو اپنے گھر جاتا ہے وہ جب سوتا ہے تو اوسکے سب گناہ بخشے ہوئے
ہوتے ہین اور جب صبح کو سوا اوٹھتا ہے تو حق تعالے اوس سے خوش ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے ارشاد کیا ہے کہ جو
شخص حرام سے پرہیز کرتا ہے مجھے شرم ہے کہ اوس سے حساب لون اور فرمایا ہے کہ سود کا ایک درہم اوس تیس بار زنا کرنیسے
سخت تر ہے جو مسلمانی کی حالت مین آدمی کرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حرام کا مال کمائیگا اگر صدقہ دیگا تو قبول نہوگا اور اگر رکھ چھوڑیگا
تو دوزخ کے دروازے تک وہ اوسکا زادراہ ہوگا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک غلام کے ہاتھ سے
دودہ کا شربت پیا جب پی چکے تو معلوم ہوا کہ یہ شربت وجہ حلال سے نہین ہے حلق مین اونگلی ڈالکر قے کی اوسکی سختی اور اذیت
کے سبب سے روح اقدس کے مفارقت کرجانیکا خوف تھا اور مناجات کی کہ بار خدایا مین تیری پناہ مانگتا ہون اوسقدر شربت سے
جو میری رگون مین رہگیا اور قے کرنے سے نہ نکلا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا
کیونکہ لوگون نے دہوکے مین صدقہ کا دودہ آنکو پلا دیا تھا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا ہے کہ اگر تو اتنی نماز
پڑہے کہ تیری پیٹھ خمیدہ ہوجاے اور اسقدر روزے رکھے کہ بال کیطرح باریک اور دبلا ہوجاوے تو جبتک حرام سے پرہیز نکریگا
یہ روزہ نماز کچہ نہ مفید ہوگا نہ قبول ہوگا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ جو شخص حرام کے مال مین سے صدقہ دیتا ہے
وہ اوس شخص کے مثل ہے جو ناپاک کپڑے کو پیشاب سے دہوتا ہے کہ وہ اور بھی ناپاک ہوتا ہے حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ تعالی
نے فرمایا ہے کہ عبادت خزانہ خدا ہے اوسکی کنجی دعا ہے اور لقمہ حلال اوس کنجی کے دانت ہین اور حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی نے
کہا ہے کہ کوئی شخص ایمان کی حقیقت کو نہین پہونچتا مگر چار چیزون کی بدولت ایک یہ کہ سب فرائض شرط سنت کے ساتھ ادا کرے
دوسری یہ کہ لقمہ حلال شرط زہد کے ساتھ کھائے تیسری یہ کہ ظاہر و باطن مین سب برے کامون کو چھوڑ دے چوتھی یہ کہ

تا دم مرگ صبر کرتے بزرگون نے کہا ہے جو شخص چالیس دن شبہہ کا مال کھائیگا اوسکا دل سیاہ ہو جائیگا حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ شبہہ کا ایک درم اصل مالک کو پھیر دینا لاکھہ درم صدقہ دینے سے زیادہ مجھے محبوب ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اوسکا تمام بدن گناہ مین پڑجاتا ہے وہ چاہے خواہ نچاہے ناچار ہے اور جو شخص حلال کھاتا ہے اوسکے تمام اعضا طاعت مین رہتے ہین اور توفیق خیر ہمیشہ اوسکی یار و مددگار ہے اس باب مین بہت سے اخبار اور آثار وارد ہین اسیواسطے متقی پرہیزگار لوگ بڑی احتیاط کرتے تھے ایک اونمین سے حضرت وہب بن الورد تھے کہ کوئی چیز نہ کھاتے تھے جبتک اوسکی اصل حقیقت نہ معلوم ہو کہ کیسی ہے اور کہان سے آئی ہے ایکدن اونکی والدہ نے دودہ کا ایک پیالہ اونھین دیا پوچھا کہ یہ کہان سے آیا ہے اور اسکی قیمت تمنے کہان سے دی ہے اور کس سے مول لیا ہے جب یہ سب دریافت ہو چکا تو پوچھا کہ یہ بکری کہان چری ہے وہ ایسی جگہہ چری تھی جہان مسلمانون کا کچہ حق تھا غرضکہ نہ پیا اونکی مان نے دعا دیکر کہا کہ بیٹا خدا تجہپر رحمت کرے پی لے کہا اگرچہ رحمت کرے لیکن مین اسکو پینا نہین چاہتا ہون کہ اگر پیونگا تو اوسکے گناہ کے ساتھہ اوسکی رحمت کو پہونچونگا اور مین یہ نہین چاہتا حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی بڑی احتیاط کرتے تھے اونسے لوگون نے پوچھا تم کہان سے کھاتے ہو کہا جہان سے اور لوگ کھاتے ہین لیکن اوس شخص مین جو کھاتا اور روتا ہے اور اوس شخص مین جو کھاتا اور ہنستا ہے فرق ہے اور کہا اگر ہاتھہ بہت کوتاہ ہو اور لقمہ بہت چھوٹا ہو تو اس سے کچہ کمی نہین ہوجاتی

دوسرا باب حلال وحرام مین پرہیزگاری کے درجات کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ حلال وحرام کے درجے ہین اور سب درجے ایک قسم کے نہین ہین کوئی درجہ حلال کوئی درجہ حلال پاک کوئی درجہ حلال پاکتر ہے اسیطرح حرام سے کوئی درجہ صعب تر اور پلید تر کوئی درجہ کمتر ہے جسطرح کہ جس بیمار کو گرمی نقصان کرے تو جو چیز بہت گرم ہوتی ہے وہ بہت نقصان کرتی ہے اور گرمی کے درجے ہین کیونکہ شہد گرمی مین شکر کے مانند نہین ہے اوسیطرح حرام بھی ہے اور مسلمانون کے طبقے حرام اور شبہہ سے پرہیز کرنے مین پانچ درجون پر ہین پہلا درجہ پرہیز عدول اور وہ سب مسلمانون کا پرہیز ہے کہ جو بات ظاہر فقہ اور فتوی کے رو سے حرام ہے اوس سے دور رہین اور یہ سب درجون سے کمتر ہے جو کوئی اس سے دست بردار ہوگا اوسکی عدالت باطل ہوگی اوسے فاسق اور عاصی کہتے ہین اسکے بھی کئی درجے ہین کیونکہ اگر کوئی کسیکا مال عقد فاسد سے اوسکی رضامندی کے ساتھہ لیگا تو حرام ہے اور اگر غصبًا لیگا تو حرام تر ہے اور اگر کسی یتیم یا محتاج سے لیگا تو بہت بڑی حرمت ہوگی اور عقد فاسد جب بیاج کے سبب سے ہو تو اوسکی حرمت سب انواع سے عظیم تر ہوگی اگرچہ حرمت کا نام سب پر آتا ہے اور جو چیز حرام تر ہے اوسمین عاقبت [illegible] بیشتر اور عفو کی امید کمتر ہے جسطرح بیمار جو کہ شہد پیے اوسکی مضرت مصری اور شکر کی مضرت سے زیادہ ہے اور جب بہت سا پیے تو اوسکی مضرت کم پینے کے بہ نسبت زیادہ تر ہوگی حلال وحرام کی تفصیل وہ شخص جانیگا جو تمام فقہ پڑہے اور سب لوگون پر تمام فقہ پڑہنا واجب نہین کیونکہ وہ شخص جسکا قوت مال غنیمت اور اہل ذمہ کے جزیہ سے نہو اوسکو غنائم اور جزیہ کے مسائل جاننے کی کچہ حاجت نہین لیکن ہر ایک پر اوسیقدر واجب ہے جسکا وہ محتاج ہے

مثلاً جب کسی کی آمدنی بیع سے ہو تو بیع کے مسائل جاننا اوسپر واجب ہے اور اگر آمدنی مزدوری سے ہو تو علم اجارہ حاصل کرنا اوسپر واجب ہے اسیطرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے آدمی جو پیشہ کرے اوسکا علم سیکھنا اوسپر واجب ہے دوسرا درجہ نیک مردونکو صلحا کہتے ہین اونکی پرہیزگاری کا ہے یہ ایسا ہے کہ مفتی جسے کہے کہ حرام نہین لیکن شبہہ سے خالی نہین ہے اوسکو بھی ترک کر دے اور شبہے کی تین قسمین ہین ایک وہ جس سے حذر کرنا واجب ہو دوسرے وہ جس سے حذر واجب تو نہو لیکن مستحب ہو اور واجب سے حذر کرنا پہلا درجہ ہے اور مستحب سے حذر کرنا دوسرا درجہ ہے تیسری وہ جس سے حذر کرنا بیکار وسوسہ ہو مثلاً کوئی شخص شکار کا گوشت نہ کھائے اور کہے کہ شاید یہ جانور اور کسیکی ملک ہو اور اوسکے پاس سے بھاگا ہو یا کوئی شخص گھر عاریۃ رکھتا ہو اوسمین سے نکل جاوے اور کہے کہ اسکا مالک شاید مرگیا ہو اور یہ وارث کا حق ہوگیا ہو ایسی باتون پہ جبتک کوئی امر دلیل نہو تو بیکار وسوسہ ہی وسوسہ ہے **تیسرا** درجہ متقیون کی پرہیزگاری کا ہے یہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو چیز نہ حرام ہو نہ شبہ کی بلکہ حلال مطلق ہو لیکن اوسمین اس امر کا اندیشہ ہو کہ اوسکے سبب سے کسی حرام یا شبہہ مین پڑجاویگا آدمی اوس سے دست بردار ہوجاے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ جب تک اوس چیز کو جسمین کچھ اندیشہ اور باک نہو اوس چیز کے خوف سے جسمین کچھ باک اور اندیشہ ہو ترک نہ کریگا تب تک بندہ متقیون کے درجہ کو نہ پہونچیگا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ ہمنے حلال کے دس حصون مین سے نو حصے اس ڈر سے چھوڑ دیے ہین کہ کسی حرام مین نہ پڑجائین اسیواسطے تھا کہ جب کسی شخص کے سنو درم کسی پہ قرض ہوتے تو وہ ننانوے ۹۹ سے زیادہ نہ لیتا کہ مبادا اگر سب قرض لیلے تو زیادہ ہو جائین حضرت علی ابن المعبد رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ مین نے ایک مکان کرایہ کو کیا تھا ایک خط لکھا اور چاہا کہ خط کی سیاہی کو اوس مکان کی مٹی سے خشک کرون خیال آیا کہ مٹی میری ملک نہین ہے اس سے سیاہی خشک کرون پھر اونہی دیکھا کہ ذرا سی مٹی کچھ قدر و قیمت نہین رکھتی سو غرض ذرا سی مٹی اوس خط پر ڈالدی خواب مین دیکھا کہ ایک شخص مجھسے کہتا ہے کہ جو لوگ غیر کی دیوار کی مٹی کو بے قدر و قیمت جانتے ہین اونھین فردائے قیامت کو معلوم ہوگا تو جو لوگ پرہیزگاری کے اس درجہ پر ہین وہ تھوڑی اور آسان چیز سے بھی ایک تو اسواسطے پرہیز کرتے ہین کہ شاید جب اسکا مزہ پڑے تو دل زیادہ چاہے دوسرے اسلیے کہ آخرت مین متقیون کے درجہ سے نہ گر پڑین اسیواسطے حضرت امام حسن علیہ السلام نے صدقہ کے مال مین سے جب ایک خرما اپنے منہ مین ڈالا حالانکہ آپ لڑکے تھے مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کخ کخ القہا یعنی اسکو تھوک دے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز کے سامنے لوگ غنیمت کا مشک لائے تھے اونھون نے اپنی ناک بند کرلی اور کہا کہ اسکی بو اسکی منفعت ہے اور وہ سب مسلمانون کا حق ہے کہتے ہین کہ ایک بزرگ کسی بیمار کے سرہانے بیٹھے تھے وہ بیمار جب مرگیا تو اون بزرگ نے چراغ گل کر دیا اور کہا کہ اب تیل وارث کا حق ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے غنیمت کا مشک اپنے گھر مین رکھا تھا تا کہ اونکی بی بی مسلمانون کے واسطے بیچین ایک روز امیر المومنین رض اپنے گھر مین جو تشریف فرما ہوئے تو اونکی بی بی کے مقنع سے مشک کی خوشبو آئی فرمایا کہ یہ کیا ہے بی بی نے کہا مین مشک تولتی تھی کچھ مشک ہاتھ مین لگ گیا اوسکو مین نے مقنع مین مل لیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ

نے اونکے سر سے مقنع اوتار لیا اور سے دہوتے تھے اور مٹی مین ملتے تھے اور سونگھتے تھے یہانتک کہ اوسمین کچھ بو نرہے تب وہ مقنعہ بی بی کو حوالے فرمایا اگرچہ اسقدر معاف تھا لیکن خلیفہ برحق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ سد باب رہے تاکہ اور کسی چیز کی طرف نہ لیجائے اور حرام کے ڈر سے حلال چھوڑا اسلئے اور متقیون کا ثواب ہاتھ آئے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگون نے پوچھا کہ یا امام اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھا ہو اور بادشاہ کے مال سے خوشبو سلگاتے ہون تو کیا کرنا چاہیے فرمایا وہان سے باہر نکل آنا ضرور ہے تاکہ اوسکی خوشبو نہ سونگھے اور یہ خود حرام کے قریب ہے کیونکہ اوسقدر خوشبو جو اوسمین ہو چکی اور کپڑون مین بسے گی وہی مقصود ہوتی ہے اور بعضے اسمین تخل کرتے ہین تو شاید اوسکا آسان جاننا درست نہو پھر انہی امام سے پوچھا کہ اگر حدیث کا کوئی ورق پڑا ملے تو آیا درست ہے کہ مالک کی بے اجازت اوسکی نقل لے فرمایا نہین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بی بی تھین انکو آپ بہت چاہتے تھے جب خلیفہ ہوئے تو اونکو اس خوف سے طلاق دیدی کہ مبادا کسی امر مین وہ سفارش کرین اور اونکی مرضی کے خلاف آپ سے نہو سکے اے عزیز جان تو کہ جس مباح کی بازگشت زینت دنیا کی طرف ہے اوسکا یہی حکم ہے اسواسطے کہ آدمی جب اوس مباح مین مشغول ہوگا تو وہ اوسے اور کامون مین ڈالدے گا بلکہ جو شخص حلال کا کھانا پیٹ بھر کھایگا وہ متقیون کے درجہ سے محروم رہے گا اسواسطے کہ آدمی جب حلال کا کھانا سیر ہو کر کھاتا ہے تو وہ شہوت کو حرکت دیتا ہے اور اس امر کا خوف ہے کہ اوسکے دل مین خیالات واہیات آئین یا بڑی بشاشت اور مستی پیدا ہو دنیاوارون کے مال اور مکان اور باغ کا دیکھنا اسی قبیل سے ہے کیونکہ دنیا کی حرص کو تحریک دیتا ہے اور اوسکی طلب مین آدمی کو ڈالتا ہے آخر کو حرام کی طرف لیجاتا ہے اسیواسطے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت سب گناہون کی سردار ہے اس سے دنیائے مباح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ہے کہ اوسکی محبت دلکو باولا بناتی ہے تاکہ بہت دنیا کی طلب مین ڈالے اور بغیر گناہ کے یہ بات نہین بنتی حتی کہ حق تعالیٰ کے ذکر کو دل مین آنے نہین دیتی اور حق تعالیٰ سے دل کا بالکل غافل ہوجانا بڑی شقاوت ہے اور بدبختی کا سبب ہوگا اسیواسطے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی امیر کے بڑے اونچے دروازے پر سے گذرے اور ایک شخص جو اونکے ساتھ تھا اوسے دیکھنے لگا تو اونھون نے اوسے منع کیا اور کہا کہ اگر تم لوگ اسے نہ دیکھو تو یہ امیر لوگ اسقدر اسراف نہ کرین تو تم بھی اس فضول خرچی کے مظلمہ مین شریک ہوتے ہو حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگون نے پوچھا کہ مکان اور مسجد کی دیوار کو گچ کرنا کیسا ہے آپنے فرمایا کہ زمین کو گچ کرنا درست ہے تاکہ خاک نہ اوڑے اور دیوار کو گچ کرنا میرے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ یہ مین آرائش ہے اگلے بزرگون کا قول ہے کہ جسکا لباس پتلا اور باریک ہوگا اوسکا دین بھی ضعیف ہوگا اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ حرام مین پڑنے کے خوف سے حلال پاک سے بھی آدمی کو دست بردار ہونا چاہیے چوتھا درجہ صدیقون کے زہد و ورع کا ہے کہ یہ لوگ ایسی چیز سے حذر کرتے ہین جو حلال ہو اور حرام مین بھی نہ ڈالے لیکن اوسکے حاصل ہونے کے اسباب مین سے کسی سبب مین کوئی معصیت ہوگئی ہو اسکی مثال یہ ہے کہ حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ بادشاہون کی کھدوائی ہوئی نہرون کا پانی نہ پیتے تھے اور بعضے لوگ حج کی راہ مین بادشاہون کے کھدوائے ہوئے

تالابون کا پانی نہ پیتے تھے اور بعضے لوگ اوس باغ کا انگور نہ کھاتے تھے جسے بادشاہ کی کھدوائی ہوئی نہر سے پانی پہونچا ہو حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالی مسجد مین خیاطی کرنیکو مکروہ جانتے تھے اور مسجد مین کسب کرنا اونہین ناپسند تھا لوگون نے پوچھا کہ قبرستان کے گنبد مین رشتہ ساز کا بیٹھنا کیسا ہے آپنے مکروہ جانا اور فرمایا کہ گورستان آخرت کے واسطے ہے ایک غلام نے بادشاہ کے گھر سے چراغ جلایا اوسکے مالک نے گل کردیا ایک رات کسی بزرگ کی نعلین کا تسمہ ٹوٹ گیا اتفاقًا اوسوقت لوگ بادشاہ کی مشعل جلائے لیے جاتے تھے اون بزرگ نے نچاہا کہ اوسکی روشنی مین تسمہ کو درست کرلین ایک عورت تاگا کاتتی تھی بادشاہ کا مشعلچی آنکلا اوس نکبخت نے ہاتھ روک لیا تاکہ اوسکی روشنی مین تاگا نہ کاتے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالی کو ظالمون نے قید کیا تھا کئی دن بھوکے رہے ایک عورت پارسا جو اونکی مرید تھی اوسنے اپنے حلال تاگے کی قیمت سے کھانا پکاکر اونکے واسطے بھیجا اونھون نے نہ کھایا وہ عورت حاضر ہوئی اور گلہ کرنے لگی اور عرض کیا کہ آپ کو کچھ معلوم ہے مین نے جو کھانا آپکے واسطے بھیجا تھا وہ حلال تھا اور آپ بھوکے تھے آپنے اوسکو کیون نہ کھایا فرمایا کہ ایک ظالم کے طباق مین میرے سامنے آیا اور وہ طباق قیدخانے کے محافظ کا ہاتھ تھا اس وجہ سے اوس سے حذر کیا کہ ایک ظالم کے ہاتھ کی قوت کے سبب اونھین پہونچا اور وہ قوت حرام سے حاصل ہوئی ہوگی یہ زہد کا بہت بڑا درجہ ہے اور جو کوئی اس بات کی حقیقت کو نہ جانیگا شاید وہ وسواس مین پڑجائے یہانتک کہ کسی فاسق کے ہاتھ کھانا نہ کھائے یہ بات ایسی نہین ہے بلکہ یہ امر اوس ظالم کے ساتھ خاص ہے جو حرام کھاتا ہو اور اوسکی قوت حرام سے پیدا ہوئی ہو لیکن جو شخص مثلًا زناکار ہو تو اوسکی قوت زنا سے نہوگی وہ اگر کسیکے سامنے کھانا لیجائے تو کھانا پہونچنے کا سبب وہ قوت نہوگی جو حرام سے پیدا ہوئی حضرت سری سقطی قدس سرہ فرماتے ہین کہ ایک دن مین ایک جنگل مین جاتا تھا ایک چشمہ کے قریب پہونچا اور ایک پتی کو دیکھا جی مین آیا اسے کھاؤن کیونکہ اگر حلال کی روزی کھاؤنگا تو یہی ہوگی ہاتف نے آواز دی کہ جس قوت نے تجھے یہانتک پہونچایا وہ کہان سے آئی ہے مین شرمندہ ہوا اور استغفار کرنے لگا صدیقون کا درجہ ایسا ہی ہوتا ہے یہ لوگ ایسی احتیاطون مین باریک خیالات کیا کرتے تھے اب اوسکے بدلے کپڑا دہونے مین اور پاک پانی ڈہونڈہنے مین لوگ احتیاط کرتے ہین اون بزرگون نے ایسی باتون کو آسان پکڑا تھا ننگے پاؤن چلتے جو پانی پاتے اوس سے طہارت کرلیتے یہ جو طہارت ہے فقط ظاہر کی آرایش اور زینت ہے اسا طہارت کو خلق ہی دیکھتی ہے اور نفس اسکا لالچی ہے مسلمان کو دہوکا دیکر اسی طہارت مین مشغول رکھتا ہے اور وہ طہارت باطن کی زینت اور آراستگی ہے اوسپر حق تعالی کی نظر پڑتی ہے اس سبب سے نفس کو دشوار ہے پانچوان درجہ مقرب اور موحد لوگون کا زہد ہے جو کھانا سونا بولنا خدا کے واسطے نہو اوسے اپنے اوپر حرام جانتے ہین یہ لوگ ایک ہی ہمت اور ایک ہی صفت کے ہوجاتے ہین اور پورے موحد یہی لوگ ہوتے ہین **حکایت** ہے کہ حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ تعالی نے دوا پی تھی اونکی بی بی نے کہا کہ گھر مین چند قدم ٹہلو فرمایا کہ اس ٹہلنے کی مین کوئی وجہ نہین جانتا تیس برس ہوئے ہین اپنے حساب کو نگاہ رکھتا ہون تاکہ دین کے سوا اور کسی واسطے مین کوئی حرکت نکرون تو جب تک ان لوگون کے دل مین

کوئی دینی نیت نہین آتی تب تک کوئی حرکت نہین کرتے اگر کھاتے ہین تو اوسیقدر کھاتے ہین جس سے قوت عبادت کیواسطے اونکی عقل اور زندگی برقرار رہے اگر کہتے ہین تو وہی بات کہتے ہین جو اونکے دین کی راہ ہے اسکے سوا اور جو کچھ ہے اوسے اپنے اوپر حرام جانتے ہین زہد و ورع کے درجات یہی ہین اس سے کم نہین ہین اے عزیز بھلا تو ان درجات کو سوچ اور جان تو اور اپنی تاکسی کو پہچان تو اگر تو جانتا ہے کہ پہلا درجہ جو مسلمانون کا زہد عدول ہے اوسے نگاہ رکھے تاکہ لوگ تجھے فاسق نہ کہین تو اوس سے بھی عاجز آجاتا ہے اور جب باتون پر آتا ہے تو بڑا سا منہ پھیلاتا ہے اور آسمان کی کہتا ہے اور جو ظاہری باتین شرع مین ہین اوس سے ننگ و عار رکھتا ہے بلکہ یہی چاہتا ہے کہ ہذیان بکون اور دور کی بات کہون حدیث شریف مین آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدترین خلق وہ لوگ ہین جنکا بدن نعمتون کے سبب سے بنا رہتا ہے اور طرح طرح کے کھانے چکھتے ہین اور طرح طرح کے کپڑے ڈانٹتے ہین پھر منہ کھول لیتے ہین اور اچھی اچھی باتین بناتے ہین حافظ حقیقی ہمین ان باتون سے محفوظ رکھے

تیسرا باب حلال کو حرام سے جدا کرنے اور دریافت کرنے کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ بعضے لوگون کو یہ خیال خام ہے کہ دنیا کا تمام مال یا اکثر مال حرام ہے یہ گمان کر کے وہ لوگ تین فریق ہو گئے ہین ایک فریق پر جو احتیاط زہد غالب ہوئی تو اونھون نے یہ کہا کہ وہ گھاس جو صحرا مین اوگتی ہے اور مچھلی اور شکار کا گوشت اور جو ایسی چیزین ہین اونکے سوا اور کچھ ہم نکھائینگے اور ایک پر شہوت پرستی جو غالب ہوئی تو اونھون نے کہا کہ جو پائے سو کھا جائے حلال و حرام مین کچھ فرق نکیا چاہیے اور ایک فرقہ جو اعتدال سے قریب تر ہوا اوسنے کہا ہر ایک مین سے بقدر ضرورت کھانا چاہیے اور یہ تینون مذہب یقیناً غلط اور خطا ہین بلکہ صحیح اور درست یہ ہے کہ قیامت تک حلال و حرام ہمیشہ ظاہر و عیان ہے اور شبہہ ان دونون کے درمیان ہے ایسا ہی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ مال دنیا بیشتر حرام ہے وہ غلطی کرتا ہے اسواسطے کہ حرام اگرچہ بہت ہے لیکن بیشتر نہین ہے اور بیشتر اور بہت مین فرق ہے جیسا کہ بیمار اور مسافر اور لشکری بہت ہین لیکن بیشتر نہین ہین اور ظالم لوگ بہت ہین مظلوم لوگ بیشتر ہین اور اس غلطی کی وجہ کتاب احیا مین ہمنے مشرح اور مدلل بیان کی ہے اصل بات یہ ہے کہ تجھے یہ امر معلوم ہو جائے کہ بندونکو یہ حکم نہین ہے کہ جو چیز خدا کے علم مین حلال ہے وہی کھائین اسواسطے کہ یہ امر جاننے کی کسیکو طاقت نہین ہے بلکہ یہ حکم ہے کہ خود جس چیز کو حلال جانین یا جس چیز کا حرام ہونا ظاہر نہو اوسے کھائین اور اسکا ہاتھ آنا ہمیشہ آسان ہے اس بات پر یہ دلیل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک کے برتن سے وضو کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی اگر پیاسے ہوتے تو پانی پی لیتے اور ناپاک پانی پینا حرام ہے اور غالب یہ ہے کہ مشرک اور ترسا لوگون کا ہاتھ پلید رہتا ہے اسواسطے کہ شراب پیتے ہین اور مردار کھاتے ہین لیکن چونکہ ان حضرات نے اوسکی ناپاکی نہ دیکھی تو اوسکو پاک سمجھے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین جس شہر مین پہونچتے کھانا مول لیتے اور لین دین کرتے باوصفیکہ اونکے زمانہ مین چور سود خور شراب فروش یہ سب تھے اور اونھون نے دنیا کے مال سے ہاتھ نہ کھینچا اور سبھون کو برابر جانا اور ضرورت کی قدر پر قناعت کی تو اے عزیز تجھے جاننا چاہیے کہ تیرے حق مین چھ قسم کے لوگ ہین

پہلی قسم وہ آدمی ہے جو مجہول ہو کہ تو نہ اوسکا صالح ہونا جانے نہ بدکار ہونا مثلاً کسی اجنبی شہر مین تو جاوے تو بے تجھے درست ہے جس سے چاہے روٹی لیکر کھاوے اور معاملہ کرے اسواسطے کہ جو کچھ اوسکے پاس ہے ظاہرا اوسی کی ملک ہے یہ دلیل کفایت کرتی ہے اور بغیر ایسی علامت کے جو اوسکی حرمت پر دلالت کرے باطل نہوگی لیکن اگر کوئی شخص اس معاملہ مین توقف کرے اور کسیکو اوسکا صالح ہونا دریافت کرنے کو ڈھونڈھے تو یہ امر منجملہ زہد و ورع ہے واجب نہین دوسری قسم وہ شخص ہے جسکی صلاحیت تو جانتا ہو اوسکی چیز کھا لینا درست ہے اور توقف کرنا پرہیزگاری نہین بلکہ وسوسہ ہے اگر وہ شخص تیرے توقف کرنے سے ملول اور رنجور ہوگا تو تو بھی گنہگار ضرور ہوگا اہل صلاح سے گمان بد کرنا خود گناہ ہے تیسری قسم وہ آدمی ہے جسے تو ظالم جانتا ہو جیسے ترک لوگ یا بادشاہی عمال یا یہ جانتا ہو کہ اسکا کسب یا اکثر مال حرام کا ہے تو ایسے آدمیکے مال سے پرہیز کرنا واجب ہے مگر یہ کہ جب تو جانے کہ کسی حلال جگہہ سے لیا ہے کیونکہ یہان اوسکے حلال ہونے کی کوئی علامت اس امر پر پائی جاتی ہو کہ اوسنے کسیکا مال غصب نہین کیا ہے چوتھی قسم وہ شخص ہے کہ تو جانے کہ اوسکا اکثر مال حلال کا ہے لیکن حرام سے بالکل خالی نہین مثلاً کوئی شخص کسان ہو مگر بادشاہ کی طرف سے عملداری بھی کرتا ہو یا کوئی سوداگر ہو اور بادشاہ کے علاقہ دارون سے معاملہ بھی کرتا ہو تو ایسے شخص کا مال حلال ہے اوسمین اکثر لینا درست ہے کیونکہ اکثر حلال کا ہے لیکن اہل ورع کو اوس سے حذر کرنا ضرور ہوگا حضرت عبد اللہ مبارک کے وکیل نے بصرہ سے اونھین لکھا تھا کہ مین ایسے لوگون سے معاملہ کرتا ہون جو بادشاہ کے علاقہ دارون سے معاملہ کرتے ہین اونھون نے جواب لکھا کہ اگر وہ لوگ بادشاہون کے سوا اور کسی سے معاملہ نکرتے ہون تو اونکے ساتھ معاملہ نہ کیا کر اور اگر اور لوگون سے بھی معاملہ کرتے ہون تو اونکے ساتھ معاملہ کرنا درست ہے پانچوین قسم وہ شخص ہے کہ جسکے ظلم سے تو واقف نہو اور اوسکے مال کی خبر نہ رکھتا ہو لیکن ظلم کی علامت اوسکے ساتھ دیکھے مثلاً قبا یا کلاہ پہنے ہو یا لشکریون کی ایسی صورت بنائی ہو تو یہ بھی ظاہری علامت ہے ایسے شخصون کے ساتھ معاملہ کرنے سے حذر کرنا چاہیے تا وقتیکہ یہ معلوم ہوجاوے کہ مال کہان سے لایا ہے چھٹی قسم وہ شخص ہے جسمین ظلم کی علامت نہ پائی جاوے مگر فسق کی علامت ظاہر ہو مثلاً ریشمی لباس یا طلائی زیور پہنے ہو یا شراب خوار ہو اور نامحرم عورت کو گھورتا ہو تو صحیح یہ ہے کہ اوسکے مال سے حذر کرنا واجب نہین ہے کیونکہ ان فعلون سے مال حرام نہین ہوجاتا مگر اسقدر خیال کرسکتے ہین کہ چونکہ یہ شخص مال حلال کھاتا ہے تو شاید حرام کے مال سے پرہیز نکرتا ہو اس خیال سے اوسکے مال کی حرمت کا حکم کرنا درست نہین اسواسطے کہ کوئی شخص گناہ سے پاک نہین اور بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ اگرچہ گناہ سے حذر نہین کرتے لیکن ظلم و ستم سے حذر کرتے ہین حلال و حرام مین فرق کرنیکے واسطے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے اگر کسی شخص نے یاد رکھا اور ناد انستہ کوئی حرام چیز کھا گیا تو وہ ماخوذ نہوگا اسکی مثال یہ ہے کہ نجاست کے ساتھ نماز درست نہین لیکن اگر ایسی نجاست ہو جسے وہ نہین جانتا تو نماز درست ہے نماز کے بعد جب نجاست معلوم ہوجاوے تو ایک قول پر نماز کی قضا واجب نہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عین نماز مین نعلین نکال ڈالین

اور مار ڈالین ادراول سے نماز نہین پڑہی اور فرمایا کہ جبرئیل نے مجھسے کہا کہ یہ نعلین نجس ہین اے عزیز جان تو کہ جہان پر ہمنے کہا ہے کہ اہل ورع کو حذر کرنا ضرور ہے اگرچہ واجب نہین وہان پر اوس سے یون پوچھنا چاہیے کہ تو یہ چیز کہان سے لایا بشرطیکہ اس پوچھنے سے اوسکا دل رنجیدہ نہو اور اگر رنجیدہ ہوتا ہو تو پوچھنا حرام ہے اسواسطے کہ تقوے احتیاط ہے اور رنج دینا حرام ہے اس صورت مین عذر وحیلہ کرکے نہ کہائے اور کچہ عذر نہین کر سکتا تو کہائے تاکہ وہ شخص ناراض نہو اور اگر کسی دوسرے سے پوچھے کہ اوس شخص کا حال لینا ممکن ہے تو یہ امر بھی حرام ہے اسواسطے کہ اسمین تجسس اور غیبت اور بدگمانی پائی جاتی ہے اور یہ تینون امر حرام ہین اور فقط احتیاط کے واسطے فعل حرام مباح نہین ہوجاتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب کہین مہمان ہوتے تو استفسار نہ فرماتے اور اگر کہین سے ہدیہ آتا تو بھی دریافت نہ فرماتے مگر ایسے مقام مین جہان شبہہ پیدا ہوتا ابتدا مین جب آپ مدینہ منورہ تشریف لیگئے تو جو کچہ لوگ آپ کی خدمت مین حاضر کرتے آپ استفسار فرماتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے اسواسطے کہ وہ شک کا مقام تھا اور آپ کے استفسار فرمانے سے کوئی شخص رنجیدہ بھی نہوتا تھا اے عزیز جان تو اگر بازار مین بادشاہ کا مال لگائین یا لوٹ کی بکری لائین تو اگر جانتا ہے کہ اس بازار مین حرام کا مال اکثر ہے جبتک تحقیق نہ کرلے کہ کیا ہے اور کہان سے آیا ہے تب تک نہ مول لے اور اگر اوس مین سے اکثر مال حرام نہین ہے تو بے دریافت کیے مول لینا درست ہے مگر ورع اور تقویٰ کی روسے پوچھنا اور دریافت کرلینا ضرور ہے

چوتھا باب بادشاہون کے روزینہ لینے اور اونکو سلام کرنے اور اونکے مال مین سے حلال کا مال لینے کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ جو کچہ اس زمانہ کے بادشاہون کے پاس ہے کہ مسلمانون سے خراج کے طور پر یا جرمانہ کے نام سے یا رشوت کے طریقہ سے اونھون نے لیا ہے وہ سب حرام ہے بادشاہون پاس جو تین قسم کا مال ہے وہ البتہ حلال ہے ایک وہ مال جو کفار سے بطور غنیمت لین یا ذمیون سے جزیہ کے طور پر لین بشرطیکہ شرائط شرع کے ساتھ لین یا لاوارث کا جو مال وراثت کے طور پر لین کہ یہ مال مسلمانون کے کام کا ہے اور چونکہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ یہ حلال کا مال نادر ہوگیا ہے اور اکثر مال خراج اور جرمانہ سے ہوتا ہے تو جبتک تو یہ نہ جان لے کہ یہ مال وجہ حلال سے ہے یا غنیمت یا جزیہ یا لاوارثون کے ترکون کے مال سے ہے تب تک بادشاہون سے کچہ نہ لینا چاہیے ممکن ہے کہ بادشاہ بھی کسی زمین کو زراعت سے آباد کرے اور اوسکا محصول بادشاہ کو حلال ہو لیکن اگر بیگاریون سے کام لیا ہوگا تو شبہہ کو اوسمین دخل ہوگا گو کہ حرام نہو اور اگر ملک ذمہ مین زمین فروخت مول لیگا تو وہ بھی اسکی ملک ہوجائیگی لیکن اگر اوسکی قیمت حرام مال سے دیگا تو اوسمین شبہہ کا دخل ہوجائیگا تو اگر کوئی شخص جسقدر روزینہ پاتا ہے وہ بادشاہ کی خاص ملک سے پاتا ہے تو اوسکا لینا درست ہے اور اگر روزینہ ترکون اور مسلمانون کے مصالح کے مال پر ہے تو وہ روزینہ حلال نہین ہے تاوقتیکہ یہ روزینہ دار ایسا نہو کہ مسلمانون کے مصالح مین سے کوئی مصلحت اوس سے وابستہ ہو مثلاً قاضی یا مفتی یا وقف کا متولی یا طبیب ہو یعنی جو شخص ایسے کام مین مشغول ہو جسکا نفع عام ہو طالبان علم دین بھی اسمین شریک ہین اور جو شخص کمائی سے عاجز ہو یا محتاج ہو اس مال مین اوسکو بھی حق ہے لیکن عالمون اور اور لوگونکو

اس شرط سے لینا درست ہے کہ عامل اور بادشاہ کے ساتھ دین کے مقدمہ مین لحاظ اور نرمی نکرین اور اونکے ساتھ بے شرع کامون مین موافق نرہین اور اونکو ظلم کی ترغیب ندین بلکہ اونکے پاس ہی نجائین اور اگر جائین بھی تو شریعت کے موافق جائین چنانچہ اسکا بیان آئیگا فصل العزیز جان تو کہ علما اور غیر علما کو سلاطین اور عمال کے ساتھ تین حالتین ہین ایک یہ کہ نہ اونکے سلاطین اور عمال کے پاس جائین اور نہ سلاطین و عمال ان لوگون کے پاس آئین دین کی سلامتی اسی صورت مین ہے دوسری حالت یہ ہے کہ سلاطین پاس جائین اور سلام کرین شرع مین یہ امر مذموم ہے مگر یہ کہ کوئی ضرورت داعی ہو ایک مرتبہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام امرا ظالم کی علامت بیان کرتے تھے پھر فرمانے لگے جو شخص انسے پرہیز کریگا بچیگا اور جو انکے ساتھ دنیا کی حرص مین پڑیگا وہ بھی ان ہی مین سے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد بادشاہ ظالم پیدا ہونگے جو انکے جھوٹ اور ظلم کو معاف کریگا اور راضی رہیگا وہ میری امت مین نہین اور قیامت مین میرے حوض کی طرف اوسکی راہ نہین اور فرمایا ہے کہ وہ علما حق تعالی کے بڑے دشمن ہین جو امرا کے پاس جائین اور بہترین امرا وہ ہین جو علما کے پاس آئین اور فرمایا ہے کہ علما پیغمبرونکے امانت دار ہین تاوقتیکہ سلاطین سے میل جول نکرین جب کیا تو امانت مین خیانت کی تم اس امر سے دور رہو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت سلمہ رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا کہ سلاطین کی درگاہ سے دور رہا کر اسواسطے کہ انکی دنیا سے جسقدر تجھے حاصل ہوتا ہے اوس سے زیادہ تیرا دین زائل ہوتا ہے اور کہا ہے کہ دوزخ مین ایک وادی ہے اوسمین کوئی نہ جائیگا مگر وہ عالم جو سلاطین کی ملاقات کو جاتے ہین حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ تونگرون کے ساتھ عالمون اور زاہدون کی دوستی ریا کی دلیل ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ ایک شخص اچھے دین والا بادشاہ پاس جاتا ہے اور بے دین ہوکر وہان سے نکلتا ہے لوگون نے پوچھا کیونکر کہا کہ وہ ایسی چیز مین بادشاہ کی خوشی ڈھونڈھتا ہے جسمین خدا کی ناخوشی ہو حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ عالم جسقدر بادشاہ کا مقرب ہوتا ہے اوسقدر حق تعالی سے دور ہوتا ہے حضرت وہب ابن منبہ رحمہ اللہ تعالی علیہ نے کہا ہے یہ علما جو سلاطین کے پاس جاتے ہین انکا ضرر مسلمانون کے واسطے جواریون کے ضرر سے زیادہ ہے حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے جو مکھی آدمی کی نجاست پر ہو وہ اون عالمون سے بہتر ہے جو بادشاہ کے در دولت پر ہون فصل العزیز جان تو کہ ان سختیون کا یہ سبب ہے جو بادشاہ پاس جاتا ہے فعل یا قول یا خاموشی یا اعتقاد کے رو سے گناہ کے خطر مین پڑتا ہے فعل کی معصیت اسطرح پر ہوتی ہے اکثر بادشاہون کا گھر مغصوب ہوتا ہے تو وہان جانا نچاہیے اور اگر ملک مثلاً جنگل بیابان مین ہون تو اونکا خیمہ اور فرش حرام ہوگا اوسمین جانا اور اوسپر پاؤن رکھنا نچاہیے اور اگر بالفرض زمین مباح پر بے خیمہ و فرش ہون تو اگر سر جھکائیگا اور خدمت بجا لائیگا تو ایک ظالم کے سامنے فروتنی کی ہوگی اور یہ امر درست نہین حدیث شریف مین آیا ہے کہ جس شخص نے کسی امیر سے اوسکی دولت کے واسطے فروتنی کی تو اگرچہ وہ ظالم نہو لیکن اوسکا دین ایک حصہ ضائع ہو جائیگا تو سلام کے سوا اور کچھ درست نہین سکتا تھم جو ہونا اپنی پیٹھ خم کرنا سر جھکانا یہ کچھ نچاہیے مگر بادشاہ عادل یا عالم یا ایسے شخص کے واسطے جو دین کے سبب سے

تواضع کا مستحق ہو بعضے بزرگان سلف نے اس امر مین مبالغہ کیا ہے اور ظالمون کے سلام کا جواب تک نہین دیا ہے تاکہ ظلم کے سبب سے اونکی اہانت ہو اور قول کی معصیت باین طور ہوگی کہ بادشاہ ظالم کے حق مین دعا کرے مثلاً یون کہے کہ حق تعالیٰ تجھے جیتا رکھے ایسا کہنا درست نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ظالم کی عمر دراز ہونے کی دعا کریگا اوسکی مرضی یہ ہے کہ زمین پر ہمیشہ ایسا شخص رہے جو خدا کی نافرمانی کرتا ہو تو کوئی دعا درست نہین مگر یون کہے اَصْلَحَكَ اللّٰهُ وَوَفَّقَكَ اللّٰهُ لِلْخَيْرَاتِ وَطَوَّلَ اللّٰهُ عُمْرَكَ فِي طَاعَتِهٖ جب آدمی دعاے خیر سے فارغ ہوتا ہے تو غالباً اپنا اشتیاق ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمیشہ مین چاہتا ہون کہ خدمت مین حاضر ہون اگر یہ اشتیاق اوسکے دل مین نہین ہے تو جھوٹ بولا اور بے ضرورت نفاق کا کام کیا اور اگر دل مین یہ آرزو رکھتا ہے تو وہ دل ظالمون کی ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے نور اسلام سے خالی رہتا ہے بلکہ جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے اوسکی صورت سے ایسا بیزار رہنا چاہیے جیسا اپنے مخالف سے لوگ کراہت رکھتے ہین اور جب مضمون اشتیاق سے آدمی فارغ ہوتا ہے تو عدل و کرم مین اوسکی تعریف کرتا ہے اسمین بھی جھوٹ اور نفاق موجود ہے اقل مرتبہ یہ ہے کہ ان باتون سے ایک ظالم کا دل خوش کردیا یہ درست نہین جب اس سے فارغ ہوتا ہے تو اکثر یہ ہے کہ جب وہ ظالم کوئی محال بات کہتا ہے تو اوسپر سر ہلانا اور اوسکی تصدیق کرنا اسپر لازم ہوتا ہے یہ باتین سب گناہ ہین اور خاموشی کی معصیت اسطرح پر ہوتی ہے کہ بادشاہ کے مکان مین اطلس کا فرش اور دیوار پر تصویرین دیکھے اور اوسکے بدن پر ریشمی پوشاک اونگلی مین طلائی انگوٹھی دیکھے اور وہان چاندی کے برتن دیکھے اور شاید اوسکی زبان سے فحش اور جھوٹ سُنے ایسی باتون مین احتساب اور بازپرس لازم ہے چپ رہنا درست نہین اگر خوف کے مارے بازپرس نکر سکے گا تو معذور ہے لیکن وہان بلا ضرورت جانے مین معذور نہ رہ سکیگا اسواسطے کہ جہان معصیت دیکھے اور بازپرس نکرسکے وہان بلا ضرورت جانا نچاہیے دل اور اعتقاد کی معصیت اس طور سے ہوتی ہے کہ اوسکی طرف رغبت کرے اوسے دوست رکھے اوسکی تواضع کا اعتقاد کرے اوسکی دولت کو دیکھے اور دنیا کی آرزو پیدا ہو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے گروہ مہاجرین اہل دنیا کے پاس نجاؤ اسواسطے کہ اس روزی پر جو خدا نے تمھین عنایت کی ہے جھنجلاؤ گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ دنیا دارون کے مال پر تم نظر نہ کرو کیونکہ انکی دنیا کی روشنی ایمان کی حلاوت کو تمھارے دلسے دور کرے گی ان سب باتون سے معلوم کرنا چاہیے کہ کسی ظالم کے پاس جانے کی اجازت نہین ہے مگر دو عذر سے ایک یہ کہ بادشاہ کا حکم محکم ہو کہ اگر تو نجائے گا تو یہ خوف ہے کہ وہ تجھے ایذا پہونچائیگا یا رعب سلطنت جاتا رہے گا اور رعایا دلیر ہو جائیگی دوسرا عذر یہ ہے کہ اپنی داد خواہی یا کسی مسلمان کی سفارش کے واسطے جاسے اسکی اجازت ہے بشرطیکہ جھوٹ نہ کہے اور تعریف نہ کرے اور درشتی کے ساتھ نصیحت نہ ترک کرے اور اگر ڈر ہے تو نرمی کے ساتھ نصیحت کرے گو جانے کہ یہ قبول نہوگی بارے جھوٹ بولنے اور تعریف کرنے سے حذر کرے اگر کوئی شخص ایسا ہو جو حیلہ کرے کہ مین سفارش کے واسطے جاتا ہون پھر اگر وہ کام اور کسیکی سعی سے نکل جائے یا اور کسی دوسرے شخص کو تقرب حاصل ہو تو غمگین ہوتا ہے یہ بات اس امر کی دلیل ہے

کہ وہ دینی ضرورت کے واسطے نہین جاتا بلکہ طلب جاہ کے لیے جاتا ہے تیسری حالت یہ ہے کہ وہ تو بادشاہون کے پاس
نہ جائے مگر بادشاہ اوسکے پاس آئین اوسکی شرط یہ ہے کہ وہ جب سلام کرین تو جواب دے اگر تعظیم کے واسطے اوٹھ کھڑا ہوگا تو
درست ہے اسواسطے کہ اوسکے پاس بادشاہ کے آنے مین علم کی تعظیم ہے اور جسطرح ظالم کرنے کے لیے بادشاہ اہانت کے لائق
ہوتا ہے اوسیطرح اس نیکی کے سبب سے تکریم کا مستحق ہوتا ہے لیکن اگر سالم نہ اوٹھے اور دنیا کی حقارت ظاہر کرے تو اولیٰ ہے
مگر یہ کہ اپنی ایذا کا یا رعیت کے دلون مین بادشاہ کی حشمت اور ہیبت باطل ہونیکا خوف ہو اور جب بیٹھیا تو تین طرح کی نصیحت بیان
ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اگر بادشاہ کوئی فعل حرام کرتا ہے اور نہین جانتا کہ یہ حرام ہے تو عالم اوسکی حرمت سے آگاہ کر دے دوسری
یہ کہ بادشاہ کوئی کام کرتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کام حرام ہے جیسے ظلم اور فسق تو اس صورت مین اوسے ڈرائے اور نصیحت کرے
اور کہے کہ میان دنیا کی لذت یہ لیاقت نہین رکھتی کہ آخرت کی سلطنت اس سے ضائع ہو یا دین کا نقصان ہو تیسری یہ کہ اگر عالم
خلائق کی صلاح و فلاح کی بات جانتا ہے اور بادشاہ اوس سے غافل ہے اور امید ہے کہ اگر کہیگا تو بادشاہ مان لیگا تو اوسے
خبردار کر دے یہ تینون باتین اوس شخص پر واجب ہین جو بادشاہ کے پاس جاتا ہے بشرطیکہ قبول ہو جانے کی امید ہو اور عالم
جب بے پروا اور عاقل ہوگا تو البتہ اوسکا قول قبول ہوگا اور اگر دنیا کی طمع رکھتا ہے تو اوسکا چپ رہنا مناسب ہے کیونکہ لوگون کے
ہنسنے کے سوا اور کچھ فائدہ نہوگا حضرت مقاتل ابن صالح رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ مین حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالےٰ
کے پاس تھا اونکے گھر بھر مین ایک چٹائی اور چمڑے اور قرآن اور بدہنی کے سوا اور کچھ نتھا کسینے دروازہ پر تھپکی دی
پوچھا کون ہے کہا محمد بن سلیمان خلیفہ وقت غرضکہ اندر آیا اور بیٹھا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ مین جب آپکو دیکھتا ہون
تو میرے دل مین ہیبت پڑ جاتی ہے حضرت حماد رحمہ اللہ تعالےٰ نے جواب دیا کہ یہ اس سبب سے ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب عالم کو علم سے حق تعالیٰ ہی مقصود ہوتا ہے اوس سے سب ڈرتے ہین اور جسے دنیا مقصود ہوتی
ہے وہ خود سب سے ڈرتا ہے پس خلیفہ نے چالیس ہزار درم اونکے سامنے رکھدیے اور کہا آپکو کسی کام مین صرف کیجیے
کہا جاؤ اسکے مالک کو دے خلیفہ نے قسم کھائی اور کہا کہ مین نے میراث حلال سے یہ پائی ہین فرمایا مجھے اسکی حاجت نہین کہا
مستحقون کو تقسیم کر دیجیے فرمایا کہ شاید مین انصاف کی روسے تقسیم کرون اور کوئی شخص کہے کہ انصاف نہین درمیان رکھا تو وہ
گنہگار ہوگا مین یہ بھی نہین چاہتا القصہ وہ درم نہ لیے آگلے عالمون کی باتین بادشاہون کے ساتھ ایسی تھین جب علما اونکے
پاس جاتے تھے تو یون جاتے تھے جیسے خلیفہ ہشام ابن عبدالملک کے پاس حضرت طاؤس تشریف لیگئے **حکایت**
خلیفہ ہشام جب مدینہ منورہ پہونچا تو حکم کیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کسیکو میرے پاس لاؤ لوگون نے عرض کیا کہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے
انتقال فرمایا کہا تابعین مین سے کسیکو بلاؤ حضرت طاؤس کو اوسکے پاس لیگئے اونھون نے اندر جا کر جوتا اوتارا اور کہا السلام علیک
یا ہشام امی ہشام تو کیسا ہے ہشام کو بڑا غصہ آیا اور انھین قتل کروا ڈالنے کا قصد کیا لوگون نے عرض کیا کہ یہ حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ہے اور یہ شخص اکابر علما مین سے ہے یہ قصد نہ کر اوس نے پوچھا اے طاؤس تمنے یہ کیا دلیری اور گستاخی کی فرمایا مین نے کیا کیا

جب تو اوس سے اور بھی زیادہ غصہ آیا کہا تم نے چار بے ادبیان کین ایک تو یہ کہ جوتا لب فرش اوتارا اوسکے نزدیک یہ کام برا تھا بلکہ
موزہ اور جوتا اپنے ہوسے اور سکے سامنے بیٹھنا چاہیے تھا اب بھی اون خانا کے گھرمین یہی رسم جاری ہے دوسری یہ کہ مجھے
امیر المومنین نہ کہا تیسری یہ کہ میرا نام لیکر پکارا اور میری کنیت نہ کہی یہ بات بھی عرب سکے ناپسند تھی چوتھی یہ کہ میرے سامنے بے اجازت
بیٹھ گئے اور میرے ہاتھ نہ چومے حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تیرے سامنے جوتا اوتارنے کا سبب یہ ہے کہ
ہر روز پانچ بار اوس رب العزت کے سامنے جو سب کا مالک ہے اوتار کر جاتا ہون اور وہ مجھسے کبھی نہین خفا ہوتا اور تجھے
امیر المومنین اسواسطے نہین کہا کہ تیری امیری سے سب لوگ راضی نہین ہین تو جھوٹ بولنے سے مین ڈرا اور نام لیکر جو تجھے پکارا
کنیت سے نہ پکارا تو حق تعالی نے اپنے دوستون کو نام ہی لیکر پکارا ہے جیسے یا داود یا یحیی یا عیسی اور اپنے دشمنون کو کنیت
سے یاد فرمایا ہے جیسے تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ اور تیرے ہاتھ نہ چومنے کا سبب یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے
مین نے سنا ہے فرمایا ہے کہ کسی کا ہاتھ چومنا درست نہین مگر اپنی جورو کا ہاتھ شہوت سے اور اپنے لڑکے کا ہاتھ رحمت سے
چومنا درست ہے اور تیرے سامنے جو بیٹھا اسکا سبب یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی دوزخی کو
دیکھا چاہے اوس سے کہدو کہ ایسے شخص کو دیکھ لے جو خود بیٹھا ہو اور بندگان خدا اوسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہون
یہ باتین ہشام کو پسند آئین بولا مجھے نصیحت کیجیے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ دوزخ مین پہاڑ کے برابر سانپ
اور اونٹ کے برابر بچھو ہین یہ ایسے امیر کی راہ دیکھا کرتے ہین جو رعیت پر عدل نکرے یہ فرما کر اوٹھے اور چلے گئے حکایت
خلیفہ سلیمان بن عبد الملک جب مدینہ منورہ پہونچا حضرت ابو حازم رح جو علماء کبار سے تھے اونکو بلایا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب
ہے کہ ہم لوگ موت سے ناخوش ہوتے ہین فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ تم لوگون نے دنیا کو آباد کیا ہے اور عقبے کو ویران
جب کسیکو آبادی سے ویرانے کی طرف جانا پڑتا ہے تو وہ ناخوش ہوتا ہے پھر پوچھا کہ حق تعالی کے سامنے جب مخلوقات جاویگی
تو اوسکا کیا حال ہوگا فرمایا نیک آدمی اوس شخص کے مانند ہوگا جو سفر سے پھر آیا ہو تا کہ اپنے عزیزون سے ملے اور بدکار کے
مثل اوس بھگوڑے غلام کے مانند ہے جسکو زبردستی مالک کے پاس پکڑ لیجاتے ہین بولا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ وہان میرا حال
کیسا ہوگا فرمایا کہ قرآن شریف مین دیکھ تو معلوم ہو جاوے حق تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ
پھر کہا خداوند کریم کی رحمت کہان ہے فرمایا قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی نیک کام کرنیوالون کے پاس ہے سلاطین کے ساتھ علماے
دین کی باتین ایسی تھین اور علماے دنیا کی باتین انکے ساتھ دعا اور ثنا ہے یہ ایسی باتین ڈھونڈا کرتے ہین جنکے کہنے سے
بادشاہ خوش ہون اور ایسا حیلہ شرعی ڈھونڈتے ہین کہ بادشاہون کی مراد بر آئے اگر نصیحت کرتے ہین تو یہ مطلب ہوتا ہے
کہ اپنے تئین عزت حاصل ہو اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر دوسرا شخص وہ نصیحت کرتا ہے تو یہ حسد کرتے ہین بہرحال ظالمون سے نہ ملنا
اور اونکے ساتھ دوستی نکرنا اولے ہے اور اونکے دوستون اور مصاحبون سے بھی دوستی نکرنا چاہیے اگر بے گوشہ گیری اختیار
کیے اور دوسرون سے سب سے قطع محبت کیے کوئی شخص ظالمون کی دوستی نہ چھوڑ سکے تو اس صورت مین گوشہ گیری اختیار کرنا

اور سبھون سے مخالفت چھوڑ دینا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جب تک میری امت کے علما امرا
موافقت نکرین گے تب تک میری امت کے لوگ ہمیشہ حق تعالی کی حمایت اور پناہ مین رہینگے حاصل یہ ہے کہ رعایا کی خرابی بادشاہان
کی خرابی سے اور بادشاہون کی خرابی علما کی خرابی سے ہوتی ہے کیونکہ انکی اصلاح نہین کرتے اور انسے انکار نہین رکھتے **فصل**
اگر کوئی بادشاہ کسی عالم کے پاس خیرات بانٹنے کے واسطے مال بھیجے اس صورت مین اگر وہ جانتا ہے کہ اوس مال کا کوئی مالک
معین ہے تو اوسے ہرگز بانٹنا نچاہیے بلکہ کہدینا چاہیے کہ اس مال کو مالک کے حوالے کرے اگر مالک ظاہر نہو تو علما کے ایک گروہ نے
ایسا مال لینے اور بانٹنے کو منع کیا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ عالم ایسے مال کو امرا سے ظالم سے لیکر خیرات کردے تاکہ اونکے
پاس نرہے اور ظلم اور فسق مین صرف نہو اور فقیرون کو راحت بھی حاصل ہو اسواسطے کہ ایسے مال کا حکم یہ ہے کہ تین شرطون کے ساتھ
فقیرون کو دین **پہلی شرط** یہ ہے کہ اوسکے لینے سے بادشاہ اعتقاد نکرے کہ مال حلال ہے اسواسطے کہ اگر حلال نہوتا تو عالم
نہ لیتا اس صورت مین حرام کا مال پیدا کرنے مین نڈر ہوجایگا خیرات بانٹنے کی بھلائی سے اس امر مین برائی زیادہ ہے **دوسری
شرط** یہ ہے کہ عالم ایسا نہو کہ اور لوگ اس لینے مین تو اوسکی اقتدا کرین اور بانٹ دینے سے غافل ہین جیسا بعضون نے
یہ دلیل پکڑی ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خلفا کا مال لیتے تھے اور یہ خبر نہین کہ لیکر تمام مال خیرات کردیتے تھے **حکایت**
حضرت وہب بن منبہ اور حضرت طاؤس رحمہما اللہ تعالی حجاج کے بھائی پاس گئے حضرت طاؤس رح اوسکو نصیحت کیا کرتے تھے
علی الصباح جاڑا بہت تھا اوسکے حکم سے لوگون نے ایک چادر حضرت طاؤس رح کے کاندھے پر ڈالدی حضرت طاؤس رح کرسی پر
بیٹھے ہوئے ہل ہلکر باتین کہہ رہے تھے وہ چادر اونکے کاندھے سے گرپڑی حجاج کے بھائی نے دیکھا اور خفا ہوا جب دونون
باہر تشریف لائے حضرت وہب نے حضرت طاؤس رح سے کہا کہ اگر یہ چادر لیکر تم فقیر کو دیتے تو بہتر ہوتا اور یہ امیر بھی خفا نہوتا
حضرت طاؤس رح نے کہا کہ مجھے یہ خوف تھا کہ اس امر مین کوئی میری پیروی کرکے امرا کا مال لے اور یہ نجانے کہ مین نے لیکر فقیر کو
دیدی ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ اسکے دل مین ظالم کی دوستی اس لحاظ سے نہ پیدا ہوجائے کہ بانٹنے کے واسطے
اسکے پاس مال بھیجا اسواسطے کہ ظالم کی محبت بہت گناہون کا سبب ہوتی ہے چرب زبانی اور خوشامد کا سبب ہوتی ہے ظالم کی
موت اور معزولی سے رنج وملال اور اوسکی حشمت وحکومت کی زیادتی سے شادمان اور خوش حال ہونیکا سبب ہوتی ہے اسیواسطے
جناب سرور کائنات علیہ افضل السلام والصلوۃ نے دعا مانگی کہ بارخدایا کسی فاسق کو قدرت نہ دے تاکہ وہ میرے ساتھ احسان کرکر
اس صورت مین میرا دل اوسکی طرف رغبت کریگا آپنے یہ اسلیے فرمایا کہ محسن کی طرف آدمیکا دل ضرور بالضرور رغبت کرتا ہے اور
حق تعالی جلشانہ نے فرمایا ہے وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا **حکایت** کسی خلیفہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالی اکے
پاس دس ہزار درم بھیجے اونھون نے سب خیرات کردیے آپ ایک درم بھی نہ لیا حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالی نے اونسے
کہا سچ کہو کہ اس دس ہزار درم بھیجنے سے تمھارے دل مین خلیفہ کی محبت کچھ زیادہ ہوئی کہا ہان زیادہ ہوئی وہ بولے مین یہی
ڈرتا تھا آخر اس مال کی [illegible]

لوگون نے اونسے پوچھا کہ کیا تمھین یہ خوف نہین ہے کہ بادشاہ کی محبت تمھارے دل مین پیدا ہو جائیگی کہا کہ اگر کوئی میرا ہاتھ پکڑ کر جنت مین بھی لیجائے اور پھر گناہ کرے اوسکو بھی مین دشمن جانون گا اور اوس شخص کے واسطے دشمن جانون گا جسنے اوسے میرا مسخر کر دیا کہ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر جنت مین لیگیا جب کسیکو اپنے دل پر یہ قدرت حاصل ہو تو بادشاہون سے مال لیکر تقسیم کرنا اوسی درست ہے

پانچوین اصل خلق کے ساتھ حق صحبت ادا کرنے اور عزیزون ہمسایون لونڈی غلامون فقیرون کا حق خدا کے واسطے نگاہ رکھنے کے بیان مین

ای عزیز از جان اس بات کو جان کہ حق تعالی کی راہ کی منزلون مین سے دنیا ایک منزل ہے اور سب اس منزل مین مسافر ہین اور چونکہ سب مسافرون کا مقصد سفر ایک ہے تو سب مسافر بھی گویا ایک ہین پس چاہیے کہ انمین محبت اور اتحاد اور یاری ہو اور ایک دوسرے کے حق کو نگاہ رکھین ان حقوق کی تفصیل ہم تین بابون مین بیان کرتے ہین پہلا باب دوستی اور برادری جو خدا کے واسطے ہو اوسکے بیان مین ای عزیز جانو کہ کسیکے ساتھ للہ دوستی اور برادری کرنا بہترین عبادات اور بزرگترین درجات سے ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی جسکی بھلائی چاہتا ہے اوسکو اچھا دوست عنایت فرماتا ہے تاکہ وہ اگر خدا کو بھول جائے تو دوست یاد دلاوے اور اگر وہ خدا کی یاد مین ہے تو دوست اوسکا یار و مددگار رہے اور فرمایا ہے کہ کوئی دو مومن باہم نہین ملتے ہین کہ ایک کو دوسرے سے دین کا فائدہ نہو اور فرمایا ہے کہ جو کوئی کسیکو خدا کی راہ مین اپنا بھائی بنائیگا اوسکو بہشت مین ایسا بلند درجہ دینگے جو اور کسی کام سے حاصل نہو حضرت ابوادریس خولانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مین تمکو خدا کے واسطے دوست رکھتا ہون اونھون نے کہا کہ تمکو بشارت ہو کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قیامت کے دن عرش کے گرداگرد کرسیان بچھائینگے کچھ لوگ اونپر بیٹھینگے اونکے چہرے چودھوین رات کے چاند کے مانند تابان ہونگے سب لوگ تو ہراس مین ہونگے اور یہ کرسی نشین بیخوف سب لوگ خوف مین ہونگے یہ مطمئن یہ کرسی نشین لوگ خدا کے دوست ہین نہ انکو ڈر ہوگا نہ غم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہین فرمایا المتحابون فی اللہ یعنی یہ وہ لوگ ہین جو ایک دوسرے کو خدا کے واسطے دوست رکھتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو دو آدمی باہم للہ دوستی کرتے ہین تو انمین اللہ کا بہت پیارا وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست کو بہت پیار کرے جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ وہ لوگ میری دوستی کے حقدار ہین جو میرے واسطے ایک دوسرے کی ملاقات کرین اور میرے لیے ایک دوسرے سے دوستی کرین اور میرے واسطے ایک دوسرے سے مسامحت کرین اور میرے لیے ایک دوسرے کی نصرت کرین اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالے ارشاد فرمائیگا کہ وہ لوگ کہان ہین جنھون نے میرے واسطے باہم دوستی کی تھی تاکہ آج کے دن کہ کہین خلق کے پناہ لینے کو سایہ نہین

مین اونکو اپنے سایہ مین رکھون اور جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا ہے قیامت کے دن کہ کسیکو سایہ نہ ملیگا سات
آدمی خدا کے سایہ مین ہونگے ایک بادشاہ عادل دوسرا وہ جوان جو ابتداے شباب مین عبادت رب الارباب مین رہا ہو
تیسرا وہ شخص جو مسجد سے نکلے اور جب تک پھر مسجد مین جائے اوسکا دل مسجد ہی مین لگا رہے چوتھا وہ دو شخص جو ایک دوسرے
خدا ہی کے واسطے دوستی رکھتے ہون خدا ہی کے واسطے اکٹھا ہون اور خدا ہی کے واسطے پراگندہ ہون پانچوان وہ شخص
جو تنہائی مین خدا کو یاد کرکے روئے چھٹا وہ شخص جسے کوئی عورت صاحب مال وجمال اپنے پاس بلائے اور وہ کہے کہ مین
خدا سے ڈرتا ہون ساتوان وہ شخص جسنے داہنے ہاتھ سے اسطرح خیرات دی ہو کہ اوسکے بائین ہاتھ کو بھی خبر نہوئی ہو اور
جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے واسطے اپنے دینی بھائی سے ملتا ہے ایک فرشتہ اوسکے
پیچھے ندا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ کی بہشت تجھے مبارک ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کسی دوست کی ملاقات کو
جاتا تھا خدا کے حکم سے ایک فرشتہ اوسے راہ مین ملا پوچھنے لگا تو کہان جاتا ہے کہا کہ فلانے بھائی سے ملنے جاتا ہون پوچھا کہ اوس سے تجھکو کچھ کام ہے
کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ تو اوس سے کچھ قرابت رکھتا ہے کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ اوسنے تیرے ساتھہ کچھ نیکی کی ہے کہا کچھ نہین پوچھا پھر تو کیون جاتا ہے
کہا کہ خدا کے واسطے اوسکے پاس جاتا ہون اور اوسے دوست رکھتا ہون فرشتہ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھے تیرے پاس
بھیجا ہے تاکہ تجھکو بشارت دون کہ حق تعالیٰ تجھے دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ تو اوسے دوست رکھتا ہے اور تیرے واسطے
اپنے اوپر بہشت کو واجب کرلیا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان کے باب مین مضبوط ترین دستاویز
وہ دوستی اور دشمنی ہے جو خدا کے واسطے ہو حق تعالیٰ نے کسی نبی پر وحی بھیجی کہ یہ زہد جو تو نے اختیار کیا اس سے اپنی جنت
حاصل کرنے مین جلدی کی کہ دنیا اور رنج دنیا سے چھوٹا اور میری عبادت مین جو تو مشغول ہوا اس سے اپنی عزت حاصل کی لیکن دیکھہ
کہ کبھی میرے دوستون سے دوستی رکھی ہے اور میرے دشمنون سے دشمنی کی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اگر
اہل زمین اور اہل آسمان کی تمام عبادتین تو بجالائے اور اون عبادتون مین کسی کی دوستی یا دشمنی میرے واسطے نہو تو وہ سب
عبادتین بیفائدہ ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گنہگارون کے ساتھہ دشمنی کرنے سے اپنے تئین خدا کا پیارا بناؤ
اور اونسے دور رہنے سے اپنے تئین خدا کے نزدیک کرو اور اونپر غصہ کرنے سے خدا کی رضامندی ڈہونڈہو لوگون نے عرض کیا
یا روح اللہ ہم کسکے پاس بیٹھا کرین فرمایا ایسے شخص کے پاس جسکی زیارت سے تمہین خدا یاد آئے اور جسکی بات تمہارے علم کو بڑہائے
اور جسکا کردار تمہین آخرت کی طرف مائل کرے حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد آدمیون سے بھاگکر
تو کیون تنہا بیٹھا ہے عرض کیا کہ بارخدایا تیری دوستی نے خلق کی یاد میرے دل سے بھلادی اور سب سے متنفر ہوگیا ارشاد ہوا
کہ اے داؤد ہوشیار رہ اور اپنے واسطے برادر پیدا کر اور جو دین کی راہ مین تیرا مددگار نہو اوس سے دور رہ کہ وہ تیرا دل سیاہ
کریگا اور مجھسے تجھے دور کردیگا جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے آدہا برف
سے اور آدہا آگ سے بنا ہے وہ کہتا ہے کہ بارخدایا جسطرح تو نے برف اور آگ مین الفت ڈالدی ہے اسیطرح اپنے نیک بندون کے

دلون مین بھی الفت ڈالدے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا کے واسطے باہم دوستی رکھتے ہین اونکے لیے یاقوت سرخ کا ایک ستون استادہ کرین گے اوسکی چوٹی پر ستر ہزار کوشک ہونگے اوپر سے وہ اہل جنت کو جھانک کر دیکھین گے اور اونکے چہرون کا نور اہل جنت پر اسطرح پڑیگا جسطرح آفتاب کا نور دنیا پر پڑتا ہے اہل جنت کہین گے کہ چلو انکو دیکھین ان لوگون کے بدن مین سندس کا سبز لباس ہوگا اور انکی پیشانیون پر لکھا ہوگا اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ یعنی یہ لوگ خدا کے واسطے دوستی کرنیوالے ہین ابن سماک رحمہ اللہ تعالی نے موت کے وقت جناب احدیت مین یون عرض کیا کہ بارخدایا تو جانتا ہے کہ مین گناہ کرتے وقت تیرے فرمان بردارون کو دوست رکھتا تھا اس کام کو میرے گناہون کا کفارہ کر حضرت مجاہد نے کہا ہے کہ خدا کے واسطے دوستی کرنے والے جب ایک دوسرے کو دیکھکر خوش ہوتے ہین تو اونسے اسطرح گناہ جھڑجاتے ہین جیسے درخت سے پتے **حق تعالی کے واسطے کونسی دوستی ہے اسکی حقیقت کا بیان** ایعزیز جان تو کہ وہ دوستی جو مکتب یا سفر یا مدرسہ یا ایک محلہ مین رہنے سے تجکو کسیکے ساتھ پیدا ہوا اور الفت کا سبب ہوجائے وہ اسمین سے نہین ہے اور اگر کسی ایسے شخص کو تو دوست رکھے جو دیکھنے مین خوبصورت بات کرنے مین شیرین بیان ہو اور دل مین ہلکا ہو تو یہ دوستی بھی اوسمین داخل نہین اور اگر کسیکو اس وجہ سے تو دوست رکھے کہ اوسکے سبب سے تجھے کوئی مرتبہ یا مال حاصل ہوا یا اوس سے دنیا کا کوئی کام اٹکا ہے تو یہ دوستی بھی اوسمین سے نہین ہے ایسی دوستیان تو اوس شخص سے بھی ہوتی ہین جو خدا اور آخرت کا ایمان نہ لایا ہو خدا کے واسطے جو دوستی ہوتی ہے وہ ایمان کے بغیر نہین ہوسکتی اوسکے دو درجے ہین **پہلا درجہ** یہ ہے کہ کسیکے ساتھ کسی غرض سے جو اوس سے متعلق ہے تو دوستی کرے لیکن وہ غرض دین کی ہو اور حق سبحانہ تعالے کے واسطے ہو جیسے تو نے اوستاد کو اسواسطے دوست رکھا کہ وہ تجھے علم سکھاتا ہے تو اگر علم سے تجھے آخرت مقصود ہے طلب جاہ و مال مقصود نہین تو یہ دوستی حقیقت مین خدا کی دوستی ہے اور اگر اوس علم سے طلب دنیا مقصود ہو تو اوستاد کے ساتھ جو دوستی ہے وہ خدا کی دوستی مین سے نہین ہے اور اگر شاگرد کو تو اسواسطے دوست رکھیگا کہ تجھسے علم سیکھے اور تیری تعلیم سے خدا کی رضامندی اوسے حاصل ہو تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جاہ و حشمت کے واسطے دوست رکھیگا تو یہ دوستی للہ دوستی مین داخل نہین ہے اگر وہ شخص جو صدقہ دیتا ہے ایسے شخص کو دوست رکھے جو شرائط کے موافق صدقہ فقیرونکو پہونچادیتا ہو اور فقیرون کی مہمانی کرتا ہو یا ایسے شخص کو دوست رکھے جو کھانے اچھے پکاتا ہو تو یہ دوستی للہ ہوگی بلکہ اگر ایسے شخص کو دوست رکھے جو اسے روٹی کپڑا دیتا ہے اور عبادت کے واسطے خاطرجمعی کر دیتا ہے تو یہ دوستی بھی للہ ہوگی بشرطیکہ اس سے فراغت عبادت مقصود ہو بہت سے عالمون اور عابدون نے اس غرض سے امیرون کے ساتھ دوستی رکھی ہے اور دونون فریق خدا کے دوستون مین سے ہین بلکہ اگر کوئی شخص اپنی جورو کو اس وجہ سے دوست رکھے گا کہ اوسکو برائی سے بچاتی ہے یا اولاد پیدا ہونیکا سبب ہوتی ہے جو اوسکے حق مین دعاے خیر کریگی تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جو نفقہ اوسے دیگا وہ صدقہ کا حکم رکھتا ہے اور اگر نوکر کو ان دو سبب سے دوست رکھیگا **ایک** تو یہ کہ اوسکی خدمت کرتا ہے **دوسرے** یہ کہ اوسکو عبادت کی فراغت دیتا ہے تو جسقدر محبت فراغت عبادت کی وجہ سے ہے وہ للہ محبت مین داخل ہے اور اوسپر ثواب ملیگا **دوسرا درجہ** جو پہلے درجہ سے

بڑا ہے یہ ہے کہ کسیکو محض خدا ہی کے واسطے دوست رکھے اور طرفین کو کسیطرح کی غرض ہی نہو نہ کچھ سیکھنا ہو نہ سکھانا اور عبادت کی
فرصت کا فائدہ بھی اوس سے منظور نہو بلکہ اسیواسطے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا فرمان بردار اور دوستدار ہے یا فقط اسی
خیال سے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا بندہ اور آفریدہ ہے تو یہ دوستی بھی خدا کی دوستی ہے اور اسکا بڑا ثواب ملیگا اسواسطے کہ
یہ امر حق تعالی کے ساتھ کمال محبت سے جو عشق کے درجے کو پہونچے ہوتا ہے مثلاً جب کوئی شخص کسی پہ عاشق ہوتا ہے تو معشوق
کی گلی اور اوسکے محلہ کو دوست رکھتا ہے اور خانۂ یار کی دیوار کو بھی پیار کرتا ہے بلکہ جو کتا معشوق کی گلی مین جاتا ہے اور کیون سے
زیادہ وہ عاشق کو مرغوب ہوتا ہے تو جو اوسکے معشوق کو دوست رکھتا ہے یا جسے اوسکا معشوق دوست رکھتا ہے اوسکو اور
معشوق کے فرمانبردار نوکر لونڈی غلام کو اور اوسکے قرابت دار کو خواہ نخواہ عاشق دوست رکھیگا اسواسطے کہ جو چیز معشوق سے کچھ بھی
نسبت رکھتی ہے اوسکی دوستی عاشق کے دل مین سرایت کرتی ہے اور عشق جتنا زیادہ ہوتا ہے اوتنی ہی اوسکی سرایت اور تاثیر بھی
اور دونکے ساتھ جو معشوق کے تابع اور متعلق ہون زیادہ ہوتی ہے تو جسکے دل مین خدا کی دوستی عشق کے درجہ کو پہونچی ہو وہ ضرور
اوسکے سب بندون کو دوست رکھیگا اور خصوصاً اوسکے دوستون کو اور اسکی تمام مخلوقات کو اسواسطے دوست رکھیگا کہ جو چیز پیدا ہوئی
اپنے محبوب کی قدرت اور صنعت کی نشانی ہے اور عاشق اپنے معشوق کے خط اور اوسکی صنعت کو بھی دوست رکھتا ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لوگ جب نیا میوہ حاضر کرتے تو آپ اوس میوہ کی تعظیم کرتے اور سے اپنی آنکھون پر رکھتے اور فرماتے
کہ اسکا زمانہ حق تعالی سے قریب ہے یعنی یہ صانع حقیقی کی تازہ صنعت ہے اور حق تعالی کی دوستی دو قسم پر ہے ایک وہ دوستی
جو دنیا اور آخرت کی نعمت کے واسطے ہو **دوسری** وہ جو محض خدا کے واسطے ہو اور کسی چیز کو اوسمین دخل نہو یہ بہت بڑی محبت
ہے اصل محبت جو چوتھے رکن مین ہے اوسمین اسکا بیان آئیگا الغرض خدا کی محبت کی قوت ایمان کی قوت کے موافق ہوتی ہے
جسقدر ایمان قوی ہوگا اوسقدر محبت بھی قوی ہوگی پھر خدا کے دوستون اور مقبولون مین سرایت کریگی اگر بالفعل بھی فائدہ کیواسطے
محبت ہوتی تو انبیا اولیا جو گذر گئے ہین اونکی محبت موجود نہوتی حالانکہ ان سب کی دوستی مسلمان کے دل مین ہوتی ہے تو جو شخص
علما سادات صوفیون زاہدون کو اور اونکے خادمون اور دوستون کو دوست رکھیگا یہ دوستی خدا کے واسطے ہوگی مگر جاہ و مال فدا
کرنے مین دوستی کی مقدار کا حال کھلتا ہے کسی کا ایمان دوستی اتنا قوی ہوتا ہے کہ تمام مال ایک ہی بار دیڈالے جیسے امیر المؤمنین
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ نصف مال دے جیسے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ
کوئی ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑا ہی مال دے کسی مومن کا دل اس اصل دوستی سے خالی نہوگا گو کہ کم ہو **خدا کے واسطے کونسی
دوستی ہوتی ہے اسکا بیان** العزیز جان تو کہ جو شخص حق تعالی کے فرمان بردارون سے للہ دوستی رکھے گا وہ کافرون
اور ظالمون اور گنہگارون اور فاسقون سے خواہ نخواہ دشمنی رکھے گا اسواسطے کہ جب کوئی کسیکے ساتھ دوستی رکھتا ہے تو اوسکے
دوست سے دوستی اور اوسکے دشمن سے دشمنی رکھتا ہے اور حق تعالے ان لوگون سے یعنے کافرون وغیرہ سے دشمنی رکھتا ہے
تو اگر کوئی مسلمان فاسق ہو تو چاہیے کہ اسلام کے سبب سے اوس سے دوستی رکھے اور فسق کے باعث سے اوس سے ناخوش رہے

دوستی کو دشمنی کے ساتھہ ملائے جسطرح کوئی کسیکے ایک بیٹے کو خلعت دے اور دوسرے بیٹے پر ظلم کرے تو وہ ایک وجہ سے
اوسے دوست رکھتا ہے اور ایک وجہ سے دشمن یہ بات محال نہین ہے اسلیے کہ اگر کسی شخص کے تین بیٹے ہون ایک ہوشیار
اور فرمان بردار دوسرا احمق اور نافرمان بردار تیسرا احمق اور فرمان بردار تو وہ پہلے بیٹے کو دوست رکھے گا دوسرے کو دشمن
تیسرے کو ایک وجہ سے دوست رکھیگا ایک وجہ سے دشمن اسکی تاثیر معاملہ مین ظاہر ہوتی ہے کہ ایک کی توقیر کرتا ہے دوسرے کی
تحقیر اور تیسرے کی کچہ توقیر کرتا ہے کچہ تحقیر الغرض جو خدا کی نافرمان برداری کرتا ہے اوسے ایسا سمجھنا چاہیے جیسے کوئی تیری نافرمانی کرے
اور تو مخالفت کی قدر اوس سے دشمنی رکھے اور موافقت واطاعت کی قدر دوستی چاہیے کہ اسکا اثر باہم معاملہ کرنے اور صحبت رکھنے
اور کلام کرنے مین ظاہر ہو حتی کہ گنہگار سے تو رکا رہے اور سخت کلامی کرے اور جسکا فسق بہت زیادہ ہو اوس سے بہت رکا رہے
اور جب اوسکا فسق حد سے بڑہ جائے تو سکوت اختیار کرکے اوس سے منہ پھیرے ظالم کے بارہ مین فاسق سے زیادہ مبالغہ اور تشدد
کرنا چاہیے مگر جسنے مخصوص تیرے ہی باب مین ظلم کیا ہو اوسے عفو کرنا اور سہنا اولی ہے اس بارہ مین اگلے بزرگون کی مختلف عادتین
تھین بعضے دین کی مضبوطی اور سیاست شرع کی وجہ سے بہت سختی کرتے تھے اسی سے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی حارث
محاسبی سے جنھون نے علم کلام مین ایک کتاب تصنیف کرکے معتزلہ کی رد لکھی تھی خفا ہوئے اور کہا کہ اس کتاب مین تونے پہلے معتزلہ
کے شبہے بیان کیے ہین پھر اونکا جواب دیا ہے شاید کوئی ان شبہون کو پڑہے اور اوسکے دل مین جم جائین اور جب یحیی بن معین نے
کہا کہ مین کسی سے کچہ نہین چاہتا اگر بادشاہ مجھے کچہ دے تو لونگا اس سے بھی خفا ہوئے اور بات کرنا چھوڑ دی اونھون نے عذر خواہی
کی اور کہا کہ مین ٹھٹھول کرتا تھا فرمایا حلال روزی کا کھانا دین مین سے ہے اور دین مین ٹھٹھول نہین کرتے ہین اور بعضون نے فسقون کو
چشم رحمت سے دیکھا ہے اور یہ نیت بدلتی رہتی ہے اسواسطے کہ جسکی نظر توحید پر ہوتی ہے وہ خدا کے قبضۂ قہر مین سبھون کو
مضطر دیکھتا ہے اور انپر ترحم کرتا ہے یہ بڑی بات ہے لیکن اسمین گنجایش ہے کہ احمق لوگ دہوکا کھائین اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوگا
کہ اوسکے دل مین سہل گیری ہو اور وہ سمجھے کہ توحید ہے اور توحید کی علامت یہ ہے کہ اوسکو مارین یا اوسکا مال چھین لین اور اہانت کرین
یا گالیان دین تو اگر یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے اور خلق کو ہمین کچہ اختیار نہین تو خفا نہو اور شفقت کی نظر سے دیکھے
جیسا کہ جب حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا کا دندان مبارک کافرون نے شہید کیا اور چہرۂ نورانی پر خون بہنے لگا تو آپ یہ دعا
مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ لیکن جب کوئی شخص اپنے واسطے تو خفا ہوا اور خدا کے معاملہ مین چپکا ہو رہے
تو اسکو سہل گیری اور نفاق اور حماقت کہنا چاہیے یہ توحید نہین ہے پس جسپر توحید ایسی غالب نہو اور فاسق کو فسق کے سبب سے اپنے
دل مین دشمن نہ ٹھہرائے تو یہ اوسکے ضعف ایمان اور فاسق کے ساتھہ دوستی کی دلیل ہے جیسے کسی شخص نے تیرے دوست کو برا کہا
اور تو اوس سے خفا نہوا تو معلوم ہوا کہ تیری دوستی کچہ اصل نہین رکھتی **فصل** العزیز جان تو کہ خدا کے مخالفون کے درجے مختلف ہوتے
ہین اور غصہ اور تشدد جو ان لوگون کے ساتھہ کرنا چاہیے وہ بھی متفاوت ہوا کرتا ہے **پہلا درجہ** کافرون کا ہے یہ اگر حربی ہون
تو انکے ساتھہ دشمنی خود فرض ہے انکے ساتھہ معاملہ یہی ہے کہ اونکو قتل کر ڈالین یا قید کر لین **دوسرا درجہ** ذمیون کا ہے اونکے ساتھہ

بھی دشمنی فرض ہے اور انکے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ انکی تحقیر کرین تکریم نکرین چلنے مین انکی راہ تنگ کرین انکے ساتھ دوستی رکھنا نہایت مکروہ ہے شاید حرمت کے درجے کو پہونچے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی جو لوگ خدا اور روز قیامت کا ایمان لائے وہ خدا کے دشمنون کے ساتھ دوستی نکرینگے لیکن انپر بھروسا کرنا اور انکو عامل اور حاکم کرکے مسلمانون پر مسلط کرنا اہانت اسلام اور گناہ کبیرہ ہے **تیسرا درجہ** بدعتی کا ہے جو خلق کو بدعت کیطرف بلائے اسکے ساتھ بھی دشمنی ظاہر کرنا ضروریات سے ہے تاکہ خلق کو اوس سے نفرت ہو اولی یہ ہے کہ اوسے سلام کرنے نہ منہ لگائین نہ اوسکے سلام کا جواب دین اسواسطے جب وہ بلائیگا اور لوگ متوجہ ہونگے تو اوسکا شہر و فساد پھیل جائیگا لیکن اگر عامی ہو اور لوگون کو نہ بلائے تو اوسکا کام بہت سہل ہوگا **چوتھا درجہ** اوس گناہ والے کا ہے جس گناہ مین خلق کو رنج ہو جیسے ظلم اور جھوٹی گواہی اور طرفداری کے ساتھ حکم کرنا شعر مین ہجو کرنا غیبت کرنا لوگون مین فساد ڈالنا ان لوگون سے اعراض کرنا اور انکے ساتھ سختی کرنا بہت اچھی بات ہے اور اونکے ساتھ دوستی کرنا نہایت مکروہ ہے اور ظاہرا حرام نہین ہے اسواسطے کہ یہ حکم نہین ہوا **پانچوان درجہ** اوس شخص کا ہے جو شراب پینے اور فسق کرنے مین مشغول ہو اور کسیکو اوس سے رنج و اذیت نہو اوسکا کام آسان تر ہے اوسکے ساتھ نرمی اور نصیحت اولی تر ہے بشرطیکہ قبول ہونے کی امید ہو ورنہ اعراض اولی تر ہے مگر اوسکے سلام کا جواب دینا چاہیے اور اوسپر لعنت نکرنا چاہیے ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ کے زمانے مین کئی بار شراب پی اوسکو حد ماری گئی صحابہ رضی مین سے ایک شخص نے اوسپر لعنت کی اور کہا اسکا فساد کبتک رہیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون صحابی کو منع کیا اور فرمایا کہ اوسکا دشمن شیطان بس ہے تو بھی شیطان کا مددگار نہوجا **دوسرا باب صحبت کے حقوق اور شرائط کے بیان مین** ای عزیز جان تو کہ ہر ایک آدمی صحبت اور دوستی کے قابل نہین ہے بلکہ ایسے شخص کی صحبت رکھنا چاہیے جسمین تین خصلتین ہون **ایک** یہ کہ عقلمند ہو اسواسطے کہ احمق کی صحبت مین کچھ فائدہ نہین آخر کو بے لطفی ہو جاتی ہے اسواسطے کہ احمق جب تیرے ساتھ بھلائی کیا چاہے تو ممکن ہے کہ حماقت سے ایسا کام کر بیٹھے جو تیری برائی کا سبب ہو جائے اور وہ نہ جانے بزرگون نے کہا ہے کہ احمق سے دور رہنا ثواب ہے اور احمق کے منہ پر نظر ڈالنا گناہ ہے احمق وہ ہے جو کامون کی حقیقت نہ پہچانے اگر اوس سے بیان کرین تو بھی نہ سمجھے **دوسری خصلت** یہ ہے کہ نیک خلق ہو کیونکہ بدخو سے سلامتی کی امید نہین ہوتی جب اوسکی خو نے بدجنبش کرے گی تیرا حق بالائے طاق رکھیگا اور کچھ باک نکریگا **تیسری خصلت** یہ ہے کہ صلاحیت کے ساتھ ہو اسواسطے کہ جو شخص گناہ پر مصر ہوتا ہے خدا سے نہین ڈرتا اور جو شخص خدا سے نہین ڈرتا اوسپر اعتماد کرنا نچاہیے حق جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ہَوَاہُ یعنی ایسے شخص کی اطاعت نکر جسکو ہمنے اپنے ذکر سے غافل کیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اگر بدعتی ہو تو اوس سے دور رہنا چاہیے اسواسطے کہ اوسکی بدعت کی شامت دوسرے مین اثر کرتی ہے اور کوئی بدعت اوس بدعت سے بدتر نہین ہے جو اب پیدا ہوئی ہے کہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ خدا کے بندون کو روکنا اور فسق اور معصیت سے اونھین باز رکھنا کچھ ضرور نہین ہے اسواسطے کہ ہمین خلائق کے ساتھ دشمنی نہین اور اونپر ہم حاکم نہین

یہ بات اباحت کا تخم اور زندقہ کی اصل ہے اور بڑی بدعت ہے ایسے لوگون سے خلط ملط ہرگز نہ رکھنا چاہیے کہ یہ بات خواہش نفس کے موافق ہے شیطان اوسکی مدد کرکے اس بات کو اوسکے دل مین آراستہ کر دیگا اور چند روز مین صریح اباحتی بنا دیگا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پانچ آدمیون کی صحبت سے حذر کر ایک جھوٹا کہ اس سے تو ہمیشہ فریب کھائیگا دوسرا احمق کہ وہ جب نفع پہونچانا چاہے گا ضرر پہونچائے گا اور بے خبر رہے گا تیسرا بخیل کہ عین وقت پر دوستی چھوڑ دیگا چوتھا بزدل کہ ضرورت کے وقت تجھے چھوڑ دیگا پانچوان فاسق کہ ایک لقمہ پر یا اوس سے بھی کم پر تجھے بیچ ڈالیگا لوگون نے پوچھا لقمہ سے کمتر کیا ہے فرمایا لقمہ کی طمع حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ عالم بدخو کی دوستی سے فاسق خوشخو کی دوستی مجھے پسندیدہ ہے ایعزیز جان تو کہ یہ سب خصلتین بہت کم جمع ہوتی ہین تجھے چاہیے کہ صحبت کی غرض کو پہچان اگر فقط انس و محبت تجھے مقصود ہے تو اچھے اخلاق ڈھونڈہ اور اگر دین مقصود ہے تو علم عمل ڈھونڈہ اگر دنیا مطلوب ہے تو سخاوت و کرم تلاش کر ہر ایک کی ایک شرط ہے ایعزیز جان تو کہ خلق تین قسم کی ہے بعضے لوگ غذا کے مانند ہین کہ اونسے آدمیکو چارہ نہین اور بعضے دوا کے مثل ہین کہ کبھی کبھی اونکی احتیاج پڑتی ہے اور بعضے بیماری کے ایسے ہین کہ انکی کبھی احتیاج نہین ہوتی لیکن لوگ انہین پھنس جاتے ہین تو تدبیر کرنا چاہیے تا کہ نجات پائین غرضکہ ایسے شخص کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیے کہ اوسے تجھسے یا تجھے اوس سے دینی فائدہ ہو

صحبت او محبت کے حقوق کا بیان

ایعزیز جان تو کہ جب برادری اور صحبت کا عقد بندھ گیا تو وہ عقد نکاح کے مثل ہے اور اوسکے حقوق ہین جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ دو بھائیون کی مثال دو ہاتھون کی ایسی ہے کہ ایک دوسرے کو دھوتا ہے اور یہ حقوق دس قسم کے ہین پہلی قسم مال مین ہے اور یہ بزرگترین درجہ ہے کہ اپنے دوست بھائی کے حق کو مقدم کرے اور اپنا حصہ اوسے دیدے جیسا قرآن شریف مین انصار کے حق مین آیا ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ **دوسرا امر** یہ ہے کہ دوست بھائی کو اپنے مثل سمجھے اپنے اور اوسکے درمیان مال کو مشترک جانے اخیر کا درجہ یہ ہے کہ اوسے اپنا غلام اور خادم جانے جو چیز اپنی حاجت سے زیادہ ہو اوسے بے مانگے دے اگر اوسے سوال کی حاجت پڑے تو دوستی کے درجہ سے نکل گیا کیونکہ اوسکے دل مین دوست بھائی کی غمخواری نرہے یہ صحبت بطور عادت ہے اسکی کیا حقیقت ہے عتبۃ الغلام کا ایک دوست تھا کہا مجھے چار ہزار درم کی احتیاج ہے بولا اچھا آدو ہزار لے اوسنے منہ پھیر لیا اور کہا تجھے غیرت نہین کہ للہ دوستی کا دعوی کرتا ہے پھر دنیا کو اوسپر ترجیح دیتا ہے کسی بادشاہ کے سامنے صوفیہ صافیہ کے ایک گروہ کے ساتھ لوگون نے غمازی کی سب صوفیون کے قتل کے واسطے تلوار کھینچی گئی اونمین حضرت ابو الحسن نوری قدس سرہ بھی تھے آگے بڑہے کہ پہلے مجھے قتل کرین بادشاہ نے پوچھا تم آگے کیون بڑہے کہا یہ سب صوفی میرے دوست بھائی ہین مین نے چاہا کہ ایک ساعت پہلے انپر سے جان نثار کرون بادشاہ نے کہا سبحان اللہ جو لوگ ایسے با مروت ہون اونھین قتل کرنا درست نہین ہے اور سبھون کو رہا کر دیا فتح موصلی قدس سرہ اپنے ایک دوست کے گھر گئے وہ گھر مین نتھا اوسکی لونڈی سے کہا کہ اپنے مالک کا صندوقچہ لا وہ لائی جو کچھ درکار تھا صندوقچہ مین سے لے لیا جب وہ دوست اپنے گھر آیا اور یہ ماجرا سنا تو خوشی کے مارے

اس لونڈی کو آزاد کر دیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ایک شخص کہنے لگا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھارے ساتھ دوستی اور
برادری کرون اونھون نے کہا کہ تجھے برادری کا حق بھی معلوم ہے بولا نہیں کہا حق یہ ہے کہ تو اپنے سونے چاندی مین مجھسے زیادہ
حقدار نہ ہو کہا کہ مین ابھی اسدرجہ کو نہیں پہونچا ہون فرمایا کہ بس چلدے کہ یہ کام تجھسے نہو سکیگا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے
فرمایا ہے کہ ایک صحابی کے پاس کسی نے بھونی سری بھیجی اونھون نے کہا کہ میرا فلانا دوست بہت محتاج ہے اوسکو دینا اولی ہے
اور اوس سری کو اوسکے پاس بھیجا اوس نے دوسرے کے پاس دوسرے نے تیسرے کے پاس بھیجدی غرضکہ کئی جگہہ پھر پھرا کر
پہلے ہی دوست کے پاس آئی مسروق اور خثیمہ رحمہما اللہ تعالی مین دوستی تھی اور ہر ایک قرضدار تھا ایک نے دوسرے کا قرض
اسطرح ادا کیا کہ اوسے خبر بھی نہوئی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ بیس درم جو کسی دوست کے واسطے صرف
کرون وہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ سو درم کسی فقیر کو دون جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے کسی جنگل مین جا کر دو
مسواکین کھودین ایک ٹیڑھی تھی دوسری سیدھی ایک صحابی آپ کے ساتھ تھے سیدھی مسواک آپنے اونکو عنایت فرمائی اور ٹیڑھی
آپ لی اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ مسواک بہتر ہے اولی یہ ہے کہ اسے آپ لین آپنے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسیکے ساتھ
گھڑی بھر صحبت رکھتا ہے تو قیامت کے دن اوس سے سوال ہوگا کہ حق صحبت بجالایا یا ضائع کیا آپکا یہ فرمانا اسطرف اشارہ ہے
کہ حق صحبت یہ ہے کہ آدمی اپنے کام کی چیز دوسرے کو دیدے اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو آدمی
باہم صحبت رکھتے ہین تو ان دونون مین خدا کا بڑا دوست وہ ہے جو دوسرے کا بڑا رفیق اور شفیق ہو **دوسری قسم** یہ ہے کہ سب
کامون مین خواہش اور استدعا کے پہلے یاری اور مددگاری کرے شادمانی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ دوست کی خدمت گزاری
کرے اگلے بزرگون کی عادت یہ تھی کہ ہر روز اپنے دوستون کے دروازے پر جا کر گھروالون سے پوچھتے کہ کیا کرتے ہو لکڑی آٹا
تیل نمک ہے یا نہیں دوستون کے کام کو اپنے کام کیطرح اہم اور ضروری جانتے تھے اور جب کام کرتے تو خود ممنون ہوتے حضرت حسن بصری نے
فرمایا کہ دینی بھائی جورو لڑکون سے زیادہ مجھے عزیز ہین اسواسطے کہ یہ دین یاد دلاتے ہین اور زن و فرزند دنیا یاد دلاتے ہین
عطا رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ تین دن کے بعد اپنے دوستون کی خبر لو اگر بیمار ہون تو عیادت کرو اگر کسی کام مین ہون تو مدد کرو
اگر بھول گئے ہون تو یاد دلاؤ حضرت جعفر ابن محمد رحمہما اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ دشمن جبتک مجھسے بے پروا نہو جائے تبتک
مین اوسکی حاجت روائی مین جلدی کیا کرتا ہون تو دوست کے حق مین کیا کرون اگلے بزرگون مین ایک بزرگ تھے اونھون نے
اپنے دوست کی وفات کے بعد چالیس برس تک حق صحبت کی رعایت سے اوسکے جورو لڑکون کی خدمت کی **تیسری قسم** زبان سے
متعلق ہے کہ اپنے بھائیون کے حق مین اچھی بات کہے اور اونکے عیبون کو چھپائے اگر کوئی اونکی پیٹھ پیچھے اونکا ذکر کرے تو
اوسکا جواب دے اور یہ سمجھے کہ وہ دیوار کے پیچھے سن رہا ہے جسطرح اپنے پیٹھ پیچھے اوسکا رہنا چاہتا ہے اسیطرح اوسکے پیٹھ پیچھے
خود بھی رہے جو بد زبانی نہ کرے جب وہ اس سے کچھ کہے تو ہان سے تکرار نہ کرے اوسکا راز فاش نہ کرے گو کہ اوس سے انقطاع
ہو چکا ہو کیونکہ یہ امر بدطینتی سے ہوتا ہے اوسکے زن و فرزند اور احباب کی غیبت نہ کرے اگر کسی نے اوسکی شکایت کی ہو تو اوس سے

بیان نکرے اسواسطے کہ اگر کہیگا تو اوسے رنج دیگا اگر لوگ اوسکی تعریف کرین تو اوس سے نہ چھپائے اسواسطے یہ امر حسد کی دلیل ہے اگر اوسنے اسکی کچہ تقصیر کی ہے تو شکایت نکرے اور معاف کردے اور اپنا قصور یاد کرے جو خدا کی عبادت مین کرتا ہے تاکہ اپنے حق مین کسیکے قصور کرنے کو اچنبھا نجانے اور یہ سمجھے کہ اگر کوئی ایسے شخص کو ڈہونڈہے جو بیخطا اور بے عیب ہو تو ہرگز نہ پائیگا اور خلق کی صحبت چھوڑ دیگا حدیث شریف مین ہے کہ مومن ہمیشہ عذر ڈہونڈہتا ہے اور منافق سدا عیب ڈہونڈہتا ہے چاہیے کہ ایک نیکی کے بدلے دس تقصیرین چھپائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ برے آشنا سے پناہ مانگنا چاہیے اسواسطے کہ جب وہ برائی دیکھتا ہے تو ظاہر کر دیتا ہے جب اچھائی دیکھتا ہے تو چھپاتا ہے جب کوئی قصور معذرت کے لائق ہو تو اوسے معاف کردے اور نیک گمان کرے اسواسطے کہ بدگمانی کرنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے نے مومن کی چار چیزون کو دوسرون پر حرام کیا ہے مال جان آبرو بدگمانی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم اوس شخص کے باب مین کیا کہتے ہو جو اپنے برادر کو سوتا دیکھتا ہے تو اوسکی شرمگاہ سے کپڑا اوتارتا ہے تاکہ وہ ننگا ہو جائے لوگون نے کہا یا روح اللہ اس امر کو کون روا رکھیگا فرمایا تم ہی روا رکھتے ہو اسواسطے کہ اپنے برادر کا عیب فاش کرتے ہو تاکہ اور لوگ اوس سے واقف ہو جائین بزرگون نے کہا ہے کہ جب تو کسیکے ساتھہ دوستی کیا چاہے تو پہلے اوسکو غصہ مین لا پھر کسیکو اوسکے پاس مخفی بھیج تاکہ تیرا ذکر چھیڑے اگر وہ تیرا افشاے راز کرے تو جان لے کہ وہ دوستی کرنے کے قابل نہین ہے اور یہ بھی بزرگون نے کہا ہے کہ ایسے شخص کے ساتھہ دوستی کر کہ تیرا جو حال خدا جانتا ہے وہ جانے اور جسطرح خدا تعالی چھپاتا ہے وہ چھپائے کسی شخص نے ایک دوست سے اپنا راز کہا اور پوچھا تو نے اس بات کو یاد کر لیا اوسنے کہا نہین بھولا ہوا ہون بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چار وقتون مین تجھسے بدل جائے وہ دوستی کے قابل نہین خوشی کے وقت غصہ کے وقت طمع کے وقت خواہش نفسانی کے وقت چاہیے کہ ان صورتون سے تیرے حق سے نگذرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے تجھے اپنا مقرب کیا ہے اور بوڑہون پر ترجیح دی ہے خبردار پانچ باتین یاد رکھنا ایک اونکے راز کو افشا نکرنا دوسرے اونکے سامنے کسی کی غیبت نکرنا تیسرے اونسے کوئی جھوٹ بات نہ کہنا چوتھے اونکے حکم کے خلاف نہ کرنا پانچوین وہ تجھسے ہرگز کوئی خیانت نہ دیکھنے پائین اے عزیز جان تو کہ کوئی چیز دوستی مین اتنا فساد اور خلل نہین ڈالتی جتنا مناظرہ اور خلاف خلل ڈالتا ہے دوستی کی بات کو رد کیا تو اسکے یہ معنی ہین کہ گویا اوسکو احمق اور جاہل کہا اپنے تئین عاقل اور فاضل سمجھا اوس سے تکبر کیا چشم حقارت سے اوسے دیکھا یہ باتین دشمنی سے ملی ہوئی ہین دوستی سے نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے بھائی کے کلام میں جھگڑا نہ کرو اوس سے ٹھٹھول نہ کرو اوسکے ساتھہ وعدہ خلافی نہ کرو بزرگون نے کہا ہے کہ اگر تو نے اپنے برادر سے کہا چل اوسنے کہا کہانتک تو وہ صحبت کے قابل نہین بلکہ چاہیے کہ فورًا اوٹھہ کھڑا ہو اور کچہ نہ پوچھے حضرت ابو سلیمان درانی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ میرا ایک دوست تھا مین جو کچہ اوس سے مانگتا وہ دیدیتا ایکبار مین نے اوس سے کہا کہ فلانی چیز کی مجھے ضرورت ہے اوسنے کہا کسقدر درکار ہے پس اوسکی دوستی کی حلاوت میرے دل سے جاتی رہی دوستی کا نباہ اوس امر مین موافقت کرنے سے ہوتا ہے

جسمین سونپت کرسکین چوتھی قسم یہ ہے کہ زبان سے شفقت اور محبت ظاہر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُخْبِرْہُ یعنی جب کوئی کسی کو دوست رکھے تو اوسے خبر کردے آپنے یہ اسواسطے فرمایا ہے تاکہ اوسکے
دل مین بھی محبت پیدا ہو اس صورت مین دوسرے کی طرف دونی محبت ہوگی چاہیے کہ اوسکی تمام احوال پرسی کرے رنج و راحت مین
اوسکا شریک رہے اوسکے رنج کو اپنا رنج اوسکی خوشی کو اپنی خوشی جانے جب اوسے پکارے تو اچھے نام کے ساتھ پکارے اگر
اوسکا کچھ خطاب ہے تو اوسی سے پکارے کہ وہ اوسے بہت دوست رکھتا ہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے
کہ برادر کی دوستی تین چیزون سے مضبوط ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اوسے اچھے نام سے پکارا کرے دوسرے یہ کہ پہلے خود اوسے سلام
کیا کرے تیسرے یہ کہ پہلے اوسے بٹھالا کرے ازانجملہ یہ بھی ہے کہ پیٹھ پیچھے اوسکی ایسی تعریف کرے جو اوسے پسند ہو اسیطرح اوسکے جورو لڑکون
اور متعلقون کی بھی تعریف کرے ایسے کام سے دوستی بہت مضبوط ہوتی ہے اور وہ جو احسان کرے اوسکا شکر کرے امیر المومنین حضرت
علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کی نیک نیتی پر شکر نکریگا وہ نیک کام پر بھی شکر نکریگا اور چاہیے کہ اوسکے
پیٹھ پیچھے اوسکی مدد کرے جو شخص اوسپر طعن کرتا ہے اوسکے کلام کو رد کرے اور دوست کو اپنے مانند جانے جس کسی کے سامنے برائی
کے ساتھ اوسکے دوست کا ذکر آئے اور وہ چپ ہو رہے تو یہ مرا ایسا ہے کہ گویا دوست کو پٹتے دیکھا اور مدد نہ کی اور چپ ہو رہا بلکہ
بات کا گھاؤ بہت کاری ہوتا ہے کسی کا قول ہے کہ جب کبھی میرے دوست کے پیٹھ پیچھے اوسکا ذکر کیا تو مین نے فرض کر لیا کہ وہ
دوست موجود ہے اور سنتا ہے تو ایسا ہی جواب دیا جسے مین نے چاہا کہ وہ دوست سنے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ نے
دو بیلون کو دیکھا کہ زمین پر بندھے ہوئے ہین جب ایک اوٹھا تو دوسرا بھی اوٹھا یہ دیکھکر آپ بے اختیار رو دئے اور فرمایا کہ برادران
دینی بھی ایسے ہی ہوتے ہین کہ کھڑے ہونے اور چلنے مین ایک دوسرے کی متابعت کرتے ہین پانچوین قسم یہ ہے کہ علم دین
مین سے جو اوسے ضرور ہو سکھادے اسواسطے کہ اپنے بھائی کو دوزخ کی آگ سے بچانا دنیا کے رنج و الم سے چھڑانے کی نسبت
اولی ہے اگر علم سیکھنے کے بعد اوسپر عمل نکرے تو اوسکو نصیحت کرے اور خدا سے ڈرائے مگر چاہیے کہ یہ نصیحت تنہائی مین ہو تاکہ
مہربانی کی دلیل ہو اسواسطے کہ برملا نصیحت کرنے مین رسوائی ہے اور جو کچھ کہنا ہے نرمی سے کہے سختی سے نہین جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْمُؤْمِنُ مِرْآۃُ الْمُؤْمِنِ یعنی مسلمان مسلمان کا آئینہ ہوتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ اپنے عیب
نقصان کو ایک دوسرے سے معلوم کرے اور جب تیرے برادر نے مہربانی سے تنہائی مین تیرا عیب کہا تو چاہیے کہ تو اوسکا احسان
مان اور خفا نہو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص تجھے اطلاع کرے کہ تیرے کپڑے کے اندر سانپ یا بچھو ہے تو تو اوس سے خفا ہوگا
بلکہ اوسکا احسان مانیگا سب برے اخلاق آدمی مین سانپ بچھو کے مانند ہین مگر انکا زخم قبر مین ظاہر ہوتا ہے اور انکا زخم روح پر ہوتا ہے
وہ اس جہان کے سانپ بچھو سے زیادہ موذی ہین اسواسطے کہ انکا زخم بدن پر ہوتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضہ فرماتے تھے کہ اوس پر خدا کی رحمت ہو جو
میرے عیب کو میرے سامنے ہدیہ لائے جب حضرت سلمان حضرت عمر رضہ کے پاس آئے تو فرمایا اے سلمان سچ سچ بتاؤ میرے وہ احوال جو تمہین معلوم ہوئے ہین کیا دیکھا
اور کیا سنا اونہون نے کہا کہ مجھے اس امر سے معاف رکھیے فرمایا ضرور بیان کرو جب بہت الحاح کیا تو حضرت سلمان نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ ایک وقت مین آپکے

دسترخوان پر دو طرح کا کھانا ہوتا ہے اور آپ کے پیراہن دو ہین ایک دن کا اور ایک رات کا آپ نے فرمایا کہ یہ دونون باتین نہین ہین اور کچھ سنا ہے کہا نہین حذیفہ مرعشی نے یوسف اسباط رحمہما اللہ تعالی کو نامہ لکھا کہ مین نے سنا ہے کہ تونے اپنا دین دو حبون کو بیچ ڈالا یعنی بازار مین کسی چیز کی تونے خریداری کی مالک نے کہا کہ یہ چیز ایک دانگ کو ہے تونے کہا نہین چھ حبہ کو دے اوسنے اسواسطے دیدی کہ تجھے پہچانتا تھا تو اوسنے یہ مسامحت اور رعایت تیری دینداری اور پرہیزگاری کے سبب سے کی غفلت کا نقاب سر سے اوتار اور خواب غفلت سے بیدار ہو آیہ جان تو کہ جس نے قرآن اور علم حاصل کیا اور پھر دنیا کی رغبت کی مجھے خوف ہے کہ وہ خدا کی آیتون سے ٹھٹھا بازی کرتا ہے پس دین کی رغبت کی نشانی یہ ہے کہ آدمی چاہیے کہ نصیحت کی باتون سے ناصح کا احسان مند ہو حق تعالی نے جھوٹون کی شان مین ارشاد فرمایا ہے وَلٰکِن لَّا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ اور جو شخص ناصح کو دوست نہین رکھتا اس سبب سے غرور و تکبر اوسکے دین اور عقل پر غالب ہوجاتا ہے یہ سبب اوس جگہہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنا عیب سمجھے ہی نہین اور اگر سمجھ جائیگا تو اشارۃً کنایۃً نصیحت کرنا چاہیے صراحۃً اور علانیۃً نکرنا چاہیے اور اگر وہ اس قسم کا عیب ہے کہ تیرے ہی باب مین تقصیر کی ہے تو اوسے پوشیدہ کرنا اور اوس سے انجان بن جانا اولی ہے بشرطیکہ دوستی سے دل نہ پھر جائے اور اگر پھر جائیگا تو چھپا کر غصہ کرنا قطع صحبت سے اولی ہے اور قطع صحبت جھگڑنے اور زبان درازی کرنے سے بہتر ہے چاہیے کہ صحبت رکھنے سے مقصود یہ ہو کہ بھائیون سے برداشت اور تحمل کرنے سے تو اپنے اخلاق درست کرے نہین کہ اون سے بھلائی کی امید کرے ابو بکر کتانی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ میرا ایک مصاحب تھا اوسکے سبب سے میرے دل پر گرانی تھی مین نے اس نیت سے اوسے کچھ دیا کہ میرے دل کی گرانی نکل جاے مگر نہ نکلی آخر اوسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر مین لایا اور کہا اپنا کف پا میرے منہ پر رکھ اوسنے کہا ہرگز ہرگز یہ امر نہوگا مین نے کہا ضرور بالضرور اور خواہ مخواہ ایسا کر حتی کہ اوسنے اپنا تلوا میرے منہ پر رکھا تو وہ گرانی میرے دل سے جاتی رہی ابو علی رباطی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ عبداللہ رازی کا رفیق ہو کر مین سفر کو گیا اونھون نے کہا راستے مین سردار مین رہون یا تم رہوگے مین نے کہا تم رہو اونھون نے کہا جو کچھ مین کہون میری تابعداری کرنا مین نے کہا بسر و چشم اونھون نے توبڑہ مانگا مین نے لاکر حاضر کیا زاد راہ اور کپڑے اور جو کچھ پاس تھا اوسمین بھر کر اونھون نے اپنی پیٹھ پر لادا اور چل نکلے ہر چند اونسے مین نے کہا مجھے دیجیے تاکہ آپ ماندے نہو جائین اونھون نے جواب دیا کہ تمھین سردار پر حکومت نہین پہونچتی ہے تم فرمان بردار ہو ایک رات مینہ برسنے لگا صبح تک میرے اوپر کمل تانے کھڑے رہے تاکہ مجھپر مینہ نہ پڑے جب مین گفتگو کرتا تو کہتے مین سردار ہون تم تابعدار ہو مین اپنے دل مین کہتا کہ کاش مین انہین سردار نہ بناتا چھٹی قسم جو چوک اور قصور ہو جائے اوسے بخشدینا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ اگر کوئی بھائی تیرا قصور کرے تو ستر طرح کی عذرخواہی تو اپنی طرف سے کر اگر نفس نہ قبول کرے تو اپنے دل سے کہہ کہ تو نہایت بدخو اور بدذات ہے کہ تیرے بھائی نے ستر عذر کیے اور تونے نمانا اگر وہ قصور ایسا ہے جسمین گناہ ہو تو اوسکو نرمی سے نصیحت کر تاکہ چھوڑ دے اگر اوسپر وہ اصرار نہین کرتا ہے تو تو خود نادان اور انجان بنجا اور اگر اصرار کرتا ہے تو اوسکو نصیحت کر اگر نصیحت سودمند نہو تو اس مسئلہ مین صحابہ کا

اختلاف ہے کہ پھر کیا کرنا چاہیے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اوس سے قطع محبت کرنا چاہیے کیونکہ پہلے جب
اللہ دوستی کی تو اب بھی خدا ہی کے واسطے اوسے دشمن بنا حضرت ابوالدردار اور اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایک گروہ نے
کہا ہے کہ قطع محبت نکرنا چاہیے اسواسطے کہ امید ہے کہ اوس گناہ سے وہ پھر جاوے لیکن ایسے شخص سے ابتدا ءً دوستی کرنا
نچاہیے جب محبت کر چکے تو قطع الفت نکرنا چاہیے حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ بھائی کو کوئی گناہ کرنے کے سبب سے
چھوڑ نہ دے اسواسطے کہ شاید آج کرتا ہے کل نکرے اور حدیث شریف مین ہے کہ عالم کی خطا سے مندر کرو اوس سے قطع عقیدت
اور ترک محبت نکرو امید ہے کہ اوس گناہ سے جلد باز آئے **حکایت** بزرگان دین مین دو دوست بھائی تھے اونمین سے
ایک خواہش نفسانی کے سبب سے کسی آدمی پر عاشق ہوگیا اور اپنے دوست سے کہا کہ میرا دل بیمار ہوا ہے مجھے عشق کا آزار
ہوا ہے تیرا جی چاہے تو عقد اخوت چھوڑ دے رشتہ محبت توڑ دے اوسنے کہا معاذ اللہ مین ایک گناہ کے سبب سے تیری
دوستی چھوڑون لا حول ولا قوۃ الا باللہ ایک مرض عشق کی وجہ سے رشتہ محبت توڑون اور عزم بالجزم کر لیا کہ میرے دوست کو
شافی برحق اس مرض سے جبتک شفا نہ عنایت کریگا نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا بالکل فاقہ کرونگا چالیس دن نہ کچھ کھایا نہ پیا
پھر پوچھا کیا حال ہے کہا وہی حال وہی اندوہ وملال ہے پھر آب ودانہ سے صبر کیا اور دبلا ہونے لگا یہانتک کہ اوس دوست نے
آکر کہا کہ اب بفضل خدا ہوا میرا دل عشق سے ٹھنڈا ہوا تب اوس دوست صادق نے کھانا کھایا اور شکر خدا بجالایا ایک شخص سے لوگون نے
کہا کہ تیرا برادر دینداری چھوڑ کر معصیت مین پڑا ہے تو اوس سے دوستی کیون نہین چھوڑ دیتا اوسنے جواب دیا کہ آج اوسے برادری کی
بڑی ضرورت ہے اسواسطے کہ اوسکا کام خراب ہوگیا ہے مین اوسے کیونکر چھوڑ دون بلکہ یہ تو اوسکی دستگیری کا وقت ہے کہ مہربانی
کرکے اوسے سمجھاؤن اور دوزخ سے اوسے بچاؤن **حکایت** بنی اسرائیل مین دو دوست تھے دونون ایک پہاڑ پر عبادت
کیا کرتے تھے ایک اونمین سے کچھ مول لینے شہر مین گیا قضا کار اوسکی نگاہ ایک خراباتی عورت پر پڑی عاشق ہوکر وہین رہگیا جب کئی دن
گذرے تو اوسکا دوست ڈھونڈھنے لگا اور یہ ماجرا سنکر اوسکے پاس آیا یہ شرمندہ ہوکر بولا مین تجھے نہین جانتا اوسنے جواب دیا ای برادر
تو کچھ تردد نکر مجھے جتنی مہربانی تیرے ساتھ آجکے دن ہے پہلے اتنی ہرگز نہ تھی اور اوسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر بوسہ دیا جب اسنے
اوسکی اتنی مہربانی دیکھی تو سمجھا کہ مین اسکی نظر و سے نہین گرا ہون اوٹھا اور توبہ کی اور اوسکے ساتھ چلا گیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ
کی راہ سلامتی سے نزدیک ہے اور حضرت ابوالدردار رضی اللہ عنہ کا طریقہ لطیف تر اور فقیہ تر ہے اسواسطے کہ توبہ کا سبب ہوتا ہے
اور آدمی کو عاجزی اور درماندگی کے وقت دینی بھائیون کی حاجت پڑتی ہے تو انکو کیونکر چھوڑ دین نفقہ کی وجہ یہ ہے کہ دوستی کا عقد
جو باندہا وہ قرابت کا حکم رکھتا ہے تو گناہ کے سبب سے قطع رحم کرنا درست نہین ہے اسیواسطے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاِنْ
عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ یعنی اگر قرابت والے تیری نافرمانی کرین تو تو کہدے کہ مین تمہارے عمل سے بیزار ہون یہ نہ کہہ
کہ تمسے بیزار ہون حضرت ابوالدردار رضی اللہ عنہ سے لوگون نے کہا کہ تمہارا بھائی گناہ کرتا ہے تم اوس سے دشمنی کیون نہین رکھتے کہا مین
اوسکے گناہ سے تو بیزار ہون لیکن وہ میرا بھائی ہے مگر ابتدا مین ایسے آدمی سے برادری نکرنا چاہیے کہ برادری نکرنا خیانت نہین ہے

مگر صحبت قطع کرنا قیامت ہے اور اوس حق کا چھوڑ دینا ہے جو پہلے ثابت ہو چکا ہے مگر سب علما نے یہ کہا ہے اگر برادر نے تیرے
حق مین تقصیر کی تو اوسکو بخش دینا اولی ہے اور اگر وہ عذر خواہی کرے تو گو کہ تو جانتا ہو کہ جھوٹا ہے مگر عذر قبول کرے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کا عذر قبول نکریگا اوس شخص کے گناہ کے مانند ہے جو راستے مین مسلمانون سے خراج
لے اور فرمایا ہے کہ مسلمان جلد خفا ہوتا ہے اور جلد خوش ہوتا ہے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی نے اپنے مرید سے کہا
کہ جب کسی دوست سے تو کوئی جفا دیکھے تو اوسپر عتاب نکر شاید عتاب کرنے سے تو ایسی بات سنے جو اوس جفا سے سخت تر ہو مرید نے
کہا ہے کہ مین نے جب اس بات کو آزمایا پیر کی نصیحت کے موافق پایا ساتوین قسم یہ ہے کہ تو اپنے دوست کو زندگی مین اور
موت کے بعد دعا کے ساتھ یاد کرے اور جسطرح اپنے زن و فرزند کے واسطے دعا کرتا ہے اوسیطرح اوسکے زن و فرزند کے لیے بھی
دعا کرے اور درحقیقت وہ دعا اپنے حق مین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کے واسطے اوسکے
پیٹھ پیچھے جب دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تجھے بھی یہ بات حاصل ہو اور ایک روایت مین یون وارد ہوا ہے کہ خود حق تعالی جل شانہ
فرماتا ہے کہ مین پہلے تیرا مدعا بر لاؤنگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوستون کی دعا جو غیبت مین ہو حق تعالی
اوسے رد نہین فرماتا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین ستر دوستون کا نام سجدہ مین لیتا ہون اور ہر ایک کیواسطے
دعا کرتا ہون بزرگون نے کہا ہے کہ برادر وہ ہے جو تیری موت کے بعد جب وارث مال میراث مین مشغول ہون دعا کرے اور [illegible]
کا اندیشہ کرے کہ حق تعالی جل شانہ سے اور تجھسے کیسی بنے گی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردہ کی مثل اوسکے [illegible]
ہے جو ڈوبتا ہوا اور سہارا ڈھونڈھتا ہو مردہ بھی زن و فرزند اور دوستون سے دعا کا منتظر رہتا ہے اور زندون کی دعا کو وہ نور
ہو کر مردون کی قبرون مین پہونچتی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ دعا کو نور کے طباقون مین مردون کے سامنے پیش کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ فلان شخص کا ہدیہ ہے مردے اوسیطرح خوش ہوتے ہین جسطرح زندے ہدیہ سے خوش ہوتے ہین آٹھوین قسم یہ ہو کہ وفا دوستی کو بجالاوے اور
وفاداری کے ایک معنی یہ ہین کہ دوست کی وفات کے بعد اوسکے زن و فرزند اور دوستون سے غافل نرہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین ایک بڑھیا حاضر ہوئی آپنے اوسکی تعظیم فرمائی لوگ اس بات سے متعجب ہوئے آپنے فرمایا کہ یہ عورت بی بی خدیجہ
رضی اللہ تعالی عنہا کے وقت مین ہمارے یہان آیا کرتی تھی اور دوستی نباہنا ایمان مین داخل ہے اور وفاداری یہ ہے کہ جو شخص
کسی دوست سے علاقہ رکھتا ہو اوسکا فرزند ہو یا غلام یا شاگرد سب پر مہربانی کی نظر رکھے اور اوس مہربانی سے زیادہ تر اثر دل
پایا جاوے جو دوست کے ساتھ رکھتا تھا اور وفاداری یہ ہے کہ اگر منصب یا دولت یا حکومت پا گیا ہے تو اگلی تواضع اور مدارات
نگاہ رکھے اپنے دوستون سے غرور نہ کرے اور وفاداری یہ ہے کہ ہمیشہ دوستی قائم رکھے اور کسی سبب سے قطع محبت نکرے
اسواسطے کہ شیطان کا بڑا کام یہ ہے کہ برادرون کو وحشت مین ڈالتا ہے جیسا حق تعالی جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ
الشَّیْطَانَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے کہا ہے مِنْ بَعْدِ اَنْ نَزَغَ الشَّیْطَانُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ
اِخْوَتِیْ اور وفاداری یہ ہے کہ دوستی کے حق مین کسیکا بھڑکانا نہ سنے اور اسکو جھوٹا جانے اور وفاداری یہ ہے کہ دوست کے

دشمن کے ساتھ دوستی نکرے بلکہ اوسکے دشمن کو اپنا بھی دشمن جانے اسواسطے کہ جو شخص کسی کا دوست ہو اور اوسکے دشمن کا بھی دوست ہو تو یہ دوستی ضعیف ہوتی ہے **نوین قسم** یہ ہے کہ تکلف درمیان سے اوٹھا دے اور دوست کے ساتھ بھی ایسا ہی رہے جیسا اکیلا رہتا ہے اگر ایک دوست دوسرے سے ملاحظہ رکھیگا تو وہ دوستی ناقص ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے وہ دوست سب دوستون سے بدتر ہے جس سے معذرت اور تکلف کرنے کی نتیجے ضرورت پڑے حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ مین نے بہت سے دوست دیکھے کوئی ایسے دو برادر نہ دیکھے کہ اونمین سے ایک حشمت کے سبب سے دوسرے کی وحشت کا باعث ہوا مگر یہ کہ کسی مین کچھ عیب ہو بزرگون نے کہا ہے کہ اہل دنیا کے ساتھ ادب سے گذران کر اور اہل آخرت کے ساتھ علم سے اور اہل معرفت کے ساتھ جسطرح تیرا جی چاہے کچھ صوفی اس شرط سے باہم صحبت رکھتے تھے کہ اگر کوئی ہمیشہ روزہ رکھے خواہ ہمیشہ کھانا کھائے یا رات بھر سوئے یا تمام شب نماز پڑہے تو دوسرا کچھ نپوچھے کہ اسکا کیا سبب ہے غرضکہ دوستی کے معنے یگانگی ہین اور یگانگی مین تکلف کو کچھ دخل نہین ہے **دسوین قسم** یہ ہے کہ اپنے تئین سب دوستون سے کمتر سمجھے اور اونسے کسی بات کی امید اور آرزو نرکھے اور کوئی رعایت نہ چھپائے اور سب حقوق ادا کرتا رہے حضرت جنید قدس سرہ کے سامنے کسی شخص نے کہا کہ اس زمانے مین برادر کمیاب ہے اور مکرر کہا حضرت جنید نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا شخص چاہتا ہے جو تیری خدمتگذاری اور غمخواری کرے تو البتہ کمیاب ہے اور اگر ایسا شخص چاہتا ہے کہ تو اوسکی خدمتگذاری اور غمخواری کرے تو بہت ہین بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے تئین دوستون سے بہتر جانیگا خود گنہگار ہوگا اور وہ اسکے حق مین گنہگار ہونگے اور اگر اپنے تئین اونکے برابر سمجھیگا تو خود بھی غمگین ہوگا اور وہ بھی رنجیدہ رہین گے اور اگر اپنے تئین اونسے کمتر جانیگا تو یہ دونون راحت وآرام سے رہین گے حضرت ابو معاویۃ الاسود رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ میرے سب دوست مجھسے بہتر ہین کہ مجھے مقدم رکھتے ہین اور میری بزرگی جانتے ہین

تیسرا باب مسلمانون یگانون ہمسایون لونڈی غلامون کے حقوق کے بیان مین

العزیز جان تو کہ ہر ایک کا حق اوسکی قرابت کی قدر ہوتا ہے اور قرابت کے درجے مین حقوق بھی اون درجون کے قدر ہوتے ہین اور جو برادری خدا کے واسطے ہوتی ہے وہ بہت قوی رابطہ ہے اوسکے حقوق مذکور ہوچکے ہین جس کسی کے ساتھ دوستی نہو فقط دینی قرابت ہو اوسکے بھی کئی حق ہین **پہلا حق** یہ ہے کہ آدمی جو چیز اپنے واسطے پسند نہین کرتا وہ کسی مسلمان کے واسطے بھی پسند نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانون کی مثال ایک آدمی کی سی ہے کہ جب اوسکا ایک عضو دکھتا ہے تو تمام اعضا کو خبر ہوتی ہے اور سب اعضا دردناک ہوتے ہین اور فرمایا ہے کہ جو شخص دوزخ سے نجات چاہتا ہے اوسے چاہیے کہ کلمۂ شہادت پر مرجائے اور جو امر پسند نہین کرتا کہ لوگ اوسکے ساتھ کرین وہ امر خود بھی اورون کے ساتھ نکرے حضرت موسی علیہ السلام نے حق سبحانہ تعالی سے پوچھا کہ یا الہ العالمین تیرے بندون مین بڑا عادل کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو آپ سے انصاف کرے **دوسرا حق** یہ ہے کہ کوئی مسلمان اوسکے ہاتھ اور اوسکی زبان سے رنج نپائے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے پوچھا کہ اے لوگو تم جانتے ہو کہ کون شخص مسلمان ہے لوگون نے

عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین
لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مومن کون ہے آپنے فرمایا کہ مومن وہ ہے جس سے مومنون کو جان و مال مین بیفکری ہو
پھر پوچھا کہ مہاجر کون ہے ارشاد ہوا کہ مہاجر وہ ہے جو بُرے کام چھوڑ دے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ کسی مسلمان کو حلال نہین کہ آنکھ سے ایسا اشارہ کرے کہ کوئی مسلمان اشارہ کے سبب سے رنجیدہ ہو اور یہ بھی حلال نہین کہ
کوئی ایسا کام کرے جسکے سبب سے کوئی مسلمان گھبرائے اور ڈرے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالے
دوزخیون کو خارش مین مبتلا کریگا اسقدر کھجاوینگے کہ استخوان نکل آوینگے پھر پکاریگا پکارنیوالا کہ محنت اور اذیت کیسی ہے
وہ کہینگے کہ نہایت سخت اور بہت بڑی ہے جواب آئیگا کہ یہ اذیت اس سبب سے ہے کہ تم دنیا مین مسلمانون کو ستاتے تھے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے ایک شخص کو بہشت مین دیکھا کہ جدھر جاتا تھا سیر کرتا پھرتا تھا یہ گلگشت اسکو
اس سبب سے نصیب ہوئی کہ اوسنے راہ پر سے ایک درخت کاٹ ڈالا تھا تا کہ کسی کو تکلیف نہو تیسرا حق یہ ہے کہ کسیکے ساتھ
تکبر نکرے اسواسطے حق سبحانہ تعالی متکبرون سے دشمنی رکھتا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر یہ وحی
نازل ہوئی کہ فروتنی اختیار کرو تا کہ کوئی کسی پر فخر نکرے اسیواسطے جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین بیوہ عورتون
اور مسکینون کے ساتھ جاتے اور اونکی حاجت روائی کرتے یہ نچاہیے کہ آدمی کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھے کہ شاید وہ خدا کا ولی ہو
اور اسے خبر نہو کہ حق تعالی نے اولیا کو پوشیدہ رکھا ہے تا کوئی اونکی طرف راہ نہ پاسکے چوتھا حق یہ ہے کہ غماز کی بات کسی
مسلمان کے حق مین نہ سُنے کیونکہ مرد صالح کی بات سُننا چاہیے غماز فاسق ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ کوئی غماز بہشت مین
نجائیگا اے عزیز جان تو کہ جو تیرے سامنے اورون کی بدی کریگا وہ اورون کے سامنے تجھے بھی بُرا کہیگا اوس سے دور رہنا
چاہیے اور اوسکو جھوٹا سمجھنا چاہیے پانچوان حق یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی آشنا سے ترک کلام نکرے اسواسطے کہ
جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی سے بات موقوف کرنا درست نہین ہے
انمین بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالی نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
سے فرمایا کہ تیرا مرتبہ اور نام مین نے اسواسطے بڑا کیا کہ تو نے اپنے بھائیون کی خطا معاف کی اور حدیث شریف مین آیا ہے
کہ اگر تو اپنے کسی مسلمان بھائی کا گناہ معاف کریگا تو حق تعالی تیری عزت اور بزرگی زیادہ کریگا چھٹا حق یہ ہے کہ حتی المقدور
ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرے وہ نیک ہو خواہ بد حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسکے ساتھ ہو سکے نیکی کر اگر وہ اس قابل نہین
مگر تو تو اس لائق ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایمان کے بعد خلائق سے دوستی کرنا اور پارسا اور ناپارسا کے ساتھ احسان
کرنا اصل عقل ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جو شخص بات کرنے کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہاتھ پکڑتا تو جبتک وہ خود نہ چھوڑتا تب تک آپ نچھوڑتے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بات کرتا تو آپ اوسکی طرف
بالکل متوجہ ہوجاتے اور جبتک بات تمام نہوتی صبر فرماتے ساتوان حق یہ ہے کہ بزرگون کی تعظیم کرے اور بچون پر رحم کر

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بوڑہون کی عزت نکریگا اور بچون پر رحم اور شفقت نکریگا وہ میری امت مین نہین ہے کہ سفید بالون کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے اور فرمایا ہے کہ جو جوان بوڑہون کی تکریم کرتا ہے حق تعالی جل شانہ جوانونکو توفیق دیگا کہ بوڑہاپے مین اوسکی تعظیم کرین یہ درازی عمر کی خوشخبری ہے کہ جسکو بوڑہون کی تکریم کی توفیق ہوگی تو اس بر دلیل ہے کہ وہ بہی بوڑہا ہوگا کہ اسکا بدلا دیکہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پہر کر آتے تو لوگ لڑکون کو آپکی خدمت بابرکت مین حاضر لاتے آپ کسی کو سواری پر آگے بٹہاتے کسی کو پیچہے وہ آپس مین فخر کرتے اور کہتے حضرت نے مجہے آگے بٹہالا اور تجہے پیچہے ایک چہوٹے سے بچے کو آپ کے پاس لیگئے کہ آپ اوسکا نام رکہدین اور اوسکے حق مین دعاے خیر کرین آپنے اوسکو گود مین لیلیا ایسا ہوتا کہ کوئی لڑکا اگر پیشاب کرنے لگتا لوگ غل مچا کر چاہتے کہ حضرت سے لے لین آپ فرماتے کہ اسے رہنے دو تاکہ پورا پیشاب کر لے اسکا پیشاب نہ روکو اور اوسکے سامنے آپ پیشاب نہ دہوتے کہ وہ رنجیدہ نہو جب وہ باہر جالیتا تو آپ دہو ڈالتے اور اگر لڑکا خورد سال ہوتا تو پانی اوسکے پیشاب پر چہڑک لیتے اور بیٹہے رہتے آٹہوان حق یہ ہے کہ سب مسلمانون کے ساتہہ ملنسار اور کشادہ پیشانی اور خندان رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی کشادہ رو اور سہل گیر کو دوست رکہتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو نیک کام سبب مغفرت کا ہے وہ آسانی اور کشادہ پیشانی اور شیرین زبانی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ ایک غریب عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے راہ روک کر کہڑی ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ مجہے آپسے کچہ کام ہے آپنے فرمایا کہ اس گلی مین جہان تیرا جی چاہے بیٹہ جا تیرے ساتہہ مین بہی بیٹہون گا وہ بیٹہ گئی آپ بہی بیٹہ گئے جبتک اوسنے اپنا تمام حال عرض کیا آپ بیٹہے رہے نوان حق یہ ہے کہ کسی مسلمان سے وعدہ خلافی نکرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسمین یہ تین چیزین پائی جائین وہ منافق ہے اگرچہ نماز پڑہے اور روزہ رکہے ایک یہ کہ جہوٹ بولتا ہو دوسرے وعدہ خلافی کرتا ہو تیسرے امانت مین خیانت کرتا ہو دسوان حق یہ ہے کہ ہر ایک کی تعظیم اوسکے مرتبے کے موافق کرے جو شخص لوگون مین معزز ہو اوسکی بڑی تعظیم کرے جب کوئی شخص لباس فاخرہ اور سواری اسپ اور تجمل رکہتا ہو تو سمجہے کہ وہ بڑے مرتبہ کا آدمی ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ایک سفر مین تہین جب دسترخوان بچہا ایک فقیر آیا بولین ایک روٹی اسے دیدو اور ایک سوار بہی آپہونچا بولین اسے بلاؤ حاضرین نے کہا کہ آپنے فقیر کو چہوڑ کر امیر کو بلایا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حق تعالی نے ہر ایک کو مرتبہ عنایت کیا ہے ہمکو اسدرجہ کا حق نگاہ رکہنا چاہیے فقیر ایک روٹی سے خوش ہوجاتا ہے امیر کے ساتہہ ایسا کرنا مناسب نہین اوسکے ساتہہ وہ امر کیجیے جسمین وہ خوش ہو حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب کسی قوم کا معزز آدمی تمہارے پاس آئے تو اوسکی تعظیم کرو کوئی شخص ایسا ہوتا تہا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا اپنی چادر اوسے مرحمت کرتے کہ بچہا کر بیٹہے ایک بوڑہیا جس نے آپ کو دودہ پلایا تہا آپکے پاس آئی آپنے اوسے اپنی چادر پر بٹہالا اور فرمایا اے مادر مرحبا جو تیرا جی چاہے مانگ مین تجہے دونگا مال غنیمت سے آپکو جو حصہ ملا تہا اوسے عنایت کیا اوس نیکبخت نے اوس مال کو لاکہہ درم کے عوض حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتہہ بیچا گیارہوان حق یہ ہے کہ جب دو مسلمان آپسمین خفا ہون تو اونمین صلح کرنے کی کوشش کرے رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین تمہین بتا دون کہ کیا چیز روزہ نماز اور صدقہ سے افضل ہے لوگون نے عرض کیا ارشاد کیجیے فرمایا
مسلمانون مین صلح کرا دینا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن بیٹھے بیٹھے ہنسنے لگے
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر سے فدا ہون ہنسنے کا کیا سبب ہے فرمایا میری امت مین سے
دو جو رب العزت کے سامنے زانو کے بھل گرتے ہین ایک تو کہتا ہے کہ بار خدایا اس سے میرا انصاف کر دے کہ اسنے مجھپر ظلم کیا ہے
اوس سے حق تعالی فرماتا ہے اسکا حق دیدے وہ عرض کرتا ہے کہ بار خدایا میری سب نیکیان تو مدعیون نے لیلی ہین اب میرے
پاس کچھ نہین باقی ہے حق تعالی داد خواہ سے فرماتا ہے کہ اب تو کیا کریگا اسکے پاس تو کوئی نیکی نہین ہے وہ عرض کرتا ہے کہ
میرے گناہ اسے حوالے فرما تو اسکے گناہ اوسکے سر رکھتے ہین اور ہنوز مظلمہ باقی رہتا ہے یہ کہکر جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا
روئے اور فرمایا کہ یہی بہت بڑا دن ہے کہ ہر ایک اس امر کا حاجتمند ہوتا ہے کہ اوس سے اوسکا بار عصیان اوتارلین اوسوقت ارحم الراحمین
داد خواہ سے فرماتا ہے کہ سر اوٹھا دیکھ تو تجھے کیا دکھائی دیتا ہے وہ عرض کرتا ہے اے پروردگار چاندی کے شہر دیکھتا ہون سونے
کے مکانات دیکھتا ہون کہ جواہر اور موتیون سے جڑے ہوئے ہین آیا یہ کسی پیغمبر کی ملک ہین یا کسی شہید کی یا صدیق کی حق تعالے
ارشاد فرماتا ہے یہ اوسی کی ملک ہین جو اسکی قیمت دے وہ عرض کرتا ہے یارب العالمین بھلا اسکی قیمت کون دے سکتا ہے احکم الحاکمین
ارشاد کرتا ہے کہ تو دے سکتا ہے وہ عرض کرتا ہے کہ بار خدایا مین کیونکر دے سکتا ہون ارشاد ہوتا ہے کہ تو اسطرح دے سکتا ہے
کہ اپنے اس بھائی کا گناہ معاف کر دے وہ بے اختیار عرض کرتا ہے کہ یا ارحم الراحمین مین نے اسکا گناہ معاف کیا حکم ہوتا ہے
کہ اوٹھہ اور اسکا ہاتھ پکڑ اور تم دونون جنت مین جاؤ یہ کہکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی سے ڈرو اور خلق مین
صلح کیا کرو کہ حق تعالی قیامت کے دن مسلمانون مین صلح کرتا ہے بارھوان حق یہ ہے کہ مسلمانون کے تمام عیبون اور پوشیدہ
برائیون کو چھپائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اس جہان مین مسلمانون کی پردہ پوشی کریگا قیامت کے دن
حق تعالی اوسکے گناہون کو پوشیدہ رکھیگا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جسے مین
پکڑتا ہون خواہ چور ہو خواہ شرابی یہی چاہتا ہون کہ حق تعالی اسکے گناہ فاحش کو چھپاوے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اے لوگون تمنے فقط زبان سے کلمہ پڑہا ہے ابھی تمھارے دلون مین ایمان نہین آیا لوگون کی غیبت نکیا کرو اونکی
پوشیدہ برائیون کا تجسس نکیا کرو جو شخص کسی مسلمان کا عیب تجسس کرتا ہے حق تعالی اوسکا عیب فاش کرتا ہے تاکہ وہ رسوا ہو
اگرچہ گھر کے اندر ہو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مجھے یاد ہے جب پہلے ایک شخص کو لوگون نے چوری مین
پکڑا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لائے تاکہ آپ اوسکا ہاتھ کاٹین آپ کے چہرۂ نورانی کا رنگ متغیر ہو گیا
لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپکو اس کام سے کیا کراہت آئی فرمایا کیون نہ آئے اپنے بھائیون کی دشمنی مین مین شیطان کا
مددگار کیون ہون اگر تم چاہتے ہو کہ حق تعالی تمہین بخشدے اور تمھارے گناہ چھپائے اور معاف کرے تو تم بھی لوگون کے
گناہ چھپاؤ کیونکہ جب سلطان کے پاس پہونچو گے تو حد قائم کرنے سے کچھ چارہ نہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ

ایک رات گشت کے واسطے نکلے ایک گھر سے سرود کی آواز آئی آپ چھت پر چڑھ گئے جب گھر مین گئے تو ایک مرد کو دیکھا کہ رنڈی
کے ساتھ شراب پی رہا ہے کہا اے دشمن خدا تو سمجھا تھا کہ تیرے ایسے گناہ کو حق تعالی چھپا دیگا اوسنے عرض کیا یا امیر المومنین
جلدی نکیجیے مین نے اگر ایک گناہ کیا ہے تو آپنے تین گناہ کیے مین حق تعالی نے فرمایا ہے وَلَا تَجَسَّسُوا اور آپنے جستجو کی اور فرمایا
وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا اور آپ چھت پر سے آئے اور فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا
اور آپ بے اجازت چلے آئے اور سلام بھی نکیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اگر مین معاف کرون تو تو توبہ کریگا اوسنے
عرض کیا ہان توبہ کرونگا اور پھر ہرگز ایسے کام کے پاس نجاؤنگا آپ نے معاف کیا اور اوسنے توبہ کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جسنے لوگون کی وہ باتین سننے کے واسطے کان لگایا جو بے اوسکے کرتے ہین قیامت کے دن اوسکے کان مین
سیسا پگھلا کر ڈالا جائیگا **تیرھوان حق** یہ ہے کہ تہمت کی راہ سے دور رہے تاکہ مسلمانون کے دل کو بدگمانی سے اور زبان کو
عیب سے بچائے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ کا سبب ہوتا ہے تو اوس گناہ مین خود بھی شریک ہو جاتا ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص کیسا ہوتا ہے جو اپنے مان باپ کو گالی دیتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا
کون کریگا کہ اپنے مان باپ کو خود گالی دے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کے مان باپ کو گالی دیگا تاکہ وہ اسکے مان باپ کو گالی دین
تو وہ گالی خود اوسنے دی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تہمت کی جگہہ بیٹھے اوسے درست نہین ہے
کہ اوس شخص کو ملامت کرے جو اوس سے بدگمان ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کے اخیر مین ام المومنین حضرت بی بی صفیہ
رضی اللہ عنہا سے مسجد مین باتین کرتے تھے ایک شخص وہان آنکلا آپنے اوسے بلایا اور فرمایا یہ میری بی بی ہے حضرت صفیہ ہین اوسنے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ لوگ اور کسی سے بدگمانی کرین تو کرین آپ سے نہین کرسکتے فرمایا شیطان آدمی کے بدن مین اسطرح
سیر کرتا ہے جسطرح خون رگون مین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مرد کو دیکھا کہ راستے مین ایک عورت سے
باتین کرتا تھا اوسے درّے مارے اوسنے عرض کیا کہ یا امیر یہ میری جورو ہے فرمایا تو ایسی جگہہ کیون نہین باتین کرتا جہان
کوئی ندیکھے **چودھوان حق** یہ ہے کہ اگر صاحب جاہ و منزلت ہے تو کسی کی سعی کرنے مین دریغ نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے اصحاب سے فرمایا کہ مجھسے مطلب چاہو میرے دل مین ہوتا ہے کہ دون لیکن دیر کرتا ہون تاکہ تم مین سے کوئی سعی کرے
اور اوسکو بھی اجر ملے سعی کرو ثواب پاؤ اور فرمایا ہے کوئی صدقہ زبانی صدقہ سے بہتر نہین لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم
زبانی صدقہ کیا ہے فرمایا وہ سعی جو کسی کی جان بچائے یا کسی کو نفع پہونچائے یا اذیت سے بچائے **پندرھوان حق** یہ ہے
کہ جب سنے کہ کوئی مسلمان کے حق مین زبان درازی کرتا ہے اور اوسکی آبرو یا اوسکے مال کا قصد رکھتا ہے اور وہ مسلمان
غائب ہے تو خود جواب دینے مین اوسکا نائب بنجائے اور اوسے ظلم سے بچائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
جو مسلمان اوس جگہہ کسی مسلمان کی یاری کریگا جہان لوگ اوسکو بری بات کہتے ہین اور اوسکی بےحرمتی کے درپے ہین تو حق تعالی
اوس یاری کرنیوالے کی وہان پر مدد کریگا جہان مدد کا وہ نہایت محتاج ہوا اور جو مسلمان ایسی جگہہ نصرت فرو گذاشت کریگا

جہان لوگ کسی مسلمان کی بیحرمتی کرتے ہون تو حق تعالی اوس فروگذاشت کرنیوالے کو بھی اوس وقت ذلیل اور ضائع کریگا جب وہ اپنی نصرت کو نہایت دوست رکھتا ہو سولھوان حق یہ ہے کہ جب کسی بڑے آدمی کی صحبت مین پہنس جائے تو جہانتک ہو سکے اوسکے ساتھ مدارا کرے اور بالمشافہ سختی اور درشتی نکرے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے اس آیۂ کریمہ وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ کے معنے یون کیے ہین کہ سلام اور مدارا سے برائی کا عوض کرد حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہونیکی اجازت چاہی آپنے فرمایا اجازت دو اور یہ شخص اپنے قوم کا بڑا آدمی ہے جب وہ شخص آیا تو آپنے اسقدر اوسکی مراعات فرمائی کہ مین سمجھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اسکا بڑا مرتبہ ہے جب وہ باہر گیا تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے اسکو بڑا آدمی بھی فرمایا باوصف اسکے مراعات کی فرمایا کہ اے عائشہ رضی قیامت کے دن خدا کے نزدیک وہ آدمی بدتر ہوگا جسکے شر کے خوف سے لوگ اوسکے ساتھ مراعات کرتے ہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بدگویون کی زبان سے اپنی آبرو جس چیز کی بدولت تو بچالے وہ چیز صدقہ ہے حضرت ابو الدردا رضی نے کہا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ ہم اونکے سامنے تو ہنستے ہین لیکن ہمارا دل اونپر لعنت کرتا ہے سترہوان حق یہ ہے کہ فقیرون کے ساتھ صحبت اور دوستی رکھے اور امیرون کے پاس بیٹھنے سے حذر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردون کے پاس نہ بیٹھو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا امیر لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سلطنت مین جہان کوئی مسکین دیکھتے اوسکے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے مسکین مسکین پاس بیٹھا ہے حضرت عیسی علیہ السلام کو یا مسکین لفظ سے زیادہ کوئی نام پسند نتھا حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے یون دعا کی ہے کہ بار خدایا جبتک تو مجھے زندہ رکھے مسکین رکھ اور جب مارا چاہے مسکین ہی مار اور جب حشر کرے تو مسکینون کے ساتھ حشر کر حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ خدایا مین تجھے کہان ڈہونڈہون فرمایا شکستہ دلون کے پاس اٹھارہوان حق یہ ہے کہ مسلمانون کا دل خوش کرنے کو اور اوسکی حاجت روائی کرنے کے لیے کوشش کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان کی حاجت روائی کی وہ ایسا ہے کہ گویا تمام عمر اوسنے حق تعالی کی خدمت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی آنکھ روشن رکھیگا قیامت کے دن حق تعالی اوسکی آنکھ روشن کریگا اور فرمایا ہے کہ جو کوئی دن کو یا رات کو گھڑی بھر کے لیے مسلمان کے کام کے واسطے جاتا ہے تو اوسکا کام نکلے خواہ نہ نکلے مگر اس جانیوالے کے واسطے وہ گھڑی بھر مسجد مین دو مہینے معتکف رہنے سے زیادہ افضل ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کسی غمگین کو راحت پہونچائے یا کسی مظلوم کو ظلم سے چھوڑائے حق تعالی اوسے تہتر مغفرتین عنایت فرمائیگا اور فرمایا ہے کہ تم اپنے برادر کی یاری کرو وہ ظالم ہو خواہ مظلوم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ظالم ہو تو کیونکر یاری کرین آپنے فرمایا کہ اوسے ظلم سے باز رکھنا یہی یاری ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی کے نزدیک کوئی عبادت اس سے زیادہ مقبول نہین کہ تو کسی مسلمان کے دل کو خوش کرے اور فرمایا ہے کہ دو خصلتین ہین کہ اونسے زیادہ کوئی گناہ بدتر نہین شرک کرنا اور لوگون کو ستانا اور دو خصلتین ہین کہ اونسے زیادہ کوئی عبادت بہتر نہین ایمان لانا اور خلق کو آرام دینا

اور فرمایا ہے کہ جسکو مسلمانان کا غم نہو وہ میری امت مین نہین ہے حضرت فضیل کو لوگون نے دیکھا کہ رو رہے تھے پوچھا تم کیون روتے ہو فرمایا کہ ان غریب مسلمانون کے رنج مین جنھون نے مجھپر ظلم کیا ہے فردائے قیامت کو انسے سوال ہوگا کہ تمنے کیون ظلم کیا وہ رسوا ہونگے اور اونکا کوئی عذر پیش رفت نہوگا حضرت معروف کرخی نے کہا ہے کہ جو شخص روز تین بار کہیگا اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اوسکا نام ابدالون مین لکھین گے انیسوان حق یہ ہے کہ جسکے پاس پہونچے بات کرنے سے قبل پہلے خود سلام کرکے مصافحہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص سلام سے پہلے بات کرے اوسے جواب نہ دو جبتک پہلے سلام نہ کرے ایک شخص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلام نکیا آپنے فرمایا باہر جاکر پھر آ اور سلام کر حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جب آٹھ برس مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی تو آپنے فرمایا کہ اے انس طہارت پوری کیا کر تاکہ تیری عمر دراز ہو اور جسکے پاس جایا کر پہلے اوسے سلام کیا کر تاکہ تیری نیکیان زیادہ ہون اور جب اپنے گھر مین جایا کر تو اپنے لوگون سے سَلَامٌ عَلَیْکَ کیا کر تاکہ تیرے گھر مین خیر بہت ہو ایک شخص خدمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ آپنے فرمایا کہ اسکے واسطے دس نیکیان لکھی جاینگی دوسرا شخص حاضر ہوا اور کہا سلام علیکم ورحمۃ اللہ آپنے فرمایا اسکے واسطے بیس نیکیان لکھین گے تیسرا شخص آیا اوسنے کہا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آپنے فرمایا اسکے لیے تیس نیکیان لکھین جاینگی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب گھر مین جاؤ تب سلام کرو اور جب نکلو تب بھی سلام کرو پہلا سلام پچھلے سلام سے افضل نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جب دو مسلمان باہم مصافحہ کرتے ہین تو ستر رحمتین ان تقسیم کیجاتی ہین اونہتر رحمتین اوسکا حصہ ہوتی ہین جو ان دونون مین زیادہ خندان اور کشادہ رو ہوتا ہے اور جب دو مسلمان باہم سلام کرتے ہین تو سو رحمتین اونپر بٹتی ہین نوے رحمتین اوسکا حق ہے جو ابتدا کرتا ہے اور دس اوسکا حق جو جواب دیتا ہے اور بزرگان دین کے ہاتھ کو بوسہ دینا سنت ہے حضرت ابوعبیدہ جراح نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے ہاتھ کو بوسہ دیا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب ہم کسی دوست کے پاس جائین تو پشت خم کرین فرمایا نہین پھر پوچھا کہ اوسکا ہاتھ چومین فرمایا نہین پھر پوچھا مصافحہ کرین فرمایا ہان لیکن جب سفر سے کوئی پھر کر آئے تو منہ پر بوسہ دینا اور بغل گیر ہونا سنت ہے مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سرو قد کھڑے ہونے سے خوش نہوتے تھے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص ہمین محبوب نتھا آپکے واسطے ہم سرو قد نہ اوٹھتے تھے ہمین معلوم تھا کہ آپ اس امر سے ناراض ہوتے ہین لیکن جہان یہ عادت ہوگئی ہے وہان اگر کوئی تعظیم کے واسطے سرو قد اوٹھے گا تو مضائقہ نہین ہے مگر کسیکے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا منع ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس بات کو دوست رکھے کہ لوگ اوسکے سامنے دست بستہ کھڑے ہون اور وہ خود بیٹھا رہے اوس سے کہدو کہ دوزخ مین اپنی جگہہ ٹھہرا لے بیسوان حق یہ ہے کہ چھینکنے والے کا جواب دے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمین تعلیم فرمایا ہے کہ جسے چھینک آئے وہ الحمدللہ رب العالمین کہے اور جو شخص سنے وہ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے پھر وہ کہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ

اور جب کوئی شخص الحمد للہ نہ کہے گا یرحمک اللہ کا مستحق نہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی آواز پست کرتے اور منہ پر ہاتھ رکھ لیتے اگر پاخانہ پھرتے یا پیشاب کرنے مین کسیکو چھینک آوے تو دل مین الحمد للہ کہے حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ اگر زبان سے کہیگا تو بھی مضائقہ نہین ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ کیا تو نزدیک ہے جو آہستہ بات کرون یا دور ہے تا پکار کر کہون ارشاد ہوا کہ جو مجھے یاد کریگا مین اوسکا ہمنشین ہون پھر عرض کیا کہ الٰہی میرے بہت سے حال ہین مثلاً جنابت اور قضاے حاجت ایسے حال مین تجھے یاد کرنا بے ادبی ہے ارشاد ہوا کہ ہر حال مین مجھے یاد کر اور کچھ اندیشہ نکر **اکیسوان حق** یہ ہے کہ آشنا کی بیمار پرسی کرے اگرچہ دوست نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بیمار کی عیادت کریگا بہشت مین جائیگا اور جب عیادت کرکے پھرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے مقرر ہوتے ہین تاکہ اوسپر شام تک درود پڑہین سنت یہ ہے کہ اپنا ہاتھ بیمار کے ہاتھ یا پیشانی پر رکھے اور احوال پرسی کرے اور کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اُعِیْذُکَ بِاللّٰہِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ مِّنْ شَرِّ مَا تَجِدُ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین بیمار تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار تشریف لاکر یہی دعا پڑہی اور بیمار کے واسطے سنت یہ ہے کہ یہ دعا پڑہے اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ اور جب کوئی پوچھے کہ کیسا ہے تو گلہ نکرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے حق تعالیٰ دو فرشتے اوسپر تعینات فرماتا ہے کہ دیکھتے رہین کہ جب کوئی عیادت کے واسطے آتا ہے تو وہ بیمار شکر کرتا ہے یا شکایت اگر شکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خیریت ہے الحمد للہ تو حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مجھپر واجب ہے کہ اگر اپنے بندے کو لیجاؤنگا تو رحمت کے ساتھ لیجاؤنگا اور بہشت مین پہونچاؤنگا اور اگر صحت دونگا تو اس بیماری کے سبب سے اوسکے گناہونکو بخشونگا جو گوشت اور خون وہ پہلے رکھتا تھا اب اوس سے بہتر دونگا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکے پیٹ مین درد ہو اپنی جورو کے مہر مین سے کچھ لیکر شہد خریدے اور برسات کے پانی مین گھول کر پیے شفا پائیگا اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مینہ کے پانی کو مبارک اور شہد کو شفا اور عورتون کے مہر کو جو بخشدین سازگار خوشگوار فرمایا ہے جب یہ تینون چیزین باہم ملینگی تو بیشک شفا پائیگا غرضکہ بیمار کا ادب یہ ہے کہ گلہ اور بیصبری نکرے اور یہ امید رکھے کہ بیماری اسکی گناہون کا کفارہ ہوگی اور جب دوا پیے تو دوا پیدا کرنیوالے پر بھروسا رکھے دوا پر نہین اور عیادت کے آداب یہ ہین کہ دیر تک نہ بیٹھے اور بہت احوال پرسی نکرے اور صحت کی دعا مانگے اور اوسکی بیماری کے سبب سے اپنے تئین غمگین جتائے اور گھر کے اندر مکانات اور دیوارون کو نہ دیکھے اور جب بیمار کے دروازے پر جائے تو اجازت چاہے اور دروازے کے سامنے نہ کھڑا رہے بلکہ ایک طرف کھڑا ہو اور دروازہ کو آہستہ کھٹکھٹائے اور یون نہ پکارے کہ ای غلام جب اندر سے کوئی پوچھے کہ کون ہے تو یہ نہ کہے کہ مین ہون ای غلام کے بدلے سبحان اللہ اور الحمد للہ کہے جو کوئی کسیکا دروازہ کھٹکھٹائے وہ یون ہی عمل مین لائے **بائیسوان حق** جنازہ کے ساتھ جانا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جاتا ہے وہ ایک قیراط اجر پاتا ہے اگر دفن تک کھڑا رہیگا تو دو قیراط اجر ملیگا اور ہر قیراط کوہ احد کے برابر ہوگا جنازے کے ساتھ جانیکا ادب یہ ہے کہ چپ رہے ہنسے نہین

عبرت لے موت کو یاد کرے حضرت اعمش نے کہا ہے کہ جب ہم جنازہ کے ساتھ جاتے تو یہ نہ پہچانتے کہ کس سے تعزیت کرین کیونکہ
ہر ایک دوسرے سے زیادہ غمگین نظر آتا تھا کچھ لوگ ایک مردہ کا غم کرتے تھے ایک بزرگ نے کہا کہ اپنا غم کرو اسواسطے کہ مردہ
نے تو تین ہولون سے رہائی پائی ملک الموت کا منہ دیکھ چکا موت کی تلخی چکھ چکا خاتمہ کے ڈر سے نکل گیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مردے کے پیچھے جاتی ہین دوست اور مال اور عمل دوست اور مال تو پھر آتے ہین عمل اوسکے ساتھ رہتا ہے

تینتیسوان حق یہ ہے کہ زیارت قبور کے واسطے جائے اور اونکے واسطے دعاے مغفرت کرے اور عبرت لے اور سمجھے کہ یہ پہلے
جا چکے مجھے بھی جلد ہی جانا ہے اور زیر خاک سونا ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو شخص قبر کو بہت یاد کریگا
اوسکی قبر جنت کے گلزارون مین سے ایک گلزار ہوگی اور جو بھول جائیگا اوسکی قبر دوزخ کے غارون مین ایک غار ہوگی حضرت
ربیع ابن خثیم جنکا مزار طوس مین ہے تابعین مین سے ایک بزرگ تھے اونھون نے اپنے گھر مین قبر کھود دی تھی تاکہ جب اونمین
کچھ غفلت پاتے قبر مین آرام فرماتے اور ایک ساعت کے بعد کہتے کہ یا الہی پھر مجھے دنیا مین بھیج تاکہ اپنے گناہون کا تدارک کرون
بعد اوسکے اوٹھکر کہتے کہ ہان اے ربیع پھر تجھے بھیجا اسکے پہلے کوشش کر کہ ایک بار ایسی نوبت آئیگی کہ پھر تجھے دنیا مین جانیکی
اجازت نہ ملیگی حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان مین جاکر ایک قبر پر بیٹھے اور
بہت روئے مین آپکے پاس تھا عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ یہ میری ماں کی قبر ہے حق تعالی سے
مین نے اجازت چاہی کہ مین انسے ملون اور انکی مغفرت چاہون ملنے کی تو اجازت دی دعا کی اجازت نہ دی محبت فرزندی نے
دل مین جوش کیا اس سبب سے مین رونے لگا مسلمانون کے جو حقوق فقط اسلام کی نظر سے نگاہ رکھنا چاہیے اونکی تفصیل ہے
واللہ عالم بالصواب **ہمسایون کے حقوق انمین علاوہ ہین** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی ہمسایہ
ایسا ہے جسکا ایک ہی حق ہے وہ ہمسایہ کافر ہے اور کوئی ہمسایہ ہے جسکے دو حق ہین وہ ہمسایہ مسلمان ہے اور کوئی ہمسایہ ایسا ہے
کہ جسکے تین حق ہین وہ ہمسایہ یگانہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے حق ہمسایہ
کی نصیحت کرتے یہانتک کہ مین سمجھا کہ ہمسایہ کو میری میراث پہونچیگی اور فرمایا ہے کہ جو شخص خدا اور قیامت کا ایمان لایا اوسے
کہدو کہ اپنے پڑوسی کی تکریم کیا کرے اور فرمایا ہے کہ جسکے شر سے پڑوسی بےخوف نہو وہ مسلمان نہین اور فرمایا کہ دو متخاصم جو قیامت مین
آئینگے دو پڑوسی ہونگے اور فرمایا ہے کہ جسنے پڑوسی کے کتے کو پتھر سے مارا اوسنے پڑوسی کو ایذا دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے لوگون نے عرض کیا کہ فلانی عورت دنکو روزہ رکھتی ہے رات کو نماز پڑھتی ہے لیکن پڑوسی کو ستاتی ہے آپنے فرمایا کہ دوزخ
مین جائیگی اور فرمایا ہے کہ چالیس گھر تک حق ہمسایہ ہے حضرت زہری نے کہا ہے چالیس گھر آگے چالیس گھر پیچھے چالیس گھر
داہنے چالیس گھر بائین اے عزیز جان تو کہ ہمسایہ کا حق فقط یہی نہین ہے کہ تو اوسکو ستائے نہین بلکہ اوسکے ساتھ احسان کرنا
ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ پڑوسی فقیر امیر سے قیامت کے دن جھگڑیگا اور کہیگا کہ یا اللہ اس سے پوچھ کہ اسنے
میرے ساتھ نیکی کیون نہ کی اور مجھے اپنے گھر مین کیون نہ آنے دیا ایک شخص کو چوہون سے کمال تکلیف تھی لوگون نے کہا تو

کیون نہین پالنا کہا مجھے یہ خوف ہے کہ بلی کی آواز سنکر چوہے پڑوسی کے گھر مین چلے جائین تو جو بات مین اپنے واسطے نہین پسند کرتا وہ اوسکے واسطے پسند کی ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے یہ حق ہے کہ اگر تمسے مدد چاہے تو مدد کرو اگر قرض مانگے تو قرض دو اگر محتاج ہو تو اوسکی خدمت کرو اگر بیمار ہو تو عیادت کرو اگر مر جائے تو اوسکے جنازے کے ساتھ جاؤ خوشی مین تہنیت غمی مین تعزیت بجالاؤ اپنے گھر کی دیوار بلند نہ اوٹھاؤ کہ ہوا اوس سے رکے اگر میوہ خریدا ہے تو اوسے بھی بھیجو اگر نہین بھیج سکتے تو پوشیدہ کرو اور اپنے لڑکون کو میوہ ہاتھ مین لیے ہوئے باہر جانے دو کہ اوسکا لڑکا رنجیدہ نہو اور اپنے باورچی خانے کے دہوین سے اوسے رنجیدہ نکرو مگر یہ کہ اوسے بھی کھانا بھیجو اور فرمایا ہے کہ تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے قسم ہے اوس خدا کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ حق ہمسایہ اوسی سے ادا ہوتا ہے جسپر خدا تعالی رحمت کرتا ہے حقوق ہمسایہ مین سے یہ بھی ہے کہ کوٹھے پر سے تو اوسکے گھر مین نہ دیکھے وہ اگر تیری دیوار پر تہیر رکھتا ہو تو اوسے منع نہ کر اور اوسکا پرنالا بند نہ کر اگر تیرے گھر کے دروازے کے سامنے مٹی ڈالتا ہے تو اوس سے نہ لڑ اور جو کچھ اوسکا عیب سن اوسے چھپا دل دکھانے کی کوئی بات اوسکے ساتھ نہ کر اوسکی عورتون سے اپنی آنکھہ بچا اوسکی لونڈیون کو بہت نہ دیکھہ یہ باتین مسلمانون کے حقوق کے سوا ہین انکو یاد رکھہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ میرے دوست رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی کہ تو جب کچھ پکا تو اوسمین بہت سا شوربا لگا اور اوسمین سے پڑوسی کا حصہ بھیج ایک شخص نے حضرت عبد اللہ ابن مبارک سے پوچھا کہ پڑوسی میرے غلام کا شکوا کرتا ہے اگر اوسکو بے دلیل مارون تو گنہگار ہون اگر نہ مارون تو پڑوسی برا مانتا ہے حیران ہون کیا کرون اونھون نے فرمایا کہ تامل کر تا کہ غلام ایسی نادانی کرے جس سے سیاست اور ادب کے قابل ہو جائے ادب دینے مین تاخیر کر تا کہ پڑوسی تجھسے شکایت کرے پھر غلام کو سزا دے تا کہ دونو حق ادا ہو جائے **خویش اور یگانون کے حقوق** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ مین رحمان ہون اور قرابت رحم ہے مین نے اپنے نام سے اسکا نام چھانٹا ہے جو صلۂ رحم کرتا ہے مین اوس سے ملتا ہون جو قطع رحم کرتا ہے مین اوس سے قطع محبت کرتا ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ میری عمر دراز ہو اور روزی فراخ ہو اوس سے کہدو کہ یگانون کے ساتھ نیکی کرے اور فرمایا ہے کہ صلۂ رحم سے زیادہ کسی عبادت کا ثواب نہین ہے حتی کہ بعضے لوگ فسق و فجور مین مبتلا رہتے ہین جب صلۂ رحم کرتے ہین تو اونکے مال اور اولاد مین اوسکی برکت سے افزایش ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی صدقہ اوس سے بہتر نہین جو اون قرابتیون کو تو دے جو تیرے ساتھ خصومت رکھتے ہون ایعزیز جان تو کہ صلۂ رحم کے یہ معنی ہین کہ اہل قرابت اگر تجھسے قطع کرین تو تو اونسے مل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب فضیلتون سے یہ افضل ہے کہ جو تجھسے قطع کرتا ہے تو اوس سے مل اور جو تجھے محروم رکھتا ہے تو اوسے عطیہ دے اور جو تجھپر ظلم کرتا ہے تو اوسے معاف کر **مان باپ کے حقوق** ایعزیز جان تو کہ انکا حق بہت بڑا ہے اسواسطے کہ انکی قرابت زیادہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ...

آزاد نکر دے اور فرمایا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا نماز روزہ حج عمرہ جہاد سب سے افضل ہے اور فرمایا ہے کہ لوگ
بہشت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے سونگھین گے مگر فرزند عاق اور قطع رحم کرنیوالا آدمی نہ سونگھے گا حق سبحانہ تعالی اسنے
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص ماں باپ کی اطاعت نکرے مین اوسے نافرمان لکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ماں باپ کے نام سے صدقہ دیتا ہے اوسکا کچھ نقصان نہین ہوتا ان دونون کو بھی ثواب ملتا ہے
اور اسکا ثواب بھی کم نہین ہوتا ایک شخص جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے
ماں باپ مر گئے ہین مجھپر اونکا کیا حق ہے جو ادا کرون فرمایا اونکے واسطے نماز پڑہ اور مغفرت مانگ اور اونکا عہد اور وصیت بجا لا اونکے
دوستون کی تکریم کر اونکے عزیزون کے ساتھ احسان کر اور فرمایا ہے کہ ماں کا حق باپ کے حق سے دونا ہے **فرزندون کے
حقوق** ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ مین کسکے ساتھ احسان کرون آپنے
فرمایا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اوسنے عرض کیا کہ وہ تو مر گئے فرمایا فرزند کے ساتھ احسان کر کہ جیسا باپ کا حق ہے ویسا ہی
فرزند کا بھی حق ہے فرزند کے حقوق مین یہ امر بھی ہے کہ بدخوئی کے سبب سے اوسے نافرمانی کے قریب نہ لائے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی ایسے باپ پر رحمت کرے جو اپنے بیٹے کو نافرمانی پر نہ لائے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لڑکا جب سات دن کا ہو اوسکا عقیقہ کرو اور نام رکھو اور پاک کرو
جب چھ برس کا ہو ادب سکھاؤ جب نو برس کا ہو تو اوسکا بچھونا جدا کر دو اور تیرہ برس کی عمر مین نماز کے واسطے مارو جب سولہ برس کا
ہو اوسکا نکاح کر دو اور اوسکا ہاتھ پکڑ کر کہدو کہ مین نے تجھے ادب سکھا دیا تیری تربیت کر دی تیرا نکاح کر دیا اب خدا کی پناہ مانگتا ہون
دنیا مین تیرے فتنہ سے اور عقبی مین تیرے عذاب سے اور فرزندون کے حقوق مین سے یہ بھی ہے کہ اونکے درمیان داد و دہش
اور پیار اور سب بھلائیون مین مساوات رکھے اور چھوٹے بچے کو پیار کرنا اور بوسہ دینا سنت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
امام حسن علیہ السلام کو بوسہ دیتے تھے اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے دس لڑکے ہین مین نے کبھی کسیکو بھی بوسہ نہین دیا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رحم نکریگا اوسپر خدا کی رحمت نازل نہوگی ایکدن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما
تھے حضرت امام حسن علیہ السلام گر پڑے فوراً آپنے منبر سے اوتر کر اوٹھا لیا اور یہ آیت پڑہی اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ
ایکبار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تھے جب سجدے مین گئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے آپکی گردن
مبارک پر پاؤن رکھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا توقف فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سمجھے کہ شاید وحی آئی ہے
اسواسطے آپنے اتنا لنبا سجدہ کیا جب سلام پھیرا تو صحابہ رض نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا سجدے مین وحی نازل ہوئی تھی ہے
فرمایا نہین حسین نے مجھے اپنا اونٹ بنایا تھا مین نے چاہا کہ اوسے جدا نکرون غرضکہ فرزندون کے حق کے بہ نسبت ماں باپ
کے حق کی بڑی تاکید ہے اسواسطے کہ اونکی تعظیم فرزندون پر واجب ہے حق تعالی نے اونکی تعظیم کو اپنی عبادت کے ساتھ ذکر کیا ہے
اور فرمایا وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور اونکے حق کی عظمت کے سبب چیزین واجب ہوئی ہین

ایک یہ کہ اکثر علما اس بات پر ہین کہ کھانا مشتبہ ہو حرام محض نہو اور ماں باپ فرزند سے کہین کہ تو ہمکو کھانے تو اونکی اطاعت کرکے
اور کھاوے اسواسطے کہ انکی خوشی بہت ضرور ہے دوسرے یہ کہ انکی اجازت کے بغیر کوئی سفر نکرنا چاہیے مگر یہ کہ سفر فرض ہو گیا ہو
جیسے نماز روزہ کا علم سیکھنے کے واسطے سفر ہو بشرطیکہ اوس جگہہ اور کوئی فقیہ موجود نہو اور صحیح یہ ہے کہ ماں باپ کی اجازت
سے حج واسلام کے واسطے جانا چاہیے اسواسطے کہ اوسمین تاخیر کرنا درست ہے گو کہ اصل مین وہ فرض ہے ایک شخص رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور جہاد کو جانیکی اجازت چاہی آپنے استفسار فرمایا کہ تیری ماں ہے
اوسنے عرض کیا کہ ہاں ہے آپنے فرمایا تو اوسکے پاس بیٹھ کہ تیری جنت اوسکے قدمون کے نیچے ہے اور ایک شخص یمن سے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور جہاد مین جانے کی اجازت چاہی آپنے فرمایا کہ تیرے ماں باپ ہین اوسنے
عرض کیا جی ہاں ہین آپنے فرمایا کہ تو جا پہلے اونسے اجازت مانگ اگر وہ اجازت ندین تو انکی اطاعت کر اسواسطے کہ توحید کے بعد
حق تعالی کے نزدیک کوئی قربت اور عبادت اس سے بہتر نہین ہے اے عزیز جان تو کہ بڑے بھائی کا حق باپ کے حق کے قریب
ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق بیٹے پر **لونڈی غلامون کے حقوق** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لونڈی غلامون کے حق مین تم خدا سے ڈرو
جو تم کھلاتے ہو انھین کھلاؤ جو تم پہنتے ہو انھین پہناؤ ایسا مشکل کام نکہو جو یہ نہ کرسکین اگر کام کے ہین تو انھین رکھو نہین تو
بیچ ڈالو اور خدا کے بندون کو اذیت مین نرکھو اسواسطے کہ خدا نے انکو تمھارا لونڈی غلام اور زبردست کر دیا ہے
اگر چاہتا تو تمکو انکا زبردست کر دیتا کسی شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایک دن مین کے بار لونڈی
غلامون کا قصور معاف کرین فرمایا ستر بار احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ تمنے بردباری کس سے سیکھی ہے
کہا کہ قیس بن عاصم سے اسواسطے کہ اونکی لونڈی بکری کا بچہ بھنا ہوا لوہے کی سیخ مین لگا ہوا لاتی تھی اتفاقاً اوسکے ہاتھ سے
چھوٹ کر اونکے بیٹے پر گرا وہ مرگیا لونڈی ڈر کے مارے بیہوش ہوگئی اونھون نے کہا سنبھل تیرا کچہ قصور نہین اور تجھے مین نے خدا کی
راہ پر آزاد کیا حضرت عون بن عبد اللہ جب اپنے غلام سے نافرمانی دیکھتے تو کہتے کہ تو نے بھی اپنے آقا کی وہی عادت اختیار کی ہے
جسطرح تیرا آقا اپنے مالک کا گناہ کرتا ہے اسیطرح تو بھی اپنے آقا کا گناہ کرتا ہے حضرت ابو مسعود انصاری ایک غلام کو مارتے تھے
آواز سنی کہ کسی شخص نے کہا یا ابا مسعود یہ اوسطرف پھرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ فرمانے لگے کہ جتنی قدرت تو
اس غلام پر رکھتا ہے اوس سے زیادہ حق تعالی تجھپر قدرت رکھتا ہے لونڈی غلام کا حق یہ ہے کہ اونھین روٹی سالن اور کپڑے سے
محروم نرکھے اور حقارت کی نظر سے ندیکھے اور سمجھے کہ وہ بھی میرے مانند آدمی ہین وہ اگر کچہ خطا کرے تو آقا خود جو خدا کا
گناہ کرتا ہے اوسے سوچے اور یاد کرے اور جب غصہ آئے تو احکم الحاکمین جو قدرت اسپر رکھتا ہے اوس قدرت کا خیال کرکے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب زیردست نے رنج اور محنت کھینچکر اوسکے واسطے کھانا طیار کیا اور اوسے
محنت سے بچایا تو چاہیے کہ اوس زیردست کو اپنے ساتھ بٹھائے اور اوسکے ساتھ کھائے اگر ایسا نہین کرسکتا تو ایک لقمہ

روغن مین ڈبوکر اپنے ہاتھ سے اوسکے منہ مین دیدی اور کہے کہ یہ نوالہ کھالے

چھٹی اصل آداب عزلت کے بیان مین

ایعزیز ازجان اس بات کو جان کر اس باب مین علما کا اختلاف ہے کہ عزلت اور گوشہ گیری بہتر ہے یا بندگان خدا سے ملے جلے رہنا افضل ہے حضرت سفیان ثوری اور ابراہیم ادہم اور داؤد طائی اور فضیل عیاض اور ابراہیم خواص اور یوسف اسباط اور حذیفہ مرعشی اور بشر حافی رحمہم اللہ تعالی اور اکثر بزرگون اور متقیون کا مذہب یہ ہے کہ عزلت اور گوشہ گیری لوگون کے ساتھ ملے جلے رہنے سے بہتر ہے اور علماے ظاہر کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مخالطت اور ملے جلے رہنا افضل ہے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ عزلت مین سے اپنا حصہ نگاہ رکھو اور حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ عزلت عبادت ہے ایک شخص نے حضرت داؤد طائی سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا کہ دنیا سے روزہ رکھ اور موت کے وقت تک نہ کھول اور لوگون سے اسطرح بھاگ جسطرح شیر سے بھاگتے ہین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ توریت مین لکھا ہے کہ آدمی نے جب قناعت کی بے پروا ہوگیا جب خلق سے گوشہ گیر ہوا سلامتی پائی جب خواہش کو پاؤن کے نیچے مل ڈالا آزاد ہوگیا جب حسد سے دست بردار ہوا اوسکی مروت ظاہر ہوگئی جب چندے صبر کیا ہمیشہ کے واسطے برخورداری پائی حضرت وہیب ابن الورد رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ حکمت کے دس حصے ہین نو تو خاموشی مین ہین ایک گوشہ گیری مین ہے حضرت ربیع ابن خثیم اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ علم سیکھ اور لوگون سے گوشہ اختیار کر حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالی عنہ بھائیون کی زیارت اور بیمارون کی عیادت اور جنازہ کی ہمراہی کو جایا کرتے تھے پھر ایک ایک امر سے دست بردار ہوکر گوشہ گیر ہوگئے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین اوس شخص کا بڑا احسان مانون جو میری طرف سے گذرے اور سلام نکرے اور مین جب بیمار ہون تو میری عیادت کو نہ آے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور سعد بن زید رضی اللہ تعالی عنہما جو اکابر صحابہ مین سے تھے مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہہ ہے اوسے عقیق کہتے ہین وہین رہتے تھے کسی کام کو جمع مین نہ آتے حتی کہ اوسی جگہہ انتقال فرمایا ایک امیر نے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ کچھ حاجت ہے کہا ہان ہے پوچھا کیا ہے کہا یہ حاجت ہے کہ نہ تو مجھے دیکھے نہ مین تجھے دیکھون ایک شخص نے حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ہم مین صحبت رہا کرے فرمایا کہ ہم مین سے جب ایک شخص مرجائیگا تو دوسرا کسکے ساتھ صحبت رکھیگا کہا خدا کے ساتھ فرمایا اب بھی خدا ہی کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیے

ایعزیز جان تو کہ اس مسئلہ مین ویسا خلاف ہے جیسا کہ نکاح مین کہ کرنا بہتر ہے یا نکرنا بہتر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کے حال کے موافق حکم بھی بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہے کہ اوسے گوشہ گیری بہتر ہے اور کوئی ایسا ہے کہ اوسے مخالطت بہتر ہے اور جبتک عزلت کے فوائد اور آفات کی تفصیل نہ کیجائیگی تب تک یہ حکم نہ معلوم ہوگا

عزلت کے فوائد ایعزیز جان تو کہ عزلت مین چھ فائدے ہین پہلا فائدہ ذکر اور فکر کی فرغت ہے اسواسطے کہ خدا کا ذکر کرنا اور اوسکی عجیب صنعتون اور زمین آسمان

مملکتون مین فکر کرنا اور دنیا و آخرت مین خدا کے اسرار پہچاننا بزرگترین عبادت ہے بلکہ بزرگترین درجات یہ امر ہے کہ آدمی اپنے مین
بالکل فنا کر خدا مین ڈوب وے تاکہ ماسوے اللہ سے بیخبر ہو جاوے اور اپنی بھی خبر نہ رکھے خدا کے سوا اور کچھ باقی نہ رہے اور یہ امر خلوت اور عزلت
کے بغیر ٹھیک نہین ہوتا اسواسطے کہ جو چیز خدا کے سوا ہے وہ خدا سے پھیرنے والی ہے خصوصًا اوس شخص کو جو یہ قوت نہین رکھتا کہ خلق
مین رہ کر با خدا رہے اور خلق سے جدا رہے جیسے انبیا علیہم السلام رہتے تھے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا
نے اپنے کام کی ابتدا مین عزلت اختیار فرمائی اور کوہ حرا پر چلے گئے اور خلق سے قطع تعلق کیا یہانتک کہ نور نبوت نے قوت پکڑی
اور اوس مرتبہ پر پہونچ گئے کہ بدن سے خلق مین تھے اور دل سے خدا کے ساتھ اور فرمایا ہے کہ اگر کسیکو مین اپنا دوست بناتا تو ابو بکر کو
بناتا لیکن خدا کی محبت نے اور کسیکی محبت کی گنجایش ہی نہین باقی رکھی حالانکہ لوگ جانتے تھے کہ آپکو ہر ایک کے ساتھ محبت ہے
تعجب نہین کہ اولیا بھی اس درجہ کو پہونچ جاین حضرت سہیل تستری رحمۃ اللہ تعالے کہتے ہین کہ تیس برس ہوئے مین خدا کے ساتھ
باتین کرتا ہون اور لوگ جانتے ہین کہ خلق کے ساتھ کلام کرتا ہون اور یہ امر کچھ محال نہین اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اوسپر کسی آدمی کا
عشق اسقدر غالب ہو جاوے کہ وہ لوگون مین ہو اور اپنے معشوق کے ساتھ بدل مشغول ہونیکے سبب سے کسی کی بات نہ سنے اور
لوگونکو نہ دیکھے لیکن ہر ایک کو اس بات پر غرہ نکرنا چاہیے اسواسطے کہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ لوگون مین رہنے کے سبب سے
پروردگار کی سرکار سے اور انوار سے مردود ہو جاتے ہین ایک شخص نے کسی راہب سے کہا کہ تنہائی مین صبر کرنا بڑا کام ہے اوسنے کہا
مین تنہا نہین ہون خدا کا ہمنشین ہون جب اوس سے راز کہا چاہتا ہون تو نماز پڑھتا ہون جب چاہتا ہون کہ وہ مجھسے باتین کرے
تو توریت پڑھتا ہون لوگون نے کسی بزرگ سے پوچھا کہ گوشہ گیرون نے عزلت سے کیا فائدہ اوٹھایا ہے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ
انس پایا ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ یہان ایک شخص ہے ہمیشہ ستون کے پیچھے رہتا ہے فرمایا وہ
جب حاضر ہو تو مجھے خبر کرنا لوگون نے اونہین خبر کی وہ اوس شخص کے سامنے گئے اور فرمایا کہ اے شخص تو ہمیشہ اکیلا بیٹھا رہتا ہے
خلق کے ساتھ کیون نہین ملتا کہا ایک بڑا کام مجھپر پڑا ہے اوسنے خلق سے جدا کر دیا ہے فرمایا کہ تو حسن کے پاس کیون نہین جاتا اور
اوسکی بات کیون نہین سنتا کہا اوس کام نے حسن اور تمام لوگون سے مجھے باز رکھا ہے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے کہا کہ کوئی ایسا
وقت نہین ہوتا کہ حق سبحانہ تعالی مجھے نعمت نہ دے اور مین گناہ نکرون اوسکی نعمت کا شکر اور اپنے گناہ سے استغفار کیا کرتا ہون نہ
حسن کے ساتھ مشغول ہوتا ہون نہ لوگون کے ساتھ پس حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالے نے فرمایا کہ تو اپنی جگہہ سے نہ اوٹھ
اسواسطے کہ تو حسن سے زیادہ فقیہ ہے حضرت ہرم ابن حیان حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہما کے پاس گئے حضرت اویس
نے پوچھا کہ کس کام کو آئے ہو کہا اسواسطے آیا ہون تاکہ تمسے آسایش پاؤن حضرت اویس نے کہا کہ مین ہرگز نہین جانتا کہ کوئی شخص
خدا کو جانتا ہو اور پھر دوسرے سے آسایش لے حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جب رات کی تاریکی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل
خوش ہوتا ہے اپنے جی مین کہتا ہون کہ صبح تک خدا کے ساتھ خلوت مین بیٹھونگا جب دن کی روشنی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل
رنجیدہ ہوتا ہے اپنے جی مین کہتا ہون کہ لوگ مجھے اب خدا سے باز رکھینگے حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ تعالے نے کہا ہے

کہ جو شخص مخلوقات کے ساتھ باتین کرنے سے خدا کے ساتھ مناجات کے ذریعہ سے باتین کرنیکو دوست تر نہین رکھتا ہے اوسکا
علم بہت تھوڑا ہے اور اوسکا دل اندھا ہے اور اوسکی عمر ضایع ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جس کسیکو یہ خواہش ہو کہ کسیکو دیکھیون اور
اوس سے بات کرون تو یہ اوسکا نقصان ہے کہ جو چاہیے اوس سے اوسکا دل خالی ہے اور خارج سے مدد چاہتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جسکو
لوگون کے ساتھ انس ہے وہ مفلسون مین سے ہے پس اے عزیز تو ان سب اقوال و روایات سے یہ جان لے کہ جس کسیکو اس
بات کی قدرت ہو کہ ہمیشہ ذکر کرنے سے حق تعالے کے ساتھ انس پیدا کرے یا ہمیشہ فکر کرنے سے اوسکے جلال و جمال کی معرفت کا
علم حاصل کرے تو یہ امر اون سب عبادتون سے افضل ہے جو خلق خدا سے علاقہ رکھتی ہین اسواسطے کہ سعادتون کی غایت یہ ہے
کہ جو کوئی اوس جہان مین جائے تو حق تعالی کی محبت اوسپر غالب ہو اور انس و محبت ذکر کی بدولت کامل ہوتا ہے اور محبت
ثمرۂ معرفت ہے اور معرفت ثمرۂ فکر اور یہ سب باتین خلوت سے بن پڑتی ہین دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عزلت کی بدولت اکثر
معصیت سے آدمی بچتا ہے چار گناہ ہین کہ مخالطت مین ہر ایک اونسے نہین بچتا ایک غیبت کرنا یا غیبت سننا اور یہ گناہ دین کی
تباہی ہے دوسرا امر معروف و نہی منکر اسواسطے کہ آدمی اگر خاموش رہے گا تو فاسق اور عاصی ہو جائیگا اور اگر ناراض ہوگا تو
وحشت و خصومت مین پڑ جائیگا تیسرا ریا اور نفاق ہے کہ مخالطت مین یہ لازم ہے اسواسطے کہ اگر خلق کے ساتھ مدارا نکریگا تو وہ ستائنگی اور اگر مدارا کریگا
تو ریا مین پڑیگا کیونکہ نفاق اور ریا کو مدارا سے جدا کرنا نہایت مشکل ہے اگر دو دشمنون سے کلام کریگا اور ہر ایک کے موافق بات کہیگا
تو یہ نفاق ہے اور اگر ایسا نکریگا تو اونکی دشمنی سے نجات نہ ملے گی اور ادنی سی بات یہ ہے کہ جسے دیکھیگا اوس سے کہیگا کہ مین ہمیشہ
تمہارا مشتاق رہتا ہون اور اکثر یہ بات جھوٹ ہوتی ہے اگر ایسا نہ کہے تو لوگ اوس سے متوحش ہونگے اور اگر اوسکے ساتھ تو جہی کیگا
تو نفاق اور جھوٹ ہوگا اور ادنی بات یہ ہے کہ ظاہر مین ہر ایک سے پوچھنا پڑتا ہے کہ تم کیسے ہو اور تمہارے لوگون کا کیا حال ہے
اور باطن مین اس خیال سے فارغ البال ہوتا ہے کہ وہ کیسے ہین تو یہ تیرا نفاق ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا
کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ باہر جاتا ہے اور کسی سے کام رکھتا ہے اور نفاق کی راہ سے اوسکی اتنی آدمیت بیان کرتا ہے اور تعریف
کرتا ہے کہ دین اوسکے سر پر رکھکر ناکام خدا کو خفا کرکے اپنے گھر پھر آتا ہے حضرت سری سقطی قدس سرہ نے کہا ہے کہ جب کوئی
بھائی میرے پاس آئے اور مین اپنی ڈاڑہی کے بال سیدھے کرنے کو ہاتھ پھیرون تو اسکا خوف ہے کہ میرا نام منافقون کے دفتر
مین لکھا جاوے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی ایک جگہ بیٹھے تھے ایک شخص اونکے پاس گیا پوچھا تو کیون آیا ہے کہا آپکے دیدار سے
آسایش اور موانست لینے کو فرمایا قسم خدا کی یہ بات وحشت اور بگاڑ سے نزدیک تر ہے تو نہین آیا ہے مگر اسواسطے کہ تو میری جھوٹی
تعریف کرے اور مین تیری تو مجھسے جھوٹ بولے اور مین تجھسے تو یہان سے منافق ہو کر جاوے یا مین منافق ہو کر اوٹھون اسلیے
جو شخص ایسی باتون سے پرہیز کر سکتا ہے وہ اگر مخالطت کریگا تو کچھ نقصان نہین ہے اگلے بزرگ جب ایک دوسرے کو دیکھتے
تو دنیا کا حال نہ پوچھتے دین کا حال پوچھتے حاتم اصم رحمہ اللہ تعالے نے حامد لفاف سے پوچھا کیسے ہو کہا سلامت ہون اور
بعافیت ہون حاتم نے کہا صراط پر گذرنیکے بعد تو سلامت ہوگا اور جنت مین داخل ہو چکنے کے بعد بعافیت ہوگا حضرت عیسی علیہ

لوگ جب پوچھتے کہ آپ کیسے ہین تو فرماتے جس چیز مین میرا فائدہ ہے اوسپر قابض نہین ہون اور جس چیز مین میرا نقصان ہے اوسکے دفع کرنے پر قادر نہین ہون مین اپنے کام کے گرو ہون اور میرا کام دوسرے کے ہاتھ ہے کوئی محتاج مجھسے زیادہ محتاج اور بیچارہ نہین ہے جب حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالی سے لوگ پوچھتے کہ کیسے ہو تو جواب دیتے کہ ضعیف اور گنہگار ہون اپنی روزی کھاتا ہون اپنی موت کا امیدوار ہون حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ سے جب لوگ پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے اگر دوزخ سے امین ہو جاؤن تو خیر ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ سے لوگ جب پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے کہ وہ شخص کیسا ہوگا جو صبح کو یہ نجانے کہ شام تک جیونگا یا نہین اور شام کو نجانے کہ صبح تک جیونگا یا نہین حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالی سے لوگ جب پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے وہ شخص کیسا ہوگا جسکی عمر تو گھٹتی جاتی ہے اور گناہ بڑہتے جاتے ہین کسی حکیم سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا ایسا ہون کہ خدا کی دی روزی کھاتا ہون اور اوسکے دشمن ابلیس کا حکم بجالاتا ہون حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا وہ شخص کیسا ہوگا کہ ایک منزل روز آخرت سے نزدیک ہوتا جاتا ہے حامد لفاف رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا اس آرزو مین رہتا ہون کہ ایک دن عافیت سے ہون کہا کیا عافیت سے نہین ہو فرمایا عافیت سے وہ ہو جو گناہ نکرتا ہو ایک بزرگ سے موت کے وقت لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا اوسکا حال کیسا ہوتا ہے جو سفر دور دراز کو بے زاد راہ جاتا ہے اور اندہیری قبر مین بے مونس جاتا ہے اور بادشاہ عادل کے سامنے بے حجت و دلیل جاتا ہے حضرت حسان ابن سنان رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ کیسے ہو فرمایا اوس شخص کا کیسا حال ہوتا ہے جسے یہ امر ضرور ہے کہ مرے اور اوسے پھر اوٹھائین اور حساب کرنا چاہین حضرت ابن سیرین نے کسی سے پوچھا کہ تو کیسا ہے عرض کیا اوسکا حال کیسا ہوتا ہے جو پانسو درم کا قرضدار ہو اور اہل و عیال کے واسطے کچھ نرکھتا ہو حضرت ابن سیرین اپنے گھر تشریف لائے اور ہزار درم لیجاکر اوسے عنایت فرمائے اور فرمایا پانسو درم سے قرض ادا کر اور پانسو درم عیال کے نفقہ مین دے اور اب مین نے عہد کیا کہ کسی سے نپوچھونگا کہ تو کیسا ہے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی نے یہ امر اسواسطے کہا کہ اس بات سے ڈرے اگر اوسکی غمخواری نکرونگا تو پوچھنا نفاق ہوگا بزرگون نے کہا ہے کہ بعضے لوگون کو ہمنے دیکھا ہے کہ ایک دوسرے کو ہرگز سلام نکرتے اور ایک دوسرے سے اگر حکم کرتا تو جو کچھ موجود ہوتا نہین نکرتے اب ایسے لوگ ہین کہ ایک دوسرے سے ملتے ہین اور گھر کی مرغی تک کا احوال پوچھتے ہین اگر ایک دوسرے سے ایک درم بھی مانگتا خاطر کرے تو نہین کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے یہ امر نفاق ہے پس جب خلق کی کیفیت یہ ہے تو جو کوئی اوس سے مخالطت کریگا اگر اونکی موافقت کریگا تو اوس نفاق اور جھوٹ مین شریک ہوگا اور اگر مخالفت کریگا تو اوسکو دشمن بنائے گا اور خود سنگدل کہلائیگا سب اوسکی غیبت کرینگے اوسکا دین اسکے سبب سے اسکا دین اوسکے باعث سے خراب جائیگا چوتھا گناہ جو مخالطت کے سبب سے لازم آتا ہے یہ ہے کہ تو جسکے پاس بیٹھیگا اوسکی خو تجھ مین سرایت کریگی اور تجھے خبر بھی نہوگی تیری طبیعت اوسکی طبیعت سے اسطرح خو چرا لیگی کہ تجھے کچھ خبر نہو اگر اہل غفلت کے پاس نشست ہوگی تو اوسکی بو بہت سے گناہونکا تخم ہو جائیگی اسواسطے کہ دنیا کی

دیکھے گا اونکی طمع دنیوی دیکھے گا ویسی باتین تجھہ مین پیدا ہونگی اور جو شخص اہل فسق کو دیکھے گا تو گو اوس سے انکار رکھتا ہو مگر جب
کثرت سے دیکھے گا تو فسق اوسکی نگاہ مین آسان اور ذرہ سی بات معلوم ہوگا لوگ جب کسی گناہ کو اکثر دیکھتے ہین تو اونکے دلون سے
اوس گناہ کا انکار جاتا رہتا ہے اسی سبب سے کسی عالم کو اگر ریشمی لباس پہنے دیکھتے ہین تو سبکے دل اوس سے انکار کرتے ہین اور اگر
یہ عالم تمام دن غیبت مین مشغول رہے تو شاید کسیکے دل مین بھی انکار نہ پیدا ہو حالانکہ غیبت کرنا ریشمی کپڑا پہننے سے بدتر ہے بلکہ
زنا کرنے سے بھی سخت تر ہے مگر چونکہ غیبت کو بہت دیکھا سنا ہے تو اوسکی برائی دلون سے جاتی رہی ہے بلکہ جسطرح صحابہ اور بزرگون کا
حال سننا مفید ہوتا ہے اوسیطرح اہل غفلت کا حال سننا نقصان کرتا ہے اور بزرگون کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے جیسا حدیث
شریف مین آیا ہے کہ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ نزول رحمت کا یہ سبب ہے کہ بزرگون کا حال سنکر دین کی رغبت
پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی رغبت بہت کم ہو جاتی ہے اسیطرح اہل غفلت کے ذکر کے وقت لعنت برستی ہے اسواسطے کہ غفلت اور
دنیا کی رغبت سبب لعنت ہے جب اونکا ذکر لعنت کا باعث ہوتا ہے تو اونکا دیدار بہت بڑھکر ہوگا اسیلئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ برا ہمنشین لوہار کے مثل ہے کہ اگر کپڑا نہ جلیگا تو تجھے دھوان تو لگے گا اور نیک ہمنشین کی مثل عطر فروش کی ایسی ہے
کہ اگرچہ مشک تجھے نہ دیگا تو خوشبو تو تجھہ مین آجائے گی پس ایعزیز جان تو کہ برے کے پاس بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی
سے نیک کے پاس بیٹھنا افضل ہے جیسا حدیث شریف مین آیا ہے تو جس کسیکے پاس بیٹھنا تجھسے دنیا چھوڑائے اور خدا کی طرف
بلائے اوس سے مخالطت کرنا بہت غنیمت ہے تو اوسکا ملازم رہ اور جسکا حال اسکے خلاف ہو اوس سے دور رہ خصوصاً اوس
عالم سے جو دنیا کا حریص اور جسکا فعل قول کے مطابق نہو کہ وہ زہر قاتل ہے اور ایمان کی عزت اور حرمت صاف دل سے نکالدیتا
ہے اسواسطے کہ آدمی اپنے دل مین کہتا ہے کہ اگر ایمانداری کچھہ اصل ہوتی تو یہ عالم ایمان داری کے واسطے اولیٰ تر ہوتا اسلیے کہ اگر
کوئی لوزینہ کا طباق اپنے سامنے رکھے ہوئے بڑے لالچ سے کھاتا ہو اور چلاتا ہو کہ اے مسلمانون اس سے دور رہو کہ یہ زہر ہے
تو اوسکی بات کوئی باور نکریگا اور کھانے مین اوسکا دلیری کرنا اس بات کی دلیل ہو جائیگی کہ یہ ہرگز زہر نہین ہے بہت لوگ ایسے ہین
حرام کھانے اور گناہ کرنے پر دلیر نہین ہوتے جب سنتے ہین کہ عالم یہ کام کرتا ہے تو دلیر ہو جاتے ہین اسی سبب سے عالم کی خطا
بیان کرنا حرام ہوئی اور حرام ہونیکے دو سبب ہین ایک یہ کہ غیبت ہے دوسرے یہ کہ لوگ سنکر اوس خطا پر دلیر ہو جائینگے
عالم کے فعل کو دلیل کرکے اوسکی پیروی کرینگے اور شیطان اونکی مدد کو اوٹھہ کھڑا ہوگا اور کہیگا کہ تو بھی یہ خطا کر تو فلانے عالم سے
زیادہ متقی پرہیزگار نہین ہے عوام کو لازم ہے کہ جب کسی عالم سے کوئی خطا دیکھین تو دو چیزونکا خیال کرین ایک تو امر یہ جانین کہ عالم
کوئی خطا کرتا ہو تو ممکن ہے کہ اوسکا علم اوس خطا کا کفارہ ہو جاوے اسواسطے کہ علم بڑا شفیع ہے اور عوام کو چونکہ علم نہین ہے تو وہ اگر عمل نہ کریگا تو کاہے
پر بساکریگا دوسرے اس بات کا خیال کرے کہ عالم کا یہ جاننا کہ حرام کا مال کھانا درست نہین ہے ایسا ہے جیسا عوام کا یہ جاننا کہ
شراب اور زنا درست نہین ہے تو اس باب مین کہ شراب پینا اور زنا کرنا چاہیے ہر شخص عالم ہے اور عوام کا شراب پینا کچھ دلیل نہین ہے
اوسے دیکھکر اور کوئی بھی شراب پینے لگے عالم کے حرام کھانے کا بھی یہی حال ہے اور حرام خوری پر اکثر وہی لوگ دلیر ہوتے ہین

جو فقط نام کو عالم ہین اور علم کی حقیقت سے غافل ہین یا تمام لوگ بظاہر جو برا کام کرتے ہین اوسکا کوئی عذر یا تاویل جانتے ہون کہ اوس عذر و تاویل کو عوام نہین سمجھ سکتے تو عوام کو چاہیے کہ عالم کی خطا کو اس نظر سے دیکھے تاکہ تباہ نہو حضرت موسی اور خضر علیہما السلام کا قصہ کہ حضرت خضر نے کشتی مین سوراخ کر دیا اور حضرت موسی نے اعتراض کیا قرآن شریف مین اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے غرضکہ زمانہ ایسا ہے کہ اکثر خلق کی صحبت سے نقصان متصور ہے تو عزلت اور گوشہ گیری اکثر لوگون کو اولے ہے تیسرا فائدہ عزلت کا یہ ہے کہ کوئی شہر خصومت اور فتنہ اور تعصب سے خالی نہین ہے اور جسنے گوشہ اختیار کیا وہ فتنہ سے چھوٹا اور جب باہم مخالطت کی تو اوسکا دین معرض خطر مین پڑا حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب لوگون کو دیکھو کہ ایک دوسرے کے ہاتھ مین دیکر باہر نکلتے ہین تو گھر کے اندر بیٹھ رہ اور زبان کو سنبھال جو کچھ جانتا ہو کر جو کچھ نجانتا ہو اوسے چھوڑ خاص اپنے کام مین مشغول ہو اور ونکے کام سے دست بردار ہوجا حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی کا دین سلامت نرہے مگر یہ کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر اور ایک کھوہ سے دوسرے کھوہ مین بھاگے جسطرح روباہ اپنے تئین خلق سے چھپائی پھرتی ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ زمانہ کب آئیگا فرمایا جبکہ روزی بے گناہ نہ ملے اوسوقت خلق سے دور دور ہی رہنا حلال ہوگا لوگون نے عرض کیا کہ کیونکر یا رسول اللہ آپنے تو ہمین نکاح کا حکم فرمایا ہے ارشاد فرمایا کہ اوسوقت آدمی اپنے ماں باپ کے ہاتھون ہلاک ہوگا وہ اگر مر گئے ہون تو جورو اور لڑکون کے ہاتھون وہ بھی اگر نہون تو عزیزون کے ہاتھون لوگون نے عرض کیا کیون یا رسول اللہ فرمایا اوسے تنگدستی اور محتاجی کی وجہ سے ملامت کرینگے اور جس چیز کی طاقت نرکھتا ہو وہ اوس سے مانگین گے یہانتک کہ وہ خود ہلاک ہو جائے اور یہ حدیث اگرچہ خلق سے دور رہنے کے بارہ مین ہے لیکن عزلت اور گوشہ گیری بھی اوس سے معلوم ہوتی ہے اور یہ زمانہ جسکی خبر مخبر صادق صلعم نے دی ہے ہمارے زمانہ سے بہت پہلے آچکا ہے حضرت سفیان رضی اللہ تعالی عنہ اپنے زمانہ مین کہتے تھے وَاللّٰہِ لَقَدْ حَلَّتِ الْعُزْبَۃُ یعنی قسم ہے خدا کی کہ اب خلق سے دور رہنا حلال ہوگیا ہے چوتھا فائدہ عزلت کا یہ ہے کہ آدمی لوگون کے شر سے نجات پاتا ہے اور آسودہ رہتا ہے اسواسطے کہ جبتک لوگون مین رہیگا تو اونکی غیبت اور بدگمانی کے رنج سے بچیگا اور طمع محال سے نہ چھوٹیگا اور اس بات سے خالی نرہے گا کہ لوگ اوس سے کوئی کام دیکھین کہ اونکی عقل مین نہ آئے اور اوسپر زبان دراز کرین اگر آدمی چاہے کہ سب لوگون کے حقوق مثلاً تعزیت اور تہنیت اور مہمانداری کرنے مین مصروف ہو تو اوسکے تمام اوقات اوسی مین صرف ہونگے اور اپنے ضروری کام مین نہ مشغول ہوسکے گا اور اگر بعضون کی تخصیص کریگا تو اور لوگ ہتوحش اور خفا ہونگے اور اوس سے رنج دین گے اور جب گوشہ اختیار کرے گا تو سب سے نجات پائیگا اور سب خوش رہین گے ایک بزرگ ہمیشہ یا قبرستان مین رہتے یا کتاب دیکھا کرتے اور اکیلے رہا کرتے لوگون نے پوچھا آپ ایسا کیون کرتے ہین کہا کہ مین نے تنہائی

[illegible]

حضرت ثابت بنانی جو ولیون مین سے تھے اونھون نے حضرت حسن بصری کو خط لکھا کہ مین نے سنا ہے کہ تم حج کو جاتے ہو
مین چاہتا ہون کہ تمہارے ساتھ رہون حضرت حسن بصری نے جواب دیا کہ معاف رکھو تاکہ حق تعالے کے ستر مین زندگی بسر کرین
شاید ہم تم باہم رہین تو ایک دوسرے سے ایسی کوئی بات دیکھین کہ ایک دوسرے کو دشمن بنائین اور یہ بھی عزلت کے فائدون
مین سے ایک فائدہ ہے کہ مروت کا پردہ برقرار رہتا ہے اور باطن کا حال نہین کھلتا ہو اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کسی کی جو بات نہ دیکھی
ہے نہ سنی ہے وہ کھلجاوے **پانچوان فائدہ** عزلت کا یہ ہے کہ لوگون کی طمع اوس سے اور اوسکی طمع لوگون سے منقطع ہوجاتی
ہے اور ان دو طمعون سے بہت رنج اور گناہ پیدا ہوتے ہین کیونکہ جب دنیا دارونکو دیکھیگا تو دنیا کی حرص اوسمین پیدا ہوگی او[ر]
طمع حرص کی تابع ہے اور ذلت وخواری طمع کی تابع ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ
اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ الآیۃ یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ ان لوگون کی آراستہ دنیا کو نہ دیکھو
کہ وہ انکے حق مین فتنہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کی رو سے تمسے زیادہ ہے اوسے نہ دیکھو
کہ خدا کی نعمت تمہاری نگاہ مین فقیر ہو جائیگی اور جو شخص امیرون کی دولت دیکھیگا تو اگر اوسکی تلاش مین پڑ جائیگا اور اوسے نہ پائیگا
تو آخرت کا نقصان اوٹھائیگا اور اگر تلاش نکریگا تو وقت اور صبر مین پڑیگا یہ بھی مشکل ہے **چھٹا فائدہ** عزلت کا یہ ہے کہ کاہلون
احمقون اور ایسے لوگون سے آدمی نجات پاتا ہے جنکا دیکھنا طبیعت کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اعمش رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے
پوچھا کہ تمہاری آنکھ مین کیون خلل پیدا ہوا کہا مین نے ازبسکہ کاہلون کو دیکھا جالینوس نے کہا کہ جسطرح بدن کے واسطے تپ ہے
جان کے واسطے بھی تپ ہے کاہلون کو دیکھنا جان کی تپ ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ گرانجان کے پاس
جب مین بیٹھا تو میرا بدن جو اوسکی طرف تھا بھاری ہو گیا یہ فائدہ اگرچہ دنیاوی ہے لیکن دینی بھی اوسکے ساتھ ملا ہوا ہے اسلیے کہ جب ایسے
آدمی کو کوئی دیکھتا ہے جسکا دیکھنا ناگوار ہو تو زبان سے خواہ دل سے اوسکی غیبت کرتا ہے اور آدمی جب تنہا رہیگا تو ان
باتون سے امن پائیگا اور بچا رہیگا عزلت کے یہ فائدے ہین **عزلت کی آفتین** ای برادر اس بات کو معلوم کر کہ بعضے مقصد
دینی اور دنیوی اور دون کے بغیر حاصل نہین ہوتے اور بغیر مخالطت کے رست نہین ہوتے اور عزلت مین فوت ہوتی ہین اونکا
فوت ہونا عزلت کی آفت ہے وہ آفتین بھی چھ ہین **پہلی آفت** آدمی علم سیکھنے اور سکھانے سے محروم رہتا ہے اے عزیز جان
کہ جسنے وہ علم جو اوسپر فرض ہے نہ سیکھا ہو اوسپر عزلت حرام ہے اور جسنے فرض علم سیکھا اور علم نہین سیکھ سکتا اور علم نہین سیکھ[نا]
اور چاہتا ہے کہ عبادت کے واسطے گوشہ اختیار کرے تو درست ہے اور اگر شریعت کے سب علم سیکھ سکتا ہے اوسکو واسطے
عزلت اختیار کرنا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ جو کوئی علم حاصل کرنے کے پہلے عزلت اختیار کرتا ہے وہ خواب اور بیکاری او[ر]
واہی تواہی خیالات مین اکثر اوقات ضایع کرتا ہے اگر آدمی تمام دن عبادت مین مشغول رہے جب علم مضبوط نکیا ہو تو عبادت
غرور اور مکر سے خالی نرہیگا اور اعتقاد مین اندیشۂ محال اور خطا سے خالی نرہیگا اور خدا کی شان مین اوسے ایسے خطرے
آئینگے کہ شاید کفر یا بدعت ہون اور وہ جانے بھی نہ غرضکہ عزلت عالمون کو چاہیے عوام کو نہین اسواسطے کہ عوام بیمار

اور بیمار کو طبیب سے بھاگنا نچاہیے اسواسطے کہ اگر آپ اپنا علاج کریگا تو جلد ہلاک ہوجائیگا اور تعلیم کرنے کا بہت بڑا مرتبہ ہے حضرت عیسے علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علم سیکھے اور اوسپر عمل کرے اور دوسرون کو سکھائے ملکوت آسمان مین اوسے بڑا شخص کہتے ہین اور عزلت کے ساتھ تعلیم نہین ہوسکتی تو تعلیم عزلت سے اولیٰ تر ہے بشرطیکہ اوسکی اور سیکھنے والے کی نیت طلب دین ہو طلب مال وجاہ نہو اور چاہیے کہ ایسا علم سکھائے جسمین دین کا فائدہ ہو اور جو علم ضرور تر ہو اوسے مقدم کرے مثلاً جب علم طہارت شروع کیا تو کہدے کہ کپڑے اور بدن کی طہارت ذرہ سی بات ہے اوس سے مقصود اور ہی طہارت ہے وہ آنکھ کان زبان ہاتھ اور سب اعضا کے گناہون سے طہارت ہے اوسکی تفصیل بیان کردے اور شاگرد سے حکم کردے کہ علم کے موافق کاربند ہو اگر اوسپر عمل نکرے اور دوسرا علم سیکھنے کی خواہش کرے تو سمجہ جائے کہ طلب جاہ اوسکا مقصود ہے اور جب اس طہارت سے فارغ ہو تو یہ کہدے کہ اس طہارت سے بھی اسکے سوا اور طہارت مقصود ہے اور وہ دنیا اور ماسوی اللہ کی محبت سے دلکو پاک کرنا ہے اور یہی طہارت لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی اوسکا معبود نرہے اور جو شخص اپنی خواہش کا پابند ہے فَقَدِ اتَّخَذَ اِلٰهَهُ هَوَاهُ یعنی اوسنے اپنی خواہش کو خدا بنایا اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت سے محروم ہے جو کچہ رکن مہلکات اور منجیات مین ہمنے بیان کیا ہے آدمی جبتک اوسے نہ پڑہیگا تب تک خواہش سے بری ہونیکا طریقہ نہ بہچانیگا اور یہ طریقہ جاننا ہر شخص پر فرض عین ہے شاگرد اگر اس علم سے فارغ ہونیکے پہلے حیض اور طلاق اور خراج اور فتوی اور دعوی کا علم طلب کرے یا علم خلاف مذہب یا علم کلام یا معتزلہ اور کرامیہ سے جھگڑا اور مناظرہ کرنیکا علم طلب کرے تو تو جان لے کہ یہ جاہ و مال طلب کرتا ہے دین نہین ڈہونڈہتا ہے ایسے شاگرد سے دور رہنا چاہیے کہ اوسکا شر بہت بڑا ہو شیطان جو اسکو تباہی اور خرابی کی طرف بلاتا ہے اور اوسکا نفس جو بڑا دشمن ہے جبکہ اسکے ساتھ جھگڑا نکرے اور چاہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور معتزلہ کے ساتھ جھگڑا کرون تو یہ دلیل اس بات کی ہے کہ شیطان نے اوسے اپنے قابو مین کرلیا اور اوسپر خندہ زنی کرتا ہے اور جو بری صفتین اوسکے باطن مین ہین جیسے حسد کبر ریا عجب دوستی دنیا حرص جاہ و مال یہ سب ناپاکیان ہین اگر آدمی اپنے دلکو انسے پاک نہ کرے اور اسمین مشغول ہوجائے کہ فتاوی مین کون نکاح اور طلاق اور سلم بہت درست ہے تو یہ کار اوسکے ہلاک اور تباہ ہونیکا سبب ہوجائیگی اگر کسینے ان مسئلون مین خطا کی تو اس سے زیادہ اور کچہ نقصان نہین ہے کہ اسکو واجب مین ایک ہی اجر ہاتھ آئیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اجتہاد کیا اور صواب پر رہا اوسے دو اجر ملینگے اور اگر خطا کی تو ایکسا اجر ملیگا تو آدمی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا مذہب اختیار کرے خواہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا اس سے زیادہ فائدہ نہوگا اور اگر ان بری صفتوں کو اپنے سے نہ ہٹائیگا تو اوسکا نتیجہ دین کی تباہی ہوگا اور زمانہ ایسا ہے کہ کسی بڑے شہر مین ایک دو آدمی سے زیادہ نہین ہین جنمین اسی تعلیم کا شوق ہو تو مدرس کی عزلت بھی بہت اولی ہے اسواسطے کہ جو عالم ایسے طالب علم کو پائیگا جسکے دنیا مقصود ہو وہ ایسا ہے کہ تلوار اوس شخص کو دیتا ہے جو راہزنی کا ارادہ رکھتا ہو اگر کہے کہ شاید یہ طالب علم کبھی دین کا ارادہ کرے تو یہ ایسا ہے کہ شاید وہ راہزن کبھی توبہ کرکے جہاد کو جائے اگر کہے کہ تلوار اوسی توبہ کیطرف نہین بلاتی علم تو اوسکو حق تعالی کیطرف بلاتا ہے تو یہ کہنا بھی غلط ہے اسواسطے کہ علم فتاوی اور خصومات اور معاملات کا علم اور علم کلام اور نحو اور لغت کا علم سیکھنے خدا کی طرف بلاتا ہی نہین اسواسطے کہ ان علمون مین دین کی ترغیب نہین بلکہ انہین سے ہر ایک حسد غرور تکبر تعصب کا بیج دلمین بوتا ہے

ولیس الخبر کالمعاینۃ ۔ مصرع ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ اس دعوے پر دلیل کی احتیاج نہین ۔ آلعزیز تو دیکھ تو کہ جو لوگ
ان علوم مین مشغول تھے وہ کیسے رہے اونکا کیا انجام ہوا اور اونکی موت کیسی ہوئی جو علم آدمی کو آخرت کی طرف بلاتا ہے اور
دنیا سے چھڑاتا ہے وہ حدیث اور تفسیر کا علم ہے اور یہ علوم جتنے مہلکات اور منجیات مین بیان کیے ہین تو عالم کو چاہیے کہ یہی
علوم پڑہائے کہ یہ ہر ایک کے دل مین اثر کرتے ہین مگر کوئی ایسا ہی سنگدل ہو کہ اوسے اثر نکرین تو یہ شرط جو بیان ہوئی اسکے
ساتھ جو کوئی علم سیکھنا چاہے اوس سے کنارہ کرنا گناہ کبیرہ ہے پھر اگر کوئی شخص علم حدیث اور تفسیر اور جو ضروری علم ہو
پڑہتا ہے اور طلب جاہ بھی اپنے اوپر غالب رکھتا ہے تو اوسکی تعلیم سے بھاگنا چاہیے اسواسطے کہ اوسکی تعلیم مین اگرچہ اور ونکا برا نفع
ہے لیکن وہ خود تو تباہ ہوگا اور دوسرون پر سے تصدق ہو جائیگا یہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے
کہ حق تعالی اپنے دین کی نصرت اون لوگون کے سبب سے کرتا ہے جنھین اوس سے خود کچھ فائدہ نہو اونکی تمثال شمع کی سی ہے
کہ تمام مکان تو اوس سے روشن رہتا ہے اور خود وہ جلا اور گلا کرتی ہے اسیواسطے حضرت بشر حافی نے حدیث کی کتابون کے
سات کتب خانے جو بزرگون سے سن رکھے تھے خاک مین ملا دیے اور حدیث روایت نہ کی اور فرمایا مین اسواسطے نہین روایت
کرتا ہون کہ اسکی خواہش اپنے مین پاتا ہون اگر چپ رہنے کا ذوق پاتا تو البتہ روایت کرتا بزرگون نے کہا ہے کہ حدثنا دنیا کا ایک
باب ہے اور جو شخص حدثنا کہتا ہے اوسکا مقصود یہ ہوتا ہے کہ لوگ مجھے مسند پر بٹھالین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
کا ایک شخص کیطرف جو کرسی پر بیٹھا تھا گذر ہوا فرمایا کہ یہ شخص کہتا ہے اعرفونی یعنی مجھے پہچانو ایک شخص نے امیر المومنین حضرت عمر
رضی اللہ تعالی عنہ سے اجازت مانگی کہ فجر کی نماز کے بعد لوگون کو وعظ و نصیحت کیا کرون آپ نے اجازت نہ دی اوسنے عرض کیا
کہ یا امیر المومنین آپ کیا نصیحت کرنیکو منع کرتے ہین فرمایا ہان مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ غرور تیرا دماغ آسمان پر نہ پہونچا دے
حضرت رابعہ عدویہ نے سفیان ثوری رحمہما اللہ تعالی سے کہا کہ اگر تم دنیا کو دوست نرکھتے ہوتے تو خوب آدمی تھے پوچھا کہ مین
دنیا کو کیا دوست رکھتا ہون کہا کہ حدیث روایت کرنا تمکو پسند آیا حضرت ابو سلیمان خطابی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو اس زمانہ مین
علم سیکھنا اور صحبت رکھنا چاہے تم اوس سے حذر کرو اور دور بھاگو کہ اونکے پاس نہ مال ہے نہ جمال ظاہر مین دوست رہتے ہین
باطن مین دشمن منہ پر تعریف کرتے ہین پیٹھ پیچھے مذمت سب اہل نفاق اور نکتہ چین اور مکار اور فریبی ہین انکا مطلب یہ ہے کہ
اپنی فاسد غرضون کے لیے تجھے سیڑھی بنائین اور تجھے گدھا بناتے ہین تاکہ اونکی خواہش مین تو شہر کے گرد نکلے اور تیرے پاس
اونکے آنے سے تجھپر احسان جتاتے ہین اور چاہتے ہین کہ تو اپنی آبرو اور جاہ و مال انپر سے اسکے بدلے نثار کردے کہ وہ تیرے
پاس آتے ہین اور چاہتے ہین کہ تو انکے اور انکے قرابتدارون اور متعلقون کے حقوق ادا کرتا رہے انکا سفیہ رہے اور انکے دشمنون
کے ساتھ سفاہت کرے انہین اگر کسی بات مین تو خلاف کرے تو دیکھیے کہ تیرے اور تیرے علم کے حق مین کیا کیا کہتے ہین اور کسطرح
بری دشمنی مین کمل پڑتے ہین اور حقیقت بات یہی ہے جو ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالی نے کہی اسواسطے کہ اب کوئی شاگرد اوستاد کو
بیکار نہین قبول کرتا ہے اول تو یہ چاہتا ہے کہ اسکے سبب سے میری آمدنی جاری رہے اور مدرس بیچارہ تو یہ طاقت رکھتا ہے

کہ شاگرد کو چھوڑ دے کیونکہ لوگون کی نظرون مین سبک ہو جائیگا اور یہ توقع رکھتا ہے کہ سب ظالمون کے پاس گئے اور بغیر
اونکی خوشامد کیے شاگردون کی آمدنی جاری رکھہ سکے تو اونکے کام کے پیچھے اپنا ایمان کھوتا ہے اور اوس سے کچھ فائدہ نہین ہوتا ہے
تو عالم اگر تعلیم کر سکتا ہے اور ان آفتون سے دور رہ سکتا ہے تو تعلیم عزلت سے افضل ہے اب عوام کو یہ لازم ہے کہ جب کسیکے
شاگردون کو درس دیتے دیکھین تو اوسکے حق مین یہ بدگمانی نکرین کہ اسے مال جاہ مقصود ہے بلکہ یہ خیال کرین کہ لِلّٰہ علم سکھاتا ہے
یہ سمجھنا اونپر فرض ہے جب آدمی کا باطن ناپاک ہوتا ہے تو نیک گمان کی اوسمین گنجایش نہین ہوتی ہے اسواسطے کہ ہر شخص ویسا ہی
سمجھتا ہے جیسا اوسکے دل مین ہوتا ہے یہ بیان اسواسطے ہوا تاکہ عالم اپنی شرط پہچانین اور عوام اپنی حماقت سے اوس امر کا
بہانہ کرکے علما کی تعظیم مین کسیطرح قصور نکرین کہ اس بدگمانی کے سبب سے وہ بھی تباہ ہونگے دوسری آفت یہ ہے کہ نفع لینے اور
نفع پہونچانے سے باز رہیگا نفع لینے سے کسب مراد ہے کہ بغیر مخالطت کے نہین ہوسکتا جو شخص عیالدار ہو تو اوسے کسب چھوڑکر
عزلت اختیار کرنا نچاہیے کیونکہ اہل عیال کو تباہ اور خراب کرنا گناہ کبیرہ ہے اگر کوئی شخص مال کافی رکھتا ہو یا عیالدار نہو تو اوسکے حق مین
عزلت اولیٰ تر ہے اور نفع پہونچانے سے نمونہ دنیا اور مسلمانون کا حق بجالانا مقصود ہے اگر عزلت مین ظاہری عبادت کے سوا
اور کسی کام مین مشغول نہوگا تو کسب حلال اور صدقہ دینا عزلت سے افضل ہے لیکن اگر اوسکے باطن کا رستہ خدا کی معرفت اور ذکر کیطرف
کھلا ہے تو عزلت تمام صدقون سے افضل ہوگی اسواسطے کہ سب عبادتون سے مقصود یہی ہے تیسری آفت یہ ہے کہ مجاہدہ اور
ریاضت جو لوگون کے اخلاق نہ سہہ پر صبر کرنے سے حاصل ہوتی ہے اوس سے باز رہیگا اور باز رہنے مین اوس شخص کے واسطے
بڑا فائدہ ہے جو ہنوز ریاضت مین کامل نہوا ہو اسواسطے کہ نیک خوئی سب عبادتون کی اصل ہے اور وہ بے مخالطت اور صحبت کے حاصل
نہین ہوتی اسواسطے کہ خوش خلقی اسکا نام ہے کہ آدمی لوگون کی محال طلبی پر صبر کرے اور صوفیہ کے خادم لوگ اسواسطے صحبت کرتے ہین
تاکہ عوام سے سوال کرنیکے سبب سے رعونت اور تکبر کو توڑین اور صوفیہ کی خدمتگذاری سے بخل کو توڑین اور اونکی تابعداری اوٹھانے سے
بدخوئی اپنے دل سے دور کرین اور انکا کام خدمت کرکے اونکی ہمت اور دعا کی برکت حاصل کرین اگلے زمانے مین صوفیہ کے خادمونکو
یہی مقصود ہوتا تھا اگرچہ اب نیت بدل گئی ہے بعضونکو جاہ و مال مقصود ہوتا ہے تو جو شخص ریاضت کر چکا ہے اوسکے حق مین عزلت افضل ہے
اسواسطے کہ ریاضت سے یہ غرض نہین ہے کہ آدمی ہمیشہ رنج و تکلیف کھینچے جسطرح دوا سے تلخی نہین مقصود ہوتی بلکہ بیماری کا جاتا رہنا مقصود
ہوتا ہے جب بیماری جاتی رہی تو اپنے تئین ہمیشہ دوا کی تلخی مین گرفتار رہنا کچھ ضرور نہین اسیطرح ریاضت سے بھی کچھ اور ہی مطلب ہے یعنی
حق تعالیٰ کے ذکر سے انس حاصل کرنا اور ریاضت سے غرض یہ ہے کہ جو چیز انس سے مانع ہے اوسے اپنے سے تو دور کر
تاکہ اسمین مشغول ہوسکے ایک عزیز جانتو کہ جیسا خود ریاضت کرنا ضرور ہے اور ونکو بھی ریاضت کی طرف لانا اور ادب سکھانا ارکان دین سے
ہے اور یہ بات عزلت سے میسر نہوگی تو پیر کو مریدون سے ملنا ضرور ہے اوس سے کنارہ کرنا لازم نہین لیکن جسطرح علما کو جاہ و ریاکی
آفت سے حذر کرنا چاہیے اوسیطرح پیرونکو بھی چاہیے تو جب پیرون کا مریدون سے ملنا شرط کے موافق ہو تو عزلت سے اولیٰ تر
ہوگا چوتھی آفت یہ ہے کہ عزلت مین شاید وسوسے پیدا ہوا اور ذکر الٰہی سے دل ملول اور اوچاٹ ہو جاوے یا مر لوگون سے

ملاقات اور موانست کرنے سے جاتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ اگر مجھے وسواس کا ڈر نہوتا تو لوگوں کے
پاس نہ بیٹھتا یعنی عزلت اختیار کرتا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو دل کی راحت میں خلل نہ ڈالو
اسواسطے کہ جب دفعتہً دل پر جبر کروگے تو اندھا ہوجائیگا تو چاہیے کہ آدمی روز گھڑی بھر کسی دوست کی صحبت سے راحت حاصل
کرے کہ اس سے دل کی فرحت اور نشاط زیادہ ہوتی ہے مگر یہ دوست ایسا ہونا چاہیے جس سے دین ہی کا سب کچھ ہو اور دین
کے کام میں اپنے اپنے قصور کا حال کہکر اوسکی تدبیر لوگ اوس سے پوچھتے ہوں اور غافلوں کی صحبت اگرچہ دم بھر ہو تو بھی غم
ہوگی اور وہ صفائی جو آدمی نے دن بھر میں حاصل کی ہوجاتی رہے گی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے
دوست اور ہمنشین کی صفت پر ہوجاتا ہے تو اس بات کا لحاظ ضرور ہے کہ میں کس سے دوستی کرتا ہوں پانچویں آفت یہ ہے
کہ عزلت میں بیمار پرسی اور جنازہ کی ہمراہی اور دعوت میں جانا اور تہنیت اور تعزیت کرنا اور لوگوں کے حقوق فوت ہوتے ہیں اور
ان کاموں میں بھی بہت سی آفتیں ہیں نفاق اور تکلف نے ان کاموں میں دخل پایا ہے کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اپنے تئیں
ان کاموں کی آفتوں سے نہ بچا سکے اور انکی شرطوں پر قائم نہ رہ سکے اوسے عزلت اولیٰ تر ہے اور اگلے بہتیرے بزرگوں نے
ایسا ہی کیا ہے اور ان کاموں کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ اپنا بچاؤ اسی میں دیکھا ہے چھٹی آفت یہ ہے کہ مخالطت میں لوگوں کے حقوق
ادا کرتے رہنا فروتنی کی ایک قسم ہے اور عزلت میں ایک نوع تکبر ہے اور شاید بڑا پن اور تکبر اور اس امر کی خواہش کہ ہم کسی کو دیکھنے
نجائیں لوگ ہماری زیارت کو آئیں عزلت کا باعث ہو حکایت لوگوں نے نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بڑا حکیم تھا کہ حکمت
میں تین سو ساٹھ کتابیں اوسنے تصنیف کی تھیں حتی کہ سمجھا کہ حق تعالیٰ کے نزدیک میرا بڑا مقام اور مرتبہ ہوگیا ہے اوس زمانہ
جو پیغمبر تھے اونپر وحی آئی کہ اوس حکیم سے کہدو کہ تونے تمام روے زمین میں اپنا نام اور شہرہ کرکے اپنی دھاک باندھی ہے اور میں
تیری اس شہرت کو قبول نہیں کرتا بس وہ حکیم ڈرا اور اس امر سے باز رہا اور ایک خالی گوشہ میں بیٹھ رہا اور کہا کہ اب تو حق تعالیٰ مجھسے
خوش ہوا وحی آئی کہ اوس سے اب بھی خوش نہیں ہوں پھر وہ حکیم باہر نکلا اور بازار میں پھرتا اور لوگوں سے مخالطت کرنا شروع کیا اور لوگوں
کے پاس بیٹھتا اوٹھتا کھانا کھاتا اور کوچہ و بازار میں جاتا تب وحی آئی کہ اب میری خوشنودی اوسنے حاصل کی الغرض جاننا کہ کوئی ایسا
ہوتا ہے کہ تکبر سے عزلت اختیار کرتا ہے اسواسطے کہ یہ ڈرتا ہے کہ مجمع اور محفلوں اور مجلسوں میں لوگ میری عزت نہ کرینگے یا یہ ڈرتا ہے
کہ علم و عمل میں میرا نقصان لوگ جان جائیں گے تو زاویہ کو اپنے نقصانکا پردہ بناتا ہے اور ہمیشہ اسی آرزو میں رہتا ہے کہ لوگ میری
زیارت کو آیا کریں اور مجھسے برکت لیں اور میرے ہاتھ چوما کریں یہ عزلت میں نفاق ہے جو عزلت خدا کے واسطے ہوتی ہے اوسکی
دو علامتیں ہیں ایک تو یہ کہ گوشہ میں آدمی کبھی بیکار نرہے یا تو ذکر و فکر میں مشغول رہے یا علم و عبادت میں دوسرے یہ کہ اس امر سے
کراہیت رکھے کہ لوگ اوسکی زیارت کو جائیں مگر وہ شخص جس سے دینی فائدہ ہو حضرت ابو الحسن حاتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ جو خواجگان طوس
میں سے تھے وہ شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ جو اولیاے کبار میں تھے اونکی ملاقات کو گئے اور عذر کرنے لگے کہ میں قصور
کرتا ہوں کہ آپکی خدمت میں بہت کم حاضر ہوتا ہوں شیخ نے اونسے کہا کہ اے خواجہ عذر خواہی نکر اسواسطے کہ اور لوگ کسیکے آنے

جسقدر احسانمند ہوتے ہین مین نہ آنے سے اوتنا ممنون ہوتا ہون اسلیے کہ مجھے اوس بزرگ یعنی ملک الموت علیہ السلام کی آمد سے کسی کی پروا نہین ہے ایک امیر حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالی کے پاس حاضر ہوا عرض کیا کہ آپ کیا حاجت رکھتے ہین فرمایا کہ یہ حاجت رکھتا ہون کہ دوبارہ نہ تو مجھے دیکھے نہ مین تجھے اے عزیز جانتو کہ لوگون سے اپنی تعظیم کرنے کے واسطے گوشہ نشینی اختیار کرنے مین بڑی نادانی ہے اقل مرتبہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ گوشہ نشینی کے سبب سے میرے حال کی کسی کو خبر نہوگی حالانکہ یہ جانتا ہے کہ اگر پہاڑ پر جا بیٹھیگا تو عیب جو آدمی یہی کہیگا کہ مکر و نفاق کرتا ہے اور اگر شراب خانے مین جائیگا تو جو اوسکا دوست اور مرید ہوگا وہ یہی کہیگا کہ لوگون کی نظرون سے گرنے کے واسطے ملامتیہ بنا ہے جس حال مین ہوگا اوسکے حق مین لوگون کے دو فریق ہونگے تو چاہیے کہ اپنے دل کو دین مین لگائے خلق مین نہین حضرت سہیل تستری رحمۃ اللہ تعالی نے اپنے مرید سے ایک کام کو کہا اوسنے جواب دیا کہ لوگون کی طعن کے خوف سے یہ کام مین نہین کرسکتا حضرت سہیل اپنے یارون کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آدمی جب تک دو صفتون مین سے ایک حاصل نکرے تب تک اس کام کی حقیقت کو نہ پہونچیگا ایک یہ کہ یا تو لوگ اوسکی نظر سے گرجائین کہ خالق کے سوا اورسیکو دیکھے ہی نہین یا اوسکا نفس اوسکی نظر سے گرجائے کہ خلق اوسے کسی صفت اور حالت پر دیکھے وہ کچھ باک نرکھے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالے سے لوگون نے کہا کہ کچھ آدمی آپکی خدمت مین آتے ہین اور آپ کی باتین کرکے اونپر اعتراض کرتے ہین اور عیب جوئی کرتے ہین فرمایا کہ مین نے اپنے نفس کو دیکھا کہ فردوس اعلی اور مجاورت حق تعالی کی طمع کرتا ہے لوگون سے سلامت بچنے کی خواہش ہرگز نہین کرتا اسواسطے کہ انکا خالق انکی زبان سے سلامت نہین بچا اے عزیز اس تمام بیان سے تو نے عزلت کے فوائد اور آفات تو جان لیے پس ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے احوال کو دیکھے اور ان فوائد اور آفات کو سوچے تاکہ سمجھ جائے کہ مجھے کیا چیز اختیار کرنا اولے ہے عزلت کے آداب جب کسی نے گوشہ گیری اختیار کی تو اوسے چاہیے کہ یہ نیت کرے کہ اس عزلت سے لوگون کو اپنے شر سے بچاتا ہون اور لوگون کے شر سے اپنی سلامتی چاہتا ہون اور حق تعالی کی عبادت مین فراغت اور دلجمعی طلب کرتا ہون اور چاہیے کہ ذرہ بھی بیکار نرہے بلکہ ذکر اور فکر اور علم و عمل مین مشغول رہے اور لوگونکو اپنے پاس نہ آنے دے اور شہر کی خبرین کسی سے نپوچھے اسواسطے کہ جو بات سنیگا وہ گویا ایک تخم ہے کہ سینہ مین پڑا خلوت مین وہ تخم سینہ سے اوگیگا خلوت مین بڑا کام یہ ہے کہ خطرات نفسانی باقی نرہین تاکہ خدا کا ذکر پاک اور صاف ہو لوگون کی باتین خطرات نفسانی کا تخم ہوتی ہین چاہیے کہ تھوڑے سے کھانے اور کپڑے پر قناعت کرے ورنہ خلق کی مخالطت کا محتاج ہوگا اور چاہیے کہ پڑوسیون کی ایذا پر صبر کرے اور جو کچھ اوسکے حق مین کہین مذمت ہو خواہ ثنا و صفت کچھ نہ سنے اور اوس سے دل نہ لگائے عزلت مین لوگ اوسے منافق ریاکار ٹھہرائین خواہ صاحب اخلاص و انکسار خواہ متکبر و مکار بتائین کچھ نہ سنے کہ انمین تضیع اوقات ہوگی اور عزلت سے غرض یہ ہوتی ہے کہ آدمی آخرت کے کام مین مشغول و مستغرق رہے

ساتوین اصل آداب سفر کے بیان مین

اور راہ دین کی منزلون مین دل کا سفر ہے مردون کا سفر یہی ہے کہ بدن سے گھر مین بیٹھے رہتے ہین اور دل سے بہشت مین
جسکی وسعت زمین وآسمان کے برابر بلکہ زیادہ ہے جولانیان کرتے ہین اسواسطے کہ عالم ملکوت عارفون کی بہشت ہے
کسی طرح کی روک ٹوک کو اوسمین دخل نہین حق تعالی لوگون کو اسی سفر کیطرف بلاتا ہے اور فرماتا ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ
مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وہ شخص جو یہ سفر کرنے مین عاجز ہے اوسے ظاہر مین سفر کرنا چاہیے بدن کو
جابجا لیجائے تاکہ ہر جگہ سے فایدہ اوٹھائے اسکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنے پاؤن سے کعبہ کو جائے تاکہ ظاہر کعبہ کو دیکھ
اور اوس دوسرے کی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنی جگہ پر بیٹھا رہے پاؤن نہ ہلائے اور کعبہ خود اوسکے پاس آئے اوسکا گرد
طواف کرے اور اپنے اسرار اوس سے کہے ان دونون مین بڑا فرق ہے اسیواسطے حضرت شیخ ابوسعید قدس سرہ فرماتے تھے کہ
نامردون کے پاؤن مین چھالے پڑ گئے اور مردون کے جوتڑون مین ہم اس کتاب کے سفر ظاہر کے آداب دو بابون مین لکھیں گے
کیونکہ سفر باطن دقیق ہے اس کتاب مین اوسکی گنجایش نہین **پہلا باب سفر کی نیت اور اوسکے آداب اور اقسام**
کے بیان مین اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ سفر کی پانچ قسمین ہین **پہلی قسم** وہ سفر ہے جو طلب علم کے واسطے ہو جب علم
سیکھنا اوسپر فرض ہو تو یہ سفر بھی فرض ہے اور جب علم سیکھنا سنت ہو تو یہ سفر بھی سنت ہے اور علم کے واسطے سفر تین طرح
ہوتا ہے ایک تو یہ علم شرع سیکھنے کے واسطے ہو حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص علم سیکھنے کو گھر سے باہر نکلتا ہے جبتک پھر نہ
خدا کی راہ مین چلتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ فرشتے اپنے پرون کو طالب علم کے واسطے بچھائے رکھتے ہین اگلے زمانے
مین کوئی بزرگ ایسے تھے کہ اونھون نے ایک حدیث کے واسطے دور دراز سفر کیا حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ کوئی
اگر شام سے یمن تک ایک کلمہ سننے کے واسطے جسمین دین کا فائدہ ہو سفر کریگا اوسکا سفر ضائع نہوگا لیکن سفر ایسے ہی علم کے
کرنا چاہیے جو زاد آخرت ہو اور وہ علم جو دنیا سے آخرت کیطرف اور حرص سے قناعت کی جانب اور ریا سے اخلاص کیطرف اور
خلایق کے ڈر سے خدا کے خوف کی جانب نہ بلائے وہ نقصان کا سبب ہوگا دوسرے یہ کہ اخلاق کو پہچانکر اپنے بڑے اخلاق کے
علاج کرنیکو آدمی سفر کرے یہ سفر بھی ضرور ہے اسواسطے کہ آدمی اپنے گھر مین رہتا ہے اور اوسکی مراد کے موافق کام ہوتے ہین
اپنی طرف نیک گمان کرتا ہے اور جانتا ہے کہ مین نیک اخلاق ہون سفر سے اخلاق باطن کا پردہ اوٹھ جاتا ہے اور ایسے امر
پیش آتے ہین کہ کینہ اور بدخوئی اور اپنا عجز پہچان جائے اور آدمی جب بیماری پہچانیگا تب ہی علاج مین مشغول ہوسکیگا اور
شخص سفر نہین کرتا اوسے کامون مین چالاکی نہین ہوتی حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کہتے تھے کہ اے علما سفر کرو تاکہ پاک ہو
پانی جب ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے تو گندہ ہو جاتا ہے تیسرے اسواسطے سفر کرے کہ دریا جنگل پہاڑ میدان نئے نئے شہرون مین خدا کی
عجیب عجیب صنعتین دیکھے اور طرح طرح کے مخلوقات جانور ہون یا نباتات وغیرہ اطراف عالم مین دیکھے اور جانے کہ یہ سب اوس
کی تسبیح کرتے ہین اور اوسکی وحدت پر گواہی دیتے ہین اور جس شخص کو یہ ادراک اور بصیرت حاصل ہو کہ جمادات کی بات جو نہ حرف
نہ آواز اوسے سنے اور خط الہی کہ جو تمام مخلوقات کے چہرے پر لکھا ہے کہ وہ نہ حروف ہے نہ رقوم اوسے پڑھ سکے اور خدا

مملکت کے آثار اوس سے پہچان سکے اوسے دنیا کے گرد پڑے پھرنے کی کچھ احتیاج نہین بلکہ ملکوت آسمان مین نظر کرے جو آیات
اسکے گرد خود پھیرتے مین اور اپنے عجائب اس سے کہتے ہین اور ندا کرتے ہین کہ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ
عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ بلکہ اگر کوئی شخص اپنے اعضا اور صفات کی خلقت مین نظر کرے تو تمام عمر سیر مین رہے بلکہ انکی عجیب
صنعتونکو اوس وقت دیکھیگا کہ ظاہر کی آنکھ بند کرکے دل کی آنکھ کھولے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ لوگ کہتے ہین کہ آنکھ کھولو کہ عجیب
عجیب صنعتین دیکھو اور مین کہتا ہون کہ آنکھ بند کرو تو عجیب عجیب صنعتین نظر آئین دونون باتین حق ہین کیونکہ پہلی منزل تو یہ ہے کہ
آدمی ظاہر کی آنکھ کھولے اور ظاہری عجائبات دیکھے تب دوسری منزل مین پہونچے کہ باطنی عجائبات دیکھے اور عجائبات ظاہری
کے واسطے نہایت ہے اسواسطے کہ وہ اجسام عالم سے علاقہ رکھتے ہین جو متناہی ہین اور باطن کے عجائبات کی نہایت نہین اسلیے
کہ اونکو ارواح اور حقیقتون سے تعلق ہے اور حقیقتین بے انتہا ہین ہر ایک صورت کے ساتھ ایک حقیقت اور روح ہے صورت تو ظاہری آنکھ
سے دیکھی جاتی ہے اور حقیقت چشم باطن سے نظر آتی ہے اور صورت نہایت مختصر اور حقیر چیز ہے اسکی مثال اسطرح پر ہے مثلاً کوئی
شخص زبان کو دیکھے اور سمجھے کہ گوشت کی ایک بوٹی ہے اور دل کو دیکھے اور جانے کہ سیاہ لہو کا ایک ٹکڑا ہے اے عزیز دیکھو تو یہی
کہ یہ صورت جسے ظاہری آنکھ دیکھتی ہے زبان و دل کی حقیقت کے سامنے اسکی کیا قدر و حقیقت ہے عالم کے ہر ہر ذرہ اور ہر ہر چیز کا
یہی حال ہے حق تعالی نے جسکو چشم ظاہر کے علاوہ اور بصیرت نہین دی ہے اوسکا درجہ جانورون کے درجہ کے قریب قریب ہے
لیکن بعضی چیزون مین ظاہری آنکھ باطنی آنکھ کی کنجی ہے اسوجہ سے عجائب مخلوق کے دیکھنے کو سفر کرنا فائدہ سے خالی نہین ہے
دوسری قسم وہ سفر ہے جو عبادت کے واسطے ہو جیسے حج جہاد انبیا اولیا صحابہ اور تابعین کی قبرون کی زیارت بلکہ علما
اور بزرگان دین کی ملاقات کیونکہ انکی صورت دیکھنا عبادت ہے اور انکی دعا مین بڑی برکت ہے انکی ملاقات کے فائدون مین سے
ایک یہ ہے کہ انکی پیروی کا شوق پیدا ہوتا ہے تو انکی زیارت عین عبادت بھی ہے اور عبادتون کا تخم بھی ہوتی ہے جب ان بزرگون
کے کلام اوسکے یار ہونگے تو فوائد دو چند اور بسیار ہونگے قصدا بزرگون کے مشہد اور مقبرہ پر جانا درست ہے اور یہ جو رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثِ مَسَاجِدَ یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے
سوا اور کہین کے واسطے سواری پر سفر نکرو یہ ظاہر اس بات کی دلیل ہے کہ ان تین مسجدون کے سوا اور مسجدون اور مشہدون مین
برکت نہ لو کہ سب برابر ہین مگر جتنے علما کہ زندہ ہون جسطرح وہ اس حکم مین نہین داخل ہین اوسیطرح جو علما کہ انتقال کر گئے ہین وہ بھی
اس حکم مین نہین داخل ہین یعنی زندہ عالمون کی ملازمت اور مردہ عالمون کی قبرون کی زیارت اس حکم سے ممنوع نہین ہے تو اس
قصد سے انبیا اولیا کی قبرون کی زیارت کو جانا اور اس نیت سے سفر کرنا درست ہے **تیسری قسم** وہ سفر ہے جس سے دین کی
تشویش مین ڈالنے والی چیزون سے بھاگنا مقصود ہو جیسے جاہ و مال اور حکومت اور دنیا کا شغل جو شخص دنیا کے شغلون کے
ساتھ دین کی راہ نہین چل سکتا اوسکے حق مین یہ سفر فرض ہے کیونکہ آدمی دین کی راہ فراغت اور خاطر جمعی کے سبب سے چلسکتا ہے
ہر چند کہ آدمی اپنی حاجتون اور ضرورتون سے کبھی بالکل فارغ نہین ہو سکتا ہے لیکن سبکبار ہو سکتا ہے وَقَدْ نَجَى الْمُخِفُّوْنَ

یعنی سبکبار لوگون سے رہائی پائی اگرچہ بالکل بے بوجہ نہین ہوتے ہین اور کسیکو جہان کہین دولت ہاتھہ آتی ہے اور شناسائی ہوجاتی ہے تو اکثر یہ ہوتا ہے کہ اوسے حق تعالی سے باز رکھتی ہے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ یہ برا زمانہ ہے گمنام کو اس زمانہ مین خطر ہے تو مشہورونکا کیا حال ہوگا یہ وہ زمانہ ہے کہ جہان کہین لوگ تجھے پہچان لین وہان سے بھاگ جا اور وہان جا جہان تجھے کوئی نہ پہچانتا ہو اور اونھین دیکھا کہ بیٹھہ پر انبان باندہے چلے جاتے ہین لوگون نے پوچھا آپ کہان جاتے ہین بولے فلانے گانون کو کہ مین نے سنا ہے کہ وہان آناج بہت سستا ہے لوگون نے کہا آپ یہ امر روا رکھتے ہین فرمایا جہان روزی کی وسعت ہوتی ہے وہان دین کی سلامتی اور دلکو فراغت ہوتی ہے حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالے کسی شہر مین چالیس دن سے زیادہ قیام نہ کرتے تھے **چوتھی قسم** وہ سفر ہے جو دنیا حاصل کرنیکو تجارت کے واسطے ہو یہ سفر مباح ہے اگر تاجر کی یہ نیت ہو کہ اپنے تئین اور اپنے اہل و عیال کو خلق سے بے پروا کرنے کو سفر کرتا ہون تو یہ سفر عبادت ہے اور اگر تجمل اور تفاخر کے واسطے دنیا کی زیادہ طلبی مقصود ہو تو یہ سفر شیطان کی راہ مین ہوگا اور غالبًا یہ قصد کرنیوالا تمام عمر سفر کی تکلیف مین رہیگا کہ کفایت کی قدر سے جو زیادہ ہے اوسکی نہایت نہین آخر کو دفعۃً راہزن اوسکا مال لوٹ لین گے یا کسی جگہہ غریب الدیار مر جائیگا اور اوسکا مال بادشاہ لے لیگا اور یہی بہتر ہے کیونکہ وارث لے اور اپنی ہوا وہوس مین خرچ کرے اور اوسے یاد بھی نکرے اور اگر اوسنے کچھ وصیت کی ہو تو اسے بجا نہ لائے اگر وہ قرضدار ہو تو ادا نکرے اور وبال آخرت مورث کی گردن پر رہے اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا کہ تمام رنج تو وہ کھینچے اور تمام وبال تو وہ اپنے ساتھہ لیجائے اور تمام راحت اور کوئی اوٹھائے **پانچوین قسم** وہ سفر ہے جو سیر اور تماشے کے واسطے ہو یہ سفر اگر کم ہے اور گاہ گاہ ہے تو مباح ہے اگر کوئی شخص شہر بہ شہر پھرنے کی عادت کرے اور اوسکو اسکے سوا اور کچھ غرض نہو کہ نئے نئے شہر اور اجنبی آدمی دیکھتا ہے تو ایسے سفر کے بارہ مین علما کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ یہ اپنے تئین بیفائدہ رنج پہونچاتا ہے اور یہ نہ چاہیے اور ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ سفر حرام نہوگا اسواسطے کہ تماشا بھی ایک غرض ہے اگرچہ بری ہے اور ہر ایک کا فعل مباح اوسکے لائق ہوتا ہے ایسا آدمی خسیس طبع ہوتا ہے یہ غرض بھی اوسکے لائق ہے لیکن گودڑی پوش فقیر جنھون نے یہ عادت ڈالی ہے کہ شہر بہ شہر اور جابجا جاتے ہین بغیر اس قصد کے کہ کوئی پیر ملے کہ اوسکی خدمت مین ملازمت اور حضوری اختیار کرین بلکہ اونکا مقصود سیر و تماشا ہو کیونکہ عبادت پر مداومت نہین کر سکتے اور اونکے دل کا رستہ مقامات تصوف کیطرف نہین کھلا ہے کاہلی اور بیکاری کے سبب سے اس بات کی طاقت نہین رکھتے ہین کہ کسی پیر کے حکم سے کہین بیٹھہ رہین شہرون مین پڑے پھرتے ہین جہان کہین بہت اچھا کھانا ملے وہان بہت ٹھہرتے ہین اور جہان کہین بہت اچھا کھانا نہ ملے تو خدمتگذار پر زبان درازی کرتے ہین اور اوسکو رنج دیتے اور جہان کہین لوگ اچھے کھانے کا پتا دیتے ہین وہان جاتے ہین اور کسی مزار کی زیارت کا بہانہ کرتے ہین کہ یہی مقصود ہے اچھا کھانا مقصود نہین یہ سفر اگرچہ حرام تو نہین لیکن مکروہ ہے اور یہ لوگ اگرچہ عاصی اور فاسق نہین لیکن بد ہین اور جو شخص صوفیون کی روٹی کھائے اور بھیک مانگے اور اپنے تئین صوفی بنائے وہ فاسق اور عاصی ہوگا اور جو کچھ لیتا ہے

وہ حرام ہے اسواسطے کہ ہر ایک گودڑی پوش جو تسبیح و وقتہ نماز پڑہتا ہے صوفی نہین بلکہ صوفی وہ شخص ہے جو خدا کی طلب کرتا ہو
اور اُسی کام کیطرف متوجہ ہوا ہو یا پہونچ گیا ہو اُسکی کوشش کرتا ہو اور بلا ضرورت اُسمین قصور نہ کرے یا کوئی ایسا ہو کہ اس قوم کی
خدمت مین مشغول ہو ان تین فرقون کے سوا اور کسیکو صوفیہ کی روٹی کھانا حلال نہین ہے لیکن وہ شخص جو عادتی ہو اور اوسکے دل مین
خدا کی طلب اور اوسکی طلب مین کوشش کرتا نہو اور صوفیہ کی خدمت مین مشغول نہ رہتا ہو وہ گودڑی پہننے سے صوفی نہین ہوجاتا
بلکہ جو چیز لوگون نے گرہ کاٹون اور اوچکّون پر وقف کی ہو اوسے اوسکا لینا مباح ہے اسواسطے کہ اپنے تئین صوفیہ کی صورت پر
دکھانا اور انکی صفت اور سیرت نہ اختیار کرنا نرا نفاق اور اوچکّا پن ہے اس قوم مین سب سے بڑا وہ شخص ہے جو صوفیہ کی چند باتین
یاد کرکے بیہودہ بکا کرے اور سمجھے کہ علم اولین و آخرین اوسے حاصل ہوگیا ہے جب تو ایسی باتین کرسکتا ہے کبھی ان باتون کی نحوست
اوسے اس حد کو پہونچا دیتی ہے کہ علما اور اونکے علم کو چشم حقارت سے دیکھنے لگے اور شاید شریعت بھی اوسکی نگاہ مین حقیر
اور ناچیز معلوم ہو اور کہے کہ شریعت ضعیفون کے واسطے ہے جو لوگ راہ طریقت مین قوی ہوئے ہین شریعت اونہین کچھ نقصان
نہین کرسکتی اسواسطے کہ انکا دین دہ دردہ حوض کی حد پر پہونچ گیا ہے اور کسی چیز سے ناپاک ہوتا ہی نہین جب یہ گدڑی پوش
اس درجہ کو پہونچے تو انہین سے ایک کو قتل کرنا روم اور ہند مین ہزار کافر مارنے سے افضل ہے اسواسطے کہ لوگ اپنے تئین
کافر سے بچاتے ہین اور یہ ملعون مسلمان کہلاتا ہے اور اسلام کو باطل کرتا ہے اس زمانہ مین شیطان نے اس پھندے سے زیادہ
کوئی مضبوط پھندا انہین پھیلایا ہے ہزارون آدمی اس پھندے مین پہنسکر ہلاک ہوتے ہین **ظاہر مین مسافر کی آداب**
ابتدائے سفر سے انتہائے سفر تک آٹھ ہین پہلا ادب یہ ہے کہ پہلے لوگون کا قرض اور مظلمہ ادا کرے اور جنکا امانت دار ہے
اونکی امانتین اونہین سپرد کرے اور جنکا نفقہ اوسپر واجب ہے اونکا نفقہ مہیا کردے اور زادِ راہ حلال سے حاصل کرے اور
اسقدر ساتھ لے کہ ساتھیون کے ساتھ سلوک کرسکے اسواسطے کہ کھانا کھلانا اور اچھی باتین کرنا اور کرایہ کی سواری والے لوگون
کے ساتھ مدارات کرنا مکارم اخلاق مین سے ہے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ ایسا شائستہ رفیق پیدا کرے جو دین کے کامون مین
اوسکا مددگار رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے سفر کرنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ تین شخص ہون تو جماعت
ہے اور فرمایا ہے کہ مسافرون کو چاہیے کہ سفر مین ایک شخص کو اپنا امیر اور سردار بنائین اسواسطے کہ سفر مین رائین مختلف ہوتی ہین
اور جو کام ایک شخص سے متعلق ہوگا وہ تباہ ہوگا اگر عالم کا انتظام دو خدا سے ہوتا تو تمام جہان تباہ ہوجاتا اور امیر ایسے شخص کو بنائین
جو اخلاق مین سب سے بہتر ہو اور سفر بہت کرچکا ہو **تیسرا ادب** یہ ہے کہ اپنے وطن کے دوست آشناؤن کو رخصت کرے
اور ہر ایک کے ساتھ یہ دعا پڑہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی فرمایا کرتے تھے أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ
وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جب کوئی شخص سفر کو جانے لگتا تو فرماتے زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى
وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتَ جو شخص مقیم ہو اوسکو مسافر کے واسطے یہ دعا کہنا سنت ہے اور چاہیے
کہ جب رخصت کرنے لگے تو اوسکو خدا کے سپرد کرے حکایت امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ ایک دن خیرات

دیتے تھے ایک شخص ایک لڑکا ساتھ لیے ہوئے آیا حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہ لڑکا جیسی تیری شباہت رکھتا ہے
مین نے نہین دیکھا کہ کوئی لڑکا اپنے باپ سے اتنی شباہت رکھتا ہو اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اس لڑکے کی عجیب و غریب
سرگذشت ہے مین آپکی خدمت مین عرض کرون مین سفر کو جاتا تھا اور اوسکی ماں حاملہ تھی اوسنے کہا کہ تو مجھے ایسے حال مین چھوڑتا
مین نے جواب دیا اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ مَا فِي بَطْنِكِ یعنی جو تیرے پیٹ مین ہے اوسے مین نے خدا کے سپرد کیا جب مین سفر سے
پھر آیا اسکی ماں مر چکی تھی ایک رات مین بیٹھا ہوا باتین کر رہا تھا دور سے آگ سی نظر آئی مین نے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے کہا کہ
یہ تیری جورو کی قبر کا اوجالا ہے ہم ہر شب یون ہی دیکھا کرتے ہین مین نے جواب دیا کہ وہ تو نماز گذار روزہ دار تھی یہ امر کیونکر ہوگا
غرض کہ مین گیا اور قبر کھولی کہ دیکھون تو کیا ہے دیکھتا کیا ہون کہ ایک چراغ روشن ہے یہ لڑکا اوس سے کھیل رہا ہے مین نے
ایک آواز سنی کہ اے شخص تو نے اس لڑکے کو ہمارے سپرد کیا تھا ہمنے تجھے حوالے کر دیا اگر اسکی ماں کو بھی ہمارے سپرد کرتا تو اوسے
بھی ہم تیرے حوالے کرتے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ دو نمازین پڑہے ایک تو نماز استخارہ سفر سے پہلے پڑہے وہ نماز اور اوسکی
دعا مشہور ہے دوسری نماز یہ ہے کہ باہر نکلتے وقت چار رکعت پڑہے اسواسطے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایک شخص
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مین سفر کا ارادہ رکھتا ہون مین نے وصیت نامہ لکھا ہے باپ کو
دون یا بیٹے کو یا بھائی کو آپنے فرمایا کہ جب کوئی شخص سفر کو جانے لگتا ہے تو اپنا قائم مقام اور خلیفہ اللہ تعالے کے نزدیک
اون چار رکعتون سے زیادہ دوست تر نہین چھوڑتا ہے جو اوس وقت پڑہے جب اسباب باندہا ہو تو اس نماز مین سورۂ فاتحہ اور
قل ہو اللہ پڑہے اور یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَقَرَّبُ بِهِنَّ اِلَيْكَ فَاخْلُفْنِيْ بِهِنَّ فِيْ اَهْلِيْ وَمَالِيْ وَهِيَ خَلِيْفَتِيْ فِيْ اَهْلِيْ
وَمَالِيْ وَحَوْلَ دَارِهٖ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ **پانچوان ادب** یہ ہے کہ جب گھر کے دروازے پر پہونچے تو کہے
بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ
يُجْهَلَ عَلَيَّ جب سواری پر سوار ہونے لگے تو یون کہے سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ
چھٹا ادب یہ ہے کہ جمعرات کو صبحی سفر شروع کرنے کی کوشش کرے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ
ابتداے سفر کرتے تہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جو کوئی سفر کیا چاہے یا کسی سے حاجت مانگا چاہے تو صبح
سویرے سفر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا يَوْمَ السَّبْتِ اور یہ دعا بھی فرمائی
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا يَوْمَ الْخَمِيْسِ تو ہفتہ اور پنجشنبہ کی صبح مبارک ہے **ساتوان ادب** یہ ہے کہ جانور پر بوجھ
اوسکی پیٹھ پر کھڑا نہو اور سوسے نہین اور اوسکے منہ پر لکڑی نہ مارے اور صبح شام ایک ساعت نیچے اوترا کرے تاکہ اپنے پانون
ہلکے ہون اور جانور سبکبار ہو اور جانور والے کا دل خوش ہو اور بعضے اگلے بزرگ اس شرط سے کرایہ کرتے کہ جانور پر سے
کبھی نہ اوترینگے مگر باوصف اسکے بھی اوترتے تاکہ وہ اوترنا جانور پر صدقہ ہو جائے اور جس جانور کو بے سبب مارینگے
یا بہت بوجھ اوسپر لادینگے وہ قیامت کو جھگڑیگا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک اونٹ مر گیا اونہون نے کہا کہ اے

حق تعالی سے میری شکایت نکرنا اسواسطے کہ تو جانتا ہے کہ مین تیری طاقت کے موافق تیری اوپر بوجہ لادتا تھا اور جسقدر بوجہ جانور پر لادنا منظور ہو کرایہ والے کو بتا دے اور شرط کرے تاکہ اوسکی رضامندی حاصل ہو اور اقرار سے زیادہ بوجہ نہ لادے حضرت ابن المبارک رحمۃ اللہ تعالی اونٹ پر سوار تھے کسی نے اونھین ایک خط دیا کہ فلانے آدمی کو دینا وہ خط نہ لیا اور فرمایا کہ کرایہ والے سے مین نے اسکی شرط نہین کی ہے اور قضا کی بات پر کچھ عمل نکیا کہ اسقدر کا کچھ وزن نہین اور اسکا کچھ مضائقہ نہین بلکہ اس امر کا سد باب کرنا تقوے کا سبب جانا امیر المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت کرتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کو تشریف لیجاتے تو کنگھی آئینہ مسواک سرمہ دانی مدری اپنے ساتھ لیجاتے مدری اوسے کہتے ہین جس سے سر کے بال سیدھے کرتے تھے ایک روایت مین قینچی اور شیشہ بھی ہے اور صوفیون نے ڈول رسی کو بھی بڑھایا ہے اگلے بزرگون کی یہ عادت نتھی کیونکہ وہ جہان کہین پہونچتے تیمم کرتے اور فقط پتھر ہی سے استنجا کر لیتے اور جس پانی کو پاک جانتے اوسی سے طہارت کرتے تو اگرچہ اگلے بزرگون کی یہ عادت نتھی لیکن ان لوگون کے حق مین یہی بہتر ہے کہ اسطرح سفر نکرین کہ ان احتیاطون مین نہ مشغول ہون اور احتیاط بہتر ہے اگلے لوگون کا سفر اکثر غزا اور جہاد اور بڑے بڑے کامون کے واسطے ہوتا تھا وہ ایسی احتیاطون مین مشغول نہ ہوتے تھے آٹھوان ادب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر آتے اور آپکی نگاہ مدینہ منورہ پر پڑتی تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا پھر کسیکو پہلے اطلاع کے واسطے بھیجتے اور منع کر دیتے کہ ساتھیون مین سے کوئی شخص اچانک اپنے گھر مین نہ چلا جاوے ایک مرتبہ دو آدمیون نے عدول حکمی کی ہر ایک نے اپنے گھرون مین برائی دیکھی اور آزردہ ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر آتے تو پہلے مسجد مین جا کر دو رکعت نماز پڑھتے جب گھر مین تشریف لیجاتے تو یون فرماتے تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا اور گھر والون کے واسطے تحفہ تحائف لیجانا سنت موکدہ ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ آدمی کے پاس اگر کچھ نہو تو ایک پتھر ہی توڑہ مین ڈال لے اس سنت کی تاکید کے واسطے آپنے یون فرمایا ہے ظاہر مین سفر کے آداب یہی ہین اور باطن مین سفر خصوص کے آداب یہ ہین کہ جب تک یہ نہین جان لیتے کہ اون دین کی ترقی اور زیادتی سفر ہی مین ہے تب تک سفر نہین کرتے اور جب اثناے راہ مین اپنے دل مین کوئی نقصان دیکھتے ہین تو پھر آتے ہین اور یہ نیت کرتے ہین کہ جس شہر مین جائینگے صالحون اور بزرگون کی قبرون کی زیارت کرینگے پیرون کو ڈھونڈھینگے ہر ایک سے فائدہ حاصل کرینگے ہو اسواسطے نہین ڈھونڈھتے کہ لوگون کے سامنے باتین بنانا مقصود ہو کہ ہمنے فلانے پیر کو دیکھا ہے بلکہ اسواسطے ڈھونڈھتے ہین کہ اونکی پیروی کرین اور کسی شہر مین دس دن سے زیادہ نہین رہتے مگر یہ کہ پیر کی خوشی مقصود ہو اور اگر آدمی کسی بھائی کی ملاقات کو جاے تو تین دن سے زیادہ نرہے کیونکہ مہمانی کی یہی حد ہے مگر یہ کہ میزبان [illegible] بجد ہو اور جب کسی بزرگ کے پاس جاے اور فقط زیارت ہی مقصود ہو تو ایک شبانہ روز سے زیادہ مقام نکرے اور جب کسی سے ملنے جاے تو اوسکے گھر کا دروازہ نکھٹکھٹاوے جب تک کوئی باہر نہ نکلے تب تک صبر کرے اور تاوقتیکہ اوس سے ملاقات نہووے اور کوئی کام نہ شروع کرے جب تک وہ خود نہ پوچھے کچھ بات نہ کہے جب وہ کچھ پوچھے تو اوسیقدر کہے جو اوسکا جواب ہو اور اگر

خود پوچھنا چاہتا ہے تو پہلے اجازت مانگے اور اوس بستی مین جا کر عشرت مین نہ مشغول ہو جائے اسواسطے کہ ملاقات کا فاوس جاتا رہیگا اور راستے بھر خدا کے ذکر اور تسبیح مین سرگرم رہے اور قرآن شریف آہستہ پڑہے تاکہ کوئی نہ سنے جب کوئی اوس سے بات کرے تو تسبیح موقوف کر کے جواب دیدے اور جس چیز کے ساتھ دل مشغول ہے اگر وہ وطن ہی مین میسر ہو تو سفر نکرے کہ اس صورت مین کفران نعمت ہوگا

دوسرا باب اون مسائل کے بیان مین جو مسافر کو سفر کے پہلے سیکھنا چاہیئے

مسافر پر واجب ہے کہ اون چیزونکا علم جنکی شارع نے سفر مین رخصت اور اجازت دی ہے سیکھے اگرچہ رخصت پر کار بند ہونے کا قصد نہین رکھتا ہے لیکن ممکن ہے کہ کسی ضرورت سے رخصت پر کار بند ہونے کی حاجت پڑے قبلہ کا اور وقت نماز کا علم سیکھنا چاہیئے سفر مین طہارت کے واسطے دو اجازتین ہین ایک موزے کا مسح دوسرے تیمم اور نماز مین بھی دو رخصتین ہین ایک قصر دوسری دو نماز ایک وقت مین جمع کرنا اور سنت نماز سفر مین جانور پر اور پیادہ پا چلتے ہوئے پڑہنے کی اجازت ہے اور روزہ مین ایک ہی رخصت ہے یعنے افطار یہ سات رخصتین ہین پہلی رخصت موزہ کا مسح ہے جب مسافر نے پوری طہارت کے بعد موزہ پہنا ہو پھر حدث ہو گیا ہو تو اوسے چاہیئے کہ جب تک وقت حدث سے تین شبانہ روز گذرین تب تک موزہ پر مسح کرتا رہے اور اگر مقیم ہو تو ایک شبانہ روز مسح موزہ کی پانچ شرطین ہین پہلی شرط یہ ہے کہ پوری طہارت کرے پھر موزہ پہنے اگر دوسرا پاؤن دہونے سے پہلے ایک پاؤن دہو کر موزہ مین ڈالدیگا تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک موزہ پر مسح کرنا نچاہیئے تو جب دوسرا پاؤن دہو کر موزہ مین ڈالے تو چاہیئے کہ پہلے پاؤن سے موزہ اوتار کر پھر پہن لے دوسری شرط یہ ہے کہ اوسے پہنکر کچھ تھوڑے سے چلنے کی عادت ہو اگر چمڑے کا موزہ نہو تو مسح درست نہین تیسری شرط یہ ہے کہ موزہ گٹے تک ثابت اور درست ہو جسقدر پاؤن دہونا فرض ہے اگر اوسکے مقابل موزہ مین سوراخ ہے یا کچھ پاؤن نظر آتا ہے تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک مسح کرنا نچاہیئے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک اگرچہ موزہ پھٹا ہو لیکن اگر اوسے پہنکر چل سکتے ہین تو مسح درست ہے اور یہ امام شافعی کا پرانا قول ہے اور ہمارے نزدیک یہ قول اولیٰ تر ہے اسواسطے کہ موزہ راہ مین اکثر پھٹتا ہے اور ہر وقت اوسکا سینا ناممکن ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر مسح کیا ہے تو موزے کو نہ اوتارے اور جب اوتارا تو اولیٰ یہ ہے کہ نئے سر سے طہارت کرے اور اگر فقط پاؤن دہو لیگا تو ظاہر یہ ہے کہ درست ہو پانچوین شرط یہ ہے کہ تھیلی پر مسح نکرے بلکہ قدم کے مقابلہ مین کرے اور پشت پا پر مسح کرنا اولیٰ ہے اگر ایک ہی اونگلی سے مسح کریگا تو بھی کافی ہوگا لیکن تین اونگلیون سے مسح کرنا اولیٰ ہے ایکبار سے زیادہ مسح نکرے جب سفر کو نکلنے کے پہلے مسح کیا تو ایک شبانہ روز پر اقتصار کرے سنت یہ ہے کہ جو کوئی موزہ پہننا چاہتا ہو پہلے اولٹکر جھٹک لے اسواسطے کہ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موزہ تو پاے مبارک مین پہن لیا دوسرا موزہ کوا اوٹھا لیگیا اور ہوا مین لیجا کر جب چھوڑا تو اوس مین سے ایک سانپ نکلا تو آپنے فرمایا کہ جو شخص خدا کا اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہو اوس سے کہو کہ جب تک موزہ کو جھٹک نہ لے پاؤن مین نہ پہنے دوسری رخصت تیمم ہے اسکی تفصیل اصل طہارت مین ہمنے بیان کی ہے اسکے خیال سے اب مکرر نہین بیان کرتے تیسری رخصت یہ ہے کہ جو فرض نماز چار رکعت کی ہے اوسے قصر کرکے

دوگانہ پڑہے لیکن چار شرطون کے ساتھ ایک کہ وقت پر پڑہے اگر قضا پڑہیگا تو صحیح یہ ہے کہ قصر نچاہیے دوسری یہ کہ قصر کی نیت کرے اگر پوری نماز کی نیت کریگا یا شک مین پڑیگا کہ مین نے پوری نماز کی نیت کی ہے یا نہین تو پوری نماز پڑہنا لازم ہے تیسری شرط یہ ہے کہ جو شخص پوری نماز پڑہیگا اوسکی اقتدا نکرے اور اگر اقتدا کریگا تو اوسے بھی پوری نماز پڑہنا لازم ہوگا بلکہ اگر یہ گمان بھی کریگا کہ امام مقیم ہے اور پوری نماز پڑہیگا تو وہ شک مین گا تو بھی پوری نماز پڑہنا لازم ہوگا اسواسطے کہ مسافر کو پہچاننا مشکل ہے لیکن جب پہچان لیا کہ مسافر ہے اور شک یہ ہو کہ امام قصر کریگا تو گو کہ امام قصر نکرے اوسے قصر کرنا درست ہے اسواسطے کہ نیت پوشیدہ ہوتی ہے اور اسکا جاننا شرط نہین کر سکتے چوتھی شرط یہ ہے کہ سفر دراز اور مباح ہو تو بھاگے ہوئے لونڈی غلام کا سفر اور اوس شخص کا سفر جو رہزنی کو جاتا ہے اور اوس شخص کا سفر جو حرام آمدنی کے واسطے جاتا ہے یا مان باپ کی بے اجازت جاتا ہے یہ سب سفر حرام ہین انمین رخصت درست نہین علی ہذا القیاس جو شخص قرض خواہ سے بہاگے اور قرض ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو غرضکہ جو سفر غرض حرام کے واسطے ہو وہ سفر بھی حرام ہے اور سفر دراز وہ ہے جو سولہ فرسنگ ہو اس سے کم مین قصر کرنا درست نہین اور ہر فرسنگ بارہ ہزار قدم ہوتا ہے ابتداے سفر یہ ہے کہ آدمی شہر کی آبادی سے باہر نکلے اگرچہ شہر کے ڈمیہ اور باغون سے نہ نکلا ہو اور انتہاے سفر یہ ہے کہ اپنے وطن کی آبادی مین آپہونچے یا دوسری بستی مین جا پہونچے جہان داخل ہونے اور نکلنے کے دن کے سوا تین دن ٹھہرنے کا قصد کیا ہو یا زیادہ اور اگر قیام کا قصد نکرے مگر کام کاج مین پہنسا رہے اور یہ نجانے کہ یہ کام کب ہو چکینگے اور ہر روز یہی امید رکھتا ہو کہ آج یہ کام ہو چکینگے اور اسی امید مین تین دن سے زیادہ دیر ہوگئی تو ایک قول پر جو قیاس کے نزدیک ہے قصر کیے جانا درست ہے اسواسطے کہ وہ مثل مسافر کے ہے کہ وہان سے وہان نہین ٹھہرا ہے اور ٹھہرنے کا قصد نہین رکھتا ہے چوتھی رخصت دو نمازون کا جمع کرنا ہے سفر دراز اور مباح مین یہ درست ہے کہ آدمی ظہر کی نماز مین تاخیر کرکے عصر کی نماز کے ساتھ ملا کر پڑہے یا عصر کی نماز مین تقدیم کرکے ظہر کی نماز کے ساتھ پڑہے مغرب عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور عصر کی نماز ظہر کی نماز کے ساتھ ملائے تو چاہیے کہ پہلے ظہر کی نماز پڑہے بعد اوسکے عصر کی نماز پڑہے اور سنتونکا پڑہنا اولیٰ ہے تا اوسکی فضیلت نہ فوت ہونے پاے کیونکہ اس سے سفر کا فائدہ حاصل نہوگا لیکن اگر چاہے تو سنتین جانور کی پیٹہ پر پڑہے یا چلنے مین اور اسکی ترتیب یہ ہے کہ پہلے وہ چار رکعت پڑہے جو ظہر کے پہلے سنت ہین پھر وہ چار رکعت پڑہے جو عصر کے پہلے سنت ہین پھر اذان اور تکبیر کہکر ظہر کی فرض نماز پڑہے پھر عصر کی تکبیر کہے اگر تیمم کیا ہو تو پھر تیمم کرلے اور عصر کی فرض نماز پڑہے اور دونون نمازون کے درمیان مین تیمم اور تکبیر سے زیادہ دیر نہ لگائے پھر دو رکعت جو ظہر کی نماز کے بعد سنت ہین اونکو عصر کی نماز کے بعد پڑہے جب ظہر کی تاخیر عصر تک کی تو اسیطرح پر عمل کرے اور اگر عصر پڑہ چکا اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے شہر مین پہونچ گیا تو عصر کا اعادہ نکرے اور مغرب عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور ایک قول پر چہوٹے سے سفر مین بھی دو نمازین ملا کر پڑہنا درست ہے پانچوین رخصت یہ ہے کہ سنت نماز جانور کی پیٹھ پر درست ہے اور قبلہ کیطرف منہ کرنا واجب نہین بلکہ راہ بدل قبلہ ہے اور اگر قصدًا جانور کو اوس راہ کیطرف پھیر لیگا جو قبلہ کی جانب نہو تو نماز باطل ہوجائیگی اور اگر سہوًا پھیر لیگا یا جانور چرنے لگے گا تو نماز مین کچھ نقصان نہ آئیگا رکوع سجود اشارہ سے کرے رکوع کے واسطے پیٹھ کم جھکائے سجدہ کے لیے

زیادہ جھکائے اتنا جھکنا کچھ ضرور نہین جس سے گر پڑنے کا اندیشہ ہو اور اگر خواجگاہ مین ہو تو رکوع سجود تمام کرے **چھٹی رخصت**
یہ ہے کہ چلنے مین نماز سنت ادا کرے اور پہلی تکبیر مین قبلہ کیطرف منہ کرے کہ یہ امر پیدل کو آسان ہوتا ہے اور سوار کو قبلہ کیطرف منہ کرنا
مشکل ہوتا ہے اور رکوع سجود اشارہ سے کرے اور تشہد کے وقت التحیات پڑھتا ہوا چلا جائے اور یہ احتیاط رکھے کہ پاؤن
نجاست پر نہ پڑنے پائے نجاست اگر راہ پر ہے تو پیدل پر واجب نہین کہ راہ سے پھرے اور اپنے اوپر راہ کو دشوار کرے اور جو شخص
دشمن سے بھاگے یا صف جنگ مین ہو یا سیلاب یا بھیڑیے سے بھاگتا ہو اوسے درست ہے کہ چلتا ہوا یا جانور کی پیٹھ پر نماز فرض
ادا کرے جیسا ہمنے سنت مین بیان کیا ہے اور قضا واجب نہوگی **ساتوین رخصت** روزہ کھول ڈالنا ہے جو مسافر روزے کی
نیت کر چکا ہو اوسے روزہ کھول ڈالنا درست ہے اگر صبح کے بعد شہر سے نکلا ہے تو روزہ کھولنا درست نہین ہے اگر مسافر روزہ
کھولکر کسی شہر مین پہونچے تو دن کو کھانا کھانا اوسے درست ہے اور اگر روزہ نہین کھولا اور کسی شہر مین پہونچا تو روزہ کھولنا
درست نہین ہے پوری نماز پڑھنے سے قصر کرنا بہتر ہے تاکہ اختلاف کے شبہہ مین نہ پڑے اسواسطے کہ حضرت امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک پوری نماز پڑھنا درست نہین مگر روزہ رکھنا افطار سے بہتر ہے تاکہ قضا کی محنت مین نہ پڑے مگر کہ
روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس صورت مین افطار کرنا بہتر ہے ان سات رخصتون مین سے تین رخصتین لنبے سفر مین ہی
مین قصر افطار تین شبانہ روز موزہ پر مسح کرنا اور تین رخصتین چھوٹے سے سفر مین بھی درست ہین جانور کی پیٹھ پر اور پیادہ پا
چلنے مین سنت پڑھنا اور جمعہ سے دست بردار ہونا اور تیمم کرنا بے قضائے نماز کے لیکن جمع یعنی دو نمازین ملاکر پڑھنے مین خلاف
ہے ظاہر یہ ہے کہ چھوٹے سفر مین یہ نچاہیے جبکہ سفر مین کوئی شخص ایسا نہو کہ وقت پر اوس سے سیکھ لیگا تو سفر کرنے سے پہلے
مسافر کو یہ مسائل سیکھ لینا چاہیے اور جبکہ راہ مین ایسے گانون نہون جنمین مسجد اور محراب پوشیدہ نرہتی ہو تو قبلہ کی پہچان
اور وقت نماز کی شناخت بھی سیکھ لینا چاہیے اسقدر جان لینا چاہیے کہ ظہر کی نماز کے وقت جب قبلہ کیطرف تو متوجہ ہو تو
آفتاب کہان پر ہوتا ہے اور غروب اور طلوع کے وقت کدہر ہوتا ہے اور قطب کدہر پڑتا ہے اور اگر راستے مین کوئی پہاڑ ہو
تو یہ جانے کہ قبلہ کے داہنی طرف ہے یا بائین جانب مسافر کو اسقدر جاننا ضرور ہے ✢ ✢ ✢ ✢ ✢ ✢ ✢ ✢

آٹھوین اصل سماع اور وجد کے آداب اور حکم سماع کے بیان مین

انشاء اللہ تعالی ہم اسی دو بابون مین بیان کرینگے **پہلا باب سماع کے مباح ہونے کے بیان مین**
اور اوس چیز کے بیان مین جو اسمین سے حلال ہے اور جو حرام ہے الغرض اس بات کو جان
اور اس حال کو پہچان کہ آدمی کے دل مین حق تعالی کا ایک بھید ایسا پوشیدہ اور نہان ہے جیسے آگ لوہے اور پتھر کے
درمیان ہے جسطرح لوہا پتھر پر مارنے سے وہ آگ نکلتی ہے اور صحرا مین لگ جاتی ہے اسیطرح اچھی اور موزون آواز سننے کو
آدمی کے دل کو جنبش ہوتی ہے اور بے اختیار دل مین ایک چیز پیدا ہو جاتی ہے عالم کو عالم علوی جسے عالم ارواح کہتے ہین

گو ہر آدمی کو جو مناسبت ہے وہ دل ہلانے اور بے اختیار ایک چیز پیدا ہو جانے کا سبب اور حجت ہے اور عالم علوی
عالم حسن وجمال ہے اور اصل حسن وجمال تناسب ہے اور جو چیز متناسب ہے وہ اوس عالم کے جمال سے کسی کام کی نمود ہے
اور اس عالم محسوس مین جو حسن و تناسب ہے وہ اوس عالم کے حسن وجمال کا ثمرہ ہے تو اچھی موزون متناسب آواز بھی
اوس عالم کے عجائبات سے مشابہت رکھتی ہے اسی سبب سے آگاہی دل مین پیدا کرتی ہے اور ایک حرکت
اور شوق ظاہر کر دیتی ہے باشد کہ آدمی خود نجانے کہ وہ کیا ہے یہ بات اوس دل مین پیدا ہوتی ہے جو سادہ ہو
اور جس عشق وشوق کیطرف جاتا ہے اوس سے خالی ہو لیکن اگر دل خالی نہو اور کسی چیز کے ساتھہ مشغول ہو تو جس چیز کے ساتھہ
دل مشغول ہوتا ہے اچھی آواز سننے سے وہ چیز اسطرح حرکت مین آتی ہے جیسے پھونکنے سے آگ زیادہ بھڑک جاتی ہے جس
کسی کے دل مین حق تعالے کے شوق کی آگ ہو اوسکے واسطے سماع ضرور ہے تاکہ وہ آگ زیادہ تیز ہو جائے اور جسکے دل مین
محبت باطل ہے اوسکے لیے سماع حرام اور زہر قاتل ہے اسمین علما کا اختلاف ہے کہ سماع حرام ہے یا حلال جس عالم نے حرام
کہا ہے وہ فقط اہل ظاہر ہے کیونکہ اوسے یہ مشخص ہی نہین ہوا کہ درحقیقت خدا کی محبت آدمی کے دل مین نزول فرماتی ہے
کیونکہ وہ عالم یہ کہتا ہے کہ آدمی اپنے جنس ہی کو دوست رکھہ سکتا ہے جو چیز اوسکی جنس سے نہوگی اور نکوئی شی اوس چیز کی مانند
ہوگی اوسے آدمی کیونکر دوست رکھہ سکیگا تو اوس عالم کے نزدیک مخلوق کے عشق کے سوا اور کوئی عشق ہونے کی صورت ممکن
ہی نہین اور اگر عشق خالق دل مین صورت پکڑے بھی تو خیال تشبیہی کی وجہ سے اوسکے نزدیک وہ باطل ہے اسی سبب سے
وہ کہتا ہے کہ سماع یا کھیل ہے یا مخلوق کے عشق سے ہے اور یہ دونون باتین دین مین مذموم اور بری ہین جب اوس سے پوچھتے ہین
کہ خدا کی محبت اور دوستی جو خلق پر واجب ہے اوسکے کیا معنی ہین تو کہتا ہے کہ فرمان برداری اور عبادت گذاری اوسکے معنی ہین
اور اس قوم کو یہ بہت بڑی خطا واقع ہوئی ہے رکن منجیات مین جہان محبت کا بیان لکھا ہے وہان اسے ہم بیان کرینگے
یہان ہم یہ کہتے ہین کہ سماع کا حکم دل سے لینا چاہیے اسواسطے کہ جو چیز دل مین نہو سماع اوسے دل مین پیدا نہین کرتا ہے بلکہ
جو کچھہ دل مین ہوتا ہے اوسکو حرکت دیتا ہے اور جس شخص کے دل مین ایسی چیز ہے جو شرع مین محبوب ہے اور اوسکا قوی ہونا
مطلوب ہے جب سماع اوس چیز کو اور زیادہ قوی کر دیگا تو سننے والے کو ثواب ہوگا اور جس شخص کے دل مین ایسی باطل چیز ہے
جو شرع مین مذموم اور بری ہے تو سننے والیکو سماع سے عذاب ہوگا اور جسکا دل دونون سے خالی ہے مگر کھیل کی طور پر
سنتا ہے اور طبیعت کے حکم سے لذت پاتا ہے اوسکے واسطے سماع مباح ہے تو سماع کی تین قسمین ہین پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی
غفلت کے ساتھہ کھیل کے طور پر سنے یہ اہل غفلت کا طریقہ ہے اور دنیا بالکل لہو اور بازی ہے تو سماع کی یہ قسم بھی اوسی مین سے
ہوگی اور یہ کہنا روا نہین ہے کہ سماع چونکہ خوش ہے اور اچھا معلوم ہوتا ہے اس سبب سے حرام ہے کیونکہ سب خوشیان
حرام نہین اور خوشیون مین جو خوشی حرام ہے وہ اس وجہ سے حرام نہین کہ خوش ہے اور اچھی معلوم ہوتی ہے بلکہ اس باعث
سے حرام ہے کہ اوسمین کچھہ ضرر اور فساد ہوتا ہے اسواسطے کہ چڑیون کی آواز بھی خوش ہے اور مرغوب ہوتی ہے حالانکہ حرام نہین ہے

بلکہ سبزہ اور آب روان اور گل و شگوفہ کی سیر یہ سب خوش اور اچھی معلوم ہوتی ہے اور حرام نہین ہین تو اچھی آواز کان کے
حق مین ایسی ہے جیسے آنکھ کے حق مین سبزہ اور آب روان اور ناک کے حق مین بوے مشک اور زبان کے حق مین اچھا کھانا اور
عقل کے حق مین اچھی اچھی حکمتین اور آنکھ ناک زبان عقل نہین سے ہر ایک کو سبزہ خوشبو وغیرہ سے ایک نوع کی لذت ہے تو سماع اونکے
سماع کیون حرام ہوگا خوشبو سونگھنا کھیل اور سبزہ وغیرہ کی سیر حرام نہین ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہین کہ عید کے دن مسجد مین حبشی کھیل اور بازی کرتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھسے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو مین نے کہا ہان چاہتی ہون آپ دروازے پر کھڑے ہوئے اور دست مبارک بڑہائے حتی کہ
مین نے اپنی ٹھوڑی آپکے دست مبارک پر رکھی اور اونکی نظارت اور سیر کی کہ آپنے کئی بار فرمایا کہ بس کروگی مین نے کہا نہین اور یہ
حدیث صحیح مین ہے اور ہم پہلے اس کتاب مین بیان کر چکے ہین اس حدیث سے پانچ اجازتین اور رخصتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ
کھیل اور لہو اور اسکی نظارت اور سیر اگر گاہ گاہ ہو تو حرام نہین ہے اور حبشیون کا کھیل رقص و سرود تھا دوسرے یہ کہ مسجد مین بازی
کرتے تھے تیسرے یہ کہ حدیث مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو وہان لیگئے
تو فرمایا دُونَکُم یَا بَنِی اَرفِدَۃَ یعنی کھیل مین مشغول ہو اور یہ حکم ہے تو جو چیز حرام ہوتی اوسکا آپ کیون حکم فرماتے چوتھے یہ کہ آپنے
حضرت بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہل کی اور فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو اور فرمانا تقاضا ہے یہ ویسا نہین ہے کہ وہ دیکھتی ہوتین
اور آپ خاموش رہتے تو ممکن تھا کہ کوئی یہ کہتا کہ آپنے انکو رنجیدہ کرنا نچاہا کیونکہ رنجیدہ کرنا بدخوئی ہے پانچوین یہ کہ آپ خود حضرت
بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ دیر تک کھڑے رہے باوصف اسکے کہ نظارہ بازی آپ کا کام نتھا اس سے معلوم ہوا کہ
عورتون اور لڑکون کی موافقت کے واسطے تاکہ اونکا دل خوش ہو ایسے کام کرنا خلق نیک ہے اور اپنے تئین کھینچے اور پارسائی
جتانے سے یہ بہتر ہے اور حدیث صحیح مین ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہین کہ مین
لڑکی تھی اور لڑکیون کی عادت کے موافق گڑیان گڈے سنوارتی اور چند لڑکیان بھی آتین جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لاتے اور لڑکیان بھاگ جاتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر میرے پاس بھیجدیتے ایکدن آپنے ایک لڑکی سے پوچھا کہ
یہ گڑیان کیا چیز ہین اوسنے عرض کیا کہ یہ میری بیٹیان ہین آپنے فرمایا کہ انکے درمیان مین یہ کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ یہ
ان گڈون کا گھوڑا ہے آپنے فرمایا کہ اس گھوڑے کے اوپر یہ کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ یہ پروبال ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ گھوڑے کے پروبال کہان سے آگے اوسنے عرض کیا کہ آپنے نہین سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا با پروبال تھا
پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتی کہ آپکے سب دندان مبارک کھل گئے اور یہ حدیث مین نے اسواسطے روایت کی
کہ معلوم ہو جائے کہ پرہیزگاری جتانا اور ترشرو ہونا اور اپنے تئین ایسے کامون سے کھینچنا دین مین سے نہین ہے خصوصا لڑکون
سے اور اوس شخص سے جو اپنے لائق کام کرے اور وہ کام اوس سے برا اور نازیبا نہو اور یہ حدیث اسکی دلیل نہین ہے کہ تصویر بنانا
درست ہے اسواسطے کہ لڑکون کے کھلونے لکڑی اور کپڑے کے ہوتے ہین اور پوری صورت نہین رکھتے ہین اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہے

کہ گھونگھرے کے بال کیڑے سکے تھے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا یہ بھی روایت کرتی ہین کہ عید کے دن دو کنیزکین
میرے پاس دف بجا بجا کر گاتی تھین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دوسری طرف منہ کر کے بچھونے پر سو رہے حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے اور اون کنیزکون کو زجر کیا اور کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ مین مزمار شیطان
پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر انسے دست بردار ہو کہ آج عید کا دن ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دف بجا کر گانا
مباح ہے اور اسمین کچھ شک نہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک مین آواز پہونچتی تھی تو آپکا سننا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اوسکے
انکار سے منع فرمانا اوسکے مباح ہونے پر دلیل صریح ہے دوسری قسم یہ ہے کہ دل مین کوئی بری صفت ہو جس طرح کسیکے دل مین کسی
رنڈی یا لونڈے کی محبت ہو اور اوسکے سامنے سماع مین مشغول ہو تاکہ لذت زیادہ ہو یا اوسکے پیٹھ پیچھے اوسکے وصال کی امید مین مشغول
سماع ہو تاکہ شوق بڑھے یا ایسا گانا سنے جسمین زلف اور خال اور جمال کا ذکر ہو اور گانا سننے والا اپنے معشوق لونڈے رنڈی کا خیال باندھے
تو یہ سماع حرام ہے اور اکثر جوان لوگ انہین مین سے ہوتے ہین یہ سماع اسواسطے حرام ہے کہ عشق باطل کی آگ تیز کر دیتا ہے جس آگ کا بجھانا
واجب ہے اوسکا بھڑکانا کیونکر درست ہوگا لیکن اگر اوسے یہ عشق اپنی جورو یا لونڈی کے ساتھ ہے تو یہ راگ منجملہ تمتع دنیا ہے جبتک طلاق نہ دے
یا بیچ ڈالے تب تک مباح ہے پھر حرام ہو جائیگا تیسری قسم یہ ہے کہ دل مین کوئی اچھی صفت ہو کہ سماع اوس صفت کو قوت دیتا ہے
اور یہ چار نوع سے ہوتا ہے پہلا نوع کعبہ اور جنگل کی صفت مین حاجیون کے اشعار گائے جائین تاکہ خانۂ خدا کے شوق کو دل مین
جنبش ہو اور بلائین تو جس شخص کا حج کو جانا درست ہے اوسکے حق مین یہ سماع باعث اجر و ثواب ہے لیکن جس شخص کے ماں باپ
اجازت نہ دین یا اور کسی وجہ سے اسے حج کرنا نچاہیے ہو اوسے درست نہین کہ سماع کرے اور یہ آرزو اپنے دل مین قوی اور مضبوط
کرے لیکن یہ کہ جانتا ہو کہ اگر شوق زیادہ ہوگا تو وہ اس بات پر قادر ہے کہ نچا سکے اور اپنے حال پر قائم رہے اور غازیون کا شعر
و سماع بھی اسیکے قریب قریب ہے کہ خلق کو خدا کے دشمنون کے ساتھ لڑنے کا اور خدا کی محبت مین ہتھیلی پر جان دہرنے کا آرزو
کرتے ہین اور یہ بھی ثواب ہے اور جیسے اشعار لڑائی مین پڑھنے کی عادت ہے تاکہ مرد دلیر ہون اور لڑائی مین شیر ہون اور جو
لڑین تو اگر کافرون سے لڑائی ہو تو اوسمین بھی ثواب ہے اور جو اہل حق کے ساتھ لڑائی ہو تو یہ حرام ہے دوسری نوع سرود نوحہ
جو رونا لاتا ہے دل مین رنج بڑھاتا ہے اسمین بھی ثواب ہے اگر اپنے ایمان مین جو تقصیر کرتا ہے اوسپر اور جو گناہ کیے ہین اونپر اور
جو درجات عالی اور حق تعالی کی خوشی فوت ہوئی اوسپر نوحہ کرے جیسا حضرت داود علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کا نوحہ تھا اور اگر
دل مین رنج کرنا حرام ہے تو اوسپر نوحہ کرنا بھی حرام ہے جیسے اوسکا کوئی عزیز قریب دوست آشنا مر گیا ہو اسواسطے کہ حق تعالی
ارشاد فرماتا ہے لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ یعنی جو گذر گیا اوسپر رنج نہ کرو اور اگر کوئی قضاے الہی سے کراہیت رکھتا ہو اسی
سبب سے اندوہگین ہو کر نوحہ کرے تاکہ وہ رنج و اندوہ زیادہ ہو جاے تو یہ حرام ہے اسی سبب سے نوحہ گر کی اجرت حرام
اور وہ گنہگار ہے اور جو کوئی وہ نوحہ سنے گا وہ بھی گنہگار ہوگا تیسری نوع یہ ہے کہ دل مین خوشی ہو اوسے زیادہ کرنے کے واسطے
سماع مین مشغول ہو تو اگر ایسی چیز پر خوشی ہے جسپر خوش ہونا مباح ہے تو یہ سماع بھی ثواب ہے جیسے عروسی اور ولیمہ و عقیقہ کی

خوشی یا لڑکا پیدا ہونے کے وقت خوشی یا ختنہ کرنے کی یا سفر سے پھر آنے کی خوشی جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم جب مدینہ منورہ
مین پہونچے تو لوگ آپکے آگے آگے آئے اور دف بجا بجا کر خوشی کی اور یہ شعر گایا **شعر** طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ +
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَى لِلّٰهِ دَاعِ + اسیطرح عید کے دنون مین خوشی کرنا درست ہے اور اس سبب سے سماع بھی درست ہے
اسیطرح جب دوست موافقت کے ساتھہ ہم بیٹھین اور کھانا کھائین اور چاہین کہ ایک دوسرے کو خوشوقت کرین تو سماع اور ایک کے
دوسرے کی وجہ سے خوشی کرنا درست ہے چھٹی نوع اور یہی اصل ہے کہ کسیکے دل پر خدا کی محبت غالب ہوکر عشق کے مرتبہ پہونچ گئی ہو
اوسکے واسطے سماع ضرور ہے اور شاید بہتیری رسمی نیکیون سے اسکا اثر زیادہ ہو اور جس چیز کے سبب سے خدا کی دوستی زیادہ ہو اوسکا
اجر بھی زیادہ ہے صوفیون کا سماع اصل مین اسی سبب سے تھا اگرچہ اب اون لوگون کے سبب سے جو ظاہر مین تو صوفیون کی صورت پر ہین
اور باطن مین اونکے مذاق اور معنی سے مفلس اور بے بہرہ ہین سماع رسم ہوگیا ہے آتش عشق الہی بھڑکانے مین سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے
صوفیہ مین کوئی تو ایسا ہوتا ہے کہ سماع مین اوسے مکاشفات ہوتے ہین اور اسکے سبب سے وہ لطف حاصل ہوتا ہے جو بے سماع کے نہین
ہوتا وہ احوال لطیف جو عالم غیب سے سماع کی بدولت ان لوگون پر طاری ہوتے ہین اوسے یہ لوگ وجد کہتے ہین اور ہوتا یہ ہے
ان لوگون کا دل حالت سماع مین ایسا پاک اور صاف ہوجاتا ہے جیسے چاندی آگ پر رکھنے سے صاف ہوجاتی ہے سماع دل مین
لگا دیتا ہے اور سب کدورتون کو دل سے دور کردیتا ہے یہ حرارت اور دفع کدورت جو سماع سے حاصل ہوتی ہے بہتیری ریاضتون
سے نہین حاصل ہوتی روح انسان کو عالم ارواح سے جو مناسبت سری ہے سماع اوس مناسبت کو حرکت دیتا ہے حتی کہ ایسا ہوتا ہے
روح کو اس عالم سے بالکل لیلیتا ہے یہانتک کہ جو کچہ اس عالم مین ہوتا ہے صوفی کو اوسکی مطلق خبر نہین ہوتی اور ایسا بھی ہوتا ہے
صوفی کے اعضا کی قوت ساقط ہوجاتی ہے وہ گر پڑتا ہے اور بیہوش ہوجاتا ہے ان حالات مین سے جو ٹھیک ٹھیک اور
اصل حال ہے اوسکا بہت بڑا درجہ ہے اور جس حاضر محفل کو اوس حال کا ایمان اور اعتقاد ہوتا ہے وہ بھی اوسکی برکتون سے
محروم نہین رہتا لیکن اسمین غلط اکثر ہے اور سمجہ مین خطا بہت واقع ہوتی ہے اور اسکے حق و باطل کی پہچان وہ پیر جانین جو پکے
اور انکار ہون مرید کو یہ اختیار نہین کہ اپنے مین بے خواہش پیدا ہوے از سر خود سماع مین مشغول ہو حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی
قدس سرہ کے مریدون مین علی حلاج نامے ایک مرید تھے اونہون نے سماع کے بارے مین اجازت چاہی شیخ نے فرمایا کہ تین دن تک
کچھ نہ کھا پھر تیرے واسطے لوگ عمدہ کھانا پکائین اگر تو کھانے کی رغبت نہ کرے اور سماع کو اختیار کرے تو یہ سماع کی خواہش حق ہے
اور تجھے اختیار ہے لیکن جس مرید کو ہنوز احوال میں سے کچھ کھلا ہو اور معاملہ کے سوا اور کوئی راہ نجاتا ہو یا احوال تو کھلا ہو لیکن اوسکی
خواہش بالکل کشتہ اور شکستہ نہوئی ہو تو پیر کو واجب ہے کہ اسکو سماع سے منع کرے کہ اوسکے حق مین نفع سے زیادہ نقصان ہے بالآخر عزیز
جان اس بات کو جان کہ جو شخص صوفیون کے سماع اور وجد اور حال کا انکار کرتا ہے اپنی تنگدلی اور کم ظرفی کی وجہ سے انکار
کرتا ہے اور اس انکار مین معذور اور بے قصور ہے اسواسطے کہ جو چیز خود اوسے حاصل نہین ہے اوسکا ایمان لاسکنا بھی اوسے مشکل ہے
اسکی یہ مثال ہے جیسے مخنث کا حال ہے مخنث اس بات کو نہین باور کرتا کہ صحبت کرنے مین بڑی لذت ہے اسواسطے کہ قوت

شہوت سے آدمی اوس لذت کو پا سکتا ہے چونکہ مخنث کے واسطے خدا نے شہوت ہی نہین پیدا کی تو وہ کیونکر لذت صحبت کو جانے
سبزہ اور آب روان دیکھنے سے جو لذت ہوتی ہے اگر اندھا اوس سے انکار کرے تو کیا تعجب کیونکہ خدا نے اوسے آنکھ ہی نہین دی
جس سے وہ نظارہ بازی کی لذت کو پہچان سکے ریاست سلطنت فرمان روائی ملک داری کی جو لذت ہوتی ہے اوس سے اگر لڑکا
انکار کرے تو کیا عجب کہ وہ کھیل جانے ملک داری کی لذت کیا پہچانے اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ عاقل ہو خواہ جاہل احوال
صوفیہ سے انکار کرنے مین لڑکون کے مانند ہے کہ جس چیز کے مرتبہ کو ابھی نہین پہونچے ہین اوس سے انکار کرتے ہین اور جو شخص
کچھ بھی مایۂ زیرکی رکھتا ہے وہ اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ گو مجھے یہ حال نہین ہے لیکن یہ جانتا ہون کہ صوفیون کو ہے آر سے
اوس حال کا ایمان تو رکھتا ہے اور اوس حال کا ہونا تو روا رکھتا ہے لیکن جو شخص کہ اوسے خود جو بات حاصل نہین اوس بات کو اورونکے
واسطے بھی محال جانتا ہے وہ بڑا احمق ہے اور اون لوگون مین سے ہے جنکی شان مین اللہ تعالی فرماتا ہے وَاِذْ لَمْ یَھْتَدُوْا بِہٖ
فَسَیَقُوْلُوْنَ ھٰذَآ اِفْكٌ قَدِیْمٌ **فصل** اے عزیز جان تو کہ سماع کو جہان ہمنے مباح کہا ہے وہان بھی پانچ سبب سے حرام ہو جاتا ہے
اور اون پانچون سببون سے حذر کرنا چاہیے پہلا سبب یہ ہے کہ عورت یا امرد سے سنے کہ وہ محل شہوت ہین یہ سماع حرام ہے اگرچہ
کسیکا دل خدا کے کام مین مستغرق رہے چونکہ شہوت اصل خلقت مین ہے اور اچھی صورت نظر آئیگی تو شیطان اوسکی مدد کو اوٹھ کھڑا
ہوگا اور سماع شہوت کو بماشقون کو جو امرد محل شہوت نہو اوس سے سماع مباح ہے اور جو عورت زشت رو بھی ہو تو اگر اوسی دیکھیگا
تو اوس [illegible] کچھ بنکاح ہین اسواسطے کہ عورت کیسی ہی ہو اوسپر نظر ڈالنا حرام ہے لیکن اگر پردہ کی آڑ سے آواز سنے تو اگر فتنہ
عشق و زنا کا خوف ہو تو حرام ہے ورنہ مباح شعر کی تفصیل اوسپر دلیل ہے کہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر مین دو
کنیزکین گاتی تھین اور رسول مقبول صلی اللہ [illegible] کیا کہ حضور نے سنتے تھے تو لونڈیون کی آواز عورت نہین ہے جیسے لونڈیون کا
چہرہ عورت نہین یعنی جسطرح لونڈون کو اپنا چہرہ چھپانا فرض اور لوگون کو اونکے چہرہ پہ نظر ڈالنا حرام نہین ہے اوسیطرح عورتون کو
اپنی آواز بند رکھنا فرض اور مردونکو اونکی آواز سننا حرام نہین ہے لیکن لونڈون کو شہوت سے دیکھنا جہان فتنہ لواطت کا خوف ہو
حرام ہے اور عورتون کی آواز کا بھی یہی حال ہے یعنی جہان فتنہ عشق و زنا کا خوف ہو تو عورت کی آواز سننا حرام ہے اور یہ حکم
بمقتضاے حال بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی تو اپنے اوپر مطمئن اور امین ہوتا ہے اور کوئی ڈرتا ہے اور یہ بات ایسی ہے جیسے
روزہ مین اپنی جورو کا بوسہ لینا اوس شخص کو تو حلال ہے جو شہوت سے مطمئن اور امین ہو اور اوس شخص کو حرام ہے جو یہ ڈرتا ہو
کہ شہوت مجھے مباشرت کی بلا مین ڈال دیگی یا یہ ڈرتا ہو کہ فقط بوسہ لینے سے مجھے انزال ہو جائیگا دوسرا سبب یہ ہے کہ سرود کے
ساتھ رباب چنگ بربط اور رود یا نائے عراقی مین سے کچھ ہو اسواسطے کہ رود کی نہی آئی ہے نہ اس سبب سے کہ وہ خوش اور
موزون ساز ہے کیونکہ اگر کوئی ناخوش اور ناموزون بھی بجائے تو بھی حرام ہے بلکہ اسوجہ سے حرام ہے کہ شرابخوارون کی عادت ہے
اور جو چیز شرابخوارون کے ساتھ خاص ہے اوسکو شراب کی تبعیت مین حرام کر دیا ہے اسوجہ سے کہ وہ چیز شراب کو یاد دلائے گی اور
اوسکی آرزو کو حرکت دیگی لیکن طبل اور شاہین اور دف اگرچہ اوسمین جلاجل بھی ہون حرام نہین ہین اسواسطے کہ انکے باب مین کچھ حکم

نہین آیا ہے اور یہ رود کے مثل نہین ہے کیونکہ یہ شراب خوارون کے شعار نہین ہین تو اونکو رود پر قیاس نہین کر سکتے ہین بلکہ دف
خود جناب رسول خدا علیہ الصلوۃ والثنا کے سامنے لوگون نے بجایا ہے اور شادی عروسی مین دف بجانے کو آپنے فرمایا ہے تو وہ بھی
جلاجل جہانجھ دینے سے حرام نہین ہو جاتا اور حاجیون اور غازیون کا طبل بجانا خود رسم ہے مگر مخنثون کا طبل حرام ہے کیونکہ یہ اونکا شعار
ہے اور یہ طبل لنبا ہوتا ہے بیچ مین پتلا اور سرے چوڑے یعنی ڈھڑک کی صورت لیکن شاہین کسی قسم کا ہو حرام نہین ہے اسواسطے کہ چرواہون
کی عادت تھی کہ بجایا کرتے تھے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے تھے کہ شاہین کے حلال ہونے پر یہ دلیل ہے کہ اوسکی آواز
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش حق نیوش مین پڑی آپنے کانون مین اونگلی دے لی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے فرمایا
کہ کان لگا کر سنو جب بجانا موقوف کرے تو مجھسے کہدینا تو حضرت ابن عمر رض کو یہ اجازت دینا کہ سنتے رہو اوسکے مباح ہونے کی دلیل ہے
لیکن آپ کا کانون مین اونگلی دے لینا اس بات پر دلیل ہے کہ آپ پر اوسوقت کوئی بڑا بزرگ حال ہو آپ یہ سمجھے ہون کہ وہ آواز مجھے
اس حال سے باز رکھیگی اسواسطے کہ سماع شوق حق سبحانہ تعالی کو حرکت دینے مین تاکہ جو شخص دور ہو اوسے خدا سے نزدیک کر دے
بڑا اثر رکھتا ہے اور یہ امر اون بیچارون کے حق مین بڑی بات ہے جنکو یہ حال نہو لیکن جو شخص عین کام مین ہو یعنی حالت استغراق مین ہو
ممکن ہے کہ سماع اوسے مانع ہو اور اوسکے حق مین نقصان کرے تو آپکا شاہین کی آواز نہ سننا اوسکی حرمت کی دلیل نہین ہے اسواسطے
کہ بہت چیزین مباح ہین کہ اونھین نہین کرتے مگر حکم کرنا مباح ہونے کی یقیناً دلیل ہے کہ اوسکی اور کوئی دلیل نہین تیسرا سبب یہ ہے
کہ سرود مین فحش یا ہجو ہو یا دین پر طعن ہو جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے حق مین رافضیون کے اشعار یا کسی مشہور معروف
عورت کی تعریف ہو اسواسطے کہ مردون کے سامنے عورتون کی صفت کرنا نہین چاہیے تو ایسے سب شعر پڑھنا اور سننا حرام ہے لیکن جو شعر
جسمین زلف و خال صورت و جمال کی تعریف اور وصال و فراق کا ذکر ایسا ہو جیسا عاشقون کی عادت ہوتی ہے اوسکا بیان ہو اوس شعر کا
پڑھنا اور سننا حرام نہین ہے مگر اس سبب سے حرام ہو جاتا ہے کہ کوئی کسی رنڈی یا لونڈے کو چاہتا ہو اوسکا خیال کرے تو اوسوقت
اوسکا خیال حرام ہوتا ہے لیکن اگر ایسا شعر سنکر اپنی جورو یا لونڈی کا خیال کرے تو حرام نہین لیکن صوفیہ اور جو لوگ حق تعالی کی محبت مین
مشغول اور مستغرق رہتے ہین اور اوسپر سماع کرتے ہین تو ایسے اشعار ان لوگون کو کچھ نقصان نہین کرتے کیونکہ یہ لوگ ہر لفظ سے اپنے
موافق معنی سمجھنے مین ممکن ہے کہ زلف سے کفر کی ظلمت اور چہرہ کی چمک سے نور ایمان سمجھین اور شاید زلف سے سلسلہ اشکال حضرت
الہیت سمجھین جیسا کہ کوئی شاعر کہتا ہے بیت گفتم بشمارم سر یک حلقۂ زلفش + تا بو کہ بہ تفصیل بجملہ برآرم + خندید بمن بر سر
لینیک مشکین + یک پیچ بہ پیچید و غلط کرد شمارم + ممکن ہے کہ اس زلف سے اشکال سمجھین جو کوئی چاہے کہ تصرف عقل اس قرینہ کو
پہونچے کہ عجائبات الہی سے یک سر مو پہچانے تو اوسمین ایک پیچ پڑنے سے تمام شمار غلط ہو جائیگا اور سب عقلین بیہوش ہو جائینگی
اور جب شعر مین شراب اور مستی کی بات ہو تو اوسکا ظاہر نہ سمجھین مثلاً یہ شعر جب پڑھین شعر گر می دو ہزار رطل پیمائی + تا
نخوری نباشدت شیدائی + اور اس سے یہ سمجھین کہ باتون اور تعلیم سے دین کا کام درست و درست نہین ہوتا بلکہ ذوق و شوق سے
درست و درست ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر تو محبت عشق زہد توکل وغیرہ کی باتین بہت کرے اور اوسمین کتابین تصنیف کرے اور بہت سا

خدا مین سے یاد کرے تو جبتک تو اس صفت پر نہو جائیگا یہ باتین سمجھے کچھ فائدہ نہ کرینگی اور خرابات کے جو اشعار پڑھین اونسے
کچھ سمجھین مثلاً جب یہ شعر پڑھین ؏ ہر کو بخرابات نشد بیدین ست ۔ زیرا کہ خرابات اصول دین ست ۔ اس خرابات سے
صفات بشریت کی خرابی سمجھین اسواسطے کہ اصول دین یہی ہے کہ یہ صفت جو آبادان ہے خراب ہو تاکہ وہ جو ناپیدا ہے گوہر
نا پیدا اور آبادان ہو جاسے اور ان بزرگون کے فہم کی تفصیل دراز ہے اسواسطے کہ ہر ایک کا فہم اوسکی نظر کے موافق ہے
ہر درجہ کے فہم سے جدا ہوتا ہے لیکن اسقدر جو بیان کیا اسکا سبب یہ ہے کہ بیوقوف اور مبتدع لوگون کا ایک گروہ ان لوگون پر
طعن تشنیع کرتا ہے کہ یہ لوگ صنم اور زلف اور خال و مستی اور خرابات کی باتین کہتے سنتے ہین اور یہ حرام ہے اور یہ احمق جانتے ہین
سننے جو یہ کہنا یہ بڑی حجت اور طعن ہے حالانکہ یہ منکر لوگ ان بزرگون کے حال سے خبر ہی نہین رکھتے ان حضرات کو خود وجد
ہوتا ہے شعر کے مضمون پر نہین ہوتا کیونکہ فقط آواز پر وجد ہوتا ہے کہ شاہین کی آواز اگرچہ کچھ معنی نہین رکھتی لیکن باعث وجد
ہو جاتی ہے اسی سبب سے ہوتا ہے کہ جو لوگ عربی نہین جانتے اونکو بھی عربی شعر پر وجد ہوتا ہے اور احمق لوگ ہنستے ہین
کہ لوگ عربی اشعار تو سمجھتے ہی نہین وجد کیون کرتے ہین یہ احمق اتنا نہین سمجھتے کہ اونٹ بھی عربی نہین سمجھتا ہے اور حدا کے
سبب سے وجد کی قوت اور خوشی سے بھاری بوجھ لیے ہوے اتنا چلتا ہے کہ جب منزل پر پہونچتا ہے اور وجد موقوف
ہوتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے چاہیے کہ یہ گروہ اونٹ سے جنگ اور مناظرہ کرین کہ تو عربی تو سمجھتا ہی نہین
یہ کیا خوشی ہے جو تجھمین پیدا ہوتی ہے اور باشد کہ عربی شعر سے یہ بزرگ اوسکے مضمون کے خلاف کوئی مضمون سمجھین اور جیسا انکے
خیال آوے ویسے معنی سمجھین اسواسطے کہ انھین شعر کی تفسیر کچھ مقصود نہین ہوتی جیسا کہ ایک شخص نے پڑھا مَا زَارَنِی فِی النَّوْمِ اِلَّا خَیَالُکُمْ
ایک صوفی کو حالت آئی لوگون نے پوچھا تجھے یہ وجد کیون کیا کہ خود تم نہین جانتے ہو کہ وہ کیا کہتا ہے کہا مین جانتا کیون نہین ہون
وہ کہتا ہے ما زاریم یعنی ہم زار و ناچار ہین تو وہ سچ کہتا ہے حقیقت مین ہم سب زار اور درماندے ہین اور خطر مین ہین تو ان حضرات کا جو
ایسا ہوتا ہے جسکے دل پر جو امر غالب ہو جاتا ہے وہ جو کچھ سنتا ہے وہی اوسے سنائی دیتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے وہی امر دکھائی دیتا ہے
جو کوئی عشق حقیقی خواہ عشق مجازی کی آگ مین نہ جلا ہوگا یہ مضمون اور معاملہ اوسے نہ معلوم ہوگا چوتھا سبب یہ ہے کہ سننے والا جوان ہو
اور اوسپر شہوت غالب ہو اور خدا کی محبت کو جانتا ہی نہو کہ وہ کیا چیز ہے تو غالب یہ ہے کہ وہ جوان جب زلف و خال صورت و جمال کا
ذکر سنیگا تو اوسکی گردن پر شیطان چڑھ بیٹھیگا اور اوسکی شہوت کو تیز کریگا اور خوبصورتون کے عشق کو اوسکے دل مین آراستہ
کردیگا اور عاشقون کا احوال وہ جو سنتا ہے غالباً اوسے خوش آئیگا تمنا کریگا اور اوسکی تلاش مین مستعد ہو جائیگا کوچہ عشق مین قدم
بڑھائیگا مردون اور عورتون مین ایسے بہت ہین کہ صوفیون کا لباس رکھتے ہین اور اس کام مین مشغول ہو گئے ہین بکار لایعنی
باتون سے عذر بتر از گناہ کرتے ہین اور کہتے ہین فلانے آدمی کو سودا اور شور پیدا ہوا ہے اور اوسکے دل مین عشق کا کانٹا گڑا ہے
اور کہتے ہین کہ عشق خدا کا پھندا ہے خدا نے اوسے اپنی محبت مین کھینچا ہے اور کہتے ہین کہ اسکے دل کی حفاظت کرنا اور کوشش کرنا
تاکہ وہ اپنے معشوق کو دیکھے بڑی بات ہے قربی کا نام رہبری اور بیحیائی اور فسق و لواطت کا نام شور و سودا رکھتے ہین اور ایسا بھی

ہوتا ہے کہ اپنا مذہب یون بیان کرتے ہین کہ فلانے پیر کو فلانے لڑکے کے ساتھہ نظر محبت تھی اور یہ امر ہمیشہ بزرگون کو پیش آیا کیا ہے
اور یہ ضلالت نہین یہ تو شاہد بازی ہے اور خوبصورت کو دیکھنا روح کی غذا ہے اس قسم کی واہیات خرافات باتین بہت بکتے ہین
تاکہ ایسی بیہودہ باتین بنا بنا کر اپنی فضیحتی کو چھپائین اور جو شخص یہ اعتقاد نہ رکھے کہ یہ امر فسق ہے وہ اباحتی ہے اوسے قتل کر ڈالنا مباح
ہے اور یہ مردود جو کہتے ہین کہ فلانے فلانے پیر نے فلانے لڑکے کو دیکھا ہے یہ یا تو اپنے عذر کے واسطے جھوٹ کہتے ہین
یا اگر اوس پیر نے واقعی دیکھا ہوگا تو شہوت کی نظر سے نہ دیکھا ہوگا بلکہ اسطرح دیکھا ہوگا جیسے کوئی شخص سرخ سیب کو یا شگوفہ کو دیکھتا ہے
یا شاید اوس پیر سے بھی خطا ہو گئی ہو کہ سب پیر کچھ معصوم نہین ہین اور اگر کسی پیر سے کچھ خطا یا کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ گناہ مباح نہین ہو جاتا
البتہ حق سبحانہ تعالی حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ اسیواسطے قرآن شریف مین بیان فرماتا ہے تاکہ تو یہ گمان نہ کرے
کوئی شخص ان صغائر سے امین ہے اگرچہ بزرگ ہو اور حضرت داود علیہ السلام کا نوحہ اور توبہ کرنا بھی اسی سے حق سبحانہ تعالی السنے بیان
فرمایا ہے تاکہ تو اوسے دلیل پکڑے اور اپنے تئین معذور رکھے اور ایک سبب اور بھی ہے لیکن وہ نادر ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو اون حالتون
مین جو صوفیہ صافیہ پر ہوا کرتی ہین چیزین دکھائی دیتی ہین اور شاید جواہر ملائک اور ارواح انبیا انہین کسی مثال مین کشف ہون پھر
وہ کشف شاید آدمی کی صورت سراپا حسن و جمال مین ہو اسواسطے کہ مثال ضرور بالضرور حقیقت معنی کے موافق ہوتی ہے چونکہ معانی
عالم ارواح مین تو وہ معنی بغایت کمال ہوتے ہین تو عالم صورت سے اوسکی مثال بھی بغایت جمال ہوتی ہے خبر مین حضرت دحیہ کلبی
رضی اللہ تعالی عنہ سے زیادہ کوئی خوبصورت تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اونکی صورت پر دیکھتے تھے پس ممکن
ہے کہ عالم ارواح سے کوئی چیز امرد حسین کی صورت پر کشف ہو کر وہ صورت اوس چیز کی مثال ہو اور شاید اوس معنی کو پھر نہ دیکھہ پائے
اسوقت اگر صوفی کی ظاہری آنکھہ کسی اچھی صورت پر پڑے جو صورت اوس صورت معانی کے ساتھہ مشابہت اور مناسبت رکھتی ہو
تو وہ حالت اوسپر تازہ ہو جاتی ہے اور اوس معنی گم شدہ کو پھر پا جاتا ہے اور اوسے اوس خوبصورت کے دیکھنے سے ایک وجد اور حالت
پیدا ہوتی ہے تو یہ امر روا ہے کہ کسی بزرگ نے اوس حالت کو پھر پانے کے واسطے اچھی صورت دیکھنے کی رغبت کی ہو اور جو شخص
اس بھید سے خبر نہین رکھتا ہے جب اوس بزرگ کی رغبت خوبصورت کی طرف دیکھے گا تو یہی جانیگا کہ وہ بزرگ بھی اوسی صفت کے
سبب سے دیکھتا ہے جو اوس شخص ناواقف کی صفت ہے کیونکہ وہ تو اوس دوسری صفت سے خبر ہی نہین رکھتا تو غرضکہ صوفیہ کا
کام بہت بڑا کام اور خطرناک اور نہایت پوشیدہ ہے اور کسی چیز مین اتنی غلطی کو دخل نہین جتنی غلطی کو صوفیہ کے کام مین دخل ہے
اسقدر اشارہ کر دیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ حضرات صوفیہ مظلوم ہین کیونکہ لوگ جانتے ہین کہ وہ بھی اس جنس سے ہوتے چلے آئے ہین
جس جنس کی صوفی صورت شیطان سیرت اس زمانہ مین موجود ہین اور حقیقت مین مظلوم وہ شخص ہے جو ان حضرات کو ایسا جانے اسواسطے کہ
اوسنے اپنے اوپر ظلم کیا کہ ان حضرات کی شان مین یہانتک تصرف کرتا ہے کہ انہین اورون پر قیاس کرتا ہے پانچوان سبب یہ ہے
کہ عوام جو سماع بطور عادت بر سبیل بازی و عشرت کرتے ہین وہ مباح ہے بشرطیکہ پیشہ نہ کرلین اور ہمیشہ نہ کیا کرین کہ بہتیرے بعضے گناہ صغیرہ
جب پیشہ ہو جاتے ہین تو گناہ کبیرہ کے درجہ کو پہونچ جاتے ہین اسیطرح بعضی چیز اس شرط سے مباح ہے کہ کبھی کبھی ہو اور کم ہو وہ جب

بہت ہوگی تو حرام ہوجائیگی اسواسطے کہ حبشیون نے ایکبار مسجد مین بازی کی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا
اگر مسجد کو بازیگاہ بناتے تو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے اور ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو
آپنے نظارہ کرنے سے نہ منع فرمایا اگر کوئی شخص بازیگرون کی ساتھ ساتھ ہمیشہ پھرا کرے یا اپنا پیشہ کرے تو یہ درست نہین اور گاہ گاہ
مشغول کرنا درست ہے اگر کوئی عادت کرے تو مسخرہ ہوجائیگا اور یہ درست نہین **دوسرا باب سماع کے آداب اور
آثار کے بیان مین** ای عزیز جانتو کہ سماع مین تین مقام ہین پہلا مقام فہم ہے پھر وجد پھر حرکت اور ہر ایک مین کلام ہے پہلا
مقام فہم ہے جو شخص طبیعت سے اور غفلت کے ساتھ یا کسی مخلوق کے خیال مین راگ سنے وہ اسقدر خسیس اور بد ہے
کہ اس قابل نہین کہ اوسکے فہم و حال مین کلام کیجیے لیکن وہ شخص جسپر دین کا خیال اور حق تعالی کی محبت غالب ہو اوسکے دو درجے
ہین پہلا درجہ مرید کا ہے کہ اسے راہ ڈہونڈہنے اور چلنے مین قبض و بسط آسانی و دشواری آثار قبول اور آثار رد مین سے مختلف
احوال پیش آتے ہین اور اسی سبب سے اوس مرید کا دل بالکل گرفتہ رہتا ہے جب ایسا کوئی کلام سنتا ہے جسمین عتاب اور قبول و رد اور
وصل و ہجر اور قرب و بعد اور رضا و سخط اور امید و یاس اور خوف و امن اور وفاے عہد و بدعہدی اور شادی وصال و اندوہ
فراق کا ذکر ہوتا ہے یا اس قسم کی اور باتون کا مذکور ہوتا ہے تو وہ ان باتون کو اپنے حال پر ڈہالتا ہے اور جو کچہ اوسکے
باطن مین ہے وہ مشتعل ہوجاتا ہے اور مختلف حالتین اوسمین پیدا ہوتی ہین اور اوسے اون حالتون مین مختلف خیالات آتے ہین
اگر اوسکے علم و اعتقاد کا قاعدہ مضبوط نہین ہوتا تو ایسا ہوتا ہے کہ اوسے گانا سننے مین ایسے خیالات آئین جو کفر ہون جیسے
راگ سنکر حق تعالی کی شان مین ایسی کوئی بات سمجھے جو محال ہو مثلاً یہ شعر سنے **شعر** زاول بمنت میل بدان میل کجاست ٭
وامروز ملول گشتن از بہر چراست ٭ جس مرید کی ابتدا تیز اور روان ہوئی ہو پھر ضعیف تر ہوگیا ہو وہ سمجھے گا کہ حق تعالی کو
اوسپر عنایت اور میل تہا اور اب پھر گیا تو اگر اس تغیر کو خدا کی شان مین سمجھے گا تو یہ کفر ہوجائیگا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حق تعالی مین
تغیر کو ہرگز دخل نہین کیونکہ وہ بدل دینے والا ہے بدلجانے والا نہین اور یہ سمجھنا چاہیے کہ میری صفت بدلگئی حتی کہ وہ معنی جو پہلے
کہلے ہوئے تہے اب چھپ گئے خدا کی طرف سے ہرگز منع اور حجاب اور ملال نہین ہوتا بلکہ اوسکی درگاہ کشادہ ہے مثلاً
جیسے آفتاب کہ اوسکا نور مبذول ہے لیکن جو کوئی دیوار کی آڑ مین چلا جاے تو نور آفتاب سے آڑ مین ہوجائیگا اوسوقت تغیر
اوس شخص مین پیدا ہوگا نور آفتاب مین نہین تو اوسے یہ کہنا چاہیے **شعر** خورشید برآمد اے نگارین دیرست ٭ برمن اگر متابد
از ادبیرست ٭ چاہیے کہ حجاب کو اپنے ادبار پر اور اپنی تقصیر پر جو اوسنے کی ہو حوالہ کرے حق تعالی کی طرف حجاب کو منسوب نہ کرے
اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ نقص و تغیر کی جو صفتین ہین اونھین اپنے حق مین اور اپنے نفس کے حق مین سمجھنا چاہیے اور جو
جمال و جلال وجود ہے اوسے حق تعالی کی شان مین سمجھنا چاہیے اگر مرید علم سے بے سرمایہ اور سمجھ نہین رکھتا ہے تو بہت جلد
کفر کی بلا مین پڑجائیگا اور جانیگا بھی نہین اور اسی سبب سے خدا کی محبت مین سماع کا بڑا خطر ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر سننے والا
مریدون کے درجہ سے گذر گیا ہو اور حالات و مقالات کو اوسنے پیچھے چھوڑا ہو اور اوس حال کی نہایت کو پہونچ گیا ہو جیسے اگر

داسوی اللہ کی طرف اضافت کرتے ہین تو فنا اور نیستی کہتے ہین اور اگر حق تعالی کیطرف اضافت کرتے ہین تو توحید اور یگانگی کہتے ایسے آدمی کا سماع بر سبیل معنی سمجھنے کے نہین ہوتا ہے بلکہ سماع کے ساتھ ہی وہ نیستی اور یگانگی او سپر تازہ ہوجاتی ہے اور اپنے وہ بالکل غائب ہوجاتا ہے اور اس عالم سے بیخبر ہوجاتا ہے اور باشد کہ اگر مثلاً آگ مین گر پڑے تو کچھ خبر بھی نہو جیسا شیخ ابو الحسن نوری قدس سرہ حالت وجد مین گنے کے کٹے ہوئے کھیت مین دوڑے اور کی کھونٹیون سے اونکے پاؤن بالکل کٹ گئے اور اونھین خبر بھی نہوئی یہ وجد کامل تر ہوتا ہے لیکن مریدون کا وجد جذبات بشریت کے ساتھ ہوتا ہے وہ وجد یہ ہے کہ اوس آپسے بالکل لے لیتے مین جیسا کہ وہ عورتین جنھون نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھا سب خود فراموش ہوگئین اور اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے آیعزیز سمجھے چاہیئے کہ اس نیستی کا منکر نہو اور یہ نہ کہہ کہ مین تو اوسے دیکھتا ہون وہ نیست کیونکر ہوگیا ہے اسواسطے کہ وہ وہ نہین ہے جسے تو دیکھتا ہے کہ یہ شخص ہے وہ جب مرجاتا ہے تب بھی تو دیکھتا ہے اور وہ نیست ہوتا ہے پس اوسکی حقیقت وہ معنی لطیف ہین جو محل معرفت ہین جب سب چیزون کی معرفت اوس سے غائب ہوگئی تو سب چیزین اوسکے حق مین نیست ہوگئین اور جب وہ آپسے بھی بیخبر ہوگیا تو آپ بھی اپنے حق مین نیست ہوگیا اور جب حق تعالی اور حق تعالی کے ذکر کے سوا اور کچھ نرہا تو جو کچھ فانی تھا وہ جاتا رہا اور جو باقی ہے بس وہی رہ گیا یگانگی کے یہی معنی ہین کہ جب آدمی حق تعالی کے سوا اور کچھ نہین دیکھتا ہے تو کہتا ہے سب خود وہی ہے اور مین نہین ہون یا کہتا ہے کہ مین خود وہی ہون اور ایک گروہ نے یہان غلطی کی ہے اور اس نیستی کو حلول کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور ایک گروہ نے اتحاد کے ساتھ اور یہ امر ایسا ہے جیسے کسی نے کبھی آئینہ ندیکھا ہو اور دیکھے اوسمین اپنی صورت دکھائی دے سمجھے کہ وہ خود آئینہ مین اوتر آیا ہے یا سمجھے کہ وہ صورت خود آئینہ کی صورت ہے کہ خود آئینہ کی یہ صفت ہے کہ سرخ و سفید ہوتا ہے اگر یہ سمجھے کہ خود آئینہ مین اوتر آیا ہے تو یہ حلول ہوگا اور اگر سمجھے کہ آئینہ خود اوسکی صورت ہوگیا ہے تو یہ اتحاد ہوگا اور دونون باتین غلط ہین ہرگز نتو آئینہ صورت ہوجاتا ہے اور نہ صورت آئینہ ہوجاتی ہے لیکن ایسا دکھائی دیتا ہے اور جسنے کامون کو پورا نہین پہچانا ہے وہ ایسا سمجھتا ہے اس کتاب مین اسکی تفصیل بیان کرنا مشکل ہے اسواسطے کہ یہ بڑا علم ہے ہمنے احیاء العلوم مین اسکی تفصیل بیان کی ہے دوسرا مقام جب فہم سے فارغ ہوچکا تو حال پیدا ہوتا ہے اوسے وجد کہتے ہین اور وجد پانی کو کہتے ہین تو یہ معنی ہین کہ ایسی حالت پائی جو اس سے پہلے نہ تھی اور وجد کی حقیقت مین بہت کلام ہے کہ وہ کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وجد ایک نوع نہین بلکہ بہت انواع سے ہوتا ہے لیکن وہ دو جنس سے ہوتا ہے ایک احوال کی جنس سے ایک مکاشفات کی جنس سے لیکن احوال اسطرح ہوتے ہین کہ اوس سے کوئی صفت غالب ہوجائے اور اوسے مست کے مانند کردے وہ صفت بھی شوق ہوتا ہے کبھی خوف کبھی آتش عشق ہوتی ہے کبھی طلب کبھی اندوہ کبھی حسرت اور اسکے بہت اقسام ہین لیکن وہ آگ جب دل پر غالب ہوجاتی ہے اور اوسکا دھوان دماغ کو پہونچتا ہے تو اوسکے حواس کو مغلوب کر دیتا ہے حتی کہ وہ نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے جیسے سوتا ہے اور اگر دیکھتا سنتا ہے تو اوس سے غائب اور غافل ہوتا ہے جیسے مست دوسری قسم مکاشفات ہے کہ چیزین دکھائی دینے لگتی ہین اونمین سے جو صوفیہ کو ہوتی ہین بعضی کسوت مثال مین

اور بعضی جس پر سماع کا بوجہ سوا اثر ہے کہ دلکو صاف کرتا ہے اور دل آئینہ گرد آلود کے مانند ہے سماع اوس گرد سے پاک کردیتا ہے
تاکہ اوسمین صورتین ظاہر ہون اس معنی مین کہ جو کچہ عبارت مین لاسکین وہ ایک علم ہوتا ہے یا قیاس یا مثال اور جو شخص اوس مرتبہ کو
پہونچا ہے اوسکے سوا اور کسیکو اوسکی حقیقت نہین معلوم ہوتی اور ہر ایک کو اپنی پہونچ کی قدر معلوم ہوتی ہے اور اگر دوسرے مین
کچہ تصرف کرتا ہے تو اپنی پہونچ کے مطابق کرتا ہے اور جو کچہ قیاس سے ہے وہ علم سے ہے ذوق سے نہین لیکن اسقدر اسواسطے
بیان کیا تاکہ جن لوگون کو یہ حال ذوق سے نہو وہ اس حال کو باور کرین انکار تو نکرین اسواسطے کہ انکار اونہین نقصان کریگا اور
وہ شخص بڑا احمق ہے جو سمجہے کہ جو چیز میرے گنجینہ مین نہین وہ بادشاہون کے خزانہ مین بہی نہین ہے اور اوس سے زیادہ احمق
وہ ہے جو تہوڑی سی گرستی کے سبب سے جو اوسکے پاس ہے اپنے تئین بڑا بادشاہ جانے اور کہے مین خود سب مرتبون کو
پہونچ گیا ہون اور سب کچہ مجہے حاصل ہوگیا ہے اور جو چیز میرے پاس نہین اوسکا وجود ہی نہین اور سب انکار ان ہی دو قسم
کی حماقت سے پیدا ہوتی ہین الغرض دیانتو کہ ایسا بہی ہوتا ہے کہ تکلف سے وجد ہو وہ عین نفاق ہے مگر یہ کہ آدمی وجد کے
اسباب اپنے دل مین لاسکے تاکہ شاید حقیقت وجد پیدا ہوجائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تم جب قرآن سنو تو رو اور اگر
رونا نہ آسکے تو تکلف کرو اوسکے یہی معنی ہین کہ تکلف کرکے رنج و حزن کے اسباب اپنے دل مین لاؤ اوس تکلف مین اثر ہے
شاید وہ تکلف حقیقت حزن پیدا کردے سوال اگر کوئی کہے کہ جبکہ صوفیون کا سماع حق ہے اور حق تعالی کے واسطے ہے
تو چاہیے تہا کہ دعوتون مین پڑہنے والون کو بٹہا لیتے اور قرآن شریف پڑہواتے نہ کہ قوالون کو کہ گائین اسواسطے کہ قرآن شریف
خدا کا کلام ہے اوسکا سننا اولی تر ہے جواب یہ ہے کہ قرآن شریف کی آیتون پر بہت سماع ہوتا ہے اور اوس سے بہت وجد
آتا ہے بہت لوگ ایسے ہین کہ قرآن شریف سننے سے بیہوش ہوجاتے ہین بہت لوگ ایسے تہے کہ اونہون نے قرآن سنا اور
اونکی جان نکل گئی اونکی حکایتین بیان کرنا موجب طوالت ہے احیاء العلوم مین ہمنے مفصل بیان کی ہین لیکن صوفیہ پڑہنے والے کے
عوض قوال جو بٹہا لیتے ہین اور قرآن شریف کے عوض جو گانا سنتے ہین اسکے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ قرآن شریف کی
سب آیتین عاشقونکے حال سے مناسبت نہین رکہتی ہین اسواسطے کہ قرآن شریف مین کافرون کا قصہ اور معاملات اہل دنیا کا
حکم اور بہت سی چیزین ہین اسواسطے کہ قرآن شریف تو سب اقسام خلق کے واسطے شفا ہے اور جب میراث کی آیتون کے مثل
پڑہے گا کہ ماں کا چہٹا حصہ ہے اور بہن کا نصف یا یہ کہ جس عورت کا خاوند مر جائے اوسے چار مہینے دس دن عدت بیٹہنا چاہیے
اور علی ہذا القیاس تو یہ آیتین ہر ایک کے عشق کو نہ تیز کرینگی لیکن اوسکے عشق کو جو نہایت عاشق ہو اور ہر چیز سے اوسے وجد ہوتا ہو
گو کہ وہ مقصود سے دور ہو ایسا عاشق نایاب ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ اکثر لوگونکو قرآن شریف یاد ہوتا ہے اور بہت لوگ قرآن مجید
پڑہے ہوتے ہین اور جو چیز بہت سنی ہو وہ اکثر اوقات دلکو آگاہی نہین بخشتی حتی کہ تو دیکہتا ہے کہ جو پہلی بار سنتا ہے اوسے
حال آجاتا ہے دوسری بار وہ حال نہین ہوتا اور گانا نیا ہوسکتا ہے قرآن شریف نیا نہین پڑہا جاسکتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین جب عرب حاضر ہوتے اور قرآن شریف تازہ تازہ سنتے تو روتے اور اونپر حال طاری ہوجاتا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

نے فرمایا کُنَّا کَمَا کُنْتُمْ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُنَا یعنی ہم بھی تمہارے ایسے تھے اب ہمارے دل سخت ہوگئے یعنی قرآن شریف پڑھتے پڑھتے
اور خوگر ہوگئے تو جو چیز تازہ اور نئی ہوتی ہے اوسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے اسیواسطے امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ
حاجیون کو حکم فرماتے تھے کہ اپنے اپنے شہرون کو جلدی جاؤ اور فرماتے کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر کعبہ کے ساتھ خوگر ہوجائینگے
تو اوسکی عظمت انکے دلون سے جاتی رہے گی تیسرا سبب یہ ہے کہ بہت دل ایسے ہوتے ہین کہ جب تک الحان اور آواز موزون سے
نہ ہلائے جائین تب تک حرکت نہین کرتے اسی سبب سے ہے کہ بات پر وجد کم آتا ہے اور اچھی آواز پر آتا ہے بشرطیکہ موزون ہو
اور الحان کے ساتھ پھر گانے کا ہر انداز اور ہر راہ اور ہی اثر رکھتی ہے اور یہ نچاہیے کہ قرآن شریف مین الحان کرین اور گانے کے
طور پر پڑہین اور اوسمین تصرف کرین اور قرآن شریف جب بے الحان ہوگا تو مجرد کلام رہجائے گا تو عشق اگر ایسا ہی گرما گرم ہوگا تو ا
اوس سے بھڑک اوٹھے گا چوتھا سبب یہ ہے کہ الحان کو اور آوازون سے مدد دینا چاہیے تاکہ اثر زیادہ تر کرے جیسے سُنے دف
طبل شاہین مین اور یہ چیزین ہزل کی صورت رکھتی ہین اور قرآن شریف عین جد ہے اوسے اس امر سے بچانا چاہیے کہ ایسی چیز
عوام کی نظر مین ہزل کی صورت رکھتی ہے اوسکے ساتھ پڑھا جائے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ربیع بنت معوذ کے گھر تشریف
لیگئے اونکی کنیزکین دف بجا بجا کر گا رہی تھین جب اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اشعار مین آپکی تعریف گانے لگین آپنے
فرمایا چپ رہو اور جو پہلے کہتی تھین وہی کہو اسواسطے کہ آپکی ثنا مین جد تھی دف بجا کر نچاہیے تھی کہ دف ہزل کی صورت رکھتا ہے
پانچوان سبب یہ ہے کہ ایک کو اور ہی حالت ہوتی ہے اور ہر شخص کو یہ حرص اور خواہش ہوتی ہے کہ اپنے حسب حال شعر سنے جبکہ
اسکے حال کے موافق نہین ہوتا ہے تو وہ اوس سے کراہت کرتا ہے اور شاید یہ کہہ بیٹھے کہ یہ نہ کہہ اور کوئی شعر کہہ اور قرآن کو
ایسے موقع اور محل پر پڑہنا نچاہیے کہ اوس سے کراہت کرین اور ممکن ہے کہ سب آیتین ہر ایک کے موافق نہون اگر شعر اوسکے موافق
نہین ہوتا ہے تو اوسے اپنے حال کے موافق ڈھال لیتا ہے اسواسطے کہ واجب نہین کہ شعر کے وہی معنی سمجھے جو شاعر کے مقصود ہین
لیکن قرآن شریف کو اپنے خیال کے بموجب ڈھالنا اور اوسکے معنی بدلڈالنا نچاہیے تو مشائخ نے قوال کو جو اختیار کیا ہے
اوسکے یہی سبب ہین جو بیان ہوچکے آن تمام معنون کا حاصل دو ہی امرون کیطرف رجوع کرتا ہے ایک سننے والیکے ضعف
ونقصان کیطرف دوسرے عظمت قرآن کیطرف تاکہ خیال کے تصرف مین نہ پڑ جائے تیسرا مقام سماع مین حرکت اور رقص اور
کپڑے پھاڑنا ہے جو شخص مغلوب اور بے اختیار ہوگا وہ ان باتون کے سبب سے ماخوذ نہوگا اور جو شخص یہ باتین تعمداً کرے تاکہ
لوگ دیکھین کہ وہ صاحب حالت ہے اور حقیقت مین نہو تو یہ حرام ہے اور عین نفاق ہے حضرت ابوالقاسم نصیرآبادی رحمہ اللہ
نے کہا ہے کہ مین کہتا ہون کہ لوگون کا سماع مین مشغول ہونا غیبت سے بہتر ہے حضرت ابو عمرو بن نجید رحمہ اللہ تعالی نے
کہا ہے کہ آدمی اگر تیس برس غیبت کرے تو اس سے بہتر ہے کہ سماع مین جھوٹھ موٹھ حالت دکھائے الغرض جان تو کہ وہ شخص
کامل تر ہے جو گانا سُنے اور ساکن رہے کچھ تغیر اوسکے ظاہر مین نہ پیدا ہو اور اوسکو اتنی قوت ہوتی ہے کہ اپنے تئین بچا سکتا ہے
اسواسطے کہ وہ حرکت اور آواز اور رونا ضعف سے ہوتا ہے لیکن ایسی قوت بہت کم ہوتی ہے اور وہ جو حضرت ابوبکر صدیق

نے فرمایا کہ کنّا کما کنتم ثم قست قلوبنا شاید اوسکے یہ معنی ہون کہ قویت قلوبنا یعنی ہمارے دل سخت اور قوی ہوئے کہ ہم اپنے تئین تغیر ظاہری
سے بچانے کی طاقت رکھتے ہین اور جو شخص اپنے تئین نہین بچا سکتا اوسے بھی چاہیے کہ جب تک ضرورت کی حد کو نہ پہونچے
اپنے تئین بچائے رکھے اور حال ظاہر نہونے دے ایک جوان حضرت جنید قدس سرہ کی صحبت مین حاضر ہوتا جب گانا سنتا
تو چیخ مارتا حضرت جنید نے فرمایا کہ تجھے اگر ایسا پھر کرنا ہے تو میری صحبت مین نرہا کر پھر وہ جوان صبر کیا کرتا حتی کہ بڑے جہد عظیم کو
پہونچا ایک روز ضبط کیا اور اپنے تئین سنبھالا آخر کو ایک چیخ ماری اور اوسکا پیٹ پھٹ گیا اور مر گیا لیکن اگر کوئی شخص از خود
حالت نہ ظاہر کرے اور رقص کرنے لگے یا تکلف سے اپنے تئین رونے کیطرف لائے تو درست ہے کیونکہ رقص مباح ہے
اسواسطے کہ حبشی مسجد مین رقص کرتے تھے اور حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا دیکھنے تشریف لیگئین اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تم مجھسے ہو اور مین تمسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسکی خوشی مین
رقص کیا اور کئی بار پاے مبارک زمین پر مارا جیسے کہ عرب کی عادت ہے کہ خوشی اور نشاط کی حالت مین کیا کرتے ہین اور حضرت
امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ صورت و سیرت مین تم میرے مانند ہو اونھون نے بھی خوشی سے رقص فرمایا اور حضرت زید
ابن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تو میرا مولا اور بھائی ہے اونھون نے بھی خوشی کے مارے رقص کیا تو جو شخص رقص کو حرام کہتا ہے
وہ خطا کرتا ہے بلکہ غایت مرتبہ یہ ہے کہ رقص بازی ہے اور بازی بھی حرام نہین اور جو شخص اسواسطے رقص کرتا ہے کہ وہ حال
جو اوسکے دل مین پیدا ہوتا ہے وہ قوی ہو جاے تو یہ رقص خود بہتر اور محمود ہے لیکن کپڑے پھاڑنا قصدًا نچاہیے کہ مال ضائع کرنا ہے
لیکن آدمی جب مغلوب الحال ہو تو درست ہے گو کہ اپنے اختیار سے کپڑے پھاڑے لیکن ممکن ہے کہ اوس اختیار مین مضطر ہو
اور اگر چاہے کہ مین کپڑے نہ پھاڑون تو نہین ہوسکتا اسواسطے بیمار کا نالہ و فریاد اگرچہ اوسکے اختیار سے ہوتا ہے لیکن اگر چاہے
کہ مین نالہ و فریاد نکرون تو یہ نہین ہوسکتا اور یہ بات بھی نہین کہ جو کام آدمی اپنے ارادے اور قصد سے کرتا ہے ہر وقت اوس سے
دست بردار ہوسکے اور آدمی جب ایسا مغلوب ہوگا تو نہ ماخوذ ہوگا لیکن یہ جو صوفیہ اپنے اختیار سے کپڑون کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے
بانٹ دیتے ہین اس فعل پر ایک گروہ نے اعتراض کیا ہے کہ یہ نچاہیے اور معترض نے خود خطا کی ہے کیونکہ کپڑے کو
پیراہن سینے کے واسطے بھی ٹکڑے کرتے ہین اگر کپڑے کو ضائع نکرین اور کسی مطلب سے ٹکڑے کرین تو درست ہے اسیطرح
ٹکڑون کو چارون طرف اس غرض سے جو پراگندہ کرتے ہین کہ سبھونکو اوسمین سے نصیب ہو اور اپنی جانماز اور گدڑی مین سے
لین یہ بھی درست ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کپڑے کے چیتھڑے کے چارسو ٹکڑے کر ڈالے اور ہر ہر ٹکڑا ایک ایک فقیر کو دے
تو اگر ہر ٹکڑا کام آنیکے قابل ہے تو یہ امر مباح ہے **آداب سماع** ایعزیز اس بات کو جان کہ سماع مین تین چیزون کا خیال
رکھنا چاہیے وقت کا مکان کا حاضرین محفل سماع کا اسواسطے کہ اگر نماز کے وقت ہوگا یا کھانے کے وقت یا اوسوقت جبکہ
دل کسی سبب سے پراگندہ ہو تو سماع بیفائدہ ہوگا مکان اگر گذرگاہ ہو یا تاریک اور بُری جگہ ہو یا کسی ظالم کا مکان ہو ان
سب صورتون مین آدمی پریشان ہوتا ہے حاضرین محفل سماع اگر متکبر دنیا دار یا منکر سماع ہون یا متکلف حاضر ہو کہ ہر وقت

تکلف سے حال اور رقص کرتا ہے یا غافل لوگ حاضر ہون کہ خیال باطل پر گانا سنتے ہین یا بیہودہ باتین کرتے ہین اور ہر طرف دیکھتے
ہین عظمت محفل نہین کرتے یا محفل مین جوان مرد ہون اور عورتین دیکھنے آئین کیونکہ اس صورت مین ایک دوسرے کے خیال سے
خالی نہوگا ایسا سماع کچھ کام نہین آتا یہی مضمون تھا جو حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا کہ سماع مین زمان مکان اخوان شرط ہین
اور ایسی جگہ بیٹھنا حرام ہے جہان جوان عورتین دیکھنے آئین اور جوان مرد اہل غفلت جن پر شہوت غالب ہوتی ہے موجود ہون اسواسطے کہ
اوسوقت سماع جانبین سے شہوت کی آگ تیز کریگا اور ہر ایک شہوت سے دیکھے گا اور شاید کہ دل بھی اٹک جاوے اور یہ امر
بسا فسق و فساد کا باعث ہو جاوے ایسا سماع ہرگز نہ کرنا چاہیے پس اہل سماع جب سماع کے واسطے بیٹھین تو ادب یہ ہے کہ سب
سر جھکالین اور ایک دوسرے کو نہ دیکھین اور ہر ایک اپنے تئین بالکل اوسکے حوالے کر دے اور درمیان مین بات نکرین اور
پانی نپیین اور ادہر اودہر نہ دیکھین اور ہاتھ اور سر نہ ہلائین اور تکلف سے کوئی حرکت نکرین بلکہ جسطرح نماز کے تشہد مین بیٹھتے ہین
اوسطرح مودب بیٹھین اور اپنا دل خدا کے ساتھ رکھین اور اس امر کے منتظر رہین کہ کیا فتوح ظاہر ہوتا ہے اور اپنے تئین دیکھتے رہین
تاکہ اپنے اختیار سے کھڑے نہ ہو جائین اور حرکت اور جنبش نکرین اگر غلبہ وجد کے سبب سے کوئی شخص کھڑا ہو جاوے تو اوسکے ساتھ
سب کھڑے ہو جائین اگر ایک کی بھی پگڑی گر پڑے تو سب پگڑیان رکھدین یہ سب باتین اگرچہ بدعت ہین صحابہ اور تابعین سے
منقول نہین لیکن یہ بات نہین ہے کہ جو امر بدعت ہو اوسے نکرنا چاہیے اسواسطے کہ بہت بدعتین نیک ہین کیونکہ حضرت امام شافعی
رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ نماز تراویح مین جماعت امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی ایجاد اور مقرر کی ہوئی ہے
اور یہ نیک بدعت ہے پس جو بدعت مذموم اور بد ہے وہ وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو لیکن حسن خلق اور لوگون کا دل خوش کرنا
شرع مین محمود اور اچھی بات ہے ہر قوم کی ایک عادت ہوا کرتی ہے اونکے ساتھ اونکے اخلاق مین مخالفت کرنا بدخوئی ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَالِقِ النَّاسَ بِاَخْلَاقِهِمْ یعنی ہر ایک کے ساتھ اوسکی عادت اور خو کے موافق
زندگی بسر کر اور چونکہ یہ لوگ اس موافقت کے سبب سے خوش ہوتے ہین اور یہ موافقت نکرنے سے رنجیدہ اور متوحش ہوتے ہین
انکی موافقت کرنا سنت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہ اوٹھہ کھڑے
ہوتے تھے اسواسطے آپ اس فعل سے کراہت رکھتے تھے لیکن جہان عادت ہو اور نہ اوٹھہ کھڑے ہونے سے لوگ متوحش اور
ملول ہوتے ہون تو اونکے دل خوش کرنے کو کھڑے ہو جانا اولی ہے اسواسطے عرب کی عادات اور ہے اور عجم کی عادات اور ہے واللہ اعلم بالصواب

نوین اصل امر معروف اور نہی منکر کے بیان مین

امر معروف اور نہی منکر دین کی اصلون مین سے ایک اصل ہے حق تعالی نے سب انبیا علیہم الصلوۃ والثنا کو اسیواسطے بھیجا
ہے اگر یہ اصل مفقود ہو اور خلق مین سے اوٹھہ جاوے تو شرع کے سب احکام باطل ہو جائین ہم اسکو تین بابون مین ذکر کرینگے
پہلا باب اسکے وجوب کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ امر معروف اور نہی منکر واجب ہے جو شخص وقت

بیعذر اسے ترک کریگا گنہگار ہوگا حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ
يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ یعنی لازم ہے کہ تم مین ایک گروہ کا یہ پیشہ ہو کہ لوگون کو خیر کیطرف بلائین اور اچھے کامون کا حکم دین برے
کامون سے باز رکھین اس آیہ سے اسکی فرضیت معلوم ہوتی ہے لیکن فرض کفایہ ہے جب کچھ لوگ اس کام مین مستعد ہون تو
کافی ہے اگر کچھ لوگ بھی نکرین تو تمام خلق گنہگار ہوگی حق تعالی اور ارشاد کرتا ہے الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ
وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ اس آیہ مین امر معروف اور نہی منکر کو نماز اور زکوۃ کے ساتھہ حق سبحانہ تعالی نے ذکر فرمایا اور
اسکے ساتھہ دینداروں کی تعریف کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امر معروف کیا کرو ورنہ تم مین جو شخص سب سے
بدتر ہے اوسے حق تعالی تم پر مسلط کریگا اوسوقت جو شخص تم مین سب سے بہتر ہوگا اوسکی دعا حق تعالی قبول نفرمائیگا حضرت ابوبکر صدیق رض
سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ جس قوم مین گناہ سرزد ہوتا ہے اور لوگ انکار نہین کرتے تو حق تعالی جلدی عذاب
بھیجتا ہے جسمین سب مبتلا ہوجاتے ہین اور فرمایا ہے کہ جہاد کے مقابلہ مین تمہارے سب نیک کام ایسے ہین جیسے دریاے عظیم مین
ایک قطرہ اور امر معروف اور نہی منکر کے مقابلہ مین جہاد ایسا ہے جیسے دریاے عظیم مین ایک قطرہ اور فرمایا ہے کہ آدمی جو جو بات
کہتا ہے وہ سب اسکو مضرت کرینگے مگر امر معروف اور نہی منکر اور حق تعالی کا ذکر اور فرمایا ہے کہ خاصان خدا مین جو شخص بیگناہ ہوتا ہے
عوام کے سبب سے حق تعالی اوسپر عذاب نہین کرتا مگر جبکہ وہ خاص بندے برا کام دیکھین اور منع کرنے کی طاقت رکھتے ہون اور چپ رہین
اور فرمایا ہو کہ جہان کسی شخص کو لوگ ظلم سے مارے ڈالتے ہون یا مارتے پیٹتے ہون وہان کھڑے نہو کیونکہ اوس شخص پر لعنت برستی ہے جو دیکھے اور رفع کرسکے
پھر رفع نکرے اور فرمایا ہے جہان بیجا حرکت ہوتی ہو وہان بیٹھنا اور باز پرس نکرنا درست نہین ہے کیونکہ یہ باز پرس کچھ اوسکی عمر اور روزی کم نکریگی
یہ اس بات پر دلیل ہے کہ ظالمون کے گھر یا ایسی جگہہ جہان حرکت بیجا ہوتی ہو اور جانیوالا باز پرس نکرسکے بلا ضرورت جانا درست نہین ہے اسیواسطے
اگلے بزرگون نے گوشہ اختیار کیا تھا کہ بازار اور راہ بری کامون سے خالی نہین ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص جسکے سامنے
کوئی گناہ کیا جائے اور وہ اوس سے خفا ہو تو وہ ایسا ہے کہ گویا وہان موجود ہی نہین اور اوسکی غیبت مین وہ گناہ ہوا اور اگر وہ اوس گناہ سے راضی ہے تو
ایسا ہے کہ گویا اوسکے سامنے گناہ ہو رہا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر ایک رسول کے حواری یعنی اصحاب تھے اوسکے بعد خدا کی کتاب
اور رسول کی سنت کے موافق عمل کرتے تھے اونکے بعد ایسے لوگ پیدا ہوے کہ منبر پر سوار ہوکر باتین تو اچھی کرتے اور کام برے کرتے
ہر مسلمان پر حق اور فرض ہے کہ اونکے ساتھہ جہاد کرے ہاتھہ سے جہاد نہو سکے تو زبان سے سہی اگر زبان سے بھی نہو سکے تو دل
سے سہی اس سے کم مین ایمانداری نہین ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے ایک فرشتہ کو حکم فرمایا کہ فلانی بستی کو اولٹ دے
فرشتہ نے عرض کیا کہ یا اللہ اس جگہہ فلانا شخص ہے اوسنے کبھی پلک مارنے کے گناہ نہین کیا ہے کیونکر اولٹ دون فرمایا تو اولٹ بھی
دے کہ وہ دوسرون کا گناہ دیکھکر اوسنے کبھی ترشرو نہین ہوا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہین
کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے ایک شہر کے رہنے والون پر عذاب بھیجا اوسمین اٹھارہ ہزار آدمی ایسے
رہتے تھے جنکے عمل پیغمبرون کے عمل کے مانند تھے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر کیون عذاب آیا فرمایا اسواسطے کہ وہ لوگ

حق تعالی کیواسطے اون پر غصہ اور باز پرس نکرتے تھے حضرت ابو عبیدہ جراح رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ شہیدون سے افضل کون ہے فرمایا وہ شخص جو بادشاہ جابر سے احتساب اور باز پرس کرے حق کا اوسے مار ڈالے اگرچہ مار ڈالیگا تو پھر قلم اوسپر نہ چلیگا اگرچہ بہت عمر ہو حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالی اسنے حضرت یوشع بن نوح علیہما السلام پر وحی بھیجی کہ مین تیری قوم مین سے لاکھ آدمی ہلاک کرونگا چالیس ہزار نیک اور ساٹھ ہزار برے عرض کیا کہ بار خدایا نیکون کو کیون ہلاک کریگا ارشاد ہوا اسواسطے کہ دوسرون سے انہون نے دشمنی نکی اونکے ساتھ کھانے اور نشست و برخاست اور معاملہ کرنے سے پرہیز نکیا

دوسرا باب احتساب کی شرطونکے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ احتساب سب مسلمانون پر فرض ہے تو احتساب کا علم اور اوسکی شرطین جاننا بھی واجب ہے کیونکہ جسکا فرض کی شرطین معلوم نہون اوسکا بجالانا ممکن نہین احتساب کے چار رکن ہین پہلا رکن محتسب ہے دوسرا رکن وہ شخص ہے جسپر احتساب ہو تیسرا رکن وہ امر ہے جسمین احتساب ہوتا ہے چوتھا رکن احتساب کی کیفیت ہے **پہلا رکن محتسب ہے** اسکی شرط فقط یہی ہے کہ مسلمان مکلف ہو اسواسطے کہ احتساب کرنا دین کا حق ادا کرنا ہے تو جو شخص دیندار ہے وہ محتسب ہونیکی لیاقت رکھتا ہے اور اس امر مین علما کا اختلاف ہے کہ محتسب کیواسطے عدالت اور بادشاہ کی اجازت شرط ہے یا نہین ہمارے نزدیک صحیح یہی ہے کہ شرط نہین ہے عدالت یعنی پارسائی کیونکر شرط ہوگی اسواسطے کہ اگر وہی شخص احتساب کیا کرے جسنے کوئی گناہ نکیا ہو تو احتساب ہرگز ہو ہی نہ سکے اسلیے کہ کوئی شخص بیگناہ نہین ہے حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ اگر ہم احتساب اوسوقت کرین جب کہ بالکل گناہ کیا ہی نہو تو ہرگز احتساب کی صورت بھی نظر نہ آئے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ آدمی خلق کو احتساب نہ کرے تاوقتیکہ پہلے اپنے تئین پاک نہ کرے فرمایا کہ شیطان نے اوسے یہ سمجھا دیا ہے تاکہ احتساب کا دروازہ بند ہو جائے اس مسئلے مین تحقیق اور انصاف یہ ہے کہ احتساب دو طرح پر ہوتا ہے ایک تو نصیحت اور وعظ کے طور پر اسکا حال یہ ہے کہ جو شخص خود کوئی کام کرے اور دوسرے کو نصیحت کرے اور کہے کہ یہ کام نکر تو اس کہنے سے اپنے تئین ہنسوانے کے سوا اور کچھ فائدہ اوسے نہین اور اوسکا وعظ کچھ اثر نکریگا فاسق کو ایسا احتساب کرنا نچاہیے بلکہ جب جانے کہ لوگ نہین سنتے اور اوسپر ہنستے ہین تو احتساب کرنے سے گنہگار ہوگا اسواسطے کہ اسکے احتساب کرنے سے وعظ کی رونق اور شرع کی بزرگی لوگون کی نظرون سے جاتی رہے گی اسیواسطے ایسے عالمون کا وعظ جو ظاہر مین فسق کرتے ہین لوگون کو نقصان کرتا ہے اور وہ عالم گنہگار ہوتے ہین اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ مین نے معراج کی رات ایک گروہ کو دیکھا کہ اونکے ہونٹھ آگ کی قینچیون سے کترے جاتے ہین مین نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو بولے ہم وہ لوگ ہین کہ ایک کام کا حکم فرماتے تھے اور خود نکرتے تھے بری باتون سے منع کرتے تھے اور خود اون باتون کو نہ چھوڑتے تھے حضرت عیسی علیہ السلام پر حق تعالی نے وحی بھیجی کہ اے مریم کے بیٹے پہلے اپنے تئین نصیحت کر اگر تو خود نصیحت مان لے تو اورون کو نصیحت کر ورنہ مجھسے شرم رکھ دوسرا طور احتساب کا یہ ہے کہ ہاتھ اور زور سے ہو

جیسے شراب کو دیکھے تو بہادے چنگ رباب کی آواز سنے تو توڑ ڈالے اگر کوئی فساد کا ارادہ کرے تو زور دکھا کر اوسے منع کرے
ایسا احتساب فاسق کو جائز ہے اسواسطے کہ ہر شخص پر دو امر واجب ہین ایک تو یہ کہ خود برا کام نکرے دوسرے یہ کہ اور کو بھی نکرنے
دے اگر ایک امر سے ہاتھ کھینچا تو دوسرے سے ہاتھ کھینچنا کیا ضرور ہے اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ یہ امر برا ہے اور یہ فعل
نازیبا ہے کہ جو شخص خود تو ریشمی لباس پہنے ہے دوسرے کو منع کرے اور اونکے بدن سے اوتار لے یا آپ تو شراب پیتے ہے
اور دوسرون کی شراب بہادے **جواب** یہ ہے کہ برا امر اور ہے اور باطل اور یہ امر اسواسطے برا ہوا کہ ضروری امر کو اوسنے
چھوڑ دیا کچھ اسواسطے برا نہین ہوا کہ یہ امر فی نفسہ کرنا نچاہیے کیونکہ اگر کوئی شخص روزہ رکھتا ہے اور نماز نہین پڑہتا تو اوس فعل کو
اسواسطے برا جانتے ہین کہ اوسنے ضروری کام ترک کیا نہ اس سبب سے کہ روزہ رکھنا خود باطل ہے لیکن نماز اہم ہے ایسا ہی
خود کام کرنا بھی دوسرے کو حکم کرنے سے اہم اور ضرور تر ہے لیکن دونون واجب ہین ایک دوسرے کی شرط نہین اگر شرط ہوتی تو
یہ مضمون پیدا ہوتا کہ کسیکو شراب خواری سے منع کرنا اوسیوقت واجب ہے جب آدمی نے خود شراب نہ پی ہو اور جب خود شراب پی
تو یہ واجب اوس سے ساقط ہوگیا اور یہ مضمون محال ہے دوسری شرط بادشاہ کا اجازت دینا اور احتساب کا فرمان لکھدینا ہے
یہ شرط نہین ہے اسیواسطے اگلے بزرگ خود بادشاہون اور خلفا پر احتساب کرتے تھے اگر یہ حکایتین لکھی جائین تو طول ہوجائے
اس مسئلہ کی حقیقت اوسوقت کھلے گی کہ احتساب کے درجے معلوم ہون احتساب کے چار درجے ہین **پہلا** درجہ نصیحت اور خدا سے
ڈرانا ہے یہ بات سب مسلمانون پر واجب ہے اسمین فرمان کی کیا حاجت ہے بلکہ بڑی عبادت یہ ہے کہ بادشاہ کو نصیحت کرے
اور خدا سے ڈرائے **دوسرا** درجہ سخت گوئی ہے جیسے یون کہے کہ اے فاسق اے ظالم اے احمق اے جاہل کیا تجھے خوف خدا
نہین جو ایسا کام کرتا ہے یہ سب باتین فاسق کے حق مین سچی ہین سچ بات کہتے مین فرمان کی کیا حاجت ہے **تیسرا** درجہ یہ ہے
کہ ہاتھ سے منع کرے جیسے شراب پھینکدے رباب توڑ ڈالے ریشمی پگڑی کسیکے سر پر سے اوتار لے یہ کام عبادت کیطرح واجب
ہین پہلے باب مین جو ہمنے لکھا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر مسلمان کو شرع نے بے اجازت بادشاہ یہ حکومت عنایت
فرمائی ہے **چوتھا** درجہ یہ ہے کہ مارے پیٹے اور تنبیہ کرے تو شاید فاسق مقابلہ کا ارادہ کرین اس صورت مین یہ بھی کمک کا
محتاج ہوگا اور اپنے تابعین کو جمع کریگا اگر بادشاہ نے اجازت نہ دی ہوگی تو اس احتساب سے بڑا فتنہ و فساد برپا ہوگا تو اولے
یہ ہے کہ اس قسم کا احتساب بے اجازت بادشاہ نہو اور احتساب کے درجے بدلتے رہنے کا کچھ تعجب نہین مثلاً اگر کوئی لڑکا اپنے
باپ پر احتساب کرے تو چاہیے کہ نرمی اور آہستگی سے نصیحت کرے لیکن سخت بات مثلاً احمق اور جاہل اور اسکی مثل کہکر باپ کو
رنج دینے سے آزردہ کرنا البتہ نچاہیے اور باپ اگرچہ کافر ہو تو اوسکو مار ڈالنا اور اگر بیٹا عہدۂ جلادی پر مقرر ہو تو باپ کو حد مارنا نچاہیے
لیکن اوسکی شراب پھینکدینا اور ریشمی کپڑے اوسکے بدن پر سے اوتار لینا اور اگر بطور حرام کسی سے کچھ لیا ہے تو باپ سے
چھینکر اصل مالک کو دیدینا اور چاندی کے برتن توڑ ڈالنا اور اوسکی دیوار پر سے تصویر مٹا دینا ظاہرا یہ سب درست ہے گو کہ
باپ کو غصہ بھی آئے اسواسطے کہ یہ احتساب سب حق بجانب ہین اور باپ کا غصہ بیجا اور ناحق ہے اس قسم کے احتساب سے

باپ کی ذات مین کچھ تصرف نہین ہوتا جیسے مارنے اور گالی دینے سے ہوتا ہے اگر کوئی یون کہے کہ باپ جب بہت آزردہ ہو
تو احتساب نکرے یہ کہنا ممکن ہے چنانچہ حضرت حسن بصری قدس سرہٗ فرمایا ہے کہ جب باپ بہت خفا ہو تو بیٹے کو چاہیے کہ چپ ہو رہے اور اوسکو
نصیحت نکرے اے عزیز جان تو کہ غلام کا احتساب اپنے مالک پر اور جورو کا احتساب اپنے خاوند پر اور رعیت کا احتساب بادشاہ پر ایسا ہے جیسے
بیٹے کا احتساب باپ پر اسواسطے کہ ان سبکے بڑے حقوق ہین لیکن شاگرد کا احتساب بہ نسبت اوستاد پر بہت آسان ہے اسواسطے کہ یہ بزرگی اوستاد کی فقط دین کی بابت
ہے اگر اوستاد اوس علم کے موافق جو شاگرد نے اوس سے سیکھا ہے کاربند ہو تو محال نہین بلکہ جو عالم اپنے علم پر عمل نکریگا خوار و ذلیل ہوگا دوسرا رکن
وہ چیز ہے جسمین احتساب ہو اے عزیز جان تو کہ جو کام برا ہو اور سردست موجود ہو اور محتسب اوسکو بے تجسس کیے ہوئے پہچانتا ہو
اور اوس کام کا برا ہونا یقینا جانتا ہو تو اوس کام مین احتساب درست ہے تو اسکی چار شرطین ہوئین پہلی شرط یہ ہے کہ
وہ کام برا ہو گو کہ گناہ نہو یا اگرچہ گناہ صغیرہ ہو مثلاً کسی دیوانے کو یا کسی لڑکے کو جانور کے ساتھ جماع کرتے دیکھے تو منع کرے
حالانکہ یہ گناہ نہین ہے اسواسطے کہ یہ دونون مکلف نہین ہین لیکن یہ فعل فی نفسہ شرع مین بد ہے یا اگر کسی دیوانے کو دیکھے
شراب پی رہا ہے یا اگر کسی لڑکے کو دیکھے کہ کسی شخص کا مال تلف کر رہا ہے تو منع کرے اور وہ کام جو گناہ ہو اگرچہ گناہ صغیرہ ہو
اوسمین احتساب کرنا ضرور ہے مثلاً حمام مین شرمگاہ کھولنا اور عورتون کو دکھانا اور خلوت مین اونکے ساتھ ٹھیرا رہنا اور سونے
کی انگوٹھی اور ریشمی کپڑے پہننا اور چاندی کے کٹورے مین پانی پینا یا اور جو ایسے گناہ صغیرہ ہون اون سب مین احتساب کرنا
لازم ہے دوسری شرط یہ ہے کہ گناہ بالفعل موجود ہو تو اگر کوئی شخص شراب پی چکا ہو تو اوسکے بعد نصیحت کے سوا اوسکو ستانا
درست نہین ہے لیکن حد مارنا حاکم اسلام کا کام ہے اسیطرح اگر کسی کا ارادہ یہ ہو کہ آج کی رات شراب پیون تو اوسکو ستانا نہین
لیکن نصیحت کر سکتا ہے کہ شاید وہ باز آئے اور اگر وہ کہے کہ مین نہ پیونگا تو بدگمانی کرنا درست نہین ہے لیکن جب کوئی شخص
کسی عورت کے پاس تنہائی مین بیٹھا ہو تو صحبت کرنے سے پہلے احتساب کرنا درست ہے کہ خلوت خود معصیت ہے بلکہ اگر
[illegible] پر کھڑا ہو کہ جو عورتین نکلین اونکو دیکھے تو بھی احتساب لازم ہے اسواسطے کہ ایسا کھڑا ہونا گناہ ہے تیسری
شرط یہ ہے کہ گناہ بغیر تجسس کیے ہوئے ظاہر ہو تجسس کرنا نچاہیے جو شخص اپنے گھر مین جاکر دروازہ بند کرے تو اوسکی بلا اجازت اندر جانا اور دیکھنا
سننا کہ تو کیا کرتا ہے نچاہیے اور دروازے اور چھت سے کان لگانا تاکہ آواز آئے یہ بھی درست نہین بلکہ جس کام کو خدا نے چھپایا اوسکو مخفی رکھنا چاہیے
مگر یہ کہ ستار کی آواز اور مستون کے شور کی آواز باہر آتی ہو تو اوس صورت مین بلا اجازت اندر جانا اور احتساب کرنا درست ہے اور اگر کوئی فاسق کوئی چیز دامن مین چھپائے
ہوئے جاتا ہو تو گو کہ وہ شراب ہو لیکن اوس سے یہ نکہنا چاہیے کہ دامن اوٹھا تاکہ مین دیکھون اسکا نام تجسس ہے لیکن جب کہ یہ ممکن ہے
کہ وہ شراب نہو تو دیکھے کہ وہ کیا کرتا ہے اگر شراب کی بو آئے تو اوسے چھیننا درست ہے اور اگر کسی بربط کسی کے پاس ہو جو
چھپی ہو اور مہین کپڑے مین سے اوسکی صورت دکھائی دیتی ہو تو اوسے توڑ ڈالنا درست ہے اور اگر یہ سمجھنا ممکن ہو کہ اور کوئی چیز
ہے تو انجان بنجائے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ ساز کی آواز سنکر کوٹھے پر سے ایک گھر مین اوترے
تاکہ ایک شخص کسی عورت کے ساتھ شرابخواری کر رہا ہے حقوق صحبت کے باب مین ہمنے اس قصہ کو بیان کیا ہے اور ایک [illegible]

منبر پر صحابہ کے ساتھ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ کیا کہ تم اس بارہ مین کیا کہتے ہو کہ جب حاکم اپنی آنکھ سے کسی برے
کام کو دیکھے تو حد مارنا درست ہے یا نہین بعضون نے کہا کہ درست ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے
حد مارنے کو دو گواہ عادل پر موقوف رکھا ہے ایک شخص کا دیکھنا کفایت نکریگا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی ذات پر
حاکم کا عمل درست نہین بلکہ اوسکو مخفی رکھنا واجب ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اوس کام کا برا ہونا حقیقت مین معلوم ہو گمان اور
اجتہاد کا دخل اوسمین نہو پس حنفی جب بغیر ولی کے نکاح کر دے یا پڑوسی کا شفعہ لے یا جو اور ایسے مسائل ہین اونپر عمل کرے
تو شافعی المذہب کو اوسپر اعتراض کرنا درست نہین ہے لیکن اگر شافعی المذہب بغیر ولی نکاح کر دے یا نبیذ خرما پیے تو اوسکو منع کرنا درست
ہے اسواسطے کہ اپنے امام کی مخالفت کرنا سبکے نزدیک درست نہین ہے اور بعضے علمانے کہا ہے کہ احتساب شراب اور زنا اور
اونہی کامون مین درست ہے جسکی حرمت بالاتفاق اور بالیقین ثابت ہو اجتہاد کے سبب سے نہو یہ کہنا درست نہین کیونکہ اس
امر پر علما کا اتفاق ہے کہ جو کوئی اپنے اجتہاد یا اپنے امام کے برخلاف کوئی کام کریگا وہ گنہگار ہوگا تو حقیقت مین یہ حرام ہے
اور جو کوئی قبلہ کے بارہ مین اجتہاد کرے کہ اسطرف ہے اور اوس طرف پشت کرکے نماز پڑھے تو وہ گنہگار ہوگا اگرچہ دوسرا شخص
سمجھے کہ وہ صواب پر ہے اور لوگ یہ جو کہتے ہین کہ یہ درست ہے کہ جو شخص جس امام کا مذہب چاہے اختیار کرلے یہ کہنا بیہودہ بات
ہے قابل اعتماد نہین بلکہ ہر شخص کو یہ حکم ہے کہ اپنے ظن کے موافق کام کرے اگر اوسکا ظن یہ ہے کہ مثلاً حضرت امام شافعی رح افضل ہین
تو خواہش نفسانی کے سوا اور کوئی اونکی مخالفت کا عذر نہوگا لیکن مبتدع کہ وہ حق تعالیٰ کے جسم کا قائل ہے اور قرآن کو مخلوق
کہتا ہے اور کہتا ہے کہ حق تعالیٰ کو نہین دیکھ سکتے ہین اور ایسی ایسی باتین بکتا ہے اوسپر احتساب کرنا چاہیے اگرچہ مالکی و حنفی
احتساب نکرین اسواسطے کہ اس قوم مبتدع کی خطا یقینی ہے اور فقہ کے مسائل مین خطا یقینی نہین معلوم ہوتی لیکن مبتدع پر ایسے
شہر مین احتساب کرنا چاہیے جہان مبتدع لوگ شاذ و نادر ہون اور اہل سنت و جماعت اکثر ہون لیکن جب ایسی دو جماعتین ہون
کہ تو مبتدع پر احتساب کرے تو وہ بھی تجھپر احتساب کرین اور فتنہ برپا کرین تو بادشاہ کی اجازت اور قوت کے بغیر ایسا احتساب
نکرنا چاہیے تیسرا رکن وہ شخص ہے جسپر احتساب ہو اسکی شرط یہ ہے کہ وہ شخص مکلف ہو تاکہ اوسکا فعل گناہ ہو اور اوسکی بزرگی
مانع احتساب نہو جیسے باپ کہ اوسکی بزرگی تنبیہ اور تادیب اور اہانت سے بیٹے کو منع کرتی ہے لیکن محتسب دیوانے اور لڑکے کو
خواہش سے منع کرسکتا ہے جیسا مذکور ہو چکا ہے لیکن اس منع کرنیکا نام احتساب نہوگا بلکہ اگر کسی جانور کو ہم مسلمانون کا اناج
کھاتے دیکھین تو اوسے مسلمان کے مال کی حفاظت کے واسطے ہکا دینگے اور منع کرینگے مگر یہ واجب نہین ہے لیکن اگر یہ امر
آسان ہو اور نہ اسمین کچھ نقصان ہو تو حق اسلام کی نظر سے یہ واجب ہے جیسا کہ اگر کسی مسلمان کا مال ضائع ہوتا ہے اور خود
اوسکا گواہ ہے اور رستہ دور نہین تو حق مسلمانی کے واسطے جاکر گواہی دینا اوسپر واجب نہین جب کوئی ذی عقل و ہوش کسی کا
مال ضائع کرتا ہو تو یہ ظلم اور گناہ ہے اسمین اگرچہ تکلیف بھی ہے لیکن احتساب واجب ہے اسواسطے کہ فسق و معصیت سے بازانا یا اسکو
اوس سے منع کرنا بے رنج و تکلیف کے نہین ہوتا تو رنج و تکلیف اوٹھانا ضرور ہے مگر یہ کہ ایسی تکلیف ہو جسکی برداشت کی طاقت

اسے نہین ہے اور احتساب سے غرض اسلام کے شعار کا ظاہر کرنا ہے تو اسمین رنج و تکلیف اوٹھانا واجب ہے مثلاً اگر کہین اس کثرت سے شراب ہے کہ اوسے پھینکتے پھینکتے ماندہ ہوجائیگا تو اوسے پھینکدینا واجب ہے اور اگر بہت سے بکرے کسیکا کہاتے ہون اور اونکے ہانکنے مین ماندہ ہوجائیگا اور تضیع اوقات ہوگی تو ایسی محنت واجب نہین اسواسطے کہ اوسکو اپنے حق کی حفاظت بھی اوسیطرح کرنا چاہیے جیسے اور ونکے حق حفاظت مدوقت اوسکا حق ہو توکسیکے مال کو بدلے اوسکا ضائع کرنا واجب نہین لیکن ہنا اگر تھوڑے اوقات صرف کرنا اور گناہ سے منع کرنا واجب ہے اور احتساب مین سب طرح کی محنت اوٹھانا واجب نہین ہے بلکہ اسمین بھی تفصیل ہے اور وہ تفصیل یہ ہے کہ اگر عاجز ہے تو خود معذور ہے فقط دل سے انکار کرنا واجب ہے لیکن اگر عاجز نہین اور ڈرتا ہے کہ مجھکو مارینگے اور میرا کہنا بیفائدہ ہوگا تو اسکی چار صورتین ہین اول یہ کہ جانے کہ مجھے مارینگے اور اوس گناہ سے باز نہ آئینگے اس صورت مین احتساب واجب نہین مباح ہے کہ زبان یا ہاتھ سے احتساب کرے اور مار دہاڑ پر صبر کرے کہ اسمین ثواب پائیگا حدیث شریف مین آیا ہے کہ اوس سے افضل کوئی شہید نہین جو بادشاہ کو احتساب کرے حتی کہ مار ڈالا جاوے دوسری صورت یہ ہے کہ جانے کہ مین منع کرسکتا ہون اور کچھ خوف بھی نہین مجھے ہرطرح قدرت حاصل ہے تو اگر منع نہ کریگا تو گنہگار ہوگا تیسری صورت یہ ہے کہ لوگ گناہ نہین چھوڑتے اور اسے مار بھی نہین سکتے تو شرع کی تعظیم کے واسطے زبان سے احتساب کرنا واجب ہے کیونکہ یہ جسطرح دلی انکار کرنے سے عاجز نہین اسیطرح زبانی انکار کرنے سے بھی عاجز نہین چوتھی صورت یہ ہے کہ گناہ کو مٹا سکتا ہو لیکن اوسے مارتے پیٹتے ہین جیسا کہ شراب کے شیشہ مین پتھر مار دے اور وہ اچانک ٹوٹ جائے چنگ و رباب پر پتھر مار دے اور وہ دفعتہً ٹوٹ جائے تو ایسا احتساب واجب نہین ہے مگر احتساب کرکے ظلم و ستم پر صبر کرنا افضل ہے اگر کوئی شخص کہے کہ حق تعالی نے تو فرمایا ہے وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ یعنی اپنے ہاتھون اپنے تئین ہلاکت مین نہ ڈالو تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ اس آیت کے یہ معنی ہین کہ حق تعالی کی راہ مین مال صرف کرین تاکہ ہلاک نہون حضرت برار ابن العازب رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین ہلاکت مین ڈالنا یہ ہے کہ آدمی گناہ کرے اور کہے کہ حق تعالی میری توبہ نہ قبول فرمائیگا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ گناہ کرین اور اوسکے بعد کچھ نیکی نہ کرین تو یہ اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا ہے الغرض ایک مسلمان کو درست ہے کہ تنہا کافرون کی صف پر حملہ کرے اور اونسے لڑے یہانتک کہ اوسے مار ڈالین تو اگرچہ یہ اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا ہے لیکن فائدہ سے خالی نہین کہ شاید وہ بھی کسیکو مار سکے اور کفار دل شکستہ ہون اور جانین کہ سب مسلمان ایسے ہی شجاع ہوتے ہین اس امر سے بھی ثواب حاصل ہوگا لیکن اگر کوئی اندھا یا اپاہج کافرون کی صف پر حملہ کریگا تو درست نہین کہ اس صورت مین اپنے تئین بیفائدہ ہلاک کرنا ہے اسیطرح اگر ایسا موقع ہے کہ اگر احتساب کریگا تو اوسے مار ڈالین گے یا رنج پہونچائین گے اور گناہ نہ چھوڑینگے اور وہ جو دین کے باب مین سختی کریگا اوس سے کافر شکستہ دل نہونگے اور کسی کو خیر کی رغبت نہ بڑہے گی تو ایسا احتساب بھی نکرنا چاہیے اسواسطے کہ بیفائدہ نقصان اوٹھانے سے کیا حاصل اور اس قاعدہ مین دو اشکال ہین ایک یہ کہ اوسکا ہراس شاید بدگمانی اور بزدلی سے ہو دوسرا یہ کہ مار سے نہ ڈرتا ہو جاہ و مال اور قرابتیون کے رنج سے

ڈرتا ہو تیسرے اشکال کی تفصیل یہ ہے اگر اس بات کا ظن غالب ہے کہ اوسے مارینگے تو معذور رہے اور اگر مارنیکا ظن غالب نہو
فقط احتمال ہو تو معذور نہوگا اسواسطے کہ ایسا احتمال تو ہمیشہ رہا کرتا ہے اور اگر مارنیکا شک ہو تو ہم کہتے ہین کہ یقینا احتساب واجب ہے
اور شک سے وجوب جاتا رہیگا اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ احتساب ایسے مقام پر واجب ہوتا ہے جہان سلامتی کا ظن غالب ہو
دوسری اشکال کا بیان یہ ہے کہ محتسب کے مال یا جاہ یا بدن یا عزیزون اور شاگردون کا ضرر ہو یا اس بات کا خوف ہو کہ اسے
گالیان دینگے یا دین یا دنیا کا نقصان ہوتا ہے تو اسکے بہت سے اقسام ہین اور ہر ایک قسم کا ایک حکم ہوگا لیکن جب اپنے
حق کے واسطے ڈرتا ہے تو اوسکی دو قسمین ہین ایک یہ کہ یہ ڈرتا ہے کہ آیندہ کوئی چیز فوت ہو جائیگی مثلاً اوستاد پر احتساب کریگا
تو وہ تعلیم سے باز رہیگا تو تعلیم فوت ہوگی یا طبیب علاج مین کمی کریگا یا امیر ماہیانہ بند کر دیگا یا کچھ کام پڑ جائیگا تو حمایت نکریگا ایسی
باتون مین احتساب سے آدمی معذور نہین رہ سکتا اسواسطے کہ یہ کچھ نقصان اور ضرر نہین آیندہ ایک فائدہ کے فوت ہونیکا خوف
ہے لیکن اگر بالفعل اوس مدد کا محتاج ہے مثلاً خود بیمار ہے اور طبیب ریشمی کپڑے پہننے سے ہے اگر احتساب کریگا تو وہ اوسکی خبر نلیگا
یا حاجتمند محتاج ہے توکل نہین کر سکتا فقط ایک شخص اوسکو نفقہ دیتا ہے اگر اوسپر احتساب کرتا ہے تو وہ نفقہ دینا موقوف کر دیگا
یا کسی بدذات کے ہاتھ مین پھنسا ہے اور ایک ہی شخص اوسکی حمایت کرتا ہے تو یہ جتنے ہین فی الحال ہین ممکن ہے کہ سکوت کرے
ان عذرون سے اسے ہم رخصت دین کیونکہ یہ ضرر فی الفور ظاہر ہوتے ہین لیکن ان ضررون کے مقدار احوال سے مختلف ہونگی
یہ بات اسکے اجتہاد سے علاقہ رکھتی ہے چاہیے کہ دین کا خیال کرکے احتساب بلا ضرورت سے ہاتھ نہ کھینچے دوسری قسم یہ ہے
کہ اس بات کا خوف ہو کہ جو چیز کہ بالفعل حاصل ہے وہ فوت ہو جائیگی مثلاً اسکا مال چھین لیتے ہین یا اسکا گھر کھود ڈالتے ہین یا بدن
کی سلامتی فوت ہوئی جاتی ہے یعنی اسے مارتے ہین یا جاہ و عزت مین خلل پڑ جاتا ہے یعنی اسکو ننگے سر بازار مین ہنڈاتے ہین
گو کہ مارتے نہین ہین تو ان سب باتون مین معذور رہیگا لیکن اگر ایسی بات کا اوسے خوف ہے جو مروت مین خلل ڈالے لیکن شان و
شوکت مین خلل انداز ہو جیسا کہ اوسے بازار مین پیادہ پا لیے جاتے ہین اور تکلف لباس نہین پہننے دیتے یا اوسکے سامنے سخت اور
سست کلام کرتے ہین تو ان سب باتون مین جاہ کی ترقی ہے ایسے سببون سے معذور نہوگا اسواسطے کہ ایسے کامون کی
عادت شرع مین نازیبا ہے مگر حفظ مروت البتہ شرع مین مطلوب ہے لیکن اس بات سے اگر ڈرتا ہے کہ اسکی غیبت کرینگے یا گالی
دینگے اور اس سے عداوت رکھین گے اور کامون مین اسکی متابعت اور پیروی نہ کرینگے تو یہ باتین ہرگز عذر نہین ہو سکتین اسواسطے
کہ کسی محتسب کو ان آفتون سے چارہ نہین لیکن جب یہ اندیشہ ہو کہ غیبت بھی کرینگے اور گناہون مین بھی ترقی ہوگی تو یہ عذر ہے
احتساب موقوف رکھنا درست ہے لیکن اگر اپنے اقارب اور احباب کے باب مین ان باتون کا خوف رکھتا ہے مثلاً خود زاہد ہے
اور جانتا ہے کہ مجھے تو نہ مارینگے اور مال بھی نہین رکھتا کہ چھین لینگے لیکن اسکے عوض اسکے اقارب اور احباب کو ستائین گے
تو احتساب کرنا درست نہوگا اسواسطے کہ اپنے حق مین صبر کرنا روا ہے اور اونکے حق مین ناروا ہے بلکہ اونکی رعایت کرنا دین کا
حق ہے اور وہ ضرور ہے **چوتھا رکن احتساب کی کیفیت کے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ احتساب کے آٹھ درجے ہین پہلا آگاہ

پھر اوس شخص کو برائی پہونچا دینا پھر نصیحت کرنا پھر کڑی بات کہنا پھر ہاتھ سے اوسکے برے کام کو بدلنا پھر دھمکی کرنی دکی دینا
پھر مارنا پھر ہتھیار کھینچنا اور مددگارون کو بلانا پہلا درجہ احوال کا جاننا ہے چاہیے کہ محتسب پہلے یقینی پہچان سے اوسکی جستجو
نکرے دروازے اور چھت پر چھپکر باتین نہ سنے اور پڑوسیون سے نہ پوچھے اور اگر دامن مین کوئی بری چیز سینے مین چھپائی
تو ہاتھ سے نہ ٹٹولے لیکن بے تجسس کیے اگر باجے کی آواز سنے یا شراب کی بو سونگھے تو احتساب کرنا درست ہے اور اگر
دو شاہد اوسے خبر دین تو قبول کرلے اور دو عادل کے کہنے سے بے اجازت گھر مین گھس جانا درست ہے مگر ایک گواہ کا
قول سنکر اندر نجانا اولی ہے اسواسطے کہ گھر اوسکی ملکیت ہے اور ایک گواہ عادل کے قول سے حق ملکیت باطل نہوگا
کہتے ہین کہ لقمان کی انگوٹھی مین یہ کھدا تھا کہ ظاہری برائی کا چھپانا گمانی بات پر رسوا کرنے سے اولی ہے دوسرا درجہ یہ ہے
کہ اوس کام کی برائی بیان کردے کہ شاید ایسا کوئی کام کرتا ہو جسکی برائی سے بے خبر ہو جیسا کوئی گنوار مسجد مین نماز پڑھتا ہو
اور رکوع و سجود پورے نکرتا ہو یا اوسکے جوتے مین نجاست لگی ہو کہ اگر جانتا تو اسطرح نماز نہ پڑھتا تو اوسکو آگاہ کرنا اور سکھانا لازم ہے
اور سکھانیکا ادب یہ ہے کہ نرمی اور سہولیت سے سکھائے تاکہ وہ خفا نہو کسی مسلمان کو بے ضرورت خفا کرنا نچاہیے اسواسطے
کہ جب کسیکو کچھ سکھائیگا تو حقیقت مین اوسے نادان بنائیگا اور اوسکا عیب بتائیگا اس زخم کو بے مرہم کے کوئی سہہ نہین سکتا
مرہم یہ ہے کہ گو تو عذر کرے اور کہے کہ کوئی ماں کے پیٹ سے سیکھکر نہین آتا اور جو کوئی نہین جانتا تو یہ اوسکے ماں باپ اور
اوستاد کا قصور ہے شاید تمھارے پڑوس مین کوئی ایسا عالم نہین ہے جو تمھین سکھائے غرض ایسی باتون سے اوسکا دل خوش
کرے اور جو کوئی ایسا کام نکرے یا کوئی ناخوش ہو تو اوسکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو کپڑے مین بھرا ہوا خون پیشاب سے
دہوتا ہے ایک نیکی کریگا دوسرا گناہ اوس سے سرزد ہوگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ پند نصیحت نرمی سے کرے سختی سے نہین اسواسطے کہ
جب کسیکو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حرام ہے تو اوسکے بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہین تخفیف کرنا چاہیے اور نرمی اور عینا یہ ہے کہ مثلاً جب
کوئی شخص غیبت کرتا ہو تو یون کہے کہ ایسا کون ہے جو ہمارے عیب سے پاک ہو تو اپنے عیب پر نظر کرنا اولی ہے یا غیبت کی شرع کا بیان
کیکہ کر سناوے بیان ایک بڑی آفت ہے جس سے بچنا ممکن نہین مگر جسے خدا توفیق دے اسواسطے کہ نصیحت کرنے مین
نفس کی دو بزرگیان ہین ایک یہ کہ اپنے علم اور زہد کی بزرگی ظاہر کرتا ہے اور دوسری بزرگی حکومت اور فوقیت کی ہے اور
آدمی پر یہ دونون باتین محبت جاہ سے پیدا ہوتی ہین آدمی کا مقتضائے طبع یہی ہے کہ اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ مین نصیحت و
وعظ کرتا ہون اور شریعت کا تابعدار ہون لیکن حقیقت مین وہ محبت و جاہ کا مطیع بنا ہوا ہے اور اوسکا یہ گناہ اوس بری کام
سے جو دوسرا کرتا ہے بدتر ہوگا تو اس صورت مین اپنے دلمین سوچے اگر خود بخود یا دوسرے کی نصیحت کے سبب سے اوس شخص کے
توبہ کرنیکو اپنی نصیحت کی بدولت توبہ کرنے سے دوست رکھتا ہے اور نصیحت کرنے سے کراہت رکھتا ہے تو ایسے شخص کو
چاہیے کہ نصیحت کیا کرے اور اگر اس امر کو دوست رکھتا ہے کہ یہ میری ہی نصیحت کے جہت سے توبہ کرے تو خدا سے
ڈرنا چاہیے کیونکہ وہ اس نصیحت سے اوسے اپنی طرف بلاتا ہے خدا کی طرف نہین حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے

لوگون نے عرض کیا کہ آپ اوس شخص کے باب مین کیا ارشاد کرتے ہین جو پاس جاکر بادشاہ کو احتساب کرے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے
کہ اوسے کوڑے مارین لوگون نے کہا کہ وہ کوڑے کھانے کی تو قوت رکھتا ہے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ اوسے قتل کر ڈالین کہا
وہ جان دینے کی بھی طاقت رکھتا ہے فرمایا کہ مجھے اوس بلا کا ڈر ہے جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ چھپی ہوئی ہے اور وہ عجب ہے
حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے چاہا کہ فلانے خلیفہ پر احتساب کرون اور مین سمجھا کہ وہ مجھے مار ڈالیگا
اس امر سے تو مین نہین ڈرا لیکن وہان بہت لوگ حاضر تھے مین یہ ڈرا کہ لوگ مجھے راستی اور سختی کی صفت پر دیکھین گے اور یہ امر
میرے دل کو پسند آئیگا تو مین بے اخلاص مارا جاؤنگا چوتھا درجہ کڑی بات کہنا ہے اسمین دو ادب ہین ایک یہ جب تک نرمی اور مہربانی
سے کہہ سکتا ہو اور وہ کہنا کافی ہو تب تک سختی نہ کرے دوسرا ادب یہ ہے کہ زبان پر فحش نہ لائے اور جو کچھ کہے سچ ہی کہے مثلاً ظالم
فاسق جاہل احمق اس سے زیادہ نہ کہے اسواسطے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے وہ احمق ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ زیرک وہ شخص ہے جو اپنا حساب کیا کرے اور موت کو دیکھتا رہے اور احمق وہ ہے جو خواہش نفس کی پیروی کرے اور مغرور رہے
اور سمجھے کہ حق تعالی مجھسے درگذر کریگا اور سخت گوئی اوسوقت درست ہے جب یہ امید ہو کہ مفید ہوگی اور جب جانے کہ مفید نہوگی تو ترش رو
ہوکر اوسے حقارت کی نظر سے دیکھے اور اوسکی طرف سے منہ پھیرے پانچوان درجہ ہاتھ سے برے کام کو بدل دینا اسمین بھی دو
ادب ہین ایک تو حتی الامکان اوس سے کہے کہ بدل ڈال مثلاً اوس سے کہے کہ ریشمی لباس اوتار اور غیر کی زمین سے نکل جا اور
شراب پھینکدے اور جنابت کی حالت مین مسجد سے دور ہو دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر زبانی کہنا کافی نہو تو ہاتھ پکڑ کر اوسے وہان سے
نکال دے اور پھر اس باب مین ادب یہ ہے کہ تھوڑے سے کام پر اکتفا کرے مثلاً ہاتھ پکڑ کر نکال سکتا ہے تو اوسکی داڑھی نہ پکڑے اور
ٹانگ پکڑ کر نہ کھینچے اور اگر ساز توڑتا ہے تو ریزہ ریزہ نہ کرے اور ریشمی کپڑا آہستہ سے اوتارے تاکہ پھٹنے نپائے اور شراب پھینک
سکتا ہے تو برتن نہ توڑے اگر نہین پھینک سکتا کہ اوسکے ہاتھ مین نہین ہے تو پتھر مار کر توڑ ڈالنا درست ہے اوسکا تاوان لازم
نہ آئیگا اور اگر قرابہ کا منہ تنگ ہے اور جبتک یہ شراب پھینکے پھینکے تب تک اسے پکڑ کر مارینگے تو اس صورت مین اوسے توڑ کر جلد سے
جب شراب حرام ہوئی ہے تو ابتدا مین یہ حکم تھا کہ جس چیز مین شراب ہو اوسے توڑ ڈالو لیکن یہ حکم منسوخ ہوگیا بعضے علما نے کہا ہے
کہ وہ شراب کے جس برتن تھے اب بلا عذر توڑنا درست نہین ہے اگر کوئی شخص بلا عذر توڑ ڈالیگا تو اوسپر تاوان لازم آئے گا
چھٹا درجہ تہدید اور ڈرانا ہے مثلاً یون کہے کہ شراب پھینک نہین تو تیرا سر توڑ ڈالونگا یا ذلیل کرونگا اگر آہستگی سے کام نہ نکلے تو
ایسا کہنا درست ہے اسمین بھی دو ادب ہین ایک یہ کہ ایسی چیز سے تہدید نہ کرے جو درست نہو مثلاً یون نہ کہے کہ تیرے کپڑے پھاڑ ڈالونگا
اور تیرا گھر کھود ڈالونگا اور تیرے جورو لڑکون کو ستاؤنگا دوسرا ادب یہ ہے کہ تہدید مین وہی بات کہے جو کر سکتا ہو تاکہ جھوٹا نہو جائے
یون نہ کہے کہ تیری گردن مارونگا سولی دونگا اور اگر جتنا قصد رکھتا ہے اوس سے مبالغہ کرے اور جانے کہ اس سبب سے اوسے
بہت ہراس ہوگا تو اس مصلحت سے مبالغہ درست ہے جیسا دو آدمیون مین صلح کرانے کے واسطے دروغ مصلحت آمیز درست ہے
ساتوان درجہ ہاتھ پاؤن اور لکڑی سے مارنا ہے یہ بات حاجت کے وقت حاجت کی قدر درست ہے حاجت کے وقت سے

یہ مراد ہے کہ آدمی بے مار کھائے گناہ نچھوڑے لیکن جب گناہ چھوڑ دیا تو مارنا درست نہین ہے کہ گناہ کے بعد سزا دینے کو تعزیر اور حد کہتے ہین تعزیر دینا اور حد مارنا بادشاہ کو پہونچتا ہے ہمین یہ ادب ہے کہ جبتک ہاتھ سے مارنا کافی ہو تو لکڑی سے نہ مارے اور منہ پر نمارے اگر یہ کافی نہو تو تلوار کھینچکر ڈرائے اگر کوئی شخص کسی عورت کے گلے مین ہاتھ ڈالے ہو اور بے تلوار دہمکائے اوسے نچھوڑے تو تلوار کھینچنا درست ہے اگر محتسب اور اوس شخص کے درمیان ندی حائل ہو تو کمان مین تیر رکھکر کہے کہ اگر تو ایسے کام سے باز نہین آتا تو تیر مارتا ہون اگر باز نہ آئے تو تیر مارنا درست ہے لیکن ران اور پنڈلی پر مارنا چاہیے نازک جگہہ پر تیر نہ مارے

آٹھوان درجہ اگر محتسب اکیلا کافی نہو تو لوگون کو جمع کرے اور لڑے اور شاید فاسق بھی لوگون کو جمع کرے اور مقابلہ کی نوبت آئے تو کچھ عالمون نے کہا ہے کہ جب ایسا ہو تو بادشاہ کی بے اجازت نہ چاہیے کہ اس سے فتنہ برپا ہوگا اور فساد پیدا ہوگا اور کچھ عالمون نے کہا ہے کہ جسطرح کافرون کے ساتھ جہاد کرنا بے حکم بادشاہ درست ہے فاسقون کے ساتھ جنگ کرنا بھی درست ہے اسواسطے کہ اگر محتسب مارا جائیگا تو شہید ہوگا

محتسب کے آداب ایعزیز جان تو کہ محتسب کو تین خصلتین ضرور ہین علم زہد حسن خلق اسواسطے کہ اگر اوسے علم نہوگا تو برے بھلے کام مین تمیز نہ کریگا اور اگر زہد نہوگا تو اگرچہ تمیز کرسکے گا لیکن اوسکا کام غرض نفسانی سے خالی نہوگا اور اگر اوسمین حسن خلق نہوگا تو لوگ جب اوسے ایذا پہونچائین تو غصے کے سبب سے خدا کو بھول جائیگا اور حد سے قدم بڑہاویگا ہرایک کام نفسانیت سے کریگا حقانیت سے نہین اس صورت مین اوسکا احتساب معصیت کا سبب ہوگا اسیواسطے ایکبار امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک کافر کو دے مارا کہ مار ڈالین اوس کافر نے آپکے چہرۂ مبارک پر تھوک مارا آپنے اوسے چھوڑ دیا اور فرمایا جب مجھے غصہ آگیا تو مین ڈرا کہ اب یہ قتل کرنا حق تعالی کے واسطے نہوگا اور امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایک شخص کو دُرّے مار رہے تھے اوس کمبخت نے آپکو گالی دی آپنے اوسے مارنا موقوف کردیا لوگون نے پوچھا کہ آپنے کیون چھوڑ دیا فرمایا کہ ابتک مین اسے خدا کے واسطے مارتا تھا اب اسنے مجھے گالی دی اب جو مارونگا تو یہ مارنا غصے سے ہوگا اسیواسطے حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے احتساب نکرے مگر وہ شخص جو جس کام مین امر یا نہی کرتا ہے اوسکا عالم ہو اور اوسمین حلیم ہو اور اوسمین نرمی والا ہو اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ تو جس کام کا حکم کیا جاتا ہے چاہیے کہ پہلے تو خود اوسپر عمل کرتا ہو یہ امر آداب مین سے ہے شرط نہین اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ جبتک ہم سب خود عمل نکرلین تب تک کیا امر معروف اور نہی منکر بھی نہ کرین فرمایا کہ ایسا نہین ہے اگرچہ وہ کام تم سب نہ کرو لیکن احتساب ترک نہ کرو اور آداب احتساب مین یہ بھی ہے کہ محتسب صابر رہے اپنے اوپر رنج سہے اسواسطے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ تو جو شخص رنج پر صبر نکریگا اوس سے احتساب نہوسکیگا اور ضروری آداب مین سے ایک یہ بھی ہے کہ محتسب کم علائق اور کم طمع ہو کیونکہ جہان طمع دامنگیر ہوگی احتساب باطل ہوجائیگا ایک مشائخ کی عادت تھی کہ قسائی سے بلی کے واسطے چھیچھڑے لیا کرتا تھا ایکدن اوس قسائی سے کوئی بری بات دیکھی پہلے اپنے گھر مین جاکر بلی کو دفع کیا بعدہ قسائی پر احتساب کیا قسائی کہنے لگا بھلا کیا اب چھیچھڑے نہ مانگوگے جواب دیا کہ مین

پہلے سے بخل کو دفع کرکے احتساب کے واسطے آیا ہون اور جو شخص یہ بات چاہتا ہوگا کہ لوگ مجھسے محبت کرین اور میرے مداح اور مجھسے راضی
رہین وہ شخص احتساب نکرسکیگا حضرت کعب الاحبار نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالی عنہما سے پوچھا کہ تیری قوم مین تیرا کیا حال ہے کہا اچھا حال ہے
انہون نے کہا کہ توریت مین لکھا ہی کہ جو شخص احتساب کرتا ہے وہ اپنی قوم مین ذلیل وخوار رہتا ہے اونھون نے کہا کہ توریت سچ کہتی ہے اور ابو مسلم جھوٹ کہتا ہے
اے عزیز جان تو کہ احتساب کی اصل یہ ہے کہ اوس گنہگار کے واسطے جو گناہ کرتا ہے محتسب دلسوز رہے اور اوسے شفقت کی نظر سے دیکھے اور اوسے
اسطرح منع کرے جسطرح کوئی اپنے فرزند کو منع کرتا ہے اور نرمی کرے کسی محتسب نے خلیفہ مامون سے احتساب کے وقت سخت گفتگو کی خلیفہ مامون نے کہا
کہ اے جوانمرد حق تعالی نے تجھسے زیادہ بہتر آدمیکو مجھسے زیادہ بدتر آدمیکے پاس بھیجکر حکم فرمایا ہی کہ اوس سے نرمی کے ساتھ بات کر یعنی حضرت موسی اور حضرت ہارون
علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجکر ارشاد فرمایا فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا یعنی نرمی کے ساتھ بات کرو شاید فرعون قبول کرے بلکہ آدمیکو
چاہیے کہ اس امر مین حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا کی پیروی کرے ایک جوان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین زنا کرون صحابہ اوسپر چلانے لگے اور چاہا کہ اوسے مارین آپنے
ارشاد فرمایا کہ اسے مارو نہین پھر اوسے اپنے پاس بلاکر زانو بزانو اسے بٹھلالا اور پوچھا کہ ایجوان کیا تو اس امر کو روا رکھتا ہے
کہ کوئی شخص تیری مان کے ساتھ ایسا فعل کرے اوسنے عرض کیا نہین آپنے فرمایا کہ اور لوگ بھی اس امر کو روا نہین رکھتے پھر آپنے
پوچھا کہ بھلا تو یہ روا رکھتا ہے کہ تیری بیٹی کے ساتھ کوئی ایسا فعل کرے اوسنے عرض کیا نہین فرمایا کہ اور لوگ بھی یہ روا نہین رکھتے
پھر ارشاد فرمایا کہ بھلا تو یہ روا رکھتا ہے کہ کوئی تیری بہن کے ساتھ ایسا برا کام کرے یا تیری پھوپھی یا خالہ کے ساتھ اسیطرح ایک ایک کے
باب مین آپ اوس سے سوال کرتے تھے وہ عرض کرتا تھا کہ نہین آپ فرماتے تھے اسیطرح اور لوگ بھی اس امر کو روا نہین رکھتے ہین
پھر جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ اجمعین نے اوسکے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ بار خدایا اسکے دل کو پاک کر
اور اسکی شرمگاہ کو بچائے رکھ اور اسکا گناہ بخشدے آخر وہ جوان آپکی خدمت فیضدرجت سے پھرا اور تمام عمر زنا سے زیادہ
کسی چیز کو اپنا دشمن نجانتا تھا حضرت فضیل عیاض رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے لوگون نے کہا کہ سفیان عیینہ بادشاہ سے خلعت
لیا کرتے ہین فرمایا کہ بیت المال مین اونکا حق اس سے زیادہ ہے پھر حضرت فضیل نے سفیان کو تنہائی مین دیکھکر اونپر عتاب کیا
اور ملامت کی سفیان نے کہا کہ ابو علی مین اگرچہ صالحین مین سے نہین ہون لیکن صالحین سے مجھے محبت ہے صلت ابن اشیم
رحمۃ اللہ تعالی اپنے شاگردون کے ساتھ بیٹھے تھے اودھر سے ایک شخص کا گذر ہوا اوسکا تہبند زمین مین لوٹتا تھا جیسا
متکبران عرب کی عادت ہے اور اس امر کی شرع مین ممانعت ہے شاگردون نے چاہا کہ اوس شخص کے ساتھ سختی کرین اونھون نے
اپنے شاگردون سے کہا تم چپ رہو مین اسکی تدبیر کرتا ہون پھر اوسکو پکارکر کہا کہ اے برادر مجھے تجھسے کچھ کام ہے اوسنے پوچھا
کیا کہا کہ تہبند اوٹھائے اوسنے کہا بہت خوب پھر اپنے شاگردون سے کہا کہ اگر مین سختی سے کہتا تو وہ قبول نکرتا اور گالی بھی دیتا
ایک شخص نے ایک عورت کو پکڑکر چھری کھینچی تھی کسی کی یہ جرأت نپڑتی تھی کہ اوسکے سامنے جائے اور عورت چلاتی تھی حضرت
بشر حافی رحمۃ اللہ تعالی نے اوسکے پاس جاکر کاندہے سے کاندہا بھڑا دیا وہ شخص بیہوش ہوکر گر پڑا اور اوسکے بدن سے پسینا

بہنے لگا اور عزت اوسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی جب ہوش مین آیا تو لوگون نے پوچھا تجہپر کیا گذری بولا اسقدر جانتا ہون کہ
ایک شخص میرے پاس آیا اور اپنا بدن میرے بدن سے ملاکر آہستہ سے یہ کہا کہ حق تعالی دیکھتا ہے کہ تو کہان ہے اور کیا کر رہا ہے
اوسکے اس کہنے کی ہیبت سے مین گر پڑا لوگون نے کہا کہ وہ حضرت بشر حافی تھے اوسنے کہا کہ آداب اس ندامت کے ساتھ
اونکی زیارت کیونکر کرون اوسیوقت سے اوس شخص کو بخار چڑہا اور ایک ہفتہ مین مرگیا **تیسرا باب اون منکرات کے
بیان مین جنکا رواج عادۃً ہے** ایعزیز جان تو کہ اس زمانہ مین تمام عالم بری باتون سے بھرا ہوا ہے اور لوگون کو
اب اسکے اصلاح پذیر ہونے کی یاس ہے اور اس سبب سے کہ سب کامون کی قدرت نہین رکھتے اون کامون سے بھی ہاتھ
کھینچا ہے جنکی قدرت رکھتے ہین جو دیندار ہین اونکا یہ حال ہے اور جو اہل غفلت ہین وہ خود اس طرح سے راضی ہین ایعزیز
جس چیز پر تو قادر ہے اوسمین سکوت کرنا درست نہین ہے اور ہم ان منکرات کی ہر قسم کیطرف اشارہ کرتے ہین کہ فرداً فرداً اسکا
بیان کرنا ممکن نہین یہ منکرات بعضے مساجد مین ہین بعضے بازارون اور راہون مین بعضے حمامون اور گھرون مین منکرات
مساجد یہ ہین کہ مثلاً کوئی شخص نماز پڑہتا ہے اور رکوع و سجود اچھی طرح ادا نکرے یا قرآن پڑہے اور راگدہاری کریا موذن لوگ
اکٹھا ہوکر اذان دین اور الحان سے بہت بڑہائین اس سے نہی وارد ہوئی ہے اور حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کہنے کے وقت
تمام بدن قبلہ کیطرف سے پھیر لین اور یہ کہ خطبہ پڑہنے والا ریشمی لباس پہنے اور سونا چڑہی تلوار باندہے یہ فعل حرام ہے اور یہ کہ
لوگ مسجد مین ہنگامہ کرین قصے کہین اشعار پڑہین تعویذ یا اور کچھ بیچین اور یہ کہ لڑکے اور دیوانے اور مست مسجد مین آئین اور
شور مچائین اور نمازیون کو اونسے اذیت ہو لیکن اگر کوئی لڑکا چپ رہتا ہے اور دیوانہ اذیت نہین دیتا اور مسجد ناپاک نہین کرتا
تو اوسکا آنا درست ہے اگر کوئی لڑکا مسجد مین کبھی کبھی بازی کرے تو اوسے منع کرنا واجب نہین ہے اسواسطے کہ حبشی مدینہ منورہ کی
مسجد مین پھیری گدکا کھیلتے تھے اور ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے تماشا دیکھا لیکن اگر مسجد کو بازیگاہ
ٹھہرالین تو منع کرنا چاہیئے اگر کوئی شخص خیاطی یا کتابت کرتا ہے اور لوگون کو اوس سے کچھ تکلیف نہین ہوتی تو درست ہے
لیکن اگر ہمیشہ کے واسطے مسجد کو دوکان بنائیگا تو مکروہ ہے اور وہ کام جسکے سبب سے مسجد مین غلبہ ظاہر ہوتا ہے نہ کرے مثلاً
وہان ہمیشہ حکمرانی کرنا اور قبالہ لکہنا نچاہیئے مگر یہ کہ گاہ گاہ ہو اسواسطے کہ حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثناء نے کبھی کبھی
مسجد مین حکمرانی کی ہے لیکن حکمرانی کرنے کے واسطے جلوس نہ فرماتے تھے اگر دہوبی مسجد مین کپڑے سکہائین اور رنگریز کپڑے
رنگین یا خشک کرین تو یہ سب کام برے ہین بلکہ جو لوگ مسجد مین بیٹھکر قصہ کہین اور اونمین کمی زیادتی ہو اور حدیث کی معتبر کتابون
مین نہون تو اون لوگون کو وہان سے نکالدینا چاہیئے کہ اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے اور جو لوگ اپنے تئین بناتے سنوارتے
ہین اور شہوت اونپر غالب ہے اور مسجع عبارت بولتے ہین یا گاتے ہین اور جوان عورتین مسجد مین موجود ہوتی ہین تو یہ گناہ کبیرہ
ہے مسجد کے باہر بھی یہ فعل نکرنا چاہیئے بلکہ واعظ ایسا شخص چاہیئے جسکا ظاہر صلاحیت سے آراستہ ہو اور دینداروں کا لباس پہنے
الغرض کیسی حال مین درست نہین کہ جوان عورتین مردون کے ساتھ ایسا مل بیٹھین کہ اونکے درمیان کوئی چیز حائل نہو بلکہ ام المومنین

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اپنے زمانہ مین عورتونکو مسجد مین جانے سے منع فرمایا حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین آتی تھین اور حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات فرمائی کہ اگر رسول مقبول صلعم اس زمانہ کا حال دیکھتے تو بیشک عورتونکو مسجد مین جانیسے منع فرماتے اور منجملہ منکرات یہ ہے کہ مسجد مین کچہری لگائین اور بانٹ چونٹ کیا کرین اور معاملہ و حساب کیا کرین یا بیٹھکر اوسے تماشاگاہ بنائین غیبت اور بیہودہ گوئی مین مشغول ہون یہ سب کام کرنا بیجا ہے اور مسجد کی عظمت اور حرمت کے خلاف ہے **بازارون کے منکرات** یہ ہین کہ خریدار سے جھوٹ کہین اور مال کا عیب چھپائین بانٹ ترازو و گز درست نرکھین اور مال مین دغا کرین عید کے دن لڑکون کے واسطے راگ کے ساز اور حیوانون کی تصویرین بیچین نوروز کے واسطے لکڑی کی ڈہال تلوار بیچین سدہ کے واسطے مٹی کا بھوپو اور پپیہا بیچین یا رفو کیا ہوا اور رد ہویا ہوا چپڑا ناکپڑا نیا کر کے بیچین ایسا ہی ہر چیز کا حال ہے جسمین دغا بازی ہو اور سونے چاندی کی انگیٹھی یا کوزہ یا دوات یا برتن وغیرہ ان چیزون مین بعضی حرام ہین بعضی مکروہ اور جانورون کی تصویرین حرام ہین اور وہ جو سدہ او نوروز کے واسطے بیچتے ہین جیسے لکڑی کی ڈہال تلوار اور مٹی کا بھوپو اور پپیہا یہ چیزین فی نفسہا حرام نہین ہین بلکہ آتش پرستون کا رونق ظاہر کرنے سے حرام ہین اسواسطے کہ وہ شرع کے خلاف ہے اور جو چیزان دنون کے واسطے بنائین وہ درست نہین بلکہ نوروز کے سبب سے بازارون کا آراستہ کرنا اور مٹھائی بنانا اور تکلفات زیبا کرنا نچاہیے اسواسطے کہ نوروز اور سدہ کو مٹانا چاہیے حتی کہ کوئی اسکا نام بھی نہ لے بعضے علماے متقدمین نے کہا ہے کہ مسلمان کو اسدن روزہ رکھنا چاہیے تاکہ وہ مٹھائی وغیرہ اوسکے کھانے مین نہ آئے اور سدہ کی رات چراغ بتی ہرگز نکرنا چاہیے تا آگ بالکل نظر ہی مین نہ آئے اور محققین نے کہا ہے کہ اسدن روزہ رکھنا یہ بھی اسدن کو یاد کرتا ہے اور کسی وجہ سے اسدن کو یاد ہی کرنا نچاہیے بلکہ اور دنون کے مانند اسے چھوڑنا چاہیے علی ہذا القیاس سدہ کی رات کو بھی تاکہ اسکا نام ونشان باقی نرہے **شاہراہ کے منکرات** یہ ہین کہ راہ مین ستون گاڑکر دکان بنائین کہ رستہ تنگ ہوجائے یا درخت لگائین اور سائبان چھجا پرنالہ نکالین کہ اگر کوئی سوار نکلے تو ٹکر لگے یا ٹھیکی لگائین یا جانور باندہین کہ اوسکے سبب سے رستہ تنگ ہوجائے ایسی باتین درست نہین مگر بقدر حاجت جیسے کہ بوجھ اوتار کر فوراً گھر مین لیجائین کانٹے لدے ہوئے گدہے تنگ گلی مین نہ لائین جس سے لوگون کے کپڑے پھٹ جائین مگر یہ کہ ایک رستے کے سوا اور کوئی راہ نہو اس صورت مین حاجت کی وجہ سے درست ہے اور جانور کی طاقت سے زیادہ اوسپر بوجھ لادنا نچاہیے اور قسائی کو بازار مین بکرا ذبح کرنا اور بنانا نچاہیے کہ لوگون کے کپڑے خراب ہونگے بلکہ بکرا ذبح کرنے اور بنانیکی جگہہ دکان مین بنائے اور بازار مین خربزہ کے چھلکے ڈالنا یا اسقدر پانی چھڑکنا کہ لوگون کے پاؤن پھسلین یہ بھی نچاہیے اور جو شخص رستے مین برف پھینکے یا اوسکے کوٹھے کا پانی راہ مین گرے اوسپر لازم ہے کہ راہ کو صاف کرائے لیکن جہان سب لوگون کے گھر کی مہریان بہتی ہون اوسکی درستی سب پر واجب ہے اور یہ حاکم کو پہونچتا ہے کہ لوگونکو اوس کام کیطرف لائے اور کسیکو اپنے دروازے پر ایسا کتا رکھنا نچاہیے جس سے لوگون کو خوف ہو اگر رستہ نجس کرنیکے سوا اور کچھ تکلیف کتے سے نہو تو منع نکرنا چاہیے کیونکہ اوس سے بچاؤ ممکن نہین اور اگر رستہ مین کتا سوجائے جسکے سبب سے راہ تنگ ہوجاے تو یہ بھی نہین چاہیے

بلکہ دورسے کو بھی کتاب لیے ہوئے راہ مین بیٹھنا یا سونا نچاہیے حمام کے **منکرات** یہ ہین کہ ناف سے زانو تک ستر عورت نکرے یا کوئی شخص کھڑا ہوا اوسکے سامنے ران کھولکر ملے اور میل چھوڑائے یا لنگی کے اندر ہاتھ ڈالکر بھی ران کو پکڑنا نچاہیے اسواسطے کہ جیسا دیکھنا ویسا چھونا حمام کے دروازے پر حیوانات کی صورتین بنانا بھی منکرات مین سے ہے اونھین مٹا دینا یا وہان سے خود نکل آنا واجب ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی کے مذہب مین نجس ہاتھ یا ناک برتن تھوڑے پانی مین ڈالنا منکرات سے ہے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالی کے مذہب مین درست ہے مالکی مذہب پر اعتراض نکرنا چاہیے اور بہت پانی بہانا بھی منجملہ منکرات ہے اور اور منکرات ہین اونکو طہارت کے بیان مین ہمنے ذکر کیا ہے **مہمانی کے منکرات** یہ ہین ریشمی فرش چاندی کی انگیٹھی گلاب پاش عطر دان چنگیر اور دیوار پردے جنمین تصویرین بنی ہون اگر تکیہ بچھونے مین تصویرین ہون تو کچھ مضائقہ نہین جو انگیٹھی بصورت جانور ہو وہ منکر اور بد ہے اور اگر گانا ہوتا ہو اور جوان رنڈیان جوان مردون کو دیکھنے آئین تو اس سے بہت فساد پیدا ہوتے ہین ان سب باتون چبست اور ممانعت واجب ہے اگر منع نہین کرسکتا تو وہان سے باہر چلا جائے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی نے چاندی کی سرمہ دانی دیکھی اسواسطے محفل سے اوٹھکر چلے گئے علی ہذا القیاس اگر مجلس مین کوئی شخص ریشمی کپڑے یا سونے کی انگوٹھی پہنے ہو تو وہان نہ بیٹھنا چاہیے اور اگر تمیز دار لڑکا ریشمی لباس پہنے ہو تو بھی نچاہیے کیونکہ جسطرح مسلمانون پر شراب حرام ہے اوسیطرح مردون پر یہ بھی حرام ہے اور یہ خرابی ہے کہ اگر اوسکی عادت ہوجائیگی تو جوانی کے بعد بھی اسکا شوق رہیگا لیکن لڑکا اگر تمیز دار نہو اور ریشمی لباس کا مزہ اور حظ نہین جانتا ہو تو مکروہ ہے شاید حرمت کے درجے کو نہ پہونچے اگر محفل مین کوئی مسخرہ ہے کہ جھوٹ اور فحش بک بک کر لوگونکو ہنساتا ہے تو وہان اوسکے ساتھ بیٹھنا نچاہیے اے عزیز منکرات کی تفصیل دراز ہے جب اسقدر تونے پہچانا تو مدرسہ اور خانقاہ اور محکمہ اور دربار شاہی وغیرہ کے منکرات کو اسی پر قیاس کرلے واللہ اعلم بالصواب ؁

دسوین اصل رعیت کی نگہبانی اور حکمرانی کے بیان مین

اے عزیز ازجان اس بات کو جان کہ حکمرانی بہت بڑا بزرگ کام ہے اگر بطریق عدل ہو تو زمین پر حق سبحانہ تعالی کی خلافت ہے اور اگر عدل و شفقت سے خالی ہو تو ابلیس کی نیابت ہے اسواسطے کہ والی ملک کے ظلم سے زیادہ کسی فساد مین اثر نہین اور علم و عمل فرمانروائی کی اصل ہے اور حکومت کا علم اگرچہ بڑا ہے لیکن اوسکا عنوان یہ ہے کہ حاکم کو یہ جاننا چاہیے کہ اوسے حق تعالی نے اس جہان مین کاہیکو بھیجا ہے اور اوسکی قرارگاہ کہان ہے دنیا اوسکی منزل گاہ ہے قرارگاہ نہین اور وہ بصورت مسافر ہے کہ رحم مادر اوسکی منزل کی ابتدا ہے اور قبر اوسکی منزل کی انتہا ہے اور وطن اوسکے سوا ہے جو برس اور مہینا اور دن اوسکی عمر سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کے مانند ہے کہ اوسکے سبب سے وہ اپنی قرارگاہ سے بہت نزدیک ہوجاتا ہے جو شخص پل پر گذرے اور پل کی عمارت مین اوقات گذارے اور اپنی منزل گاہ بھول جائے وہ احمق ہے بلکہ عقلمند وہ ہے کہ اوس دنیا مین زاد راہ آخرت کے سوا اور کچھ نہ طلب کرے اور دنیا مین اوسقدر پر قناعت کرے جسکی ضرورت رکھتا ہے جو کچھ حاجت سے

زیادہ ہوگا وہ زہر قاتل ہے اور موت کے وقت وہ چاہیگا کہ میرے تمام خزانون مین خاک بھری ہوتی سونا چاندی کچھ نہوتا تو وہ جسقدر زیادہ جمع کریگا اوسمین سے بقدر کفایت ہی اوسے نصیب ہوگا باقی سب حسرت واندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اوسپر جانکنی دشوار ہوگی اور یہ حسرت اس صورت مین ہوگی کہ حلال کا مال ہو اگر مال حرام ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہین زیادہ ہوگا اور سب رنج اوٹھانے دنیوی خواہشون سے صبر کرنا ممکن نہین مگر آدمی کا ایمان اگر اوس بات پر ٹھیک ہو کہ دنیا کی چند روزہ لذت جو سراپا کدورت ہے اوسکے سبب سے لذت آخرت جو سلطنت لازوال ہے اور کسی کدورت کو اوسمین دخل نہین وہ فوت ہو جاویگی تو چند روزہ صبر کرنا بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی عاشق کا کوئی معشوق ہو اور عاشق سے کہین کہ اگر آجکی رات تو اوس معشوق پاس جاویگا تو پھر اوسے ہرگز نہ دیکھنے پاویگا اور اگر آجکی رات تو صبر کریگا تو بے رقیب اور بے مخل صحبت کے ہزار شبون کے واسطے لوگ اوس معشوق کو تیرے سپرد کردینگے تو اسکا عشق اگرچہ حد سے زائد ہو مگر بے تامل ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا اوسے آسان ہوگا اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزار وان حصہ بھی نہین ہے بلکہ اوس سے کچھ نسبت ہی نہین رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم وخیال مین نہین آسکتی اسواسطے کہ اگر فرض کرین کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین کو سائین کے دانون سے بھردین اور ہزار ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اوسمین سے ایک ایک دانہ چگیگی تو وہ سائین کے دانے سب تمام ہوجائین اور مدت ابد مین سے کچھ بھی کم نہو تو آدمی کی عمر مثلاً سو برس کی ہو اور مشرق سے مغرب تک تمام ممالک روے زمین کی سلطنت صاف بے مخالف اسے ملے تو بھی آخرت کی سلطنت ابد مدت کے مقابلے مین اسکی کیا قدر ہے پھر جب کہ سبکو دنیا مین تھوڑا ہی سا حصہ ملے اور وہ بھی صاف نہو اور جو کچھ ہو بہت سے خسیس اور کمینے ایسے ہوتے ہین کہ اوسمین اس سے بڑھ بڑھ کر ہوں تو سلطنت جاوید کو اس حقیر اور سراپا کدورت کام کے عوض بیچنے کا کیا موقع ہے تو حاکم ہو خواہ محکوم سبکو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے جی سے ایسی باتین کیا کرے اور اپنے دل پر اس مضمون کو تازہ کرلیا کرے تاکہ چند روزہ خواہشون سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی کرنا اور بندگان خدا کو اچھی طرح رکھنا اور حق تعالی کی خلافت بجالانا اوسپر آسان ہوجاے آدمی نے جب یہ جان لیا تو فرمانروائی مین اسطرح مشغول ہو جسطرح خدا نے فرمایا ہے اوس طور پر مشغول نہو جو صلاح دنیا ہے اسواسطے کہ عدل کے ساتھ حکمرانی کرنے سے زیادہ کوئی عبادت اور قربت حق تعالی کے نزدیک افضل اور بزرگ نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بادشاہ کا ایکدن عدل کرنا ساٹھ برس برابر عبادت کرنے سے افضل ہے اور یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی خدا کے سایہ مین ہونگے تو اونمین سے پہلا بادشاہ عادل ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بادشاہ عادل کے واسطے ساٹھ صدیق کی عبادت کا عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور فرمایا ہے کہ بادشاہ عادل حق تعالی کا بہت مقرب اور بڑا دوست ہے اور بادشاہ ظالم خدا کا بہت مغضوب اور بڑا دشمن ہے اور فرمایا کہ اوس خدا کی قسم جسکے دست قدرت مین محمدؐ کی جان ہے کہ جتنے تمام رعایا کے عمل ہوتے ہین ہر روز بادشاہ عادل کے بھی اتنے ہی عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور اوسکی نماز ستر ہزار نمازون کے برابر ہے جب ایسا امر ہے تو اس سے زیادہ

در کیا لوٹ ہوگی کہ حق تعالیٰ اسے منصب سلطنت دے تاکہ اوسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہوجائے اور کوئی شخص
جب اس نعمت کا حق نہ پہچانے اور ظلم اور اپنی خواہش مین مشغول ہو تو معلوم ہوا کہ عذاب کا مستحق ہوگا اور عدل جب ہی بن پڑتا ہے
کہ بادشاہ دس قاعدون کو اپنی نگاہ مین رکھے **پہلا قاعدہ** یہ ہے کہ جو مقدمہ پیش ہو اوسمین یہ فرض کرے کہ خود تو رعیت سے
اور بادشاہ اور ہی کوئی ہے جو بات اپنے حق مین پسند نکرے وہ کسی مسلمان کے واسطے بھی نہ پسند کرے اگر پسند کریگا تو گویا
مین دغا اور خیانت کی ہوگی جنگ بدر کے دن حضرت سلطان الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا سایہ مین بیٹھے اور اصحاب کرام رضوان
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دہوپ مین تھے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ سایہ مین ہین اور اصحاب
دہوپ مین اتنی سی باتین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے گلہ ہوا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جو شخص یہ چاہتا ہے کہ دوزخ سے نجات پائے اور جنت مین جائے اوسے چاہیے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہتا ہوا مرے اور جو چیز
اپنے واسطے نہین پسند کرتا کسی مسلمان کے لیے بھی پسند نکرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کو اوٹھے اور خدا کے سوا اور کسی سے
اوسکا دل لگا ہے وہ مرد خدا نہین ہے اور اگر مسلمانون کے کام اور خدمت سے بے پروا ہے تو مسلمان نہین ہے **دوسرا
قاعدہ** یہ ہے کہ اپنے دروازے پر حاجتمندون کا منتظر رہنا آسان نہ جانے اور اوسکے خطرے سے حذر کرتا رہے اور جب تک
کسی مسلمان کی حاجت باقی رہے کسی نفل عبادت مین مشغول نہو اسواسطے کہ مسلمانون کی حاجت روائی کرنا سب نفلون سے بہتر ہے
ایکدن خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ ظہر کے وقت تک خلق کے کام مین مصروف رہے اور تھک گئے گھر مین گئے کہ
دم بھر آرام لیلون اونکے بیٹے نے کہا کہ آپکو کس سبب سے اطمینان ہے شاید اسیوقت موت آجائے اور کوئی شخص آپکے دروازے پر
منتظر حاجت ہو اور آپ مقصر رہ جائین اونھون نے جواب دیا کہ سچ کہتا ہے پس اوٹھے اور فورًا باہر نکل آئے **تیسرا قاعدہ**
خواہش مین مشغول ہونے اور اچھے کھانے پہننے کی عادت نکرے بلکہ ہر بات مین قناعت کرے اسواسطے کہ بے قناعت کے
عدل کرنا ممکن نہین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میرا احوال جو
تمھارے ناپسند ہو وہ تمنے کیا سنا کہا مین نے سنا ہے کہ ایکبار مین دو طرح کا سالن آپکے دسترخوان پر ہوتا ہے اور آپ
دو پیراہن رکھتے ہین ایک رات کا ایک دن کا پوچھا کہ بھلا اسکے سوا اور کچھ بھی سنا ہے کہا نہین فرمایا کہ یہ دونون باتین غلط
ہین **چوتھا قاعدہ** یہ ہے کہ جب تک ہوسکے ہر ایک کام مین نرمی کرے سختی نہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرتا ہے قیامت مین اوسکے ساتھ خدا نرمی کریگا اور دعا کی اور کہا کہ بار خدایا جو حاکم رعایا کیساتھ
نرمی کرے تو اوسکے ساتھ نرمی کرنا اور جو سختی کرے تو تو بھی اوسکے ساتھ سختی کرنا اور فرمایا ہے کہ جو حاکم حکومت کا حق بجالائے
اوسکے حق مین حکومت اچھی چیز ہے اور جو کوئی حق بجالانے مین قصور کرے اوسکے حق مین حکومت بری چیز ہے ہشام
ابن عبد الملک خلفا مین سے تھے اونھون نے ابو حازم جو علماء کبار مین سے تھے اونسے پوچھا کہ حکومت مین نجات حاصل
ہونے کی کیا تدبیر ہے فرمایا کہ یہ تدبیر ہے کہ جو درم تو لیتا ہے ایسی جگہ سے لے جہان حلال درم ہو اور ایسی جگہ صرف کر

جو مستحق ہو کما یہ کون کر سکتا ہے فرمایا یہ وہ شخص کر سکتا ہے جو عذاب قبر کی طاقت نہ رکھے اور جنت کو دوست رکھتا ہو پانچوان قاعدہ
یہ ہے کہ حاکم یہ کوشش کرے کہ شرع کی موافقت کے ساتھ سب رعایا اوس سے خوش رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ سب حاکمون سے بہتر وہ حکام ہین جو تمھین دوست رکھین اور تم اونھین دوست رکھو اور بدترین حکام وہ حاکم ہین جو
تمھین دشمن رکھین اور تم اونھین دشمن رکھو اور وہ تمھین لعنت کرین تم اونھین لعنت کرو اور حاکم کو لوگون کی تعریف کرنے سے
مغرور ہونا نچاہیے اور یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ سب اوس سے خوش ہین شاید کہ وہ سب خوف کے مارے تعریف کرتے ہین بلکہ یہ معتمد
لوگون کو مقرر کرنا چاہیے تاکہ وہ تجسس کرین اور اوسکا حال خلق سے پوچھین اسواسطے کہ آدمی اپنا عیب لوگون کی زبانی جان سکتا ہے
چھٹا قاعدہ یہ ہے کہ حاکم شرع کے خلاف کر کے کسی کی رضامندی نہ ڈھونڈھے اسواسطے کہ جو شخص شرع کی مخالفت سے ناخوش
ہوگا اوسکی ناخوشی حاکم کو کچھ نقصان نہین کرتی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے تھے کہ دن کو جب مین اوٹھتا
ہون تو آدھے لوگ مجھسے ناخوش ہوتے ہین اور ضرور ہے کہ حاکم جب ظالم کو سزا دیگا تو وہ ناخوش ہوگا تو فریقین کو خوش کرنا
محال ہے اور وہ شخص بڑا نادان ہے جو خلائق کی رضامندی کے واسطے خدا کی رضامندی چھوڑ دے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ
نے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو خط لکھا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کیجیے حضرت صدیقہ رض نے جواب لکھا
کہ مین نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے سنا ہے کہ جو شخص خلائق کی ناخوشی مین حق تعالی کی خوشی چاہتا ہے حق تعالی
اوس سے راضی ہوتا ہے اور خلق کو اوس سے راضی کرتا ہے اور جو شخص حق تعالی کی ناخوشی مین خلق کی خوشی چاہتا ہے خدا اوس سے
ناراض ہوتا ہے اور خلق کو بھی اوس سے ناراض کرتا ہے **ساتوان** قاعدہ یہ ہے کہ حاکم یہ سمجھے رہے کہ حکومت خطرناک کام ہے
اور خلائق کی حکومت کا کفیل ہونا کچھ آسان بات نہین ہے جو شخص اوسکا حق ادا کرنے کی توفیق پاتا ہے وہ ایسی سعادت کماتا ہے
کہ اوس سے بڑھکر کوئی سعادت نہین اور اگر اوسمین کچھ قصور کرتا ہے تو ایسی شقاوت مین پڑتا ہے کہ کفر سے اوتر کر ایسی کوئی شقاوت
نہین حضرت ابن عباس رض نے کہا ہے کہ ایکدن مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ تشریف لائے اور خانہ کعبہ کا
حلقہ پکڑا اور حرم مین قریش لوگ حاضر تھے آپنے فرمایا کہ جب تک تین کام کرتے رہین گے تب تک قریش ہی مین سے حکام اور
سلاطین ہوتے رہین گے لوگ اگر اونسے مہربانی چاہین تو مہربانی کرین اگر حکم چاہین تو عدل کرین جو اقرار کرین اوسے پورا کرین
جو شخص ایسا نکرے خدا کی اور فرشتونکی اور سبکی لعنت اوسپر ہو خدا نہ اوسکے فرض قبول فرماتا ہے نہ سنت تو دیکھنا چاہیے کہ یہ کتنا بڑا
گناہ ہے کہ اوسکے سبب سے حق تعالی عبادت قبول نہین کرتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دو آدمیون مین
حکم کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے اوسپر خدا کی لعنت ہو اور فرمایا کہ تین آدمی ہین کہ قیامت کے دن اونپر خدا نظر بھی نکریگا ایک سلطان
دروغ گو دوسرا بوڑھا زناکار تیسرا فقیر متکبر اور لاف زن اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ مشرق اور مغرب کا
ملک عنقریب تمھین فتح ہوگا اور وہانکے عمال دوزخ مین پڑینگے مگر وہ شخص جو خدا سے ڈرے اور تقوی اختیار کرے اور امانت
گذارے اور فرمایا ہے کہ جس حاکم کو حق تعالی نے رعیت حوالہ کی ہو وہ اگر دغا کریگا اور شفقت بجا نہ لائیگا تو حق تعالی بہشت کو

اوسپر حرام کریگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جسے مسلمانون پر سرداری دی اور اوسنے اونکی ایسی نگہبانی نہ کی جیسی اپنے گھر والونکی کرتا ہے تو اوس سے کہدو کہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین ڈھونڈھ رکھے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے دو آدمی میری شفاعت سے محروم رہینگے ایک بادشاہ ظالم دوسرا وہ بدعتی جو دین مین فساد کر کے حد سے گذر جاوے اور فرمایا ہے کہ بادشاہ ظالم پر قیامت مین بڑا عذاب ہوگا اور فرمایا کہ پانچ آدمیون سے خدا ناخوش ہے اگر چاہے تو دنیا مین اونپر عذاب کرے ورنہ دوزخ مین تو اونکی جگہہ ہووے ہی گی اونمین ایک امیر قوم ہے جو اپنا حق تو اونسے لے اور اونکی داد نہ دے اور ظلم اونسے نہ موقوف کرے دوسرا وہ رئیس ہے کہ لوگ جسکی اطاعت کرتے ہون اور قوی و ضعیف کو یکسان نہ سمجھتا ہو اور طرفداری سے بات کرتا ہو تیسرا وہ شخص ہے جسنے کسی مزدور کو محنت پر رکھا اور وہ تو اسکا سب کام پورا کر چکا اور یہ اوسکی مزدوری نہین دیتا چوتھا وہ شخص ہے جو اپنے جورو لڑکون کو خدا کی اطاعت کا حکم نکرے اور دین کی بات اونھین نہ سکھاوے اور یہ فکر نہ رکھے کہ اونکو کھانا کہان سے دونگا پانچوان وہ شخص ہے جو مہر کے بارہ مین اپنی جورو پر ظلم کرے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایکدن چاہا کہ جنازہ کی نماز پڑھائین ایک شخص نے آگے بڑھ کر نماز پڑھا دی اور جب دفن کر چکے تو اوسکی قبر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ بارخدایا اگر اس مردہ پر تو عذاب کرے تو سزاوار ہے کہ تیرا گنہگار ہوگا اور اگر تو رحمت کرے تو وہ تیری رحمت کا محتاج ہے ای مردے اگر تو کبھی امیر تھانہ نقیب نہ مددگار نہ کاتب نہ تحصیلدار تو ٹھنڈا رہ یہ کہکر وہ شخص نظر سے غائب ہوگیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اسے ڈھونڈھو وہ نہ ملا فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے امیرون پر افسوس ہے نقیبون پر افسوس ہے امینون پر قیامت مین ایسے ہونگے کہ اپنے گیسو سے آسمان مین لٹکتے رہین اور ہرگز عمل نہ کرتے تھے اور فرمایا ہے جسے دس آدمیون پر بھی حکومت ہوتی ہے اوسے قیامت مین دست بزنجیر لائینگے اگر وہ نیکو کار رہا ہوگا تو رہا کر دینگے ورنہ ایک زنجیر اور زیادہ کر دینگے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اوسدن جب یہ اوسے دیکھیگا مگر یہ کہ داد دی ہو اور حق ادا کیا ہو اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نکیا ہو اور قرابت والون کی حمایت نہ کی ہو اور کسی ڈر یا کسی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو لیکن خدا کی کتاب کا آئینہ بنا کر اپنے پیش نظر رکھکر اوسکے موافق حکم کیا ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حاکمون کو حکم الحاکمین کے حضور مین حاضر کرینگے ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکرون کے چرواہے تھے اور میری زمین کی مملکت کے خزانہ دار تھے میرے حکم سے زیادہ تمنے کسی کو کیون حد ماری اور سزا دی وہ عرض کرینگے کہ اے حکم الحاکمین اس غصہ کے سبب سے کہ اونھون نے تیرے حکم کے خلاف کیا تھا ارشاد ہوگا کہ کیون شاید تمھارا غصہ میرے غصہ سے زیادہ تھا اور دوسرے حاکمون سے استفسار فرمائیگا کہ تمنے میرے حکم سے کم کیون سزا دی وہ عرض کرینگے کہ یا الہ العالمین ہمنے اوسپر رحم کیا ارشاد ہوگا کہ کیون شاید تم مجھسے زیادہ رحیم تھے بعدہ جسنے زیادتی کی تھی اور جسنے کمی کی تھی اون دونون کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونون کو ونسے بھرینگے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین کسی حاکم کی تعریف نہین کرتا نیک ہو خواہ بد لوگون نے پوچھا اسکا کیا سبب کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قیامت کے دن سب حاکمون کو لاوینگے عادل ہون خواہ ظالم اور صراط پر ٹھہرائینگے حق تعالی صراط کو حکم فرمائیگا کہ ایکبار نھین جھٹک دے جسنے جسنے حکم مین ظلم کیا ہوگا

یا فیصلہ مین رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بات کان لگا کر سنی ہوگی وہ سب دوزخ مین گر پڑینگے اور ستر برس کے عرصہ مین دوزخ کے اندر گرینگے حتی کہ اپنے ٹھکانے مین پہونچین گے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت داؤد علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام بھیس بدل کر نکلتے اور جو ملتا اوس سے پوچھتے کہ کیون جی داؤد کی عادتین کیسی ہین ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرد کی صورت پر اونکے سامنے آئے حضرت داؤد نے اونسے بھی وہی پوچھا اونھون نے کہا کہ اگر بیت المال سے نہ کھاتا ہو کسب سے کھاتا ہو تو داؤد نیک مرد ہے حضرت داؤد علیہ السلام اپنی محراب مین گئے اور رو رو کر مناجات کی کہ اے اللہ مجھے کوئی حرفہ سکھا دے تاکہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاؤن حق سبحانہ تعالی اسنے زرہ بنانا اونھین تعلیم فرمایا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ پاسبان کے عوض رات کو خود گشت کرتے تھے تاکہ جہان کہین کچھ فساد نظر آئے اوسکا دفعیہ کرین اور فرماتے تھے کہ اگر ایک خارشتی بکری کو فرات کے کنارہ لوگ چھوڑ دینگے اور روغن نہ ملین تو مجھے خوف ہے کہ قیامت کے دن مجھسے اس امر کا سوال ہوگا اور باوصف اسکے کہ آپکی احتیاط اس مرتبہ پر تھی اور آپکا عدل اسدرجہ پر تھا کہ کوئی اوسے نہ پہونچ سکے مگر جب دنیا سے انتقال فرمایا تو حضرت عبد اللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین نے دعا کی کہ اے اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مجھے خواب مین دکھا بارہ برس کے بعد خواب مین دیکھا کہ آپ اوسطرح تشریف لائے ہین جیسے کوئی غسل کرکے لنگی باندھے ہوتا ہے مین نے پوچھا کہ یا امیر المومنین آپنے حق تعالی کو کیسا پایا فرمایا اے عبد اللہ مجھے تمہارے پاس سے آئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہوگا مین نے کہا بارہ برس کہا ابتک مین حساب مین تھا اگر حق تعالی رحم نہ فرماتا تو یہ ڈر تھا کہ میرا کام تباہ ہو جائیگا باینہمہ کہ دنیا مین اسباب حکومت مین سے ایک درہ کے سوا آپ پاس کچھ نہ تھا بزرجمہر نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت مین ایلچی بھیجا کہ آپکی صورت و سیرت دیکھ آوے ایلچی جب مدینہ منورہ مین پہونچا تو مسلمانون سے پوچھا اَیْنَ الْمَلِکُ یعنی تمہارا بادشاہ کہان ہے مسلمانون نے کہا کہ ہمارا بادشاہ نہین ہمارا امیر ہے ابھی دروازہ کے باہر تشریف لے گیا ایلچی باہر نکلا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ دہوپ مین سو رہے ہین درہ سر کے نیچے رکھا ہے پیشانی نورانی سے ایسا پسینا بہا ہے کہ زمین تر ہو گئی ہے جب یہ حال دیکھا تو اسکے دل مین بڑا اثر کیا کہ تمام جہان کے بادشاہ جسکی ہیبت کے سبب سے بیقرار رہتے ہین تعجب ہے کہ وہ اس صفت پر ہو پھر عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپنے عدل کیا اسوجہ سے بے کھٹکے سوئے اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے تو خواہ نخواہ ہراسان رہتا ہے مین گواہی دیتا ہون کہ تمہارا دین سچا ہے اگر مین ایلچی بنکر نہ آیا ہوتا تو ابھی مسلمان ہو جاتا پھر حاضر ہوکر اسلام سے مشرف ہونگا تو حکومت کے یہ خطرے ہین اور اسکا علم بڑا ہے حاکم کی سلامتی اسی مین ہے کہ ہمیشہ دیندار عالمون کی صحبت رکھے تاکہ وہ اسے عدل و انصاف کی راہ بتائین اور ایسے کام کی فکر رکھین اور دغاباز عالمون سے حذر کرے کہ وہ شیطان ہین

آٹھوان قاعدہ یہ ہے کہ ہمیشہ علمائے دیندار کی ملاقات کا شائق رہے اور اونکی نصیحت دل سے سنا کرے اور جو عالم دنیا کے لالچی ہین اونکی صحبت سے حذر کرے کہ اوسے فریب دینگے اوسکی تعریف کرینگے اوسکی خوشی چاہین گے تاکہ وہ مردار حرام جو اوسکے ہاتھ مین ہے مکر و حیلہ کرکے کچھ اوسمین سے حاصل کرینگے دیندار عالم وہ ہے جو حاکم سے طمع نہ رکھے اور انصاف سے نہ چوکے کہتے ہین شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالی خلیفہ ہارون رشید کے پاس گئے ہارون نے پوچھا کہ اے شفیق کیا تم زاہد ہو کہا مین شفیق ہون زاہد نہین ہون

کہا کہ مجھے نصیحت کرو جواب دیا کہ خدا نے تجھے حضرت صدیق رضی کی جگہ پر بٹھایا ہے اور جسطرح اونسے صدق چاہا تھا اوسی طرح تجھسے بھی صدق چاہتا ہے اور حق تعالی نے تجھے جناب فاروق رضی کی جگہ پر بٹھایا ہے اور جسطرح اونسے حق و باطل مین فرق چاہا تھا اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے اور حضرت عثمان ذی النورین رضی کی جگہ پر بٹھایا ہے جسطرح اونسے شرم و بخشش چاہی تھی اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے اور جناب علی مرتضی رضی کی جگہ پر بٹھایا ہے جسطرح اونسے علم و عدل چاہا تھا اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے ہارون رشید نے کہا کہ کچھ اور نصیحت کرو کہا کہ حق تعالی نے ایک گھر بنایا ہے اوسے دوزخ کہتے ہین تجھے اوس مکان کا دربان کیا ہے اور تین چیزین تجھے دی ہین بیت المال کا مال اور تلوار اور تازیانہ اور حکم فرمایا کہ ان تینون چیزون سے خلائق کو دوزخ سے بچا جو محتاج تیرے پاس آئے اوسے مال سے محروم نرکھہ اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اوسے تازیانہ سے مار اور جو کوئی کسیکو ناحق مار ڈالے اوس مقتول کی اجازت سے قاتل کو بھی تلوار سے مار ڈال اگر یہ نہ کریگا تو دوزخ مین تو سب سے پہلے جائیگا اور اور لوگ تیرے پیچھے آئینگے ہارون رشید نے پھر کہا اور کچھ نصیحت فرمائیے کہا کہ تو چشمہ ہے اور تیرے عمل دنیا مین نہرین ہین چشمہ اگر خود روشن ہوتا ہے تو نہرون کی تیرگی کچھ نقصان نہین کرتی لیکن اگر چشمہ تاریک ہو تو نہرون کی صفائی کی امید نرکھنا چاہیے خلیفہ ہارون رشید عباس کے ساتھہ جو اوسکے مصاحبون مین سے تھا فضیل عیاض رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت مین جاتا تھا انکے مکان کے دروازے پر جب پہونچا تو وہ قرآن شریف کی یہ آیہ کریمہ پڑہتے تھے اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَاۤءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاۤءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ہارون رشید نے کہا اگر ہم نصیحت لیا چاہین تو یہ آیہ ہمین کفایت کرتی ہے اس آیہ کے معنی یہ ہین آیا سمجھتے ہین وہ لوگ جنھون نے برے کام کیے ہین یہ کہ ہم اونکو برابر رکھینگے اونکے ساتھہ جو ایمان لائے اور جنھون نے اچھے کام کیے برابر ہے اونکی زندگی اور موت برا حکم تھا جو اونھون نے کیا پھر ہارون رشید نے کہا کہ دروازہ کھٹکھٹا عباس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ امیر المومنین آیا ہے دروازہ کھولو اونھون نے جواب دیا میرے پاس اوسکا کیا کام ہے کہا کہ امیر المومنین کی اطاعت کر تب اونھون نے دروازہ کھولا رات کا وقت تھا چراغ ٹھنڈا کر دیا ہارون رشید نے اندھیرے مین ہاتھہ بڑہایا فضیل اپنا ہاتھہ باہر نکالتے تھے ہاتھہ سے ہاتھہ جو ملا تو فضیل نے کہا ایسا نرم اور نازک ہاتھہ اگر دوزخ سے نہ بچے تو افسوس ہے پھر کہا اے امیر المومنین قیامت کے دن خدا کے جواب کے واسطے طیار رہ کہ تجھے ہر ایک مسلمان کے ساتھہ ایک ایک بار بٹھا کر ہر ایک کا انصاف تجھسے چاہیگا ہارون رشید رونے لگا عباس نے کہا اے فضیل خاموش امیر المومنین کو تمنے مار ہی ڈالا فضیل نے کہا اے ہامان تو نے اور تیرے ساتھیون نے اسے ہلاک کر رکھا ہے اور مجھسے کہتا ہے کہ تمنے مار ڈالا ہارون رشید نے کہا کہ مجھے فرعون کے مانند سمجھے اسوجہ سے تجھے ہامان کہا پھر ہزار دینار فضیل کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ جناب یہ مال حلال ہے کہ میری ماں کا مہر ہے فضیل نے کہا کہ مین تجھسے کہے دیتا ہون کہ جو کچھ تو پاس رکھتا ہے اوس سے ہاتھہ کھینچ اور جو اوسکے مالک ہین اونھین پھیر دے اور تو مجھے دیتا ہے پس اونکی خدمت سے اوٹھکر ہارون رشید باہر چلا آیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے محمد ابن کعب القرظی سے کہا عدل کی تعریف مجھسے بیان کیجیے فرمایا کہ عدل یہ ہے کہ جو مسلمان تجھسے چھوٹا ہو اوسکے حق مین بجای پدر کے

اور جو تیرے پیش ہوا اوسکا بہائی بنا رہ اور ہر ایک خطاوار کو اونہی ہی سزا دیا کر جو اوسکے قصور اور قوت کے لائق ہو خبردار غصہ سے کسیکو تازیانہ نہ مارنا ورنہ تیری جگہہ دوزخ مین ہوگی ایک زاہد کسی خلیفہ وقت کے پاس تشریف لیگیا خلیفہ نے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے اونھون نے کہا مین شہر چین مین گیا تھا وہان کا بادشاہ بہرا ہوگیا تھا بہت روتا تھا اور کہتا تھا کہ مین اسواسطے نہین روتا ہون کہ میری سماعت جاتی رہی بلکہ اسلیے روتا ہون کہ اگر کوئی مظلوم میرے دروازے پر فریادی آئے تو اوسکی فریاد مین نہ سن سکونگا لیکن میری بصارت باقی ہے منادی کردو کہ جو کوئی دادخواہ ہو وہ سرخ کپڑے پہنے اور ہر روز ہاتھی پر سوار ہو کر نکلتا اور جو شخص سرخ کپڑے پہنے نظر آتا اوسے بلاکر اوسکی داد دیتا یا امیر المومنین یہ بادشاہ کافر تھا اور بندگان خدا پر اسکی یہ مہربانی تھی تو مسلمان ہے اور اہلبیت رسول مین سے ہے غور کر کہ تیری مہربانی کیسی ہونا چاہیے ابو قلابہ عمر ابن عبد العزیز رحمہما اللہ تعالی کے پاس تشریف لیگئے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آجتک کوئی خلیفہ نہین باقی رہا اگر تو کہا اور کچھ فرمائیے کہا اب پہلے جو خلیفہ مریگا وہ تو ہوگا کہا اور کچھ ارشاد ہو کہا اگر خدا تیرے ساتھ رہے تو پھر تجھے کسکا ڈر ہے اگر وہ تیرے ساتھ نہ رہے تو تو کسکی پناہ لیگا یہ جو تمنے فرمایا مجھے بس ہے سلیمان عبد الملک خلیفہ تھا ایکدن اوسنے خیال کیا کہ مین نے دنیا مین تو استقدر عیش کی دیکھیے قیامت مین میرا کیا حال ہو ابو حازم جو اوسوقت مین عالم زاہد تھے اونکے پاس کسی کو بھیجا اور یہ التماس کی کہ جس چیز سے آپ روزہ افطار کرتے ہین اوسمین سے تھوڑی سی مجھے بھیجدیجیے گیہون کی تھوڑی سی بھوسی بھونکر اونھون نے بھیجی اور کہلا بھیجا کہ رات کو مین یہی کہایا کرتا ہون سلیمان اوسے دیکھکر بہت رویا اوسکے دل پر بڑی تاثیر ہوئی اور تین روزے پے در پے رکھے اور کچھ نہ کھایا تیسرے دن شام کو اوسی سے روزہ کھولا کہتے ہین کہ اوس رات کو سلیمان عبد الملک نے اپنی بی بی سے جو صحبت کی تو عبد العزیز پیدا ہوا اور اوس سے عمر ابن عبد العزیز جو عدل وانصاف مین امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے قدم بقدم تھا پیدا ہوا بزرگون نے کہا ہے کہ یہ اوس نیک نیتی کی برکت تھی کہ اوس کھانے مین سے کھایا تھا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز سے لوگون نے پوچھا کہ آپکی توبہ کا کیا سبب تھا کہا کہ مین ایکدن اپنے غلام کو مارتا تھا وہ کہنے لگا کہ میان اوس رات کو یاد کرو جسکی صبح قیامت قائم ہوگی اوسکی یہ بات میرے دلمین اثر کرگئی کسی بزرگ نے ہارون رشید کو عرفات مین دیکھا کہ ننگے پاؤن ننگے سر گرم بالو اور پتھر پر کھڑا ہے اور ہاتھ اوٹھائے ہوئے پکار رہا ہے کہ یا ارحم الراحمین تو تو ہی ہے اور مین مین ہی ہون میرا کام یہ ہے کہ ہر دم ایک گناہ کرون اور تیرا کام یہ ہے کہ ہر آن تو بخشدیا کرے میرے اوپر رحم فرما اوس بزرگ نے کہا کہ دیکھو جبار زمین جبار آسمان کے سامنے کیا زاری کرتا ہے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز نے ابو حازم سے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجیے اونھون نے فرمایا کہ زمین پر سویا کر اور موت کو سرہانے رکھا کر اور یہ جو تو روا رکھتا ہے کہ کسوقت موت آتی ہے اوسکا دھیان رکھ اور جس چیز کو تو روا نہین رکھتا ہے اوس سے دور رہ اسواسطے کہ ممکن ہے کہ موت نزدیک ہو پس حاکم کو چاہیے کہ ان حکایتون کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھے کہ اور یہ نصیحتین جو اور حاکمون کی ہین اونسے نصیحت لے اور جس عالم کو دیکھے اوس سے نصیحت چاہے اور جو عالم اونھین دیکھے اوسے چاہیے کہ اس قسم کی نصیحتین کرے اور حق بات سے درگذر نکرے اگر اونکو غرور دلائیگا اور حق بات نہ کہیگا تو جو ظلمہ دنیا مین ہوگا اونمین

وہ عالم بھی بہشت ہے یک رہیگا نوان قاعدہ یہ ہے کہ حاکم فقط اسی پر قناعت نکرے کہ خود ظلم سے دست بردار ہے بلکہ اپنے غلامون اور
نوکرون اور نائبون کو بھی مہذب کرے اور اونکے ظلم پر راضی نہو اسواسطے کہ اس سے اسکے ظلم کی بھی پرسش ہوگی امیر المومنین حضرت
عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابو موسے اشعری کو جو اونکے عامل تھے نامہ لکھا کہ اما بعد بہ تحقیق وہ عملدار ہے جس سے رعیت
نیک بخت ہو اور برا بدبخت وہ عملدار ہے جس سے رعایا بدبخت ہو خبردار فراغ روی نکرنا کہ تمھارے عمال بھی ایسا ہی کرینگے اوسوقت تمھاری
مثال اوس چارپایہ کی ایسی ہو جائیگی جو گھاس دیکھے اور بہت سی کھا جاوے تاکہ فربہ ہو اور فربہی اوسکی ہلاکت کا سبب ہو یعنی لوگ
اوسے ذبح کرکے کھا جائین توریت مین لکھا ہے کہ بادشاہ کے عامل سے جو ظلم سرزد ہو اور بادشاہ اوسپر چپ ہو رہے وہ ظلم گویا خود
بادشاہ نے کیا بادشاہ اوس ظلم پر ماخوذ ہوگا حاکم کو یہ بات جاننا چاہیے کہ کوئی شخص اوس آدمی سے زیادہ نقصان رسیدہ اور نادان
نہوگا جو اپنے دین اور اپنی آخرت کو دوسرون کی دنیا کے واسطے بیچڈالے تمام عامل اور نوکر دنیا حاصل کرنیکے لیے خدمت کرتے ہین اور
ظلم کو والی ملک کی نگاہ مین آراستہ کرتے ہین تاکہ اوسے جہنم مین بھیجین اور اپنا مطلب حاصل کرین اور اوس شخص سے زیادہ تیرا دشمن
اور کون ہوگا جو چند درم حاصل کرنیکے واسطے تیری تباہی مین کوشش کرے الغرض جو حاکم اپنے عاملون اور نوکرون اور جورو لڑکون
اور غلامون کو عدل پر نرکھیگا وہ خود رعایا کا انصاف نکرسکیگا اور یہ دعا وہی کرتا ہے جو پہلے اپنے بدن کے اندر عدل کو نگاہ رکھتا ہے
اور عدل یہ ہے کہ آدمی ظلم اور غصہ اور خواہش کو عقل پر غالب نکرے تاکہ انکو عقل و دین کا قیدی بنائے عقل و دین کو اسیر نکردے اکثر لوگ
ایسے ہین کہ عقل کو غضب اور خواہش کا خدمتگار بناتے ہین یہانتک کہ عقل و غضب کے تئین اپنی مراد کو پہونچانے کے واسطے
ایک حیلہ ڈھونڈھتے ہین اوسوقت کہتے ہین کہ عقل کی بات یہی ہے حاشا کہ ایسا نہین ہے اسواسطے کہ عقل فرشتون کے جوہر سے ہے
اور حق تعالی کے لشکر سے ہے اور خواہش اور غصہ ابلیس کے لشکر سے ہے تو جو شخص معاذ اللہ خدا کے لشکر کو ابلیس کے لشکر مین
قید کریگا وہ اورون پر کیا عدل کریگا تو آفتاب عدل اول سینہ مین طلوع کرتا ہے بعدہ اوسکا نور گھر والون اور خاص لوگون پر پڑتا ہے
پھر اوسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے اور جو شخص آفتاب کے بغیر شعاع کی امید رکھے گا وہ طلب محال کریگا اے عزیز جان تو کہ عدل کمال
عقل سے پیدا ہوتا ہے اور کمال عقل یہ ہے کہ آدمی کامون کو ویسا دیکھے جیسے وہ واقع مین ہین اور کامون کی حقیقت اور باطن کو
دیکھے اونکے ظاہر پر فریفتہ نہو جاوے مثلا آدمی جب عدل سے ہاتھ روکے گا تو دنیا کے واسطے ہاتھ روکیگا تو غور کرے کہ دنیا سے
اوسے مقصود کیا ہے اگر یہی مقصود ہے کہ کھانا اچھا کھائے تو جان لے کہ مین چارپایہ بصورت آدمی ہون اسواسطے کہ کھانے کی حرص
چارپایون کا کام ہے اور اگر یہ امر اسواسطے کرتا ہے کہ اچھے کپڑے پہنے تو عورت مرد کی صورت ہے اسلیے کہ آرائش عورتون کا کام ہے
اور اگر یہ امر اسواسطے کریگا کہ اپنا غصہ دشمنون پر اوتارے تو درندہ بصورت آدمی ہے کیونکہ غصہ کرنا اور آدمی کے پیچھے پڑنا درندون کا کام ہے
اور اگر یہ امر اس غرض سے کریگا کہ لوگ اوسکی خدمت کرین تو جاہل بصورت عاقل ہے اسواسطے کہ اگر عقل رکھتا ہوتا تو یہ جانتا کہ جب تلک
اپنے پیٹ اور خواہش اور فرج کی خدمت کرتے ہین اسواسطے کہ اگر ایکدن ہی اونکا یومیہ نہ دے تو پھر وہ اوسکے گرد بھی نہ پھٹکین تو
اوسکی خدمت جو کرتے ہین یہ اونے اپنی خواہش کا پھندا بنا رکھا ہے اور وہ بندگی جو کرتے ہین اپنی کرتے ہین اسپر دلیل یہ ہے

کہ اگر انکو ناگا سنتے ہین کہ حکومت دوسرے کو ملا چاہتی ہے تو اوس سے منہ پھیر لیتے ہین اور اوس دوسرے کا تقرب ڈھونڈھتے ہین اور جہان و ینہ کا
گمان ہوتا ہے وہان بندگی اور خدمت کرتے ہین تو حقیقت مین یہ خدمت کرنا نہین ہے بلکہ اپنے پر ہنسنا ہے تو عاقل وہ شخص ہے جو کامونکی
روح اور حقیقت دیکھے صورت نہ دیکھے اور ان کامونکی حقیقت یہ ہے جو بیان کی گئی جو ایسا نہ سمجھے وہ عاقل نہین اور جو عاقل نہین وہ عادل نہین
اور دوزخ اوسکی جگہہ ہے اسی سبب سے عقل سب عادتون کی سردار ہے دسوان قاعدہ یہ ہے کہ حاکم پر تکبر غالب ہو اسواسطے کہ تکبر کے سبب سے
غصہ غالب ہوتا ہے اور انتقام کیطرف بلاتا ہے اور غصہ عقل کو راہ بھلاتا ہے اوسکی آفت اور اوسکا علاج غضب کے بیان مین واقع رکن مہلکات مین لکھ گئے
لیکن جب تکبر غالب ہوگیا ہو تو سب کاموں مین عفو کرنیکی رغبت کی کوشش کرے کرم اور بردباری کو اپنا پیشہ کر لے اور یہ سمجھ لے کہ مین اگر یہ پیشہ اختیار کرونگا
تو انبیا اولیا اصحابہ کے مانند ہوجاؤنگا اور اگر غصہ اوتارنا اپنا پیشہ کرونگا تو ترک اور پہلوان اور بیوقوف لوگ جو درندون اور چارپایونکے مثل ہین اونکی
داخل ہوجاؤنگا حکایت کرتے ہین کہ ابو جعفر خلیفہ تھا اوس نے ایک خطاوار کے قتل کا حکم دیا مبارک ابن فضالہ رحمہ اللہ تعالی تشریف رکھتے تھے
اونھون نے کہا یا امیر المومنین پہلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سن لے کہا فرمایئے فرمانے لگے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ
روایت کرتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب تمام خلق کو ایک میدان مین جمع کرینگے تو منادی
ندا کریگا کہ جسکو حق سبحانہ تعالی کے سامنے مجال ہو اوٹھے کوئی بھی نہ اوٹھیگا مگر وہ شخص جسنے کسی کی خطا معاف کی ہو پس خلیفہ نے کہا
کہ اس خطاوار کو چھوڑ دو مین نے اوسکی خطا معاف کی حاکمونکو اکثر غصہ اسوجہ سے ہوتا ہے کہ کوئی اونسے زباندرازی کرے تو یہی چاہتے ہین کہ اوسے
مارڈالین ایسے وقت اونھین وہ بات یاد کرنا چاہیے جو حضرت عیسی علیہ السلام نے حضرت یحیی علی نبینا وعلیہ السلام سے کہی تھی کہ جو کوئی تمھین
کچھ کہے اور سچ کہے تو شکر کرو اور اگر جھوٹ کہے تو اور زیادہ شکر کرو کہ تمھاری نامہ اعمال مین تمھاری محنت کے بغیر ایک عمل بڑھا یعنی اوس جھوٹ کہنیوالیکی
عبادت تمھاری نامہ اعمال مین فرشتے لکھدینگے حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا کے حضور مین ایک شخص کو لوگون نے کہا کہ وہ بڑا زور آور ہے
آپنے فرمایا کہ وہ کیسا آدمی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ جس سے کشتی لڑتا ہے اوسے گراتا ہے اور سب سے کشتی مین بڑا آتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ زور آور اور جوانمرد وہ شخص ہے جو اپنے غصہ سے بر آئے نہ وہ کہ جو کسی کو گرائے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین
کہ آدمی جب انھین پہونچتا ہے تو اسکا ایمان کامل ہوتا ہے جب غصہ آئے تو بیجا امر کا قصد نکرے جب خوش ہو تو کسی کی حق ہی نہ چھوڑے جب قادر ہو تو
اپنے حق سے زیادہ نہ لے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ کسیکے خلق پر اعتماد نہ کرو تا وقتیکہ غصہ کے وقت اوسے نہ دیکھ لو اور
کسیکے دین پر اعتماد نکرو تا وقتیکہ طمع کے وقت اوسے نہ آزما لو حضرت علی بن الحسین رضی اللہ تعالی عنہما ایکدن مسجد جاتے تھے کسینے اونھین
گالی دی غلامون نے اوسے مارنیکا قصد کیا آپنے فرمایا کہ اسے جانے دو پھر اوس شخص سے کہا اے عزیز ہمارے جو عیب تجھسے پوشیدہ ہین وہ
اس بات سے زیادہ ہین جو تو کہتا ہے بھلا تجھے کچھ حاجت ہے جو ہمارے ہاتھ سے بر آئے وہ شخص نہایت شرمندہ ہوا آپ جو کپڑا پہنے ہوئے
تھے وہ اوسے خلعت دیا اور ہزار درم دینے کا حکم کیا وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہ بزرگ فرزند رسول ہے اور یہ بھی اون کی
حکایت ہے کہ ایک مرتبہ آپنے اپنے غلام کو دو آوازین دین اور اوسنے جواب ندیا فرمایا تو سنتا نہین ہے اوسنے کہا مین نے سنا فرمایا پھر جواب کیون نہ دیا
اوسنے کہا کہ آپکے حسن خلق سے بیخوف تھا کہ آپ مجھے رنج نہ دیجیے گا آپنے فرمایا کہ حق تعالی کا شکر ہے کہ میرا غلام مجھسے بیخوف تھا اور آپکا ایک غلام تھا

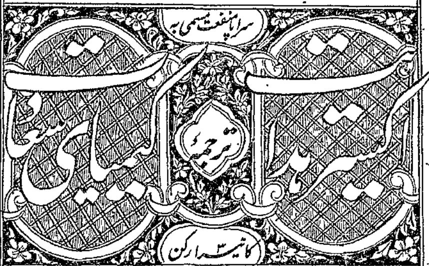
اوسنے بکری کا پاؤن توڑ ڈالا آپنے پوچھا تونے یہ کام کیونکر کیا اوسنے جواب دیا کہ مین نے عمدًا کیا تاکہ آپکو غصہ لاؤن آپنے فرمایا کہ مین اوسکو غصہ مین
لاتا ہون جسنے یہ تجھے سکھایا یعنی ابلیس کو اور اوس غلام کو آزاد کر دیا ایک شخص نے آپکو گالی دی فرمایا اے جوانمرد میرے اور دوزخ کے بیچ مین ایک گھاٹی ہے
اگر اوس گھاٹی کو مین طے کر گیا تو جو کچھ تو کہتا ہے اوس سے مین کچھ پاک نہین رکھتا اور طے نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہتا ہے اوس سے بھی مین بدتر ہون آور رسول مقبول صلعم
نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ بردباری اور عفو کی بدولت صائم الدہر قائم اللیل کا مرتبہ پاتا ہے اور کوئی ہوتا ہے کہ اوسکا نام جبر کرنیوالونکے
دفتر مین لکھا جاتا ہے حالانکہ گھر والونکے سوا اور کسی پر حکومت نہین رکھتا اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اوس دروازہ سے
کوئی شخص دوزخ مین نجائیگا مگر وہ جو خلاف شرع غصہ کرے روایت ہے کہ ابلیس حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے حاضر ہوا اور کہنے لگا
کہ مین آپکو تین باتین سکھاتا ہون تاکہ حق تعالیٰ سے آپ میری مراد مانگیے حضرت موسیٰ نے فرمایا وہ کیا تین باتین ہین کہا ایک تو یہ ہے کہ حرارت
غصہ سے حذر کیا کیجیے کہ جو کوئی تیز اور ہلکا ہوتا ہے اوس سے مین ایسا کھیلتا ہون جیسا لڑکے گیند وٹہر کا کھیلتے ہین دوسری عورتونسے پرہیز کیجیے
اسواسطے کہ مین نے خلق کے لیے جو پھندے بچھائے ہین اونمین سے عورتونکے سوا اور کسی پر مجھے اعتماد نہین تیسری بخل سے بچتے رہیے اسلیے
کہ بخیل ہوتا ہے مین اوسکا دین و دنیا دونون تباہ کرتا ہون آور جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر غصہ نکال سکتا ہو اور پیجائے
حقتعالیٰ اوسکے دلکو امن و ایمان سے بھر دیتا ہے اور جو کوئی بے لحاظ حق تعالیٰ کے سامنے فروتنی کیلیے لباس فاخرہ نہین پہنتا ہے حقتعالیٰ اوسی ملک کرامت
پہناتا ہے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ اوس شخص پر افسوس ہے جو غصہ مین آئے اور اپنے اوپر خدا کا غصہ بھول جائے ایک شخص نے رسول مقبول صلعم کی خدمت مین
عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی بات سکھا دیجیے کہ اوسکے سبب سے مین بہشت مین جاؤن فرمایا کہ خشمگین نہوا کر تو بہشت تیرے واسطے ہے اوسنے عرض کیا کہ اور فرمائیے
کچھ فرمایا کہ تو بہشت تیرے واسطے ہے پھر اوسنے عرض کیا اور فرمایا کہ عصر کی نماز کے بعد ستر بار استغفار کیا کر کہ تیرے ستر برس کے گناہ عفو ہو کر بخشے جاوینگے
اوسنے عرض کیا کہ میرے ستر برس کے گناہ نہین ہین فرمایا تیری ماں کے گناہ اوسنے عرض کیا کہ میری ماں کے بھی اتنے گناہ نہین ہین فرمایا تیرے باپ کے گناہ اوسنے عرض کیا
کہ میرے باپکے بھی گناہ اسقدر نہین ہین فرمایا تیرے بھائی مسلمانون کے گناہ خدا بخشیگا حضرت عبد اللہ بن مسعود رض نے کہا کہ ایکدن رسول مقبول صلعم
کچھ مال کی تقسیم فرماتے تھے ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم خدا کے واسطے نہین ہے یعنی انصاف کی روسے نہین ہے حضرت ابن مسعود رض نے اوس شخص کا یہ قول رسول مقبول صلعم
کے سامنے نقل کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غصہ مین آگئے اور آپکا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا باوصف اسکے اس سے زیادہ اور کچھ
نفرمایا کہ بھائی موسیٰ پر حق تعالیٰ رحمت نازل کرے کہ لوگون نے اونھین اوس سے زیادہ رنج دیا اور اونھون نے صبر کیا حاکمون
اور امیرون کی نصیحت کے واسطے اسقدر حکایات اور حدیثین کافی ہین اسواسطے کہ اگر اصل ایمان برقرار ہو تو یہ اثر کرینگی اور اگر یہ حکایتین
اور حدیثین اثر نکرین تو یہ بات ہے کہ اوسکا دل ایمان سے خالی ہو گیا ہے فقط زبانی اقرار باقی ہے اور ایمان کی بات جو دلمین ہوتی ہے
وہ آور ہے اور ایمان اور ہی چیز ہے مین نہین جانتا کہ اوس عامل کے دل مین حقیقت ایمان کیونکر رہے گی جو برس دن مین حرام کے
کئی ہزار دینار حاصل کرکے اورونکو دیدے تاکہ وہ سب دینار اوسکی ضمانت مین رہین اور قیامت مین اوس سے طلب ہون حالانکہ اوسکا نفع
اورونکو پہونچا ہے اور یہ نہایت غفلت اور بے ایمانی ہے واللہ اعلم بالصواب و عندہ ام الکتاب ۔ فقط ۔ للہ الحمد خدا کا بڑا فضل و انعام ہوا
کہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت کا دوسرا رکن بھی تمام ہوا الحمد للہ علی نعمائہ و آلائہ والصلوۃ والسلام علی انبیائہ و اولیائہ فقط

قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ

ہادی برحق کا احسان کہ بادیہ ضلالت کی آوارون کو صراط مستقیم نجات اخروی پر ہدایت فرمائی

شافی مطلق کی قربان کہ مرض شقاوت کی گرفتارون کو صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ

سراپا منفعت مسمی بہ



کا تیسرا رکن

حسب ارشاد کریم عالی ہمت رئیس والا نعمت قدردان سخن موجد وضع جناب منشی نول کشور صاحب مالک مطبع دامت دولتہ

ترکیب بخشیدہ حکیم بیت الشفائی خاندان والیہ انواریہ زبدہ قادریہ افتخار علمائے مستند حضرت مولانا محمد فخر الدین احمد دامت برکتہ

بفضلہ تعالیٰ مطبع نامی گرامی منشی نول کشور [illegible]



راہ دین مین جو چوتھے کا مقام ہے مہلکات جسکا نام ہے اوسکے بیان مین کہ وہ کیا ہین اور کتنے ہین اور اونکا علاج کسطور سے کرتے ہین + اس رکن کی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل ریاضت نفس اور علاج خلق بد اور تدبیر خلق نیک کے بیان مین - دوسری اصل شہوت فرج وشکم کے علاج اور ان دونون کی حرص توڑنے کے بیان مین تیسری اصل بات کی حرص کے علاج اور زبان کی آفت کے بیان مین چوتھی اصل خشم وحسد کے علاج اور اونکی آفتون کے بیان مین پانچوین اصل محبت دنیا کے علاج کے بیانمین + اور اس بیان مین کہ دنیا کی محبت سب گناہون کی سردار ہے چھٹی اصل محبت مال کے علاج اور آفت بخل کے بیان مین ساتوین اصل جاہ وحشمت کی محبت اور اوسکی آفت کے بیان مین آٹھوین اصل عبادات مین ریا اور نفاق کے علاج اور اپنی پارسائی ظاہر کرنے کے بیان مین - نوین اصل علاج کبر وعجب کے بیان مین دسوین اصل علاج غرور وغفلت کے بیان مین اخلاق بد کی جڑین یہی ہین اوسکی سب شاخین انہین دس جڑون سے نکلتی ہین جو شخص ان دسون گھاٹیون کو طے کر گیا وہ اخلاق بد کی نجاست سے طہارت باطن بھی حاصل کر چکا اور اوس نے اپنے دلکو اس لائق کر لیا کہ حقائق ایمان مثلاً معرفت محبت توحید توکل وغیرہ سے آراستہ ہو

پہلی اصل نفس کی ریاضت اور خلق بد سے طہارت کے بیان مین

ہم اس اصل مین پہلے خلق نیک کی فضیلت کا ذکر کرینگے پھر اوسکی حقیقت بیان کرینگے کہ کیا ہے پھر یہ بات ظاہر کرینگے

کہ ریاضت سے خلق نیک حاصل کرنا ممکن ہے پھر اوسکا طریقہ سکھائینگے پھر اپنا عیب پہچاننے کی تدبیر بتاینگے پھر علامات خلق نیک لکھینگے پھر طریق پرورش و تادیب اطفال کہینگے پھر مرید کی ریاضت جو ابتدا مین ہوتی ہے اوسکی راہ دکھاوینگے

خلق نیک کی فضیلت اور ثواب کا بیان

ایعزیز از جان اسبات کو جان کہ حق سبحانہ تعالی نے خلق نیک سے سرور انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی اور فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ حق تعالے نے مجھے بھیجا ہے تاکہ محاسن اخلاق کو پورا کردون اور فرمایا ہے کہ جو چیزین ترازو مین رکھی جاینگی اون سب مین بڑی بھاری چیز خلق نیک ہے ایک شخص رسول مقبول ؐ کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ دین کیا ہے آپ نے فرمایا کہ نیک خلق وہ داہنے بائین سے آ آکر بار بار یہی پوچھتا آپ ہر بار یہی جواب ارشاد فرماتے آخر کو آپ نے فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ دین یہ ہے کہ تو غصہ مین نہ آیا کر۔ لوگون نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ فاضلترین اعمال کیا ہے فرمایا خلق نیک ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا حضرت مجھے کچھ نصیحت فرمائیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو جہان ہو خدا سے ڈر اوسنے عرض کیا اور کچھ فرمائیے فرمایا ہر برائی کے بعد بھلائی کیا کر تاکہ وہ بھلائی اوس برائی کو مٹا دیا کرے اوسنے عرض کیا کہ کچھ اور فرمائیے ارشاد کیا کہ خلق سے خوش خلقی کے ساتھ ملا کر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جسے خوشخوئی اور خوبروئی عنایت فرمائی ہے اوسے دوزخ مین نہ ڈالیگا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا حضرت فلانی عورت دن کو روزہ رکھتی ہے رات کو نماز پڑھا کرتی ہے لیکن بدخو ہے پڑوسیو نکو زبان سے رنج دیا کرتی ہے فرمایا کہ اوسکی جگہ دوزخ ہے اور فرمایا ہے کہ خوی بد عبادتون کو ایسا تباہ کرتی ہے جیسا سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم دعا مین یون فرماتے کہ بارخدایا تو نے میری صورت تو اچھی بنائی میری سیرت بھی نیک کردے اور فرماتے کہ بارخدایا صحت و عافیت اور نیک خوی مجھے عنایت فرما رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا حضرت کیا چیز بہتر ہے جو خداوند کریم بندہ کو عنایت فرمائے آپ نے فرمایا کہ خلق نیک اور فرمایا ہے کہ نیک خلق گناہون کو اسطرح نیست و نابود کردیتا ہے جسطرح آفتاب یخ کو حضرت عبد الرحمن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر تھا آپ نے فرمایا کہ کل مینے عجائب دیکھا اپنی امت مین سے ایک مرد کو دیکھا کہ زانو کے بل پڑا تھا اوسکے اور خدا کے درمیان حجاب اور پردہ تھا اوسکے خلق نیک نے آکر حجاب اوٹھا دیا اور اوسے خدا کے حضور پہونچا دیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خوی نیک کے سبب سے بندہ صائم الدہر اور قائم اللیل کا درجہ پاتا ہے اور قیامت مین بڑے بڑے درجے پائیگا گو کہ عبادت کم کی ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق بہترین اخلاق تھا ایکدن عورتین آپ کے سامنے شور و غل کرتی تھین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ جو آئے سب بھاگ گئین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ای دشمنو تم مجھسے تو ڈرتی ہو اور رسول

صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین ڈرتین اونہون نے کہا کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بہت تیز و تند ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
اے ابن خطاب اوس خدا کی قسم جسکے بہت قدرت مین میری جان ہے کہ ہرگز ایسا نہین ہے کہ شیطان تجہے کسی راہ مین دیکہے اور تجہ
سے وہ راہ چہوڑ کر اور راہ نہ چلا جاے حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ فاسق نیک خو کی صحبت عالم بد
صحبت سے مجہے بہت پسند ہے حضرت ابن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ کا اور ایک بدخو آدمی کا راہ مین سابقہ ہوا جب اوس سے جدا ہوے
تو رونے لگے لوگون نے پوچہا کہ آپ کیون روتے ہین کہا اس سبب سے روتا ہون کہ وہ بیچارہ میرے پاس سے گیا اور وہ خوے بد
اوسیطرح اوسکے ساتہہ گئی اوس سے چہوٹی نہین حضرت کتانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ نیک خلقی صوفی مین ہے جو شخص مجہسے زیادہ
وہ مجہسے زیادہ صوفی ہے حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ خوے بد ایسا برا گناہ ہے کہ کوئی عبادت اوس سے سودمند
ہوتی اور خوے نیک اتنی بڑی عبادت ہے کہ کوئی گناہ اوسے نقصان نہین کرتا

خلق نیک کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جاننا چاہیے
کہ خلق نیک کی حقیقت اور ماہیت علماء نے بہت طرح سے بیان کی ہے جو جسکے ذہن مین آیا وہ اوسنے کہا لیکن پورا حال نہین بیان کیا
چنانچہ کوئی تو کہتا ہے کہ خلق نیک کی حقیقت و ماہیت کشادہ روئی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ لوگون کا رنج کہینچنا اور کوئی کہتا ہے کہ بدلا نہ لینا اسی
مانند جو جسکے دل مین آیا وہ اوسنے حقیقت خلق نیک کی تعریف کی اور یہ تعریفین خلق نیک کی شاخین ہین اوسکی تمام حقیقت او
نہین ہم اوسکی تمام ماہیت اور حقیقت اور تعریف بیان کرتے ہین سو اسی طرح اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالی نے آدمیونکو دو چیز
سے پیدا کیا ہے ایک جسم جسے ظاہر کی آنکہہ سے دیکہہ سکتے ہین اور ایک روح کہ اوسے چشم عقل سے پہچان سکتے ہین اور ان دونون
سے ہر ایک کیواسطے خوبی اور زشتی ہے ایک کو حسن خلق کہتے ہین ایک کو حسن خلق جسطرح حسن خلق صورت ظاہر سے عبارت ہے اسیطرح
حسن خلق صورت باطن سے عبارت ہے اور جسطرح صورت ظاہر فقط آنکہہ اچہی ہونے یا فقط ذہن اچہا ہونے سے اچہی نہین ہوسکتی
آنکہہ ناک دہن سب اچہے نہون اور ایک دوسرے کے مناسب نہون اسیطرح صورت باطن بہی اچہی نہین ہوتی تاوقتیکہ چار قوتین باطن مین اچہی
قوت علم قوت خشم قوت شہوت اور ان تینون قوتون مین برابری رکہنے کی قوت لیکن قوت علم سے ہم زیرکی مراد لیتے ہین اوسکا اچہا ہونا یہ ہے
کہ گفتار مین آسانی سے سچ کو جہوٹ سے پہچان لے اور کردار مین نیک کو بد سے جدا کر لے اور اعتقاد مین حق کو باطل سے تمیز کر لے اور
مین جب یہ کمال حاصل ہوجاتا ہے تو اوسکے وسیلے ہی سے حکمت پیدا ہوتی ہے جو سب سعادتون کی اصل ہے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا
وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا اور قوت غضب بہلائی اسطور پر ہوتی ہے کہ حکمت اور شرع کی فرمان برداری مین رہے اور اوسکے حکم
اوٹہے بیٹہے اور قوت شہوت کی بہتری اسطور سے ہے کہ سرکش نہو عقل اور شرع کے حکم سے ہوا کرے اسکی فرمان برداری اور سیر آسان ہو
اور قوت عدل کی خوبی اسطرح پر ہے کہ غضب اور شہوت کو ضبط کر رکہے دین اور عقل کے اشارہ پر رکہے غضب کی مثل شکاری کتے کی
سی ہے اور شہوت کی مثل گہوڑے کے مانند اور عقل کی مثل سوار کی سی گہوڑا کبہی سرکش اور بدذات ہوتا ہے کبہی فرمانبردار اور
ہوتا ہے اور کتا کبہی ہلا ہوا تابعدار ہوتا ہے اور کبہی بگڑا ہوا خود مختار ہوتا ہے اور جب تک کتا ہلا ہوا تابعدار اور گہوڑا شایستہ اور رام
نہو تب تک سوار کو یہ امید نہین ہوتی کہ شکار مار لیگا بلکہ اپنے ہلاک ہونیکا ڈر رہتا ہے کہ کہین گہوڑا زمین پر نہ گرا دے اور کتا اپنا

اور عدل کے یہ معنی ہین کہ ان دونونکو عقل اور دین کے حکم مین رکھے کبھی شہوت کو غصہ پر مسلط کر دے تاکہ اوسکی سرکشی توڑ دے اور کبھی غصہ کو شہوت پر تعینات کرے کہ اوسکی حرص کو توڑ دے اور جب یہ چارون قوتین اس صفت سے ہو جاوین تو یہ نیک خوئی مطلق ہو اور اگر انمین سے بعض نیک ہون تو نیکخوئی مطلق نہوگی جسطرح کسی شخص کا دہن تو اچھا ہو آنکھ بری ہو یا آنکھ اچھی ہو ناک بری ہو تو خوبی مطلق نہوگی اے عزیز جان تو کہ انمین سے جب ہر ایک قوت زشت ہو تو برے خلق اور برے کام اوس سے پیدا ہوتے ہین اور ہر ایک کی برائی دو وجہ سے ہوتی ہے ایک اوسکی زیادتی سے جو حد سے گذر جائے دوسرا اوسکی کمی سے جو ناقص ہو جب علم کی قوت حد سے بڑھ جاوے اور اوسے برے کامو مین صرف کرین تو اوس سے مکاری اور عیاری دانی پیدا ہوگی اور جب ناقص ہو جاوے تو ابلہی اور حماقت ہویدا ہوگی اور جب معتدل ہو تو اوس سے اچھی تدبیر اور راے درست اور فکر صائب اور ٹھیک فراست پیدا ہوگی اور قوت غضبی اگر حد سے بڑہ جاوے تو اوسے تہور کہتے ہین اور گھٹ جاوے تو اوسے بزدلی اور بیہمتی کہتے ہین اور اگر اعتدال پر رہے نہ بیشت ہو نہ کم تو اوسے شجاعت کہتے ہین اور شجاعت سے کرم اور عالی ہمتی اور دلیری اور حلم اور بردباری اور آہستگی اور غصہ پی جانا اور اسکی مثل خلق پیدا ہوتے ہین اور تہور سے کبر عجب لاف زنی پہلوانی اپنے تئین خطرناک کامو مین ڈالنا اور اسکے مثل عادتین پیدا ہوتی ہین اور بزدلی سے اپنے تئین ذلیل رکھنا بیچارگی خوشامد ذلت پیدا ہوتی ہے اور قوت شہوت اگر افراط سے ہو تو اوسے حرص کہتے ہین اور اوس سے شوخی پلیدی بیہودگی ناپاکی ڈاہ امیرون سے ذلت کھینچنا فقیرونکو حقیر جاننا اور اسکے مثل بری عادتین پیدا ہوتی ہین اور اگر کم ہو تو اوس سے سستی نامردی بیقراری پیدا ہوتی ہے اور اگر معتدل ہو تو اوسے عفت کہتے ہین اوس سے شرم قناعت سہل گیری صبر ظرافت موافقت پیدا ہوتی ہے ان قوتونمین سے ہر ایک کی دو کنارے ہین وہ بری اور ناپسندیدہ ہین اور اونکا وسط نیک اور پسندیدہ ہے اور دونون کنارون مین وسط بال سے زیادہ باریک ہے اور صراط مستقیم وہی وسط ہے اور باریکی مین صراط آخرت کے مثل ہے جو اس صراط مستقیم پر سیدھا چلتا ہے وہ فردا ے قیامت کو اوس صراط پر بیخوف رہیگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ہر خلق مین وسط کا حکم فرمایا اور دونون کنارون سے منع کیا اور ارشاد فرمایا وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا یعنی اون لوگون کی تعریف فرمائی ہے جو نفقہ دینے مین نہ اسراف کرتے ہین نہ تنگی بلکہ وسط پر ٹھہر جاتے ہین حقتعالے نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم نہ اتنا ہاتھ بند کرو کہ کچھ نہ دو نہ دفعۃ اسقدر ہاتھ کھولدو کہ سب ڈالو اور محتاج ہو جاؤ تو اے عزیز جان تو کہ نیک خوئی مطلق وہ ہوتی ہے جسمین یہ سب یعنی معتدل اور ٹھیک ہون جسطرح خوبروئی مطلق وہ ہوتی ہے کہ آدمی کے سب اعضا ٹھیک اور اچھے ہون تو اس لحاظ سے خلق کی چار گروہ ہین ایک وہ کہ جسمے یہ سب صفتین بدرجہ کمال حاصل ہون اور یہ کمال مرتبہ کی نیکخوئی ہوتی ہے سب لوگونکو ایسے آدمی کی پیروی کرنا چاہیے اور یہ کمال کسیکو نہین ہوا ہے مگر سلطان الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو جسطرح حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام اپنے زمانے مین خوبروی مطلق تھے دوسرا وہ کہ جسمین یہ سب صفتین کمال درجہ بری ہون اور وہ بدخوئی مطلق ہوتا ہے ایسے لوگونکے درمیان سے نکال دینا چاہیے کہ وہ شیطان کی صورت پاس رہتا ہے اسواسطے کہ شیطان بہت زشت ہے اور شیطان کی برائی یہی ہے کہ اوسکا باطن اور اوسکے صفات و اخلاق برے ہین تیسرا وہ کہ ان دونون درجون کے بیچ مین ہے

لیکن اچھائی سے بہت نزدیک ہو جو تھا وہ کہ اندونون درجونکے بیچ بیچ ہو مگر برائی سے نزدیک تر ہو جیسا خوبصورتی مین کمال نہو
اور کمال زشتی بکثرت ہوتی ہے اکثر وسط کا مرتبہ ہوا کرتا ہے ویسا ہی نیک سیرتی کا حال ہے تو ہر ایک کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ اگر کمال
مرتبے کو نہ پہنچے لیکن کمال درجے سے نزدیکتر ہو جائے اور اگر اوسکے سب اخلاق اچھے ہون بھلا تھوڑے یا بہت تو اچھے ہو جائین اور جیسا
خوبروئی اور زشت روئی مین فرق کی کچھ نہایت نہین اوسیطرح نیک دلی اور بد دلی اور خوش خلقی اور بدخلقی کا بھی حال ہے خلق نیک کے
پورے معنی یہ ہین اور یہ نہ ایک چیز ہے نہ دس سو بلکہ بیشمار ہین لیکن علم غضب شہوت عدل کی قوتا کی جڑ ہو باقی سب اونکی شاخین

فصل اس بیان مین کہ اچھے اخلاق پیدا کرنا ممکن ہے اے عزیز جانتو کہ بعضے لوگون نے کہا ہے کہ جسطرح ظاہری صورت جیسی حق تعالی نے پیدا کی
ہے ویسی ہی رہتی ہے بدلتی نہین کیونکہ کسی حکمت سے ٹھنگنا قد لنبا نہین ہو سکتا اور لنبا قد ٹھنگنا نہین ہو سکتا اور اچھی صورت بری نہین
ہو سکتی اور بری صورت اچھی نہین ہو سکتی اوسیطرح اخلاق جو باطن کی صورت ہین وہ بھی نہین بدلتے اور یہ کہنا خطا ہے اسواسطے کہ اگر
ایسا ہوتا تو ادب دینا ریاضت کرنا پند دینا اچھی نصیحت کرنا سب باطل ہوتا حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حَسِّنُوْا
اَخْلَاقَکُمْ یعنی اپنی عادتونکو نیک کرو اور یہ امر کیونکر محال ہوگا کہ محنت لیکر جانور سے بھی سرکشی چھوڑا سکتے ہین اور وحشی جانور کو رام
ہلا سکتے ہین خلقت ظاہری پر اسکا قیاس باطل ہے اسواسطے کہ سب کام دو قسم پر ہین بعضے وہ ہین جنمین آدمی کے اختیار کو دخل نہین جیسے
چھوہارے کی گٹھلی سے سیب کا درخت نہین پیدا کر سکتا لیکن چھوہارے کا درخت پرورش اور نگہداشت کر کے پیدا کر سکتے ہین اسیطرح غصے اور
شہوت کی جڑ اپنے اختیار سے آدمی کے دل سے بالکل اوکھاڑ پھینکنا اگرچہ ممکن نہین ہے لیکن ریاضت اور مشقت سے غصے اور شہوت کو اعتدال
پر لانا ممکن ہے اور اسکا ممکن ہونا تجربے سے معلوم ہے لیکن بعضے لوگونکے حق مین بہت دشوار ہوتا ہے اور اوسکی دشواری دو سبب سے ہوتی
ہے ایک تو یہ کہ اصل خلقت ہی مین غصہ اور شہوت بہت قوی ہو دوسرے یہ کہ آدمی نے بہت مدت تک اونکی اطاعت کی ہو حتی کہ وہ قوی ہو گئے
ہون اور اس بات مین خلائق کی چار درجے ہین پہلا درجہ یہ ہو کہ آدمی سادہ دل ہو کہ ہنوز نیک کو بد سے نہ پہچانتا ہو اور اچھے برے
کامونکی عادت نہ ڈالی ہو اپنی پہلی ہی خلقت پر ہو یہ نقش پذیر ہوتا ہے اور جلد ہی صلاحیت قبول کرتا ہے لیکن اوسے ایسے شخص کی
حاجت ہوتی ہے جو اوسے تعلیم کرے اور بری اخلاق کی آفتین اوس سے بیان کرے اور اوسے ہدایت کرے اور سب لڑکے ابتداء خلقت مین ایسے
ہوتے ہین انکے ماں باپ انکے راہبر ہین انہین دنیا کا لالچی کر دیتے ہین اور انکو انکے حال پر چھوڑ دیتے ہین حتی کہ وہ جسطرح چاہتے ہین زندگی
بسر کرتے ہین انکے دین کی حفاظت ماں باپ کے ذمے ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا دوسرا درجہ
ہے کہ آدمی نے ہنوز برا اعتقاد نکیا ہو لیکن غضب اور شہوت کی تابعداری کا مدت تک خوگر ہو گیا ہو مگر یہ جانتا ہو کہ یہ ناکردنی
اوسکا راہ پر لانا مشکل کام ہے اوسے دو چیزونکی حاجت ہے ایک یہ کہ خوبی فساد اوس سے دور کرین تو دوسری یہ کہ صلاحیت کا تخم اوس مین بوئین
لیکن اگر خود اوسمین جد وجہد پیدا ہو جائے تو جلد ہی صلاحیت پر آجائیگا اور بری عادت چھوڑ دیگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی
برائی کا خوگر ہو گیا ہو اور یہ جانتا ہی نہین کہ یہ امر نہ کرنا چاہیے بلکہ اوسکی نگاہ مین وہ برا کام اچھا معلوم ہو گیا ہو ایسا آدمی بہت کم
صلاحیت پر آتا ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ باوجود برائی کے آدمی اوس بری قسم پر فخر کرے اور جانے کہ برائی کا دستہ حاصل ہو گیا اور بڑائی

کرتے ہین کہ ہمنے اتنے آدمیونکو قتل کیا اور اتنی شراب پی یہ امر علاج پذیر نہین ہوتا مگر یہ کہ سعادت آسمانی اوسپر نزول فرمائی کہ وہ اوسسے چھوڑکر راہ پر آجاوے **علاج کے طریقہ کا بیان** ای عزیز جانتو کہ جو شخص کسی بری خلق کو چھوڑا چاہے اوسکا ایک طریقہ ہے کہ وہ خلق اوسے جو کچھ حکم کرے وہ اوس حکم کے خلاف کرے کیونکہ مخالفت کے سوا اور کوئی چیز خواہش کو نہین توڑتی اور ہر چیز کو اوسکا ضد توڑتا ہے جسطرح کہ جو بیماری گرمی سے ہو سرد چیز کہانا اوسکا علاج ہے تو جو علت غصے سے پیدا ہو بردباری اوسکا علاج ہے اور جو علت تکبر سے پیدا ہو فروتنی اوسکا علاج ہے اور جو بخل سے پیدا ہو مال خرچ کرنا اوسکا علاج ہے اور سب اسیطرح پر ہین تو جو شخص نیک کامون کی عادت ڈالیگا اوسمین اخلاق نیک پیدا ہونگے اور شرع نے جو نیک کامونکا حکم فرمایا ہے اوسکا بھی بہید ہے کہ نیک صفت کیطرف دل کا پھرنا اوس سے مقصود ہے اور آدمی تکلف سے جب کسی چیز کی عادت ڈالتا ہے تو وہی اوسکی طبیعت ہو جاتی ہے جسطرح ابتدا مین لڑکا مکتب خانی اور تعلیم سے بہاگتا ہے جب اوسی زبردستی بہیجا کرین تو اوسکی عادت اور طبیعت ہو جاتی ہے اور جب بڑا ہوتا ہے تو تمام مزا اوسے علم ہی مین آتا ہے اور وہ اوسے چہوڑ نہین سکتا بلکہ جو شخص کبوتر اوڑانے اور شطرنج یا اور جوا کہیلنے کی عادت ڈالتا ہے تو وہ اوسکی ایسی طبیعت اور سرشت ہو جاتی ہے کہ دنیا کی تمام راحتین اور جو کچھ اپنے پاس رکہتا ہے اوسی مین صرف کر ڈالتا ہے اور اوس سے دست بردار نہین ہوتا بلکہ بہت سی چیزین جو طبیعت کے خلاف ہوتی ہین وہ عادت کے سبب سے موافق ہو جاتی ہین حتی کہ بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین کہ چوری کے سبب سے بید کہانے اور ہاتھ کٹوانے پر صبر کرنے کا فخر کرتے ہین اور ہیجڑے باوجودیکہ اونکا کام ذلیل ہے مگر ہیجڑے پن پر باہم فخر کرتے ہین بلکہ کوئی شخص حجامون اور خاکروبون کو دیکھے تو وہ بہی اپنے اپنے کام مین ایک دوسرے پر ایسا فخر کرتے ہین جیسے علما اور سلاطین اور یہ سب عادت کا نتیجہ ہے بلکہ جو شخص مٹی کہانے کی عادت ڈالتا ہے اوسکا یہ حال ہو جاتا ہے کہ پہر مٹی سے صبر نہین کرتا اور بیماری اور ہلاکت کے خطرے پر صبر کرتا ہے تو جو چیز خلاف طبع ہے وہ عادت کے سبب سے موافق طبع ہو جاتی ہے تو جو چیز طبیعت کے موافق ہے اور دل کے واسطے ایسی ہے جیسے بدن کے واسطے کہانا پینا وہ بطریق اولی عادت کے سبب سے حاصل ہوگی اور خدا کی معرفت اور اطاعت کرنا اور عقبی اور خواہش کو زیر دست کر لینا آدمی کا مقتضائے طبع ہے اسواسطے کہ وہ فرشتونکی اصل سے ہے اور یہی اوسکی غذا ہے اور ان چیزونکے خلاف کی طرف جو اوسے رغبت ہے وہ اس سبب سے ہے کہ وہ بیمار ہو گیا ہے یا اوسکے نزدیک اوسکی غذا بری ہو گئی ہے اور جو بیمار ہوتا ہے کہانے سے دشمنی رکہتا ہے اور جو چیز اوسے مضر ہو اوسکا لالچی ہو جاتا ہے تو جو شخص خدا کی معرفت اور اطاعت کے سوا اور کسی امر کو زیادہ دوست رکہتا ہے اوسکا دل بیمار ہے جیسا حقتعالی نے فرمایا ہے فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ اور فرمایا ہے اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اور جسطرح بیمار بدنکو اس جہان مین ہلاکت کا خطرہ ہے اوسیطرح بیمار دلکو اوس جہان مین ہلاکت کا خطرہ ہے اور جسطرح بیمار کو سلامتی کی امید بے اسکی نہین ہے کہ طبیب کے حکم کے بموجب اپنے نفس کے خلاف کڑوی دوائین کہاوے اسیطرح دلکو بہی صاحب شرع جو دلون کا طبیب ہے اوسکے کہنے کے بموجب خواہش نفسانی کی مخالفت کرینگے سو سلامتی حاصل کرینگے اور کچھ تدبیر نہین ہے غرضکہ بدنکا علاج اور دل کا علاج دونون کی ایک ہی راہ ہے جسطرح گرمی کے لئے سردی اور سردی کے لئے گرمی موافق آتی ہے اسیطرح جس شخص پر مرض تکبر غالب ہو وہ زبردستی فروتنی کرنے سے شفا پائیگا اور اگر فروتنی اتنی غالب ہو کہ خست کے مرتبہ کو پہونچ گئی ہو تو تکبر اختیار کرنے سے اوسے شفا ہوگی پس ای عزیز جانتو کہ نیک اخلاق کے تین سبب ہین ایک تو اصل خلقت ہے یہ خدا کا محض فضل اور بڑی عنایت ہے کہ کسیکو اصل خلقت مین نیک پیدا کر دیا تا کہ سخی اور فروتن پیدا کیا

اور ایسا اکثر ہوتا ہے دوسرا یہ کہ تکلف سے نیک کام کرنا اختیار کرے حتی کہ اوسے نیک کامون کی عادت ہوجائے تیسرا یہ کہ ایسے لوگونکو
نیک افعال اور خوش اخلاق دیکھے اور اونسے صحبت رکھے تو خواہ نخواہ اوسکی طبیعت ان صفتونکو اختیار کرتی ہے گو کہ اوس سے بیخبر ہو اور
جس شخص کو یہ تینون سعادتین حاصل ہون یعنی اصل خلقت مین بھی نیک ہو اور نیک بندون سے صحبت بھی رکھے اور نیک کامون کی
عادت بھی ڈالے وہ شخص سعادت مین کمال کے درجہ پر ہوتا ہے اور جس شخص کو حق تعالی ان تینون سعادتون سے محروم رکھتا ہے کہ اصل
مین بھی ناقص ہو اور برے لوگونکی صحبت بھی رکھے اور برے کامونکی عادت بھی ڈالے وہ بھی کمال کے مرتبہ پر ہوتا ہے مگر شقاوت مین اور ان
بت سے درجے ہین کہ بعضونکو حاصل ہوتے ہین اور بعضونکو نہین اور ہر شخص کی سعادت اور شقاوت اوسکی مقدار پر ہوتی ہے فمن یعمل
مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ **فصل** اے عزیز جانتو کہ عمل ہونے تو اعضائے ظاہری سے ہین لیکن مقصود انسے اوس دل کا
پھرنا ہے اسواسطے کہ اوس عالم کو سفر دل ہی کریگا تو دل ہی کو صاحب جمال اور صاحب کمال ہونا چاہیے تاکہ درگاہ الٰہی کے قابل ہو اور
آئینہ کیطرح سپید اور صاف اور بے زنگ ہو تاکہ اوسمین ملکوت کی صورت دکھائی دے اور ایسا جمال دیکھے کہ جس بہشت کی صفت سنی ہے
وہ اوسکے مقابلہ مین حقیر اور ناچیز ہو جائے اگرچہ اوس عالم مین بدن کو بھی حصہ نصیب ہوگا لیکن دل اصل ہے اور بدن اوسکا تابع ہے
اور جانتو کہ دل اور ہے اور بدن اور اسواسطے کہ دل عالم ملکوت سے ہے اور بدن عالم شہادت سے ہے اور یہ مضمون عنوان کتاب مین سمجھایا گیا
لیکن اگرچہ بدن دل سے جدا ہے مگر دل کو اوسکے ساتھ علاقہ ہے کہ جو نیک عمل بدن سے ہوتا ہے دلمین ایک نور پیدا کرتا ہے اور جو برا عمل بدن
کرتا ہے دلمین ظلمت پیدا ہوتی ہے وہ نور تخم سعادت ہوتا ہے اور ظلمت تخم شقاوت ہوتی ہے اسی علاقے کے سبب سے آدمیکو اس عالم
مین لائے ہین تاکہ اس بدن سے ایسا پھندا اور آلہ بنالے کہ اوسے صفت کمال حاصل ہوجائے اے عزیز جانتو کہ کتابت صفت تو دل کی ہے لیکن
کتابت کرنا اونگلیون سے علاقہ رکھتا ہے اگر کوئی شخص چاہے کہ میرا خط اچھا ہو تو اوسکی یہ تدبیر ہے کہ تکلف سے اچھا خط لکھے حتی کہ اچھا خط اوسکے
دلمین نقش ہوجائے جب نقش ہوگیا تو اوسکی اونگلیان اوس صورت کو دل سے لیکر لکھنے لگین اسیطرح نیک کام سے دل نیک خلق پکڑتا ہے
اور جب نیک خلق دل کی صفت ہوگئی تو کام اوس خلق کی صفت پر ہوجاتے ہین پس تکلف سے نیک اعمال کرنا سب سعادتون کی ابتدا ہے
اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ دل نیک صفت حاصل کرتا ہے تب اوسکا نور پھر باہر آتا ہے اور جو نیک اعمال پہلے تکلف سے ہوتے تھے اب طبیعت
اور رغبت سے کرنے لگتا ہے اور اسکا سبب وہ علاقہ ہے جو دل اور بدن مین ہے کہ بدن دلمین اثر کرتا ہے اور دل بدن مین اسیواسطے جو فعل غفلت سے
ہوتا ہے وہ حقیر و ناچیز ہے کیونکہ دل تو اوس سے غافل رہتا ہے **فصل** اے عزیز جانتو کہ جس بیمار کو سردی سے بیماری ہو اوسے یہ نچاہیے کہ
گرم چیزین جتنے پائے کھا جائے اسواسطے کہ شاید گرمی سے بھی کوئی مرض ہوجائے بلکہ اوسکی احوال کیواسطے کانٹا بانٹ مقرر ہے کہ اوسکا لحا
ظ رکھنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ مقصود یہ ہے کہ مزاج معتدل ہوجائے نہ گرمی کی طرف جھکے نہ سردی کی طرف جب مزاج حد اعتدال کو پہونچے
تو علاج چھوڑ دے اور اس اعتدال کی حفاظت کرنیکی کوشش کرے اور معتدل چیزین کھائے اسیطرح سب اخلاق بھی دو طرفین اور ایک وسط
رکھتے ہین ایک طرف مذموم ہے اور ایک محمود اور وسط معتدل ہے یہی اعتدال مقصود ہوتا ہے مثلاً بخیل سے مال دینے کو ہم اوسوقت تک
کہین اوسوقت تک مال دینا اوسپر آسان ہو نہ اسقدر کہ اسراف کی حد کو پہونچ جائے اسواسطے کہ اسراف بھی مذموم ہے جسطرح علاج بدن کی ترازو

علم طب ہوا اوسیطرح علاج دلکی ترازو علم شرع ہے تو آدمیکو ایسا ہونا چاہیے کہ شرع جو کچھ دینے کا حکم فرمائے اوسکا دینا اوسپر آسان ہوا وسے رکھہ چھوڑنے اور اوسمین بخل کرنیکی خواہش نہو اور جس چیز کے رکھہ چھوڑنیکا شرع حکم فرمائے اوسکے دینکی خواہش نہو تاکہ حد اعتدال پر رہے اور اگر اوسمین اس تعمیل حکم شرع کی خواہش اور رغبت نہین ہے مگر تکلف سے کرتا ہے تو ابھی بیمار ہے لیکن محمود ہے کہ تکلف سے دوا کھاتا ہے کیونکہ یہ تکلف اوسکی سرشت ہوجانیکی راہ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کا حکم خوشی سے بجالاؤ اگر نہو سکے تو جبر سے بجالاؤ کہ اوس جبر کرنے مین بھی بہت نیکی ہے اے عزیز جانتو کہ جو تکلف سے مال دیتا ہے وہ سخی نہین ہے بلکہ سخی وہ ہے جسے مال دینا آسان ہوا اور جو شخص تکلف سے مال رکھہ چھوڑے وہ بخیل نہین بلکہ بخیل وہ ہے کہ مال رکھہ چھوڑنا جسکی طبیعت اور سرشت ہو تو چاہیے کہ تکلف دور ہوجائے اور سب اخلاق ملکہ ہوجائین بلکہ کمال خلق یہ ہے کہ آدمی اپنی باگ شرع کے ہاتھہ مین دیدے اور شرع کی تابعداری اوسپر آسان ہوجائے اور اوسکے دلمین کچھہ جھگڑا نہ باقی رہے جیسا حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگونکا ایمان اوسوقت پورا ہوگا کہ اپنی لڑائی مین تمکو اپنا حاکم بنائین اور دلونمین کچھہ گرانی اور تنگی تمہارے حکم سے نہو اسمین ایک بہید ہے ہرچند اس کتاب مین وہ بھید بیان کرنیکی گنجایش نہین لیکن اشارۃً کچھہ بیان کیا جاتا ہے اے عزیز جانتو کہ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ ملائکہ کی صفت پر ہوجائے اسواسطے کہ وہ اون ہی کی اصل سے ہی اور اس عالم مین مسافر ہے اور عالم ملائکہ اوسکا معدن ہے اور جو اجنبی صفت یہانسے لیجائیگا وہ اوسے ملائکہ کی موافقت سے دور رکھے گی تو چاہیے کہ جب وہان جائے تو ملائکہ ہی کی صفت پر ہو یہانسے کوئی اجنبی صفت اپنے ساتھہ نہ لیجائے اور جس شخص کو مال رکھہ چھوڑنے کی حرص ہوتی ہے وہ مال کے ساتھہ مشغول ہے اور جسکو مال خرچ کرنے کی حرص ہے وہ بھی مال کے ساتھہ مشغول ہے اور جو شخص تکبر کا حریص ہے وہ خلق کے ساتھہ مشغول ہے اور ملایکہ نہ مال کے ساتھہ مشغول ہین نہ خلق کے ساتھہ بلکہ حضرت الہیت کے عشق کے سوا اور کسی چیز کی طرف خود التفات ہی نہین کرتے تو مال اور خلق سے آدمی کے دلکا رشتہ تعلق ٹوٹا رہنا چاہیے تاکہ اونسے بالکل پاک ہوجائے اور جس صفت سے آدمیکا خالی ہونا ممکن نہین تو چاہیے کہ اوسکے وسط پر ٹھہرے تاکہ من وجہ گویا دونون طرفون سے خالی رہے جسطرح پانی گرمی اور سردی سے خالی نہین جب معتدل اور تازہ سا ہو تو وہ گویا دونون سے خالی ہی تو ہر صفت مین وسط اور اعتدال کا جو حکم ہے وہ اسی بھید کیواسطے ہے تو دونون کیطرف نظر رکھنا چاہیے تاکہ سب سے ٹوٹے اور حق تعالی مین ڈوبے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ بلکہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت خود یہی ہے اور چونکہ یہ ممکن نہین کہ آدمی تمام آلایش سے پاک ہو اسواسطے ارشاد فرمایا وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ سب ریاضتونکی نہایت اور سب مشقتون کی غایت اور مقصود یہی ہے کہ آدمی توحید کے مرتبہ کو پہونچ جائے پس اوسیکو دیکھے اور اوسیکو پکارے اور اوسکی بندگی کرے اوسکے سوا اور کسی چیز کی دلمین خواہش ہرگز نہ باقی رہے اور جب ایسا ہوجائے تو خلق نیک حاصل ہوگئی بلکہ بشریت سے گذر کر حقیقت کو پہونچ گیا

فصل اے عزیز جانتو کہ ریاضت بڑا مشکل کام اور بہت کٹھن ہے بلکہ جان کندن ہے لیکن اگر طبیب اوستاد ہو اور اچھی دوا پاوے تو ریاضت بہت ہی آسان ہوجاتی ہے اور طبیب یعنی مرشد کا لطف یہ ہے کہ مرید کو پہلی ہی درجہ مین حقیقت حق کیطرف نہ بلائے کہ وہ اوسکی طاقت نہین رکھتا اسواسطے کہ اگر لڑکے سے کہین کہ مکتب کو جا تاکہ ریاست

پا تو وہ خود ریاست ہی نہیں جانتا کہ کیسی ہوتی ہے مگر اوس سے یہ کہنا چاہیے کہ مکتب جا کہ شام کو ہم تجھے گیند ڈنڈا کھیلنے کو دینگے یا لال بیا چڑیا طوطی مول لے دینگے تاکہ لڑکا اوسکے لالچ مین جائے جب لڑکے کا بڑا ہو جاوے تو اوسے اچھے کپڑے اور زیبایش کی ترغیب دلائی کہ وہ کھیل سے باز آئے جب اور بڑا ہو تو اوسکو سرداری اور ریاست کا وعدہ دے اور کہے کہ میان ریشمی کپڑے پہننا عورتون کا کام ہے جب اور بڑا ہو تو اوس سے کہے کہ سرداری اور ریاست بڑی اصل چیز ہے مرنے سے سب جاتی رہتی ہے تب اوسی پادشاہی کی طرف بلائے تو مرید شاید کہ ابتدا مین کمال خلوص پر قادر نہو تو اوسے یہ اجازت دینا چاہیے کہ ریا ریاضت کرو تاکہ لوگ تمہین بھلا جانین تاکہ ریا کی آرزو مین پیٹ اور مال کا لالچ اوس سے چھوٹ جائے جب اوس سے فارغ ہوا اور اوسمین کچھ رعونت پیدا ہو تب رعونت کا لالچ اوس سے اسطرح چھوڑائے کہ اوسکو فرمائے کہ بازار مین گدائی کیا کر جب اوسے اس گدائی مین مقبولیت پیدا ہو تو اوس سے بہی منع کرے اور ذلیل خدمتون مین مشغول کرے جیسے پاخانہ وغیرہ صاف کرنا اسیطرح جو صفت اوسمین پیدا ہوتی جائے اوسکا بتدریج علاج کرتا رہے سب ایک ہی بار نہ حکم کر دے کہ وہ اوسکی تاب لا سکیگا یا اور نیکنامی کی لالچ مین سب رنج و محنت اوٹھا سکیگا کہ ان سب صفتونکی مثال سانپ بچھو کی ایسی ہے اور ریا کی مثال اژدہے کے مانند ہے کہ سبکو نگل جاتا ہے اور سب بری صفتونکے بعد جو صفت صدیقون سے جاتی ہے وہ یہی ریا ہے **نفس کے عیب اور دل کی بیماری پہچاننے کی تدبیر کا بیان** اے عزیز جانو کہ تندرستی اور ہاتھ پاؤن آنکھ وغیرہ کی صحت اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ جس واسطے پیدا کیا گیا ہے اوسپر بخوبی قادر ہو مثلاً آنکھ بخوبی دیکھے پاؤن بخوبی چلے اسیطرح دل کی درستی اور صحت اس سے معلوم ہوگی کہ جو اوسکی خاصیت ہو اور جس واسطے پیدا کیا ہے وہ اوسپر آسان ہو اور جو اصل خلقت مین دل کی طبیعت ہے اوسے دوست رکھتا ہو اور یہ امر دو چیزون سے ظاہر ہوتا ہے ایک ارادت سے اور ایک قدرت سے ارادت تو یہ ہے کہ کسی چیز کو حقتعالی سے زیادہ دوست نرکھے کیونکہ خدا کی معرفت دل کی غذا ہے جیسے کہانا بدن کی غذا ہے اور جس بدن سے کہانیکی خواہش بالکل جاتی رہے یا کم ہو جائے وہ بیمار ہے اور جس دل سے حقتعالی کی معرفت اور محبت بالکل جاتی رہی یا کم ہوگئی وہ دل بھی بیمار ہے اسیواسطے حقتعالی نے ارشاد فرمایا قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ الایۃ یعنی اگر ان باپ لڑکے بالون مال تجارت عشیرت قرابت کو اور جو کچھ رکھتے ہو اوسے خدا اور رسول اور خدا کی راہ مین لڑنے سے زیادہ دوست رکھتے ہو تو ٹہہرو حتی کہ خدا کا حکم آپہنچے اور تم دیکھ لو اور قدرت یہ ہے کہ حق تعالی کی فرمان برداری اوسپر آسان ہوگئی ہو یہ حاجت نہ رہی ہو کہ اپنے اوپر جبر کر کے اپنے تئین اوسمین مشغول رکھے بلکہ خود اوسکی لذت اور ذوق پیدا ہو گیا ہو جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ تو جب جو کوئی یہ مضمون اپنے مین نہ پائے تو بیماری دل کی یہ صحیح علامت اور صریح دلیل ہے اوس شخص کو علاج مین مشغول ہونا چاہیے اور شاید اپنے تئین پہچانے کہ مین اس بری صفت مین ہون یا شاید نہ پہچانے کیونکہ آدمی اپنے عیب مین اندہا ہوتا ہے آدمی اپنے عیب چار طریق سے جان سکتا ہے ایک تو یہ کہ مرشد کامل کی خدمت مین جا بیٹھے تاکہ وہ مرشد اوس شخص کو دیکھے اور اوسکے عیب اوس سے کہدے اور یہ امر اس زمانہ مین نادر ہے دوسرا طریق یہ ہے کہ کسی دوست کو اپنا نگہبان بنائے کہ وہ چکنی چپڑی باتین بنا کر اوسکا عیب چھپائے نہین اور حسد کی راہ سے اوسکا عیب بڑہائے نہین اور یہ بات بہی اس زمانے مین کم ہے حضرت داؤد طائی قدس سرہ سے لوگون نے کہا کہ آپ لوگون مین کیون نہین بیٹھتے فرمایا کہ مین ایسے لوگون مین بیٹھکر کیا کرون

جو میرا عیب مجھہ سے چھپائین تیسرا طریق یہ ہے کہ اپنے حق مین دشمن کی بات سنے کہ دشمن کی نگاہ بالکل عیب پر پڑتی ہے اگرچہ دشمنی کی وجہ سے وہ مبالغہ کریگا لیکن اوسکا کلام بیچ بیچ بات سے تو خالی نہوگا چوتھا طریق یہ ہے کہ لوگون کو دیکھا کرے جو عیب اور کسی مین دیکھے خود اوس عیب سے پرہیز کرے اور اپنے اوپر یہ گمان کرے کہ مین بھی ایسا ہی ہون حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ آپکو یہ ادب کسنے سکھایا فرمایا کسینے نہین لیکن جو بات مینے کسی مین بُری دیکھی اوس سے حذر کیا اے عزیز جان تو کہ جو شخص بڑا احمق ہوتا ہے وہ اپنے حق مین بہت نیک گمان رکہتا ہے اور جو عقلمند ہوتا ہے وہ اپنے ساتھہ بہت بدگمان رہتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقون کا بھید تمسے کہا ہے مجھمین تمنے کیا آثار نفاق دیکھے تو ہر ایک کو اپنے عیب ڈھونڈھنا چاہیے کہ جو بیماری نجانیگا علاج نکر سکیگا اور سب علاج مخالفت شہوت سے ہوتے ہین جیسا کہ حقتعالے ارشاد فرماتا ہے وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْہَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ہِیَ الْمَاْوٰی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد سے پھر کر آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے آئے یا بڑے جہاد سے صحابہ نے عرض کیا کہ بڑا جہاد کیا ہے فرمایا جہاد نفس اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے رنج کو اپنے نفس سے باز رکھہ اور خدا کی نافرمانی مین اوسکی خواہش اوسکی نہ دے کہ فردای قیامت کو تیرے ساتھہ خصومت کرے اور تجھپر لعنت کرے حتی کہ تیرے سب اعضا ایک دوسرے کو لعنت کرین حضرت حسن بصری قدس سرہ فرماتے ہین کہ کوئی منہ زور جانور گرسنے لگام دینے مین نفس سے زیادہ اولے تر نہین حضرت سری سقطی قدس سرہ فرماتے ہین کہ آخروٹ شہد مین ڈبو کر کھانیکو چالیس برس سے میرا نفس چاہتا ہے ابتک مینے نہین کھایا حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ کہتے ہین کہ کوہ لکام مین مین جاتا تھا وہان بہت سے انار دیکھے انار کی آرزو میرے دلمین پیدا ہوئی ایک انار توڑا بہت کھٹا تھا اوسکو وہین چھوڑا اور چلا ایک مرد کو دیکھا کہ پڑا ہوا ہے اور زنبور اوسے گھیرے ہوئے کاٹ رہی ہین مینے کہا السلام علیکم اوسنے جواب دیا وعلیک السلام یا ابراہیم مینے کہا کہ ای شخص تو نے مجھے کیونکر پہچانا اوسنے جواب دیا کہ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے اوسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی پھر کہا کہ ای شخص مین دیکھتا ہون کہ تو خدا کے ساتھہ بڑی نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ حقتعالیٰ ان زنبورون کو تجھہ سے باز رکھے اوس شخص نے جواب دیا کہ تو بھی تو حقتعالیٰ کے ساتھہ نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ انار کی خواہش تجھہ سے دفع کرے کہ خواہش انار کا گھاو اوس جہان مین ہوگا اور زنبور کا زخم اسی جہان مین ہے اے عزیز جان تو کہ انار اگرچہ مباح ہے لیکن اہل احتیاط سمجھے ہین کہ حلال و حرام کی خواہش ایک ہی ہے اگر نفس پر خواہش حلال کا سد باب نکریگا اور ضرورت کی حدون پر اکتفا نکریگا تو نفس تجھسے حرام طلب کریگا اس سبب سے اونہون نے مباح چیزون کی خواہش کا بھی دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا ہے تاکہ خواہش حرام کے ہاتھہ سے نجات پائین جیسا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین پڑ جانیکے خوف سے مین ستر بار حلال سے ہاتھہ کھینچتا ہون دوسرا سبب یہ ہے کہ نفس جب مباح چیزون سے مزا پاتا ہے تو دنیا کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور دل اوس سے اٹک جاتا ہے دنیا اوسکی بہشت ہو جاتی ہے اور موت اوسپر دشوار ہو جاتی ہے نرا مسرت اور غفلت دلمین پیدا ہو جاتی ہے اگر ذکر اور مناجات کرتا بھی ہے تو اوسکی حلاوت اور لذت نہین پاتا اگر مباح چیزون سے نفس کو روکے تو شکستہ اور ملول ہوتا ہے دنیا سے نفرت کرتا ہے آخرت کی نعمتون کا شوق پیدا ہوتا ہے

رنج اور تنگستی کیوقت ایک تسبیح دل مین اتنا اثر کرتی ہے جتنا خوشی اور آسایش کیوقت سو تسبیحین بہی اثر نہین کرتین نفس کی مثال باز کی
ایسی ہے کہ باز کو اسطرح ادب دیتے ہین کہ اوسے گہر مین لاتے ہین اور اوسکی آنکہین سیتے ہین تاکہ جو کچہہ گہر مین ہے اوسکا خوگر نہو پہر تہوڑا
تہوڑا گوشت اوسے دیتے ہین تاکہ باز اوسی کیطرف الفت کرے اور اوسکا مطیع ہو جاوے اسیطرح نفس کو حق سبحانہ تعالی کے ساتہہ انس نہین پیدا ہوتا اور جبتک
تو اوسکی سب عادتین نہ چہوڑ ڈالے اور آنکہہ کان زبان بند نکرے اور گوشۂ تنہائی اور بہوک اور خاموشی اور بیخوابی سے اوسی محنت نہ دے اور یہ باتین
ابتدا مین نفس پر دشوار ہوتی ہین جیسا دودہہ چہوڑنا اوسیوقت بچے کو دشوار ہوتا ہے چند دنون کے بعد ایسا ہو جاتا ہے کہ اگر اوسے زبردستی دیا جاوے
تو بہی نہین پی سکتا + اے عزیز جانتو کہ ریاضت اسطرح ہوتی ہے کہ جس چیز سے جو شخص بہت خوش ہوتا ہے اوسے چہوڑ دے اور جو چیز اوسپر
بہت غالب ہو اوسکی خلاف کرے تو جاہ و حشمت مین جسکی خوشی ہو وہ اوسے ترک کر دے اور مال کے سبب سے جسکی خوشی ہو وہ مال خرچ
کر ڈالے اسیطرح جس شخص کیواسطے حقتعالی کی محبت کے سوا کوئی محل آسایش و آرام ہو اوسے اپنے سے زبردستی جدا کر دے اور اوسیکا ملازم ہو رہے
جو ہمیشہ اوسکے ساتہہ رہیگا اور جس چیز کو موت کے سبب سے بمجبوری رخصت کریگا اوسے قصداً خود ہی چہوڑ دے اور اوسکے ساتہہ خدا ہی رہیگا جیسا کہ
حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام پر وحی بہیجی تہی کہ اے داؤد مین ہی تیرا ساتہی ہون تو میرا ہی رفیق رہ اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے دل مین یہہ پہونکا کہ اَحْبِبْ مَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ یعنی دنیا کی جس چیز کو چاہے
دوست رکہہ دنیا کی سب چیزین تجہسے چہوٹ جائینگی **خلق نیک کی علامت کا بیان** اے عزیز جانتو کہ خلق نیک کی علامتین
وہ ہین جو حقتعالی قرآن شریف مین مسلمانون کی صفت مین ارشاد فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ آخر تک
اور اس آیہ مین فرمایا کہ اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ اور یہہ جو فرمایا کہ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا یہہ مسلمانون کی یعنی
خلق نیک کی علامتین ہین اور جو کچہہ منافقون کی علامتین بیان فرمائی ہین وہ خوی بد کی علامت ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مسلمان کا مطلب نماز روزہ اور عبادت ہوتا ہے اور منافق کا مطلب جانورون کیطرح کہانا پینا ہوتا ہے حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالی
تعالی نے کہا ہے کہ مسلمان فکر و عبرت مین مشغول رہتا ہے اور منافق حرص اور آرزو مین مسلمان خدا کے سوا سب سے نڈر رہتا ہے اور منافق
خدا کے سوا سب سے ڈرتا رہتا ہے مسلمان خدا کے سوا سب سے نا امید رہتا ہے اور منافق خدا کے سوا سب سے امیدوار رہتا ہے مسلمان مال کو دین پر صدقہ کرتا
ہے اور منافق دین کو مال پر فدا کرتا ہے مسلمان عبادت کرتا ہے اور روتا ہے اور منافق گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے مسلمان تنہائی اور خلوت
دوست رکہتا ہے اور منافق ازدحام اور لوگون کی صحبت کو دوست رکہتا ہے مسلمان جو تا بوتا ہے اور ڈرتا ہے کہ شاید کہیت نہ کاٹنے پاؤن اور منافق
بوتا ہے نہ بوتا ہے اور امید رکہتا ہے کہ کاٹیگا کہر بان لگا لونگا بزرگون نے کہا ہے کہ نیکخوئی یہہ ہے کہ آدمی شرمگین کم سخن کم رنج سچا صلاحیت
سوچنے والا بہت عبادت کرنیوالا کم جوئی والا فضول امر کم کرنیوالا سبکا خیرخواہ اوسکی حقمین نیک کردار صاحب وقار شفیق دہیما بڑا صابر قانع بڑا
شکر گذار نرم دل رفیق ہاتہہ کہینچنے والا کم طمع ہو گالی دے نہ لعنت کرے نہ سخن چینی کرے نہ غیبت فحش بکے نہ جلد بازی کرے نہ حسد اور کینہ
کشادہ پیشانی شیرین زبان رہے اوسکی دوستی اور دشمنی اور خفگی اور خوشی خدا ہی کیواسطے ہو اے عزیز جانتو کہ خلق نیک اکثر بردباری سے ظاہر ہوتا
ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرون نے بہت ستایا اور دندان مبارک شہید کر ڈالا آپ نے فرمایا بار خدایا انپر رحم کر کہ یہہ جانتے نہین

حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ صحرا مین جاتے تھے ایک لشکری ملا پوچھنے لگا تو بندہ ہے فرمایا ہان کہا بتا آبادی کہان ہے حضرت ابراہیم ادہم
قدس سرہ نے قبرستان بتا دیا اوسنے کہا کہ مین آبادی ڈہونڈہتا ہون فرمایا آبادی اسی جگہہ ہے لشکری نے ایک لاٹھے آپکے سر پر ماری کہ خون
بہنے لگا اور آپکو شہر مین پکڑ لایا جب لوگون نے دیکھا تو لشکری سے کہا او احمق یہ حضرت ابراہیم ادہم ہین بڑے پارسا لشکری گھوڑی پر سے اوتر پڑا اور پاؤن
پر بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپ نے یہ کیون کہا کہ مین بندہ ہون فرمایا اس سبب سے کہ مین بندہ خدا ہون اوسنے عرض کیا کہ مجھے معاف کیجیے فرمایا مین نے
معاف کر دیا جسگھڑی تو نے میرا سر توڑا تھا مینے تیرے واسطے دعا کی تھی لوگون نے پوچھا کیون فرمایا اسواسطے کہ مین جانتا تھا کہ مجھے اوسکے سبب
ثواب ہوگا مینے نچاہا کہ مجھے تو اوسکے سبب بھلائی نصیب ہو اور اوسے میرے سبب سے برائی ملے حضرت ابو عثمان حیری قدس سرہ کی کسینے دعوت کی
اور آپکے تئین آزمانا اوسے مقصود تھا جب آپ اوسکے دروازے پر پہونچے تو اوسنے اندر نجانے دیا اور کہا کہ اب کچھ بھی کہانا نہین باقی ہے آپ
پلٹ چلے جب تھوڑی دور چلے آئے تو وہ شخص پھر آیا اور آپکو بلایا پھر جب آپ دروازے پر پہونچے تو اندر نجانے دیا اور وہی کہا کہ کچھ نہین ہے
ہے کئی بار ایسا ہی کیا جب آپ کو بلاتا آپ تشریف لیجاتے جب جواب دیتا پلٹ آتے آخر کو یہ بات عرض کی کہ اے شیخ مین آپ کو آزماتا تھا آپ بڑے
خوش اخلاق ہین فرمایا کہ یہ جو تو نے مجھسے دیکھا یہ تو کتے کا خلق ہے کہ جب اوسے بلاؤ دوڑا آتا ہے جب ہنکاؤ بھاگ جاتا ہے اسکی حقیقت کیا
ہے ایکدن کسی شخص نے چھت پر سے طشت بھر راکھ شیخ موصوف کے سر پر ڈالدی آپ نے کپڑے جھاڑ ڈالے اور خدا کا شکر کیا لوگون نے پوچھا آپنے شکر
کیون کیا فرمایا جو شخص آگ کے قابل ہو اوسپر اگر راکھ ڈالین تو شکر کا مقام ہے حضرت علی ابن موسی رضا علیہ السلام کا رنگ بہت سانولا تھا اور آپ
کے دروازے پر نیشاپور مین ایک حمام تھا جب آپ حمام مین جاتے تو لوگ حمام خالی کر دیتے ایکدن حمام خالی کر دیا گیا آپ اندر تشریف لیگئے اور
حمامی غافل ہوگیا ایک گنوار حمام مین گھس گیا آپکو دیکھا سمجھا کہ حمام کے خادمون مین سے کوئی ہندو ہے آپ سے کہنے لگا اوٹھ پانی لا آپ پانی
لے آئے کہا اوٹھ مٹی لا آپ اوٹھکر مٹی بھی لے آئے اسیطرح آپ سے ایک ایک کام کا حکم کرتا آپ بجالاتے جب حمامی آیا اور گنوار کی آواز سنی کہ یہ باتین کر رہا ہے
تو ڈر کے مارے بھاگ گیا جب آپ باہر نکلے تو لوگون نے عرض کیا کہ اس امر کے خوف سے حمامی بھاگ گیا ہے فرمایا اوس سے کہدو کہ تو نہ بھاگ قصور
تو اوسکا ہے جسنے فرزند کا تخم کالی لونڈی کے رحم مین بویا عبد اللہ درزی ایک بزرگ تھے ایک گبر اونسے کپڑے سلواتا اور ہر بار کھوٹا روپیہ سلائی
دیتا وہ لے لیتے ایک دفعہ وہ خود نہ تھے شاگرد نے کھوٹا روپیہ نہ لیا جب آئے تو شاگرد سے کہا کہ تو نے یہ امر کیون کیا کہ برسون گذر گئے وہ میرے ساتھ
یہی معاملہ کرتا ہے اور مینے کبھی اوسپر ظاہر نہین کیا اور ہمیشہ اس خیال سے لے لیا کیا کہ اس کھوٹے روپیے سے اور کسی مسلمان کو نہ فریب دے حضرت
اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ جب کہین جاتے تو لڑکے پتھر مارتے آپ کہتے کہ میان لڑکو چھوٹے چھوٹے پتھر مارو کہ میرا پاؤن نہ ٹوٹ جائے ورنہ مین
نماز کو نہ کھڑا ہو سکونگا حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالی کو کوئی شخص گالیان دیتا ہوا اونکے ساتھ ساتھ چلا وہ چپ تھے جب اوس مقام
کے قریب پہونچے جہان اونکے عزیز قریب بیٹھے تھے تو کھڑے ہو گئے اور اوس سے کہا کہ بھائی اگر کچھ گالیان باقی ہون تو وہ بھی دیدو اسواسطے
اگر میری قوم کے لوگ گالیان دیتے سن پائینگے تو تمہین ستائینگے ایک عورت نے حضرت مالک ابن دینار کو کہا اے ریاکار اونہون نے فرمایا
کہ اے نیکبخت بصرہ کے لوگون نے میرا نام گم کر دیا تھا تو نے ڈھونڈہ نکالا کمال حسن خلق کے علامت یہی جو یہ بزرگ لوگ رکھتے تھے اور یہ اون لوگون
کی صفت ہے جو ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین صفات بشریت سے بالکل پاک کر چکے ہون اور حق تعالی کے سوا کسیکو نہ دیکھتے ہون اور جنکا

دیکھتی ہین اوسی سے دیکھتے ہین جو شخص اس صفت سے موصوف نہو اوسے اپنی نسبت نیک خوئی کا گمان اور ہرزہ نہ کرنا چاہیے واسد اعلم

لڑکون کی پرورش کا بیان اے عزیز جانتو کہ فرزند ماں باپ کے ہاتھ مین ایک امانت ہے اور اوسکا دل پاک گوہر نفیس کی مانند ہے
موم کی طرح نقش پذیر ہے اور سب نقشون سے خالی ہے اور زمین پاک کی مثل ہے کہ جو تخم تو اوسمین بوئیگا اوگے گا اگر نیکی کا تخم بوئیگا تو لڑکا دین و دنیا کی
سعادت کو پہونچیگا اور ماں باپ اور معلم اوسکے ثواب مین شریک رہین گے اگر نیکی کا تخم نہ بوئیگا تو لڑکا بدبخت ہوئیگا اور جو فعل اوس سے سرزد
ہونگے اوسمین ماں باپ اور معلم بہی شریک رہین گے اسواسطے کہ حقتعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا اور آتش دنیا کی نسبت آتش
دوزخ سے لڑکے کو بچانا بہت ضرور ہے اور اوسکو آتش دوزخ سے بچانا بانیطور ہوتا ہے کہ اوسے باادب رکھے اور نیک اخلاق سکھاوے اور
بری صحبت سے بچاوے کہ صحبت بد سے سب برائیون کی جڑ پڑتی ہے اور اوسے اچھے کھانے پینے کا خوگر نہ کرے کہ اگر خوگر ہوجائیگا تو اوسکے بغیر
صبر نکرسکیگا اور اچھے کھانے کپڑے کی تلاش مین تمام عمر ضائع کریگا بلکہ ابتدا ہی مین یہ کوشش کرنا چاہیے کہ جو عورت لڑکے کو دودھ پلاوے صالحہ اور
حلال کی کھانیوالی ہو اسواسطے کہ دانا کی خوبو بد لڑکے مین سرایت کرتی ہے اور جو دودہ کہ حرام سے حاصل ہوتا ہے وہ پلید ہے جب لڑکے کا
گوشت پوست اوس سے پیدا ہوگا تو اوسکی طبیعت مین اوسکے ساتھ مناسبت پیدا ہوگی کہ وہ مناسبت جوانی کے بعد ظاہر ہوگی جب لڑکے کی زبان
کھلے تو چاہیے کہ پہلے اسد کا نام لے اور اللہ کا نام پہلے سے اوسے سکھانا چاہیے اور جب ایسا ہوا کہ بعضی چیز سے شرماتا ہے تو یہ شرمانا بشارت ہے
اور اس بات کی دلیل ہے کہ نور عقل اوسے پڑا اور عقل شمہ شرم کا اوسے تعنیات کرتی ہے کہ بری باتون پر شرم اوسے خجالت دیتی ہے اور لڑکے مین
پہلے کھانیکی خواہش پیدا ہوتی ہے تو کھانیکے آداب اوسے سکھانا چاہیے تاکہ داہنے ہاتھ سے کھاوے بسم اللہ کہے جلدی نہ کھاوے اور خوب چباوے
اور اورون کے نوالون پر نظر نہ ڈالے اپنے سامنے سے لقمہ اوٹھاوے جب تک ایک نوالہ اوتار نہ لے تب تک دوسرے نوالے کیواسطے ہاتھ نہ بڑھاوے
ہاتھ اور کپڑا نہ بھرے کبھی کبھی اوسے روکھی روٹی دینا چاہیے تاکہ ہمیشہ سالن وغیرہ کا عادی نہو جاوے اور بہت کھانیکو اوسکی نگاہ مین برا بتاوے
اور کہے کہ بہت کھانا جانورونکا اور احمقونکا کام ہے اور جو لڑکے بہت کھاتے ہین اوسکے سامنے اونکا عیب بیان کرے اور جو لڑکا باادب
ہو اوسکی تعریف کرے تاکہ اوسکو بہی اپنی تعریف کرانیکا شوق ہو اور وہ بہی ایسا ہی کیا کرے سفید کپڑے اوسکی نگاہ مین اچھے ٹھہراوے اور
ریشمی اور رنگین کپڑے کی برائی اوسکے دلمین جماوے اور کہے کہ زنیان ریشمی اور رنگین کپڑے پہنا رنڈیون اور لونڈونکا کام ہے اور اپنے تئین بنانا
سنوارنا ہیجڑون اور زنانون کا شیوہ ہے مردونکا کام نہین جو لڑکے خوش غذا اور خوش لباس ہون اونکی سنگت مین اوسے نہ پڑنے
دے جسے کہ پیار اونہین دیکھنے بہی نہ پاوے کہ وہ اسکی خرابی کا سبب ہونگے اسواسطے کہ یہ اگر اونہین دیکھیگا تو خود بہی اچھے کھانے پینے کی آرزو
کریگا اور بری صحبت سے اوسے نگاہ رکھے کیونکہ جب لڑکے کو بری صحبت سے لوگ نگاہ نہین رکھتے وہ شوخ بیحیا جہوٹا گستاخ بیباک ہوجاتا ہے
اور مدت تک یہ باتین اوس سے نہین چہوٹتین جب مکتب مین بٹھلاوے تو قرآن پڑھاوے پھر صالح اور پرہیزگار لوگون کی حکایتون مین اور
صحابہ اور بزرگان سلف کی عادتون مین اوسے مشغول کرے اور اسواسطے اوسے ہرگز نہ چہوڑنا چاہیے کہ جن اشعار وغیرہ مین عشق کی باتین
اور عورتون کی تعریف ہے اونمین مشغول ہوجاوے اور ایسے معلم اور ادیب سے اوسے محفوظ رکھنا چاہیے جو کہتا ہو کہ اس قسم کے اشعار وغیرہ
سے طبیعت تیز ہوتی ہے کہ وہ ادیب نہین ہے بلکہ شیطان ہے کہ برائی کا تخم اوسکے دلمین بوئیگا جب لڑکا نیک کام کرے اور نیک عادت اوسمین

پیدا ہو تو اوسپر اوسکی تعریف کرے اور جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہو وہ اوسے دے اور لوگونکے سامنے اوسکی تعریف کرے اگر کبھی
خطا کرے تو دو ایک بار انجان بنجائے تاکہ وہ گالیان کہانے اور خفگی کی باتین اوٹھانیکا عادی نہو جائے حضوصا جبکہ چھپا کر کوئی
خطا کرے اسواسطے کہ اگر اوس سے بہت کہا جائیگا تو وہ اوس خطا پر دلیر ہوجائیگا اور کُھلم کُھلا خطا کرنے لگے گا اور جب بار بار خطا کرے تو ایکبار چھپا کر
سرزنش کرے اور کہے کہ خبردار ایسا نکرنا کوئی تیری یہ خطا نہ جاننے پائے ورنہ لوگون مین تو فضیحت ہوگا اور لوگ تجھے کچھہ بھی نہ سمجھینگے باپ
کو چاہیے کہ اپنی عظمت اوسکے ساتھہ نگاہ رکھے اور مان کو چاہیے کہ باپ سے اوسے ڈرایا کرے دنکو اوسے نہ سونے دینا چاہیے ورنہ کاہل
ہوجائیگا اور رات کو اوسے نرم بچھونے پر نہ سولائے تاکہ وہ اوسکا بدن مضبوط اور قوی ہو تمام دنمین گھڑی بہر اوسے کہیل کی اجازت دینا چاہیے
تاکہ چالاک ہوجائے اور اداس اور تنگدل نہ رہے کہ اس سے بدخوئی پیدا ہوئی ہے اور دل اندہا ہوجاتا ہے اور اوسے سکہانا چاہیے کہ ہر ایک سے
فروتنی کیا کرے اور لڑکون پر فخر اور لاف زنی نکیا کرے لڑکون سے کچھہ لے نہیں بلکہ اونہین کچھہ کچھہ دیا کرے لڑکے سے کہنا چاہیے کہ دوسرے سے
لے لینا فقیرون اور بے ہمت لوگونکا کام ہے اور اس امر کی اجازت ہرگز نہ دینا چاہیے کہ کسی سے نقد یا جنس لینے کی خواہش کرے کہ
اس سے خراب ہوگا اور برے کامومین پڑ جائیگا اور اوسے سکہانا چاہیے کہ لوگون کے سامنے نہ تہوکا کرے نہ ناک چہنکا کرے اور لوگون
کی طرف پیٹھہ کرکے نہ بیٹھا کرے ادب کے ساتھہ بیٹھا کرے اور ٹہڈی کے نیچے ہاتہہ دیکر نہ بیٹھا کرے کہ یہ کاہلی کی علامت ہے اور بہت بکا
نکرے اور قسم ہرگز نہ کہایا کرے جب تک کوئی کچھہ پوچھے نہین از خود بات نکرے اور جو اوس سے بڑا ہو اوسکی عظمت کیا کرے اوسکے آگے آگے
نہ چلا کرے فحش اور لعنت سے زبان کو بچائے رکہے اوس سے کہدینا چاہیے کہ میان جب اوستاد مارا کرے تو جزع فزع نہ کیا کرو اور سفارش
نہ لیجایا کرو صبر کیا کرو مردون ہی کا کام تحمل کرنا ہے لونڈیون اور عورتونکا کام رونا چلّانا ہے جب لڑکے کا سات برس کا ہو تو اوسے نرمی سے
طہارت اور نماز پڑہنے کا حکم کرے جب دس برس کا ہو اور کچھہ قصور کرے تو اوسے مارے اور ادب دے چوری حرام خوری دروغگوئی کو اوسکے
نزدیک بُرا ٹہرا دے اور ہمیشہ ان چیزون کی برائی کیا کرے جب اسطرح لڑکے کو پرورش کرین اور وہ جوان ہو تو ان آداب کی بہید اور سرّ
کہے تاکہ اوسمین اثر کرین پہر اوس سے کہے کہ کہانا کہانے سے مقصود یہ ہے کہ بندہ کو خدا کی عبادت کرنیکی قوت حاصل ہو اور دنیا سے زاد آخرت
مقصود ہے کہ دنیا کسیکے ساتھہ نہین رہتی اور موت جہٹ پٹ اچانک آجاتی ہے اور عقلمند وہی شخص ہے جو دنیا سے زاد آخرت لیلے تاکہ بہشت
مین جائے اور حقتعالی اوس سے خوش ہو اور دوزخ کا حال اوس سے کہنا شروع کرے اور کامون کا ثواب و عذاب اوس سے کہے
جب ابتدا ہی سے اوسے ادب کے ساتھہ پرورش کرینگے تو یہ باتین پتھر کی لکیر ہوجائین گی اور اگر پہلے سے اوسے اپنے حال پر چھوڑ دیا تو یہ باتین
ایسی ہونگی جیسے دیوار سے خاک جھڑ جاتی ہے حضرت سہل تستری فرماتے ہین کہ مین تین برس کا تہا میرے ماموں محمد ابن سوار نماز پڑہتے
تھے مین اونہین دیکھتا تھا ایک بار اونہون نے مجھہ سے کہا کہ بیٹا جس خدا نے تجھے پیدا کیا ہے تو اوسے یاد نہین کرتا مینے کہا کہ ماموں مین
کیونکر یاد کرون کہا انکو جب تو بچھونے پر سوتا ہی تین بار دل سے کہہ لیا کر زبان سے نہین کہ خدا میرے ساتھہ ہی خدا میری طرف دیکھتا ہے
خدا مجھے دیکھتا ہے کئی شب مین یون کہا پھر اونہون نے فرمایا کہ ہر شب سات بار کہا کر پہر فرمایا کہ ہر شب گیارہ مرتبہ کہا کر مین کہا کرتا تہا پہر
میرے دل مین اوسکی حلاوت پیدا ہوئی جب ایک سال گذرا تو اونہون نے فرمایا کہ مینے جو کچھہ تجھسے کہا تہا وہ تمام عمر یاد رکہنا حتی کہ تجھے قبر مین

والدین کہ شغل دونون جہان مین تیرا دستگیر ہوگا کہ جب تک مین یون ہی کہتا رہا حتی کہ اوسکی حلاوت میرے دماغ مین پیدا ہوئی
پھر ایکدن ماموں نے کہا کہ خدا جس شخص کے ساتھ رہتا ہو اور جسکی طرف دیکھا کرتا ہو اور جسکو دیکھا کرتا ہو وہ شخص خدا کا گناہ نہین کرتا
خبردار کبھی گناہ نہ کرنا کہ وہ تجھے دیکھتا ہے پھر مجھے معلم کے پاس بھیجا میرا دل گھبرایا کرتا تھا مینے کہا کہ گھڑی بھر کے لئے روز مجھے بھیجا کرو زیادہ
نہین حتی کہ مینے قرآن شریف پڑھا اوسوقت مین سات برس کا تھا جب مین دس برس کا ہوا تو ہمیشہ روزہ رکھتا اور جو کی روٹی کھاتا حتی کہ
کہ بارہ برس کا ہوا تیرہوین برس ایک مسئلہ میرے دل مین آیا مینے کہا کہ مجھے بصرہ مین بھیجدو تاکہ مین وہان جاکر پوچھون غرضکہ وہان گیا
اور سب عالمون سے پوچھا کسی نے اوس مسئلے کو حل نہ کیا اور ایک بڑے عابد کا پتا بتایا مین وہان گیا اون بزرگ نے اوس مسئلے کو حل کردیا
مدت تک مین اونکی خدمت مین رہا پھر تستر یعنی اپنے وطن مین پھر آگیا ایکدرم کے جو مول لیتا اور اوسکی روکھی روٹی سے روزہ کھولتا دال
سالن کچھ اوسکے ساتھ نہوتا ایکدرم کے جو سال بھر کو کافی ہوتے پھر مینے یہ قصد کیا کہ مین شبانہ روز کچھ نہ کھایا کرون حتی کہ مین اوسپر قادر
ہوگیا پھر پانچ دن تک پہونچایا پھر سات دن تک حتی کہ پچیس دن تک پہونچا دیا کہ پچیس پچیس دن کچھ نہ کھاتا اور بیس برس اسی حالت
مینے صبر کیا اور شب زندہ دار رہا یہ حکایت اسواسطے بیان کی گئی تاکہ معلوم ہوجاوے کہ جو بڑا کام ہوا اوسکا تخم بچپنے مین ڈالنے سے ہوا

ابتدائی مجاہدے مین جو شرائط مرید مین اونکا اور ریاضت سے راہ دین چلنے کی کیفیت کا بیان

ایعزیز جانو کہ جو شخص خدا کو نہ پہونچا اس سبب سے نہ پہونچا کہ راہ نچلا اور جو راہ نچلا اس سبب سے نچلا کہ اوسنے طلب نہ کیا اور جسنے طلب نہ کیا اس
سبب سے نہ کیا کہ اوسنے جانا نہین اور اوسکا ایمان پورا نہین اسواسطے کہ جو شخص یہ جانتا ہے کہ دنیا میلی ہے اور چند روز کی ہے اور آخرت مصفا
ہے اور ہمیشہ ہے ارادہ اور زاد آخرت طلب کرنا اوسمین پیدا ہوتا ہے اور اوسپر بہت دشوار نہین ہوتا کہ حقیر چیز کو نفیس چیز کے عوض مین ہاتھ
سے دیدے اسواسطے کہ آج مٹی کا پیالہ اسواسطے چھوڑ دینا کہ کل سونے کے کٹورے ملین آدمی پر بہت دشوار نہین ہوتا تو طلب ایمان ان سب
باتونکا سبب ہے اور ضعف ایمان کا سبب یہ ہے کہ راہ بتانیوالے مفقود ہین اسواسطے کہ دین کے راہبر اور دلیل علمای پرہیزگار ہین اور یہ کم ہوگئے ہین
جب راہبر اور دلیل ہی نہین تو راہ خالی رہگئی اور خلق اپنی سعادت سے محروم ہوگئی اور جو عالم باقی رہگئے ہین انپر دنیا کی محبت غالب ہوگئی ہے
جب طلب دنیا مین پڑے ہین تو خلق کو دنیا سے آخرت کی طرف کیونکر بلا سکین اور دنیا کی راہ اور راہ آخرت کی برخلاف ہے دنیا اور آخرت
ایسی ہین جیسے مشرق اور مغرب کہ آدمی جب ایک سے نزدیک ہوتا ہے دوسرے سے دور ہوجاتا ہے تو جسے حقتعالی کا ارادہ پیدا ہوتا ہے
وہ اون لوگون مین سے ہوجاتا ہے جنہین حقتعالی فرماتا ہے وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا اور اسکو جاننا چاہیے کہ حقتعالی یہ جو ارشاد
فرماتا ہے کہ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا تو یہ سعی کیا ہے ایعزیز جانو کہ اس سعی سے راہ چلنا مراد ہے اور راہ چلنے کیواسطے پہلے ہی مرتبے مین کئی شرطین
ہین کہ پہلے ہی سے اون شرطون کو بجا لانا چاہیے پھر ایک دستاویز ہے کہ اوسے تمسک کرنا چاہیے پھر ایک قلعہ اور حصار ہے کہ اوس سے پناہ
لینا چاہیے پہلی شرط یہ ہے کہ اپنے اور حقتعالی کے درمیان سے آڑ اور حجاب اوٹھا دے تاکہ اوس قوم مین سے نہوجاوے جسے حق تعالی یون
ارشاد فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اور حجاب چار ہین مال جاہ تقلید معصیت مال اسواسطے حجاب ہے کہ اوسکے
ساتھ دل اٹکا رہتا ہے اور جب تک دل فارغ نہو تب تک آدمی راہ نہین چل سکتا تو پہلے چاہیے کہ قدر حاجت کے سوا باقی مال کو

اپنے پاس سے دور کرے اسواسطے کہ مال بقدر حاجت مین مشغولی نہین ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اپنے پاس کچھہ رکھتا ہی نہین
اور خدا ہی کیواسطے محنت کرتا ہے تو اوسکی راہ جلد طے ہو جائیگی اور جاہ و حشمت کا حجاب بالمنظیر اوٹھہ جاتا ہے کہ آدمی بھاگے اور ایسی
جگہہ جائے جہان لوگ اوسے نہ پہچانتے ہون اسواسطے کہ جب نامی ہوگا تو خلق مین اور خلق کے قبول کرنیکی لذت مین ہمیشہ مشغول
رہیگا اور جو شخص خلق سے لذت پائیگا وہ حقتعالی تک نہ پہونچیگا اور تقلید اسواسطے حجاب ہی کہ آدمی نے جب کسی کے مذہب کا اعتقاد کیا
اور کوئی اعتراض اور جدل کی بات سنے تو اور کسی چیز کی اوسکے دلمین جگہہ نہین رہتی پس چاہیئے کہ ان سب باتون کو بھولا دے اور لا اله الا الله
کے معنی کا ایمان لائے اور اپنے دلسے اسکی تحقیق طلب کرے اور اوسکی تحقیق یہ ہی کہ حقتعالی کے سوا اوسکا اور کوئی معبود نہ باقی رہکر
وہ اوسکی بندگی کرے جس شخص پر ہوا و ہوس غالب ہوتی ہے تو ہوا و ہوس ہی اوسکا معبود ہوتی ہے جب یہ مضمون حقیقت ہو جائیگی تو چاہیے
کہ مجاہدہ اور ریاضت سے کامون کا کشف ڈھونڈے جدل اور بحث سے نہین اور معصیت تو بڑا ہی حجاب ہی اسواسطے کہ جو شخص کسی گناہ
پر مصر ہوتا ہے اوسکا دل تاریک ہو جاتا ہے اوسے حقتعالی کیونکر منکشف ہوگا خصوصاً حرام کی روزی اسواسطے کہ حلال کی روزی
دلکے روشن ہونے مین جو اثر کرتی ہے اور کوئی چیز نہین کرتی اصل یہ ہے کہ آدمی حرام کے لقمے سے حذر کرے اور حلال روزی کے سوا کچھہ نکھائے
اور جو شخص ظاہر شرع پر عمل کرنے اور سب معاملات شرعی بجا لانے کے پہلے چاہے کہ دین اور شریعت کے بہید مجھپر کہل جائین اوسکی مثل ایسی ہے
جیسے کوئی شخص عربی پڑہنے کے پہلے قرآن شریف کی تفسیر پڑھنا چاہے اور جب یہ سب حجاب اوٹھا دیے تو اوس شخص کے مثل ہوگیا
جو طہارت کرکے نماز پڑہنے کے قابل ہوا ہو اب اوسے امام کی حاجت ہوگی کہ اوسکی اقتدا کرے وہ پیر ہے اسواسطے کہ پیر کے بغیر راہ چلنا درست
نہین آتا اسواسطے کہ راہ پوشیدہ ہے اور شیطان کی راہین خدا کی راہ سے ملی ہوئی ہین حق راہ ایک ہی ہے اور باطل راہین ہزارون ہین
تو بے دلیل اور راہبر کے راہ چلنا کیونکر ممکن ہوگا جب پیر ہاتھہ لگ جائے تو چاہیے کہ مرید اپنے سب کامون کو اوسی پر چھوڑ دے اور اپنا
اختیار باقی ہی نہ رکھے اور یقین جانے کہ اپنی رای صائب کی بہ نسبت پیر کی خطا مین اوسکا بڑا فائدہ ہے شعر می سجادہ رنگین کن گرت
پیر مغان گوید + کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا + پیر سے جو باتین ایسی وقوع مین آئے جسکی وجہ سے نہ معلوم ہو تو حضرت خضر اور
حضرت موسی علی نبینا وعلیہما الصلوة والسلام کا قصہ یاد کرے کہ وہ حکایت پیر اور مرید ہی کیواسطے ہی کہ مشائخ رضوان الله تعالی علیہم
اجمعین ایسی بہت سی چیزین جانتے ہین کہ عقل سے اونکے بہید کو مرید نہین پہونچ سکتا جالینوس کے زمانے مین ایک شخص کی داہنی
اونگلی مین درد ہوا تہا حکیم اونگلی پر دوا رکہتے تہے کچھہ فائدہ نہ کرتی تہی جالینوس نے اوسکے بائین شانے پر دوا رکہی ناقص طبیبون نے کہا
کہ یہ کیا بیوقوفی ہے (مار وگھٹنا پھوٹے آنکھہ) درد تو اونگلی مین اور دوا شانے پر یہ کیا فائدہ دیگی اور انگلی اچھی ہوگئی اور سبب یہ تہا
کہ جالینوس جانگیا تہا کہ پٹھے مین خلل آگیا ہے اور اوسے یہ معلوم تہا کہ پٹھے دماغ اور پشت سے آئے ہین اور جو پٹھے بائین طرف سے نکلتے
ہین وہ داہنی جانب آتے ہین اور جو داہنی طرف سے نکلتے ہین وہ بائین جانب آتے ہین اور اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ مرید کو اپنے باطن
مین کچھہ تصرف کرنا چاہیے خواجہ بوعلی فارمدی رحمہ الله تعالی سے سنے (یعنی امام صاحب فرماتا ہی کہ کہتے تہی ایک بار شیخ ابو القاسم
گرگانی رحمہ الله تعالی سے مین خواب نقل کرتا تہا وہ مجھسے خفا ہوئے اور ایک مہینا کامل مجہسے بات نہ کی مجھے کچھہ سبب نہ معلوم ہوا آخر کو

اونہون نے فرمایا کہ تو نے خواب نقل کرنے مین مجھے یون کہا کہ تم جو شیخ ہو تم نے مجہ سے خواب مین ایک بات کہی اور مینے خواب ہی مین کہا کہ یون
یہ کہکر فرمایا کہ اگر تیرے دلمین کیون کی جگہہ نہوتی تو جواب مین تیری زبان سے کیون کا لفظ نہ نکلتا پھر جب مرید نے اپنے کام پیر کے سپرد کردیا
تو پیر پہلے اوسی حصار مین کرتا ہے تاکہ آفتون سے محفوظ رہے اور اوس حصار کی چار دیوارین ہین ایک خلوت دوسری خاموشی تیسری گرسنگی
چوتھی بیخوابی اسواسطے کہ گرسنگی شیطان کی راہ بند رکھتی ہے اور بیخوابی سے دل روشن ہوتا ہے اور خاموشی باتون کی پراگندگی سے دلکو
بچائے رکھتی ہے اور خلوت خلائق کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور آنکہہ کان کی راہ بند کرتی ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین
کہ ابدال لوگ ابدال جو ہوئے تو گوشہ مین بیٹھنے اور بھوکے اور چپ اور جاگتے رہنے کی بدولت ہوئے جب مرید دنیا کے اشغال سے
الگ ہوا تو اب راہ چلنا اختیار کرے راہ چلنے مین پہل یہ کرے کہ پہلے عقبات راہ کو صاف کر دے اور عقبات راہ وہ صفات مذموم ہین جو
دل مین ہوتے ہین جن کامون سے بھاگنا چاہیے یہ صفات مذموم ساوس کی جڑ ہین جیسے جاہ و مال کی حرص اور اچھے کھانے پہننے کا لالچ
اور تکبر اور ریا وغیرہ تاکہ اوس مشغلہ کو باطن سے قطع کر دے اور دل خالی ہو جائے اور ممکن ہے کہ کوئی شخص ان سب باتون سے تو پاک ہو
ایک ہی صفت ذمیمہ مین آلودہ ہو تو اوس صفت کو چھوڑنے کی اوسطرح کوشش کرے جسطرح پر پیر مناسب جانے اور اوسکے لائق سمجھے کہ یہ امر
بمقتضائے حال بدلتا رہتا ہے اب چونکہ زمین کو خالی کر چکا تو تخم ریزی شروع کرے اور حق تعالی کا ذکر تخم ہے جب ماسوی اللہ سے
خالی ہو گیا تو گوشے مین بیٹھکر ہمیشہ دل و زبان سے اللہ اللہ کہا کرے حتی کہ زبان سے چپ ہو جائے اور دل سے کہنے لگے پھر ان لفظون کا
کہتے کہتے ٹھہر جائیگا اور اس کلمہ کا وہ معنی او مقصود دل پر غالب ہو جائیگا جو بیحرف ہے نہ عربی ہے نہ فارسی اسواسطے کہ دل سے
کہنا بھی بات ہے اور بات اوس تخم کا غلاف اور چھلکا ہے عین تخم نہین ہے پھر اوس معنی کا دلمین اسطرح متمکن اور مستولی اور منقش ہو جانا
چاہیے کہ اوسکے ساتھ دل وابستہ رکھنے مین تکلف نہ کرنا پڑے بلکہ ایسا عاشق ہو جائے کہ تکلف سے بھی دلکو اوس سے باز نہ رکھ سکے
حضرت شبلی قدس سرہ نے اپنے مرید کے ساتھ حصر کرکے فرمایا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کہ تو میرے پاس آئے اور ماسوی اللہ
کا خطرہ تیرے دل پر گذرے تو میرے پاس آنا تجھپر حرام ہے جب دلکو وسواس دنیاوی کے خار سے پاک کر چکا اور یہ تخم او سمین
بو چکا تو کوئی چیز نہ باقی رہی جو اختیار سے تعلق رکھے اور یہین تک اختیار ہوتا ہے اسکے بعد منتظر رہے کہ کیا گذرتی ہے اور کیا ظاہر
ہوتا ہے اور غالب ہے کہ یہ تخم ضائع نہو اسواسطے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ
یعنی جو شخص آخرت کے کام مین ہوتا ہے اور بیج بوتا ہے اوسے مین زیادتی نصیب کرتا ہون اور اس مقام پر مریدون کے حالات
مختلف ہوتے ہین کسیکو اس کلمہ کے معنی مین اشکال پیدا ہوتا ہے اور خیالات باطل پیش آتے ہین اور کوئی اس امر سے تو نجات پاتا ہے
لیکن فرشتون کی اصل اور انبیا علیہم السلام کی ارواح اوسے اچھی اچھی صورتون مین دکھائی دینے لگتی ہین خواب مین نظر آتی ہین یا آنکھ
کھولکر بھی دیکھے اسکے بعد اور حالات ہوتے ہین اونکی تفصیل دراز ہے اونکے بیان کرنے مین کچھ فائدہ نہین کہ یہ راہ چلنے کا بیان ہے
راہ کہنے کا ذکر نہین اور ہر ایک کو اور ہی چیز پیش آتی ہے اور جو شخص یہ راہ چلیگا اوسکے حق مین وہ چیز نہ سنی ہوئی ہونا بہتر ہے کہ اوس
چیز کا انتظار اوسکے دلکو مشغول رکھےگا اور حجاب ہو جائیگا تصرف علم کو جسقدر مین دخل ہے وہ یہین تک ہے اور مقصود یہ ہے تاکہ

اس بات کا ایمان پیدا ہو جائے اسواسطے کہ اکثر علما اسکے منکر ہین اور جو چیز علم رسمی کے ماورا ہے اوسی باور نہین کرتے واللہ اعلم

دوسری اصل پیٹ اور فرج کی شہوت کے علاج اور ان دونوں کی حرص توڑنے کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگین جو اوس سے نکلکر ہفت اندام کو گئی ہین وہ نہرون کے مثل ہین اور معدہ سب شہوتون کا منبع ہے اور یہ شہوت سب سے زیادہ آدمی پر غالب ہے کیونکہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اسکی بدولت بہشت سے نکلے یہ شہوت اور سب شہوتون کی جڑ ہے اسواسطے کہ جہان پیٹ بھرا تو نکاح کی شہوت سر اوٹھاتی ہے اور آدمی پیٹ اور فرج کی شہوت پرستی نہین کر سکتا مگر مال کے سبب سے تو مال کا لالچ پیدا ہوتا ہے اور مال نہین ہاتھ لگتا مگر جاہ سے تو جاہ کی حرص پیدا ہوتی ہے اور جاہ کی حفاظت نہین ہوسکتی مگر خلق کے ساتھ خصومت کرنیسے اور خصومت کے سبب سے حسد تعصب عداوت کبر ریا کینہ پیدا ہوتا ہے تو معدہ کو اوسکے حال پر چھوڑ دینا سب گناہون کی اصل ہے اور معدہ کو زبردست کرنا اور بھوکے رہنے کی عادت ڈالنا سب نیکیون کی جڑ ہے ہم اس اصل مین پہلے بھوک کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکے فائدے بیان کرینگے پھر تھوڑا کھانے مین ریاضت کا طریقہ بیان کرینگے پھر اوسمین لوگون کا اختلاف احوال بیان کرینگے پھر شہوت فرج کی آفت اور جو شخص اپنے تئین اوس سے محفوظ رکھے اوسکا ثواب بیان کرینگے **بھوک کی فضیلت کا بیان** ایعزیز جان تو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے ساتھ بھوک پیاس سے جہاد کرو کہ اوسکا ثواب کفار کے ساتھ جہاد کرنیکے ثواب کے مانند ہے اور کوئی کام خدا کے نزدیک بھوک پیاس سے زیادہ دوست نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص پیٹ بھر لیتا ہے اوسے ملکوت آسمان کی طرف راہ نہین ملتی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کون شخص فاضلتر ہے فرمایا جو تھوڑا کھائے تھوڑا ہنسے اور ستر عورت کی قدر کپڑے پر قناعت کرے اور فرمایا ہے کہ بھوک سب کامون کی سردار ہے اور فرمایا ہے کہ پرانا کپڑا پہنو اور آدھا پیٹ کھانا پانی کھاؤ پیو کہ یہ نبوت کا ایک جزو ہے اور فرمایا ہے کہ تفکر نصف عبادت ہے اور تھوڑا کھانا پوری عبادت ہے اور فرمایا کہ تم مین سے وہ شخص خدا تعالی کے نزدیک افضل ہے جو بہت تفکر کرے اور بہت بھوکا رہے اور تم مین سے وہ شخص خدا کا بڑا دشمن ہے جو بہت کھائے پیئے اور بہت سوئے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے اوس شخص کے سبب سے حق تعالی فرشتون پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ دیکھو مینے تو اوسے شہوت طعام مین مبتلا کیا اور اوسنے میرے واسطے کھانے سے ہاتھ اوٹھایا اے فرشتو تم گواہ رہنا کہ جتنے لقمے اوسنے چھوڑ دیے اومین سے ہر لقمہ کے عوض ایک ایک درجہ بہشت مین دونگا اور فرمایا ہے کہ بہت کھانے پانی سے اپنے دلونکو مردہ نکرو اسواسطے کہ دل کھیت کے مثل ہے کہ جب پانی بہت ہوتا ہے کھیت پژمردہ ہو جاتا ہے اور فرمایا ہے کہ پیٹ سے زیادہ کسی بدتر چیز کو آدمی پر نہین کرتا اور چند لقمے آدمی کے واسطے بس ہین جو اوسکی پشت سیدھی رکھین اگر چاہو تو پیٹ کا ایک تیسرا حصہ کھانیکے واسطے ہو ایک تہائی پانی پینے کے واسطے ایک ثلث سانس لینے کو دیدے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک تہائی ذکر کے واسطے ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے تئین ننگا بھوکا رکھو

تاکہ تمہارے دل حق تعالیٰ کو دیکھیں اور سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کے بدن میں اس طرح روان ہے جیسے رگوں میں خون بھوک پیاس سے شیطان کی رہگذر تنگ کرو اور فرمایا ہے کہ مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور منافق سات انتڑیوں میں کھاتا ہے یعنی منافق کی خوراک مسلمان کی بہ نسبت سات گنی ہوتی ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کا دروازہ برابر کھٹکھٹائے جاؤ تاکہ دروازہ کھولا جائے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کا ہے سے کھٹکھٹائیں فرمایا کہ بھوک پیاس سے جناب رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈکار آئی آپ نے فرمایا کہ اپنی ڈکار کو دور رکھو اسواسطے کہ جو شخص اس جہان میں بہت سیر ہے وہ اوس جہان میں بہت بھوکا ہوگا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز آسودہ ہوکر کھانا نہ تناول فرماتے ایسا ہوتا تھا کہ بھوک کی وجہ سے مجھے آپ پر ترس آتا تھا اور میں آپکے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرتی اور عرض کرتی کہ میرا بدن آپ پر تصدق ہو اگر آپ اسقدر کھانا نوش فرمائیں کہ بھوک کے نہ مرا کریں تو کیا ہو آپ فرماتے کہ یا عائشہ انبیاء اولوالعزم جو میرے بھائی تھے مجھ سے پیشتر گذر گئے اونھوں نے حق تعالیٰ کی جناب سے بزرگیاں پائیں میں ڈرتا ہوں کہ اگر تن پروری کروں تو میرا درجہ اون سے کم ہو جائے کچھ دن تھوڑے سے صبر کرنے کو میں اس امر کی بہ نسبت دوست رکھتا ہوں کہ آخرت میں میرا حظ کم ہو جائے اور اس سے زیادہ مجھے کچھ دوست نہیں ہے کہ میں اپنے بھائیوں کے پاس پہنچ جاؤں ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم یہ فرمانے کے بعد ایک ہفتہ سے زیادہ آپ زندہ نہیں رہے سیدۃ النساء حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لیے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپنے پوچھا یہ کیا ہے عرض کیا کہ میں نے ایک روٹی پکائی جی نہ چاہا کہ بے آپکے کھالوں فرمایا کہ تین دن کے بعد یہ پہلا کھانا ہے جو تیرے باپ کے منہ میں جائیگا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ میں تین دن برابر گیہوں کی روٹی کسی نے نہیں کھائی حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ رات کے کھانے میں ایک نوالہ کم کھانے کو میں اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہوں کہ تمام رات صلوٰۃ پڑھا کروں حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دل سے کہا کرتے کہ تو بھوکا رہنے سے کیوں ڈرتا ہے ہیہات ہیہات حق سبحانہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکے یاروں کو تو بھوک دی تھی اور تجھ جیسوں سے دریغ کریگا کہمس نے جناب احدیت میں عرض کیا کہ بارخدایا تو مجھے ننگا بھوکا رکھتا ہے اور رات کو اپنے ساتھ خلوت میں رکھتا ہے تیرے نزدیک میں نے یہ مرتبہ کاہے سے پایا یہ معاملہ تو تو اپنے اولیا کے ساتھ کرتا ہے حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اوس شخص کے واسطے خوشی ہے جو کفایت ہی کی قدر غلہ رکھتا ہو اور خلق سے بے پرواہ ہے حضرت محمد بن واسع نے کہا نہیں بلکہ اوس شخص کے واسطے ٹھنڈک ہے جو صبح شام بھوکا رہے اور اس حال میں بھی حق تعالیٰ سے خوش اور راضی ہو حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ بزرگوں اور عقلمندوں نے غور کیا دین و دنیا میں بھوک سے زیادہ کسی چیز کو نافع نہ پایا اور آخرت کے بارے میں سیری سے زیادہ کسی چیز کو مضر نہ دیکھا حضرت عبدالواحد بن زید نے کہا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے

کسیکو اپنا دوست نہین بنایا مگر بھوک کی بدولت اور کوئی شخص پانی پر نہین چلا مگر بھوک کی برکت سے اور کسی شخص نے زمین کو نہین لپیٹا مگر بھوک کی قدرت سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے اوس چالیس دن کے عرصہ مین جسمین حق تعالی نے اوسے کلام کیا تھا کچھ نہین کھایا **گرسنگی کے فائدون اور سیری کی آفتون کا بیان** ایعزیز جانتو کہ بھوک کی فضیلت اس سبب سے نہین ہے کہ اومین تکلیف ہوتی ہے جسطرح دوا کی فضیلت اسوجہ سے نہین ہے کہ وہ کڑوی ہوتی ہے مگر بھوک مین دس فائدے ہین **پہلا فائدہ** یہ ہے کہ دلکو صاف اور روشن کردیتی ہے اور سیری آدمی کو کور دل اور کند ذہن کردیتی ہے اور سیری کے سبب سے آدمی کے دماغ مین ایک بخار جاتا ہے کہ وہ آدمی کو نادان کردیتا ہے حتی کہ اوسکا خیال اور اندیشہ پراگندہ اور شوریدہ ہوجاتا ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تھوڑا کھانے سے اپنے دل کو زندہ کرو اور بھوک سے پاک کرو تاکہ صاف اور رقیق ہوجائین اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بھوکا رکھتا ہے اوسکا دل تیز ہوتا ہے اوسکی سمجھ بڑہتی ہے حضرت شبلی قدس سرہ فرماتے ہین کہ کوئی روز ایسا نہین ہوا کہ مین خدا کے واسطے بھوکا بیٹھا ہوں اور اپنے دل مین حکمت اور عبرت تازہ نپائی ہو جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ سیر ہوکر نہ کھایا کرو ورنہ نور معرفت تمھارے دلمین مارا جائیگا پس چونکہ معرفت راہ جنت ہے اور بھوک درگاہ معرفت ہے تو بھوکا رہنا جنت کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَدِیمُوا قَرْعَ بَابَ الْجَنَّۃِ بِالْجُوْعِ **دوسرا فائدہ** یہ ہے کہ بھوک سے دل ایسا رقیق ہوجاتا ہے کہ ذکر اور مناجات کا مزہ آتا ہے اور سیری سے قساوت اور سخت دلی پیدا ہوتی ہے حتی کہ آدمی ذکر جو کرتا ہے وہ زبان کی نوک پر رہتا ہے دل کے اندر سرایت نہین کرتا حضرت جنید قدس سرہ فرماتے ہین کہ جسنے اپنے اور خدا کے درمیان کھانیکا توبڑہ رکھا اور چاہتا ہے کہ مناجات کی لذت پائے تو یہ ہرگز نہوگا **تیسرا فائدہ** یہ ہے کہ اترانا اور غفلت دوزخ کا دروازہ ہے اور شکستگی اور بیچارگی اور عاجزی جنت کی ڈیوڑھی ہے اور سیری اترانا اور غفلت پیدا کرتی ہے اور بھوک عاجزی اور شکستگی لاتی ہے اور جبتک بندہ اپنے تئین عاجزی کی نظر سے نہ دیکھے ایک نوالہ جو اوسے نہین ملتا تو تمام جہان اوسپر تنگ و تاریک ہوجاتا ہے تب تک خداوند تعالی کی بزرگی اور قدرت نجانیگا اسیواسطے تھا کہ تمام روی زمین کی خزانون کی کنجیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئین آپ نے فرمایا مین یہ نہین چاہتا بلکہ ایکدن بھوکا رہنا اور ایک دن سیر ہونا مجھے بہت درست ہے جب بھوکا ہوتا ہوں صبر کرتا ہوں جب سیر ہوتا ہوں شکر بجالاتا ہون **چوتھا فائدہ** یہ ہے کہ آدمی اگر سیر ہوگا تو بھوکون کو بھول جائیگا خلق خدا پر مہربانی نکریگا عذاب آخرت کو فراموش کردیگا اور جب بھوکا ہوگا تو دوزخیون کی بھوک یاد کریگا اور جب پیاسا ہوگا تو قیامت والون کی پیاس یاد کریگا اور خوف آخرت اور بندگان خدا پر شفقت دریائے جنت مین سے ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے لوگون نے عرض کیا کہ روی زمین کا خزانہ تو آپ کے پاس ہے آپ کیون بھوکے رہتے ہین فرمایا کہ مین یہ ڈرتا ہون کہ سیر ہونگا تو بھوکے فقیرون کو بھول جاؤنگا **پانچوان فائدہ** یہ ہے کہ سب سعادتون کی سردار سعادت یہ ہے کہ آدمی نفس کو اپنا زیردست کرلے اور شقاوت یہ ہے کہ اپنے تئین نفس کا زیردست کردے اور جسطرح سرکش جانور کو بھوک ہی سے رام کرتے ہین آدمی کے نفس کا بھی یہی حال ہے اور یہ ایک فائدہ نہین ہے

آسیر ہونیکی آفت

بلکہ فائدون کی کیمیا ہے اسواسطے کہ سب گناہ شہوت کے سبب سے ہوتے ہین اور شہوت سیری کے سبب سے ہوتی ہے حضرت ذوالنون
مصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ مین جب سیر ہوکر کھاتا تھا خواہ نخواہ گناہ یا گناہ کا ارادہ کرتا تھا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بدعت پہلے پیدا ہوئی وہ سیری تھی کہ لوگون نے جب
سیر ہوکر کھایا تو اونکے نفس نے سرکشی اختیار کی اگر بھوک کا اور کچھ فائدہ نہو مگر فرج کی شہوت تو ضعیف ہوجائیگی اور بات کرنیکی خواہش
تو کم ہوگی تو قصہ تمام ہے اسواسطے کہ جو کوئی سیر ہوکر کھاتا ہے فضول گوئی اور غیبت مین مشغول ہوتا ہے اور فرج کی شہوت غالب
ہوجاتی ہے وہ اگر فرج کو محفوظ رکھے گا تو آنکھ کیونکر بچاے گا اور اگر آنکھ کو بھی بچالیگا تو دل کو نہ بچا سکیگا اور بھوک ان سب باتون کو
کفایت کرتی ہے اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ حق تعالی کے خزانہ مین بھوک ایک گوہر گران بہا ہے حق تعالی وہ گوہر ہر کسی کو
نہین دیتا جسے دوست رکھتا ہے اسیکو عنایت فرماتا ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جو مرید ایک سال روکھی روٹی کھاے اور جسقدر
کھانیکی اوسے عادت ہے اوسکی آدہی کھاے تو حق تعالے اوسکے دل سے عورتون کا خیال بالکل دور کردیگا چھٹا فائدہ یہ ہے
کہ آدمی جو بھوکا ہوتا ہے تو تھوڑا سا سوتا ہے اور کم خوابی سب عبادتون اور ذکر و فکر کی اصل ہے خصوصًا شب کو اور جو شخص سیر ہوکر کھاتا
اوسپر نیند غالب ہوجاتی ہے مردہ کیطرح پڑ رہتا ہے اور اوسکی عمر ضائع ہوتی ہے ایک پیر ہر شب دسترخوان پر منادی کرواکر
تھے کہ اے مریدون بہت روٹی نہ کھاؤ اگر کھاؤگے تو پانی بہت پیاؤگے کھانا پانی بہت کھاؤ پیوگے تو بہت سا سوؤگے اگر
بہت سا سوؤگے تو قیامت کے دن بہت حسرت کروگے ستر صدیقون نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ بہت سونا بہت پانی پینے سے ہوتا ہے
اور چونکہ عمر آدمی کا سرمایہ ہے اور ہر سانس ایک گوہر ہے کہ اوس سے سعادت آخرت حاصل کرسکتے ہین اور سونا عمر کو گھٹاتا ہے
اور ضائع کرتا ہے تو جو چیز نیند کو دور کرے اوس سے زیادہ کون شے عزیز ہوگی اور جو شخص سیری پر تہجد ادا کریگا مناجات کی لذت
نپائیگا اور نیند اوسپر غلبہ کریگی اور شاید کہ احتلام ہوجاے اور رات کو غسل نکرسکے ناپاک رہے اور عبادت سے محروم رہ جاے
اور غسل کی تکلیف مین گرفتار ہوجاے اگر حمام جانا چاہے تو شاید اوسکے پاس پیسا نہو اور شاید حمام مین جاکر عورت پر اوسکی نظر پڑے
اور اوسکے سبب سے بہت سی آفتین اوٹھ کھڑی ہون حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ احتلام عقوبت ہے یہ اس
سبب سے کہا ہے کہ احتلام سیری سے ہوا کرتا ہے **ساتوان** فائدہ یہ ہے کہ گرسنگی کے سبب سے آدمی پر زمانہ فراخ ہوجاتا ہے علم و
عمل مین مشغول ہونیکے واسطے مہلت اور فراغت پاتا ہے اسواسطے کہ آدمی جب بہت کھائیگا تو کھانے کے واسطے خریدنے بنانے
سامان کا انتظار کرنیکے واسطے زمانہ چاہیے پھر پاخانے جانا طہارت کرنا پڑیگا تمام زمانہ تو ان ہی واہیات کامون مین گذر جائیگا
اور ہر سانس ایک گوہر اور آدمی کا سرمایہ ہے اوسے بے ضرورت ضائع کرنا حماقت ہے حضرت سری سقطی قدس سرہ کہتے ہین کہ مین نے
علی جرجانی کو دیکھا کہ جو کے ستو نگل رہے تھے مین نے کہا کہ تمنے روٹی کیون نہ کھائی کہا کہ اسکے نگل لینے مین اور روٹی کے کھانے مین
ستر تسبیح کے زمانہ کا فرق ہے اسی سبب چالیس برس ہوے کہ مین نے روٹی نہین کھائی مناسب نہین کہ روٹی چبانیکے سبب سے
یہ فوت ہوجاے اسمین کچھ شک نہین ہے کہ جو شخص بھوک کی عادت ڈالتا ہے اوسپر روزہ آسان ہوتا ہے وہ مسجد مین اعتکاف

کر سکیگا اور ہمیشہ باطہارت رہ سکیگا اور جو لوگ آخرت کی سوداگری کرتے ہین اونکے نزدیک یہ فائدے حقیر اور ناچیز نہین ہین حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جسنے پیٹ بھر کر کھایا اوسمین چھ چیزین پیدا ہوجاتی ہین ایک تو عبادت کی حلاوت نہین پاتا اور حکمت وغیرہ یاد رکھنے مین اوسکی یادداشت بری ہوجاتی ہے اور خلق پر شفقت کرنے سے محروم رہتا ہے اسواسطے کہ وہ جانتا ہے کہ تمام جہان سیر ہے اور عبادت کرنا اوسپر گران ہوجاتا ہے اور شہوتین زیادہ ہوجاتی ہین اور سب مسلمان تو مسجد کے گرد پھرتے ہین وہ پاخانہ اور مزبلہ کے گرد ہوتا ہے **آٹھوان** فائدہ یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے تندرست رہتا ہے بیماری کی تکلیف دوا کے خرچ طبیب کی نازبرداری فصد کھلانے پچھنے لگوانے کڑوی دوا کے کھانیکے صدمہ سے بچا رہتا ہے حکیمون اور طبیبون نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ کم کھانیکے سوا کوئی چیز ایسی نہین جو بالکل نفع ہو اوسمین کچھ ضرر نہو ایک حکیم نے کہا ہے کہ جو چیزین آدمی کھاتا ہے اون سب مین انار بہتر اور نافع تر ہے اور خشک گوشت بدتر ہے تھوڑا خشک گوشت کھانے سے بہت انار کھانا بہتر ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ روزہ رکھو تاکہ تندرست ہو **نوان** فائدہ یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے اوسکا خرچ بھی کم ہوتا ہے اور اوسے بہت مال کی حاجت نہین ہوتی اور سب آفتین اور گناہ اور دل کی مشغولی بہت مال کی حاجت سے ہوا کرتی ہے اسواسطے کہ آدمی جب روز چاہے کہ اچھی چیز کھاؤن اور بہت سی کھاؤن تو تمام دن اسی فکر مین رہیگا کہ کہان سے لاؤن اور شاید کہ شبہہ اور طمع اور حرام مین گرفتار ہوجاے ایک حکیم کا قول ہے کہ مین اپنی اکثر حاجتین اسطرح نکالتا ہون کہ اون حاجتون سے ہاتھ اوٹھاتا ہون اور یہ مجھپر بہت آسان ہے دوسرے حکیم کا قول یہ ہے کہ مین کیون کسی سے قرض مانگون اپنے پیٹ ہی سے نہ قرض لے لون اور اوس سے کہدون کہ اس چیز کی خواہش چھوڑ دے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ چیزون کا نرخ پوچھا کرتے لوگ کہتے کہ گران ہے فرماتے اَرْخِصُوْهُ بِالتَّرْكِ یعنی اسطرح ارزان کرو کہ اس چیز کو ترک کر دو **دسوان** فائدہ یہ ہے کہ آدمی جب اپنے پیٹ پر قادر ہوگیا تو صدقہ دینے اور لوگون پر خرچ کرنے اور کرم کرنے پر قادر ہوگیا اسواسطے جو کچھ پیٹ مین جاتا ہے پاخانہ اوسکی جگہ ہے اور جو صدقہ مین دیتا ہے وہ خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تندیلے آدمی کو دیکھا فرمایا کہ جو کچھ تو نے اپنے توند مین ڈال لیا ہے اوسے اگر اور کہین صرف کرتا یعنی صدقہ مین اور خدا کی راہ مین دیتا تو بہتر ہوتا واللہ اعلم

کھانا کھاتے وقت کم کھانے مین مرید کے آداب کا بیان

ایعزیز جان تو کہ بعد اسکے کہ کھانا حلال کا ہو تین احتیاطین مرید پر فرض ہین پہلی احتیاط کم کھانے مین ہے یہ نچاہیے کہ بہت کھاتے کھاتے دفعتًا کم کھانے لگے کہ اوسکی تاب نہ لائیگا اور وہ اوسے نقصان کریگا بلکہ بتدریج کم کرنا چاہیے مثلًا اگر عادت سے ایک روٹی کم کھایا چاہتا ہے تو چاہیے کہ ایکدن ایک نوالہ کم کرے دوسرے دن دو نوالے تیسرے دن تین نقمے تاکہ ایک مہینے مین ایک روٹی سے دست بردار ہوجاے جب ایسا کریگا تو اوسپر آسان ہوگا اور کبھی نقصان ہوگا اور طبیعت اوسپر بخوبی ٹھہر جائیگی پھر جس مقدار پر ٹھہریگا اوسکے چار درجے ہین بڑا درجہ جو صدیقون کا مرتبہ ہے وہ یہ ہے کہ ضرورت کی قدر پر قناعت کرے حضرت سہل تستری نے یہی اختیار کیا تھا اسواسطے کہ اونھون نے کہا کہ عبادت زندگی اور عقل اور قوت سے ہوتی ہے جبتک قوت گھٹنے کا خوف نہو کھانا نہ کھانا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص بھوک کے سبب سے ضعیف ہو اور بیٹھے بیٹھے نماز پڑھے افضل ہے اوس شخص کی کھڑے کھڑے نماز سے جو سیر ہو لیکن جب آدمی یہ ڈرے کہ زندگی یا عقل مین خلل پڑ جائیگا اب کھانا چاہیے

کہ عقل کے تغیر نہ لگی نہیں ہوسکتی اور بدون تجربہ حاصل ہی ہے اونسے پوچھا کہ آپ کیونکر کھاتے ہین فرمایا کہ ہرسال تین درم میرا خرچ تھا ایک درم کا
چاول کا آٹا ایکدرم کا شہد اور ایکدرم کا روغن جمع کرکے تین سو ساٹھ پنڈیاں بنالیتا تھا ہر روز ایک پنڈی سے روزہ کھولتا لوگون نے
پوچھا اب کیا انداز ہے فرمایا جیسی آپڑے راہبون بعضے ایسے ہین کہ ہر روز ایکدرم بھر سے زیادہ کھانا نہین کھاتے اور اپنے تئین تھوڑے
قلیل پر بتدریج پہونچایا ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدھے مد پر اقتصار کرے اور جو روٹی چار من کی ہو اوسمین سے ایک روٹی پوری اور
ایک تہائی روٹی آدھے مد کی ہوتی ہے ہمین شاید تہائی پیٹ بھرے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ثُلُثٌ لِلطَّعَامِ
وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَثُلُثٌ لِلذِّکْرِ اور ایک روایت مین ثُلُثٌ لِلنَّفَسِ آیا ہے اور یہ وہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمائی کہ چند لقمے کفایت کرتے ہین اور یہ روٹی دس لقمون سے کم ہوتی ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سات یا نو لقمون سے
زیادہ نہ کھاتے تھے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ایک مد پر اقتصار کرے اور وہ تین گردون کے قریب ہوگا شاید اکثر لوگون کے حق مین تہائی پیٹ
سے بڑھ کر آدھے پیٹ کی حد کو پہونچ جائے چوتھا درجہ یہ ہے کہ ایک من پورا ہوجائے اور ممکن ہے کہ مد سے جو بڑھ گیا ہے وہ اسراف
کی حد کو پہونچ جائے اور اس آیہ کریمہ مین داخل ہوجائے وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ لیکن یہ امر وقت اور ساتھ پاؤن اور کام
کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے غرضکہ بہرحال یہ بات چاہیے کہ جب کھانے سے ہاتھ کھینچے تو بھوکا ہو اور بعض لوگون نے کوئی اندازہ نہین
مقرر کیا ہے مگر یہ کوشش کی ہے کہ جبتک بھوک نہ لگے نہ کھائین ہنوز بھوکے ہون اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لین بھوک کی علامت یہ ہے
کہ آدمی بغیر سالن وغیرہ کے روٹی کی حرص کرے اور جو باجرہ جو وغیرہ کی روٹی شوق سے کھا سکے اگر روٹی کے ساتھ کھانیکو کچھ ڈھونڈھے تو وہ بھی
بھوک نہین ہے اکثر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے آدھے مد سے تجاوز نہین کیا ہے ایک جماعت تھی کہ اوسکا کھانا ہر ہفتہ مین ایک صاع ہوتا تھا اور ایک صاع
چار مد ہوتا ہے وہ لوگ اگر خرما کھاتے تو ڈیڑھ صاع کھاتے اسواسطے کہ اوسمین گٹھلی نکل جاتی ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک صاع جو میری غذا تھی اور قسم خدا کی جبتک مین آپکے پاس
پہونچ جاؤنگا تب تک اس سے نہ پھرونگا اور بعض لوگون پر حضرت ابوذر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ تم اس سے پھر گئے ہو اور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا بڑا دوست اور بڑا مقرب وہ ہے جو جس طرح پر آج ہے اوسی انداز پر مرے یہ کہکر حضرت ابوذر نے کہا کہ
تم لوگ اس سے پھر گئے ہو اور جو کا آٹا چھاننے لگے پتلی پتلی روٹیان پکانے لگے دو طرح کا سالن کھانے لگے اور رات کا پیراہن دن کے
پیراہن سے جدا کر ڈالا حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایسا تھا دو آدمیون مین ایک مد خرما اہل صفہ کی غذا تھی
اور انکی بھی گٹھلیان نکل جاتی تھین حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اگر تمام عالم خون ہوجائے تو بھی اوسمین سے میری
غذا حلال ہی ہوگی اسکے معنی یہ ہین کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ نہ کھا سکے وہ مراد نہین ہے جو بازاری لوگ کہتے ہین کہ حرام چیز
جب کسکو ملتی ہے تو حلال ہوجاتی ہے اسواسطے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو صدقہ کا ایک خرما پہونچا اور وہ حلال ہوگیا
دوسری احتیاط کھانے کے وقت سے ہے اسکے تین درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ تین تین دن سے زیادہ تک کچھ نہ کھائے اور کوئی
ایک ایسے تھے کہ اونھون نے ایک ایک ہفتہ اور دس دس بارہ بارہ دن سے زیادہ تک کچھ نہین کھایا اور تابعین مین کسی بزرگ نے

اپنے تئین اس مرتبے کو پہونچایا تھا کہ چالیس چالیس دن کچھ نکھاتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ چھ چھ دن تک کچھ نکھاتے حضرت ابراہیم ادہم اور ثوری رحمہما اللہ تعالی تین دن کے بعد کھانا کھاتے تھے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چالیس دن تک کچھ نکھائے تو ملکوت آسمان کے عجائبات مین سے کچھ نکچھ اوسپر ضرور ظاہر ہوگا ایک صوفی نے ایک راہب سے مناظرہ کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان تو کیون نہین لاتا راہب نے کہا اسواسطے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے چالیس دن تک کچھ نہین کھایا اور سچے پیغمبر کے سوا اور کوئی نہین کرسکتا تمھارے پیغمبر نے یہ نہین کیا صوفی نے کہا کہ اپنے رسول کی امت مین سے ایک مین ہون بھلا اگر مین چالیس دن کچھ نکھاؤن تو تو ایمان لائیگا اوسنے کہا ہان لاؤنگا وہ صوفی پچاس دن تک بیٹھا رہا اور کہا کہ اور زیادہ صبر کرون راہب نے کہا ہان صوفی نے ساٹھ دن پورے کیے اور کچھ نہ کھایا وہ راہب ایمان لایا یہ بہت بڑا درجہ ہے تکلف سے کوئی اس درجہ کو نہین پہونچتا مگر وہ شخص جسے اس عالم کے باہر کا کوئی کام پیش آیا ہو کہ وہ کام اوسکی قوت کو نگاہ رکھتا ہے اور اوس شخص کو مشغول رکھتا ہے کہ اوسے بھوک کی خبر ہی نہین ہوتی دوسرا درجہ یہ ہے کہ دو دو دن تین تین دن کچھ نکھائے یہ ممکن ہے اور اکثر لوگ ایسے ہوتے ہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ ہر روز ایک بار کھائے اور یہ سب درجون سے کم ہے اور جب دو بار کھانے کا اتفاق ہوا تو اسراف کی حد کو پہونچ گیا اور کسی وقت آدمی بھوکا نہین ہوتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کے وقت کھانا نوش فرماتے تو شام کے وقت نکھاتے اور جب شام کے وقت تناول کرتے تو صبح کے وقت نوش نفرماتے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار اسراف نکرنا ایک دن مین دو بار کھانا اسراف ہے آدمی جب ایک ہی بار کھایا چاہے تو اوسے یہ ہے کہ صبح کے وقت کھائے تاکہ تہجد کی نماز مین ہلکا پھلکا رہے اور دل صاف ہو اور اگر ایسا ہے کہ رات کو کھانے کی طرف التفات کریگا تو ایک روٹی افطار کے وقت کھائے اور ایک روٹی صبح کو تیسری احتیاط جنس طعام مین ہے گیہون کا چھانا ہوا آٹا جنس اعلے ہے اور جو کا بے چھانا آٹا جنس ادنی ہے اور جو کا چھانا ہوا آٹا جنس متوسط ہے اور روٹی کے ساتھ کھانیکی چیزون مین سب سے بہتر گوشت اور مٹھائی ہے اور سب سے کمتر سرکہ اور نمک ہے اور متوسط چپڑی ہوئی روٹی ہے جو لوگ آخرت کی راہ چلتے ہین اونکی عادت یہ ہے کہ روٹی کے ساتھ کھانے کی چیز سے پرہیز کیا ہے اور جس چیز کی خواہش اپنے مین دیکھی اوسمین اپنے نفس کی مخالفت کی اور کہا ہے کہ جب نفس اپنی خواہش کی چیز پاتا ہے تو اوسمین غرور اور غفلت اور ظلمت پیدا ہوجاتی ہے اور دنیا مین رہنے کو دوست رکھتا ہے موت کو دشمن جانتا ہے آدمیکو چاہیے کہ اپنے اوپر دنیا کو تنگ کرے تاکہ دنیا اوسکا قیدخانہ بنجائے اور موت قیدخانے سے اوسکی نجات ہوجائے حدیث شریف مین آیا ہے شِرَارُ اُمَّتِیَ الَّذِیْنَ یَاکُلُوْنَ مُخَّ الْحِنْطَۃِ یعنی میری امت مین سب سے بدتر وہ لوگ ہین جو بھوسی نکالکر گیہون کھائین یہ حرام نہین ہے کبھی کبھی کھانا درست ہے لیکن اگر ہمیشہ کی عادت کرلینگے تو طبیعت پر اچھے کھانے کی خواہش غالب ہوجائیگی اور اس بات کا خوف ہے کہ غفلت پیدا ہوجائے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین وہ لوگ بدترین ہین جنکا بدن ہمہ نعمت کھانے سے موٹا اور تازہ ہوا ہو اور اوسکی تمام ہمت الوان طعام اور اقسام لباس مین مصروف ہو اور باتین دور دور کی بنائین حضرت موسی علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے موسی تم جان لو کہ گور تمھارا ٹھکانا ہے چاہیے کہ بدن کو شہوت پرستی سے باز رکھو اور جس شخص کو اسباب تنعم مہیا ہوے

اور ہر ایک آرزو برآئی بزرگون نے اوسے نیک نہین جانا ہے حضرت وہب ابن منبہ قدس سرہ نے کہا ہے کہ چھٹے آسمان مین دو
فرشتے باہم ملے ایک نے کہا کہ فلانے یہودی نے فلانی مچھلی کی تمنا کی ہے مین اسواسطے جاتا ہون کہ ماہی گیر کے جال مین اوسے
پھنسا دون دوسرے نے کہا کہ فلانے عابد کی آرزو کے موافق روغن کا پیالہ اوسکے پاس لوگ لائے ہین مین اسواسطے جاتا ہون کہ اوسے
گرا دون لوگون نے کٹورے بھر ٹھنڈے پانیمین شہد گھولکر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیا آپنے نہ پیا اور فرمایا
کہ اسکے حساب سے مجھے دور رکھو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیمار تھے تھنی ہوئی مچھلی کھانے کو اونکا جی چاہا حضرت نافع
رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مدینہ منورہ مین مچھلی نہ ملتی تھی مین نے بڑی کوشش اور تلاش سے ڈیڑھ درم کو مول لی اور بھونکر
اونکے پاس لیگیا اتنے مین ایک فقیر آپہونچا اونھون نے کہا کہ لو اسے دیدو مین نے کہا کہ مچھلی کی تمھین آرزو تھی مین بڑی کوشش سے
لایا ہون اسے رہنے دو مین اسکی قیمت فقیر کو دیدونگا کہا نہین یہی دیدو مین نے وہ مچھلی اوس فقیر کو دیدی اور اوسکے پیچھے پیچھے
گیا اور پھر اوس سے مول لیلی اور قیمت اوسے دیدی جب پھر مین اوس مچھلی کو لایا اور کہا کہ مین نے اسکی قیمت اوسے دیدی ہے
اونھون نے یہی کہا کہ یہ مچھلی اوسکو دیدو اور قیمت بھی نہ پھیرو کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے
ارشاد کیا کہ جس کسیکو کوئی چیز کھانے کی آرزو ہو اور خدا کے واسطے اوس چیز سے دست بردار ہو حق تعالی اوسے بخشدیگا حضرت
عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی خمیر کو آفتاب مین خشک کر کے کھایا کرتے اوسے پکانے نہ دیتے تاکہ اوسکا مزہ نہ ملے اور دہوپ سے پانی
نہ اوٹھاتے اوسیطرح گرم پیا کرتے حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دودہ کی آرزو رہی اور چالیس برس نہ پیا کوئی شخص
اونکے پاس طب لیگیا دیر تک ہاتھ مین لیے رہے پھر اوسی شخص سے کہا کہ تم ہی کھالو مین نے تو چالیس برس ہوگئے نہین کھایا ہے
احمد ابن الحواری حضرت ابو سلیمان دارانی قدس سرہما کے مرید کہتے ہین کہ حضرت ابو سلیمان دارانی نے نمک کے ساتھ گرم روٹی کھانیکی
آرزو کی مین لے آیا اونھون نے نوالہ اوٹھا کر رکھدیا اور رو گئے اور کہا کہ بار خدایا تو میری خواہش کی چیز میرے سامنے لایا یہ میری
عقوبت ہے مین نے توبہ کی تو میرا گناہ بخشدے حضرت مالک ابن ضیغم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ایکدن بصرہ کے بازار مین میرا گذر ہوا
ایک ترکاری دیکھی اوسکی خواہش میرے دلمین پیدا ہوئی مین نے قسم کھائی کہ اسے نہ کھاؤنگا اور چالیس برس اوس سے صبر کیا
حضرت مالک دینار قدس سرہ نے کہا ہے کہ پچاس برس ہوگئے کہ مین نے دنیا کو طلاق دی ہے اور دودہ کے شربت کی آرزو
مین ہون اور نہ پیا ہے نہ پیونگا حتی کہ حق تعالی کے پاس پہونچ جاؤن حضرت حماد ابن ابو حنیفہ رحمہما اللہ تعالی نے کہا ہے کہ حضرت
داؤد طائی کے دروازے پر جب مین پہونچا تو میرے کان مین یہ آواز آئی کہ تو نے ایکبار گاجر چاہی تھی وہ مین نے تجھے دیدی
اب خرما مانگتا ہے یہ ہرگز نہ پائیگا اور نہ کھائیگا اندر جو گیا تو اونکے پاس اور کوئی نہ تھا وہ آپسے آپ کہہ رہے تھے حضرت عتبۃ الغلام
قدس سرہ نے حضرت عبد الواحد بن زید رحمہ اللہ تعالی علیہ سے کہا کہ فلانا شخص اپنے دل کی ایک حالت بیان کرتا ہے مجھے وہ حالت
نہین ہے اونھون نے فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ وہ روکھی روٹی کھاتا ہے اور تم خرمے سے روٹی کھاتے ہو اونھون نے کہا کہ
اگر مین خرمے سے دست بردار ہوؤن تو اوس حالت کو پہونچونگا فرمایا ہان پہونچیگا غرضکہ اوس نے خرمے کو ترک کر دیا اور رویا

لوگوں نے پوچھا کہ کیا تو خرمے کے واسطے روتا ہے حضرت عبدالواحد نے جواب دیا کہ اسکا نفس خرما چاہتا ہے اور دل کے صدق عزم سے جانتا ہے کہ یہ ہرگز نہ کھائیگا اسواسطے روتا ہے حضرت ابو بکر جلا قدس سرہ نے کہا ہے کہ میں ایک شخص کو جانتا ہوں کہ اسکے نفس کو ایک چیز کی تمنا ہے اور کہتا ہے کہ میں دس روز تک صبر کرونگا اور کچھ نہ کھاؤنگا مجھے میری آرزو ہی دے وہ شخص کہتا ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ تو دس دن تک کچھ نکھا مگر اپنی اس خواہش سے دست بردار ہو جا بزرگوں اور سالکوں کی راہ یہی ہے اگر کوئی شخص اسدرجہ کو نہ پہونچے بارے اتنا تو ہو کہ بعض بعض خواہشوں سے دست بردار ہو جاسکے اور اپنی خواہش کی چیز دوسرے کو دیدے اور ہمیشہ گوشت ہی نہ کھایا کرے اسواسطے کہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن برابر گوشت کھاتا ہے اوسکا دل سخت ہو جاتا ہے اور جو برابر چالیس دن نکھائیگا وہ بدخو ہو جائیگا اور معتدل بات وہ ہے جو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمائی کہ ایک بار گوشت کھاؤ ایکبار روغن ایکبار دودھ ایکبار سرکہ ایکبار روکھی سوکھی اور مستحب یہ ہے کہ آدمی سیر ہو کر نہ سوئے ورنہ دو غفلتوں کو اکٹھا کریگا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ کھانیکو نماز اور ذکر کے واسطے چھوڑ دو اور سو ؤ نہیں کہ دل سیاہ ہو جاتا ہے بزرگوں نے کہا ہے کہ کھانیکے بعد چار رکعت نماز پڑھنا چاہیے اور سوبار تسبیح کہنا چاہیے یا کچھ قرآن شریف پڑھنا چاہیے حضرت سفیان رضی اللہ تعالی عنہ جب سیر ہو کر کھانا کھاتے تو تمام شب عبادت کیا کرتے اور فرماتے کہ جب چارپائی کو بھر پیٹ کھلایا تو اوس سے سخت کام لینا چاہیے ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالی مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ خواہش کی پیروی نہ کھاؤ اگر کھاؤ تو ڈھونڈھو نہیں اگر ڈھونڈھو تو دوست نرکھو

بھوک کی ریاضت کے بھید کا بیان اور اشخاص پیر و مرید کا حکم مختلف ہونے کا ذکر

اے عزیز جان تو کہ بھوک سے مقصود یہ ہے کہ نفس ٹوٹ کر زیر دست اور باادب ہو جائے جب وہ راست و درست ہو گیا تو ان قیدوں سے بے پروا ہو جاتا ہے اسلیے پیر جو ہے پیر مرید ونکو ان سب ریاضتوں کا حکم فرماتا ہے خود نہیں کرتا کہ بھوک مقصود نہیں ہے مقصود یہ ہے کہ اسقدر کھائے کہ معدہ گران نہو جائے اور بھوک بھی نہ معلوم ہو کہ دونوں باتیں خارج ہو کر عبادت سے باز رکھتی ہیں کمال یہی ہے کہ آدمی ملائکہ کی صفت پر ہو ملائکہ کو نہ بھوک کی تکلیف ہوتی ہے نہ کھانے کی گرانی جبتک ابتدا میں نفس پر زور اور جبر نکریں تب تک یہ اعتدال نہیں حاصل کرتا پھر بعضے بزرگ آپ سے ہمیشہ بدگمان رہتے ہیں اور احتیاط کی راہ پر چلے ہیں اور نفس کی نگہداشت کرتے رہے ہیں اور جو شخص بڑا کامل ہوا ہے وہ اعتدال کے درجہ پر ٹھہرا اس امر پر یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو اسقدر روزے رکھتے کہ لوگ کہتے کہ آپ افطار ہی نہ کرینگے اور کبھی افطار فرماتے تھی کہ لوگ کہتے کہ اب آپ روزہ نرکھینگے اور جب گھر میں آپ کچھ طلب فرماتے اگر ہوتا تو نوش کرتے ورنہ ارشاد کرتے کہ میں روزہ دار ہوں شہد اور گوشت کو دوست رکھتے حضرت معروف کرخی قدس سرہ کے پاس لوگ اچھا کھانا لیجاتے تو وہ کھا لیتے اور حضرت بشر حافی قدس سرہ نہ کھاتے حضرت معروف کرخی سے لوگوں نے اسکی وجہ پوچھی فرمایا کہ میرے بھائی بشر پر زہد و ورع غالب ہے اور میرے تئیں معرفت کھولدی ہے میں اپنے مالک کے گھر مہمان ہوں جیسا دیتا ہے ویسا کھا لیتا ہوں نہیں دیتا ہے تو صبر کرتا ہوں مجھے کچھ اختیار اور انکار باقی ہی نہیں رہا یہ احمقوں کے غرور کا مقام ہے جو شخص مخالفت نفس کی طاقت نہیں رکھتا وہ کہتا ہے کہ حضرت

معروف کرخی کی طرح مین بھی عارف ہون تو ریاضت اور مشقت سے وہ آدمی باز رہتے ہین یا تو صدیق جسنے اپنا کام بنا لیا ہو وہ ایسا
یا احمق جو سمجھتا ہے کہ مین اپنا کام بنا چکا حضرت معروف کرخی کو اپنی ذات مین تصرف اور اختیار باقی تھا یعنی انانیت باقی نہ رہی تھی اگر کوئی
اونکو ہاتھ یا زبان سے لوگ اونکے ساتھ گستاخی کرتے تو کچھ بھی غصہ نہ آتا اور سمجھتے کہ یہ امر من جانب اللہ ہے یہ بات اوسی کی بہت قدرت
ہوگی جو اونکے مثل ہو اور جب حضرت بشر حافی اور سری سقطی اور مالک دینار قدس سرہم اور اسی طرح کے بزرگ لوگ اپنے نفس سے ایمن
نہ ہوئے ہون اور یہ حضرات ریاضت اور مشقت سے باز نہ رہے ہون تو اورون کو اپنی نسبت یہ گمان محال ہے اور کوئی حضرت معروف کی
کی برابری کا دعوی کرے کیا مجال ہے **کھانا پینا چھوڑ دینے کی آفتون کا بیان** ای عزیز جان تو کہ اس سے دو آفتین
پیدا ہوتی ہین ایک تو یہ ہے کہ آدمی بعضی خواہشین چھوڑ دینے پر قادر نہین ہوتا اور یہ نہین چاہتا کہ لوگ اس بات کو جانین کہ تنہائی مین
کھاتا ہے برملا نہین کھاتا اور یہ عین نفاق ہے اور شاید شیطان اوسے فریب دے کہ یہ مسلمانون کے فائدے کی بات ہے تا کہ وہ
تیری پیروی کرین اور یہ محض دغا ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ لوگون کے دکھانے کے واسطے خواہش کی چیز مول لیتا ہے اور گھر مین
لیجاتا ہے پھر چھپا کر اوسے خیرات دیدیتا ہے یہ نہایت صدق کی بات ہے اور صدیقون کا کام ہے نفس پر نہایت ہی دشوار اور
شاق ہوتا ہے شرط اخلاص یہ ہے کہ یہ امر آسان ہو جاوے کیونکہ اگر شاق گذرتا ہے تو ابھی دل مین ریاے خفی باقی ہے اور دوسرا شخص
طاعت ریا کرتا ہے طاعت حق نہین کرتا ہے اور جو شخص کھانیکی شہوت سے بھاگ کر ریا کی شہوت مین گر پڑے وہ ایسا ہے کہ مینہ
سے بھاگکر مہری مین پناہ لیتا ہے تو آدمی کو چاہیے کہ جب اوسکے نفس مین یہ خواہش پیدا ہو تو لوگون کے سامنے تھوڑا سا کھانا کھاوے
بھرپیٹ نہ کھاوے تا کہ ریا بھی ٹوٹتی رہے اور بھوک بھی **شہوت فرج کی آفت کا بیان** ای عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی نے
شہوت جماع کو آدمی پر اسواسطے مسلط فرمایا ہے کہ وہ تخم ریزی کرتا رہے اور نسل منقطع نہ ہو جائے اور یہ بہشت کی لذت کا نمونہ بھی
اور اس شہوت کی آفت بہت بڑی ہے ابلیس نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ کسی عورت کے پاس تنہائی مین نہ بیٹھیا کیجیے کیونکہ
جو مرد عورت کے ساتھ خلوت کرتا ہے مین اوسکے ساتھ لگا رہتا ہون تا کہ اوسکو بلا مین ڈالدون حضرت سعید مسیب رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہین کہ جس پیغمبر کو حق تعالی نے بھیجا ابلیس عورتون کے بارے مین اوس سے نا امید ہی رہا اور مین جتنا اس سے ڈرتا ہون اتنا
کسی چیز سے نہین ڈرتا اسی سبب سے اپنے گھر اور اپنے لڑکے کے گھر کے سوا اور کہین نہین جاتا ای عزیز جان تو کہ اس شہوت مین بھی افراط اور تفریط
اور اوسط کا درجہ ہے افراط تو یہ ہے کہ ایسی شہوت ہو کہ آدمی خواہش سے نہ ٹھہر سکے اور اپنے تئین بالکل اوسی مین ڈبو دے جب
ایسی شہوت ہو تو اوسے روزہ رکھہ رکھکر توڑنا واجب ہے اور اگر روزے سے نہ ٹوٹے تو نکاح کرے اور تفریط یہ ہے کہ شہوت
جاتی ہی رہے اور یہ بھی نقصان کی بات ہے اور توسط و اعتدال یہ ہے کہ شہوت ہو اور زیر دست رہے بعضے آدمی شہوت
زیادہ ہونیکے واسطے مقوی چیزین کھاتے ہین یہ امر نادانی سے ہوتا ہے اونکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو زنبور کے چھتے کو
چھیڑے تا کہ وہ اوسکے پیچھے پڑ جائین مگر جس شخص نے کئی نکاح کیے ہون اور جورو کا حق ادا کرکے اونکی حفاظت کرنا مقصود ہو تو
مضائقہ نہین اسواسطے کہ مرد لوگ عورتون کے حصار ہین اور غرائب اخبار مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ مین نے اپنے مین ضعف باہ پایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھسے فرمایا کہ حریسہ کھایا کرو اور اسکا سبب یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بی بیان تھین وہ تمام عالم پر حرام ہوگئی تھین اور تمام جہان سے اونکی امید منقطع تھی اس شہوت کی آفتون مین سے ایک عشق ہے وہ بہت گناہون کا سبب ہوتا ہے اگر آدمی ابتدا مین احتیاط نکرے تو ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور احتیاط کی صورت یہ ہے کہ آنکھ کو محفوظ رکھے اگر اتفاقاً کسی پر آنکھ پڑ جایگی تو اوسے دوبارہ روکنا آسان ہوگا اور آنکھ کو بلا قید چھوڑ دیگا تو پھر اوسکا ٹھہرنا مشکل ہوجایگا اس بارہ مین نفس کی مثل چارپایہ کی سی ہے اگر کسیطرف جانیکا قصد کرے تو پہلے ہی اوسکی باگ پھیرنا آسان ہوتا ہے اور جب مطلق العنان ہوگیا اور باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی تو اوسکی دُم پکڑ کے کھینچنا دشوار ہوتا ہے تو آنکھ کو محفوظ رکھنا اصل ہے حضرت سعید ابن جبیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت داود علیہ السلام آنکھ ہی کے سبب سے بلا اور فتنہ مین پڑے حضرت داود نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شیر اور اژدہے کے پیچھے جانا روا ہے مگر عورتون کے پیچھے ہرگز نہ جانا حضرت یحیی ابن زکریا علی نبینا وعلیہما السلام سے لوگون نے پوچھا کہ زنا کہان سے پیدا ہوتی ہے فرمایا آنکھ سے جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا فرماتے ہین کہ نگاہ ابلیس کے تیرون مین سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے جو شخص خوف خدا سے اپنی آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے حق سبحانہ تعالی اوسکے تئین ایسا ایمان عنایت فرماتا کہ وہ اوسکی حلاوت اپنے دل مین پاتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے اپنی وفات کے بعد اپنی امت مین عورتون کے مثل کوئی بلا نہین چھوڑی ہے اور فرمایا ہے کہ فرج کیطرح آنکھ بھی زنا کرتی ہے دیکھنا آنکھ کی زنا ہے تو جو شخص آنکھ کو نہ بچا سکے اوسپر واجب ہے کہ شہوت کو ریاضت سے توڑے اور روزہ رکھنا اس شہوت کا علاج ہے اگر نہو سکے تو نکاح کرنا اسکا علاج ہے اور اگر خوبصورت لونڈون سے آنکھ کو نہ بچا سکے تو یہ بہت بڑی آفت ہے اسواسطے کہ اس فعل کو آدمی حلال کر ہی نہین سکتا اور جو شخص بمقتضاے شہوت لونڈون کو گھورے اور اوس سے راحت پائے اوس شخص کو لونڈون کی طرف دیکھنا حرام ہے لیکن اگر اوس قسم کی راحت حاصل ہو جیسے سبزہ اور شگوفہ اور اچھے اچھے نقش و نگار دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے تو خیر کیونکہ یہ کچھ نقصان نہین کرتی اور اسکی پہچان یہ ہے کہ دیکھنے والیکے دل مین لونڈے کے ساتھ قربت کرنیکا خیال اور تقاضا نہو اسواسطے کہ گل اور شگوفہ اگرچہ اچھا ہو لیکن اوسے بوسہ دینے اور چھونے کی خواہش نہین ہوتی اور جب قربت کی خواہش پیدا ہو تو یہ شہوت کی علامت اور لواطت کا پہلا قدم ہے ایک مشائخ کا قول ہے کہ اگر مرید پر شیر خشمگین جھپٹے تو مین اتنا نہین ڈرتا جتنا غلام امرد کے ملنے سے ڈرتا ہون ہمارے مریدون مین سے ایک شخص کہتا ہے کہ مجھپر اسقدر شہوت غالب ہوئی کہ مین متحمل نہو سکا مین نے بہت دعا اور زاری کی ایک رات ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے کہتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے اونسے مین نے عرض حال کیا اونھون نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر دیا جب مین جاگا تو سکون ہوگیا جب ایک سال گذر گیا تو پھر شہوت پیدا ہوئی مین نے بہت زاری کی اونھین بزرگ کو پھر خواب مین دیکھا فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ مجھسے شہوت دفع ہوجائے مین نے عرض کیا ہان فرمایا گردن جھکا مین نے جھکا دی بس ایک تلوار نکالی اور میری گردن پر ماری مین جب جاگا تو پھر سکون ہوگیا جب ایکسال گذرا تو پھر شہوت پیدا ہوئی پھر مین نے زاری بھی کی اور اون بزرگ کو بھی خواب مین دیکھا کہ مجھسے فرماتے ہین کہ اوس چیز کا دفعیہ

کرمانتک خدا سے چاہے گا جسکے دفع کرنیکو وہ دوست نہین رکھتا ہے پھر مین جاگا اور جوروکی حتی کہ شہوت سے نجات پائی اوس شخص

کے ثواب کا بیان جو اس شہوت کے خلاف کرے

ایعزیز جانتو کہ شہوت جسقدر زیادہ غالب ہوگی اوسیقدر اوسکے خلاف کرنے مین ثواب بھی زیادہ ہے آدمی پر اس سے زیادہ اور کوئی شہوت غالب نہین ہے لیکن اس شہوت کا مطلوب برا ہے اور اکثر لوگ بوجہ شہوت نہین بجھاتے تو یا عجز کے سبب یہ امر ہوتا ہے یا ہراس یا شرم کی وجہ سے یا اس خوف سے کہ کھل جائیگا تو بدنام ہونگے اور جو شخص ان وجہون سے حذر کرتا ہے اوسے کچھ ثواب نہین ہے تاکہ یہ غرض دنیوی کی طاعت ہے طاعت شرع نہین ہے لیکن گناہ سے عاجز ہونا بھی سعادت ہے کہ کسی سبب سے ہو آدمی عقوبت اور گناہ سے تو بچتا ہے اگر کوئی شخص حرام پر قادر ہوا اور کوئی مانع بھی نہوا اور خدا کے واسطے اوس سے دست بردار ہو تو اوسکا بڑا ثواب ہے اور وہ شخص اون سات آدمیون مین سے ہے جو قیامت کے دن عرش الہی کے سایہ مین ہونگے اور اس امر مین اوسکا درجہ حضرت یوسف علیہ السلام کے درجہ کے برابر ہوگا اسیواسطے کہ بھائی سے کہ نہین حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام پیشوا اور امام ہین **حکایت** سلیمان ابن بشار رحمہ اللہ تعالی بہت ہی حسین آدمی تھے ایک عورت نے اپنے تئین اونکی خدمت مین پیش کیا وہ بھاگے کہتے ہین کہ اوسی شب مین نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب مین دیکھا اور پوچھا آپ یوسف ہین فرمایا ہان مین وہ یوسف ہون کہ مین نے قصد کیا اور تو وہ سلیمان ہے کہ تو نے قصد بھی نہین کیا یہ اس آیہ کریمہ کیطرف اشارہ ہے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا الایہ اور یہی سلیمان یہ بھی بیان کرتے ہین کہ مین حج کو جاتا تھا جب مدینہ منورہ سے نکلکر ابوا مین اوترا میرا ساتھی توجنس لینے چلا گیا عرب کی ایک عورت ماہ طلعت بے نقاب جیسے بدر بے سحاب میرے پاس آئی اور اپنی زبان مین یون کہنے لگی **شعر** صبح ست ساقیا قدحی پر شراب کن ✤ دور فلک درنگ ندارد شتاب کن ✤ یعنی **شعر** ساقیا بہر خدا از رہ الطاف وکرم ✤ بادۂ وصل سے بھر دے میرے پیمانے کو ✤ مین سمجھا کہ اسے خواہش طعام ہے اس سبب سے یہ کلام ہے دسترخوان مانگا کہ اوسے کھانا دون اوسنے کہا مین یہ نہین چاہتی ہون بلکہ میرا وہ مدعا ہے جو مطلب عورتونکو خاص مردون ہی سے ہوتا ہے یہ سنکر مین سربگریبان ہوا اور نہایت گریان ہوا اسقدر رویا کہ اوس خیال باطل کو اوسکے دل سے دہویا پرشش شکل دیکھکر وہ مہپارۂ ابر برقع مین پنہان ہوگئی اور اپنی منزل کو روان ہوگئی وہ ساتھی جب پھر کر آیا تو مجھہ مین رونیکا اثر پایا پوچھا یہ کیا حال ہے مین نے کہا لڑکون بالون کا خیال باعث ملال ہے اوسنے کہا تو ابھی فارغ البال تھا لڑکون بالون کا نہ وہم تھا نہ خیال تھا کوئی امر جدید پیش آیا ہے فلک نے کوئی نیا واقعہ دکھایا ہے مجھسے بیان کر غرضکہ جب اوسنے بہت الحاح کیا تو مین نے کہدیا اوسنے جو سنا تو وہ بھی رونے لگا مین نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے کہا اس وجہ سے کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر یہ امر مجھے پیش آتا تو مین ایسا نکر سکتا پھر جب ہم مکہ معظمہ مین پہونچے اور طواف وسعی کر چکے تو مین ایک حجرہ مین سو گیا ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت درجہ حسین وجمیل کشادہ رو خوش بو دراز قد ہے مین نے پوچھا تم کون ہو اونھون نے فرمایا کہ مین یوسف ہون مین نے عرض کیا کہ یوسف صدیق فرمایا ہان مین نے عرض کیا کہ عزیز کی عورت کے ساتھ آپکا قصہ عجیب وغریب ہے فرمایا کہ زن اعرابی کے ساتھ تیرا قصہ عجیب تر ہے **حکایت** حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گذشتہ مین

تین آدمی سفر کو گئے جب رات ہوئی تو ایک غار کے اندر چلے گئے تاکہ بیخوف رہیں اتفاقاً پہاڑ سے اتنا بڑا ایک پتھر گرا کہ غار کا منہ ایسا بند ہو گیا کہ نکلنے کا رستہ نہ رہا اور اوس پتھر کو جنبش دینا ممکن نتھا اون بیچاروں نے آپس مین کہا کہ اسکی کوئی تدبیر نہین ہے مگر یہ کہ ہم تینون آدمی دعا کرین اور ہر ایک اپنے نیک عمل عرض کرے کہ شاید اوسکے طفیل سے حق سبحانہ تعالی ہماری مشکل آسان کرے ان مین سے ایک شخص نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بار خدایا تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ تھے کہ اونسے پہلے نہ خود مین کھانا کھاتا تھا نہ اپنے جورو لڑکون کو دیتا ایکدن کسی کام کو گیا تھا بہت رات گئے آیا میرے ماں باپ سوگئے تھے ایک کاسہ بھر دودھ جو مین لایا تھا اونکے جاگنے کے انتظار مین میرے ہاتھ پر تھا اور لڑکے بھوک کے مارے زار زار روتے تھے مین اونسے کہتا تھا کہ جبتک میرے والدین پہلے نہ پی لین گے تب تک تمھین نہ دونگا وہ صبح تک نجاگے اور مین اوسے ہاتھ پر رکھے کھڑا رہا حالانکہ مین اور میرے لڑکے بھوکے تھے بار خدایا اگر تو جانتا ہے کہ یہ امر محض تیری رضامندی کے واسطے تھا تو ہماری مشکل آسان کردے جب اونسے یہ عرض کی تو پتھر کچھ ہٹا اور ایک سوراخ ہوا لیکن وہ اوس سے باہر نکل سکتے تھے پھر دوسرے نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بار خدایا تو عالم الغیب ہے تجھے معلوم ہے کہ میرے چچا کی ایک لڑکی تھی مین اوسپر عاشق تھا وہ میرا کہنا نہ مانتی تھی حتی کہ ایک سال قحط پڑا اور وہ عاجز ہوئی میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی ایک سو بیس دینار اس شرط سے مین نے اوسے دیے کہ میرا کہا مانے غرضکہ جب مین اوس کام کے قریب ہوا تو اونسے کہا کہ تو ڈرتا نہین کہ حق تعالی کی مہر اوسکے بیحکم توڑتا ہے مین نے ڈر کر اوسے چھوڑ دیا اور پھر اوسکا قصد نہین کیا حالانکہ تمام جہان کی چیزون مین اوس سے زیادہ مجھے کسی چیز کی حرص اور خواہش نتھی بار خدایا اگر تو جانتا ہے کہ فقط تیری ہی رضا کے واسطے مین نے حذر کیا تو تو ہماری مشکل آسان کردے پھر پتھر کو جنبش ہوئی اور غار کا منہ کچھ تھوڑا اور کھلا لیکن ابھی باہر نکلنا ممکن نتھا پھر تیسرے نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بار خدایا تو واقف حال ہے کہ ایک مرتبہ مین نے مزدور لگائے تھے سب مزدورون کی مزدوری دی مگر ایک مزدور مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تھا مین نے اوسکی مزدوری سے ایک بکری مول لی اور اوسکی تجارت کرتا رہا حتی کہ بہت سا مال جمع ہوا ایکدن وہ مزدور مزدوری مانگنے آیا گائے بیل اونٹ بکری لونڈی غلام ایک بھیڑ کے بھیڑ تھے مین نے اوس سے کہا کہ یہ سب تیری مزدوری ہے اونسے کہا کہ تم مجھسے ہنستے ہو مین نے کہا نہین یہ سب تیرے ہی مال سے حاصل ہوا ہے اور وہ سب مین نے اوسے حوالہ کردیا اور مین نے اوس سے خود کچھ نہین لیا بار خدایا اگر تو جانتا ہے کہ مین نے یہ امر تیرے ہی واسطے کیا تھا تو ہماری مشکل آسان کردے بس پتھر بالکل ہٹ گیا راہ کھلی باہر نکلے مصیبت کا زمانہ کٹ گیا

حکایت حضرت بکر ابن عبد اللہ المزنی قدس سرہ نے کہا ہے کہ ایک قصائی اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا ایک دن وہ لونڈی کھیت ہی کو جاتی تھی وہ قصائی پیچھے پیچھے جاکر اوس سے لپٹ گیا کہا اے جوانمرد جسقدر تجھے مجھسے محبت ہے اوس سے زیادہ مجھے تجھسے عشق ہے لیکن کیا کرون خدا سے ڈرتی ہون قصائی نے کہا کمبخت جو تو خدا سے ڈرتی ہے تو مین کیونکر نڈرون یہ کہکر توبہ کی اور پھر راہ مین اوسپر پیاس غالب ہوئی ہلاک ہوجانیکا خوف تھا کہ ایک شخص جو پیغمبر وقت کا رسول کہین جاتا تھا وہ آپہونچا اوس قصائی سے پوچھا کہ تجھے کیا آفت پہونچی ہے جواب دیا کہ پیاس کی شدت ہے اوس نے کہا کہ آمین اور تو دعا کرون کہ حق تعالی ابر کو بھیجدے اور جبتک ہم شہر کو پہونچین وہ ہمپر سایہ کیے رہے قصائی نے کہا کہ مین تو کچھ عبادت نہین رکھتا ہون تم دعا کرو مین آمین کہون غرضکہ

ایسا ہی کیا ابر آیا اور دونونکے سر پر چھایا یہ چلے حتی کہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے وہ ابر قصائی کے ساتھ چلا اور وہ رسول پیغمبر پھر وہین چلا قصائی سے کہنے لگا کہ اے جوان تو تو کہتا تھا کہ مین کچھ عبادت ہی نہین رکھتا ہون اب کھلا کہ یہ ابر تو تیرے ہی واسطے تھا بابا تو بتا قصائی نے کہا کہ مین اور کچھ نہین جانتا ہون مگر اس لونڈی کے کہنے سے توبہ کی ہے اور رسول پیغمبر نے کہا کہ ایسا ہی ہے کہ حق تعالی کے نزدیک جو مقبولیت تائب کے واسطے ہے وہ کسیکے واسطے نہین

عورتون کو دیکھنے کی آفت اور نظر حرام کا بیان

ای عزیز جان تو کہ یہ امر نادر ہے کہ کوئی شخص ایسے کام پر قادر ہو پھر اپنے تئین بچا سکے تو اولی یہ ہے کہ آدمی ابتدائے کار کو نگاہ رکھے اور ابتداے کار آنکھ سے ہے حضرت علا ابن زیاد رحمہا اللہ تعالی کہتے ہین کہ کسی عورت کی چادر پر نظر نہ ڈال کہ اوس سے دل مین شہوت پیدا ہوتی ہے اور حقیقت مین عورتون کے کپڑے پر نظر ڈالنے اور اونکی خوشبو سونگھنے اور اونکی آواز سے حذر کرنا واجب ہے بلکہ پیغام بھیجنے اور سننے سے اور ایسی جگہ گذرنے سے بھی حذر کرنا چاہیے جہان ممکن ہو کہ عورتین تجھے دیکھین گو کہ تو اونھین نہ دیکھے اسواسطے کہ جہان کہین جمال ہوتا ہے وہان ہر امر شہوت اور خیال بد کا تخم دل مین بوتا ہے اور عورت کیطرح خوبصورت مرد سے اسیطرح حذر کرنا چاہیے اور جو نظر قصداً ہوتی ہے وہ حرام ہے لیکن اگر بے اختیار نظر پڑ جائے تو گناہ نہین ہے مگر دوبارہ نظر ڈالنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ پہلی نظر تجھے درست ہے اور دوسری نظر تجھپر حرام ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر عاشق ہو اور اپنے تئین محفوظ رکھے اور عشق کو چھپا لے اور درد عشق سے مر جائے وہ شہید ہے اپنے تئین محفوظ رکھنے کے یہ معنی ہین کہ پہلی نظر تو اتفاقاً پڑ گئی ہو دوسری نظر کو نگاہ رکھے نہ پھر تلاش کرے اور عشق کو دل مین چھپائے رہے ای عزیز جان تو کہ مجلسون اور دعوتون مین مردون اور عورتون کے بیٹھنے اور نظارہ بازی کرنے سے بڑھ کر کوئی تخم فساد نہین بشرطیکہ آہین پردہ اور حجاب نہو اور عورتین چادر اور نقاب جو اوڑھتی ہین کافی نہین بلکہ جب سفید چادر اوڑھتی ہین اور تکلف کا نقاب ڈالتی ہین تو اور بھی شہوت ہوتی ہے اور شاید چہرہ کھلا رکھنے سے زیادہ اس سے ہو حجاب مین اچھی معلوم ہون تو سفید چادر اوڑھ کر پاکیزہ نقاب چہرہ پر ڈالکر باہر نکلنا عورتون پر حرام ہے جو عورت ایسا کریگی گناہ گار ہوگی اور باپ بھائی شوہر جو کوئی ہو اور اس امر کی عورت کو اجازت دے وہ گناہ مین اوسکا شریک ہوگا کہ اوسنے اجازت دیدی اور کسی مرد کو درست نہین ہے کہ بقصد شہوت عورتون کا پہنا ہوا لباس پہنے یا بو سونگھنے کے واسطے اور سیر تھیلی یا ہار پھول یا ایسی کوئی چیز جس سے ملاطفت کرتے ہین عورتون کو دے یا میٹھی میٹھی باتین کرے اور عورت کو بھی غیر مرد سے بات کرنا درست نہین ہے مگر سخت بات زجر کیساتھ جیسا حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات رضی اللہ تعالی عنہما کو ارشاد ہوتا ہے کہ اچھی اور نرم آواز سے مردون کے ساتھ بات نہ کیا کرو کہ جسکے دل مین بیماری ہے وہ طمع کریگا اور قول معروف کہا کرو اور جس برتن سے عورت نے پانی پیا ہے تو جہان پر اوسمین عورت کا دہن لگا تھا وہان سے قصداً پانی پینا اور جو میوہ عورت نے دانت سے کاٹ کر چھوڑ دیا ہو اوسے کھانا نہ چاہیے حضرت ابو ایوب انصاری کی اہلیہ اور لڑکے جو کاسہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے سے اوٹھتا اور جہان جہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونگلیان اور دہن مبارک چھو گیا ہوتا وہان تبرکاً اپنی اونگلیان لگاتے جب اس امر مین تو ایسا ہو تو اگر تلذذ اور خوشی کی نیت سے غیر عورت کا جھوٹا کھا جائیگا تو گناہ اور عذاب ہوگا اور جو چیز عورتون سے علاقہ رکھتی ہے اوس سے زیادہ کسی چیز سے حذر کرنا ضرور تر نہین ہے ایعزیز جانتو کہ جو رنڈی لونڈا آراستہ مین آدمیکے سامنے آتا ہے شیطان تقاضا کرتا ہے کہ تو اسپر نظر ڈال دیکھ تو وہ کیسا ہے تو شیطان کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ مین کیون دیکھون یہ اگر بدصورت ہے تو رنجیدہ بھی ہونگا اور گنہگار بھی اسواسطے کہ مین نے تو اس قصد سے دیکھا ہوگا کہ وہ خوبصورت ہے اور اگر خوبصورت ہے تو چونکہ دیکھنا حلال نہین اسوجہ سے گناہ ہوگا اور رنج و حسرت رہے گی اور اگر اوسکے ساتھ جاؤن تو دین اور عمر اوسکے نذر کرون اور شاید مطلب کو نہ پہونچون لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک راہ مین کسی خوبصورت عورت پر پڑ گئی آپ پھر آئے اور اپنی بی بی کے ساتھ صحبت کی اور فوراً غسل کرکے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ جس کسیکے سامنے عورت آجائے اور شیطان اوسکی شہوت کو حرکت مین لائے وہ اپنے گھر مین جاکر اپنی جورو سے صحبت کرے کہ جو کچھ تمھاری جورو پاس ہے وہی غیر عورت کے پاس بھی ہے واللہ اعلم وحکمہ احکم ✿ + + + +

تیسری اصل باتین کرنے کی حرص کے علاج اور آفت زبان کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ زبان عجائب صنعت الٰہی مین سے ہے کہ ظاہر مین تو گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اور حقیقت مین سب موجودات پر اوسکا تصرف اور قبضہ ہے بلکہ جو چیز معدوم ہے وہ بھی اوسکے تصرف مین ہے اسواسطے وہ عدم کا بھی بیان کرتی ہے اور وجود کا بھی بلکہ زبان عقل کی نائب ہے اور عقل کے احاطہ سے کوئی چیز باہر نہین اور جو کچھ عقل اور وہم اور خیال مین آتا ہے زبان اوسکو تعبیر اور تقریر کرتی ہے اور عضا ایسے نہین ہین اسواسطے کہ شکلون اور رنگون کے سوا اور کچھ آنکھ کی حکومت مین نہین اور آواز کے سوا اور کوئی چیز کان کی ولایت مین نہین اور اعضا بھی ایسے ہی ہین اور ہر ایک عضو کی حکومت مملکت کی ایک ہی کونے مین ہے اور زبانکی حکومت دن کی حکومت کیطرح تمام مملکت مین جاری ہے اور زبان چونکہ دل کے مقابل مین ہے کہ دل سے صورتین لیکر تقریر اور تعبیر کرتی ہے اسیطرح دل مین صورتین پہونچاتی بھی ہے اور جو کچھ زبان کہتی ہے اوسکے سبب سے دل ایک صفت حاصل کرتا ہے مثلاً آدمی جب زبان سے تضرع اور زاری کرتا ہے اور اوسکے کلمات کہنے لگتا ہے اور نوحہ گری کے الفاظ کہنا شروع کرتا ہے تو اوسکے سبب سے دل رقت اور سوز و گداز کی صفت حاصل کرنے لگتا ہے اور آتش دل کا بخار دماغ کا قصد کرکے آنکھون سے باہر آنے لگتا ہے اور جب زبان سے طرب اور نیک صفتون کے الفاظ آدمی کہنے لگتا ہے تو دل مین نشاط اور خوشی کی حرکت پیدا ہونے لگتی ہے اور شہوتین جنبش اور حرکت کرنے لگتی ہین علی ہذا القیاس جو کلمہ آدمی زبان پر لاتا ہے اوسکے موافق ایک صفت دلمین پیدا ہو جاتی ہے حتی کہ اگر بری باتین کہتا ہے تو دل تاریک ہو جاتا ہے اور جب حق بات کہتا ہے دل روشن ہو جاتا ہے اور جب جھوٹی اور ٹیڑھی بات کہتا ہے تو جسطرح آئینہ ناہموار ہوتا ہے اوسطرح دل بھی ناہموار ہو جاتا ہے یہانتک کہ چیزون کی صورت سیدھی نہین دیکھتا اسی سبب سے ہے کہ شاعر اور جھوٹے کا خواب

راست و درست ہوتا ہے علی ہذا القیاس جھوٹا آدمی جو سچا خواب نہین دیکھتا ہے جب اوس جہان مین جائیگا تو درگاہ الہی کہ اوسکی زیارت سب لذتون کی غایت ہے وہ بھی اوسکے دل مین کاواک نظر آئیگی ٹھیک نہ دیکھے گا اور اوس لذت کی سعادت سے محروم رہیگا بلکہ جسطرح ناہموار آئینہ مین چہرہ برا ہوجاتا ہے اور جسطرح تلوار کے عرض یا طول مین آدمی دیکھے تو صورت کا حسن و جمال باطل ہوجاتا ہے ایسا جہان کے کامون اور حق سبحانہ تعالی کے کامونکی حقیقت بھی ایسی ہی ہے تو دل کی ہمواری اور ناہمواری زبان کی راستی اور کجی کی تابع ہے اسیواسطے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ ایمان راست نہین ہوتا جبتک دل راست نہو اور دل راست نہین ہوتا جبتک زبان راست نہو تو زبان کے شر و آفات سے حذر کرنا دین کی ضروری باتون مین سے ہے اور ہم اس اصل مین پہلے چپ رہنے کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر بہت باتین کرنے اور فضول بکنے کی آفت اور جھگڑے اور خصومت کرنے کی آفت اور فحش اور گالی اور زبان درازی کی آفت اور لعنت اور ٹھٹھول اور مسخراپن کرنے کی آفت اور جھوٹ بولنے غیبت سخن چینی و دو روئی کرنے کی آفت اور ہجو اور تعریف اور جو کچھ اوس سے علاقہ رکھتا ہے اوسکی آفت شرح بیان کرینگے اور اونکا علاج بھی کہدینگے انشاء اللہ تعالی **چپ رہنے کے ثواب کا بیان** ایعزیز جان تو چونکہ زبان کی آفتین بہت ہین اور اپنے تئین اونسے بچانا آدمیکو دشوار ہے اور چپ رہنے سے بہتر اوسکی کوئی تدبیر نہین ہے جسقدر ہو سکے تو چاہیے کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ بات نکرے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص ابدال ہوتا ہے اوسکا بولنا بقدر ضرورت ہو اور حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ یعنی پوشیدگی مین باتین کرنا اچھی بات نہین ہے مگر صدقے کا حکم دینا اور اچھی بات کو کہنا اور لوگون مین صلح کرنا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجَى یعنی جو چپ رہا نجات پائی اور فرمایا ہے کہ حق تعالی اوسکے پیٹ اور فرج اور زبان کے شر سے محفوظ رکھا وہ سب برائیون سے محفوظ رہا حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے آپ نے زبان مبارک منہ کے باہر نکالی اور اوسپر اونگلی رکھی یعنی اشارہ سے یون فرمایا کہ خاموشی افضل ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ آپ اپنی زبان انگلی سے پکڑے ہوئے کھینچتے ہین اور ملتے ہین مین نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ اس مردار نے بہت سے کام مجھے ڈالے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کی اکثر خطائین اوسکی زبان مین ہین اور فرمایا کہ جو عبادت سب سے زیادہ آسان ہے وہ مین تمہین بتاؤن وہ زبان خاموش اور خوے نیک ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حق سبحانہ تعالی اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہے اوس سے کہدو کہ نیک بات کے سوا اور کچھ نہ کہے یا خاموش رہے حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے عرض کیا کہ ہمین ایسی کوئی چیز بتائیے اور اسکے سبب سے ہم بہشت مین جائین فرمایا کہ ہرگز بات نکرو لوگون نے کہا کہ یہ ہم سے نہو سکیگا فرمایا تو نیک بات کے سوا اور کچھ نکہو آنحضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی مسلمان خاموش اور باوقار کو دیکھو تو اوس سے تقرب حاصل کرو کہ وہ حکمت بتاتا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عبادتین دس ہین نو تو خاموشی مین اور ایک لوگون سے بھاگنا اور سرور انبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے ارشاد کیا ہے کہ جو بہت باتین کرتا ہے اوسکے کلام مین اکثر خطا اور غلطی ہوتی ہے اور جسکے کلام مین اکثر خطا

اور غلطی بیہودہ بڑا گنہگار ہوتا ہے اور جو بڑا گنہگار ہوا اوسکے واسطے آتش دوزخ اولی تر ہے اسیواسطے تھا کہ امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالی عنہ منہ مین پتھر رکھے رہتے تاکہ بات نکر سکین حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ قید مین رہنے کے واسطے
زبان سے زیادہ کوئی چیز اولی تر نہین حضرت یونس ابن عُبید رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے جسکو زبان روکے دیکھا اوسکے سب
کامون مین نیکی پیدا ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے لوگ باتین کرتے تھے اور حضرت احنف رحمہ اللہ تعالی خاموش
بیٹھے تھے حضرت معاویہ نے اونسے پوچھا کہ تم کیون نہین بات کرتے کہا کہ جھوٹ بات کہتے خدا سے ڈرتا ہون اور سچ بات کہتے
تم لوگون سے حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالے نے بیس برس تک دنیا کی بات نہین کی جب صبح کو اوٹھتے کاغذ اور قلم دوات
پاس رکھہ لیتے جو کہنا ہوتا اوسے لکھتے اور رات کو اوسکا حساب اپنے سے کرتے ای عزیز جان تو کہ خاموشی کی یہ سب فضیلتین اس سبب سے
ہین کہ زبان کی آفتین بہت ہین اور زبان کی نوک سے ہمیشہ بیہودہ ہی نکلتا ہے اوسکا کہدینا تو آسان ہوتا ہے لیکن نیک بد مین تمیز
کرنا دشوار ہوتا ہے اور چپ رہنے مین اوسکے وبال سے آدمی نجات پاتا ہے اور ہمت جمع رہتی ہے ذکر اور فکر مین آدمی مشغول رہتا ہے
ای عزیز جانتو کہ بات کہنے کی چار قسمین ہین ایک تو یہ ہے کہ بالکل نقصان ہی ہو دوسری وہ ہے کہ اوسمین نفع نقصان دونون ہون
تیسری وہ جسمین نہ نفع ہو نہ نقصان وہ فضول بات ہوتی ہے اوسکا ضرر اسیقدر بس ہے کہ اوتنا زمانہ ضائع کرتی ہے چوتھی قسم یہ ہے
کہ محض منفعت ہو تو باتون مین سے تین ربع نہ کہنے کے لائق ہے اور ایک ربع کہنے کے لائق یہ وہی بات ہے جو حق تعالی نے
ارشاد فرمائی اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ الاٰیۃ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجَی یعنی
جو شخص خاموش رہا اوسنے نجات پائی تاوقتیکہ تو زبان کی آفتین نہ جان لیگا اوسکی حقیقت نہ پہچانیگا اور ہم انشاء اللہ تعالی اونہیں
ایک ایک کرکے مفصل بیان کرتے ہین پہلی آفت یہ ہے کہ تو ایسی بات کہے کہ جسکی کچھ حاجت نہین کہ اوسکے نہ کہنے مین کسیطرح کی دینی
اور دنیوی مضرت نہین ایسی بات کہنے سے تو حسن اسلام سے نکل جائیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَا لَا یَعْنِیْهِ یعنی جو بات ضرور نہو اوسے ترک کردینا حسن اسلام مین سے ہے اور ایسی بیفائدہ
بات کی مثل یہ ہے کہ تو لوگون مین بیٹھے اور اپنے سفر کی حکایت بیان کرے اور پہاڑ باغ بوستان کی کیفیت اور جو جو حال گذرا ہو
اوسے اسطرح بیان کرے کہ اوسمین کمی زیادتی نہونے پائے یہ تیرا بیان سب فضول ہوگا کہ اسکی کچھ ضرورت نہین اگر تو نہ کہے تو کچھ نقصان
نہو جائیگا اسیطرح اگر تو کسی کو دیکھے اور اوس سے کچھ پوچھے اور تجھے اوس پوچھنے سے کچھ کام نہو یہ اوسوقت ہے جبکہ پوچھنے مین
کچھ آفت نہو لیکن اگر مثلاً تو پوچھے کہ تم روزہ دار ہو تو اگر سچ کہے تو اظہار عبادت کیا اور اگر جھوٹ بولے تو گنہگار ہوا اور یہ تیری سبب سے
ہوتا ہے اور ناشائستہ بات ہے اور علی ہذا القیاس اگر تو پوچھے کہ تم کہان سے آتے ہو اور کیا کرتے ہو اور کیا کرتے تھے تو شاید وہ
اظہار نکر سکے اور جھوٹ مین مبتلا ہو جائے اور جھوٹ خود باطل ہے اور فضول بات وہ ہے جسمین کوئی باطل امر نہو کہتے ہین کہ لقمان
سال بھر تک حضرت داود علیہ السلام کی خدمت مین جایا کرتے تھے اور وہ زرہ بنایا کرتے تھے لقمان چاہتے تھے کہ مجھے معلوم ہو کہ یہ
کیا چیز ہے مگر پوچھتے نہ تھے حتی کہ حضرت داؤد نے بناکر تمام کی اور پہنی اور فرمایا کہ لڑائی کے واسطے یہ اچھا لباس ہے لقمان نے پہچانا

اور کہا کہ خاموشی حکمت ہے مگر کسی کو اسکی رغبت نہین اور ایسی باتین پوچھنے کا یہ سبب ہوتا ہے کہ پوچھنے والا چاہتا ہے کہ لوگون کا حال معلوم ہوجائے اور بات چیت کی راہ کھلے یا کسی سے دوستی ظاہر کرے اسکا علاج یہ ہے کہ آدمی یہ جانے کہ موت درپیش ہے اور نزدیک ہے اور جو تسبیح اور ذکر کرے گا وہ خزانہ ہوگا کہ اوسنے جمع کیا ہے اور اگر ضائع کریگا تو اپنا نقصان کیا ہوگا یہ تو علاج علمی ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ عزلت اختیار کرے یا منہ مین پتھر بھرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جنگ اُحد کے دن ایک جوان شہید ہوا اوسکو جب دیکھا تو بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندہے تھا اوسکی مان اوسکے چہرے سے گرد پونچھتی اور کہتی تھی هَنِيْئًا لَكَ الْجَنَّةُ یعنی تجھے جنت مبارک ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے کیا معلوم شاید اوسنے ایسی چیز مین بخل کی ہو جو اوسکے کام نہ آتی یا ایسی چیز مین بات کہی ہو جس سے اوسے سروکار نہوا اسکے معنی یہ ہین کہ اوس سے ان باتون کا حساب لینگے وہ وہین خوش اور مبارک ہے جسمین کچھ رنج اور حساب نہوا ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت اہل جنت مین سے ایک شخص دروازہ سے آتا ہے اور حضرت عبداللہ ابن سلام حاضر ہوئے اونسے لوگون نے خبر کی اور پوچھا کہ تمھارا کیا عمل ہے اونھون نے کہا کہ میرا عمل تو تھوڑا سا ہے لیکن جس چیز سے مجھے کچھ کام نہو مین اوسکے گرد نہین پھرتا ہون اور لوگون کی بدخواہی نہین کرتا ہون اے عزیز جان تو کہ جو مضمون کسی سے ایک کلمہ سے کہہ سکتا ہے اگر اوسے طول دیکر دو کلمون سے کہے گا تو وہ دوسرا کلمہ فضول ہوگا اور تجھپر وبال ہوگا ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ مجھسے بات کہے اور اوسکا جواب میرے پاس اوس سے بھی زیادہ اچھا ہو جسقدر ٹھنڈا پانی پیاسے کے نزدیک اچھا ہوتا ہے تو بھی فضول ہونیکے خوف سے مین جواب نہین دیتا حضرت مطرف ابن عبداللہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ چاہیے کہ حق سبحانہ تعالی کا جلال تمھارے دلون مین اس بات سے زیادہ بزرگ رہے کہ ہر بات مین تم اوسکا نام لے بیٹھا کرو جیسا کہ چارپایہ اور بلی کو کہہ بیٹھتے ہو کہ خدا تجھے ایسا ایسا کرے یعنی نہ چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکبخت وہ شخص ہے کہ جسنے زیادہ بات کو رکھہ چھوڑا اور زیادہ مال یعنی تھیلی کی گرہ کھول کر زبان پر لگائی اور فرمایا ہے کہ زبان درازی سے بدتر کوئی چیز آدمی کو نہین دی ہے اے عزیز جان تو کہ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ یعنی جو کچھ آدمی کہتا ہے وہ اوسکے نام لکھا جاتا ہے اگر ایسا ہوتا کہ فرشتے فضول بات نہ لکھتے اور لکھتے وقت اجرت مانگ لیا کرتے اور اوسکے خوف سے دس باتون کو گھٹا کر ایک کر دیا کرتے تو اس اجرت دینے کے نقصان کی بہ نسبت فضول گوئی مین ضیع اوقات ہونیکا نقصان بہت زیادہ ہے دوسری آفت باطل اور معصیت مین بات کہنا ہے باطل تو یہ ہے کہ آدمی بدعتون مین بات کرے اور معصیت یہ ہے کہ اپنے اور دوسرون کے فسق و فساد کی حکایت کہے اور شراب وغیرہ کی مجلس کا ذکر کرے یا جس مجلس مین دو آدمیون سے جھگڑا ہوا ہو اور ایک نے دوسرے کو فحش کہا ہو یا رنج دیا ہو اوسکا چرچا کرے یا فحش مین کوئی حال بیان کرے کہ آدمی سنکر ہنسی آئے یہ سب باتین گناہ مین یہ آفت پہلی آفت کی سی ہے کہ اسمین درجہ گھٹ جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات کہتا ہے اور اوس سے باک نہین رکھتا اوس بات کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا اور وہ بات اوسے قعر دوزخ تک پہونچا دیتی ہے اور کوئی ہوتا ہے کہ ایک بات کہتا ہے اور اوسکے کہنے مین بے باک ہوتا ہے اور

وہ بات اوسے جنت تک لیجاتی ہے تیسری آفت بات مین خلاف کرنا اور جھگڑنا ہے بعضے آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ جو کوئی بات کہتا ہے وہ اوسکی بات کو رد کردیتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسی بات نہین ہے اسکے معنی یہ ہوتے ہین کہ تو احمق اور نادان اور جھوٹا ہے اور مین زیرک اور عاقل اور سچا ہون اور اس کلمہ سے اوس نے دو مہلک صفتون کو قوی کردیا ہوگا ایک تکبر کو دوسرے درندگی کو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بات مین خلاف اور خصومت کرنے سے باز رہتا ہے اور ناحق بات نہین کہتا ہے اوسکے واسطے جنت مین ایک گھر بناتے ہین اور اگر حق بات بھی احتیاطاً نہین کہتا اوسکے واسطے بہشت اعلی مین گھر بناتے ہین اور اسکا ثواب اسوجہ سے زیادہ ہے کہ دوسرے کی محال اور جھوٹ بات پر صبر کرنا بہت دشوار ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل نہین ہوتا تاوقتیکہ خلاف سے دست بردار نہو اگرچہ حق پر ہو اے عزیز جانتو کہ فقط مذاہب ہی مین یہ خلاف نہین ہوتا بلکہ اگر کوئی شخص کہے کہ یہ انار میٹھا ہے اور تو کہے کہ نہین کھٹا ہے یا کوئی کہے کہ فلانی جگہ تک ایک فرسنگ ہے اور تو کہے کہ نہین یہ سب خلاف بری ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو جھگڑا تو کسی کے ساتھ کرے دو رکعت نماز اوسکا کفارہ ہے ازانجملہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص بات کہے اور تو اوسکی خطا پکڑے اور اوسکا خلل بتائے یہ سب حرام ہے اسواسطے کہ اوس سے رنج دینا حاصل ہوتا ہے اور کسی مسلمان کو بلاضرورت رنج دینا نچاہیے اور ایسی باتون مین خطا ظاہر کرنا فرض نہین ہے بلکہ خاموش رہنا کمال ایمان سے ہے اور اگر مذہب مین خلاف ہو تو اسے جدل کہتے ہین یہ بھی مذموم ہے مگر یہ کہ نصیحت کے طور پر خلوت مین حق اظہار کر دے بشرطیکہ یہ امید ہو کہ دوسرا شخص مان لیگا ورنہ چپ رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم گمراہ نہین ہوئی کہ جدل اوسپر غالب نہوا ہو لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا عالمون سے جدل نکرنا کہ وہ تجھے دشمن جانینگے اے عزیز جانتو کہ محال اور باطل بات پر چپ رہنا بڑے صبر کی دلیل ہے اور یہ بات فضائل مجاہدات مین سے ہے حضرت داؤد طائی قدس سرہ نے جب عزلت اختیار کی تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی انے فرمایا کہ تم باہر کیون نہین آتے جواب دیا کہ مجاہدہ کرکے اپنے تئین جدل سے باز رکھتا ہون فرمایا کہ مناظرہ کی مجلس مین آؤ اور سنو اور کچھ نہ بولو فرماتے ہین کہ مین نے ایسا ہی کیا اور اس سے سخت تر کوئی محنت نہین کھینچی اور اس سے زیادہ کوئی آفت نہین کہ کسی شہر مین تعصب مذہب ہو اور جو لوگ جاہ و مرتبہ کے طالب ہون وہ ظاہر کرین کہ جدل دین مین سے ہے اور درندگی اور تکبر کی صفت خود اس بات کو چاہتی ہے آدمی جب یہ جانے کہ جدل دین مین سے ہے تو اوسکی حرص اوسکے دل مین ایسی مضبوط ہوجائیگی کہ اوس سے ہرگز صبر نکر سکیگا کیونکہ نفس کو اوسمین کئی طرح کی لذت ہوتی ہے حضرت مالک ابن انس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ جدل دین مین سے نہین ہے اور سب بزرگان سلف نے جدل کرنیکو منع فرمایا ہے اگر کوئی شخص مبتدع ہوا اور آیات قرآنی اور احادیث سے منکر ہوگیا تو اوس سے بزرگون نے بے جھگڑے اور طول کلامی کے بات کی ہے جب فائدہ ندیکھا تو منہ پھیر لیا چوتھی آفت مال مین جھگڑا ہے کہ قاضی پاس یا اور کہین پیش ہو اسکی آفت بڑی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے علم کسی سے جھگڑتا ہے جبتک وہ خاموش نہین ہوجاتا تب تک خدا کی خفگی اور ناراضی مین رہتا ہے بزرگون نے کہا ہے مال مین جھگڑنا جیسا دلکو پراگندہ کرتا ہے اور زندگی کو بے لذت کر دیتا ہے اور دین کی مروت کو گھٹاتا ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی بزرگون نے کہا ہے کہ کسی

اہل ورع نے مال مین جھگڑا نہین کیا اسواسطے کہ بے زیادہ گوئی کے جھگڑا تمام نہین ہوتا اور اہل ورع زیادہ گوئی نہین کرتے اگر کچھ ہو لیکن جھگڑے مین آدمی طرف ثانی سے اچھی بات تو نہ کہہ سکیگا اور اچھی بات کہنے کی بڑی فضیلت ہے تو جس شخص کو خصومت ہو اگر ہوسکے تو اوس سے باز آنا ضرور ہے اور اگر نہوسکے تو چاہیے کہ سچ کے سوا اور کچھ نہ کہے اور رنج دینے کا قصد نہ کرے اور سخت کلام اور زیادہ بات نہ کہے اسواسطے کہ اسمین دین کی تباہی ہے پانچوین آفت فحش بکنا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص فحش بکتا ہے اوسپر بہشت حرام ہے اور فرمایا ہے کہ دوزخ مین کچھ لوگ ہونگے کہ اونکے منہ سے نجاست بہیگی اور اوسکی بو کے سبب سے دوزخی فریاد کرینگے اور پوچھینگے کہ یہ کون لوگ ہین کہین گے کہ یہ وہ لوگ ہین کہ سخن پلید اور فحش کو دوست رکھتے تھے اور بکتے تھے حضرت ابراہیم ابن میسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ جو شخص فحش بکتا ہے وہ قیامت کے دن کتّے کی صورت پر ہوگا اے عزیز جانو کہ اکثر فحش اسمین ہوتا ہے کہ جماع کو برے طور پر تعبیر کرتے ہین اور گالی یہ ہے کہ کسیکو اوسکی طرف منسوب کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت خدا کی اوسپر جو اپنے ماں باپ کو گالی دے لوگون نے عرض کیا کہ یہ امر کون کریگا آپ نے فرمایا وہ جو دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے تاکہ وہ اسکے ماں باپ کو گالی دین تو یہ گالی گویا خود اوسی نے دی اے عزیز جانو کہ جماع کی بات اشارۃً کنایۃً کہنا چاہیے تاکہ فحش نہو جائے اور جو کچھ بد ہو اوسے بھی اشارہ سے کہنا چاہیے صاف صاف نہ کہنا چاہیے اور عورتون کا نام صریح نہ لینا چاہیے بلکہ مستورات کہنا چاہیے اور اگر کسی کو کوئی برا مرض ہو مثلاً بواسیر اور برص وغیرہ تو اوسے بیماری کہنا چاہیے اور ایسے الفاظ مین ادب نگاہ رکھنا چاہیے کہ یہ بھی فحش کی ایک قسم ہے چھٹی آفت لعنت کرنا ہے اے عزیز جانو کہ جانور اور کپڑے اور آدمی اور جو کچھ ہو سب پر لعنت کرنا برا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان لعنت نہین کرتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر مین ایک عورت تھی اوسنے ایک اونٹ پر لعنت کی آپ نے فرمایا کہ اس اونٹ کو نکال کر کے قافلے سے باہر نکال دو کہ یہ ملعون ہے ایک مدت تک وہ اونٹ گھوما کیا اور کوئی اوسکے پاس نجاتا تھا حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ آدمی جب زمین کو یا اور کسی چیز کو لعنت کرتا ہے تو وہ چیز کہتی ہے کہ ہم دونون مین سے جو خدا کا بڑا گنہگار ہے اوسپر لعنت ہو امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایکدن کسی چیز کو لعنت کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور فرمایا یا ابا بکر صِدّیقٍ وَلَعّانٍ کَلّا وَرَبِّ الکَعبَۃِ صِدّیقٍ وَلَعّانٍ کَلّا وَرَبِّ الکَعبَۃِ صِدّیقٍ آپ نے تین دفعہ یہ فرمایا حضرت صدیق اکبر رض نے توبہ کی اور اوسکے کفارے مین ایک بندہ آزاد کیا اے عزیز جانو کہ لوگون پر لعنت نکرنا چاہیے مگر اون سب پر جو مذموم ہون جیسا کہ تو یون کہے کہ ظالمون کافرون فاسقون بداعتقادون پر لعنت ہو لیکن یہ کہنا کہ معتزلی اور کرامی پر لعنت ہو اسمین خطر ہے اس سے فساد پیدا ہوگا اس سے حذر کرنا چاہیے مگر جنپر شرع مین بلفظ لعنت آئی ہو اور حدیث مین درست ہوئی ہو لیکن کسی سے یون کہنا کہ تجھپر یا فلانے آدمی پر لعنت ہو یا اوس شخص پر درست ہوگا کہ شرع سے معلوم ہو کہ وہ کافر مرا ہے جیسے فرعون اور ابوجہل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے سے کافرون کا نام لیکر لعنت کی اسواسطے کہ آپ نے جان لیا تھا کہ وہ مسلمان نہون گے لیکن یہودی سے یون کہنا کہ تجھپر لعنت ہو اسمین خطر ہے اسواسطے کہ شاید مرنے سے پہلے وہ مسلمان ہو جائے اور شاید اس لعنت کرنیوالے سے بہتر ہو جائے اگر کوئی شخص کہے کہ ہم مسلمان کو کہتے ہین کہ

اوسپر رحمت ہو اور ممکن ہے کہ نعوذ باللہ وہ مرتد ہو کر مرے تو ہم جو کہتے ہین بمقتضاے وقت کہتے ہین تو کافر کو بھی لعنت اوسوقت
کرتے ہین جسوقت وہ کافر ہے تو یہ کہنا خطا ہے اسواسطے کہ رحمت کے یہ معنی ہین کہ حق تعالی اوسے ایمان پر قائم رکھے کہ یہ امر موجب جنت ہے
اور یہ نچاہیے کہ تو یون کہے کہ حق تعالی تجھے کفر پر رکھے تو کسی شخص معین پر لعنت کرنا نچاہیے اگر کوئی شخص کہے کہ یزید پر لعنت درست ہے
تو ہم کہین گے کہ اسقدر درست ہوگا کہ تو یون کہے کہ قاتل حسین علیہ السلام اگر توبہ کرنے سے پہلے مرگیا ہے تو اوسپر لعنت ہو اسواسطے کہ
قتل کرنا کفر سے بڑھ کر نہین اور جب توبہ کرے تو لعنت کرنا نچاہیے کیونکہ وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو قتل کیا اور پھر
مسلمان ہوگیا تو اوس سے لعنت ساقط ہوگئی اور یزید کا احوال خود معلوم ہی نہین کہ اوسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا بعضون
نے کہا کہ اوسنے حکم دیا تھا بعضون نے کہا ہے نہین دیا تھا لیکن راضی تھا تو کسی کو تہمت سے گناہ کیطرف منسوب کرنا نچاہیے کہ یہ خود
گناہ ہے اس زمانہ مین بہت سے بزرگون کو لوگون نے شہید کرڈالا اور کسی کو نہ معلوم ہوا کہ حقیقت مین کسنے حکم دیا تو چار سو برس کے بعد
قتل امام کی حقیقت کیونکر آدمی دریافت کرسکے حق تعالی نے اپنے بندون کو اس فضول بات اور خطر سے مستغنی کیا ہے اسواسطے کہ اگر
کوئی شخص تمام عمر ابلیس کو لعنت نہ کرے تو اوس سے قیامت مین یہ نہ کہین گے کہ تو نے کیون نہ لعنت کی اور اگر کسینے کسی پر لعنت کی تو
اوسے البتہ بازپرس کا اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن کہین پوچھا نجائے کہ تو نے کیون لعنت بھیجی اور کسواسطے لعنت کی ایک بزرگ
کہتے ہین کہ قیامت کے دن میرے اعمالنامہ مین یا کلمہ لا الہ الا اللہ نکلیگا یا کسی پر لعنت نکلیگی مین یہ دوست رکھتا ہون کہ کلمہ لا الہ الا اللہ
نکلے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے ارشاد ہوا کہ کسی پر لعنت نہ کرنا بزرگون نے
کہا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا اوسے قتل کرنے کے برابر ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ مضمون حدیث مین آیا ہے پس ابلیس پر لعنت
کرنے مین مشغول ہونے سے تسبیح مین مشغول ہونا اولی تر ہے تو اور کسی پر کب پہونچتا ہے اور جو شخص کسی پر لعنت کرے اور اپنے جی مین
کہے کہ یہ مین دین کی سختی اور مضبوطی ہے تو یہ شیطان کا فریب ہے یہ امر اکثر تعصب اور نفسانیت سے ہوتا ہے ساتوین آفت
شعر ہے سماع کے بیان مین ہمنے مفصل ذکر کیا ہے کہ یہ حرام نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے
شعر پڑھا ہے آپ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ کافرون کو جواب دو اونکی ہجو کرو مگر جو امر جھوٹ ہو یا کسی مسلمان کی
ہجو ہو یا جھوٹی تعریف ہو وہ شعر نہ پڑھنا چاہیے لیکن جو شعر بسبیل تشبیہ کہتے ہین اور شعر کی صفت یہی ہے وہ شعر اگرچہ جھوٹ
کی صورت ہوتا ہے مگر حرام نہین ہے کیونکہ اوس سے یہ نہین مقصود ہوتا ہے کہ لوگ اعتقاد کرین اسواسطے کہ ایسے عربی اشعار رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے پڑھے ہین آٹھوین آفت مزاح اور خوش طبعی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہروقت مزاح کرنے کو منع فرمایا ہے لیکن گاہ گاہ تھوڑی خوش طبعی کرنا مباح ہے اور نیک خوئی مین داخل ہے بشرطیکہ اوسے
عادت اور پیشہ نہ کرلے اور حق بات کہے اسواسطے کہ بہت مزاح سے اوقات ضائع ہوتی ہے اور ہنسی بہت آتی ہے اور ہنسی سے
دل سیاہ ہوجاتا ہے اور ہیبت اور وقار بھی جاتا رہتا ہے اور ممکن ہے کہ اوسکے سبب سے بگاڑ ہوجائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مین مزاح کرتا ہون اور حق بات کے سوا کچھ نہین کہتا ہون اور فرمایا ہے کہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ اسواسطے بات

کہتا ہے کہ لوگ ہنستے ہین اور وہ اپنے مرتبے سے اوس سے بھی زیادہ نیچے گر پڑے جیسا زمین و آسمان مین نشیب و فراز ہے اور جس چیز سے بہت ہنسی آئے وہ بد ہے اور مسکرانے سے زیادہ ہنسی نچاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ مین جانتا ہون تم اگر وہ جانو تو تھوڑا ہنسو اور بہت روؤ ایک بزرگ نے دوسرے آدمی سے کہا کہ کیا تو نہین جانتا ہے کہ ضرور بالضرور دوزخ پر گذر ہوگا کیونکہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا اوسنے کہا ہان جانتا ہون پھر پوچھا کیا تو نے یہ سنا ہے کہ پھر دوزخ سے نکلین گے اوسنے کہا نہین کہا پھر کیون ہنسی آتی ہے اور ہنسی کا کونسا محل ہے حضرت عطاء سلمی چالیس برس نہین ہنسے حضرت وہب ابن الورد رحمہ اللہ تعالی نے ایک قوم کو عید کے دن ہنستے دیکھا کہا کہ اگر حق تعالی نے اس قوم کو بخشدیا ہے اور روزے قبول کر لیے ہین تو یہ ہنسنا شکر گزارون کا کام نہین اور اگر نہین قبول فرمائے تو یہ ہنسنا خائفون کا فعل نہین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے وہ دوزخ مین جائیگا اور روتا ہوگا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالی نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بہشت مین روتا ہوگا تو تعجب ہوگا لوگون نے کہا ہان ہوگا فرمایا کہ پھر جو کوئی دنیا مین ہنستا ہے اور نہین جانتا کہ دوزخ اوسکی جگہ ہے یا جنت تو یہ بڑے تعجب کی بات ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک اعرابی اونٹ پر بیٹھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور چاہا کہ آپکے پاس حاضر ہوکر کچھ پوچھے ہر چند قصد کرتا تھا مگر اونٹ پیچھے ہی کو ہٹتا تھا اور اصحاب ہنستے تھے آخر کو اونٹ نے اوسے گرا دیا اور وہ بیچارہ مر گیا اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ مرد اونٹ پر سے گر کر مر گیا آپ نے فرمایا ہان اور تمہارا منہ اوسکے خون سے پر ہے یعنی اوس پر ہنستے ہو عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ حق تعالی سے ڈرا کرو اور مزاح نکیا کرو کہ دلونمین کینہ پیدا کر دیگا اور اوس سے بری کام پیدا ہونگے جب بیٹھا کرو تو قرآن کی باتین کیا کرو اگر یہ نہین ہوسکتا تو صالحون اور نیکون کا بیان کیا کرو امیرالمومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جب کوئی کسی سے مزاح کرتا ہے تو اوسکی نظر مین خوار اور بیوقار ہو جاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے تمام عمر مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاح کے دو تین کلمے سنے ہین ایکبار ایک بڑہیا سے آپ نے فرمایا کہ بوڑہیا جنت مین نجائیگی وہ بوڑہیا رونے لگی فرمایا کہ اے عورت اول یون کرینگے کہ تجھے جوان کرینگے پھر جنت مین لیجائین گے ایک عورت نے آپ سے عرض کیا کہ میرا شوہر آپکو بلاتا ہے آپ نے فرمایا تیرا شوہر وہی ہے جسکی آنکھ مین سفیدی ہے اوسنے عرض کیا کہ نہین میرے شوہر کی آنکھ تو سفید نہین ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہین ہے جسکی آنکھ مین سفیدی نہو ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اونٹ پر بیٹھا لیجیے فرمایا تجھے اونٹ کے بچے پر بیٹھا لونگا اوسنے عرض کیا کہ مین یہ نہین چاہتی اسواسطے کہ اونٹ کا بچہ تو مجھے گرا دیگا آپ نے فرمایا کہ کوئی اونٹ نہین ہے جو اونٹ کا بچہ نہو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک لڑکا ابو عمیر نام تھا اوسکے پاس گرگریا کا ایک بچہ تھا مر گیا وہ لڑکا روتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہین لڑکے کو دیکھا اور فرمایا یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ یعنی اے ابا عمیر نغیر کا کیا حال ہوا نغیر گرگریا کے بچہ کو کہتے ہین اکثر آپ ایسی ظرافتین لڑکون اور عورتون کے ساتھ کرتے تھے تاکہ اونکا دل خوش ہو اور آپکی ہیبت سے نفرت نکرین اپنی ازواج طاہرات کے ساتھ اونکی خوشدلی کے واسطے ایسی خوش طبعی کرنا آپکی عادت تھی ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے بیان

کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا میرے پاس آئین مین نے دودھ کی کوئی چیز پکائی تھی اون سے کہا کہ کھاؤ اونھون نے کہا مین نہ کھاؤنگی
مین نے کہا کہ اگر نہ کھاؤگی تو تمھارے منہ مین ملدونگی اونھون نے کہا مین ہرگز نہ کھاؤنگی بس مین نے ہاتھ بھر کر تھوڑا سی اونکے
منہ مین ملدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بیچ مین بیٹھے تھے زانوے مبارک ہٹالیا تاکہ وہ بھی راہ پاکر مجھسے بدلا لین پس اونھون
نے بھی میرے منہ مین ملدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے ضحاک ابن سفیان ایک نہایت بدصورت شخص تھے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میری دو جوروین حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا
سے زیادہ خوبصورت ہین اگر آپ چاہین تو مین ایک کو طلاق دیدون اور آپ اوسکے ساتھ نکاح کرلین یہ بات وہ خوش طبعی سے
کہتا تھا ایسا کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے سنا فرمایا کہ بھلا وہ بہت خوبصورت ہین کہ تو اوس نے کہا کہ مین بہتر ہون
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پوچھنے پر ہنس پڑے اسواسطے کہ وہ شخص نہایت
بدصورت تھا اور یہ معاملہ آیت حجاب نازل ہونے کے پہلے ہوا تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب سے فرمایا کہ تیری آنکھ درد
کرتی ہے اور تو خرمے کھاتا ہے اونھون نے کہا کہ مین دوسری طرف کی ڈاڑھ سے کھاتا ہون پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے
لگے خوات ابن جبیر کو عورتون کی بہت رغبت تھی مکہ معظمہ کی راہ مین کچھ عورتون کے ساتھ کھڑے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
جا پہونچے وہ شرمندہ ہوگئے آپ نے فرمایا تو کیا کرتا ہے کہنے لگے کہ میرے پاس ایک سرکش اونٹ ہے مین چاہتا ہون کہ یہ عورتین
اوس اونٹ کے واسطے ایک رسی طیار کردین آپ وہان سے تشریف لے آئے خوات ابن جبیر کہتے ہین اوسکے بعد پھر آپ نے
مجھے دیکھا فرمایا کہ اے خوات آخر وہ اونٹ سرکشی سے باز نہ آیا مین شرمندہ ہوکر چپ ہو رہا اوسکے بعد جب آپ مجھے دیکھتے یہی
فرماتے ایکدن خر آپکی سواری سے منفرد تھا یعنی آپ اوسپر سوار تشریف لائے اور دونون پاے مبارک ایک ہی طرف لٹکائے تھے
فرمایا اے خوات آخر اوس سرکش اونٹ کی کیا خبر ہے مین نے عرض کیا کہ قسم ہے اوس خداے برتر کی جسنے آپکو رسول برحق کرکے
بھیجا ہے کہ جب سے ایمان لایا تب سے اوسنے سرکشی نہین کی آپ نے فرمایا اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ
نعمان انصاری رضی اللہ تعالی عنہ بہت مزاح کرتے تھے اونکی عادت تھی کہ مدینہ منورہ مین جب کوئی نیا پھل لوگ لاتے تو وہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر کرتے کہ یہ ہدیہ ہے پھر جب پھل والا قیمت مانگتا تو اوسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین لے آتے کہ تیرا پھل آپ نے نوش فرمایا ہے قیمت مانگ لے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے اور قیمت دیدیتے
اور فرماتے پھر تم لائے کیون تھے وہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ میرے پاس قیمت نہ تھی اور مین نے یہ چاہا کہ آپکے سوا اور کوئی
کھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر کی خوش طبعیان جو لوگون نے نقل کی ہین وہ یہی ہین انمین باطل کا لگاؤ بھی نہین ہے
اور یہ بھی ممکن نہین کہ کسیکو رنج پہونچے اور ہیبت بھی نہین جاتی ہے کبھی کبھی ایسی خوش طبعی کرنا سنت ہے اور خوش طبعی کی عادت
ڈالنا درست نہین ہے نوین آفت استہزا اور کسیکو ہنسنا اور اوسکی آواز اور لہجہ بنا کر اوسکے سخن اور فعل کی اسطرح نقل کرنا کہ ہنسی
آجائے جبکہ وہ شخص رنجیدہ ہوتا ہو تو یہ فعل حرام ہے حق تعالی فرماتا ہے لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ یعنی نہ کسیکو

ہنسو نہ حقارت کی نظر سے دیکھو کہ شاید وہی تمسے بہتر ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اوس گناہ مین کسیکی
غیبت کرے جس سے وہ توبہ کر چکا ہو تو غیبت کرنیوالا اوس گناہ مین مبتلا ہو کر مرتا ہے اور جس شخص سے کوئی خطا ہو جاے اوسپر ہنسیکو
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا کہ جو بات آدمی خود بھی کرتا ہے اوس بات پر دوسرے کو کیون ہنسے اور فرمایا ہے کہ
جو شخص استہزا کرتا ہے اور لوگون کو ہنستا ہے تو قیامت کے دن بہشت کا دروازہ کھولین گے اور اوس سے کہین گے کہ آجب وہ
جائیگا تو نجانے دینگے جب پھر یگا تو پھر بلائین گے اور دوسرا دروازہ کھولین گے وہ اسی رنج والم مین طمع کرتا رہے گا جب نزدیک
جائیگا تو دروازہ بند کرلین گے یہانتک کہ اوسکا یہ حال ہو جائیگا کہ پھر ہر چند اوسے بلائین گے مگر وہ نجائیگا کیونکہ جان جائیگا
میری سبکی اور حقارت کرتے ہین ایعزیز جانتو کہ مسخرے پر ہنسنا اور اوس شخص پر جو رنجیدہ نہوتا ہو حرام نہین منجملہ مزاح ہے اور
حرام اوسوقت ہے جب کوئی شخص ہنسنے سے رنجیدہ ہوتا ہو دسوین آفت جھوٹا وعدہ کرنا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین جس کسی مین اونمین سے ایک بھی ہوگی وہ منافق ہے گو نماز پڑہتا ہو اور روزہ رکھتا ہو ایک تو یہ کہ جھوٹی
بات کہتا ہو دوسرے یہ کہ وعدہ خلافی کرتا ہو تیسرے یہ کہ امانت مین خیانت کرتا ہو اور فرمایا ہے کہ وعدہ قرض ہے یعنی خلاف نکرنا چاہیے
حق تعالی نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی تعریف کی اور یون فرمایا اِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ کہتے ہین کہ حضرت اسمعیل علی نبینا علیہ
والسلام نے کسی مقام پر کسی شخص سے وعدہ کیا تھا وہ شخص نہ آیا آپ بائیس دن تک اوسکے انتظار مین وعدہ وفا کرنیکے واسطے وہین
کھڑے رہے ایک شخص نے عرض کیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مین نے بیعت کی اور وعدہ کیا کہ فلانی جگہہ حاضر ہونگا
اور بھول گیا تیسرے دن جو گیا تو آپ وہان تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ ایجوان تین دن سے مین راہ دیکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک شخص سے وعدہ کیا کہ جب تو آیگا جو تیری حاجت ہوگی بر لاؤنگا جسوقت خیبر کی لوٹ آپ تقسیم کرتے تھے وہ آیا اور
عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا تھا فرمایا کہ جو کچھ مانگنا ہو مانگ اوسنے اسی بکریان مانگین آپ نے عنایت کردین اور
فرمایا کہ تو نے بہت ہی تھوڑی سی چیز مانگی جس عورت کے پتا بتانے سے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈی پائی تھی اور اوس
عورت سے وعدہ کیا تھا کہ مین تیری حاجت روا کرونگا اوس عورت نے تیری بہ نسبت بہتر اور بہت کچھ مانگا تھا حضرت موسی علیہ السلام
نے جب اوس سے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتی ہے تو اوسنے کہا کہ حق تعالی مجھے پھر جوانی عنایت فرمائے اور مین آپکے ساتھ جنت مین
رہون تب وہ شخص عرب مین ضرب المثل ہو گیا لوگ کہا کرتے کہ فلانا آدمی تو اسی بکری والے سے بھی زیادہ آسان گیر ہے ایعزیز جانتو
کہ جیتک تجسے ہو سکے وعدہ حتمی نکرنا چاہیے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یون فرماتے تھے کہ شاید مین یہ کرسکون اور جب تو نے وعدہ کر لیا تو جہانتک
ہو سکے خلاف نکرنا چاہیے مگر بضرورت مضائقہ نہین ہے اور جب کسی سے کسی جگہہ کا وعدہ کرلیا تو علما نے کہا ہے کہ جبتک نماز کا وقت نہ آوے اوس جگہہ رہنا چاہیے
ایعزیز جانتو کہ جو چیز کسی کو دیڈالی اوسکا پھیر لینا وعدہ خلافی سے بدتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکر پھیر لینے والیکی نسبت اوس کتے کے ساتھ کی ہے
جو قے کرکے پھر کھا جائے گیارہوین آفت جھوٹی بات اور جھوٹی قسم ہے یہ گناہ کبیرہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نفاق کے
دروازون مین سے جھوٹ بھی ایک دروازہ ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی ایک ایک جھوٹ بولتا ہے حتی کہ حق تعالی کے نزدیک آدمی

جھوٹا لکھ لیتے ہین اور فرمایا ہے کہ جھوٹ بولنا روزی کو گھٹا دیتا ہے اور فرمایا ہے کہ تجار فجار ہین یعنی سوداگر نابکار ہین لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیون کیا بیع حلال نہین ہے فرمایا اس سبب سے کہ قسم کھاتے ہین اور گنہگار ہوجاتے ہین اور بات جھوٹ کہتے ہین اور فرمایا ہے کہ افسوس ہے اوس شخص پر جو لوگون کے ہنسنے کے واسطے جھوٹ بولے افسوس ہے اوسپر افسوس ہے اوسپر اور فرمایا ہے کہ مین نے ایسا دیکھا کہ ایک مرد نے مجسے کہا کہ کھڑا ہو مین کھڑا ہوگیا دو مرد دیکھے دیکھا ایک کھڑا تھا ایک بیٹھا تھا جو کھڑا تھا وہ ایک سر کج لوہا اوس بیٹھے کے منہ مین ڈالے اوسکا کلہ ایسا کھینچتا تھا کہ اوسکے کاندہے تک پہونچ جاتا پھر دوسری طرف کا کلہ اسیطرح کھینچتا تھا اور پہلی طرف کا کلہ پھر اپنی جگہہ پر آجاتا تھا اور پھر وہ اوسیطرح کھینچتا تھا مین نے پوچھا یہ کون ہے اوسنے کہا کہ جھوٹا آدمی ہے اوسپر قیامت تک یہی عذاب قبر مین کیا کرینگے عبداللہ ابن جراد نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بھلا مسلمان بھی زنا کرتا ہے فرمایا کہ شاید کر بیٹھے عرض کیا کہ جھوٹ بھی بولتا ہے فرمایا نہین اور یہ آیت پڑہی اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ یعنی جھوٹ وہی لوگ بولتے ہین جو ایمان نہین رکھتے حضرت عبداللہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ ایک چھوٹا سا لڑکا کھیلنے جاتا تھا مین نے کہا کہ آ مین تجھے ایک چیز دونگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ تو کیا دیگا مین نے عرض کیا کہ خرما فرمایا کہ اگر تو نہ دیتا تو تیرے اوپر جھوٹ لکھتے اور فرمایا کہ مین تجھے خبر دون گناہ کبیرہ مین سب سے بڑہ کر کونسا گناہ ہے شرک ہے اور مان باپ کی نافرمانی آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ فرماکر سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ یعنی آگاہ ہو مین کہتا ہون کہ جھوٹ بولنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور فرمایا ہے کہ جو بندہ جھوٹ بولتا ہے فرشتہ اوسکی بدبو کے سبب سے ایک میل دور ہوجاتا ہے اسی سبب سے لوگون نے کہا ہے کہ بات کہتے وقت چھینک آنا راستی پر گواہ ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ چھینک فرشتہ سے ہے اور جمائی لینا شیطان سے اگر وہ بات جھوٹ ہوتی تو فرشتہ حاضر نہ رہتا اور چھینک نہ آتی اور فرمایا کہ جو کوئی اور کسیکا جھوٹ روایت کرتا ہے تو یہ روایت کرنا بھی اوسکا ایک جھوٹ ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی جھوٹی قسم کھاکر کسیکا مال لیلیتا ہے وہ قیامت کے دن حق سبحانہ تعالیٰ کو دیکھیگا کہ اوسکے اوپر غصہ مین ہے اور فرمایا ہے کہ مسلمان مین اور سب خصلتین ممکن ہین مگر خیانت اور جھوٹ میمون ابن شبیب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ مین خط لکھتا تھا ایک کلمہ خیال مین آیا کہ اگر مین اوسے لکھتا تو خط آراستہ ہوجاتا لیکن جھوٹ تھا مین نے قصد کیا کہ نہ لکھون ایک منادی سنی کہ کسینے کہا یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ حضرت ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہین کہ جھوٹ نہ بولنے پر مجھے کچھ اجر نہ ملیگا کیونکہ مین اسواسطے جھوٹ نہین بولتا ہون کہ اوس سے ننگ رکھتا ہون **فصل** اے عزیز جانتو کہ جھوٹ بولنا اس سبب سے حرام ہے کہ دلمین اثر کرتا ہے اور صورت دلکو نا راست اور تاریک کردیتا ہے لیکن جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑے اور آدمی مصلحتاً جھوٹ بات کہے اور اوس سے کارہ رہے تو جھوٹ حرام نہین ہے اسواسطے کہ جب اوس سے کارہ رہیگا تو دل اثر نہ قبول کریگا اور خراب نہوگا اور جب خیر کے ارادہ سے جھوٹ بولیگا تو دل تاریک نہوگا اور اسمین کچھ شک نہین کہ اگر کوئی مسلمان کسی ظالم سے بھاگ جائے تو سچ بولنا نچاہیے کہ وہ وہان ہے بلکہ یہان پر جھوٹ بولنا واجب ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مقام پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے

ایک لڑائی مین کر اپنا ارادہ دشمن سے سچ نہ بتائے دوسرے جب دو آدمیون مین صلح کرے تو ایک کی طرف سے دوسرے کو نیک باتیں
اگرچہ اوسنے نہ کہی ہو تیسرے جو شخص دو جوروئین رکھتا ہو وہ ہر ایک سے کہے کہ مین تجھی کو بہت چاہتا ہون پس العزیز جانو کہ اگر کوئی ظالم کسیکا مال یا کسیکا
بھید پوچھے تو چھپانا درست ہے اور اگر اوسکا گناہ اوس سے پوچھے اور وہ انکار کرے تو بھی درست ہے اسواسطے کہ شرع نے حکم فرمایا ہے کہ بُرے کامون کو
چھپاؤ اور اگر جورو بے کچھ وعدہ دیئے اطاعت نکرے تو خاوند کو وعدہ کر لینا درست ہے کیونکہ یہ جانتا ہے کہ وعدہ کرنیمین ... ایسے سبب سے تو نہین ...
درست ہے آدمی حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ ناگفتنی ہے لیکن اگر سچ بولنے سے بھی ایسی کوئی بات پیدا ہو جو ممنوع ہے تو عدل وانصاف کی ترازو مین تولنا
چاہیے اگر اوس بات کا ہونا جھوٹ کے ہونے سے شرع مین زیادہ مقصود ہے مثلاً لوگون مین لڑائی جورو خصم مین بگاڑ مال ضائع ہونا
بھید کھلنا یا گناہ کے سبب سے فضیحت ہونا تو اوسوقت جھوٹ بولنا مباح ہے اسواسطے کہ شرع مین ان باتون کا شر جھوٹ کے شر سے
بہت زیادہ ہے یہ ایسا ہے جیسے جان کے خوف سے مُردار خیر حلال ہو جاتی ہے اسواسطے کہ شرع مین جان بچانا مُردار نہ کھانے سے
زیادہ ضرور ہے لیکن جو بات ایسی ہو اوسکے سبب جھوٹ بولنا مباح نہین ہوتا تو جھوٹ کوئی شخص مال وجاہ کی زیادتی کے واسطے
ڈینگ مانگنے اور خودستائی اور اپنا مرتبہ بیان کر نہین بولے وہ حرام ہے بی اسماکہتی ہین کہ ایک عورت نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ جو مرادات میرا شوہر نہین کرتا ہے وہ اگر مین اپنی سوت کو جلانے کے واسطے نقل کرون تو درست ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص
بے ہوئے بات اپنے اوپر باندھتا ہے وہ اوس شخص کے مانند ہے جو دغا کے دو کپڑے پہنے یعنی خود بھی جھوٹ بولا اور دوسرے کو بھی جھوٹ مین
ڈالا کہ وہ جو اور کسی سے نقل کرے تو بھی جھوٹ ہو العزیز جانو کہ مکتب جانیکے واسطے لڑکے سے جھوٹا وعدہ کرنا درست ہے حدیث شریف
مین آیا ہے کہ جھوٹ کو لکھ لیتے ہین اور جو جھوٹ مباح ہے اوسے بھی لکھتے ہین تاکہ اوس سے کہین کہ تو نے کیون کہا اور وہ کوئی عذر
ٹھیک بیان کرے کہ اوس سے جھوٹ بولنا مباح ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص کوئی خبر روایت کرے یا مسئلہ پوچھے اور اوسکا جواب وہ
اور تحقیق نہین جانتا تو یہ حرام ہے اسواسطے کہ لوگ یہ امر اسواسطے کرتے ہین تاکہ اونکی عزت اور حشمت مین نقصان نہ آئے بعض
علمانے کہا ہے کہ خیرات کا حکم کرنے اور اوسکا ثواب بیان کرنیکے واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے جھوٹی حدیثین بیان کرنا
درست ہے حالانکہ یہ بھی حرام ہے اسواسطے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر جھوٹ نجوڑو جو کوئی مجھپر قصداً جھوٹ
جوڑیگا وہ دوزخ مین اپنی جگہہ ڈھونڈھ لے اور سوا ایسی کسی غرض درست کے جو شرع مین مقصود ہو جھوٹ بولنا نچاہیے اور یہ گمانی بات
ہے یقینی نہین تو اولے یہ ہے کہ جبتک یقین کامل اور ضرورت شدید نہو تب تک جھوٹ نہ بولے **فصل** العزیز جانو کہ بزرگون کو جھوٹ
بولنے کی حاجت پڑی ہے تو اونھون نے حیلہ کیا ہے اور ایسی سچی بات تلاش کر کے بولے ہین جس سے جھوٹ بلوانے والا آدمی
کچھ سمجھے جو قائل کا مقصود ہو ایسے معاریض کہتے ہین جیسا کہ مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک امیر کے پاس گئے اوسنے کہا کہ آپ بہت کم کیون
تشریف لاتے ہین جواب دیا کہ جب سے مین امیر کے پاس سے گیا زمین سے پہلو نہین اوٹھایا مگر جب حق تعالیٰ نے مجھے قوت دی
امیر سمجھا کہ یہ بیمار تھے اور یہ بات سچ تھی حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو جب کوئی بلاتا تو لونڈی سے فرماتے کہ دروازہ مین ایک دائرہ کھینچکر اوسکے
بیچ مین اونگلی رکھکر کہدے کہ یہان نہین ہین یا کہدے کہ مسجد مین ڈھونڈھو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عاملی پر سے پھر کر آئے

تو اونکی بی بی نے کہا کہ تمنے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی اتنی عاملی کی میرے واسطے کیا لائے فرمایا کہ میرے ساتھ ایک نگہبان تھا مین کچھ نہ لاسکا نگہبان سے اونکا تو مقصود حق سبحانہ تعالی تھا اور اونکی بی بی سمجھین کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اونکے ساتھ کوئی مشرف بھیجا تھا اوسیوقت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر گئین اور شکایت کی کہ معاذ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اور امیر المومنین حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک امانت وار تھے آپ نے اونکے ساتھ کیون مشرف بھیجا امیر المومنین عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت معاذ کو بلا اور قصہ پوچھا جب اونھون نے عرض کیا تو آپ ہنس دیے اور اونھین کچھ مرحمت فرمایا کہ اپنی بی بی کو دیدو الغرض جانتو کہ یہ بھی اوسیوقت درست ہے جب حاجت ہو اور جب حاجت نہو تو لوگون کو دہوکے مین ڈالنا درست نہین گوکہ بات سچ ہو حضرت عبد اللہ ابن عتبہ رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین اپنے باپ کے ساتھ خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کے پاس گیا جب باہر نکلا تو کپڑے اچھے پہنے تھا لوگون نے کہا کہ امیر المومنین نے خلعت دیا ہے مین نے کہا حق تعالے امیر المومنین کو جزاے خیر دے میرے باپ نے کہا کہ بیٹا جھوٹ اور جھوٹ کے مانند بات ہرگز نہ کہا کر یعنی یہ جھوٹ کے مانند ہے لیکن تھوڑی غرض سے یہ مباح ہوجاتا ہے جیسے خوش طبعی کرنا کسیکا دل خوش رکھنا جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوڑہیا جنت مین نجائیگی اور تجھے اونٹ کے بچہ پر سوار کرونگا اور تیرے شوہر کی آنکھ مین سپیدی ہے لیکن اوسمین کوئی ضرر ہو تو درست نہین ہے جیسا کسی شخص کو فریب دینا کہ فلانی عورت تیری رغبت کرتی ہے تو وہ شخص اپنا دل اوس عورت سے مائل کریگا اور ایسی باتین اور اگرچہ ضرر نہو اور مزاح کے واسطے کچھ جھوٹ بولے تو گناہ کے درجہ کو نہ پہونچے گا لیکن کمال ایمان کے درجہ سے گر جائیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل نہین ہوتا تاوقتیکہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا ہے وہ خلق کیواسطے بھی نہ پسند کرے اور جھوٹ مزاح سے دستبردار نہو اور علی ہذا القیاس وہ مقولہ بھی ہے جو لوگ کہا کرتے ہین کہ مین نے تمہین سو بار بلایا اور مین سو دفعہ تمھارے گھر آیا کہ یہ کہنا حرام کے درجہ کو تو نہین پہونچا کیونکہ جانتے ہین کہ اس سے عدد شمار کرنا نہین مقصود ہے کثرت کے محل پر لوگ کہا کرتے ہین اگرچہ اسقدر نہو لیکن اگر بہت دفعہ تلاش نہین کیا ہے تو جھوٹ ہے اور یہ عادت ہے کہ لوگ جب کسی سے کہتے ہین کہ کچھ کھاے وہ کہدیتا ہے کہ مجھے نہین چاہیے اگر اوس چیز کی خواہش ہو تو یہ نہ کہنا چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شب عروسی کو کاسہ بھر دودہ عورتون کو عنایت فرمایا اونھون نے عرض کیا کہ ہمین اسکی حاجت نہین ہے فرمایا کہ جھوٹ اور بھوک کو ساتھ جمع نہ کرو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسقدر بھی جھوٹ ہے آپ نے فرمایا کہ ہان جھوٹ ہے اور جھوٹ مین لکھین گے اور جھوٹے جھوٹ کو لکھتے ہین کہ یہ چھوٹا جھوٹ ہے حضرت سعید ابن مسیب کی آنکھ درد کرتی تھی اور آنکھ کے کوئے مین کوئی چیز جمع ہوگئی تھی لوگون نے کہا کہ آپ اگر اسے چھوڑا ڈالین تو کیا ہو فرمایا کہ مین نے طبیب سے کہا ہے کہ آنکھ مین ہاتھ نہ لگاؤنگا اگر اسے چھوڑاؤن تو جھوٹا ہوجاؤن حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ جو لوگ جھوٹ بات پر خدا کو گواہ کرتے ہین اور کہا کرتے ہین کہ خدا جانتا ہے کہ یہ بات ایسی ہے یا یہ بھی گناہ کبیرہ مین سے ہے حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جھوٹا خواب بیان کرتا ہے قیامت کے دن اوسے حکم ہوگا کہ جو کے دانہ مین گرہ لگا تا رسو ہر آنہت

غیبت ہے اور یہ بھی زبانون پر اکثر رہا کرتی ہے اور کوئی شخص اس سے نہین چھوٹتا الا ماشاء اللہ اسکا بڑا وبال ہے حق سبحانہ تعالیٰ
قرآن شریف مین فرماتا ہے جسنے غیبت کی اوس نے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ غیبت سے دور رہا کرو کیونکہ غیبت زنا سے بدتر ہے زنا سے توبہ قبول ہوجاتی ہے غیبت سے نہین قبول ہوتی تا وقتیکہ جسکی غیبت کی
ہے وہ بحل اور معاف نہ کردے اور فرمایا ہے کہ معراج کی رات ایک قوم کی طرف مین گذرا وہ لوگ اپنے چہرہ کا گوشت اپنے ناخونون
سے اوتارتے تھے مین نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین کہا کہ یہ وہ ہین جو لوگون کی غیبت کیا کرتے تھے حضرت سلیمان ابن جابر رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی خیر ایسی بتلائیے جو میری دستگیر ہو فرمایا
کہ کار خیر کو حقیر نجان اگرچہ وہ اسیقدر ہو کہ تو اپنے ڈول سے کسیکے برتن مین پانی ڈال دے اور مسلمان بھائیون سے پیشانی کشادہ
رکھے اور جب تیرے سامنے سے اودھر جائین تو تو غیبت نکرے حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام پر وحی بھیجی
کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرکے مرگیا وہ سب کے بعد جنت مین جائیگا اور جو بے توبہ مرگیا وہ سبکے پہلے دوزخ مین جائیگا حضرت
جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر مین تھا دو قبرون پر آپکا گذر ہوا فرمایا کہ یہ دونون
عذاب مین ہین ایک غیبت کی وجہ سے اور ایک اس سبب سے کہ کپڑے کو پیشاب سے نہ بچاتا تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ کے
دو ٹکڑے کرکے اونکی قبرون پر نصب کردیے اور فرمایا جبتک یہ خشک نہو جائینگے تب تک انپر بہت تخفیف عذاب رہیگی
ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے سنگسار کیا حاضرین مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ
اسطرح بٹھایا ہے جیسے کتے کو بٹھاتے ہین پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار کے قریب ہوکر گذرے اور اون لوگون سے
کہا کہ اس مردار مین سے کھاؤ اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مردار کو کیونکر کھائین فرمایا کہ اوس بھائی کے گوشت مین سے
جو تمنے کھایا ہے وہ اس سے بدتر اور گندہ تر ہے آپ نے کہنے سننے والے سے گرفت کی کیونکہ سننے والا بھی گناہ مین شریک
ہوتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کشادہ روئی سے ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور ایک دوسرے کی غیبت نکرتے
تھے اس فعل کو فاضلترین عبادت جانتے تھے اسکے خلاف کو منجملہ نفاق جانتے تھے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا ہے کہ عذاب قبر کی تین قسمین ہین ایک ثلث غیبت کرنے سے ہے ایک ثلث سخن چینی کرنے سے ایک ثلث کپڑے کو پیشاب سے
پاک نہ رکھنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حوارین کے ساتھ ایک مرے ہوئے کتے کی طرف گذرے ساتھیون نے کہا یہ بد
کا ہے کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکے دانتون کی سفیدی بہت اچھی ہے اون لوگون کو تعلیم کردیا کہ جسے
دیکھا کرین تو وہ بات کہین جو اوس مین بہت اچھی ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے سے ایک سور گذرا فرمایا صحیح سلامت جا
عرض کیا کہ یا روح اللہ خوک کو آپ ایسا اچھا کلمہ فرماتے ہین فرمایا اپنی زبان کی عادت ڈالتا ہون حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام
کسیکو غیبت کرتے دیکھا کہا چپ رہ کہ یہ دوزخ کے کتون کی نان خورش ہے **فصل** اے عزیز جانتو کہ غیبت وہ ہے کہ تو کسیکے پیچھے
اوسکا ایسا ذکر کرے کہ اگر وہ سنے تو برا مانے گو کہ تو نے سچ کہا ہو اور اگر جھوٹ کہا ہو تو اوسے زور اور بہتان کہتے ہین جس با

تا اُن کسی کے عیب کی طرف ہو اوسکا کہنا غیبت اگرچہ تو ایسی بات اوسکے بدن نسب لباس جانور گھر کردار گفتار مین بھی کہے بدن مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ فلانا آدمی لنبا یا کالا یا زرد یا کرنجا یا ڈھیرا ہے اور نسب مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ ہندو بچہ یا حجامی کا لڑکا یا جولاہے کا بچہ ہے اور خلق مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ بد متکبر زبان دراز بزدل کاہل ہے یا اور ایسی باتین اور فعل مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ چور خائن بے نماز ہے رکوع سجود تمام نہین کرتا قرآن غلط پڑہتا ہے کپڑے پاک نہین رکھتا زکوۃ نہین دیتا حرام کھاتا ہے زبان نہین روکتا بہت کھاتا ہے بہت سوتا ہے اپنی جگہہ پر نہین بیٹھتا اور کپڑے مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ فراخ آستین دراز دامن ہے کپڑے میلے رکھتا ہے غرضکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ تو کسیکو کہے اگر وہ سنے تو اوسے کراہت معلوم ہو وہ غیبت ہے اگر وہ سچ ہو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ مین نے ایک عورت کو پست قد کہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہ تمنے غیبت کی تھوک ڈالو مین نے تھوکا تو کالا لہو تھا بعضے علما نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص گناہ کرے اور لوگ اوسکا گناہ نقل کرین تو غیبت نہین ہے ایسی مذمت بھی دین مین سے ہے علما کا یہ کہنا غلط ہے بلکہ یہ نہ کہنا چاہیئے کہ فلانا آدمی فاسق شرابخوار بے نماز ہے مگر کسی عذر کے سبب سے وہ عذر آگے بیان ہونگے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت اوسے کہتے ہین جس سے کراہیت آئے اور ان سب باتون سے کراہت آتی ہے اور جب کہنے مین کچھ فائدہ نہو تو نہ کہنا چاہیئے **فصل** اے عزیز جانتو کہ فقط زبان ہی سے غیبت نہین ہوتی بلکہ آنکھ سے ہاتھ سے اشارون سے لکھنے سے بھی ہوتی ہے اور یہ سب حرام ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ مین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ فلانی عورت ٹھنگنی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے غیبت کی اسیطرح لنگڑا کر چلنا اور آنکھ ڈھیری کرنا تاکہ کسیکا حال معلوم ہو جائے یہ سب غیبت ہے لیکن اگر نام نہ لے اور کہے کہ کسی شخص نے ایسا کیا تو غیبت نہین ہے لیکن اگر حاضرین جان جاینگے کہ فلانے آدمی کو کہتا ہے تو حرام ہو جاویگا اسواسطے کہ سمجھانا ہی مقصود ہوتا ہے کسیطرح سے ہو بعضے پڑہے ہوئے آدمی اور پرہیزگار لوگ غیبت کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ غیبت نہین ہے مثلاً اونکے سامنے کسی شخص کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہین الحمد للہ کہ خدا نے ہمین اسبات سے محفوظ رکھا ہے تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ وہ شخص ایسا کام کرتا ہے یا کہتے ہین کہ فلانا آدمی بہت خوش اوقات ہے مگر ہماری طرح وہ بھی مبتلائے خلق ہوا ہی دیکھیے اس آفت اور قدرت سے کب نجات پائے اور ایسی باتین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنی مذمت کرتے ہین تاکہ اوس سے اورون کی مذمت حاصل ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اونکے سامنے لوگ جب کسیکی غیبت کرتے ہین تو وہ کہتے ہین سبحان اللہ یہ عجب بات ہے تاکہ وہ خوش ہو اور جو لوگ غافل تھے وہ سن لین اور یہ بھی کہتے ہین کہ ہمین بڑا رنج ہوا فلانے آدمی پر یہ ماجرا گذرا خدا بچائے اور مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ ماجرا اور لوگ بھی جان لین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب لوگ کسیکا ذکر کرتے ہین تو یہ کہتے ہین کہ خدا ہمین توبہ نصیب کرے تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ اوسنے گناہ کیا ہے یہ سب باتین غیبت مین ہین اور جب اس انداز سے غیبت ہوتی ہے تو نفاق بھی اوسکے ساتھ ہوتا ہے کہ اپنے تئین پرہیزگار جتایا اور یہ ظاہر کیا کہ ہم غیبت

یعنی کرتے ہیں جس مین دو گناہ ہوتے ہین اور وہ لوگ اپنی نادانی سے سمجھتے ہین کہ ہمنے غیبت ہی نہین کی اور شاید کوئی شخص غیبت کرے
اوستے تو کوئی کہے کہ خاموش رہو غیبت نہ کر اور خود دل سے اوسے برا نجانے تو وہ منافق بھی ہے اور اوسنے غیبت بھی کی اور غیبت
سننے والا بھی شریک غیبت ہوتا ہے لیکن اگر دل سے کارہ ہو تو خیر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما
ایک دن ساتھ جاتے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلانا آدمی بہت سوتا ہے پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نان خورش مانگی
آپ نے فرمایا کہ تم دونون تو نان خورش کھا چکے ہو عرض کیا کہ ہم نہین جانتے کہ ہمنے کیا کھایا فرمایا کہ تمنے اپنے بھائی کا گوشت کھایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون سے گرفت کی حالانکہ ایک نے کہا تھا دوسرے نے سنا اگر آدمی دل سے کارہ ہو اور آنکھ یا ہاتھ سے
اشارہ کرے کہ چپ رہ تو بھی تقصیر ہے اسواسطے کہ صراحتاً تاکید سے کہنا چاہیے تاکہ شخص غائب کے حق مین قصور نہو کیونکہ حدیث شریف مین
آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان بھائی کی غیبت کرے اور وہ اپنے بھائی کی مدد نکرے اور اوس سے فروگذاشت کرے تو حق سبحانہ تعالی اوسکی
اوس فروگذاشت کرنیوالے سے اوس وقت فروگذاشت کریگا جب اوسے حاجت ہو فصل العزیز جانو کہ جسطرح زبان سے غیبت کرنا
حرام ہے اوسیطرح دل سے بھی غیبت کرنا حرام ہے اور جسطرح دوسرے سے کسیکا عیب نہ کہنا چاہیے اوسیطرح اپنے دل سے بھی
کہنا نچاہیے دل سے غیبت اسطرح ہوتی ہے کہ بے دیکھے سنے اور بغیر یقین کیے کسی کی طرف گمان بد کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے مسلمان کا خون اور مال اور اوسکی طرف بدگمانی کرنا تینون باتین حرام کی ہین اور جو ایسی بات
دلمین آئے کہ جب تک اوسکا یقین ہو نہ دو مرد عادل سے ثابت ہوئی ہو وہ بات شیطان نے دل مین ڈالی ہوگی حق سبحانہ تعالی ارشاد
فرماتا ہے اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوا یعنی فاسق کی بات باور نکرو اور شیطان کے برابر کوئی فاسق نہین ہے اور حرام
یہ امر ہے کہ تو اپنے دلکو اوس بات پر ٹھہرا دے لیکن جو خطرہ بے اختیار آئے تو اوس سے کارہ ہو اور سپر ماخوذ نہوگا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ گمان بد سے مسلمان خالی نہین ہوتا لیکن سلامتی اسی مین ہوتی ہے کہ اپنے دل مین اوسے تحقیق
نکرے اور جبتک اوسمین احتمال کی گنجایش ہو تب تک نیک تر وجہ پر اوسے حمل کرے اور دلمین تحقیق کرنیکی علامت یہ ہو کہ جسکی طرف
بدگمانی آتی ہے وہ شخص اسکے دل مین بہت گران ہوتا ہے اور اوسکی مراعات مین یہ قصور کرنے لگتا ہے مگر جب تک زبان اور
معاملہ مین اوسکے ساتھ ویسا ہی رہے جیسا تھا تو اس بات کی علامت ہے کہ اوسنے اپنے دل مین تحقیق نہین کیا اور اگر مرد عادل
سے سنے تو توقف کرنا چاہیے اور عادل کو جھوٹا نہ جاننا چاہیے اسواسطے کہ اوس عادل پر بھی گمان بد کرنا روا نہین ہے اور یہ
بھی درست نہین ہے اور کہے کہ جیسے اوسکا حال مجھپر پوشیدہ تھا اور پوشیدہ ہے ویسا ہی اسکا حال بھی پوشیدہ ہے پس اگر جانے
کہ اوس مین کچھ عداوت اور حسد ہے تو توقف اولیٰ تر ہے اور اگر اوسے بڑا عادل جانے تو اوسکی طرف زیادہ میل کرنا چاہیے اور جب
کسیکے دل مین کسی شخص کیطرف گمان بد آئے تو اوس سے زیادہ میل جول کرے تاکہ اوس سے شیطان کو غصہ آئے اور وہ گمان کم
ہو جائے اور جب یقینی جان لیا تو غیبت نکرے تنہائی مین نصیحت کرے اور نصیحت کرنے مین ذلیل اور شرمندہ نکرے بلکہ اندوہگین
ہو کر نصیحت کرے تاکہ ایک مسلمان کے واسطے اندوہگین بھی ہوا اور نصیحت بھی کی ہو اور دونون امرون کا اجر پائے فصل العزیز

کہ غیبت کی حرص آدمی کے دل مین بیماری ہوتی ہے اوسکا علاج کرنا واجب ہے اور علاج کی دو قسمین ہین ایک علمی علاج ہے اور وہ دو چیزین ہین ایک تو یہ کہ یہ جو حدیثین غیبت کی برائیون مین وارد ہین انہین غور و تامل کرے اور یہ جانے کہ ہر غیبت کرنے سے میرے نامہ اعمال سے میری نیکیان اوسکے اعمال مین منتقل کر دینگے حتی کہ مین مفلس رہ جاؤنگا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ غیبت آدمیون کی نیکیون کو اسطرح نیست و نابود کر دیتی ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو اور ممکن ہے کہ اوسکے گناہون سے اوسکی ایک ہی نیکی زیادہ ہو اور یہ غیبت جو کرتا ہے اسکے سبب سے گناہون کا پلہ بھاری ہوجائے اور وہ دوزخ مین جائے دوسرے یہ کہ اپنی غیبت کا سوچ کرے اگر اپنی ذات مین کوئی عیب دیکھے تو جانے کہ وہ بھی اوس عیب مین ایسا ہی معذور ہے جیسا مین اور اگر اپنی ذات مین کچھ عیب نہ معلوم ہو تو جانے کہ اپنے عیب کا نجاننا سب عیبون سے بڑھ کر ہے پس اگر سچ کہتا ہے تو مردار کے گوشت کھانے سے زیادہ کوئی عیب نہین خود بے عیب ہو کر اپنے تئین عیب دار نکرے اور شکر مین مشغول ہو اور جانے کہ وہ شخص جو اوس کام مین تقصیر کرتا ہے تو کوئی بندہ تقصیر سے خالی نہین اور جب آپ شرع کی حد پر قائم نہین ہو سکتا گو کہ فقط گناہ صغیرہ مین مبتلا ہو اور اپنے ساتھ برنہین آتا تو اورون سے کیا عجب رکھتا ہے اگر وہ عیب اوسکی خلقت مین ہے تو جانے کہ یہ صانع کی عیب گیری کرتا ہون کہ یہ عیب اوس شخص کے اختیار مین نہین ہے کہ اوسے ملامت کرنا ہو پہنچے لیکن تفصیل کے ساتھ عیب کا علاج یہ ہے کہ دیکھے کہ کونسا سبب مجھے غیبت پر مستعد رکھتا ہے وہ آٹھ سبب سے باہر نہین ہوتا پہلا سبب یہ ہوتا ہے کہ اوس سے کسی سبب سے خشمناک ہو تو یہ جانتا ہے کہ کسی پر خشمناک ہونے سے اپنے تئین دوزخ مین ڈالنا حماقت ہے یہ اپنے ساتھ برائی اور عداوت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص غصے کو پی جاتا ہے اوسے حق تعالی قیامت کے دن برملا بلائیگا اور فرمائیگا کہ بہشت کی حورون مین سے جسے تو چاہے اختیار کر دوسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اورونکی موافقت ڈھونڈھتا ہے تاکہ اونکی رضامندی حاصل ہو اسکا علاج یہ ہے کہ جان لے کہ لوگونکی رضامندی کے سبب سے حق تعالی کی ناراضی حاصل کرنا حماقت اور نادانی ہے جبکہ لوگون پر غصہ اور انکار کرنے سے حق تعالی کی رضامندی ڈھونڈھتے تیسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اوسے کسی خطا مین پکڑا اور وہ اپنی خلاصی کے واسطے اوس خطا کو دوسرے پر رکھتا ہے تو یہ جانتا ہے کہ حق تعالی کے غصہ کی بلا جو وقت پر یقیناً آئیگی وہ اس آفت سے بہت بڑی ہے جس سے وہ خذر کرتا ہے اور حق تعالی کے غصہ کی بلا یقیناً آئیگی اور جس سے نجات ڈھونڈھتا ہے وہ مشکوک ہے تو چاہیے کہ اپنے اوپر سے تو دفع کرے مگر دوسرے کے سرنہ دہرے شاید یون کہے کہ اگر مین حرام کھاتا ہون یا بادشاہ کا مال لیتا ہون کہ فلانا آدمی بھی تو لیتا ہے یہ کہنا حماقت ہے اسواسطے کہ جو شخص گناہ کرے اوسکی پیروی نکرنا چاہیے اور اسبات کے کہنے مین فائدہ اور عذر کیا ہے اگر تو کسیکو آگ مین جاتے دیکھے تو تو اوسکے پیچھے نہ جائیگا پس گناہ مین بھی موافقت کرنا ایسا ہی عذر بتر از گناہ کے سبب سے دوسرا گناہ اور غیبت کیونکر چوتھا سبب یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص چاہتا ہے کہ اپنی تعریف کرے اور نہین کر سکتا تو اورونکا عیب کرنے لگتا ہے تاکہ اوسکے سبب سے اپنی فضیلت اور بزرگی اور پارسائی دکھائے مثلاً یون کہے کہ فلانا آدمی کچھ نہین سمجھتا یا فلانا شخص ریا سے خذر نہین کرتا یعنی مین کرتا ہون تو جاننا چاہیے کہ جو عقلمند ہوگا وہ اس بات سے اوسکی فسق اور جہل کا اعتقاد کریگا فضیلت اور پارسائی کا اعتقاد نکریگا

اور جو بے عقل ہوگا اوسکے معتقد ہونے سے کیا فائدہ بلکہ آدمی اگر اپنے تئین کسی بندہ بیچارہ عاجز بے اختیار محض کے نزدیک اونچا ا
سکے واسطے خداے قادر و توانا کے نزدیک گھٹادے تو اوسمین کیا نفع ہے پانچوان سبب حسد ہوتا ہے کہ کسی کو کچھ رتبہ اور علم او مال
حاصل ہو اور لوگ اوس سے نیک اعتقاد رکھتے ہون اوسے نہین دیکھ سکتا اوسکی عیب جوئی کرنے لگتا ہے تاکہ اوسکے ساتھ جھگڑا کرے
نہین جانتا کہ حقیقت مین اپنے ساتھ جھگڑا کرتا ہے کہ اس جہان مین تو رنج و حسد کے عذاب مین رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اوس جہان مین
بھی غیبت کے عذاب مین مبتلا ہون تاکہ دونون جہان کی نعمت سے محروم رہون اتنا نہین جانتا کہ جسکے واسطے کوئی جاہ و حشمت
حقتعالی نے مقرر کردی ہے حاسد کا حسد اوس جاہ کو اور زیادہ کرتا ہے چھٹا سبب استہزا ہوتا ہے تاکہ خندہ اور بازی کرے اور کسیکو شرمندہ
کرے اور نہین جانتا کہ حقتعالی کے نزدیک اپنے تئین بہت فضیحت کرتا ہے یا لوگون کے نزدیک اوسے اے عزیز اگر تو سوچ کرے کہ قیامت
کے دن وہ اپنے گناہ تیری گردن پر لادیگا اور تجھے گدھے کیطرح دوزخ کیطرف ہانکین گے تو تجھے معلوم ہوجائے کہ تو اس بات مین اولیٰ
ہے کہ لوگ تجھکو ہنسین اور یہ جان لے کہ جسکا یہ حال ہوگا وہ اگر عقلمند ہو تو نہ ہنسے اور نہ بازی مین مشغول ہو ساتوان سبب یہ ہوتا ہے کہ
کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو اور یہ خدا کے واسطے اوس سے اندوہگین ہو جیسا دینداروں کی عادت ہے اور اوس رنج مین سچ کہتا ہے
لیکن اوس گناہ کے ذکر کرنے مین گنہگار کا نام اوسکی زبان پر آئے اور اس امر سے غافل ہے کہ غیبت ہے اور یہ نجانے کہ ابلیس نے چاہا
کہ رنج کرنے سے اسے ثواب ہوگا اسواسطے حسد کیا اور اوس گنہگار کا نام اوسکی زبان سے لوادیا تاکہ غیبت کا گناہ اوس ثواب کو رائگان کردے
آٹھوان سبب یہ ہے کہ اسے خدا کے واسطے اوس پر غصہ آئے کہ اوسنے گناہ کیا یا اوس سے عجب آئے اور غصہ یا تعجب مین اوسکا نام لیلے
تاکہ لوگون کو معلوم ہوجائے اور ابلیس اوسکے ثواب کو ضائع کردے بلکہ چاہیے کہ فقط غصہ اور تعجب کی بات کرے اوسکا نام نہ لے

عذرون کے سبب سے غیبت کی اجازت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ غیبت حرام ہے جیسے جھوٹ اور بے حاجت مباح نہین
ہوتی اور چند عذر ہین پہلا عذر فریاد ہے جو قاضی اور بادشاہ کے سامنے ہو کہ درست ہے یا اوسکے سامنے جس سے معاونت چاہیے
مظلوم کو یہ نچاہیے کہ جس سے کچھ فائدہ نہو اوسکے سامنے ظالم کا ظلم بیان کرے حضرت ابن سیرین کے سامنے ایک شخص حجاج کا ظلم
بیان کرتا تھا اونھون نے فرمایا کہ حق تعالی جسطرح لوگون کا انتقام حجاج سے لیگا اوسیطرح حجاج کا انتقام اوس شخص سے لیگا جو اوسکی
غیبت کرتا ہے دوسرا عذر یہ ہے کہ کہین پر فساد اور برائی دیکھے اور اوس شخص سے کہے جو احتساب کرنے پر قادر ہو اور اوس برائی
کرنے والے کو باز رکھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ حضرت طلحہ یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہما کیطرف گذرے اور سلام کیا
اونھون نے جواب دیا حضرت عمر فاروق رضنے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے گلہ کیا حتی کہ اونھون نے اس
باب مین اوس جواب نہ دینے والے سے گفتگو کی اس گلہ کرنے کو غیبت نہ ٹھہرایا تیسرا عذر فتوی پوچھنا ہے کہ جورو یا باپ یا فلانا شخص
میرے ساتھ ایسا کرتا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ یون پوچھے کہ اگر کوئی ایسا کرے تو تم کیا کہتے ہو لیکن اگر نام لے لیا تو اجازت ہے
کہ شاید مفتی اگر اوس واقعہ کو بعینہ جانے تو اوسکے دل مین اور کوئی بات آئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہندہ نے عرض کیا
کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے میرا اور میرے بچون کا خرچ پورا نہین دیتا اگر اوسکی لاعلمی مین مین کوئی چیز لے لون تو درست ہے آپنے فرمایا

کہ جتنا خرچ کافی ہو اوتنا انصاف سے لیلے اوبخیلی اور فرزندون پر ظلم کا بیان کرنا غیبت ہے لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فتوی کے عذر سے روا رکھا چوتھا عذر یہ ہے کہ اوس شخص کے شر سے حذر کرنا چاہتا ہو مثلاً کوئی شخص بدعتی ہو یا چور اور اوسپر کوئی اعتماد
کریگا یا کسی عورت کی خواستگاری یا لونڈی غلام کی خریداری کریگا اور کوئی جانے کہ اگر اوس سے اوس عورت یا لونڈی غلام کی عیب
نہ کہونگا تو اوسکا نقصان ہوگا تو عیب کہدینا اوسے تر ہے اور پوشیدہ رکھنا مسلمانون پر مہربانی کرنے مین کہوٹا پن ہے اور مزکی کو درست
ہے کہ گواہ کے باب مین طعن کرے علی ہذا القیاس اوسکے ساتھ جس سے مشورہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ فاسق مین جو عیب ہے صاف کہدو تاکہ لوگ اوس سے حذر کرین یہ حکم اوس مقام پر ہے جہان آفت کا خوف ہو بے عذر کے کہنا
درست نہین ہے بزرگون نے کہا ہے کہ تین آدمیون کی شکایت غیبت نہین ایک بادشاہ ظالم دوسرا بدعتی تیسرا وہ شخص جو کھلم کھلا
فسق کرے یہ اسوجہ سے ہے کہ یہ لوگ خود اوس عیب کو پوشیدہ نہین رکھتے اور کسیکے کہنے سے رنجیدہ نہین ہوتے پانچوان عذر یہ ہے
کہ کوئی شخص کسی نام سے مشہور ہو اور اوس نام مین عیب ہو جیسے اعمش اور اعرج وغیرہ کیونکہ آدمی جب ایسے نامون سے مشہور
ہو چکا تو یہ نام لینے سے رنجیدہ نہین ہوتا مگر اولے یہ ہے کہ اور کوئی نام لین جیسے اندہے کو بصیر اور چشم پوشیدہ کہین اور مثل اسکے
چھٹا عذر یہ ہے کہ کوئی شخص فسق ظاہر کرتا ہو جیسے مخنث اور شرابی جو لوگ فسق و فجور معیوب نہین جانتے ذکر کرنا درست ہے غیبت کا کفارہ
ایعزیز جانو کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو توبہ کرے اور پشیمان ہو تاکہ حق تعالی کے مظلمے سے نجات پائے اور جسکی غیبت کی ہے اوس سے
معافی چاہے تاکہ اوسکے مظلمے سے بھی نکلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے ذمے آبرو یا مال کی بابت مظلمہ ہے اوسکے
طلب عفو کرنا چاہیے قبل ازین کہ ایکدن آئیگا کہ اوسدن بجز اسکے کہ اوسکی نیکیان بدلے مین مظلوم کو دین اگر نیکیان نہون تو مظلوم
کے گناہ ظالم پر رکھین نہ درم ہوگا نہ دینار حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے ایک عورت کو کہا کہ دراز
ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے غیبت کی اوس عورت سے معافی چاہو حدیث شریف مین ہے کہ جسنے کسی کی
غیبت کی تو چاہیے کہ حق تعالی سے اوسکی آمرزش چاہے بعض علما اس حدیث سے سمجھے ہین کہ فقط آمرزش چاہنا کافی ہے
اوس شخص سے معافی طلب کرنا نچاہیے اور حدیثون کی دلیل سے یہ سمجھنا خطا ہے استغفار اوس مقام پر ہوتا ہے جہان وہ شخص جسکی
غیبت کی ہے زندہ نہو تو اوسکے واسطے طلب مغفرت کرنا چاہیے اور معافی چاہنا یون ہوتا ہے کہ فروتنی اور پشیمانی سے اوسکے سامنے
جائے اور کہے کہ مین نے خطا کی اور جھوٹ کہا تو معاف کردے اگر وہ نہ معاف کرے تو اوسکی تعریف اور مراعات کرنا چاہیے تاکہ اوسکا
دل خوش ہو وہ معاف کردے پھر بھی اگر معاف نکرے تو اوسکا حق ہے لیکن اس مراعات کو منجملہ حسنات لکھینگے اور شاید کہ
قیامت کے دن اوسے عوض مین دیدین لیکن عفو کردینا اولی ہے بعضے بزرگان سلف نے نہین معاف کیا اور کہا کہ ہمارے
نامہ اعمال مین اس سے بہتر کوئی نیکی نہین ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ بخشدینا اوس سے بہتر نیکی ہے حضرت حسن بصری قدس سرہ کی
کسی نے غیبت کی آپ نے خرمے کا ایک طباق اوسکے پاس بھیجا اور فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے اپنی عبادت مجھے ہدیہ بھیجی
مین نے بھی چاہا کہ مکافات کرون معاف کر کہ پوری مکافات نکرسکا ایعزیز جانو کہ معافی اوسوقت درست ہے کہ جو کچھ کہا ہو وہ کہدے

کیونکہ نامعلوم بات سے بیزار ہونا نہین درست ہے ۔ بیسوین آفت غمازی اور چغلخوری کرنا ہے حق تعالی ارشاد فرماتا ہے هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ
اور فرماتا ہے وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ اور فرماتا ہے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ان سب آیتون مین غمازی اور چغلخوری مراد ہے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغلخور بہشت مین نجائیگا اور فرمایا کہ مین تمھین خبر دون کہ تم مین سب سے بدتر کون ہے وہ لوگ بدتر ہین جو چغلخوری
کرین اور جھوٹی باتین ملاکر کہین اور لوگون کو برہم کردین اور فرمایا ہے کہ جب حق تعالی نے بہشت کو پیدا کیا تو فرمایا کہ بول وہ بولی کہ
نیکبخت وہ ہے جو مجھ مین داخل ہو حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت اور بزرگی کی کہ آٹھ آدمیون کو تیری
طرف راہ نہ دونگا شرابخوار اور وہ زناکار جو زنا پر قائم رہے اور چغلخور اور دیوث اور عوان اور مخنث اور قاطع رحم اور وہ جو کہ
مین نے خدا سے عہد کیا ہے ایسا کرونگا اور ویسا نکرے حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایکبار قحط پڑا حضرت موسی علی نبینا
وعلیہ السلام کئی بار دعاے باران کے واسطے نکلے اور پانی نہ برسا پھر وحی آئی کہ مین تمھاری دعا نہ قبول کرونگا اسواسطے کہ تم مین
ایک چغلخور ہے حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ کون شخص ہے مین اوسے نکال دون ارشاد ہوا کہ مین چغلخور کو دشمن رکھتا ہون
اور خود چغلخوری کرون حضرت موسی علیہ السلام نے سب سے کہا کہ چغلخوری سے توبہ کرو سبھون نے توبہ کی تو پانی برسا **حکایت** کہتے ہین
کہ کسی شخص نے سات سو کوس چلکر ایک حکیم کو ڈھونڈہ نکالا اور اوس سے پوچھا آسمان سے زیادہ کیا چیز فراخ ہے زمین سے زیادہ کونسی
شے گران ہے پتھر سے زیادہ کیا شے سخت ہے آگ سے زیادہ کونسی چیز گرم ہے زمہریر سے زیادہ سرد کیا ہے دریا سے زیادہ
تونگر کونسی شے ہے یتیم سے زیادہ ذلیل کون چیز ہے اوسنے جواب دیا کہ حق آسمان سے زیادہ فراخ ہے بیگناہ پر بہتان زمین سے
زیادہ گران ہے دل قانع دریا سے زیادہ تونگر ہے حسد آگ سے زیادہ گرم ہے کافر کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے جو شخص عزیز
کی حاجت روا نکرے وہ زمہریر سے زیادہ سرد و سخت ہے جس چغلخور کو لوگ پہچانتے ہین وہ یتیم سے زیادہ ذلیل ہے **فصل** الغرض یہ جانو
کہ غمازی اور چغلخوری یہی نہین ہے کہ آدمی ایک بات دوسرے سے کہدے بلکہ جو شخص کوئی کام ظاہر کرے کہ اوس سے کوئی آدمی
رنجیدہ ہو تو وہ شخص بھی غماز اور چغلخور ہے بات ہو خواہ کام قول سے آشکار کرے یا اشارے سے یا لکھنے سے بلکہ ایسا کوئی امر نکرنا
چاہیے جس سے کوئی شخص رنجیدہ ہو جائیگا مگر یہ کہ کسی نے کسی شخص کے مال مین پوشیدہ خیانت کی ہو تو اوسکا افشا کردینا درست ہے
اسیطرح جس بات مین کسی مسلمان کا نقصان متصور ہو اوسکا ظاہر کردینا درست ہے جس شخص سے لوگ یہ بات نقل کرین کہ فلانا آدمی
تجھے ایسی بات کہتا ہے یا تیرے حق مین ایسا کام کرتا ہے اور اس قسم کی بات کہے تو اوس شخص کو چھ چیزین بجالانا چاہیے اول تو یہ کہ
اوسکا کہنا باور نہ کرے اسواسطے کہ چغلخور اور غماز فاسق ہے اور حق تعالی نے فرمایا ہے کہ فاسق کی بات نہ سنو دوسرے یہ کہ اوس کہنے والے کو
نصیحت کرے اور اس گناہ سے منع کرے اسواسطے کہ نہی منکر واجب ہے تیسرے یہ کہ اوسے خدا کے واسطے دشمن ٹھہراوے کیونکہ
چغلخور کے ساتھ دشمنی واجب ہے چوتھی یہ کہ کسیکی طرف گمان بد نہ لیجائے اسلیے کہ بدگمانی حرام ہے پانچوین یہ کہ اوسکا تجسس نکرے کہ آیا
یہ بات درست ہوا معلوم ہوا اسواسطے کہ حق تعالی نے اسکی ممانعت فرمائی ہے چھٹی یہ کہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا وہ اوسکے
واسطے بھی پسند نہ کرے اور اسکی چغلخوری کا حال دوسرے سے نقل نہ کرے پوشیدہ رکھے یہ چھون باتین واجب ہین خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ

کے سامنے ایک شخص نے چغلخوری کی فرمایا کہ مین دیکھتا ہون اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو جن لوگون کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے
اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ تو بھی اون ہی مین سے ہے اور اگر تو نے سچ کہا ہے تو جنکی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍ
بِنَمِیْمٍ تو اونمین سے ہے اور اگر تو چاہے تو توبہ کر مین بخشدونگا اوسنے کہا یا امیر المومنین مین نے توبہ کی ایک شخص نے کسی حکیم سے
کہا کہ فلانے آدمی نے تجھے ایسا کہا کہ تو بہت دیر کے بعد میری ملاقات کو آیا اور تو نے تین خیانتین کین ہین ایک یہ کہ ایک بھائی کو
میرے دل مین برا ٹھہرایا اور میرے دل فارغ کو تردد مین ڈالا اور اپنے تئین میرے نزدیک فاسق اور مفتری بنایا سلیمان ابن عبد الملک
نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو نے مجھے کچھ کہا ہے اوسنے جواب دیا نہین کہا ایک مرد عادل اور معتمد نقل کرتا تھا زہری بیٹھے تھے فرمایا
یا امیر المومنین چغلخور عادل نہین ہوتا کہا آپ نے سچ فرمایا اور اوس شخص سے کہا کہ تو صحیح سلامت اپنے گھر جا حضرت حسن بصری قدس سرہ
فرماتے ہین کہ جو شخص اور کی بات تیرے سامنے کہیگا وہ تیری بات بھی اور کے سامنے کہیگا ایسے آدمی سے حذر کرنا چاہیے
اور حقیقت مین اوسے دشمن رکھنا چاہیے کہ غیبت تمام خیانت کھوٹا پن حسد اپنی طرف سے جھوٹی باتین ملانا نفاق فریب دنیا یہ
اوسکے کام ہین اور یہ سب کام خیانت کے سبب سے ہوتے ہین بزرگون کا قول ہے کہ غماز اور چغلخور ایسا آدمی ہے کہ راستی سب سے
پسندیدہ ہوتی ہے اور اوسکی راستی بھی پسندیدہ نہین ہوتی مصعب ابن الزبیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ میرے نزدیک چغلی کہنے سے
چغلی سننا بدتر ہے کیونکہ چغلخوری سے خبر کا مقصود ہوتا ہے چغلی سننے والا اوسکو قبول کرتا ہے تو گویا اجازت دی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغلخور حلال زادہ نہین ہے ایعزیز جان تو کہ مفسد اور چغلخور کا شر بڑا ہے اور ممکن ہے کہ انکے سبب سے لوگون کے
خون ہوجائین ایک شخص ایک غلام بیچتا تھا کہنے لگا کہ اسمین اور تو کوئی عیب نہین مگر غمازی اور فتنہ انگیزی ہے ایک آدمی نے اوسے
مول لیا اور کہا کچھ پروا نہین غلام نے آقا کی جورو سے کہا کہ آقا تجھے نہین چاہتا ایک لونڈی مول لیا چاہتا ہے اب جو وہ سوجائے
تو استرہ لیکر اوسکے حلق کے پاس سے چند بال مونڈلا تو مین اون بالون پر تجھے منتر پڑھ دون کہ آقا تجھپر عاشق ہوجائے اور آقا سے
کہا کہ آپکی جورو کسی پر عاشق ہے اور آپکو مار ہی ڈالیگی آپ اپنے تئین سوتے مین ڈالیے تو حال دیکھیے اوسنے اپنے تئین سوتے مین
ڈالدیا اوسکی جورو استرہ لیکر پہونچی اور اوسکی داڑہی کیطرف ہاتھ بڑہایا تب تو اوسے یقین آیا کہ واقعی مجھے مار ہی ڈالیگی بس شوہر نے
اوچک کر جورو کو مار ہی ڈالا جورو کے عزیز پہونچے اور لڑکر شوہر کو مار ڈالا اور بہت سے خون ہوئے چودہوین آفت دو دشمنون مین
دورو ئی کرنا ہے جیسے ہر ایک کے سامنے ایسی بات کہے جو اوسے اچھی معلوم ہو اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی بات اسے پہونچائے اسکی بات
اوسے اور ہر ایک سے ظاہر کرے کہ مین تیرا ہی دوست ہون یہ چغلخوری سے بھی بدتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص اس جہان مین دورو ہوتا ہے اوس جہان مین دو زبان ہوگا اور فرمایا ہے کہ دورو خدا کے بندون مین سب سے بدتر ہے
ایعزیز جان تو کہ جو شخص دو دشمنون سے دوستی رکھتا ہو اوسے چاہیے کہ جو بات سنے تو یا چپ ہو رہے یا اوسکے روبرو یا اوسکے پیٹھ پیچھے
حق بات کہے تاکہ منافق نہو جائے ایک کی بات دوسرے سے نہ کہے اور ہر ایک سے یہ نہ کہے کہ مین تیرا دوست ہون حضرت ابن عمر
رضی اللہ تعالی عنہما سے لوگون نے عرض کیا کہ ہم امیرون کے پاس جاتے ہین اور ایسی باتین کہتے ہین کہ باہر نکلکر نہین کہتے فرمایا

کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہم اس آئین کو نفاق جانتے تھے اور جس شخص کو ضرورت نہو کہ بادشاہون پاس جائے اور اونکے سامنے ایسی باتین بنائے جو پیٹھ پیچھے زبان پر نہ لائے وہ منافق دو رو ہے اور اگر ضرورت ہے تو اجازت ہے چھٹی آفت لوگونکی تعریف کرنا اور تعریف مین مبالغہ کرنا ہے اس آفت مین چھ آفتین ہین چار تعریف کرنیوالے مین دو سننے والے مین جو ممدوح ہے تعریف کرنیوالے کی آفتون مین سے پہلی آفت یہ ہے کہ فضول تعریف کرے اور جھوٹا ہو جائے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص لوگون کی تعریف مین افراط کرتا ہے قیامت کے دن اوسکی زبان اتنی لنبی ہوگی کہ زمین مین گھسیٹتا ہوگا اور اوسپر پاؤن دہرتا ہوگا اور گر گر پڑتا ہوگا دوسری آفت درآفت یہ ہے کہ تعریف کرنیمین نفاق ہو جائے تعریف کرے کہ مین تمھین دوست رکھتا ہون اور شاید نہ دوست رکھتا ہو تیسری آفت درآفت یہ ہے کہ ایسی کوئی بات کہے جسے تحقیق نجانتا ہو جیسا کہ یون کہے کہ وہ پارسا اور پرہیزگار اور سراپا علم ہے یا اور ایسی باتین کہے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی کی تعریف کی آپ نے فرمایا افسوس تو نے اوسکی گردن ماری پھر فرمایا کہ تجھے اگر کسی کی تعریف کرنا ضرور ہو تو یون کہہ کہ مین ایسا جانتا ہون اور عند اللہ اوسے عیب سے بری نہین کرتا اگر اپنی سمجھ مین سچا ہے تو اوسکا حساب حق تعالی کے ساتھ ہے چوتھی آفت درآفت یہ ہے کہ شاید جسکی تعریف کرتا ہے وہ ظالم ہو اور وہ اوسکی بات سے خوش ہو اور ظالم کو خوش کرنا نچاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ جب فاسق کی تعریف کرتے ہین تو حق سبحانہ تعالی کو اوسپر غصہ آتا ہے اور ممدوح کو کئی وجہ سے نقصان ہے ایک یہ کہ اوسمین کبر اور عجب پیدا ہوتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن درّہ لیے بیٹھے تھے ایک شخص جارود نام حاضر ہوا ایک شخص نے کہا کہ قبیلۂ ربیعہ کا سردار ہے جب وہ بیٹھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسے درّہ سے مارا اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین یہ کیا فرمایا کہ تو نے نہین سنا کہ اس شخص نے کیا کہا اوسنے عرض کیا کہ مین نے سنا اوسنے کہا تو کیا ہوا فرمایا کہ مین ڈرا کہ تیرے دلمین غرور پیدا ہو جائے مین نے چاہا کہ تیرا کبر توڑ دون دوسرے یہ کہ جب صلاحیت اور علم پر لوگ اوسکی تعریف کرینگے تو وہ آیندہ کے واسطے کاہل ہو جائیگا اور اپنے جی مین کہیگا کہ مین کمال کے درجہ کو پہونچ گیا اسی سبب سے تھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے ایک شخص کی تعریف کی آپ نے فرمایا کہ تمنے اسکی گردن ماری کیونکہ اگر وہ سن لیگا تو کوشش نہ کریگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسیکے سامنے تیز چھری لیکر جائے تو یہ اوس سے بہتر ہے کہ اوسکے روبرو اوسکی تعریف زبان پر لائے حضرت زیاد ابن اسلم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی تعریف سنتا ہے شیطان اوسکے سامنے سے آکر اوسے جگہ سے اوٹھاتا ہے لیکن مومن اپنے تئین پہچانتا ہے اور فروتنی کرتا ہے جہان کہین یہ چیزین نہون وہان تعریف کرنا بہتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی تعریف فرمائی ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ نے فرمایا کہ یا عمر اگر حق تعالی مجھے رسول کر کے نہ بھیجتا تو تجھی کو بھیجتا اور فرمایا ہے کہ اگر تمام عالم کا ایمان ابو بکر کے ایمان کے مقابل کرین تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایمان زاید نکلیگا اور ایسی تعریفین آپ نے کی ہین اسواسطے کہ جانتے تھے کہ انکو کچھ نقصان نہوگا مگر اپنی تعریف کرنا بری بات ہے اور مذموم ہے حق تعالی نے اسکی ممانعت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے

وَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ لیکن اگر کوئی شخص خلق کا پیشوا ہو اور اپنا حال اسواسطے بتائے کہ لوگون کو اوسکی پیروی کی توفیق ہو تو درست ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ یعنی اس سرداری سے مین فخر نہین کرتا اوس سے فخر کرتا ہون جسنے یہ بزرگی عنایت فرمائی آپ نے یہ اسواسطے فرمایا کہ سب لوگ آپکی تابعداری کرین اور حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے کہا اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ فصل لوگ جب کسیکی تعریف کرین تو اوسے چاہیے کہ کبر اور عجب سے حذر کرے اور خاتمے کے خطر سوچے کہ اوسکا حال کسیکو نہین معلوم اور جو شخص دوزخ سے نہ بچیگا کُتا اور سوّر اوس سے افضل ہے اور یہ کوئی نہین جانتا کہ مین دوزخ سے بچ گیا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر میرا چھپا ہوا حال جانے تو یہ تعریف کرنیوالا تعریف نہ کرے تو شکر کرنا چاہیے کہ حق تعالی نے میری باطنی باتون کو اوس سے پوشیدہ رکھا اور چاہیے کہ لوگ جب تعریف کرین تو کراہت ظاہر کرے اور دل سے بھی کارہ رہے لوگون نے ایک بزرگ کی تعریف کی اون بزرگ نے کہا کہ بار خدایا یہ لوگ میرا حال نہین جانتے تو ہی جانتا ہے اور بزرگ کی لوگون نے تعریف کی اون بزرگ نے کہا کہ بار خدایا یہ اوس چیز سے میرا تقرب کرتے ہین جسے مین دشمن رکھتا ہون تجھے گواہ کرتا ہون کہ مین اوسکی دشمنی کے سبب سے تیرا تقرب کرتا ہون امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی لوگون نے تعریف کی آپ نے کہا کہ بار خدایا یہ لوگ جو مجھے کہتے ہین اسکے سبب سے تو مجھسے مواخذہ نہ کر اور جو لوگ نہین جانتے ہین اوسے بخشدے اور مجھے اوس سے بھی بہتر کر دے جو یہ لوگ سمجھتے ہین ایک شخص امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دوست نہ رکھتا تھا آپ کی تعریف منافقانہ کیا کرتا تھا آپ نے فرمایا اے شخص جو کچھ تو زبان سے کہتا ہے اوس سے تو مین کمتر ہون اور جو بات تو دل مین رکھتا ہے اوس سے بہت بڑھکر ہون

چوتھی اصل غصہ اور کپٹ اور حسد اور اونکے علاج کے بیان

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ غصہ جب غالب ہو جائے تو صفت مذموم ہے اور اوسکی اصل آگ سے ہے کیونکہ اوسکا صدمہ دلپر ہوتا ہے اور آگ کی نسبت شیطان کے ساتھ ہے جیسا کہ اوس نے خود کہا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ اور آگ کا کام حرکت اور بیقراری ہے اور مٹی کا کام سکون اور چین ہے جس شخص پر غصہ غالب ہے اوسکو جتنی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہے اوس سے کھلی ہوئی نسبت شیطان کے ساتھ ہے اسیواسطے تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیات سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون سی چیز ہے جو مجھے حق تعالی کے غصہ سے دور رکھے فرمایا وہ یہ ہے کہ تو خشمناک نہوا کر اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے مختصر سا کام جسمین امید حسن انجام ہو ارشاد فرمائیے فرمایا تغضب خشمگین نہوا کر ہر چند پوچھا آپ نے یہی فرمایا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے جیسا ایلوا شہد کو اور حضرت عیسی علیہ السلام نے یحیی سے فرمایا کہ خشمگین نہوا کر کہا کہ یہ نہین ہو سکتا ہے کیونکہ مین بشر ہون فرمایا مال جمع نہ کر کہا یہ ہو سکتا ہے اے عزیز جانتو کہ اصل غصہ سے آدمی کا خالی ہونا ممکن نہین لیکن غصہ کو پی جانا ضرور ہے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ یعنی اون لوگون کی تعریف فرمائی ہے جو غصہ کو پی جاتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حق سبحانہ تعالی اپنا عذاب اوسپر سے اوٹھا لیتا ہے اور جو کوئی حق تعالے کی تقصیر مین عذر کرتا ہے حق تعالی اوسکا عذر قبول فرماتا ہے اور جو شخص زبان کو نگاہ رکھتا ہے حق تعالی اوسکی شرم چھپاتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص غصہ نکال سکتا ہے اور پی جائے قیامت کے دن حق تعالی اوسکے دلکو رضامندی سے بھر دیگا اور فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اوسمین سے کوئی اندر نہ جائیگا مگر وہ شخص جسنے اپنا غصہ خلاف شرع نکالا ہے اور فرمایا ہے کہ جو جو گھونٹ آدمی پیتا ہے اونمین سے کوئی گھونٹ غصہ کے گھونٹ سے زیادہ حق تعالی کے نزدیک دوست نہین ہے اور جو بندہ غصہ کا گھونٹ پیتا ہے حق تعالی اوسکے دل کو ایمان سے پُر کر دیتا ہے حضرت فضیل عیاض اور حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہما اور بزرگون کی ایک جماعت نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ غصہ کے وقت بردباری اور طمع کے وقت صبر کرنے سے زیادہ کوئی کام فضل نہین ہے ایک شخص نے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سخت بات کہی اونھون نے سر جھکا لیا اور فرمایا کہ تو نے چاہا تھا کہ مجھے غصہ مین لائے اور شیطان کبر سلطنت کی وجہ سے مجھے جگہ سے اوٹھائے تاکہ آج تو مین تجھے غصہ کرون اور فردائے قیامت کو تو مجھسے بدلا لے یہ ہرگز نہوگا اور چپ ہو رہے ایک نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی ایسا ہے جو مجھسے قبول کرے اور کفالت کرے کہ خشمگین نہوگا اور میرے بعد میرا خلیفہ رہے اور بہشت مین میرے برابر رہے ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نے قبول کیا اور کفالت کی دوبارہ پھر فرمایا اوسنے پھر عرض کیا کہ مین نے قبول کیا اور عہد وفا کر کے اون نبی کا قائم مقام ہوا لوگون نے اوسکا ذو الکفل نام رکھا اس سبب سے کہ اوسنے کفالت کی یعنی قبول کیا

فصل اے عزیز جانتو کہ حق تعالی نے آدمی مین غصہ اسواسطے پیدا کیا کہ اوسکا ہتھیار بنے اور اوسے جو چیز نقصان کرتی ہے اوسے اپنے سے باز رکھے جیسا کہ خواہش کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ آدمی کا آلہ ہو تاکہ جو چیز آدمی کو مفید ہو اوسے اپنی طرف کھینچ لے آدمی کو ان دونون چیزون سے چارہ نہین ہے لیکن جب افراط سے ہونگی تو نقصان کرینگی اور اوس آگ کے مثل ہو جائینگی جو دل مین لگے اور اوسکا دہوان دماغ مین بھر جائے اور عقل و فکر کی جگہہ کو تاریک کر دے تاکہ آدمی وجہ صواب کو نہ دیکھے جیسے وہ دہوان جو کسی غار مین بھرتا ہے تو اوسے ایسا تاریک کر دیتا ہے کہ کوئی جگہہ نہین دکھائی دے سکتی اور یہ بات نہایت مذموم ہے اسی سبب بزرگون نے کہا ہے کہ غصہ غول عقل ہے اور شاید کہ یہ غصہ ضعیف ہو تو یہ بھی مذموم ہے اسواسطے کہ حمیت ناموس اور کافرون کے ساتھ لڑکر دین کی حمیت غصہ ہی سے پیدا ہوتی ہے حق سبحانہ تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور صحابہ کی تعریف فرمائی اور ارشاد کیا اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ یہ سب غصہ کا ثمرہ ہے چاہیے کہ غصہ نہ شدت سے ہو نہ ضعیف ہو بلکہ معتدل ہو اور دین اور عقل کے اشارہ مین ہو بعض لوگ سمجھے ہین کہ ریاضت سے غصہ کی جڑ اوکھاڑ ڈالنا مقصود ہے یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ غصہ تو ہتھیار ہے اوس سے چارہ نہین اور جب تک آدمی زندہ ہے تب تک غصہ کی جڑ کا معدوم ہونا محال ہے جسطرح اصل شہوت کا باطل ہونا ممکن نہین ہے مگر یہ ممکن ہے کہ بعض کام کے سبب سے کسی وقت غصہ بالکل پوشیدہ رہے اور لوگ سمجھین کہ غصہ نیست و نابود ہو گیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ غصہ اس سبب سے آتا ہے کہ جس چیز کی

حاجت اوسے ہو وہ کوئی چھین لینے کا قصد کرے اور جس چیز کی حاجت نہو مثلاً کسی کا ایک کتا ہو کہ وہ اوس کتے سے بے پروا ہو تو اگر کوئی شخص اوس کتے کو لیجائے یا مارڈالے تو ممکن ہے کہ جسکا کتا تھا وہ خشمگین نہو لیکن کھانا کپڑا گھر تندرستی اور ایسی چیزون سے حاجت ہرگز منقطع نہین ہوتی تو اگر کسی کو زخمی کرین تاکہ اوسکی سلامتی فوت ہوجائے یا اوسکا کھانا کپڑا لے لین تو ضرور غصہ ظاہر ہوگا اور جس شخص کو حاجت بہت ہوگی اوسے غصہ بھی بہت ہوگا اور وہ بہت بیچارہ اور واماندہ ہوگا اسواسطے کہ آزادی بے حاجتی ہی مین ہے جسقدر حاجت زیادہ ہوتی ہے آدمی اوسقدر قید سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی شخص ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین ایسا کردے کہ اوسے بقدر ضرورت ہی حاجت پڑا کرے حتی کہ جاہ ومال اور دنیا کی فضول چیزون کی حاجت جاتی رہے تو جو غصہ اوس حاجت کا تابع ہے وہ بھی خواہ نخواہ جاتا رہیگا اسواسطے کہ جو شخص جاہ کی تلاش مین نہین ہوتا ہے تو جو آدمی اوسکے آگے چلے یا مجلسون مین اوس سے برتر جگہہ بیٹھے تو وہ شخص غصہ نہین کرتا اس امر مین خلق مین بڑا تفاوت ہے اسواسطے اکثر غصے جاہ ومال کی زیادتی کے سبب سے ہوتے ہین حتی کہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ادنی چیزون مین فخر کرتا ہے جیسے شطرنج چوسر کبوتر بازی بہت شرابخواری اگر کوئی شخص اوسسے کہے کہ شطرنج خوب نہین کھیلتا اور شراب بہت نہین پیتا تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور اسمین کچھ شک نہین ہے کہ جو غصہ اس قسم کا ہوتا ہے ریاضت کرنے سے آدمی اوس سے رہائی پاسکتا ہے لیکن جو چیزین آدمی کو ضروریات سے ہین اونمین اصل خشم باطل نہین ہوتا اور باطل ہونا چاہیے بھی نہین کہ یہ اچھی بات نہین ہے لیکن یہ چاہیے کہ ایسا غصہ نہو کہ اوسے بے اختیار کردے اور برخلاف عقل وشرع اوسپر غلبہ کرے ریاضت کرتے کرتے آدمی غصے کو اس درجہ پر لاسکتا ہے اس امر پر کہ غصے کی جڑ نہین جاتی اور اوسکا جانا چاہیے بھی نہین یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غصے سے خالی نہ تھے اور فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون اَغْضَبُ کَمَا یَغْضِبُ الْبَشَرُ یعنی جسطرح آدمی غصہ کرتے ہین اوسیطرح مین بھی غصہ کرتا ہون جس کیکو مین لعنت کرون یا غصے مین سخت کلام کہون یا مار بیٹھون تو بارخدایا اوسے تو میری طرف سے اوسپر رحمت کا سبب کردے حضرت عبد اللہ ابن عمر ابن العاص رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ جو فرماتے ہین اوسے مین لکھتا ہون اگر غصے مین کچھ فرمائین تو کیا کرون فرمایا کہ اوسے بھی لکھ لیا کرو کہ قسم ہے اوس خدا کی جسنے مجھے رسول برحق کرکے خلق کیطرف بھیجا ہے کہ اگر مین غصے مین بھی ہوتا ہون تو بھی حق بات کے سوا میری زبان سے اور کچھ نہین نکلتا تو آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے غصہ نہین ہے لیکن یہ فرمایا کہ غصہ مجھے حق اور انصاف سے خارج نہین کرتا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ایکدن خشمگین ہوئین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا شیطان آیا اونھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپکا شیطان نہین ہے فرمایا کہ ہے لیکن حق تعالی نے مجھے اوسپر فتح دی تھی کہ وہ میرا زیر دست ہوگیا نیک بات کے سوا اور کچھ حکم نہین کرتا آپ نے یہ نہ فرمایا کہ مجھے غصے کا شیطان نہین ہے

فصل اے عزیز جانتو کہ اگرچہ باطن سے غصے کی جڑ نہین اوکھڑتی لیکن ممکن ہے کہ کسی شخص پر بعض یا اکثر اوقات توحید غالب ہوجائے جو کچھ وہ دیکھے خدا ہی کیطرف سے دیکھے تو اس توحید کے سبب سے غصہ پوشیدہ ہوجاتا ہے

اور اوس شخص مین کبھی غصہ نہین پیدا ہوتا جیسا کہ کسیکو لوگ پتھر مارین تو کسی حال مین وہ پتھر پر غصہ نہین کرتا اگرچہ اوسکے باطن مین
غصہ کی جڑ برقرار ہوتی ہے اسواسطے کہ وہ خطا پتھر سے نہین دیکھتا بلکہ اوس شخص کی خطا جانتا ہے جسنے پتھر پھینکا اور اگر کوئی
بادشاہ حکم لکھے کہ فلانے آدمی کو قتل کرو تو وہ قلم پر خشمگین نہین ہوتا کہ اس سے لکھا ہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ قلم تو مسخر ہے اگرچہ
حرکت اوسمین ہے لیکن اوس سے نہین ہے علی ہذا القیاس جس شخص پر توحید غالب ہوتی ہے تو وہ ضرور بالضرور جانتا ہے کہ جو
کام خلق سے ہوجاتا ہے اوسمین خلق سب بے اختیار ہے کیونکہ اگرچہ حرکت تو قدرت کے قید مین ہے لیکن قدرت ارادہ اور خواہش
کی قید مین ہے اور ارادت آدمی کے اختیار مین نہین ہے لیکن خواہش کو اوسپر مسلط کردیا ہے چاہے یا نچاہے اور جب خواہش
کو بھیجا اور قوت عنایت فرمائی تو ضرور فعل حاصل ہوگا تو اوسکی مثل اوس پتھر کی سی ہے جو اوسپر پھینکین اور پتھر سے دکھ درد حاصل ہو
لیکن پتھر پر غصہ نہین کرتا تو اگر بکری سے اوس موحد کی روزی تھی اور بکری مرگئی تو وہ رنجیدہ ہوگا لیکن خشمگین نہوگا اور جب کوئی آدمی
مار ڈالے تو اگر توحید کا نور غالب ہوگا تو بھی چاہیے کہ ویسا ہی رہے لیکن توحید کا غلبہ ہمیشہ ایسا نہین رہتا بلکہ بجلی کی طرح آن کی آن
رہتا ہے اور تقاضاے بشریت اور جو اسباب درمیان مین ہین اونکی طرف التفات پیدا ہوجاتا ہے اور اکثر آدمی بعض اوقات
ایسے ہوتے رہے ہین اور یہ نہین ہے کہ غصے کی جڑ نکل گئی لیکن چونکہ اس امر کو کسی آدمی سے نہین سمجھتا ہے اس سبب سے غصے کا
رنج نہین پیدا ہوتا جیسے پتھر جو اوسپر آتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ اگرچہ غلبۂ توحید نہو لیکن اوسکا دل کسی بہت بڑے کام مین ایسا مشغول ہو
کہ اوسکے سبب سے غصہ پوشیدہ رہے ظاہر نہو حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک شخص نے گالی دی اونھون نے کہا کہ اگر
قیامت کے دن میرے گناہون کا پلہ بھاری ہوگا تو جو کچھ تو کہتا ہے اس سے بھی مین بدتر ہون اور اگر گناہون کا پلہ ہلکا ہوگا
تو تیری بات سے مجھے کیا ڈر ہے ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالی علیہ کو کسینے گالی دی کہنے لگے کہ میرے اور جنت کے درمیان مین
ایک گھاٹی ہے مین اوسے طے کرنے مین مشغول ہون اگر طے کر گیا تو تیری بات کا کچھ ڈر نہین اور اگر طے نہ کرسکا تو جو کچھ تو کہتا ہے
یہ میرے حق مین بہت ہی کم ہے یہ دونون بزرگ آخرت کے غم مین ایسے ڈوبے ہوئے تھے کہ گالی دینے سے انکا غصہ ظاہر نہوا
امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو کسینے گالی دی فرمایا کہ جو میرا حال تجھپر پوشیدہ ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے
وہ اپنے ساتھ جو مشغولی رکھتے تھے اوسکے سبب سے اونکا غصہ ظاہر نہوا حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالی علیہ کو ایک عورت نے
ریاکار کہکر پکارا فرمایا کہ اے نیکبخت تیرے سوا مجھے کسینے نہین پہچانا حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالی کو ایک شخص نے کوئی بات کہی کہنے لگے
کہ اگر تو سچ کہتا ہے تو مجھے خدا بخشے اور اگر جھوٹ کہتا ہے تو تجھے بخشے یہ حالات اس بات کی دلیل ہین کہ ایسی حالتون کے سبب سے
غصے کا مقہور اور مغلوب رہنا ممکن ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی نے معلوم کیا ہو کہ حق تعالی اوسے دوست رکھتا ہے جو غصہ نکرے
تو جب غصے کا سبب پیش آئے تو حق تعالی کی محبت اوس غصے کو چھپالے جسطرح کسیکا کوئی معشوق ہو اور اوسکا بیٹا عاشق کو گالیان
دیتا ہو اور عاشق جانے کہ معشوق چاہتا ہے کہ وہ اوس جفا کو درگذشت کرے تو غلبۂ عشق اوسے ایسا کردیتا ہے کہ اوس جفا کا
درد و رنج عاشق کو معلوم نہین ہوتا اور غصہ نہین کرتا آدمی کو چاہیے کہ ان سببون مین سے کسی سبب سے ایسا ہوجائے کہ اپنے

غصہ کو مار ڈالے اگر یہ نہین کرسکتا تو اوسکی قوت توڑ دے تاکہ غصہ سرکشی نکرے اور عقل و شرع کے برخلاف حرکت نہ کرے فصل
الغرض جبکہ جانا تو کہ غصے کا علاج اور اوسکی ریاضت فرض ہے اسواسطے کہ اکثر خلق کو غصہ ہی دوزخ مین لیجاتا ہے اور غصے سے بہت فسا
پیدا ہوتے ہین اوسکا علاج دو طرح پر ہوتا ہے ایک کی مثل مسہل کے مانند ہے کہ غصے کی جڑ اور مادہ کو باطن سے نکال ڈالے اور
ایک کی مثل سکنجبین کی ایسی ہے کہ تسکین کردے جڑ اور مادہ کو نہ نکال ڈالے مسہل تو یہ ہے کہ آدمی دیکھے کہ باطن مین غصے کا کیا سبب ہے
اور اوس سبب کو جڑ سے اوکھاڑ ڈالے اور اوسکے پانچ سبب ہین پہلا سبب کبر ہے اسواسطے کہ متکبر ذراسی بات یا معاملہ مین جو
اوسکی تعظیم کے برخلاف ہو خشمگین ہوتا ہے تو تکبر کو فروتنی سے توڑنا چاہیے اور سمجھ لے کہ مین بھی اور بندون کی جنس سے ہون اور
بزرگی نیک اخلاق کے سبب سے ہوتی ہے اور کبر اخلاق بد مین سے ہے اور فروتنی کے سوا اور کسی چیز سے زائل نہین ہوتا دوسرا
سبب عجب ہے کہ اپنی شان مین کچھ اعتقاد رکھتا ہے اسکا علاج یہ ہے کہ اپنے تئین پہچانے کبر اور عجب کا تمام علاج اپنے مقام پر کیا جائیگا
تیسرا سبب مزاح ہے کہ اکثر اوقات اوسکا نتیجہ غصہ ہوتا ہے تو چاہیے کہ اپنے تئین آخرت کے کام بنانے اور نیک اخلاق حاصل کرنے مین
جد و جہد سے مشغول کرے اور مزاح سے باز رہا کرے علی ہذا القیاس ہنسنا اور مسخراپن بھی موجب خشم ہوتا ہے تو اپنے تئین اس سے
محفوظ رکھنا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص دوسرون سے ہنسی کریگا اوس سے اور لوگ بھی ہنسی کرینگے اور اوسکی ہنسی کا جواب دینگے
تو اوسنے ہنسی کرکے خود اپنے تئین ذلیل کیا چوتھا سبب کسیکو ملامت کرنا اور کسیکا عیب کرنا یہ بھی جانبین سے غصے کا سبب ہوتا ہے
اسکا علاج یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ جو خود بے عیب نہو اوسے عیب کرنا نہین پہونچتا ہے اور بے عیب کوئی نہین ہے یعنی کسیکو نہین پہونچتا ہے
کہ دوسرے کا عیب کرے پانچوان سبب مال و جاہ کی حرص ہے اور مال و جاہ کی اکثر حاجت ہوتی ہے جو بخیل ہوتا ہے اوس سے
اگر ایک حبہ لے لین تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور جو طامع ہوتا ہے تو جو ایک لقمہ اوس سے فوت ہو جائے اوسکے سبب سے خشمناک ہو جاتا ہے
اور یہ سب بد اخلاق ہین اور غصے کی جڑ بھی ہین اسکا علاج علمی بھی ہے علمی تو یہ ہے کہ آدمی آفت اور برائی جانے کہ دین و دنیا مین اوسکا
ضرر کسقدر ہے تاکہ دل سے اوس سے نفرت کرے پھر علاج عملی مین مشغول ہو اور علاج عملی یہ ہے کہ ان صفتون کی مخالفت کرے کہ تمام مخالفت
سب اخلاق بد کا علاج ہے جیسا ہمنے ریاضت نفس مین بیان کیا ہے اور غصہ اور اخلاق بد بر پا ہونیکا بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ آدمی
کسی ایسے گروہ کی ساتھ صحبت رکھے جنپر غصہ غالب ہو اور شاید صلابت اور شجاعت اسکا نام رکھین اور اوسکے سبب سے فخر کرین اور حکایت
کرین کہ فلانے بزرگ نے ایک بات مین فلانے آدمی کو مار ڈالا اور اوسکا جان و مال ویران کرڈالا اور کسی کی مجال نہوئی کہ اوسکے
برخلاف کچھ بات کہتا کیونکہ مرد مردانہ تھا اور مرد ایسے ہی ہوتے ہین کسیکو چھوڑ دینا اپنی ذلت اور بے حمیتی اور نالائقی ہے
تو غصہ جو کتون کی عادت ہے اوسکا نام شجاعت اور مردانگی رکھتے ہین اور حلم اور بردباری جو پیغمبرون کا خلق ہے اوسکا نام نالائقی
رکھتے ہین اور شیطان کا کام یہ ہے کہ سبکو مکر و فریب اور برے الفاظ کے سبب سے نیک اخلاق سے باز رکھتا ہے اور اچھے
الفاظ سے اخلاق بد کی طرف بلاتا ہے اور عقلمند جانتا ہے کہ اگر ایسا ہی غصہ مردی کے سبب سے ہوتا تو چاہیے تھا کہ عورتین
اور لڑکے اور ضعیف نفس بوڑھے اور بیمار غصے سے بہت دور رہتے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ بہت جلد غصے مین آجاتے ہین

بلکہ کوئی مردانگی اس مرتبہ کو نہین پہونچتی ہے کہ آدمی اپنے غصہ سے بر آوے اور یہ انبیا و اولیا علیہم السلام کی صفت ہے اور یہ
دوسری صفت پہلوانون اور ترکون اور اون لوگون کی صفت ہے جو درندہ و چرندہ سے بہت نزدیک ہین اے عزیز تو غور تو کر کہ تیری
بزرگی اس بات مین ہے کہ تو انبیا و اولیا کے مانند ہو جاوے یا اس امر مین کہ احمقون اور بیعقلون کے مثل ہو جاوے فصل اے عزیز جانتو
کہ یہ باتین جو اوپر مذکور ہوئین مادۂ خشم کو دفع کرنے کے واسطے مسہل کا حکم رکھتی ہین جو شخص اسے دفع نہین کر سکتا اوسی چاہیے
کہ غصہ جب ہیجان کرے تو اوسکو تسکین دے اور تسکین اوس سکنجبین سے ہوتی ہے جو حلم کی شیرینی اور صبر کی تلخی سے بناتے ہین
اور علم و عمل کی معجون سب اخلاق کا علاج ہے علم یہ ہے کہ اون آیتون اور حدیثون مین غور و تامل کرے جو غصہ کرنے کی برائی
اور غصہ پیجانے کے ثواب مین نازل اور وارد ہوئی ہین چنانچہ اسکا بیان اوپر گذرا اور اپنے دل سے کہے کہ جتنی قدرت تو دوسرے پر
رکھتا ہے اوس سے زیادہ قدرت حق تعالی تجھپر رکھتا ہے اور حق تعالی سے تیری مخالفت بہت بڑہ کر ہے اگر تو کسی پر غصہ کریگا
تو قیامت مین خدا کے غضب سے کیونکر بچیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو کسی کام کے واسطے بھیجا وہ دیر کو لوٹ آیا
آپ نے فرمایا کہ قیامت کا انتظام نہوتا تو مین تجھے مارتا اور اپنے دل سے یون کہے کہ یہ تیرا غصہ اسواسطے ہے کہ جسطرح خدا نے چاہا
اوسطرح تیرا کام ہوا تیرے چاہنے کے موافق اور یہ ربوبیت مین جھگڑنا ہے یہ اسباب جو آخرت سے علاقہ رکھتے ہین انکے سبب سے
اگر غصہ نہ ٹھہر جاوے تو دنیا کی غرض پیش خود تجویز کرے اور اپنے دل مین کہے کہ اگر تو غصہ نکالیگا تو شاید طرف ثانی بھی بر سر مقابلہ
آجاوے اور بدلا لے اور اپنے دشمن کو حقیر و ناچیز نہ سمجھنا چاہیے اگر مثلاً لونڈی غلام ہو کہ خدمت مین قصور کرتا ہے اور بھاگ جاتا ہے
شاید کہ کچھ غدر و فریب کر بیٹھے اور غصہ مین جو بری صورت بنجاتی ہے اوسے بھی یاد کرے کہ ظاہر کیسا برا اور متغیر ہو جاتا ہے اور اوسکا
بھیڑیے کی ایسی صورت ہو جاتی ہے جو کسی کے پیچھے پڑا ہو اور باطن مین بالکل آگ لگجاتی ہے اور بھوکے کتے کے مثل ہو جاتا ہے
اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب طرح دینے کا قصد کرتے ہین تو شیطان کہتا ہے کہ سکوت کرنا تیری عاجزی اور ذلت سے جانین گے
اور تیری حشمت کے واسطے یہ امر نقصان ہے اور لوگون کی نگاہ مین تو حقیر ہو جائیگا تو اوسے یہ جواب دینا چاہیے کہ کوئی عزت اس سے
نہین پہونچتی کہ آدمی انبیا علیہم السلام کی سیرت اختیار کرے اور حق تعالی کی خوشنودی ڈہونڈہے اگر آج لوگ مجھے خوار و ذلیل جانین
تو یہ اوس سے بہتر ہے کہ فردائے قیامت کو مین خوار و ذلیل ہون یہ اور اوسکی مثل علمی علاج ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ زبان سے کہے
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور سنت یہ ہے کہ آدمی غصہ کے وقت اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جاوے اور اگر بیٹھا ہو تو
لیٹ جاوے اگر اس سے غصہ نہ ٹھہرے تو ٹھنڈے پانی سے وضو کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ غصہ آگ سے ہے پانی سے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ سجدہ کرے اور منہ خاک پر رکھے تاکہ آگاہ ہو جاوے
کہ مین خاک سے پیدا ہوا ہون اور بندہ ہون اور اوسے غصہ کرنا نہین پہونچتا ایک دن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
خشمگین ہوئے ناک مین ڈالنے کو پانی مانگا اور فرمایا کہ غصہ شیطان سے ہے ناک مین پانی ڈالنے سے جاتا رہتا ہے حضرت ابوذر
رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک دن کسی سے لڑائی کی اور کہا یا ابن الحمرا یعنی اوسکی ماں کا عیب کیا کہ اوسکا سرخ رنگ ہے یعنی لونڈی کے بیٹے

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر مین نے سنا ہے کہ تو نے آج کسیکا عیب کیا بات کی سبب ای ابوذر تو جان نے رد
کہ تو کسی سیاہ اور سرخ سے افضل نہین ہے مگر یہ کہ تقوی مین اوس سے زیادہ ہو حضرت ابوذر اوس شخص سے عذر کرنے گئے وہ شخص
سامنے آیا اور حضرت ابوذر کو سلام کیا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو جب غصہ آتا تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم اونکی بینی مبارک پکڑتے اور فرماتے کہ اے عائشہ کہو اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ
مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ یہ بھی کہنا سنت ہے **فصل** ایعزیز جانتو کہ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کرے یا سخت بات کہے تو اولی تر یہ ہے
کہ وہ چپ ہو رہے جواب نہ دے مگر چپ رہنا واجب نہین ہے اور ہر باتکا جواب دینے کی بھی اجازت نہین ہے گالی کے مقابلہ مین
گالی دینا غیبت کے بدلے غیبت کرنا یا اور ایسی باتین درست نہین ہین کیونکہ ان سببون سے تعذیر واجب آتی ہے لیکن اگر کوئی
شخص ایسی سخت بات کہے جسمین کچھ جھوٹ نہو اوسمین اجازت ہے وہ قصاص کے مثل ہے ہر چند کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تیرا عیب اوس امر کے سبب سے کرے جو امر تجھہ مین ہو تو اوسکا عیب اوس خصلت کے ساتھ نہ بیان کر جو اوس مین ہو اور
نہ کر یہ احتساب کا طریقہ ہے اور نہ کہنا واجب نہین ہے اگر گالی اور زنا کی طرف نسبت نہو ہر جا وس سے بدل اور تجھے محروم رکھے
نے فرمایا ہے اَلْمُسْتَبَّانِ مَاقَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ حَتّٰی یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام
وہ اوسی پر ہے جسنے ابتدا کی حتی مظلوم حد سے تجاوز کر جاوے ہر ان مین سے تیرے نزدیک کون بندہ عزیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ بندہ
بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول نے ہے کہ جسنے ظالم کے واسطے بد دعا کی وہ اپنا حق لے چکا رسول مقبول صلی اللہ
رضی اللہ تعالی عنہا سے پیغام دیا کہ رسول خدا بلاتے ہین تو چونکہ قریش نے آپ پر بہت ظلم کیا تھا اسوجہ سے ڈرتے تھے اور اپنی جان
کہ آپ انھین بہت چاہتے ہین اور اونکا علیہ وسلم نے کعبہ شریف کے دروازہ پر دست مبارک رکھکر فرمایا کہ خدا ایک ہی ہے اوسکا
رضی اللہ تعالی عنہا نے پیغام بھیج لیا اور اپنے بندون کو فتح دی اور اپنے دشمنون کو شکست نصیب کی تم لوگ
کہ مین بھی اوسے دوست رکھتی ہون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خیر کے سوا اور رحم کیا کہین گے آپ کے کرم کے امیدوار ہین آج
اللہ تعالی عنہا اون ازواج طاہرات آپ نے فرمایا کہ مین وہ کہتا ہون جو بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون پر قابو پاکر کہا تھا
حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا سبکو امن دیدی اور فرمایا کہ تمسے کسیکو کچھ سروکار نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
وہ مجھسے برابری کا دعوی کرتی تھین اوٹھے گی تو منادی ندا کریگا کہ جن جن کا اجر حق تعالی پر ہے وہ اوٹھے کئی ہزار آدمی اوٹھینگے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم باہین گے اسواسطے کہ یہ لوگ بندگان خدا کا قصور معاف کر دیا کرتے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ
کہنے لگی یہانتک کہ میرا دل ٹھنڈا صبر کیا کرتا کہ بہت فرصت پاؤ اور جب فرصت پاؤ اور بدلا لے سکتے ہو تو معاف کر دو ہشام
کی بیٹی ہے یعنی گفتگو مین تم اس لوگ ایک قصوروار کو لائے وہ دلیلین کرنے لگا ہشام نے کہا تو میرے سامنے حجت کرتا ہے اوسنے کہا
جیسا کہ یون کہے کہ اے احمق اِدِلْ عَنْ نَفْسِھَا احکم الحاکمین کے سامنے تو اپنا عذر بیان کرینگے بندے حجت کر سکتے ہین تو مین تیرے
کہ جو لفظ بہت زشت نہو اوسکا ہشام نے کہا اچھا آکہہ کیا کہتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا کوئی خرچ لیگئے لوگ

ناکس ناہموار نکڑ کی آ او شمل اسکے غرضکہ جب جواب دینے پر آئیگا تو حد سے تجاوز کرنا دشوار ہے اسی سبب سے جواب نہ دینا اولیٰ تر ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتا تھا حضرت صدیق اکبر چپ تھے جو جواب دینے لگے
تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھ کھڑے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابتک تو آپ بیٹھے رہے
جب مین جواب دینے لگا تو آپ اوٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کہ تو جب تک چپ تھا فرشتہ تیری طرف سے جواب دیتا تھا شیطان آیا
مین نے نچاہا کہ شیطان کے ساتھ بیٹھون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے آدمیون کو انواع و اقسام کا
پیدا کیا ہے ایک آدمی ہوتا ہے جو دیر کو خشمگین بھی ہو اور خوشنود بھی ہو ایک ہوتا ہے کہ خشمگین بھی جلدی سے ہو اور خوشنود بھی جلد سے
ہو یہ اوسکے مقابلہ مین ہے اور تم مین بہتر وہ آدمی ہے کہ خشمگین تو دیر کو ہو اور خوشنود جلدی سے ہو اور تم مین بدتر وہ ہے کہ خشمگین تو
جلدی ہو اور خوشنود دیر کو **فصل** ایعزیز جانتو کہ جو شخص اختیار اور دیانت سے غصہ پی جاتا ہے وہ نیکبخت ہے لیکن اگر عجز اور ضرورت
کر سبب سے پی جائیگا تو غصہ اوسکے باطن مین جمع ہو کر کبر اور کپٹ کا سرمایہ ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلمُؤمن
آپ سے فرمایا کہ قیامت کا انتقام اوسکے نہین ہوتا تو کینہ غصہ کا بیٹا ہے اور اوس سے آٹھ پوتے پیدا ہوتے ہین اون مین سے ہر ایک دین کی
اوسیطرح تیرا کام ہوا تیرے چاہنے کے موافق اور یہ ربوبیت کی دعوی ہے یا ایسکی خوشی پر رنجیدہ ہوتا ہے اور رنج پر خوش ہوتا ہے دوسرا یہ کہ شماتت کرتا ہے یعنی اون
اگر غصہ نہ ٹھہر جاے تو دنیا کی غرض پیش خود بخود تجویز کرے اور اپنے دل سے تیسرا یہ کہ اوس سے زبان کو روک لیتا ہے اور اوسکے سلام کا
آجائے اور بدلاے اور اپنے دشمن کو حقیر و ناچیز نہ سمجھنا چاہیے اگر مثلاً لونڈی ہو کہ غیبت جھوٹ فحش افشاے راز کے ساتھ اوسپر
شاید کہ کچھ غدر و فریب کر بیٹھے اور غصہ مین جو بری صورت بنجاتی ہے اوسے بھی یاد کرنے مین تصور کرتا ہے رشتہ قرابت توڑ دیتا ہے
بھیڑیے کی ایسی صورت ہو جاتی ہے جو کسی کے پیچھے پڑا ہو اور باطن مین بالکل آگ لگجاتی تیغ پاتا ہے تو اوسے مارتا ہے ستاتا ہے
اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب طرح دینے کا قصد کرتے ہین تو شیطان کہتا ہے کہ سکوت کرنا تیری کم ظرفی اور ذلت سے جانین گے
اور تیری حشمت کے واسطے یہ امر نقصان ہے اور لوگون کی نگاہ مین تو حقیر ہو جائیگا تو اوسے یہ جواب دینا چاہیے کہ کوئی عزت اس سے
نہین پہونچی کہ آدمی انبیا علیہم السلام کی سیرت اختیار کرے اور حق تعالیٰ کی خوشنودی ڈھونڈھے اگر آج لوگ مجھے خوار و ذلیل جانین
تو یہ اوس سے بہتر ہے کہ فردا ے قیامت کو مین خوار و ذلیل ہون یہ اوسکی شکل علمی علاج ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ زبان سے کہے
اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور سنت یہ ہے کہ آدمی غصہ کے وقت اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جاے اور اگر بیٹھا ہو تو
لیٹ جاے اگر اس سے غصہ نہ ٹھہرے تو ٹھنڈے پانی سے وضو کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ غصہ آگ سے ہے پانی سے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ سجدہ کرے اور منہ خاک پر رکھے تا کہ آگاہ ہو جائے
کہ مین خاک سے پیدا ہون اور بندہ ہون اور اوسے غصہ کرنا نہین پہونچتا ایک دن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
خشمگین ہوئے ناک مین ڈالنے کو پانی مانگا اور فرمایا کہ غصہ شیطان سے ہے ناک میں پانی ڈالنے سے جاتا رہتا ہے حضرت ابوذر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن کسی سے لڑائی کی اور کہا یا ابن الحمرا یعنی اوسکی ماں کا عیب کیا کہ اوسکا سرخ رنگ ہے یعنی لونڈی سے

یا برائی کرتا ہے یہ فاسقون اور ظالمون کا درجہ ہے جو شخص تیرے ساتھ برائی کرے تو اوسکے ساتھ نیکی کر کہ اس سے زیادہ کوئی چیز
موجب تقرب خدا نہین ہے اگر یہ نہو سکے تو معاف کر دے کہ معاف کر دینے کی بڑی فضیلت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ تین باتون پر مین قسم کہا سکتا ہون صدقہ سے کوئی مال کم نہین ہوتا تم صدقہ دیا کرو اور جو شخص کسیکا قصور معاف
کرتا ہے تو قیامت کے دن حق تعالی معاف کرنیوالے کی عزت مین زیادتی عنایت فرماتا ہے اور جو شخص سوال اور گدائی کا دروازہ
اپنے اوپر کھولتا ہے حق تعالی مفلسی کا دروازہ اوسکے اوپر کھولدیتا ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا
فرماتی ہین کہ مین نے نہین دیکھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق مین کسی سے بدلا لیا ہو لیکن لوگ جب خدا کے حق کو
فرو گذاشت کرتے تو اوسپر آپکے غصہ کی کچھ انتہا نہوتی تھی اور جن دو کامون مین آپکو اختیار دیا جاتا اون دونون مین خلق پر جو بہت
آسان ہوتا ہے اوسی کو آپ اختیار کرتے لیکن جو گناہ ہوتا اوسے اختیار نہین کرتے تھے حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالی عنہ
کہتے ہین کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ مین تجھے اوس بات سے آگاہ کرون کہ اہل دنیا اور
اہل آخرت کے اخلاق مین کونسا خلق افضل ہے یہ افضل ہے کہ جو شخص تجھسے قطع کرے تو اوس سے مل اور تجھے محروم رکھے
تو اوسے عطا کر اور جو کوئی تجھپر ظلم کرے تو اوسے عفو کر دے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام
نے حق سبحانہ تعالی سے عرض کیا کہ یا الہ العالمین تیرے بندون مین سے تیرے نزدیک کون بندہ عزیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ بندہ
جو بدلا لینے کی قدرت رکھتا ہو اور عفو کر دے اور فرمایا ہے کہ جسنے ظالم کے واسطے بد دعا کی وہ اپنا حق لے چکا رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب مکہ معظمہ کو فتح کیا اور قریش پر قابو پایا تو چونکہ قریش نے آپ پر بہت ظلم کیا تھا اسوجہ سے ڈرتے تھے اور اپنی جان سے
ہاتھ اوٹھائے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کے دروازہ پر دست مبارک رکھکر فرمایا کہ خدا ایک ہی ہے اوسکا
رضی اللہ تعالی عنہا نے پیغام وعدہ سچ کیا اور اپنے بندون کو فتح دی اور اپنے دشمنون کو شکست نصیب کی تم لوگ
کہ مین بھی اوسے دوست رکھتی ہون انہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خیر کے سوا اور ہم کیا کہین گے آپ کے کرم کے امیدوار ہین آج
اللہ تعالی عنہا اون ازواج طاہرات آپ نے فرمایا کہ مین وہ کہتا ہون جو بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون پر قابو پاکر کہا تھا
حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا سبکو امن دیدی اور فرمایا کہ تمسے کسیکو کچھ سروکار نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
وہ مجھسے برابری کا دعوی کرتی تھین اوٹھے گی تو منادی ندا کریگا کہ جن جن کا اجر حق تعالی پر ہے وہ اوٹھے کہین ہزار آدمی
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پائین گے اسواسطے کہ یہ لوگ بندگان خدا کا قصور معاف کر دیا کرتے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ
کہنے لگی یہانتک کہ میرا ہین نہیں صبر کیا کرو تاکہ بہت فرصت پاؤ اور جب فرصت پاؤ اور بدلا لے سکتے ہو تو معاف کر دو ہشام
کی بیٹی ہے یعنی گفتگو مین تمہارا لوگ ایک قصوروار کو لائے وہ دلیلین کرنے لگا ہشام نے کہا تو میرے سامنے حجت کرتا ہے اوسنے کہا
جیسا کہ یون کہے کہ اسے احمق اِدل عن نفسہا احکم الحاکمین کے سامنے تو اپنا عذر بیان کرین بندے حجت کر سکتے ہین تو مین آپ
کہ جو لفظ بہت زشت نہوا اوسکا ہشام نے کہا اچھا آگہ کیا کہتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی کوئی چیز چور لیگئے لوگ

چور پر لعنت کرنے لگے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بار خدایا اگر وہ چیز کسی حاجت کے سبب سے چور او ٹھا لیگیا ہے تو اوسے مبارک ہو
اور اگر معصیت کی دلیری سے او ٹھا لیگیا ہے تو اوسکا گناہ اخیر ہو یعنی اس گناہ کے بعد تو اوسے اور گناہوں سے بچا حضرت فضیل
رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک شخص کو مین نے طواف مین دیکھا کہ چورون نے اوسکا مال چورا لیا تھا وہ رونے لگا مین نے پوچھا
کہ اے شخص تو مال کے واسطے روتا ہے اوسنے کہا نہین بلکہ مین اس بات پر روتا ہون کہ مین نے فرض کیا کہ قیامت مین وہ چور میرے
ساتھ کھڑا ہے اور اپنے اس گناہ کا کچھ عذر نہین کرتا مجھے اوسپر رحم آیا کچھ قیدیون کو عبد الملک بن مروان کے سامنے لوگ لیگئے وہان
ایک بزرگ تشریف رکھتے تھے اونھون نے فرمایا جو امر تو دوست رکھتا تھا وہ حق تعالی نے تجھے دیا یعنی ظفر اب جو کچھ حق تعالے
دوست رکھتا ہے وہ تو بھی دے یعنی عفو بس عبد الملک نے سب قیدیون کا قصور معاف کر دیا انجیل مین ہے کہ جو شخص حق تعالی سے
اپنے ظالم کی مغفرت چاہتا ہے اوس شخص سے شیطان شکست کھاتا ہے تو آدمی کو چاہیئے کہ جب غصہ آئے تو معاف کر دے اور کامون مین
نرمی کرنا چاہیئے تاکہ غصہ نہ آنے پاسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہ حق تعالی نے جسے نرمی کی صفت سے بہرہ مند
کیا وہ دین و دنیا سے بہرہ ور ہوا اور جسکو نرمی کی صفت سے محروم کیا وہ دین و دنیا کی خیر سے محروم رہا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی رفیق
ہے اور رفیق کو دوست رکھتا ہے اور جو کچھ رفق یعنی نرمی کرنے سے عنایت فرماتا ہے سختی کرنے سے نہین دیتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ سب کامون مین نرمی نگاہ رکھا کرو کیونکہ جس کام مین نرمی کا دخل ہوتا ہے وہ
کام بن جاتا ہے اور جس کام مین نرمی منقطع ہو جاتی ہے وہ بگڑ جاتا ہے **حسد اور اوسکی آفتون کا بیان** اے عزیز جانتو
کہ غصہ سے کپٹ پیدا ہوتا ہے اور کینہ سے حسد اور حسد منجملہ مہلکات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد نیکیون کو
اسطرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو اور فرمایا ہے کہ کوئی شخص تین چیزون سے خالی نہین ہے گمان بد حسد فال بد سے اور مین تعلیم
کرون کہ اوسکا علاج کیا ہے جب بدگمانی کرے تو اپنے دل سے اوسے تحقیق نکر اور اوسپر قائم نہ رہ اور جب بد فالی دیکھے تو اوسپر اعتماد نکر اور جب
حسد پیدا ہو تو دست و زبان کو اوسپر عمل کرنے سے بچا اور فرمایا کہ مسلمانون تم مین وہ چیز پیدا ہونا شروع ہوئی ہے جسنے تمسے پہلے
بہت امتون کو ہلاک کر ڈالا وہ چیز حسد اور عداوت ہے قسم اوس خدا تعالی کی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ تم لوگ جنت مین نجاؤگے
تا وقتیکہ ایمان نرکھوگے اور ایمان نرکھوگے تا وقتیکہ ایک دوسرے کے دوست نہوگے اور مین تمھین خبر دون کہ محبت کاہے سے
حاصل ہوتی ایک دوسرے کو علانیہ سلام کیا کرو حضرت موسی علیہ السلام نے ایک مرد کو عرش کے سایہ مین دیکھا انھین اوس مقام
کی آرزو ہوئی کہا کہ حق تعالی کے نزدیک اوس شخص کا بڑا درجہ ہے پوچھا کہ یا الہ العالمین یہ مرد کون ہے اور اسکا نام کیا ہے
حق تعالی نے نام تو اونھین نہ بتایا اور فرمایا کہ اسکے کردار سے مین تجھے خبر دیتا ہون کہ اسنے کبھی حسد نہین کیا اور اپنے ماں باپ کی
نافرمانی نہین کی اور چغلخوری نہین کی حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد کرتا ہے کہ حاسد میری
نعمت کا دشمن ہے اور میرے حکم سے خفا ہوتا ہے اور اپنے بندون مین جو مین نے قسمت کی ہے اوسے پسند نہین کرتا حضرت
سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا کہ چھ گروہ چھ گناہون کے سبب سے ... اب دوزخ مین جائینگے حکام ظلم کے سبب سے

غرض تہجد کے سبب سے یا کدار تکبر کے سبب سے ہو وا گر خیانت کے سبب سے گنو ار نادانی کے سبب سے علما حسد کے سبب سے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایکدن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہم بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کہ اسوقت جنتیون مین سے کوئی شخص آتا ہے انصار مین سے ایک شخص بائین ہاتھ مین نعلین لٹکائے ہوئے داڑھی سے وضو کا پانی ٹپکتا ہوا حاضر ہوا دوسرے دن بھی آپنے یہی فرمایا اور وہی شخص آیا تین دن تک ایسا ہی اتفاق ہوا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے چاہا کہ اسکا کردار معلوم کیا ہے اوسکے پاس جاکر کہا کہ مین اپنے باپ سے لڑا ہون چاہتا ہون کہ تین شب تیرے پاس ہون اوسنے کہا اچھا تین شب برابر اوسے دیکھتے رہے سوا اسکے کہ وہ جسوقت سوا اوٹھتا تھا تو خدا کو یاد کرتا کوئی عمل نہ دیکھا تب اوسنے کہا کہ مین نے اپنے باپ کے ساتھ لڑائی نہین کی ہے لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیری حق مین یہ فرمایا مین نے چاہا کہ تیرا عمل معلوم کرون اوسنے کہا کہ میرا عمل یہی ہے جو تونے دیکھا جب مین چلا تب اوسنے پکارا اور کہنے لگا کہ ایک بات اور بھی ہے کہ مین نے کبھی کسی کی بھلائی پر حسد نہین کیا کہا اسی سے یہ تیرا مرتبہ ہے حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک بادشاہ کو نصیحت کی اور فرمایا کہ تکبر سے دور رہا کر اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی کا پہلا گناہ تکبر کے سبب سے ہوا ہے کیونکہ ابلیس نے سجدہ نکیا تو تکبر ہی سے نکیا اور حرص سے دور رہا کر اسواسطے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے حرص ہی نے نکالا اور حسد سے دور رہا کر اسلیے کہ خون ناحق پہلے حسد ہی سے ہوا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو مار ڈالا اور جب صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا ذکر ہو یا حق تعالی کی صفتین بیان ہون یا ستارون کی باتین ہون تو چپ رہ اور زبان کو نگاہ رکھ بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک مرد بادشاہ کے سامنے ہر روز کھڑا ہوکر کہا کرتا کہ نیکون کے ساتھ نیکی کر کیونکہ بدکردار کو اوسکا کردار ہی کافی ہے اوسے اوسکے کردار پر چھوڑ دے بادشاہ اس بات کے سبب سے اوسے عزیز رکھتا ایک آدمی نے اوسکا حسد کیا اور بادشاہ سے کہدیا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ بادشاہ گندہ دہن ہے بادشاہ نے پوچھا اوسپر کیا دلیل ہے اوسنے کہا کہ آپ اوس شخص کو اپنے پاس بلاکر دیکھ لیجیے کہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیتا ہے کہ بو نہ آئے بعدہ وہ حاسد آیا اور اوس شخص کو اپنے گھر لیجاکر لہسن پڑا کھانا کھلایا پھر بادشاہ نے اوس شخص کو اپنے پاس بلایا اوسنے اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لیا تاکہ بادشاہ کی ناک مین لہسن کی بو نجائے بادشاہ سمجھا کہ اوسنے سچ کہا اور بادشاہ کی عادت تھی کہ بھاری خلعت اور بڑے انعام کے سوا اور کچھ حکم اپنے دستخط خاص سے نہ لکھتا تھا ایک غلام کو لکھا کہ اس خط پہونچانیوالے کا سر کاٹ کر اور اوسکی کھال مین بھس بھرکر میرے پاس بھیجدے اور مہر کرکے اوسی شخص کو خط دیدیا جب وہ باہر نکلا تو اوس حاسد نے اوسے دیکھا پوچھا یہ کیا ہے اوسنے کہا خلعت ہے حاسد بولا مجھے دے اوسنے دیدیا وہ لیکر عامل کے پاس گیا اوسنے کہا کہ اس خط مین تجھے قتل کرکے تیری کھال مین بھس بھرنے کا حکم لکھا ہے بولا سبحان اللہ یہ حکم دوسرے شخص کے حق مین لکھا ہے تم بادشاہ سے پھر پوچھ لو عامل نے کہا کہ بادشاہ کے حکم مین پھر دوبارہ پوچھنے کی حاجت نہین ہوتی غرضکہ اوس حاسد کو قتل کر ڈالا عادت کے موافق دوسرے دن وہ شخص جاکر بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا اور روز جو کہا کرتا تھا وہی کہنے لگا بادشاہ کو تعجب ہوا پوچھا تونے وہ خط کیا کیا وہ بولا کہ فلانے آدمی نے مجھسے مانگا مین نے دیدیا بادشاہ نے کہا کہ وہ تو مجھسے کہتا تھا کہ تونے ایسا ایسا کہا ہے اسنے عرض کیا کہ مین نے کبھی نہین کہا بادشاہ نے کہا

کہ پھر تو نے منہ اور ناک پر ہاتھ کیون رکھا تھا اوسنے کہا کہ اوس آدمی نے مجھے لہسن کھلایا تھا بادشاہ نے کہا کہ ہر روز تو یہی کر
کہ بدکردار کو اوسکا فعل ہی کافی ہے واقعی اوس بدکردار کو کافی ہو گیا حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہین کہ دنیا کے ایک
مین نے کیسکا حسد نہین کیا اسواسطے کہ اگر وہ شخص جنتی ہے تو یہ نعمتین جنت مین ہونگی اوسکے مقابلے مین دنیا کی کیا حقیقت ہے اور اگر دوزخی ہے
تو چونکہ آگ مین جلیگا اوسے اس نعمت سے فائدہ کیا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک شخص نے پوچھا کہ مسلمان حسد کرتا ہے
فرمایا کہ حضرت یعقوب علی نبینا و علیہ السلام کے بیٹون کو کیا تو بھول گیا اگر سینہ مین ایسا پیچ رہے کہ معاملہ کرنے سے نہین نکلتا تو وہ
نقصان نہین کرتا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جو موت کو بہت یاد کرتا ہے وہ نہ خوش ہوتا ہے نہ حسد کرتا ہے

حسد کی حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ حسد اسے کہتے ہین کہ کسی کو کوئی نعمت ملے اور تجھے برا معلوم ہو تو چاہیے
کہ نعمت اوسکے پاس سے جاتی رہے یہ حرام ہے احادیث کی رو سے بھی اور اس دلیل سے بھی کہ یہ حکم الٰہی سے ناراضی اور خبث باطنی
ہے کیونکہ جو نعمت تجھے نہ ملیگی دوسرے کے پاس سے اوسکا زوال چاہنا خبث کے سوا اور کیا ہے لیکن اگر تو یہ چاہے کہ مجھے بھی ایسی نعمت ملے
اور اوسکے پاس بھی نہ زائل ہو اور اوسکے پاس وہ نعمت ہونا تجھے برا نہ معلوم ہو تو اسے غبطہ اور منافسہ کہتے ہین یہ اگر دین کے کام مین
ہے تو اچھی بات ہے اور واجب بھی ہو جاتا ہے اسواسطے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اور فرمایا
سَابِقُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ یعنی تم اپنے تئین ایک دوسرے کے آگے بڑھاؤ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد
نہین ہے مگر دو چیزون مین ایک تو یہ کہ کسیکو حق تعالیٰ مال اور علم دونون عنایت فرمائے اور وہ اپنے مال کو علم کے موافق کام مین لائے
دوسرے یہ کہ کسیکو علم بے مال کے مرحمت کرے یہ کہے کہ اگر حقتعالیٰ مجھے بھی مال عطا فرماتا تو مین بھی اوسکی طرح صرف مین لاتا تو یہ دونون
شخص ثواب مین برابر ہین اور اگر کوئی شخص مال کو فسق مین صرف کرے اور دوسرا کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یون ہی کرتا
تو یہ دونون شخص گناہ مین برابر ہین اس منافست کو بھی حسد کہتے ہین مگر یہین دوسرے کی نعمت سے کراہت نہین ہوتی اور کراہت کہین
درست نہین ہے مگر جو نعمت کسی فاسق اور ظالم کو ملے کہ وہ اوسکے فسق اور ظلم کا سبب ہو اوس نعمت کا زوال چاہنا درست ہے اور
حقیقت مین فسق اور ظلم کی نیستی اور نابودی چاہنا ہے زوال نعمت چاہنا نہین ہے اسکی علامت یہ ہے کہ جب وہ فاسق توبہ کرے
تو زوال چاہنے والیکو کچھ کراہت نہ رہے اور یہان پر ایک نکتہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے کسی شخص کو کوئی نعمت دی اور کوئی آدمی اپنے واسطے
بھی ایسی ہی نعمت چاہتا ہے چونکہ نہین ملتی تو شاید کہ یہ آدمی اس تفاوت سے کارہ رہے تو زوال نعمت کے سبب سے یہ تفاوت جاتا رہے
اور اس آدمی کے دل پر سبکی ہوگا اوسکے رہنے سے اور خوف یہ ہوتا ہے کہ طبیعت اس خواہش سے خالی نہ رہے مگر جب اس کا ارادہ
نہ ہوگا تو ایسا ہو جائیگا کہ اگر اوس شخص کا کام اس آدمی کے اختیار مین ہو جائے تو یہ اوسکی نعمت چھین نہ لیگا پس جسقدر جو طبیعت مین
رہتا ہے اوسسے آدمی ماخوذ نہوگا **حسد کے علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ حسد دلکی بڑی بیماری ہے معجون علمی اور عملی سے
اسکا علاج ہوتا ہے معجون علمی یہ ہے کہ حاسد یہ جان لے کہ حسد دین و دنیا مین حاسد کے نقصان اور محسود کے نفع کا سبب ہوتا ہے
حسد کے واسطے نقصان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ غم و اندوہ اور عذاب مین رہتا ہے کیونکہ کوئی وقت اس سے خالی نہین ہوتا کہ کسیکو نعمت

نہ پہونچتی ہو اور جس رنج و کیفیت پر اپنے دشمن کا ہونا چاہتا ہے خود ہی اوس رنج و کیفیت مین رہتا ہے کیونکہ غم حسد سے بڑھکر کوئی غم نہین ہوتا تو اس سے زیادہ اور کیا بے عقلی ہوگی کہ حاسد اپنے تئین اپنے دشمن کے سبب سے خود رنجیدہ رکھتا ہے اور حسد سے دشمن کو کچھ نقصان نہین اسواسطے کہ تقدیر الٰہی مین اوس نعمت کی ایک مدت معینہ ہے وہ پس و پیش کم و بیش کچھ نہین ہوتی اسواسطے کہ تقدیر ازلی اوس نعمت کا سبب ہے اور بعض لوگ اوس سے نیک طالع تعبیر کرتے ہین بہر حال اس بات پر سب متفق ہین کہ اوسمین تغیر کو گنجایش نہین اسی سبب سے تھا کہ ایک نبی علیہ السّلام نے ایک عورت صاحب سلطنت سے درماندہ ہوکر حق سبحانہ تعالےٰ کی درگاہ مین بڑی شکایت کی وحی آئی فَرَّ مِنْ قُدَّامِهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ اَيَّامُهَا یعنی اوسکے سامنے سے بھاگ حتی کہ اوسکی مدت گذر جائے کیونکہ جتنی مدت ازل مین مقدر ہوچکی وہ نہین پھرتی ایک نبی علیہ السّلام ایک بلا مین پڑ گئے تھے بہت دعا اور زاری کرتے تھے اونپر وحی آئی کہ جس دن مین نے زمین و آسمان کا ایک اندازہ ٹھہرایا تیری قسمت مین یہی آیا کیا تو یہ کہتا ہے کہ تیرے سبب سے تیرے واسطے قسمت کرون اور اگر کوئی حاسد چاہے کہ اوسکے حسد کے سبب سے نعمت زائل ہو تو اسکا نقصان اوسکی طرف پھرے گا اور دوسرے کے حسد کی وجہ سے اپنی نعمت زائل کریگا اور کافرون کا حسد کرنے سے نعمت ایمان بھی جاتی رہتی ہے جیسا حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ پس حسد حاسد کے واسطے سردست رنج و عذاب ہے اور آخرت کا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ احکم الحاکمین کے حکم کے ساتھ اوسکی خفگی اور ناراضمندی اور اوس قسمت سے کراہت اور انکار ہے جو حکیم علی الاطلاق نے کمال حکمت کے ساتھ کی ہے اور کسیکو اوسکے بھید کی طرف راہ نہین دی ہے توحید مین اس سے زیادہ اور کیا خیانت ہوگی پھر آپس مین مسلمانون پر نامہربانی بھی ہوتی ہے کہ اونکی بدخواہی کی اس بدخواہی مین ابلیس کا شریک ہوا اس سے زیادہ اور کیا شامت ہوگی اور محسود کو دنیا مین یہ فائدہ ہے کہ وہ اسکے سوا اور کیا چاہیگا کہ اوسکا حاسد ہمیشہ رنج و عذاب مین رہے حسد سے زیادہ اور کیا عذاب ہے اسواسطے کہ حاسد کی طرح کوئی ظالم مظلوم کا سا نہین ہوجاتا اگر محسود کو حاسد کے مرنے کی خبر ہو یا یہ معلوم ہو کہ حاسد حسد کے رنج و عذاب سے چھوٹ گیا تو محسود رنجیدہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ چاہا کرتا ہے کہ مین نعمت مین ہمیشہ محسود رہون اور حاسد رنج حسد مین مبتلا رہے اور محسود کا دینی فائدہ یہ ہے کہ وہ حسد کے سبب سے حاسد کا مظلوم ہے اور شاید کہ حاسد زبان اور معاملے سے بھی ظلم کرے اس سبب سے اوسکی نیکیان محسود کے نامۂ اعمال مین نقل کردین اور محسود کے گناہ اوسکی گردن پر دہردین پس حاسد نے تو یہ چاہا کہ محسود سے نعمت دنیا جاتی رہے حالانکہ اوسکے واسطے نعمت آخرت زیادہ ہوگئی اور دنیا مین حاسد کو سردست رنج و عذاب ہوا اور عذاب آخرت کی نیو جمگئی پس وہ تو یہ سمجھا تھا کہ مین اپنا دوست اور محسود کا دشمن ہون غور کرے تو حقیقت مین اپنا دشمن اور محسود کا دوست ہے اپنے تئین مغموم اور رنجور رکھتا ہے اور ابلیس جو بڑا دشمن ہے اوسے شاد اور مسرور کرتا ہے اسواسطے کہ ابلیس نے جب دیکھا کہ حاسد کو علم و رع اور جاہ و مال کی نعمت حاصل نہین ہے تو ڈرا کہ اگر یہ راضی رہے گا تو اسے ثواب آخرت حاصل ہوگا اوسنے چاہا کہ ثواب آخرت بھی اوس سے فوت ہوجائے اور فوت ہوگیا کیونکہ جو شخص عالمون اور دیندارون کو دوست رکھتا ہے اور اونکے جاہ و حشمت سے راضی رہتا ہے

وہ قیامت کے دن انھین سکے ساتھ ہوگا اسواسطے کہ بزرگون نے کہا ہے کہ ثواب اوسے ہے جو عالم ہو یا متعلم یا انکا دوستدار
اور حاسد تینون ثوابون سے محروم ہے حاسد کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنے دشمن کو مارنے کے واسطے پتھر پھینکے تو دشمن کے
تو پتھر نہ لگے اولٹکر اوسی شخص کی داہنی آنکھ پر لگے اور وہ آنکھ پھوٹ جائے اور اوس شخص کو اور زیادہ غصہ آئے دوبارہ زور سے
پتھر مارے وہ بھی اولٹکر اوسی کی دوسری آنکھ پھوڑ ڈالے پھر اور پتھر مارے وہ اولٹکر اوسیکا سر توڑے اسیطرح پتھر مار مار کر خود زخمی ہو
اور دشمن صحیح سلامت رہے اور دشمن اوسے دیکھ دیکھکر ہنسین یہی حال حاسد کا ہے شیطان اسکے ساتھ مسخراپن کرتا ہے حسد کی
یہ سب آفتین ہین پھر اگر یہ نوبت پہونچے کہ حاسد دست و زبان سے غیبت کرے اور جھوٹ بولے اور حق بات کا انکار کرے تو اسکا
مظلمہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے تو جو شخص جانیگا کہ حسد زہر قاتل ہے وہ اگر عقل رکھتا ہوگا تو حسد اوس سے چھوٹ جائیگا اور علاج عملی
یہ ہے کہ محنت اور مشقت کرکے اسباب حسد کو اپنے باطن سے کھود پھینکے کیونکہ کبر و عجب عداوت جاہ و مال کی محبت وغیرہ حسد کا
سبب ہین جیسا کہ غصے کے بیان مین ہم بیان کر چکے ہین چاہیے کہ ان جڑون کو اپنے دل سے اوکھاڑ ڈالے یہی سہل ہے تاکہ
حسد خود نرہے جب حسد پیدا ہو تو اوسکو اسطرح روکے اور ٹھہرائے کہ جو کچھ حسد فرمائے اوسکے خلاف عمل مین لائے مثلاً اگر حسد کہے
کہ فلانے آدمی پر طعن کر اوسکی تعریف کرے اور جب حسد حکم کرے کہ تکبر کر تو فروتنی کرے اور جب کہے کہ فلانے آدمی کی نعمت زائل کرنیکی
کوشش اور عداوت کر تو اوسکی یاری کرے اس سے بہتر کوئی علاج نہین ہے کہ پیٹھ پیچھے اوسکی تعریف کرے اور اوسکے کام کو بالا کرے
تاکہ وہ سنکر خوشدل ہو تو وہ بیر تو تجھپر پڑیگا اور اوسکے عکس سے تیرا دل بھی خوش ہوگا اور عداوت منقطع ہو جائیگی جیسا کہ حق تعالی
نے ارشاد فرمایا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ اس مقام پر شیطان یون بہکاتا ہے
کہ اگر تو اپنی فروتنی اور اوسکی تعریف کریگا تو تجھے عاجز جانینگے پس اے عزیز تجھے اختیار ہے خواہ حق تعالی کا فرمان بجا لاوے خواہ
ابلیس کا اے عزیز جانتو کہ یہ دوا بہت مفید ہے اور نافع ہے لیکن کڑوی ہے آدمی اوسپر صبر نہین کرسکتا مگر قوت علم سے کہ یہ جانلے
کہ دین و دنیا مین میری نجات اسی سے ہے اور دین و دنیا مین میری تباہی حسد سے ہے اور ممکن نہین کہ کوئی دوا ایسی ہو جسمین
تلخی اور تکلیف نہ سہنا پڑے اس بات سے قطع امید کرنا چاہیے جب بیماری ہو تو شفا کی امید پر دوا کی تلخی اور تکلیف گوارا کرنا چاہیے
ورنہ بیماری منجر بہلاکت ہوگی اور وہ رنج خواہ نخواہ زیادہ ہوگا **فصل** اے عزیز اگر تو مجاہدے کی کثرت کریگا تو غالب ہے کہ جسنے تجھے
ستایا ہوا اور جو تیرا دوست ہوا ان دونون مین تجھے دل سے فرق معلوم ہو جائے اور دونون کی نعمت اور محنت تیرے نزدیک برابر
نرہے بلکہ دشمن کی نعمت سے تو بالطبع کارہ ہو جائے اور اپنی طبیعت پھیرنے کا تو مکلف نہین ہے کیونکہ یہ امر تیرے اختیار مین
نہین تو دو چیزون کا مکلف ہے ایک تو یہ کہ اس کراہیت طبعی کو قول و فعل سے تو ہرگز ظاہر نکر دوسرے یہ کہ عقلاً کارہ رہے اور
اپنے دل مین اس صفت سے انکار رکھے اور اس امر کا خواہان رہے کہ مجھسے یہ صفت جاتی رہے جب تو نے یہ کیا تو وبال حسد سے
چھوٹ گیا لیکن اگر تو قول و فعل سے ہرگز اظہار نکرے اور یہ صفت جو تجھمین پائی جاتی ہے اس سے تو اپنے دل مین کارہ بھی نہو تو بعض
علمانے کہا ہے کہ اسکے سبب سے تو ماخوذ نہوگا اور صحیح یہ ہے کہ ماخوذ ہوگا کیونکہ حسد حرام ہے اور یہ دل کا کام ہے بدن کا نہین

اور جو شخص کسی مسلمان کے رنج کا خواہان اور خوشی سے اندوہگین رہیگا وہ ضرور ماخوذ ہوگا مگر یہ کہ اوس صفت سے تو کراہت رکھے تو البتہ حسد کے وبال سے نجات پائیگا اور حسد سے بالکل وہی شخص نجات پاتا ہے جسپر توحید غالب ہوجائے کسی کو دوست اور دشمن نہ سمجھے بلکہ سبھونکو خدا کا بندہ جانے اور سب امور کو ایک ہی جگہہ سے دیکھے اور یہ حالت نادر ہوتی ہے بجلی کیطرح چمک جاتی ہے زیادہ نہین ٹھہرتی ہے

پانچوین اصل علاج حب دنیا اور اس بیان مین کہ محبت دنیا سب گناہون کی افسر ہے

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ دنیا دشمن دین کی ہے اور اوسکی محبت سب گناہون کی جڑ ہے اور اوس چیز سے زیادہ شوم کیا شے ہوگی جو خدا کی دشمن خدا کے دوستون کی دشمن خدا کے دشمنون کی دشمن ہو خدا کی دشمنی تو یون ہوتی ہے کہ راہ خدا مین بندون کی رہزنی کرتی ہے تاکہ بندے خدا تک نہ پہونچین اور خدا کے دوستون کے ساتھ باینطور دشمنی کرتی ہے کہ اونکو اپنا جلوہ دکھاتی ہے اور اونکی نگاہون مین اپنے تئین آراستہ بناتی ہے حتی کہ اوس سے صبر کرنے مین تلخیان چکھتے ہین مصیبتین اوٹھاتے ہین اور خدا کے دشمنون کے ساتھ دشمنی کا یہ انداز ہے کہ مکر و حیلہ سے اونھین اپنے دام محبت مین کھینچتی ہے جب وہ عاشق ہوجاتے ہین تو اونسے دور بھاگتی ہے اور اونکے دشمنون کے قبضہ مین جاتی ہے نابکار رنڈی کیطرح ایک مرد کے پاس سے دوسرے مرد کی بغل مین پڑی پھرتی ہے حتی کہ آدمی اس جہان مین کبھی اوسکا رنج اور کبھی اوسکے فراق کی حسرت کھینچتا ہے اور آخرت مین خدا کا غصہ اور عذاب دیکھیگا دنیا کے پھندے سے کوئی نہین چھوٹتا مگر وہ شخص جو اوسے اور اوسکی آفت کو کماحقہ پہچانے اور اوس سے پرہیز کرے جسطرح جادوگرون سے پرہیز کرتا ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ ہاروت ماروت سے بھی زیادہ جادوگر ہے ہمنے دنیا کی حقیقت اور آفتین اور دھوکے آغاز کتاب کے تیسرے عنوان مین بیان کیے ہین اور یہان وہ حدیثین بیان کرتے ہین جو دنیا کی مذمت مین وارد ہوئی ہین اسواسطے کہ آیات قرآنی اس مضمون مین بہت ہین اور قرآن اور کتب انبیا اور رسولون کے بھیجنے سے حق تعالی کا یہی مقصود ہے کہ خلق کو دنیا کی طرف سے آخرت کی جانب بلائین اور دنیا کی آفت اور بلا اور محنت خلق سے کہہ سنائین تاکہ خلق اوس سے پرہیز کرے **حدیثون سے دنیا کی مذمت کا بیان** ایعزیز جانتو رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک دن ایک مری ہوئی بکری کے قریب سے گذرے فرمایا کہ دیکھو یہ مردار کس درجہ خوار ہے کوئی اسکی طرف دیکھتا بھی نہین قسم ہے اوس خدا کی جسکے ہاتھ مین محمدؐ کی جان ہے کہ حق تعالی کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ خوار ہے اگر خدا کے نزدیک وہ پر پشہ کے برابر بھی ہوتی تو کوئی کافر ایک چلو پانی بھی نہ پیتا اور فرمایا ہے کہ دنیا ملعون اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب ملعون ہے مگر جو کچھ خدا کے واسطے ہو اور فرمایا ہے کہ دنیا کی دوستی سب گناہون کی افسر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا دوست رکھتا ہے آخرت کا نقصان کرتا ہے اور جو آخرت کو دوست رکھتا ہے وہ دنیا کا نقصان کرتا ہے تو جو چیز باقی نرہے اوسے چھوڑکر اوسی چیز کو اختیار کرو جو باقی رہے یعنی دنیا کو چھوڑکر آخرت کو اختیار کرو حضرت زید بن ارقم کہتے ہین کہ مین امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھ تھا لوگ آپ کے واسطے شہد گھولکر پانی لائے آپ منہ کے پاس لیجاکر پھیر لائے اور اسقدر شدت سے روئے کہ ہم سب رونے لگے وہ چپ ہوکر پھر رونے لگے کسی کو یہ قدرت نہوئی کہ وجہ پوچھ سکے جب آپ نے

کھہ یوچھی تو لوگون نے عرض کیا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ یہ کیا ماجرا تھا فرمایا کہ مین ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
بیٹھا تھا دیکھا کہ دست مبارک سے کوئی چیز اپنے پاس سے دور فرماتے ہین اور کوئی چیز دکھائی نہ دی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
یہ کیا ہے فرمایا کہ دنیا ہے اپنی تئین مجھپر عرض کرتی تھی مین نے اوسے دور کیا وہ پھر آئی اور کہا کہ اگر آپ مجھسے بچ گئے تو بچ گئے جو لوگ
آپ کے بعد ہونگے وہ تو نہ بچین گے اب مین ڈرا کہ اوسنے مجھے پایا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے
ایسی کوئی چیز نہین پیدا کی جو اوسکے نزدیک دنیا سے زیادہ دشمن ہو جب سے دنیا کو پیدا کیا ہے اوسکی طرف دیکھا بھی نہین اور فرمایا
دنیا اوجڑ گھر ہے اور مفلس کا مال ہے اور اوسی دنیا کو وہ شخص جمع کرتا ہے جسے عقل نہو اوسکی طلب مین وہ شخص عداوت کرتا ہے جو بے علم ہو اوسپر حسد وہ کرتا ہے جو بے فقہ ہو اور طلب کرتا ہے
جو بے یقین ہو اور فرمایا ہے جو صبح کو اوٹھے اور اوسکی ہمت دنیا کی طرف ہو وہ مردان خدا مین سے نہین ہے کیونکہ اوسکے واسطے دوزخ ہے اور چار خصلتین
اوسکے دل کو لازم ہوتی ہین ایک تو وہ رنج جو ہرگز نجائے دوسرے وہ شغل کہ ہرگز اوس سے فرصت نپائے تیسرے ایسی فقیری جو
تونگری کے درجہ کو ہرگز نہ پہونچے چوتھے وہ امید جسکی کچھ نہایت ہی نہین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایک دن جناب
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ تجھے دنیا بالکل دکھا دون یہ فرما کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک گھورے پر لیگئے کہ آدمیون
اور میون اور بکریون کی کھوپریان اور لتے اور لوگون کی پلیدی پڑی تھی فرمایا اے ابوہریرہ تمہارے سرون کی طرح یہ سر بھی حرص
سے پر تھے آج استخوان بے پوست ہو گئے اور جلدی خاک ہو جاوینگے اور یہ پلیدی وہ انواع واقسام کے کھانے ہین جنکو بڑی
محنت سے لاتے اور اسطرح پھینکدیا کہ سب لوگ اوس سے بھاگتے ہین اور یہ لتے اونکے لباس فاخرہ ہین کہ ہوا مین اوڑتے ہین اور
یہ ہڈیان اونکے چارپایون اور سواریون کی ہڈیان ہین کہ اونکی پیٹھ پر چڑھ چڑھ کر جہان کے گرد پھرتے تھے تمام دنیا یہ ہے جو شخص
چاہے کہ دنیا پر روئے اوس سے کہدو کہ روکر رونے ہی کی جگہہ ہے پس جو شخص حاضر تھا رونے لگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے زمین وآسمان کے درمیان مین لٹکتی ہے حق تعالی نے اوسکی طرف دیکھا بھی نہین قیامت
کے دن دنیا عرض کریگی کہ یا اللہ جو بندون مین سب سے زیادہ کمتر ہے مجھے اوسکے حوالے فرما ارشاد ہوگا کہ اے ناچیز خاموش رہ اگر
جہان مین تو مین نے پسند ہی نکیا کہ تو کسی کو حاصل ہو بھلا آج پسند کرونگا اور فرمایا ہے کہ کچھ لوگ قیامت مین آوینگے اونکے عمل
تہامہ کے پہاڑون کے برابر ہونگے اور وہ لوگ دوزخ مین بھیجدیے جاوینگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ نمازی
ہونگے فرمایا کہ ہان نمازین پڑہتے ہونگے روزے رکھتے ہونگے شب بیداریان کی ہونگی لیکن دنیا کی چیزون پر گرے ہونگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک
باہر تشریف لائے اور صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کہ تم مین کون ایسا شخص ہے جو اندھا ہو اور چاہتا ہو کہ حق
مجھکو ڈہیارا کردے تم یہ جان لو کہ جو شخص دنیا کی رغبت کرتا ہے اور بہت کچھ امید رکھتا ہے حق تعالی اوسیقدر اوسکے دل کو اندھا کردیتا
اور جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا اور تھوڑی امید رکھتا ہے حق تعالی اوسکو بے کسی سے سیکھے ہوئے بڑا علم عنایت فرماتا ہے اور بلا
کسی راہبر کے اوسکی رہنمائی کرتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن باہر تشریف لائے اور حضرت ابوعبیدہ جراح رضی اللہ عنہ
نے کچھ مال بحرین سے بھیجا تھا اور انصار نے یہ سنا تھا صبح کی نماز مین ہجوم کیا جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر

آپ کے سامنے آکھڑے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ شاید تمنے سنا ہے کہ مال آیا ہے اونھون نے عرض کیا
ہان آپنے فرمایا کہ بشارت ہو تمکو کہ آیندہ ایسے کام ہونگے جنسے تم خوش ہوگے اور مین تمھاری محتاجی سے نہین ڈرتا ہون اس بات سے
ڈرتا ہون کہ دنیا کا مال حق تعالی تمھین افراط سے عطا کرے جیسا اون لوگون کو عنایت فرمایا جو تمسے پہلے گذر گئے ہین پھر تم اوس سے
مناقشہ کرو جیسا اگلون نے کیا اور ہلاک ہوجاؤ جیسے وہ ہلاک ہوگئے اور فرمایا کہ دنیا کی یاد مین کسیطرح مشغول نہو آپ نے دنیا کے ذکر سے
ممانعت فرمائی تو دنیا کی محبت اور طلب کا کیا ذکر ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی
تھی اوسے عضبا کہتے تھے سب اونٹون سے خوب دوڑتی تھی ایکدن کوئی اعرابی ایک اونٹ لایا اور اوسکے ساتھ دوڑایا وہ اونٹ
آگے نکلگیا مسلمان غمناک ہوئے آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی پر حق ہے کہ دنیا مین کسی چیز کو سرفراز نہین کرتا کہ اوسے خوار نہ کردے
اور فرمایا ہے کہ اسکے بعد دنیا تمھاری طرف متوجہ ہوگی اور تمھارے دین کو اسطرح کھاجائیگی جیسے آگ لکڑی کو حضرت عیسی علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ دنیا کو خدا نہ بناؤ تاکہ وہ تمھین اپنا بندہ نہ بنائے خزانہ ایسا رکھا کرو جسکے تلف ہونے سے نہ ڈرو اور ایسے شخص کے پاس رکھو
جو ضائع نہ کرڈالے کیونکہ دنیا کا خزانہ آفت سے خالی نہین رہتا اور جو خزانہ خدا کے واسطے رکھوگے وہ محفوظ رہیگا اور فرمایا ہے کہ دنیا
اور آخرت ایک دوسرے کی ضد ہے جتنا اس ایک کو تو خوش کریگا اوتنی ہی وہ دوسری ناخوش ہوجائیگی اور حضرت عیسی علیہ السلام
نے اپنے حوارین سے فرمایا کہ مین نے تمھارے سامنے دنیا کو خاک مین ملادیا تم اوسکو پھیر نہ لو کیونکہ دنیا کی ایک نجاست یہ ہے کہ اوسی مین
خدا کا گناہ ہوتا ہے اور ایک پلیدی یہ ہے کہ جب تک اوسے نہ ترک کرے جبتک کوئی آخرت مین نہین پہونچتا تو تم دنیا سے باہر گذر جاؤ
اور اوسکی آبادی مین نہو اور یہ جانے رہو کہ دنیا کی محبت اور خواہش کی کثرت سب گناہون کی سردار ہے اور اوسکا ثمرہ بڑا رنج ہے اور کہا ہے
جسطرح آگ پانی ایک جگہہ نہین ٹھہرتا اسیطرح دنیا اور آخرت کی محبت ایک دل مین اکٹھا نہین ہوتی حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے
کہا کہ اگر آپ ایک گھر بنا لین تو کیا ہو فرمایا کہ اور ونکے پرانے گھر مجھے کافی ہین حضرت عیسی علیہ السلام کو ایکدن مینہ کی بارش برق کی
چمک رعد کی کڑک نے گھیرا آپ دوڑتے پھرتے تھے کہ ایسی جگہہ ملے جہان پناہ ہو ایک خیمہ دیکھا اوسمین گئے ایک عورت کو دیکھا جہان سے
آئے ایک غار تھا اوسمین گئے شیر کو دیکھا نکل آئے عرض کیا کہ بار خدایا تونے جسے پیدا کیا ہے اوسکے واسطے ایک آرام گاہ ہے
مگر میرے واسطے وحی آئی کہ میری رحمت کا گھر یعنی بہشت تیرے آرام کی جگہہ ہے بہشت مین سو حورون کو تیرا جوڑا کرونگا اونکو مین نے
اپنے دست لطف سے پیدا کیا ہے چار ہزار برس تیری شادی عروسی رہے گی ہر دن دنیا کی کئی عمرون کے برابر ہوگا اور منادی کے
حکم کرونگا کہ ندا کردے کہ دنیا کے زاہد کہان ہین سب عیسی علیہ السلام کی شادی مین حاضر ہون سب حاضر ہونگے ایکبار حضرت عیسی
علیہ السلام اپنے حوارین کے ساتھ ایک شہر مین گذرے راہ مین سبھون کو مردہ دیکھا فرمایا اے لوگو یہ سب غضب خدا سے مرے ہین
ورنہ زیر خاک ہوتے حوارین نے عرض کیا کہ ہم چاہتے ہین کہ معلوم ہو کس سبب سے یہ مرے ہین اوس رات حضرت عیسی علیہ السلام ایک
بلندی پر چڑھے اور پکارا کہ اے شہر والو ایک شخص نے جواب دیا لَبَّيْكَ يَا رُوحَ اللهِ فرمایا کہ تمھارا کیا قصہ ہے اوس نے عرض کیا
کہ رات کو تو ہم بخیر و عافیت تھے صبح اپنے تئین دوزخ مین دیکھا فرمایا کیون عرض کیا اسواسطے کہ ہم دنیا کو دوست رکھتے تھے اور

کرنا بیچارون کی اطاعت کرتے تھے فرمایا کیونکر تم دنیا کو دوست رکھتے تھے عرض کیا جسطرح لڑکا مان کو دوست رکھتا ہے
جب دنیا ہمارے پاس آتی تو ہم خوش ہوتے جب چلی جاتی تو غمناک ہوجاتے فرمایا کہ اورون نے کیون نہ جواب دیا عرض کیا
کہ انمین سے ہر ایک کے منہ مین آگ کی لگام ہے فرمایا تو نے کیون جواب دیا عرض کیا مین انمین تھا مگر انمین سے نہ تھا جب عذاب آیا
تو مین بھی انمین رہ گیا اور اب دوزخ کے کنارے ہون نہین جانتا کہ نجات پاؤنگا یا دوزخ مین جاؤنگا حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا
اسے حواریین دنیا اور آخرت کی عافیت کے ساتھ جو کی روٹی اور کھاری نمک کھانا اور ٹاٹ کا لباس پہننا اور گھورے پر سونا
بہت اچھا ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑی سی دنیا کے اوپر قناعت کرو جیسا اورون نے دنیا کی
سلامتی کے ساتھ تھوڑے سے دین پر قناعت کی ہے اور فرمایا ہے کہ کمینے لوگ جو ثواب کے واسطے دنیا طلب کرتے ہین اگر دنیا سے دستبردار
ہوجائین تو بہت ثواب پائین حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام ایکدن اپنے تخت پر سوار چلے جاتے تھے جانور اور دیو پری
سب آپکی خدمت مین حاضر تھے عُبّاد بنی اسرائیل مین سے ایک عابد کی طرف گذرے اوسنے عرض کیا کہ ای ابن داؤد آپ کو
حق تعالی نے بڑی سلطنت عنایت فرمائی فرمایا کہ مسلمان کے نامۂ اعمال مین ایک تسبیح اوس سلطنت سے بہتر ہے جو مجھے عنایت
ہوئی اسواسطے کہ وہ تسبیح باقی رہے گی اور یہ سلطنت نرہے گی شعر بس ازسی سال این معنی محقق شد بخاقانی + کہ یکدم با خدا
بودن بہ از ملک سلیمانی + حدیث شریف مین ہے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے جب گیہون کھایا اور پائخانہ
کی حاجت ہوئی تو جگہہ ڈھونڈھنے لگے کہ اپنی حاجت سے فراغت پائین حق تعالی نے ایک فرشتہ کو اونکے پاس بھیجا اوسنے
پوچھا آپ کیا ڈھونڈھتے ہین فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ جو کچھ میرے پیٹ مین ہے اسے کہین رکھون اوسنے کہا کہ جنت کے
اور کسی کھانے مین حق تعالی نے یہ تاثیر نہین رکھی ہے مگر گیہون مین اب اسے کہان رکھیے گا عرش پر یا کرسی پر یا بہشت کی
نہرون مین یا درختون کے نیچے دنیا مین جائیے کہ ایسی نجاستون کی جگہہ وہین ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام سے پوچھا کہ باوصف اس عمر دراز کے آپ نے دنیا کو کیسا پایا فرمایا جیسے دو دروازون کا گھر
ایک دروازہ سے اندر آیا ایک سے نکل گیا حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ ہمین ایسی کوئی چیز بتائیے جس سے
حق تعالی ہمین دوست رکھے فرمایا کہ دنیا کو دشمن رکھو تاکہ حق تعالی تمھین دوست رکھے اسقدر حدیثین کافی ہین لیکن اب ہم
صحابہ اور بزرگون کے یہ اقوال ہین کہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جسنے
یہ کام کیے اوسنے جنت ڈھونڈھنے اور دوزخ سے بھاگنے مین کچھ نہین باقی رکھا خدا کو پہچانا اور اوسکی فرمان برداری کی
شیطان کو جانا اور اوسکی مخالفت پر کمر باندھی حق بات کو پہچانا اور اوسکو مضبوط پکڑا باطل بات کو سمجھا اور اوس سے دست بردار
ہوگیا دنیا کو پہچانا اور ترک کیا آخرت کو پہچانا اوسکی تلاش مین قائم ہوگیا ایک حکیم کا قول ہے کہ دنیا مین جو چیز حق تعالے
تجھے عنایت کرتا ہے وہ تجھسے پہلے کسی کو دیچکا ہوگا اور تیرے بعد اور کسیکے واسطے رہے گی تو اوسپر کیا دل لگاتا ہے صبح و شام
کھانے کے سوا دنیا مین اور کچھ تیرا حصہ نہین ہے اسقدر کے واسطے اپنے تئین ہلاک نکر اور دنیا سے بالکل روزہ رکھہ حتی کہ

آخرت مین انتظار کر کیونکہ ہوا و ہوس دنیا کا سرمایہ ہے اور ہاویہ یعنی دوزخ اوسکا فائدہ ہے ایک شخص نے حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالی عنہ
سے کہا کہ مین دنیا کو دوست رکھتا ہون کیا کرون کہ یہ دوستی میرے دل سے جاتی رہے فرمایا کہ جو کچھ کماوے حلال سے کما اور بجا صرف کر کہ اوسکی
دوستی تجھے کچھ نقصان نہ کریگی اور حقیقت مین یہ اسواسطے کہا کہ وہ سمجھے کہ جب ایسا کریگا تو اوسپر دنیا خود منغص ہو جائیگی اور اوسکے دل مین
بری معلوم ہوگی حضرت یحیی بن معاذ رضی کا قول ہے کہ دنیا شیطان کی دکان ہے اوسکی دکان سے کچھ نہ اوٹھا ورنہ شیطان خواہ نخواہ تیرے
پیچھے پڑیگا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی اور فانی ہوتی اور آخرت مٹی کی ہوتی اور باقی ہوتی تو عقل پر
واجب تھا کہ جو مٹی باقی رہے گی اوسکو اوس سونے سے جو فنا ہو جائیگا بہت دوست رکھتی پھر کیونکر ہو کہ تو فانی مٹی کو باقی سونے پر
اختیار کرے حضرت ابو حازم رح کہتے ہین کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ مین نے سنا ہے کہ جو شخص دنیا کو بزرگ جانیگا قیامت مین اوسے ٹھہراوینگے اور اوسکے سر پر
منادی کرینگے کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس چیز کو حق تعالی نے حقیر جانا اوسے اسنے بزرگ جانا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی فرماتے ہین
دنیا مین جو شخص ہے وہ مہمان ہے اور جو کچھ اوسکے پاس ہے وہ عاریت ہے اور مہمان کا انجام جانا ہے اور عاریت کا انجام پھیر لینا ہے
لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا دنیا آخرت کے عوض بیچ کہ دونون کا فائدہ اوٹھا اور آخرت کو دنیا کے بدلے نہ بیچنا کہ دونون
کا نقصان اوٹھائیگا حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جب حق سبحانہ تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
خلق کی طرف بھیجا تو ابلیس کا لشکر ابلیس کے پاس گیا کہ حق تعالی نے ایسے رسول کو بھیجا اب ہم کیا کرین ابلیس نے پوچھا کہ بھلا وہ
لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہین اوسکے لشکریون نے کہا ہان ابلیس نے کہا کچھ تردد نکرو اگر بت نہ پوجا نہ پوجا مین محبت دنیا مین ان
لوگون کو اس بات پر آمادہ رکھونگا کہ جو کچھ لین ناحق پر لین اور جو کچھ دین ناحق پر دین اور جو کچھ رکھ چھوڑین ناحق پر رکھ چھوڑین اور تمام شر
انہین تین کامون کے تابع ہین حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے کہ اگر حق سبحانہ تعالی تمام دنیا حلال اور بے حساب مجھے عنایت فرمائے
اسیطرح تم مردار سے ننگ رکھتے ہو اوس طرح مین اوس سے ننگ و عار رکھون حضرت ابو عبیدہ جراح رضی اللہ تعالی عنہ امیر شام تھے
امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ جب وہان پہونچے تو اونکے گھر مین کچھ نہ دیکھا مگر ایک تلوار ایک سپر ایک رحل فرمایا تمنے
گھر مین ضروری چیزین کیون نہ مہیا کین کہا جہان مین جاتا ہون یعنی قبر مین وہان یہی کافی ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے
خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہما اللہ تعالی کو خط لکھا کہ وہ دن آیا سمجھ جسدن وہ شخص جسکی موت سب سے اخیر اور بعد لکھی ہے مریگا اس سے
زیادہ اور کچھ نہ لکھا خلیفہ نے جواب لکھا کہ وہ دن آیا جانیے جسدن آپ کہین گے دنیا پیدا ہی نہین ہوئی ہمیشہ آخرت ہی تھی کسی بزرگ کا
قول ہے کہ جو شخص موت کو حق جانتا ہے اوس سے تعجب ہے کہ پھر کیونکر خوش ہوتا ہے اور جو دوزخ کو حق جانتا ہے اوس سے تعجب ہے کہ کسطرح ہنستا ہے
اور جو دیکھتا ہے کہ دنیا کسیکے پاس نہین ٹھہرتی اوس سے تعجب ہے کہ پھر کس طور سے اوس سے دل لگاتا ہے اور جو تقدیر کو حق جانتا ہے اوس سے عجب ہے کہ رنج کی
باتھہ کیونکر دل ہی مشغول رکھتا ہے حضرت داود طائی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ آدمی توبہ اور اطاعت کو روز پیچھے ڈال دیتا ہے اور بہت کوئی کو
بیکار کر دیتا ہے تاکہ اوسکی منفعت دوسرے کو حاصل ہو حضرت ابو حازم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ دنیا مین ایسی کوئی چیز نہین کہ تو اوسکے
سبب سے خوش ہو اور اوسکے پیچھے ایسی کوئی چیز نہو جسکے سبب سے تو غمگین ہو صاف خوشی تو حق تعالی نے دنیا مین پیدا ہی نہین کی

حضرت حسن بصری قدس سرہ کہتے ہین کہ جو شخص دنیا سے جاتا ہے مرتے وقت تین حسرتین اوسکا جیٹوا دبائے ہوتی ہین ایک تو
کہ جو کچھ اوسنے جمع کیا تھا سیر ہو کر نہ کھایا اور جو امید رکھتا تھا اوس امید کو نہ پہونچا اور آخرت کا کام جیسا چاہیے تھا ویسا نہ کیا حضرت
محمد ابن المنکدر قدس سرہ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص تمام عمر برابر روزہ رکھے اور رات بھر نماز پڑھا کرے اور حج اور جہاد کرے اور سب
حرام چیزون سے پرہیز کرے لیکن دنیا اوسکے نزدیک بڑی چیز ہو تو قیامت مین اوس شخص کو کہین گے کہ یہ وہ ہے جسنے اوس چیز کو
جسے حق تعالی نے حقیر کیا تھا اوسکا کیا حال ہوگا اور ہم مین کون شخص ایسا نہین ہے ساتھ اوسکے گناہ بھی بہت ہین اور بعض ہین کیا
قصور کرتے ہین مصرع بحیرتم کہ سرانجام ما چہ خواہد بود ❊ اور بزرگون نے کہا ہے کہ دنیا ایک سرا ہے ویران ہے اور اوس شخص کا دل
اوس سے بھی زیادہ ویران ہے جو طلب دنیا مین مشغول ہے اور بہشت ایک سرا ہے آباد ہے اور وہ دل اوس سے بھی زیادہ آباد ہے
جو طلب بہشت مین مشغول ہے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو خواب مین درہم کو دوست رکھتا ہے یا جاگتے مین
دینار کو اوسنے کہا کہ جاگتے مین دینار کو فرمایا کہ تو جھوٹ کہتا ہے کیونکہ دنیا خواب ہے اور آخرت جاگنا ہے اور جو کچھ نہین ہے تو اوسکو محبت دوست رکھتا ہے حضرت
یحیی بن معاذ قدس سرہ کہتے ہین عقلمند وہ شخص ہے جو تین کام کرے دنیا سے دست بردار ہو جائے قبل اسکے کہ دنیا خود اوس سے
دست بردار ہو اور قبر تعمیر کرے قبل ازین کہ قبر مین جائے اور حق سبحانہ و تعالی کو خوشنود کرے پیش ازینکہ اوسکے دیدار سے مشرف ہو
اور کہا ہے کہ دنیا کی شومی اس درجہ ہے کہ اوسکی آرزو خدا سے غافل کرتی ہے پھر دنیا کے پانے کا کیا کہنا حضرت بکر بن عبد اللہ رحمہ اللہ
کہتے ہین کہ جو شخص چاہے کہ دنیاداری کے ساتھ اپنے تئین دنیا سے بے پروا کرے اوسکی مثال اوس آدمی کی ایسی ہے جو آگ بجھایا چاہے
اور سوکھی لکڑیان اوسمین ڈالتا جائے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ دنیا چھ چیزون سے عبارت ہے کھانے
پینے پہننے سونگھنے سوار ہونے نکاح کرنے کی چیز سے کھانے کی چیزون مین سب سے بہتر شہد ہے وہ مکھی کے منہ سے نکلتا ہے پینے کی
چیزون مین سب سے بہتر پانی ہے اوسمین تمام جہان برابر ہے پہننے کی چیزون مین سب سے عمدہ تر حریر ہے وہ کیڑون سے پیدا ہوتا ہے
سونگھنے کی چیزون مین سب سے پاکیزہ تر مشک ہے وہ ہرن کا خون ہے سوار ہونے کی چیزون مین سب سے شریف تر گھوڑا ہے
سب مردونکو اوسکی پیٹھ پر قتل کرتے ہین سب شہوتون مین بڑی عورت کی خواہش ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ مثانہ مثانے مین جاتا ہے
اور عورت مین جو چیز بہتر ہے وہ اوسے سنوارتی ہے اور جو چیز عورت مین بدتر ہے تو اوسے ڈھونڈھتا ہے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز
کہتے ہین کہ اے مسلمانون حق تعالی نے تمہین ایک کام کے واسطے پیدا کیا ہے اگر تم اوسکا ایمان نہ رکھوگے تو کافر ہو اور اگر ایمان
رکھتے اور آسان جانتے ہو تو احمق ہو حق تعالی نے تمکو ہمیشہ رہنے کے واسطے پیدا کیا ہے مگر ایک سرا سے دوسری سرا مین لیجاتا ہے

دنیا ے بد کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جانتو کہ ہمنے ایک فصل عنوان مسلمانی مین بیان کی ہے بیان اسقدر جاننا چاہیے
کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ ملعون ہے مگر اوسمین سے جو چیز خدا کے واسطے ہے اب
یہ جاننا چاہیے کہ خدا کے واسطے کیا چیز ہے کہ وہ مذموم نہین ہے اور اوسکے سوا جو کچھ ہے وہ ملعون ہے اور اوسکی محبت سب گناہون کی
افسر ہے اے عزیز جانتو کہ جو کچھ دنیا مین ہے وہ تین قسم پر ہے ایک قسم وہ چیز ہے کہ اوسکا ظاہر و باطن دونون دنیا سے ہین اور وہ

خدا کے واسطے نہین ہوسکتی کیونکہ وہ گناہون مین سے ہے اور نیت وقصد سے گناہ خدا کے واسطے نہین ہوجاتے اور مباح چیزون مین
عیش عشرت اسی قبیل سے ہے کیونکہ وہ محض دنیا ہے اور تکبر اور غفلت کا تخم اور تمام گناہون کا سرمایہ ہے دوسری قسم وہ چیز ہے
جو صورت کی رو سے تو خدا کے واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ نیت کے سبب سے منجملۂ دنیا ہو جائے وہ تین چیزین ہین فکر و ذکر خواہشون کی
مخالفت کرنا یہ تینون چیزین اگرچہ آخرت اور خدا کی محبت کے سبب سے ہون تو گو کہ دنیا مین ہین لیکن خدا کے واسطے ہین اور اگر فکر سے طلب علم
مقصود ہو تاکہ اوس علم کے سبب سے مقبولیت اور مرتبہ حاصل ہو اور اوس فکر سے یہ غرض ہو کہ پارسا جانکر لوگ اوسے دیکھین اور دنیا سے ہاتھ
روکنے مین یہ طلب ہو کہ لوگ اوسے زاہد جانکر دیکھین تو دنیا مین سے یہ باتین مذموم اور ملعون ہین اگرچہ صورت کی رو سے ایسی معلوم ہوتی ہین
کہ خدا ہی کے واسطے ہین تیسری قسم وہ چیز ہے جو بظاہر تو حظ نفس کے واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ قصد اور نیت کرنے سے خدا کیواسطے
ہو جائے و دنیا سے نہ رہے جیسے کھانا کھانا تاکہ اوس سے عبادت کے واسطے قوت مقصود ہو اور نکاح کرنا جب اوس سے فرزند مقصود ہو
اور تھوڑا مال ڈہونڈہنا جبکہ اوس سے فراغت طاعت اور خلق سے بے پروائی مقصود ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص دنیا کو لاف اور تفاخر کے واسطے تلاش کرتا ہے وہ خدا کو اپنے اوپر غصہ مین دیکھیگا اور اگر اسواسطے تلاش کرتا ہے کہ خلق
سے بے نیاز ہو جائے وہ قیامت کے دن جب آئیگا تو اوسکا چہرہ چودہوین رات کے چاند کی طرح نورانی ہوگا تو دنیا وہ ہے جسمین
فی الحال حظ نفس ہے اور آخرت کو کچھ اوسکی حاجت نہین اور جس چیز کی آخرت کو حاجت ہے جب وہ آخرت کے واسطے ہوگی تو دنیا سے
نہین جیسا راہ حج مین سواری کے جانور کا چارہ منجملۂ زاد حج ہے اور جو چیز دنیا سے ہے اوسے حق تعالی نے ہوا ارشاد کیا ہے جیسا کہ فرمایا
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ دوسری جگہہ حق تعالی نے تمام دنیا کو پانچ چیزون مین جمع کیا ہے اور ارشاد فرمایا
وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ یعنی دنیا سب پانچ چیزین ہین کھیل اور خواہشون کی خوشی اور اپنے تئین آراستہ کرنا اور دوسرون سے
تفاخر کرنا اور جھگڑنا اور مال اور اولاد کی زیادتی ڈہونڈہنا اور جن چیزون مین یہ پانچون جمع ہین اونکو ایک اور آیت مین یون جمع کیا ہے
زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ الآیۃ یعنی خلق کے دل مین ان سب چیزون کی محبت کو
آراستہ کر دیا ہے جورو لڑکے سونا چاندی گھوڑا کھیتی یعنی گاے بیل اونٹ بکری ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا دنیا مین خلق کی یہی
برخورداری ہے اے عزیز جانتو کہ ان سب چیزون مین سے جو چیز آخرت کے کام کے واسطے ہے وہ بھی آخرت مین سے ہے اور عیش و
عشرت زائد از قدر کفایت آخرت کے واسطے نہین ہے بلکہ دنیا کے تین درجے ہین ایک بقدر ضرورت کھانا پینا اور مسکن ہے اسکے ماورا
مقدار زینت اور زیادتی تجمل ہے کچھ انتہا ہی نہین رکھتی جسنے ضرورت کی قدر پر قناعت کی وہ جنت مین ہے اور جو تجمل کے درجے پر گیا
وہ دوزخ مین پڑا کہ اوسکی کچھ انتہا ہی نہین جسنے بقدر حاجت پر اقتصار کیا وہ خطر سے خالی نہین کیونکہ حاجت کے دو کنارے ہین ایک
ضرورت سے نزدیک ہے اور ایک تنعم سے نزدیک ہے اور ان دونون کنارون کے درمیان مین دو درجے ہین کہ وہ کمال اجتہاد سے
آدمی جان سکتا ہے اور شاید جس زیادتی کی حاجت نہو اوسے حاجت کے حساب مین شمار کرے اور روز حساب کے خطر مین پڑ جائے اور
بزرگون اور احتیاط والے لوگون نے اسی سبب سے بقدر ضرورت پر قناعت کی ہے اس قناعت مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی

پیشوا اور مقتدی ہین کہ انھون نے اپنے اوپر دنیا کو اسقدر تنگ پکڑا تھا کہ لوگ اونھین دیوانہ جانتے تھے اور ایسا ہوتا تھا کہ
دو دو سال تک لوگ اونکی صورت نہ دیکھتے تھے کہ کہان ہین فجر کی اذان کے وقت باہر چلے جاتے تھے اور عشا کی نماز کے بعد گھر
لاتے تھے رستہ مین چھوہارے کی گٹھلیان چن چن کر کھایا کرتے اگر کھانے کی قدر خرمے پاجاتے تو اونکی گٹھلیان خیرات
نہین تو گٹھلیون سے روزہ افطار کرنے کی قدر خرمے مول لیتے گھورے پر سے چیتھڑے چن چن کر دہو دہو کر لباس بناتے
لڑکے پتھر مارتے کہ یہ شخص دیوانہ ہے وہ فرماتے کہ میان لڑکون چھوٹے چھوٹے پتھر مارو کہ مین وضو اور نماز سے معذور نہو جاؤ
یہی سبب تھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونھین کبھی نہین دیکھا تھا اور بہت تعریف فرماتے تھے اور حضرت عمر خطاب
رضی اللہ تعالی عنہ کو اونکے حق مین وصیت کی تھی جب امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ منبر پر تھے اور اہل عراق کو
کہ مجمع مین فرمایا کہ جو شخص عراقی ہے وہ کھڑا ہو جائے سب عراقی کھڑے ہوگئے فرمایا کہ جو کوفی ہو بیٹھ جائے سب بیٹھ گئے پھر فرمایا
جو قرن کے رہنے والے نہون وہ بھی بیٹھ جائین وہ بیٹھ گئے ایک شخص کھڑا رہ گیا پوچھا کہ تو کیا قرن کا باشندہ ہے اوسنے کہا ہان فرمایا
اویس قرنی کو جانتا ہے اوسنے عرض کیا جانتا ہون وہ تو اوس درجہ حقیر ہے کہ اس لائق نہین کہ آپ اوسکی بات پوچھیے کیونکہ ہم لوگو
اوس سے زیادہ احمق اور دیوانہ اور محتاج اور ناکس کوئی نہین ہے امیر المومنین حضرت عمر خطاب رض نے جب یہ سنا تو روئے اور فرمایا کہ مین
اونھین اسواسطے تلاش کرتا ہون کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کی گنتی کے برابر لوگ
اوسکی شفاعت سے جنت مین جائینگے اور ربیعہ اور مضر دو قبیلے تھے کہ کثرت کی وجہ سے لوگ انکے شمار مین نہین آسکتے تھے
حضرت ہرم بن حیان کہتے ہین کہ مین نے جب یہ حال سنا تو کوفے گیا اور حضرت اویس قرنی کو تلاش کیا حتی کہ فرات کے کنارے
وضو کرتے اور کپڑے دہوتے پایا چونکہ اونکی تعریف سن چکا تھا اس سببسے مین نے پہچانکر سلام کیا اونھون نے جواب دیا اور مجھے
دیکھا مین نے چاہا کہ اونکا ہاتھ پکڑلون مگر ہاتھ مجھے نہ دیا مین نے کہا رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا أُوَيْسُ وَغَفَرَ لَكَ تم کیسے ہو یہ کہکر اونکی بری
اور شکستہ حالی دیکھکر مجھے شفقت اور محبت جو اونپر آئی تو مین بے اختیار رونے لگا وہ بھی روئے اور کہا حَيَّاكَ اللّٰهُ يَا هَرِمُ بْنُ حَيَّان
میرے بھائی تم کیسے ہو اور تمھین میرا پتا نشان کسنے بتایا مین نے کہا تمنے میرا اور میرے باپ کا نام کیونکر پہچانا تمنے مجھے کبھی دیکھا بھی
نہین کہا نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ یعنی اوس خدا نے مجھے خبر دی جسکے علم سے کوئی چیز باہر نہین اور میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا
کہ مسلمانون کی روحون کو ایک کو دوسرے کی خبر ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے آشنا ہوتی ہین گو کہ ایک نے دوسرے کو نہ دیکھا ہو
مین نے کہا کچھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرو تا کہ میرے پاس تمھاری یادگاری رہے کہا میرا تن و جان حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان مین آپکی قدمبوسی سے مشرف نہین ہوا ہون آپکی حدیثین اورون سے سنی ہین مین یہ نہین چاہتا کہ حدیث کا
راوی بنون اور محدث مفتی واعظ ہو جاؤن مجھے اپنا شغل ہے کہ ان باتون مین مشغول نہین ہوتا مین نے کہا کہ قرآن شریف
کی آیت میرے سامنے پڑھیے کہ مین آپکی زبان سے سن لون اور میرے واسطے دعا کیجیے اور مجھے کچھ نصیحت فرمائیے کہ مین آپکو
للہیت ہی دوست رکھتا ہون پس فرات کے کنارے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ یہ کہکر روئے

پھر فرمایا کہ میرا مالک یون ارشاد فرماتا ہے اور اوسکا کلام برحق ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ مَا خَلَقْنٰهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ تک پڑہا اور ایسی ایک چیخ ماری کہ مین سمجھا کہ بیہوش ہوگئے اور کہا اے ابن حیان تیرا باپ مرگیا اور قریب ہے کہ تو بھی مرجائیگا یا بہشت میں جائیگا یا دوزخ میں تیرے دادا حضرت آدم علیہ السلام مرگئے حضرت حوا علیہا السلام مرگئین حضرت ابراہیم خلیل اللہ مرگئے حضرت موسی کلیم اللہ مرگئے حضرت داؤد خلیفۃ اللہ مرگئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرماگئے اونکے خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چل بسے میرے بھائی اور دوست عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی دنیا سے کوچ کیا واعمراہ واعمراہ مین نے کہا اے اویس خدا تجھپر رحمت کرے حضرت عمر تو نہین مرے ہین کہا میرے خدا نے مجھے خبر دی کہ عمر فاروق مرگئے پھر کہا مین اور تو بھی مردون مین سے ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور تھوڑی سی دعا کی اور کہا کہ نصیحت یہ ہے کہ کتاب اللہ اور صالحون کی راہ تو اختیار کر اور ایک ساعت بھی موت کی یاد سے غافل نرہ جب اپنی قوم کے پاس جا تو اونکو نصیحت کر اور خلق خدا کو نصیحت کرنا نہ چھوڑ اور جماعت امت کی موافقت سے قدم بھر بھی پاؤن ہٹانا ورنہ فوراً بیدین ہوجائیگا اور جانیگا بھی نہین اور دوزخ مین پڑیگا اور کہا اے حرم ابن حیان دوبارہ نہ تو مجھے دیکھیگا نہ مین تجھے مجھے بدعا کے ساتھ یاد رکھنا کہ مین بھی تجھے دعا کے ساتھ یاد کرونگا تو اس طرف جا مین اس جانب جاؤن مین نے چاہا کہ ایک ساعت اونکی ہمراہی کرون نہ آنے دیا اور رونے لگے اور مجھے رلانے لگے مین اونکے پیچھے دیکھتا تھا حتی کہ ایک گلی مین چلے گئے پھر اونکی خبر نہ ملی اے برادر اس بات کو باور کر کہ جن لوگون نے دنیا کی آفت کو پہچانا ہے اونکی سیرتین ایسی ہی کچھ ہوا کرتی ہین اور انبیا اولیا علیہم السلام کی یہی راہ ہے یہی لوگ اہل احتیاط اور عاقبت اندیش ہین اگر تو اس درجہ کو نہ پہونچے تو اس سے کم نرہ کہ قدر حاجت اقتصار کر اور عیش و عشرت کی راہ ایکبار بھی نہ اختیار کر تاکہ خطر عظیم مین نہ پڑجائے اسقدر دنیا کا حال کافی ہے باقی تو عنوان مین ہم بیان ہی کرچکے ہین واللہ اعلم ؕ ؕ ؕ

چھٹی اصل محبت مال کے علاج اور بخل و حرص کی آفت اور سخاوت کی تعریف کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ دنیا کی بہت سی شاخین ہین اوسکی شاخون مین سے ایک شاخ مال و نعمت ہے ایک شاخ جاہ و حشمت ہے اسیطرح اور شاخین بھی ہین لیکن مال کا فتنہ بہت بڑا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے اوسے عقبہ کہا ہے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ اور اس سے زیادہ کوئی سخت گھاٹی نہین ہے کیونکہ آدمی کو اس سے چارہ نہین اسواسطے کہ یہ موجب عیش و عشرت بھی ہے اور زاد آخرت بھی ہے اسلیے کہ بندہ کو قوت لباس مسکن ضرور ہے اور یہ عین مال ہے اور مال ہی سے ہاتھ آتا ہے تو اسکے نباہنے مین صبر نہین ہے اور پانی مین سلامتی نہین ہے اگر یہ نہو تو محتاجی کا سامنا ہے کہ اوس سے خوف کفر ہے اور اگر ہو تو آدمی تونگر ہے اوسمین غرور اور تکبر کا خطرہ ہے فقیر کی دو حالتین ہین ایک حرص دوسری قناعت قناعت اچھی صفت ہے اور حرص کی بھی دو حالتین ہین ایک لوگون سے طمع کرنا دوسری

اپنے ہاتھ سے کسب کرنا اپنے ہاتھ سے کسب کرنا اچھا کام ہے اور امیری کی بھی دو حالتین ہین ایک بخل و امساک یہ بُری صفت ہے دوسری
وہی اور سخاوت اور دینے والیکی دو حالتین ہین ایک اسراف دوسری میانہ روی ان دونون حالتون مین ایک بری ہے اور دوسری
بھلی ہوئی ہے اسکا پہچاننا بھی ضرور ہے غرضکہ مال آفت اور فائدہ سے خالی نہین اور دونون کو پہچاننا فرض ہے تاکہ لوگ اوسکی آفت
سے حذر کرین اور فائدہ کے موافق اوسے ڈھونڈین **محبت مال کی کراہیت کا بیان** حق تعالی ارشاد فرماتا ہے لَا تُلْهِكُمْ
اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنی مال اور اولاد جسے خدا کی یاد سے
غافل کردے وہ اہل خسران اور زیانکارون مین سے ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مال و جاہ کی محبت دل مین
نفاق کو اسطرح اوگاتی ہے جسطرح پانی سبزی کو اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریون کے گلے مین ایسی تباہی نہین ڈالتے جیسی مال و
کی محبت مرد مسلمان کے دین مین تباہی ڈالتی ہے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کی امت مین سب سے بدتر کون لوگ ہین فرمایا
امیر لوگ اور فرمایا کہ میرے بعد ایک قوم پیدا ہوگی کہ وہ لوگ اقسام اقسام کے خوش مزہ کھانے کھائینگے اور طرح طرح کی عمدہ پوشاک
پہنینگے اور خوبصورت عورتین رکھینگے اور بیش قیمت گھوڑے باندھینگے تھوڑے مین اونکا پیٹ نہ بھریگا بہت پر قناعت کرینگے
اونکی تمام ہمت طلب دنیا مین مصروف ہوگی دنیا کو خدا جانتے ہونگے جو کچھ کرینگے دنیا ہی کے واسطے کرینگے مین جو محمد ہون تمکو حکم کرتا ہون
کہ تمہاری اولاد مین جو شخص اون لوگون کو پائے اونکو سلام نہ کرے اونکی بیمار پرسی نکرے اونکے جنازے کے ساتھ نجائے اونکے بزرگون
کی عزت و حرمت نکرے اور جو کوئی یہ باتین کریگا وہ اسلام کو ویران کرنے مین اونکا یار و مددگار ہوگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ دنیا کو دنیا دارون کے ساتھ چھوڑدو کیونکہ جسنے قدر کفایت سے زیادہ اوسمین سے لیا تو وہ اوسکی ہلاکت ہے اور وہ جانتا
بھی نہین اور فرمایا ہے کہ آدمی ہمیشہ کہا کرتا ہے کہ میرا مال میرا مال اسکے سوا تیرے مال مین سے تیرا اور کیا ہے کہ تو کھالے اور نیست و نابود
کردے پہنے اور پرانا کرڈالے صدقہ دے اور ہمیشہ کے واسطے چھوڑے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ مین سامان مرگ نہین رکھتا ہون فرمایا کہ تو مال رکھتا ہے اوسنے عرض کیا رکھتا ہون فرمایا کہ اوسے
پہلے سے بھیجدے یعنی خیرات کردے اسواسطے کہ آدمی کا دل مال کے ساتھ لگا رہتا ہے اگر چھوڑ جاتا ہے تو چاہتا ہے کہ رہے اور اگر بھیج دیتا ہے
تو چاہتا ہے کہ جاملے اور فرمایا ہے کہ آدمی کے تین دوست ہین ایک تو وہ جو اوسکے ساتھ وفا کرے مرتے دم تک اور ایک لب گور تک
اور ایک قیامت تک جو مرتے دم تک وفا کرتا ہے وہ مال ہے اور جو لب گور تک آدمی کے ساتھ جاتا ہے وہ عزیز و قریب ہین اور جو
قیامت تک آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ اوسکے اعمال ہین اور فرمایا ہے آدمی جب مرتا ہے تو لوگ کہتے ہین کیا چھوڑ مرا اور فرشتے
کہتے ہین کہ پہلے سے کیا بھیج رکھا اور فرمایا ہے کہ ریاست اور زمینداری نہ پیدا کرو ورنہ دنیا کو دوست رکھنے لگوگے حواریون نے حضرت
عیسی علیہ السلام سے عرض کیا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ آپ پانی پر چل سکتے ہین اور ہم نہین چل سکتے فرمایا کہ تمہارے دلون مین سونا چاندی
کیسا ہے اونھون نے عرض کیا اچھا فرمایا کہ میرے نزدیک خاک کے برابر ہے بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابو درداء
رضی اللہ تعالی عنہ کو ستایا اونھون نے کہا کہ یا رخدایا تندرستی اور بڑی عمر اور بہت مال تو اوسے عنایت فرما اس دعا کو سب جانتے ہین

بدتر جانا کیونکہ جسکو حق تعالی نے یہ چیزین عطا کین خواہ مخواہ تکبر اور غفلت اوسے آخرت سے غافل کر کے ہلاک و تباہ کرینگی حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ
وجہہ نے ہتھیلی پر ایک درم رکھکر فرمایا کہ تو وہ چیز ہو کہ جبتک میرے ہاتھ سے نہ نکلیگا تب تک مجھکو کچھ فائدہ نہو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین
کہ قسم خدا کی جسنے چاندی سونا عزیز رکھا حق تعالی نے اوسے خوار و ذلیل کیا روایت ہو کہ جب لوگون نے پہلے پہل درم دینار بنائے ابلیس اونھین
اوٹھا لیگیا اور اپنی آنکھون پر رکھکر بوسہ دیکر کہا کہ مجھے جو کوئی دوست رکھے حق یہ ہے کہ وہ میرا بندہ ہی حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ
درم دینار بچھو ہین جبتک انکا منتر نہ سیکھہ لے تب تک انھین ہاتھہ نہ لگا ورنہ اونکے زہر سے تو ہلاک ہو جائیگا لوگون نے پوچھا اونکا منتر کیا ہے
کہا آمدنی حلال سے ہو اور خرچ برمحل ہو بیجا ہو مسلمہ ابن عبد الملک خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کے پاس اونکی وفات کے وقت گئے اور کہا کہ
یا امیر المؤمنین تمنے ایسا کام کیا ہی کہ کبھی کسینے نہین کیا تیرہ بیٹے رکھتے ہو اور اونکے واسطے ایک درم اور ایک دینار نہ چھوڑا کہا مجھے اوٹھا کر بٹھا لو لوگون نے
بٹھا دیا کہا کہ سنو مین نے اونکی کوئی ملک اورونکو دیدی نہ اورون کی کوئی ملک انھین دی میرا بیٹا یا قابل اور مطیع خدا ہوگا یا نالائق
ہوگا اور جو مطیع اور لائق ہوگا اوسے اللہ بس ہے اور جو نالائق ہوگا وہ کسی حالت مین گرفتار ہو مجھے کچھ پروا نہین حضرت محمد ابن کعب القرظی
رحمہ اللہ تعالی نے بہت سا مال پایا لوگون نے کہا کہ اسے اپنے بیٹون کیواسطے چھوڑ دو کہا نہین مین یہ مال اپنے واسطے خدا کے پاس
چھوڑونگا اور حق تعالی کو اولاد کے واسطے چھوڑونگا تاکہ حق تعالی اونھین اچھا رکھے حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی نے
کہا کہ مالدار کے واسطے مرتے وقت دو مصیبتین ہین کہ اور کسیکو نہین ہین ایک تو یہ کہ سب مال اوس سے چھین لیتے ہین دوسرے یہ
کہ تمام مال کے واسطے اوسے ماخوذ کر کے بازپرس کرتے ہین **فصل** اے عزیز جانتو کہ مال اگرچہ کئی وجہ سے برا ہے مگر ایک وجہ سے
اچھا بھی ہے کیونکہ مال مین شر بھی ہے خیر بھی ہے اسیوجہ سے حق سبحانہ تعالی نے اوسے خیر ارشاد کیا اور فرمایا
اِن ترکَ خیرًا الوصیۃ الآیۃ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اچھے آدمی کے واسطے اچھا مال اچھی چیز ہوتا ہے
اور فرمایا کَادَ الفقرُ اَن یکونَ کفرًا یعنی یہ خوف ہے کہ افلاس کفر کا سبب ہو جائے اور سبب یہ ہے کہ جب کوئی شخص
اپنے تئین ایک ایک روٹی کا محتاج دیکھتا ہی اور اوسمین جانکنی کرتا ہی اور اپنے اہل و عیال کو رنجیدہ دیکھتا ہی اور دنیا مین بہت سی
نعمتین نظر آتی ہین تو شیطان اوس بیچارے سے کہتا ہے کہ معاذ اللہ خدا کا یہ کیا عدل و انصاف ہی اور خدا نے کیا بیقرینہ تقسیم کی ہے
فاسق کو تو اتنا مال دیدیا کہ اوسکو معلوم بھی نہین کہ کیا کچھ رکھتا ہون اور کیا کرونگا اور بیچارونکو بھوکون مارتا ہی اور ایک درم نہین دیتا خدا
اگر تیرا حال جب نہین جانتا تو اوسکے علم مین خلل ہے اور اگر جانتا ہی اور دے نہین سکتا تو اوسکی قدرت مین نقصان ہی اور اگر جانتا بھی ہے
اور دے بھی سکتا ہی اور پھر نہین دیتا تو اوسکی بخشش اور رحمت مین قصور ہے اور اگر اسواسطے نہین دیتا کہ آخرت مین ثواب دیگا
اور فاقون کی تکلیف کے بغیر بھی ثواب دیسکتا ہی تو پھر کیون نہین دیتا اور اگر نہین دیسکتا ہے تو اوسکی قدرت کاملہ نہین اور ان سب
باتون کی ساتھ اعتقاد کرنا کہ وہ رحیم ہی اور جواد کریم ہی اور تمام عالم کو رنج مین رکھتا ہی اور اوسکا خزانہ نعمتون سے بھرا ہوا ہے کسی مصلحت
سے نہین دیتا یہ دشوار ہے یہان پر شیطان وسوسہ کی گنجائش پاکر قضا و قدر کا مسئلہ جسکا بھید سبھون پر پوشیدہ ہے سمجھاتا ہے
تاکہ شاید غصہ اوس مضطر پر غالب ہو جائے اور آسمان اور زمانے کو گالیان دینے لگے اور کہہ بیٹھے کہ آسمان احمق ہو گیا اور زمانہ

اوٹھا ہوگیا جو لوگ مستحق نہیں ہین اونکو تمام نعمت دیے دیتا ہے اور تمام عالم کو رنج مین رکھتا ہے اور اگر اوس سے کہین کہ یہ آسمان اور
زمانہ قدرت خدا کا مسخر ہے تو اگر وہ کچھ سمجھے کہ نہین ہے تو کافر ہے اور کہے کہ ہان ہے تو گویا سخت کلام حق تعالی کو کہے یہی کفر ہے
اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ یعنی زمانہ کو برا نہ کہو زمانہ خدا ہے اسکا مطلب
یہ ہے کہ تم جو اپنے کامون کو حوالہ کرتے ہو اور اوسکا نام زمانہ رکھتے ہو وہ خدا کی ذات ہے تو مفلسی سے کفر کی برائی ہے مگر اوس شخص
کے حق مین نہین جسکا ایمان ایسا غالب و مضبوط ہو کہ مفلسی مین بھی خدا سے راضی رہے اور یہ جانے کہ مفلس ہی رہنے مین میری بہتری
ہے لیکن چونکہ اکثر آدمی اس مرتبہ اور فہم کے نہین ہوتے تو مال بقدر کفایت کا ہونا اولی تر ہے تو اسواسطے ایک جہت سے مال اچھی چیز
اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سعادت آخرت سب بزرگون کا مقصود ہے اور اوس سعادت کو بے تین طرح کی نعمتون کے پہونچنا ممکن نہین
ایک اپنے نفس مین ہے جیسے علم اور حسن خلق ایک بدن مین ہے جیسے صحت اور سلامتی ایک بدن کے باہر ہے وہ دنیا ہے بقدر کفایت
اور ان تینون نعمتون مین وہ نعمت بہت خسیس ہے جو بدن کے باہر ہے وہ مال ہے اور مال مین خسیس تر اور حقیر تر سونا چاندی ہے کہ
فی نفسہ کوئی فائدہ نہین ہے ہان وہ روٹی کپڑے کے واسطے اور روٹی کپڑا بدن کے واسطے اور بدن حواس اوٹھانے کے لیے اور
حواس میاد عقل کا پھندا ہے کے واسطے اور عقل اسلیے ہے کہ دل کا چراغ اور روشنی ہو تاکہ دل حضرت الہیت کو دیکھ سکے اور معرفت الہی
حاصل کرے اور خدا کی معرفت تخم سعادت ہے تو سب کی نہایت حق تعالی ہے اول بھی وہی ہے آخر بھی وہی ہے اور ان سب کی ہستی
اوسکے سبب سے ہے جسنے یہ جان لیا وہ مال دنیا مین سے اوسیقدر رکھے گا جو اس راہ مین کام آئے باقی کو زہر قاتل جانیگا دنیا کا مال
اچھے آدمی کے واسطے اچھا ہے اسیواسطے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پروردگار آل محمد کو قدر کفایت
روزی دے اسواسطے کہ آپ نے جانا کہ جو بقدر کفایت سے زیادہ ہے اوس مین ہوسے ہلاکت آتی ہے اور جو بقدر کفایت سے کم
اوس مین ہوسے کفر پائی جاتی ہے اور یہ بھی سبب ہلاکت ہے تو جس شخص نے یہ جان لیا وہ مال کو ہرگز دوست نہین رکھتا اسواسطے کہ
جو شخص کسی چیز کو کسی غرض کے لیے طلب کرتا ہے وہ اوسی غرض کو دوست رکھتا ہوگا اوس چیز کو نہین جو نفس مال کو دوست رکھتا ہے
وہ اندھا اور راہ نہ ہی سمجھ کا آدمی ہے اور اوسنے مال کی حقیقت کو نہین پہچانا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَتَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ یعنی دینار و درم کا بندہ آوندھا ہے اور جو شخص جس چیز کا پابند ہو وہ اوس چیز کا بندہ ہے
اور جو جس چیز کی طاعت مین ہوتا ہے وہی چیز اوسکی خداوند ہوتی ہے اسیواسطے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا
وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ عرض کیا کہ بار خدایا مجھے اور میرے فرزندون کو بت پوجنے سے محفوظ رکھ تو بزرگون نے
اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہان پر بت سے سونا چاندی مراد لیا ہے کیونکہ تمام خلق کے بت
یہی ہین کہ سب سونے چاندی کی طرف متوجہ ہین اسواسطے کہ انبیا علیہم السلام والثنا کا منصب اس امر سے برتر ہے کہ اونکو
بت پرستی کا خوف ہو

مال کے فائدون اور آفتون کا بیان

العزیز جان تو کہ مال سانپ کے برابر ہے کہ اوس مین زہر بھی
ہے تریاق بھی جبتک زہر کو تریاق سے ہم جدا نہ کرلین تب تک اوسکا تمام بھید ظاہر نہوگا اسواسطے مال کے فوائد اور آفات ایک ایک

یوست کندہ ہم بیان کرتے ہین فوائد مال کی دو قسمین ہین ایک دنیوی اوسکے بیان کرنیکی کچھ حاجت نہین سبھی جانتے ہین دوسری دینی
اوسکی تین قسمین ہین پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی مال کو اپنے اوپر عبادت یا سامان عبادت مین صرف کرے لیکن عبادت جیسے حج اور جہاد ہے
اسمین جو مال صرف کریگا وہ عین عبادت مین صرف ہوا اور سامان عبادت مین جو صرف ہوتا ہے وہ وہ مال ہے جو روٹی کپڑے اور ضروری
چیزون مین بقدر کفایت صرف ہو کہ اوس سے عبادتون کی قوت اور فراغت حاصل ہوتی ہے کیونکہ جس چیز کے سبب سے آدمی عبادت
کرسکتا ہے وہ چیز بھی عین عبادت ہے اور جسکے پاس بقدر کفایت مال نہوگا وہ تمام دن ہاتھ پاؤن اور دل سے اوسے طلب کرنے مین
مشغول رہے گا اور عبادت جسکا خلاصہ ذکر و فکر ہے اوس سے محروم رہے گا تو فراغت عبادت کے واسطے جب مال بقدر کفایت ہو
تو وہ عین عبادت ہے اور دین کے فائدون مین سے ہے منجملۂ دنیا نہین ہے اور یہ بات نیت اور خیال کے ساتھ بدلتی رہتی ہے
اگر راہ آخرت مین فراغت پانا مقصود دلی ہے تو یہ مال بقدر کفایت زاد راہ بھی ہوتا ہے اور خود راہ بھی ہوتا ہے شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ
کی کچھ زمین حلال تھی اور اس سے روزی بقدر کفایت ملتی تھی خواجہ عبداللہ فارمدی قدس سرہ سے مین نے سنا ہے کہ ایکدن اوسکا غلہ
لوگ لائے تھے شیخ ابوالقاسم نے اوسمین سے مٹھی بھر اوٹھایا اور فرمایا کہ مین سب متوکلون کے توکل سے اسے بدلا نہ کرونگا فی الحقیقت
یہ بھید وہی پہچانے جو مراقبۂ دل مین مشغول ہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ فراغت معاش سلوک راہ دین مین کیا کچھ مدد کرتی ہے دوسری قسم
یہ ہے کہ لوگون کو دے اسکے چار طور ہین پہلا طور صدقہ ہے دین و دنیا مین اسکا ثواب بہت بڑا ہے کیونکہ فقیرون کی دعا کی برکت
اور ہمت اور خوشنودی کا بہت بڑا اثر ہے جسکے پاس مال نہوگا وہ اس سے عاجز ہوگا دوسرا طور مروت ہے یعنی مہربانی کرے اور دینی
بھائی اگرچہ مالدار ہون اونکے ساتھ نیکی کرے اور ہدیہ دے اور غمخواری کرے اور لوگون کے حقوق ادا کرتا رہے اور رسوم بجا لائے
یہ بات اگرچہ تونگرون کے ساتھ ہو تو بھی اچھی ہے اور سخاوت کی صفت اس سے حاصل ہوتی ہے اور سخاوت بزرگترین اخلاق سے ہے
چنانچہ اوسکی تعریف آتی ہے تیسرا طور یہ ہے کہ اوسکے سبب سے اپنی عزت بچائے مثلاً شاعر یا طمعدار کو دے اگر نہ دیگا تو اوسکے ساتھ
زبان درازی کرینگے اور غیبت کرینگے اور فحش بکین گے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ چیز جسکے سبب سے آدمی اپنی آبرو
لوگون کی زبان سے بچائے وہ صدقہ ہے کیونکہ بدگوئی اور غیبت کی راہ اون لوگون پہ بند کرتا ہے اور خود تشویش کی آفت سے بھی بچتا ہے
اگر ایسا نکرے تو شاید خود بھی بدلا لینے کا ارادہ کرے اور عداوت بڑھ جاوے یہ کام بے مال کے نہین ہوسکتا چوتھا طور یہ ہے کہ اون
لوگون کو مال دے جو اوسکی خدمت کرتے ہین کیونکہ جو شخص اپنے سب کام اپنے ہی ہاتھ سے کریگا جیسے دہونا جھاڑنا خریدنا بنانا
وغیرہ اوسکا تمام وقت ضائع ہوگا اور ایسے کے فرض عین کو دوسرا نہین ادا کرسکتا ذکر فکر فرض عین اسے ہے اور جو کام اسکی طرف سے
دوسرا شخص کرسکتا ہے اوسمین اوقات صرف کرنے سے افسوس ہوگا اسواسطے کہ عمر کم ہے موت قریب ہے سفر آخرت کی راہ دور و دراز
ہے اوسکا توشہ بہت ہے ہر ایک سانس بہت غنیمت ہے جس کام سے بچنا ممکن ہو اوسمین مشغول نہونا چاہیے اور یہ بچاؤ بغیر مال کے
نہین بن پڑتا کیونکہ مال خدمتگارون کو دیگا تو وہ اوسکے کام کرینگے اور اوسے محنت سے بچائینگے اور سب کام اپنے ہی ہاتھ
سے کرنا موجب ثواب ہے لیکن یہ اوس درجہ والے سے ہوگا جو بدن سے عبادت کرے دل سے نہین لیکن جو شخص اہل دل ہے

اور ذکر و فکر کی لیاقت رکھتا ہے اوسکا کام یہ چاہیے کہ اور کوئی کرے تاکہ جو کام عبادت بدنی سے بہتر ہے اوس مین اوسے فراغت حاصل ہو تیسری قسم یہ ہے کہ کسی امانت کرنیوالیکو نہ دے لیکن خیرات عام کرے جیسے پل اور سرا اور مسجد اور دارالشفا اور فقرا پر وقف وغیرہ کہ یہ عام خیرات ہے اور بہت دنون تک رہتی ہے اور ان چیزون کے سبب سے دعائین اور برکتین اوسکے مرنیکے بعد اوسے پہونچا ہین یہ خیرات بھی بے مال کے نہین ہوسکتی دین مین مال کے یہی فائدے ہین اور دنیا مین مال کے جو فائدے ہین وہ پوشیدہ نہین ہین کہ مال کے سبب سے معزز و مکرم ہوتا ہے اور خلق اوسکی حاجتمند ہوتی ہے وہ خلق سے بے پروا ہوتا ہے بہت سے دینی بھائی اور دوست بنا سکتا ہے سبکے دلون مین محبوب رہتا ہے حقارت کی نظر سے کوئی اوسے نہین دیکھتا اور اس قسم کے بہت دنیوی فائدے ہین

مال کی آفتون کا بیان

یعنی آفتین دنیوی ہین بعضی دینی دینی آفتون کی تین قسمین ہین ایک یہ کہ فسق اور معصیت کی راہ آدمی پر مال آسان کر دیتا ہے اور آدمی کے دل کی خواہشین خود معصیت کی متقاضی ہین لیکن عاجزی اور مفلسی عصمت اور پارسائی کا ایک سبب ہے جب مال کی بدولت قدرت حاصل ہوگئی تو اگر مبتلاے گناہ ہو جائیگا تو تباہی مین پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو رنج و مصیبت مین پڑیگا کیونکہ جب قدرت ہو تو صبر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے دوسری آفت یہ ہے کہ دین مین یہ مرد قوی ہے اور اپنے تئین گناہون سے بچا سکتا ہے جو عیش و عشرت مباح چیزون مین ہوتی ہے اوس سے اپنے تئین نہ بچا سکیگا ایسا کون ہے جو مقدرت رکھے اور جو کی روٹی چکھے اور موٹا کپڑا پہنے جیسا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بادشاہت مین کرتے تھے آدمی جہان عیش و عشرت مین پڑ جاتا ہے تو بدن اوس عیش و عشرت پر اڑ جاتا ہے حتی کہ پھر اوس سے صبر نہین کر سکتا اور دنیا اوسکی بہشت ہو جاتی ہے موت بری معلوم ہوتی اور عیش و عشرت کا سامان ہمیشہ مال حلال سے ہاتھ نہین آسکتا تو شبہے کا مال پیدا کرنے لگتا ہے اور بے مدد سلاطین ہاتھ نہ آئیگا تو آدمی چکنی چپڑی باتون اور ریا اور جھوٹ اور نفاق اور خدمتگذاری مین پڑ جائیگا اور جب بادشاہون کا مقرب ہوگا تو اسکا اندیشہ پیدا ہوگا کہ دیکھیے یہ مجھ سے خوش رہین یا کراہت کرنے لگین اور جب مقرب ہو گیا تو لوگ اسکا حسد کرینگے اور دشمن بنین گے اوسکے درپے رہین گے اسے ستائین گے تو یہ بھی مکافات کے واسطے اونکی عداوت پر کمر باندھے گا اور آپ بھی اونکے ساتھ جھگڑا اور حسد کرنے لگے گا اور یہ عادتین سب گناہون کا سبب ہوتی ہین کیونکہ انکے سبب سے جھوٹ غیبت بدخواہی اور دل و زبان کے سب گناہ پیدا ہوتے ہین محبت دنیا سب گناہون کا سر ہے اسکے یہی معنی ہین کہ یہ سب شاخین اوسی سے پیدا ہوتی ہین اور یہ نہ ایک آفت ہے نہ دس نہ سو بلکہ بے شمار آفتین ہین بلکہ ایک غار ہے جسکی انتہا نہین جیسے دوزخ کا غار جو ان لوگون کے واسطے خدا نے پیدا کیا ہے تیسری آفت جس سے کوئی بچ ہی نہین سکتا مگر جسے خدا بچائے یہ ہے کہ اگرچہ آدمی گناہ اور عیش و عشرت نکرے اور شبہات سے بھی بچے اور حقیقت مین پارسا بنجائے حلال ہی کا مال لے اور خدا ہی کی راہ مین دے مگر اس مال کا رکھنا تعلق دل کا سبب ہوگا اور یہ تعلق خدا کا ذکر اور اوسکی عظمت و جلال مین فکر کرنے سے اوسے باز رکھیگا حالانکہ سب عبادتون کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کا ذکر آدمی پر غالب ہو جائے اور اوسکے ساتھ کمال انس پیدا ہو جائے اور اوسکے سبب سے ماسوی اللہ سے مستغنی ہو جائے اور یہ بات ایسا دل فارغ چاہتی ہے جو کسی اور کی طرف مشغول نہو مالدار آدمی کو گر زمین رکھتا ہے تو کزراوقات

اوسکی آبادی شرکا کی خصومت خراج دینے رعایا سے حساب لینے کے خیال مین رہتا ہے اگر تجارت کرتا ہے تو شریک کی خصومت اور سیر مین سفر کی تدبیر نفع والا معاملہ ڈھونڈھنے مین سرگرم رہتا ہے اگر گاے بکری رکھتا ہے تو اوسکا بھی یہی خیال ہوتا ہے اور اس سے زیادہ کسی مال مین بے شغلی نہین ہوتی کہ مثلاً خزانہ مدفون ہو اور آدمی اوس مین سے بقدر حاجت لے لے کر خرچ کرتا ہے اور ہمیشہ اوسکی نگہبانی مین اور اس خوف مین مشغول رہتا ہے کہ مبادا اسے کوئی لیجائے یا اسکا لالچ کرے اور پتا لگا کر جان جائے دنیا دارون کی فکر کو میدان بہت وسیع اور بے نہایت ہین اور جو شخص یہ چاہے کہ مین دنیا داری کے ساتھ فارغ البال رہون وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص چاہے کہ پانی مین رہون اور بھیگون نہین مال کے فوائد اور آفات یہی ہین عقلمندون نے جب یہ آفتین دیکھین تو سمجھے کہ مال بقدر ضرورت تو تریاق ہے اور زیادہ زہر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کے واسطے بھی بقدر ضرورت چاہا اور مختصر سی بات ارشاد کی کہ جسنے کفایت کی قدر سے زیادہ مال لیا وہ اپنی ہلاکت اور تباہی کی چیز لیتا ہے اور نہین سمجھتا ہے اور مال کو دفعةً لٹا دینا کہ کچھ بھی نہ باقی رہے اور حاجت کے وقت دلکو تشویش ہو شرع مین مکروہ ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا

طمع اور حرص کی آفت اور فائدہ قناعت کا بیان

ایعزیز جانتو کہ طمع بد اخلاق مین سے ہے اسمین سردست خواری اور ذلت ہے اور آخر کو خجلت ہے جب طمع بر نہین آتی تو بہت سے اخلاق بد اوس سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ جو شخص کسی سے طمع کرتا ہے تو اوسکے ساتھ چکنی چکنی باتین بناتا ہے اور نفاق کرتا ہے عبادت مین ریا کرتا ہے اوسکی تحقیر پر صبر کرتا ہے اوسکی ناحق باتون مین سہل انگاری کرتا ہے اور حق تعالیٰ نے آدمی کو لالچی بنایا ہے کہ جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اوسپر قناعت نہین کرتا اور بے قناعت کے آدمی حرص اور طمع سے نہین چھوٹتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر آدمی کے پاس دو میدان بھر سونا ہو تو تیسرا میدان اور چاہے گا خاک کے سوا اور کوئی چیز آدمی کے دلکو سیر نہین کرتی اور جو شخص توبہ کرتا ہے اوسکی توبہ حق تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کی سب چیزین بوڑھی ہو جاتی ہین مگر دو چیزین جوان ہی ہوتی جاتی ہین ایک بڑی زندگی کی امید اور ایک بہت مال کی محبت اور فرمایا ہے کہ جسے حق تعالیٰ نے اسلام کی راہ دکھائی اور مال بقدر کفایت عنایت فرمایا اور اوسنے اوسپر قناعت کی وہ نیک بخت ہے اور فرمایا ہے کہ میرے دل مین روح القدس نے یہ پھونکا کہ کوئی بندہ نہین مرتا تا وقتیکہ اوسکی تمام روزی اوسے پہونچ نجائے حق تعالیٰ سے ڈرو اور آہستگی کے ساتھ دنیا طلبی کرو یعنی اوسمین مبالغہ اور حد سے زیادہ لالچ نہ کرو اور فرمایا ہے کہ شبہے کے مال سے پرہیز کرتا کہ تو عابد ترین خلق ہو جائے اور جو کچھ حق تعالیٰ نے عنایت فرمایا اوسپر قناعت کرتا کہ تو شاکر ترین خلق ہو جائے اور خلق کے واسطے وہی بات پسند کر جو اپنے لیئے پسند کرتا ہے تاکہ مومن ہو جائے حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ہم سات یا آٹھ یا نو آدمی حاضر تھے آپنے فرمایا کہ رسول خدا سے بیعت کرو ہمنے عرض کیا کہ ہمنے کیا ایکبار بیعت نہین کی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ رسول خدا سے بیعت کرو ہمنے ہاتھ بڑھائے اور عرض کیا کہ کس بات پہ بیعت کرین فرمایا کہ خدا کی پرستش کیا کرو پانچون نمازین پڑھا کرو حق تعالیٰ جو کچھ حکم فرمائے اوسے سنو اور بجا لاؤ اور ایک بات چپکے سے ارشاد فرمائی کہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو اس فرمانیکے بعد ان لوگون کا یہ حال ہو گیا کہ اگر کوڑا ہاتھ سے گر پڑتا تو کسی سے نہ کہتے

کہ مین اوٹھا دو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا الٰہ العالمین تیرے بندون مین سب سے زیادہ تونگر کون ہے ارشاد ہوا
کہ وہ جو قناعت کرے اوس چیز پر جو مین اوسے دون عرض کیا کہ عادل تر کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو آپ سے انصاف کرے حضرت
محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ سوکھی روٹی بھگو بھگو کر کھاتے اور فرماتے جو شخص اسپر قناعت کرتا ہے وہ خلق سے بے پروا رہتا ہے
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ روز ایک فرشتہ منادی کرتا ہے کہ اے فرزند آدم جو تھوڑا مال تجھے کفایت کرے وہ اوس
بہت مال سے بہتر ہے جس سے بہت خوشی اور غفلت پیدا ہو حضرت سمیط ابن عجلان رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تیرا تمام پیٹ عرض و
طول مین ایک بالشت سے زیادہ نہین ہے پھر تجھے دوزخ مین کیون ڈالے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ
اے فرزند آدم اگر تمام دنیا مین تجھے دیدون تو اپنی قوت سے زیادہ اوسمین تجھے کچھ نصیب نہوگا جب قوت سے زیادہ نہ دون اور دنیا کا
حساب کا بکھیڑا اورون پر رکھون تو اس سے زیادہ تیرے اوپر میرا اور کیا احسان ہوگا ایک حکیم کا قول ہے کہ لالچی اور طمعدار سے زیادہ
کوئی رنج پر صابر نہین ہوتا اور قانع سے زیادہ کوئی خوش عیش نہین ہوتا اور حاسد سے زیادہ کسی کو رنج نہین ہوتا اور تارک الدنیا سے
زیادہ کوئی سبکبار نہین ہوتا اور عالم بے عمل سے زیادہ کسی کو پشیمانی نہوگی **حکایت** حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ ایک شخص نے
ممولا پکڑی اوسنے پوچھا اے شخص تیرا کیا ارادہ ہے کہا یہ ارادہ ہے کہ تجھے ذبح کر کے کھا جاؤن وہ بولی میرے کھانے سے تیرا کچھ بھی کام
مین تجھے ایسی تین باتین سکھاؤن جو میرے کھانے سے زیادہ تیرے واسطے بہتر ہون ایک بات تو تیرے ہاتھ ہی مین کہدونگی اور دوسری
بات اوسوقت کہونگی جب تو مجھے چھوڑ دے اور مین درخت پر جا بیٹھون تیسری بات جب کہونگی کہ درخت سے اوڑکر پہاڑ پر جا رہون
اوسنے کہا اچھا پہلی بات تو کہہ بولی جو چیز تیرے ہاتھ سے جاتی رہے اوسپر افسوس نہ کیا کر اوس شخص نے اوسے چھوڑ دیا وہ اوڑکر
درخت پر جا بیٹھی اوس شخص نے کہا کہ اب دوسری بات کہہ بولی محال بات باور نہ کیا کر اور اوڑکر پہاڑ پر جا بیٹھی اور خود کہنے لگی کہ اے
بدبخت اگر تو مجھے ذبح کرتا تو امیر ہو جاتا پھر کبھی فقیر ہوتا ہی نہ اسواسطے کہ میرے پیٹ مین دو موتی بیس بیس مثقال بھر کے مین اوس
شخص نے دانت کے نیچے اونگلی دبائی اور نہایت افسوس کرنے لگا پھر کہنے لگا اب تیسری بات کہہ دو بولی کہ تو اون دو باتون کو
تو بھول ہی گیا تیسری بات سنکر کیا کریگا مین نے تجھسے کہا تھا کہ گئی چیز کا افسوس نہ کیا کر اور محال بات باور نہ کیا کر مین تیرے ہاتھ
مین تمام گوشت پوست بال پر سمیت دس مثقال بھر بھی نہ تھی پھر بھلا میرے پیٹ مین بیس بیس مثقال بھر کے موتی کیونکر ہونگے یہ کہا
اور اوڑ گئی یہ حکایت اسواسطے لکھی گئی تاکہ معلوم ہو جائے کہ جب طمع دامنگیر ہوتی ہے تو سب محالات کو آدمی باور کر لیتا ہے حضرت
ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ طمع تیرے گلے مین رسی ہے اور تیرے پاؤن مین پھندا ہے گلے کی رسی نکال کہ پاؤن کا پھندا
کٹ جائے **حرص اور طمع کے علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ اسکی دوا وہ معجون ہے جو صبر کی تلخی اور علم کی شیرینی اور عمل
کی دشواری سے مرکب ہوتی ہے اور دل کی سب بیماریون کی تمام دوائین ان ہی اجزا سے ہوتی ہین اور یہ علاج پانچ چیزون سے
ہوتا ہے ایک عمل سے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے خرچ کو گھٹائے موٹے کپڑے روکھی روٹی پر قناعت کرے کبھی کبھی دال وغیرہ کھا لیا
کیونکہ اسقدر کھانا کپڑا طمع اور حرص کے بغیر آسانی سے ہاتھ آتا ہے لیکن اگر شان و شوکت کریگا اور اخراجات بڑھائیگا تو قناعت نکریگا

ل مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ یعنی جو کوئی خرچ کرنے مین میانہ روی اختیار کریگا وہ کبھی محتاج نہوگا
فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین کہ اونمین خلق کی نجات ہے علانیہ اور پوشیدہ حق تعالی سے ڈرنا امیری اور فقیری مین میانہ روی کے سا
ح کرنا تنگی اور خوشی مین انصاف سے نہ درگذرنا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک شخص نے دیکھا کہ چھوہارے کی گٹھلیان چنتے
اور کہتے تھے کہ معیشت مین آسانی اور نرمی کرنا عقلمندی اور علم کی بات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میانہ روی
ساتھ خرچ کریگا حق تعالی اوسے بے پروا رکھے گا اور جو شخص فضول خرچی کریگا حق تعالی اوسے محتاج رکھیگا اور جو خدا کو یاد کریگا خدا اوسے
ست رکھیگا اور فرمایا ہے کہ آہستگی اور تدبیر کے ساتھ خرچ کرنا آدھی معیشت ہے دوسری چیز یہ کہ جب اوس دن کی کفایت کے قدر
ی ملگئی تو آیندہ کی فکر نکرے کیونکہ شیطان اوس سے کہتا ہے کہ شاید زندگی بہت ہو اور کل کوئی چیز نہ ملے آج طلب معاش مین کوشش
ے آرام طلبی نہ کر جہان سے ہو تلاش کر جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ وہ چاہتا ہے
ی کی محتاجی کے خوف سے تجھے آج سر دست رنج و تشویش مین رکھے اور فقیر کی صورت بنا کر تجھپر ہنسے کیونکہ فردا کو دیدہ شاید کل کا دن ہی
نے پائے اور اگر آئیگا تو جتنے رنج مین آج سر دست تو نے اپنے تئین ڈال رکھا ہے اوسکا رنج اس سے زیادہ نہوگا اس سے باین طور
ہوتا ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ حرص کے سبب سے روزی نہین ملتی روزی تو تقدیر مین لکھی ہے خواہ نخواہ پہونچے گی **شعر**
س ہرگز نماند عنکبوت ✦ رزق را روزی رسان پر میدہد ✦ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ
رف گذرے اونھین غمگین دیکھا فرمایا بہت رنج نہ کر کہ حق تعالی جو کچھ مقدر کر چکا ہے وہ ہوگا جو تیرا رزق ہے وہ خواہ نخواہ تجھے
نچے گا جاننا چاہیے کہ بندے کا رزق اکثر اوس جگہہ سے پہونچتا ہے جہان سے مطلق خیال مین نہو حق تعالی ارشاد فرماتا ہے
ن یَتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنی جو شخص پرہیزگار ہوتا ہے اوسکی روزی ایسی جگہہ سے
تی ہے جسکا وہ خیال بھی نرکھتا ہو حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ پرہیزگار ہو جا کہ پرہیزگار کبھی بھوک سے نہین مرتا
حق تعالی خلق کو اوسپر ایسا مہربان کر دیتا ہے کہ بے مانگے اوسکے پاس مال کافی لیجاتی ہے حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالی عنہ کہتے
ہے اوسکی دو قسمین ہین جو کچھ میری روزی ہے وہ بے تعجیل مجھے ملے گی اور جو اور ون کی روزی ہے وہ تمام اہل آسمان اور
مین کی کوشش سے بھی مجھے نملیگی تو طلب مین میری بیقراری کیا کام آئیگی تیسری چیز یہ ہے کہ آدمی یہ سمجھ لے کہ اگر طمع نکریگا اور
ریگا تو رنجیدہ رہے گا اور اگر طمع کریگا اور صبر نکریگا تو ذلیل و خوار بھی ہوگا اور رنجیدہ بھی طمع کے سبب سے لوگ بھی ملامت کرینگے
عذاب آخرت کے خطر مین بھی پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو ثواب بھی پائیگا اور لوگ بھی تعریف کرینگے تو آخر ثواب اور تعریف اور عزت
ساتھہ جو رنج ہو وہ اوس رنج سے اولی ہے جو ذلت اور مذمت اور خوف عقوبت کے ساتھ ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
یا ہے کہ مسلمان کی عزت اسی مین ہے کہ خلق سے بے پروا رہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ تو جس شخص کا
ج ہے اوسکا اسیر ہے اور جو تیرا محتاج ہے تو اوسکا امیر ہے اور جس سے تو بے پروا ہے اوسکا مانند اور نظیر ہے چوتھی چیز یہ ہے
ال کرے کہ یہ حرص و طمع کس واسطے کرتا ہے اگر پیٹ بھرنے کے واسطے کرتا ہے تو گدہا بیل وغیرہ ہوس سے زیادہ کھاتے ہین

اگر شہوت فرج کے واسطے کرتا ہے تو سور اور ریچھ اوس سے زیادہ شہوت رکھتے ہیں اگر شان و شوکت اور خوش پوشاکی کے واسطے
کرتا ہے تو اس امر میں اکثر یہود اور نصاریٰ کو اپنے سے زیادہ دیکھتا ہے اور اگر طمع دور کرے اور تھوڑے پر قناعت کرے تو انبیا
اولیا کے سوا اور کسی کو اپنے شریک نہ دیکھے تو ان بزرگان فرشتہ خصلت کے مانند ہووے اور درندوں اور آدمی صورت بہائم
کے شریک ہونے سے بہتر ہی ہے پانچویں چیز یہ ہے کہ آفت مال کا خیال کرے کہ دنیا میں جب مال بہت ہوگا تو آفتوں کا خطرہ اور خیال
بہت ہوگا اور آخرت میں پانسو برس فقیروں کے بعد جنت میں جائیگا چاہیے کہ ہمیشہ ایسے آدمی کے حال پر نظر ہو جو دولت دنیا
اوس سے کمتر ہو تاکہ شکر کرے اور امیروں کو نہ دیکھے تاکہ حق تعالیٰ نے جو نعمت اوسے عنایت کی وہ اوسکی نگاہ میں حقیر نہ معلوم ہو رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوس شخص کے حال پر نظر کرو جو تمسے دولت میں کمتر ہو اور ابلیس ہمیشہ یہی کہا کرتا ہے کہ فلانے فلانے
آدمی تو اتنا اتنا مال رکھتے ہیں تو کیوں قناعت کرتا ہے جب تو پرہیز کرتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ فلانے فلانے عالم اور فلانے فلانے
امام تو پرہیز کرتے ہی نہیں تجھے حرام کا مال کھانے میں تو کیوں پرہیز کرتا ہے اور دنیا کے امر میں ہمیشہ اوسکو تیرے پیش نظر رکھتا ہے
جو تجھسے زیادہ ہو اور دین کے باب میں اوسے جو کم ہو اور سعادت اسکے برخلاف ہے کیونکہ دین کے امور میں ہمیشہ بزرگوں کے
حالات دیکھنا چاہیے تا آدمی اپنے تئیں جانے کہ میں قاصر ہوں اور دنیا کے امور میں فقیروں محتاجوں کو دیکھنا چاہیے کہ اپنے تئیں
سمجھے کہ تونگر ہوں **سخاوت کی فضیلت اور ثواب کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو شخص مال نہ رکھتا ہو اوسے چاہیے کہ قناعت
اختیار کرے حرص نہ اختیار کرے اور جو مال رکھتا ہو وہ سخاوت اختیار کرے بخل نہ اختیار کرے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے
ارشاد فرمایا ہے کہ سخاوت بہشت میں ایک درخت ہے اوسکی شاخیں دنیا میں لٹکتی ہیں جو سخی مرد ہوتا ہے وہ اوسکی ایک شاخ پکڑ لیتا ہے
وہ شاخ اوسے بہشت میں لیجاتی ہے اور بخل دوزخ میں ایک درخت ہے اوسکی شاخیں دنیا میں ہیں جو شخص بخیل ہوتا ہے وہ اوسکی
ایک شاخ پکڑ لیتا ہے وہ شاخ اوسے دوزخ میں لیجاتی ہے اور فرمایا ہے کہ دو خلق ہیں کہ اونکو حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے ایک سخاوت دوسری نیک عادت اور دو خلق ہیں
کہ اونکو حق تعالیٰ دشمن رکھتا ہے ایک بخل دوسری خوئے بد اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے کوئی ولی نہیں پیدا کیا مگر سخی اور نیک خو اور
فرمایا ہے کہ سخی کے قصور معاف کر دیا کرو کیونکہ جب اوسے عسرت اور تکلیف ہوتی ہے تو حق تعالیٰ اوسکا دستگیر ہوتا ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو جہاد میں قید کر لیا اور سبکو قتل کر ڈالا مگر ایک آدمی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
آپ نے سبھوں کو قتل کر ڈالا کہ دین ایک گناہ ایک خدا ایک ہے اس ایک آدمی کو کیوں نہ قتل کیا فرمایا کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے
آکر مجھسے کہا کہ اسے نہ قتل کرنا کہ وہ سخی ہے اور فرمایا ہے کہ سخی کا کھانا دوا ہے اور بخیل کا کھانا بیماری اور فرمایا ہے کہ سخی خدا سے
نزدیک بہشت سے نزدیک لوگوں سے نزدیک ہے دوزخ سے دور ہے اور بخیل خدا سے دور بہشت سے دور لوگوں سے
دور ہے دوزخ سے نزدیک ہے اور جاہل سخی کو عابد بخیل سے زیادہ خدا دوست رکھتا ہے اور بخل سب بیماریوں سے بدتر بیماری
ہے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے ابدال بہشت میں جو گئے تو نہ نماز کے سبب سے گئے نہ روزے کے باعث سے گئے مگر سخاوت کی
بدولت اور پاک دلی اور نصیحت اور شفقت کے سبب سے جو خلق پر رکھتے تھے اور حدیث شریف میں ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

وحی بھیجی کہ سامری کو نہ قتل کر وہ سخی ہے بزرگون کے اقوال اس باب مین یہ ہین کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین
کہ جب دنیا تیری طرف متوجہ ہو تب بھی تو خرچ کر کہ تجھے پہونچتی جائے اور جب تیری طرف سے منہ پھیرے تب بھی تو خرچ کر کہ باقی نہ رہیگی
ایک شخص نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنا حال لکھکر دیا آپ نے لیا اور فرمایا کہ تیری حاجت روا ہوگی لوگون نے عرض کیا کہ آپ نے
اوسکے کاغذ کو کیون نہ پڑھا فرمایا کہ مین ڈرا کہ اوسکو ذلت کے ساتھ اپنے سامنے کھڑا رکھون تو حق تعالی مجھسے سوال کریگا حضرت محمد بن المنکدر
رحمۃ اللہ تعالی حضرت ام ذرہ خادمہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتی ہین کہ ایکبار حضرت ابن زبیر
رضی اللہ تعالی عنہ نے دو تھیلی بھر چاندی اور ایک لاکھ اسی ہزار درہم حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بھیجے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا
نے طباق منگا کر سب بانٹ دیا شام کو مجھسے فرمایا کہ کھانا لاؤ کہ مین روزہ کھولون مین روٹی اور روغن زیتون لائی کیونکہ گوشت نہ تھا اور مین نے
عرض کیا کہ بی بی صاحب آپنے یہ مال خرچ کر ڈالا اگر ہم لونڈیون کے واسطے ایک درم کا گوشت منگا لیتین تو کیا ہوتا فرمایا کہ ہان اگر تو
یاد دلا دیتی تو مین منگا دیتی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ جب مدینہ منورہ مین حاضر ہوئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت
امام حسن علیہ السلام سے کہا کہ انھین سلام نکرنا جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ باہر گئے تو حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ مین
قرضدار ہون اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے اور اونسے اپنی قرضداری کا حال بیان فرمایا ایک اونٹ
پیچھے رہگیا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا کہ اسپر کیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ مال ہے اسی ہزار دینار تھے فرمایا کہ حضرت
امام حسن علیہ السلام کو دیدو اسلئے کہ وہ اپنا قرض ادا کرین حضرت ابو الحسن مدائنی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما
اور حضرت عبد اللہ ابن جعفر علیہم السلام حج کو جاتے تھے جس اونٹ پر زاد راہ لدا تھا وہ پیچھے رہگیا ایک جگہ بھوک کے پیاسے ہوکر ایک بڑھیا
کے پاس گئے اور فرمایا کچھ پینے کو ہے اوسنے عرض کیا ہان ہے ایک بکری تھی اوسکا دودھ دوہ کر حاضر کیا اونھون نے پیا پھر پوچھا کہ کچھ
کھانا ہے اوسنے عرض کیا تیار نہین ہے اس بکری کو ذبح کر کے کھا لیجیے اوسے ذبح کر کے کھا لیا اور فرمایا کہ ہم قریش مین سے ہین جب
اس سفر سے پھرینگے تو تو ہمارے پاس آنا ہم تیرے ساتھ سلوک کرینگے یہ کہکر روانہ ہوگئے جب اوس نیکبخت کا شوہر آیا تو خفا ہو کر کہنے لگا
کہ تونے بکری اون لوگون کو کھلا دی جنکو جانتی بھی نہین کہ کون ہین تھوڑے دن گذرے تھے کہ وہ جورو خاوند مفلسی کے سبب سے
مدینہ منورہ مین آپڑے اونٹ کی لینڈیان چن چن کر بیچنے لگے ایکدن بوڑھیا کہین جاتی تھی حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے در دولت پر
کھڑے تھے اوس نیکبخت کو پہچانا اور فرمایا اے بوڑھیا تو مجھے پہچانتی ہے اوسنے عرض کیا نہین فرمایا مین وہ شخص ہون جو فلانے دن تیرا
مہمان ہوا تھا اوسنے عرض کیا آپ ہی ہین فرمایا ہان بعدہ حکم فرمایا کہ ہزار بکریان مول لیکر اور ہزار دینار اسے دیدو اوسے دیدیے
اور اپنے غلام کو ساتھ کر کے حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس اوس نیکبخت کو بھیجدیا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اوسسے پوچھا کہ
بھائی صاحب نے تجھے کیا عنایت فرمایا اوسنے عرض کیا کہ ہزار بکریان اور ہزار دینار حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی ہزار بکریان اور
ہزار دینار اوسے مرحمت کیے اور اپنے غلام کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن جعفر علیہ السلام کے پاس بھیجدیا اونھون نے پوچھا کہ اون حضرات
نے تجھے کیا مرحمت فرمایا اوسنے عرض کیا دو ہزار بکریان اور دو ہزار دینار اونھون نے بھی دو ہزار بکریان اور دو ہزار دینار عطا کیے

اور فرمایا کہ اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو ان چند قرآن کو ربیع بن ذوالقعدہ یعنی مین اسقدر تجھے دیتا کہ رو نہ دے سکتے وہ بوڑھیا چار
اللہ چار ہزار دینار لیکر اپنے خاوند پاس گئی **حکایت** عرب مین ایک مرد سخی مشہور تھا وہ مرگیا کچھ لوگ سفر سے بھوکے آتے تھے اوسکی قبر
او قریب اور بھوکے سو رہے اونمین سے ایک شخص کے پاس ایک اونٹ تھا اوس شخص نے مردہ کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے تو اپنا
اونٹ کو میرے نجیب اونٹ کے عوض بیچے گا اوسنے کہا ہان بیچونگا مردہ بہت اچھا نجیب اونٹ چھوڑ کر مرا تھا غرض کہ اوس مسافر نے
اپنے اونٹ کو نجیب کے بدلے بیچا مردے نے اوسکے اونٹ کو ذبح کیا وہ لوگ جب جاگے تو اونٹ کو ذبح کیا ہوا پایا اور گوشت مین بھرا
چھر پایا اور پکا کر خوب کھایا جب وہان سے چلے تو راہ مین ایک قافلہ پیش آیا اوس قافلہ مین سے ایک شخص نے اوس اونٹ کے مالک کو
آواز دی اور اوسکا نام لیکر پکارا اور پوچھا کہ تو نے فلانے مردے سے کوئی نجیب مول لیا ہے اوسنے کہا ہان مگر خواب مین اور ساری
اور تمام قصہ کہہ سنایا اوسنے کہا کہ وہ نجیب یہ ہے تو لیجا کیونکہ مین نے بھی اوس مردے کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے
تو یہ میرا نجیب فلانے آدمی کو دیدے **حکایت** ابو سعید خرگوشی رحمہ اللہ تعالی نے روایت کی ہے کہ مصر مین ایک شخص محتسب تھا جو
فقیرونکو کچھ جمع کر دیتا تھا ایک شخص کے گھر فرزند پیدا ہوا اوسکے پاس کچھ نتھا وہ کہتا ہے کہ مین محتسب کے پاس گیا وہ میرے ساتھ ہوا
اور ہر ایک سے سوال کیا کسینے کچھ ندیا مجھے ایک قبر پر لیگیا وہان بیٹھکر کہنے لگا کہ اے مردے خدا تجھپر رحمت کرے تو ایسا آدمی تھا
کہ فقیرون کا رنج دور کیا کرتا تھا جو چاہیے ہوتا وہ اونکو دیا کرتا تھا آج مین نے اس شخص کے لڑکے کیواسطے بڑی کوشش کی کسینے کچھ نہ دیا
یہ کہکر اوٹھا اور اوسکے پاس ایک دینار تھا اوسکے دو حصے کیے ایک مجھے دیا اور کہا کہ جبتک کچھ ملے مین تجھے یہ قرض دیتا ہون وہ شخص
کہتا ہے کہ مین نے لے لیا اور لڑکے کے کام مین صرف کیا محتسب نے اوسی رات مردہ کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے جو کچھ تو نے کہا مین نے
سنا لیکن جواب دینے کا ہمین حکم نہین ہے اب تو میرے گھر جا کر میرے لڑکون سے کہہ کہ چولھے کے پاس کھودین سونے کے پانسو دینار
وہان گڑے ہین وہ اوس شخص کو دیدین کہ اوسکے لڑکا پیدا ہوا ہے دوسرے دن محتسب اوسکے گھر گیا اور جیسا خواب مین دیکھا تھا ویسا ہی
پایا پانسو دینار پائے اوسکے لڑکون سے کہا کہ میرا خواب حکمی نہین ہے یہ دینار تمھاری ملک ہین تم لے لو اون لڑکون نے کہا سبحان اللہ
جو مردہ ہے وہ تو سخاوت کرتا ہے ہم زندہ ہوکر بخل کرین اسیطرح لیجا کر اوس مرد حاجتمند کو دیدیے جیسا کہ مردے نے کہا ہے
محتسب اون دینارون کو اوس مردے کے پاس لیگیا اوسنے ایک دینار لیکر دو حصے کیے ایک حصہ سے اوسکا قرض ادا کیا اور کہا
باقی لیجا کر محتاجون کو دیدے مجھے اسیقدر حاجت تھی ابو سعید خرگوشی کہتے ہین کہ نہ معلوم ان سب مین کون شخص بہتر اور بڑا سخی ہے اور
کہتے ہین کہ مین جب مصر مین گیا تو اوس مردہ کا گھر ڈھونڈھا اور اوسکے لڑکون کو دیکھا تو اونکے چہرون سے خیر کے آثار نمایان تھے
مجھے یہ آیت یاد آئی وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا العزیز سخاوت کی برکتون سے یہ تعجب نہ کر کہ مرنے کے بعد بھی رہتی ہین اور خواب کے
ذریعہ پہچانی جاتی ہین اسواسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی عادت تھی کہ لوگون کو مہمان رکھا کرتے اور ابتک اونکے قبر
شریف پر وہ برکتین باقی ہین ربیع ابن سلیمان رحمہ اللہ تعالی حکایت کرتے ہین کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی مکہ معظمہ مین پہونچے
دس ہزار دینار اونکے ساتھ تھے مکہ معظمہ کے باہر خیمہ کھڑا کیا اور اون دینارون کو چادر پر ڈالدیا جو شخص اونھین سلام کرتا مٹھی بھر دیتا

اوسے دیتے جب ظہر کی نماز پڑھنے کو چار رکعت باقی تھا ایک شخص نے سوار ہونے کے ساتھ ہی اونکی رکاب پکڑ لی رنج سے
حکم کیا کہ چار سو دینار اسے دیدے اور عذر خواہی کر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن رو رہے تھے لوگون نے عرض کیا
کہ یا امیر المومنین آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ سات دن گذرے کوئی مہمان میرے گھر نہین آیا ایک شخص اپنے کسی دوست کے
پاس گیا اور کہا کہ مین چار سو درم کا قرضدار ہون اوس دوست نے اوسے چار سو درم دیے اور رونے لگا اوسکی جورو نے کہا کہ
اگر دینا منظور تھا تو دینا کیا ضرور تھا اوسنے یہ بات کہی کہ ارے نادان مین اس سبب سے روتا ہون کہ مین اوس سے غافل ہوگیا اور
اوسے مجھسے مانگنے کی حاجت پڑی **بخل کی مذمت کا بیان** حق تعالی جل شانہ یہ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ یعنی جسے حق تعالی نے بخل سے بچایا وہ فلاح کو پہونچا اور فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا
آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی یہ سمجھنا کہ جو لوگ
خدا کی دی ہوئی دولت مین بخل کرتے ہین یہ اونکے لیے بھلا ہے بلکہ یہ اونکے واسطے برا ہے اور قریب ہے کہ جس چیز مین وہ بخل کرتے
ہین اوسکا طوق بنا کر اونکی گردن مین قیامت کے دن ڈالا جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخل سے تم دور رہو اسواسطے
کہ جو قوم تمسے پہلے تھی وہ بخل کے سبب سے ہلاک ہوئی اور بخل انکو اس بات پر لایا کہ اونھون نے خون کیے اور حرام کو حلال ٹھہرایا اور فرمایا ہے
کہ تین چیزین ہلاک کرنیوالی ہین ایک بخل اگر لوگ اوسکی اطاعت کرین اور اوسکی مخالفت نہ کرین دوسری خواہش باطل جسکا تو پیچھا کرے تیسری
خود پسندی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین دو شخص آئے اور آپ
اونٹ کی قیمت مانگی آپ نے عنایت کی جب وہ باہر گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے شکر ادا کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
نے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے یہ کیفیت نقل کی آپ نے فرمایا کہ فلانا شخص اس سے زیادہ لیگیا اور شکر نہین کیا اور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے جو شخص آئے اور الحاح کرکے مجھسے لیجائے وہ آگ ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا
کہ اگر آگ ہے تو آپ کیون دیتے ہین فرمایا اسواسطے کہ وہ الحاح کرتے ہین اور حق تعالی اس بات کو پسند نہین کرتا کہ مین بخیل ہو جاؤن اور
نہ دون اور فرمایا ہے کہ تم کہتے ہو کہ بخیل کا قصور معاف ہوگا ظالم کا نہوگا اسواسطے کہ حق تعالی کے نزدیک بخل سے ظلم بدتر ہے حق تعالی
نے اپنی عزت اور عظمت کی قسم کھائی ہے کہ کسی بخیل کو بہشت مین جانے ہی نہ دیگا ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم طواف کرتے
تھے اور ایک شخص حلقہ کعبہ کو پکڑے کہہ رہا تھا کہ یا ارحم الراحمین اس گھر کی برکت سے میرا گناہ بخشدے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا
کہ تیرا گناہ کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ مین بیان نہین کرسکتا آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا زمین اوسنے
عرض کیا میرا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا آسمان اوسنے عرض کیا میرا گناہ پھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے
یا عرش اوسنے عرض کیا میرا گناہ پھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا حق تعالی اوسنے کہا کہ حق تعالی تو سب سے بڑا ہے آپنے فرمایا
کہ اپنا گناہ تو بیان کر اوسنے بیان کیا کہ مین بڑا مالدار ہون جب کوئی محتاج دور سے نظر آتا ہے تو مین جانتا ہون کہ آگ آتی ہے مجھے
جلادیگی آپ نے فرمایا کہ تو مجھسے دور رہ کہ اپنی آگ مین کہین مجھے بھی نہ جلادے قسم اوس خدا کی جسنے مجھے راہ راست پر بھیجا ہے کہ اگر

اگر تو رکن اور مقام کے درمیان مین تو ہزار برس تک نماز پڑھے اور اتنا روئے کہ تیرے آنسوؤن سے نہرین جاری ہو جاوین اور درخت کو پانی
دے اور تو بخیل ہو مرے تب بھی دوزخ کے سوا کہین تیرا ٹھکانا نہین خبردار رہ کہ بخل کفر سے ہے اور کفر آگ مین ہے افسوس تو نے یہ نہین سنا
کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ اور وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ حضرت
کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ ہر روز ہر شخص پر دو فرشتے موکل رہتے ہین اور منادی کیا کرتے ہین کہ اے پروردگار جو شخص اپنا مال
رکھ چھوڑے تو اوسکا مال تلف کر اور جو خرچ کرے اوسے نعم البدل عنایت فرما حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ مین بخیل کو
عادل نہ کہونگا اور اوسکی گواہی نہ سنونگا کیونکہ بخل اوسے اس بات پر رکھتا ہے کہ وہ تجسس کرکے اپنے حق سے زیادہ لیتا ہے حضرت یحییٰ
بن زکریا علیہما السلام نے ابلیس کو دیکھا پوچھا وہ کون ہے جسے تو بہت دشمن رکھتا ہے اور وہ کون ہے جسے تو بہت دوست رکھتا ہے کہا
پارسا بخیل کو مین بہت ہی دوست رکھتا ہون کیونکہ جان کھوتا ہے اور عبادت کرتا ہے اور بخل اس عبادت کو ضائع کرتا ہے اور فاسق
سخی کو بہت ہی دشمن رکھتا ہون کہ خوب کھاتا ہے اور چین سے بسر کرتا ہے مین ڈرتا ہون کہ سخاوت کے سبب سے حق تعالیٰ اوسپر کرم کرے
اور اوسکو توبہ نصیب ہو **ایثار کے ثواب کا بیان** اے عزیز جانو کہ ایثار سخاوت سے بڑھ کر ہے اسواسطے کہ سخی وہ ہے
کہ جس چیز کی اوسے احتیاج نہو وہ دیدے اور ایثار یہ ہے کہ جس چیز کا محتاج ہے اوسے دوسرے کی حاجت مین صرف کرے جیسا
کمال سخاوت یہ ہے کہ آدمی جس چیز کا محتاج ہو وہ دیڈالے اسیطرح کمال بخل یہ ہے کہ آدمیکو جس چیز کی حاجت ہو اوسے خود اپنے
صرف مین نہ لاسکے یہانتک کہ اگر بیمار ہو تو اپنی دوا نہ کرے اور اوسکے دل مین آرزوئین رہین اور منتظر رہے کہ کسی سے مانگ لون
اپنے مال سے نہ خرچ کرسکے ایثار کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ایثار پر انصار کی تعریف فرمائی يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ
بِهِمْ خَصَاصَةٌ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص ایسی کوئی چیز پائے جسکی آرزو اوسکے دل مین ہو اور اپنی آرزو
روک کر اوس چیز کو دیڈالے حق تعالیٰ اوسے بخشدیتا ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی
اللہ علیہ وسلم کے گھر مین تین دن آسودہ ہو کر کبھی پیٹ نہین کھایا اور نہ کھاسکے لیکن ایثار کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس ایک مہمان آیا گھر مین کچھ نہ تھا انصار مین سے ایک شخص آیا اور اوس مہمان کو اپنے گھر لیگیا کھانا تھوڑا تھا چراغ ٹھنڈا کردیا
اور کھانا اوسکے سامنے رکھدیا آپ جھوٹ موٹ ہاتھ ہلاتا تھا منہ چلاتا تھا اور کھانا نہ کھاتا تھا تاکہ وہ مہمان کھالے دوسرے دن رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خوش خلقی اور سخاوت جو تمنے مہمان کے ساتھ کی اوس سے حق تعالیٰ کو تعجب ہوا اور یہ آیت
نازل ہوئی يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الآیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درگاہ الٰہی مین عرض کیا کہ اے پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
عزت مجھے دکھا ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تو اوسے دیکھنے کی طاقت نہین رکھتا ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درجون مین سے
ایک درجہ تجھے دکھاتا ہون جبکہ دکھایا تو یہ خوف تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اوسکے نور اور عظمت سے مدہوش ہو جائین حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا خدایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درجہ کاہے سے پایا ارشاد ہوا کہ ایثار سے اے موسیٰ علیہ السلام جو بندہ تمام
عمر مین ایکبار ایثار کرتا ہے مجھے یہ شرم آتی ہے کہ اوس سے حساب کرون اوسکا مقام بہشت ہے جہان چاہے رہے حضرت

ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایکبار سفر مین تھے خرمے کے ایک باغ مین وارد ہوئے ایک کالا غلام اوس باغ کا نگہبان تھا اوس غلام کے واسطے تین روٹیان لائے ایک کتا آگیا اوسنے ایک روٹی اوس کتے کو ڈالدی اوسنے کھالی دوسری بھی ڈالدی وہ بھی کھالی تیسری بھی ڈالدی کتے نے وہ بھی کھالی حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ ہر روز تیری روزی کسقدر ہے اوسنے کہا یہی جو تمنے دیکھی فرمایا کہ پھر تونے کتے کو سب کیون کھلادی اوسنے کہا کہ یہان کتا نہین رہتا ہے مین نے جانا کہ کہین دور سے آیا ہے مین نے یہ نچاہا کہ بھوکا جائے پوچھا کہ بھلا آج تو کیا کھائیگا اوسنے کہا آج مین صبر کرونگا فرمایا کہ سبحان اللہ لوگ سخاوت کے سبب سے مجھے ملامت کرتے ہین یہ غلام تو مجھسے بھی زیادہ سخی ہے پھر اوس غلام کو مول لیکر آزاد کردیا اور وہ باغ مول لیکر اوس غلام کو دیدیا الاجناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وصحابہ اجمعین کافرون کی ایذا سے حذر کرتے تھے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہہ پر سو رہے تاکہ اگر خدانا کردہ کفار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کرین تو اپنے تئین حضرت پر سے قربان کردین حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام سے فرمایا کہ تمھارے درمیان مین مینے برادری کی اور ایک کی عمر دوسرے سے بڑی کی تم مین ایسا کون ہے کہ اپنی عمر دوسرے کو دیدے اونمین سے ہر ایک نے اپنی عمر دراز چاہی ارشاد ہوا کہ تمنے بھی ویسا ہی کیون نہ کیا جیسا علی نے کیا مین نے اوسکو محمد کے ساتھ برادری دی اوسنے اپنی جان فدا اور اپنی ذات ایثار کی اور اپنے بھائی کی جگہہ پر سو رہا تم دونون جاؤ اور اوسکو دشمن سے بچاؤ دونون آئے جبرئیل علیہ السلام سرہانے اور میکائیل علیہ السلام پائینتی کھڑے ہوئے اور کہتے تھے واہ واہ خوش رہ اے فرزند ابو طالب حق تعالیٰ اپنے فرشتون کے ساتھ تیری ذات سے فخر و مباہات کرتا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ الآیۃ حضرت حسن انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک اکابر مشائخ مین سے تھے تیس اور کئی آدمی اونکے یارون مین سے جمع ہوئے سب کی قدر روٹیان نہ تھین جسقدر تھین اونکے ٹکڑے کرکے سبھون کے سامنے رکھدیے اور چراغ اوٹھا لیگئے وہ لوگ دسترخوان پر بیٹھے جب چراغ پھر لائے تو سب ٹکڑے اوسیطرح رکھے تھے کیونکہ ایثار کے قصد سے کسینے نکھایا کہ ہمارا ساتھی کھائے حضرت حذیفہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جنگ تبوک کے دن بہت لوگ شہید ہوئے مین پانی لیے ہوئے اپنے چچازاد بھائی کو ڈھونڈھتا تھا اوسے پایا تو دم بھر کا مہمان تھا مین نے پوچھا کہ بھائی پانی پیئے گا اوسنے کہا ہان پیونگا دوسرے زخمی نے کہا آہ میرے بھائی نے اشارہ کیا کہ پہلے اوسکے پاس لیجا مین اوسکے پاس لیگیا وہ حضرت ہشام ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے قریب تھا کہ اونکی روح بدن سے مفارقت کرے مین نے کہا کہ پانی پیوسے اور کسی نے آہ کی حضرت ہشام نے کہا پہلے اوسے پانی دو مین جب اوسکے پاس پہنچا تو وہ مر چکا تھا پھر ہشام کے پاس آیا تو اونھین بھی مردہ پایا جب اپنے چچازاد بھائی پاس آیا تو وہ بھی جان بحق تسلیم ہوچکا تھا بزرگون نے کہا ہے کہ کوئی شخص دنیا سے ایسا نہین گیا جیسا آیا تھا مگر حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کیونکہ جانکنی کے وقت ایک سائل آیا اور کچھ مانگا اونکے پاس ایک پیرہن کے سوا اور کچھ نتھا اوتار دیا اور کپڑا عاریت مانگ کر پہنا اور انتقال کیا

سخاوت اور بخل کی حد کا بیان کہ سخی کون ہے اور بخیل کون ہے

اے عزیز جان تو کہ ہر شخص اپنے تئین سخی جانتا ہے شاید اور لوگ اوسے بخیل جانتے ہون [illegible] پہچاننا ضرور ہے کہ یہ بڑی بیماری ہے تاکہ لوگ اوسے جانین اور اوسکا علاج کرین اور ایسا کوئی نہین کہ لوگ اوس سے

جو کچھ مانگیں وہ دے ہی دے اگر اس بات سے آدمی بخیل ہونے لگے تو سب بخیل ہی ہو جائیں ہمیں بہت سے اقوال ہیں اکثر لوگوں کا
قول یہ ہے کہ جو چیز شرعاً دینا واجب ہے اگر وہ نہ دے تو بخیل ہے اور اگر اوسکا دینا آسان نہ جانے تو بخیل ہے اور یہ بات ٹھیک نہیں
کیونکہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو شخص نان بائی کو روٹی اور قسائی کو گوشت پھیر دے کہ یہ کچھ کم ہے وہ بخیل ہے اور جو شخص جورو لڑکوں کو
جسقدر نفقہ دے جتنا قاضی نے مقرر کر دیا ہو اوس سے ایک لقمہ زیادہ دینا روا نہ رکھے وہ بخیل ہے اور جو شخص روٹی سامنے لیے بیٹھا ہو
اور کوئی فقیر دور سے آجائے اور وہ اوسے دیکھکر روٹی چھپائے وہ بخیل ہے کیونکہ شرع اوسیقدر پر اقتصار کرتی ہے جسقدر کی طاقت
بخیل لوگ رکھتے ہیں جیسا حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنْ یَّسْئَلْکُمُوْھَا فَیُحْفِکُمْ تَبْخَلُوْا وَیُخْرِجْ اَضْغَانَکُمْ تو صحیح یہ ہے کہ بخیل وہ
شخص ہے جو دینے کی چیز نہ دے اور حق تعالیٰ نے مال کو ایک حکمت کے واسطے پیدا کیا ہے جب حکمت الٰہی دینا چاہے تو نہ دینا بخل ہے
اور دینے کے قابل چیز وہ ہوتی ہے جسکے دینے کا شرع حکم کرے یا مروت اور شرع میں جو جو دینا واجب ہے وہ معلوم ہے لیکن مروت کا
وسے جو دینا واجب ہے وہ لوگوں کے احوال اور مقدار مال اور بخیل کے ساتھ بدلتا رہتا ہے بہت باتیں ایسی ہیں کہ جب عادت امیروں
سے تو بری معلوم ہوتی ہیں اور فقیروں سے بری نہیں معلوم ہوتیں اہل عیال کے ساتھ تو بری ہوتی ہیں اور اوروں کے ساتھ نہیں
دوستوں کے ساتھ تو بری ہوتی ہیں بیگانوں کے ساتھ نہیں تنہائی میں بری ہوتی ہیں اور ویسی ہی باتیں بیع اور معاملات میں بری
میں ہوتیں تو کریموں سے بری ہوتی ہیں جوانوں سے نہیں مردوں سے بری ہوتی ہیں عورتوں سے نہیں اسکی حد یہ ہے کہ جب مال
عہ چھوڑنا مقصود ہے اور رکھ چھوڑنے سے زیادہ صرف کرنے کی کوئی ضرورت پیش آئے تو اس صورت میں نہ خرچ کرنا بخل ہے اور جب
د چھوڑنا بہت ضرور ہو اور ضرورت خفیف ہو تو صرف کرنا اسراف ہے اور بخل اسراف دونوں بد ہیں تو جب کوئی مہمان آجائے تو مروت کا
ال کرنا مال کے خیال کرنے سے زیادہ ضرور ہے اور اس عذر سے کہ میں زکوٰۃ دے چکا ہوں مہمان کی مہمانداری نہ کرنا بری بات ہے اور
ل ہے اور جب پڑوسی بھوکا ہو اور آدمی کے پاس زیادہ کھانا ہو تو نہ دینا بخل ہے اور جب شریعت اور مروت کے واجبات ادا کر چکا
ر مال بہت سا ہے تو خیرات کر کے آخرت کا ثواب ڈھونڈھنا ضرور ہے اور زمانہ کی مصیبتوں اور آفتوں کے لحاظ سے مال رکھ چھوڑنا بھی
ضرور ہے لیکن اسے ثواب کی غرض پر مقدم کرنا بزرگوں کے نزدیک بخل ہے اور عوام کے نزدیک بخل نہیں ہے اسواسطے کہ عوام کی نظر
فقط دنیا ہی پر ہوتی ہے اور یہ بات ہر ایک کے حال کے موافق بدلتی رہتی ہے پس اگر کسی نے فقط شریعت اور مروت کے واجبات
ادا کیے تو وہ بخل سے تو چھوٹ گیا لیکن سخاوت کا درجہ جب ہی پائیگا کہ اوس سے اور زیادہ خرچ کرے اور جسقدر زیادہ خرچ کریگا اوسیقدر سخاوت
ن اوسے درجہ بھی زیادہ ملیگا اور ثواب بھی بہت پائیگا تھوڑا ہو خواہ بہت ہر ایک کو اوسی کی قدر درجہ اور ثواب ہے اور آدمی سخی جب
ہا ہے کہ دینا اوسپر شاق نہو اگر مشکل سے دیتا ہے تو سخی نہوگا اور اگر کبھی کبھی شکر اور مکافات کی امید رکھتا ہے تو بھی سخی نہوگا بلکہ جواد
سخی حقیقت میں وہی شخص ہوتا ہے جو بے غرض دے یہ امر آدمی سے محال بلکہ یہ حق تعالیٰ ہی کی صفت ہے لیکن آدمی ثواب آخرت اوپر
ا ہی پر اکتفا کرے تو اوسکو مجازاً سخی کہتے ہیں کہ وہ بالفعل کچھ عوض نہیں چاہتا دنیا میں تو سخاوت یہ ہے اور دین میں سخاوت یہ ہے کہ
حق تعالیٰ کی محبت میں جان قربان کرنے سے باک نہ رکھے اور آخرت میں ثواب پائیگا امیدوار نہ رہے فقط حق تعالیٰ کی محبت ہی جان فدا

کرنے کی باعث ہوگا یا اپنے تئین فدا کرنا ہی اوسکی عین غرض اور عین لذت ہو کیونکہ جب امید رکھیگا تو معاوضہ ہوجائیگا سخاوت نہ رہیگا

بخل کے علاج کا بیان

ایعزیز جانتو کہ یہ علاج بھی علم و عمل سے مرکب ہے علم تو یہ ہو کہ پہلے تو بخل کا سبب پہچان کیونکہ جس بیاری کا سبب نہ پہچانیگا اوسکا علاج نہ کرسکیگا خواہشون کی محبت اوسکا سبب ہے اسواسطے کہ بغیر مال کے آدمی اپنی خواہش کو نہین پہونچ سکتا ہے اسکے ساتھ عمر دراز کی امید بھی ہوتی ہے کیونکہ اگر بخیل جانے کہ ایکدن یا ایک برس سے زیادہ میری زندگی نہین باقی رہی تو اوسکو خرچ کرنا بہت آسان ہوجائیگا مگر یہ کہ فرزند رکھتا ہو کہ فرزند کی بقا کو اپنی بقا جانتا ہے اور اوسکا بخل مضبوط ہوجاتا ہے اسیواسطے جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ فرزند بخیلی اور بزدلی اور نادانی کا سبب ہوتا ہے اور کسی کی تمنت مال کی محبت سے بری خواہش پیدا ہوتی ہے یا محبت مال خواہش نفس کے واسطے نہین ہوتی بلکہ خود عین مال ہی اوسکا معشوق ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی عمر بھر مال کھاہی رہنے دیتا ہے اور اسکے نقد کے علاوہ اوسکی زمین وغیرہ کی آمدنی اوسکے جورو لڑکون کو قیامت تک کافی ہوتی ہے لیکن اگر بیمار ہوتا ہے تو اپنی دوا تک نہین کرتا اور زکوٰۃ نہین دیتا اور زمین مین مال گاڑ رکھتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ مین مرہی جاؤنگا اور دشمن میرا مال لے ہی جائینگے لیکن خرچ کرنے سے بخل اوسے باز رکھتا ہے یہ بہت بڑی بیماری ہے بہت کم علاج پذیر ہوتی ہے اب جو تو نے سبب پہچان لیا تو قناعت سے اور ترک شہوات پر ذرا صبر کرنے سے خواہشون کی محبت کا علاج کرسکیگا تا کہ مال سے بے پروا ہوجائے اور امید زندگی کا علاج آدمی یون کرے کہ موت کا بہت خیال رکھے اور اپنے ہمجولیون کو دیکھے کہ وہ غافل تھے اور دفعۃً مرگئے اور حسرت لیگئے دشمنون نے اونکا مال فسوس کرکرکے بانٹ لیا اور اولاد کی محتاجی کے خوف کا یون علاج کرے کہ یہ جانے کہ جسنے اونھین پیدا کیا ہے اوسنے اونکا رزق بھی اونکے مقدر مین لکھدیا ہے اگر اونکے مقدر مین محتاجی ہی تو اوسکی بخیلی سے تونگر نہوجائینگے اور وہ مال ضائع کردینگے اور اگر اونکے مقدر مین تونگری ہے تو اونھین اور کہین سے مل ہی جائیگا وہ دیکھتا ہے کہ بہت امیر ایسے ہین کہ اونھون نے اپنے باپ کی کچھ بھی میراث نہین پائی اور بہتون نے میراث پائی اور ضائع کرڈالی اور یہ جانے کہ اولاد خدا کی فرمان بردار ہوگی تو خدا خود ہی اونکی ضروریات کو کفایت کریگا ورنہ محتاجی ہی اونکے واسطے دین و دنیا مین مصلحت ہے تا کہ گناہون مین مال نہ صرف کرین اور جو حدیثین بخل کی مذمت اور سخاوت کی ثنا و صفت مین وارد ہین اونمین غور و تامل کرے اور سوچے کہ دوزخ کے سوا بخیل کا اور کہین ٹھکانا نہین اگرچہ عبادت بہت رکھتا ہو تو آدمی کو مال سے اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہوگا کہ دوزخ کی آگ اور خدا کی ناخوشی سے اپنے تئین بچائے اور بخیلون کے حال مین غور کرکر کہ لوگون کے دلون پہ کیسے گران ہوتے ہین اور سب اونھین دشمن رکھتے ہین اور اونکی ہجو کرتے ہین یہ سمجھ لے کہ بخل کرونگا تو مین بھی اسیطرح لوگون کے دلون مین گران اور نظرون مین حقیر رہونگا علمی علاج تو یہ ہے جب ان باتون مین غور کرے تو اگر بیماری علاج پذیر ہوجائے اور خرچ کرنے کی رغبت اوسکے دل مین پیدا ہو تو چاہیے کہ عمل مین مشغول ہو پہلے جیسے ہی خیال آئے فوراً خرچ کرنا شروع کردے حضرت ابو الحسن ابو سجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے طہارت خانہ مین مرید کو آواز دی کہ میرا پیراہن لے اور فلانے فقیر کو دیدے مرید نے عرض کیا یا شیخ آپ نے باہر نکلنے تک صبر کیون نکیا فرمایا کہ مین ڈرا کہ مبادا دوسرا خیال مجھے آجائے کہ مجھے باز رکھے اور ممکن نہین کہ

سب مال خرچ کیے بخل جائے جسطرح یہ ممکن نہین کہ بے سفر کیے اور معشوق سے جدا ہوئے عاشق عشق سے نجات پائے اسیطرح مال سے جدا ہوئے
عشق مال کا بھی علاج ہے فی الحقیقت اگر عشق مال سے نجات پا سکے واسطے آدمی مال کو دریا مین ڈالدے تو بخیل کرکے رکھ چھوڑنے سے
بہتر ہے ایک حیلۂ لطیف اور علاج پاکیزہ یہ ہے کہ اپنے تئین نیکنامی پر فریفتہ کرے اور اپنے دل سے سکے کہ خرچ کرتا کہ لوگ مجھے سخی جانیں
اور اچھا کہین ریا اور جاہ کی حرص کو مال کی حرص پر تعینات کر دے حتی کہ جب حرص مال چھوٹے تو ریا کا علاج کرے جسطرح جب لڑکا
دودھ چھوڑاتے ہین تو پہلے سے اوسے اوس چیز کی چاٹ پر لگاتے ہین جسے وہ دوست رکھتا ہو تا کہ اوسکے شغل مین دودھ کو بھول
جائے اخلاق خبیثہ کے علاج کا یہ بہت اچھا طریقہ ہے کہ ایک صفت کو دوسری صفت پر مسلط کر دیا کرین تا کہ جسے مسلط کیا ہے اوسکی وجہ سے
پہلی صفت سے نجات ملے اسکی مثل ایسی ہے جو خون کپڑے پر ہے پانی سے نہین چھوٹتا ہے اوسے پیشاب سے دہو دین اگر
ضرورت کے سبب پیشاب اوسے زائل کر دے پھر پیشاب کو پانی سے دہو ڈالین جو شخص بخل کو ریا سے دور کرے اوسنے نجاست کو
نجاست سے دہویا لیکن ریا جب اوسکے دل مین قرار نہ پکڑے تو اوسکا فائدہ ہوگا اگرچہ بخل اور اپنی تعریف کا شوق دونون نجاست
ہین لیکن بشریت کے کوچہ مین گلخن بھی ہے اور گلشن بھی ہے بخل تو گلخن ہے اور سخاوت گلشن ہے اور ریا اور نیکنامی کے واسطے
سخاوت کرنا حرام نہین ہے کیونکہ ریا فقط عبادت ہی مین حرام ہے اور دنیا اور رکھ چھوڑنا جو خدا کے واسطے ہوتا ہے وہ بشریت
کے کوچے سے باہر ہے اور وہی نہایت محمود اور بہتر ہے تو بخیل کو یہ اعتراض کرنا نہین پہونچتا ہے کہ فلانا آدمی ریا کے ساتھ خرچ کرتا ہے
اسواسطے کہ ریا کے ساتھ خرچ کرنا خرچ کرنے سے اور اوس بخل سے جو ریا کے سبب سے ہوا اولیٰ ہے جیسا کہ گلشن مین ہونا گلخن مین
ہونے سے بہتر ہے بخل کا یہی علاج ہے جو بیان ہوا یعنی رنج و تکلیف سے دیا حتی کہ عادت ہو جائے اور بعض شیوخ نے اس طور سے
مریدون کا علاج کیا ہے کہ ہر ایک کے واسطے جدا جدا گوشہ مقرر کر دیتے کہ اوس گوشہ کے ساتھ دل لگجائے جب دیکھتے کہ اوسکے ساتھ
دل لگ گیا تو اوسکو دوسرے گوشہ مین بھیجدیتے اور اوسکا گوشہ دوسرے مرید کو دیدیتے اور اگر دیکھتے کہ مرید نے نیا جوتا پہنا ہے اور
اوسے اچھا معلوم ہوتا ہے تو کہتے کہ دوسرے مرید کو دیدے وہ دیدیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار نعلین شریفین مین نیا
تسمہ ڈالا نماز مین اوس پر نظر پڑی آپ نے فرمایا کہ وہی پرانا تسمہ لاؤ نیا تسمہ نکالکر وہی پرانا تسمہ ڈالدیا جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
دیکھا تو معلوم ہوا کہ دل سے مال کی محبت دور کرنے کی یہی تدبیر ہے کہ اوسے اپنے پاس سے جدا کر دین اسواسطے کہ جب تک ہاتھ فارغ
نہو دل بھی فارغ نہوگا اسی سبب سے محتاج فراغ دل ہوتا ہے اور جب اوسکے پاس مال جمع ہوجاتا ہے تو وہ ننانوے ۹۹ کے پھیر مین پڑکر بخیل
ہوتا ہے اور آدمی کے پاس جو چیز نہین ہوتی دل اوس سے فارغ رہتا ہے **حکایت** کسی بادشاہ کے پاس کوئی شخص فیروزہ کا
کاسہ جواہر جڑا ہوا ہدیہ لایا وہ کاسہ لاجواب تھا اوسکا نظیر نایاب تھا ایک حکیم دربار مین حاضر تھا اوس سے بادشاہ نے پوچھا
کہ اس کاسہ کو دیکھا کیسا ہے اوسنے عرض کیا مین دیکھتا ہون کہ اس کاسہ کا انجام یا تو مصیبت ہے یا محتاجی اور اسکے آنیکے پہلے
دونون باتون سے مطمئن تھے بادشاہ نے کہا کیون عرض کیا کہ اگر ٹوٹ جائے تو مصیبت ہے اسواسطے کہ بے نظیر ہے اور اگر
چوری ہوجائے تو درویشی اور حاجت سے ہے تا وقتیکہ پھر نہ ملے ناگاہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ کاسہ ٹوٹ گیا بادشاہ کو نہایت رنج ہوا اور یاد حکیم نے

بیچ کہا تھا **مال کے زہر کے منتر کا بیان** ایعزیز جانتو کہ مال کی یہ مثال ہے جیسا سانپ کا حال ہے کہ اوسمین زہر بھی ہے
تریاق بھی جیسا ہمنے بیان کیا ہے تو جو شخص منتر نجانے اور اوسپر ہاتھ ڈالے وہ ہلاک ہوجائیگا چونکہ مال بالکل برا ہی نہین ہے اسی سبب
صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مین کچھ لوگ مالدار تھے جیسے حضرت عبدالرحمن بن عوف تو مالدار ہونا کچھ عیب نہین یہ آیسا امر ہے
جیسے کوئی لڑکا کسی افسونگر کو دیکھے کہ سانپ پکڑ پکڑ کر اپنی پٹاری مین بھر رہا ہے اور سمجھے کہ یہ سانپ اسواسطے پکڑتا ہے کہ وہ نرم ہے
ور ہاتھ مین اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ بھی سانپ پکڑنے پر قدم مارے اور ناگاہ ہلاک ہوجاسے مال کے پانچ منتر ہین پہلا منتر یہ ہے
کہ آدمی یہ جان لے کہ مال کو خدا نے کیون پیدا کیا ہے جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ قوت اور لباس اور مسکن کے واسطے مال ہوتا ہے
اور یہ چیزین آدمی کے بدن کے واسطے ضرور ہین اور بدن حواس کے واسطے اور حواس عقل کے واسطے اور عقل اس کے لیے تاکہ دل
خدا کی معرفت سے آراستہ ہو آدمی نے جب یہ سمجھ لیا تو اپنے مطلب کی قدر مال سے دل لگائے اور نیک مصارف مین اندازے کے ساتھ
صرف کرے دوسرا منتر یہ ہے کہ آمد پر نگاہ رکھے تاکہ حرام اور شبہہ کا مال نہو اور ایسی وجہ سے نہو جو مروت کے برخلاف ہے جیسے رشوت
وگدائی اور حامی کی اجرت اور مثل اسکے تیسرا منتر یہ ہے کہ مقدار مال کو نگاہ رکھے کہ بقدر حاجت سے زیادہ جمع نہونے پائے جو بقدر
حاجت سے زیادہ ہے کہ زاد راہ دین مین اوسکی حاجت نہین اوسے حاجتمند و نکا حق جانے اگر کوئی محتاج آئے تو جو کچھ بقدر حاجت سے زیادہ اوسکے پاس ہے
وہ محتاج کو دیدے بجا رکھے اور اگر ایثار کی قدرت نہین رکھتا ہے تو محل حاجت مین صرف کرے چوتھا منتر یہ ہے کہ خرچ پر نگاہ رکھے اور اسراف نکرے تھوڑے پر
قناعت کرے نیک کامون مین صرف کرے اسواسطے کہ بیجا صرف کرنا بھی ایسا ہی ہے جیسے بری طرح سے کسب کرنا اور مال پیدا کرنا پانچوان منتر یہ ہے کہ آمد اور خرچ اور
رکھ چھوڑنے مین اپنی نیت نیک اور درست کرے کہ جو کچھ کمائے عبادت مین فراغت حاصل ہونیکے واسطے کمائے اور جب مال سے دست بردار ہو دنیا کو برا جاننے
و زہد کے سبب سے دست بردار ہو کہ اوسکے خیال سے اپنے دلکو محفوظ اور پاک رکھے تاکہ خدا کی یاد مین مشغول ہو اور جو کچھ مال رکھ چھوڑے اوسے اپنی ورثی حاجت کیواسطے
رکھ چھوڑے جو راہ دین اور فراغت راہ دین مین پیش آئیگی اور خرچ کر ڈالنے کے واسطے حاجت کا منتظر رہے آدمی جب ایسا کرے تو اوسے
مال کچھ نقصان نہین کرتا اور اوسے مال سے تریاق نصیب ہے زہر نہین اسیواسطے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے
اگر کوئی شخص خدا کے تمام روے زمین کا مال حاصل کرے تو وہ زاہد ہے اگرچہ تونگر ترین خلق ہے اور اگر تمام دنیا کو ترک کردے اور
نیت مقصود نہو وہ زاہد نہین ہے چاہیے کہ خدا کی عبادت اور راہ آخرت کی طرف دل متوجہ رہے تاکہ جو حرکت کرے اگرچہ وہ کھانا
کھاتا ہو یا پاخانے جاتا ہو وہ سب عبادت ہوجائے اور سب پر ثواب پائے اسواسطے کہ راہ دین کو سب کی حاجت ہے لیکن نیک
نیت درکار ہے اور چونکہ اکثر خلق اس سے عاجز ہے اور ان منترون کو نہین جانتی اور اگر جانتی ہے تو کام مین نہین لاسکتی تو اولی
یہ ہے کہ جہانتک ہوسکے بہت مال سے دور رہے کیونکہ اگر مال کی کثرت اترانے اور غفلت کا سبب نہ بھی ہو تو درجات آخرت تو گھٹا
دیگا کمال نقصان اور نہایت خسران ہے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ نے جب انتقال فرمایا تو بہت مال چھوڑا
بعضے صحابہ نے کہا کہ بہت سا مال چھوڑنے کے سبب سے ہمین اونکی طرف سے خوف ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا کہ سبحان اللہ تم
کیا ڈرتے ہو اونھون نے حلال کا مال حاصل کیا حق اور بجا صرف کیا جو چھوڑا وہ مال حلال چھوڑا اونکا کیا خوف ہے یہ خبر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو

پہونچی نہایت غصہ مین باہر نکل آئے اونٹ کی ہڈی ہاتھہ مین لیے حضرت کعب الاحبار کو مارنے کے واسطے ڈہونڈھتے تھے وہ آگے
اور امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر مین گئے اور اونکی پیٹھہ کے پیچھے بیٹھ رہے حضرت ابوذر بھی اونکے پیچھے پیچھے گئے
اور کہا کہ ہان اے یہودی بچے تو کہتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن نے جو مال چھوڑا وہ کیا نقصان رکھتا ہے حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ
ایکدن احد کی طرف جاتے تھے اور مین ساتھہ تھا فرمایا کہ اے ابوذر مین نے جواب دیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا کہ مالدار لوگ قیامت
مین سب سے کمتر اور آخر ہونگے مگر وہ شخص جو داہنے بائین آگے پیچھے مال پھینکتا ہے اور خرچ کرتا ہے اے ابوذر مین نہین چاہتا کہ
میرے پاس کوہ احد کے برابر مال ہو اور خدا کی راہ مین صرف کرون اور جس دن مرون تو مجھسے دو قیراط بچ رہین جیسا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اور یہودی بچے تو یون کہتا ہے تو تو جھوٹا ہے اور کسنے حضرت ابوذر کو کچھ جواب نہ دیا ایک
حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کے اونٹونکا لشکر یمن کی تجارت سے آیا مدینہ مین شور اور غلغلہ پڑگیا ام المومنین حضرت
بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ حضرت عبدالرحمن کے اونٹ ہین حضرت صدیقہ رضی
فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا یہ خبر حضرت عبدالرحمن کو پہونچی حضرت صدیقہ کے اس کلمہ سے متفکر ہوکر اوسی وقت
حضرت صدیقہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا ام المومنین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا فرمایا کہ آپنے فرمایا
کیا تھا کہ جنت مجھے دکھائی گئی اپنے محتاج اصحاب کو مین نے دیکھا کہ دوڑے چلے جاتے ہین اور تونگر صحابی کو نہین دیکھا مگر عبدالرحمن
ابن عوف کو کہ وہ گرتا پڑتا جنت کے دروازہ تک پہونچا حضرت عبدالرحمن نے کہا کہ ان اونٹون کو اور جو مال اونپر ہے مین نے
فی سبیل اللہ کیا اور ان سب غلامون کو آزاد کردیا تاکہ شاید مین بھی اون محتاج اصحاب کے ساتھہ جا سکون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا کہ میری امت کے امیرون مین سب سے پہلے تو جنت مین جائیگا مگر جد وجہد سے اندر جا سکیگا
بڑے صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تھے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ روز ہزار دینار حلال سے کسب کرون اور خدا کی راہ مین صرف کردون
اگرچہ اس سبب سے جماعت کی نماز سے باز رہون لوگون نے کہا کہ موقوف سوال مین خدا مجھسے استفسار فرمائیگا کہ اے میرے بندے تو کہان سے
لایا تھا اور کہان خرچ کیا مین سوال اور حساب کی طاقت نہین رکھتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کو
ایک شخص کو لائینگے اوسنے وجہ حرام سے مال کمایا ہوگا اور حرام مین اوڑایا ہوگا اوسے دوزخ مین کھینچ لیجائینگے دوسرے کو لائینگے
اوسنے وجہ حلال سے مال کمایا ہوگا اور حرام مین لٹایا ہوگا اوسے بھی دوزخ مین کھینچ لیجائینگے تیسرے کو لائینگے اوسنے حرام سے مال جمع کیا ہوگا اور حلال
مین خرچ کیا ہوگا اوسے بھی دوزخ مین روانہ کرینگے چوتھے کو لائینگے اوسنے حلال سے مال پیدا کیا ہوگا اور حق حلال مین خرچ بھی کیا ہوگا
اوسے ٹھیراؤ اسواسطے کہ شاید یہ مال ڈہونڈہنے مین اسنے طہارت مین کوئی قصور کیا ہو یا رکوع سجود مین کچھہ فتور پیدا ہو یا وقت پر نماز کے
اسنے نماز نہ پڑہی ہو وہ شخص عرض کریگا کہ اے پروردگار مین نے حلال سے کمایا اور بجا اور حق مصرف مین صرف کیا اور کسی فرض مین
قصور نہین کیا اور اس مال کے سبب سے تفاخر نہین کیا کہینگے شاید گھوڑا اور لباس مکلف رکھا ہو اور فخر و نخوت سے چلا ہو وہ عرض کریگا
بارخدایا مین نے اس مال کے سبب سے تفاخر بھی نہین کیا ہے کہینگے شاید تو نے کسی یتیم یا مسکین یا پڑوسی یا بیگانہ کے حق مین تقصیر کی

وہ عرض کریگا کہ بار خدایا مین نے یہ مال حلال سے پیدا کیا اور حق بات مین صرف کیا اور فرائض مین کچھ قصور نہین کیا پھر یہ سب لوگ آئین گے اور اوسے گھیر لینگے اور عرض کرینگے کہ بار خدایا تو نے اس شخص کو ہمارے بیچ مین مال اور نعمت عنایت کی تھی ہماری حق کی نسبت باز پرس کر ایک ایک کے حق کی نسبت پرسش ہوگی اگر کچھ بھی تقصیر کی ہوگی تو حکم ہوگا کہ کھڑا رہ اب ان نعمتون کا شکر پیش کر جو لقمہ تو نے کھایا اور جو مزہ تو نے پایا ہے اوسکا شکر سامنے لا اسیطرح پوچھین گے اسی سبب سے تھا کہ بزرگون مین سے کوئی شخص تونگری پر راضی نہوا کہ اگر عذاب نہوگا مگر اس طرح سے ذرہ ذرہ سی بات کا حساب تو ہوگا بلکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جو پیشوای امت تھے آپ نے اسواسطے فقیری اختیار کی کہ امت کو معلوم ہو جاے کہ فقیری بہتر ہے حضرت عمران حصین رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مجھے جناب رحمۃ للعالمین کی خدمت مین گستاخی حاصل تھی ایک دن آپ نے فرمایا کہ آ فاطمہ رضا کی عیادت کو چلین جب اونکے گھر کے دروازے پر پہونچے دروازہ کھٹکھٹا کر فرمایا السلام علیکم ہم اندر آئین اونھون نے عرض کیا کہ آئیے فرمایا مین ہون اور ایک شخص میرے ساتھ ہے جناب سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میرے تمام بدن پر ایک پرانی کملی کے سوا اور کچھ کپڑا نہین ہے آپنے فرمایا کہ وہی کملی اپنے بدن پر لپیٹ لو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تمام بدن پر لپیٹ لی مگر سر کھلا ہے پرانی چادر آپنے پھینک دی کہ سر پر ڈال لو پھر آپ اندر تشریف لیگئے اور پوچھا ای فرزند عزیز کیسی ہو اونھون نے عرض کیا کہ نہایت بیمار اور دردمند ہون اوس سے بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے کہ اس بیماری مین بھوکی ہون اور کچھ نہین پاتی ہون کہ کھاؤن اب بھوک کی تاب نہین جناب سلطان الانبیا حضرت محبوب خدا علیہ افضل الصلوۃ واکمل الثنا بے اختیار رونے لگے اور فرمایا کہ ای فاطمہ رضا بے صبری نہ کر قسم خدا کی تین دن ہوئے کہ مین نے بھی کچھ چکھا تک نہین اور حق تعالی کے نزدیک میرا درجہ تجھسے زیادہ ہے اگر مین کچھ مانگتا تو وہ عنایت فرماتا لیکن مین نے دنیا پر آخرت کو اختیار کیا ہے پھر اپنا دست مبارک اونکے کاندھے پر رکھا اور فرمایا کہ بشارت ہو تجکو قسم خدا کی کہ تو بہشت کی عورتون کی سردار ہے جناب سیدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر آسیہ فرعون کی بی بی اور مریم حضرت عیسی علیہ السلام کی مان کیا ہین فرمایا کہ اونمین سے ہر ایک اپنے عالم کی سردار ہین اور تو تمام عالم کی عورتون کی سردار ہے تم سب ایسے ایسے چاندی سونے کے آراستہ مکانون مین ہوگی جسمین نہ غل ہے نہ دکھ نہ رنج پھر فرمایا کہ اے بیٹی تو بس کر میرے چچا زاد بھائی پر جو تیرا شوہر ہے کہ مین نے ایسے کے ساتھ تجھے جفت کیا ہے جو دنیا اور آخرت مین سردار ہے **حکایت** ایک دن حضرت عیسی علیہ السلام سے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ آپکی صحبت مین رہا کرون اور آپ کے ساتھ چلا حتی کہ ایک شہر کے کنارے پہونچے تین روٹیان پاس تھین دو کھائین ایک باقی رہی حضرت عیسی علیہ السلام گئے جب پھر آئے تو روٹی نہ دیکھی فرمایا کون لیگیا اوس شخص نے کہا مین نہین جانتا پھر وہان سے بڑہے ایک ہرنی دو بچون سمیت آتی تھی حضرت عیسی علیہ السلام نے ایک کو آواز دی وہ آپ کے پاس چلا آیا آپ نے اوسے ذبح کیا وہ اوسیوقت بھن گیا دونون آدمیون نے آسودہ ہوکر کھایا پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ زندہ ہوجا حکم الہی سے وہ زندہ ہوکر چلا گیا پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے اوس مرد سے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اوس خدا کی جس نے یہ معجزہ تجھے دکھایا تہا تو وہ روٹی کیا ہوئی اوسنے پھر یہی کہا مین نہین جانتا وہان سے بڑہے ایک دریا کے قریب پہونچے حضرت عیسی علیہ السلام نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور دونون آدمی پانی کے اوپر

جل نکلے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اوس خدا کی جسنے یہ معجزہ تجھے دکھایا بتا تو کہ وہ روٹی کیا ہوئی پھر اوسنے
کہا مین نہین جانتا بات نہ آگے بڑھے ایک جگہ پہونچے وہان ریت بہت تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوس ریت کو جمع کیا اور فرمایا
خدا کے حکم سے تو سونا ہوجا وہ ریت سب سونا ہوگئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوسکے تین حصے کیے اور فرمایا کہ ایک حصہ تیرا ہے ایک
میرا ہے ایک اوس شخص کا ہے جو روٹی لیگیا اوس مرد نے سونے کے لالچ کے مارے اقرار کردیا کہ وہ روٹی میرے پاس ہے حضرت
عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب سب تیرا حصہ ہے اور اوسکے حوالے کر کے چلے گئے دو آدمی اوسکے پاس پہونچے چاہا کہ اوسے مار ڈالین
اور سونا چھین لین اوسنے کہا مجھے قتل نہ کرو ان تینون حصون مین سے ایک ایک آدمی ایک ایک حصہ لیلیگا پھر ایک آدمی سے کہا کہ
ہمارے واسطے کھانا مول لے آ وہ گیا اور کھانا مول لیا اور اپنے جی مین کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ وہ سونا لیجائین مین انکے
کھانے مین زہر ملادون وہ کھاکر مرجائین اور مین سب سونا لیلون اور اون دونون آدمیون نے آپس مین کہا کہ اوسے سونا کیون دین
وہ پھر کر آوے تو اوسے مار ڈالین اور سونا اوٹھا لیجائین جب وہ پھر کر آیا ان دونون آدمیون نے اوسے مار ڈالا اور جو اوسکا لایا ہوا کھانا
جو کھایا تو خود بھی مرگئے اور سونا اوسیطرح پڑا رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اودہر سے پھرے تو سب سونا زمین پر دیکھا اور تین مرد
پڑے ہوئے دیکھے فرمایا دنیا ایسی ہی ہوتی ہے اوس سے حذر کرو اس حکایت سے معلوم ہوا کہ آدمی اگرچہ اوستاد اور افسون
گر اولیٰ یہی ہے کہ مال پر نظر نہ ڈالے اور اوسکے گرد نہ پھٹکے مگر بقدر حاجت اسواسطے کہ سانپ پکڑنیوالیکو آخر سانپ ہی مارتا ہے واللہ اعلم بالصواب

ساتوین اصل محبت جاہ وحشمت کے علاج اور آفات کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ بہت لوگ جاہ وحشمت اور نیکنامی اور ثناے خلق کی طلب مین ہلاک ہوئے ہین اسی سبب سے بہت
جھگڑون اور عداوتون اور گناہون مین پڑے ہین جہان یہ خواہش غالب ہوئی پس راہ دین منقطع ہوگئی اور نفاق اور بری اخلاق
سے دل بھر گیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جاہ ومال کی محبت دل مین نفاق کو اسطرح اوگاتی ہے جسطرح پانی سبزہ کو
اوگاتا ہے اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریونکے گلے مین ایسی تباہی نہین ملاتے جیسے محبت جاہ ومال مرد مومن کے دل مین
تباہی ڈالتی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ خلق کو دو چیزون نے ہلاک کیا ہوا اور ہوا کی
پیروی نے اور اپنی ثنا وصفت کو دوست رکھنے نے اس سے وہی شخص نجات پاتا ہے جو اپنی بلندنامی اور شہرت نہ ڈھونڈھے
اور گمنامی پر قناعت کرے اسواسطے کہ حق سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ
عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا یعنی سعادت آخرت اوس شخص کے واسطے ہمنے مقرر کی ہے جو دنیا مین بزرگی اور جاہ نہ ڈھونڈھے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ لوگ جنتی ہین جو خاک آلود پریشان مو کثیف لباس ہون کوئی اونکی قدر ومنزلت نہ کرے
امیرون کے گھر مین جانیکی اجازت چاہین تو لوگ نجانے دین اگر نکاح کرنا چاہین تو کوئی شخص اونہین اپنی لڑکی نہ دے اگر بات کہین
تو کوئی اونکی بات نہ سنے اونکی آرزوئین انکے سینون مین موج زن رہی ہون قیامت کے دن ان لوگون کا نور تقسیم کیا جائے گا

تو تمام خلق کو پہونچ جائیگا **شعر** خاکساران جہان را بحقارت منگر ✦ تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد ✦ اور فرمایا ہے کہ بہت خاکسار کہنہ لباس ایسے ہین کہ اگر خدا کو قسم دلا کر بہشت مانگین تو خدا اونھین عنایت فرمائے اور اگر دنیا کی کوئی چیز چاہین تو نہ ملے اور فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر تمسے ایک دینار یا ایک درہم یا ایک حبہ مانگین تو تم نہ دو اور اگر خدا سے جنت مانگین تو وہ عنایت کردے اور اگر دنیا مانگے تو خدا نہ دے اور دنیا نہ دینے کی وجہ یہ نہین کہ وہ ذلیل اور بیقدر ہین امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ مسجد مین حاضر ہوئے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو روتے دیکھا پوچھا کیون روتے ہو عرض کیا کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ذرا سی ریا بھی شرک ہے اور حق تعالی ایسے چھپے ہوئے پرہیزگارون کو دوست رکھتا ہے کہ جو غائب ہو جائین تو کوئی اونھین نہ ڈہونڈھے اور اگر حاضر ہون تو کوئی نہ پہچانے اونکے دل راہ ہدایت کے چراغ ہوتے ہین اور تمام شبہون اور ظلمتون سے پاک ہوتے ہین حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ جو شخص نیکنامی اور شہرت کو دوست رکھتا ہے وہ خدای پاک کے دین مین کامل نہین ہے حضرت ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہین کہ صدق کی علامت یہ ہے کہ آدمی یہ چاہتا ہے کہ مجھے کوئی نہ پہچانے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے پیچھے اونکے کئی شاگرد جاتے تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اونکو درّے مارے اونھون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین دیکھیے آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ یہ امر پیچھے چلنے والے کے حق مین باعث ذلت ہے اور آگے چلنے والے کے حق مین موجب غرور ونخوت ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی علیہ نے کہا ہے کہ جو احمق لوگون کو اپنے پیچھے پیچھے چلتے دیکھتا ہے کسی حالت مین اوسکا دل ٹھکانے نہین رہتا حضرت ایوب علیہ السلام کہین سفر کو جاتے تھے کچھ لوگ اونکے پیچھے پیچھے چلنے لگے فرمایا کہ اگر حق سبحانہ تعالی یہ نہ جانتا ہوتا کہ مین اس امر سے کارہ ہون تو مین اوسکے غضب سے ڈرتا حضرت ثوری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ اگلے بزرگ ایسے کپڑے کو برا جانتے تھے کہ نئے یا پرانے ہونے کے سبب سے جسپر اونگلیان اوٹھین بلکہ ایسا ہونا چاہیے کہ کوئی اوسکا ذکر نہ کرے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے کہ مین کسی کو ایسا نہین جانتا کہ وہ اس بات کو دوست رکھتا ہو کہ لوگ مجھے پہچانین اور اوسکا دین تباہ اور وہ رسوا نہو **حقیقت جاہ کا بیان** ایعزیز جان تو کہ جسطرح تونگری کے یہ معنی ہین کہ مال وزر اوسکی ملک مین ہو اور اوسکے قبض وتصرف مین رہے اوسیطرح محتشم اور صاحب جاہ کے یہ معنی ہین کہ لوگون کے دل اوسکی ملک مین ہون یعنی اوسکے مسخر ہون اور اوسکا تصرف لوگون کے دلون مین جاری ہو اور جب آدمی کا دل کسیکا مسخر ہو جاتا تو بدن اور زبان بھی دل کا تابع ہے اور جبتک کسیکے ساتھ نیک اعتقاد نہو تب تک دل اوسکا مسخر نہین ہوتا جیسے کہ کسی شخص کی عظمت آدمی کے دل مین سما جائے کسی کمال کی وجہ سے جو اوس شخص مین ہے یا علم یا عبادت یا نیک خلقی یا قوت یا ایسی چیز کے سبب سے جسے لوگ کمال اور بزرگی جانتے ہین آدمی نے جب یہ اعتقاد کیا تو دل مسخر ہو گیا خوشی اور رغبت سے آدمی اوس شخص کی اطاعت کرتا ہے اور اپنی زبان اوسکی مدح وثنا مین کھولتا ہے اور بدن سے اوسکی خدمت مین مستعد رہتا ہے اور مال فدا کرنے پر آمادہ [illegible] جیسے آقا کا مسخر رہتا ہے اوسیطرح وہ آدمی صاحب جاہ کا مرید اور دوستدار اور مسخر رہتا ہے بلکہ غلام زر خرید [illegible] [illegible] اور خوشی سے تو مال سے چیزون کی ملک مقصود ہے اور جاہ سے دلون کی ملک اور بہت آدمیونکو مال سے

جاہ زیادہ پیاری ہوتی ہے اسکے تین سبب ہین ایک سبب تو یہ ہے کہ مال اس سبب سے پیارا ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے سب حاجتین
نکل سکتی ہین اور جاہ بھی ایسی ہے بلکہ جو شخص صاحب جاہ ہو اوسے مال حاصل کرنا آسان ہوتا ہے لیکن اگر کمینہ یہ چاہے کہ مال
کی بدولت جاہ حاصل کرون تو یہ مشکل ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ مال مین یہ ڈر رہتا ہے کہ مبادا ضائع ہو جائے یا چور لیجائین یا غصب
ہو جائے اور جاہ مین یہ ڈر نہین تیسرا سبب یہ ہے کہ مال بے رنج تجارت و حرفت زیادہ نہین ہوتا اور جاہ سرایت کرتی ہے اور
زیادہ ہوتی ہے اسواسطے کہ جسکا دل تیرے دام عقیدت مین پھنسا وہ تمام جہان مین تیری تعریف کرتا پھرتا ہے حتی کہ اور لوگ بھی
نادیدہ تیرے پھندے مین پھنستے ہین اور آدمی جسقدر زیادہ مشہور ہوتا ہے اوتنی اوسکی جاہ بھی بڑھتی ہے اور تابعین زیادہ ہوتے ہین
تو جاہ و مال دونون مطلوب ہین اسواسطے کہ سب حاجتین نکلنے کا وسیلہ ہے اور یہ آدمی کی طبیعت سے ہے کہ اون شہرون مین بھی
اور جاہ کو دوست رکھتا ہے کہ جہان جانتا ہے کہ مین ہرگز نہ پہونچونگا اور چاہتا ہے کہ تمام عالم اوسکی ملک رہے اگرچہ یہ جانتا ہو کہ
مین اوسکا محتاج نہونگا اور اسکا بھید بہت بڑا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی فرشتون کے گوہر سے اور حق سبحانہ تعالی کے کامون مین سے ہے
جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي تو چونکہ حضرت ربوبیت سے آپس مناسبت رکھتا ہے لہذا ربوبیت ڈھونڈھنا
اوسکی طبیعت ہے اور وہ جو فرعون نے کہا تھا أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى اسکی چاہ ہر ایک کے باطن مین چھپی ہوئی ہے تو ہر شخص بالطبع
ربوبیت کو دوست رکھتا ہے اور ربوبیت کے یہ معنی ہین کہ سب وہی ہو اور اوسکے ساتھ کوئی دوسری چیز موجود ہی نہ ہو کیونکہ جب دوسری
چیز ہوگی تو کمال نرہیگا نقصان ہو جائیگا آفتاب اسی سے کامل ہے کہ ایک ہی ہے اور تمام اوسیکا نور ہے اگر آفتاب کے ساتھ کوئی اور
ہوتا تو آفتاب ناقص ہو جاتا اور یہ کمال کہ سب وہی ہو جناب احدیت کی خاصیت ہے اسواسطے کہ حقیقت مین ہست وہی ہے بس
اوسکے سوا اور کچھ موجود ہی نہین اور جو کچھ ہے وہ اوسی کی قدرت کا نور ہے تو اوسکا تبع ہے شریک اور ساتھی نہین جیسا نور آفتاب
تبع آفتاب ہے آفتاب کے مقابلہ مین نور آفتاب دوسرا موجود اور آفتاب کا شریک اور ساتھی نہین ہے کہ اگر دوئی ظاہر ہوتی تو آفتاب کا
نقصان ہے آدمی کی طبیعت مین یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ سب مین ہی ہون چونکہ اس سے عاجز ہے تو چاہتا ہے کہ سب کچھ میری
ملک مین رہے یعنی اوسیکا مسخر رہے اور اوسی کے تصرف اور ارادے مین رہے مگر اس سے بھی عاجز ہے کیونکہ موجودات دو قسم پر ہین
ایک قسم وہ ہے کہ اوسپر آدمی کا تصرف نہین ہو سکتا جیسے آسمان اور ستارے اور ملائکہ اور شیاطین اور جو کچھ زمین کے نیچے اور دریا
کے تہ اور پہاڑون کے عمق مین ہے تو آدمی چاہتا ہے کہ علم کے سبب سے ان چیزون پر مستولی اور محیط ہو جائے تاکہ سب اوسکے علم کے تصرف
مین آجائین اگرچہ اوسکی قدرت کے تصرف مین نہین آتے اسی سبب سے آدمی چاہتا ہے کہ ملکوت زمین و آسمان اور عجائب بحر و بر اوس
کو سے معلوم رہین جیسے جو شخص شطرنج بنانے سے عاجز ہوتا ہے مگر یہ چاہتا ہے کہ اوسے معلوم ہو کیونکہ رسائی ہے کیونکہ یہ بھی استیلا کی
ایک قسم ہے دوسری قسم وہ ہے کہ جسپر آدمی تصرف کر سکتا ہے روے زمین مین ہے اور جو کچھ زمین پر نباتات حیوانات جمادات
آدمی چاہتا ہے کہ سب میری ہی ملک ہو جائین یعنی اوسی کی تصرف مین رہین تاکہ اوسے سب پر کمال قدرت ہو
کچھ زمین پر ہے اون سب مین آدمیون کا دل بہت نفیس ہے آدمی چاہتا ہے کہ وہ بھی میرے ہی مسخر

تاکہ ہمیشہ میری ہی یاد مین مشغول رہین جاہ کے یہی معنی ہین تو ربوبیت کو آدمی بالطبع دوست رکھتا ہے کہ اوسکی نسبت
کھینچتی ہے اور اوسی درگاہ سے آتی ہے اور ربوبیت کے یہ معنی ہین کہ سب کمال اوسیکو ہو اور کمال استیلا مین ہوتا ہے
استیلا علم وقدرت سے حاصل ہوتا ہے اور آدمی کی قدرت مال وجاہ سے ہوتی ہے تو محبت جاہ ومال کا یہی سبب
اگر کوئی شخص کہے کہ جب کمال ربوبیت کی طلب آدمی کی طبیعت ہے اور وہ علم وقدرت کے سوا نہین ہے اور طلب
اچھی بات ہے کیونکہ وہ طلب کمال ہے تو چاہیے کہ طلب مال وجاہ بھی اچھی بات ہو کیونکہ یہ بھی طلب قدرت ہے ا
منجملہ کمال ہے اور منجملہ صفات خداے لایزال ہے جیسے علم اور بندہ جتنا کامل تر ہوتا ہے اوتنا ہی حق تعالی سے نز
ہوتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ علم وقدرت بھی دو کمال ہین اور منجملہ صفات ربوبیت ہین لیکن آدمی علم حقیقی حاصل کر
قدرت حقیقی نہین حاصل کرسکتا اور علم ایسا کمال ہے کہ فی الحقیقت ممکن ہے کہ آدمی کو حاصل ہوجاے اور اوسکے ساتھ
لیکن قدرت نہین حاصل ہوتی آدمی سمجھتا ہے کہ حاصل ہوگئی پھر اوسکے ساتھ نہین رہتی کیونکہ قدرت تو مال اور خلق سے
رکھتی ہے مرنے کے ساتھ ہی آدمی سے منقطع ہوجاتی ہے اور جو چیز مرنے سے زائل ہوجائے وہ منجملہ باقیات صالح
ہے اور اوسکی تلاش مین اوقات صرف کرنا نادانی ہے تو قدرت اوسیقدر کام آتی ہے جو تحصیل علم کا وسیلہ ہو اور علم
دل کے ساتھ ہے بدن کے ساتھ نہین اور دل باقی اور ابدی ہے عالم جب اس جہان سے جاتا ہے تو علم اوسکے ساتھ
اور وہ علم ایسا نور ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے عالم جناب الہی کو دیکھے حتی کہ ایسی لذت پائے کہ جنت کی سب لذتین اوسکے
حقیر اور ناچیز ہوجائین اور علم کو کسی ایسی چیز سے علاقہ نہین ہے جو موت کے سبب سے زائل ہوجائے کیونکہ علم کو نہ ما
علاقہ ہے نہ خلق کے دلون سے بلکہ خدا کی ذات اور صفات سے علاقہ ہے اور اوسکی حکمت سے جو ملک اور ملکوت مین
عجائب معقولات سے جو جائزات اور واجبات اور محالات مین ہین اور یہ چیزین ازلی اور ابدی ہین کیونکہ ہرگز نہین
اسواسطے کہ واجب ہرگز محال نہین ہوتا اور محال ہرگز جائز نہین ہوتا اور جو علم مخلوق اور فانی چیزون سے علاقہ رکھت
وہ کسی گنتی مین نہین مثلاً علم لغت کہ لغت حادث اور فانی ہے اور اسکی قدر اسوجہ سے ہے کہ قرآن حدیث کے معنے
وسیلہ ہے اور قرآن حدیث کو سمجھنا معرفت خدا کا وسیلہ ہے اور خدا کی راہ مین جو گھاٹیان ہین اونہین سے کہ نیکا ذ
تو جو چیز متغیر اور فنا ہوجاتی ہے اوسکا علم خود مقصود نہین ہوتا بلکہ علم ازلیات کا تابع ہوتا ہے اور علم ازلیات وہ ہے
باقیات صالحات ہے وہ جناب الہی ہے کہ ازلی اور ابدی ہے اور تغیر کو اوسمین دخل نہین تو آدمی کو ازلیات کا علم جسقدر زیا
اوسیقدر وہ حق تعالی سے نزدیک تر ہوتا ہے تو آدمی کو علم حقیقی ہے قدرت حقیقی نہین ہے مگر ایک طرح کی قدرت بھی با
صالحات مین سے ہے وہ حریت ہے یعنی خواہشون کے ہاتھ سے آزاد ہوجانا کیونکہ جو پابند شہوات ہے وہ شہوات ک
ہے اوسے جو حاجت ہوتی ہے اوسکے سبب سے اوسکا نقصان ہوتا ہے تو اوس حاجت سے آزاد ہونا اور شہوات پر قا
ہوجانا ایسا کمال ہے کہ حق تعالی اور ملائکہ کے صفات سے ہاین وجہ نزدیک ہے کہ اس سبب سے آدمی تغیر اور حاجت سے دو

رہتا ہے اور جسقدر تغیر اور حاجت سے دور تر رہتا ہے اوسیقدر ملائکہ کے مانند ہوجاتا ہے فی الحقیقت ایک کمال تو علم اور معرفت ہے دوسرا خواہشون کے ہاتھ سے آزادی اور حریت اور مال وجاہ کمال کہائی دیتا ہی نہین اور مرنے کے بعد باقی نہین رہتا پس خلق کو طلب کمال ضرور ہے بلکہ خلق اس امر کی مامور ہے مگر کمال حقیقی سے جاہل ہے اور جو چیز کمال نہین ہے خلق اوسے کمال جانتی ہے اور سب لوگ اوسی کی طرف متوجہ ہین اور جو کمال ہے اوسکی طرف پیٹھ کردی ہے تو سب لوگ اپنے نقصان کی راہ چلتے ہین اسی سبب سے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۔ **فصل** اے عزیز جان تو کہ جاہ بھی مال کے مثل ہے جسطرح مال سب برا نہین بلکہ بقدر کفایت زاد راہ آخرت ہے اور کثرت مال مین اگر دل مستغرق ہوجائے تو مال راہ آخرت مین راہزن ہوجاتا ہے یہی حال جاہ کا بھی ہے کیونکہ آدمی کو خادم اور رفیق ضرور ہے کہ اوسکی خدمت اور معاونت کرے اور بادشاہ بھی درکار ہے کہ ظالمون کے شر سے اوسے بچائے اور ضرور ہے کہ ان لوگون کے دلون مین آدمی کی کچھ قدر ومنزلت ہو تو ان لوگون کے دلون مین اپنی جاہ اسقدر چاہنا جس سے یہ مقصود حاصل ہوجائے درست ہے جیسا حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ اسیطرح اگر اوستاد کے دل مین اوسکی قدر نہوگی تو اوسے تعلیم نہ کریگا اور اگر شاگرد کے دل مین اوسکی منزلت نہوگی تو اوس سے تعلیم نہ لے گا تو طلب جاہ بقدر کفایت مباح ہے جیسے طلب مال بقدر کفایت درست ہے لیکن آدمی جاہ کو چار طور سے طلب کرسکتا ہے اونمین دو مباح ہین اور دو حرام جو دو طریقے حرام ہین اونمین سے ایک یہ ہے کہ اپنی عبادت اظہار کرکے طلب کرے کیونکہ یہ حرام ہے اور ریا ہے عبادت خالصًا مخلصًا خدا ہی کیواسطے ہونا چاہیے اس طریقہ سے طلب جاہ حرام ہے دوسرا حرام طریقہ یہ ہے کہ دغا دے اور اپنے تئین ایسی صفت کے ساتھ موصوف ظاہر کرے جو اوسمین نہو مثلاً یون کہنا کہ مین علوی ہون میرا نسب یہ ہے یا مین فلانا پیشہ جانتا ہون اور نہ جانتا ہو یہ ایسا ہے جیسے دغے سے طلب مال کرنا اور وہ دو طریقے جو مباح ہین اونمین سے ایک یہ ہے کہ ایسی چیز سے طلب جاہ کرے جسمین دغا نہو اور وہ چیز عبادت نہو دوسرا مباح طریقہ یہ ہے کہ اپنا عیب چھپائے کیونکہ فاسق اگر اپنا گناہ اسواسطے پوشیدہ رکھے کہ اوسے بادشاہ کے نزدیک جاہ ومرتبہ حاصل ہو اسواسطے نہین کہ بادشاہ اوسے پارسا جانے تو یہ بھی مباح ہے

محبت جاہ کے علاج کا بیان

اے عزیز جان تو کہ محبت جاہ جب دل پر غالب ہوجاتی ہے تو دل کی بیماری ہوجاتی ہے اور علاج کی حاجت پڑتی ہے اسواسطے کہ وہ محبت مال کیطرح ضرور بالضرور آدمی کو نفاق ریا جھوٹ فریب عداوت حسد مناقشہ اور گناہون کی طرف کھینچتی ہے بلکہ محبت مال سے بدتر ہے کیونکہ اوسیسے زیادہ آدمی کی طبیعت پر غالب ہے اور جو شخص جاہ ومال اوسیقدر حاصل کرے جسمین اوسکا دین سلامت رہے اور اوس سے زیادہ بچا ہے وہ شخص بیمار نہین ہے اسواسطے کہ اوسنے حقیقت مین جاہ ومال کو دوست نہین رکھا بلکہ فراغت کار دین کو دوست رکھا لیکن کوئی ایسا ہوتا ہے کہ جاہ کو اسقدر دوست رکھتا ہے کہ اوسکا تمام خیال خلق ہی کی طرف رہتا ہے کہ خلق مجھے کیونکر دیکھتی ہے اور مجھے کیا کہتی ہے اور میری نسبت کیا اعتقاد رکھتی ہے کسی کام مین ہو مگر اوسکا دل اسی امر مین گرفتار رہتا ہے کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہین تو اوسپر اوس بیماری کا علاج فرض ہے اور اوسکا علاج علم وعمل سے مرکب ہے

علاج علمی یہ ہے کہ جاہ کی آفتین جو دین و دنیا مین ہین اونمین غور کرے دنیا مین تو یہ آفتین ہین کہ طالب جاہ ہمیشہ رنج و مذلت اور
خلق کے دلون کی رعایت مین مشغول رہتا ہے اور جاہ حاصل نہو تو خود ذلیل رہتا ہے اور اگر حاصل ہو تو لوگ اوسکے قصد مین
رہتے ہین اسکا حسد کیا کرتے ہین اور ہمیشہ عداوت اور دشمنون کا قصد دفع کرنے کے رنج مین رہتا ہے اور دشمنون کے مکر
اور غدر سے امین نہین رہتا اور دشمن جسکے درپے ہو وہ اگر خصومت مین مغلوب ہو تو مذلت مین ہووے ہی گا اور اگر غالب
ہو تو اوسے کچھ ثبات نہین کیونکہ تمام جاہ خلق کے دل سے علاقہ رکھتی ہے اور خلق کا دل جلدی پھر جاتا ہے موج دریا کے مثل
ہوتا ہے اور وہ عزت نہایت ہی ضعیف ہے جسکی بنا چند بدبختون کے دل پر ہو کہ جو خطرہ دل مین آئے اوسکے سبب سے وہ
عزت بدل جائے خصوصًا وہ شخص جسکی جاہ حکومت اور سرداری کے سبب سے ہو کیونکہ قابل معزولی ہے ایک خطرہ جو والی ملک کے
دل مین آجائے تو اوسکے سبب سے اوسے معزول کردے اور وہ ذلیل ہووے تو طالب جاہ کو دنیا مین رنج رہتا ہے اور آخرت
مین بھی رہیگا یہ بات سب ضعیف العقل نہ سمجھ سکین گے جسے بصیرت کامل حاصل ہو وہ خود جانتا ہے کہ اگر تمام روی زمین کی سلطنت
مشرق سے مغرب تک اوسے ملجائے اور تمام عالم اوسے سجدہ کرے تو یہ امر خوشی کرنے کے قابل نہین کیونکہ وہ جب مرجائیگا
تو یہ بات جاتی رہے گی اور تھوڑے ہی دنون مین نہ وہ رہیگا نہ سجدہ کرنیوالے وہ مرے ہوئے بادشاہون کے مثل ہوجائیگا
کہ کوئی اونھین یاد بھی نہین کرتا اس صورت مین اس لذت چند روزہ کے پیچھے اوسنے سلطنت ابدمدت کو کھو دیا ہوگا کیونکہ جس
شخص نے جاہ سے دل لگایا خدا کی محبت تو اوسکے دل سے تشریف لیگئی اور جو شخص اوس جہان مین جائے اور خدا کی محبت
کے سوا اور کوئی چیز اوسکے دل پر غالب ہو اوسپر بڑا عذاب ہوگا علاج علمی تو یہ تھا اور دواے عملی مین سے ایک یہ ہے کہ جہان
سے اوسے جاہ حاصل ہو وہان سے بھاگے اور ایسی جگہہ جائے جہان لوگ اوسے نہ پہچانتے ہون یہی دوا کامل ہے کیونکہ اگر
اپنے وطن مین عزلت اختیار کریگا اور لوگ جانین گے کہ اوسنے ترک جاہ کیا تو اس بات سے اوسے شہرت ہوجائیگی اسکی علامت یہ ہے
کہ لوگ جب اوسپر قدح کرین اور کہین کہ گوشہ گیری نفاق سے کرتا ہے تو بے صبری اور رنج اوسکے دل مین پیدا ہوگا اور اگر لوگ
اوسے کسی جرم کی طرف نسبت کرین تو گو کہ لوگون کا کہنا بالکل جھوٹ ہو مگر لوگون سے اونکا عذر طلب کرے تا کہ خلق اوس سے
بد عقیدہ نہو جائے یہ سب باتین اس امر کی دلیل ہین کہ ہنوز حب جاہ اوسکے دل مین برقرار ہے دوسرا علاج یہ ہے کہ ملامتیا بنجائے
اور ایسے کام کرے کہ لوگون کی نظرون سے گرجائے یہ نہین کہ حرام کھانے لگے جیسا کہ احمقون کا ایک گروہ فساد ڈالرہا ہے اور
اپنے تئین ملامتی کہتا ہے بلکہ ایسا کام کرے جیسا کہ ایک زاہد نے کیا ایک زاہد تھا امیر شہر اوسکے سلام کو آیا تا کہ اوس سے
برکت حاصل کرے جیسے ہی زاہد نے اوسے دور سے آتے دیکھا روٹی اور ترکاری مانگی اور جلدی جلدی بڑے بڑے نوالے کھانے لگا
جب امیر نے اوسے دیکھا تو اس حرص کے سبب سے اوسکا اعتقاد جاتا رہا اور پھر گیا اور ایک بزرگ کو ایک شہر مین عزت اور قبولیت
حاصل ہوئی اور خلق اوسکی طرف متوجہ ہوئی وہ بزرگ ایکدن حمام سے نکلے اور کسیکے اچھے کپڑے پہنکر باہر آئے اور رستہ مین ٹھہر گئے
تب لوگون نے اونھین پکڑا اور خوب تھپڑ مارے اور کپڑے چھین لیے اور کہا کہ یہ شخص چور ہے اور ایک بزرگ شراب کے رنگ کا

شربت پیالہ مین اونڈیل اونڈیل کر پیتے تاکہ لوگ سمجھین کہ یہ شراب ہے حرص جاہ توڑنیکا یہ علاج ہے اور مثل اسکے لوگون کی

تعریف کی محبت اور شکایت سے کراہیت کے علاج کا بیان ایعزیز جان تو کہ آدمی لوگون سے اپنی تعریف

کا حریص ہوتا ہے اور بالکل اپنی نیکنامی ہی چاہتا ہے اگرچہ ایسے کام سے ہو جو خلاف شرع ہووے اور خلق کی مذمت سے کارہ ہے

اگرچہ ایسے کام پر ہو جو حق ہووے یہ بھی دل کی بیماری ہے اور جبتک مدح و مذمت مین دل کے الم اور لذت کا سبب معلوم ہو تب تک اس بیماری کا علاج

نہین معلوم ہوتا ایعزیز جانتو کہ مدح کی لذت کے چار سبب ہین ایک تو وہ جو ہمنے بیان کیا کہ آدمی اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور

نقصان کو دشمن اور مدح و ثنا کمال کی دلیل ہوتی ہے کیونکہ آدمی اپنے کمال مین شک رکھتا ہے اور لذت کامل حاصل نہین ہوتی جب کسی سے

اپنی مدح سنتا ہے تو اپنے کمال کی نسبت یقین کامل کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور اوسکے سبب سے چین اور آرام پاتا ہے اور لذت پوری ہو جاتی ہے کیونکہ جب اپنے سے

بڑی کمال پائے تو آپ مین ربوبیت کی علامت نظر آئی اور طبیعت کو ربوبیت محبوب ہے اور جب مذمت سنتا ہے تو اپنے نقصان سے آگاہی پاتا ہے اس سبب سے

رنجور اور ملول ہو جاتا ہے پس اگر اپنی تعریف اور مذمت ایسے شخص سے سنتا ہے جو دانا ہو اور فضول گو نہو جیسے اوستاد منصف اور

عالم تو خواہ نخواہ رنج و راحت سے زیادہ آگاہی پاتا ہے اور اگر کوئی بے بصیرت آدمی کہے تو لذت نہین حاصل ہوتی کیونکہ اوسکے قول

سے یقین کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا دوسرا سبب یہ ہے کہ مدح و ثنا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مداح کا دل ممدوح کی ملک ہے اور اوسکا

مسخر ہے اور مداح کے دل مین اوسکی بڑی جگہ اور جاہ و منزلت ہے اور جاہ محبوب ہے تو مداح اگر کوئی مرد محتشم ہو تو اوسکی تعریف

سے بہت لذت ہوتی ہے کیونکہ اوسکا دل اپنی ملک مین آنے سے بڑی قدرت ہوتی ہے اور اگر مداح کمینہ آدمی ہو تو وہ لذت

نہین حاصل ہوتی تیسرا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات کی خوشخبری ہوتی ہے کہ اور لوگ کے دل بھی اوسکے دام عقیدت مین پھنسینگے

اور جب وہ تعریف کرتا ہے تو اور لوگ بھی اعتقاد کرتے ہین اسیطرح ہر ایک معتقد ہو جائیگا تو اگر بر ملا تعریف ہو اور تعریف کرنیوالا ایسا ہو کہ

لوگ اوسکی بات مانین تو تعریف کی بڑی لذت ہوتی ہے اور مذمت اسکے برخلاف ہے چوتھا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات

کی دلیل ہوتی ہے کہ تعریف کرنیوالا اسکی حشمت کے حکم کا مقید ہے اور حشمت بھی محبوب ہے اگرچہ قہر سے ہو کیونکہ اگر جانتا ہے کہ تعریف کرنیوالا جو کچھ کہہ رہا ہے اوسکا اعتقاد نہین رکھتا لیکن اوسکی حاجتمندی اوس سے تعریف کرواتی ہے تو اسمین اپنی قدرت کا کمال

پاتا ہے پس اگر تعریف کرنیوالا ایسی تعریف کرے کہ وہ جانے کہ جھوٹ کہتا ہے اور کوئی قبول نہ کریگا اور نہ یہ خود دل سے کہتا ہے

میرے خوف سے تعریف کرتا ہے بلکہ مسخرے پن سے کہتا ہے تو کچھ لذت نہ باقی رہے گی کیونکہ وہ سب جاتی رہے گی ایعزیز اب جو

تونے اسباب جان لیے تو علاج آسانی سے جان لےگا اگر کوشش کریگا تو علاج بھی کر سکیگا پہلا سبب یہ تھا کہ تو مداح کے کہنے سے

اپنے کمال کا اعتقاد کرے تو چاہیے کہ تو خیال کر کہ یہ صفت جو وہ کہتا ہے مثلاً علم و ورع یہ سچ ہے تو اس صفت پر تیری خوشی اوس

کے سبب سے ہونا چاہیے جسنے وہ صفت عطا فرمائی اوسکے کہنے کے سبب سے نہین کیونکہ کسی کے کہنے سے وہ صفت نہ زیادہ

ہو جائیگی نہ کم اور اگر تونگری اور سرداری اور اسباب دنیا کی وجہ سے وہ تیری تعریف کرتا ہے تو یہ صفتین خوشی کی لائق نہین ہین

اگر ہین تو ان صفتون کے سبب سے خوش ہونا چاہیے تعریف کے سبب سے نہین بلکہ عالم بھی اگر اپنا علم و ورع جانتا ہے تو خاتمہ کے

موت سے خوش نہیں ہوتا کیونکہ خاتمہ کا حال نہیں معلوم اور جب تک یہ معلوم ہو جاے تب تک تمام علم و ورع ضائع ہے جب عالم کا یہ حال ہے تو جس شخص کا مقام دوزخ مین ہوگا اوسے خوشی کا کیا محل ہے لیکن اگر جانتا ہے کہ یہ صفت مجہہ مین نہین ہے جیسے علم و ورع اگر اوسپر خوش ہوگا تو حماقت ہے اوسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اوس سے کہے کہ یہ خواجہ مرد عزیز ہے اور اسکی انتڑیاں بول اور نجاست سے بھری ہین اور وہ جانتا ہے کہ اسکی انتڑیون مین بالکل گندگی اور نجاست ہے اور پھر اوس خبر سے خوش ہوتا ہو تو یہ خوشی عین جنون ہے لیکن اور سبب کا حاصل جاہ و حشمت کی محبت ہے اور اوسکا علاج بیان ہو چکا ہے اگر کوئی شخص تیری مذمت کرے تو اوسکے سبب سے رنجیدہ اور خفا ہونا نادانی ہے کیونکہ اگر وہ سچ کہتا ہے تو فرشتہ ہے اور اگر جان بوجہکر جھوٹ بولتا ہے تو شیطان ہے اور اگر یہ نہین جانتا کہ مین جھوٹ بولتا ہون تو گدہا اور بیوقوف ہے اگر حق تعالی کسی کو مسخ کرکے گدہا شیطان یا فرشتہ بنادے تو تجھے کیون رنجیدہ ہونا چاہیے پس اگر مذمت کرنیوالا سچ کہتا ہے تو جو نقصان تجہہ مین ہے اوسکے سبب سے رنجیدہ ہونا چاہیے بشرطیکہ دینی نقصان ہو اوسکے کہنے سے نہ رنجیدہ ہونا چاہیے اور اگر دنیوی نقصان ہے تو وہ خود دینداروں کے نزدیک ہنر ہے عیب نہیں دوسرا علاج یہ ہے کہ تو خیال کر کہ اوسنے جو کچھ کہا وہ تین حال سے خالی نہین اگر اوسنے سچ کہا اور مہربانی سے کہا تو اوسکا احسانمند ہونا چاہیے کیونکہ اگر کوئی شخص تجھے خبر کردے کہ تیرے کپڑے مین سانپ ہے تاکہ تو اوس سے بچے تو اوسکا احسانمند ہوتا ہے اور دین مین جو عیب ہوتا ہے وہ سانپ سے بھی بدتر ہے کیونکہ اسمین عاقبت کی ہلاکی ہے اور اگر تو کسی بادشاہ پاس جاتا ہو اور کوئی شخص تجھسے کہے کہ اے ناپاک کپڑون والے پہلے کپڑے پاک کر اور تو دیکھے کپڑون مین نجاست بھری دکھائی دے اور اگر اسیطرح تو بادشاہ کے سامنے چلا جاتا تو خفگی کا خوف تھا تو اوس اطلاع کرنیوالے کا احسان ماننا چاہیے کہ تو اوس خوف سے چھوٹا اور اگر اوسنے عیب جوئی کے قصد سے کہا ہے تو اگر سچ کہا ہے تو تجھے تو فائدہ ہو اور اوسکی عیب جوئی اوسکی بیدینی کی نشانی ہے تو چونکہ تجھے فائدہ ہوا اور اوسے نقصان تو غصہ کرنا لازم نہین ہے لیکن اگر اوسنے جھوٹ کہا تو تجھے خیال کرنا چاہیے کہ اگر تو اوس عیب سے پاک ہے اور بہت سے عیب رکھتا ہے جو وہ نہین جانتا تو اس امر کا شکر کر کہ حق تعالی اسنے تیرے اور عیب پوشیدہ رکھے اور اس عیب کرنیوالے نے اپنی نیکیون کی فرد تجھے ہدیہ کردی اگر وہ تیری تعریف کرتا تو تیرے قتل کرنے کے برابر تھی تو قتل ہونے سے تو کیون خوش ہوتا ہے اور ہدیہ دینے سے کیون ناخوش ہوتا ہے یہ وہ شخص کرتا ہے جو کامون کی صورت دیکھتا ہے معنی اور روح نہین عقلمند اور بے عقل مین یہی فرق ہے کہ عقلمند کامون کی حقیقت اور روح دیکھتا ہے اور صورت نہین دیکھتا غرضکہ جب تک خلق سے طمع منقطع ہوگی تب تک یہ بیماری نہ جائیگی **مدح اور مذمت مین لوگون کے درجون کے تفاوت کا بیان** اے عزیز جانتو کہ لوگ اپنی مدح اور مذمت سننے مین چار درجون پر ہین پہلا درجہ عوام الناس کا ہے کہ اپنی تعریف پر خوش ہوتے ہین اور مذمت پر خفا ہوتے ہین اور بدلا لینے پر مستعد ہوتے ہین یہ بدترین درجات ہے دوسرا درجہ پارسا لوگون کا ہے کہ مدح سے خوش ہوتے ہین اور مذمت سے خفا لیکن معاملہ مین اظہار نہین کرتے اور مدح کرنیوالے کو مذمت کرنیوالے کو برابر رکھتے ہین اور دل مین ایک کو دوست رکھتے ہین ایک کو دشمن تیسرا درجہ متقی لوگون

کہ دونون کو برابر رکھتے ہین دل سے بھی اور زبان سے بھی اور مذمت سے دل مین کچھ بھی ناراض نہین ہوتے اور تعریف کرنیوالیکو
زیادہ مقبول نہین بناتے کیونکہ ان لوگون کا دل نہ مدح سے التفات کرتا ہے نہ مذمت سے یہ بڑا درجہ ہے اور بعضے عابد جاتے ہین
کہ ہم اس درجہ کو پہونچ گئے حالانکہ خطا کرتے ہین اس درجہ پر پہونچ جانے کی علامت یہ ہے کہ اگر برا کہنے والا اوسکے پاس بہت
بیٹھے تو تعریف کرنیوالے کی بہ نسبت اوسکے دل پر گران نہو اور اگر کسی کام مین معاونت چاہے تو اوسکی معاونت تعریف کرنیوالیکی
معاونت کے بہ نسبت دشوار نہو اور اگر اوسکی ملاقات کو کم جائے تو دل جتنا تعریف کرنیوالیکی ملاقات کو چاہتا ہے اوتنا ہی اسکی
ملاقات کو بھی چاہے کم نچاہے اور اگر مرجائے تو اسکے مرنے کا رنج تعریف کرنیوالیکی موت کے رنج سے کم نہو اور اگر کوئی مذمت
کرنیوالیکو ستائے تو اوتنا ہی رنجیدہ ہو جتنا مادح کے ستانے سے رنجیدہ ہوتا اور اگر مداح کوئی خطا کرے تو وہ خطا اوسکے دل پر
ہلکی نہ معلوم ہو یہ باتین نہایت دشوار ہین اور شاید کہ عابد اپنے تئین غرور مین لاکر کہے کہ مذمت کرنیوالے پر مین اسوجہ سے غصہ کرتا ہون
کہ وہ میری اس مذمت کے سبب سے گنہگار ہوا یہ شیطان کا فریب ہے کیونکہ بہت وقت بہت لوگ ایسے ہین کہ گناہ کبیرہ اور بار بار لوگون کی
مذمت کرتے ہین تو جب اونسے ناخوش نہین ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ غصہ نفسانیت کا ہے دینداری کا نہین اور جو جاہل
جاہل ہوتا ہے وہ ایسی باریکیون کو مشکل سے سمجھتا ہے چوتھا درجہ صدیقون کا ہے کہ تعریف کرنیوالیکو دشمن ٹھہراتے ہین اور مذمت
کرنیوالیکو دوست رکھتے ہین کیونکہ اوس سے تین فائدے حاصل کرتے ہین ایک تو یہ کہ اوس سے اپنا عیب سنا دوسرے یہ کہ اوسنے اپنی
نیکیان انھین ہدیہ بھیجدین تیسرے اوسنے انہین اس بات پر حریص کیا کہ اوس عیب سے اور جو دینا عیب ہو اوس سے پاک ہونیکی
فکر کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ افسوس ہے روزہ دار اور تہجد گذار پر اور اوسپر جو صوف پہنے مگر یہ کہ اوسکا
دل دنیا سے آزاد ہوجائے اور تعریف کو دشمن رکھے مذمت کو دوست جانے اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بڑا سخت امر ہے اسواسطے کہ
ایسے درجہ پر پہونچنا سخت متعذر ہے بلکہ دوسرے ہی درجہ پر پہونچنا دشوار ہے کہ آدمی بظاہر فرق نہ کرے اگرچہ بدل کرے
کیونکہ غالب یہ ہے کہ جب کوئی کام اور معاملہ پڑتا ہے تو مرید اور مادح کی جانب آدمی میل کرتا ہے اور اس آخری درجہ کو وہی شخص
پہونچتا ہے جسنے اپنے نفس سے اتنی عداوت کی ہو کہ خود اپنا دشمن ہوگیا ہو وہ جب کسی سے اوسکا عیب سنیگا خوش ہوگا اور
عیب کرنیوالیکی زیرکی اور عقلمندی کا اعتقاد کریگا جیسا کہ کسی سے اپنے دشمن کا عیب سنکر خوش ہوتا ہے اور یہ نادر ہوتا ہے بلکہ
کوئی تمام عمر کوشش کرے کہ تعریف کرنیوالا اور مذمت کرنیوالا اوسکے نزدیک برابر ہوجائے تو بھی اس درجہ کو مشکل سے پہونچیگا
پھر جانو کہ اسمین خطر کی وجہ یہ ہے کہ جب تعریف اور مذمت مین فرق پیدا کریگا تو مدح کی طلب دل پر غلبہ کریگی اور آدمی اوسکے
بنانے لگیگا اور شاید کہ عبادت مین ریا کرنے لگے اور اگر کسی گناہ سے اپنے مطلب کو پہونچ سکتا ہے تو وہ گناہ بھی کر بیٹھے اور
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس ہے روزہ دار تہجد گذار پر یہ شاید اس سبب سے فرمایا ہو کہ اگر محبت دنیا
محبت ثنا کی جڑ دل سے نہ کھود ڈالی جائیگی تو آدمی جلدی گناہ مین پڑجائیگا لیکن مذمت سے کراہیت کرنا اور یہی تعریف کو
دوست رکھنا فی نفسہ حرام نہین ہے بشرطیکہ اس سے اور کوئی فساد اور برائی نہ پیدا ہو اور نہ پیدا ہونا بہت بعید ہے اور اگر کوئی

اگر گناہ مدح کی محبت اور مذمت کی عداوت سے ہوتے ہین اور خلق کو بالکل ہی خیال ہوتا ہے کہ جو کچھ کیجیے لوگون کی روداری کے واسطے کیجیے اور جب یہ خیال غالب ہو گیا تو آدمی سزا ناشائستہ کام کرائیگا ورنہ لوگونکی دلداری جو ریا کا علاج نہو وہ حرام نہین ہے واللہ اعلم

آٹھوین اصل ریا کے علاج کے بیان مین جو عبادات اور طاعات مین ہوتی ہے

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ حق تعالی کی عبادت مین ریا کرنا گناہ کبیرہ ہے اور شرک کے قریب ہے پارسا لوگون کے دل پر کوئی بیماری اس سے زیادہ نہین ہے کہ جب عبادت کرین تو چاہین کہ لوگ اس سے مطلع ہون اور انکی پارسائی کا اعتقاد کرین اور جب عبادت سے اعتقاد مقصود ہو تو وہ عبادت خدا کی عبادت نرہے گی کیونکہ خلق کی پرستش ہو جائیگی اور اگر لوگونکا اعتقاد اور حق تعالی کی پرستش دونون مقصود ہون تو شرک ہو جائیگا عبادت کرنیوالے نے خدا کے ساتھ اورکو بھی عبادت مین شریک کرلیا حق تعالی ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ؕ یعنی جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کا امیدوار ہو اوس سے کہدو کہ اوسکی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرے اور فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ یعنی افسوس ہے اون لوگون پر جو سہو اور ریا کے ساتھ نماز پڑھتے ہین ایک شخص نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ نجات اور رستگاری کا ہے مین ہے فرمایا کہ نجات اسمین ہے کہ تو حق تعالی کی بندگی کرے اور لوگون کو دکھانے کے واسطے نکرے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لائینگے اور کہینگے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہیگا کہ مین نے اپنی جان خدا کی راہ مین دی کفار نے جہاد مین مجھے شہید کیا حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے اسواسطے جہاد کیا تھا تا کہ لوگ کہین فلانا آدمی بڑا بہادر ہے اسے دوزخ مین لیجاؤ دوسرے شخص کو لائینگے اور اوس سے پوچھینگے کہ تو نے کیا عبادت کی ہے وہ کہیگا کہ مین جو کچھ رکھتا تھا سب خیرات کر دیا حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے خیرات اسواسطے کی تھی کہ لوگ کہین کہ فلانا آدمی سخی ہے اسے دوزخ مین لیجاؤ پھر اور شخص کو لائینگے اور اوس سے پوچھینگے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہیگا کہ مین نے بڑی محنت سے علم سیکھا اور قرآن شریف پڑھا ہے ارشاد ہوگا کہ جھوٹا ہے تو نے اسیواسطے پڑھا تھا کہ لوگ کہین فلانا شخص عالم ہے اسے دوزخ مین لیجاؤ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اپنی امت پر کسی چیز سے اتنا نہین ڈرتا ہون جتنا چھوٹے شرک سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہے فرمایا کہ ریا قیامت کے دن حق تعالی ارشاد کریگا کہ ای ریاکارو تم اون لوگون کے پاس جاؤ جنکے واسطے تمنے عبادت کی تھی اور اون ہی سے اپنی جزا مانگ لو اور فرمایا ہے کہ جب الحزن یعنی غم کے غار سے خدا کی پناہ مانگو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب الحزن کیا چیز ہے فرمایا کہ ریاکار عالمون کے واسطے دوزخ مین ایک غار ہے اور فرمایا ہے حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ جسنے عبادت کی اور کسی اور کو میرے ساتھ شریک کیا مین شریک سے بے نیاز ہون مین نے سب عبادت اوس شریک کو دیدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی اوس عبادت کو قبول نہین فرماتا جسمین

ایک ذرہ ریا ہو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ کیون
روتے ہو کہا کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے اور فرمایا ہے کہ ریاکار کو قیامت
کے دن یون پکارینگے او ریاکار او غدار او بیکار تیرا عمل ضائع ہو گیا اور اجر باطل ہو گیا اوس شخص سے اجر مانگ جسکے واسطے
تو نے عمل کیا تھا حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مین نے دیکھا کہ روتے
تھے مین نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا مین ڈرتا ہون کہ میری امت شرک کرے نہین کہ بت پوجے یا
آفتاب یا ماہتاب لیکن عبادت روو ریا کے ساتھ کرے اور فرمایا ہے کہ جسدن سایۂ عرش کے سوا اور کوئی سایہ نہوگا اوسدن
عرش کے سایہ مین وہ شخص ہوگا جسنے داہنے ہاتھ سے صدقہ دیا ہو اور چھپا ہو کہ بائین ہاتھ کو بھی خبر نہو اور فرمایا ہے کہ
حق تعالیٰ نے جب زمین کو پیدا کیا تو وہ تھرتھرائی پہاڑ کو پیدا کیا اوسنے دبا لیا ملائک نے کہا کہ حق تعالیٰ نے پہاڑ سے زیادہ
قوی کوئی چیز نہین پیدا کی پھر لوہے کو پیدا کیا اوسنے پہاڑ کو کاٹ ڈالا ملائکہ نے کہا کہ لوہا پہاڑ سے بھی زیادہ قوی تر ہے
پھر آگ کو پیدا کیا اوسنے لوہے کو گلا دیا پھر پانی کو پیدا کیا اوسنے آگ کو بجھا دیا پھر ہوا کو حکم کیا اوسنے پانی کو ایک جگہ ٹھہرا دیا
پس ملائکہ مین اختلاف پڑا اونھون نے کہا کہ ہم حق تعالیٰ سے پوچھتے ہین اور پوچھا کہ یا الٰہ العالمین تیرے مخلوق مین سب سے
زیادہ قوی کیا چیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ آدمی جو داہنے ہاتھ سے اسطرح صدقہ دے کہ بائین ہاتھ کو بھی خبر نہو مین نے اوس سے
زیادہ قوی کسی کو نہین پیدا کیا حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ
نے آسمان پیدا کرنے کے قبل سات فرشتے پیدا کیے پھر آسمان کو پیدا کیا اور ہر ایک کو ایک ایک آسمان پر تعینات کر دیا اور
اوس آسمان کی دربانی اوسے دی جب یہ فرشتے جنکو حفظہ کہتے ہین وہ بندون کے اعمال جو بندون نے صبح سے
شام تک کیے ہون پہلے آسمان تک اوٹھا لیجاتے ہین اور بندہ کی عبادت کی بہت تعریف کرتے ہین اور اوسنے ایسی
عبادت کی ہو کہ اوسکا نور آفتاب کے نور کے مانند ہو تو وہ فرشتہ جو آسمان پر تعینات ہے کہتا ہے کہ یہ عبادت اوسی بندہ
کے منہ پر دے مارو کہ مین اہل غیبت کا نگہبان ہون مجھے حق تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ جو شخص غیبت کرے اوسکے عمل کو آگے
نہ بڑھنے دینا پھر جسنے غیبت نہ کی ہو اوسکا عمل دوسرے آسمان تک لیجاتے ہین اوسپر جو فرشتہ تعینات ہے وہ کہتا ہے کہ
یہ عمل لیجاکر اوسکے منہ پر دے مارو کیونکہ اوسنے یہ عمل دنیا کے واسطے کیا ہے اور مجلسون مین لوگون پر فخر کیا ہے اور مجھے
حکم ہے کہ اوسکے عمل روکون پھر اوس شخص کے عمل لیجاتے ہین اوسمین روزہ نماز اور صدقہ ہوتا ہے حفظہ اون اعمال کے نور سے
تعجب مین ہوتے ہین جب تیسرے آسمان تک پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ مین کبر پر متعین ہون کہ متکبرون کے عمل کو
منع کرون کہ وہ لوگون کے ساتھ تکبر کرتا ہے پھر اور کسیکے عمل چوتھے آسمان تک بلند کرتے ہین کہ وہ عمل تسبیح اور نماز اور
حج کی برکت سے ستارون کی طرح درخشان ہوتے ہین اوس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ اعمال اوسی بندہ کے منہ پر مارو
مین موکل عُجب ہون اس بندہ کا عمل بے عجب نہین ہے مین اوسکے عمل کو آگے نجانے دونگا پھر پانچوین آسمان تک لیجاکر

عمل لیجاتے مین یہ عمل حسن و جمال مین ایسے ہوتے ہین جیسے وہ بنائی سنواری گئی دولہن جسے پہلے پہل دولہ کے گھر رخصت کرتے
اوس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ ان اعمال کو اوسی بندہ کے منہ پر پھینک مارو اور اوسی کی گردن پر لاد دو کہ مین حسد پر متعین
ہون جو شخص علم و عمل مین اس بندہ کے برابر ہوتا ہے یہ اوسکا حسد کرتا ہے اور اوسکے حق مین زبان دراز کرتا ہے مجھے حکم ہے
کہ حاسدون کے اعمال کو باز رکھون پھر چھٹے آسمان تک اور کسیکے عمل لیجاتے ہین اونمین نماز روزہ حج زکوۃ عمرہ ہوتا ہے اوس
آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ عمل اوسی بندہ کے منہ پر دے پٹکو کہ وہ ایسے شخص پر شفقت نہین کرتا جسے کوئی رنج و بلا پہونچی ہو
بلکہ خوش ہوتا ہے مین فرشتہ رحمت ہون مجھے حکم ہے کہ بیرحمون کے اعمال کی روک ٹوک کرون پھر ساتوین آسمان تک
اور کسیکے اعمال لیجاتے ہین یہ اعمال روزہ نماز نفقہ جہاد و ورع سے بھرپور ہوتے ہین اور انکا نور ایسا ہوتا ہے جیسے نور آفتاب
اور بزرگی کے سبب سے رعد کی گھڑگھڑاہٹ کے مانند اونکا نور آسمانون مین پڑجاتا ہے اور تین ہزار فرشتے انکے ساتھ پہونچانے
جاتے ہین اور کوئی فرشتہ انہین نہین روک سکتا جب ساتوین آسمان تک یہ اعمال پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ یہ اعمال
اوسی بندہ کے منہ پر پھیر مارو اور اوسکے دل پر قفل لگا دو کیونکہ اس عمل سے خدا اوسے مقصود نتھا بلکہ علما کے نزدیک اسکی عزت
مقصود تھی اور شہرون مین اپنا نام اور شہرہ مقصود تھا مجھے حکم ہے کہ اوسکے اعمال کو راہ نہ دے اور جو عمل خالصًا خدا کے واسطے
نہین ہوتا وہ ریا ہوتا ہے اور حق تعالیٰ ریاکار آدمی کے عمل نہین قبول کرتا ہے اور کسیکے اعمال اوٹھاتے ہین اور ساتوین
آسمان کے آگے بڑھا لیجاتے ہین اونمین بالکل خلق نیک اور تسبیح اور طرح طرح کی عبادت ہوتی ہے اور سب آسمانون کے
فرشتے پہونچانے جاتے ہین حتی کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی درگاہ مین پہونچتے ہین اور سب فرشتے گواہی دیتے ہین کہ یہ اعمال
پاک اور با اخلاص ہین حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم اوسکے اعمال کے نگہبان ہو اور مین اوسکے دل کا نگہبان
ہون اوسنے یہ عمل میرے واسطے نہین کیا اپنے دل مین اور نیت کی ہے میری لعنت اوسپر ہو فرشتے کہتے ہین کہ بارخدایا
تیری لعنت اور ہم سب کی لعنت اوسپر ہو ساتون آسمان اور ساتون زمین اور جو کچھ زمینون اور آسمانون مین ہے سب اوسپر
لعنت کرتے ہین ریا کے باب مین ایسی بہت سی حدیثین ہین بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ایک مرد کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے ہے یعنی مین پارسا ہون فرمایا اے ٹیڑھی گردن والے گردن سیدھی کر خشوع دل مین
ہوتا ہے گردن مین نہین حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ سجدہ مین پڑا ہوا مسجد مین رو رہا ہے کہا کہ
یہ جو تو مسجد مین کرتا ہے اگر گھر مین کرتا تو کوئی تجھسا نہوتا امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ ریاکار کی تین علامتین
ہین جب اکیلا ہو تو سست ہو جب لوگون کو دیکھے تو خوشی مین آئے جب اوسکی تعریف کرین تو عمل زیادہ کرے جب مذمت کرین
تو عمل بہت کم کرے ایک شخص نے حضرت سعد ابن مسیب سے پوچھا کہ جو آدمی ثواب کے واسطے اور لوگون کی تعریف کے لیے مال
دے اوسکے بارہ مین آپ کیا کہتے ہین فرمایا کہ بلا وہ یہ چاہتا ہے کہ خدا اوسے دشمن ٹھہرائے کہا نہین فرمایا کہ پھر جو کام کرے
خدا ہی کے واسطے کرے امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو [illegible]

مجہسے اپنا قصاص لیلے اور مجہے مارے اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپکی خاطر سے اور خدا کے واسطے مین نے بخشدیا فرمایا بخشنا کام نہین آیا فقط میری خاطر سے بخش کرین اوسکا حق پہچانون یا بلا شرکت محض خدا کے واسطے بخش اوسنے عرض کیا کہ مین نے خدا ہی کے واسطے بے شریک کے بخشا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک زمانہ تہا کہ لوگ جو کام کرتے تہے اوسمین ریا کرتے تہے اب جو کام نہین کرتے ہین اوسمین ریا کرتے ہین حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ بندہ جب ریا کرتا ہے تو حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ دیکہو تو میرا بندہ مجہسے کیسی ٹہٹہول کرتا ہے **جن کامون مین ریا کرتے ہین اونکا بیان** اے عزیز جانتو کہ ریا کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین لوگون کے سامنے پارسا جتلائے تاکہ اونکے نزدیک اپنے تئین آراستہ کرے اور اونکے دلون مین اپنی جگہہ کرلے تاکہ لوگ اوسکی عزت اور تعظیم کرین اور نیک جانین یہ اسطور سے ہوتا ہے کہ جو چیز دین مین پارسائی اور بزرگی کی دلیل ہے اوسے لوگون پر ظاہر کرے اور دکہلائے اسکی پانچ قسمین ہین پہلی قسم بدن کی ظاہری صورت ہے مثلاً آدمی اپنا چہرہ زرد کرلے تاکہ لوگ جانین کہ رات کو نہین سوتا ہے اور اپنے تئین دبلا بنائے تاکہ لوگ سمجہین کہ بڑی ہی ریاضت کرتا ہے اور روئی صورت بناکے رکہے تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ دین کے غم مین ایسا ہو رہا ہے اور بالون مین کنگہی نہ کرے تاکہ لوگ جانین کہ اسے اتنی بہی مہلت نہین ہے اونہ خوش ہے اور آہستہ آہستہ بات کرے آواز نہ نکالے تاکہ لوگ سمجہین کہ اوسکے دل مین وقار دین ہے اور مرد متدین ہے اور ہونٹہ خشک رکہے تاکہ لوگ جانین کہ روزے رکہتا ہے چونکہ یہ باتین لوگون کے پندار کا سبب ہوتی ہین تو انکے ظاہر کرنے مین حلاوت اور لذت ہوتی ہے اسیواسطے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کو چاہیے بالون مین کنگہی کرے تیل لگائے اور ہونٹہون مین تیل ملے تاکہ کوئی اوسے روزہ دار نہ جانے دوسری قسم کپڑے کے سبب ریا ہوتی ہے مثلاً صوف پہنتا ہے اور موٹا جہوٹا میلا پہٹا ہوا کپڑا پہنتا ہے تاکہ لوگ اوسے زاہد سمجہین یا نیلا لباس گدڑی کی صوفیانہ جانماز رکہتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ صوفی ہے اور صوفیون کے حالات سے اوسمین کچہ بہی نہو یا پگڑی کے اوپر سے چادر اوڑہے اور چمڑے کی جرابین پہنے تاکہ لوگ جانین کہ طہارت مین محتاط ہے اور محتاط ہو نہین یا پیراہن اور چادر کہینچے تاکہ لوگ سمجہین کہ عالم ہے اور ہو نہین لباس مین ریا کرنے والون کے دو فریق ہوتے ہین ایک گروہ عوام الناس کی قبولیت کا جویا رہتا ہے اور ہمیشہ پہٹے اور میلے کپڑے پہنتا ہے اگر اس جماعت سے کہین کہ تو زرے خز جو حلال ہے اوسے پہنو تو یہ ام انپر موت سے زیادہ سخت ہوتا ہے کہ لوگ کہین گے زاہد زہد سے باز آیا دوسرے گروہ کے لوگ سب خاص و عام اور بادشاہ کے نزدیک قبولیت ڈہونڈہتے ہین ان لوگون کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر پرانے کپڑے پہنتے ہین تو بادشاہ کی نظر مین حقیر ہوا ہین اور اگر لباس فاخرہ پہنتے ہین تو عوام کی نگاہ مین ذلیل ہوتے ہین تو کوشش کرتے ہین کہ باریک صوف اور گل بوٹہ دار لنگیا ہاتہہ لگین جیسا صالحون اور زاہدون کے کپڑون کا رنگ ہوتا ہے تاکہ عوام تو اوسکا ظاہر دیکہین اور اوسکی قیمت امیرون کے لباس کے برابر ہوتی ہے تاکہ بادشاہ حقارت سے نہ دیکہین ان لوگون مین سے اگر کسی سے کہیے کہ خز یا توزی کا لباس پہن

گویا اوسکی قیمت انگلی کی قیمت سے بہت کم ہوتی ہے مگر اوسے موت کی سختی کے برابر جانتا ہے غرضکہ جو لباس پہننے سے
یہ خیال ہوتا ہے کہ عوام جانینگے کہ زاہد اور پرہیزگاری سے وہ پشیمان ہوا اوسے پہن نہین سکتا تو وہ احمق جب دل مین سمجھتا ہے
کہ یہ لباس حلال ہے اور دنیادارون نے اسے پہنا ہے تو بازار مین نہین پہن سکتا گھر مین چھپا کر پہن سکتا ہے اسقدر نہین جانتا
کہ اس فعل سے خلق کو پوجتا ہے اور شاید کہ جانتا ہو مگر باک نرکہتا ہو تیسری قسم بات مین ریا ہے مثلاً لب ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ
یہ ذکر سے کبھی آسودہ نہین ہوتا اور شاید کچھ ذکر کرتا ہو لیکن اگر چاہے کہ دل سے ذکر کرے لب ہلاسکے تو نہوسکے کیونکہ ڈرتا ہے کہ لوگ
نہ جانینگے کہ یہ ذکر کرتا ہے یا لوگون کے سامنے جیسا احتساب کرتا ہے خلوت مین ویسا نہین کرتا یا صوفیون کی باتین سیکھ لی ہین
اور بیان کرتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ علم تصوف مین بڑا کامل ہے یا ہر وقت سر جھکا جھکا کر گردن ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ وجد مین ہے
یا آہ کرتا ہے یا آنکھین میں گڑھائی دیتا ہے تاکہ لوگ سمجھین کہ دین اسلام کا غم کھا رہا ہے یا حدیثین اور حکایتین سیکھ لی ہین اور بیان کرتا ہے
تاکہ لوگ کہین کہ یہ شخص بڑا عالم ہے اور اسنے بہت پیرون کو دیکھا اور سیر و سفر کیا ہوگا چوتھی قسم عبادت مین ریا ہے مثلاً جب کوئی دوسرا
آیا تو اوسکے سامنے اچھی طرح سے نماز پڑھتا ہے سر جھکا کر رکوع سجود لمبے کرتا ہے اور ادھر ادھر نہین دیکھتا یا لوگون کو جتا کر خیرات دیتا ہے
اور ایسے بہت سے امور ہین اور لوگون کے سامنے چلتے وقت آہستہ چلتا ہے اور سر آگے جھکائے رہتا ہے اور جب اکیلا ہوتا ہے
تو ہر طرف دیکھتا ہوا جلد ہی جلدی چلتا ہے جب دور سے کوئی نظر آجاتا ہے تو آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے پانچوین قسم یہ ہے
کہ ظاہر کرے کہ میرے مرید اور شاگرد بہت ہین اور سردار اور امیر لوگ میرے سلام کو آتے ہین اور مجھسے برکت لیجاتے ہین اور
علما میری تکریم کرتے ہین اور مجھے اچھا جانتے ہین اور کبھی یہ باتین اوسکی زبان پر آتی ہین کہ مثلاً اگر کسی سے لڑتا ہے تو کہتا ہے
کہ تو کون ہے اور تیرا پیر اور مرید کون ہے مین نے اتنے پیرون سے ملاقات کی ہے اتنے برس فلانے مرشد کی حضوری مین
رہا ہون تو نے کسے دیکھا ہے اور ایسی باتین کرتا ہے اور اس سبب سے اپنے اوپر بہت رنج گوارا کرتا ہے اور کھانے پینے مین ریاضت
ہی آسان ہے ایک راہب تھا اوسنے اس امر کے واسطے کہ لوگ جانتے ہین اور اوسکی تعریف کرتے ہین اس امر کے واسطے
اپنی غذا گھٹاتے گھٹاتے ایک تل کی غذا کر دی تھی اگر عبادت مین اظہار پارسائی کے واسطے ہون تو یہ سب باتین حرام ہین اسواسطے کہ
پارسائی خدا ہی کے واسطے کرنا چاہیے لیکن جو کام عبادت نہو اگر اوسکے سبب سے قبولیت اور جاہ طلب کریگا تو درست ہے اسواسطے کہ اگر
کوئی شخص بہت اچھے کپڑے پہنکر اور نہایت آراستہ ہو کر باہر نکلے تو مباح ہے بلکہ سنت ہے کیونکہ اس جمال سے اپنی مروت ظاہر
کرتا ہے پارسائی نہین بلکہ اگر کوئی شخص علم لغت اور علم نحو اور علم حساب اور علم طب کے سبب سے اپنی فضیلت ظاہر کرے یا ایسی
چیز کے سبب سے جو نہ علم دین مین سے ہو نہ عبادت کے واسطے تو یہ ریا مباح ہے کیونکہ ریا طلب جاہ کا نام ہے اور یہ ہم بیان
کرچکے ہین کہ طلب جاہ اگر حد سے تجاوز نہ کرے تو مباح ہے لیکن طاقت اور عبادت سے نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایکدن باہر جانا چاہا کہ اصحاب جمع تھے پانی کے گھڑے مین دیکھکر آپ نے اپنے بال اور عمامہ درست کر لیا حضرت بی عائشہ رضی اللہ عنہا
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایسا کرتے ہین فرمایا ہان حق سبحانہ تعالی اپنے بندے سے اس امر کو دوست رکھتا ہے

جب اپنے بہائیون کو دیکہنے جانے لگے تو اونکے واسطے تجمل کرے اور اپنے تئین سنوار لے ہرچند کہ یہ فعل رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم ہی سے اصل دین تھا کیونکہ آپ اس بات کے مامور تہے کہ لوگون کے دل اور نظر مین اپنے تئین آراستہ کہین تاکہ آپکی طرف
ک زیادہ میل کرین اور پیروی کرین لیکن اگر کوئی اور یہ فعل تجمل کے واسطے کرے تو درست ہے بلکہ سنت ہے اسکے فائدون
ین سے ایک یہ بات ہے کہ اگر آدمی اپنے تئین پریشان صورت رکہیگا اور مروت نہ نگاہ رکہیگا تو لوگ اوسکی غیبت کرینگے
ر اوس سے نفرت کرین گے اور وہی خود اسکا سبب ہوگا لیکن اگر عبادت مین ریا ہو تو دو سبب سے حرام ہے ایک سبب تو یہ
ہ مین دغا ہے کہ لوگون کو دکہاتا ہے کہ مین اس عبادت مین مخلص ہون اور چونکہ اوسکا دل خلق کی طرف نگران ہے وہ مخلص
نہین ہے اور اگر لوگ جانین گے کہ یہ ہمارے واسطے کرتا ہے تو اوسے دشمن ٹھہرائین گے اور قبول نہ کرینگے دوسرا سبب یہ ہے
روزہ نماز تو خدا کی عبادت ہے جب بندون کے واسطے کیا تو حق تعالیٰ کے ساتھ ٹھٹھول کی اور ضعیف اور عاجز بندو
یسے کام مین مقصود رکہا جسمین حق تعالیٰ مقصود اور معبود ہوتا ہے اسکی مثل اوس شخص کی سی ہے جو کسی بادشاہ کے تخت کے
اپنے خدمت کے واسطے کہڑا ہوا اور اوسکی غرض یہ ہو کہ کسی غلام یا لونڈی کو دیکہے اور بادشاہ کو جتائے کہ مین کہڑا ہون
مقصود اور ہی چیز ہے تو یہ بادشاہ کے ساتھ ہلکا پن اور دل لگی بازی ہے کیونکہ دوسری غرض اوسکے نزدیک بادشاہ کی
رمت سے زیادہ اہم ہوئی اسیطرح جو شخص نماز کو کہڑا ہوا اور حقیقت مین رکوع سجود اور کسیکے واسطے کرتا ہے تو اگر سجود
لی تعظیم کے واسطے ہوگا تو خود شرک ظاہری ہے آدمی کی تعظیم اسوجہ سے ہوئی کہ اوسکی مقبولیت بھی مقصود ہے حتی کہ
اکو تو سجدہ کرتا ہے اور آدمی کی قبولیت حاصل کرتا ہے یہ یا شرک خفی ہے شرک جلی نہین **ریا کے درجون کا بیان**

درجانتو کہ ریا کے درجے مختلف ہین کوئی درجہ بہت بڑا ہے ان درجون کا تفاوت تین پہلون سے ہے پہلی اصل یہ ہے
قصد ریا بے قصد ثواب کے ہو جیسا کہ روزہ رکہتا ہے اور نماز پڑہتا ہے اگر اکیلا ہوتا تو نہ کرتا یہ بہت بڑی ریا ہے اسکے
سبب بڑا عذاب ہوگا اور اگر ثواب کا قصد بھی رکہتا ہے لیکن اگر تنہا ہوتا تو نہ کرتا یہ بھی پہلے درجے کے قریب قریب ہے
ضعیف سا قصد اوسے حق تعالیٰ کے غصہ سے نہ بچائیگا اور اگر ثواب کا قصد غالب ہے جیسا کہ اگر اکیلا ہوتا تو بھی کرتا لیکن
وئی رکہتا ہے تو خوشی زیادہ ہوتی ہے اور نماز روزہ اوسپر آسان تر ہوجاتا ہے تو ہم یہ امید رکہتے ہین کہ اس کی عبادت
ل اور ثواب حبط نہو جائے لیکن جسقدر ریا ہوگی اوسقدر عذاب کرین گے یا اوتنا ثواب کم دینگے اور دونون قصد برابر ہین
ک کو دوسرے پر غلبہ نہین تو یہ صورت شرکت کی ہے ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اس ریا کے سبب سے صحیح
ت نبچ جائیگا بلکہ معذب ہوگا دوسری اصل اوس چیز کا تفاوت ہے جسمین ریا کرتے ہین وہ عبادت ہے اوسکے تین
جے ہین پہلا درجہ اصل ایمان مین ریا یہ ایمان منافق کا ہوتا ہے اوسکا انجام کار کافر سے بھی بدتر اور سخت تر ہوگا کیونکہ
ق باطن مین کافر بھی ہے اور ظاہر مین دغا بھی کرتا ہے ابتدائے اسلام مین ایسے بہت لوگ ہوئے ہین اب کم ہوتے ہین
احمق لوگ اور جو لوگ ملحد ہوگئے ہین اور شریعت اور آخرت کا ایمان نہین رکہتے ہین اور ظاہر مین اوسکے خلاف کرتے ہین

یہ بھی منجملہ منافقین ہین کہ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے دوسرا درجہ اصل عبادتین ریا ہوتی ہے جیسے کوئی لوگون کے سامنے بطہارت
نماز پڑھے یا روزہ رکھے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ رکھتا یہ بڑی ریا ہے لیکن ویسی نہین ہے جیسے اصل ایمان مین ریا غرضکہ آدمی جب
خلائق کے نزدیک اپنی قدر و منزلت کو خدا کے نزدیک سے زیادہ دوست رکھیگا تو اوسکا ایمان ضعیف ہوگا اگرچہ کافر نہو جائیگا
لیکن اگر توبہ نہ کریگا تو مرنے کے وقت خطر کفر مین رہیگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ اصل ایمان اور اصل فرائض مین ریا نہ کرے مگر سنتین
ایسے مثلاً نماز تہجد پڑھے اور صدقہ دے اور جماعت کے واسطے جائے اور عرفہ عاشورہ دوشنبہ پنجشنبہ کے دن اسواسطے روزہ
رکھے تاکہ لوگ اوسکی مذمت نہ کرین یا اوسکی تعریف کرین اور شاید کہے کہ اسکا کرنا نہ کرنا یکسان ہے کہ یہ مجھپر واجب نہین ہے اب
مجھے ثواب کی کچھ تمنا نہین ہے چاہیے کچھ عذاب بھی نہو اور ایسا نہین ہے کیونکہ عبادتین خدا کے واسطے ہین انہین خلق کا کچھ
حصہ نہین ہے جب خلق کے واسطے کئیگی تو ایسی چیز مین جو خدا ہی کا حق ہے خدا سے خلق کو دوست رکھا اور یہ خدا کے ساتھ
دل لگی بازی ہے اور سبب عذاب ہوگا اگرچہ اوس شدت سے نہو جس شدت سے فرائض مین ریا کرنے سے ہوتا اور جو سنتین
صفات عبادت ہین اونمین ریا کرنا بھی اسیکے قریب ہے مثلاً جب کسی کو دیکھتا ہے تو رکوع اچھی طرح سے کرتا ہے اور ادہر ادہر
نہین دیکھتا قرأت بہت کرتا ہے طلب جماعت کرتا ہے اگلی صف کا قصد کرتا ہے زکوٰۃ بہتر مال مین سے دیتا ہے روزہ مین زبان کو
محفوظ رکھتا ہے گوشہ مین بیٹھتا ہے اور تنہائی مین یہ باتین نہین کرتا تیسری اصل ریاکار کے مقصود کا تفاوت ہے کہ ریا سے ریاکار کو
شاید کوئی غرض ہوگی اسکے بھی تین درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ اوسے جاہ مقصود ہو تاکہ اوس جاہ کے سبب سے کسی فسق اور گناہ کو
پہونچے جیسا کہ اپنے تئین امین اور متقی اور شبہہ کی چیزون سے پرہیزگار بناکر دکھاتا ہے تاکہ اوسے وقف کی چیزون کا اور قضا
اور وصایا اور ودیعت اور امانت اور مال یتیم کا متولی کرین کہ وہ اوسمین خیانت کرے یا زکوٰۃ اور صدقہ کا مال اوسے دین کہ
مستحقون کو بانٹ دے یا راہ حج مین فقیرون پر نفقہ کردے یا صوفیونکی خانقاہ مین صرف کرے یا مسجد یا سرا اور پل اور راہ کی
تعمیر مین خرچ کرے یا مجلس کرتا ہے اور اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھاتا ہے اور کسی عورت کو گھورتا ہے اور چاہتا ہے
کہ وہ عورت میرے ساتھ رغبت کرے تاکہ برے طور پر اوسکے ساتھ مل بیٹھے یا کسی مجلس مین جاتا ہے اور مقصود یہ ہے کہ کسی لڑکی
یا لونڈے کو گھورے اور مثل اسکے بہت ہی سخت اور بد مقصود ہین کہ خدا کی عبادت کے حیلہ سے اوسکے گناہ مین مرتکب ہوا چاہتا ہے
اسیطرح شاید کسیکو کسی مال یا عورت کے ساتھ تہمت لگائین وہ اپنا مال صدقہ دیکر پرہیزگاری جتائے تاکہ اوس تہمت سے بچے
اور لوگ کہین کہ جو شخص اپنا مال تو صدقہ کرتا ہے وہ اورون کے مال کو کیونکر حلال جانیگا دوسرا درجہ یہ ہے کہ فعل مباح اوسکی
غرض ہو جیسے کوئی واعظ اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھائے اس غرض سے کہ لوگ کچھ اوسے دین یا کوئی عورت
اوسکے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش کرے یہ شخص بھی حق تعالی کے عتاب مین ہے اگر اسکا گناہ ویسا سخت نہین جیسا پہلے درجہ والیکا تھا
اسنے بھی خدا کی عبادت کو متاع دنیا کا حیلہ کیا اور عبادت خدا کا تقرب اور سعادت آخرت پانے کے واسطے ہوتی ہے جب
اوسنے عبادت سے حصول دنیا کا قصد کیا تو بڑی خیانت کی تیسرا درجہ یہ ہے کہ اوسے کسی چیز کی طلب اور خواہش نہو لیکن

اس بات سے عذر کرتا ہے کہ لوگ اوسے چشم حقارت سے دیکھین یہ چاہتا ہے کہ مجھے زاہدون اور صالحون کی طرح دیکھین مثلاً جاتا ہے جب کسی کو دیکھتا ہے تو بہت آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے اور سر جھکا لیتا ہے پیرون کی طرح چلنے لگتا ہے تاکہ لوگ یہ نہ کہین کہ وہ اہل غفلت مین سے ہے اور جانین کہ راہ مین بھی دین کے کام مین رہتا ہے یا ہنسی آتی ہو اور روک لے تاکہ لوگ یہ نہ کہین کہ بیہودہ پن اسپر غالب ہے یا اس خوف سے مزاح نہ کرے کہ لوگ کہین گے کہ مسخراپن کرتا ہے یا آہ سرد کھینچے اور استغفار کرے اور کہے سبحان اللہ آدمی کس غفلت مین پڑا ہے یا وجود ان چیزون کے جو درپیش ہین ہمین غفلت کا کیا محل ہے اور حق تعالیٰ اوسکے دل کا دانا ہے حال ہے کہ اگر وہ تنہا ہوتا تو استغفار اور افسوس نہ کرتا یا اوسکے سامنے لوگ کسی کی غیبت کرین تو کہے کہ آدمیکو اس سے زیادہ ضروری کام ہے آدمی کو اپنے عیب اور غیبت مین مشغول ہونا چاہیے تاکہ لوگ جانین کہ یہ غیبت نہین کرتا یا لوگون کو دیکھے کہ تراویح اور تہجد کی نماز پڑھتے ہین اور دو شنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھتے ہین اور اگر وہ نہ کریگا تو اوسے کاہل جانین گے اس خوف سے اونکی موافقت کرے یا عرفہ اور عاشورہ کے دن روزہ نہ رکھے اور پیاسا ہو کر پانی نہ پیئے تاکہ لوگ جانین کہ روزہ دار ہے یا یہ سمجھا جائے کہ روزہ دار نہین ہے یا کوئی کہے کہ کھانا کھا تو جواب دے کہ مجھے عذر ہے یعنی مین روزہ دار ہون اور ہو نہین یہ جواب دیکر دو پلیدی جمع کرتا ہے ایک نفاق کیونکہ حقیقت مین روزہ دار نہین ہے دوسرے یہ کہ یہ جتاتا ہے کہ مین صریح نہین کہتا ہون کہ روزہ دار ہون اور اپنی عبادت کو پوشیدہ کرتا ہون کیونکہ مین کہتا ہون کہ مجھے عذر ہے یہ نہین کہتا کہ روزہ دار ہون اور چاہتا ہے کہ اپنے تئین مخلص بھی ظاہر کرے اور شاید کہ صبر نہ آئے اور پانی پیکر عذر کرنے لگے کہ مین کل بیمار اور رنجور تھا آج روزہ نہ رکھ سکا یا فلانے آدمی نے میرا روزہ کھلوا ڈالا اور شاید کہ فوراً نہ کہے کہ لوگ ریا سمجھین بلکہ تھوڑی دیر ٹھہر کر کہین کی کوئی بات نکالتا ہے اور کہتا ہے کہ میری ماں کو نہایت ضعف قلب ہے کہ لوگ سمجھین کہ اگر بیٹا روزہ رکھے تو ماں ہلاک ہو جائے یعنی اپنی ماں کی خاطر کے واسطے روزہ نہین رکھتا یا کہے کہ آدمی جب روزہ رکھتے ہین تو رات کو نیند جلدی آتی ہے اور شب بیداری نہین کر سکتے غرضکہ جب ریا کی پلیدی دل مین آتی ہے تو یہ باتین اور اسکے مثل اور باتین شیطان زبان سے نکلواتا ہے اور قاری جاہل اس سے غافل ہین کہ اپنی جڑ اوکھاڑتے ہین اور اپنی عبادت کا نقصان کرتے ہین اس ریا کا پہچاننا تو آسان ہے اور بعضی ریا چیونٹی کے پاؤن کی آواز سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے کہ زیرک اور عالم لوگ اوسکے پہچاننے سے عاجز ہین تو سیدھے سادے عابد کیا بیچارے ہین جو ریا چیونٹی کی چاپ سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے اوسکا بیان العزیز جانتو کہ بعضی ریا تو ظاہر ہے جیسے کوئی شخص لوگون کے بیچ مین تہجد کی نماز پڑھے اور اگر اکیلا ہو تو نہ پڑھے اس سے زیادہ پوشیدہ وہ ریا ہے کہ ہمیشہ تہجد پڑھنے کی عادت ہو لیکن اگر کوئی شخص موجود ہو تو زیادہ خوشی سے پڑھے اور پڑھنا بہت آسان اور سبک معلوم ہو یہ ریا بھی ظاہر ہے چیونٹی کی چاپ کے مثل نہین ہے کیونکہ اسے پہچان سکتے ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ریا ہوتی ہے جیسے کہ دوسرے کو دیکھنے سے تہجد مین خوشی بھی نہ بڑھے آسان بھی نہ معلوم ہو جسطرح ہر شب نماز پڑھتا تھا ویسا ہی پڑھے

اور بالکل کوئی علامت نہ ظاہر ہو لیکن جسطرح لوہے مین آگ ہوتی ہے اوسطرح دل مین ریا ہو اور اوسکا اثر اوسوقت ظاہر ہوگا
جبکہ لوگ جان جائین کہ یہ شخص اس صفت پر ہے تو یہ خوش ہو اور اپنے دل مین کشادگی اور انبساط دیکھے یہ فرحت و انبساط اس
بات کی دلیل ہے کہ ریا اوسکے باطن مین پوشیدہ تھی وہ یادت کو انکار اور کراہیت سے دور نہ کریگا تو اس بات کا خوف رہیگا
کہ مبادا یہ چھپی ہوئی رگ جنبش مین آجائے اور وہ پردہ چاہے نہ ایسا کوئی سبب کیجیے کہ لوگ آگاہ ہوجائین اگر صراحۃً نہ کہے تو
کنایۃً کہے اور اگر کنایۃً بھی نہ کہے تو انداز اور وضع سے ظاہر کرے اپنے تئین جھکا ہوا اور شکستہ دل دکھائے تاکہ لوگ جانین کہ
شب بیدار رہتا ہے اور ریا کبھی اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہو تو حارث ہے وہ اسطرح پر ہوتی کہ آدمی نہ تو خلق کے مطلع ہونے سے
خوش ہو اور نہ لوگون کے حاضر اور موجود ہونے سے اور سمجھے ظن غالب اگر ریا سے دل خالی نہوگا تو اوسکی علامت یہ ہے کہ اگر
کوئی شخص اوسکے پاس پہونچیگا اور پہلے سلام نہ کریگا تو یہ اپنے دل مین برا دیکھیگا اور اگر کوئی شخص اوسکی حرمت اور تعظیم
فروگذاشت کریگا یا خوشی سے اسکے کام کاج مین مستعد نہ رہیگا یا خرید فروخت مین اوسکی کچھ رعایت اور خاطر نہ کریگا یا اوسے
اچھی جگہ بیٹھنے کو نہ دیگا تو وہ اپنے دل مین متعجب ہوگا اور انکار رکھیگا اگر وہ عبادت پوشیدہ نہ کی ہوتی تو یہ تعجب نہوتا تو گویا اوسکا
نفس اور عبادت کے سبب سے عزت اور حرمت کا تقاضا کرتا ہے غرضکہ جبتک عبادت کا ہونا اور نہونا آدمی کے نزدیک یکسان نہوجائے
تب تک اوسکا دل ریائے خفی سے خالی نہین کیونکہ اگر وہ کسی کو ہزار دینار دیکر لاکھ دینار کی چیز لینا چاہے تو کسی پر احسان نرکھیگا اور
اپنی عزت اور حرمت کا آرزومند نہوگا اور اس امر کا کرنا نہ کرنا اوسکے نزدیک لوگون کے حق مین برابر ہوگا تو جب سعادت ابدی کو
پہونچنے کے واسطے خدا کی کچھ عبادت کرتا ہے تو اوسکے عوض مین اپنی عزت اور حرمت کی امید کسی سے کیون رکھنا چاہیے تو
یہ ریا سب ریاؤن سے زیادہ خفی ہے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ قیامت کے دن پڑھے ہوؤن سے
کہین گے کیا تمہارے ہاتھ لوگون نے سودا بہت سستا نہین بیچا اور کیا تمہارے کام کاج مین مستعد نہین رہے اور کیا پہلے
تمہین سلام نہین کیا یعنی یہ سب باتین تمہارے اعمال کی خبرا تھین جو تم حاصل کر چکے اور تمنے اپنے اعمال کو خالص نہین رکھا
شخص جو خلق سے بھاگ کر عبادت مین مشغول ہوا تھا وہ کہتا ہے کہ ہم فتنہ سے بھاگے ہین اور خوف ہے کہ ہمارے کام مین
خلق کے سبب سے کچھ فتنہ نہ پیدا ہوجائے کیونکہ جب ہم کسی کو دیکھتے ہین تو چاہتے ہین کہ ہماری عزت اور حرمت اور ہمارا حق نگاہ
رکھے اسی سبب سے مخلص لوگون نے کوشش کی ہے تاکہ اپنی عبادت کو اسطرح چھپائین جسطرح فواحش اور معاصی کو کیونکہ وہ سمجھے ہین
کہ جو عبادت خالصاً للہ ہو وہی قیامت کے دن قبول ہوگی انکی مثل اوس شخص کے مانند ہے جو حج کو جاتا ہے اور جانتا ہے کہ
جنگل مین زر خالص ہی چلیگا اور وہان جان کا خطر ہوگا تو وہ زر خالص مغربی پیدا کرتا ہے اور جو سونا کھوٹا ہوا اوسے پھینک
دیتا ہے اور حاجت کے دن کو نگاہ رکھتا ہے اور قیامت کے دن سے زیادہ کسی دن خلق عاجز نہوگی اور جو کوئی آج عمل خالص
نہین کرتا فرداے قیامت کو خراب رہیگا اور کوئی اوسکا ہاتھ نہ پکڑیگا جب تک آدمی یہ فرق کرتا ہے کہ میری عبادت چارپایہ
دیکھتا ہے یا آدمی تب تک ریا سے خالی نہین جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ فرماتے ہین جو ریا بالکل پوشیدہ اور تھوڑی سے

وہ تک شرک ہے یعنی خدا کی عبادت مین دوسرے کو شریک کرتا ہے جب خدای تعالی کے علم کو بس نہ سمجھا تب تو اور کے جاننے سے
اوسکی عبادت مین اثر کیا **فصل** ایعزیز جانو کہ جو شخص اس سبب سے خوش ہوتا ہے کہ لوگون کو اوسکی عبادت کی اطلاع ہو وہ ریا
سے خالی نہین اور جو خوشی حق پر ہوتی ہے اوسکے چار درجے ہین [illegible] خیال سے خوش ہو کہ اوسنے عبادت پوشیدہ
رکھنے کا قصد کیا اور حق تعالی نے اوسکے بے قصد ظاہر کر دی اور گناہ و قصور بہت سے کیے تھے وہ خدا نے نہ ظاہر کیے اور
یہ سمجھکر خوش ہوتا ہے کہ اوسپر حق سبحانہ تعالی کا بڑا فضل و کرم ہے کہ اوسکی برائی پوشیدہ رکھتا ہے اور نیکی ظاہر کرتا ہے تو یہ خوشی
حق سبحانہ تعالی کے فضل و کرم کے سبب سے ہے لوگون کی تعریف کہ اگر وہ [illegible] کی وجہ سے نہین جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے
قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا دوسری کام ہے آدمی خوش ہو اور کہے کہ حق سبحانہ تعالی نے میری ایمان
دنیا مین پوشیدہ رکھین تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت مین بھی پوشیدہ رکھیگا کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ حق سبحانہ تعالی
ایسا کریم ہے کہ اوس سے یہ بات بہت بعید ہے کہ دنیا مین بندے کے گناہ چھپائے اور آخرت مین رسوا کرے تیسرا درجہ یہ ہے
کہ یہ سمجھکر خوش ہو کہ لوگون نے جب اوسکی عبادت دیکھی تو اوسکی پیروی کرین گے اور سعادت کو پہونچین گے حتی کہ اسکے واسطے پوشیدہ کا
ثواب بھی لکھین گے کہ اسنے پوشیدہ رکھنے کا قصد کیا اور علانیہ کا ثواب بھی لکھین گے کہ بے اوسکے قصد کے عبادت ظاہر ہو گئی
چوتھا درجہ یہ ہے کہ اس سبب سے خوش ہو کہ جسنے اسکی عبادت دیکھی وہ اسکی تعریف کرتا ہے اور اسکے ساتھ حسن عقیدت رکھتا ہے اور وہ
اس تعریف اور عقیدے کے سبب سے حق سبحانہ تعالی کا مطیع رہتا ہے اور خدا کی طاعت سے خوش ہوتا ہے نہ اپنی جاہ سے جو لوگون
کے نزدیک حاصل ہوئی اسکی علامت یہ ہے کہ اگر دوسرے کی طاعت سے مطلع ہو تو بھی ایسا ہی خوش ہو **اوس ریا کا بیان**
جو عمل باطل کر دیتی ہے ایعزیز جانو کہ ریا کا خیال یا عبادت کے پہلے یا بعد یا بیچ مین ہوتا ہے پہلا وہ کہ جو خیال ریا عبادت
کے پہلے ہوتا ہے وہ عبادت کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ نیت مین اخلاص شرط ہے اور اس خیال کے سبب سے اخلاص باطل ہو جاتا ہے
لیکن اگر ریا اصل عبادت مین نہو مثلاً ریا کے سبب سے اول وقت آدمی نماز کی جلدی کرے اور اگر تنہا ہوتا تو اصل نماز مین قصور نکرتا تو
اول وقت کا ثواب باطل ہوگا اصل نماز چاہیے تو باطل نہو درست ہو کیونکہ اصل نماز مین اسکی نیت پاک ہے جیسا کہ کوئی شخص غصب کیے ہوے
مکان مین نماز پڑھے تو فرض ادا ہو جائیگا اگرچہ گنہگار ہوگا لیکن نفس نماز کے سبب سے گنہگار نہوگا اسیطرح یہان پر بھی نفس نماز مین
ریاکار نہین ہے بلکہ فقط وقت مین ہے اور اگر اخلاص کے ساتھ نماز پوری کرے پھر ریا کا خطرہ گذرے اور نماز کا اظہار کرے تو
رہی ہوئی نماز باطل نہوگی لیکن اس خیال ریا کے سبب سے معذب ہوگا روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے کل سورۂ بقر پڑھی حضرت
ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ عبادت سے اوسے یہی نصیب تھا یعنی جو اظہار کیا ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین برابر روزے رکھتا ہون آپ نے فرمایا کہ تو نہ روزہ دار ہے نہ روزہ خوار محدثین نے کہا ہے کہ
اسکے معنی یہ ہین کہ چونکہ تونے اظہار کیا تو روزہ باطل ہو گیا اور ہمارے نزدیک ظاہرا یہ معنی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ اس سبب سے فرمایا کہ اوسکے اظہار سے جانا کہ عبادت کے وقت ریا سے یہ خالی نتھا لیکن اگر

خالی ہو تو جو عبادت کہ درست ادا ہوئی اور تمام ہوگئی پھیر ریا سے اوسکا باطل ہوجانا بعید ہے اور اس حدیث کے یہ معنی بھی کہتے ہین
برابر روزہ رکھنا منع ہے لیکن جو ریا کا خیال عبادت کے درمیان آوے تو اگر اصل عبادت کی نیت کو مغلوب کرے تو عبادت باطل ہوجاتی ہے
مثلاً نظارہ بازی کی چیز سامنے آئی یا کوئی چیز گم کی تھی وہ یاد پڑی اور اگر لوگ نہوتے تو نماز توڑ دیتا اور شرم سے نماز تمام کی یہ نماز
باطل ہوگی کیونکہ عبادت کی نیت جاتی رہی اور یہ کھڑا رہنا لوگون کے واسطے ہے اور اگر اصل نیت برقرار ہے مگر لوگون کے دیکھنے سے
خوشی پیدا ہو اور نماز اچھی طور پڑہنے لگے تو ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ نماز باطل نہوگی اگرچہ اس ریا کے سبب سے گنہگار ہوگا لیکن اگر
کوئی شخص اوسکی عبادت دیکھے اور وہ اوسکے سبب سے خوش ہو تو حارث محاسبی کہتے ہین کہ اس امر مین اختلاف ہے کہ اوسکی نماز
باطل ہوگی یا نہین اور کہتے ہین کہ مین اس امر مین متوقف تھا اور مجھے ظن غالب یہ ہے کہ نماز باطل ہوجائیگی پھر کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے
کہ کسی نے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اپنی عبادت پوشیدہ کرتا ہون لیکن لوگ جب اوس سے
واقف ہوجاتے ہین تو مین خوش ہوتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھے دو اجر ملین گے ایک عبادت پوشیدہ کا اجر
علانیہ کا تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور اسکی اسناد متصل نہین اور شاید کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
یہ بات مراد لی ہو کہ فراغت کے بعد عبادت ظاہر ہو اور عبادت کرنیوالا خوش ہو یا یہ مراد لی ہو کہ اپنی عبادت کے ظاہر ہونے مین
حق تعالیٰ کے فضل سے خوش ہو جیسا کہ ہمنے قبل اسکے بیان کیا ہے اس دلیل سے یہ معنی مراد ہوسکتے ہین کیونکہ کوئی نکہے گا کہ لوگون کے
مطلع ہونے پر خوش ہونا زیادتی اجر کا سبب ہے اگرچہ گناہ کا سبب نہو یہ حارث محاسبی کی تقریر ہے اور ہمارے نزدیک یہ معنی ظاہر تر
یہ ہین کہ اسقدر جو خوش ہو وہ جب عمل مین زیادتی نہ کرے اور اصل نیت برقرار رہے اور اوس نیت کے حکم سے عمل کرے تو نماز باطل
نہوگی ریا کے سبب سے دلکو جو بیماری پیدا ہوجاتی ہے اوسکے علاج کا بیان اے عزیز جانتو کہ یہ بڑی بیماری
ہے اسکا بڑا ہی علاج واجب ہے سب کوشش کامل کے علاج پذیر نہین ہوتی اسواسطے کہ یہ بیماری مزاج دل کے ساتھ مل ہوگئی
ہے اور دل مین راسخ ہوگئی ہے مشکل سے علاج پذیر ہوتی ہے اس بیماری کی صعوبت کا سبب یہ ہے کہ آدمی بچپن سے دیکھتا ہے
کہ لوگ باہم رو و ریا کا لحاظ رکھتے اور ایک دوسرے کی نگاہ مین اپنے تئین آراستہ کرتے ہین اور اکثرون کے ساتھ انکا بھی شغل
ہوتا ہے تو یہ عبادت بچے کے دل مین اوگنے لگتی ہے اور روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے جب تک عقل کامل ہوجاوے اور وہ
جان لے کہ یہ زیان کاری ہے تب تک وہ عادت غالب ہوجاتی ہے اسکا محو کرنا مشکل ہوجاتا ہے کوئی شخص اس بیماری سے
خالی نہین ہوتا اور یہ مجاہدت تمام خلق پر فرض عین ہے اور اس معالجہ مین دو مقام ہین ایک طلب مسہل کہ اس مادہ کو باطن سے
قلع کردے اور یہ علم وعمل سے مرکب ہے علمی یہ ہے کہ اس بات کو ضروری جانے کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے اس سبب سے کرتا ہے کہ اوسے
اوسوقت کچھ لذت ہو جب یہ جان لیگا کہ انجام کو اسکا ضرر اسقدر ہے کہ اوسکی طاقت نہین رکھتا تو اوس لذت سے دست بردار
ہوجانا اوسپر آسان ہوجائیگا جیسا کہ آدمی یہ جانے کہ شہد مین زہر قاتل ہے تو گو کہ اوسکا لالچی ہو لیکن اوس سے حذر کرنا اوسپر
آسان ہوجائیگا جیسا کہ آدمی یہ جانے کہ شہد مین زہر قاتل ہے تو گو کہ اوسکا لالچی ہو لیکن اوس سے حذر کریگا اور اصل ریا اگرچہ بالکل

تو جاہ و منزلت کی محبت سے متعلق ہے لیکن تین جڑین ہین ایک جڑ ثنا و صفت کی محبت ہے دوسری جڑ خوف
مذمت ہے تیسری جڑ خلائق سے طمع رکھنا اسیواسطے تھا کہ اعرابی نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہین اوس مرد کے حق مین جو حمیت دین کے سبب سے جہاد کرے یا اسواسطے کہ لوگ اوسکی
مردانگی دیکھین یا اسلیے کہ لوگ اوسکا ذکر کرین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسواسطے
جہاد کرتا ہے کہ کلمۂ توحید بلند ہو وہ خدا کی راہ مین ہے یہ اشارہ ہے کہ آدمی اپنا ذکر اور اپنی تعریف طلب کرے
اور مذمت سے نہ ڈرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اونٹ باندہنے کی رسی لینے
کی نیت سے جہاد کرے تو جو نیت کی ہے اوسکے سوا اور جو کچہ اوسے نہ ملیگا تو یہی تین باتین ریا کا سبب
ہوتی ہین ثنا و صفت کی حرص اسطور چھوڑنا چاہیے کہ قیامت کے دن اپنی رسوائی کا خیال کرے کہ برملا یون
پکارینگے کہ اے ریاکار اے فاجر اے گمراہ تجہے شرم نہ آئی کہ تو نے خدا کی عبادت لوگون کی تعریف کے
بدلے مین بیچ ڈالی اور دل خلق کی نگاہداشت کی خدا کی رضامندی سے کام نہ رکہا اور خلق سے نزدیک ہونے کو
خدا سے دوری اختیار کی اور قبولیت خدا سے قبولیت خلق کو بہتر سمجہا اور خلق کی تعریف حاصل کرنیکو خدا کی مذمت پر راضی
ہوگیا حق سبحانہ تعالی سے زیادہ کوئی شخص تیرے نزدیک ذلیل و خوار تہا کہ تو نے اوسکی رضامندی ڈہونڈہی اور اوسکے غصہ کا
اندیشہ نہ رکہا جب عقلمند آدمی اوس رسوائی اور فضیحتی کو سوچیگا تو سمجہے گا کہ لوگون کی تعریف ان رسوائیون کے برابر نہین ہوسکتی
خصوصا جب یہ سمجہیگا کہ جو عبادت مین کرتا ہون اوسکے سبب سے نیکیون کا پلہ بہاری ہوگا اور جب ریا کے سبب سے یہ عبادت تباہ ہوگئی
تو اوسکے سبب سے گناہون کا پلہ بہاری ہوجائیگا اور اگر یہ ریا نہ کرتا تو انبیا اولیا کا رفیق ہوا ہوتا اب اوسکے سبب سے دوزخ کے فرشتون
کے ہاتھ پڑا اور محرومون کا ساتھی ہوگیا اور اوسنے خلق کی رضامندی کے واسطے یہ سب کچہ کیا حالانکہ خود ان سب کی رضامندی
حاصل نہین ہوتی کیونکہ ایک خوش ہوتا ہے تو دوسرا ناخوش ہوتا ہے ایک اگر تعریف کرتا ہے تو دوسرا مذمت کرتا ہے پہر بالفرض
اگر سب تعریف ہی کرین تو اونکے ہاتھ نہ اوسکی روزی ہے نہ عمر نہ سعادت دنیا نہ سعادت آخرت کمال نادانی کی بات ہے کہ ذرا سی
تو اپنا دل پریشان کرے اور مراقبت کو ایسی لچر غرض کے واسطے حق تعالی کے عذاب اور خفگی مین پڑے آدمی کو چاہیے کہ یہ باتین
اور یہی اور باتین اپنے دل پر تازہ رکہے اور طمع کا علاج اوس طور پر کرے جو محبت مال کے بیان مین ہمنے کہا ہے اور اپنے دل مین
یون فرض کرے کہ شاید یہ طمع وفا نکرے اور اگر کرے بہی تو منت اور ذلت کے ساتھ اور حق تعالی کی رضامندی دم نقد فوت
ہوتی ہے اور خلق کے دل سب حق تعالی کی مشیت کے مسخر نہین ہوتے اور جب خدا کی رضامندی حاصل کریگا تو وہ خود خلق
کے دلون کو مسخر کردیگا اور نہ حاصل کریگا تو اوسکی رسوائی آشکارا ہوجائیگی اور دل بہی نفرت کرینگے اور خوف مذمت خلق کا
علاج اسطور کرے کہ اپنے دل مین کہے کہ مین اگر حق تعالی کے نزدیک نیک اور محمود ہون تو خلق کی مذمت مجہے کچہ نقصان
نہ کریگی اور معاذ اللہ اگر خدا کے نزدیک برا اور مذموم ہون تو خلق کی ثنا و صفت کچہ فائدہ نہ دیگی اور اگر اخلاص اختیار کریگا

اور ریا کی خلق سے دل پاک کریگا تو حق تعالی سب لوگونکے دلونکو اوسکی دوستی سے آراستہ کر دیگا اور اگر ایسا نکریگا تو لوگ خود اوسکے نفاق
اور اوسکی ریا کو جھٹ پٹ پہچان لین گے اور جس مذمت سے وہ ڈرتا ہے وہی پھر سامنے آئیگی اور خدا کی رضامندی تو فوت ہو
گئی اور جب دل حاضر کریگا اور اخلاص مین ایک ہی ہمت اور خیال باندھے رہیگا تو دل خلق کی مراعات سے نجات پائیگا اور
انوار الہی اوسکے دل مین بھر جائینگے خدا کی مہربانی اور مدد اور عنایت متواتر ہوگی اور اخلاص اور اوسکی لذت کی راہ اوسکے دل مین
کھل جائیگی اور علاج عملی یہ ہے کہ کار خیرات اور طاعات کو ایسا چھپائے جیسے کوئی فواحش اور معاصی کو چھپاتا ہے تاکہ عبادت مین
خدا کے علم پر قناعت کی عادت ہو جائے یہ امر ابتدا مین دشوار ہوتا ہے لیکن جب محنت اور مشقت کریگا تو اوسپر آسان ہو جائیگا
مناجات اور اخلاص کی لذت پانے لگیگا اور ایسا ہو جائیگا کہ اگر خلق دیکھے بھی تو وہ خود خلق سے غافل ہو دوسرا مقام تسکین ہے
یعنی جب ریا کا خطرہ اور خیال آنے لگے تو اوسکو دور کرنا اگرچہ آدمی نے اپنے تئین ایسا کر لیا ہے کہ خلق کے مال و دولت اور
ثنا و صفت سے بے طمع ہو گیا ہے اور یہ سب چیزین اوسکی نظر مین حقیر ہو گئین ہین لیکن عبادت مین خطرے اور وسوسے
ڈالتا ہے پہلا خطرہ تو یہ ہوتا ہے کہ آدمی یہ بات جانے کہ کسی کو اطلاع ہو گئی ہے یا امید ہے کہ اطلاع ہو جائے دوسرا یہ کہ ایک رغبت
دل مین پیدا ہوتی ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ لوگون کے نزدیک اوسے منزلت حاصل ہے تیسرا اس رغبت کا قبول کرنا ہوتا ہے
حتی کہ اوسکے تحقیق کرنیکا قصد کرے تو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ پہلے خطرے کو دفع کرے اور اپنے دل مین کہے کہ مین خلق کی
اطلاع کو کیا کرونگا کیونکہ خالق تو مطلع ہے بس آج یا اوسکی اطلاع کفایت کرتی ہے میرا کام خلق کے ہاتھ نہین ہے اگر دوسرا خطرہ
قبول خلق کی رغبت مین پیدا ہے جو کچھ اگلے پہلے فرض کیا تھا اوسے یاد کرے کہ خلق کی قبولیت حق تعالی کے رد اور غصہ کے ساتھ
بیفائدہ دیگی تاکہ اوس رغبت کے مقابلہ مین اس خیال سے کراہت آئے وہ خواہش تو اوسے قبول خلق کیطرف بلاتی ہے
کراہت اوس سے منع کریگی اور جو بات بہت غالب اور بہت قوی ہوتی ہے نفس اوسیکا مطیع ہو جاتا ہے تو ان تینون خطرون
کے مقابلہ مین تین کام درکار ہے ایک تو یہ معرفت کہ خدا کی لعنت اور غصہ مین رہیگا دوسرے کراہت جو اس معرفت سے پیدا ہو
تیسرے یہ کہ ریا کے خطرے کو دور کرے اور شاید کہ ریا کی خواہش ایسا ازدحام کرے کہ دل مین کچھ جگہ باقی نرہے اور معرفت اور
کراہت سامنے بھی نہ آنے پائے اگرچہ اسکے پہلے اپنے دل مین بہت کچھ فرض کر چکا ہو اور جب ایسا ہو جاوے تو شیطان کی
فتح ہوتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی اپنے تئین حلم اور بردباری پر قائم رکھتا ہے اور غصہ کی آفتین اپنے دل مین خوب
سونچ چکا ہے جب وقت آئے تو غصہ غالب ہو جائے اور وہ سب بھول جائے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ معرفت تو حاصل ہو
اور یہ جانتا ہو کہ یہ ریا ہے لیکن چونکہ خواہش قوی ہو تو کراہت نہ پیدا ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کراہت بھی ہو لیکن اوس
خواہش سے نہ بر آسکے اور اوسے دفع نہ کر سکے اور خلق کی قبولیت کی طرف میل کرنے لگے اور بہت عالم ایسے ہوتے ہین کہ جانتے ہین
کہ ریا کے ساتھ لوگون سے بات کرتے ہین اور یہ ہمارے واسطے نقصان کی بات ہے لیکن کہتے ہین اور توبہ مین تاخیر کرتے ہین
ریا کو دفع کرنا قوت کراہت کے قدر ہوتا ہے اور قوت کراہت قوت معرفت کے قدر ہوتی ہے اور قوت معرفت قوت ایمان

سکے تلذذ ہوتی ہے اور اسکی امداد ملائکہ سے ہوتی ہے اور ریا خواہش دنیا کے قدر ہوتی ہے اور اوسکی مدد شیطان
سے ہوتی ہے اور آدمی کا دل ان دو لشکر متنازع کے درمیان ہوتا ہے اور اوسے ہر لشکر کے ساتھ ایک مناسبت
ہے جسکی مناسبت بہت غالب ہوتی ہے اوسکے اکثر کو بہت قبول کرتا ہے اور اوسکی طرف بہت میل کرتا ہے اور یہ
مناسبت آگے سے حاصل کیے رہتا ہے کیونکہ نماز کے پہلے بندہ اپنے تئین ایسا کر لیتا ہے کہ فرشتون کے اخلاق اوسپر
بہت غالب ہوگئے یا وصف اسکے شیاطین کے اخلاق اوسپر غالب تر ہوتے ہین جب عبادت سکے
اندر ریا کا خیال آتا ہے تو وہی ظاہر ہونے لگتے ہین اور تقدیر ازلی اسے ایسی جگہہ کھینچ لیجاتی ہے جو قسمت ازلی سے
اوسکے حصہ مین ہے وہ ملائکہ کی مشابہت کا غلبہ ہو یا شیطان کی مناسبت کا **فصل** العزیز جب ریا کے متقاضی کے ساتھ تونے
خلاف کیا اور دل سے اوسکے ساتھ کارہ ہوا پھر اگر تجھہ مین اوسکی خواہش اور وسوسہ باقی رہے تو تو اسکے سبب ماخوذ نہوگا کیونکہ
وہ تو آدمی کی طبیعت ہے اور تجھے یہ حکم نہین ہے کہ تو اپنی طبیعت کو زائل کرے بلکہ یہ حکم ہے کہ تو اپنی طبیعت کو مغلوب اور
مقہور اور زیر دست کرے تاکہ تجھے دوزخ مین نہ ڈالے جب تو اسپر قادر ہوگیا کہ جو کچھ طبیعت نے حکم کیا تونے اوسکی تعمیل نہ کی تو
اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تیری مقہور اور زیر دست ہے حکم الٰہی بجالانے کو اسقدر کافی ہے اور اوس خواہش سے تیری
کراہیت اور مخالفت اون خواہشون کا کفارہ ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جناب رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمین ایسے وسوسے تعریف اور آتے ہین کہ اگر ہمین آسمان پر سے
پھینکدین تو یہ اوس سے بہتر ہے اور ہم اون وسوسون سے کارہ ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان تمنے کیا
پائی اونھون نے عرض کیا جی ہان فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور وہ وسوسے حق تعالیٰ کے حق مین گیدرتے تھے اونسے کراہت کرنا
صریح ایمان ہے پس جب کراہت اوسکا کفارہ ہوتی ہے تو جو کچھ خلائق کے وساوس سے علاقہ رکھتا ہے وہ کراہت سے بطریق
اولیٰ محو ہوجائیگا لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس شخص نے ایسے وسوسہ مین مخالفت نفس اور شیطان کی قوت پائی تو شیطان
اوسکا حسد کرتا ہے اور اوسے بتاتا ہے کہ اوسکے دین کی بھلائی اسمین ہے کہ اس وسوسہ مین شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین
مشغول ہو اور یہ دل کا جھگڑے مین مشغول ہونا مناجات کی لذت کھو دیتا ہے یہ خطا ہے اور یہ امر چار درجون پر ہے ایک تو یہ کہ
شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین اوقات ضائع کرے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسی پر اقتصار کرے کہ اوسکی تکذیب کرکے دفع کرے
اور مناجات مین مشغول ہوجائے تیسرا درجہ یہ ہے کہ تکذیب اور دفع مین بھی نہ مشغول ہو کیونکہ جانتا ہے کہ اسمین بھی کچھ وقت
ضائع ہوگا اوسکی طرف التفات ہی نہ کرے اور مناجات مین مشغول ہوجائے چوتھا درجہ یہ ہے کہ اخلاص کی حرص اور کوشش
زیادہ کرے کیونکہ جانتا ہے کہ شیطان کو اس سے غصہ آتا ہے اور اوسکی طرف خود التفات ہی نہ کرے اور کامل تر درجہ یہی ہے
کیونکہ شیطان جب اوسکی یہ صفت معلوم کرلیگا تو اوس سے ناامید ہوجائیگا اسکی مثل اون چار شخصون کی سی ہے جو طلب علم کیو
جاتے ہون اور کوئی حاسد انکی راہ مین آکھڑا ہوا ایک کو منع کرے وہ اوسکی نمانے اور لڑنے کو مستعد ہوجائے اور اوقات ضائع کرے

وہ حاسد دوسرے کو منع کرے تو وہ اوسے دفع کرے لڑنے پر آمادہ ہو اور تیسرا جو منع کرنیسے ہی نہ مشغول ہو بلکہ التفات ہی نکرے اور جسطرح چلتا تھا اوسیطرح چلا جاوے تا اوسکی تشنیع اوقات نہو اور چوتھا اوسکی طرف التفات بھی کرے اور جلدی جلدی چلنے لگے تو اس حاسد نے ان دو سے تو کچھ اپنی مراد حاصل کی اور تیسرے سے کچھ مراد نہ حاصل ہوئی اور چوتھے سے باوصف اسکے کہ کچھ مراد حاصل کی اوسی کو کچھ زیادتی حاصل کرادی اگر ان تینون کے منع کرنے سے وہ حاسد پشیمان ہوگا تو اس چوتھے کے منع کرنے سے تو پشیمان ہوگا اور کہیگا کہ کاش مین منع نہ کرتا تو اولی اور انسب یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو شیطان کے وسوسے اور جھگڑنے مین آدمی نہ پڑے اور مناجات ہی مین مشغول رہے **اظہار طاعت کی اجازت کا بیان** اے عزیز جانو کہ طاعت کو چھپانے مین یہ فائدہ ہے کہ آدمی ریا سے نجات پاوے اور ظاہر کرنے مین بڑا فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ خلق اوسکی پیروی کرے اور خلق کو خیر کی رغبت زیادہ ہو اسیواسطے حق تعالی نے دونون کی تعریف کی اور فرمایا اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ یعنی اگر صدقہ آشکارا دو تو کیا خوب بات ہے اور اگر پوشیدہ دو تو بہتر ہے ایکدن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مال چاہیے تھا ایک انصاری تھیلی لے آئے جب اونہین دیکھا تو اور لوگ بھی مال لانے لگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیک رسم مقرر کرے کہ اور لوگ بھی اوسمین اوسکی متابعت کرین تو اوسے اپنا بھی ثواب ہوگا اور دوسرون کی موافقت کا بھی اجر ملیگا اسیطرح جو شخص حج یا جہاد کو جانیوالا ہے تو پہلے سے اوسکا سامان کرے اور باہر نکلے تا کہ لوگون کو بھی حج یا جہاد کا شوق پیدا ہو یا تہجد کی نماز پڑہتا ہے اور آواز بلند کرتا ہے تا کہ اور لوگ بھی جاگ پڑین تو حقیقت یہ ہے کہ اگر ریا سے بیخوف ہو اور اظہار دوسرون کی رغبت ہی کا سبب ہو تو اظہار فضل ہے اور اگر شہوت ریا تیز ہو اور دوسرون کو رغبت نہ پیدا ہو تو اوس شخص کو طاعت پوشیدہ رکھنا اولے ہے تو جو شخص کوئی عبادت ظاہر کیا چاہتا ہو اوسے چاہیے کہ ایسی جگہ ظاہر کرے جہان ممکن ہو کہ لوگ اوسکی پیروی کرین اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اوسکے اہل و عیال اوسکی اقتدا کرتے ہین بازاری لوگ نہین کرتے اور کوئی ایسا ہو تا کہ بازاری لوگ اوسکی پیروی کرتے ہین اور لوگ نہین کرتے اور ایک بات یہ ہے کہ اپنے دل پر نظر کرے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ریا کا شوق اوسکے دل مین پوشیدہ ہوتا ہے اور اوسکو دوسرون کی اقتدا کے بہانہ سے ظاہر کرنے پر لاتا ہے تا کہ وہ ہلاک ہوجاوے ضعیف کی مثل اوس شخص کی سی ہے جو پیرنا نہ جانتا ہو اور ڈوبنے لگے دوسرے کا ہاتھ پکڑلے تا کہ دونون ہلاک ہوجائین اور قوی کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص پیرنے مین اوستاد ہو کہ آپ بچے اور دوسرون کو بھی بچاوے یہ انبیا اولیا علیہم السلام کا درجہ ہے یہ نچاہیے کہ ہر ایک اسکا غرہ کرے جو عبادت چھپا سکتا ہے اوسے نہ چھپاوے اور اس امر مین سچے ہونے کی علامت یہ ہے کہ فرض کرے کہ لوگ اگر اوس سے کہین کہ تو اپنی عبادت کو پوشیدہ رکھ تا کہ لوگ اوس دوسرے عابد کی پیروی کرین اور سمجھے ویسا اجر ہو جیسا اظہار مین ہے تو اگر اپنے مین اظہار کی رغبت پاوے تو یہ بات ہے کہ اپنی منزلت ڈھونڈہتا ہے ثواب آخرت نہین ڈھونڈہتا اور ایک طریقہ اظہار کا یہ ہے کہ طاعت سے فراغت کرنے کے بعد کہے کہ مین نے کیا کیا نفس کو اس سے بھی لذت اور حلاوت ہوتی ہے شاید کہ زیادہ

حکایت کرے تو زبان کو نگاہ رکھنا اور اظہار نہ کرنا واجب ہے تاوقتیکہ خلق کی تعریف اور مذمت اوسکے نزدیک اپنے حق مین
برابر ہو جائے اور اونکی رد و قبولیت یکسان ہو جائے پھر جب یہ جان لے کر کہنے سے اورون مین رغبت خیر کی تحریک ہوتی ہے
تو کہے جو بزرگ اہل قوت تھے اونہون نے ایسا بہت کیا ہے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین جب سے
مسلمان ہوا ہون کوئی نماز ایسی نہین پڑہی جسمین میرے دل نے اس بات کے سوا کہ آخرت مین خدا مجھسے یہ فرمائیگا تو مین یہ
جواب عرض کرونگا اور کوئی بات کی ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ مین نے سنا اوسے بالیقین حق جانا امیر
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ اور باک نہین کیونکہ مین صبح کو اوٹھتا ہون تو مجھے مشکل کام ہون یا آسان
مین جان لیتا ہون کہ خیر کس مین ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین صبح کو جس حال پر اوٹھتا ہون نہین
چاہتا کہ وہ حال بدل جائے امیر المومنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ مین نے جب سے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی نہ اپنی شرمگاہ داہنے ہاتھ سے چھوئی نہ گایا نہ جھوٹ بولا حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ
نے مرتے وقت کہا کہ مجھپر نہ روکہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی گناہ نہین کیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے
کہا کہ قضائے الہی سے مجھپر ایسا کوئی حادثہ نہین گذرا جسے مین نے چاہا ہو کہ یہ نہوتا اور جو کچھ حق سبحانہ تعالی نے میری تقدیر مین
لکھدیا تھا مین اوسی پر خوش رہا یہ سب اہل قوت کی باتین ہین ضعیفون کو اسپر غرہ نہ کرنا چاہیے اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی
نے کامون مین ایسی نہین رکھین ہین کہ کوئی اون تہون کی طرف راہ نہین پاتا ہر شر کے نیچے ایک خیر ہے کہ ہم اوسکی طرف
راہ نہین پاتے اور ریا مین خلق کے واسطے بہت خیر ہین اگرچہ اوسمین ریاکار کی ہلاکت اور تباہی ہے کیونکہ بہت لوگ ریاکار کے
اکثر کام کرتے ہین اور اشخاص جانتے ہین کہ یہ اخلاص کے ساتھ کرتے ہین اور یہ سمجھکر اونکی پیروی کرتے ہین حکایت کہتے ہین
کہ بصرہ مین صبح کو یہ حال ہوتا تھا کہ لوگ جس گلی مین جاتے تھے ذکر اور قرآن کی آواز سنتے تھے اور اوسکی طرف خلق کی رغبت
زیادہ ہوتی تھی ایک شخص نے دقائق ریا مین ایک کتاب لکھی اون لوگون نے وہ ذکر کرنا قرآن پڑہنا سب چھوڑ دیا اوس کتاب کے
سبب رغبت مین فتور پڑ گیا لوگ کہتے کہ کاش یہ کتاب تصنیف کرتا تو ریاکار اورون پر تصدق ہو جاتا ہے کہ وہ خود تو ہلاک اور
تباہ ہو جاتا ہے اور اورون کو نجات کی راہ بتاتا ہے دوہا پنڈت بنے مشعلچی + باتین کرے بنائے + اور کو بھیجے چاندنی +
آپ اندھیرے جائے + **معصیت چھپانے کی اجازت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ عبادت کا ظاہر کرنا کبھی ریا
ہو جاتا ہے لیکن گناہ چھپانا سات عذر کے سبب سے ہمیشہ درست ہے پہلا عذر یہ ہے کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ فسق
معاصی کو پوشیدہ رکھو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی سے کوئی معصیت سرزد ہو اوسے چاہیے
کہ اوسپر خدا کا پردہ ڈالے رکھے دوسرا عذر یہ ہے کہ جب اس جہان مین گناہ پوشیدہ رہے گا تو اس امر کی بشارت ہے
کہ اوس جہان مین بھی پوشیدہ رہنے کی امید ہے تیسرا عذر یہ ہے کہ لوگون کی ملامت سے ڈرے کہ اوسکے دل کو تشویش کریگی
عبادت مین خلل پڑ جائیگا دل پراگندہ ہوگا چوتھا عذر یہ ہے کہ ملامت اور مذمت سے دل رنجیدہ ہوگا کہ یہ آدمی کی طبیعت سے ہے

اور ملامت سے رنجور ہونا اور اوس سے حذر کرنا حرام نہین ہے تعریف اور مذمت کو برابر سمجھنا توحید کا نہایت مرتبہ ہے ہر ایک اس درجہ کو نہین پہونچتا لیکن مذمت کے خوف سے عبادت کرنا درست نہین ہے کیونکہ عبادت اخلاص کے ساتھ ہونا چاہیے تعریف اور صفت کے نہونے پر صبر کرنا آسان ہے اور مذمت پر صبر کرنا مشکل ہوتا ہے پانچوان عذر یہ ہے کہ لوگ اوسکے درپے ہونگے اور اوسے ستائینگے اور شرع نے اجازت دی ہے کہ اگر گنہگار پر حد بھی واجب ہو تو بھی گناہ چھپائے اور توبہ کرے اور شر سے حذر کرنا درست ہے چھٹا عذر یہ ہے کہ لوگونسی شرم کرے شرم اچھی چیز ہے اور ایمان مین سے ہے اور شرم اور ہے ریا اور ساتوان عذر یہ ہے کہ اپنی اس بات کا خوف ہو کہ اگر مین گناہ کو ظاہر کرونگا تو فاسق لوگ میری پیروی کرینگے اور گناہ کرنے پر دلیر ہوجائینگے جب ان نیتون سے آدمی گناہ کو پوشیدہ رکھیگا تو معذور ہے اگر اوسکی یہ نیت ہے کہ لوگ اوسے پرہیزگار جانین تو یہ ریا ہے اور حرام ہے لیکن اگر ایسا ہو کہ اوسکا ظاہر و باطن یکسان ہے تو یہ صدیقون کا مرتبہ ہے اور یہ درجہ اس سے حاصل ہوتا ہے کہ آدمی خفیہ کوئی گناہ نہ کرے لیکن جب گناہ کرکے کہتا ہے کہ اوہ جی جب خدا کی چوری نہین تو بندہ کی کیا چوری ہے جو بات خدا جانتا ہے اوسے خلق بھی جانا کرے یہ کہنا نچاہیے کہ یہ جہل ہے بلکہ حق سبحانہ تعالی کا پردہ اپنے اوپر اور اورون کے اوپر ڈالے رہنا واجب ہے

ریا کے خوف سے کس جگہ طاعت چھوڑ دینا چاہیے اسکا بیان

ایعزیز جان تو کہ طاعت کی تین قسم ہین ایک وہ ہے جو خلق سے علاقہ نرکھے جیسے نماز روزہ دوسری وہ ہے کہ بالکل خلق ہی سے علاقہ رکھے جیسے خلافت قضا رت حکومت تیسری وہ ہے کہ خلق مین بھی اثر کرے اور عمل کرنیوالے مین بھی جیسے وعظ و نصیحت پہلی قسم مثلا نماز و روزہ حج بخوف ریا اسے ہرگز دست بردار ہونا نچاہیے نہ فرض سے نہ سنت سے لیکن اگر ریا کا خطرہ ابتدا مین آئے یا درمیان عبادت مین تو اوسکے دفع کرنے مین کوشش کرنا چاہیے اور عبادت کی نیت کو تازہ کرلینا چاہیے اور خلق کے دیکھنے سے نہ عبادت مین گھٹائے نہ بڑہائے مگر جہان کہین عبادت کی نیت مطلق رہی نہو اور بالکل ریا ہی ریا ہو وہان خود عبادت ہی نہین لیکن جب تک اصل نیت باقی رہے تب تک عبادت سے ہاتھ کھینچنا نچاہیے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ خلق کے دیکھنے کے خوف سے عبادت چھوڑ دینا ریا ہے اور خلق کو دکہانے کے واسطے عبادت کرنا شرک ہے ایعزیز جان تو کہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ تو عبادت نہ کرے جب اوس سے عاجز آتا ہے تو تجھسے کہتا ہے کہ لوگ دیکھتے ہین اور یہ ریا ہے طاعت نہین تاکہ یہ فریب دیکر تجھے عبادت سے باز رکھے اگر تو اوسکی طرف التفات کریگا اور مثلاً لوگون سے بھاگ جائیگا اور زمین کے نیچے چلا جائے تو بھی یہی کہے گا کہ لوگ جانتے ہین کہ تو بھاگ آیا اور زاہد ہوگیا اور یہ زہد نہین بلکہ ریا ہے تو اسکا یہ جواب دے کہ خلق کا دھیان کرکے اونکے سبب سے عبادت ترک کردینا بھی ریا ہے بلکہ خلق کا دیکھنا اور نہ دیکھنا برابر ہے مجھے جیسی عادت ہے ویسا مین کرتا ہون اور سمجھتا ہون کہ خلق دیکھتی ہی نہین کیونکہ خلق کے خوف سے عبادت نہ کرنا ایسا ہے کہ کوئی شخص صاف کرنے کے واسطے اپنے غلام کو گیہون دے وہ صاف نہ کرے اور کہے کہ مین ڈرا کہ اگر صاف کرتا تو خوب صاف نہ کرسکتا تو آقا اوس سے کہیگا او بیوقوف ابتو تو نے اصل کام ہی نہ کیا اسمین بھی تو صاف کرنا حاصل نہین ہوتا تو حق تعالی نے بندون کو اخلاص کا حکم کیا ہے

بندے جب عمل سے دست بردار ہونگے تو اخلاص سے پہلی ہی دست بردار ہو چکے کیونکہ اخلاص تو عمل ہی مین ہوتا ہے لیکن
وہ جو حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالی عنہ کی لوگون نے حکایت کی ہے کہ وہ قرآن شریف پڑہتے ہوتے جب کوئی شخص آجاتا
تو قرآن شریف کو گریبان دیتے یہ نچاہتے کہ یہ شخص دیکہے کہ مین ہروقت قرآن شریف ہی پڑہا کرتا ہون یہ امر اس سبب سے تہا
کہ وہ جانتے تہے کہ جب کوئی شخص آئے تو اوس سے بات کرنا چاہیے اور قرآن موقوف کرنا چاہیے تو تلاوت قرآن کو پوشیدہ
رکہنا اولی جانا ہوگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ کوئی شخص تہا کہ اوسے رونا آتا تو وہ منہ چہپاتا تاکہ لوگ
اوسے نہ پہچانین اور یہ درست ہے کیونکہ بیمار دسنے کو تنہائی مین رونے کے ساتہہ نگاہ رکہنا بڑی فضیلت رکہتا ہے
اور یہ کوئی عبادت نہین ہے جس سے وہ شخص باز رہا ہو اور کہتے ہین کہ کوئی شخص تہا کہ وہ راستہ پر سے اذیت کی چیز اوٹہانا
چاہتا اور نہ اوٹہاتا تاکہ خلق اوسے پارسا نجانے اور یہ کسی ضعیف کے حال کی حکایت ہوگی کہ وہ ڈرا ہو کہ خلق اوسے پارسا
جانیگی اور دوسری عبادتین اوسپر بے لطف ہو جائینگی لیکن شہوت ریا کے خوف کے سبب سے اس سے عذر کرنا اچہا نہین
ہوتا بلکہ اسے کرنا چاہیے اور ریا کا دفعیہ کرنا چاہیے مگر وہ شخص جو ضعیف ہو اور عذر کرنے مین اپنی صلاح جانے اور یہ تعدیل
کی بات ہے دوسری قسم وہ ہے جو خلق ہی سے علاقہ رکہتے جیسے حکومت قضارت خلافت یہ اگر عدل سے آراستہ ہو تو بڑی عبادت
ہے اور اگر بے عدل ہو تو بڑی معصیت ہے اور جو شخص اپنے اوپر مطمئن نہو کہ مین عدل کرونگا تو اوسپر ان کامون کا قبول کرنا
حرام ہے کیونکہ انہین بڑی بڑی آفتین ہین نماز روزہ کے مثل نہین ہے کیونکہ عین نماز روزہ مین کچہ لذت نہین ہے اسی مین
لذت ہے کہ نماز روزہ لوگ دیکہین اور حکومت اور سرداری مین بڑی لذت ہے اور اوسمین نفس پرورش پاتا ہے ملک رانی
اوسی شخص کو کرنا چاہیے جو اپنے اوپر مطمئن ہو لیکن آدمی اگر اپنے تئین آزما چکا ہو اور حکومت کے پہلے کامون مین امانت داری
کی ہو لیکن ڈرتا ہو کہ مین جو حاکم ہونگا تو بدل جاؤنگا اور معزول ہونیکے خوف سے چکنی چکنی باتین بناؤنگا تو اوس صورت مین
علما کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ حکومت قبول کرے کہ یہ گمان ہی گمان ہے اور چونکہ اپنے تئین آزما چکا ہے تو
اوسپر اعتماد رکہے اور ہمارے نزدیک صحیح و درست یہ ہے کہ قبول نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ نفس جبکہ انصاف کرنیکا وعدہ کریگا
تو ممکن ہے کہ فریب ہو اور حکومت پاکر بدل جائے پس جب پہلے ہی سے تردد ظاہر کرتا ہے تو اوسکے بدل جائیگا ظن غالب ہے
تو حذر اولی ہے اور حکومت اہل قوت کے سوا دوسرے کا کام نہین ہے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے
حضرت رافع رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تو حکومت ہرگز قبول نہ کرنا اگرچہ دو ہی آدمیون پہ ہو پہر جب اونہون نے خود خلافت
قبول فرمائی تو حضرت رافع نے کہا کہ آپ نے مجہے تو حکومت قبول کرنیکو منع فرمایا تہا اور اب آپنے خلافت قبول کرلی فرمایا
مین اب بہی تمہین منع کرتا ہون اوسپر خدا کی لعنت ہو جو عدل نہ کرے اور اس ضعیف اعتراض کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص
اپنے بیٹے کو دریا کے کنارے جانے سے منع کرے اور خود پانی کے اندر اوتر جائے کہ پیرنا جانتا ہے اگر لڑکا بہی اوتر جائیگا
تو ہلاک ہوگا جب بادشاہ ظالم ہو اور قاضی قضارت مین عدل نہ کرسکے گا اور خوشامد لازم ہوگی تو عہدۂ قضا اور کوئی حاکم

قبول کرنا نہ چاہیے اگر قبول کریگا تو معزول ہوجائیگا خوف خوشامد کے واسطے عذر نہوگا بلکہ عدل کرنا چاہیے تاکہ بادشاہ معزول
کردے اگر خدا کے واسطے حکومت کرتا ہے تو معزولی سے خوش ہونا چاہیے تیسری قسم وعظ اور فتوی ہے اور درس دینا اور
حدیث روایت کرنا ہے اسمین بھی بڑی لذت ہے اور نماز روزے سے زیادہ اسمین ریا کا دخل ہوتا ہے یہ حکومت کے قریب قریب
ہے اتنا فرق ہے کہ وعظ ونصیحت اور حدیث جیسا سننے والے کو فائدہ دیتی ویسا ہی کہنے والیکو بھی فائدہ دیتی ہے اور دین
کی طرف بلاتی ہے اور ریا سے باز رکھتی ہے اور حکومت ایسی نہین ہے تو اگر ریا کسی کے سامنے آئے تو وعظ ونصیحت چھوڑ دینے مین
بحث ہے بعضے علما نے اس سے گریز کیا ہے اور صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے لوگ جب فتوی پوچھتے تو وہ دوسرے پر
حوالہ کرتے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حدیث کی کتنی کتابین زمین مین دفن کردین اور فرمایا کہ مین اپنے مین محدثی
کی خواہش دیکھتا ہون اگر نہ دیکھتا تو روایت کرتا اور بزرگان سلف نے کہا ہے کہ حدثنا دنیا کے بابون مین سے ایک باب ہے
اور جو شخص حدثنا کہتا ہے وہ گویا یہ کہتا ہے کہ مجھے کو یا صدر نشین بناؤ اور مسند پر بٹھاؤ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
سے ایک شخص نے اجازت مانگی کہ مین صبح کو لوگون کے تئین نصیحت کیا کرون آپ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مجھے یہ خوف ہے
کہ تیرے پیٹ مین اتنی ہوا بھرے کہ تو اوڑکر ثریا پہ پہونچ جائے یعنی تیرا دماغ آسمان پر ہوجائے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالی
علیہ کہتے ہین کہ جب اپنے دل مین تو بات کرنے کی خواہش دیکھے تو چپ رہ اور جب چپ رہنے کی خواہش دیکھے تو باتین کر تو
ہمارے نزدیک اس مسئلہ مین مختار یہ بات ہے کہ ناصح اور محدث اپنے دل پر نظر کرے اگر کچھ نیت طاعت بھی ریا کے ساتھ دل مین
رکھتا ہے تو دست بردار نہو اور کہتا رہے اور اس نیت کو اپنے دل مین خوب پرورش کرتا رہے تاکہ [illegible]
وعظ ونصیحت کا حکم نماز سنت ونوافل کا سا حکم ہے کہ جب تک اپنے دل [illegible] چپ رہنے فرمایا ہے [illegible]
نہو جائے بخلاف حکومت کے کہ اوسمین جب [illegible] اصل نیت پاتا ہے تب ریا کا خطرہ آنے سے بھی دست بردار
اسیواسطے حضرت امام ابو حنیفہ رح [illegible] ہو تو اوس سے بھاگنا اولی ہے کیونکہ باطل نیت بہت جلد غالب ہوجاتی ہے
لائق نہین ہون [illegible] اللہ تعالی عہدہ قضا سے دور دور بھاگے عہدہ قضا اونہین ملتا تھا اور فرمایا کہ مین اس کام کے
لائق نہین ہوتا حالانکہ امام مدن فرمایا کہ اگر مین سچ کہتا ہون کہ اسکے لائق نہین تو واقعی اسکے لائق نہین ہون اور اگر جھوٹ کہتا ہون تو جھوٹا آدمی قضا کے
وعظ ونصیحت کی باعث ہو [illegible] تعلیم سے نہ بھاگے اور تعلیم سے ہاتھ نہ روکا لیکن اگر وہ اپنی کچھ نیت عبادت نہین پاتا ہے اور بالکل ریا اور طلب جاہ
بات سے خلق کو فائدہ [illegible] دست بردار ہونا آدمی پر فرض ہے لیکن اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ مین کیا کرون تو ہم کہین گے اگر اوسکی
وعدے سے خلق کو [illegible] ہو جیسے وہ شخص حکایات مسجع مقفا بیہودہ باتین اور لطیفے ہون یا ایسی باتین ہون کہ رحمت کے
دکائین تو اوسے ہم [illegible] نصیحت پہ دلیر کرین جھگڑا اور خلاف اور مناظرہ کی تعلیم کرتا ہو کہ یہ باتین حسد اور فخر ومباہات کا تخم دل مین
اور اگر اونکا کہنا نافع خلق [illegible] کرینگے اور اوسے ایسے کام سے منع کرنا اوسکے حق مین اور لوگون کے حق مین بڑے خیر کی بات ہے
سے ہم یہ اجازت نہ دینگے کہ اگر [illegible] شرع کے موافق ہو اور لوگ اوسے مخلص جانین اور اوسکی تعلیم علوم دینی مین نفع کی بات ہو تو
[illegible] باتون سے دست بردار ہوجائے اسواسطے کہ انکار کرنے مین اور بہتون کا نقصان ہے

اور سکتے مین نفع اوسکا خسران ہے ہمکین سوا اونکی نجات کا خیال رکہنا ایک آدمی کی نجات سے ضرورتر ہے ہم اوسیہ
اوروں پر سے تصدق کردینگے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی اس دین کی مدد
ایسے لوگون کے ذریعہ سے کریگا جنہین دین مین سے کچہ نصیب نہواس سے یہی لوگ مراد ہین تو اوس سے اتنی بات بہ
زیادہ ہم اور کچہ نہ کہین سگے کہ تو اس درس و وعظ کو موقوف کر اور محنت کرکے ریاسے دور رہ اور نیت درست کر اور وعظ مین
پہلے تو ہی نصیحت قبول کرکے خدا سے ڈر اور پہر اونکو ڈرا اگر سوال اگر کوئی کہے کہ ہم کاہے سے جانین کہ وعظ کی نیت
پاک اور درست ہے اور اسکی علامت کیا ہے جواب نیت کی پاکی اور درستی یہ ہوتی ہے کہ وعظ کا مقصود یہ ہو کہ خلق دنیا
انکار کرکے خدا کی راہ پکڑے یہ مقصود اوس شفقت کے سبب ہو جو خلق پر رکہتا ہے اور اگر کوئی اور شخص ایسا پیدا ہو کہ اوسکا وعظ
بہت نافع ہو اور لوگ اوسکے کہنے کو بہت مانین تو چاہیے کہ پہلا واعظ اسکے سبب خوش ہو کیونکہ اگر کوئی شخص کنوین مین
گر پڑا ہو اور کنوین کے منہ پر پتہر اڑا ہو اور ایک آدمی مہربانی سے اوسے نکالا چاہتا ہو اور دوسرا اگر پتہر اوٹہائے اور اوسے
پتہر ہٹانے کی تکلیف سے بچائے تو اس امر سے اوسے خوش ہونا چاہیے اگر پہلا واعظ خوش نہو اور اپنے مین حسد کا اثر
دیکہے تو جاننا چاہیے کہ وعظ سے اوسکا مقصود یہ ہے کہ خلق کو اپنی طرف بلائے خدا کی طرف نہین اور ایک علامت یہ ہے
کہ اگر دنیادار اور حاکم مسجد مین آئے تو وعظ کی تقریر نہ بدلے اپنی عادت پر رہے اور ایک علامت یہ ہے کہ جب کوئی ایسی بات
آنے لگے کہ اوسکے سبب خلق نعرہ ماریگی اور رونے لگیگی اور اس بات کی کچہ اصل نہو تو اوسے چہوڑ دے یا اور ایسی باتین
اپنے دل سے تجسس کر لینا چاہیے اگر ایسی کوئی بات دیکہے اور کراہت نہ معلوم ہو تو ریاکار ہے اور اگر کراہت معلوم ہو تو
اس بات کی دلیل ہے کہ اوسکی اور نیت بہی ہے تو کوشش کرنا چاہیے کہ وہ نیت غالب ہو جائے **فصل** عبادات
لوگون کے دیکہنے سے عبادت کی خوشی پیدا ہوتی ہے اور وہ خوشی درست ہے یا نہین کیونکہ مسلمان ہمیشہ عبادت کا
راغب ہوتا ہے اور شاید کوئی مانع عبادت سے باز رکہتا ہو اور لوگون کے سبب وہ مانع جاتا رہے اور وہ خوشی ظاہر ہو جائے
مثلاً کوئی شخص اپنے گہر مین ہے اور نماز تہجد اوسیر دشوار ہو کر اپنی جورو کے ساتہ مشغول رہتا ہے یا نیند تمام تا سے یا گہر والے
بچے رہتے مین جب اور کسیکے گہر جائے تو یہ موانع جاتے رہین اور عبادت کی خوشی پیدا ہو یا اپنے لیے انصاف کریگا و عدہ بر
اور نیند نہ آئے تو نماز مین مشغول ہو یا لوگون کو دیکہے کہ سب نماز پڑہتے ہین اوسے خوشی حاصل ہو کہ بدل جائیگا ظن غالب ہے
ساتہ دون کہ مین بہی انکی طرح ثواب کا محتاج ہون یا ایسی جگہہ ہو جہان لوگ روزہ رکہتے ہین یا کہانیکا اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے
شوق پیدا ہو یا لوگون کو مسجد مین تراویح پڑہتے دیکہے اور گہر مین سستی کرتا ہے نہین دیکہکر شریک ہو جب اونہون نے .. بنتا
جاتی رہے یا جمعہ کے دن سب لوگون کو خدا کے ساتہ مشغول دیکہے تو وہ ہی روز سے زیادہ نماز اور تسبیح خلافت قبول کر لی فرمایا
صورتون مین ممکن ہے کہ ریا نہو اور شیطان اوس سے کہے کہ یہ شوق لوگون کے سبب پیدا ہوتا مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص
ہوتا ہے کہ خوشی لوگون کے سبب سے ہو رغبت خیر اور زوال موانع کے سبب نہین اور شیطان پیر زیا جانتا ہے اگر لڑکا بہی اوتر جائیگا
... مدد لازم ہوگی تو عہدہ قضا اور ...

تجہ مین تھی ہی مگر مانع تھا اب وہ جاتا رہا تو آدمی کو چاہیے کہ ان دونون صورتون کو ایک دوسرے سے جدا کرے اوسکی تمنا
یہ ہے کہ سوچے کہ اگر بالفرض یہ لوگ اوسے نہ دیکھین اور وہ اون لوگون کو دیکھتا ہے تو اگر یہ عبادت کی خوشی اونکے برقرار رہے
تو رغبت خیر کا سبب ہے اور اگر برقرار نہ رہے تو ریا سے دست بردار ہونا چاہیے اور اگر دونون ہون رغبت خیر بھی اور محبت ثنائے
خلق بھی تو دیکھے کہ غالب کیا ہے جو غالب ہو اوسی پر اعتماد کرے اور ایسا ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ قرآن شریف کی کوئی آیت سنے
اور لوگون کو روتے دیکھکر خود بھی رونے لگے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ روتا تو یہ ریا نہیں ہے کیونکہ لوگون کا رونا دل کو رقیق کرتا ہے
جب لوگون کو اندوہگین دیکھتا ہے تو اوسے بھی اپنا حال یاد آتا ہے اور رونے چلانے لگتا ہے اور کبھی اصل رونا تو رقت دل کے
سبب سے ہوتا ہے اور نعرہ مارنا اور چلانا ریا سے ہوتا ہے تاکہ اور لوگ سنین اور شاید کہ غم و اندوہ کے سبب سے گر پڑے اور خود
اوٹھنے کی قدرت حاصل ہو جائے لیکن نہ اوٹھے اور ڈرے کہ لوگ کہین گے کہ اس وجد کی کچھ اصل نتھی تو اصل مین ریاکار نتھا
اب ریاکار ہو جائیگا اور شاید کہ رقص مین ہو اور قوت پائے لیکن کسی پر تکیہ لگائے اور آہستہ آہستہ چلے تاکہ لوگ یہ کہین
کہ اسکا وجد جلد جاتا رہا اور ایسا ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ استغفار کرے اور اعوذ باللہ کہے یہ اس سبب سے ہو کہ کوئی گناہ اوسے یاد آیا
لوگون کو عبادت مین دیکھکر اپنی تقصیر کا خیال کیا ہو تو یہ امور درست ہین اور کبھی ریا کے سبب سے بھی ہوتے ہین تو ان خطرون کو
دیکھتے رہنا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہین کہ ریا کے ستر دروازے ہین آدمی کو چاہیے کہ جب ریا کا خطرہ آئے
تو اپنے جی مین یہ ٹھہرائے کہ اوسکی نجاست باطنی پر حق سبحانہ تعالی مطلع ہے اور وہ خدا کے غصہ غضب مین ہے حتی کہ اوس خطرہ کو
اپنے دل سے دور کرے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول یاد کرے کہ آپ نے فرمایا ہے نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ خُشُوعِ
النِّفَاقِ یہ نفاق وہ ہے کہ بدن خشوع مین ہو اور دل نہو فصل اے عزیز جانتو کہ جو کام عبادت ہے مثلاً روزہ نماز اور بعضین خلق
واجب ہے مثلاً کسی مسلمان کی حاجت روائی مین ثواب کے واسطے کوشش کرے تو اپنی غرض اور نیت کو درست کرنا چاہیے
اور اوس مسلمان سے شکریہ اور مکافات کی اور کسی چیز کی امید نرکھے علی ہذا القیاس جو شخص تعلیم کرتا ہے اگر مثلاً شاگرد سے
یہ توقع ہے کہ وہ میرے پیچھے پیچھے مودب چلے یا میری خدمت کرے تو معلم نے عوض طلب کیا اور ثواب نہ پائیگا لیکن اگر معلم
امید نرکھے اور شاگرد خود خدمت کرے تو اولی تر یہ ہے کہ معلم اوس خدمت کو قبول نکرے اور قبول کریگا تو چونکہ
مقصود نتھی تو ظاہرا اوسکا ثواب حبط نہوگا بشرطیکہ شاگرد خدمت کرنے سے انکار کرے تو اوسکے انکار سے
لیکن محتاط لوگون نے اس سے پرہیز کیا ہے حتی کہ ایک بزرگ کنوین مین گر پڑے نکالنے کے واسطے لوگ رسی
نے قسم دلائی کہ جسنے جسسے حدیث سنی اور قرآن پڑھا ہو وہ رسی مین ہاتھ نہ لگائے اسواسطے کہ یہ بزرگ ڈرے
ثواب کو باطل کردیگا ایک شخص حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس کچھ ہدیہ لیگیا اونھون نے نہ لیا اوس
نے کہا آپ سے ہرگز حدیث نہین سنی فرمایا کہ مگر تیرے بھائی نے تو سنی ہے مین ڈرتا ہون کہ مبادا میرا دل
اوس پر زیادہ مہربان ہو جائے ایک شخص اشرفی کی دو تھیلیان حضرت سفیان کے پاس لیگیا اور کہا کہ آپکو

ہین ہوتا حالانکہ امید
وعظ و نصیحت کی باعث ہو
ت سے خلق کو فائدہ نہ
عبادت سے خلق کو ہو
کاہین تو اوسے ہم
گرا اونکا کہنا مانع خلق اوسین
سے ہم یہ اجازت نہ دینگے کہ الخ

معلوم ہے کہ میرا باپ انکا دوست تھا اور حلال کھانیوالا تھا اب یہ میراث حلال ہے مجھسے قبول فرمائیے جب قبول کی اور وہ شخص رخصت ہوگیا تو اپنے بیٹے کو اوسکے پیچھے پیچھے بھیجا اور تھیلیان پھیر بھجین کہ اونہین یاد آیا کہ اوس شخص کے باپ کے ساتھ للہ دوستی تھی اونکے بیٹے کہتے ہین کہ مین جب پھر آیا تو مجھے صبر نہ تھا مین نے اپنے باپ سے کہا کہ اپکا دل پتھر کا ہے کہ صریحًا آپ دیکھتے ہین کہ مین عیالدار ہون اور میرے پاس کچھ نہین ہے اور آپ رحم نہین کرتے فرمایا کہ اے فرزند تو چاہتا ہے کہ خوب کھائے پیے اور قیامت مین مجھسے بازپرس ہو مجھے یہ طاقت نہین ہے اسیطرح شاگرد کو بھی چاہیے کہ علم سیکھنے سے اوسے فقط رضائے الہی مطلوب ہو اور معلم سے کچھ امید نرکھے اور شاید کہ یہ سمجھے کہ اگر معلم سے اپنی اطاعت ظاہر کرونگا تو درست ہے تاکہ وہ تعلیم مین کوشش کرے یہ خطا ہے اور مین ریا ہے بلکہ چاہیے کہ معلم کی خدمت کرنے سے حقتعالے کے نزدیک منزلت چاہے معلم کے نزدیک نہین اسیطرح مان باپ کی رضامندی خدا کی رضامندی کے واسطے ڈھونڈھے اور اپنے تیئن اونکے سامنے پارسا نہ بنائے تاکہ اوس سے وہ خوش ہون اسواسطے کہ یہ دم نقد گناہ ہے غرضکہ جس کام مین آدمی ثواب کا طالب ہو اوسے اخلاص کے ساتھ کرنا چاہیے واللہ اعلم

نوین اصل تکبر اور عجب کے علاج کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ تکبر اور اپنے تیئن بزرگ جاننا بری خصلت ہے اور حقیقت مین حق سبحانہ تعالے کے ساتھ خصوصیت ہے کیونکہ بڑائی اور بزرگی اوسیکو سزاوار ہے بس اسیوجہ سے قرآن شریف مین جبار اور متکبر آدمی کی مذمت بتکرار ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ اور فرمایا ہے وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ اور فرمایا ہے اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے دل مین رائی برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت مین نجائیگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تیئن بڑا جاننے کی عادت ڈالتا ہے اوسکا نام متکبرون مین لکھا جاتا ہے اور جو عذاب متکبرون کو ہوتا ہے وہی اوسے بھی ہوگا حدیث شریف مین ہے کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام نے دیو پری پرند آدمی سب سے حکم فرمایا کہ باہر نکلو دو لاکھ آدمی اور دو لاکھ جن جمع ہوئے ہوا نے اونہین لیا اور آسمان تک لگئی حتی کہ اونہون نے فرشتون کی تسبیح سنی اور وہان سے زمین پر لائی حتی کہ قعر دریا مین پہونچے پھر ایک آواز آئی کہ اگر ایک ذرہ بھی کبر سلیمان کے دل مین ہوتا تو ہوا مین لیجانے کے قبل اوسی مین زمین کے اندر پہونچا دیتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ متکبر لوگون کا قیامت کے دن چیونٹی کی صورت پر حشر ہوگا اوس ذلت کے سبب سے جو انہین حق تعالی کے سامنے ہوگی لوگون کے پاؤن کے نیچے پڑے ہونگے اور فرمایا ہے کہ دوزخ مین ایک غار ہے اوسے ہبہب کہتے ہین حق تعالی گردن کشون اور متکبرون کو اوس غار مین ڈالے گا حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہین کہ جس گناہ کو عبادت مفید نہین ہوتی وہ کبر ہے حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوة والثنا نے فرمایا کہ جو شخص کپڑا زمین پر لٹکاتا ہے تکبر اور فخر سے چلتا ہے حق تعالی اوسکی طرف دیکھتا بھی نہین اور فرمایا ہے کہ ایکبار

ایک شخص ناز سے ٹہلتا تھا اور اچھے کپڑے پہنے تھا اور اپنے تئین کچھ سمجھتا تھا حق سبحانہ تعالیٰ نے اوسے زمین کے اندر دھنسا دیا
اور اب تک دھنستا چلا جاتا ہے اور قیامت تک چلا جائیگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بڑا جانے اور چلنے مین ناز سے
قدم اوٹھائے وہ حق سبحانہ تعالیٰ کو اپنے اوپر غصہ مین دیکھیگا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بیٹے کو ناز
سے ٹہلتے دیکھا اوسے آواز دی اور کہا جانتا ہے کہ تو کون ہے تیری مان کو تو مین نے دو سو درم کو مول لیا تھا اور تیرا باپ
ایسا ہے کہ مسلمانون مین اوسکے ایسے آدمی جتنے کم ہون بہتر ہے حضرت مطرف نے مہلب کو دیکھا کہ ناز سے ٹہلتے ہوئے
چلتے ہین کہا اے بندۂ خدا خدا ایسی چال کو دشمن رکھتا ہے کہا تم مجھے نہین جانتے فرمایا جانتا ہون پہلے تو تو ناپاک پانی تھا
آخر کو مردار رسوا ہوگا درمیان مین نجاستون کا باربردار ہے **تواضع کی فضیلت کا بیان** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جسنے فروتنی کی حق تعالیٰ نے اوسکی عزت بڑہا دی اور فرمایا ہے کہ کوئی ایسا نہین کہ اوسکے سر پر ایک لگام
دو فرشتون کے ہاتھ مین نہو وہ جب فروتنی کرتا ہے تو فرشتے اوس لگام کو اوپر کھینچتے ہین اور کہتے ہین کہ بار خدایا اسے
سربلند رکھ اور جب تکبر کرتا ہے تو لگام نیچے کھینچتے اور کہتے ہین کہ بار خدایا اسے سرنگون رکھ اور فرمایا ہے کہ نیک بخت وہ
شخص ہے جو عاجز نہو اور فروتنی کرے اور وہ مال دے جو گناہ سے نہ جمع کیا ہو اور بیچارون اور عاجزون پر رحم کرے اور
حکیمون اور عالمون سے مخالطت رکھے حضرت ابو سلمہ مدینی رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے دادا سے حکایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے
کہ ایکدن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ میرے گھر مہمان تھے اور آپ نے روزہ رکھا تھا روزہ افطار کرنیکو آپکے
سامنے دودہ کا ایک قدح مین نے حاضر کیا اوسمین شہد پڑا تھا آپ نے جب چکھا اور میٹھا پن معلوم ہوا پوچھا یہ کیا ہے مین نے
عرض کیا کہ یا حضرت اسمین مین نے شہد ڈالا ہے آپ نے ہاتھ سے رکھدیا اور نہ پیا اور فرمایا کہ مین یہ نہین کہتا کہ یہ حرام ہے
لیکن جو شخص خدا کے واسطے فروتنی کرتا ہے حق تعالیٰ اوسے سربلندی عنایت فرماتا ہے اور اگر تکبر کرتا ہے تو حق تعالےٰ
اوسے حقیر کر دیتا ہے اور جو شخص بے اسراف کے خرچ کرتا ہے حق تعالےٰ اوسے بے نیاز رکھتا ہے اور جو شخص اسراف کرتا ہے
حق تعالیٰ اوسے محتاج رکھتا ہے اور جو خدا کی یاد بہت کرتا ہے حق تعالےٰ اوسے دوست رکھتا ہے ایک بار ایک فقیر بیمار
انکار نے سلطان دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ منورہ کے در انور پر سوال کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاصہ نوش
فرماتے تھے اوسے بلا لیا سب لوگون نے اپنے تئین اوس سے سمیٹا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنی ران پر
بٹھا لیا اور فرمایا کھاؤ اہل قریش مین سے ایک شخص نے اوسکی تحقیر کی اور کراہت سے اوسکی طرف دیکھا اوسی بیماری مین مبتلا ہوکر
مرا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ مین رسول اور بندہ ہون چاہو نبی اور بادشاہ
ہون مین نے توقف کیا ملائکہ مین سے میرے دوست جبرئیل تھے اونکی طرف مین نے دیکھا اونہون نے کہا کہ آپ فروتنی
کیجیے مین نے حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب مین عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ رسول اور بندہ ہون حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ
علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ مین اوس شخص کی نماز قبول کرتا ہون جو میری بزرگی کی تواضع کرے اور میرے بندون کے ساتھ

تکبر نہ کرے اور اپنے دل مین خوف رکھے اور تمام دن میری یاد مین بسر کرے اور اپنے تئین میرے واسطے خواہشون سے باز رکھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کرم تقوی مین ہے اور شرف تواضع مین اور تونگری یقین مین حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا مین جو اہل تواضع ہین وہ نیکبخت ہین کہ قیامت مین وہ صاحب منبر ہونگے اور جو شخص دنیا مین لوگون کے درمیان صلح کرین فردوس اونکا مقام ہوگا اور وہ لوگ نیکبخت ہین جنکا دل دنیا سے پاک ہے کہ حق تعالی کا دیدار انکا ثواب ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جسے نعمت اسلام عنایت فرمائی اور اوسکی صورت اچھی بنائی اور اوسکا مال لیا کیا کہ اوس سے ننگ و عار رکھنا چاہیے ہو اور ان مغفوون کو ساتھ اوسے فروتنی نصیب کی وہ خدا کے مقبولون مین سے ہے ایک شخص کے چیچک نکلی تھی وہ آیا لوگ کھانا کھا رہے تھے وہ جس شخص کے پاس بیٹھتا وہ شخص اوسکے پہلو سے اوٹھ جاتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنے پاس بٹھالیا اور فرمایا کہ مین اوس شخص کو نہایت دوست رکھتا ہون جو حاجت کی چیز ہاتھ مین لیکر اپنے گھر جائے تاکہ اوسکے گھر والون کے واسطے روزی ہو اور اپنے ہاتھ مین لیجانے سے اوس شخص کا کبر ٹوٹے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے آپ نے فرمایا کیا سبب ہے کہ مین تم مین ایمان کی حلاوت نہین دیکھتا اونھون نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان کی حلاوت کیا چیز ہے فرمایا کہ تواضع اور فرمایا ہے کہ جب فروتن کو دیکھو تو فروتنی کرو اور جب متکبر کو دیکھو تو تکبر کرو تاکہ اوسکی حقارت اور ذلت ظاہر ہو تواضع کے باب مین بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ تم لوگ فاضلترین عبادت سے غافل ہو وہ تواضع ہے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ تواضع اسکا نام ہے کہ تو حق بات قبول کرے جس کسی سے ہو اگرچہ وہ لڑکا ہو یا جاہلترین خلق ہو حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ کہتے ہین کہ تواضع یہ ہے کہ جو شخص تجھ سے دنیا کم رکھتا ہو تو اپنے تئین اوس سے مرتبہ مین گھٹا کر رکھے تاکہ وہ معلوم کرے کہ دنیا زیادہ ہونے کے سبب سے تو اپنی کچھ قدر نہین جانتا اور جو شخص تجھسے زیادہ دنیا رکھتا ہو اوس سے اپنے تئین بالاتر رکھے تاکہ اوسے معلوم ہو جائے کہ دنیا کے سبب سے تیرے نزدیک اوسکی کچھ قدر نہین حق سبحانہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے عیسی مین جب تجھے کوئی نعمت بھیجون تو اگر تو تواضع سے اوسکا استقبال کریگا تو تمام و کمال نعمت تجھے عنایت کرونگا حضرت ابن سماک رحمہ اللہ تعالی نے خلیفہ ہارون رشید سے کہا کہ یا امیر المومنین تیری فروتنی تیری بزرگی کی حالت مین تیری بزرگی سے بہتر ہے خلیفہ نے کہا کہ آپ نے بہت خوب بات کہی پھر کہنے لگے یا امیر المومنین حق سبحانہ تعالی جسے مال جمال حشمت عطا فرمائے اور وہ شخص مال مین اور ونکی غمخواری کرے اور حشمت مین تواضع کرے اور جمال مین پارسائی تو حق تعالی اپنے دفتر مین اوسکا نام خالصون مین لکھتا ہے خلیفہ ہارون رشید نے قلم دوات منگوا کر یہ لکھ لیا حضرت سلیمان علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام اپنی مملکت مین صبح کو تونگرون کی احوال پرسی کرتے پھر محتاجون کے ساتھ بیٹھتے اور فرماتے کہ ایک مسکین مسکینون کے ساتھ بیٹھا تواضع کے بیان مین چند بزرگان دین کے اقوال یہ ہین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے تواضع یہ ہے کہ تو باہر جائے اور جسے دیکھے اوسے اپنے سے افضل جانے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ

اگر کوئی شخص مسجد کے دروازے پر پکارے کہ اے لوگو تم مین جو سب سے بدتر ہے وہ باہر آئے تو مین سب سے پہلے باہر نکل آؤنگا میرے آگے کوئی شخص خوشی سے نہوگا حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالی نے جب یہ قول سنا تو کہنے لگے کہ مالک کی بزرگی اسی سے ہے ایک شخص حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالی کے سامنے آیا حضرت شبلی نے اپنی عادت کے موافق اوس سے پوچھا ما انت یعنی تو کیا چیز ہے اوسنے جواب دیا کہ مین وہ نقطہ ہون جو حرف با کے لگایا ہو یعنی اوس سے اوتر کر کوئی چیز نہین حضرت شبلی نے فرمایا اباداللہ شاہدک یعنی خدا تجھے تیرے سامنے اوٹھائے یعنی مقام عالی عطا فرمائے تو نے اپنے تئین اخیر جگہہ پر رکھا ایک بزرگ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو خواب مین دیکھا عرض کیا مجھے کچھ نصیحت فرمایئے فرمایا کہ ثواب آخرت کے واسطے فقیرون کے سامنے امیر کی تواضع کیا اچھی چیز ہوتی ہے اور فضل خدا پر بہروسا کر کے امیرون کے ساتھ فقیرون کا تکبر اوس سے بھی بہتر ہے حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مرد کریم جب پارسا ہوتا ہے تو فروتن ہوجاتا ہے اور کمینہ اور سفیہ جب پارسا ہوتا ہے تو اوسمین تکبر پیدا ہوجاتا ہے حضرت بایزید قدس سرہ کہتے ہین کہ بندہ جبتک کسی کو اپنے سے بدتر جانتا ہے تبتک متکبر ہے حضرت جنید قدس سرہ نے ایک بار جمعہ کی مجلس وعظ مین کہا کہ اگر حدیث شریف مین یہ نہ آیا ہوتا کہ اخیر زمانہ مین قوم کا سردار وہ شخص ہوگا جو اون سب مین کمتر ہو تو مین مجلس مین تمہارے سامنے وعظ کہنا روا نہ رکھتا حضرت جنید قدس سرہ کہتے ہین کہ اہل توحید کے نزدیک تواضع تکبر ہے یعنی تواضع وہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اوتارے جب اوتارنے کی حاجت ہوگی تو جبتک اوتاریگا تبتک آدمی نے اپنے تئین مرتبۂ عالی پر رکھا ہوگا جب آندھی آتی یا بادل گرجتا تو حضرت عطا سلمی رحمہ اللہ تعالی حاملہ عورت کیطرح اپنا پیٹ پکڑے پکڑے پھرتے اور کہتے کہ یہ آفت جو خلق پر آیا چاہتی ہے سب میری شومی سے ہے کچھ لوگ حضرت سلیمان رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس گئے جاکر فخر کرنے لگے اونہون نے فرمایا کہ میری ابتدا تو نطفہ سے اور انتہا ایک مردار پھر ترازو کے پاس لیجاوینگے اگر میری نیکی کا پلہ بھاری ہوگا تو مین بزرگ ہون ورنہ ذلیل اور کمتر ہون تکبر کی حقیقت اور آفت کا بیان اے عزیز جانو کہ تکبر برا خلق ہے اور اخلاق دل کی صفت ہوتے ہین لیکن اونکا اثر ظاہر مین پیدا ہوتا ہے اور تکبر کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنے تئین اورون سے فائق اور بہتر جانے اور اس سبب سے خوش ہوکر پھولے تو جو ہوا اوسے پھولاتی ہے اوسے تکبر کہتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اعوذ بک من نفخۃ الکبر یعنی اے اللہ مین کبر کی ہوا سے تیری پناہ مانگتا ہون آدمی مین جب یہ ہوا بہتی ہے تو لوگون کو اپنے سے کم جانتا ہے اور اپنا خادم جانکر اونہین دیکھتا ہے بلکہ شاید اپنی خدمت کے لائق بھی جانے اور کہے کہ بھلا تو بیچارہ کیا ہے جو میری خدمت کے لائق ہو جیسا کہ شیاطین ہر کسیکے واسطے نہین مانتے اونکی آستانہ بوسی کرے اور اپنے تئین اونکی طرف اضافت کر کے بندہ کہلے مگر بادشاہون کے واسطے مانتے ہین اور یہ نہایت درجے کا تکبر ہے خدا کی کبریائی سے بھی بڑھ گیا کیونکہ وہ سبکو بندگی اور سجود کے ساتھ قبول فرماتا ہے اور اگر تکبر مین اس درجے کو نہین پہونچتا تو چلنے اور بیٹھنے مین بیٹھنے ڈہونڈہتا ہے اور تعظیم کا امیدوار رہتا ہے

اور اس درجہ کو پہونچ جاتا ہے کہ اگر لوگ اوسے نصیحت کرین تو نہ مانے اور اگر خود نصیحت کرتا ہے تو سختی سے کہتا ہے اور اگر اوسکو کوئی تعلیم کیجیے تو غصہ مین آتا ہے اور آدمیون کو اسطرح دیکھتا ہے جیسے بہائم کو دیکھتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کبر کیا چیز ہے فرمایا کبر یہ ہے کہ آدمی حق تعالیٰ کے آگے گردن نرم نہ کیجے اور لوگون کو چشم حقارت سے دیکھے اور یہ دونون خصلتین آدمی اور حق تعالیٰ کے درمیان مین بڑی آڑین ہین اس سے سب برے اخلاق پیدا ہوتے ہین اور نیک اخلاق سے آدمی باز رہتا ہے کیونکہ جس شخص پر اپنی خواجگی اور عزت اور بزرگی کا خیال غالب ہوا وہ جو چیز اپنے واسطے پسند کرتا ہے اور مسلمانون کے واسطے پسند نہ کر سکیگا یہ شخص با ایمان نہین ہے اور کسیکے ساتھ فروتنی نہ کر سکیگا متقیون کی صفت نہین ہے اور کینے اور حسد سے دست بردار نہو سکیگا غصہ کو نہ روک سکیگا زبان کو غیبت سے نہ بچا سکیگا دل کو میل اور غبار سے پاک صاف نہ کر سکیگا اسواسطے کہ جو شخص اوسکی تعظیم نہ کریگا اوسکی طرف سے کچھ نکچھ اپنے دل مین لائیگا اور کم سے کم یہ ہے کہ تمام عمر اپنے پیچیے اور اپنی خود پرستی مین اور اپنی بات بالا کرنے مین مشغول رہیگا اور فریب نفاق جھوٹ سے مستغنی نہ ہوگا تاکہ اپنا مرتبہ لوگون پر بالا رکھے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کچھ بھی اسلام کی بو نہ سونگھیگا جبتک اس خصلت کو بھی نہ پائے ایک بزرگ نے کہا کہ اگر تو بہشت کی خوشبو سونگھنا چاہتا ہے تو اپنے کو سب سے کمتر جان کیونکہ بہشت سونگھ سکے حق سبحانہ تعالیٰ اگر کسیکو بینائی عنایت کرے تاکہ وہ متکبرون کے دل جو باہم ملتے ہین اونہین دیکھے تو وہ کسی گھورے کی وہ نجاست اور عفونت نہ دیکھیگا جو اون متکبرون کے دلون مین ہوتی ہے کیونکہ انکا باطن تو کتون کی صورت ہوگیا ہوگا اور اپنے ظاہر کو عورتون کی طرح ایک دوسرے کے سامنے سنوارتے ہین باہم پاس بیٹھنے سے مسلمانون کو جو انس ہوتا ہے وہ متکبرون کو ہرگز نہین ہوتا بلکہ ایعزیز تو جس شخص کو دیکھیگا تو راحت جب ہی پائیگا کہ تو اوس شخص مین بالکل فنا ہو جائے اور ہمہ تن اوسکی تعظیم ہو جائے تاکہ دوئی اوٹھہ جائے اور یگانگی پیدا ہو جائے وہی وہ رہے تو باقی نہ رہے یا وہ تجھ مین آجائے اور تو ہی تو باقی رہے وہ باقی نہ رہے یا دونون حق تعالیٰ کی ذات مین فنا ہو جائین اور اپنی طرف التفات ہی نہ کرا اور کمال یہی ہے اور اس یگانگی سے کمال راحت ہوتی ہے غرضکہ جب تک دوئی رہیگی راحت محال ہے کیونکہ راحت یگانگی اور خدمت مین ہوتی ہے کبر کی حقیقت اور آفت یہی ہے

تکبر کے درجون کا بیان ایعزیز جان تو کہ بعض تکبر بہت قبیح اور بد ہوتا ہے اور بعض تکبر ہوتا ہے اوسکے تفاوت سے تکبر مین تفاوت پیدا ہوتا ہے اور تکبر یا خدا پر ہوتا ہے یا رسول پر یا بندون پر لیکن پہلا تکبر وہ تکبر ہے جو خدا پر ہو جیسے نمرود فرعون ابلیس کا تکبر اور اونکا تکبر جنہون نے خدائی کا دعویٰ کیا اور بندگی سے ننگ عار کی اور حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ وَلَا الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ یعنی عیسیٰ بندگی سے ننگ عار رکھتے ہین نہ ملائکہ مقربین دوسرا درجہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر تکبر ہے جیسا کفار قریش نے کیا اور کہا کہ ہم اپنے ایسے آدمی کے سامنے سر نہ جھکائینگے خدا نے ہماری طرف فرشتہ کو رسول کر کے کیون نہ بھیجا اور مرد محتشم کو سواسطے نہ بھیجا یتیم کو کیون بھیجا وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ یہ کفار دو گروہ تھے

ایک گروہ کا تکبر تو اونکا حجاب ہوگیا حق کہ اونہون سنے خود تفکر نکیا اور نبوت کو پہچانا ہی نہین جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيَاتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنی مین متکبرون کو راہ نہین دیتا ہون تاکہ وہ آیات حق دیکھین اور ایک گروہ جانتا تھا اور انکار کرتا تھا کبر کے سبب سے اقرار کرنے کی طاقت نرکہتا تھا جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اور بندون پر تکبر کرے اور اونہین چشم حقارت سے دیکھے اور حق بات نہ مانے اور اپنے تئین اونسے بہتر سمجھے اور بزرگ جانے اور یہ اگرچہ اون دونون درجون سے کم ہے لیکن پھر بھی دو سبب سے برا ہے ایک تو یہ کہ بزرگی خدا ہی کی صفت ہے بندہ ضعیف و عاجز جسکے اختیار مین اپنا کوئی کام نہین اوسے کہان سے بزرگی کا دعوی پہونچے گا تاکہ اپنے تئین سمجھے کہ مین کچھ ہون اور آدمی جب اپنے تئین بزرگ جانیگا تو خدا کی صفت مین اوسکے ساتھ منازعت اور دعویداری کی ہوگی اوس متکبر کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی غلام بادشاہ کا تاج اپنے سر پر رکھکر تخت سلطنت پر بیٹھے ایعزیز دیکھ تو کہ وہ غلام بادشاہ کے غیظ و غضب کا کیسا مستحق ہوگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے یعنی حدیث قدسی مین آیا ہے اَلْعَظَمَةُ اِزَارِيْ وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ فِيْهِمَا قَصَمْتُهٗ یعنی عظمت اور کبریائی میری خاص صفت ہے جو شخص ان دونون صفتون مین میرے ساتھ منازعت کرتا ہے مین اوسے ہلاک کردیتا ہون چونکہ خالق کے سوا اور کسی کو بندون پر تکبر کرنا نہین پہونچتا ہے تو جو شخص بندون پر تکبر کریگا اوسنے خالق کے ساتھ منازعت کی جیسے کوئی شخص بادشاہ کے خاص غلامونکو ایسے کام کا حکم کرے جو بادشاہ کے سوا اور کسی کو لائق نہو دوسرا سبب یہ ہے کہ تکبر اور دونکی حق بات قبول کرنے سے آدمیکو باز رکھتا ہے حتی کہ جو لوگ متکبر ہوتے ہین وہ دین کے مسائل مین جھگڑا کرتے ہین تو جب حق بات کسی کی زبان سے نکلتی ہے تکبر دوسرے سے انکار کرواتا ہے قبول نہین کرنے دیتا اور حق سے انکار کرنا کافرون اور منافقون کی عادت ہے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کفار کا مقولہ قرآن میں یا ہے لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ اور جیسا ارشاد ہوا وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ یعنی جب اوس سے کہتے ہین کہ خدا سے ڈر تو اپنے تئین بڑا جاننا اور عزت دار سمجھنا اوس سے گناہ پر اصرار کراتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ یہ بڑا گناہ ہے کہ جب کسی سے کہین کہ خدا سے ڈر اور وہ کہے کہ تجھے اپنے کام سے کام ہے ایک دن جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا کہ داہنے ہاتھ سے کھا اوسنے کہا مین نہین کھا سکتا آپکو معلوم ہوگیا کہ یہ تکبر سے کہتا ہے فرمایا کہ تو داہنے ہاتھ سے نہین کھا سکتا بس اوسکا ہاتھ پھر اوٹھ نسکا ایعزیز جانتو کہ حق تعالی نے ابلیس کا قصہ جو قرآن شریف مین فرمایا ہے فقط کہانی کے طور پر نہین فرمایا ہے بلکہ اسواسطے ارشاد کیا ہے کہ تجھے معلوم ہوجائے کہ تکبر کی آفت کہان تک پہونچتی ہے کیونکہ ابلیس نے تکبر ہی کے سبب سے کہا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ اور تکبر نے اوسے اس درجہ پر پہونچا دیا کہ اوسنے حکم الہی کی تعمیل نہ کی اور سجدہ نکیا اور ملعون ابدی ہوگیا

تکبر کے اسباب اور علاج کا بیان

ایعزیز جانتو کہ جو کوئی تکبر کرتا ہے اسی سبب سے کرتا ہے کہ اپنے مین ایسی صفت کمال جانتا ہے کہ اورون مین گویا وہ نہین ہے اور وہ سات سبب ہین پہلا سبب علم مین تکبر ہے کہ عالم جب اپنے تئین کمال علم

آراستہ دیکھتا ہے تو اور ونکو اپنے نسبت بہائم جانتا ہے یہ تکبر اوسپر غالب ہوجاتا ہے اسکا اثر یہ ہے کہ لوگون سے کام خدمت اور مراعات اور تعظیم اور تقدیم کی امید رکھتا ہے اگر وہ نہین کرتے تو تعجب کرتا ہے اور اگر وہ لوگون کی طرف دیکھتا ہے یا کہین گھر میں جاتا ہے تو احسان جتاتا ہے اور عاقبت کے کامون مین خدا کے نزدیک اپنے تئین اونسے بہتر جانتا ہے اپنی نجات کی تو بہی امید رکھتا ہے اور اون لوگون کے حق مین بہت ڈرتا ہے اور کہتا ہے کہ سب میری دعا اور نصیحت کے محتاج ہین میرے طفیل مین دوزخ سے نجات پائین گے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آفَةُ الْعِلْمِ الْخُيَلَاءُ یعنی اپنے تئین بڑا جاننا علم کی آفت ہے اور حقیقت مین ایسے عالم کو عالم کہنے سے جاہل کہنا اولیٰ تر ہے کیونکہ حقیقت مین عالم وہ شخص ہے جو خطر آخرت کو معلوم کرے اور صراط مستقیم کی باریکی کو پہچانے اور جسنے اسے پہچانا وہ ہمیشہ اپنے تئین اس سے دور اور مقصر جانتا ہے اور اپنے انجام کے خطر سے اور اس بات کے خوف سے کہ علم اوسکے اوپر حجت اور دلیل ہوگا تکبر مین مشغول نہین ہوتا جیسا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جتنا علم بڑہتا ہے درد و مصیبت بہی بڑہتی ہے لیکن علم سیکہنے سے لوگون کا تکبر جو بڑہ جاتا ہے اوسکے دو سبب ہین ایک تو یہ کہ علم حقیقی جو علم دین ہے اوسے نہین سیکہتے اور یہ ایسا علم ہے کہ اسکے سبب سے آدمی اپنے تئین اور راہ دین اور راہ حق کی گہاٹیون کو اور عاقبت کے خطر کو اور حق تعالیٰ سے جو حجاب اور آڑ ہے اوسکو پہچانتا ہے اور اسکے سبب سے درد اور شکستگی زیادہ ہوتی ہے تکبر نہین زیادہ ہوتا لیکن آدمی جب طب اور حساب اور نجوم اور لغت اور مناظرہ اور اختلاف کا علم سیکہتا ہے تو اسسے تکبر ہی بڑہتا ہے قریب ترین علم علم فتاوی ہے اور دنیا نے خلق کی اصلاح کا علم ہے تو وہ علم دنیا ہے اگرچہ دین کو اوسکی احتیاج ہے اوس سے خوف نہین پیدا ہوتا بلکہ اگر فقط علم فتاوی پر آدمی اٹک جائے اور دوسرے علمون یعنی علم سلوک و تصوف ترک کردے تو دل تاریک اور تکبر زیادہ ہوجاتا ہے ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ + آلعزیز علمای ظاہر دیکہ لے کہ انکا کیا حال ہے اسیطرح طیارات وعظین کا علم اور بازکی سجع اور بیفائدہ باتین اور اون باتون کی تلاش جنکے سبب سے خلق سے نعرہ زنی کرواتے ہین اور وہ نکتے جنکے سبب سے مذہبون مین تعصب کرتے ہین تاکہ عوام سمجہین کہ یہ باتین دین کی راہ ہین یہ سب امور کبر و حسد اور عداوت کا تخم دل مین بوتے ہین انکے سبب سے درد اور شکستگی نہین بڑہتی بلکہ تکبر اور نخوت بڑہتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ شاید کوئی شخص علم نافع پڑہے مثلاً تفسیر و حدیث اور اگلے بزرگون کے احوال اور اس قسم کے علوم جو اس کتاب مین اور احیاء العلوم مین ہمنے بیان کیے اور اوسپر بہی اس سبب سے متکبر ہوکہ در اصل اوسکا باطن خبیث ہے اور اخلاق بد رکہتا ہے اور پڑہنے سے بیان ہی کرنا اوسے مقصود ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے بڑائی حاصل ہو اوسے برتنا اور اوسپر عمل کرنا مقصود نہین ہے تو جب علم اوسکے باطن مین جاتا ہے اوسکے باطن ہی کی صفت پر ہوجاتا ہے جیسے تنقیہ کے پہلے دوا جو معدہ مین جاتی ہے معدہ کے خلط کی صفت پر ہوجاتی ہے اور جیسے پانی کہ آسمان سے ایک ہی صفت پر صاف اور شفاف برستا ہے اور جب نبات مین پہونچتا ہے اوسکی صفت کو بڑہاتا ہے اگر وہ کڑوی ہے تو کڑوی بڑہ جاتی ہے اور اگر میٹھی ہے تو مٹھائی زیادہ ہوجاتی ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچہ لوگ قرآن

پڑہتے ہین اور اونکے حلق سے تجاوز نہین کرتا اور کہتے ہین کہ کون ایسا ہے جو ہماری طرح قرآن پڑہے اور جو کچہ ہم جانتے ہین
وہ کون جانتا ہے یہ فرما کر آپ نے اصحاب کیطرف دیکہا اور فرمایا کہ یہ لوگ تم ہی مین سے ہین یعنی میری امت مین اور سنت زجی
مین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگون تم متکبر علما مین سے نہو جاؤ کہ اوسوقت تمہارا علم تمہارے
جہل کو دفع نکریگا اور حق تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اسی سبب سے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین تکبر سے اپنے اوپر ہراسان رہتے تہے حتی کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ
نے ایک بار امامت کی پہر کہا کہ دوسرا امام ڈہونڈہ لو کیونکہ میرے دل مین آتا ہے کہ مین تمسے بہتر ہون جب یہ حضرات تکبر کے خیال سے
نہ چہوٹے اور لوگ کیونکر چہوٹ سکین گے اور ایسا عالم اس زمانہ مین کہان پائین گے بلکہ ایسا عالم بہی نادر ہے جو اس صفت کو جانے
کہ مذموم ہے اوس سے حذر کرنا چاہیے کیونکہ اکثر علما خود اس سے غافل رہتے ہین اور اپنے تکبر پر فخر کرتے ہین کہ مین فلانے آدمی کو
کسی لائق نہین جانتا ہون اور اوسکی کچہ حقیقت نہین سمجہتا بلکہ اوسکی طرف دیکہتا بہی نہین اور ایسی تکبر کی باتین بکتے ہین تو اگر کسی عالم کو
اس بات کی آگاہی حاصل ہو تو اوسکو نہایت عزیز جاننا چاہیے اور اوسکی زیارت بہی عبادت ہے اور اوسکے واسطے سبکو چہوڑ دینا چاہیے اور اگر حدیث شریف مین
یہ نہ آیا ہوتا کہ ایک زمانہ آئیگا اوس زمانہ مین جو شخص تمہارے اعمال کا دسوان حصہ بہی عمل کریگا وہ نجات پائیگا تو نا امید ہو جانیکا خوف تہا لیکن اس زمانہ مین
تہوڑا بہی بہت ہے کیونکہ دین مین کوئی یار مددگار نرہا اور حقائق دین مندرس ہو گئے اور جو شخص یہ راہ چلتا ہے وہ اکثر تنہا ہی ہوتا ہے یار نہین رکہتا
اوسکا رنج دونا ہوتا ہے تو ناچار تہوڑے ہی پر قناعت کرتا ہے دوسرا سبب ہے اور عبادت مین تکبر ہے کیونکہ عابد زاہد صوفی پارسا
تکبر سے خالی ہی نہین ہوتے حتی کہ جانتے ہین کہ ہماری خدمت اور زیارت کرنا اورون کے حق مین بہتر ہے گویا کہ اپنی عبادت کے
سبب سے لوگون پر احسان رکہتے ہین اور شاید یہ بہی جانتے ہون کہ اور لوگ تباہ ہونیوالے ہین مغفور اور رستگار ہم ہی ہین اور کبہی
ایسا بہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اونہین ستائے اور اتفاقاً اوسے کوئی آفت پہونچ جائے تو کہتے ہین کہ دیکہو یہ ہماری کرامت ہے
ہمارے ساتہ جو بے ادبی کی یہ اوسیکا نتیجہ ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے
وہ خود ہلاک ہوگا یعنی اوسنے لوگون کو چشم حقارت سے دیکہا اور فرمایا ہے کہ بڑا گناہ ہے کہ کوئی کسی مسلمان بہائی کو حقیر جانے
اس حقیر جاننے والے مین اور اوس شخص مین بڑا فرق ہے جو مسلمان بہائی سے برکت لے اور اوسے اپنے سے بہتر جانے اور
خدا کے واسطے اوسے دوست رکہے اور اس بات کا خوف ہے کہ حق تعالی اوس عابد کا درجہ ان لوگون کو دیدے اور عبادت کی
برکت سے اوسے محروم رکہے جیسا کہ بنی اسرائیل مین ایک مرد تہا کہ اوس سے زیادہ کوئی عابد نہ تہا اور ایک شخص تہا کہ اوس سے زیادہ
کوئی فاسق نہ تہا وہ عابد بیٹہا تہا بدلی کے ایک ٹکڑے نے اوسکے سر پر سایہ کر لیا فاسق نے اپنے جی مین کہا کہ مین بہی جا کر اوس عابد کے
پاس بیٹہون شاید حق تعالی اوسکی برکت سے میرے اوپر رحمت کرے جب اوسکے پاس جا کر بیٹہا تو عابد نے کہا یہ کون ہے جو میرے پاس
بیٹہا ہے یہ بڑا ہی نابکار ہے یہان سے اوٹہ جا فاسق بیچارہ اوٹہا اور چل نکلا وہ ابر بہی اوسکے ساتہ روانہ ہو گیا اوس زمانہ مین جو رسول
تہے اونپر وحی آئی کہ اس فاسق اور عابد دونون سے کہدو کہ نئے سر سے عمل کرین کیونکہ جو کچہ فاسق نے گناہ کیے تہے وہ اوسکے

نیک ایمان کے سبب سے بخشدیے اور عابد نے جو عبادت کی تھی وہ اوسکے تکبر سے جسنے ضبط کرلی ایک شخص تھا ایک عابد کی گردن پر پاؤن رکھا عابد نے کہا کہ اپنا پاؤن اوٹھا ورنہ قسم خدا کی خدا تجپر رحمت نکریگا اوس زمانہ کے رسول پر وحی آئی کہ فلانے عابد سے کہدو کہ اسے شخص تو میرے اوپر قسم کہا کر تحکم کرتا ہے کہ مین اوسے نہ بخشونگا بلکہ مین تجھی کو نہ بخشونگا اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو کوئی کسی عابد کو ستاتا ہے تو عابد جانتا ہے کہ حق تعالیٰ اوس ستانیوالے پر رحمت نکریگا اور شاید کہہ بیٹھے کہ دیکہتا نیوالا بت جلدی اس گستاخی کی سزا پائیگا اور اگر کوئی آفت اوسے پہونچتی ہے تو عابد کہتا ہے کہ تمنے دیکھا اوسپر کیا گذری یعنی یہ میری کرامت ہے اور یہ احمق نہین جانتا کہ اکثر کافرون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو ستایا اور حق تعالیٰ نے اونسے انتقام نلیا اور بعضون کو دولت اسلام نصیب کی تو معاذ اللہ یہ بیوقوف جانتا ہے کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے زیادہ بزرگ ہون کہ حق تعالیٰ میرے سبب سے انتقام کریگا اور جاہل عابد ایسے ہوتے ہین اور زیرک ایسے ہوتے ہین کہ خلق پر جو کچھ آفت آتی ہے تو جانتے ہین کہ یہ ہماری شومی نفاق اور ہماری ہی تقصیر کے سبب سے آئی جیسے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باوصف اس صدق اور اخلاص کے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ مجھ مین نفاق کی کیا علامت پاتے ہو تو مسلمان پرہیزگاری کرتا ہے اور ڈرتا ہے اور احمق عابد ظاہر مین تو عمل کرتا ہے اور دلکو تکبر اور پندار کی نجاست مین آلودہ رکھتا ہے اور اوس سے ڈرتا نہین اور حقیقت مین جسنے یقین کرلیا کہ مین دوسرے سے بہتر ہون اوسنے اپنی عبادت کو اس نادانی کی وجہ سے ضائع کیا کیونکہ جہل سے بڑھکر کوئی گناہ نہین ہے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایک دن کسی شخص کی تعریف کرتے تھے اتفاقاً وہی وہان آیا اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جس مرد کی تعریف کرتے تھے وہ یہی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اسمین نفاق کی علامت پاتا ہون سب تعجب مین رہے جب وہ شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیا تو آپ نے فرمایا کہ تجھے قسم ہے خدا کی سچ کہہ کہ کبھی تیرے خیال مین آتا ہے کہ اس قوم مین تجھسے بہتر کوئی نہین اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہان آتا ہے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نور نبوت سے اس خبث کو اوسکے باطن مین دیکھا اور اوسکو نفاق کہا عالمون اور عابدون کے واسطے یہ بڑی آفت ہے یہ لوگ اس بات مین تین درجہ مین ہین پہلا درجہ وہ شخص ہے جو اپنے دل کو اس سے پاک نہ کرسکے مگر کوشش اور تکلف کرکے فروتنی کرتا ہے اور اوس شخص کے ایسے فعل کرتا ہے جو اورون کو اپنے سے بہتر جانتا ہے حتی کہ کسی طرح اوسکے قول وفعل سے تکبر ظاہر نہین ہوتا یہ شخص تکبر کا درخت اپنے باطن سے نہ اوکہاڑ سکے گا لیکن اوسکی شاخین بالکل کاٹ ڈالے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کو نگاہ رکھے کہ اظہار نہ کرے اور کہے کہ مین اپنے تئین سب سے کمتر جانتا ہون لیکن اوسکے معاملات اور افعال مین ایسی باتین ظاہر ہون جو اوسکے تکبر باطنی کی علامت ہون مثلاً جہان کہین جاتا ہے تو مقام صدر ڈہونڈہتا ہے اور آگے آگے چلتا ہے اور جو عالم ہے تو ایک ہی طرف اپنا سر رکھتا ہے جیسے لوگون سے ننگ وعار رکھتا ہے اور اگر عابد ہو تو تیوری چڑہائے رہتا ہے گویا لوگون پر غصہ مین ہے یہ دونون احمق یہ نہین جانتے کہ علم وعمل سر پہیرنے مین ہے نہ ترشروئی مین بلکہ دل مین ہے

اور ظاہر مین تواضع اور شفقت اور کشادہ روئی سب اوسکا نور ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے زیادہ عالم
اور متقی تھے اور آپ سے زیادہ کوئی فروتن اور کشادہ رو نہ تھا آپ کسی کی طرف سے مسکرائے ہوئے اور کشادہ پیشانی کیے ہوئے
نہ دیکھتے تھے حق تعالے نے آپ سے خطاب فرمایا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ
مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی رحمتون
مین سے یہ بھی تمپر ایک رحمت تھی کہ تم سبھون کے ساتھ کشادہ رو اور نرم دل اور مہربان رہے کہ وہ تمسے نفور اور کنارہ کش نہوئے
تیسرا درجہ یہ ہے کہ زبان سے تکبر اظہار کرکے فخر اور خود ستائی کرتا ہے اور حال اور کرامت کا مدعی ہوتا ہے عابد تو کہتا ہے کہ فلانا
شخص کیا بیچارہ ہے اور اوسکی عبادت کیا ہے مین صائم الدہر قائم اللیل ہون روز ختم قرآن کرتا ہون جو میرے درپے ہوتا ہے
وہ ہلاک ہی ہو جاتا ہے فلانے آدمی نے مجھے ستایا تھا جو کچھ اوسے دیکھنا تھا دیکھا اوسکا مال اور اولاد سب غارت ہو گیا اور شاید
لڑائی جھگڑا بھی کرے حتی کہ اگر کچھ لوگ تہجد کی نماز پڑھتے ہون تو وہ اونسے بہت زیادہ پڑھے تاکہ وہ عاجز ہون اور اگر روزہ کبھی رکھتے ہون
تو وہ مدت تک بھوکا بیٹھا رہے اور عالم ہے تو یہ کہتا ہے کہ مین اتنے علم جانتا ہون فلانا شخص کیا جانے وہ تو وہ اوسکا اوستاد کیا تھا
اور مناظرے مین مخالف کو زیر کرنے کے واسطے کوشش کرتا ہے اگرچہ خود بالکل باطل ہی پر ہو اور رات دن اسی فکر مین رہتا ہے
کہ کوئی عبارت اور سجع اور نادر بات یاد کرے تاکہ محفلون مین کہے اور اون مین لوگون پر سبقت کرے اور کبھی عجیب غریب لغت اور
حدیث شریف کے الفاظ حفظ کرتا ہے تاکہ اورون کے سامنے اپنا کمال اور اونکا نقصان ظاہر کرے ایسا عابد اور عالم کون ہے
جو ان باتون سے خالی ہے یہ باتین تھوڑی بہت سب مین ہین پس جب یہ دیکھیگا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے
دل مین ایک جو کے برابر تکبر ہے اوسپر جنت حرام ہے تو اوسے خوف اور درد زیادہ ہوگا اور تکبر نکریگا اور سمجھیگا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ اے
بندے اگر تو اپنے نزدیک بیقدر ہے تو میرے نزدیک تیری قدر ہے اور اگر تو خود اپنی کچھ قدر جانتا ہے تو میرے نزدیک بیقدر ہے اور جو کوئی
حقائق دین مین سے اتنا بھی نہ سمجھے اوسے عالم کہنے سے جاہل کہنا اولیٰ تر ہے تیسرا درجہ نسب کے سبب سے تکبر ہے حتی کہ
جو لوگ علوی ہوتے ہین یا خواجہ زادے ہوتے ہین وہ جانتے ہین کہ سب لوگ اونکے چیلے اور غلام ہین اگرچہ پارسا اور
عالم ہون مگر یہ تکبر اونکے باطن مین رہتا ہے گو کہ اظہار نہ کرین ان لوگون کو اگر غصہ آتا ہے تو آپے سے باہر ہو جاتے ہین اور
غصہ قول و فعل سے ظاہر ہو جاتا ہے دوسرے سے کہنے لگتے ہین کہ تیری کیا حقیقت ہے جو میرے ساتھ بات کرے تو اپنی اوقات
نہین پہچانتا اور ایسی باتین کہتے ہین حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین نے ایک شخص سے جھگڑا کیا اور کہا
یا ابن السوداء یعنی او حبشی کے بچے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر آپے سے باہر نہو کیونکہ کوئی گورے آدمی کا
بچہ کالے آدمی کے بچے پر فضیلت نہین رکھتا حضرت ابوذر کہتے ہین کہ مین لیٹ گیا اور اوس شخص سے کہا کہ تو اپنا پاؤن میرے منہ پر رکھ
اے عزیز دیکھو تو کہ جب اونہین معلوم ہوا یہ کلمہ تکبر کا ہے تو کیا فروتنی کی تاکہ اوس سے تکبر ٹوٹ جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے دو آدمی آپس مین تفاخر کرتے تھے ایک نے کہا کہ مین فلان ابن فلان کا بیٹا ہون تو کون ہے پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بھی دو آدمیوں نے فخر کیا تھا ایک نے کہا تھا کہ میں فلان ابن فلان کا بیٹا ہوں اور بزرگوں کی نو پشتیں گن دی تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اوس سے کہدو کہ وہ نو تو دوزخ میں ہیں اور تو انکا دسواں ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ دوزخ میں کوئلا ہو گئے ہیں اونپر بھی فخر کرنے سے دست بردار رہو ورنہ حق تعالیٰ کے نزدیک گوزہ سے بھی بدتر ہو جاؤ گے کہ وہ آدمی کی نجاست سونگھتا ہے اور چکھتا ہے چوتھا سبب حسن و جمال کے سبب تکبر ہوتا ہے یہ عورتوں میں اکثر ہوا کرتا ہے جیسا کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کو فرمایا کہ کوتاہ قد ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا کہ تم نے غیبت کی اور یہ اپنے تئیں بڑا تکبر ہے کیونکہ اگر وہ خود کوتاہ قد ہوتیں تو یہ کلمہ نہ فرماتیں پانچواں سبب تونگری کے باعث سے تکبر ہوتا ہے کہ آدمی یوں کہتا ہے کہ میرا مال اور میری دولت اتنی ہے اور تو کنگال اور مفلس ہے میں اگر چاہوں تو تیرے ایسے کتنے غلام مول لے لوں اور ایسی باتیں کہتا ہے اور سورۂ کہف میں دو بھائیوں کا قصہ جو ہے ایک نے کہا اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا وہ اسی قبیل سے ہے چھٹا سبب قوت کے سبب سے ضعیفوں پر تکبر ہوتا ہے ساتواں تابعین اور شاگردوں اور غلاموں اور نوکروں اور مریدوں کے سبب سے تکبر ہوتا ہے غرضکہ جس چیز کو آدمی نعمت سمجھتا ہے اوسکے سبب سے فخر کرتا ہے اگرچہ وہ نعمت نہ ہو حتی کہ مخنث بھی اسباب مخنثی کے سبب سے اور مخنثوں پر فخر کرتا ہے تکبر کے اسباب بھی ہیں اور تکبر ظاہر ہونیکا سبب یا عداوت اور حسد ہوتا ہے کیونکہ آدمی جب کسی کو دشمن رکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ اوس پر تکبر اور فخر کرے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ریا تکبر کا سبب ہو کہ آدمی لوگوں کے سامنے تکبر کرے تا کہ لوگ اوسے تعظیم سے دیکھیں حتی کہ کوئی شخص کسی سے مناظرہ کرے کہ جانتا ہے کہ طرف ثانی بڑا فاضل ہے اور اپنے دل میں متواضع رہے فقط ظاہر میں تکبر کرے تا کہ لوگ طرف ثانی کو فاضل نہ جانیں اے عزیز اب جو تو تکبر کے اسباب جان چکا تو اوسکا علاج پہچاننا چاہیے

تکبر کے علاج کا بیان

اے عزیز جان تو کہ جو بیماری ایک حبہ کی قدر ہو اور راہ سعادت بند کر دے اور بہشت سے محجوب رکھے اوسکا علاج فرض عین ہے اور اس بیماری سے کوئی شخص خالی نہیں ہے اسکا علاج دو قسم پر ہے ایک مجمل ایک مفصل مجمل علاج علم و عمل کی معجون سے مرکب ہے علاج علمی یہ ہے کہ آدمی حق سبحانہ تعالیٰ کو پہچانے تا کہ معلوم ہو جائے کہ کبریائی اور عظمت اوسکے سوا اور کسی کو سزاوار نہیں اور اپنے تئیں پہچانے تا کہ معلوم کرے کہ مجھ سے زیادہ حقیر اور ذلیل و خوار اور کمتر کوئی نہیں اور یہ عمل ہے کہ بیماری کی جڑ اور مادہ کو باطن سے قطع کرتا ہے اگر کوئی شخص تمام علاج جاننا چاہے اوسے قرآن شریف کی ایک آیت کافی ہے اوسے جان لے وہ آیت یہ ہے قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَکْفَرَهٗ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ثُمَّ اِذَا شَاءَ اَنْشَرَهٗ حق سبحانہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی قدرت پہچوائی اور اوسکے اول اور آخر اور درمیان کا کام اوس سے بیان کر دیا اول کا کام تو یہ ہے کہ فرمایا مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ تو آدمی کو چاہیے کہ یہ بات جان لے کہ کوئی چیز نیست سے زیادہ ناچیز نہیں ہوتی اور آدمی نیست تھا کیونکہ اوسکا نام و نشان کچھ بھی نہ تھا اور ازل سے پیدا ہونیکے وقت تک عدم کے پردہ میں چھپا تھا جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا

حق تعالی نے خاک کو پیدا کیا کہ اوس سے زیادہ کوئی چیز ذلیل نہین اور نطفہ اور علقہ کو پیدا کیا کہ وہ ذرا سا پانی اور خون ہے اور اوس سے زیادہ کوئی چیز پلید نہین اور آدمی کو اوس نیست سے ہست کیا اور اوسکی اصل نا چیز مٹی اور گندے پانی اور پلید خون سے بنائی اور اوسکے بعد آدمی پارہ گوشت تھا اوسمین سماعت بصارت گویائی قوت حرکت کچھ نتھی بلکہ ایک جماد تھا کہ اپنی بھی کچھ خبر نرکھتا تھا اور چیز کا کیا ذکر پھر حق تعالی نے اوسمین سماعت بصارت ذوق گویائی قوت قدرت ہاتھ پاؤن آنکھ اور سب اعضا پیدا کیے چنانچہ وہ دیکھتا ہے کہ ان چیزون مین سے کوئی چیز نتو خاک مین تھی نہ نطفہ مین نہ خون مین اور اوسمین آتمی عجائب غرائب چیزین پیدا کین تاکہ اونکے سبب سے خالق کی بزرگی اور بڑائی پہچانے نہ یہ کہ اونکے سبب سے تکبر کرے کیونکہ اوسنے کچھ اپنی کوشش سے یہ چیزین نہین حاصل کی ہین کہ اوسکے سبب سے تکبر کرے جیسا حق تعالی نے ارشاد کیا وَمِنْ اٰیَاتِہٖ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ آدمی کا پہلا کام تو یہ ہے اے عزیز دیکھ تو کہ اوسے اب تکبر کی جگہ ہے یا اپنے سے ننگ و عار رکھنے کی اور اوسکے درمیان کے کام یہ ہین کہ حق تعالی اوسے اس عالم مین لایا اور ایک مدت تک رکھا اور یہ قوتین اور اعضا اوسے عنایت کیے اگر حق تعالے اوسکے کام اوسیکے اختیار مین دیتا اور اوسے بے پروا کرتا تو ممکن تھا کہ غلطی مین پڑکر سمجھتا کہ مین کچھ ہون بلکہ بھوک پیاس بیماری جاڑا گرمی درد رنج دولا کہ مختلف بلائین اوسکے سر پر لگا رکھی ہین تاکہ کسی ساعت اپنی طرف سے امین نہو کیونکہ شاید یہ مر جائے یا اندہا یا بہرا یا دیوانہ یا بیمار یا درماندہ ہو جائے یا بھوک پیاس کے مارے مر جائے اور حق سبحانہ تعالی نے اوسکی منفعت کڑوی دواؤن مین رکھی کہ اگر وہ فائدہ چاہتا ہے تو سردست رنج اوٹھائے اور اوسکا زیان اچھی چیزون مین رکھا تاکہ اگر فی الحال لذت پائے تو پھر اوسکا رنج اوٹھائے اور اوسکے کامون مین سے کوئی کام اوسکے ہاتھ مین نہین دیا حتی کہ جو کچھ وہ جانا چاہتا ہے نہ جانون اوسے نہین جانتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کہ بھول جاؤن اوسے نہین بھول سکتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ نہ خیال کرون وہ اوسکے دل پر غلبہ کرتی ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ خیال کرون اوس سے دل بھاگتا ہے اور باوصف ان عجائب صنعتون اور جمال اور کمال کے جو اوسکے واسطے پیدا کیا اوسے ایسا عاجز کر دیا کہ اوس سے زیادہ بدبخت اور کمتر اور عاجز کوئی چیز نہین اور اوسکا اخیر کا کام یہ ہے کہ مر جائیگا نہ سماعت رہے گی نہ بصارت نہ قوت نہ جمال نہ بدن نہ اعضا بلکہ ایسا مردار گندہ اور متعفن ہو جائیگا کہ سب لوگ اوس سے اپنی ناک بند کرین گے اور کیڑے مکوڑون اور حشرات الارض کے پیٹ مین نجاست ہو جائیگا پھر آخر کو دوبارہ خاک ہوکر ذلیل و خوار ہوگا اور اسیطرح خاک ہی رہتا تو بھی فائدہ اوٹھاتا کہ چارپایون کے برابر رہتا وہ تو یہ دولت بھی نہ پائیگا بلکہ اوسے حشر کرین گے اور ہیبت کے مقام مین رکھین گے حتی کہ آسمانون کو پھٹا ہوا دیکھے گا اور ستارون کو گرا ہوا اور آفتاب اور ماہتاب کو بے نور اور پہاڑون کو دہنکی ہوئی روئی کیطرح پراگندہ اور زمین کو بدلی ہوئی دیکھے گا کہ دوزخ کے فرشتے کمند ڈال رہے ہین اور دوزخ گرج رہی ہے اور فرشتے ایک ایک کے ہاتھ مین اعمال نامہ دے رہے ہین حتی کہ جو کچھ تمام عمر مین فضیحتیان اور رسوائیان کی ہین آدمی اوسے دیکھتے ہین اور ایک ایک پڑہتے ہین اور نادم ہوتے ہین فرشتے اوس سے کہتے ہین آ جواب دے کہ تو نے کیون کیا کیون کہا کیون بیٹھا کیون اوٹھا کیون دیکھا کیون

نیمال کیا اور معاذ اللہ اس سے عہدہ برآ نہوسکیگا تو اوسے دوزخ مین ڈال دینگے اوسوقت وہ کہیگا کہ کاش مین سور یا کتا ہوتا
تاکہ خاک ہوجاتا کیونکہ وہ اس عذاب سے چھوٹے ہوتے ہین تو جس شخص کا حال سور اور کتے سے بھی بدتر ہونا ممکن ہو اوسکو تکبر
کرنیکا کیا محل ہے اور فخر کرنیکا کیا موقع ہے کیونکہ اگر آسمان زمین کے سب ذرے اوسکی مصیبت پر روئین اور اوسکی فضیحتی اور
رسوائی ہونیکا کا غذ پڑہین تو قاصر رہین اے عزیز بہلا کبھی تو نے دیکھا ہے کہ بادشاہ نے کسی کو کسی گناہ کے سبب سے پکڑا اور قیدخانہ مین
بند کیا اور وہ قیدی اس خطر مین ہے کہ مجھے سولی دینگے یا عذاب کرینگے باوجود اسکے وہ قیدی تفاخر اور تکبر مین مشغول ہو اور
تمام خلق دنیا مین بادشاہ عالم کے قیدخانہ مین ہے اور گناہ بہت رکھتی ہے اور انجام کار نہین پہچانتی ہے تو ایسی جگہ مین ایسا
حال کے ساتھ تفاخر اور تکبر کا کیا محل ہے تو جس شخص نے اپنے تئین اس صفت کے ساتھ پہچانا تو یہ پہچان اوسکا مسہل ہوجائیگی اور اوسکے باطن
تکبر کی جڑ بالکل کہود ڈالیگی حتی کہ وہ کسی چیز کو اپنے سے زیادہ کمتر نہ دیکھیگا بلکہ چاہیگا کہ خاک ہوتا یا چڑیا یا چارپایہ کہ اس سخت خطر مین نہوتا اور علاج
عملی یہ ہے کہ سب احوال و اقوال مین متواضعون کی راہ اختیار کرے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر روٹی کہاتے تکیہ نہ لگاتے اور
فرماتے کہ مین بندہ ہون مین اسطرح کہاتا ہون جسطرح بندہ کہاتے ہین حضرت سلیمان علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ تم نیا کپڑا نہین
پہنتے کہا مین بندہ ہون اگر کسی دن آزاد ہونگا تو آخرت مین نیا لباس پہنونگا اے عزیز جانتو کہ اسرار نماز مین سے ایک تواضع
ہے کہ رکوع سجود سے حاصل ہوتی ہے اور چہرہ جو سب اعضا سے زیادہ عزت دار ہے آدمی اوسے خاک پر رکھتا ہے جو سب چیزون
سے زیادہ ذلیل ہے اسواسطے کہ عرب کو ایسا تکبر تھا کہ پیٹھہ نہ جھکاتے تھے تو یہ سجدہ اونپر قہر عظیم تھا پس آدمی کو چاہیے کہ کبر
جو حکم دے اوسکے خلاف ہی کرے اور صورت اور زبان اور آنکھ اور نشست و برخاست اور لباس اور سب حرکات سکنات سے
کبر ظاہر ہوتا ہے تو چاہیے کہ آدمی تکلف کرکے یہ سب دور کرے تاکہ تواضع اوسکی سرشت ہوجائے تکبر کی علامتین بہت ہین
ایک یہ ہے کہ جبتک کوئی دوسرا آدمی اوسکے ساتھ نہو تب تک اکیلا کہین جانا نچاہیے اس امر سے حذر کرنا چاہیے حضرت
ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جتنے آدمی تیرے ساتھ زیادہ ہوتے ہین اوتنا ہی تو حق تعالی سے دور رہتا ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کے بیچ مین چلا کرتے تھے کبھی ایسا ہوتا کہ لوگون کو آگے کر لیتے اور ایک علامت یہ ہے
کہ متکبر چاہتا ہے کہ لوگ اوسکے سامنے کہڑے رہین اور آدمی اوسکے واسطے سروقد اوٹھہ کہڑے ہوا کرین رسول مقبول صلعم اس امر سے کراہت رکھتے تھے
کہ کوئی آپکے واسطے سروقد اوٹھہ کہڑا ہو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جو کوئی دوزخی کو دیکھا چاہتا ہو اوسے کہدو کہ ایسے
آدمی کو دیکھے جو خود تو بیٹھا ہو اور لوگ اوسکے سامنے کہڑے ہون اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر کسیکی ملاقات کو نہین جاتا حضرت سفیان ثوری رح
مکہ معظمہ مین پہونچے تو حضرت ابراہیم ادہم نے اونکو بلایا کہ یہان آکر مجھسے حدیث روایت کرو حضرت سفیان چلے آئے حضرت ابراہیم ادہم نے کہا
کہ مین نے چاہا کہ تمہاری تواضع آزماؤن اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر یہ نہین چاہتا کہ فقیر اوسکے پاس بیٹھے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کے
ہاتھ مین اپنا دست مبارک دیتے جبتک وہ نچھوڑتا آپ اوسیطرح رہتے اور جو شخص ایسا بیمار ہوتا کہ اور لوگ اوس سے حذر کرتے آپ اوسکے ساتھ کہانا
نوش کرتے اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر اپنے گہر مین کچھ کام نہین کرتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سب کام کرتے تھے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رح نے

ایک رات کسی کو مہمان رکھا چراغ گل ہونے لگا مہمان نے کہا کہ مین تیل لے آؤن فرمایا نہین مہمان سے کام کو کہنا مروت سے بعید ہے مہمان نے کہا غلام کو جگاؤن فرمایا نہین وہ ابھی سویا ہے پھر آپ اوٹھکر تیل کا برتن لائے اور چراغ مین تیل ڈالا مہمان نے کہا کہ یا امیر المومنین یہ کام خود آپ نے کیا فرمایا ہان جب مین گیا تھا تب بھی عمر تھا اور اب پھر آیا تو بھی عمر ہون اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر سودا سلف بازار سے خود اپنے گھر نہین لیجاتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ایک دن کوئی چیز لی تھی اور خود لیے جاتے تھے ایک شخص نے چاہا کہ مین اسے لیجلون آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ جسکی چیز ہے اوسیکا لیجلنا بہتر ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکڑیان پیٹھ پر لادے بازار مین جاتے اور کہتے کہ اپنے امیر کو راہ دو دیہ اوس وقت کا ذکر ہے جب وہ امیر تھے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائین ہاتھ مین گوشت لٹکائے ہوئے اور داہنے مین دُرّہ لیے ہوئے بازار مین جاتے اور ایک علامت یہ ہے کہ جب تک اچھے کپڑے نہون تب تک متکبر باہر نہین نکلتا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگون نے بازار مین کہا کہ ہاتھ مین دُرّہ لیے ہین اور چودہ پیوند چادر مین سیے ہین اونمین بھی بعضے چمڑے کے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوتاہ کپڑا پہنتے تھے لوگون نے شکایت کی فرمایا کہ اس لباس سے دل خاشع رہتا ہے اور لوگ پیروی کرتے ہین فقیر خوش ہوتے ہین حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ مین جب دھوئے ہوئے کپڑے پہنتا ہون تو جب تک پھر میلے نہو جائین تب تک اپنے دلکو مین پاتا ہی نہین یعنی اپنے دلمین رعونت اور تکبر پاتا ہون خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ علیہ کے واسطے خلافت کے پہلے ہزار دینار کا کپڑا مول لیا جاتا کہتے کہ اچھا تو ہے لیکن اس سے بھی زیادہ نرم چاہیے اور خلافت کے بعد پانچ درم کا کپڑا مول لیتے اور فرماتے کہ خوب ہے لیکن اس سے زیادہ موٹا کپڑا چاہیے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے نفس لذت طلب دیا ہے جب ایک چیز کی حلاوت چکھہ چکتا ہے تو اوسے نہین طلب کرتا ہے اب خلافت کا مزہ چکھا اس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہین تو اب بادشاہی ابد کی طرف دوڑتا ہے اور اوسے ڈہونڈہتا ہے آلغرض یہ گمان نہ کرنا کہ جتنے اچھے کپڑے ہین سب تکبر ہی کی وجہ سے ہوتے ہین کیونکہ کوئی آدمی ہر چیز مین اچھائی کو دوست رکھتا ہے اوسکی پہچان یہ ہے کہ خلوت مین بھی اچھی کپڑے کو دوست رکھے اور کوئی شخص پرانے کپڑے کے سبب سے تکبر کرتا ہے کہ اوسے پہنکر اپنے تئین زاہد ظاہر کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگون سے کہا کہ کیا ہے جو تم راہبون کا لباس پہنے ہو اور باطن کو بھیڑیے کی صورت بنا رکھا ہے بادشاہون کا لباس پہنو اور خوف خدا سے دلکو نرم کرو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ملک شام کو پہونچے تو پھٹے پرانے کپڑے پہنے تھے لوگون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین یہان دشمن لوگ ہین اگر آپ اچھے کپڑے پہن لیجیے گا تو کیا ہوگا فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کے سبب سے عزت دار کیا ہے اور کسی چیز مین مین عزت نہ ڈہونڈہونگا غرضکہ جو کوئی تواضع سیکھا چاہے اوسے چاہیے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سیرت دریافت کرکے اوسکی پیروی کرے حضرت ابو سعید خدری رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جانورون کو چارہ ڈالتے اونٹ کو باندہتے گھر جھاڑتے بہارتے بکری کا دودہ دوہتے نعلین شریفین ٹانک لیا کرتے کپڑے مین پیوند لگا لیتے خادم کے ساتھ کھانا کھاتے جب خادم تھک جاتا تو چکی پیسنے مین اعانت کرتے بازار سے

چادر مین سودا سلف باندھ لاتے امیر فقیر چھوٹے بڑے سکو پہلے خود سلام کرکے مصافحہ کرتے غلام آزاد چھوٹے بڑے دن کے درمیان
دین کے امور مین فرق نکرتے دن رات کا ایک ہی لباس رکھتے جو خاکسار پریشان حال آپکی دعوت کرتا قبول فرماتے جو کھانا
آپکے سامنے رکھدیا جاتا اگرچہ تھوڑا ہوتا اوسے حقیر نجانتے رات کا کھانا صبح کے واسطے نرکھتے صبح کا کھانا رات کے واسطے نرکھتے
آپ نیک خو تھے کریم الطبع ملنسار شگفتہ رو تھے مسکراتے بے قہقہہ لگائے اندوہگین ہوتے بے تیوری بہوین چڑہائے متواضع
تھے بے مذلت باہیبت تھے بے درشتی وشدت بے اسراف سخی اور کریم تھے سب لوگون پر رحیم تھے انکا دل بہت نرم تھا
سر جھکائے رہتے یہ مقتضائے حیا وشرم تھا کسی سے طمع نرکھتے تھے جوکوئی اپنی سعادت چاہے آپکی پیروی کرے یہی سبب تھا
کہ حق تعالی نے آپکی تعریف کی اور فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور علاج تفصیلی یہ ہے کہ تو غور کر کہ کس سبب سے تکبر کرتا ہے
اگر نسب کے سبب سے تکبر کرتا ہے تو اپنا نسب جاننا چاہیے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ
جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ یعنی تیری اصل خاک سے ہے اور فرع نطفہ سے تو نطفہ باپ ہوا اور خاک دادا اور دونون سے
زیادہ خوار وذلیل کون ہے اگر تو کہے کہ آخر باپ بھی تو درمیان مین ہے تو تجھ مین اور تیرے باپ کے درمیان مین نطفہ اور علقہ
اور مضغہ اور بہت ناپاکیان اور رسوائیان ہین تو اونہین کیون نہین دیکھتا اور تعجب یہ ہے کہ اگر تیرا باپ خاکروبی یا حجامی کرتا تو
تو اوس سے ننگ وعار رکھتا اور کہتا کہ عجب ناپاک ہے کہ خاک وخون مین ہاتھ بھرتا ہے تو بھی تو خاک اور خون ہی سے بنا ہے
پھر کیون فخر کرتا ہے اور تو نے جب یہ جان لیا تو تیری مثل اوس شخص کی ایسی ہوگی جو اپنے تئین سید علوی سمجھے اور دو گواہ
عادل اسپر گواہی دین کہ یہ غلط ہے اور فلانے حجام کا لڑکا ہے اور وہ ثابت کردین جب تجھے یہ معلوم ہو جائیگا تو پھر تو تکبر نکر سکیگا
دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص نسب کے سبب سے ناز کرتا ہے تو حقیقت مین دوسرے کے سبب سے ناز کرتا ہے اور بزرگی تجھی مین
ہونا چاہیے اسواسطے کہ آدمی کے پیشاب سے جو کیڑا پیدا ہوتا ہے اوسے اوس کیڑے پر جو گھوڑے کے پیشاب سے پیدا ہو
کچھ بزرگی نہین ہوتی دوسرا سبب وہ تکبر ہے جو حسن وجمال کے سبب سے ہو جو شخص اپنے حسن وجمال کے سبب سے فخر کرے اوسے
چاہیے کہ باطن مین دیکھے تاکہ برائیان ظاہر ہون اور نظر کرے کہ اوسکے پیٹ اور مثانہ اور رگون اور ناک کان اور سب اعضا
مین کیا کیا نجاست اور کثافت ہے اور ہر روز دوبار اپنے ہاتھ سے ایسی ایسی چیز دہوتا ہے جسکی نہ صورت دیکھنا گوارا ہے نہ بو سونگھنا
اور ہمیشہ اوسکا باربردار اور حمال رہتا ہے پھر یہ سوچے کہ اوسکی پیدائش خون حیض اور نطفہ سے ہے اور پیشاب کی دو راہ گندگی
سے جب گذرتا ہے تب عالم وجود مین قدم دہرتا ہے حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی علیہ نے ایک شخص کو خرامان دیکھا کہا یہ اوس
شخص کی چال نہین ہے جو یہ جانتا ہو کہ مین اپنے پیٹ مین کیا بھرے ہون اگر آدمی ایکدن اپنی نشست وشو نکرے تو سب
گھورے اور سنڈاس اوس سے پاکیزہ تر ہین کیونکہ گھورون اور سنڈاسون مین اوس سے زیادہ پلید کوئی چیز نہین ہوتی
جو آدمی کے پیٹ سے نکلتی ہے پھر اوسکا حسن وجمال کچھ اوسکے سبب سے نہین ہے کہ فخر کرے اور اورون کی بدصورتی کچھ اون
اورون کے سبب سے نہین ہے کہ اونکا عیب کرے اور اوسکا حسن وجمال اعتماد کے قابل بھی نہین ہے کیونکہ ایک بیماری سے

زائل ہوجاتا ہے اور چیچک سب بیماریون سے زیادہ اوسے بدصورت کر دیتی ہے غرضکہ یہ چیزین تکبر کے لائق نہین ہین اور اگر اپنی طاقت کے سبب سے آدمی تکبر کرتا ہے تو یہ جان لے کہ اگر اوسکے ایک درد ہوتا ہے تو اوس سے زیادہ عاجز کوئی نہین ہوتا اگر مکھی اوسے ستاتی ہے تو عاجز آتا ہے اگر بھنگا اوسکی ناک مین یا چیونٹی اوسکے کان مین گھس جاتی ہے تو عاجز اور ہلاک ہوجاتا ہے اگر کانٹا اوسکے پاؤن مین گڑجاتا ہے تو جگہ سے ہل نہین سکتا پھر اگر بڑا قوی اور طاقتور ہے تو بیل گدہا ہاتھی اونٹ اوس سے زیادہ قوی ہین تو ایسی چیز کے سبب سے فخر کرنا کیا جسمین بیل گدہا اوس سے بڑہ کر ہے اور اگر تونگری اور مال اور نوکرون غلامون کے سبب سے تکبر کرے یا حکومت اور سرداری کی وجہ سے تو یہ سب چیزین اوسکی ذات سے باہر ہین کیونکہ اگر مال چور لیجاوین یا حکومت سے بادشاہ معزول کردے تو پھر کیا اوسکے قبضہ مین رہیگا اور اگر مال ہے بھی تو بہتیرے یہودی اوس سے زیادہ مال و دولت رکھتے ہین اور اگر حکومت پر منصوب رہے تو بہتیرے بے عقل مثلاً ترک کرد اجلاف اوسکی حکومت کی وہ گونہ حکومت رکھتے ہین غرضکہ جو چیز تیری ذات سے نہو وہ تیری ملک نہین اور جو تیری ملک نہو اوسکے سبب سے تکبر اور فخر کرنا بالکل بیجا اور برا ہے اور انمین سے کوئی چیز تیری ذات سے نہین ہے اور منجملہ اون اسباب کے جس سبب سے تکبر کرسکتے ہین ظاہرا علم اور عبادت ہے اسکا علاج دشوار ہے کیونکہ کمال آدمی اور حق تعالی کے نزدیک علم عزیز ہے اور بڑی چیز ہے اور حق تعالی کی صفتون مین سے ہے اور عالم پر بہت مشکل ہوگا کہ اپنی طرف التفات ہی نہ کرے اور یہ مشکل دو طرح سے آسان ہوتی ہے ایک تو یہ ہے کہ جان لے کہ علم کے سبب سے بڑی گرفت ہوگی اور عالم کا بڑا خطرہ ہے کیونکہ جاہل سے بہت کامون طرح دیجائیگی اور عالم سے نہ دیجائیگی اور عالم کی تقصیر بہت بڑی ہوتی ہے اور جو احادیث عالم کے بارہ مین وارد ہوئی ہین اونمین غور و تامل کرنا چاہئیے کیونکہ قرآن شریف مین حق سبحانہ تعالی نے اوس عالم کو گدہے کے مانند فرمایا ہے جو اپنے علم کے موافق کاربند نہو اسواسطے کہ گدہے کے بوجہ بھر کتابین اوٹھائے ہے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ یعنی جانے خواہ نجانے اپنی طبیعت اور سرشت سے دست بردار نہین ہوتا کتے اور گدہے سے زیادہ اور کیا چیز خبیث ہے اور درحقیقت عالم اگر آخرت مین نجات نہ پائیگا تو سب کنکر پتھر اوس سے افضل نکلین گے تو حیوانات کا کیا ذکر اسی سبب سے ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش مین چڑیا ہوتا اور ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش مین بکری ہوتا اور لوگ مجھے ذبح کرکے کہا لیتے اور ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش مین گھاس ہوتا پس جسکے دل مین آخرت کا خطرہ جم جاتا ہے وہ ہرگز تکبر نہین کرتا اگر کسی کو اپنے سے زیادہ جاہل دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ نادان ہے گناہ مین معذور ہے اور مجھسے بہتر ہے اور اگر کسی کو اپنے سے زیادہ عالم دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ وہ ایسی چیز جانتا ہے جو مین نہین جانتا مجھسے وہ بہتر ہے اور اگر بوڑہے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اسنے مجھسے زیادہ خدا کی عبادت کی ہے یہ مجھسے بہتر ہے اور اگر لڑکے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ مین نے بہت گناہ کیے اور یہ معصوم ہے اسنے ابہی زمانہ بھی نہین دیکھا یہ مجھسے بہتر ہے بلکہ اگر کافر کو دیکھتا ہے تو بھی تکبر نہین کرتا اور کہتا ہے کہ شاید یہ مسلمان ہوجاوے اور اسکی عاقبت بخیر ہو اور مبادا میرا خاتمہ کفر پر ہو کیونکہ بہت مسلمانون نے اسلام قبول کرنے سے قبل امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکہا اور تکبر کیا حق تعالی کے علم مین وہ تکبر خطا تھا تو جب آدمی کی نجات آخرت مین ہے اور وہ کسی کو معلوم نہین تو چاہیے کہ ہر ایک اوسکے خوف مین رہے تاکہ تکبر نہ کرے دوسری طرح یہ ہے کہ یہ سمجھے

کہ کبریا حق سبحانہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے اور جو کوئی اس امر مین اوس سے جھگڑتا ہے اوسے خدا دشمن رکھتا ہے اور حق تعالیٰ اپنے ہر ایک کو فرمایا ہے کہ میرے نزدیک تیری قدر اوس وقت ہوگی جب تو اپنے تئین کچھ نہ سمجھے اگر بالفرض آدمی یہ بھی جان لے کہ میری عاقبت بخیر ہوگی تو بھی حق تعالیٰ کا فرمایا در کنار تکبر نہ کرے اسی سبب سے انبیا علیہم السلام متواضع ہوتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ حق تعالیٰ تکبر کو دشمن رکھتا ہے اور عابد کو چاہیے کہ عالم بے عبادت پر تکبر نہ کرے اور کہے کہ شاید علم اوسکا شفیع ہو اور اوسکی برائیون کو محو کر دے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی مجھے کسی ادنیٰ صحابی پر اور اگر کوئی عابد کسی جاہل کو دیکھے اور اوسکا حال پوشیدہ ہو تو اپنے جی مین کہے کہ شاید یہ جاہل مجھسے زیادہ عابد ہو اور اپنے تئین مشہور نہ کیا ہو اور اگر فاسق ہو تو اپنے جی مین یہ کہنا چاہیے کہ وسواس اور خطرے ایسے گناہ مین جو دل ہی سے ہوتے ہین اور فسق ظاہری سے بدتر ہین اور ممکن ہے کہ میرے باطن مین ایسا کوئی گناہ ہو جس سے مین غافل ہون اور میرے تمام ظاہری عمل اوس سے حبط ہو جائین اور اوسکے باطن مین کوئی خلق نیک ایسا ہو جو اوسکے ظاہری گناہون کا کفارہ ہو جائے بلکہ شاید وہ توبہ کرے اور خاتمہ بخیر اوسے نصیب ہو اور مجھسے ایسا کوئی گناہ سرزد ہو جسکے سبب سے موت کے وقت ایمان خطر مین پڑ جائے غرضکہ جب یہ امر ممکن ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک اوسکا نام اشقیا مین لکھا ہے تو تکبر کرنا نادانی ہے اسی سبب سے بڑے بڑے عالم اور مشائخ ہمیشہ متواضع رہے ہین **عجب اور اوسکی آفت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ خود پسندی برے اخلاق مین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مہلک ہین بخل حرص خود پسندی اور فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ گناہ نکرو تو بھی مجھے تمسے ایسی ایک چیز کا خوف ہے کہ وہ گناہ سے بھی بدتر ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لوگون نے پوچھا کہ آدمی بدکار کب ہوتا ہے فرمایا کہ جب اپنے تئین نیکوکار جانے اور یہ جاننا خود پسندی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ تباہی اور ہلاکت دو چیزون مین ہے خود پسندی اور ناامیدی مین اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ ناامید آدمی طلب مین سست ہوتا ہے اور معجب جانتا ہے کہ مین طلب سے بے نیاز ہون حضرت مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ اگر مین تمام رات سوؤن اور صبح کو ڈرتا ہوا اور شکستہ دل اٹھون تو اس امر کو مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ رات بھر نماز پڑھون اور صبح کو اوسپر خود پسندی کرون حضرت بشیر ابن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک دن بڑی لمبی نماز پڑھتے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اونکی عبادت مین متعجب ہے جب سلام پھیرا تو کہا کہ اے جوان تعجب نہ کر کیونکہ ابلیس نے مدتون عبادت کی اور اوسکا خاتمہ تو جانتا ہے کہ کیسا ہوا اے عزیز جان تو کہ خود پسندی سے بہت آفتین پیدا ہوتی ہین اونمین سے ایک تکبر ہے کہ آدمی اپنے تئین دوسرون سے بہتر جانے دوسری آفت یہ ہے کہ خود اپنے گناہ یاد نہین کرتا اور تدارک مین مشغول نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ مین بخشا ہوا ہون عبادت مین شکرگذار نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ شکرگذاری سے بے نیاز ہے اور عبادت کی آفتین نہین جانتا اور نہین تحقیق کرتا اور جانتا ہے کہ وہ خود بے آفت ہے اور اوسکے دل سے خوف اوٹھ جاتا رہتا ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ کے مکر سے نڈر رہتا ہے اور عبادت کے سبب سے حق سبحانہ تعالیٰ پر ایا حق جانتا ہے کہ عبادت

اور سپر خود نعمت الٰہی سمجھے اور اپنی تعریف کرتا ہے اور اپنے تئین پاک جانتا ہے اور جب اپنے علم مین خود پسند ہوتا ہے تو کسی سے
کچھ پوچھتا نہین اور اگر اوس سے اوسکے خلاف راے کوئی بات کہین تو سنتا ہی نہین اور ناقص رہتا ہے اور کسیکی نصیحت نہین سنتا

عجب اور ادلال کی حقیقت کا بیان عزیز جانتو کہ حق تعالیٰ نے جسے کوئی نعمت عطا فرمائی جیسے علم اور توفیق
عبادت وغیرہ اور اوسکے زائل ہوجانے سے ہراسان رہتا ہے اور ڈرا کرتا ہے کہ مبادا اوس سے پھیرلین وہ خود پسند نہین ہے
اور اگر ڈرتا نہین ہے اور اوس نعمت کے سبب سے بدینوجہ خوش رہے کہ حق تعالیٰ کی عطا اور نعمت ہے اسوجہ سے نہین کہ اوس شخص کی
صفت ہے تو بھی خود پسند نہوگا اور اسوجہ سے خوش ہو کہ یہ میری صفت ہے اور اس امر سے غافل ہو کہ وہ خدا کی نعمت ہے اور
اوسکے ہر اس سے خالی ہو تو اس صفت سے یہ خوشی خود پسندی ہے اور اگر ساتھ اسکے حقتعالیٰ کے نزدیک اپنا کچھ حق جانے اور اپنی
عبادت کو اپنے واسطے خدمت پسندیدہ جانے تو اسے ادلال یعنی ناز کرنا اور اترانا کہتے ہین کیونکہ خود اپنے تئین نازان جانتا ہے
اور جب کسی کو کوئی چیز دے اور اپنے دل مین سمجھے کہ مین نے بڑا کام کیا تو خود پسند ہے اور اگر اوسکے عوض مین کسی خدمت
اور مکافات کی امید رکھتا ہے تو اوسے ناز کہتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کے سبب سے ناز کرتا ہے
اوسکی نماز اوسکے سر سے تجاوز نہین کرتی اور فرمایا ہے کہ اگر تو ہنسے گا اور اپنی تقصیر کا مقر رہے گا تو اس سے بہتر ہے کہ روئے
اور اوسے بڑا کام جانے

عجب کے علاج کا بیان عزیز جانتو عجب بیماری ہے جہل محض اوسکا سبب ہے تو معرفت محض
اسکا علاج ہے پس جو شخص رات دن علم اور عبادت مین مشغول رہتا ہے ہم اوس سے پوچھتے ہین کہ بھلا تیرا یہ عجب اس سبب سے ہے
کہ عمل کیا تیری قوت اور قدرت کے بغیر تجھپر گذرتا ہے یعنی تجھسے ظاہر ہوتا ہے اور تو راہ گذر یعنی اسکا مظہر ہے یا اس سبب سے عجب ہے
کہ یہ عمل تیری ذات سے پیدا ہوتا ہے اور تیری قوت سے حاصل ہوتا ہے اگر پہلے سبب سے ہے تو راہ گذر کو خود پسندی نہین ہوتی ہے
کیونکہ وہ تو مسخر ہے اوس سے کچھ کام نہین ہوتا اور اگر کہے کہ یہ عمل مین کرتا ہون اور میری قوت اور قدرت سے ہے تو ہم کہین گے
کہ تو کچھ جانتا ہے کہ جس قوت اور قدرت اور اعضا اور ارادت سے یہ عمل کرتا ہے اوسے کہان سے لایا ہے اگر کہے کہ میری خواہش
سے یہ عمل ہوتا ہے تو ہم پوچھین گے کہ بھلا اس خواہش اور داعیہ کو کسنے پیدا کیا اور کسنے تیرے اوپر مسلط کر دیا کہ اوسنے قہر
اور زبردستی کی زنجیر تیری گردن مین ڈالکر تجھے کام مین رکھا کیونکہ جسپر خواہش اور داعیہ کو مسلط کیا تو اوسکے اوپر گویا ایسا ایک
موکل بھیجا کہ وہ اوسکے خلاف کرہی نہین سکتا اور داعیہ اوس شخص کے اختیار سے نہین ہے کیونکہ اوسے زبردستی کام مین
رکھتا ہے تو سب خدا ہی کی نعمت ہے اور تیری خود پسندی کا سبب جہالت ہے کیونکہ تیری ذات سے کوئی چیز نہین تو چاہیے
کہ حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے تو تعجب کرے کہ اوسنے بہتیرے خلق کو غافل کر دیا اور اونکے داعیہ کو برے کامون مین صرف کیا
اور تجھپر اپنی عنایت کا چہرہ بھیجا اور داعیہ کو تیرے اوپر تعینات کر دیا اور تجھکو قہر اور زبردستی کی زنجیر مین جکڑ کر اپنی درگاہ مین لیجاتا ہے
اگر کوئی بادشاہ اپنے غلامون کو دیکھے اور اونمین سے ایک کو خلعت دے بے کسی سبب اور خدمت کے کہ اوسنے پہلے سے
کی ہو تو اوس غلام کو بادشاہ کی عنایت کے سبب سے متعجب ہونا چاہیے کیونکہ بادشاہ نے بے استحقاق کے خود بخود اوسے خلعت

سرفراز کیا پس اگر وہ غلام کہے کہ بادشاہ حکیم ہے جبتک مجھہ مین استحقاق کی صفت نہین دیکہہ لی خلعت خاص نہین عنایت کیا تو جواب دینگے کہ بہلا یہ استحقاق کی صفت تو کہان سے لایا اگر یہ صفت بہی بادشاہ کی عطا کی ہوئی ہے تو تجہے خودپسندی کا کچہ محل نہین ہے اسکی مثل ایسی ہے کہ بادشاہ اگر تجہے گہوڑا عنایت کرے تو تو تعجب کرے اور اگر بادشاہ تجہے غلام عطا فرمائے تو تو عجب کرے اور کہے کہ بادشاہ نے مجہے غلام اس سے عنایت فرمایا کہ میرے پاس گہوڑا تہا اور ون کے پاس نتہا پس چونکہ گہوڑا بہی اوسنے دیا ہے تو تجہے کچہ عجب کا محل نہین بلکہ یہ ایسا ہے جیسے دونون چیزین تجہے ایک ہی بار مرحمت کرتا اسیطرح اگر تو کہے کہ حق تعالی اسنے مجہے عبادت کی توفیق اس سبب سے دی کہ مین اوسے دوست رکہتا ہون تو جواب دینگے کہ بہلا یہ دوستی تیری دل مین کسنے ڈالی ہے اگر تو کہے کہ مین نے اس سبب سے دوست رکہا کہ اوسے پہچانا اور اوسکا جمال لازوال دیکہا تو جواب دینگے کہ بہلا یہ پہچان اور یہ دیدار تجہے کسنے دیا پس چونکہ سب چیزین اوسی کی طرف سے ہین تو اوسی کے جود و فضل کے سبب سے عجب چاہیے جسنے تجہے پیدا کیا اور تجہہ مین صفتین پیدا کین اور قدرت اور ارادہ پیدا کیا اور تو درمیانی تو خود کچہ ہے ہی نہین اور نہ کوئی چیز تیرے سبب سے ہے مگر اتنی بات ہے کہ تو قدرت حق کا رہگذر اور مظہر ہے **شعر** دہم مین اپنے تئے بہت کچہ لیک ✽ خوب دیکہا تو کچہ نہین ہین ہم ✽ **سوال** اگر کوئی شخص کہے کہ جب مین کچہ کرتا ہی نہین اور سب خدا ہی کرتا ہے تو ثواب کی امید کہان سے رکہی جائے اور بیشک ہمین ثواب اپنے ہی عمل پر ہے جو ہمارے اختیار سے ہے **جواب** حقیقی اور واقعی اور صحیح تو یہ ہے کہ تو قدرت الٰہی کا نقط مظہر اور راہگذر ہے بس اور اپنی ذات سے تو کچہ ہے ہی نہین وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچہ تمنے کیا وہ تمنے نہین کیا بلکہ خدا ہی نے کیا لیکن ایعزیز چونکہ علم اور قدرت اور ارادہ کے بعد حق تعالی نے حرکت کو پیدا کیا تو تو جانتا ہے کہ جو کچہ کیا وہ مین ہی نے کیا ایعزیز یہ بہید نہایت ہی پوشیدہ ہے اور یہ بات بہت ہی باریک تہی تو اسے نہ سمجہ سکیگا انشاءاللہ العزیز توکل اور توحید کے بیان مین اسکا کچہ اشارہ کیا جائیگا مگر یہان اپنی فہم کے موافق کچہ سمجہ لے اور یہ فرض کرلے کہ عمل تیری ہی قدرت سے ہے لیکن تیرا عمل بے قدرت اور ارادہ اور علم کے ممکن نہین تو تیرے عمل کی کنجی یہی تین صفتین ہین اور یہ تینون صفتین خدا کی عطا فرمائی ہوئی ہین پس اگر خزانہ خوب محکم ہو اور اسمین بہت سی نعمتین اور دولتین ہون اور تو اونہین لینے سے عاجز ہو اور اسکی کنجی تیرے پاس نہو اور خزانچی تجہے کنجی دیدے اور تو اوس خزانہ پر ہاتہہ مارے اور دولت لے تو اس دولت کو اوسپر حوالے کریگا جسنے وہ کنجی تجہے دی یا اپنے ہاتہہ کی طرف کہ تونے ہاتہہ سے دولت اوٹہائی ہے اور تو جانتا ہے کہ جب اوسنے تجہے کنجی دیدی تو دولت کا اوٹہا لینا بیقدر فعل ہے قدر اسی بات کو ہے کہ اوسنے تجہے کنجی دیدی تو دولت اوسی کی طرف سے ہوگی پس تیری قدرت جو اعمال کی کنجی ہے اور اسکے سب اسباب خدا ہی کے عنایت فرمائے ہوئے ہین تو اوسکے فضل سے تو تعجب کر کہ اوسنے عبادت کی کنجی تجہے دیدی اور سب فاسقون کو محروم رکہا اور گناہون کی کنجی اور رون کو دیکر عبادت کے خزانہ کو اونکے واسطے بند رکہا اور اونکے کسی قصور کے سبب سے نہین بند رکہا بلکہ بمقتضائے عقل بند رکہا اور تجہکو کسی خدمت کی وجہ سے کنجی نہین دیدی بلکہ محض اپنے فضل سے دی تو جسنے توحید کو حقیقتاً پہچانا اوسے ہرگز عجب نہین ہوتا اور عجب ہے

کہ مفلس عاقل اس بات سے تعجب کرے کہ حق تعالیٰ جاہل کو مال عنایت فرماتا ہے اور مجھ عقلمند کو محروم رکھتا اسقدر نہیں جانتا کہ عقل سب نعمتون سے بہتر ہے اور یہ بھی خدا نے دی ہے اگر عقل و مال دونون اوسی کو عنایت فرماتا اور جاہل کو دونون سے محروم رکھتا تو یہ عدل سے بعید ہوتا اور اگر اس عاقل سے جو شکایت کرتا ہے لوگ کہین کہ اپنی عقل کو اوسکے مال سے بدل لے تو کبھی نہ بدلیگا اور جو خوبصورت عورت محتاج ہو وہ بدصورت عورت کو زیور اور لباس فاخرہ پہنے ہوئے بڑے ٹھاٹھ سے دیکھکر کہے یا الٰہی یہ کیا حکمت ہے کہ ایک بدصورت کو تو نے نعمت اور دولت عطا فرمائی کہ اوسے زیب نہین دیتی تو وہ اسقدر نہین سمجھتی کہ جو دولت حسن مجھے عنایت فرمائی وہ اوس زر و زیور سے بہتر ہے اگر دونون نعمتین اوسی کو مرحمت ہوتین تو عدل سے بعید ہوتا اسکی مثل ایسی ہے جیسے بادشاہ ایک شخص کو گھوڑا عطا فرمائے اور ایک کو غلام صاحب اسپ تعجب کر کے کہے کہ گھوڑا تو میرے پاس ہے بادشاہ نے غلام اوسے کیون دیا یہ کہنا نادانی سے ہوتا ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت داؤد علی نبینا و علیہ السلام نے عرض کیا کہ بارخدایا کوئی رات ایسی نہین آتی کہ میری اولاد مین سے ایک نہ ایک صبح تک نماز نہ پڑھتا ہو اور کوئی دن ایسا نہین آتا کہ ایک نہ ایک روزہ نہ رکھے وحی آئی کہ اے داؤد اگر مین توفیق نہ دیتا تو انہین یہ بات کہان سے حاصل ہوتی اب لحظہ بھر مین تجھے تیری رای پر چھوڑتا ہون جب حق تعالیٰ نے اونہین اونکی رائے پر چھوڑ دیا تو اونسے ایسی چوک ہوگئی کہ تمام عمر اوسکی حسرت اور ندامت میں رہے حضرت ایوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ بارخدایا تو نے یہ سب بلا مجھپر ڈالی اور مین نے ذرہ بھی اپنی خواہش تیری خواہش پر اختیار نہ کی تیری رضا پر راضی رہا اور ذرہ بھی بے صبری نہین کی بس ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا اور اوسمین سے دس ہزار آواز دلن کے ساتھ ندا سنی کہ اے ایوب تیرا وہ صبر کہان سے آیا تھا حضرت ایوب علیہ السلام متنبہ ہوئے اور تھوڑی سی خاک سر پر ڈالکر التجا کرنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ بارخدایا وہ صبر تیرے ہی فضل و کرم سے تھا مین نے توبہ کی اور حقتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ یعنی اگر میرا فضل نہوتا تو کوئی شخص اپنی پاکی کی طرف راہ نہ پاتا تو اور کام کا کیا ذکر اور حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے اسی سبب ارشاد کیا کہ کوئی شخص اپنے اعمال کے سبب سے نجات نہ پائیگا لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ بھی نہ پائینگے آپ نے فرمایا ہان مین بھی نہ پاؤنگا مگر خدا کی رحمت سے اور اسی سبب سے تھا کہ بڑے بڑے صحابی کہا کرتے تھے کہ کاش ہم خاک ہوتے یا ہوتے ہی نہ تو جو کوئی یہ امر جانتا ہے وہ خوف کے مارے غرور اور خودپسندی نہین کرتا **فصل** الغرض جاننا چاہیئے کہ بعضے آدمی ایسے نادان ہوتے ہین کہ ایسی چیز کے سبب سے خودپسندی کرتے ہین جو انکے سبب سے نہین ہوتی اور انکی قدرت سے کچھ علاقہ بھی نہین رکھتی جیسے طاقت اور حسن و جمال اور نسب اور یہ خودپسندی بالکل نادانی ہے اسواسطے کہ اگر عالم اور عابد کہے کہ مین نے علم حاصل کیا اور مین نے عبادت کی تو اوسکے خیال کا ایک محل ہے لیکن یہ تو محض حماقت ہی حماقت ہے اور کوئی شخص ظالمون اور بادشاہون کے نسب کے سبب سے غرور اور ناز کرتا ہے اگر ان ظالمون اور بادشاہون کو دیکھتا کہ کس حالت اور صفت پر دوزخ میں رہتے ہین اور قیامت کے دن انکے دشمن انپر کیا کیا استخفاف کرینگے اور کیسا کیسا ہنسینگے تو انسے ننگ و عار رکھتے بلکہ جتنا

سیدالانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے کوئی نسب شریف نہین ہے اوسپر بھی غرہ کرنا بیجا ہے اور بعضے آدمیون کو یہ غرور ہوتا ہے کہ جانتے ہین کہ ہمارے حق مین گناہ خود نقصان ہی نہ کریگا اونکا جو جی چاہتا ہے کرتے ہین اتنا نہین جانتے کہ جب اپنے باپ دادا کے خلاف کرتے ہین تو اونکے ساتھہ نسب کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے اونکے باپ دادا پرہیزگاری اور فروتنی ہی مین شرف اور عزت سمجھے تھے نسب مین نہین اور یہ بھی ہے کہ اونکے اجداد مین ایسے لوگ تھے جو دوزخی ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نسب کے سبب سے فخر کرنے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد مین اور حضرت آدم خاک سے بنے تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ جب اذان دیتے تو بزرگان قریش کہتے کہ اس حبشی غلام کو یہ عہدہ سپرد ہوچکا کیا محل ہے تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اور جب یہ آیہ نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اے محمد کی بیٹی اپنی تدبیر کر کہ فردائے قیامت کو مجھسے کچھہ فائدہ نہوگا اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اے محمد کی پھوپھی اپنے کام مین مشغول ہو کہ مین تیرا دستگیر نہونگا اگر آپ کے عزیزون کو آپ کی قرابت کفایت کرتی تو چاہیے تھا کہ جناب سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا کو پرہیزگاری کے رنج و تکلیف سے چھوڑا دیتے تاکہ خوشی سے زندگی بسر کرتین اور دونون جہان اونہین حاصل ہوتے بہرحال قرابت والون کو شفاعت کی امید زیادہ ہے لیکن شاید گناہ ایسے ہون کہ شفاعت کے لائق نہون جیسا حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى اور شفاعت کی امید پر گناہ کھیلنا اور من مانے کام کرنا ایسا ہے جیسے کوئی بیمار اس بھروسے ہولکر پرہیز نہ کرے اور سب چیزین کھانے لگے کہ میرا طبیب کامل ہے اوس بیمار سے کہنا چاہیے کہ بعضی بیماری ایسی ہوتی ہے کہ علاج پذیر ہی نہین ہوتی اور طبیب کا کمال اور اوستادی کچھ مفید نہین ہوتی مزاج ہی ایسا ہونا چاہیے کہ طبیب اوسکی مدد کرسکے آخر نہ یہ بات ہے کہ جس کسی کو بادشاہ کے نزدیک منزلت حاصل ہو وہ ہرحال مین شفاعت کرسکے بلکہ جس شخص کو بادشاہ دشمن رکھتا ہے اوسکے حق مین شفاعت نہین قبول کرتا اور کوئی گناہ ایسا نہین ہوتا کہ حق تعالی کی ناخوشی کا سبب نہوسکے کیونکہ حق سبحانہ تعالی نے گناہ مین اپنی ناخوشی کو پوشیدہ رکھا ہو کہ جس گناہ کو تو بہت ہی کم جانتا ہے وہی ناخوشی کا سبب ہوجائے جیسا ارشاد فرمایا ہے وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ یعنی تم اوسے تھوڑی بات سمجھے ہو اور خدا کے نزدیک وہ بڑی بات ہے اور سب مسلمانون کو شفاعت کی امید ہے اور شفاعت کی امید پر عقلمندون کے دل سے ڈر نہین جاتا اور ڈر ہی کے ساتھہ غرور اور خود بینی نہین آتی

دسوین اصل غفلت اور گمراہی اور غرور کے علاج کے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ جو شخص سعادت آخرت سے محروم رہا وہ اس سبب سے محروم رہا کہ راہ نہ چلا اور جو شخص راہ نہ چلا وہ اس سبب سے نہ چلا کہ اوسنے راہ جانی ہی نہین یا جانی تو سہی مگر چل نہ سکا اور جو شخص راہ نہ چل سکا وہ اس سبب سے نہ چل سکا کہ خواہش

گرفتار تھا اور اوسنے بہ نہ آیا اور جسنے راہ جانی ہی نہین اسکا سبب تھا کہ وہ غافل رہا اور بیخبر ہوگیا یا راہ بھولا یا راہ مین اگر اولٹی سمجھ کے سبب بہک گیا اور نہ چل سکنے کے سبب سے جو شقاوت حاصل ہوتی ہے اوسے ہم مفصل بیان کرچکے ہین اور جو شقاوت نادانی کے سبب سے حاصل ہوتی ہے اوسے یہان بیان کرتے ہین جو لوگ راہ نہ چل سکنے کے سبب سے سعادت سے محروم رہے اونکی مثل ایسی ہے جیسے کسی شخص کو کوئی راہ چلنا چاہیے اور راہ مین گھاٹیان اور چڑہائیان دشوار گذار ہین اور چلنے والا ضعیف گھاٹیون سے گذر نہ سکیگا اور راہ دین کی گھاٹیان مثلاً خواہش مال وجاہ شہوت فرج وشکم مین ان گھاٹیون مین سے کوئی تو ایک ہی گھاٹی طے کرتا ہے دوسری مین عاجز ہوکر رہ جاتا ہے کوئی دو طے کرتا ہے تیسری مین تھک رہتا ہے اسیطرح جب تک سب گھاٹیون کو طے کرکے پس پشت نہ چھوڑے منزل مقصود کو نہ پہونچیگا اور جو شقاوت کہ نادانی کے سبب سے ہے وہ تین قسم کی نادانی سے ہے ایک غفلت اور بیخبری ہے کہ اوسے نادانی کہتے ہین اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سر راہ پڑا ہوتا ہے اور قافلہ روانہ ہوتا ہے اور اگر کوئی اوسے نہ جگائیگا تو وہ غریب ہلاک ہوجائیگا دوسری قسم ضلالت ہے اسے گمراہی کہتے ہین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی کی منزل مقصود پورب طرف ہو اور پچھم طرف منہ اوٹھائے چلا جاے وہ جتنا زیادہ چلیگا اپنی منزل مقصود سے دور پڑیگا اسی ضلال بعید یعنی بڑی گمراہی کہتے ہین اور جو شخص راہ بھٹک کر داہنے بائین چلے تو یہ بھی ضلال ہے لیکن ضلال بعید نہین تیسری قسم غرور ہے اسے فریفتگی اور اولٹی سمجھ کہتے ہین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص حج کو جانیوالا ہو اور سے جنگل مین زر خالص کی حاجت ہوگی اور جو اوسکے پاس ہے اوسے بیچکر نقدی کیسے لیتا ہے لیکن زر نقد جو لیتا ہے وہ کھوٹا یا عیب دار ہے اور وہ نہ جانتا ہو نہ پہچانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ زاد راہ حاصل کر رہا ہے اور اپنی منزل مقصود کو پہونچ جائیگا اور جب جنگل مین پہونچے اور زر نقد پیش کرے تو کوئی اوسکی طرف دیکھے بھی نہ اور اوس غریب کو حسرت اور تاسف ہی ہاتھ لگے ایسے لوگون کے حق مین آیا ہے حق تعالے نے فرمایا ہے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا یعنی قیامت کے دن اون لوگون کا بڑا نقصان ہوگا جنھون نے رنج ومحنت اوٹھائی ہو اور سمجھے ہون کہ ہمنے اچھے کام کیے اور جب دیکھین تو سب کام خلاف ہون ایسے آدمی کا تصور یہ ہے کہ اوسے چاہیے تھا کہ پہلے صرافی سیکھتا پھر زر نقد لیتا کہ کھرے کھوٹے کو پہچان جاتا اور اگر خود پہچان نہ سکتا تھا تو کسی صراف سے زر نقد پرکھوا لیا ہوتا اگر یہ بھی نہ کرسکا تھا سنگ زر حاصل کیا ہوتا صراف پیر اور اوستاد کے مثل ہے تو آدمی کو چاہیے کہ یا تو خود پیرون کے مرتبہ کو پہونچا ہو یا کسی پیر کی خدمت مین رہے اور اپنے کام اوس سے عرض کیا کرے کہ اگر ان دونون سے عاجز ہو تو چاہیے کہ سنگ زر حاصل کرے سنگ زر اوسکی خواہش ہے جس کام کی طرف اوسکی خواہش اور طبیعت میل کرے تو جاننا چاہیے کہ وہ کام باطل اور بیجا ہے اور اسمین بھی خطا ہوجاتی ہے لیکن اکثر یہ ہے کہ راے صواب پر ہوتی ہے تو شقاوت نادانی اصل اول ہے اور یہ تین قسم پر ہے اور تینون قسمون کی تفصیل جاننا اور علاج پہچاننا فرض ہے کیونکہ پہلی اصل تو راہ پہچاننا ہے دوسرا راہ چلنا اگر یہی دونون اصلین حاصل ہوگئین تو کچھ باقی نہین رہا اسی سبب سے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر دعا مین اسیقدر یہ

اقتصار کرتے اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ یعنی اے اللہ مجھے حق کو حق دکھا اور اوسکی پیروی نصیب کر۔ پس یہ جو مذکور ہوچکا ہے اوسمین او نہ چل سکنے کا علاج بیان کیا ہے اب راہ نہ جاننے کا علاج بیان کرتے ہین **غفلت اور نادانی کے علاج کا بیان** العزیز جانو کہ اکثر خلق جناب احدیت سے آڑ مین ہے تو غفلت کے سبب سے آڑ مین ہے تو سوین سے نناوے آدمیون کا یہی حال ہے اور غفلت کے معنی یہ ہین کہ کار آخرت کے خطر کی آدمی خبر نہ رکھے لوگ اگر خبردار ہوتے تو تقصیر کرتے اسواسطے کہ حق تعالیٰ نے آدمی کی یہ سرشت کی ہے کہ جس چیز مین خطر دیکھتا ہے اوس سے حذر کرتا ہے اگرچہ حذر کرنے مین رنج تکلیف بہت اوٹھانا پڑے اور خطر کار آخرت یا نور نبوت سے آدمی دیکھہ سکتا ہے یا منادی نبوت سے سن سکتا ہے جو دور ہیں انکو پہونچے یا علما جو انبیا کے وارث ہین اونکی منادی سے اور جو شخص سر راہ سو رہا ہو اوسکا علاج اسکے سوا اور کچھ نہین ہے کہ کوئی مہربان دوست جو بیدار ہو اوسکے پاس جا کر اوسے جگا دے اور یہ بیدار شفیق جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ ہین اور اونکے نائب جو علماے دین ہین اور حق سبحانہ تعالیٰ نے سب انبیا کو اسیواسطے بھیجا ہے جیسا خود فرمایا ہے لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ اور فرمایا لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین نے تمھین اسواسطے بھیجا ہے کہ خلق کو خواب غفلت سے بیدار کردو اور سب ہمون گوشگزار کردو اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی سب دوزخ کے کنارے ہین مگر ایماندار پرہیزگار فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی جو شخص دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور ہوا و ہوس کی پیروی کرنے لگا وہ دوزخ مین پڑا کیونکہ اوسکی خواہش کی مثل اوس ترانی چٹائی کی ایسی ہے جو دوزخ کے غار پر بچھی ہے جو شخص چٹائی پر چلیگا خواہ نخواہ غار مین گر پڑیگا اور جسنے اپنی خواہش کے خلاف کیا وہ جنت مین داخل ہوا خواہش کی مثل جنت کی راہ مین گھاٹی کی سی ہے جو شخص اوس سے گذرا خواہ نخواہ جنت مین پہونچا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ تو جو اللہ کے بندے جنگل مین رہتے ہین جیسے بدو اور کوہستانی وغیرہ کہ انمین عالم نہین ہوتے یہ لوگ خواب غفلت مین پڑے ہین کہ انہین کوئی بھی بیدار نہین کرتا اور آخرت کے خطر سے یہ خود بے خبر ہین اسی سبب سے راہ خدا نہین چلتے اور جو لوگ دیہات مین ہین وہ بھی ایسے ہی ہین کیونکہ اونمین بھی عالم کمتر ہوتے ہین اسواسطے کہ گاؤن قبر کے مثل ہے کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ اَهْلُ الْكُفُوْرِ اَهْلُ الْقُبُوْرِ اور جو شخص ایسے شہر مین ہے جہان عالم واعظ جو منبر پر بیٹھکر وعظ و نصیحت کرے نہین ہے یا اوس شہر کے عالم دنیا مین مشغول ہین دین کی محنت و مصیبت مین مصروف نہین وہ بھی غفلت مین رہے گا اسواسطے کہ یہ عالم تو خود خواب گران مین ہے دوسرے کو کیا بیدار کریگا اور اگر عالم شہر منبر پر بیٹھتا ہے اور مجلس وعظ ہوتی ہے اور ناصحان بیہودہ کی طرح تقریر مسجع اور دنیا کی خرافات باتین اور نکتے بیان کرتا ہے اور رحمت الٰہی کے وعدے سے لوگون کو فریب دیتا ہے اسواسطے کہ لوگون کو گمان ہو کہ ہم کسی صفت پر ہون رحمت الٰہی ہمارے شامل حال ہوگی تو ان لوگون کا حال غافلون سے بھی بدتر ہے اور انکی مثل اوس شخص کی سی ہے

جو سر راہ سوتا ہو اور کوئی اوسے جگا کر ایسی شراب پلا دے کہ اوس سے متوالا ہو کر گر پڑے تو یہ بخت پہلے تو ایسا تھا کہ ہر ایک کی
آواز سنتا اور آسانی سے جاگ اوٹھتا اب ایسا ہو گیا کہ اگر پچاس لاتین اوسکے سر پر ماری جائین تو بھی خبر تک نہو اور جاہل ان مجلسون
مین بیٹھتا ہے وہ اس صفت پر ہو جاتا ہے کہ آخرت کا خطرہ اوسکے دل مین آتے بھی نہین اور جو کچھ تو اوس سے کہے وہ یہی جواب
دیگا کہ اے شخص خدا کریم و رحیم ہے میرے گناہ سے اوسکا کیا نقصان ہوتا ہے اور اوسکی جنت ایسی وسیع ہے کہ میرے سبب اور جو کو
مجھ ایسے گنہگار ہین اونکی وجہ سے تنگ نہو جائیگی اور ایسے ایسے خیال خام اوسکے دماغ مین پیدا ہوتے ہین اور جو واعظ لوگون مین ایسی
اس قسم کی باتین کرے وہ جاہل ہے اور خلق کا دین کھونے کی فکر مین ہے اس واعظ کی مثل اوس طبیب کی ایسی ہے جو ایسے بیمار کو
کہ حرارت کے سبب سے مشرف بموت ہے شہد دیدے اور کہے کہ شہد مین شفا ہے یہ تو سچ ہے لیکن شفا اوس بیمار کے واسطے ہے
جسکی بیماری سردی کے سبب سے ہو آیات کلام اللہ اور احادیث جناب رسالت پناہ جو رجا اور امید رحمت خدا کے بارہ مین ہین وہ
شفا تو ہین لیکن دو ہی بیمارون کے حق مین ایک تو اوس مبتلاے مرض عصیان کے حق مین جسنے اسقدر گناہ کیے ہون کہ رحمت
الہی سے نا امید ہو گیا ہو اور نا امیدی سے توبہ نہ کرے اور کہے کہ حق تعالی میری توبہ ہرگز نہ قبول کریگا تو یہ آیت اور احادیث
اوسکے حق مین باعث شفا ہین قُلْ یَاعِبَادِیَ الَّذِیْنَ عَلیٰ اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ بشرطیکہ اس آیت کو اگلی اس آیت سے ملا کر پڑھتا ہے وَاَنِیْبُوْا اِلیٰ رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ
مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میرے بندون سے کہدو کہ تم نا امید نہو کیونکہ
حق تعالی سب گناہونکو بخشدیتا ہے بشرطیکہ تم توبہ کرو اور اوسکی طرف پھرو اور احکام الہی کی اتباع کرو دوسرا بیمار وہ ہے جسپر
ایسا خوف خدا غالب ہو جاۓ کہ عبادت سے کبھی خود آسودہ ہی نہو اور اس بات کا خوف ہو کہ وہ ریاضت کرتے کرتے
اپنے تئین ہلاک کر ڈالیگا کیونکہ اوسنے خواب و خور بالکل چھوڑ دیا ہو تو رحمت کی آیتین اوسکے زخم دل کا مرہم ہین مگر
ایسی آیتین اور حدیثین اگر غافلون اور نڈر لوگون کے سامنے پڑھے گا تو گویا زخم پر نمک چھڑکا یعنے اونکی بیماری
بڑہ جائیگی اور جیسا وہ طبیب ہے جو حرارت کا علاج شہد سے کرتا ہے یعنی بیمار کے خون ناحق سے اپنا ہاتھ بھرتا ہے ایسا ہی عالم
بھی ہے یعنی لوگون کے دین کے درپے ہے اور دجال کا رفیق ہے اور ابلیس کا دوست شفیق ہے جس شہر مین ایسا عالم ہوتا ہے
وہان شیطان کے جانے کی کچھ حاجت نہین کیونکہ عالم تو خود اوسکا نائب مستقل ہے اور اگر واعظ کا بیان شرع کے موافق ہے
اور خوف دلا دلا کر نصیحت کرتا ہے لیکن اگر اوسکی خصلت اوسکے قول کے برخلاف ہو اور دنیا کا لالچی ہو تو اوسکے کہنے سے اور
لوگون کی غفلت دور نہوگی اسواسطے کہ اوسکی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو لوزینہ کا طباق سامنے رکھے ہوے بڑے لالچ سے
کھا رہا ہو اور پکار پکار کہتا ہو کہ اے لوگو خبردار اس لوزینہ کے پاس نہ پھٹکنا کیونکہ یہ زہر آلود ہے تو ایسی بات سنکر لوگ اوس
لوزینہ کے نہایت حریص ہونگے اور اپنے جی مین کہین گے کہ شاید یہ شخص اسواسطے منع کرتا ہے کہ سب خود ہی کھا جاۓ
اور کوئی اوسکے پاس نجاۓ لیکن اگر اوسکا قول و فعل دونون موافق شرع ہین اور وہ قولاً اور فعلاً اگلے بزرگون کے قدم بقدم ہے

تو غافل لوگ اوسکے کہنے کے سبب سے خواب غفلت سے بیدار ہونگے بشرطیکہ وہ مقبول خلق ہو اور اگر اوسے مقبولیت نہ حاصل ہو
یا کچھ لوگ اوسکی بات سنتے ہین کچھ سننے نہین آتے غفلت مین پڑے ہین تو اوسپر واجب ہے کہ جہانتک ہوسکے اون لوگون کے
درپے ہو اونکے گھرون مین جائے اور انکو خدا کی طرف دعوت کرے بس اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ ہزار مین نوسو ننانوے
آدمیون پر غفلت کا پردہ پڑا ہے اور کار آخرت سے بے خبر ہین غفلت ایسی بیماری ہے کہ اسکا علاج بیمار کے اختیار مین نہین ہے
جبکہ غافل کو اپنی غفلت کی خبر ہی نہوگی تو اوسکا علاج کیونکر ڈہونڈہ سکے گا تو غفلت کا علاج علما کے ہاتھ ہے جیسا کہ لڑکے
مان باپ اور معلم کے کہنے سے خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہین اسیطرح جوان اور بوڑہے واعظون کے کہنے سے بیدار ہوتے ہین
چونکہ ایسے عالم اور واعظ مفقود ہین تو خواہ نخواہ غفلت کی بیماری پہیل گئی اور خلق پر پردہ پڑگیا اگر آخرت کی بات کہتے بہی ہین تو
رسم کے طور پر زبانی کہتے ہین اونکا دل اس مصیبت کے درد سے اور اس ہراس کے خطر سے غافل اور بیخبر ہوتا ہے ایسے کے
کہنے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا **ضلالت اور گمراہی اور اوسکے علاج کا بیان** ایعزیز جانتو کہ بعض لوگ آخرت سے
غافل تو نہین ہین لیکن اعتقاد باطل کرکے راہ حق سے بہٹک گئے ہین یہی گمراہی انکے واسطے حجاب اور آڑ ہے اسکی پانچ مثالین
ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی حال معلوم ہوجائے پہلی مثال یہ ہے کہ کچھ لوگون نے آخرت سے منکر ہوکر یہ اعتقاد کیا ہے کہ آدمی
جب مرجاتا ہے تو نیست و نابود ہوجاتا ہے جیسے گہاس کہ خشک ہوجاتی ہے اور چراغ کہ گل ہوجاتا ہے اسی سبب سے تقوے کی
لگام اوتار کر مطلق العنان ہوکر عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے ہین اور سمجہتے ہین کہ انبیا علیہم السلام نے جو ہدایت اور نصیحت
فرمائی ہے محض خلق کی صلاح دنیوی کے واسطے یا اپنی جاہ اور اپنے تابعین پیدا کرنے کے واسطے فرمائی ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے
کہ یہ منکرین صاف کہہ بیٹہتے ہین کہ دوزخ کی بات تو ایسی ہے جیسے لڑکے سے کہین کہ تو اگر کتب خانہ نہ جائیگا تو تجہے چوہون کے
بل مین ڈال دینگے یہ کمبخت اگر اس مثال مین نظر کرے تو معلوم کرلے کہ کتب خانہ مین نجانے کے سبب سے جس بدبختی مین لڑکا پڑیگا
وہ چوہون کے بل سے بدتر ہے جیسا کہ اہل بصیرت جان چکے ہین کہ حق تعالی سے حجاب اور آڑ مین جو حجاب اور بدبختی ہے
وہ دوزخ سے بدتر ہے اور شہوت پرستی اس کہنے کا سبب ہے لیکن اسکی انکار طبیعت کے موافق ہے اور اخیر زمانہ مین بہیری
خلق کے دلون پر یہ انکار غالب ہوگئی اگرچہ یہ لوگ زبان سے نہین کہتے اور شاید کہ اپنے اوپر بہی پوشیدہ رکہتے ہین لیکن
انکے معاملات اس انکار پر دلیل ہین اسواسطے کہ انکی عقل کا یہ حال ہے کہ دنیا مین جو رنج پیش آنیوالا ہے اوسکے خوف سے
سر دست بہت رنج کہینچتے ہین تو اگر عاقبت مین کسی خطر کا اعتقاد رکہتے ہوتے تو اوسے آسان نہ جانتے اسکا علاج یہ ہے
کہ حقیقت آخرت اوس منکر کو معلوم ہوجائے اسکے تین طریقے ہین ایک یہ کہ بہشت اور دوزخ اور پرہیزگار اور گنہگار دونکا
حال مشاہدہ مین دیکہتے یہ نظر انبیا اولیا کے واسطے خاص ہے کیونکہ یہ لوگ اگرچہ اس جہان مین ہوتے ہین لیکن اوس زمانے
بیخودی کی حالت مین جو انپر طاری ہوتی ہے اوس جہان کا احوال مشاہدہ کر لیتے ہین اسواسطے کہ حواس انسانی اور شہوات
نفسانی کا شغل اس مشاہدہ سے حجاب اور آڑ ہے عنوان کتاب مین اس مضمون کا اشارہ ہم کر آئے ہین اور یہ مشاہدہ بہت آدمی

جو شخص آخرت ہی کا ایمان نہ رکھتا ہوگا وہ اوسکا ایمان کب لائیگا اور اسکی طلب کہان سے پائیگا اور اگر طلب کرے بھی تو اس مرتبہ کو کیون پہونچنے لگا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دلیل اور برہان سے پہچانے کہ آدمی کی روح اور حقیقت کیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ ایک جوہر اپنی ذات سے قائم ہے اور اس قالب سے مستغنی اور بے پروا ہے یہ قالب اوسکی سواری اور آلہ ہے اوسکا قوام نہین قالب کی نیستی سے حقیقت اور روح نہین نیست ہوجاتی اس پہچاننے کا ایک طریقہ ہے لیکن وہ بھی نادر اور مشکل ہے جو علما کہ علم مین راسخ ہین یہ طریقہ ان کی راہ ہے عنوان کتاب مین اسکا بھی اشارہ ہوچکا ہے تیسرا طریقہ جو عموم خلق کا ہے وہ یہ ہے کہ انبیا اولیا اور علماء راسخ سے اس معرفت کا نور ان لوگون مین سرایت کرے جو انکی زیارت کرتے ہین اور انکی صحبت سے حصول سعادت کرتے ہین اسے ایمان کہتے ہین پیر کامل اور عالم پرہیزگار کی صحبت جس کسیکی مدد نہین کرتی وہ شقاوت مین رہتا ہے پیر اور عالم جسقدر زیادہ بزرگ ہوتا ہے اوسیقدر اوسکے نور کی سرایت سے آدمی کا ایمان بھی زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے اسی سبب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی آپکی زیارت سراپا سعادت کی بدولت سب لوگون سے زیادہ خوش نصیب اور قوی الایمان تھے پھر صحابہ رض کی زیارت کی برکت سے تابعین بہتر تھے اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے لڑکا اپنے باپ کو دیکھے کہ جہان سانپ کو دیکھتا ہے وہان سے بھاگتا ہے اور سانپ کے سبب سے اپنا گھر تک چھوڑ دیتا ہے اور لڑکے نے مکرر یہ دیکھا ہو تو اس بات کا ایمان اوسے ضرور بالضرور حاصل ہوجائے گا کہ سانپ برا جانور ہے اوس سے بھاگنا ہی چاہیئے حتیٰ کہ اوس لڑکے کی طبیعت بھی ایسی ہی ہوجائیگی کہ جہان سانپ دیکھیگا وہان سے بے سانپ کی حقیقت دریافت کیے ہوئے فوراً بھاگ جائیگا اور شاید کہ فقط سنا ہی ہو کہ سانپ مین زہر ہوتا ہے اور زہر کا نام ہی نام جانے اوسکی حقیقت نہ پہچانے لیکن کمال مرتبہ کا خوف اوس سے پیدا ہوجائے انبیا علیہم السلام کے مشاہدہ کی مثل ایسی ہے جیسے لوگ دیکھین کہ سانپ نے کسی کو کاٹا وہ مرگیا پھر اور کسیکو کاٹا وہ بھی مرگیا اور اس فائدے سے سانپ کا ضرر معلوم ہوجائے اور یہ یقین کا منتہا ہے اور علماء راسخ کی دلیل کی مثل ایسی ہے کہ سانپ کے کاٹے سے آدمی کا مرجانا آنکھ سے تو نہ دیکھا ہو لیکن کسیطرح سے آدمی اور سانپ کا مزاج جانکر یہ سمجھ مین آیا ہو کہ ان دونون مین ضد ہے تو اس سبب سے بھی یقین آجاتا ہے لیکن ویسا یقین نہین آتا جیسا مشاہدہ سے آتا ہے علماء راسخ کے سوا اور تمام خلق کا ایمان علما اور بزرگون کی صحبت کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے یہ علاج بیمار سے بہت ہی قریب ہے دوسری مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ آخرت سے بالکل منکر تو نہین ہین اور آخرت کے نہ آنیکا اعتقاد کامل نہین رکھتے مگر اوسمین متحیر رہتے ہین اور کہتے ہین کہ آخرت کی حقیقت نہین معلوم ہوسکتی پس شیطان موقع پاکر ایک دلیل پیش کردیتا ہے حتیٰ کہ یہ کہنے لگے کہ دنیا تو یقینی ہے اور آخرت مین شک ہے اور یقینی چیز کو بھی اور مشکوک چیز کے بدلے ہاتھ سے نہ کھونا چاہیے اونکا یہ کہنا باطل ہے اسواسطے کہ یقین والون کے نزدیک آخرت ہی یقینی ہے اس متحیر کا علاج یہ ہے کہ لوگ کہین کہ دوا کی تلخی تو یقینی ہے اور شفا بھی اور مشکوک اور سفر دریا کا خطر تو یقینی ہے اور تجارت کا نفع مشکوک اگر پیاس کی حالت مین کوئی شخص تجھسے یہ بات کہتا ہے کہ یہ پانی نہ پینا اسمین سانپ نے

سر پڑا تھا تو پانی پینے کی لذت تو یقینی ہے اور سانپ کا زہر وہمی اور مشکوک ہے پہر تو پانی کیون ہاتہہ سے رکہدیتا ہے اگر تو کہے گا کہ یہ یقین جانتا ہے تو چندان نقصان نہین اور اگر زہر کی بات سچ ہے تو ہلاکت اوسکا نتیجہ ہے پیاس کی تکلیف اوٹہا سکتا ہے اور ہلاکت پر صبر نہین آسکتا تو ہم کہتے ہین کہ دنیا کی لذت بہی تو سو برس سے زیادہ نہین ہے جب گذر گئی تو خواب و خیال تہی اور آخرت تو ہمیشہ ہے اور ہمیشہ کی تکلیف اور مصیبت نہین اوٹہا سکتی اگر یہ بات جہوٹ ہے تو تو سمجہہ لے کہ مین دنیا مین چند روز نہتا جیسا کہ ازل مین نہتا اور ابد مین نہونگا اور اگر سچ تو ہمیشہ کے عذاب سے چہوٹنا اسی سبب سے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ملحد سے فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع مین بہی ایسا ہی ہے تو سبہون نے چہٹکارا پایا و الا ہم چہوٹے اور تو عذاب مین پڑا دوسری مثال یہ ہے کہ کچہ لوگ آخرت کا ایمان تو رکہتے ہین مگر کہتے ہین کہ آخرت قرض ہے اور دنیا نقد اور نقد مال قرض سے بہتر ہوتا ہے اتنا نہین جانتے کہ نقد قرض سے جب بہتر ہوتا ہے کہ قرض کے برابر ہو اور اگر قرض ہزار ہو اور نقد ایک تو قرض ہی بہتر ہے چنانچہ تمام خلق کے معاملات کی بنا اسی بات پر ہے یہ بہی منجملہ ضلال و گمراہی ہے چوتہی مثال کچہ لوگ ہین کہ آخرت کا ایمان تو رکہتے ہین لیکن چونکہ اس جہان مین اونکے حسب دلخواہ اونکے کام ہوتے ہین اور اپنے واسطے دنیا کی نعمتین مہیا دیکہتے تو کہتے ہین کہ جسطرح یہان ہم ناز و نعمت مین ہین اسیطرح وہان بہی رہین گے کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ نعمت ہمین اسواسطے عنایت فرمائی ہے کہ ہمین دوست رکہتا ہے اور فردائے قیامت کو بہی وہ ایسا ہی کریگا جیسے وہ بہائی جنکا قصہ سورۂ کہف مین ہے کہ اوس ایک بہائی نے کہا وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا دوسرے نے کہا إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ اسکا علاج یہ ہے کہ یہ سمجہہ لے کہ جو کوئی فرزند کو عزیز رکہتا ہے اور غلام کو ذلیل و فرزند کو تمام دن مکتب خانہ مین معلم کی قمچی کے نیچے رکہتا ہے اور غلام کو اوسکے حال پر چہوڑ دیتا ہے وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرتا ہے کیونکہ وہ اوسکی بدبختی کی کچہ پروا نہین رکہتا تو اگر غلام سمجہے کہ یہ میری دوستی کے سبب سے مجہسے خبر نہین ہوتا اور مین چین کرتا ہون اور مجہے اپنے فرزند سے زیادہ چاہتا ہے تو یہ اوس غلام کی حماقت ہے حق سبحانہ تعالیٰ کی عادت یہی ہے کہ اپنے دوستون کے واسطے دنیا عنایت کرنے سے دریغ رکہتا ہے اور اپنے دشمنون کو دنیا ریل پیل دیتا ہے اوسکی آسایش اور راحت کی مثل ایسی ہے جیسے اوس شخص کی راحت جو کاہلی اور سستی کرکے کہیت نہ بوئے تو وہ یقینًا کہیت کاٹنے کا بہی نہین پانچوین مثال کچہ لوگ کہتے ہین کہ خدا رحیم اور کریم ہے بہشت دینے مین کسی سے دریغ نہ رکہیگا یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ اس سے زیادہ اور کیا کرم اور رحم ہوگا کہ تجہے اوسکے اسباب مرحمت فرماتا ہے کہ تو ایک دانہ زمین مین ڈالے تاکہ سات سَو دانے کاٹے اور تہوڑی مدت عبادت کرے اور ابد الآباد کے واسطے سلطنت اور نہایت کے مرتبہ کو پہونچ جاے اگر کرم اور رحم کے یہی معنی ہین کہ تو بے بوئے کاٹ لے تو حفاظت اور تجارت اور طلب معاش کیون کرتا ہے صبر کر اور بیکار رہ کہ خدا کریم اور قادر ہے کہ بے جوتے بوئے گہاس پیدا کرتا ہے جب با وصف اسکے کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا تو اوسکے اس کرم اور رحم کا ایمان نہین رکہتا پہر آخرت کے باب مین اعتقاد رکہتا ہے با وصف اسکے کہ وہ خود فرماتا ہے وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ تو یہ نہایت گمراہی کی بات ہے جیسا

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ ھَوٰھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ اور جس طرح کوئی شخص بے نکاح
اور جماع کیے یا جماع کرکے انزال سے بچے ہوئے فرزند کی امید رکھے تو باوصف اسکے کہ خداے کریم بے صحبت اور بے نطفہ کے
فرزند پیدا کرنے پر قادر ہے مگر اس امید رکھنے مین وہ امید رکھنے والا احمق اور بیوقوف ہے اور جو شخص جماع کرکے بیج جمائے اور
امیدوار ہو رہے کہ حق تعالی آفات سے محفوظ رکھے اور فرزند پیدا ہو وہ شخص عاقل ہے علی ہذا القیاس جو شخص ایمان نہ لائے یا ایمان
تو لائے مگر نیک عمل نکرے اور نجات کی امید رکھے وہ احمق ہے اور جو شخص ایمان بھی لائے اور نیک کام بھی کرے اور خدا کے
فضل سے امیدوار رہے کہ وہی موت کے وقت آفتون سے بچائے تاکہ یہ ایمان سلامت لیجائے تو یہ شخص عاقل ہے اور وہ مغرور
اور جو لوگ کہتے ہین کہ خدایتعالی نے ہمین اس جہان مین تو اچھے حال پر رکھا اوس جہان مین بھی اچھے ہی حال پر رکھے گا
وہ خود رحیم وکریم ہے وہ خدا پر غرہ کرتے ہین اور جو لوگ کہتے ہین کہ دنیا نقد اور یقینی ہے اور آخرت ادہار اور مشکوک وہ دنیا
بھولے ہین اور حق تعالی نے ان دونون باتون سے حذر کرنیکا حکم فرمایا ہے یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا
تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ یعنی اے لوگو مین نے جو وعدہ کیا ہے وہ حق ہے کہ جو نیک کام کریگا
نیک اجر پائیگا اور جو برے کام کریگا بری سزا پائیگا یہ وعدہ کان لگا کر سنو تاکہ نہ دنیا پر بھولو نہ حق تعالی پر غرہ کرو **پندار اور
اوسکے علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ پندار والے لوگ دہوکے مین ہین یہ وہ لوگ ہین جو اپنی طرف اور اپنے عملون کی
طرف نیک گمان رکھتے ہین اور اوسکی آفت سے غافل رہتے ہین اور کہوٹے کہرے مین اس سبب سے تمیز نہین کرتے کہ اونہون نے
صراف کے علم کی تکمیل ہی نہین کی فقط ظاہری رنگ صورت پر دہوکا کہاتے ہین اور جو لوگ علم وعمل مین مشغول ہین اور غفلت
وضلالت کے حجاب سے باہر نکل آئے ہین اونہین سے ننانوے ۹۹ دہوکے مین ہین اسی سبب سے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ
والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حق سبحانہ تعالی حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے ارشاد فرمائیگا کہ اپنی ذریت
مین سے دوزخیون کو چھانٹ وہ عرض کرینگے کہ بار خدایا کتنون مین سے کتنون کو چہانٹون ارشاد ہوگا کہ ہزار مین سے نوسو ننانوے
دوزخی نکال یہ لوگ اگرچہ دوزخ مین ہمیشہ نرہین گے لیکن انہین دوزخ مین جانا ضرور ہے کیونکہ بعضے اہل غفلت ہونگے بعضے
اہل ضلال بعضے اہل غرور بعضے اہل عجز کہ اپنی خواہشون مین پہنسے رہے ہونگے اگرچہ یہ جانتے ہون کہ ہم مقصر ہین اور اہل پندار
بہت ہین انکے اقسام گنتی مین نہین آتے مگر چار طبقون سے باہر نہین ہین علما عباد صوفی مالدار پہلا طبقہ اہل پندار سے علما
ہین کہ بعضے انہین سے اپنی تمام عمر علم حاصل کرنے مین گنواتے ہین تاکہ بہت سے علم حاصل کرین لیکن معاملہ اور عمل مین قصور کرتے
ہین اور ہاتھ زبان آنکھ فرج کو گناہ سے نہین بچاتے اور سمجھتے ہین کہ ہم علم مین اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ ہم ایسون کو عذاب
ہووے ہی گا نہین اور معاملہ مین ماخوذ ہی نہونگے اور ہماری ہی شفاعت سے تمام خلق نجات پائیگی ان علما کی مثل اوس
بیمار کی سی ہے جو اپنی بیماری کا علم پڑہے اور رات بہر مباحثہ اور تکرار کرے نسخہ خوب لکہے دوا اور بیماری کما حقہ جانے اور خود
ہرگز ٹہنڈائی نہ پیے اور دوا کی تلخی پر صبر نہ کرے تو صرف ٹہنڈائی کی صفت بار بار پڑہنا اوسے کیا فائدہ کریگی اور حق تعالی فرماتا ہے

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى یعنی نجات وہی پائیگا جو پاک صاف ہوجاے نہ وہ جو فقط پاکی اور صفائی کا علم سیکہے اور فرمایا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی بہشت مین وہی جائیگا جو اپنی خواہش نفسانی کے خلاف کرے نہ وہ جو فقط جانتا ہے کہ خواہش کے خلاف کرنا چاہیے اس سادہ دل کو اگر یہ پندار اور کج فہمی ان حدیثون سے پیدا ہوئی ہو جو علم کی فضیلت مین آئی ہین تو ان احادیث اور آیات کو کیون نہین پڑہتا جو علماء بے عمل کے حق مین وارد ہوتی ہین کیونکہ قرآن شریف مین حق تعالی نے ایسے عالم کی مثال اوس گدہے کے ساتھ دی ہے جسکے پیٹھ پر کتابین لدی ہون اور ایسا عالم کتے کے مثل ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ عالم بے عمل کو اسطرح دوزخ مین ڈالینگے کہ اوسکی گردن اور پیٹھ ٹوٹ جائیگی اور آگ اوسے اسطرح گھومائیگی جیسے گدہا چکی گھوماتا ہے سب دوزخی اوسکے گرد جمع ہوجائینگے اور کہینگے اے شخص تو کون ہے اور یہ کیا عذاب ہے وہ بولیگا بھائیون مین وہ ہون کہ اورون کو حکم فرمایا اور خود نہ کیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ قیامت کے دن اوس عالم سے زیادہ کسی پر عذاب نہوگا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جو شخص جاہل ہو اوسپر تو ایک ہی بار افسوس ہے اور عالم بے عمل پر سات بار افسوس ہے یعنی علم اوسپر حجت اور دلیل پکڑا جائیگا کہ تو نے جان بوجھ کر گناہ کیا اور بعضے علما نے علم و عمل دونون مین قصور نہین کیا لیکن سب ظاہری عمل کیے دل کی طہارت سے غافل ہے باطن سے برے اخلاق نہین دور کیے جیسے تکبر حسد ریا طلب جاہ لوگون کی بدخواہی اونکے رنج پر خوش ہونا راحت پر رنجیدہ ہونا اور ان حدیثون سے غافل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ذرہ سی ریا بھی شرک ہے اور جسکے دل مین ایک ذرہ بھی تکبر ہے وہ جنت مین نہ جائیگا اور ایمان کو حسد ایسا تباہ کرتا ہے جیسا لکڑی کو آگ اور یہ نہین دیکھتے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی تمہاری صورت کو نہین دیکہتا تمہارے دلون کو دیکہتا ہے پس ان لوگون کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جسنے کہیتی کی ہو اور دہان کاٹو اوگے اور گہانس نکل آئی تو اوسے ضرور ہے کہ کانٹے گہانس کو جڑ سے کہود پہینکے تا کہ کہیت زور پکڑے وہ اوپر اوپر سے گہانس کاٹتا ہے اور اوسکی جڑ زمین مین باقی رہنے دیتا ہے جسقدر زیادہ کاٹتا ہے اوسیقدر زیادہ گہانس بڑہتی ہے برے اخلاق برے کامون کی جڑ ہین انہین کو اوکہاڑنا اور دور کرنا چاہیے بلکہ جو شخص ظاہر آراستہ اور باطن پلید اور گندہ رکہتا ہے اوسکی مثل ایسی ہے جیسے سنڈاس کہ باہر سے تو گچ کی ہوئی سراپا نفاست ہے اور اندر سے بالکل گندگی اور نجاست ہے یا جیسے قبر کہ ظاہر مین آراستہ ہے اور اوسکے اندر مردار مردہ ہے یا جیسے اندہیرا مکان ہے کہ اوسکی دیوار کے پیچھے چراغان ہے حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام نے عالم بے عمل کی اسطرح مثال دیکر فرمایا ہے کہ تم لوگ چلنی کے مانند مت رہو کہ اوسمین سے آٹا تو گر پڑتا ہے اور بہوسی رہ جاتی ہے تم بھی علم اور حکمت کی باتین تو کہہ ڈالتے ہو جو بری بات ہے وہ تم مین رہ جاتی ہے اور بعضے علما جانتے ہین کہ یہ برے اخلاق ہین انسے حذر کرنا چاہیے دل پاک رکہنا چاہیے مگر جانتے ہین کہ ہمارا دل تو خود ان اخلاق سے پاک ہے یہ لوگ اونسے بڑہ کر ہین جنسے یہ امور سرزد ہون کیونکہ یہ سب سے زیادہ اسکی برائی جانتے ہین لیکن انہین جب تکبر کا اثر پیدا ہوتا ہے تو شیطان انسے کہتا ہے

کہ یہ تکبر نہین ہے دین کی عزت اور عظمت چاہتا ہے اگر ہم بے عزت و ذلیل رہینگے تو اسلام بے عزت ہو جائیگا ایسا شخص اگر اچھے کپڑے پہنتا ہے اور گھوڑا اور ساز و سامان اور تجمل کرتا ہے تو شیطان کہدیتا ہے کہ یہ رعونت اور سرکشی نہین ہے بلکہ دشمنان دین کی شکست اور خفت ہے کیونکہ اہل بدعت علما کے باشان و شوکت ہونے سے مغلوب ہوتے ہین یہ علما جناب سید المرسلین اور خلفاء راشدین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی سیرت کو بھولکر سمجھتے ہین کہ ان حضرات علیہم السلام والصلواۃ کے افعال و اطوار معاذ اللہ اسلام کی خواری اور ذلت تھے اب ہماری شان و شوکت سے اسلام عزت پائیگا اور اگر انہین حسد پیدا ہوتا ہے تو کہتے ہین کہ یہ دین کی غیرت ہے اگر ریا پیدا ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ یہ خلق کے ساتھ نیکی ہے کہ ہماری عبادت دیکھین اور ہماری پیروی کرین اور جب بادشاہون کے دربار مین جاتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ ظالم کے ساتھ فروتنی نہین کہ یہ تو حرام ہے بلکہ یہ درباداری مسلمانون کی سعی سفارش کرنے اور انکی خیر خواہی کے لیے ہے اور اگر حرام کا مال لیتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ حرام کا مال نہین ہے لاوارث ہے اسلیے کار دین کے کامون مین صرف کرنا چاہیے اور دین کے کام سے متعلق ہین یہ عالم اگر اپنے دل مین انصاف کرے اور حساب لگائیگا تو جان جائیگا کہ دین کی خاطر اس امر سے بہتر کوئی صلاح نہین ہے کہ خلق دنیا سے منہ پھیر لے اور جو لوگ اوسکے سبب سے دنیا کی رغبت کرتے ہین وہ اون لوگون سے زیادہ ہین جو دنیا سے اعراض کرتے ہین تو اسلام ایسے عالم کی نیست و نابود ہونے کے ساتھ وابستہ ہے اور اسلام کی بہبود اور مصلحت اسی مین ہے کہ ایسے علماء بد باطن ہووین ہی نہین اور ایسے پندار پر غلط اور خیالات خام بہت ہین انکا علاج اور انکی حقیقت اون اصلون مین ہم بیان کر چکے ہین جو اوپر مذکور ہوئین مکرر بیان کرنا تطویل لاطائل ہے اور بعضے علمانے خود نفس علم مین غلطی کی ہے اور جو علم بہت ضروری ہے جیسے تفسیر حدیث تصوف علم اخلاق اور طریق ریاضت اور جو کچھ اس کتاب مین بیان ہے اور علم راہ آخرت اور راہ دین کی آفتین اور مراقبہ دل کا طریقہ کہ یہ سب فرض عین ہے انہین نہ حاصل کیا ہو اور جانتے بھی نہین کہ یہ بھی کچھ علوم ہے اور جدل و مناظرہ مین یا تعصب مذہبی مین یا فتاوی خصومات خلق مین یا اور علمون مین جو اوسے دنیا سے آخرت کی طرف اور حرص سے قناعت کی طرف اور ریا سے اخلاص کی جانب اور غفلت و بیمنی سے خوف اور پرہیزگاری کی جانب نہین بلاتے تمام عمر ضائع کرتے ہین اور جانتے ہین کہ علم یہی ہین اور جو کوئی علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوا اوسے کہتے ہین کہ یہ علم سے منکر اور مہجور ہے ان بندار بے اعتبار کی تفصیل دراز ہے احیاء العلوم کی کتاب الغرور مین مذکور ہے یہ کتاب اسکی تفصیل کی گنجایش نہین رکھتی اور بعضے علما علم وعظ مین مشغول ہوتے ہین اونکی بات مسجع اور نکات اور مضامین واہیات ہوتی ہے اوسکی عبارتین ڈھونڈھ لیتے ہی انکا مقصد بھی یہی ہے کہ خلق انکا کلام سنکر نعرہ مارے اور تعریف کرے وہ اسقدر نہین جانتے کہ اصل نصیحت یہ ہے کہ ایسی آتش مصیبت دل مین پیدا ہو جائے کہ آدمی کار آخرت کے خطر دیکھنے لگے پھر اس مصیبت کی نوحہ گری مین مشغول ہوا اور وعظ و نصیحت اس مصیبت کا نوحہ ہے مگر جو نوحہ گر آتش مصیبت مین نہ سلگا ہوگا وہ جو بات کہیگا وہ مانگے کی آئی ہوگی کسیکے دل مین کچھ بھی اثر نہ کریگی ان لوگون مین بھی بہت مغرور ہین اسکی تفصیل بھی طولانی ہے اور بعضے علماء ظاہری فقہ مین اوقات بسر کرتے ہین اتنا نہین سمجھتے کہ فقہ کی تعریف اس سے زیادہ نہین ہے کہ جس قانون سے بادشاہ خلق کو سیاست کرے اوسے یاد کرنا اور جو چیز راہ آخرت سے علاقہ رکھتی ہے اوسکا علم ہی اور ہے

یہ فقیہ جانتا ہے کہ جو بات ظاہری فقہ مین درست اور درست ہوتی ہے وہ آخرت مین فائدہ دیگی اسکی مثال ایسی ہے کہ جو کوئی زکوٰۃ
مال اخیر سال مین اپنی جورو کے ہاتھ بیچکر اوسکا مال مول لیلے تو ظاہری فتوی یہ ہے کہ اوسکے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط ہو جاویگی یعنی بادشاہ
کی طرف سے جو شخص تحصیل کرتا ہے اوسے نہین پہونچتا کہ اوس شخص سے زکوٰۃ طلب کرے کیونکہ اوسکی نگاہ ظاہر ملک پر ہوتی ہے اور
سال تمام ہونے سے پہلے ملک منقطع ہوگئی اور شاید فقیہ یہی فتوی دے اور اس قدر جانے بھی نہین کہ جو شخص زکوٰۃ ساقط ہو جانے کے ارادے
قصداً ایسا کرتا ہے وہ عالم الغیب کے غضب مین گرفتار ہوگا اسیطرح وہ بھی جو مال کی ناخوشی مین مبتلا ہوگا جو زکوٰۃ دیوے ہی نہین کیونکہ بخل
مہلک ہے اور زکوٰۃ دینے مین پلیدی بخل سے طہارت ہوتی ہے اور وہ بخل مہلک ہوتا ہے جسکی اطاعت کرین اور یہ حیلہ کرنا بخل کی
اطاعت ہے پھر جب حیلہ کے سبب سے بخل کی اطاعت ہوئی تو ہلاکت پوری ہو چکی پھر وہ حیلہ کرنیوالا کیونکر نجات پاویگا علی ہذا القیاس
جو شخص اپنی جورو کے ساتھ بد خوئی کرے اور اوسے ستائے حتی کہ وہ خلع کرکے مہر پھیر دے تو ظاہری فتوے کی رو سے یہ درست ہے
کیونکہ دنیا کے قاضی کو زبان سے کام ہے دل کا راز وہ نہین جانتا لیکن وہ شخص آخرت مین ماخوذ ہوگا کیونکہ یہ خلع اکراہ سے ہوا اسی طرح
کوئی شخص کسی آدمی سے کوئی چیز برملا مانگے اور وہ آدمی شرم سے دیدے تو ظاہر فتوی مین مباح ہے لیکن حقیقت مین یہ معاملہ ویسا ہی
زبردستی لیتا ہے اسواسطے کہ ظاہرا لاٹھی مار کر زبردستی لیتے ہین اور شرم کا کوڑا مار کر لیتے ہین کچھ فرق نہین ایسی بہت باتین ہین اور
جو شخص ظاہری فقہ کے سوا اور کچھ نہین جانتا وہی اس بلا مین رہتا ہے اور دین کے دقائق اسرار کو نہین سمجھتا دوسرا فرقہ عابد زاہد
لوگ ہین انہین بھی اہل پندار بہت ہین بعضے تو مغرور ہین کہ فضائل کے سبب سے فرائض سے باز رہے جیسے وہ شخص جسے طہارت مین ایسا
وسوسہ رہے کہ نماز بیوقت پڑھتا ہے اور آسمان پانی کو سخت سست کہتا ہے اور پانی کی نجاست کا گمان بعید اوسکے نزدیک قریب
ہوگیا ہے اور جب کھانے پر بیٹھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ سب چیزین حلال ہین اور شاید حرام محض سے بھی منہ نہین کرتا بے کفش کے
پاؤن زمین پر رکھتا ہی نہین اور حرام محض کہا جاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی سیرت بھولا رہتا ہے کہ امیر المومنین
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین گرنے کے خوف سے ستر طرح کے حلال ہم نے چھوڑ دیے اور باوجود اتنی احتیاط
ترسا عورت کے برتن سے آپ نے طہارت کی ایسی جھوٹ موٹ کے عابد زاہد احتیاط لقمہ کے بدلے احتیاط طہارت عمل مین لاتے ہین
ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص دھوبی کا دھویا ہوا کپڑا پہن لے تو جانتے ہین کہ اسنے بڑا ہی گناہ کیا حالانکہ جناب سلطان الانبیا علیہ
الصلوۃ والثنا کے واسطے کفار جو کپڑا ہدیہ بھیجتے تھے آپ اوسے بھی پہن لیتے تھے صحابہ رضوان اللہ عنہم جو کپڑا کفار کی لوٹ مین پاتے
بے تکلف پہن لیتے کسی نے یہ روایت نہین کی کہ اوسے دھو کر پہنتے تھے بلکہ کفار کے ہتیار کمر مین باندھ کر نماز پڑھتے یہ کوئی نہین کہتا
کہ جو پانی لوہے کو دیا ہو یالا کہ جو تیغہ وغیرہ مین بھری ہو یا چمڑا جو اوس پر منڈھا ہو شاید ناپاک ہوگا پس جو شخص پیٹ زبان ہاتھ پاؤن
وغیرہ کے بارہ مین تو احتیاط نہ کرے اور احتیاط طہارت مین مبالغہ کرے وہ شیطان کا مسخرہ ہے بلکہ سب احتیاطین اگر آدمی بجا لاوے
اور پانی بہانے مین اسراف کرے یا نماز اول وقت نہ پڑھے تو بھی مغرور ہے اس احتیاط کی شرط طہارت کے بیان مین ہم ذکر کر چکے
ہین اور بعضے عابد ایسے ہین کہ اونہین نماز کی نیت مین وسوسہ غالب ہوتا ہے حتی کہ نیت کرتے وقت آواز نکالتے ہین ہاتھ جھٹکتے ہین

اس سبب سے شاید پہلی رکعت فوت ہوجاتی ہے اسقدر نہین جانتے کہ جیسے قرض ادا کرنے اور زکوۃ دینے کی نیت ہے ویسی ہی نماز کی بھی نیت ہے اور ان لوگون مین سے نیت مین وسواس کے سبب سے نہ کوئی دوبارہ قرض ادا کرتا ہے نہ زکوۃ دیتا ہے اور بعضون کو سورۂ فاتحہ کے حروف ادا کرنے مین وسواس ہوتا ہے حتی کہ حروف کو مخارج سے نکالتے ہین اور نماز مین بالکل دل اسی مین لگائے رہتے ہین کہ حروف مخرج سے نکلین نمازی کو قرآن کے معنون مین دل لگانا چاہیئے تاکہ الحمد کہتے وقت ہمہ تن شکر ہوجائے اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتے وقت بالکل توحید اور عجز ہوجائے اور اِهْدِنَا کہتے وقت تضرع اور زاری مین ڈوب جائے اور نہ وہ دل سے بالکل متوجہ کاہے کی طرف ہوا کہ اِيَّاكَ مخارج سے ادا ہو یہ نمازی ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ سے اپنی حاجت عرض کیا چاہتا ہو اور کہے يَا اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اور پھر بھی کہے پھر بھی کہے تاکہ اَيُّهَا ٹھیک ٹھیک زبان سے نکلے اور لفظ امیر کا میم کما حقہ ادا ہو تو وہ شخص بے شک خفیف ہونے اور مورد عتاب سلطانی بننے کا مستحق ہے اور بعضے لوگ ہر روز ایک قرآن ختم کرتے ہین اور بہت جلد جلد پڑھتے ہین زبان کے بل دوڑتے ہین اور دل غافل رہتا ہے انکی ہمت یہی ہوتی کہ ایک ختم اونکے واسطے گنتی مین آجائے تاکہ کہتے پھرین کہ ہمنے اتنے قرآن ختم کیے اور سات منزلون مین سے آج اتنی منزلین ہمنے پڑھین یہ جلد باز اتنا نہین جانتے کہ قرآن شریف کی ہر ہر آیہ ایک ایک نامہ ہے کہ احکم الحاکمین نے اپنے بندون کو لکھا ہے اوسمین امر نہی وعدہ وعید مثال نصیحت خوف دلانا ڈرانا سبھی کچھ ہے قرآن پڑھنے والے کو چاہیئے کہ وعید کے محل پر ہمہ تن خوف ہوجائے اور وعدہ کے مقام پہ سراپا خوشی بن جائے مثل کے محل پہ بالکل اعتبار ہوجائے وعظ کے مقام پہ ہمہ تن گوش بنجائے خوف دلانے کے وقت ہراس مین ڈوب جائے یہ سب کیفیتین دل کی حالتین ہین پھر زبان کی نوک ہلائے جانے سے کیا فائدہ ایسے شخص کی مثال اوس آدمی کی سی ہے جیسے بادشاہ نامہ لکھے اوس نامہ مین احکام ہون وہ مکتوب الیہ بیٹھہ کر اوس نامہ کو ازبر کرے اور پڑھا کرے اور اوسکے مضمون سے غافل ہو اور بعضے آدمی حج کو جاکر کعبہ شریف کے مجاور ہوکر بیٹھہ رہتے ہین روزے رکھتے ہین اور نہ دل و زبان کی حفاظت کرکے روزے کا حق ادا کرتے ہین نہ پاس حرمت کرکے مکہ معظمہ کا حق بجالاتے ہین نہ زاد حلال تلاش کرکے راہ کا حق ادا کرتے ہین اور ہمیشہ انکا دل خلق ہی کے ساتھ متعلق رہتا ہے کہ خلق ہمین کعبہ شریف کا مجاور جانے اور خود کہتے ہین کہ ہم اتنی دفعہ عرفات پر کھڑے ہوئے ہین اور اتنے برس بیت اللہ کے مجاور رہے ہین یہ لوگ اتنا نہین جانتے کہ اپنے گھر مین کعبہ شریف کا شائق رہنا اس سے بہتر ہے کہ آدمی کعبہ شریف مین ہو اور اپنے گھر کا شائق رہے اور اس امر کا مشتاق رہے کہ خلق اوسے مجاور جانے اور یہ طمع رکھے کہ اوسے کوئی کچھ دے اور جو لقمہ وہ اوٹھاتا ہے اوسمین بخل پیدا ہوجاتا ہے یہ خوف کھاتا ہے کہ کوئی اوس سے لیلے یا مانگ بیٹھے اور بعضے لوگ زہد کا طریقہ اختیار کرکے موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہین تھوڑا سا کھانا کھاتے ہین مال مین تو زاہد رہتے جاہ و قبول مین زاہد نہین رہتے خلق انسے برکت لیتی ہے یہ اس امر سے خوش ہوتے ہین خلق کی نظر مین اپنا حال آراستہ رکھتے ہین اتنا نہین جانتے کہ مال سے زیادہ یہ جاہ نقصان کا باعث ہے اور جاہ کا ترک کرنا بہت دشوار ہے کیونکہ جاہ کی امید پہ سب طرح کے رنج کھینچنا آسان ہے زاہد وہ ہے جو ترک جاہ کر سکے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اوس کچے زاہد کو کوئی شخص کچھ دے تو نہین لیتا کہ مبادا لوگ اپنے جی مین کہین

کہ یہ زاہد نہین ہے اگر اوس سے کہین کہ تو ظاہر مین یہ لیے چھپا کر مستحق فقیر کو دیدینا تو یہ کہنا مار ڈالنے سے بھی زیادہ اوس پر شاق ہو اگر
اگرچہ مال حلال ہو تو بھی اس خیال سے نہین لیتا کہ مین لونگا تو لوگ کہین گے کہ یہ زاہد نہین ہے اسی سبب سے ایسا زاہد فقیرون کی نسبت
امیرون کی عزت حرمت زیادہ کرتا ہے اور انکی مدارات بہت کرتا ہے یہ سب باتین غرور اور نادانی ہین اور بعضے آدمی سب
نیک عمل کرتے ہین مثلاً ہر روز ہزار رکعت نماز کی ہزار تسبیح پڑھتے ہین شب بیدار رہتے ہین ہر روز روزہ دار رہتے ہین لیکن وہ اسکی
مدارات نہین کرتے کہ برے اخلاق سے پاک ہو جائے انکا باطن حسد ریا کبر سے بھرا رہتا ہے ایسے آدمی اکثر بدخو اور ترش رو ہوتے ہین
بندگان خدا کے ساتھ غصہ سے بات کرتے ہین گویا ہر ایک سے لڑے روٹھے بیٹھے ہین اتنا نہین جانتے کہ خوے بد تمام عبادت کو
حبط کر دیتی ہے اور خلق نیک سب عبادتون کا افسر ہے یہ کمبخت گویا عبادت کر کر کے خلق خدا پر احسان کرتا ہے اور سبھون کو حقارت
کی نگاہ سے دیکھتا ہے اپنے تئین خلق اللہ سے کھینچے اور سمیٹے رہتا ہے کہ کوئی اوسے چھو نجائے اتنا نہین سمجھتا کہ جناب رسالتمآب
علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات سب عابدون زاہدون کے سردار تھے اور تمام جہان سے زیادہ منکسر اور ملنسار تھے جو شخص نہایت میلا کچیلا
ہوتا کہ اوس سے سب اپنے تئین بچاتے اوسے آپ اپنے پاس بٹھاتے اور مصافحہ کے واسطے دست مبارک دیتے اوس کمبخت سے
زیادہ کوئی شخص بیوقوف نہین جو اپنے اوستاد سے بھی اونچی دوکان چاہے یعنی مرشد برحق سے بڑھ جانیکا خیال خام دل مین لائے
یہ سیدھے سادے لوگ جب سلطان الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کا تو دم بھرین اور آپکی عادت سراپا سعادت
کی خلاف کرین تو اس سے زیادہ اور کیا بیوقوفی ہوگی تیسرا طبقہ صوفی لوگ ہین جتنا غرور اور پندار ان لوگون مین ہوتا ہے اوتنا کسی
فرقے مین نہین ہوتا کیونکہ جسقدر راہ باریک اور مقصود عزیز اور بہتر ہوتا ہے اوسیقدر شبہے اور دہوکے زیادہ پڑتے ہین راہ تصوف کا
پہلا قدم یہ ہے کہ سالک نے تین درجے حاصل کر لیے ہون ایک یہ کہ اوسکا نفس مقہور اور مغلوب ہو گیا ہو نہ اوسمین خواہش باقی رہی ہو
نہ غصہ یہ نہین کہ خواہش اور غصہ جڑ سے نیست و نابود ہو گیا مگر ایسا مغلوب ہو گیا ہو کہ بے حکم شرع اوسمین کچھ تصرف نہ کر سکے جسطرح جو قلعہ
فتح ہو جاتا ہے اوس قلعہ کے لوگون کو فتح کرنے والے مار نہین ڈالتے مگر وہ لوگ مطیع ہو جاتے ہین اسیطرح سالک کے سینہ کا قلعہ حاکم
شرع کے ہاتھ فتح ہو گیا ہو دوسرا درجہ یہ ہے کہ دونون جہان سالک کے سامنے سے گم ہو گئے ہون اسکے یہ معنی ہین کہ حس اور خیال کے
عالم سے وہ گذر گیا ہو اسواسطے جو چیز حس اور خیال مین آتی ہے اوسمین بہائم بھی شریک ہین اور وہ چیز آنکھ فرج پیٹ کی شہوت کا
حصہ ہوتی ہے بہشت حس اور خیال کے عالم سے باہر نہین ہے اور جو چیز صحبت پذیر ہوتی ہے اور خیال کو اوس سے سروکار رہتا ہے
وہ اوسکے نزدیک ایسی ہو گئی ہو جیسے اوس شخص کے نزدیک گھاس ہو جاتی ہے جسنے لوزینہ اور بہنا ہوا مرغ پایا ہو کیونکہ سالک جان چکا ہے
جو چیز خیال مین آئے وہ مقید اور بے حقیقت ہے اور بہولے بہالون کو نصیب ہوگی وَاَکْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ تیسرا درجہ یہ ہے
سالک کو جناب احدیت نے اور اوسکے جلال اور جمال نے بالکل گھیر لیا ہو کہ محبت سکان حس خیال کو اوس سے کچھ سروکار ہی نرہا ہو
نہ حس اور خیال اور جو علم ان دونون سے پیدا ہوتا ہے اسکا حال اوسکے ساتھ ایسا ہو جیسے آنکھ کا آواز کے ساتھ اور کان کا رنگون کے
ساتھ حال ہے یعنی اوس سے بیخبر ہونا ضرور ہے جب سالک اس مقام پر پہونچا تو گویا تصوف کے سرے پر آیا سالک کو ان درجون کے

علاوہ بہت احوال حق سبحانہ تعالی کے ساتھہ ہوتے ہین کہ او سکا بیان ہین آنا دشوار ہے حتی کہ بعضون نے اوسے یگانگی اور اتحاد کے ساتھہ تعبیر کیا اور بعضون نے حلول کے ساتھہ جس شخص کا قدم علم مین راسخ نہو اور یہ حال اوسپر طاری ہو جائے تو وہ بخوبی بیان نہین کرسکتا جو کچھ کہنے لگتا ہے صریح کفر نظر آتا ہے اور فی نفسہ حق ہوتا ہے مگر اوسے بیان کرنے کی قدرت نہین ہوتی یہ جو بیان کیا گیا راہ تصوف کا ایک شائبہ ہے آیکو ذرا بتو دیکھہ کہ نام کے صوفی کس اولٹی سمجھہ اور دہوسکے مین گرفتار ہین انمین سے کچھہ لوگون نے تو سجادہ اور گدڑی اور نقلی باتون کے سوا نہ کچھہ دیکھا نہ سنا اسے اختیار کرکے کچھے صوفیون کا لباس اختیار کرکے اونکی ظاہری وضع بنالی اونکی طرح سجادہ پر بیٹھہ کر گردن جھکاتے ہین اور شاید کہ وسوسہ اور خیال انہین پیش آتا ہے سر ہلاتے ہین اور جانتے ہین کہ یہی تصوف ہے ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے وہ عاجز بوڑہیا جو سر پر ٹوپی رکہے چپکن پہنے ہتیار لگائے اور صف جنگ مین بہادرون کی گرادو اور رجز خوانیکا انداز سیکہے اور سپاہیون کے سب ظاہری حرکات سکنات جان چکی ہو وہ جب فوج مین اپنا نام لکہوانیکے واسطے بادشاہ کے سامنے جائزے مین جاوے اور بادشاہ ایسا ہو کہ صورت اور لباس پر نہ جائے بلکہ دلیل طلب فرمائے یا اوسے مکا کرنیکو حکم دے یا کسی جوانمرد کے ساتھہ لڑنے کا اور دیکہکر کہ یہ ایک ضعیف بوڑہیا ہے حکم فرمائے کہ اسے ہاتھی کے پاؤن کے تلے ڈال دو تاکہ کسی دوسرے کو بادشاہ کے حضور ایسی بیہودہ حرکت کرنے کی جرات نہ پڑے اور انمین سے بعضے ایسے ہوتے ہین کہ وہ ان باتون مین بہی قاصر ہین کہ صوفیون کی ظاہری وضع اختیار کرین اور پیٹھے ہوئے کپڑے پہنین بلکہ پاکیزہ گدڑیان اور باریک سر مہ لنگیان حاصل کرکے جانتے ہین کہ جب کپڑے رنگ لیے قصہ تمام ہو گیا تصوف کا اختتام ہو گیا یہ نہین جانتے کہ صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اگر نیلی لباس اسواسطے رنگتے تہے کہ ہر وقت دہونے کی حاجت نہو اور نیلا اسواسطے رنگتے تہے کہ دین کی مصیبت مین تہے وہ رنگ اونکے حال کے موافق تہا یہ کمبخت جب ایسا مستغرق نہین ہے کہ کپڑے نہ دہوسکے اور ایسا مصیبت زدہ نہین ہے کہ کالے کپڑے پہنے اور ایسا عاجز نہین ہے کہ جہان کپڑا پہٹ جاوے پیوند لگائے تاکہ گدڑی ہو جاوے بلکہ نئے نئے کپڑے قصدًا پہاڑ پہاڑ کے گدڑی بنجائے تو اس کمبخت نے ظاہری صورت مین بہی صوفیہ صافیہ رضی اللہ تعالی عنہم کی موافقت نہ کی کیونکہ پہلے گدڑی پوش جناب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ تہے کہ آپکے لباس مین چودہ پیوند لگے تہے اونمین سے بعضے پیوند چمڑے کے تہے اور انمین سے بعضے ایسے بہی ہوتے ہین کہ جسطرح چہوٹا اور پہٹا ہوا کپڑا پہننے کے متحمل نہین اوسیطرح ادائے فرائض اور ترک معاصی کے بہی متحمل نہین ہوتے اور سپر طرہ یہ ہے کہ اپنے عجز و قصور کے معترف بہی نہین ہوتے کہ شیطان اور خواہش نفسانی کرا تہہ مین پہنسے ہین بلکہ انکا مقولہ یہ ہے کہ دل سے کام ہے ظاہری صورت کو دیکہنا کیا ہمارا دل ہمیشہ نماز مین ہے اور حق تعالی کے ساتھہ راز و نیاز مین ہے ہمین ان ظاہری اعمال کی کچہ حاجت نہین کیونکہ اس مشقت کا حکم اون ہی لوگون کو ہے جو اپنے نفس کے اسیر ہون ہمارا نفس خود مردہ ہے ہمارا دین وہ دردہ حوض کے مانند ہو گیا ہے کہ ایسی چیزون سے خراب ہی نہین ہوتا اور جب عابدونکو دیکہتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ بیگاری ہین جب علما کو دیکہتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ لوگ باتون مین پہنسے پڑے ہین راہ حقیقت جانتے ہی نہین ایسے گمراہ لوگ قتل کرنیکے لائق ہین انکا خون بالاجماع مباح ہے اور بعضے لوگ ہین کہ صوفیون کی خدمت کرنے پر مستعد

ہوتے ہین اور حق خدمت یہ ہے کہ آدمی اپنا جان و مال ان حضرات پر سے تصدق کر دے اور اپنے تئین انکے عشق مین بالکل بھول جائے
پھر جب کوئی انکے وسیلہ سے مال پیدا کرے اور اونہین اپنا مطیع کرے تاکہ خود خادم مشہور ہو اور لوگ اوسکی عزت اور حرمت کرین اور
جہان سے پائے حرام حلال کا مال لے آئے اور اونہین دے تاکہ اوسکی سردباری ہو اور یہ نہ سمجھے کہ یہ فریب ہے اور بعضے لوگ ہین کہ
اونہون نے ریاضت کی سب راہ طے کی اپنی خواہش کو مغلوب اور مقہور کر کے اپنے تئین بالکل خدا ہی کے سپرد کر دیا اور گوشہ مین
بیٹھے ہوئے ذکر کیا کرتے ہین انہین کشف ہونے لگتا ہے حتی کہ جس چیز کی چاہتے ہین خبر پاتے ہین اگر کوئی تصور کرتے ہین
تو تنبیہ ہو جاتی ہے اور ممکن ہے کہ پیغمبرون اور فرشتون کو مثالون مین اور اچھی اچھی صورتون مین دیکھنے لگین اور اپنے تئین آسمان
مین دیکھین اور اوسکی حقیقت اگر صحیح ہو تو سچے خواب کے مانند ہے لیکن وہ خواب سوتون کے خیال مین آتا ہے اور یہ جاگتون کے
خیال مین آتا ہے اور وہ شخص اس سبب سے مغرور ہو کر کہتا ہے کہ جو کچھ ساتون زمین و آسمان مین ہے بارہا میرے سامنے پیش کیا
ہین اور سمجھا ہے کہ اودنیا کا اخیر کام یہی ہے حالانکہ آفرینش مین حق تعالی کی جو عجیب عجیب صنعتین ہین اونہین سے ایک سر مو بھی
نہین جانا ہے اور جانتا ہے کہ جو کچھ موجود ہے وہ سب یہی ہے جو مین نے دیکھا جب یہ حال پیدا ہو جاتا ہے تو آدمی جانتا ہے کہ مین کمال کے درجہ کو
پہونچ گیا اور اس بات کی خوشی مین مشغول ہو کر طلب مین قاصر ہو جاتا ہے اور شاید وہ نفس جو مقہور اور مغلوب ہو گیا تھا پھر زور
زور پکڑنے لگے وہ سمجھے کہ مین ایسی ایسی چیزین دیکھ چکا تو اپنے نفس سے مطمئن ہو گیا اور کمال کے درجہ کو پہونچ گیا یہ بڑا دھوکا ہوتا ہے
اسپر کچھ اعتماد نہین اعتماد اسپر ہوتا ہے کہ اوسکی طبیعت بدل جائے خوشی سے شریعت کا ایسا تابعدار بن جائے کہ کسی طرح اوسمین
تصرف اور قصور باقی نرہے شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ نے کہا ہے کہ پانی پر چلنا ہوا مین اوڑنا غیب کی خبر دینا کچھ کرامت
نہین ہے بلکہ کرامت یہ ہے کہ آدمی بالکل امر الہی ہو جائے یعنی دل و جان تن و مال سے حکم شرع کی تابعداری کرنے لگے کہ حکم کے
خلاف کوئی بات اوس سے سرزد ہی نہو یہ حالت البتہ قابل اعتماد ہے اور پانی پر چلنا ہوا پر اوڑنا غیب کی خبر دینا ایسی باتین
ممکن ہین کہ شیطان کی طرف سے ہون کیونکہ شیطان کو بھی غیب کی خبر ہے اور کاہن لوگ بھی بہتیری غیب کی باتون کی خبر دیتے
ہین اور عجیب غریب کام اونسے وقوع مین آتے ہین اعتماد اسی حالت پر ہے کہ تیری ہستی اور خواہش کم ہو جاوے اور اسکے بدلے
اتباع شریعت قرار پکڑے پھر اگر تو شیر پر نہ سوار ہو سکے گا تو کچھ پروا نہین کیونکہ جب غیظ و غضب کے کتے کو جو تیرے سینہ مین ہے
تو نے پامال کر ڈالا اور اپنا مغلوب اور مقہور کر لیا تو بہت بڑے شیر پر بیٹھ چکا اور اگر غیب کی خبر تو نہ دے سکیگا تو کچھ پروا نہ کر
اسواسطے کہ جب تو نے اپنے نفس کے عیب اور غرور کو پہچان لیا اور اوسکی آفت اور مکاری سے آگاہ ہو گیا تو تیرا عیب اپنا غیب
ہے عیب جانا تو غیب دان ہو چکا اگر پانی پر تو نہ چل سکیگا ہوا مین نہ اوڑ سکیگا تو کچھ پروا نہ رکھ اسلیے کہ جب حرص و خیال کے باہر
تجھے کوئی مقام کھلا اور اوسمین تو چل نکلا تو پانی پر چل چکا ہوا پر اوڑ چکا اور اگر ایک شب مین تو جنگل اور صحرا طے نکرے تو کچھ پاک
نکر اسواسطے کہ جب دنیا کے جنگلون اور میدانون سے تو چھوٹ گیا اور دنیا کے شغل پیچھے چھوڑ آیا تو بڑا دشوار گذار جنگل اور بیابان
طے کر آیا اور اگر کسی بڑے پہاڑ پر تو قدم نہ رکھ سکے تو کچھ پروا نہ رکھ کیونکہ تو نے جب شبہہ کے ایک درہم پر لات ماردی تو گھاٹی

طے کر آیا اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے قرآن شریف مین اسے گہاٹی اور دشوار گذار مقام ارشاد فرمایا فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَۃَ
ان لوگون کے غرور اور دہوکون کے یہ چند اقسام ہین سب بیان کرنا موجب طوالت ہوگا چوتھا طبقہ امیر اور مالدار لوگ ہین انکو
بہی دہوکے اور اولٹی سمجہہ والے بہت ہین اسواسطے کہ بعضے مالدار مسجد اور سرا اور پل وغیرہ بنوانے مین مال صرف کرتے ہین
اور شاید وہ مال وجہ حرام سے پیدا کیا ہو تو اونپر یہ فرض تھا کہ مالک کو مال واپس کر دیتے اونہون نے وہ مال یہ چیزین تعمیر کرانے
صرف کیا تاکہ گناہ اور زیادہ ہوجاوے اور جانتے ہین کہ ہمنے بڑے ثواب کا کام کیا اور بعضے امیر مال حلال خرچ کرتے ہین مگر لوگونکو
دکہانا انہین مقصود ہوتا ہے کہ اگر ایک دینار صرف کرتے ہین تو چاہتے ہین کہ پتھر پر اپنا نام کہود واکر وہان لگا دین اگر انسے کہے
کہ اپنے نام کا پتھر نہ لگایا اور کسی کے نام سے لگا دے کہ عالم الغیب تو بنوانے والیکو جانتا ہی ہے تو وہ یہ نہین کر سکتا اس ریا کی
علامت یہ ہے کہ اوسکے عزیز قریب اور پڑوسی محتاج ہوتے ہین اور ایک ایک ٹکڑے کو ترستے ہین تو وہ مال انہین دینا افضل ہے
اور وہ انہین نہین دے سکتا کیونکہ پتھر پر یہ عبارت کہود کر انکی پیشانی مین تہوڑے لگا سکیگا کہ بَنَاہُ الشَّیْخُ فُلَانٌ طَالَ بَقَاہُ
اور بعضے مالدار خالص نیت سے مال حلال تو خرچ کرتے ہین مگر مسجد کے نقش و نگار مین صرف کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ بہت
نیک کام ہے اس سے دو برائیان پیدا ہوتی ہین ایک تو نماز مین لوگون کا دل اون نقش و نگار مین مشغول رہتا ہے خشوع خضوع سے
محروم رہتے ہین دوسرے یہ کہ ویسے ہی نقش و نگار اپنے گہرون مین بنانے کی آرزو پیدا ہوتی ہے اور دنیا انکی نگاہون مین آراستہ
پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور جانتے ہین کہ ہمنے بڑا کام کیا جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم لوگ جب مسجد مین نقش نگار
کرو اور قرآن شریف پر سونا چڑہاؤ تو تمپر افسوس ہے مسجد کی آبادی اون دلون کے سبب سے ہوتی ہے جو حضور اور خشوع و خضوع سے
آراستہ ہون اور نفرت دنیا سے پیراستہ ہون اور جو چیز لوگون کے دلون سے حضور اور خشوع دور کرے اور دنیا کو آراستہ دکہائے وہ
مسجد کی ویرانی کا سبب ہے اس کمبخت نے نقش و نگار بنوا کر مسجد کو ویران کر دیا اور جانتا ہے کہ مین نے بہت اچہا کام کیا اور بعضے امیر اپنے
دروازے پر فقیرون کے جمع ہونیکو دوست رکہتے ہین تاکہ شہر مین اوسکا شہرہ ہو یا ایسے فقیرون کو صدقہ دیتے ہین جو کستان اور
نامور ہون یا جو قافلے حج کو جاتے ہین اونپر خرچ کرتے ہین یا اون لوگون کو دیتے ہین جو خانقاہون مین رہتے ہون تاکہ سب لوگ
جانین اور احسان مانین اگر انسے کہیے کہ یہ چہپا کر یتیمون کو دے کہ یہ راہ حج مین خرچ کرنے سے افضل ہے تو نہین دیسکتا کہ اوسے لوگون
سے اپنی تعریف اور اپنا شکر کرانے کا مزہ اور شوق ہے اور جانتا ہے کہ مین بڑے خیر کا کام کرتا ہون حضرت بشر حافی قدس سرہ سے
ایک شخص نے مشورہ کیا کہ میرے پاس دو ہزار درم ہین میرا جی چاہتا ہے کہ حج کو جاؤن فرمایا کہ تو تماشا دیکہنے جائیگا یا حق تعالی کی رضامندی
ڈہونڈہنے عرض کیا کہ خدا کی رضامندی کے واسطے فرمایا کہ جا کر دس محتاجون کا قرض ادا کر دے یا دس یتیمون کو دیدے یا کسی
عیالدار کو دے کہ جو راحت مسلمان کے دل کو پہونچتی ہے فرض حج کے بعد سو حج سے افضل ہے اوس شخص نے عرض کیا کہ مین اپنے دل مین
حج کی بہت رغبت دیکہتا ہون فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ یہ مال تو نے بیوجہ پیدا کیا ہے جب تک بے راہ نہ خرچ کریگا تیرے دل کو
قرار نہ آوے گا اور بعضے مالدار ایسے ہوتے ہین کہ زکوۃ کے سوا ایک کوڑی نہین دیتے اور زکوۃ اور عشر بہی ایسے لوگونکو دیتے ہین

جو اونکے کاروبار مین رہتے ہون جیسے معلم اور شاگرد تاکہ ان لوگون کے جمع رہنے سے ان امیرونکی جاہ وحشمت برقرار رہے جیسے وہ مدرس جو اپنے طالب علمون کو زکوۃ دے جب وہ اس سے پڑہنا موقوف کردین تو نہ دے یہ گویا تنخواہ ہوتی ہے اور خود جانتا ہے کہ شاگردی کے بدلے مین دیتا ہون اور یہ جانتا ہے کہ زکوۃ دی اور کبھی ایسے لوگون کو دیتا ہے جو بزرگون کی خدمت مین رہتے ہین اور انکی سعی سے اور لوگون کو دیتا ہے تاکہ اوسپر احسان ہو اور اتنی سی زکوۃ دیکر کوئی مطلب نکالا چاہتا ہے اور کبھی شکر وثنا کی بھی امید رکہتا ہے پھر یہی جانتا ہے کہ مین نے زکوۃ دی اور بعضے مالدار ایسے بخیل ہوتے ہین کہ زکوۃ بھی نہین دیتے مال جمع کرتے ہین اور پارسائی کا دعوی کرنے پر مرتے ہین صائم الدہر اور قائم اللیل رہتے ہین انکی مثال اوس شخص کی سی ہے جسے درد سر ہو اور ایڑی مین دوا لگائے یہ کمبخت نہین جانتا کہ اوسے بخل کے سبب سے بیماری ہے بہت کہانے سے نہین تو بہت خرچ کرنا اسکا علاج ہے بہوکون مرنا اسکی دوا نہین ہے مالدارون کو ایسے دہوکے بہت ہوتے ہین کسی قسم کا آدمی اس سے نہین بچتا مگر جسنے وہ علم حاصل کیا ہو جو اس کتاب مین ہے تاکہ عبادت کی آفتین اور نفس کا فریب اور شیطان کا مکر پہچان سکے پھر حق تعالی اجل جلالہ وجل شانہ کی اسپر محبت غالب ہوتی ہے اور دنیا اسکے سامنے سے گم ہو جاتی ہے مگر بقدر ضرورت رہ جاتی ہے اور ہر وقت موت کو پیش نظر رکہتا ہے اور مرنے ہی پر مستعد رہتا ہے یہ باتین اوسی پر آسان ہو جاتی ہین جسپر خدا آسان کرے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ؁

حق تعالے کی بڑی عنایت ہوئی کہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیا سعادت کے تیسرے رکن سے فراغت ہوئی یہ ربع مہلکات تھا اسمین بیان عقبات تھا انشاءاللہ تعالے

اب چوتھے رکن کی ابتدا ہے در افادہ

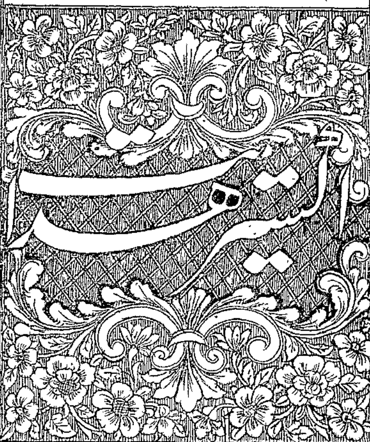
واستفادہ واہی وہ ربع منجیات ہے

اوسمین بیان طریقہ

نجات ہے

فقط

بعون صانع بیچون و بیچگان فضل خلاق زمین و زمان



مطبع منشی نولکشور میں طبع ہو کر مقبول اہل جہاں ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

چوتھا رکن منجیات کے بیان مین

...ی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل توبہ کے بیان مین دوسری اصل صبر وشکر کے بیان مین تیسری اصل خوف ورجا
...بیان مین چوتھی اصل فقر وزہد کے بیان مین پانچوین اصل نیت اور اخلاص اور صدق کے بیان مین چھٹی اصل
...سبے اور مراقبے کے بیان مین ساتوین اصل تفکر کے بیان مین آٹھوین اصل توحید اور توکل کے بیان مین
...ین اصل شوق اور محبت کے بیان مین دسوین اصل موت کو یاد کرنے اور آخرت کے احوال کے بیان مین

پہلی اصل توبہ کے بیان مین

...یز از جان اس بات کو جان کہ توبہ گناہ سے حق تعالی کی طرف پھرنا مریدون کا پھلا قدم اور سالکون کی راہ کا سرا ہے کسی آدمی
...س سے چارہ نہین اسواسطے کہ ابتداء پیدائش سے انتہاے عمر تک گناہ سے پاک رہنا فرشتون کا کام ہے
...تمام عمر معصیت اور مخالفت مین ڈوبا رہنا شیطان کا پیشہ ہے نادم ہوکے توبہ کرنا اور راہ معصیت چھوڑ کر شاہراہ عبادت
...رم دھرنا آدم اور آدمیون کا کام ہے جس آدمی نے توبہ کرکے پچھلے گناہون کی تلافی کی اوسنے حضرت آدم
...بنا علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ اپنی نسبت درست کرلی اور جسنے مرتے دم تک گناہون پر اصرار کیا اوسنے اپنی
...ت کو شیطان کے ساتھ مضبوط کرلیا مگر تمام عمر عبادت ہی مین رہنا آدمی سے ممکن نہین اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالے
...دسے جب پیدا کیا تو ناقص اور بے عقل پیدا کیا اور خواہش نفسانی جو شیطان کا آلہ ہے پہلے اوسیکو آدمی پہلے
...اور عقل جو خواہش کی دشمن اور جوہر ملائکہ کا نور ہے اوسے بعد پیدا کیا کہ جب تک یہ پیدا ہو ہو تب تک آدمی پر

خواہش غالب ہوگئی اور سینۂ انسان کا قلعہ بخوبی اپنے قبضے میں کر لیا اور نفس بھی اوسکے ساتھ خوگر اور مالوف ہوگیا تو پیچھے عقل پیدا ہوتی تو ضرور بالضرور توبہ اور جہاد کرنے کی حاجت ہوئی تاکہ اس قلعے کو فتح کرے اور شیطان و شہوت کے قبضے سے چھوڑا لے تو توبہ آدمیوں کو ضرور ہے اور سالکوں کا پہلا قدم ہے جب نور عقل اور نور شرع سے آدمی کی آنکھیں کھلیں اور راہ گمراہ میں تمیز کرنے لگے تو توبہ کے سوا اور کچھہ فرض نہیں پہلے توبہ ہی کرنا چاہیے توبہ کے یہی معنی ہیں کہ آدمی ضلالت کا بیہڑ چھوڑ کر ہدایت کے ڈھرے پر آجائے **توبہ کی فضیلت اور ثواب کا بیان** ایعزیز جانتو کہ حق تعالی نے سب خلق کو توبہ کرنے کا حکم کیا ہے اور فرمایا ہے وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ یعنی جو کوئی فلاح کی امید رکھتا ہے اوسے توبہ کرنا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے جو شخص مغرب کی طرف سے آفتاب نکلنے کے پہلے توبہ کریگا اوسکی توبہ قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ پشیمانی توبہ ہے اور فرمایا ہے کہ راستے میں لڑائی کی جگہہ نہ کھڑے ہو کیونکہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ وہاں کھڑا ہوتا ہے اور جو شخص اودھر سے گذرے اوسپر ہنستا ہے اور جو عورت وہاں پر آ پہونچتی ہے اوسکے ساتھہ بُری بُری باتیں کرتا ہے وہاں سے نہیں ہٹتا تاوقتیکہ اوسپر دوزخ واجب نہو جاے مگر یہ کہ توبہ کرلے اور فرمایا ہے کہ میں ہر روز ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہوں اور فرمایا ہے کہ جو شخص توبہ کرتا ہے حق تعالی اوسکے گناہ فرشتوں کو بھلا دیتا ہے جنھوں نے وہ گناہ لکہا تھا اور اوسکے ہاتھہ پاؤں کو بُھلا دیتا ہے جسنے وہ گناہ کیا تھا اور اوس جگہہ کو بھلا دیتا ہے جہاں وہ گناہ سرزد ہوا تھا تاکہ جب وہ شخص احکم الحاکمین کے سامنے حاضر ہو تو اوسکے گناہ کا کوئی گواہ نہ نکلے اور فرمایا ہے کہ قبل اسکے کہ حلقوم میں جان آئے اور گھرّا لگے جو بندہ توبہ کرتا ہے حق تعالی اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی اوس شخص کے واسطے کرم کا ہاتھہ پھیلائے ہوے ہے جسنے دن کو گناہ کیا ہو تاکہ وہ رات کو توبہ کرے اور میں قبول کروں اور اوس شخص کے واسطے جسنے رات کو گناہ کیا ہو تاکہ وہ دن کو توبہ کرے اور میں قبول کروں یہ دست شفقت پھیلا رہیگا تاوقتیکہ مغرب کی طرف سے آفتاب طلوع ہو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں دن بھر میں سو بار توبہ کرتا ہوں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی وہ نہیں ہے جو گنہگار نہو مگر جو توبہ کرے وہ سب گنہگاروں سے بہتر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ اوسکے مثل ہے جسنے کبھی گناہ کیا ہی نہو اور فرمایا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ پھر اوس گناہ کے قریب بھی نہ جاے اور فرمایا ہے کہ اے عائشہ جو حق تعالی نے ارشاد کیا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا اس سے اہل بدعت مراد ہیں ہر گنہگار کی توبہ قبول ہوتی ہے مگر اہل بدعت کی توبہ نہیں قبول ہوتی میں انسے بیزار ہوں وہ مجھسے اور فرمایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان پر لیگئے تو اونھوں نے زمین پر دیکھا کہ ایک مرد عورت کے

زنا کرتا ہے اسکے واسطے بد دعا کی حتی کی وہ ہلاک ہو گئے پھر دوسرے کو دیکھا کہ کرتا ہے اوسکے واسطے بھی بد دعا کی وحی نازل ہوئی کہ ابراہیم میرے بندون سے درگذر کر کیونکہ ان تین امرون مین سے کوئی ایک امر ہوگا یا تو وہ توبہ کرینگے اور مین قبول کرونگا یا استغفار کرینگے اور مین بخشدونگا یا اونکے کوئی اولاد ہوگی کہ وہ میری بندگی کریگی اے ابراہیم تجھے نہین معلوم کہ میرا نام صبور ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ جس بندی کو گناہ پر پشیمان جانتا ہے آپ بخشش چاہنے سے پہلے ہی بخشدیتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مغرب کی طرف ایک دروازہ اوسکی چوڑان ستر برس کی راہ ہے یا چالیس برس کی جسدن سے زمین آسمان پیدا ہوا اوسدن سے وہ دروازہ توبہ کے واسطے کھلا ہوا ہے اور جب تک مغرب کی طرف سے آفتاب نہ نکلیگا تب تک وہ دروازہ بند نہوگا اور فرمایا ہے کہ دوشنبہ اور جمعرات کو بندون کے اعمال عرض کیے جاتے ہین جسنے توبہ کی ہوگی اوسکی توبہ قبول ہوتی ہے اور جسنے بخشش چاہی ہوگی اوسکی مغفرت ہو جاتی ہے اور جو لوگ دلون مین کینہ بھر رکھتے ہین وہ اوسیطرح گناہگار چھوڑ دیے جاتے ہین اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ بندی کی توبہ سے اوس اعرابی کی بہ نسبت بہت زیادہ خوش ہوتا ہے جو خونخوار جنگل مین اونگھ جائے اور اوسکا ایک اونٹ زادراہ اور تمام پونجی سے لدا ہوا ہو جب چونکے تو اوس اونٹ کو نہ پائے اور گھبرا کر اوٹھے اور سرگرم تلاش ہو اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہ حال ہو جائے کہ اب بھوک پیاس کے مارے مرجائیگا اپنی جان سے بیزار ہو کر دل مین کہے کہ اپنی جگہہ پر چلکر پڑ مریے اوسی مقام پر پھر آئے اور مرنے کے قصد سے بانہہ پر سر رکھکر سو جائے جب جاگ پڑے تو اونٹ کو دیکھے کہ اوسیطرح لدا پھندا اوسکے سرہانے کھڑا ہے تو خدا کا شکر کرنا چاہے اور کہنے لگے کہ اے خدا تو میرا خدا ہے اور مین تیرا بندہ ہون اور خوشی کے مارے زبان غلطی کرے اور کہہ بیٹھے کہ اے خدا تو میرا بندہ ہے مین تیرا خدا ہون تو یہ اعرابی جسقدر اپنا کھایا ہوا مال اسباب پانے سے خوش ہوتا ہے اس سے زیادہ حق تعالیٰ اپنے بندون کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے

توبہ کی حقیقت کا بیان ایعزیز جانتو کہ ایمان اور معرفت کا نور جو پیدا ہوتا ہے وہ توبہ کی اصل ہے اس نور کے سبب سے آدمی دیکھتا ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے جب دیکھتا ہے کہ اس زہر مین سے بہت کھا چکا ہے اور قریب ہے کہ ہلاک ہو جاؤن تو خواہ مخواہ پشیمانی اور ہراس اوسے پیدا ہوتا ہے جیسے وہ آدمی جسنے زہر کھایا ہو پشیمان ہوتا ہے اور ڈرتا ہے اور اوس پشیمانی کے سبب سے حلق مین اونگلی ڈالکر قے کرتا ہے اور اوس ہراس کی وجہ سے دوا کی تدبیر کرتا ہے کہ وہ زہر جسقدر اپنا اثر کر چکا ہے وہ جاتا رہے اسیطرح گنہگار جب دیکھتا ہے کہ مین نے جو شہوت پرستی کی وہ زہریلی ہوئی شہد کی مثل تھی اوسوقت تو میٹھا معلوم ہوتا ہے اور آخر کو سانپ کی طرح ڈستا ہے تو وہ گنہگار زمانہ گذشتہ کی گناہون

پشیمان ہوتا ہے اور اوسکی جان مین خوف کی آگ لگتی ہے کہ اپنے تئین تباہ اور ہلاک دیکھتا ہے اور اوسمین خواہش اور گناہ کی جو حرص ہے وہ اوس خوف اور پشیمانی کی آگ مین جل بجھتی ہے اور وہ خواہش حسرت سے بدل جاتی ہے اور قصد کرتا ہے کہ گذشتہ کا تدارک اور تلافی کرے اور آیندہ کبھی اوس گناہ کے قریب نہ جائے لباس جفا اوتار کر بنا نا وفا پہنا ئے اپنے سب حرکات سکنات کو بدل ڈالے جسطرح قبل ازین سراپا گھمنڈ اور خوشی اور غفلت تھا اب ہمہ تن گریہ اور حسرت اور شاد ہو جائے پہلے اہل غفلت کے ساتھ جلسہ رکھتا تھا اب اہل معرفت کے ساتھ صحبت رکھے تو توبہ فی نفسہ پشیمانی ہے اور اوسکی اصل معرفت اور ایمان کا نور ہے اور اوسکی فرع حالات کا بدل ڈالنا اور معصیت و مخالفت سے طاعت اور موافقت کی طرف تمام اعضا کو منتقل کرنا ہے **ہر شخص پر ہر وقت توبہ واجب ہونیکا بیان** ایعزیز ہر شخص پر توبہ واجب ہونا تجھے یون معلوم ہوگا کہ تو جان لے کہ جو شخص بالغ ہوا اگر وہ کافر ہے تو اوسپر واجب ہے کہ کفر سے توبہ کرے اور اگر مسلمان ہے اور اوسکا اسلام محض اپنے ماں باپ کی تقلید اور پیروی سے ہے زبان سے کلمہ کہتا ہے اور دل سے غافل ہے تو اوسپر واجب ہے کہ اوس غفلت سے توبہ کرے اور یسی وہ کچھہ کرے کہ اوسکا دل حقیقت ایمان سے آگاہ اور خبردار ہو جائے اس سے ہمارا یہ مقصود نہین ہے کہ علم کلام مین جو دلیلین ہین وہ سیکھے کیونکہ وہ سیکھنا سب پر واجب نہین ہے ہمارا مطلب یہ ہے کہ سلطان ایمان اوسکے تختگاہ دل پر قاہر اور غالب ہو جاوے حتی کہ فقط اوسکی حکومت رہے اور اوسکی حکومت اوسوقت ہوگی کہ جو کچھہ ملک تن مین ہوتا ہے سب سلطان ایمان ہی کے حکم سے ہو شیطان کے حکم سے کچھہ نہونے پائے جبکہ گناہ سرزد ہوتا ہے تو ایمان کامل نہین رہتا جیسا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زنا اور چوری کرتا ہے وہ زنا اور چوری کے وقت ایماندار نہین رہتا اس سے آپ کا مقصود یہ نہین کہ اوسوقت وہ کافر ہو جاتا ہے لیکن ایمان کی شاخین اور ٹھنیان بہت سی ہین اون شاخون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ زنا زہر قاتل ہے اور کوئی شخص زہر کو زہر جانکر نہین کھاتا تو زنا کرتے وقت سلطان شہوت نے اوسکے اس ایمان کو کہ زنا مہلک ہے شکست دیدی ہوگی یا اوسکی غفلت کے سبب سے ایمان غائب ہو گیا ہوگا یا نور ایمان ظلمت شہوت کے دہوین مین چھپ گیا ہوگا پس ایعزیز یہ تو تونے جان لیا کہ پہلے کفر سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر کافر نہو تو ایمان عادتی تقلیدی سے توبہ واجب ہوتی ہے پھر اگر اس سے بھی توبہ کی تو غالب ہے کہ گناہ سے خالی نہ رہیگا تو گناہ سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر اپنے ظاہر کو سب گناہون سے پاک کیا تو اوسکا باطن ان گناہون کے تخم سے خالی نہوگا جیسے کھانے کی حرص بات کی حرص جاہ و مال کی محبت اور جیسے کبر یا وغیرہ کہ یہ سب خبیث چیزین گناہون کی جڑ ہین ان سب سے توبہ کرنا واجب ہے تاکہ اونمین سے ہر ایک کو حد اعتدال پر رکھے اور ان خواہشون کو عقل اور شرع کا مطیع کر لے یہ بات بڑے مجاہدے اور ریاضت سے حاصل ہوتی ہے اگر اس سے بھی آدمی خالی ہوا تو وسواس اور نفس کی باتون اور خیالات باطل

خالی نہوگا ان سب باتون سے توبہ واجب ہے اگر ان امور سے بھی خالی ہوا تو خدا کی یاد مین بعض اوقات غفلت کرنے سے
نہ خالی ہوگا اس سے بھی توبہ کرنا واجب ہے اور حق سبحانہ تعالی کو بھول جانا اگرچہ لحظہ ہی بھر ہو سب قصورون اور نقصانون کی
جڑ ہے اس سے توبہ کرنا واجب ہے اگر بالفرض آدمی ایسا ہو گیا کہ ہمیشہ ذکر و فکر مین رہتا ہے کبھی ذکر و فکر سے غافل نہین ہوتا
تو اوسکے واسطے مختلف درجے ہین اونمین سے ہر ایک درجہ اپنے سے عالی اور کامل اور اونچے درجے کی بہ نسبت
سافل اور ناقص اور نیچا ہوتا ہے پھر باوجودیکہ درجۂ کامل پر پہونچنا ممکن ہے اگر آدمی درجۂ ناقص پر قناعت کرکے
ٹھہر جائے تو یہ بڑے نقصان کی بات ہے اس سے توبہ کرنا منجملہ واجبات ہے وہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ مین دن بھر مین اکثر ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون وہ یہی مضمون ہوگا کہ چونکہ ہمیشہ ترقی اور زیادتی پکڑنا آپکا کام تھا تو جس
قدمگاہ پر آپ پہونچتے وہان ایسا کمال دیکھتے کہ پہلا قدم اوسکی بہ نسبت ناقص ہو جاتا تو اوس پہلے قدم سے آپ توبہ اور استغفار
کرتے کیونکہ اگر کوئی شخص ایسا کام کرے جس سے ایک درم حاصل کر سکتا ہے تو ایک درم حاصل کرکے خوش ہوتا ہے
اور اگر جانے کہ مین دینار حاصل کر سکتا تھا اور درم پر قناعت کی تو اندوہگین ہوتا ہے اور اپنی تقصیر پر
پشیمان ہوتا ہے حتی کہ جب دینار حاصل کر لیتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سے بڑھکر کچھ نہین ہے
پھر جب جانتا ہے کہ مین ہزار دینار قیمت کا موتی حاصل کر سکتا تھا تو اپنی تقصیر سے نادم ہوکر توبہ کرتا ہے اسیواسطے
بزرگون نے کہا ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی پارسا لوگون کا کمال بزرگ لوگون کے حق مین نقصان ہے
کہ وہ اوس سے استغفار کرتے ہین **سوال** اگر کوئی کہے کہ آدمی نے جب کفر اور گناہ سے توبہ کی تو غفلت اور درجات
بزرگ حاصل کرنے مین قصور کرنے سے توبہ کرنا منجملۂ فضائل ہی فرض نہین پھر تم نے کیون کہا کہ اوس سے توبہ کرنا واجب ہے
جواب ہم کہینگے کہ واجب کی دو قسمین ہین ایک وہ ہے جسنے ظاہر فتوی مین درجۂ عوام خلق کے موافق ہم بیان
کرتے ہین کہ اگر خلق اوسمین مشغول ہو تو عالم ویران نہ ہونے پائے اور معیشت دنیا مین خلق مصروف رہے یہ واجب
خلق کو عذاب دوزخ سے بچاتا ہے دوسرا واجب وہ ہے کہ عوام الناس اوسکی طاقت نہین رکھتے جو اوسپر قائم نہ رہیگا
وہ عذاب دوزخ سے تو چھوٹا رہیگا مگر مرتبہ بلند نہ حاصل ہونیکی حسرت سے نہ بچیگا جب قیامت کے دن ایک
گروہ کو اپنے سے ایسا بالاتر دیکھے گا جیسے آسمان کے تارون کو دیکھتا ہے تو وہ غبن اور حسرت جو ناقص رہجانے
کے سبب سے اپنے مین پائیگا وہ بھی ایک عذاب ہوگی اس توبہ کو جو ہمنے واجب کہا تو اس حسرت کے عذاب
سے چھٹنے کے واسطے کہا جسطرح ہم دیکھتے ہین کہ دنیا مین اگر کسیکے ہمسر کو جاہ اور مدارج مین زیادتی حاصل ہو تو
دوسرے پر دنیا تنگ و تاریک ہو جاتی ہے اور غبن و حسرت کی آگ سے اوسکی جان سلگتی ہے اگرچہ لاٹھیان اور زخم
کاٹنے جرمانہ لینے کے عذاب سے چھوٹا ہوتا ہے اسی سبب سے قیامت کے دن کو روز تغابن کہتے ہین
اسواسطے کہ کوئی شخص غبن سے خالی نہوگا جسنے بالکل عبادت کی ہی نہین وہ پچھتائے گا کہ ہائے کیون نکی اور جسنے کی ہے

وہ افسوس کریگا کہ زیادہ کیون نہ کی اسی سبب سے انبیا اولیا کا طریقہ یہ ہوتا آیا ہے کہ جو عبادت کر سکے اوس سے باز نہیں ہے اور کہا کہ فردای قیامت اپنی تقصیر کی حسرت نہ رہے۔ معترض یہان پر کیا کہیگا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلواۃ والثنا اپنے تئین قصداً بھوکا رکھتے تھے حالانکہ آپکو معلوم تھا کہ روٹی کھانا حرام نہیں ہے حتی کہ حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ مین نے آپ کے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرا مجھے رحم آیا مین رونے لگی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری جان آپ پر قربان اگر آپ دنیا مین سیر ہوکر کھانا تناول فرمائیے تو کیا ہو فرمایا اے عائشہ میرے اولوالعزم بھائی پہلے سے جا چکے ہین بزرگیان اور سرفرازی کے خلعت پا چکے ہین مین ڈرتا ہون کہ اگر دنیا سے کچھ حصہ پاؤن تو اونکے درجون سے میرا مرتبہ گھٹ جائے اپنے بھائیون سے کم رہنے کی بہ نسبت چند روز صبر کرنے کو مین بہت دوست رکھتا ہون حضرت عیسی علیہ السلام سر کے نیچے پتھر رکھے لیٹے تھے ابلیس نے کہا کہ آپنے دنیا ترک کی تھی اب پچھتائے فرمایا مین نے کیا کیا کہنے لگا کہ سر کے نیچے پتھر رکھکر استراحت کی آپنے پتھر پھینک دیا اور فرمایا کہ لے دنیا کے ساتھ یہ بھی مین نے تیرے واسطے چھوڑا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تھا چونکہ آپ کی نگاہ مین خوشنما معلوم ہوا حکم فرمایا کہ وہی پرانا تسمہ لاؤ لوگون نے حاضر کیا امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے دودہ نوش کیا نوش کرنے کے بعد دودہ مین شبہ معلوم ہوا حلق مین اونگلی ڈال ڈالکر اسقدر قی کی کہ دودہ کے ساتھ آپ کی جان نکلنے کا خوف تھا۔ بھلا یہان پر معترض کیا کہیگا اونھین معلوم نہ تھا کہ عوام الناس کے فتوے مین یہ قی کرنا واجب نہین ہے عوام کا فتوی اور ہے صدیقون کے کام کا کھٹکا اور ہی اوسے بھلا اس سے کیا نسبت خلق خدا مین بڑے خدا شناس اور مکر پہچاننے والے اور راہ خدا لسنے کے خطر جاننے والے بھی حضرات تھے ایعزیز یہ گمان نہ کر کہ ان حضرات نے یہ محنتین بیفائدہ اپنے اوپر لادی ہین اور پیشواؤن کی اقتدا کر اور عوام کے فتوے مین نہ پڑ کہ وہ اور ہی کہانی ہے ع چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند پس اس تمام تقریر سے یہ تو تونے جان لیا کہ بندہ کسی حال مین توبہ سے بے پروا نہین ہے اسی سے حضرت ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے کہ بندہ اگر کسی چیز پر نہ روئے فقط اوسی ملنے ہی پر روئے جو ابتک اوسنے ضائع کیا ہے تو مرتے دم تک یہ رنج اوسکے واسطے بہت ہے پس اوسکا حال تو کیا پوچھتا ہے جو زمانہ گذشتہ کے مانند زمانہ آیندہ بھی رائگان کرتا ہے ایعزیز جانتو کہ جو شخص گوہر نایاب اپنے پاس رکھتا ہو اور وہ اوس سے ضائع ہو جائے تو اوسے رونے کا محل ہے اور اگر ضائع ہوجانے کے ساتھ بلا اور عذاب مین گرفتار ہونیکا بھی سبب ہے تو اسکا بڑا رونا ہے زندگی کا ہر دم ایک ایک دُر دانہ ہے کہ اوسکے سبب سے ہاتھ سے سعادت ابدی کو آدمی شکار کر سکتا ہے جو شخص اپنے گناہون مین صرف کریگا کہ اوسکی ہلاکت اور تباہی کا سبب ہو اگر اوسے اس مصیبت کی خبر ہو تو اوسکا کیا حال ہوگا مگر یہ مصیبت تو ایسی ہے کہ آدمی اس سے اوسوقت مطلع ہوتا ہے کہ حسرت کچھ سودمند نہو

یہ جو حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے ۔ وَاَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ
قَرِيْبٍ لوگون نے کہا ہے کہ اسکے یہ معنی ہین کہ مرتے وقت بندہ ملک الموت کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کوچ کا وقت ہے تو
اوسکے دلمین بڑی ہی حسرت پیدا ہوتی ہے کہ اوسکی کچھہ نہایت ہی نہین کہتا ہے کہ اے ملک الموت مجھے ایک
دن کی مہلت دے کہ مین توبہ اور عذر خواہی توکرلون ملک الموت فرماتے ہین کہ اے شخص تو بہت دنون کی
مہلت پاچکا ہے اب تیری زندگی کا کوئی دن نہین باقی رہا وقت موعود آچکا ہے وہ کہتا ہے کہ اچھا ایک ساعت
ہی کی مہلت دیدیجیے وہ فرماتے ہین کہ بہت سی ساعتین گذر گئین اب کوئی ساعت بھی نہین باقی جب بندہ ناامید ہوجاتا
ہے تو اوسکے اصل ایمان کو اضطراب ہوتا ہے اگر معاذ اللہ ازل مین اوسکی شقاوت کا حکم ہوچکا ہوتا ہے تو وہ شک
اور اضطراب مین اس جہان سے جاتا ہے اور بدبخت ہوتا ہے اور اگر ازل مین اوسکی سعادت کا حکم ہوچکا ہوتا ہے تو
اوسکا اصل ایمان سلامت رہتا ہے اسی سے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے ولیست التوبہ للذین یعملون
السیات حتی اذا حضر احدہم الموت قال انی تبت الآن بزرگون نے کہا ہے کہ ہر بندہ کے ساتھہ حق سبحانہ تعالی کے
دوراز ہین ایک اوسوقت جب بندہ اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو حق تعالی فرماتا ہے کہ اے بندہ مین
نے تجھے پاک صاف اور آراستہ پیدا کیا ہے اور تیری عمر تجھے امانت کے طور پر سپرد کی خبردار دیکھون موت
کے وقت یہ امانت توکیسے واپس دیتا ہے دوسرا راز موت کے وقت ہے حق تعالی فرماتا ہے کہ اے
بندے اوس امانت مین تونے کیا کیا اگر اوسکی اچھی طرح حفاظت کی ہے تو جزاے خیر پائیگا اور اگر اوسے
رایگان کیا ہے تو دوزخ تیری منتظر ہے تو مستعد رہ ۔ **قبول توبہ کا بیان** العزیز جانیو کہ توبہ جب اپنی شرطون
کے ساتھہ ہوتی ہے تو ضرور بالضرور قبول ہوتی ہے جب تو توبہ کیا کر تو اوسکے قبول ہونے مین شک نہ رکھا کر
اس مین البتہ شک کیا کر کہ توبہ شرائط کے ساتھہ ہے یا نہین جس شخص نے آدمی کے دل کی حقیقت پہچان لی
لہ کیا ہے اور اوسے بدن کے ساتھہ علاقہ کسطرح ہے اور جناب الہی کے ساتھہ مناسبت کیونکر ہے اور
جناب الہی سے حجاب کس چیز کے سبب سے ہوجاتا ہے اوسے اس امر مین کچھہ شک نہین رہتا کہ گناہ تو
سبب حجاب ہے اور توبہ حجاب اوٹھہ جانیکا سبب ہوتی ہے توبہ قبول ہونا اسی سے عبارت ہے کیونکہ دل اصل
مین گوہر ملائکہ کی جنس سے ایک پاک گوہر ہے اور آینہ کے مانند ہے کہ اگر اس جہان سے نہ زنگ لگے صاف
شفاف جائے تو حضرت الہیت اوسمین نظر آئے آدمی جو گناہ کرتا ہے اوسکے سبب سے ایک ظلمت اوسکی
آینہ دل پر چھا جاتی ہے اور ہر عبادت کے سبب سے ایک نور دل مین پیدا ہوتا ہے اور ظلمت گناہ
کو دور کر دیتا ہے ہمیشہ انوار عبادت اور ظلمت معصیت کے آثار آینہ دل پر پے در پے آیا کیے ہین جب
ظلمت بہت ہوجاتی ہے اور آدمی توبہ کرتا ہے تو انوار طاعت اوس ظلمت کو دور کر دیتے ہین دل اپنی پاکی

اور صفائی کی طرف پھر آجاتا ہے مگر یہ کہ آدمی نے گناہون پر اسقدر اصرار کیا ہو کہ زنگ جوہر دل مین پہونچ گیا ہو اور ایسا پیوست ہوگیا ہو کہ علاج قبول نکرے جیسے وہ آینہ جسکے اندر زنگ سرایت کرگیا ہو ایسا دل توبہ کرہی نہین سکتا مگر آدمی زبان سے کہتا ہے کہ مین نے توبہ کی جسطرح مَیلا کپڑا صابون لگا کر دہونے سے صاف ہوجاتا ہے اوسیطرح دل بھی انوار عبادت کے سبب سے ظلمت معاصی سے پاک ہوجاتا ہے اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بدی کے بعد نیکی کرتا کہ نیکی اوس بدی کو محو کردے اور فرمایا ہے کہ اگر تم اتنے گناہ کرو کہ آسمان تک پہونچ جائین پھر توبہ کرو تو بھی توبہ قبول ہی ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی بندہ ایسا ہوگا کہ گناہ کے سبب سے بہشت مین جائے صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ کیونکر ہوگا فرمایا اسطرح کہ وہ گناہ کرکے اوس سے پشیمان ہوا اور وہ بہشت تک اوسکے پیش نظر رہے بزرگون نے کہا ہے کہ ابلیس توبہ کرنے والے کے حق مین کہتا ہے کہ کاش مین اسے اس گناہ مین مبتلا نہ کرتا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکیان برائیون کو اسطرح مٹا دیتی ہین جیسے پانی کپڑے کے میل کو اور فرمایا ہے کہ ابلیس جب ملعون ہوا تو عرض کرنے لگا کہ اے اللہ قسم ہے تیری عزت کی جب تک آدمی کی جان بدن سے نہ نکلجائیگی تبتک مین بھی اوسکے دل سے نہ نکلونگا حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک آدمی کی جان اوسکے بدن مین رہیگی مین بھی توبہ کا دروازہ اوسکے واسطے نہ بند کرونگا ایک حبشی جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی خدمت سراپا رحمت مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ مین نے بہت گناہ کیے ہین بھلا میری بھی توبہ قبول ہوگی فرمایا ہان قبول ہوگی جب چلا تو تھوڑی دور جاکر پھر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ مین جسوقت گناہ کرتا تھا کیا اوسوقت حق تعالیٰ مجھے دیکھتا تھا فرمایا ہان دیکھتا تھا حبشی ایک نعرہ مارکر گر پڑا اور مرگیا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر سے فرمایا کہ تو گنہگارون کو خوشخبری دے کہ اگر تم توبہ کروگے تو مین قبول کرلونگا اور صدیقون کو ڈرادے کہ اگر تمہارے ساتھہ ازراہ انصاف معاملہ کرونگا تو تم سب کو عذاب مین مبتلا کرونگا طلق ابن حبیب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے حقوق اس امر سے بالاتر ہین کہ آدمی اونپر قائم رہ سکے لیکن صبح کو توبہ کے ساتھہ اوٹھنا چاہیے اور رات کو توبہ کے ساتھہ سونا چاہیے حبیب ابن ابی ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ گناہ بندے کے سامنے پیش کیے جائینگے ایک گناہ کو دیکھکر کہیگا کہ آہ مین تو ہمیشہ تجھہ سے ڈرتا تھا اس ڈر کے سبب سے وہ بخشدیا جائیگا **حکایت** بنی اسرائیل مین ایک شخص بڑا گنہگار تھا اوسنے چاہا کہ توبہ کرے یہ معلوم نہ تھا کہ توبہ قبول ہوگی یا نہین لوگون نے اوسے ایک عابد کا پتا بتادیا اوس شخص نے وہان جاکر اوس عابد سے کہا کہ مین بڑا گنہگار ہون ننانوے آدمیون کو مین نے ناحق مار ڈالا ہے بھلا میری توبہ قبول ہوگی اوس عابد نے کہا کہ نہین اوس شخص نے اوس عابد کو بھی

قتل کر کے سو پورے کر لیے پھر لوگون نے اوسے ایک بڑے عالم کا پتا بتایا اوسنے اوس عالم سے جا کر پوچھا کہ میری
توبہ قبول ہوگی عالم نے کہا ہان مگر تو اپنی سرزمین سے نکل جا کہ وہ فساد کی جگہ ہے فلانے مقام پر جا وہان صالح لوگ
رہتے ہین وہ چلا اور وسط راہ مین مرگیا عذاب اور رحمت کے فرشتون مین اختلاف پڑا ہر ایک نے کہا کہ یہ ہماری
ولایت مین ہے ارحم الراحمین کا حکم ہوا کہ اس زمین کو ناپو زمین ناپی تو وہ صالحون کی سرزمین کی طرف بالشت بھر نزدیک تھا
بس رحمت کے فرشتے اوسکی روح کو لے گئے اس سے معلوم ہوا کہ نجات پانے کے واسطے یہ شرط نہین ہے کہ گناہون
کا پلہ گناہ سے بالکل خالی ہی ہو بلکہ اتنا چاہیے کہ نیکیون کا پلہ بھاری ہو اگر تھوڑا ہی سا جھکے کہ اوسکے سبب سے نجات
حاصل ہو جاےگی **گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا بیان** اے عزیز جانو کہ توبہ گناہ سے ہوتی ہے اور گناہ جتنا چھوٹا ہو اوسیقدر
آسانی ہے بشرطیکہ آدمی اوسپر اصرار اور ہٹ نہ کرے حدیث شریف مین ہے کہ فرض نمازین گناہ کبیرہ کے سوا
اور سب گناہون کا کفارہ ہو جاتی ہین اور گناہ کبیرہ کے سوا اور گناہ جو ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک ہوتے ہین
اون سبکا کفارہ جمعہ کی نماز ہو جاتی ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ یعنی اگر گناہ کبیرہ سے تم بیزار
ہو تو تمہارے گناہ صغیرہ مین معاف کر دونگا تو یہ جاننا آدمی پر فرض ہے کہ گناہ کبیرہ کون کون گناہ ہین اس مین صحابہ
رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین کا اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ گناہ کبیرہ سات ہین اور بعضون نے زیادہ کہے
ہین بعضون نے کم حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ گناہ کبیرہ سات
ہین اونھون نے کہا کہ سات سے زیادہ ستر کے قریب ہین ابو طالب مکی رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ مین نے احادیث
اور صحابہ کے اقوال سے قوت القلوب (نام کتاب) مین جمع کیا ہے سترہ گناہ کبیرہ ہین چار دل سے علاقہ رکھتے ہین ایک کفر دوسرا
گناہ پر اصرار کرنے کا قصد کرنا اگرچہ وہ صغیرہ ہو مثلا کوئی شخص برا کام کرتا ہے اور اوس سے توبہ کرنے کا دل مین قصد نہین
رکھتا تیسرا خدا کی رحمت سے ناامید ہو جانا اسے قنوط کہتے ہین چوتھا خدا کے غصے سے نڈر رہنا جیسے کہ خاطر جمع
رکھنا کہ مین بخشا ہوا ہون اور چار گناہ کبیرہ زبان سے ہوتے ہین ایک جھوٹی گواہی کہ اوس سے کسیکا حق باطل ہو جائے
دوسرا محصن کو زنا کی تہمت لگانا کہ اوسپر حد واجب آتی ہے تیسرا جھوٹی قسم کہ اوسکے سبب سے کسیکا مال یا حق چھن
جاتا ہے چوتھا جادو کہ وہ کلمات سے ہوتا ہے کہ جو زبان سے کہے جاتے ہین اور تین گناہ کبیرہ پیٹ سے
علاقہ رکھتے ہین ایک شراب پینا اور جو چیز نشہ لاتی ہے دوسرا یتیم کا مال کھا جانا تیسرا سود کھانا اور دو گناہ کبیرہ فرج کو
علاقہ رکھتے ہین ایک زنا دوسرا لواطت اور دو گناہ کبیرہ ہاتھ سے سرزد ہوتے ہین ایک قتل کرنا دوسرا چوری کرنا
جس سے حد واجب ہو جاتی ہے ایک گناہ کبیرہ پاؤن سے ہوتا ہے وہ کافر کی صف جنگ سے بھاگنا ہے جیسا
ایک مسلمان دو کافرون سے بھاگ جاتے یا دس مسلمان بیس کافرون سے بھاگ جائین اگر کافر دونے سے زیادہ
ہون تو بھاگنا درست ہے اور ایک گناہ کبیرہ تمام بدن سے ہوتا ہے وہ ماں باپ کو رنج دینا ہے اے عزیز جانو

کہ یہ تفصیل اس سبب سے لوگون کو معلوم ہوتی ہے کہ اسمین سے بعضے گناہون پر حد واجب ہوتی ہے اور بعضون پر قرآن شریف
مین بہت تہدید آئی ہے اور اوسکی تفصیل مین ہچپیر ہے کہ احیاء العلوم مین ذکر کیا ہے یہ کتاب اوسکی متحمل نہین ہوسکتی اسکے
جاننے سے مقصود یہ ہے کہ ان کبائر سے آدمی بہت احتیاط رکھے اَے عزیز جانتو کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا بھی گناہ
کبیرہ ہے اگرچہ ہم یہ کہتے ہین کہ فرض نمازین گناہ صغیرہ کا کفارہ ہوجاتی ہین مگر اسمین کچھ اختلاف نہین ہے کہ آدمی
اگر ایک دانگ مثلاً اپنی گردن پر رکھتا ہے تو فرائض اوسکا کفارہ نہین ہے جب تک اوسے ادا نہ کریگا اوس سے
عہدہ برائی نہوگی غرض کہ جو گناہ حق تعالیٰ ہی سے علاقہ رکھتا ہے وہ اوس گناہ کی نسبت جو خلق کی مظلومی سے تعلق رکھتا ہے بخشش
کے بہت قریب ہے حدیث شریف مین ہے کہ اعمالنامے تین ہوتے ہین ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جو بخشے ہی نجاینگے
وہ گناہ شرک ہے ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جو بخش دیے جاینگے کہ وہ حق تعالیٰ اور بندہ کے درمیان ہین
ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جنسے رہائی کی امید نہین وہ بندون کے مظلومون کا دفتر ہے اَے عزیز جانتو کہ جس امر سے کسی
مسلمان کو رنج پہونچے وہ بھی اسی قبیل سے ہے خواہ وہ مسلمان کی ذات کے ساتھ ہو خواہ مال کے ساتھ خواہ حشمت
اور مروت مین خواہ دین کے بارہ مین جیسا کہ کوئی آدمی کسی شخص کو بدعت کی طرف بلاوے تاکہ اوسکا دین لے لے
یا کوئی شخص مجلس کر کے ایسی باتین کرے جس سے لوگ گناہ پر دلیر ہوجائین **جن سببون سے گناہ
صغیرہ گناہ کبیرہ ہوجاتے ہین اونکا بیان** اَے عزیز جانتو کہ گناہ صغیرہ مین امید رہتی ہے کہ غفور الرحیم
معاف کردے مگر بعضے سببون سے صغیرہ کبیرہ ہوجاتا ہے اور اوسکا بھی بڑا خطر ہوجاتا ہے وہ سبب چھ ہین
پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہ صغیرہ پر اصرار کرے جیسے کہ ہمیشہ غیبت کیا کرے یا ہمیشہ ریشمی کپڑا پہنا کرے یا لہو لعب
سمجھکر گانا سنا کرے اسواسطے کہ جو گناہ ہمیشہ سرزد ہوا کرتا ہے اوسے دل کے تاریک کردینے مین بڑا اثر ہوتا ہے
اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ کار خیر سب کامون سے بہتر ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے
گوکہ قلیل ہو اسکی مثال ایسی ہے جیسے پانی کا قطرہ کہ متواتر کسی پتھر پر ٹپکا کرے تو خواہ مخواہ اوس پتھر مین سوراخ
کردیگا اور اگر وہ پانی سب کا سب ایک ہی دفعہ اوس پتھر پر بہا دیا جاسے تو اوس مین کچھ بھی اثر نکریگا۔ پس جو شخص
گناہ صغیرہ مین مبتلا ہو اوسے چاہیے کہ استغفار سے اوسکا علاج کرتا رہے نادم اور پشیمان رہا کرے
اور عزم بالجزم رکھے کہ بار دگر یہ گناہ نہ کرونگا **شعر** دردمندانِ گنہ را روز و شب ✦ شربتی بہتر ز استغفار
نیست ✦ حتی کہ بزرگون نے کہا ہے کہ کبیرہ استغفار سے صغیرہ ہوجاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوجاتا ہے
دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی اگر گناہ کو کم اور حقیر جانیگا تو بھی گناہ صغیرہ کبیرہ ہوجائیگا اور جب گناہ کو بڑا جانےگا تو وہ کم
ہوجائیگا کہ گناہ کو بڑا جاننا ایمان اور خوف کے سبب سے ہوتا ہے ظلمت گناہ سے یہ امر دل کی حمایت کرتا ہے
کہ اوسکا اثر نہین ہونے پاتا اور گناہ کو چھوٹا جاننا غفلت اور گناہ کے ساتھ الفت کے سبب سے ہوتا ہے

یہ بات اس امر کی دلیل ہوتی ہے کہ گناہ نے دل کے ساتھ مناسبت پیدا کرلی بہر حال کام دل ہی سے رہتا ہے جو بات دل میں بہت اثر کرے وہ بہت بڑی ہے حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان اپنے گناہ کو اپنے اوپر پہاڑ سمجھتا ہے اور ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے کہ ایسا نہو مجھپر پھٹ پڑے اور منافق اپنے گناہ کو مکھی جانتا ہے کہ اوسکی ناک پر بیٹھتی اور اوڑجاتی ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جو گناہ نہین بخشا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے جی مین کہے کہ یہ گناہ سہل اور ہلکا ہے کاش میرے سب گناہ ایسے ہی ہوتے ایک پیغمبر علیہ السلام پر وحی آئی کہ گناہ کی خوردی کی طرف نہ دیکھ حق تعالی کی بزرگی پر نظر رکھ کہ تو نے اوسکی حدود حکمی کی ہتک کی جسقدر حق تعالی کا جلال زیادہ پہچانتا ہے اوسیقدر چھوٹے گناہ کو بڑا جانتا ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ تم لوگ ایسے کام کرتے ہو جسے بال برابر جانتے ہو اور مین اونمین سے ہرایک کام کو پہاڑ کے برابر سمجھتا ہون غرضکہ گناہون مین حق تعالی کا غضہ پوشیدہ ہے ممکن ہے کہ اوسی گناہ مین ہو جسے تو بہت ہی آسان جانتا ہے جیسا کہ خود حق تعالے ارشاد فرماتا ہے وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ چھوٹا گناہ بڑا ہوجائیگا تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہ کے سبب خوش ہو اوسے غنیمت اور فتوح جانے اوسکے سبب سے فخر کرے اور اپنی تعلی کرکے کہے کہ مین نے فلانے آدمی کو فریب دیدیا اور خوب لتاڑا اور اوسکا مال چھین لیا اور گالیان دین اور چھپادیا اور مناظرہ مین اوسے ہرا دیا یا اور ایسی واہیات باتین کہے جو شخص اپنی ہلاکی اور تباہی پر خوش ہو تو اس بات پر دلیل ہے کہ اوسکا دل سیاہ ہوگیا ہے یہی اسکی ہلاکت اور خرابی کا سبب ہوگا چوتھا سبب یہ ہے کہ حق تعالی تو اوسکی پردہ پوشی کرے اور وہ یہ سمجھکر کہ یہ میرے اوپر عنایت ہے اس بات سے نہ ڈرے کہ شاید حق تعالی نے مجھے مہلت دی ہو اور میرے واسطے آسانی کی ہو کہ مین بالکل تباہ اور ہلاک ہوجاؤن پانچوان سبب یہ ہے کہ اپنے گناہ کو ظاہر کردے اور خدا کے پردے کو اپنے اوپر سے اوٹھادے کہ شاید اور لوگ بھی اوسکے سبب سے اوس گناہ کی رغبت کرین اور اون لوگون کی معصیت اور رغبت کا وبال اوسے حاصل ہو اور اگر کسیکو صریح ترغیب دیگا اور گناہ کے اسباب مہیا کریگا تا وہ سیکھ جائے تو دونا وبال ہوگا بزرگان سلف نے کہا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی خیانت نہین ہے کہ مسلمان کی نظر مین گناہ کو آدمی آسان اور ہلکا کردے چھٹا سبب یہ ہے کہ عالم اور پیشوا ہوکر گناہ کرے اور اوسکے سبب سے اور لوگ گناہ پر دلیر ہوجائین اور کہین کہ اگر یہ بات نہ کرنے کے لائق ہوتی تو فلانا عالم اور پیشوا نہ کرتا مثلاً کوئی عالم ریشمی لباس پہنے اور بادشاہ کے پاس جایا کرے بادشاہون کا مال لیا کرے مناظرہ مین سفاہت کی باتین کیا کرے اپنے زمانے کے اور علما پر طعن کرے کثرت مال و جاہ کے سبب سے فخر کرے تو اوسکے سب شاگرد بھی ان باتون مین اوسکی پیروی کرینگے اور اوستاد ہی کے مثل ہوجائینگے پھر شاگردون کے شاگرد اونکی اقتدا کرینگے اور ہرایک کے سبب سے ایک بستی کی بستی تباہ

اور خراب ہو جائیگی اسواسطے کہ ہر ہر شہر کے لوگ انمین سے ایک ایک کے معتقد ہونگے تو خواہ مخواہ سبون کا وبال مقتدی سکے نامۂ اعمال مین لکھا جائیگا اسیواسطے بزرگون سنے کہا ہے کہ وہ شخص بڑا نیک بخت ہے جو مرے اور اوسکے گناہ بھی اوسکے ساتھہ مر جائین اور کوئی ایسا کمبخت ہوتا ہے کہ اوسکے بعد ہزار برس تک اوسکے گناہ باقی رہتے ہین علماء بنی اسرائیل مین سے ایک عالم سنے توبہ کی اوس زمانے مین جو رسول تھے اونپر وحی نازل ہوئی کہ اوس سے کہدو کہ اگر تیرے گناہ میرے ہی تیرے درمیان مین ہوتے تو مین بخشدیتا اب اکیلے تو نے توبہ کی جن لوگون کو تو گمراہ کرچکا ہے اور وہ ویسے ہی گناہگار رہین تو اونھین کیا کریگا اسیواسطے علما بڑے خطر مین ہین کہ انکا ایک ایک گناہ ہزار ہزار گناہون کے برابر ہے اور ایک ایک عبادت ہزار ہزار عبادتون کے برابر ہے اسواسطے کہ اونکو اون لوگون کا ثواب حاصل ہوتا ہے جو انکی پیروی کرتے ہین اسی باعث سے عالم پر واجب ہے کہ گناہ کرے ہی نہین اگر احیاناً کرے بھی تو پوشیدہ کرے بلکہ اگر کوئی مباح کام ایسا ہو جسکے سبب سے از راہ غفلت خلق گناہ پر دلیر ہو جائیگی اوس سے بھی پرہیز کرے زہری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ہم آگے ہنستے کھیلتے تھے چونکہ اب مقتدا ہو گئے ہین تو ہمین مسکرانا بھی ناروا ہے عالم کی لغزش اور چوک نقل کرنا بڑا گناہ ہے کیونکہ اس سبب سے اکثر خلق گمراہ اور گناہ پر دلیر ہو جاتی ہے تو تمام خلق کی خطا چھپانا واجب ہے اور عالم کی خطا چھپانا واجب تر ہے

سچی توبہ کی شرط اور علامت کا بیان

ایعزیز جانتو کہ توبہ کی اصل پشیمانی ہے اور توبہ کا ثمرہ وہ ارادہ ہے جو ظاہر ہو پشیمانی کی علامت تو یہ ہے کہ توبہ کرنیوالا ہمیشہ اندوہ وحسرت مین رہے گریہ وزاری اور تضرع اوسکا کام ہو جاتے اسواسطے کہ جسنے اپنے تئین مشرف بہ ہلاکت دیکھا وہ اندوہ سے کیونکر خالی ہوگا اگر کسیکا لڑکا بیمار ہو اور کوئی طبیب ترسا کہدے کہ یہ بیماری پر خطر ہے اس سے ہلاکت کا ڈر ہے تو سبھون کو معلوم ہے کہ باپ کے دل مین کسقدر اندوہ وبیم کی آگ لگے گی اور ظاہر ہے کہ آدمی کو اپنی جان فرزند سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور خدا و رسول طبیب ترسا سے زیادہ سچے ہین اور ہلاکت آخرت کا خوف خوف مرگ سے بڑہ کر ہے اور خدا کے غصے پر گناہ کی دلالت موت پر بیماری کی دلالت سے اظہر ہے پھر اگر آدمی کو ان امور سے خوف وحسرت نہ پیدا ہو تو یہ سبب ہے کہ گناہ کی آفت پر ابھی ایمان نہین لایا اور جسقدر یہ آگ تیز ہوتی ہے اوسیقدر گناہون کو خاک سیاہ کرتے ہین اوسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے کیونکہ گناہون کے سبب سے آدمی کے آئینۂ دل پر جو زنگ لگجاتا ہے اور جو تاریکی چھا جاتی ہے حسرت وندامت کی آگ کے سوا اور کوئی چیز اوسے دور نہین کرتے اور اوسکی سوزش سے آدمی کا دل صاف اور رقیق ہو جاتا ہے حدیث شریف مین حکم ہے کہ توبہ کرنیوالون کے ساتھہ بیٹھو کہ انکا دل بہت رقیق ہوتا ہے اور دل جتنا صاف ہوتا ہے اوتنا ہی گناہ سے نفرت کرتا ہے اور دل مین گناہ کی حلاوت تلخی سے بدل جاتی ہے ایک نبی علیہ السلام نے

بنی اسرائیل کے ایک شخص کی توبہ قبول ہونے کے باب مین حق تعالی کی جناب مین شفاعت اور سفارش کی وحی نازل
ہوئی کہ مجھے قسم ہے اپنے عزت کی کہ اگر سب آسمانون کے فرشتے اسکے حق مین شفاعت کرین تو بھی جب تک اسکے
دل مین گناہ کی حلاوت باقی رہیگی اسکی توبہ نہ قبول کرونگا اے عزیز جان تو کہ گناہ اگرچہ مرغوب اور مطبوع ہوتا ہے لیکن توبہ
کرنیوالے کے حق مین اسکی مثال زہر ملے شہد کی ایسی ہے جسنے یہ شہد ایکبار کھایا اور اوس سے بڑا رنج اور صدمہ
اوٹھایا یا وہ دوبارہ جب اوسے دیکھنے کا بھی خیال کریگا تو اوسکی کراہت کے سبب سے تمام بدن کے رونگٹے
کھڑے ہوجائینگے اور اوسکی حلاوت کی خواہش اوسکے نقصان کے خوف مین دب رہیگی ایک گناہ پر موقوف
نہین بلکہ سب گناہون مین یہ تلخی پائیگا اسواسطے کہ وہ جو گناہ اوسنے کیا تھا اس سبب سے زہر تھا کہ اوسمین حق تعالے
کی ناخوشی تھی اور سب گناہون کا بھی حال ہے اور اس پشیمانی کے سبب سے جو ارادہ پیدا ہوتا ہے وہ تین زمانون کے
علاقہ رکھتا ہے حال ماضی مستقبل حال سے تو یہ علاقہ رکھتا ہے کہ وہ سب گناہون کو ترک کردے اور جو کچھ اوسپر
فرض ہے اوس مین مشغول رہے مستقبل سے یہ علاقہ رکھتا ہے کہ یہ عزم بالجزم کرلے کہ تمام عمر گناہون سے
صبر کرونگا اور ظاہر و باطن مین حق سبحانہ تعالی سے پکا عہد کرلے کہ پھر کبھی گناہ کے قریب بھی نہ جاؤنگا اور فرض
چیزون مین قصور نہ کرونگا جیسے جو بیمار یہ جانکر کہ میوہ مجھے نقصان کرتا ہے عزم بالجزم کرلے کہ مین میوہ ہرگز ہرگز
نہ کھاؤنگا اور عزم کرتے وقت سستی اور تردد نہ کرے اگرچہ ممکن ہے کہ خواہش پھر غلبہ کرے اور ممکن نہین کہ آدمی
توبہ نباہ سکے مگر عزلت اور خاموشی اور لقمہ حلال سے جو پیدا کرلیا ہو یا اوسکے حاصل کرنے پر قادر ہو جب تک
شبہے کی چیزون سے آدمی دست بردار نہین ہوتا توبہ کامل نہین ہوتی اور جب تک خواہشون کو نہ توڑے گا
شبہے کی چیزین نہ چھوڑ سکیگا بزرگون نے کہا ہے کہ جسپر کسی چیز کی خواہش غالب ہو وقت اوٹھا کر اور تکلیف
سے سات بار اوس سے ہاتھ روکے پھر اوسکے اوپر اوس چیز کا ترک کردینا آسان ہوجائیگا اور زمانہ ماضی سے
ارادہ اسطرح پر علاقہ رکھتا ہے کہ گذشتہ گناہون کا تدارک کرے اور غور کرے کہ حق سبحانہ تعالی اور بندون کے
ان حقوق مین سے قصور کیا حق تعالی کے حقوق دو قسم پر ہین فرائض ادا کرنا اور گناہ سے بچا رہنا فرائض
کے بارے مین یہ چاہیے کہ آدمی جس دن سے بالغ ہوا ہے اوس دن سے ایک ایک دن کا خیال کرے اگر
ز فوت ہوگئی ہے یا کپڑا پاک نہین رکھا یا اوسکی نیت درست نہ تھی کہ وہ لاعلم تھا یا اوسکا اصل اعتقاد ہی مین کچھ
ل اور شک تھا تو جتنی نمازین نہین ہوتی ہین سبکی قضا کرے اور جس تاریخ سے مالدار ہوا ہو گو کہ لڑکا رہا ہو اوس
یخ سے جسقدر زکوۃ نہ دی ہو یا دی تو ہو مگر مستحق کو نہ حوالہ کی ہو یا چاندی سونے کے برتن ملک مین رکھکر اونکی
ۃ نہ دی ہو سب کا حساب کرکے زکوۃ دیدے یا اگر رمضان کے روزے مین قصور کیا یا نیت بھول گیا یا اوسکی
ط نہین ادا کی تو روزون کی بھی قضا کرے انمین سے جسے یقینا جانتا ہے اوسے قضا کرے جسمین شک

رکھتا ہے اوسمین جسطرف ظن غالب ہو اوسے اختیار کرے اور غور و تامل کر کے جسقدر یقینی معلوم ہو اوسے محسوب کرکے
باقی کو قضا کرے اصل یہی ہے اور اگر جسمین ظن غالب ہے اوسے بھی محسوب کریگا تو بھی درست ہے اور گناہونکو
ابتداے بلوغ سے دیکھنا چاہیے کہ آنکھ کان ہاتھ زبان معدہ وغیرہ اعضا سے کیا کیا گناہ کیے ہین اگر گناہ کبیرہ کیے
ہین جیسے زنا لواطت چوری شراب خواری اور جس گناہ پر خدا کی مقرر فرمائی ہوئی حد واجب آتی ہے
اوس سے توبہ کرے یہ واجب نہین ہے کہ حاکم کے سامنے جاکر اقرار کرے تاکہ وہ اوسپر حد جاری کرے
بلکہ پوشیدہ رکھے توبہ اور کثرت عبادت سے اوسکی تلافی کرے اور صغائر ہون تو بھی ایسا ہی کرے مثلاً
اگر نامحرم کی طرف دیکھا ہے یا بے وضو قرآن شریف چھوا ہے یا مسجد مین ناپاک بیٹھا ہے یا سماع رود سنا ہے تو جو
کام ان گناہون کے ضد اور خلاف ہین وہ کر کے ان گناہون کا کفارہ کرے تاکہ وہ کام ان گناہون کو مٹا دین حق تعالےٰ
فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ مگر جو نیک کام گناہ کا ضد ہو اوسکا اثر بھی زیادہ ہو سماع رود کا کفارہ قرآن شریف
سنکر اور علم کی مجلس مین جاکر کرے اور مسجد مین ناپاک بیٹھنے کا کفارہ اعتکاف اور عبادت سے کرے اور
قرآن شریف بے وضو چھونے کا کفارہ دیکھکر کثرت تلاوت سے کرے اور شرابخواری کا کفارہ اسطرح کرے
جو پینے کی چیز بہت دوست رکھتا ہے اور وہ حلال ہے اوسے نہ پیے اور صدقہ مین دے تاکہ اون گناہون سے
جو ظلمت حاصل ہوتی اوسکے مقابلہ مین ان نیک کامون سے نور حاصل ہو کر ان ظلمتون کو دل سے دور کر دے بلکہ
دنیا مین جو جو خوشی حاصل ہوتی ہے اوسکا کفارہ یہ ہے کہ ہر ہر خوشی کے مقابلہ مین دنیا سے ایک ایک رنج
کھینچے کیونکہ دنیا کی خوشی اور راحت کے سبب سے دنیا مین دل اٹک جاتا ہے اور جو رنج کھینچتا ہے اوسکے
سبب سے دنیا سے دل نفرت کرتا ہے اور کھٹک جاتا ہے اسیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسلمان
کو جو رنج پہونچتا ہے اگرچہ کانٹا ہی اونسکے بدن مین چبھ جائے وہ اوسکے گناہون کا کفارہ ہوتا ہے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعضے گناہ ایسے ہین کہ رنج کے سوا اور کوئی چیز اوسکا کفارہ نہین ہوتی
اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ اندوہ عیال اور رنج معیشت کے سوا اور کوئی چیز کفارہ نہین ہوتی ام المومنین
حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ جو بندہ بہت گناہ رکھتا ہے اور کوئی عبادت نہین رکھتا کہ
وہ اوس گناہ کا کفارہ ہو جائے تو حق سبحانہ تعالی اوس بندے کے دل مین رنج پیدا کر دیتا ہے کہ اوس گناہ کا کفارہ
ہو جائے ایعزیز اگر تو کہے کہ یہ اندوہ آدمی کے اختیار مین نہین تو ایسا امر نہین ہے کیونکہ شاید وہ خود دنیوی کامون سے
اندوہگین ہو پھر اگر تو کہے کہ یہ تو خود خطا ہے خطا کا کفارہ کیونکر ہوگا ایسا امر نہین ہے بلکہ جو چیز تیرے دل مین
دنیا سے نفرت پیدا کرے وہ تیری بھلائی ہے اگرچہ تیرے اختیار سے نہو اسواسطے کہ اگر اس اندوہ کے
بدلے ہر اد بر آنے کی خوشی ہوتی تو پھر تو دنیا کو اپنی بہشت ہی سمجھتا حضرت یوسف نے حضرت جبرئیل علی نبینا و علیہما الصلوۃ والسلام

سے پوچھا کہ تمنے اون اندوہگین بڑے میان کو کیونکر چھوڑا یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا اتنے رنج مین چھوڑا ہے
جتنا رنج اون سو مادر مشفقہ کو ہو جنکے لڑکے مارے گیے ہون پوچھا کہ اونہین اس رنج کی عوض مین کیا ملیگا کہا سو شہیدون
کا ثواب اور بندون کے مظالم کے باب مین آدمی کو چاہیے کہ ہر ایک کے ساتھہ اپنے معاملے کا حساب کرے بلکہ پاس
بیٹھنے اور بات کرنے کا بھی حساب کرے تاکہ اوسپر جس کسیکا مالی حق ہو یا اس قسم کا حق ہو کہ اسنے اوسے رنج دیا ہو یا اوسکی
غیبت کی ہو تو اوس سے عہدہ برائی ہو جائے جو کچھہ اوسے پھیر دینے کے قابل ہو پھیر دے اور جو معاف کر دینے
کے لائق ہو معاف کرا لے اگر کسیکو قتل کر ڈالے تو اپنے تئین اوسکے وارث کے حوالے کر دے تاکہ وہ قصاص
لیلے یا عفو کر دے اور اگر کسیکا دام و درم اوسکے ذمہ قرض ہو تو اوسے دنیا مین تلاش کرکے ادا کر دے اگر اوسے
نہ پائے تو اوسکے وارث کو دیدے یہ امر عالمون اور سوداگرون کو بہت مشکل ہوتا ہے اسواسطے کہ اونکے
معاملات بہت ہوتے ہین اور سب لوگون پر غیبت کرنے سے دشوار ہوتا ہے کیونکہ جن جن کی غیبت کی ہے
اون سب کو نہین تلاش کر سکتے کہ اوسنے معاف کرائین جب اس امر سے آدمی متعذر ہوا تو سوا اسکے عہدہ برائی کا
اور کوئی طریقہ نہین ہے کہ عبادت بہت کرے حتی کہ اسقدر عبادت جمع ہو جائے کہ جب قیامت کے دن یہ حقوق
اوسکی عبادت مین ادا کیے جائین تو اوسے کفایت کرنے کی قدر عبادت بچ رہے **فصل** توبہ کی مداومت کے بیان
مین جس سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتے اوسے چاہیے کہ اوس گناہ کے تدارک اور کفارہ مین چھٹ پٹ مشغول
ہو جائے بزرگون نے کہا ہے کہ آٹھہ کام ہین کہ جب گناہ کے بعد کیے جائین تو گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے چار دل
مین ہین ایک توبہ یا توبہ کا قصد اور دوسرے اس بات کی چاہ کہ پھر ایسا نہ کرونگا اور تیسرے اس امر کا خوف کہ اس گناہ کے سبب سے مجھپر
عذاب ہوگا اور چوتھے عفو کی امید اور چار بدن مین ہین ایک یہ کہ دو رکعت نماز پڑہے بعد اوسکے ستر بار استغفار کرے
سو بار کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ صدقہ دے جسقدر ہو ایک دن روزہ رکھے اور بعضے بزرگون کا قول ہے کہ
خوب طہارت کرکے مسجد مین جا کر دو رکعت پڑہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب تونے چھپا کر گناہ کیا تو چھپا کر
عبادت کر تاکہ اوس گناہ کا کفارہ ہو جائے اور آشکارا گناہ کیا ہے تو آشکارا عبادت کر اے عزیز جانتو کہ زبانی استغفار
جسمین دل کو دخل نہ ہو بہت مفید نہین ہوتا اور دل کی شرکت اس طرح ہوتی ہے کہ استغفار کرتے وقت دلمین
ہراس اور تضرع ہو خجلت اور ندامت سے خالی نہو جب یہ حالت پیدا ہوئی تو گو کہ توبہ کرنیکا مصمم قصد نہ بھی ہو مگر آدمی
بخشدیے جانے کا امیدوار رہے بہرحال غفلت دل کے ساتھہ زبانی استغفار بھی فائدے سے خالی نہین ہے کہ زبان
کو بیہودہ باتون ہی سے روکے گا اور چپ رہنے سے بھی بہتر ہوگا اسواسطے کہ زبان کو جب نیک عادت پڑی تو
گالی اور بیہودہ بات وغیرہ کی بہ نسبت استغفار کی بہت رغبت ہوگی ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ تعالی سے اونکے
ایک مرید نے کہا کہ بعضے وقت بیدلی سے میری زبان پر ذکر خدا جاری ہوتا ہے فرمایا کہ شکر کر کہ تیرے ایک

عفو کو تو حق تعالےٰ نے اپنے کام مین لگایا العزیز اس امر مین شیطان بڑا دہوکا دیتا ہی تجھسے کہتا ہے کہ زبان بند کر دل ہی حاضر نہین فقط زبانی ذکر بے ادبی ہے شیطان کو جواب دینے مین لوگون کے تین گروہ ہین ایک تو سابق اور بہتر ہی شیطان کو جواب دیتا ہے کہ تو نے سچ کہا اچھا مین تیرے جلانے کے واسطے خواہ مخواہ دل ہی حاضر کرتا ہون یہ شخص شیطان کے زخم پر نمک چھڑکتا ہی دوسرا گروہ ظالم ہے وہ شیطان سے کہتا ہے کہ تو نے سچ کہا واقعی زبان ہلانے مین کیا فائدہ اور چپ چپ رہتا ہی جانتا ہے کہ مین نے زیرکی کی اور حقیقت مین شیطان کے ساتھ محبت اور موافقت کرنے لگا تیسرا قسم گروہ مقتصد ہی یہ کہتا ہے کہ اگرچہ مین دل نہین حاضر کر سکتا مگر زبان کو ذکر مین مشغول رکھنا چپ رہنے سے تو بہتر ہے گو کہ دل سے ذکر کرنا فقط زبانی ذکر کرنے سے بہتر ہے جیسے کہ بادشاہی صرافی سے اور صرافی خاکروبی سے بہتر ہے یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ جو کوئی بادشاہی سے عاجز ہو جائے وہ صرافی سے بھی دست بردار ہو کر خاکروبی کرنے لگے **توبہ کی تدبیر کا بیان** العزیز جانو کہ جو لوگ توبہ نہین کرتے اونکا علاج یہ ہے کہ جاننا چاہیے کہ کس سبب سے گناہ پر اصرار کرتے ہین اور توبہ نہین کرتے وہ پانچ سبب ہین ہر ایک کا علاج جدا ہے پہلا سبب یہ ہی کہ آدمی آخرت کا ایمان ہی نہ رکھتا ہو یا آخرت مین اوسے شک ہو اسکا علاج غرور کے ذکر مین جو آخر مہلکات مین تھا ہم بیان کر چکے ہین دوسرا سبب یہ ہی کہ خواہش اسقدر غالب ہو گئی ہو کہ آدمی گناہ ترک کرنے کی طاقت نہین رکھتا اور دنیا کی لذتون نے ایسا گھیر لیا ہو کہ کار آخرت کے خطر سے اوسے غافل رکھتی ہین اکثر خلق کو خواہش حجاب ہوتی ہے اسیواسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جب دوزخ کو پیدا کیا تو حضرت جبرئیل سے فرمایا کہ دیکھ اونھون نے دوزخ کو دیکھکر عرض کیا کہ قسم تیری عزت کی کہ کوئی ایسا نہوگا کہ اسکی کیفیت سنکر ادھر آئے پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے دوزخ کے گرداگرد خواہشون کو پیدا کیا اور فرمایا کہ اب دیکھ پھر حضرت جبرئیل نے دیکھکر عرض کیا کہ کوئی نہ باقی رہیگا کہ دوزخ مین نہ رہے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کر کے فرمایا کہ دیکھ حضرت جبرئیل نے عرض کیا مین نے دیکھا جو شخص اسکی صفت سنے گا بے اختیار اسکی طرف دوڑ پڑیگا پھر حق تعالیٰ نے مکروہات کو اور اون تلخ کامون کو جو راہ بہشت مین ہین بہشت کے آس پاس پیدا کر کے فرمایا کہ اب تو دیکھ حضرت جبرئیل نے دیکھکر عرض کیا کہ ابتو مجھے یہ خوف ہی کہ بہشت کی راہ مین چونکہ رنج و تکالیف بہت ہین تو کوئی شخص بہشت مین نہ جائیگا تیسرا سبب یہ ہے کہ آخرت کا تو ابھی وعدہ ہی وعدہ ہے اور دنیا دم نقد موجود ہے اور آدمی کی طبیعت نقد مال کی طرف بہت مائل ہوتی ہے اور جو اودھار چیز اوسکی آنکھ سے دور ہوتی ہے اوسکے دل سے بھی دور ہوا کرتی ہے چوتھا سبب یہ ہے کہ جو مسلمان ہے وہ دن پھر توبہ کے قصد مین رہتا ہی لیکن پھر دوسرے دن پر اوٹھا رکھتا ہے اور جو خواہش سامنے آتی ہے کہتا ہے اسے تو کر لون اور کچھ نہ کرونگا شعر روز میگویم کہ فردا ترک این سودا کنم ٭ باز چون فردا شود امروز را فردا کنم ٭ پانچوان سبب یہ ہی کہ آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ یہ کچھ واجب نہین ہے کہ گناہ دوزخ مین لیجاتے بلکہ عفو ممکن ہے اور آدمی کو اپنے نصیب کے حق مین نیک گمان ہوا کرتا ہے جب کوئی خواہش غالب ہوتی ہے کہتا ہے کہ حق تعالیٰ معاف کر دیگا اور رحمت کی امید رکھتا ہے پہلے سبب یعنی آخرت پر ایمان نہ رکھنے کا علاج ہم بیان کر چکے ہین لیکن جو شخص آخرت کو اودھار جانتا ہے اور دنیا جو نقد ہے اوسے ترک نہین کرتا اور

اور آخرت جو آنکھ سے جو اوٹ ہے اوسے دل سے بھی دور رکھتا ہے اوسکا علاج یہ ہے کہ یہ بات سمجھ سکے کہ جو چیز یقیناً آنے والی ہے
اوسے آئی ہوئی سمجھ لے اتنی بات ہے کہ جب آنکھ بند کی اور مرگیا آخرت نقد ہوگئی اور شاید یہ بات آج ہی ہو اور یہ اودھار ابھی نقد ہوجاوے
اور وہ نقد گئی گذری ہو اور خواب وخیال ہو جاوے شعر واے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا + خواب
تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا + اور وہ شخص جو ترک لذت نہیں کرسکتا اوسے یہ جاننا چاہیے کہ جب اوس لذت سے
دم بھر صبر نہیں کرسکتا تو آتش دوزخ کا کیونکر متحمل ہوگا اور بہشت کی لذتوں سے کسطرح صبر کریگا آدمی اگر بیمار ہوتا ہے تو ٹھنڈے
پانی سے زیادہ کوئی چیز نہین اچھی معلوم ہوتی اگر کوئی یہودی طبیب اوس سے کہدیتا ہے کہ پانی تجھے نقصان کریگا تو شفا کی امید پر
کیسا اپنی خواہش کے خلاف کرتا ہے خدا رسول کے قول سے سلطنت ابدیت کی جو امید ہے وہ اولیٰ تر ہے کہ ترک شہوت کا سبب ہو
اور وہ شخص جو توبہ کرنے مین تاخیر کرتا ہے اوس سے کہنا چاہیے کہ تو کس بھلاوے بھولا ہے توبہ کرنے مین کل تک کی کیا دیر لگا رکھی
ہے کل کا دن شاید تیرے ہاتھ ہی نہ آوے تو آج ہی ہلاک ہو جاوے شعر آوے نہ آوے دم کا کسے اعتبار ہے دنیا پائدار زندگی مستعار
ہے + اسی سبب سے حدیث شریف مین آیا ہے کہ دوزخی لوگ تاخیر کرنے کی وجہ سے اکثر واویلا کرینگے اور اوس سے یہ کہنا چاہیے
کہ توبہ کرنے مین تو آج کیون دیر کرتا ہے اگر اس سبب سے دیر کرتا ہے کہ آج ترک شہوت دشوار ہے کل آسان ہو جائیگا تو یہ خیال محال
اپنے دل سے نکال جیسا آج دشوار ہے ویسا ہی کل بھی دشوار ہوگا اسواسطے کہ حق تعالی نے ایسا کوئی دن پیدا ہی نہین کیا
جس مین ترک شہوت آسان ہو اور تیرے مثل اوس شخص کی ایسی ہے جسے حکم کرین کہ اس درخت کو جڑ سے اوکھاڑ ڈال اور وہ
کہے کہ یہ درخت مضبوط ہے اور مین ضعیف ہون برس دن توقف کرون اگلے سال اوکھاڑ ڈالونگا تو اوسے یہی جواب دیگا
کہ او احمق اگلے سال تو درخت اور بھی زیادہ مضبوط ہو جائیگا اور تو اور بھی ضعیف ہو جائیگا اسیطرح خواہشون کا درخت بھی
روز بروز مضبوط ہوتا جاتا ہے اسواسطے کہ تو اوسکی تعمیل کرتا ہے اور تو روز بروز اوسکی مخالفت سے زیادہ عاجز ہوتا جاتا ہے
تو جتنا جلدی اوسے اوکھاڑیگا اوتنی ہی تجھے آسانی ہوگی اور وہ شخص جو یہ بھروسا رکھتا ہے کہ مین مسلمان ہون اور حق تعالے
مسلمانون کو معاف ہی فرمائیگا اوس سے ہم کہتے ہین کہ شاید حق تعالی نہ معاف کرے اور تو عبادت نہ کرے تو شاید تیرے
ایمان کا درخت کمزور ہو جاوے اور مرتے وقت سکرات کے تھپیڑے سے مین اوکھڑ جاوے اسواسطے کہ ایمان ایسا درخت ہے
کہ عبادت ہی کے پانی سے سینچتا ہے جب اوس پانی کے سبب سے مضبوط نہ ہو رہا ہو تو اوسکا خطر مین رہنا ممکن ہے بلکہ جس شخص
نے بہت گناہ کیے ہون اور عبادت نہ کی ہو اوسکے ایمان کی مثل ایسی ہے جیسے وہ بیمار جسکی بیماری بڑھ گئی ہو تو ہر دم یہی ڈر رہتا ہے
کہ کہین ہلاک نہو جاوے پھر وہ شخص ایمان ساتھ بھی لیجاوے تو دونون امر ممکن ہین حق سبحانہ تعالی اپنی رحمت کاملہ سے چاہے
اوسے بخشدے چاہے نہ بخشے عذاب کرے تو اس امید پر بیٹھ رہنا حماقت ہے اس احمق کی مثل اوس بیوقوف کی
ایسی ہے جو اپنی تمام گرستی ضائع کرکے اپنے جورو لڑکون کو بھوکا چھوڑ دے اور کہے کہ شاید یہ کسی ویرانے مین جائین
اور وہان خزانہ پائین یا اسکی مثل اوس نادان کی ایسی ہے کہ وہ جس شہر مین رہتا ہو اوسے ظالم لوگ لوٹتے آتے ہین وہ اپنا

مال چھپاتے اوسیطرح گھر مین چھوڑ کر بھاگ جاتے اور کہے کہ شاید یہ ظالم میرے گھر مین پہونچکر مر جاوین یا غافل ہین یا اندہے ہو جاوین میرے گھر مین دیکھہ ہی نہ سکین حالانکہ یہ سب باتین ممکن ہین ایسا ہی حق تعالی کا بخشدینا بھی ممکن ہے مگر اس ممکن پر اعتماد کر کے احتیاط سے دست بردار ہونا حماقت ہے فصل الیعزیز جانتو کہ اگر کوئی شخص بعضے گناہون سے توبہ کرے سب گناہون سے نہ کرے تو یہ درست ہے یا نہین اس امر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ محال ہے کہ کوئی شخص زنا کرنے سے توبہ کرے اور شراب پینے سے نہ کرے اسواسطے کہ اگر گناہ سمجھکر زنا سے توبہ کرتا ہے تو شراب پینا بھی حرام ہے جیسے یہ امر محال ہے کہ ایک خم شراب سے آدمی توبہ کرے ایک سے نہ کرے اسواسطے حرمت مین دونون خم برابر ہین تو گناہ کا بھی یہی حال ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسا امر نہین ہے اسواسطے کہ ممکن ہے کہ آدمی زنا کو شرابخواری سے بدتر جانتا ہو اور بدترین گناہ سے توبہ کرے یا یہ سمجھکر شرابخواری سے توبہ کرے کہ شراب زنا سے بدتر ہے کیونکہ یہ زنا مین اور اور بُرے کامون مین مبتلا کرتی ہے یا مثلاً غیبت سے توبہ کرے شراب سے نہ کرے اور کہے کہ غیبت خلق سے تعلق رکھتی ہے اور اسکا بڑا خطر ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اصل شرابخواری سے نہ توبہ کرے فقط کثرت شرابخواری سے توبہ کرے اور کہے کہ جسقدر مین زیادہ پیونگا اوسیقدر عذاب بھی زیادہ ہوگا اور مین اپنی خواہش سے باز نہین آتا کہ بالکل شراب پینا چھوڑ دون بہت پینے سے بر آسکتا ہون اور یہ کچھہ ضرور نہین ہے کہ شیطان جب ایک گناہ مین مجھے عاجز کر دے اور وہ کرنا ہی پڑے تو دوسرا گناہ جسمین مین عاجز نہین ہون وہ بھی کرنے لگون یہ سب باتین ممکن ہین مگر یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ اور حق تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ ظاہرا یہ محبت کا مرتبہ اوسی توبہ کرنیوالے کو حاصل ہوگا جو سب گناہون سے توبہ کرے جسنے یہ کہا ہے کہ بعضے گناہون سے توبہ درست نہین اوسکا یہی مطلب ہو ورنہ جس گناہ صغیرہ سے آدمی توبہ کرتا ہے وہ توبہ اسکا کفارہ ہوجاتی ہے اور وہ گناہ نیست نابود ہوجاتا ہے سب گناہون سے ایک ہی دفعہ توبہ کرنا مشکل ہے اور اکثر توبہ بتدریج ہی ہوتی ہے اور جسقدر گناہون سے توبہ نصیب ہوگی اوسیقدر ثواب ملیگا واللہ اعلم فقط

دوسری اصل صبر شکر کے بیان مین

اے برادر یہ یقین کر کہ بغیر صبر کے ٹھیک توبہ نہین ہوسکتی بلکہ کوئی فرض ٹھیک ٹھیک ادا کرنا اور کوئی گناہ ترک کرنا بھی بے صبر کیے ممکن نہین لوگون نے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے تو اسی سبب سے آپ نے فرمایا کہ صبر اور ایک حدیث مین آپ نے فرمایا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور صبر کی بزرگی اور فضیلت کا یہ سبب ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے قرآن مجید مین ستر جگہ سے زیادہ صبر کا ذکر کیا ہے اور جو بہت بڑا درجہ ہے اوسی صبر پر موقوف رکھا ہے اور فرمایا ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا اور اجر بے نہایت و بیحساب کو صبر پر حوالہ فرمایا ہے اور ارشاد کیا اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور صابرین سے وعدہ کیا کہ مین تمھارے ساتھ ہون اور فرمایا

وَاللّٰہُ مَعَ الصَّابِرِیْنَ وَرَدُ داور رحمت وہدایت تینوں نعمتیں اکٹھا کسیکو نہیں مرحمت کیں مگر صبر کرنے والوں کو اور فرمایا اُولٰئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ صبر کی ایک فضیلت اور بزرگی یہ ہے کہ حق تعالیٰ اوسے عزیز رکھتا ہے اور ہر ایک کو صبر نہیں عنایت فرماتا مگر اپنے دوستوں کو تھوڑا سا مرحمت کرتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان اقل ما اوتیتم الیقین وعزیمۃ الصبر یعنی جو چیزیں حق تعالیٰ نے تمہیں عنایت فرمائیں اونمین یقین اور صبر بہت تھوڑا سا دیا ہے اور جسکو یہ دونوں نعمتیں مرحمت کی ہیں اوس سے کہدو کہ تو کچھ پروا نرکھ گو کہ روزہ نماز کم رکھتا ہے اوریہ میرے اصحاب جس امر پر آج تم قائم ہو اگر اسپر صبر کرو اور اس سے پھر نہ جاؤ تو اوسے مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ تم مین سے ہر ایک اتنی اتنی عبادت کرے جتنی سبھون نے کی ہو مگر مین یہ ڈرتا ہون کہ میرے بعد تمپر دنیا کی راہ کھلے حتی کہ تم ایک دوسرے سے منکر ہو جاؤ اور اہل ایمان تمسے منکر ہو جائین اور جو شخص صبر کر کے ثواب کا امیدوار رہتا ہے وہ ثواب کامل پائیگا تم صبر کرو کہ دنیا رہیگی اور حق تعالیٰ کے پاس ثواب باقی رہیگا یہ فرما کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پوری پڑہی مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبر بہشت کے خزانوں مین سے ایک خزانہ ہے اور فرمایا ہے کہ اگر صبر مرد ہوتا تو کریم ہوتا اور فرمایا ہے کہ صبر کرنے والوں کو حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد تو میرے اخلاق کی پیروی کر اور میرے اخلاق مین سے ایک یہ ہے کہ صبور ہون حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اے لوگو جب تک تم اپنی نامرادی پر صبر نہ کروگے تب تک اپنی مراد کو نپہونچوگے جناب سلطان الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچہ انصار کو دیکھا فرمایا تم مسلمان ہو اونہوں نے عرض کیا ہان آپنے فرمایا اسپر دلیل کیا ہے اونہوں عرض کیا کہ ہم نعمت پر شکر کرتے ہین محنت پہ صبر کرتے ہین قضائے الہی سے خوش رہتے ہین فرمایا مُؤْمِنُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی قسم ہے رب کعبہ کی کہ تم پکے مسلمان ہو امیر المومنین شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ صبر کو ایمان کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسے سر کو بدن کے ساتھ جس شخص کا سر نہین بدن بھی نہین جسے صبر نہین ایمان نہین + +

صبر کی حقیقت کا بیان العزیز جانتو کہ صبر آدمی ہی کے واسطے خاص ہے اوسواسطے کہ نہ بہائم کو صبر ہے کیونکہ وہ نہایت ناقص ہین اور نہ ملائکہ کو صبر کی حاجت ہے اس لیے کہ وہ نہایت کامل ہین اور خواہش سے پاک ہین پس بہائم خواہش کے مطیع اور مسخر ہین اور اونمین خواہش کے سوا اور کوئی متقاضی نہین ہے اور ملائکہ جناب الٰہی کے عشق مین ڈوبے ہوئے ہین انہیں اوس سے کوئی روکنے والا نہین ہے کہ اوسے دفع کرنے مین صبر کرین مگر آدمی کو حق تعالیٰ نے پہلے تو بہائم کی صفت پر پیدا کیا اور کھانے کپڑے زیب و زینت لہو و لعب کی خواہش اوسپر مسلط کی پھر جوانی کے وقت انوار ملائکہ مین سے ایک نور اوسمین پیدا ہوتا ہے کہ اوس نور سے انجام کار دیکھنے لگتا ہے بلکہ حق تعالیٰ نے دو فرشتون کو آدمی پر موکل کر دیا ہے بہائم اونسے محروم ہین ایک فرشتہ تو اوسے ہدایت فرماتا ہے اور راہ بتاتا ہے بایںطور کہ اوس فرشتہ کے انوار مین سے ایک نور آدمی مین سرایت کرتا ہے اوس نور سے آدمی انجام کار پہچاننے اور مصلحت کار جاننے لگتا ہے حتی کہ اوس نور سے اپنے تمیز

اور حق تعالی کو جانچا تا ہے اور یہ امر پہچان جاتا ہے کہ خواہشون کا انجام ہلاکت اور تباہی ہے اگرچہ اپنے وقت پر اچھی معلوم ہوتی ہین اور یہ بات جان لیتا ہے کہ خواہشون کی خوشی اور راحت جھٹ پٹ گذر جاتی ہے اور اوسکا رنج مدت تک رہتا ہے بھائم کو یہ ہدایت نہین ہوتی مگر آدمی کو یہ ہدایت کفایت نہین کرتی کیونکہ اگر وہ اسیقدر رہجائیگا کہ خواہشین اوسکے حق مین باعث نقصان ہین اور اوسکے دفع کرنے کی قدرت نرکھیگا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ بیمار یہ تو جانتا ہے کہ بیماری اوسکے حق مین باعث نقصان ہے مگر اوسکے دفع کرنیکی قدرت نہین رکھتا پس حق تعالی نے اوس دوسرے فرشتی کو آدمی پر اسواسطے تعینات کیا ہے کہ اوسے قوت اور قدرت دے اور اوسکی تائید کرکے سد باب کردے حتی کہ آدمی نے جس امر کو اپنے حق مین باعث نقصان جانا ہے اوس سے دست بردار ہو جاسے تو آدمی مین شہوت پرستی کی جیسی قوت ضروری تھی ویسی ایک اور قوت ضروری ہے تاکہ آدمی خواہشون کے خلاف کرکے آیندہ اونکے ضرر سے رہائی پاوے یہ مخالفت کرنے کی قوت ملائکہ کے لشکر مین سے ہے اور وہ شہوت پرستی کی قوت شیطان کے لشکر مین سے اس مخالفت شہوت کی قوت کو ہم باعث دینی کہتے ہین اور اوس شہوتون کی قوت کو باعث ہوا پس ان دونون لشکرون مین ہمیشہ لڑائی اور مخالفت رہا کرتی ہے لشکر ملائکہ تو آدمی سے کہتا ہے کہ شہوت پرستی نکر اور لشکر شیطان کہتا ہے کہ کر بیچارہ وہ بیچارہ اس دو حملہ مین حیران ہے کسکی مانے اور کسکی نہ مانے اگر باعث ہوا کے ساتھ جنگ مقابلہ کرنے مین باعث دین ثابت قدم رہے اور جگہہ نہ چھوڑے تو اوسکے ثبات کو صبر کہتے ہین اور اگر ثابت قدمی کرکے باعث ہوا کو مغلوب کرکے اور بھگا دے تو اوسکے اس غلبہ کو ظفر کہتے ہین اور جب تک باعث ہوا کے ساتھ کارزار مین ہے اسے جہاد نفس کہتے ہین پس باعث ہوا کے مقابلہ مین باعث دین کا قائم رہنا یہی صبر کے معنی ہین جہان یہ دونون لشکر مخالف نہین ہوتے وہان صبر بھی نہین ہوتا اسی سبب سے ملائکہ کو صبر کی حاجت نہین ہے اور بھائم اور بچون کو صبر کی قوت نہین ہے اے عزیز جانتو کہ یہ جو دو فرشتے ہمنے کہے ہین کراما کاتبین یہی ہین اور جسکے واسطے حق تعالی نے فکر و تامل اور استدلال کی راہ کھولدی ہے وہ جانتا ہے کہ جو چیز نئی پیدا ہوتی ہے اوسکا کوئی سبب ہوتا ہے جب مختلف دو چیزین ہونگی تو اونکے واسطے دو مختلف سبب بھی ہونگے آدمی دیکھتا ہے کہ بھائم کو اور ابتدا مین بچون کو نہ ہدایت ہوتی ہے نہ معرفت کہ اونکے سبب سے انجام کار جانین اور نہ صبر کرنے کی قوت ہوتی ہے جوانی کے قریب یہ دونون چیزین پیدا ہوتی ہین کہ اونکو دو سببون کی حاجت ہوتی ہے تو یہ دونون فرشتے ان ہی دونون سببون سے عبارت ہین اور یہ بھی جانتا ہے کہ ہدایت اصل ہے اور پہلے ہدایت ہی ہوتی ہے پھر اوسپر عمل کرنے کی قدرت اور ارادہ ہوتا ہے پس جس فرشتے کے سبب سے ہدایت ہوتی وہ بہت معزز اور افضل ہے تو صدر کے داہنے ہاتھ کو اسکا مقام ہوتا ہے اور صدر تو ہی اسواسطے کہ یہ فرشتے تجھپر موکل ہین تو وہ داہنے ہاتھ کا فرشتہ چونکہ تیری ہدایت کے واسطے ہے اگر تو ہدایت اور معرفت حاصل کرنے کے واسطے اوسکی طرف کان لگائیگا تو تیرا یہ کان لگانا ایسا ہے کہ گویا تونے اوسپر احسان کیا کہ اوسے بیکار نہین رکھا اور یہ بات تیرے نامۂ اعمال مین ایک نیکی لکھی جائیگی اور اگر تو اوس سے انکار کریگا اور اوسے بیکار کردیگا تاکہ بھائم اور

لڑکون کی طرح انجام کار کی ہدایت سے محروم رہے تو یہ ایک تقصیر ہے کہ تو نے اپنے اور اوسکے حق مین کی یہ تقصیر تیرے نام لکھی جائیگی اسیطرح وہ قوت جو تو نے اس فرشتہ سے پائی ہے اگر خواہشون کے خلاف کرنے مین صرف کریگا اور کوشش کرتا رہیگا تو یہ نیکی ہوگی ورنہ تقصیر ہوگی یہ دونون حالتین تیرے نام لکھی جائینگی نامہ اعمال مین لکھی تیری رولین ہونگی تیرے دل پر پوشیدہ رہینگی یہ دونون فرشتے اور اونکی کتابین عالم شہادت سے نہین ہین انھین اِن آنکھون سے آدمی نہین دیکھ سکتا جب موت آئیگی اور یہ آنکھ گذر جائیگی اور دوسری آنکھ جس سے عالم ملکوت دیکھ سکتا ہے کھلیگی تب تو اون کتابون کو اپنے ساتھ پائیگا اور دیکھ سکیگا اور قیامت صغریٰ سے آگاہی پائیگا مگر اسکی تفصیل قیامت کبریٰ یعنی حشر کے دن دیکھے کا قیامت صغریٰ تو موت ہی کے وقت ہو جاتی ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ جو کچھ قیامت کبریٰ مین ہے اوسکا شائبہ اس قیامت صغریٰ مین بھی ہے اسکی تفصیل احیاء العلوم مین بیان کی ہے یہ کتاب اوسکی متحمل نہین ہے لیکن غرض یہ ہے کہ تو یہ امر جان لے کہ صبر وہان ہوتا ہے جہان لڑائی ہو اور لڑائی وہان ہوتی ہے جہان دو مختلف لشکر ہون اور ان دونون لشکرون مین سے ایک تو ملائکہ کا لشکر ہے ایک شیاطین کا آدمی کے سینہ مین یہ دونون جمع ہین تو اس لڑائی مین مشغول ہوتا راہ دین کا پہلا قدم ہے اسواسطے کہ بچپن سے سینہ کے میدان پر شیاطین کے لشکر نے قبضہ کر لیا ہے اور ملائکہ کا لشکر جوانی کے قریب پیدا ہوتا ہے پس جب تک شہوتون کے لشکر کو مقہور نہ کریگا سعادت کو نہ پہونچیگا اور جب تک جنگ نہ کریگا اور جنگ مین صبر نہ کریگا تب تک اوسے مقہور نکر سکیگا جو شخص اس جنگ مین مشغول نہین اوسنے اپنے سینہ کی ولایت شیطان کے سپرد کر دی اور جسنے اپنی خواہشون کو زیر دست کر لیا وہ خود شرع کا مطیع ہو گیا اور میدان مار لیا جیسا کہ جناب سلطان المجاہدین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلٰى شَيْطَانِيْ فَاَسْلَمَ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جب اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے تو کبھی فتح پاتا ہے کبھی شکست کھاتا ہے گاہے شہوت نفسانی قبضہ کر لیتی ہے گاہے باعث دین لیکن بغیر صبر اور ثابت قدمی کیے ہوئے یہ قلعہ فتح نہین ہوتا

اصل کا بیان کہ صبر نصف ایمان اور روزہ نصف صبر کیون ہے

اے عزیز جانتو کہ ایمان ایک چیز نہین ہے بلکہ اسکی بہت سی شاخین اور بہت سے اقسام ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایمان کے ستر اور کئی باب ہین لا الٰہ الا اللہ سب سے بزرگ اور راستہ سے تنکا اوٹھا لینا کہ کسیکو تکلیف نہو سب سے کمتر ہے ہرچند کہ ایمان کے اقسام اور اوسکی شاخین بہت ہین لیکن اصلین تین ہی جنس سے ہین معرفتین احوال اعمال مقامات ایمان مین سے کوئی مقام ان تین جنسون سے خالی نہین مثلاً توبہ کی حقیقت ندامت ہے یہ دل کی حالت ہے اسکی اصل اس بات کی معرفت ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے اور اوسکی فرع یہ ہے کہ آدمی گناہ سے دست بردار ہو کر عبادت مین مصروف رہے پس یہ حالت اور معرفت اور عمل سب منجملہ ایمان ہے اور ایمان تینون چیزون سے عبارت ہے مگر کبھی معرفت کے ساتھ تخصیص کرتے ہین کیونکہ وہ اصل ہے اسواسطے کہ معرفت ہی سے حالت پیدا ہوتی ہے اور حالت سے عمل ظاہر ہوتا ہے پس معرفتین گویا تنہ درخت ہین اور معرفت کے سبب سے دل کا حال متغیر ہونا درخت کی شاخین اور حالت متغیر ہونے سے جو افعال سرزد ہوتے ہین وہ گویا پھل ہین پھر تمام ایمان دو چیزین ہین دیدار اور کردار کردار صبر سے

ممکن نہیں تو صبر نصف ایمان ہے اور صبر دو جنس سے کرنا چاہیے ایک جنس شہوت سے دوسری جنس خشم سے چونکہ روزہ مین جنس شہوت سے صبر ہوتا ہے پس روزہ نصف صبر ہے دوسرے اس وجہ سے بھی صبر نصف ایمان ہے کہ تو بالکل کردار ہی مین لنکر اور ایمان اوسی سے مراد ہے تو رنج ومحنت مین مسلمان کا کردار صبر ہے اور ناز ونعمت مین شکر ہے تو نصف ایمان صبر ہوا اور نصف ایمان شکر ہوا جیسا اور حدیث مین آیا ہے اے عزیز اگر اس بات کا خیال کرے کہ صبر بہت مشکل اور نہایت دشوار ہے صبر ہی تو اصل ایمان ٹھہرائے تو صبر سے زیادہ کوئی امر مشکل نہین اسوجہ سے صبر ہی پورا ایمان ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے آپنے فرمایا صبر یعنی ایمان مین صبر بہت مشکل امر ہے یہ فرمانا ویسا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ عرفہ حج ہے یعنی عرفہ کے سبب سے خطر ہے کہ اگر عرفہ فوت ہوتا ہے تو حج بھی فوت ہوجاتا ہے اور اور ارکان کے سبب سے حج فوت نہین ہوتا ہر وقت

صبر کی حاجت ہونیکا بیان اے عزیز جانتو کہ بندہ کسیوقت ایسی چیز سے خالی نہین رہتا جو اوسکی خواہش کے موافق یا مخالف ہو ہر حال صبر کا حاجتمند ہوتا ہے جو چیز آدمی کی خواہش کے موافق ہو جیسے مال نعمت جاہ تندرستی جورو لڑکے وغیرہ جو چیز حسب دلخواہ ہو ایسی چیز مین صبر کرنا اور سب چیزون مین صبر کرنے سے بہت زیادہ ضرور ہے کیونکہ اگر اپنے تئین نہ روکے سیلے گا اور ناز ونعمت مین کھل کھیلیگا اور دل چسپا کرا ٹک رہیگا تو اوسمین غرور اور سرکشی پیدا ہوجائیگی بزرگون کا قول ہے کہ رنج ومحنت پر تو سبھی صبر کرتے ہین مگر خیر عافیت پر صدیقون کے سوا کوئی صبر نہین کرتا صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے پاس جب مال بہت ہوجاتا نعمت بہت بڑھجاتی تو فرماتے کہ ہم جب تک رنج ومحنت مین رہے خوب صبر کرسکے اب کہ نعمت اور مقدرت حاصل ہے ویسا صبر نہین کرسکتے اسی سبب سے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ غرضکہ قدرت کی حالت مین صبر کرنا دشوار ہوتا ہے بڑی پاکدامنی یہی ہے کہ حق سبحانہ تعالے نعمت دیوے ہی نہین نعمت پر اسطرح سے صبر ہوتا ہے کہ آدمی اوسکے ساتھ دل نہ لگائے اوسکے سبب سے بہت خوشیان منائے اوسے عاریت جانے اور سمجھے رہے کہ یہ نعمت بہت جلد مجھسے لیلیجائیگی بلکہ اوسے نعمت ہی نہ جانے کہ شاید قیامت کے دن وہ اوسکے درجات مین نقصان کا سبب ہو پس اوسکے شکر مین مشغول ہونا چاہیے تاکہ مال اور تندرستی اور جو کچھ رکھتا ہے اوسمین سے حق تعالی کا حق ادا ہوجائے اور اونمین سے ہر ایک مین صبر کی حاجت ہوگی اور وہ حال جو خواہش کے موافق نہون تین قسم کے ہوتے ہین ایک وہ جو آدمی کے اختیار مین ہو جیسے عبادت کرنا گناہ ترک کردینا دوسری جو اوسکے اختیار مین نہو جیسے بلا اور مصیبت تیسرا وہ جسکی اصل تو اوسکے اختیار مین نہو مگر اوسے دفع کرنا اور اوسکا بدلا لینا اوسکے اختیار مین ہو جیسے لوگون کا اوسے رنج دینا پہلی قسم جو اوسکے اختیار مین ہو جیسے عبادت کرنا اوسمین صبر کرنیکی احتیاج ہے اسواسطے کہ بعضی عبادت کاہلی کی وجہ سے دشوار ہوجاتی ہے جیسے نماز اور بعضی بخل کی سبب سے مشکل ہوجاتی ہے جیسے زکوۃ اور بعضی کاہلی اور بخل دونون کے سبب سے دشوار ہوجاتی ہے جیسے حج یہ عبادتین بے صبر کے ممکن نہین ہوتین اور ہر عبادتین صبر کی حاجت ہے اول مین بھی درمیان مین بھی آخر مین بھی اول مین اسطرح صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ نیت مین خلوص کامل پیدا کرے ریا کو دل سے نکال ڈالے یہ صبر بہت دشوار ہے درمیان مین یون صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ وہ عبادت شرط اور آداب کے ساتھ رہے کسی خلاف بات کا لوث نہونے پائے مثلاً اگر نماز مین

تو اوسکے درمیان مین ادھر اودھر نہ دیکھے اور کسی چیز کا خیال نہ کرے آخر مین اسلیے صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ عبادت کو ظاہر کرنے اور کہتے پھرنے سے اور اوسپر غرور کرنے سے صبر کرے اور گناہ ترک کرنا تو بے صبر کے ہو ہی نہین سکتا جسقدر خواہش زیادہ اور گناہ آسان ہوتا ہے اوسیقدر اوس سے صبر کرنا دشوار تر ہوتا ہے اسی سبب سے زبان کے گناہون سے صبر کرنا مشکل ہے اسواسطے کہ زبان ہلا دینا بہت آسان بات ہے جب کوئی بری بات کہی جاتی ہے تو عادت اور سرشت ہوجاتی ہے بلکہ کبھی شیطان کے لشکر مین سے ہوتی ہے اسی سبب سے غیبت جھوٹ اپنی تعریف اور ون پر طعن و تشنیع وغیرہ مین زبان تبرّاق ہوتی ہے جب ایسی کوئی بات زبان پر آتی ہے جس سے لوگ متعجب ہونگے اور جسے پسند کرینگے بڑا رنج کھینچکر اوس بات سے کہنے والے کو صبر آتا ہے اکثر یہ ہے کہ لوگون کی صحبت مین بیٹھکر اس سے صبر کرنا ممکن نہین ہوتا مگر گوشہ نشینی کی بدولت البتہ آدمی اس سے بچ سکتا ہے دوسری قسم جسمین آدمی بے اختیار ہے جیسے لوگون کا اوسے دست و زبان سے رنج دینا لیکن اوسکا بدلا لینے پر اوسے اختیار ہے اسمین صبر کامل کی حاجت ہے تاکہ رنج دینے والے سے بدلا لے یا بدلا لینے مین حد سے نہ بڑھ جائے ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جب تک ایمان کے ساتھ لوگون کے دیئے ہوئے رنج پر صبر کرنے کی ہمین قدرت نہو تب تک ہم ایمان کو ایمان نہین جانتے اسیواسطے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَدَعْ اَذٰهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ وہ لوگ جو تمھین ستاتے ہین تم اس سے درگذر کرکے توکل بخدا کرو اور فرمایا وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ جو کچھ تمھین کہتے ہین اوسپر صبر کرو اور بھلائی کے ساتھ اونسے جدائی اختیار کرو اور فرمایا ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جانتا ہون کہ دشمنون کی باتون سے تم دلگیر اور تنگ ہوتے ہو مگر تسبیح مین مشغول رہو ایکدن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ مال تقسیم فرمارہے تھے ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم خدا کے واسطے نہین ہے یعنی معاذ اللہ بے انصافی سے آپ تقسیم کرتے ہین یہ خبر آپکو پہونچی چہرۂ نورانی سرخ ہوگیا اور ملول ہوکر آپ فرمانے لگے کہ حق تعالے میرے بھائی موسٰی پر رحمت کرے اونہین اوس سے زیادہ لوگون نے رنج دیئے اور اونھون نے صبر کیا اور حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ یعنی اگر تمکو کچھ اذیت پہونچے اور تم عوض لو تو اتنا ہی عوض لو جتنی تمھین اذیت پہونچی ہے اور اگر صبر کرو تو بہت اچھی بات ہے اور انجیل مین مین نے (یعنی امام صاحب نے) لکھا دیکھا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا جو انبیا میرے پہلے آئے اونھون نے کہا کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ کاٹ ڈالو آنکھ کے عوض آنکھ پھوڑ ڈالو دانت کے بدلے دانت توڑ ڈالو مین اونکے حکم کو منسوخ نہین کرتا ہون لیکن تمھین یہ نصیحت کرتا ہون کہ برائی کا بدلہ برائی نہ کیا کرو بلکہ اگر کوئی شخص تمھارے داہنے گال مین تھپڑ مارے تو تم بایان گال بھی اوسکیطرف کردو کہ بھائی اودھر بھی طمانچہ مارلے اور اگر کوئی تمھاری پگڑی چھین لے تو تم اپنا پیراہن بھی اوسے دیدو اور اگر کوئی ایک میل تمھین اپنے ساتھ بیگار لیجائے تو تم دو میل اوسکے ساتھ جاؤ اور جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تمھین محروم رکھے تو تم اوسے عطیہ دو اور جو شخص تمھارے ساتھ

بُرائی کرے تم اوسکے ساتھ بھلائی کرو ایسا صبر صدیقون کا درجہ ہے تیسری قسم جسکا اول اور آخر اختیار سے علاقہ نہین رکھتا وہ مصیبت ہے جیسے فرزند کا مرجانا مال کا ضائع ہوجانا عضو کا بیکار ہوجانا جیسے آنکھ کان پھوٹ جاوین اور سب آسمانی بلائین اس مصیبت اور بلا پر صبر کرنے سے زیادہ کسی صبر مین ثواب اور فضیلت نہین ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ قرآن شریف مین صبر تین طور پر ہے ایک تو عبادت مین صبر ہے اوسکا ثواب تین سو درجہ ہے دوسرا حرام چیز سے صبر اوسکا ثواب چھ سو درجہ ہے تیسرا ابتداے مصیبت مین صبر اوسکا ثواب نو سو درجے ہے اے عزیز جانتو کہ بلا پر صبر کرنا صدیقون کا درجہ ہے اسی سبب سے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مین فرمایا کہ بارخدایا ہمین اسقدر یقین نصیب کر کہ دنیا کی مصیبتین ہم پر آسان ہوجائین اور جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے کہ جس بندہ پر مین بیماری بھیجتا ہون اگر وہ صبر کرتا ہے اور لوگون سے میرا گلہ اور شکوہ نہین کرتا تو اگر مین اوسے صحت دیتا ہون تو پہلے سے بہتر گوشت پوست عنایت کرتا ہون اور اگر دنیا سے لیجاتا ہون تو اپنی رحمت کے ساتھ لیجاتا ہون حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ بارخدایا جو شخص مصیبت مین خاص تیرے ہی واسطے صبر کرے اوسکی کیا جزا ہے ارشاد ہوا کہ اوسکی جزا یہ ہے کہ مین اوسے ایمان کا خلعت پہناؤن گا اور ہرگز پھیر لون جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ صبر کے ساتھ خوشحالی اور فراغ بالی کا انتظار کرنا عبادت ہے اور فرمایا ہے کہ جس شخص پر مصیبت پڑے اور وہ کہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَعْقِبْنِیْ خَیْرًا مِّنْھَا حق تعالے اوسکی یہ دعا قبول فرماتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے حضرت جبریل علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے جبریل تو جانتا ہے کہ مین جسکی آنکھون کی بینائی لے لیتا ہون اوسکی جزا کیا ہے اوسکی جزا یہ ہے کہ مین اپنا دیدار اوسے کرامت فرماؤنگا ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالے نے ایک کاغذ پر لکھ رکھا تھا وَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا جب اون بزرگ کو کوئی رنج پہونچتا اوس کاغذ کو جیب سے نکالکر پڑھ لیا کرتے فتح موصلی کی جورو رحمہا اللہ تعالے گر پڑین اور ناخون ٹوٹ گیا ہسنے لگین پوچھا کہ بی بی کیا تیرا ناخن درد نہین کرتا بولین ثواب کی خوشی مین مجھے درد کی کچھ خبر نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی کی بزرگداشت مین سے ایک یہ ہے کہ بیماری مین تو شکوہ نہ کرے اور مصیبت کو پوشیدہ رکھے ایک راوی کہتا ہے کہ سالم مولاے ابو حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہم کو مین نے دیکھا کہ رن مین زخمی پڑا ہے مینے پوچھا تجھے پانی چاہیے کہا میری ٹانگ پکڑ کر کھینچ اور مجھے دشمن کے قریب تر کردے اور پانی میرے سپر مین بھر دے کہ مین روزہ دار ہون اگر رات تک جیون گا تو پیون گا اے عزیز جانتو کہ لوگ روتے اور آنسو نکلتے جو ہوتے ہین اوسکے سبب سے صبر کی فضیلت نہین جاتی بلکہ چیخنے پکارنے کپڑے پھاڑنے بہت شکایت کرنے سے البتہ صبر کا ثواب جاتا رہتا ہے اسواسطے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم نے جب انتقال فرمایا تو آپ رونے لگے صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ نے رونے کو منع فرمایا ہے ارشاد کیا نہین یہ رونا

تو رحمت ہے جو رحیم ہوتا آدمی پر حق تعالی رحمت فرماتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ صبر جمیل یہ ہے کہ جب مصیبت پڑے لوگ اور ون سے اوسے تمیز نکرین پس کپڑے پھاڑنا منہ پیٹنا چیخنا مارنا یہ سب حرام ہے بلکہ اپنی حالت بدل دینا چادر سے منہ لپیٹنا پگڑی چھوٹی کردینا یہ کچھ نہ چاہیے بلکہ تجھے یہ جاننا چاہیے کہ حق تعالی نے بے تیرے ایک بندہ پیدا کیا تھا اور بے تیرے لیلیا جیسا کہ رمیصا ام سلیم حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہا کی جورو نے کہا ہے کہ میرا شوہر کہین گیا تھا قضائے الہی سے میرا بیٹا مر گیا مین نے اوسپر ایک کپڑا اوڑھا دیا جب وہ آیا تو پوچھنے لگا کہ بیمار لڑکا کیسا ہے مین نے کہا کہ اور راتون کی نسبت آج کی رات بہت اچھا ہے پھر مین کھانا لائی میرے خاوند نے کھانا کھایا اور مین نے اور راتون سے زیادہ بناؤ سنگار کیا حتی کہ میرے شوہر نے مجھہ سے اپنی حاجت روائی کی پھر مین بولی کہ فلانے پڑوسی کو مین نے ایک چیز عاریت دی تھی جب بپھیر مانگی تو اوسنے بڑی آہ و فریاد مچائی میرے شوہر نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے معلوم ہوا کہ وہ پڑوسی بڑا احمق آدمی ہے تب مین نے کہا کہ وہ تیرا چھوٹا سا بیٹا تیرے پاس حق تعالی کا ایک لیہ لوو عاریت تھا اب حق تعالی نے اپنی وہ عاریت پھیر لی اوسنے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون صبح کو جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے عرض کیا کہ آپ کو یہ ماجرا گذرا فرمایا کہ حق تعالی کل کی رات تمھین مبارک کرے کیا اچھی رات تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بہشت مین گیا تو وہان رمیصا ابو طلحہ کی جورو کو دیکھا اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ تو جان لیا کہ بندہ کسیوقت مین صبر سے بے نیاز نہین ہے بلکہ آدمی اگر سب خواہشون سے چھٹکارا پاجاوے اور عزلت اختیار کرے تو بھی لاکھہ وسوسے اور طرح طرح کے خیالات اوسکے دلمین پیدا ہونگے اور اوسے یاد الہی سے باز رکھین گے وہ خیال اگرچہ مباح چیزون کے ہون مگر چونکہ اوسکے وقت اور اوسکی عمر کو جو اوسکی پونجی ہے ضائع کیا تو بڑا ہی نقصان ہوا اس سے بچنے کی یہ تدبیر ہے کہ آدمی اپنے تئین اوراد مین مشغول رکھے اور ورد مین ایسا ہو تو اوسکے واسطے کوشش بلیغ کرنا چاہیے ان وسوسون اور خیالات سے آدمی جب ہی چھوٹیگا کہ کسی ایسے کام مین مشغول ہو جو اوسکے دلکو چھینکر اپنی طرف لگائے حدیث شریف مین ہے کہ بیکار سے جوان کو حق تعالی دشمن جانتا ہے اسواسطے فرمایا ہے کہ جوان ظاہر مین فراغت سے بیٹھتا ہی وسوسے فارغ البال نہین ہوتا شیطان اوسکے قریب ہوتا ہے اوسکے دل مین وسواس اپنا گھر کرلیتے ہین اگر یاد خدا سے اوسے دفع نکر سکے تو کسی پیشہ یا خدمت مین مشغول ہو تاکہ وہ اوسے وسواس سے چھوڑا لے ایسے آدمی کو خلوت مین بیٹھنا مناسب نہین بلکہ جو شخص دل کے کام سے عاجز ہو اوسے اپنا بدن کام مین لگائے رہنا چاہیے صبر کرنے کے علاج کا بیان

اے عزیز جانتو کہ صبر کا باب ایک ہی نہین ہے بہت سے ہین ہر ایک سے صبر کرنے مین ایک نئی وقت اور دشواری ہوتی ہے اور ہر ایک کا علاج بھی جدا جدا ہے ہرچند کہ معجون علم و عمل سبکا علاج ہے اور جو کچھ ربع مہلکات مین بیان کیا ہر وہ سب صبر حاصل کرنے کی دوا ہے لیکن بیان تمثیلاً ایک نسخہ ہم بیان کرتے ہین کہ وہ نمونہ رہے اور ون کو اسی پر قیاس کرکے آدمی دریافت کر لیا کرے اے عزیز جانتو کہ ہم کہہ چکے ہین کہ باعث شہوت کے مقابلے مین باعث دین کے ثابت قدم رہنے کو صبر کہتے

اور یہ ان دونون باعثون مین لڑائی ہے جو شخص دو کو لڑا کر چاہتا ہے کہ انمین سے ایک غالب آجائے تو اوسکی تدبیر یہ ہوتی ہے کہ جسکا غلبہ چاہتا ہے اوسے قوت اور مدد دیتا ہے اور دوسری کو ضعیف کرتا ہے اور اوسکی مدد چھین لیتا ہے اب اگر کسیکو جماع کی شہوت اسقدر غالب ہوگئی کہ وہ فرج کو نہین بچا سکتا اگر ہو سکے تو آنکھ کو نظر سے دل کو خیال سے باز رکھے اور باز نہین رکھہ سکتا اور صبر نہین کر سکتا ہے تو یہ تدبیر ہے کہ پہلے باعث شہوت کو ضعیف کرے ضعیف کرنا تین طرح سے ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہو کہ اچھے کھانے سے شہوت زور کرتی ہے تو اوسکی مدد چھین لے اور روزے رکھے رات کو تھوڑی سی روکھی روٹی کھا لیا کرے گوشت اور مقوی کھانا ہرگز نہ کھائے دوسرے یہ کہ جن سببون سے شہوت کی آگ بھڑکتی ہے اونکا سدباب کرے اگر اچھی صورت دیکھنے سے یہ آگ بھڑکتی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ عزلت اختیار کرے اور آنکھ کو نگاہ رکھے اور جہان رنڈیان لونڈے آتے ہین وہان نہ ٹھہرے تیسرے یہ کہ فعل مباح سے تسکین دے تاکہ اوسکے سبب سے شہوت حرام سے رہائی پائے یہ سکون شہوت نکاح کرنے سے حاصل ہوتا ہے اکثر لوگ بے نکاح کیے ہوے شہوت حرام سے نہین چھوٹتے نفس کی مثال سرکش چارپائے کی سی ہے وہ اسطرح پر دھیرا کیا جاتا ہے کہ یا تو اوسکا دانہ چارہ موتوف کرتے ہین کہ وہ رام ہو جائے یا یہ کہ دانہ چارا اوسکے سامنے سے دور کرتے ہین تاکہ وہ دیکھے ہی نہین یا جسقدر دانے چارے سے اوسکی تسکین ہو اوسقدر دیتے ہین شہوت کے بھی یہی تین علاج ہین یہ تو باعث شہوت کا ضعیف کرنا ہے اور باعث دین کا قوی کرنا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اوسے شہوت کے ساتھہ کشتی لڑنے کے فائدے کا لالچ دے یا اون حدیثون مین غور و تامل کرے جنمین شہوت سے صبر کرنیوالون کا ثواب لکھا ہے جب اس بات پر ایمان قوی ہو جائیگا کہ شہوت کا مزہ دم بھر کا ہے اور سلطنت ابد مدت صبر کرنے کا ثمرہ ہے تو باعث دین بھی اس ایمان کی قوت کے قدر قوی ہو جائیگا دوسرے یہ کہ باعث دین کو مخالفت شہوات کا بتدریج عادی کرے حتی کہ وہ دلیر ہو جائے اسواسطے کہ جب کوئی شخص چاہے کہ مین قوی ہو جاؤن تو اوسے چاہیے کہ قوت آزمائی کرے اور تھوڑی تھوڑی زور آوری کا کام کرنا شروع کرے اور ذرہ ذرہ بڑھاتا جائے اور جو شخص کسی مرد قوی کے ساتھہ کشتی لڑنے کا قصد رکھتا ہو اوسے چاہیے کہ پہلے اون لوگون سے کشتی لڑے جو بہت کم زور ہون اور زور آزمائی کرے کہ اس تدبیر سے قوت زیادہ ہوتی ہے اسیوجہ سے جو لوگ سخت کام کرتے ہین اونکو قوت بڑی ہوتی ہے تو سب کامون مین صبر حاصل کرنیکی یہی تدبیر ہے

شکر کی فضیلت اور حقیقت کا بیان اے عزیز جانتو کہ شکر ایک بزرگ مقام ہے اور اوسکا مرتبہ بلند ہے ہر ایک اوس تک نہین پہونچ سکتا اسیواسطے حق سبحانہ تعالے نے فرمایا ہے وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ اور ابلیس نے آدمی پر طعن کرکے کہا لَا تَجِدُ اَکْثَرَھُمْ شَاکِرِیْنَ یعنی انمین سے اکثر شاکر نہین ہین اے عزیز جانتو کہ ہمنے جن صفات کو منجیات کہا ہے اونکی دو قسمین ہین ایک قسم راہ دین کے مقدمات مین سے ہے فی نفسہ مقصود نہین ہے اسواسطے کہ توبہ صبر خوف زہد فقر محاسبہ یہ سب ایک بڑے کام کا وسیلہ ہین جو اسکے علاوہ ہے دوسری قسم مقاصد اور نہایات ہین یہ فی نفسہ مقصود

ہین جو دوسرے کام کا وسیلہ ہونے کے واسطے نہین ہین جیسے محبت شوق رضا توحید توکل شکر بھی ان ہی مین سے ہے اور جو چیز کہ بنفسہٖ مقصود ہوتی ہے وہی آخرت مین باقی رہیگی شکر بھی اوسی مین داخل ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تو شکر کو آخر کتاب مین بیان کرنا واجب تھا لیکن چونکہ صبر کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے اسواسطے یہان بیان کیا گیا اور شکر کا درجہ بزرگ ہونے کی علامت یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے اوسے اپنے ذکر کے ساتھ ملاکر ذکر کیا اور فرمایا فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کھانا کھائے اور شاکر رہے اوسکا درجہ اوس شخص کے درجہ کے برابر ہے جو روزہ رکھے اور صابر رہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب یہ ندا کیجائیگی کہ لِیَقُمِ الْحَمَّادُوْنَ تو کوئی نہ اوٹھیگا مگر وہ شخص جو ہر حال مین خدا کا شکر بجالایا ہو جب مال جمع کرنیکی ممانعت مین یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ الآیۃ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر مال مین سے کیا جمع کرین فرمایا زبان ذاکر دل شاکر عورت مومنہ یعنی دنیا مین سے ان ہی تین چیزون پر قناعت کر کہ خدا کے ذکر اور شکر کی فراغت حاصل کرنے مین نیک جورو یار و مددگار رہتی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ شکر نصف ایمان ہے حضرت عطا رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خدمت سراپا عصمت مین مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا ام المومنین جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واہل بیتہ اجمعین کے عجائب حالات مین سے کچھ ارشاد کیجیے رو کر فرمایا کہ آپ کا وہ کونسا حال تھا جو عجیب نہ تھا پھر فرمانے لگین کہ ایک رات آپ میرے ساتھ سونے کے واسطے میرے اوڑھنے بچھونے مین آکر لیٹے حتی کہ آپ کا جسم نورانی بحالت عریانی میرے بدن سے ملا تھا کہ آپ نے فرمایا اسے عائشہ مجھے چھوڑ دے تاکہ مین جاکر اپنے خدا کی عبادت کرون مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ مین چاہتی ہون کہ آپ کے پاس ہون لیکن بسم اللہ آپ تشریف لیجائین پس آپ نے اوٹھکر مشک سے پانی لیا اور وضو کیا اور تھوڑا سا پانی بہایا پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے نماز پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے یہانتک کہ بلال آئے تاکہ آپ فجر کی نماز کے واسطے تشریف لیجائین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب آپکے تمام گناہ حق تعالی بخش ہی چکا ہے تو پھر آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین شکر گذار بندہ نہ ہون مین کیونکر نہ روؤن کہ یہ آیت میرے اوپر نازل ہوئی ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ یعنی عقلمند وہ لوگ ہین جو کھڑے بیٹھے لیٹے خدا کی یاد مین مشغول رہتے ہین اور زمین آسمان کے عجائب ملکوت کو نظر فکر سے دیکھتے ہین اور درجہ پانے کی خوشی سے روتے ہین خوف سے نہین جیسا کہ لوگون نے روایت کی ہے کہ ایک پیغمبر علیہ السلام ایک چھوٹے سے پتھر کی طرف گذرے اوس مین سے بہت پانی بہ رہا تھا اونھین تعجب آیا حق سبحانہ تعالی نے اوس پتھر کو گویا کیا وہ کہنے لگا کہ جب سے مین نے یہ خبر سنی ہے وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنی آدمی اور پتھر دوزخ کا ایندھن ہونگے تب سے مین اسیطرح رو رہا ہون اون پیغمبر صاحب نے دعا کی اور عرض کیا کہ بار خدایا اس پتھر کو خوف سے بیخوف کر دے اونکی دعا قبول ہوگئی پھر جو اوسکی طرف گذرے تو پھر اوسیطرح

پانی بیٹھے دیکھا پوچھا کہ بھلا اب تو کیون روتا ہے اوسنے جواب دیا کہ وہ خوف کا رونا تھا یہ شکر کا رونا ہے تھی آدمی کے دلکی
مثال ہے کیونکہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے آدمی کو چاہیے کہ روتا رہے کبھی تو رنج کے مارے کبھی خوشی کے سبب سے
تاکہ اوسکا دل نرم ہوجاوے **شکر کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جانتو کہ یہ تو ہم کہی چکے ہین کہ دین کے سب مقامات اور مقامات
کی تین ہی اصلین ہین علم حال عمل علم اصل الاصول ہے اس سے حال پیدا ہوتا ہے اور حال سے عمل پیدا ہوتا ہے
اسیطرح نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے پہچاننا شکر کا علم ہے اور اوس نعمت کے سبب سے دل کی خوشی حال ہے اور اوس
نعمت سے منعم حقیقی کو جو کام مقصود ہے نعمت کو اوس کام مین لانا عمل ہے یہ عمل دل سے بھی تعلق رکھتا ہے زبان سے
بھی بدن سے بھی جب تک یہ سب معلوم ہوگا تب تک شکر کی حقیقت بھی نہ معلوم ہوگی علم یہ ہے کہ تو یہ پہچان لے کہ جو نعمت
تجھے ملی ہے وہ حق تعالی ہی نے دی ہے اوس نعمت کے دینے مین خدا کا کوئی شریک نہین جب تک تو کسی درمیانی سبب کو
دیکھتا ہے اور اوسکی طرف ٹکٹکی باندھے ہے اور جانتا ہے کہ نعمت دینے مین اسے بھی کچھ دخل ہے تب تک یہ معرفت
اور شکر ناقص اور ناتمام ہے اگر بادشاہ تجھے خلعت دے اور تو جانے کہ یہ وزیر کی عنایت سے ملا ہے تو تیرا شکر بادشاہی
کے واسطے نہوگا بلکہ کچھ وزیر کے واسطے ہوگا اور تیری خوشی بالکل بادشاہی سے نہوگی لیکن اگر تو یہ جانیگا کہ حکم سلطانی سے
تجھے خلعت ملا اور حکم قلم اور کاغذ کے ذریعے سے ہوا تو یہ جاننا شکر مین کچھ نقصان نہین لاتا اسواسطے کہ تو یہ جانتا ہو کہ قلم اور کاغذ مسخر ہین خلعت
دینے مین انہین کچھ بھی دخل نہین بلکہ اگر تو جانیگا کہ خزانچی نے تجھے خلعت پہونچایا ہے تو بھی شکر مین کچھ نقصان نہوگا کیونکہ خزانچی کو
کچھ اختیار نہین ہوتا وہ مسخر ہوتا ہے بادشاہ جب اوسے حکم دیتا ہے تو وہ خلاف نہین کرسکتا اگر حکم نہین دیتا ہے تو وہ کچھ
دے بھی نہین سکتا خزانچی بھی قلم کے مانند ہے علی ہذا القیاس اگر دہی زمین کی نعمت کو تو مینہ کے سبب دیکھے اور مینہ کو بدلی
کے باعث سے جانے اور کشتی مین نجات باد موافق کے سبب سے سمجھے تو ٹھیک اور درست شکر تجھسے نہ ادا ہوگا لیکن
اگر تو یہ سمجھیگا کہ ابر مینہ ہوا آفتاب ماہتاب ستارے اور جو کچھ ہے سب خداوند کریم کے قبضۂ قدرت مین اسیطرح مسخر ہین جیسے
لکھنے والے کے ہاتھ مین قلم کیونکہ قلم خود کچھ نہین کرسکتا تو یہ سمجھنا شکر مین کچھ نقصان نہین لاتا اگر تجھے کوئی نعمت آدمی کے
ہاتھون پہونچے اور تو اوسی آدمی کو خداوند نعمت جانے تو یہ حماقت ہے اور شکر کے مرتبے سے حجاب اور بعد کی علامت
ہے بلکہ تجھے یہ جاننا چاہیے کہ اوس آدمی نے اس سبب سے تجھے نعمت دی کہ حق سبحانہ تعالی نے اوسپر ایک سزاول
بھیجا اوس سزاول نے زبردستی اوس سے وہ نعمت تجھے دلوائی اوسنے ہر چند چاہا کہ اوس سزاول کے خلاف کرے مگر نکرسکا
اور اگر اوسکے خلاف کرسکتا تو ایک حبہ تجھے نہ دیتا سزاول وہ قصد ہے جو حق تعالی نے اوسکے دل مین پیدا کرکے یہ امر
اوسکے پیش نظر کردیا کہ تیری سعادت دارین اسی مین ہے کہ یہ نعمت تو اوسے دیدے حتی کہ اوسنے اس طمع سے کہ دنیا یا عقبی
مین اپنی مراد کو پہونچیگا وہ نعمت تجھے دیدی اور حقیقت مین اوسنے وہ نعمت اپنے ہی تئین دی ہے کیونکہ اوسے اپنی
مراد بر آنے کا وسیلہ کیا اور تجھے خدا ہی نے وہ نعمت دی کہ اوسپر ایسا سزاول تعینات کردیا اور اوسے اسکے عوض مین

کوئی غرض نہین ہے پس تو نے جب یہ حقیقت یہ جان لیا کہ سب آدمی خزانچی کے مانند ہین اور خزانچی اسباب درمیانی ہین قلم کے مانند ہے اور کسی کے قبضۂ قدرت مین کچھ بھی نہین ہے مگر خدا ہی زبر دستی اونہین حکم فرماتا ہے تب تو اوس نعمت کے سبب سے حق تعالی کا شکر کر سکیگا بلکہ یہ سمجھنا عین شکر ہے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے مناجات مین سوال کیا کہ بار خدایا حضرت آدم کو تو نے اپنے دست قدرت سے پیدا کر کے اونکے تئین یہ نعمتین عنایت فرمائین اونھون نے کسطرح تیرا شکر ادا کیا ارشاد ہوا کہ آدم نے یہ جانا کہ وہ نعمتین سب میری ہی جانب سے ہین اوسکا یہ جاننا ہی شکر تھا العزیز جانو کہ معرفت ایمان کی بہت سی راہین ہین پہلی راہ تقدیس ہے کہ تو یہ جان لے کہ مخلوقات کی سب صفتون سے اور جو کچھ وہم وخیال مین آتا ہے اوس سے حق سبحانہ تعالی پاک اور منزہ ہے اسکو سبحان اللہ کہکے تعبیر کرتے ہین دوسری توحید ہے کہ تو یہ جان لے کہ حق سبحانہ تعالی اس پاکی کے ساتھ یگانہ ہے کوئی اوسکا شریک نہین اسکو لا الہ الا اللہ کہکے تعبیر کرتے ہین تیسری تحمید ہے یعنی تو یہ جان لے کہ جو کچھ ہے سب اوسی سے ہے اوسیکی نعمت سب ہے اسکو الحمد للہ کہکے تعبیر کرتے ہین تیسری ان دونون سے بڑھکر ہے کہ وہ دونون معرفتین اسکے تحت مین ہین اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ دس حسنات ہین اور لا الہ الا اللہ بیس اور الحمد للہ تیس اور یہ حسنات یہ کلمات نہین ہین جو زبان سے نکلتے ہین بلکہ وہ معرفتین ہین جنسے یہ کلمات عبارت ہین علم شکر کے یہی معنی ہین اور حال شکر وہ فرحت ہے جو اس معرفت سے دل مین پیدا ہو اسواسطے کہ جو شخص کسی سے نعمت پاتا ہے اوس سے خوش ہوتا ہے یہ خوشی تین وجہ سے ہوسکتی ہے ایک تو نعمت پانیوالا اس وجہ سے خوش ہو کہ اوسے اس نعمت کی حاجت تھی اور نعمت پانے سے اوسے اعانت ملی یہ شکر نہین ہے کیونکہ اگر کوئی بادشاہ سفر کو جانے لگے اور اپنے نوکر کو گھوڑا عنایت کرے اگر یہ نوکر اس وجہ سے خوش ہو کہ اوسے گھوڑے کی حاجت تھی اور گھوڑا پایا تو یہ خوشی بادشاہ کا شکر نہوگی اسواسطے کہ اگر یہ گھوڑا صحرا مین پاتا جب بھی یہی خوشی حاصل ہوتی دوسرے یہ کہ وہ اس وجہ سے خوش ہو کہ بادشاہ نے یہ گھوڑا دیکر مجھپر عنایت فرمائی یہ سمجھکر اور نعمتون کا امیدوار رہے اگر یہ گھوڑا صحرا مین پاتا تو یہ خوشی نہوتی اسواسطے کہ یہ خوشی منعم کے سبب سے منعم کے واسطے نہین ہے بلکہ امید انعام کے لیے ہی یہ منجملہ شکر تو ہے مگر ناقص ہے تیسرے یہ کہ وہ اس وجہ سے خوش ہو کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بادشاہ کے حضور مین جاسکیگا تاکہ اوسکی زیارت کرے اسکے سوا اور کچھ نہین چاہتا تو یہ خوشی بادشاہ کے واسطے ہے اور یہ پورا شکر ہے اسیطرح جس شخص کو حق تعالی نے کوئی نعمت عنایت فرمائی اور وہ اوس نعمت ہی کے سبب سے خوش ہوا منعم کے سبب سے نہین تو یہ شکر نہوگا اور اگر منعم کے سبب سے تو خوش ہوا مگر اسواسطے کہ یہ نعمت دنیا اوسکی رضامندی اور عنایت کی دلیل ہے تو یہ شکر ہوگا مگر ناقص اور اگر اس سبب سے خوش ہو کہ یہ نعمت فراغت دین کا سبب ہوگی حتی کہ وہ علم اور عبادت مین مشغول ہوگا اور منعم حقیقی کا قرب ڈھونڈھیگا تو یہ کمال شکر ہے اسکی علامت یہ ہے کہ دنیا کی جو چیز اوسے اون عادتون سے باز رکھے اوسکے سبب سے اندوہگین رہے اوسے نعمت ہی نجانے بلکہ اوس چیز کے چھن جانے کو نعمت سمجھکر اوسپر شکر کرے پس جو چیز راہ دین مین اوسکی یار و مددگار نہو اوسکے سبب سے خوش نہو

اسواسطے حضرت شبلی قدس سرہ نے کہا کہ شکر کے یہ معنی ہین کہ تو نعمت کو دیکھے جس شخص کو محسوسات کے سوا اور کسی چیز مین مزہ نہو
جیسے آنکھ فرج پیٹ ہی کی شہوت مین مزہ ہو اوس سے یہ شکر ادا ہونا ممکن نہین پس دوسرے درجے سے تو کم رہے اسواسطے کہ پہلا درجہ
تو شکر ہی نہین ہے اور عمل شکر دل زبان بدن سے ہوتا ہے دل سے یون ہوتا ہے کہ سبھون کا بھلا چاہے کسی کی نعمت
دیکھکر حسد نکرے زبان سے یون ہوتا ہے کہ بہرحال شکر کرے اور الحمد للہ کہے اور منعم کے سبب سے خوشی ظاہر کرے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے عرض کیا کہ بخیریت ہون الحمد للہ فرمایا مین یہی بات ڈھونڈھتا تھا
اگلے بزرگ جو ایک دوسرے سے احوال پرسی کرتے تھے اونکا مطلب یہی ہوتا تھا کہ جواب شکر کے ساتھ ہو تا کہ کہنے والا اور سننے والا
دونون ثواب مین شریک ہون جو شخص شکایت کریگا گنہگار ہوگا گو کہ مصیبت اور بلا مین مبتلا ہو اس سے زیادہ اور کیا بری بات
ہوگی کہ بندۂ ناچیز خداوند عالم کا شکوہ دوسرے بندۂ عاجز سے کرے جسے ذرہ بھی اختیار نہین بلکہ مصیبت اور بلا پر آدمی
کو شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ شاید وہ اوسکی سعادت کا سبب ہو اگر شکر نہ کر سکے تو صبر ہی کرے اور بدن سے یون
عمل ہوتا ہے کہ سب اعضا حق تعالی کی طرف سے نعمت ہین اونھین اوسکے کام مین مصروف رکھ جسکے واسطے حق تعالی نے
اونھین پیدا کیا سب اعضا کو خداوند کریم نے آخرت کے واسطے پیدا کیا ہے اور تجھسے اس امر کو پسند کرتا ہے کہ تو
آخرت کے کامون مین مشغول رہ جب تو نے اس نعمت کو اوسکے محبوب اور پسندیدہ کام مین صرف کیا تو باوصف
اسکے کہ اوسے اس کام مین کچھ حظ اور حصہ نہین ہے کیونکہ وہ اس سے منزہ اور پاک ہے مگر تو نے اوسکا شکر ادا کیا
اسکی مثال یہ ہے کہ مثلاً کسی بادشاہ کو اپنے کسی غلام کے حال پر نظر عنایت ہوا اور وہ غلام بادشاہ سے دور ہو بادشاہ
اوسکے واسطے گھوڑا اور زادراہ بھیجے تا کہ وہ بادشاہ کی حضوری مین حاضر ہو اور مقرب ہو کر عزت وحشمت حاصل کرے
اور بلند مرتبہ پائے بادشاہ کو اوس غلام کی دوری اور نزدیکی اپنے حق مین یکسان ہو کہ اوسکی مملکت مین اوس غلام کے
آنے سے نہ کچھ بڑھ جائیگا نہ آنے سے کچھ گھٹ جائیگا مگر یہ امر غلام ہی کے واسطے چاہتا ہے کہ اوسکی بھلائی ہو کیونکہ
جب بادشاہ سخی اور کریم ہوتا ہے تو تمام خلق کی بھلائی اور بہبودی چاہتا ہے یہ بہبودی چاہنا خلق کے واسطے ہوتا ہے
اپنے واسطے نہین پس اگر وہ غلام گھوڑے پر سوار ہو کر در دولت کی طرف متوجہ ہوا اور زادراہ خرچ کرے تو اوسنے گھوڑے
اور زادراہ کی نعمت کا شکر ادا کیا اور اگر گھوڑے پر چڑھکر در دولت کی طرف پیٹھ کرلے حتی کہ اور بھی دور ہو جاتے تو اوسنے
کفران نعمت کیا اور اگر گھوڑے اور زادراہ کو بیکار چھوڑ دے نہ در دولت سے نزدیک ہو نہ دور تو بھی کفران نعمت ہوگا
مگر اوسقدر نہ ہوگا اسیطرح مالک الملوک کی نعمت کو بندہ اگر اوسکی عبادت مین صرف کریگا تا اوسکے درجۂ قرب سے سرفراز
ہو تو وہ شکرگذار ہوگا اور اگر گناہ مین صرف کریگا تا کہ اوس سے اور زیادہ دور ہو جائے تو کفران نعمت کریگا اور اگر مباح عیش و
عشرت مین صرف کریگا تا کہ بیکار چھوڑ دے تو بھی کفران نعمت کریگا اگرچہ اوسقدر نہو جب یہ معلوم ہوا کہ ہر نعمت کا شکر
یہی ہے کہ بندہ اوسے حق تعالی کے محبوب ومرغوب کام مین صرف کرے تو یہ امر کوئی نہین کر سکتا مگر وہ شخص جو حق تعالی

کے محبوب و مرغوب کاموں کو اون کاموں سے تمیز کر سکے جو خداوند کریم کے نزدیک مکروہ اور برے ہین یہ بہت باریک علم
ہے جب تک ہر چیز مین آدمی یہ پہچانیگا کہ اسکے پیدا کرنے مین کیا حکمت ہے تب تک نہ معلوم ہوگا ہم چھوٹی چھوٹی چند مثالون
مین اس امر کو اشارۃً بیان کرتے ہین اگر کوئی زیادہ تفصیل چاہے تو احیاء العلوم مین ڈھونڈھے اسواسطے کہ اس کتاب مین
اس سے زیادہ کی گنجائش نہین **کفران نعمت کا بیان** ایعزیز جانتو کہ ہر ایک نعمت کا کفران یہ ہے کہ لوگ اوسے اوسکی
حکمت کی راہ سے پھیر دین اور جس کام کے واسطے حق تعالی نے اوس نعمت کو پیدا کیا ہے اوس کام مین اوسکے نہ صرف
کرین ایعزیز جانتو کہ خدا کی نعمت کو خدا کے محبوب و مرغوب کام مین صرف کرنا شکر ہے اور جو کام خدا کو مکروہ معلوم ہوتا ہو اوسمین صرف کرنا
کفران ہے اور مرغوب کام کو مکروہ کام سے شرع کے سوا اور کسی چیز سے آدمی مفصل نہین پہچان سکتا تو یہ امر ضرور ہے کہ خدا کی نعمت کو
اوسکی عبادت ہی مین صرف کرے جیسا کہ حکم ہے مگر جو لوگ اہل بصیرت ہین اونکے واسطے ایک راہ ہے اوس راہ سے بطریق نظر و استدلال
اور بسبیل الہام کامون کی حکمت کو پہچانتے ہین اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ جان لے کہ ابر پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ مینہ برسے
اور مینہ برسنے مین یہ حکمت ہو کہ گھانس اوگے اور گھانس اوگنے مین یہ حکمت ہو کہ جانورون کی غذا ہو اور آفتاب کے پیدا کرنے مین حکمت
ہے کہ دن رات ظاہر ہون تاکہ رات سکون اور آرام کے واسطے رہے اور دن معیشت اور دنیا کے کام کے لیے رہے یہ باتین
یا اور جو ایسی باتین ہین اونکی حکمت تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانتا ہے مگر آفتاب مین اسکے سوا اور بھی بہت سی حکمتین ہین لیکن اونمین ہر ایک
نہین پہچانتا اور آسمان پر بہت سے ستارے ہین کہ ہر ایک نہین جانتا کہ اونکو پیدا کرنے مین کیا حکمت الٰہی ہے جیسا کہ ہر ایک تو
جانتا ہو کہ ہمارے اعضا مین سے ہاتھ پکڑنے کے واسطے ہے پاون چلنے کے لیے آنکھ دیکھنے کے واسطے اور ممکن ہے کہ
یہ نجانے کہ جگر اور تلی کسواسطے ہے اور آنکھ مین دس پردے کیون پیدا کیے ہین پس ان حکمتون مین سے بعضی باریک ہوتی ہین بعضی
باریکتر کہ خاص لوگون کے سوا اور کوئی نہین جانتا اسکی تفصیل دراز ہے مگر اسقدر جاننا ضرور ہے کہ آدمی کو آخرت ہی کے واسطے
پیدا کیا ہے دنیا کے لیے نہین اور آدمی کا حصہ دنیا مین اسواسطے پیدا کیا ہو تاکہ راہ آخرت مین اوسکا توشہ ہو اور یہ گمان نکرنا چاہیے
کہ ہر چیز آدمی کے واسطے پیدا کی ہے تاکہ جس چیز مین اپنا فائدہ نہ دیکھے کہنے بیٹھے کہ خدا نے یہ چیز کیون پیدا کی ہے مثلاً یون کہنے بیٹھے
کہ خدا نے مکھی اور چیونٹی کیون پیدا کی ہین اور سانپ کو کیون پیدا کیا جاننا چاہیے کہ چیونٹی بھی تعجب کرتی ہو کہ حق تعالی نے آدمی کو کیون پیدا کیا ہو
جو بسبب اوسکے پاون کے تلے دبا کر مار ڈالتا ہے جیسا آدمی کو تعجب ہو ویسا اوسے بھی تعجب ہو بلکہ حق سبحانہ تعالی کے فیض اتم کو یہ لازم ہے کہ
جس چیز کا پیدا ہونا ممکن ہے سب اجناس انواع حیوانات نباتات معدنیات وغیرہ مین سے وہ بہت اچھی صورت سے پیدا ہو پھر جسقدر اپنی صورت
کے موافق درجات اور زینت اور آرائش چاہیے ہو پیدا کیجاتی اسواسطے کہ اوسکی سرکار ابد قرار مبدء فیوض ہے وہان منع اور بخل کو گنجائش نہین
اور جو کمال اور زینت و جمال پیدا نہین ہوتا وہ اسوجہ سے نہین ہوتا کہ محل اوسکے قابل نہین اوسکی ضد اور خلاف کے ساتھ مشغول ہے اور
شاید کہ وہ ضد کسی اور کام کے واسطے مقصود ہو کیونکہ یہ ممکن نہین کہ آگ پانی کی سردی اور لطافت کو قبول کرے کیونکہ گرم چیز سردی کو نہین
قبول کرتی اس لیے کہ سردی گرم چیز کی ضد ہو اور گرم چیز کی گرمی بھی مقصود ہو کہ اوس سے اوسکا زائل کر دینا بھی نقصان ہے حقیقت مین جس

طوبت ہو جیسا کہ مکھی پیدا کیا ہے اوس سے پیدا کیا ہے کہ مکھی اوس طوبت سے کاملتر ہی جو رطوبت اس کمال کے قابل تھی اور اس کمال ہونا نہیں تھا کیا باز رکھنا منجملہ بخل ہوتا مکھی اوس رطوبت سے باینوجہ کاملتر ہے کہ اوسمین حیات و قدرت اور حس حرکت اور اشکال عجیبہ اور اعضا غریب ہین کہ اوس رطوبت مین یہ کچھ نہ تھا اوس رطوبت سے آدمی کو اسواسطے نہین بنایا کہ اوس رطوبت مین آدمی کی خلقت کی گنجائش اور قابلیت نہ تھی اسواسطے کہ اوس رطوبت مین ایسی صفتین تھین جو اون صفات کی ضد ہین جو خلقت آدمی کے واسطے ضرور ہین اور مکھی کو جس جس چیز کی حاجت تھی اون چیزون سے اوسے باز نہین رکھا وہ چیزین یہ ہین پر بال ہاتھہ پاؤن آنکھہ منہ سر پیٹ وہ جگہہ جہان غذا جاے وہ ٹھکانا جہان غذا ٹھہر کر ہضم ہو وہ مقام جہان سے غذا باہر نکلے اور جو کچھہ تنگی لطافت سبکی اوسکے بدن کو چاہیے تھی وہ سب اوسے عنایت فرمائی چونکہ اوسے دیدار کی حاجت تھی اور اوسکا سر چھوٹا تھا پلک اور آنکھہ کی گنجائش نہ تھی تو بے پلک کے دو نگینے پیدا کیے تاکہ اوسمین صورتین دکھائی دین اور چونکہ پلک اسواسطے ہوتی ہے کہ جو گرد آنکھہ پر پڑے اوسے صاف کرے اور مصقلہ آئینے کے مانند رہے اور مکھی کے پلک نہ تھی تو اوسکے عوض مین دو ہاتھہ زیادہ پیدا کر دیے تاکہ ہر وقت ان دونون ہاتھون سے اون دونون نگینون کو صاف اور پاک کرتی رہتی ہے پھر دونون ہاتھہ ملا لیتی ہے تاکہ ہاتھہ سے گرد جھڑ جاے غرض اسکو بیان کرنے سے یہ مقصود ہے تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ حق سبحانہ تعالی کی عنایت اور مہربانی عام ہر آدمی ہی کے ساتھہ مخصوص نہین اسواسطے کہ ہر کیڑے بھنگے کو جو کچھہ چاہیے تھا سب تمام و کمال عنایت فرمایا ہے حتی کہ بھنگے کی بھی وہی صورت کی جو ہاتھی کی ہے یہ کیڑے مکوڑے آدمی کے واسطے نہین پیدا کیے ہین ہر ایک کو اوسی کے واسطے پیدا کیا ہے جسطرح تجھے تیرے ہی واسطے پیدا کیا ہو اسواسطے کہ تو اپنی خلقت کے قبل کوئی وسیلہ اور قرابت نہین رکھتا تھا کہ اوسکے سبب سے پیدا ہونیکا مستحق تھا کہ اور چیزین وہ وسیلہ نہین رکھتی تھین بخشش الہی اور اوسکا فیض نامتناہی کا دریا محیط ہے اوسمین سبھی چیزین ہین اوسمین ایک تو ہو ایک چیونٹی ہو ایک مکھی ہے ایک ہاتھی ہے ایک مرغ ہے اور علی ہذا القیاس انہین سے جو ناقص ہے اوسے کامل پیدا کر دیا ہے جو کچھہ روے زمین پر ہے اون سب مین آدمی کاملتر ہے تو خواہ نخواہ اکثر چیزین اوسپر فدا ہین لیکن زمین کے نیچے اور قعر دریا مین ایسی بہت چیزین ہین جنمین آدمی کا کچھہ حصہ نہین مگر اونکے ساتھہ بھی خلقت ظاہری اور باطنی مین وہی عنایت اور مہربانی فرمائی ہے شاید اونکے ظاہر و باطن مین اتنے نقش و نگار بنائے ہون کہ آدمی اوسکے سے عاجز آ جائین یہ جاننا اون علوم کے دریاؤن سے علاقہ رکھتا ہو جنمین اکثر علما بھی عاجز رہتے ہین اسکی تفصیل بیان کرنے مین طوالت ہو مقصود یہ ہے کہ تجھے اپنے تئین برگزیدگان جناب الہی مین سے شمار کرنا چاہیے حتی کہ سبکو اپنے واسطے ٹھہرا لے اور جس چیز مین تجھے فائدہ نہین ہے اوسے کہنے لگے کہ اسے کیون پیدا کیا اسمین تو کچھہ بھی حکمت نہین ہے جب تو نے یہ جان لیا کہ چیونٹی کو تیرے واسطے نہین پیدا کیا ہے تو یہ بھی جان لے کہ آفتاب ماہتاب ستارے آسمان فرشتے ان سبکو بھی تیرے واسطے نہین پیدا کیا ہے اگرچہ تجھے انمین سے بعض کے سبب سے نفع ہے جسطرح مکھی کو تیرے واسطے نہین پیدا کیا اگرچہ اوس سے تیرا فائدہ ہی کیونکہ اوسے اسواسطے مقرر کیا ہے کہ جس چیز مین بدبو ہو اور جو چیز سڑنے والی ہو اوسے کھائے تاکہ بدبو کم ہو جائے اور قسائی کو مکھیون کے واسطے نہین پیدا کیا ہے اگرچہ قسائی سے مکھیون کا فائدہ ہے تیرا یہ گمان کہ آفتاب ویسے ہی واسطے نکلتا ہو ایسا ہے جیسے مکھی کا یہ گمان کہ قسائی روز میرے ہی واسطے دکان لگاتا ہو کہ وہ اوسکی دکان مین خون اور نجاست خوب چھک کر کھاتی ہے جسطرح قسائی اور ہی کام کی طرف متوجہ رہتا ہو مکھی کے کام کا اوسے خیال بھی نہین آتا اگرچہ قسائی کے کام کے فضلات مکھی کی غذا اور حیات ہین اوسیطرح

آفتاب بھی یہی طواف اور اپنی گردش مین جناب الٰہی کی فرمانبرداری کی طرف متوجہ ہے تجھے یاد بھی نہین کرتا اگرچہ اوسکے نور کے فضلات سے تیری آنکھ روشن ہوجاتی اور اوسکی گرمی کے فضلات سے زمین کا مزاج معتدل ہوجاتا ہو حتی کہ روئیدگی جو تیری غذا ہے وہ اوگتی ہے تو جو چیز تجھسے علاقہ نہین رکھتی شکر کے معنی بیان کرنے مین اوسکی خلقت کی حکمت بیان کرنا ہمارے کچھ کام آئیگا اور جو چیزین تجھسے علاقہ رکھتی ہین وہ بھی بہت ہین سب نہین بیان کرسکتے چند مثالین بیان کرتے ہین ایک یہ کہ تیری آنکھ دو کامون کے واسطے پیدا کی ہے ایک تو یہ کہ تو اس جہان مین اپنی حاجتون کی راہ جانے دوسرے یہ کہ تو حق تعالیٰ کی عجیب صنعتون کا نظارہ کرے اور اونکے سبب سے اوسکی عظمت پہچانے جب کسی نامحرم کو دیکھیگا تو آنکھ کی نعمت کا کفران کیا بلکہ آنکھ کی نعمت آفتاب کے بغیر ناتمام ہے کیونکہ بے نور آفتاب کے تو نہین دیکھتا اور زمین و آسمان بغیر آفتاب ممکن نہین کیونکہ رات دن آسمان کے سبب سے ظاہر ہوتے ہین تو نامحرم کو دیکھنے سے آنکھ اور آفتاب کی نعمت کیا بلکہ آسمان زمین کی نعمت کا کفران ہے اسی سبب سے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے زمین و آسمان اوسپر لعنت کرتے ہین اور تجھے حق تعالیٰ نے ہاتھ اسواسطے عنایت کیے ہین تاکہ تو اونکے ذریعہ سے اپنا کام راست درست کرے کھانا کھاوے طہارت وغیرہ بجالاوے جب ہاتھ سے کسی کو ستاوے تو گناہ کریگا تو کفران نعمت کیا بلکہ مثلاً اگر داہنے ہاتھ سے استنجا کریگا اور بائین ہاتھ سے قرآن شریف لیگا تو بھی کفران نعمت کیا اسواسطے کہ حق تعالیٰ کی محبوب مرغوب کام سے تو باہر ہوگیا اسلیے کہ حق تعالیٰ کو عدل پسند ہے اور عدل یہ ہے کہ شریف شریف کے واسطے ہو اور حقیر حقیر کے واسطے اور دونون ہاتھون مین سے اکثر آدمیون کا ایک ہاتھ زور آور پیدا کیا ہے وہ ہی شریف ہے اور تیرے کام دو قسم پر ہین بعضے حقیر ہین بعضے شریف جو کام شریف ہے اوسے داہنے ہاتھ سے کرنا چاہیے جو کام حقیر ہے اوسے بائین ہاتھ سے کرنا چاہیے تاکہ عدل عمل مین آوے ورنہ بہائم کی طرح حکمت اور عدل کو تو اوٹھادیگا اور اگر قبلہ کیطرف منہ کرکے تھوکیگا تو قبلہ اور چارون طرف کی نعمت کا کفران کریگا کہ چارون سمت برابر نہین ہین حق سبحانہ تعالیٰ نے تیری ہی صلاح کے واسطے ایک سمت کو بزرگ کیا ہے تا عبادت مین تو اوسطرف منہ کرے اور وہ تیری تسلی و چین کا باعث ہو اوسطرف جو گھر بنایا اوسے اپنی طرف منسوب کیا اور تیرے واسطے حقیر کام بھی ہین جیسے پاخانہ جانا تھوکنا اور شریف کام بھی ہین جیسے وضو کرنا نماز پڑھنا اگر سب کامون کو برابر جانکر کریگا تو بہائم کے مانند زندگی کی ہوگی اور نعمت عقل جو عدل و حکمت ظاہر ہونے کی جگہ ہے اوسکا حق اور نعمت قبلہ کا حق باطل کیا ہوگا اور اگر مثلاً کسی درخت کی شاخ بالکل بے حاجت کے توڑیگا تو ہاتھ اور درخت کی نعمت باطل کی ہوگی اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اوس شاخ کو پیدا کیا اور اوسمین رگین اور ریشے بنائی ہین تاکہ وہ شاخ اپنی غذا لیوے اور اوسمین غذا کھانے کی قوت اور اور قوتین بھی کسی کام کو پیدا کی ہین کہ جب وہ شاخ کمال کو پہونچتی ہے تو اوس کام کی ہوتی ہے جب تو نے اوسکی ہانرنی کی تو ناشکرگزاری کی مگر جب تجھے اپنا کمال حاصل کرنیکو اوسکی حاجت ہو تو اوسکا کمال تیرے کمال پر صدقے ہے اسواسطے کہ ناقص کا کامل پر تصدق ہوجانا بھی عدل ہے اور اگر دوسرے کی ملک مین سے توڑیگا تو گو کہ تجھے حاجت بھی ہو مگر تو نے کفران نعمت کیا کیونکہ مالک کی حاجت تیری حاجت سے بہت مقدم اور اولیٰ ہے ہرچند کہ حقیقت مین کوئی چیز بندہ کی ملک نہین ہے مگر دنیا کی مثل ایسی ہے جیسے دسترخوان بچھا ہوا ہے اور دنیا کی نعمتین ایسی ہین جیسے دسترخوان پر کھانا چنا ہوا ہے اور خدا کے بندے گویا اوس دسترخوان پر مہمان بیٹھے ہین کہ اونمین سے کوئی کچھ ملک نہین رکھتا لیکن چونکہ ہر ایک لقمہ سبکو کفایت نہین کرتا تو ایک مہمان نے جو کچھ ہاتھ مین اوٹھا لیا یا منہ مین رکھ لیا تو دوسرے مہمان کو نہین پہونچتا کہ اوس سے چھین لیے بندے بس اتنی ہی چیز کے مالک ہین اور جسطرح مہمانون کو یہ نہین پہونچتا کہ کھانا اوٹھا کر ایسی جگہ رکھدین جہان کسیکا ہاتھ نہ پہونچے اوسطرح یہ امر بھی کسیکو لائق نہین

ہے کہ دنیا کا مال اپنی حاجت سے زیادہ رکھ چھوڑے اور خزانے مین داخل کرے اور محتاجون کو نہ دے مگر ظاہری فتوی مین
یہ حکم نہین ہے اسواسطے کہ کسیکی حاجت معلوم نہین ہوتی اگر ہم یہ راز کھولدین تو ہر ایک دوسرے کا مال چھین لے اور کہے کہ اوسے اسکی
حاجت نہین ہے تو یہ حکم بضرورت ہمنے چھوڑ دیا ہے لیکن حکمت کے برخلاف ہے اسواسطے مال جمع کرنے کے بارے مین نہی آئی ہے
خصوصًا غلہ جمع کرنے کے باب مین کہ وہ خلق کی غذا ہے اور جو شخص اس نیت سے جمع کریگا کہ غلہ گران ہو سکے تو بیچیگا بیچون وہ خدا کی
لعنت مین گرفتار ہوگا بلکہ جو اوسکی سوداگری کرکے غلہ کو غلہ کے بدلے سود کے طور پر بیچے جیسے ڈھیری وغیرہ لینے کی رسم ہے وہ ملعون
ہے اسواسطے کہ غلہ خلق کی غذا ہے جب اوسکی تجارت کرینگے تو وہ قید مین پڑجایگا محتاجون کو جلدی نہ پہونچیگا سونے چاندی
مین بھی یہ امر حرام ہے اسواسطے کہ حق تعالی نے دو حکمتون کے واسطے سونا چاندی پیدا کیا ہے ایک یہ کہ مال کی قیمت اوس سے
ظاہر ہوتی ہے اسواسطے کہ یہ کوئی نہین جانتا کہ ایک گھوڑا کئی غلامون کے عوض اور ایک غلام کے کپڑون کے بدلے بکیگا اور یہ
چیزین ایک کو دوسرے کے ہاتھ بیچنا ضرور ہے تو ایسی چیز کی حاجت پڑی کہ سب چیزون کو اوسپر قیاس کرکے سمجھ لین اسیواسطے
سونا چاندی پیدا کیا تاکہ اوس حاکم کے مثل ہو جو ہر چیز کی مقدار ظاہر کردیتا ہے جو شخص سونے چاندی کو خزانے مین رکھ چھوڑیگا
وہ ایسا ہے کہ گویا مسلمانون کے حاکم کو قید کیا اور جو شخص سونے چاندی کا لوٹا کٹورا بنائے وہ ایسا ہے کہ گویا مسلمانون کے حاکم کو بوجھ
اوٹھانے اور جولاہہ پن کرنے کا حکم کرے اسواسطے کہ لوٹا اسواسطے ہوتا ہے کہ پانی کو محفوظ رکھے یہ کام مٹی اور تانبے سے بھی ہو سکتا ہے دوسری
حکمت یہ ہے کہ سونا چاندی دو گوہر عزیز الوجود ہین انکے سبب سے ہر چیز ہاتھ آتی ہے اور سب لوگ اسکی رغبت کرتے ہین کیونکہ جو شخص سونا یا چاندی
رکھتا ہے وہ سب کچھ رکھتا ہے شاید کسی کے پاس کپڑا ہو اور غلہ کی حاجت رکھتا ہو اور جسکے پاس غلہ ہو اوسے کپڑے کی حاجت نہو کپڑے کے
بدلے غلہ نہ بیچے اسواسطے حق تعالی نے سونے چاندی کو پیدا کیا اور ہر دل عزیز کردیا تاکہ اوسکے سبب سے دنیا کے معاملے جاری ہین
اور سونا چاندی جو فی الحقیقت محتاج الیہ نہین ہے اوس سے حاجت کی سب چیزین حاصل ہون تو جب نفع کے بدلے سونا چاندی کے
عوض چاندی لوگ نفع سے بیچنے لگین تو دونون ایک دوسرے سے اٹک کر قید مین پڑجائینگے اور کام نکلنے کا وسیلہ نرہین گے تو یہ گمان نکرنا
چاہیے کہ شرع مین کوئی چیز حکمت اور عقل سے باہر ہے بلکہ جو چیز ہے وہ جیسی چاہیے ویسی ہی ہے لیکن بعضی حکمتین ایسی باریک ہین کہ پیغمبرون کے
سوا کوئی نہین جانتا اور بعض حکمتین ایسی ہین کہ بڑے بڑے عالمون کے سوا کوئی نہین پہچانتا جس عالم نے تقلیدًا کام اختیار کیے ہون وہ
ناقص ہے تا ہے اور عوام الناس کے قریب قریب ہوتا ہے عالم جب یہ حکمتین جان جاتا ہے تو جس چیز کو وہ مکروہ جانتے ہین اوسے یہ حرام جانتا ہے
حتی کہ ایک بزرگ زاہد کے سے بایان پاؤن پہلے جوتی مین ڈالدیا گیہون کے کئی گٹھے اس خطا کی کفارے مین دیے کوئی عامی اگر
کسی درخت کی شاخ توڑ لے یا قبلہ کیطرف تھوکے یا بائین ہاتھ سے قرآن شریف لے تو اوسپر اسقدر ہم اعتراض نکرینگے جسقدر خاص
لوگون پر کرتے ہین عامی سے جو ایسی بے ادبی ہوتی ہے تو اوسکے ناقص ہونے کے سبب سے ہوتی ہے کیونکہ وہ بہائم کے قریب قریب
ہے ان باتون کی تمیز نہین رکھتا اسواسطے کہ اوسکا احوال حکمت سے اتنی دور ہوتا ہے کہ ان دقائق کو وہ کچھ بھی نہین جانتا کیونکہ اگر جاہل
آدمی جمعہ کی اذان کے وقت کسی آزاد کو بیچے تو اوسپر عتاب نکرینگے کہ اسوقت بیع مکروہ ہے اس لیے کہ آزاد کو بیچنے کا گناہ اس

کرامت کو چھپا لیگا اگر معاذاللہ کوئی جاہل مسجد کی محراب مین قبلہ کی طرف بیٹھ کرکے قضای حاجت کرے تو قبلہ کیطرف بیٹھ جو کی اس سبب سے
اوسپر عتاب کرنیکا محل نہین ہا اسواسطے کہ وہ گناہ و برا ہے کہ یہ ذرہ سی خطا اوسمین پوشیدہ رہیگی اسواسطے عوام الناس کے ساتھ سہل انگاری
کیجاتی ہے اور ظاہری فتوی عوام ہی کے واسطے ہے سالک راہ آخرت کو ظاہری فتوی کی طرف نہ دیکھنا چاہیے آدمی ان دقائق کا لحاظ رکھے تاکہ
عدل و حکمت مین ملائکہ کے قریب ہو جاوے ورنہ سہل گرے مین عوام الناس کی طرح بہائم کے قریب قریب ہو جائیگا۔ **نعمت کی حقیقت**
کا بیان ایعزیز جانتو کہ جو چیز حق سبحانہ تعالی نے پیدا کی ہے وہ آدمی کے حق مین چار قسم پر ہے پہلی قسم وہ چیز ہے جو دنیا اور آخرت
دونون مین مفید ہے جیسے علم اور نیک خلق درحقیقت اس جہان مین یہی نعمت ہے دوسری قسم وہ چیز ہے جو دونون جہانمین نقصان کا سبب ہو
جیسے نادانی اور بدخوئی حقیقت مین بلا یہی ہے تیسری قسم وہ چیز ہے جس سے اس جہان مین لذت ہو اور اوس جہان مین رنج جیسے نعمت دنیا کی
کثرت اور آدمی کا اوس سے بہرہ یاب ہونا یہ احمقون کے نزدیک نعمت ہے اور عقلمندون اور عارفون کے نزدیک بلا اور مصیبت ہے اسکی مثل ایسی ہے
جیسے کوئی بھوکا آدمی شہد پا جاوے اور اوسمین زہر ملا ہوا گر احمق ہے اور یہ نہین جانتا کہ اسمین زہر ملا ہے تو اوسی نعمت سمجھیگا اگر عقلمند ہوگا تو اوسے
بلا سمجھیگا چوتھی قسم وہ چیز ہے جس سے اس جہان مین رنج و اذیت ہے اور اوس جہان مین عیش و راحت ہے وہ ریاضت ہے اور نفس و شہوت کی مخالفت ہے
یہ عارفون کے نزدیک نعمت ہے جیسے بیمار عاقل کے نزدیک کڑوی دوا اور احمقون کے نزدیک بلا اور مصیبت ہے **فصل** ایعزیز جانتو کہ دنیا کے
اکثر اسباب ملے جلے ہین اونمین بعضے برے ہین بعضے بھلے ہین ضرر سے زیادہ جسکی منفعت ہے وہی نعمت ہے یہ کیفیت لوگون کے حال کے ساتھ
بدلتی رہتی ہے اسواسطے کہ جو مال بقدر کفایت ہوتا ہے اکثر لوگون کے حق مین اوسکا نفع زائد از مضرت ہوتا ہے اور کوئی آدمی ایسا ہوتا کہ
ذرا سا مال بھی اوسے نقصان کرتا ہے کہ اسکے سبب سے اوسکی حرص زیادہ ہو جاتی ہے اگر کچھ بھی مال نرکھتا ہوتا تو طمع اور لالچ سے بچا رہتا اور
کوئی آدمی ایسا کامل ہوتا ہے کہ بہت مال بھی اوسے ضرر نہین کرتا حاجتمندون کو عندالحاجت دے سکتا ہے پس اس سبب سے جاننا چاہیے کہ ایک
چیز کا ایک آدمی کے حق مین نعمت ہونا اور اوسی چیز کا دوسرے کے حق مین بلا ہونا روا ہے **فصل** ایعزیز جانتو کہ جس چیز کو لوگ نیک جانتے ہین تین
حال سے خالی نہین یا فی الحال خوش آتی ہے یا آئندہ مفید ہوگی یا فی نفسہ نیک ہے اور جس چیز کو بُری جانتے ہین وہ یا بالفعل ناپسندیدہ ہے یا آئندہ مضر
ہوگی یا فی نفسہ بُری ہے پس وہ چیز نہایت نیک ہے جسمین یہ تینون صفتین پائی جائین خوش بھی آتے نیک بھی ہو مفید بھی ہو وہ نہین ہے
مگر علم و حکمت اسکے مقابلہ مین جہل کمال درجے بری چیز ہے کہ ناپسندیدہ بھی ہے مضر بھی ہے برا بھی ہے ایعزیز جانتو کہ علم سے بہتر
کوئی چیز نہین ہے مگر اوسی کے نزدیک جسکا دل بیمار نہو اور جہل فی الحال دکھہ دینے والا اور ناپسندیدہ ہے کیونکہ جو شخص ایک چیز نہ جانتا ہو اور
چاہے کہ جانون تو اوس وقت اپنی جاہل کو دکھہ درد سمجھتا ہے جاتا ہے اور جہل بُرا ہے کہ کھلی ہوئی برائی اوسمین نہین ہے لیکن برائی پیدا کرتا ہے اسواسطے کہ دل کی صورت
بگاڑ دیتا ہے یہ بات کھلی ہوئی برائی سے بھی بدتر ہے اور کوئی چیز نافع ہوتی ہے مگر ناگوار معلوم ہوتی ہے جیسے تمام ہاتھہ ضائع ہو جانے کے
خوف سے اونگلی کاٹ ڈالنا اور وہ چیز ایک وجہ سے مفید ہوتی ہے ایک وجہ سے مضر جیسے کوئی شخص کشتی ڈوبتے وقت اپنی جان بچانے
کے واسطے مال نکال کر دریا مین پھینکدے **فصل** لوگ کہتے ہین کہ جو چیز خوش معلوم ہوتی ہے وہی نعمت ہے حالانکہ خوشی اور لذتون کے
تین درجے ہین ایک وہ جو نہایت بدتر اور خسیس تر ہے وہ پیٹ اور فرج کی لذت ہے اکثر خلق اسی لذت کو جانتی ہے اور اسی مین مشغول رہتی

اور جو کچھ تلاش کرتی ہے اسیواسطے تلاش کرتی ہے اس لذت کے برے ہونے پر دلیل یہ ہے کہ سب بہائم اسمین شریک ہین اور اس بات مین آدمی سے
بڑہے ہوئے ہین اسواسطے کہ حیوانات کی خورش اور جفتی آدمی کی غذا اور مباشرت سے زیادہ ہے بلکہ مکھی چیونٹی کیڑے سبھی اس لذت مین آدمی
کے شریک ہین جب کوئی اپنے تئین بالکل اسی لذت کے حوالہ کردے تو اوسنے حشرات الارض کے مرتبہ پر قناعت کی دوسرا درجہ غلبہ اور ریاست
اور دوسرون پر فوقیت پانیکی لذت ہے یہی غصہ غضب کی قوت ہے یہ اگرچہ پیٹ اور فرج کی لذت سے بہتر ہے مگر پھر بھی بری چیز ہے کیونکہ اس
بات مین بعضے حیوانات آدمی کے شریک ہین جیسے شیر چیتا انھین غلبہ اور حملہ کرنے کی حرص ہے تیسرا درجہ علم و حکمت اور حق تعالی کی معرفت
اور عجیب عجیب صنعتون کے پہچاننے کی لذت ہے یہ لذت نہایت بہتر ہے اسواسطے کہ کسی جانور کو نہین ہوتی یہ ملایکہ کی صفت ہے بلکہ حق تعالی
کی صفتون مین سے ہے جس شخص کو ان ہی چیزون مین لذت ہے اسکے سوا اور کسی چیز مین لذت نہین وہ کامل ہے اور جسے ان چیزون مین کچھ
بھی لذت نہین وہ ناقص ہے بلکہ بیمار اور ہلاک ہونیوالا ہے اکثر مسلمان ان ہی دو قسمون سے ہوتے ہین بلکہ ان چیزون کی لذت بھی پاتے
ہین اور اور چیزون کی بھی جیسے ریاست اور شہوت کی لذت مگر جس شخص پر معرفت کی لذت غالب ہوتی ہے اور دوسری چیز کی لذت
اوسمین پوشیدہ اور مغلوب ہوجاتی ہے وہ شخص درجۂ کمال سے نزدیکتر ہوتا ہے اور جسپر دوسری لذت غالب ہوتی ہے اور یہ تکلیف سے
ہوتی ہے وہ اگر اس لذت کے غالب ہوجانے کی کوشش نکرے تو درجۂ نقصان سے نزدیکتر ہوتا ہے نیکیون کا پلہ بھاری ہوجانے کے یہی معنے
ہین **نعمت کے سب اقسام اور درجات کا بیان** ای عزیز جان تو کہ نعمت حقیقی سعادت آخرت ہے اسواسطے کہ وہ بالذات مطلوب
ہے اپنے سوا دوسری نعمت کا وسیلہ نہین یہ چار چیزین ہین ایک وہ بقا جسمین فنا کو دخل ہی نہو دوسری ایسی خوشی جسمین رنج سے کچھ لوث نہو
تیسری وہ علم اور کشف جو جہل و ظلمت کی کدورت سے پاک صاف ہو چوتھی وہ استغنا جس مین فقر اور محتاجی کی گنجایش ہی نہو ان چار ون
چیزون کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو جناب الہی کے جمال بیمثال کی لذت اسطرح مدام حاصل رہے کہ ملال اور زوال اوسمین دخل ہی نہ پاسکے نعمت حقیقی
بس یہی ہے اور جس چیز کو دنیا مین نعمت جانتے ہین تو اسی واسطے جانتے ہین کہ وہ سعادت آخرت کا وسیلہ ہوتی ہے فی نفسہ مطلوب
نہین ہے اور پوری نعمت وہی ہے جس سے سعادت آخرت ڈہونڈہین اور کچھ نہین اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
اَلعَیشُ عَیشُ الاٰخِرَۃِ ایکبار نہایت رنج اور سختی کے وقت آپنے یہ کلمہ فرمایا تاکہ رنج دنیا سے اپنے تئین تسکین دین اور ایک مرتبہ نہایت خوشی
کے وقت حج وداع مین کہ دین کامل ہوچکا تھا اور تمام خلق آپکی طرف متوجہ تھی آپ اونٹ پر سوار تھے لوگ آپسے حج کے مسائل پوچھتے تھے جب
آپ نے اس کمال دین کو ملاحظہ فرمایا تو یہ کلمہ زبان مبارک پر آیا تا آپ کا دل حق منزل لذت دنیا کی طرف نگاہ نکرے ایک شخص نے کہا اَللّٰھُمَّ
اِنِّی اَسْئَلُکَ تَمَامَ النِّعْمَۃِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا اے شخص تو جانتا بھی ہے کہ پوری نعمت کیا ہے اوسنے عرض کیا نہین فرمایا کہ
پوری نعمت یہ ہے کہ تو بہشت مین جائے اور جو نعمتین دنیا مین ہوتی ہین اونمین سے جو وسیلۂ آخرت نہین ہے وہ حقیقت مین نعمت نہین ہے
اور جو وسیلۂ آخرت ہے وہ سولہ چیزین ہین چار دل مین چار بدن کے اندر چار بدن کے باہر چار ان بارہ کو جمع کرنے مین چار جو دل مین
ہین وہ علم مکاشفہ علم معاملہ عفت عدل ہے علم مکاشفہ تو یہ ہے کہ آدمی حق تعالی کو اور اوسکی صفتون کو اور اوسکے فرشتون اور رسولون
کو پہچانے اور علم معاملہ وہ ہے جو اس کتاب مین ہمنے بیان کیا کہ راہ دین کی گھاٹیان ہین جیسا رکن مہلکات مین ہمنے بیان کیا اور زاد راہ ہے

جیسا کہ رکن عبادات اور معاملات مین مذکور ہوا اور منازل راہ دین جو اس رکن منجیات مین بیان ہو رہا ہے آدمی ان سب کو بخوبی جان لے
اور عفت یہ ہے کہ آدمی خواہش اور غصہ کی قوت کو توڑ کر پورا احسن خلق حاصل کرے اور عدل یہ ہے کہ خواہش اور غصہ کو درمیان سے بالکل اوٹھا
نہ دے کیونکہ یہ نقصان اور خسران ہے اور بالکل مسلط بھی نکرے کہ حد سے گذر جائین اسواسطے کہ یہ طوفان اور طغیان ہے بلکہ راستی اور اعتدال کی
ترازو مین تولتا رہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ وَاَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ یہ چارون چیزین تمام نہین
ہوئین مگر اون نعمتون کے سبب سے جو بدن مین ہین وہ چار نعمتین ہین تندرستی قوت جمال عمر دراز تندرستی اور قوت اور عمر دراز کے ساتھ سعادت
آخرت کی حاجت لگی چھپی نہین اسواسطے کہ علم وعمل اور خلق نیک ورد وظائف جو آدمی کے دل مین ہین بنتے کے ہین بے انکے تمام وکمال حاصل نہین
ہوتے لیکن جمال کی حاجت کم پڑتی ہے مگر ایک تو یہ کہ خوبصورت آدمی کی غرض بہت نکلتی ہے اس لحاظ سے جمال بھی جاہ ومال کے مثل ہے اور
جو چیز دنیا کی حاجت اور ضرورتا مین کام آتی ہے وہ آخرت کی ضرورتون مین کام آہی جکی اسواسطے کہ دنیا کی ضرورتین نکلتی رہنا امور آخرت مین
خاطر جمعی کا سبب ہوتا ہے اور دنیا مزرع آخرت ہے دوسرے یہ کہ ظاہر کی خوبصورتی باطن کی نیک سیرتی کا عنوان ہے کیونکہ یہ ایک عنایتی
نور ہے کہ پیدا ہونیکے ساتھ ہی آدمی مین چمکنے لگتا ہے اکثر یہی ہوتا ہے کہ حق تعالی نے جب آدمی کا ظاہر آراستہ کردیا تو باطن بھی نیک
اخلاق سے آراستہ کردیتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ برا آدمی ایسا نہین ہوتا جو اپنی بری سیرت کی بہ نسبت خوبصورت ہو رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خوبصورت لوگون سے اپنی حاجت اور مراد چاہو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے
جب کہین ایلچی بھیجو تو اچھے نام والا اور خوبصورت بھیجو فقہا رحمہم اللہ تعالی نے کہا ہے جب نماز مین امامت کرنیوالے علم قرات قرآن اور
پرہیزگاری کی صفت مین برابر ہون تو اون مین جو سب سے خوبصورت ہو وہ امامت کے واسطے اولی تر ہے اے عزیز جانتو کہ اس خوبصورتی سے وہ نہین
مراد ہے جو شہوت بھڑکائے اسواسطے کہ وہ عورتون کی صفت ہے بلکہ آدمی ایسا کشیدہ قامت میانہ متناسب الاعضا ہو کہ لوگون کے دیدہ و دل
اوس سے نفرت نکرین جو نعمتین بدن کے باہر ہوتی ہین اور بدن کو اونکی حاجت ہے وہ یہ ہین مال وجاہ زن فرزند شرافت نسب آخرت کو مال کی حاجت
اسوجہ سے ہے کہ جو شخص مالدار نہوگا تمام دن روزی کی تلاش مین مشغول رہیگا علم وعمل مین بہت کم مصروف ہوگا پس مال بقدر کفایت دینی
نعمت ہے اور جاہ کی اسواسطے حاجت ہے کہ جو شخص جاہ ومنزلت نہین رکھتا وہ لوگون کی نظرون مین ہمیشہ ذلیل اور بیقدر رہتا ہے دشمنون سے
ایمن نہین رہتا مگر جاہ ومال کی زیادتی مین بہت سی آفتین ہین اسواسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صبح کو اوٹھے
اور تندرست اور ایمن ہو اور اوس دن کی قوت اوسکے پاس ہو وہ ایسا ہے کہ گویا تمام دنیا اوسکو حاصل ہے اور یہ امور بے جاہ ومال
کے مہیا نہین ہو سکتے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نِعْمَ الْعَوْنُ عَلَى تَقْوَى اللّٰهِ الْمَالُ یعنی مال پرہیزگاری مین کیا اچھا
مددگار ہے اور زن وفرزند اسوجہ سے دینی نعمت ہین کہ جو بہت شغلون سے فراغت حاصل ہونیکا سبب ہوتی ہے اور شر شہوت سے بیخوف
کردیتی ہے اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیک عورت دین کے امور مین مرد کی بڑی مددگار ہوتی ہے حضرت عمر
رضی اللہ تعالی عنہ نے جب عرض کیا کہ مال دنیا مین سے ہم کیا جمع کرین تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زبان ذاکر دل شاکر عورت
مومنہ اور فرزند والدین کے مرنے کے بعد دعائے خیر کا باعث ہوتا ہے اور زندگی مین یار ومددگار رہتا ہے نیک اولاد مرد کے واسطے

ہاتھ پاؤں پر و بال کے مثل ہوتی ہے کیونکہ اوس سے بہت کام نکلتے ہیں یہ بات بڑی نعمت ہے بشرطیکہ آدمی نکی آفت سے حذر کرتا رہے کہ اگر سبب سے
تمام ہمت غنا ہی کے طرف نہ مصروف کر دے اور شرافت نسب بھی نعمت ہے کیونکہ امامت نسب قریش کے ساتھ مخصوص ہے اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَخَیَّرُوا لِنُطَفِکُمْ وَاِیَّاکُمْ وَخَضْرَاءَ الدِّمَنِ یعنی پاکیزہ جگہ میں بیج بو او گھور پر جو سبزہ ہو اوس سے پرہیز کرو لوگوں
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ گھور کا سبزہ کیا چیز ہے فرمایا خوبصورت عورت جو کم ذات ہو الغرض یہ جانو کہ اس نسب سے دنیا کی سرداری مقصود نہیں ہے
بلکہ دینی نسب مراد ہے جو صالح اور عالم لوگوں سے ہوتا ہے اسواسطے کہ یہ بھی ایک نعمت ہے آدمی میں اکثر اخلاق آبا اور اجداد سے سرایت
کرتے ہیں جڑ کا اچھا ہونا شاخوں کے اچھے ہونے پر دلیل ہوتا ہے جیسا حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَکَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا اور
چار نعمتیں جو ان بارہ نعمتوں کو جمع کرتی ہیں ہدایت رشد تائید تسدید یہ ہے کہ ان سبکو توفیق کہتے ہیں بے توفیق کے کوئی نعمت نعمت ہی
نہیں توفیق کے یہ معنی ہیں کہ قضاء الٰہی اور ارادہ عبد میں موافقت ہو جانا یہ بات خیر و شر دونوں میں ہوتی ہے مگر بمقتضاء عادت توفیق
خاص اسی سے عبارت ہوگئی ہے کہ ارادہ بندہ قضاء الٰہی کے ساتھ کار خیر میں جمع ہو جائے اور توفیق کی تکمیل چار چیزوں سے ہوتی ہے
ایک ہدایت کہ کوئی شخص اس سے مستغنی نہیں ہے کیونکہ اگر شخص سعادت آخرت کا طالب ہے اور اوسکی راہ نہ پہچانے بے راہی کو راہ
سمجھے تو کیا فائدہ پس بغیر ہدایت کے اسباب پیدا کرنا کچھ کام نہیں آتا اسواسطے حق تعالی نے دونوں چیزوں کے سبب سے احسان
جتایا اور فرمایا رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی اور فرمایا وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی العزیز جانو کہ اس ہدایت کے تین درجے
ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی خیر و شر میں فرق کرے یہ درجہ سب عقلمندوں کو حق تعالی نے عنایت فرمایا ہے بعضوں کو عقل کے
سبب سے بعضوں کو پیغمبروں کی زبانی حق تعالی نے یہ جو فرمایا ہے وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ اوس سے یہی مراد ہے کہ ہم نے عقل کے ذریعے سے
خیر و شر کی راہ آدمی کو بتائی اور نیز حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی عَلَی الْهُدٰی اس سے وہ ہدایت
مراد ہے جو پیغمبر کی زبانی فرمائی جو شخص اس ہدایت سے محروم ہے وہ یا حسد اور تکبر کے سبب سے محروم ہے یا شغل دنیا کے سبب سے
کہ انبیا اور علما کی بات نہیں سنتا اور نہ کوئی عقلمند یہ ہدایت پانے سے عاجز نہیں دوسرا درجہ خاص ہدایت ہے جو مجاہدہ اور
معاملہ میں تھوڑی تھوڑی حاصل ہوتی ہے اور حکمت کی راہ کھلتی جاتی ہے یہ ہدایت مجاہدہ کا نتیجہ ہے جیسا حق تعالی نے
ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی بندے جب ریاضت اور مجاہدہ کرتے ہیں تو ہم اونھیں اپنی راہ ہدایت
فرماتے ہیں یہ نہیں ارشاد فرمایا کہ ہم خود بخود ہدایت کرتے ہیں اور یہ جو حق تعالی جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ
هُدًی اس سے بھی ہدایت خاص مراد ہے تیسرا درجہ خاص الخاص ہدایت ہے نبوت اور ولایت کے عالم میں یہ نور پیدا ہوتا ہے یہ ہدایت
حق تعالی کی ذات کی طرف ہوتی ہے اوسکی راہ کی طرف نہیں ہوتی یہ ہدایت اسطرح پر ہوتی ہے کہ عقل کی یہ مجال نہیں کہ خود بخود یہ ہدایت
پا جاتے یہ جو حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی اوس سے بھی خاص الخاص ہدایت مقصود ہے کیونکہ
ہدایت مطلق بھی ہے حق تعالی نے اس ہدایت کا حیات نام رکھا ہے اور فرمایا ہے اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا
يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ اور رشد کے یہ معنی ہیں کہ بندے کو ہدایت سے جو راہ معلوم ہوئی ہے اوس پر چلنے کی خواہش پیدا ہو جیسا حق تعالی

نے ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا اِبْرَاہِیْمَ رُشْدَہٗ مِنْ قَبْلُ جو لڑکا جوان ہوا اور جانے کہ اسطرح مال کی حفاظت کرتے ہین اور نہ کرے اوسے رشید نہین کہتے گو کہ حفاظت مال کی ہدایت پا چکا ہو اور تشدید کے یہ معنی ہین کہ بندے کی حرکتون اور اعضا کو بھلائی کی طرف آسانی سے ہلائے تاکہ وہ جھٹ پٹ اپنے مقصود کو پہونچ جائے پس ہدایت کا ثمرہ معرفت مین اور رشد کا نتیجہ خواہش و ارادے مین اور تشدید کا مال قدرت اور آلات حرکت مین ہے اور تائید مدد غیبی سے عبارت ہے جو باطن مین تیری بصیرت سے اور ظاہر مین قوت حرکت سے پہونچتی ہے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور عصمت اس سے بہت ہی قریب ہے عصمت ایسے کہ آدمی کے باطن مین گناہ اور شرک کی راہ سے باز رکھنے والا پیدا ہو جائے اور وہ اوس باز رکھنے والے کو بخوبی نجانے کہ کہان سے آیا جیسا حق تعالی نے فرمایا وَلَقَدْ ہَمَّتْ بِہٖ وَہَمَّ بِہَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْہَانَ رَبِّہٖ دنیا کی یہ نعمتین آخرت کی راہ ہین ان نعمتون کو اور سببون کو اون سببون کو اور سببون کی حاجت ہے حتی کہ بندہ آخر کو اوس تک پہونچ جاتا ہے جو حیرت زدونکا رہنما اور رب الارباب و مسبب الاسباب ہے سلسلۂ اسباب کی کڑیون کی تفصیل بہت طولانی ہے یہان اسیقدر بس ہے

شکر مین خلق کے قصور کرنیکا بیان العزیز جانو کہ شکر مین دو سبب سے قصور ہوتا ہے ایک حق سبحانہ تعالی کی نعمتون کی کثرت نہ جاننے کے سبب سے کیونکہ حق تعالی کی نعمتون کا شمار اور اندازہ کوئی نہین جانتا جیسا کہ خود اوس نے ارشاد فرمایا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْہَا حق تعالی کی تھوڑی سی نعمتین جو کھانے مین ہین وہ احیاء العلوم مین بیان کی ہین تاکہ آدمی اوسپر قیاس کر کے سمجھ لے کہ اوسکی سب نعمتون کو پہچاننا ممکن ہی نہین اس کتاب مین تفصیل کی گنجایش نہین دوسرا سبب یہ ہے کہ حق تعالی کی جو نعمت عام ہے آدمی اوسے نعمت ہی نہین جانتا اور ہرگز اوسکا شکر نہین کرتا چنانچہ یہ ہوائے لطیف جسے دم لینے مین آدمی کھینچتا ہے یہ روح حیوانی جسکا معدن دل ہے اوسکی مدد کرتی ہے اور دل کی گرمی کو معتدل کر دیتی ہے اگر ایک دم موقوف ہو تو آدمی ہلاک ہو جائے آدمی اسے نعمت ہی نہین جانتا ایسی لاکھون نعمتین ہین جسے آدمی نعمت نہین سمجھتا ہان اگر دم بھر کسی کنوین مین جائے کہ اوسکی ہوا غلیظ ہوتی ہے اور دم بند کرے یا گرم حمام مین اوسے قید کرین کہ اوسکی ہوا گرم ہوتی ہے اور گھڑی بھر وہان مقید رہنے دین تو آدمی اس نعمت کی قدر جانے بلکہ جب تک آشوب چشم نہین ہوتا یا آنکھ پھوٹ نہین جاتی تب تک بھلی چنگی آنکھ کا آدمی شکر نہین کرتا ایسے بندے کی مثال اوس غلام کی ایسی ہے جسے جب تک مار نہ پڑے تب تک مار پڑنے کی قدر نہین جانتا اور اگر نہ پیٹیے تو اوسمین سرکشی اور غفلت پیدا ہوتی ہے تو شکر کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ حق تعالی کی نعمتون کو آدمی اپنے دل مین یاد کرتا رہے چنانچہ بعضی نعمتون کی تفصیل احیاء العلوم مین مذکور ہوتی ہے یہ تدبیر کامل آدمی کو چاہیے اور ناقص کم فہم کو یہ تدبیر کرنا چاہیے کہ ہر روز بادشاہی دار الشفا اور قیدخانے مین اور قبرستان مین جایا کرے تاکہ مصیبت اور بلا دیکھکر اپنی صحت و سلامتی کی قدر جانے اوس وقت شاید شکر الہی مین مشغول ہو آدمی جب قبرستان مین جائے تو جان لے کہ یہ سب مردے ایکدن کے واسطے دوبارہ زندگی پانے کی آرزو مین ہین تاکہ اپنے گناہون کا تدارک کر لین اور نہین پاتے اور یہ عجب بندہ ہے کہ اسکی زندگی کے بہت سے دن باقی ہین اور اونکی قدر نہین جانتا اور جو عام نعمت ہر بندے اوسکا شکر نہین کرتے جیسے ہوا آفتاب چشم بینا اور مال کو اور جو نعمت اوسکے ساتھ خاص ہے اوسکو نعمت جانتا ہے اوسے جاننا چاہیے کہ یہ اوسکی نادانی ہے کیونکہ عام ہونے کے سبب سے نعمت نعمت ہونے سے نکل نہین جاتی پھر غور کرے تو خاص نعمتین

بھی بہت سی اوسے حاصل ہین اسواسطے کوئی شخص ایسا نہین جو یہ گمان نہ کرتا ہو کہ میری عقل کے برابر کسیکو عقل نہین اور میرے خلق کا سا
کسی مین خلق نہین اسی گمان کے سبب اورون کو احمق اور بدخو جانتا ہے اور اپنے تئین نہین جانتا تو یہ گمان کرکے اپنی عقلمندی اور خوش خلقی
کا شکر کیا کرے اور اورون کی عیب بینی مین نہ مشغول رہا کرے بلکہ کوئی ایسا نہین جسمین عیب نہون کہ اون عیبون کو وہی شخص جانتا ہے
اور کوئی نہین جانتا کیونکہ حق تعالی نے اون عیبون پر پردہ ڈال رکھا ہے بلکہ آدمی کو خطرے اور خیالات آتے ہین اگر وہی لوگون کو معلوم
ہو جاتین تو بڑی ندامت کا محل ہو یہ بات ہر ایک کے حق مین خاص نعمت ہے چاہیے کہ اسکا شکر کیا کرے اور ہمیشہ اوسی نعمت کا خیال نہ کیا کرے
جس سے محروم ہے کہ شکر سے بھی محروم رہے بلکہ اون نعمتون کو دیکھا کرے جو حق تعالی نے بلا استحقاق اوسے عنایت فرمائی ہین ایک
شخص کسی بزرگ کے پاس جا کر اپنی مفلسی کی شکایت کرنے لگا اون بزرگ نے فرمایا تو یہ چاہتا ہے کہ تیری آنکھ پھوٹ جانے اور
دس ہزار درم ملین اوسنے کہا نہین فرمایا کان اور ہاتھ پاؤن جا کر دس ہزار درم ملین اوسنے کہا نہین فرمایا بھلا عقل جا کر ملین
اوسنے عرض کیا نہین فرمایا پھر تیرے پاس پچاس ہزار درم کا مال تو موجود ہے تو شکایت کیون کرتا ہے بلکہ ای عزیز اگر تو اکثر لوگون سے
پوچھے کہ تم اپنا حال فلانے آدمی کے حال سے بدلتے ہو تو نہ بدلین گے تو جب حق تعالی نے جو کچھ اوسے نہین دیا ہے اکثر لوگون کو
نہین عنایت کیا ہے تو شکر کرنیکا محل ہے **فصل** ای عزیز جان تو کہ مصیبت اور بلا مین بھی شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ کفر اور گناہ کے
سوا کوئی مصیبت اور بلا ایسی نہین جسمین کچھ بھلائی نہو کہ تو اوسے نہین جانتا اور حق تعالی تیری بھلائی کو بہتر جانتا ہے بلکہ ہر ایک بلا
مین ان پانچ قسمون سے ایک قسم کا شکر واجب ہے۔ پہلی قسم یہ ہے کہ دنیا کے کام مین مصیبت ہو تو شکر کرنا چاہیے کہ دین کے
کام مین نہین ہوئی ایک شخص نے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ چور میرے گھر مین آکر سب مال لیگئے فرمایا کہ اگر شیطان
تیرے دل مین گھس کر تیرا ایمان لیجاتا تو تو کیا کرتا دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی بلا اور بیماری ایسی نہین ہے جس سے سخت تر دوسری
نہ ممکن ہو تو شکر کرنا چاہیے کہ اس سے سخت تر بلا نہین آئی جو شخص ہزار لاٹھیان مارنے کے قابل ہو اگر اوسے سو لاٹھیان مارین
تو شکر کرنیکی جگہ ہے ایک مشائخ رحمہ اللہ تعالی کے سر پر طشت بھرا راکھ کسینے دہوکے سے ڈالدی اونہون نے شکر کیا اور کہنے لگے چونکہ
مین آگ کا مستحق تھا اور میرے اوپر راکھ ہی ڈالی گئی تو یہ کمال نعمت ہے تیسری قسم یہ ہے کہ دنیا کی کوئی مصیبت ایسی نہین کہ آخرت پر اوٹھا
رہتی تو اوس سے بدتر اور بہت بڑا عذاب ہوتا تو شکر کرنا چاہیے کہ دنیا ہی مین بیت گئی اور عذاب آخرت سے چھٹی ملنے کا سبب ہوئی
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ حق تعالی نے جسپر دنیا مین سختی کرلی اوسپر آخرت مین نہ کریگا کیونکہ بلا گناہون کا کفارہ
ہوتی ہے آدمی جب بیگناہ ہو گیا تو عذاب کجا پس جو طبیب تجھے کڑوی دوا پلائے اور تیری فصد کھلوائے تو اگرچہ اسمین رنج ہوتا ہے
مگر شکر کرنیکا مقام ہے کہ یہ تھوڑا رنج سہکر بیماری کے بڑے رنج و عذاب سے چھوٹا۔ چوتھی قسم یہ ہے کہ یہ مصیبت تو لوح محفوظ مین تیرے
واسطے لکھی تھی اور خواہ نخواہ پیش آنیوالی تھی جب آ چکی تو محل شکر ہے شیخ ابو سعید قدس سرہ گدھے پر سے گر پڑے اور کہا الحمد للہ لوگون
نے عرض کیا کہ یا شیخ آپ نے یہ کیون کہا فرمایا کہ گدھے پر سے گرنے کی آفت کو مین طے کر آیا یعنی اس بلا کا مجھپر آنا واجب تھا کیونکہ ازل مین
اسکا حکم ہو چکا تھا۔ پانچوین قسم یہ ہے کہ دنیا کی مصیبت کے سبب سے آخرت مین دو وجہ سے ثواب حاصل ہوتا ہے جیسا احادیث مین آیا ہے

دوسرے یہ کہ سب گناہون کی سردار دنیا کی الفت ہے کہ دنیا تیری بہشت ہو جاتی ہے اور جناب الٰہی مین جانا گویا تیرے نزدیک قیدخانے مین جانا ہو جاتا ہے
جسے حق تعالیٰ دنیا مین مبتلائے بلا کرتا ہے اوسکا دل دنیا سے نفرت کرنے لگتا ہے اور دنیا اوسکے نزدیک قیدخانہ ہو جاتی ہے اور موت
اوس قیدخانے سے رہائی دیتی ہے اور کوئی بلا ایسی نہین جو حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ و تادیب نہو اگر لڑکے کو عقل ہوتی تو جب اوسکا باپ ا
وسے ادب دیتا تو وہ شکر کرتا کہ اسکا بڑا فائدہ ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسطرح تم کھانے پینے کی چیز سے بیمار کی خبرگیری کرتے ہو ویسے ہی
حق تعالیٰ مصیبت اور بلا سے اپنے دوستون کی غمخواری کرتا ہے ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ چور میرا مال لے گئے آپ نے فرمایا کہ جسکا مال نہ چوری جائے اور بدن نہ بیمار ہو اوسمین خیر نہین ہے حق تعالیٰ جب بندے کو
دوست رکھتا ہے تب ہی اوسپر بلا نازل کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ جنت مین بہت سے درجے اور مرتبے ایسے ہین کہ بندہ اپنی محنت
اور کوشش سے وہان تک نہین پہونچ سکتا اور حق تعالیٰ بلا مین گرفتار کرکے اوسے وہان پہونچا دیتا ہے ایکدن جناب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف دیکھتے دیکھتے ہنسنے لگے اور فرمایا کہ تقدیر الٰہی جو مومن کے حق مین ہے اوس سے مین تعجب مین
ہون اگر نعمت کا حکم فرماتا ہے تو بھی خود راضی ہوتا ہے اور اوسکی بھلائی ہوتی ہے اور اگر بلا کا حکم کرتا ہے تو بھی خود راضی ہوتا ہے
اور اوسکی بھلائی ہوتی ہے یعنی بندہ بلا مین صبر کرے اور نعمت مین شکر دونون مین اوسکی بھلائی ہے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ دنیا مین
خیر و عافیت سے رہے وہ قیامت مین مصیبت زدون کے بڑے بڑے درجے دیکھکر چاہینگے کہ کاش ہمارا گوشت دنیا مین قینچی سے کترا گیا ہوتا ایک
پیغمبر علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا تو کافرون کو بہت نعمت دیتا ہے اور مومنون پر بلا نازل کرتا ہے اسکا کیا سبب ہے ارشاد ہوا کہ بندے
اور نعمت اور بلا سب ہماری ملک ہین مومن کے گناہ دیکھکر مین چاہتا ہون کہ مرتے وقت گناہون سے پاک صاف ہوکر میری
حضوری مین حاضر ہو اس جہان کی بلا سے اوسکے گناہون کا کفارہ کر دیتا ہون اور کافر کی جو نیکیان ہوتی ہین دنیا مین نعمت دیکر اونکا بدلا کر دیتا
ہون کہ جب میرے دربار مین حاضر ہو تو اوسکا کچھ حق باقی نہو تاکہ بخوبی اوسپر عذاب کر سکون جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ
یعنی جو برائی کریگا اوسکی جزا دیکھے گا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس سے ہم کیونکر نجات پاوینگے
آپنے فرمایا کہ کیا تم بیمار اور غمگین نہین ہوتے مومن کی یہی جزا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک فرزند نے انتقال کیا آپ
نہایت مغموم ہوئے دو فرشتے متخاصمین کی صورت پر اونکے پاس آئے ایک نے اظہار کیا کہ مین نے زمین مین بیج بویا تھا اس دوسرے
نے روند ڈالا اور ضائع کر دیا دوسرے نے کہا تو نے شاہراہ مین بیج بویا تھا چونکہ داہنے بائین راہ نہ تھی مین نے روند ڈالا حضرت
سلیمان علیہ السلام نے مدعی سے فرمایا کہ تو نے نہ جانا کہ راہ چلنے والون سے راہ خالی نہین ہوتی شاہراہ مین کیون بیج بویا تھا اوسنے
جواب دیا آپ نہ سمجھے کہ آدمی موت کی شاہراہ پر ہے اپنے بیٹے کے مرنے سے آپنے ماتمی لباس کیون پہنا ہے پس حضرت سلیمان
علیہ السلام نے توبہ کی اور استغفار کیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیمار بیٹے کو مرنے کے قریب دیکھکر کہا کہ بیٹا
اگر تو پہلے جاوے تاکہ میری ترازو مین ہو تو اسی مین اس امر سے بہت دوست رکھتا ہون کہ مین تیری ترازو مین ہون بیٹے نے عرض کیا کہ ابا جان
جو بات آپ بہت دوست رکھتے ہین وہی مین بھی چاہتا ہون حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لوگون نے خبر دی کہ آپکی بیوی مر گئی

انا للہ وانا الیہ راجعون ستر ڈھپ گی خیچ کم ہوگیا ثواب لقد ہوگیا پھر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑہی اور کہا حق تعالی نے یون ہی فرمایا ہے واستعینوا بالصبر والصلوۃ مین دونون بجالایا حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ قیامت کے دن چار شخصون سے چار گروہ کو حق تعالی الزام دیگا حضرت سلیمان علیہ السلام سے تونگرون کو حضرت یوسف علیہ السلام سے غلامون کو حضرت عیسی علیہ السلام سے درویشون کو حضرت ایوب علیہ السلام سے اون لوگون کو جو بلا پر صابر نرہے علم شکر کا اسیقدر بیان یہان کافی ہے واللہ اعلم

تیسری اصل خوف ورجا کے بیان مین

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ خوف ورجا سالک کے واسطے دو بازوون کے مانند ہین کہ جن بلند مقامات پر پہونچتا ہے اون کے زور سے اوڑکر پہونچتا ہے اسواسطے کہ سالک کو بہت اونچے اونچے کرارے جناب الہیت سے سدراہ ہوتے ہین جب تک امید صادق نہو اور جناب الہی کے جمال بیمثال کی لذت سے آنکھ نہ لڑیے تب تک اون کرارون کو سالک طے نہین کرسکتا اور شہوات نفسانی جو دوزخ کی اوپر ہین بڑی غالب اور فریب دینیوالی اور اپنی طرف کھینچنے والی ہین اور اونکے پھندے بڑے بڑے پھانسنے والی اور پیچ در پیچ ہین جب تک خوف وہراس دل پر غالب نہین ہوتا تب تک آدمی اون سے نہین بچ سکتا اسی سببسے خوف ورجا کی بڑی فضیلت ہے کیونکہ رجا تو مہار کے مانند ہے کہ اوسکے سبب سے بندہ آگے کھچتا ہے اور خوف کوڑے کے مثل ہے کہ اوسکے باعث سے بندہ آگے بڑہتا ہے پہلے ہم رجا کو بیان کرتے ہین پھر خوف کو **رجا کی فضیلت کا بیان** ایعزیز جانتو کہ خدا کی عبادت اوسکے فضل وکرم کی امید پر اوس عبادت سے بہتر ہے جو عذاب کے خوف وہراس سے ہو اسواسطے کہ امید سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت سے بالاتر کوئی درجہ نہین ہے اور خوف وبیم سے نفرت پیدا ہوتی ہے اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللہ یعنی تم مین ہر ایک کو لازم ہے کہ خدا کے ساتھ نیک گمان ہوکر مرے اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے مین وہین ہون جہان میرا بندہ میرا گمان کرے میرے بندہ سے کہدے کہ تو جو گمان چاہ میرے ساتھ رکھ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے ایک شخص سے اوسکی جانکنی کے وقت پوچھا کہ تو اپنے تئین کیسا پاتا ہے عرض کیا کہ یارسول اللہ اپنے گناہون سے ڈرتا ہون اوسکی رحمت کا امیدوار ہون فرمایا کہ ایسے وقت جسکے دل مین یہ دونون باتین جمع ہوتی ہین حق تعالی اوسے ڈر کی بات سے بچاتا ہے اور اوسکی امید بر لاتا ہے حق سبحانہ تعالی نے حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ ای یعقوب تو جانتا ہے کہ مین نے یوسف کو تجھسے کیون جدا کیا اسواسطے جدا کیا کہ تونے اپنے اور بیٹون سے کہا تھا واخاف ان یاکلہ الذئب وانتم عنہ غافلون یعنی مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ بھیڑیا اوسکو کھاجائے اور تم اوس سے غافل ہوجاؤ تو بھیڑیے سے کیون ڈرا مجہ سے کیون نا امید رہی یوسف کے بھائیون کی غفلت کا خیال کیا میری حفاظت کا دہیان نہ کیا شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے گناہون کی کثرت کے سبب سے ناامید ہے فرمایا اے شخص ناامید نہو ارحم الراحمین کی رحمت تیرے گناہون سے بہت بڑی ہے جناب مخبرصادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حق تعالی بندے سے ارشاد کریگا کہ اورون کو گناہ کرتے دیکھکر تو نے

احتساب کیون نہ کیا اگر حق تعالی اوسکی زبان کو توفیق دیگا اور وہ یون عرض کریگا کہ اے اللہ مین خلق سے ڈرا اور تیری رحمت کا امیدوار رہا تو ارحم الراحمین اوسپر رحم فرمائیگا جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات نے ایکدن فرمایا کہ اے لوگو جو کچھ مین جانتا ہون وہ اگر تم بھی جانو تو بہت روؤ تھوڑا ہنسو صحرا مین جاکر سینہ کوبی کرکر نالہ وزاری کیا کرو پھر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ آپ میرے بندون کو کیون ناامید کرتے ہین پھر جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم باہر تشریف لائے اور لوگون کو ارحم الراحمین کے فضل وکرم کی خوب خوب امیدین دین حق سبحانہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد تو بھی مجھے دوست رکھ اور میرے بندون کے دلون مین بھی مجھ دوست کر تو عرض کیا کہ خلق کے دلون مین تجھے کیونکر دوست کرون ارشاد ہوا کہ میرا فضل وکرم اونھین یاد دلا کہ اونھون نے نیکی کے سوا مجھ سے اور کچھ نہین دیکھا ہے کسی نے یحیی ابن اکثم رحمہ اللہ تعالی کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھے موقف سوال مین ٹھہرا کر ارشاد فرمایا کہ اے شیخ تو نے ایسے ایسے کام کیے حتی کہ مجھپر بڑا خوف وہراس غالب ہوا پھر مین نے عرض کیا کہ بار خدایا مجھے تیری طرف سے ایسی خبر نہین ملی تھی ارشاد ہوا کہ پھر کیسی خبر دی تھی مین نے عرض کیا کہ عبد الرزاق نے مجھے خبر دی تھی معمر سے معمر نے زہری سے زہری نے انس سے انس نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے جبرئیل نے تجھسے کہ تو نے ارشاد فرمایا ہے کہ مین بندہ کیساتھ وہ معاملہ کرتا ہون جو کچھ وہ مجھسے گمان اور امید رکھتا ہو اور مین یہ امید رکھتا تھا کہ تو میرے اوپر رحم کریگا ارشاد ہوا کہ جبرئیل نے بھی سچ کہا میرے رسول نے بھی سچ کہا انس نے بھی سچ کہا زہری نے بھی سچ کہا معمر نے بھی سچ کہا عبد الرزاق نے بھی سچ کہا اے یحیی مین نے تجھپر رحمت کی پھر مجھے کرامت کا خلعت پہنایا اور لڑکے جنت کے خادم میرے آگے چلتے پھرتے ہین ایسی خوشی حاصل ہے کہ کبھی نہ دیکھی تھی حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص لوگون کو خدا کی رحمت سے ناامید کیا کرتا تھا اور اونکے ساتھ سختی کیا کرتا تھا قیامت کے دن حق تعالی اوس سے کہے گا کہ جسطرح تو میرے بندون کو میری رحمت سے ناامید کرتا تھا اوسیطرح مین آج اپنی رحمت سے تجھے ناامید کرتا ہون اور حدیث شریف مین ہے کہ ایک مرد ہزار برس دوزخ مین رہیگا پھر پکاریگا یا حنان یا منان حق سبحانہ تعالی حضرت جبرئیل کو حکم فرمائیگا کہ جا میرے اس بندہ کو لے آ وہ لے آئین گے حق تعالی اوس سے استفسار فرمائیگا کہ دوزخ مین تو نے اپنی جگہ کیسی پائی وہ عرض کریگا کہ سب جگہون سے بدتر حکم ہوگا کہ اسے پھر دوزخ مین لیجاؤ جب لیجلین گے تو وہ پھر پھر کر دیکھیگا حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ تو کیا دیکھتا ہے وہ عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین نے یہ گمان کیا تھا کہ تو نے مجھے دوزخ سے باہر نکلوایا اب دوزخ مین نہ بھیجیگا پس ارشاد ہوگا کہ اچھا اسے جنت مین لیجاؤ وہ اس امید کے سبب سے نجات پائیگا **رجا کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جانتو کہ زمانہ آیندہ مین بھلائی کی امید رکھنے کو رجا کہتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس امید رکھنے کو تمنا کہین یا غرور اور حماقت کہین احمق لوگ انمین فرق نہین کرتے اور سمجھتے ہین کہ یہ سب امید ہے اور رجا سے محمود ہے حالانکہ ایسا نہین بلکہ اگر کوئی شخص اچھا بیج ڈھونڈھ کر نرم زمین مین بوئے اور اوس مین کچھ کانٹے گھاس سے صاف کر ڈالے اور وقت پر پانی دیا کرے اور اس بات کا امیدوار ہے کہ اگر حق تعالی آفتون سے بچائیگا تو جمع حاصل کرونگا اس آس کو امید اور رجا کہتے ہین اور اگر سڑا گلا بیج ہو یا سخت زمین مین پتھر ڈالا ہو اور زمین کو

کانٹون سے صاف نکرے یا سینچے نہین اور جمع کی امید رکھے تو اسے غرور اور حماقت کہتے ہین رجا نہین کہتے اور اگر کھرا بیج صاف ستھری زمین مین بویا
ہو لیکن سینچے نہین اور مینہ برسنے کی آس رکھے اور وہ جگہ ایسی ہے کہ پانی اکثر نہین برستا لیکن برسنا محال بھی نہین تو اسے آرزو اور تمنا کہتے ہین
اسیطرح جو شخص درست ایمان کا بیج سینہ کے میدان مین بوئے اور سینہ کو اخلاق بد سے پاک صاف کرے اور ہمیشہ عبادت کرکے ایمان کے
درخت کو سینچتا رہے اور خدا سے آس لگائے رہے کہ وہی آفتون سے بچائے اور مرتے دم تک یہ شخص یون ہی خبر گیر رہے اور ایمان سلامت
لیجائے تو اسے امید اور رجا کہتے ہین اسکی علامت یہ ہے کہ زمانہ آیندہ مین جو نیکی ممکن ہو اوسمین کچھ قصور نہ کرے اور خبر گیری نہ چھوڑے اسواسطے
کہ کھیت کی خبر گیری چھوڑ دینا نا امیدی کی نشانی ہے امید کی نشانی نہین ہے اور اگر ایمان کا بیج سڑ گیا ہو یعنی یقین کامل نہو یا یقین کامل ہو مگر اخلاق بد سے سینے کو
پاک نکرے اور عبادت سے پانی ندے تو رحمت کی آس لگانا حماقت ہے امید و رجا نہین جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَحْمَقُ
مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ ہَوَاہَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ یعنی وہ شخص احمق ہے جو اپنی نفس کی خواہش کے موافق جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور پھر خدا کی رحمت کا
امیدوار رہتا ہے بلکہ خود حق تعالی ارشاد فرماتا ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِہِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْکِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ ہٰذَا الْاَدْنٰی وَیَقُوْلُوْنَ
سَیُغْفَرُ لَنَا یعنی حق سبحانہ تعالی اون لوگون کی مذمت کرتا ہے جنھین انبیا علیہم السلام کے بعد علم حاصل ہوا مگر دنیا کے ساتھ مشغول رہے
اور کہا کیے کہ ہم امید رکھتے ہین کہ حق تعالی ہم پر رحمت کریگا پس جس چیز کے اسباب بندے کے اختیار سے علاقہ رکھتے ہین جب سب اسباب
تمام کمال مہیا کرے تو اوس چیز کی چشمداشت رجا ہے اور جب اسباب ویران اور برباد ہون تو چشمداشت حماقت اور غرور ہے اور اگر نہ ویران
ہون نہ آباد تو اوس چیز کی چشمداشت آرزو ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَیْسَ الدِّیْنُ بِالتَّمَنِّیْ دین کا کام آرزو سے
راست نہین آتا تو جسنے توبہ کی اوسے قبول ہوجانے کی امید رکھنا چاہیے اور جسنے توبہ نہ کی مگر اپنے گناہون کے سبب سے ملول و رنجیدہ
رہا اور امیدوار ہے کہ خدا مجھے توبہ نصیب کریگا تو یہ رجا ہے اسواسطے کہ اوسکا ملول رہنا توبہ نصیب ہونے کا سبب ہے اور اگر ملول بھی نہین رہتا
اور پھر توبہ کی امید رکھتا ہے تو یہ غرور اور حماقت ہے علی ہذا القیاس اگر بے توبہ کیے مغفرت کی امید رکھتا ہے تو یہ بھی غرور او حماقت ہے اگرچہ
احمق لوگون نے اسکا بھی امید نام رکھا ہے حالانکہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا وَجَاہَدُوْا فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنی آرزو اپنے وطن اور گھر مین چھوڑ کر مسافرت
اختیار کی اور کافرون کے ساتھ جہاد کیا اونہین ہماری رحمت کی امید رکھنا بجا ہے یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اس سے زیادہ کوئی
حماقت نہین کہ آدمی دوزخ کا تخم بتھراسئے اور جنت کی امید رکھے نیکون کا مقام ڈھونڈھے اور گنہگارون کے کام کرے بغیر نیک کام کیے
ہوے ثواب ڈھونڈھے ایک شخص تھا لوگ اوسے زید الخیل کہا کرتے تھے وہ جناب رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا
اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین آپ سے یہ پوچھنے حاضر ہوا ہون کہ اسکی کیا علامت ہے کہ حق تعالی اس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے
اور اوس شخص کے ساتھ بھلائی نہین چاہتا آپ نے فرمایا کہ ہر روز تو جو اوٹھتا ہے تیرا کیا حال ہوتا ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا حال یہ ہوتا ہے
کہ نیک کامون اور نیک لوگون کو دوست رکھتا ہون اگر کوئی نیک کام پیش آتا جلدی سے کرلیتا ہون اور اوسکے ثواب کو یقین جانتا ہون
اگر نیکی فوت ہوجاتی ہے تو غمگین ہوتا ہون اور اوسکا آرزو مند رہتا ہون فرمایا کہ یہی اس بات کی علامت ہے کہ حق تعالی نے تیرے

ساتھ بھلائی چاہی اگر برائی چاہتا تو تجھے اوسی مین مشغول کرتا پھر اسکی کچھ پروا نہ کرتا کہ دوزخ کے کس وادی مین تجھے ہلاک کرے **رجا حاصل کرنیکی تدبیر کا بیان** العزیز جانو کہ دو بیمارون کے سوا اور کسیکو اس دوا کی حاجت نہین ایک وہ بیمار جو کثرت گناہ کے سبب ناامید ہوکر توبہ نہین کرتا اور کہتا ہے کہ میری توبہ قبول نہ ہوگی دوسرا وہ جو ریاضت اور عبادت کی کثرت سے اپنے تئین ہلاک کیا چاہتا ہے اور اپنی قوت سے زیادہ رنج و محنت اوٹھاتا ہے ان دونون بیمارون کو البتہ اس دوا کی حاجت ہے غافلون کے حق مین یہ دوا نہین بلکہ زہر قاتل ہے اور دو سبب سے امید غالب ہوجاتی ہے ایک یہ کہ آدمی عبرت لے دنیا کے عجائبات اور نباتات حیوانات انواع نعمات کی خلقت مین غور و تامل کرے جیسا کہ شکر کے بیان مین ہم کہہ آئے ہین تا کہ حق تعالی کی ایسی ایسی رحمت اور عنایت اور مہربانی نظر آئے کہ اوس سے بڑھکر ہو ہی نہین سکتی اسواسطے کہ آدمی اپنی ذات مین نظر کرے کہ جو کچھ اوسے چاہیے تھا اوسے کس خوبصورتی سے حق تعالی نے پیدا کیا جس چیز کی آدمی کو ضرورت تھی جیسے سر اور دل یا فقط حاجت تھی ضرورت نہ تھی جیسے ہاتھ پاؤن یا نہ ضرورت تھی نہ حاجت تھی ان چیزون کے سبب سے آدمی کی فقط زیب و زینت تھی جیسے لبون کی سرخی بھوون کا خم آنکھون کی سیاہی پلکون کا سیدھا پن یہ چیزین کیا کیا خوب پیدا کی ہین اور سب حیوانات کو رحمت فرمائی ہے حتی کہ مکھی کی خلقت بس کیا پاکیزہ صنعت کی ہے نقش کیا خوب بنائی صورت کیسی مناسب دی ہے پھر صنعت دکھائی کہ اوسے اپنا گھر بنانے کی راہ بتائی کیا خوب گھر بناتی ہے کس انداز سے اوس مین شہد جمع کرتی ہے اپنی بادشاہ کی کیسی اطاعت کرتی ہے اور بادشاہ لو نہین کیا خوب سیاست کرتا ہے جو شخص ایسے عجائبات مین جو اوسکے ظاہر و باطن مین اور تمام مخلوقات مین ہین غور و تامل کرے تو صاف معلوم ہوجائیگا کہ ارحم الراحمین کی رحمت مین مایوسی اور غلبہ خوف کی گنجائش نہین بلکہ چاہیے کہ خوف و رجا دونون برابر ہین اگر رجا غالب ہوجائے تو بجا ہے پھر خدا کی رحمت اور مہربانی جو بندون کے شامل حال ہے وہ نہایت ہی حتی کہ ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ قرآن شریف مین آیت مداینت سے زیادہ کوئی آیت امید دلانے والی اور تسلی بخش نہین ہے اسواسطے کہ حق تعالی نے قرآن مجید مین یہ ایک لمبی آیت بھیجی ہے تا کہ جب ہم کسیکو قرض دین تو وہ ہمارا مال حفاظت سے رکھے ضائع نہ ہونے دے پھر ایسی عنایت بعنایت کے ساتھ ہم گنہگارون کی بخشش مین کیا کمی کریگا کہ ہم سب دوزخ مین جائین رجا حاصل کرنے کے واسطے یہ ایک بہت بڑا علاج ہے اسکی منفعت بے نہایت ہے مگر ہر ایک اسکی حقیقت کو نہین پہونچتا دوسرا سبب یہ ہے کہ جو آیات اور احادیث رجا کے باب مین آتی ہین اونمین آدمی غور و تامل کرے یہ آیتین اور حدیثین حد سے زیادہ ہین جیسا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قرآن شریف مین آیا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ یعنی تم کوئی رحمت سے ناامید نہو اور فرمایا ہے وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ فرشتے تم لوگون کی آمرزش چاہتے ہین اور ارشاد کیا ہے ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ یعنی دوزخ اسواسطے ہے کہ کفار کو اوس مین ڈالے اور مسلمانون کو اوس سے ڈرائے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی بخشش چاہتے کبھی آسودہ نہین ہوسے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ اور جب آیت نازل ہوئی وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى تو جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ جب تک میری امت کا ایک گنہگار بھی دوزخ مین رہیگا تب تک مین راضی نہونگا اور اسطرح کی بہت سی آیتین ہین اور حدیثین یہ ہین کہ جناب شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ میری امت امت مرحومہ ہے اسکا عذاب دنیا ہی مین فتنہ اور زلزلہ ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک مسلمان کے ہاتھ مین ایک

کافر کو دیکر کہین گے کہ یہ دوزخ سے تیرا فدیہ ہے اور فرمایا ہے کہ تپ دوزخ کی آنچ ہے دوزخ سے مسلمان کا یہی حصہ ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ بارخدایا میری امت کا حساب میرے ساتھ کرتا کہ کوئی امت اوسکی برابر بند دکھائی دے ارشاد ہوا کہ اے محمد یہ لوگ تمھاری امت ہین اور میرے بندے ہین مین انپر سب سے زیادہ رحیم ہون نہین چاہتا کہ کوئی کسی امت کو انکے برابر دیکھے نہ تم نہ اور کوئی اور فرمایا ہے کہ میری زندگی بھی تمھاری بھلائی ہے اور میری موت بھی تمھاری بھلائی ہے مین اگر زندہ ہون تو تمھین شریعت سکھاتا ہون اگر مرجاؤنگا تو تمھارے اعمال مجھپر عرض کیے جائین گے او مین جو نیک عمل ہونگے اونپر حمد وشکر کرونگا جو برے ہونگے اونکی آمرزش چاہونگا ایکدن جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا یا کریم العفو حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ آپ جانتے ہین اسکے کیا معنی ہین یہ معنی ہین کہ خداوند کریم برائی کو عفو کرتا ہے اور نیکی کے ساتھ بدل دیتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب گناہ کرکے استغفار کرتا ہے تو حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو دیکھو میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور سمجھا کہ اوسکا کوئی مالک ہے کہ گناہ کے سبب سے پکڑیگا اور بخشدیگا تمھین مین نے گواہ کیا کہ مین نے اوسے بخشدیا اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد کرتا ہے کہ اگر میرا بندہ گناہ کرتا ہے حتی کہ آسمان بھرجاتے اور پھر امیدوار ہوکر استغفار کرتا ہے تو بھی مین اوسے بخشدیتا ہون اور اگر بندہ زمین بھر گناہ کرتا ہے تو مین بھی اوسکے واسطے زمین بھر رحمت رکھتا ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرشتہ بندے کے نام پر گناہ نہین لکھتا جب تک چھہ ساعت نہ گذرجائین اس عرصے مین اگر بندہ توبہ اور استغفار کرے تو فرشتہ ہرگز لکھتا ہی نہین اور اگر توبہ نکرے کوئی طاعت کرے تو داہنے ہاتھ کا فرشتہ دوسرے فرشتے سے کہتا ہے کہ تو اوس گناہ کو اسکے نامۂ اعمال سے حذف کردے تا کہ مین بھی اسکے عوض ایک نیکی نہ لکھون اور ہر نیکی دہ چند ہوتی ہے تو حصے نیکی اوس گنہگار کے واسطے باقی رہجاتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو اوسکے نام پر لکھہ لیتے ہین ایک اعرابی نے عرض کیا کہ اگر بندہ توبہ کرے آپنے فرمایا تو محو کردیتے ہین عرض کیا کہ اگر پھر گناہ کرے فرمایا اوسی طرح لکھہ لینگے عرض کیا کہ اگر توبہ کرے فرمایا تو مٹا دینگے عرض کیا کب تک یہ صورت رہیگی فرمایا جب تک بندہ استغفار کیے جاتے جب تک بندہ استغفار سے ملول نہین ہوتا تب تک غفور رحیم بھی آمرزش سے ملول نہین ہوتا اور جب بندہ نیکی کا قصد کرتا ہے تو قبل ازین کہ بندہ وہ نیکی کرے فرشتہ نیکی لکھہ لیتا ہے اگر بندہ وہ نیکی کرتا ہے تو فرشتہ دس نیکیان لکھتا ہے پھر سات سو تک بڑھاتا ہے اور جب بندہ گناہ کا قصد کرتا ہے تو فرشتہ نہین لکھتا اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو فرشتہ ایک ہی گناہ لکھتا ہے اور عفو خدا اسکے علاوہ ہے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا رحمت مین عرض کیا کہ مین رمضان کے روزے رکھتا ہون اور پانچون وقت کی نماز پڑھتا ہون اس سے زیادہ عبادت نہین کرتا زکوۃ اور حج میرے اوپر فرض بھی نہین اسواسطے کہ مین مالدار نہین ہون یارسول اللہ فردای قیامت کو مین کہان ہونگا آپنے ہنسکر فرمایا کہ تو میرے ساتھ ہوگا بشرطیکہ کپٹ اور حسد سے دلکو محفوظ رکھہ اور غیبت اور جھوٹ سے زبان کو بچائے رکھہ اور نامحرم کیطرف دیکھنے سے اور خلق خدا کی طرف نظر حقارت کرنے سے آنکھہ کو نگاہ رکھہ تو تو میرے ساتھ بہشت مین داخل ہوگا مین اپنی اس ہتھیلی پر تجھے عزیز رکھونگا ایک اعرابی نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ فردای قیامت کو خلق کا حساب کون کریگا آپنے فرمایا حق تعالی اوسنے عرض کیا کہ حق تعالی خود حساب کریگا آپ نے فرمایا ہان اعرابی ہنس پڑا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اعرابی تو ہنستا ہے اوسنے عرض کیا کہ ہان مین اسواسطے ہنستا ہون کہ کریم جب قابو پاتا ہی تو عفو
معاف فرماتا ہی اور جب حساب لیتا ہی تو آسانی کردیتا ہے پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اعرابی نے سچ کہا کہ کوئی کریم حق تعالی
سے زیادہ کریم نہین پھر فرمایا کہ اعرابی فقیہ اور فہمیدہ ہی پھر فرمایا کہ حق تعالی نے کریم کو بزرگ اور شریف کیا ہے اگر بندہ اوسے مسمار
کرڈالے اور پتھر کو پتھر سے جدا کرکے جلادے تو اوسکا گناہ اتنا برا نہین ہوتا جتنا خدا کے کسی ولی کی حقارت کرنے سے ہوتا ہی اعرابی نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کے ولی کون لوگ ہین فرمایا کہ سب مسلمان خدا کے ولی ہین اے اعرابی تو نے نہین سنا کہ حق تعالی فرماتا ہی
اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ اور فرمایا ہی کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ مین نے بندون کو اسواسطے پیدا کیا ہے
تاکہ وہ مجھسے فائدہ اوٹھائین اسواسطے نہین پیدا کیا کہ مین اونسے فائدہ لون اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے خلق کو پیدا کرنے کے
قبل اپنے اوپر لکھ لیا ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین جائیگا اور جسکا آخر
کلمہ یہ ہوگا آتش دوزخ اوسکو دیکھیگی بھی نہین اور جو شخص بے شرک اوس جہان مین جائیگا وہ دوزخ مین نہ داخل ہوگا اور فرمایا ہے کہ اگر
تم لوگ گناہ نکرو تو حق تعالی اور خلق پیدا فرمائے کہ وہ گناہ کرے تاکہ حق تعالی اونہین بخشدے اسواسطے کہ وہ غفور رحیم ہے اور فرمایا ہے
کہ مادر مشفق جسقدر اپنے فرزند پر رحیم ہوتی ہے اوس سے زیادہ ارحم الراحمین اپنے بندے پر رحیم ہے اور فرمایا ہی کہ قیامت کے دن غفور
رحیم اپنی رحمت ظاہر کریگا کہ ہرگز کسی کے دل پر بھی نگذری ہوگی کہ ابلیس رحمت کی امید پر گردن اوٹھائیگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی
کی سو رحمتین ہین ننانوے ۹۹ قیامت کے واسطے رکھ چھوڑی ہین اور اس جہان مین ایک رحمت سے زیادہ نہین ظاہر کی اوسی ایک رحمت
کی بدولت سب دل رحیم ہین حتی کہ مان کی رحمت فرزند پر اور جانور کی رحمت بچہ پر اوسی ایک رحمت سے ہے اور قیامت کے دن اس
ایک رحمت کو بھی اون ننانوے ۹۹ رحمتون کے ساتھ اکٹھا کرکے خلق پر پھیلائیگا ہر رحمت آسمان و زمین کے کئی کئی طبقون کے
برابر ہوگی اوسدن کوئی ہلاک اور تباہ نہوگا مگر وہ شخص جو ازل مین ہلاک اور تباہ ہوچکا ہو اور فرمایا ہے کہ میری امت مین جو اہل کبائر
ہین انکے واسطے مین نے اپنی شفاعت رکھ چھوڑی ہے تم سمجھے ہوگے کہ مطیع اور پرہیزگارون کے لیے شفاعت ہی ایسا نہین
بلکہ گنہگارون اور بدکارون کے واسطے ہے حضرت سعید ابن بلال رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ دو شخصون کو دوزخ سے نکالینگے
حق تعالی اونسے فرمائیگا تمنے جو عذاب دیکھا اپنے فعل کے سبب سے دیکھا کیونکہ مین بندون پر ظلم نہین کرتا اور فرمائیگا کہ انہین پھر دوزخ
مین لیجاؤ ایک زنجیرین پہنے ہوئے جلدی جلدی چلیگا اور دوسرا ٹھہر ٹھہر کر حق تعالی دونون کو پھر بلاکر پوچھیگا کہ تمنے کیون ایسا
کیا جو جلدی چلا تھا وہ عرض کریگا کہ بارخدایا اپنے گناہون کے وبال سے مین اسقدر ڈرا ہوا ہون کہ اب تعمیل حکم مین قصور کر ہی
نہین سکتا اور دوسرا عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین تیری جناب مین نیک گمان رکھتا ہون کہ جب دوزخ سے تو باہر نکال چکا تو اب پھر
نہ بھیجیگا بس دریائے رحمت موجزن ہوگا اور ارحم الراحمین دونون کو بہشت مین بھیجدیگا اور جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین
نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن منادی ندا کریگا کہ اے امت محمد مین نے اپنا حق تمہین چھوڑدیا تمہارے حقوق ایک دوسرے پر باقی
ہین تم اونہین آپس مین معاف کرکے سب بہشت مین چلے جاؤ اور فرمایا ہے کہ میری امت مین سے ایک شخص کو قیامت کے دن

خلاق کے سامنے حاضر کرکے گناہوں کے ننانوے مکتوب اوسکے سامنے پیش کرینگے ہر ایک مکتوب اتنا بڑا ہوگا کہ جہان تک نگاہ کام کرے
وہی مکتوب نظر آئے پھر حق تعالی فرمائیگا کہ اے شخص ان سب گناہوں میں سے تو کسی گناہ کا انکار کرتا ہے یہ گناہ لکھنے میں فرشتوں نے
کچھ ظلم اور زیادتی کی ہے وہ عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہیں پھر ارشاد ہوگا کہ تو کچھ عذر رکھتا ہے عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہیں
اور یقین کریگا کہ اب دوزخ میں جانا پڑا پھر ارشاد ہوگا کہ اے بندے میرے پاس تیرا ایک نیکی ہے میں تجھپر ظلم نہ کرونگا پھر ایک پرچہ لائینگے
اوس میں لکھا ہوا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ بندہ عرض کریگا کہ بھلا اتنا سا ایک پرچہ اتنے اتنے بڑے
ننانوے مکتوبوں کے مقابلہ میں کب کفایت کریگا ارشاد ہوگا کہ اے بندے میں تجھپر ظلم نہیں کرتا اون سب مکتوبوں کو ایک پلہ میں رکھینگے اور
اوس پرچہ کو دوسرے پلہ میں وہ پرچہ سب کو سبک کرکے خود سب سے گران ہو جائیگا اسواسطے کہ حق تعالی کی توحید کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں
ٹھہر سکتی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی فرشتوں سے فرمائیگا کہ جسکے دل میں ایک مثقال خیر ہو اوسی دوزخ
سے نکال لاؤ بہت مخلوقات کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگوں میں سے کوئی دوزخ میں نہیں باقی رہا ارشاد ہوگا کہ جسکے
دل میں نصف مثقال خیر ہو اوسے بھی نکال لاؤ یہ بہتیری خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگوں میں سے کوئی شخص دوزخ
میں نہیں باقی رہا پھر ارشاد ہوگا کہ جسکے دل میں ایک ذرہ خیر ہو اوسے بھی نکال لاؤ بہت سی خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اب دوزخ
میں ایسا کوئی نہیں باقی رہا جسکے دل میں ذرہ برابر خیر ہو ارشاد ہوگا کہ پیغمبروں کی شفاعت فرشتوں کی شفاعت مسلمانوں کی شفاعت
سب ہو چکی اور مقبول بھی ہو چکی اب میری رحمت کاملہ کے سوا اور کچھ نہیں باقی بس دست رحمت بڑھا کر ایسے لوگوں کو مٹھی بھر نکالیگا جنہوں
نے ہرگز ذرہ برابر بھی نیکی نکی ہو وہ سب جلکر کوئلے کیطرح سیاہ ہو گئے ہونگے اونہیں جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں جسے نہر الحیوۃ
کہتے ہیں ڈالدینگے پھر وہ وہان سے اسطرح پاک صاف ہو کر باہر نکلینگے جسطرح سیلاب میں سبزہ نکلتا ہے اور گوہر تابان کے سے ہار اونکے
گلے میں ہونگے اہل بہشت سبھوں کو پہچانینگے اور کہینگے کہ یہ سب حق تعالی کے آزاد کیے ہوے ہیں کہ انہوں نے ہرگز کچھ نیکی نہیں کی پھر ارشاد
کریگا کہ تم بہشت میں جاؤ جو کچھ تم دیکھو سب تمہارے ہی واسطے ہے وہ عرض کرینگے کہ بار خدایا تو نے ہمارے تئیں وہ کچھ عنایت فرمایا
جو عالم بھر میں کسیکو نہیں مرحمت کیا ارشاد ہوگا کہ میرے پاس تمہارے واسطے اس سے بھی بڑی نعمت ہے عرض کرینگے کہ یا ارحم الراحمین
اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا ارشاد ہوگا میری رضامندی کہ میں تم سے ایسا خوش ہوں کہ کبھی ناخوش نہوں یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں
میں مذکور ہے حضرت عمر ابن حزم رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین تین دن غائب
رہے نماز فرض کے سوا اور کسی واسطے باہر نہ تشریف لاتے چوتھے دن باہر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے مجھسے وعدہ کیا ہے
کہ تیری امت کے ستر ہزار آدمی بے حساب بہشت میں جائینگے میں ان تین دنوں کے عرصے میں اور زیادہ چاہتا تھا میں نے حق تعالی کو بڑا
کریم پایا ان ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار اور مجھے مرحمت فرمائے میں نے عرض کیا کہ بار خدایا میری امت اتنی ہوگی ارشاد
ہوا کہ اعرابیوں کو ملاکر یہ عدد پورے کرلینا روایت کرتے ہیں کہ ایک لڑکے کو کسی لڑائی میں اسیر کرکے خیمہ میں رکھا تھا ایکدن بڑی
شدت کی دھوپ تھی خیمہ سے ایک عورت کی آنکھ اوس لڑکے پر پڑی بے اختیار ہو کر دوڑی ہی خیمہ سے اور لوگ بھی اوس عورت کے پیچھے

دوڑے حتی کہ اوس عورت نے اوس لڑکے کو اوٹھا کر چھاتی سے لگا لیا اور اپنا سایہ اوس پر ڈالدیا تاکہ لڑکے کو دھوپ کی گرمی نہ پہونچے اور کہنے لگی کہ یہ میرا بیٹا ہے لوگون نے جب یہ ماجرا دیکھا تو رونے لگے اور اوس عورت کی شفقت بغایت دیکھکر متحیر ہوئے پھر جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وہان تشریف لائے لوگون نے یہ قصہ آپسے عرض کیا آپ اوس عورت کی شفقت اور اون لوگون کی گریہ وزاری سے خوش ہوے اور فرمایا کہ تم لوگون کو اس عورت کی شفقت اور رحمت سے تعجب ہوا لوگون نے عرض کیا ہان یا رسول فرمایا جتنی یہ عورت اپنے بیٹے پر رحیم ہے اوس سے زیادہ تر ارحم الراحمین تم سب پر رحیم ہے پس مسلمان لوگ خوش خوش وہان سے متفرق ہوگئے ایسی خوشی مسلمانون کو کبھی نہ ہوئی تھی حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ کہتے ہین کہ ایک رات مین طواف مین تنہا رہگیا اور پانی برسنے لگا مین نے دعا کی کہ بار خدایا مجھے گناہ سے بچا کہ مین کوئی گناہ نکرون خانہ کعبہ سے مین نے ایک آواز سنی کہ کہنے والے نے کہا تو عصمت چاہتا ہے اور میرے سب بندے بھی یہی چاہتے ہین اگر سبکو مین گناہ سے بچاؤن تو اپنا فضل اور اپنی رحمت کسپر ظاہر کرون الغرض جانتو کہ ایسی بہت حدیثین ہین جس شخص پر خوف غالب ہو اوسکے حق مین یہ حدیثین شفا ہین اور جس شخص پر غفلت غالب ہو اوسے یہ جاننا چاہیے کہ ان حدیثون کے ساتھہ یہ بات بھی معلوم ہو کہ بعضے مسلمان دوزخ مین جائینگے اور سب سے پچھلا وہ ہوگا جو سات ہزار برس کے بعد باہر نکلیگا اور اگر بالفرض ایک ہی آدمی دوزخ مین جاے جب ہر ایک کے حق مین ممکن ہے کہ شاید یہی دوزخی ہو تو ہر ایک کو چاہیے کہ پرہیز اور احتیاط کی راہ اختیار کرے اور جو نیکی ہو سکے کوشش کرکے کرے تاکہ وہ شخص دوزخی نہو جاے اسواسطے کہ سات ہزار برس تو بڑی مدت ہے اگر دنیا کی سب لذتین ایک شب دوزخ مین رہنے کے خوف سے آدمی ترک کردے تو بجا ہے غرضکہ خوف ورجا برابر ہونا چاہیے جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ اگر فردای قیامت کو ندا کرینگے کہ جنت مین ایک آدمی کے سوا دوسرا نہ جائیگا تو مین یہی گمان کرتا ہون کہ مومین ہی ہون اور اگر ندا کرینگے کہ دوزخ مین ایک آدمی کے سوا اور کوئی نہ جائیگا تو مین ڈرتا ہون کہ وہ مین ہی ہون

خوف کی فضیلت اور حقیقت اور اقسام کا بیان الغرض جانتو کہ خوف بڑا مقام ہے اور اوسکی فضیلت اوسکے ثمرون اور سببون کے موافق ہے اور علم اور معرفت اوسکا سبب ہے جیسا کہ اسکے بعد بیان کیا جائیگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَأْسُ الْحِکْمَۃِ مَخَافَۃُ اللّٰہِ اور پاکدامنی اور ورع وتقوی خوف کے ثمرات مین اور یہ سب سعادت کا تخم ہین اسواسطے کہ بغیر ترک شہوات اور بغیر اوسپر صبر کیے ہوے آدمی آخرت کی راہ نہین چل سکتا اور جیسا آتش خوف شہوات کو جلا کر شکستہ کر دیتی ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ڈرنیوالون کے واسطے ہدایت رحمت علم رضوان کو تین آیتون مین جمع کیا اور فرمایا ھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلَّذِیْنَ ھُمْ لِرَبِّھِمْ یَرْھَبُوْنَ اور اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ اور تقوی جو خوف کا ثمرہ ہے اوسے حق تعالی نے اپنی طرف اضافت کیا اور فرمایا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق کو جسدن میدان قیامت مین جمع کرینگے تو منادی ایسی آواز سے اونہین حکم کریگا کہ سب دور ونزدیک سن لین گے اور فرمائیگا کہ اے لوگو جسدن سے مین نے تمھین پیدا کیا اوسدن سے آج تک مین نے تمھاری باتین سنین لیکن آج تم میری

بات کان لگا کر سنو کہ تمہارے اعمال تمہاری سامنے رکھونگا اے لوگو ایک نسب تمنے مقرر کیا ایک نسب مین نے ٹھہرا دیا تمنے اپنے مقرر کیے ہوئے نسب کو
بالا کیا اور میرے ٹھہرائے ہوئے نسب کو دبا رکھا مین نے کہا تھا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ یعنی تم مین سب سے وہ بزرگ تر ہے
جو بہت پرہیزگار ہے اور تمنے کہا کہ بزرگتر وہ ہی جو فلان ابن فلان ہی آج مین اپنے مقرر کیے ہوئے نسب کو بالا کرتا ہون اور تمہارے ٹھہرائے
ہوئے نسب کو پست کیے دیتا ہون اَیْنَ الْمُتَّقُوْنَ کہان ہین پرہیزگار لوگ پھر ایک جھنڈا استادہ کرکے آگے آگے لیجائینگے اور پرہیزگار
لوگ اوسکے پیچھے پیچھے چلینگے حتی کہ سب پرہیزگار بیحساب بہشت مین داخل ہو جائینگے اسی سبب سے ڈرنے والون کا ثواب
دونا ہی حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی ارشاد
کرتا ہی کہ قسم ہی مجھے اپنی عزت کی کہ دو خوف اور دو امن ایک بندی مین مین نہین جمع کرتا اگر دنیا مین بندہ مجھسے ڈریگا تو آخرت مین اوسی بیخوف رکھونگا اور اگر دنیا مین
بیخوف رہیگا تو آخرت مین اوسی خوف مین رکھونگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہی اوس سے سب چیزین ڈرتی ہین اور جو خدا سے
نہین ڈرتا اوسے خدا سب چیزون سے ڈراتا ہے اور فرمایا ہے تم مین پکا عقلمند وہ ہی جو تم مین سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہے
اور فرمایا ہی کہ جس مسلمان کی آنکھ سے آنسو بہے اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو اور بہکر اوسکے منہ پر آ جائے اوسکے منہ پر آتش دوزخ
حرام ہو جاتی ہے اور فرمایا ہے کہ جب خدا کے خوف سے بندی کے بدن کے روئین کھڑے ہو جاتے ہین اور وہ اندیشہ کرتا ہے
تو اوسکے گناہ اسطرح جھڑ جاتے ہین جیسے درخت سے پتے اور فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے خوف سے رویا وہ آتش دوزخ مین نہ جلایا جائیگا جسطرح جو دودھ
پستان سے نکل آیا ہو وہ پھر پستان مین نہین جاتا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی امت سے کوئی شخص بیحساب جنت مین جائیگا آپنے فرمایا ہان جو شخص اپنے گناہ یاد کرکے
رویگا وہ بیحساب جنت مین داخل ہوئیگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو آنسو کا قطرہ خوف خدا سے نکلے یا خون کا
قطرہ راہ خدا مین گرے اوس سے زیادہ کوئی قطرہ خدا کے نزدیک محبوب نہین اور فرماتا ہی کہ سات آدمی خدا کے سایہ مین ہین کہ اون مین
سے ایک وہ شخص ہے جو تنہائی مین خدا کو یاد کرے اور اوسکی آنکھ سے آنسو بہے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا موعظت مین مین حاضر تھا آپ ہم لوگون کو نصیحتین فرما رہے تھے دلون پر خوف غالب ہو آنکھ سے آنسو
جاری ہو گئے پھر مین گھر آیا میری اہلیہ مجھسے باتین کرنے لگی مین دنیا کی باتون مین پڑ گیا پھر مجھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
وہ کلام اور اپنا وہ رونا یاد آیا مین باہر نکل آیا اور شور و فریاد کرنے لگا کہ آہ حنظلہ منافق ہو گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
میرے سامنے آئے اور کہنے لگے کہ منافق نہین ہوا مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور
عرض کیا کہ یا رسول اللہ حنظلہ منافق ہو گیا آپ نے فرمایا کلا لم ینافق حنظلۃ پھر مین نے یہ حال عرض کیا فرمایا اے حنظلہ جس حال پر تم
میرے سامنے رہتے ہو اگر اوسی حال پر ہو تو فرشتے راہون اور گھرون مین تمسے مصافحہ کیا کرین اے حنظلہ ایک ساعت یعنی وہ حالت
تھوڑی دیر رہتی ہے بزرگون کے اقوال یہ ہین حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ کوئی دن ایسا نہین ہوتا کہ مجھپر خوف غالب ہوا ہو
اور ماہ بیدان حکمت اور عبرت کا دروازہ میرے دل پر کھلا ہو حضرت یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ خوف عقوبت اور رحمت ...

کے درمیان مین مسلمان کا گناہ اسطرح ہوتا ہی جیسے دو شیرون مین ایک روباہ آور اون ہی نے یہ بھی کہا ہی کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے
ایسا ڈرتا جیسا مفلسی سے ڈرتا ہے تو بیشک جنتی ہوتا لوگون نے حضرت یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ فردای قیامت کو کون
شخص سب سے امین ہوگا فرمایا وہ شخص جو آج بہت ڈرتا ہے ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ ایسے لوگون کی مجلس کے
بارہ مین آپ کیا کہتے ہین جو ہمکو اتنا ڈراتے ہین کہ ہمارے دل ٹکڑے ہوی جاتے ہین فرمایا کہ آج ایسے ہی لوگون سے صحبت رکھو جو تمھین
ڈراتے ہین اور فردای قیامت کو بیخوف رہو یہ اس سے بہتر ہی کہ آج ایسے لوگون سے صحبت رکھو جو تمھین بیخوف رکھین اور فردای قیامت کو
مبتلای خوف ہوجاو حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جو دل خوف سے خالی ہو وہ ویران ہوا ام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ جو قرآن شریف مین ہی وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ
مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ یعنی کام کرتے ہین اور ڈرتے ہین یہ کام چوری اور زنا ہے آپنے فرمایا نہین وہ کام روزہ نماز صدقہ ہی
کہ کرتے ہین اور ڈرتے ہین کہ مبادا نہ قبول ہو حضرت محمد ابن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تو آنسو منہ مین مل لیتے اور کہتے کہ مین نے
سنا ہے کہ جس مقام پر آنسو پہونچتا ہے وہ مقام آتش دوزخ مین نہین جلتا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جو
اگر نہ رو سکو تو تکلف سے اپنے تئین گریان کرو حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین اتنا روؤن کہ آنسو میرے چہرہ پر
آجائین اس امر کو مین ہزار دینار صدقہ دینے سے زیادہ دوست رکھتا ہون **خوف کی حقیقت** ایعزیز جانتو کہ خوف دل کی حالتون
مین سے ایک حالت ہی وہ ایک آگ ہی کہ دلمین ظاہر ہوتی ہے اوسکا سبب یہی ہے ثمرہ بھی اوسکا علم و معرفت ہی آدمی جب خطر کار آخرت دیکھتا
اور اپنی ہلاکت اور تباہی کے اسباب حاضر اور غالب دیکھتا ہی تو خواہ نخواہ یہ آگ اوسکی جان کے درمیان پیدا ہوجاتی ہی اور یہ صفت
دو معرفتون سے حاصل ہوتی ہے ایک معرفت یہ ہی کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے گناہون اور غیبتون کو اور عبادت کی آفتون اور
اخلاق کی خباثتون کو درحقیقت دیکھے اور ان تقصیرون کے ساتھ اپنے اوپر خدا کی نعمتون کو دیکھے اس آدمی کی مثل اوس شخص کی
ایسی ہے جو کسی بادشاہ سے بہت خلعت اور نعمت پا رہا ہو پھر اوسکی حرم سرا اور خزانہ مین خیانت کرتا ہو اور ناگاہ جانے کہ بادشاہ اوسے
خیانت کی حالت مین دیکھا کرتا ہے اور سمجھے کہ بادشاہ غیور اور انتقام لینے والا اور بیباک ہی اور کسیکو بادشاہ پاس اپنا ساعی اور
شفیع جانے اور بادشاہ سے کوئی وسیلہ اور قرابت نہ رکھتا ہو جب اپنے کام کا خطر دیکھیگا تو خواہ نخواہ اوس شخص کے دل مین خوف
کی آگ پیدا ہوجائیگی دوسری معرفت یہ ہی کہ اس شخص کے گناہ اور عیب کے سبب سے آتش خوف نہ پیدا ہو بلکہ اوسکی قدرت اور بیباکی
کی وجہ سے پیدا ہو کہ یہ شخص اوس سے ڈرتا ہے جیسا کہ کوئی شخص شیر کے جنگل مین پھنس جاسے اور ڈرے تو اپنے گناہ کے سبب سے نہ ڈریگا
اوس سبب سے ڈریگا کہ شیر کی صفت جانتا ہی کہ اوس شخص کا ہلاک کرڈالنا شیر کا مقتضای طبع ہے اور اوس شخص کی ضعیفی سے شیر کچھ باک نہین
رکھتا یہ خوف تمامتر اور فاضلتر ہوتا ہی اور جس شخص نے حق تعالی کی صفتون کو پہچانا اور اوسکے جلال اور بزرگی اور توانائی اور بیباکی کو
جانا کہ اگر وہ تمام عالم کو ہلاک کرڈالے اور ہمیشہ دوزخ مین رکھے تو اوسکی مملکت مین ایک ذرہ بھی کمی نہوگی اور جس صفت کو رقت اور شفقت
کہتے ہین اوسکی حقیقت سے اوسکی ذات منزہ ہی جب آدمی کو یہ معلوم ہو تو ڈرنے کا محل ہے یہ ڈر انبیا علیہم السلام کو بھی ہوتا ہی گو کہ وہ

یہ جانتے ہین کہ ہم گناہ سے معصوم ہین جو شخص زیادہ عارف خدا ہوتا ہے وہ ڈرتا بھی بہت ہے اسواسطے جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے
فرمایا ہے کہ مین تم سب سے زیادہ عارف ہون اور تم سب سے زیادہ خائف ہون اور اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ
مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ اور جو شخص خدا سے جاہل ہوتا ہے وہ بیخوف ہوتا ہے حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے
داؤد مجھسے ایسا ڈر جیسا شیر خشمگین سے ڈرتا ہے خوف کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا اور خوف کا ثمرہ دل اور بدن اور جوارح مین ہوتا ہے
دل مین یہ ہوتا ہے کہ دل مین دنیا کی خواہشین بری معلوم ہون اور خواہشون کی کچھ پروا نہے اسواسطے کہ اگر کسیکو نکاح یا طعام کی خواہش ہوتی ہے
وہ جب شیر کے چنگل مین پھنس جاتا ہے یا بادشاہ قاہر کے قیدخانے مین قید ہوجاتا ہے تو اوسے اوس خواہش کی کچھ پروا نہین رہتی بلکہ خوف
مین دل کا حال بالکل خشوع و خضوع اور خواری و خاکساری ہوجاتا ہے اور سراپا مراقبہ اور محاسبہ اور عاقبت اندیشی ہوجاتا ہے نہ تکبر رہتا ہے
نہ حسد نہ دنیا کا لالچ نہ غفلت اور بدن مین خوف کا ثمرہ شکستگی اور لاغری اور زردی ہے اور جوارح مین خوف کا ثمرہ یہ ہے کہ جوارح کو گناہ سے
پاک رکھنا اور عبادت مین باادب رکھنا اور خوف کے درجے متفاوت ہوتے ہین خوف اگر شہوت سے باز رکھے تو اوسکا نام عفت ہے اگر حرام سے
باز رکھے تو اسکا نام ورع ہے اگر شبہون سے یا ایسے حلال سے جسمین حرام کا شبہہ ہے باز رکھے تو اوسکا نام تقوی ہے اگر زاد راہ کے سوا ہر چیز سے
باز رکھے تو اسکا نام صدق ہے عفت اور ورع تقوی کے ماتحت ہین اور یہ سب صدق کے نیچے ہین اور یہ حالت جو آنسو نکالدیتی ہے اور آدمی آنسو
پونچھکر لاحول ولاقوۃ الاباللہ کہکر پھر غفلت مین پڑجاتا ہے اسے زنانی رقت کہتے ہین یہ خوف نہین اسواسطے کہ جو شخص جس چیز سے ڈرتا ہے
اوس سے بھاگتا ہے اور پرہیز کرتا ہے جسکی آستین مین کوئی چیز ہے اور وہ دیکھے کہ سانپ ہے تو ممکن نہین کہ لاحول ولاقوۃ الاباللہ کہکر چپ
ہورہے بلکہ اوسے اپنی آستین سے گرادیگا حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ بندہ خائف کون ہے فرمایا کہ وہ
جو اپنے تئین اوس بیمار کیطرح رکھے جو موت کے خوف سے سب خواہشون سے حذر کرتا ہے **درجات خوف** ایعزیز جانتو کہ خوف کے
تین درجے ہین ضعیف قوی معتدل انمین معتدل بہتر ہے ضعیف وہ ہے جو کام پر مستعد نہ رکھے جیسے عورتون کی رقت قوی وہ ہے جس سے
ناامیدی اور بیہوشی اور موت کا خوف ہو یہ دونون مذموم ہین اسواسطے کہ خوف مین فی نفسہ کچھ کمال نہین ہے خوف توحید اور معرفت اور
محبت کی مثل نہین ہے اسواسطے حق سبحانہ تعالی کی صفات مین خوف کا ہونا درست نہین بلکہ بے جہل اور عجز کے خوف ہوتا ہی نہین اسواسطے
کہ جب تک عاقبت نامعلوم نہوگی اور خطرے سے حذر کرنے مین عجز نہوگا تب تک خوف بھی نہوگا مگر غافلون کے حق مین البتہ خوف کمال ہے
اسواسطے کہ خوف اوس تازیانے کے مانند ہے جو لڑکون کو پڑھنے مین لگاتے اور جانور کو راہ پر چلاتے جب تازیانہ ایسا کم زور ہو کہ چوٹ
نہ لگے تو نہ لڑکے کو پڑھنے مین لگائیگا نہ جانور کو راہ پر چلائیگا اور اگر تازیانہ ایسا سخت ہو کہ لڑکے یا جانور کا بدن پھٹ جائے یا منہ ہاتھ
ٹوٹ جائے تو ناقص ہے بلکہ خوف معتدل ہونا چاہیے تاکہ گناہون سے باز رکھے اور عبادت کی رغبت دلائے جو زیادہ عالم ہوتا ہے اوسکا خوف
بھی زیادہ معتدل ہوتا ہے اسواسطے کہ اوسکا خوف جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو وہ اسباب رجا کا خیال کرتا ہے اور جب گھٹ جاتا ہے تو کام کے
خطر کا اندیشہ کرتا ہے اور جو شخص خائف ہو اور اپنے تئین عالم کہے وہ عالم نہین اسواسطے کہ اوسنے جو کچھ سیکھا ہے وہ بے سود اور بیہودہ ہے
علم نہین ہے جیسے بازاری فال گو کہ اپنے تئین حکیم کہتے ہین حالانکہ حکمت سے کچھ بھی خبر نہین رکھتے اسواسطے کہ اول معرفت یہ ہے کہ آدمی اپنے

اور حق تعالی کو پہچاننے اپنے تئین عیب و تقصیر کے ساتھ اور حق تعالی کو جلال و عظمت اور عالم کو ہلاک ڈالنے مین بیباک ہونیکے ساتھ ان دونون معرفتون سے خوف کے سوا اور کوئی صفت نہین پیدا ہوتی اسیواسطے تھا کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا اَوَّلُ الْعِلْمِ مَعْرِفَۃُ الْجَبَّارِ وَاٰخِرُ الْعِلْمِ تَفْوِیْضُ الْاَمْرِ اِلَیْہِ یعنی اول علم یہ ہے کہ حق تعالی کو جباری اور قہاری کے ساتھ آدمی پہچاننے اور آخر علم یہ ہے کہ اپنے کام بندہ واراوسپر چھوڑ دے اور جان لے کہ مین کوئی چیز نہین ہون اور میرے سبب سے کچھ نہین ہے اور یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ کوئی یہ جانے اور نہ ڈرے **انواع خوف کا بیان** العزیز جانو کہ خطرہ پہچاننے سے خوف پیدا ہوتا ہے اور ہر شخص کو اور ہی خوف پیش آتا ہے کسیکو دوزخ کا خطرہ پیش آتا ہے اس سبب سے اوسے خوف ہوتا ہے اور کسیکو راہ دوزخ مین سے کوئی چیز پیش آتی ہے مثلاً ڈرتا ہے کہ مبادا بے توبہ مرجائے یا ڈرتا ہے کہ توبہ کرکے پھر گناہ مین پڑجائے یا اوسکے دل مین سختی اور غفلت پیدا ہوجائے یا عادت اوسے پھر گناہ کی طرف لیجائے یا نعمت کے سبب سے اوسکے دل مین غرور غالب ہوجائے یا قیامت کے دن لوگون کے مظلمون مین گرفتار ہوجائے یا اوسکی فضیحتیان اور برائیان ظاہر ہوجائین اور رسوا اور ذلیل ہو یا ڈرتا ہے کہ اوسے کچھ خیال آئے کہ خدا اوسے دیکھتا اور جانتا ہے اور وہ ناپسندیدہ ہے ہر ایک کا فائدہ یہ ہے کہ جس امر سے ڈرتا ہے اوس سے باز رہے مثلاً جب عادت سے ڈرتا ہے کہ پھر اوسے گناہ کی طرف لیجائیگی تو اوس عادت کو چھوڑ دے اور جب خیالات ناپسندیدہ پر حق تعالی کے واقف ہونے سے ڈرتا تو دل پاک رکھے اور باتون کو اسی پر قیاس لینا چاہیے اکثر بندے جو خائف ہوئے ہین اونکے دلون پر خاتمہ اور عاقبت کا خوف غالب آتا ہے کہ شاید ایمان سلامت نہ لیجائین اس سے سابق کا خوف کا ملتر ہے کہ ازل مین اوسکی سعادت اور شقاوت کے باب مین کیا حکم کیا ہوا اسواسطے کہ خاتمہ فرع سابق ہے اصل اس مسئلہ مین یہ ہے کہ ایکدن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منبر فرمایا کہ حق تعالی نے ایک کتاب لکھی ہے اوسمین جنتی لوگون کے نام ہین اور داہنا ہاتھ پھیلادیا اور فرمایا کہ دوسری کتاب لکھی ہے اوس مین دوزخیون کے نام نشان نسب ہین اور بایان ہاتھ پھیلادیا اور فرمایا کہ اسمین کچھ بڑہتا نہ گھٹتا ہے اہل سعادت شاید اہل شقاوت کے کام کرے حتی کہ سب کہین کہ وہ شقیون مین ہے پھر حق تعالی ایک ہی ساعت موت کے پہلے اوسے راہ شقاوت سے پھیر کر راہ سعادت کی طرف لے آئے سعید وہی ہے جسکی سعادت کا حکم ازل مین ہوچکا ہے اور شقی وہی ہے جسکی شقاوت کا حکم ازل مین ہوچکا ہے تو خاتمے کا اعتبار ہے انجام بخیر درکار ہے اسیواسطے عارف لوگ ڈرتے ہین یہ خوف کاملتر ہے جیسا کہ حق تعالی کی صفت جلال سے بندے کا خوف اوس خوف سے جو اپنے گناہ کے سبب سے ہو کاملتر ہے اسواسطے کہ جلال الٰہی ہرگز جاتا ہی نہیں اور آدمی جب گناہ ہی سے ڈریگا تو شاید توبہ کرکے مغرور ہوجائے اور کہنے لگے کہ اب تو مین نے گناہ سے ہاتھ کھینچا اب مین کیون ڈرون غرضکہ جناب محبوب خدا علیہ الصلوۃ والثنا اعلی علیین مین ہین گا اور ابوجہل اسفل السافلین مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوجہل پیدا ہونے کے قبل کوئی وسیلہ اور قصور نہ رکھتے تھے حق تعالی نے جب پیدا کیا تو بے کسی سبب کے حضرت کی طرف سے ہو حضرت کو معرفت اور عبادت کی راہ بتادی اور حق تعالی نے یہ امر آپ کے واسطے لازم کردیا کیونکہ آپ کے داعیہ کو اسی امر مین صرف کیا یہ ممکن ہی نہ تھا کہ جو کچھ حق تعالی نے آپ کو دکھایا اور آپ پر کشف فرمایا اوسے آپ اپنے اوپر پوشیدہ کرلیتے اور یہ بھی محال تھا کہ جسکو آپ نے سم قاتل سمجھے اوس سے مدد نہ لیتے اور ابوجہل پر حق تعالی نے راہ بصیرت بند کردی وسی قدرت ہی نہ تھی کہ دیکھ سکتا

اور جب نہ دیکھا تو بے اسکے کہ خواہشون کی آفتین پہچانے خواہشون سے دست بردار نہو سکا تو جناب محبوب خدا علیہ افضل الصلوۃ والثنا
اور ابو جہل دونون ازل مین مجبور تھے جیسا حق تعالی نے چاہا ویسا کیا ابو جہل کو بے سبب شقاوت کا حکم کرکے دوزخ مین دوڑا دیا اور
جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات کو محض اپنے فضل و کرم سے سعادت کا حکم فرما کر زبردستی علیین مین پہونچا دیا
جو بے نیاز یہ کچھ خیال نہین کرتا جیسا خود چاہتا ہے ویسا حکم فرماتا ہے کسی کی کچھ پروا نہین رکھتا اوس سے ڈرنا ضرور ہے اسی سبب سے
حضرت داود علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا کہ اے داود مجھسے ایسا ڈر جیسا شیر غران سے ڈرتا ہے اسواسطے کہ شیر ہلاک
کرڈالنے مین کچھ باک نہین رکھتا یہ بیباکی تیری خطا کے سبب سے نہین بلکہ اوسکے شیر ہونے کا غلبہ ہلاک کرڈالنے مین بیباکی کا حکم کرتا ہے
اور اگر شیر تجھسے دست بردار ہوتا ہے تو کچھ شفقت اور قرابت تیرے ساتھ نہین رکھتا کہ اوسکے سبب سے دست بردار ہوتا ہے بلکہ تجھے
بے حقیقت سمجھکر دست بردار ہوتا ہے جسنے خدا کی یہ صفتین جان لین ممکن نہین کہ وہ بیخوف رہے **سوء خاتمہ کا بیان** الیعزیز
جانتو کہ بہت ڈرنیوالے تو خاتمہ سے ڈرے ہین اسواسطے کہ آدمی کا دل ایک حال پر نہین رہتا اور موت کا وقت بہت کٹھن ہے اور
یہ معلوم نہین ہو سکتا کہ مرتے دم دل کس حال پر ٹھہر جائے چنانچہ ایک عارف نے کہا ہے کہ اگر کسیکو پچاس برس تک مین موحد جانا وہ اگر مجھسے اسقدر
غائب ہو کہ دیوار کی آڑ مین ہو جائے تو پھر اوسکے موحد رہنے پر مین گواہی نہ دونگا کیونکہ دل کا حال ہر آن بدلتا رہتا ہے مین نہین جانتا
کہ کس حال سے بدل گیا اور ایک بزرگ کہتے ہین کہ اگر مجھسے پوچھین کہ گھر کے دروازے پر کسیکے باایمان مرنے کی گواہی دینا تجھے پسند ہے
یا حجرے کے دروازے پر تو مین کہونگا کہ حجرے کے دروازے پر اسواسطے کہ مین نہین جانتا کہ گھر کے دروازے تک ایمان رہے یا نہ رہے
حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ قسم کھا کر کہا کرتے کہ موت کے وقت ایمان چھن جانے سے کوئی شخص بیخوف نہین حضرت سہل تستری رحمہ اللہ
تعالی کہتے ہین کہ صدیق لوگ ہر دم بری خاتمہ سے ڈرتے ہین حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ انتقال کے وقت بیقرار ہو کر
روتے لوگون نے کہا رو نہین خدا کی بخشش تمہارے گناہ سے بڑی ہے جواب دیا کہ اگر مین یہ جانون کہ موحد مرونگا تو کچھ باک نہین
رکھتا گو کہ کئی پہاڑون کے برابر گناہ رکھتا ہون ایک بزرگ نے وصیت کی اور جو کچھ مال رکھتا تھا وہ ایک شخص کے سپرد کرکے کہا کہ میرے باایمان
مرنے کی فلانی علامت ہے اگر وہ علامت تم دیکھنا تو اس مال سے شکر اور مغز بادام مول لیکر شہر کے لڑکون کو بانٹنا اور کہنا کہ یہ فلانے
شخص کا عرس ہے جو دنیا سے باایمان گیا اگر وہ علامت نہ دیکھنا لوگون سے کہدینا کہ مجھپر نماز نہ پڑھین اور میرے ساتھ دغا نہ کھائین تاکہ
مرنے کے بعد تو مین ریاکار نہون حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مرید کو یہ خوف ہے کہ گناہ مین پڑ جائے اور مرشد عارف کو
یہ ڈر ہے کہ کفر مین گرے حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے کہا ہے کہ مین جب مسجد جانے لگتا ہون تو اپنی کمر مین ایک زنار دیکھتا ہون اسواسطے
کہ مین ڈرتا ہون کہ جب تک مین مسجد جاون جاون ایسا نہو کہ مجھے کلیسا لیجائین ہر روز پانچ بار میری یہی حالت ہوتی ہے حضرت عیسی
علیہ السلام نے حواریین سے فرمایا کہ تم لوگ گناہ سے ڈرتے ہو اور ہم پیغمبر کفر سے ڈرتے ہین ایک پیغمبر علیہ السلام برسون ننگے بھوکے
پریشان حال رہے پھر حق سبحانہ تعالی کی درگاہ مین روتے وحی آئی کہ مین تیرے دل کو کفر سے بچائے رکھتا ہون تو اس بات سے
کیا خوش نہین ہے جو دنیا چاہتا ہے عرض کیا کہ بار خدایا مین نے توبہ کی اور خوش ہوا اور اس سوال کی ندامت سے اپنے سر پر

خاتمہ برا ہونے کی علامتون مین سے ایک نفاق ہے اسواسطے صحابہ رضی اللہ عنہم ہمیشہ نفاق سے ڈرتے تھے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ اگر مین جان لون کہ مجھ مین نفاق نہین ہے تو جو کچھ روی زمین پر ہے اوس سب سے مین اس امر کو زیادہ دوست رکھتا ہون اور کہا ہے کہ ظاہر و باطن اور دل و زبان کا اختلاف بھی منجملہ نفاق ہے فصل العزیز جانو کہ سوء خاتمہ جس سے سب بزرگ ڈرتے ہین اس عبارت سے ہے کہ موت کے وقت بندے کا ایمان چھین لین اسکے بہت سبب ہین اونکا علم پوشیدہ ہے لیکن اکثر دو سبب سے ایمان مین خلل واقع ہوتا ہے ایک یہ کہ کوئی شخص کسی بدعت باطل کا اعتقاد کرکے تمام عمر اوسپر بسر کرے اور خیال نکرے کہ یہ عقیدہ بیجا ہے موت کے وقت شاید اسکی خطا اسپر حق تعالی کھولدے اسوجہ سے اور اعتقادات جو رکھتا تھا اونمین بھی شک واقع ہوجائے اور اون عقائد کی مضبوطی جاتی رہے اور اسی شک مین مرجاتے بدعتی کو بھی یہ خطر لگا ہوا ہے اور اوسی بھی جو متکلم ہو اور عقائد مین بحث اور دلیل کی راہ چلے گو کہ باورع اور پارسا ہو لیکن وہ بھولے لوگ جنکا ایمان ظاہر قرآن و حدیث کے موافق ہے وہ اس سے بےخوف ہین اسی سے جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عَلَيْكُمْ بِدِيْنِ الْعَجَائِزِ وَأَكْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ۔ اسیواسطے اگلے بزرگ علم کلام اور بحث کرکے حقیقت امور دریافت کرنیکو منع کرتے تھے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ ہر ایک اسکی طاقت نہین رکھتا کسی نہ کسی بدعت مین گرفتار ہوجائیگا سوء خاتمہ کا دوسرا سبب اکثر یہ ہے کہ اصل مین ایمان ضعیف ہو اور دنیا کی محبت غالب ہے حق تعالی کی محبت ضعیف ہو تو موت کے وقت جب دیکھتا ہے کہ خواہش کی سب چیزین اوس سے چھینے لیتے ہین اور دنیا سے جبراً قہراً ایسی جگہ نکالے لیے جاتے ہین جہان جانا نہین منظور اس سبب سے ایک کراہت پیدا ہوتی ہے اور خدا کے ساتھ وہ ضعیف سی دوستی جو تھی وہ بھی جاتی رہتی ہے مثلاً جیسے کوئی شخص اپنے فرزند کو کچھ دوست رکھتا ہے تو وہ شخص جس چیز کو معشوق رکھتا ہے اور فرزند سے زیادہ دوست رکھتا ہے اوس چیز کو جب فرزند چھین لے تو وہ شخص فرزند کو دشمن ٹھہرالیتا ہے اور ذرہ سے دوستی جو فرزند کے ساتھ تھی وہ بھی جاتی رہتی ہے اسیواسطے شہادت کا بڑا درجہ ہے کہ اوسوقت دنیا کو سامنے سے دور کردیتے ہین اور خدا کی محبت دل مین غالب ہوتی ہے اور مرنے پر دل سے مستعد ہوتے ہین ایسی وقت موت کا آنا بہت غنیمت ہے اسواسطے کہ یہ حال بہت جلد جاتا رہتا ہے اور دل اس صفت پر نہین رہتا تو جس شخص کے دل مین خدا کی محبت سب چیزون کی محبت سے زیادہ ہو تو اس بات سے حق تعالی نے اوسے ضرور باز رکھا ہوگا کہ وہ اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کردے ایسا شخص اس خطر سے بہت امین ہوتا ہے جب موت کا وقت آپہونچتا ہے اور وہ شخص جانتا ہے کہ دوست کے دیدار کا وقت آگیا تو موت سے کراہت نہین کرتا اور خدا کی محبت اوسکے دل مین غالب ہوجاتی ہے اور دنیا کی دوستی زائل اور معدوم ہوجاتی ہے خاتمہ بخیر ہونیکی یہی علامت ہے پس جو شخص اس خطر سے بہت دور رہنا چاہے اوسے چاہیے کہ بدعت سے بہت دور رہے اور جو کچھ قرآن و حدیث مین ہے اوسکا ایمان لائے جو کچھ جانے اوسے قبول کرے اور جو کچھ نہ جانے اوسے مان لے اور سب کا ایمان لائے اور یہ کوشش کرتا ہے کہ حق تعالے کی محبت اوسکے دل پر غالب ہوجائے اور دنیا کی محبت ضعیف ہوجائے اور دنیا کی محبت باینطور ضعیف ہوتی ہے کہ شرع کی حدین نگاہ رکھے الا شرع اوسپر دنیا کو تنگ کردے اور وہ دنیا سے متنفر ہوجائے اور اس سبب سے خدا کی دوستی قوی ہوتی ہے کہ آدمی ہمیشہ خدا ہی کا ذکر کرتا رہے اور ہمیشہ خدا کے دوستون کے ساتھ صحبت رکھے دنیا کے دوستون کے ساتھ صحبت نرکھے اگر دنیا کی دوستی غالب ہے بھی محال نہین ہے جیسا قرآن شریف مین فرمایا ہے کہ اگر باپ بیٹا مال نعمت اور جو کچھ تمھارے پاس ہے اوسے تم حق تعالی سے زیادہ

ورنہ کھینچا ہو تو آمادہ رہو کہ حکم خدا آجائے فَتَرَبَّصُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ کے یہی معنی ہین

خوف حاصل کرنیکی تدبیر کا بیان

ایها العزیز جانو کہ دین کے مقامات سے پہلا مقام یقین اور معرفت ہے پھر معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف سے زہد اور صبر اور توبہ اور زہد و توبہ سے اخلاص و مداومت ذکر و فکر پیدا ہوتی ہے اور اوس سے انس محبت پیدا ہوتی ہے محبت مقامات کی نہایت ہے اور تسلیم و رضا اور شوق تبع محبت ہے پس یقین اور معرفت کے بعد خوف کیمیای سعادت ہے اور جو صفتین خوف کے بعد ہین وہ بے خوف کے راست نہین آتین اور خوف تین طرح سے پیدا ہوتا ہے ایک تو علم و معرفت سے اسواسطے کہ آدمی نے جب اپنے تئین اور خدا کو پہچان لیا تو خواہ نخواہ ڈریگا اسواسطے کہ جو شخص شیر کے جنگل مین پہنستا ہے اور شیر کو پہچانتا ہے اوسے شیر سے ڈرنے کے واسطے کسی تدبیر کی حاجت نہین بلکہ وہ شخص خود بخود ہمہ تن خوف ہو جاتا ہے اور جس شخص نے حق تعالی کو کمال جلال قدرت کمال بے نیازی کے ساتھ پہچانا اور اپنے تئین نہایت بیچارگی اور عاجزی کے ساتھ جانا اوسنے درحقیقت اپنے تئین شیر کے جنگل مین دیکھا بلکہ جس شخص نے فقط حکم خدا کو پہچانا کہ جو کچھ قیامت تک ہوگا اوسکا وہ حکم کر چکا ہے بعضون کو بے وسیلہ حکم سعادت اور بعضون کو بے خطا حکم شقاوت دیا ہے جیسا چاہا ویسا کیا ہے اور وہ حکم ہرگز بدل نہین سکتا وہ شخص خواہ نخواہ ڈریگا اسواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوة والثنا نے فرمایا ہے کہ حضرت موسی نے حضرت آدم علیہما السلام سے اعتراض کیا اور حضرت آدم نے بھی حضرت موسی علیہ السلام سے دلیل کی حضرت موسی نے کہا کہ اے آدم حق تعالی نے تمہین بہشت مین اوتارا اور تمہارے ساتھ ایسا ایسا سلوک کیا تم کیون عاصی ہوگئے کہ اپنے تئین اور ہم سب کو بلا مین مبتلا کیا حضرت آدم نے فرمایا کہ اے موسی بھلا وہ معصیت ازل مین میرے نام لکھی تھی یا نہین جواب دیا ہان لکھی تھی حضرت آدم نے فرمایا کہ بھلا مین حکم خدا کے خلاف کر سکتا تھا حضرت موسی نے کہا نہین پس حضرت آدم نے حضرت موسی کا اعتراض کو اوٹھا دیا اور حضرت موسی لاجواب ہوگئے اور جس معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے اوسکے بہت سے ابواب ہین جو شخص بڑا عارف ہے وہ بہت خائف ہے حتی کہ احادیث مین آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دونون روتے تھے اونپر وحی آئی کہ مین نے تمہین بیخوف کیا ہے تم کیون روتے ہو عرض کیا کہ بار خدایا ہم تیرے مکر سے بیخوف نہین ہین ارشاد ہوا کہ یون ہی سمجھے رہو یہ انکا کمال معرفت تھا کہ اپنے جی مین کہا کہ بیخوف رہنا نہ چاہیے یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ تم بیخوف رہو شاید یہ آزمایش ہو اور اسمین کوئی بھید ہو کہ اوس سے ہم بیخبر ہون جنگ بدر کے دن پہلے مسلمانون کا لشکر ضعیف ہوگیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈر کر فرمایا کہ بار خدایا اگر یہ مسلمان ہلاک ہو جاینگے تو روی زمین پر تیری بندگی کرنیوالا کوئی نہ رہیگا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کو آپ کیا سوگند دلاتے ہین وہ تو آپ کی فتح کا وعدہ کر ہی چکا ہے اپنا وعدہ ضرور سچا کریگا اوسوقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ مقام تھا کہ وعدہ کرم پر ان کو اعتماد تھا اور جناب رسول کریم علیہ الصلوة والتسلیم کا یہ مقام تھا کہ آپ کو خیر الماکرین کے مکر سے خوف تھا اور یہ مقام کامل تر ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانا کہ خدا کے کامون کے بھید اور تدبیر مملکت مین اوسکی مصلحت اور اوسکی مقدر کی ہوئی باتین کوئی بندہ نہین جانتا [illegible] کہ آدمی اگر معرفت سے عاجز آئے تو اہل خوف کے ساتھ صحبت رکھے تاکہ اون لوگون کا خوف اسمین سرایت کرے اگرچہ جید سنی کی طاقت

دوسرے یہ کہ اس طریقہ سے بھی خوف پیدا ہو جاتا ہے اگرچہ تقلیدی ہو اور ایسا ہو جیسے سانپ سے اوس لڑکے کا خوف جسنے اپنے باپ کو سانپ
سے بچتا ہوا دیکھا ہو تو وہ لڑکا بھی سانپ سے ڈرتا اور بھاگتا ہے گو کہ سانپ کا موذی ہونا نہ جانتا ہو جاننے والے کے خوف سے یہ درجہ
ضعیف ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر لڑکا چند بار سپیرے کو دیکھے کہ سانپ پر ہاتھ ڈالتا ہے تو جسطرح تقلید سے ڈرتا ہے اوسیطرح تقلید سے ایمن
بھی ہو جائیگا اور سانپ پر ہاتھ ڈالیگا اور جو شخص سانپ کا موذی پن جانتا ہے وہ اس تقلید سے ایمن ہوتا ہے تو عقلا کو بیکار لوگون
اور غافلون کی صحبت سے حذر کرنا چاہیے خصوصًا اوس غافل سے جو بصورت عالم ہو تیسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی جب اہل خوف کو نہ پائے
تو اونکی صحبت و تنہائی کیونکہ اس زمانے مین یہ لوگ کمتر ہین تو انکا حال سنے اور انکی کتابین پڑھے اسی سبب سے بعض انبیا و اولیا کے
خوف کا حال ہم بیان کرتے ہین تاکہ جو شخص ذرہ بھی عقل رکھتا ہو وہ جان لے کہ یہ حضرات تمام خلق سے زیادہ عاقل اور عارف
اور متقی تھے یہ جب اسقدر ڈرتے ہین تو اورون کو بطریق اولی ڈرنا چاہیے انبیا اور ملائکہ کی حکایتین روایت ہے کہ جب
ابلیس ملعون ہوا تو حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام ہمیشہ رویا کرتے حق تعالی نے انپر وحی کی کہ تم کیون روتے
ہو عرض کیا کہ بارخدایا تیرے غصے اور مکر سے ہم ایمن نہین ہین ارشاد ہوا کہ ایسا ہی چاہیے ایمن نہ رہنا حضرت ابن المنکدر
رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالی نے جب دوزخ کو پیدا کیا تو تمام فرشتے رویا کرتے تھے جب حق تعالی نے آدمؑ
کو پیدا کیا تو چپ ہوئے اسواسطے کہ جان گئے کہ دوزخ ہمارے واسطے نہین پیدا ہوئی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین
کہ حضرت جبرئیل امین جب میرے پاس آئے تو خوف خدا سے لرزان اور سراپا ہراسان آئے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میکائیل کو مین ہنستے نہین دیکھتا عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالی
نے جب سے آتش دوزخ پیدا کی تب سے میکائیل نہین ہنسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز مین مشغول ہوتے تو ایک میل سے
اونکے دل کا جوش سنائی دیتا حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دن برابر سجدے مین پڑے رویا کیے
یہانتک کہ اونکے آنسوؤن سے گھاس اوگ آئی ندا آئی کہ اے داؤد کیون روتا ہے اگر ننگا بھوکا پیاسا ہو تو عرض کر تاکہ کھانا پانی کپڑا بھیجدون
پس ایسا ایک نالہ سوزان کیا کہ اونکی سانس کی گرمی سے لکڑی مین آگ لگ گئی پس حق تعالی نے اونکی توبہ قبول فرمائی عرض کیا کہ
بارخدایا میرا گناہ میری ہتھیلی پر نقش کر دے تاکہ مین بھولون نہین حق تعالی نے اونکی عرض قبول فرمائی پھر جب وہ کھانے پانی کے
واسطے ہاتھ بڑھاتے تو اوس نقش کو دیکھتے اور روتے کبھی اسقدر روتے کہ لوگ پانی کا کاسہ اونہین دیتے تو وہ پر ہوتا آپ کے آنسوؤن سے
بھر جاتا روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اسقدر روتے کہ اونکی طاقت زائل ہو گئی عرض کیا کہ یا ارحم الراحمین میرے رونے پر تو رحم
نہین فرماتا وحی آئی کہ داؤد تو رونے کا ذکر کرتا ہے اور گناہ کو بھول گیا عرض کیا کہ بارخدایا گناہ بھلا کیونکر بھولونگا گناہ کرنے کے پہلے
جب مین زبور پڑھتا تھا تو بہتا ہوا پانی نہر مین ٹھہر رہتا چلتی ہوئی ہوا رک رہتی اوڑتے ہوئے جانور میرے سر پر جمع ہو جاتے جنگلی جانور میرے
محراب مین چلے آتے اب یہ کوئی بات نہین ہے بارخدایا یہ کیا وحشت ہے کیسی نفرت ہے ارشاد ہوا کہ اسے داؤد وہ انس طاعت تھا یہ وحشت
گناہ کی ہے اے داؤد آدم میرا بندہ تھا اوسے مین نے اپنے دست لطف سے پیدا کیا اپنی روح سے اوس مین روح پھونکی ملائکہ کو اوسکو

مسجود ہی کا حکم کیا خلعت کرامت اوسکو پہنایا تاج وقار اوسکے سر پر رکھا اوسکو اپنی تنہائی کا گلہ کیا حوّا کو مین نے پیدا کیا اور دونون کو بہشت مین
رکھا اوسنے ایک گناہ کیا مین نے ننگا اور ذلیل کرکے اوسے اپنی درگاہ سے نکالدیا اے داؤد تو سن اور حق جان کہ تو ہماری طاعت کرتا تھا
ہم تیری طاعت کرتے تھے جو کچھ تو نے سوال کیا وہ ہمنے تجھے دیا تو نے گناہ کیا ہمنے مہلت دی باینہمہ اب بھی توبہ کریگا اور ہماری طرف
رجوع کریگا تو ہم قبول کرینگے یحییٰ ابن ابی کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب اپنے گناہ پر نوحہ کیا چاہتے تو سات دن
تک کچھ نہ کھاتے اور اپنی بی بیون کے پاس نہ جاتے پھر صحرا مین تشریف لاتے اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرماتے کہ ندا کرو وہ ندا کرتے
کہ اے بندگان خدا جو داؤد کا نوحہ سنا چاہے وہ آوے بستیون سے آدمی آشیانون سے پرند بیابانون اور پہاڑون سے وحوش و درند
وہان آتے حضرت داؤد پہلے حق تعالی کی ثنا فرماتے تمام خلق آہ و فریاد کرتی پھر جنت اور دوزخ کا حال بیان کرتے پھر اپنے گناہ پر نوحہ
کرتے حتی کہ بہتیری خلق خوف و ہراس سے مرجاتی تب حضرت سلیمان اونکے کان کے پاس آکر عرض کرتے کہ بابا جان بس کیجیے کہ بہت سی
خلق ہلاک ہوگئی اور ندا کرتے کہ اپنے اپنے مردے اوٹھا لیجاو لوگ اوٹھا لیجاتے حتی کہ ایکدن چالیس ہزار خلق جو اوس مجلس مین جمع تھی
اوسمین سے تیس ہزار مرگئے حضرت داؤد علیہ السلام کی دو لونڈیان تھین اونکا یہی کام تھا کہ خوف کے وقت حضرت داؤد کو پکڑے رہتین اور
بچائے رکھتین تاکہ آپ کے اعضا جو کانپتے تھے وہ اوکھڑ نہ جائین حضرت یحیی بن زکریا علیہما السلام جب لڑکے تھے تو بیت المقدس مین عبادت
کیا کرتے جب ہمسن لڑکے اونھین کھیلنے کے واسطے بلاتے تو فرماتے کہ مجھے خدا نے مجھے کھیلنے کے واسطے نہین پیدا کیا ہے جب پندرہ برس کا
سن ہوا تو خلق سے نکلکر صحرا مین چلے گئے ایکدن اونکے والد حضرت زکریا علیہ السلام اونکے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے دیکھا پانی مین پاؤن رکھے
کھڑے ہین اور پیاس کے مارے قریب بہلاکت ہین اور عرض کررہے ہین کہ اے رب العزت قسم ہے تیری عزت
کی جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہولیگا کہ تیرے نزدیک میرا کیا مرتبہ اور مقام ہے تب تک مین پانی نہ پیونگا اور اسقدر
روتے تھے کہ اونکے رخسار پر گوشت نہ باقی رہا تھا دانت نکل آئے تھے نمدہ کے دو ٹکڑے اونکے رخسار پر رکھدیے تھے تا کہ خلق
یہ صورت نہ دیکھے انبیا علیہم السلام کے احوال مین ایسی بہت حکایتین ہین صحابہ اور اگلے بزرگون کی حکایتین
العزیز جانو کہ حضرت صدیق اکبر باوجود صدق و بزرگی جب کسی پرند کو دیکھتے تو فرماتے کاش مین بھی تجھ سا ہوتا اور حضرت ابوذر رضی اللہ
تعالی عنہ کہتے کہ کاش مین کوئی درخت ہوتا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتین کہ کاش میرا نام و نشان کچھ نہوتا
اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا کبھی یہ حال ہوتا کہ قرآن شریف کی کوئی آیت سنکر گرپڑتے اور بیہوش ہوجاتے اور چندروز تک
لوگ اونکی عیادت کو واسطے آیا کرتے بہت رونے کے سبب سے اونکے رخسار پر کالی دو لکیرین پڑگئیں تھین فرمایا کرتے کہ کاش عمر ہرگز مان
کے پیٹ سے پیدا ہی نہوا ہوتا ایکدن کہین دروازے پر آپکا گذر ہوا ایک شخص قرآن شریف پڑھتا تھا اس آیت پر پہونچا اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ
لَوَاقِعٌ آپ اونٹ پر سے اوتر پڑے اور اپنی تکیہ دیوار پر ڈالدیا بیطاقتی کی وجہ سے آپ کو لوگ گھر مین اوٹھا لیگئے مہینا بھر تک آپ بیمار
رہے کسی نے آپ کی اوس بیماری کا کچھ سبب نہ جانا علی ابن الحسین علیہ السلام جب وضو کرتے تو اونکا چہرۂ مبارک زرد ہوجاتا لوگ عرض کرتے
یہ کیا ہے فرماتے تم نہین جانتے ہو کہ مین کسکے سامنے کھڑا ہوا چاہتا ہون حضرت مسور ابن مخرمہ رحمہ اللہ تعالی قرآن مجید سننے کی طاقت

نہ رکھتے تھے ایک دن کسی مرد اجنبی نے لاعلمی مین یہ آیت پڑھی يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا اونھون نے کہا مین مجرمون مین سے ہون متقیون مین سے نہین ایکبار ہو پڑھا اوس ناواقف نے پھر یہ آیت پڑھی بس اونھون نے ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم ہوئی حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ بھائی اچھی جگہ کے سبب سے مغرور نہو اسواسطے کہ بہشت سی بہتر کوئی جگہ نہین دیکھو تو حضرت آدم نے وہان کیا دیکھا اور کثرت عبادت کے سبب سے مغرور نکر کیونکہ تو جانتا ہی کہ ابلیس نے کئی ہزار برس عبادت کی اور بہت علم کے سبب سے گھمنڈ نکر اس لیے کہ بلعم باعور اس مرتبہ کو پہونچا تھا کہ حق تعالی کا اسم اعظم جان لیا اور اوسکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ اور نیک لوگون کی زیارت کے سبب سے تکبر نکر اسواسطے کہ جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے عزیزون کو آپکی صحبت اور زیارت بہت نصیب ہوئی اور ایمان نلائے حضرت عطاء سلمی خائفون مین سے تھے چالیس برس کامل ہنسے نہ آسمان کی طرف دیکھا ایکبار آسمان کی طرف دیکھا تو خوف کے مارے گر پڑے ہر رات مین کئی بار اپنے تئین ہاتھ سے ٹٹول لیا کرتے کہ مسخ تو نہین ہوگیا ہون جب قحط یا کوئی بلا خلق پر آتی تو کہتے کہ یہ سب میری ہی شومی سے ہے اگر مین مر جاؤن تو خلق اس بلا سے نجات پائے حضرت سری سقطی قدس سرہ کہتے تھے کہ مین ہر روز اپنی ناک پر نظر کرکے آئینہ مین دیکھتا ہون کہ شاید میرا منھ کالا ہوگیا ہے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے کہا [illegible] کہ خوف کا ایک دروازہ مجھ پر کھلے دعا قبول ہوگئی مین ڈرا کہ میری عقل جاتی رہیگی پھر مین نے عرض کی کہ بار خدایا میری طاقت کی قدر اپنا خوف مجھے عنایت کر بس میرا دل ٹھہر گیا ایک عابد کو لوگون نے دیکھا کہ روتا ہی پوچھا کیون روتا ہی کہا اوس گھڑی کے خوف سے جب منادی کرینگے کہ خلق کو اونکے اعمال کا بدلا قیامت کے دن دیا جائیگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے ایک شخص نے پوچھا آپکا کیا حال ہی کہا اوسکا کیا حال ہوتا ہی جو دریا مین ہو اور کشتی ٹوٹ جاوے اور ہر شخص ایک ایک تختے پر رہجاوے اوس شخص نے کہا سخت کٹھن ہوگا کہا میرا بھی ویسا ہی حال ہی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے یہ بھی کہا ہی کہ حدیث مین ہی کہ ایک شخص کو ہزار برس کے بعد دوزخ سے نکالینگے یہ کہکر کہا کہ کاش وہ مین ہی ہون یہ اسواسطے کہا کہ خاتمہ بخیر نہونے کے ڈر سے ہمیشہ دوزخ مین رہنے سے ڈرتے تھے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کی ایک کنیزک تھی ایک دن سو اوٹھی اور عرض کرنے لگی کہ یا امیر المومنین مین نے ایک عجیب خواب دیکھا ہی کہا جلدی بیان کر کہنے لگی کہ مین نے دوزخ کو دیکھا کہ سلگائی گئی اور پل صراط اوسپر رکھا گیا اور خلفا کو فرشتے لائے پہلے خلیفہ عبد الملک مروان کو دیکھا کہ فرشتے لائے اور حکم کیا کہ اس پل پر چل تھوڑا سا چلا تھا کہ دوزخ مین گر پڑا کہا جلدی کہہ پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ پھر اوسکے بیٹے ولید ابن عبد الملک کو لائے وہ بھی اوسیطرح دوزخ مین گر پڑا کہا جلدی کہہ پھر کیا دیکھا کہنے لگی کہ پھر سلیمان ابن عبد الملک کو لائے وہ بھی اوسیطرح دوزخ مین گر گیا کہا جلدی بیان کر پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ یا امیر المومنین پھر آپ کو لائے اوس کنیزک نے اتنا کہا تھا کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوکر گر پڑے کنیزک چیختی تھی کہ قسم خدا کی مین نے دیکھا کہ آپ سلامت گذر گئے اور بہت غل مچاتی تھی اور وہ پڑے لوٹتے تھے اور ہاتھ پاؤن دیدے مارتے تھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سالہا سال مین ہنسے لوگون نے ہمیشہ اونھین اوس کیفیت سے دیکھا جس کیفیت مین وہ قیدی ہوتا ہی جسکی گردن مارنے کے واسطے مقتل مین لائے ہون لوگ کہتے کہ باین عبادت وریاضت آپ اسقدر کیون سلگتے ہین وہ جواب دیتے کہ مجھے اس بات کا خوف

کہ حق تعالیٰ ذکر کوئی فعل مجھ سے ایسا دیکھا ہو کہ مجھ کو دشمن ٹھہرالیا ہو اور فرمایا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر کہ مین تو تجھ پر رحمت ہی نہ کرونگا اور مین بیفائدہ اپنی جان
کھوتا ہون اور ایسی بہت حکایتین ہین اے عزیز اب غور کر کہ یہ بزرگ لوگ کیسا ڈرتے تھے اور تو بیخوف ہے اونکا خوف اور تیری بیخوفی یا اس سبب سے
ہے کہ اونکے گناہ بہت تھے اور تیرے گناہ نہین ہین یا اس سبب سے ہے کہ اونہین معرفت بہت تھی اور تجھے نہین ہے سچ تو یہ ہے کہ باوجود کثرت گناہ تو
حماقت اور غفلت کی وجہ سے بیخوف ہے اور باوصف کثرت طاعت وہ لوگ بصیرت اور معرفت کے سبب سے خائف اور ہراسان تھے **فصل**
شاید کوئی کہے کہ خوف و رجا دونون کی فضیلت مین بہت بہت سی حدیثین وارد ہین ان دونون مین کون افضل ہے کہ اوسیکا غالب رہنا چاہیے
اے عزیز جان تو کہ خوف و رجا دو دوائین ہین دوا کے حق مین فضیلت نہین کہتے بلکہ منفعت کہتے ہین اسواسطے کہ خوف و رجا صفات نقص سے
ہین جیسا ہمنے بیان کیا اور آدمی کا کمال یہ ہے کہ خدا کی محبت مین ڈوبا رہے اور خدا کی یاد نے اوسے بالکل گھیر لیا ہو اپنے آغاز و انجام کا کچھ خیال
نکرے بلکہ وقت کو دیکھتا ہو اور وقت کو بھی نہ دیکھے بلکہ خداوند وقت کو دیکھتا رہے جب خوف و رجا کی طرف التفات کریگا تو یہ التفات حجاب
ہو جائیگا لیکن یہ استغراق کی حالت نادر ہوتی ہے تو جس شخص کا وقت موت نزدیک ہو اوسپر رجا غالب کرنا چاہیے کیونکہ رجا محبت کو زیادہ
کرتی ہے اور جو شخص اس جہان سے جاوے چاہیے کہ خدا کی محبت کے ساتھ ہو تاکہ خدا کی ملاقات اوس شخص کی سعادت ہو جاوے اسواسطے
کہ محبوب ہی کی ملاقات مین مزہ ہوتا ہے مگر اور اوقات مین اگر آدمی اہل غفلت ہو تو اوسپر خوف غالب رہنا چاہیے اسواسطے کہ جو غافل ہے اوسکے
حق مین غلبہ رجا زہر قاتل ہے اور اگر اہل تقویٰ ہے اور اوسکا حال جہد سے بہتر ہو تو خوف و رجا معتدل اور برابر رہنا چاہیے اگر آدمی عبادت
اور طاعت مین ہے تو رجا غالب رہنا چاہیے اسواسطے کہ مناجات مین محبت ہی سے دل صاف ہوتا ہے اور محبت رجا کے سبب سے حاصل ہوتی ہے
اور گناہ کے وقت خوف غالب ہونا چاہیے اور آدمی اگر اہل عادت ہو تو مباح کامون کے وقت بھی خوف غالب ہونا چاہیے
ورنہ گناہ مین مبتلا ہو جائیگا تو خوف و رجا ایسی دوا ہے کہ اوسکی منفعت احوال اور اشخاص کے ساتھ بدلتی رہتی ہے اس سوال کا جواب مطلق نہو سکیگا واللہ اعلم

چوتھی اصل فقر اور زہد کے بیان مین

اے برادر اس بات کو باور کر کہ اون چار اصلون پر راہ دین کا مدار ہے جو عنوان مسلمانی مین ہم بیان کر چکے ہین ایک تیرا نفس دوسرے
حق تعالیٰ تیسرے دنیا چوتھے آخرت ان چار مین سے دو قابل ترک ہین دو لائق طلب یعنی اپنے نفس سے حق تعالیٰ کے واسطے دست بردار ہونا چاہیے
اور دنیا کو آخرت کے واسطے ترک کرنا چاہیے تو تجھے اپنی خودی سے منہ پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور دنیا کو لات مار کر آخرت کی طرف
دوڑنا چاہیے اور خوف صبر توبہ اسکی مقدمات ہین اور محبت دنیا مہلکات سے ہے چنانچہ ہم اوسکا علاج بیان کر چکے ہین اور دنیا کی
دشمنی اور اوس سے قطع تعلق کرنا منجیات سے ہے اب ہم اسکی تفصیل بیان کرینگے فقر و زہد اسی سے عبارت ہے تو پہلے فقر و زہد کی حقیقت اور
فضیلت پہچاننا چاہیے **فقر و زہد کی حقیقت** اے عزیز جان تو کہ فقیر وہ شخص ہے جو اپنی حاجت کی چیز نہ رکھتا ہو نہ اوسپر قادر ہو اور
آدمی کو پہلے تو اپنی ہستی کی حاجت ہے پھر اپنی بقا کی پھر مال و غذا کی اور بہت چیزون کی حاجت ہے اور انمین سے کوئی چیز اوسکے اختیار
مین نہین اور وہ ان سب کا حاجتمند ہے اور غنی وہ ہے جو اپنے غیر سے بے نیاز ہو وہ جناب احدیت جل شانہ کے سوا کوئی نہین اور جو کچھ جن و انس
اور ملائکہ اور شیاطین موجود ہین ان سب کی ہستی اور بقا انکے سبب سے نہین پس حقیقت مین سب فقیر ہین اسواسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے

ارشاد فرمایا وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ یعنی خدا ہی بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو حضرت عیسی علیہ السلام نے فقیر کے یہی معنی بیان
کیے ہیں اور فرمایا ہے کہ اَصْبَحْتُ مُرْتَہِنًا بِعَمَلِیْ وَالْاَمْرُ بِیَدِ غَیْرِیْ فَلَا فَقِیْرَ اَفْقَرُ مِنِّیْ یعنی میں اپنے کرداروں میں گرو ہو رہا ہوں اور کام دوسرے کے ہاتھ میں ہے پس کوئی فقیر
مجھ سے زیادہ محتاج کون ہے بلکہ حق تعالی نے بھی یہی معنی بیان فرمائے اور ارشاد کیا وَرَبُّکَ الْغَنِیُّ ذُوالرَّحْمَۃِ اِنْ یَّشَاْ یُذْہِبْکُمْ وَیَسْتَخْلِفْ
مِنْ بَعْدِکُمْ مَّا یَشَآءُ یعنی غنی وہ ہے کہ اگر چاہے تو سبکو ہلاک کرے اور یہی مخلوق پیدا کردے تو تمام خلق فقیر ہے لیکن اہل تصوف کے محاورہ
میں فقیر اوسکو کہتے ہیں کہ جو اپنے تئیں اس محتاجی کی صفت پر دیکھے اور یہ حالت اوسپر غالب ہے کہ وہ جانتا ہو کہ میں کچھ نہیں رکھتا اور دونوں
جہان میں کوئی چیز میرے اختیار میں نہیں ہے اصل آفرینش میں نہ دوام آفرینش میں اور احمق لوگ یہ جو کہتے ہیں کہ آدمی فقیر اوسوقت ہوتا ہے
کہ کچھ عبادت نہ کرے اسواسطے کہ جب عبادت کریگا اور اوسکا ثواب اپنے واسطے جمع رکھیگا تو اوسوقت اوسکے واسطے ایک چیز ہو جائیگی فقیر نہ
یہ کہنا ملحد پن اور زندیق پن کا تخم ہے کہ شیطان نے اون لوگوں کے دلوں میں بو دیا ہے اور جو احمق ہے کہ اسکا دعوی کیا ہے نہیں اسیطرح شیطان راہ سے
بہکا دیتا ہے کیونکہ نیک لفظ میں برے معنی بٹھا دیتا ہے تاکہ احمق اوسکے سبب سے دھوکا کھائیں کہ یہی معنی سمجھنا زیرکی ہے یہ کہنا ایسا ہے جیسا کوئی
کہے کہ جو مقدار رکھتا ہو وہ سب کچھ رکھتا ہے چاہیے کہ خدا اوس سے بیزار ہوتا کہ فقیر ہو جاوے بلکہ فقیر وہی ہے جو طاعت کرتا ہے جیسا حضرت عیسی علیہ السلام نے
فرمایا کہ طاعت بھی میری ملک نہیں اور میرے اختیار میں نہیں میں ہوں طاعت ہوں غرضکہ جسے صوفی فقیر کہتے ہیں یہ اوسکا بیان ہے
ہے نہ سب چیزوں میں آدمی کے [illegible] فقیر ہوتا ہے اور اسے ہم بیان کر چکے اور کہ حاجت [illegible] آدمی کو
رہا کرتی ہیں اور وہ سب فقر ہیں اون میں سے ایک مال بھی ہے پس
ہو جاوے یا مال ہاتھ ہی نہ آئے جو قصداً دست بردار ہو جاوے اوسے زاہد کہتے ہیں اور
رکھتا مگر جہاں تک ہو سکتا ہے تلاش کرتا ہے اوسے فقیر حریص کہتے ہیں دوسرا
کر نہ تلاش میں کد کرے نہ آئے ہوئے مال کو دور کرے اگر دیں تو لے
یعنی جان تو کہ مال پاس سبب سے نہیں ہوتا کہ آدمی اوس سے قصداً دست بردار
ہے کہ ہاتھ مال نہ آئے اوسی فقیر کہتے ہیں اور فقیر کی تین حالتیں ہیں ایک یہ کہ
[illegible] یہ ہے کہ تلاش نہ کرے اگر اوسے دیں تو نہ لے اور مال ہی کا [illegible] اوسے زاہد کہتے ہیں تیسرا
نہ دیں تو بھی خوش ہے اوسی فقیر قانع کہتے ہیں ہم پہلے فقر کی فضیلت بیان
کرتے ہیں پھر زہد کی اسواسطے کہ اگرچہ آدمی مال کا حریص ہو مگر مال نہ ہونے میں بھی فضیلت ہے

محتاجی کی فضیلت

العزیز جان تو کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لِلْفُقَرَآءِ الْمُہٰجِرِیْنَ محتاجی کو ہجرت پر مقدم رکھا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو درویش کثیر العیال
پارسا ہو وہ حق تعالی کا دوست ہے اور فرمایا ہے کہ اے بلال تم کو یہ کوشش کر کہ جب اس جہان سے جاتو درویش جا تونگر نہیں اور فرمایا ہے
کہ میری امت کے محتاج لوگ تونگروں سے پانسو برس پہلے جنت میں جائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ امیروں سے چالیس برس پہلے فقیر جنت
میں جائیں گے اس فقیر سے فقیر حریص مقصود ہوگا اور پہلا اوس فقیر سے وہ فقیر جو فقیری پر خوش اور راضی ہو اور فرمایا ہے کہ میری امت میں فقیر
لوگ سب سے بہتر ہیں اور ضعیف لوگ سب سے پہلے بہشت میں پھرنے لگیں گے اور فرمایا ہے کہ میرے دو پیشے ہیں جو ان دونوں پیشوں کو
دوست رکھے گا اوسنے مجھے دوست رکھا ایک درویشی دوسرا جہاد اور ایک روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب محبوب خدا
علیہ افضل الصلوۃ والثنا سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالی آپکو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم یہ چاہتے ہو کہ دنیا میں سب
پہاڑوں کو سونے کا کر دوں تاکہ جہاں تم چاہو وہاں حاضر ہوں فرمایا کہ اے جبرئیل میں نہیں چاہتا اسواسطے کہ دنیا بے گھروں کا گھر ہے

یالون کا مال ہے دنیا مین مال جمع کرنا بیعقلون کا کام ہے حضرت جبرئیل نے کہا اے محمد یُثَبِّتُ اللّٰهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ حضرت عیسی علیہ السلام ایک سوستے آدمی کیطرف گذرے اور کہا اوٹھ خدا کو یاد کر اوسنے عرض کیا کہ اے عیسی آپ مجھسے کیا چاہتے ہین مین نے تو دنیا کو دنیاداروں کے واسطے چھوڑ دیا فرمایا پھر سوا ای دوست اور خوب سو حضرت موسی علیہ السلام ایک شخص کی طرف گذرے وہ سر کے نیچے اینٹ رکھے خاک پر سو رہا تھا اور ایک کملی کے سوا اور کچھ اوسکے پاس نہ تھا حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا تیرا یہ بندہ ضائع ہے کہ کچھ بھی نہین رکھتا وحی آئی کہ اے موسی تم نہین جانتے کہ مین جسکی طرف خوب متوجہ ہوتا ہون اوسے دنیا سے باز رکھتا ہون حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے پاس ایک مہمان آیا اوسوقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا مجھسے فرمایا کہ فلانے یہودی پاس جاکر کہہ کہ تھوڑا سا آٹا مجھے قرض دے مین نے جاکر اوس یہودی سے کہا اوسنے قسم کھا کر جواب دیا کہ مین ندونگا مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر عرض کر دیا آپ نے فرمایا کہ قسم خدا کی مین آسمان مین امین ہون اور زمین مین امین ہون وہ یہودی اگر قرض دیتا تو مین ادا کر دیتا اب میری یہ زرہ لیجا گرو کر لا مین گرو کر لایا تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشدلی کیواسطے یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ نچاہیے کہ دنیا اور دنیاداروں پر تم نگاہ کرو سے دیکھو کہ یہ سب اونکے واسطے فتنہ ہے اور [illegible] تمہارا رب [illegible] اور بہت اور [illegible] کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اوسے تونگری باز رکھتی ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ بقدر کفایت کا ہونا نہونے [illegible] تعالی عنہ کہتے ہین کہ حضرت [illegible] اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہے کہ اے پروردگار آل محمد کو بقدر کفایت [illegible] علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا کہ بہشت مجھے دکھائی گئی اہل بہشت [illegible] دوزخ کہ مجھے دکھائی گئی اہل دوزخ اکثر تونگر تھے اور فرمایا کہ مین نے بہشت مین عورتون کو بہت کم دیکھکر پوچھا کہان ہین بولے شَغَلَهُنَّ الْأَحْمَرَانِ الذَّهَبُ وَالزَّعْفَرَانُ یعنی زیور اور رنگین کپڑے اونھین قید کیے ہوے ہین روایت ہے کہ دریا کے کنارے ایک پیغمبر علیہ السلام کا گذر ہوا دیکھا کہ ایک ماہی گیر نے خدا کا نام لیکر جال پھینکا ایک مچھلی بھی نپھنسی دوسرے ماہی گیر نے شیطان کا نام لیکر جال ڈالا بہت سی مچھلیان پھنسین اون پیغمبر نے عرض کیا کہ بار خدایا یہ سب تیرے ہی حکم سے ہے مگر اسمین کیا حکمت ہے حق تعالی نے فرشتون کو حکم کیا کہ دونون ماہی گیرون کی جگہہ بہشت اور دوزخ مین اس پیغمبر کو دکھاؤ جب جگہہ دیکھی تو عرض کیا کہ بار خدایا مین راضی ہوا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیغمبرون مین جو تونگری کے سبب سے سبکے بعد جنت مین جائینگے وہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام ہین اور میرے اصحاب مین جو تونگری کے سبب سے سب کے بعد بہشت مین جائیگا وہ عبدالرحمن بن عوف ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ہے کہ تونگر بہت دشواری سے جنت مین جائیگا اور حضرت سرور انبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی جب بندے کو دوست رکھتا ہے تو اوسے مبتلا آفات کرتا ہے اور اگر بڑی محبت کاملہ کرتا ہے تو اقتنا کرتا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اقتنا کیا چیز ہے فرمایا کہ اقتنا یہ ہے کہ نہ اوس بندے کا مال باقی رکھے نہ اہل وعیال حضرت موسی علیہ السلام نے پوچھا کہ یا اللہ خلق مین کون لوگ تیرے دوست ہین کہ مین بھی اونھین دوست رکھون ارشاد ہوا کہ جہان پورا فقیر ہے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کے دن

درویش کو لاوینگے تو جسطرح آدمی ایک دوسرے سے عذر خواہی کرینگے اوسیطرح حق تعالی اوس درویش سے عذر بیان فرمائیگا اور ارشاد
کریگا کہ او میرے بندے دنیا کو جو مین نے تجھسے باز رکھا یہ امر تیری ذلت و خواری کی وجہ سے نہ تھا اس سبب سے تھا کہ تو خلعت اور بزرگیان
میری سرکار سے پائے خلائق کی ان صفون مین جا اور جسنے تجھے میرے واسطے کسیدن کھانا یا کپڑا دیا ہے اوسکا ہاتھ پکڑ کہ مین نے اوسے
تیرے سپرد کیا اوسدن خلق پسینے مین غرق ہوگی وہ صفون مین گھس جائیگا اور جسنے اوسکے ساتھ دنیا مین نیکی کی ہوگی اوسکا ہاتھ پکڑ کر
نکال لائیگا اور فرمایا ہے کہ تم فقیرون کے ساتھ دوستی رکھو اور اونکے ساتھ احسان کرو اسواسطے کہ راہ مین اونکے واسطے دولت مہیا ہے
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ دولت کیا ہے فرمایا کہ وہ دولت یہ ہے کہ قیامت کے دن فقیرون سے حکم ہوگا کہ جسنے تمھین ٹکڑا روٹی
یا گھونٹ بھر پانی یا کپڑے کا ٹکڑا دیا ہو اوسکا ہاتھ پکڑ کر بہشت مین لیجاؤ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہین کہ جناب
مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق جب دنیا جمع کرنے اور عمارت بنانے مین متوجہ ہوگی اور فقیرون کو دشمن جانیگی تب حق سبحانہ
تعالی اوسے چار بلاؤن مین مبتلا کریگا - قحط زمان مین جور سلطان مین قاضیون کی خیانت مین کافرون اور دشمنون کی شوکت و قوت
مین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ وہ شخص ملعون ہے جو محتاجی کے سبب سے کسیکو خوار و ذلیل جانے اور تونگری
کی وجہ سے کسیکو معزز و ممتاز سمجھے بزرگون نے کہا ہے کہ تونگر لوگ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کی مجلس سے زیادہ کہین خوار و ذلیل
نہوتے تھے کیونکہ اونھین آگے نہ آنے دیتے پیچھلی صف مین بٹھاتے اور محتاجونکو اپنے قریب بٹھلاتے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے
سے کہا کہ بیٹا یہ یاد رکھنا کہ جو کوئی پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہو اوسے حقیر نہ جاننا اسواسطے کہ تیرا اور اوسکا ایک ہی خدا ہے حضرت یحیی
ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے ایسا ڈرتا جیسا محتاجی سے ڈرتا ہے تو دونون سے بیخوف رہتا اور اگر
بہشت کو اسطرح ڈھونڈھتا جیسا دنیا کو ڈھونڈھتا ہے تو دونون ملتین اور اگر دلمین خدا سے ایسا ڈرتا جیسا ظاہر مین خلق سے ڈرتا ہے تو دونون
جہان مین نیکبخت ہوتا حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالی علیہ کے پاس ایک شخص دس ہزار درم لایا آپ نے نہ لیے اوسنے بہت منت خوشامد
کی کہا اے شخص تو یہ چاہتا ہے کہ اسقدر مال لیکر مین اپنا نام فقیرون کی فہرست سے نکلوا ڈالون مین ہرگز یہ نہ کرونگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اگر تم چاہتی ہو کہ قیامت مین میرے ساتھ رہو تو فقیرانہ زندگی بسر کرو اور
امیرون کے ساتھ مل بیٹھنے سے دور رہو اور جب تک پیوند نہ لگا لو تب تک کوئی کپڑا نہ اوتارو **درویش قانع کی فضیلت** رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص نیکبخت ہے جسے حق تعالی نے اسلام کی ہدایت فرمائی اور بقدر کفایت مال عنایت
کیا اور اوسنے اسپر قناعت کی اور فرمایا ہے کہ فقیرو تہ دل سے محتاجی پر راضی ہو تاکہ فقر کا ثواب پاؤ ورنہ ثواب نہ پاؤگے یہ اسطرف اشارہ
ہے کہ فقیر حریص کو ثواب نہ ملیگا مگر اور حدیثون مین صراحۃً وارد ہوا ہے کہ فقیر حریص کو بھی ثواب ملیگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ ہر چیز کی ایک کنجی ہے فقراء صابرین کی محبت کلید جنت ہے اسواسطے کہ قیامت کے دن یہ لوگ خدا کے ہمنشین ہونگے اور فرمایا ہے
کہ سب بندون سے زیادہ وہ فقیر خدا کا دوست ہے جو اوسیقدر پر قانع ہو جسقدر اپنے پاس رکھتا ہے اور حق تعالی جو روزی اوسے عنایت
کرتا ہے اوسمین خدا سے وہ خوش اور راضی ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی امیر و فقیر ایسا نہوگا جو یہ آرزو نہ کرتا ہو

کہ دنیا مین قوت کی قدر سے زیادہ ہم نہ پاتے حق تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علی نبینا وعلیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے اسمٰعیل مجھے شکستہ دلون کے پاس ڈھونڈھ عرض کیا کہ بار خدایا وہ کون لوگ ہین ارشاد ہوا کہ فقراء صادق جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرمائیگا کہ میرے خاص بندے کہان ہین فرشتے عرض کرینگے کہ بار خدایا وہ کون لوگ ہین ارشاد ہوگا کہ وہ مسلمان فقیر جو میری عطا پر راضی تھے سبکو بہشت مین لیجاؤ وہ سب بہشت مین چلے جائینگے اور ہنوز تمام خلق حساب مین ہوگی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جو شخص دنیا زیادہ ہونے پر خوش ہو اور عمر جو ہمیشہ کم ہوتی جاتی ہے اوسکے سبب سے اندوہگین نہو اوسکی عقل مین نقصان ہے سبحان اللہ اس بات مین کیا بھلائی ہوگی کہ دنیا تو زیادہ ہو اور عمر کم ہوتی جاتی ہے حضرت عامر بن عبد قیس کی طرف ایک شخص گذرا وہ روٹی ساگ کھاتے تھے کہنے لگا اے عامر دنیا مین تم نے اسیقدر پر قناعت کی جواب دیا کہ مین ایسے آدمیون کو جانتا ہون جنھون نے اس سے بھی بدتر اور کمتر پر قناعت کی ہے اوس شخص نے پوچھا اے عامر وہ کون لوگ ہین کہا جو دنیا کو آخرت کے بدلے لیتا ہے اونہون نے اس سے بدتر اور کمتر پر قناعت کی ہوگی حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایکدن لوگون سے بیٹھے باتین کر رہے تھے اونکی اہلیہ آئین اور کہا تم یہان بیٹھے ہو قسم خدا کی گھر مین کچھ نہین اونھون نے کہا اے عورت ایک بڑی سخت گھاٹی مجھے درپیش ہے اوس سے کوئی نہ پار ہوگا مگر وہی جو سبکبار ہوگا وہ نیکبخت خوش ہو کر چلی گئی فصل العزیز جانو کہ اس بات مین علما کا اختلاف ہے کہ درویش صابر بہتر ہے یا تونگر شاکر مگر صحیح یہی ہے کہ درویش صابر بہتر ہے یہ حدیثین جو ہمنے بیان کین یہ سب اسی بات کی دلیل ہین لیکن اگر تو اسکا بھید جانا چاہے تو حقیقت حال یہ ہے کہ جو چیز بندہ کو خدا کی یاد اور محبت سے باز رکھے وہ بد ہے کوئی تو ایسا ہوتا ہے کہ درویشی اوسے باز رکھتی ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اوسے تونگری باز رکھتی ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ بقدر کفایت کا ہونا نہونے سے اولیٰ ہے اگر بقدر کفایت ہو جو کچھ ہو سکے اپنا خرچ کرے حضرت اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہے کہ اے پروردگار آل محمد کو بقدر کفایت دیا کر [illegible] اسکو نہ ہونے سے اولیٰ ہے یہ بات جب ہے کہ حرص و قناعت مین دونون کا حال یکسان ہو اسواسطے کہ فقیر حریص اور امیر حریص دونون مال مین لگے ہوے ہین اور دونون کے دل مال مین اٹکے ہوے ہین مگر فقیر کی صفات بشریت ٹوٹ جاتی ہین اور جو رنج وہ دیکھتا ہے دنیا سے متنفر ہوتا جاتا ہے اور مسلمان کو جسقدر دنیا کی دوستی کم ہوتی ہے اوسیقدر خدا کی محبت بڑھتی ہے حب دنیا اوسکا قیدخانہ ہے تو گو کہ وہ اس بات سے کنارہ ہے مگر مرتے دم اوسکا دل دنیا کی طرف بہت کم التفات کریگا اور امیر دنیا سے برخورداری حاصل کر سکے اوس سے انس و محبت پیدا کر لیتا ہے تو مرتے دم دنیا کا چھوٹنا اوسپر بہت دشوار ہوتا ہے تو ان دونون لوگون مین بڑا فرق ہوتا ہے بلکہ عبادت اور مناجات مین بھی ایسا ہی فرق ہے اسواسطے کہ مناجات اور عبادت مین فقیر جو لذت پاتا ہے امیر ہرگز نہین پاتا امیر کا ذکر فقط زبان کی نوک اور ظاہر دل سے ہوتا ہے اور جب تک دل زخمی اور کوفتہ نہو اور آتش رنج واندوہ سے سوختہ نہو تب تک ذکر اوسکے اندر در نہین آتی اسیطرح اگر قناعت مین فقیر امیر دونون برابر ہین تو بھی فقیر امیر سے افضل ہے لیکن اگر فقیر حریص ہو اور امیر شاکر اور قانع ہو کہ اگر وہ مال اوس سے چھوٹ جائے تو وہ چندان ملول نہین ہوتا اور اوسکے شکر مین قائم رہتا ہے اور اوسکا دل شکر و قناعت کی سبب سے طہارت پاتا ہے اور دنیا کی راحت و محبت مین آلودہ نہین ہوتا اور فقیر حریص کا دل حرص مین آلودہ رہتا ہے مگر صدمہ اور رنج واندوہ کے باعث سے طہارت پاتا ہے یہ دونون آپس مین قریب قریب ہین اور حقیقت مین خدا سے ہر ایک

کی دوری اور نزدیکی دنیا سے نفرت اور محبت کی قدر ہوتی ہے لیکن اگر امیر ایسا ہو کہ اوسکے نزدیک مال کا ہونا نہونا دونون یکسان ہون اور
مال سے فارغ البال ہو جو کچھ رکھتا ہو حاجت خلق کیواسطے رکھتا ہو جیسا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا حال تھا کہ ایک دن لاکھ درم
خرچ کر ڈالے اور اپنے واسطے ایک درم کا گوشت بھی نہ مول لیا کہ اوس سے روزہ افطار کرتین یہ درجہ اوس فقیر کے درجے سے جسکا دل اس صفت پر نہو بہت بڑا ہے
مگر جب دونون کا احوال برابر فرض کرے تو فقیر افضل ہے اسواسطے کہ امیرون کا بہت بہتر کام یہی ہے کہ صدقہ دین اور خیر کرین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ فقیرون نے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین گلہ کر بھیجا کہ یا رسول اللہ دین دنیا کی نیکی تو امیرون ہی نے لوٹ لی کہ وہ صدقہ اور زکوۃ دیتے ہین
حج اور جہاد کرتے ہین اور ہم یہ نہین کر سکتے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقیرون کے ایلچی کو سرفراز فرمایا اور ارشاد کیا
مرحبا بک و بمن جئت من عندہم تو ایسے لوگون کے پاس سے آیا ہے کہ مین اونھین دوست رکھتا ہون تو اونسے کہدے کہ جس نے خدا کے
واسطے فقیری پر صبر کیا اوسکے واسطے تین درجے ایسے ہین کہ امیرون کے لیے نہین ایک یہ کہ بہشت مین وہ ذرہ ہین اہل بہشت کو وہ ایسے
معلوم ہونگے جیسے اہل دنیا کو ستارے اور وہ اور کسی کی جگہ نہین مگر پیغمبر کی یا فقیر مسلمان کی یا فقیر شہید کی دوسرا یہ کہ فقیر پانسو برس پہلے امیرون سے
جنت مین جائینگے تیسرا یہ کہ جب کوئی فقیر ایکبار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہتا ہے اور امیر بھی کہتا ہے تو امیر فقیر کے درجے
کو نہین پہونچتا اگرچہ اس کہنے کے ساتھ دس ہزار درم صدقہ بھی دے فقیرون نے کہا رضینا رضینا ہم راضی اور خوش ہوئے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس سبب سے فرمایا کہ ذکر ایسا بیج ہے کہ بندہ کے دل کو جب دنیا سے فارغ اور راندہ و غمگین اور شکستہ پاتا ہے تو اوسپر
بڑا اثر کرتا ہے اور امیر کا دل جو دنیا سے خوش ہوتا ہے اوس سے اچھل جاتا ہے جیسا سخت
پس جب ہر ایک کا درجہ حق تعالی کی نزدیکی اور اوسکے ذکر کے ساتھ محبت!
~~اور چیز کی محبت تو فارغ البالی ہو اور ایسا کا دل محبت دنیا سے فارغ نہین ہوا تو فقیر جیسا محتاج ہے سے ڈرتا ہے تو دونون سے خوف ہے گمان اور اگر~~
کرے کہ مین درمیان مال ہون اور مال سے فارغ البال ہون اور یہ دہوکا ہوتا ہے تو اس گمان کے سچ ہونے کی سلامت وہی ہے جو
ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کیا کہ لاکھ درم مٹی کے برابر جانکر خرچ کر ڈالے اور اگر دنیا سے فارغ البال
ہوکر مال جمع کر رکھنا ممکن ہوتا تو پیغمبر علیہم السلام اوس سے اتنا حذر کیون کرتے اور دوسرون کو حذر کرنیکا حکم کیون فرماتے حتی کہ جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کو جب دنیا نظر آئی تھی اور اپنی زینتین پیش کرنے لگی تھی تو آپنے فرمایا میرے پاس سے دور ہو میرے
پاس سے دور ہو اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دنیادارون کے مال کیطرف نہ دیکھو کہ اوسکا پرتو حلاوت ایمان کو تم سے لیتا ہے
یہ اسواسطے فرمایا کہ وہ حلاوت دل مین پیدا ہوتی ہے اور حلاوت ذکر کو زحمت پہونچاتی ہے اس لیے کہ دو حلاوتین ایک دل مین نہین
سماتین اور عالم وجود مین دو ہی چیزین ہین ایک حق ایک غیر حق غیر حق سے جسقدر تو دل لگائیگا اوسیقدر حق تعالی سے دل ٹوٹ جائیگا
اور جسقدر غیر حق سے دل ٹوٹیگا اوسیقدر حق تعالی کی قربت کے مزے لوٹیگا پس شعر غیر حق را میدہی رہ در حریم دل چرا +
میکشی بر صفحہ ہستی خط باطل چرا + حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ فقیر ایسی چیز کی آرزو مین جس سے عاجز ہو ایکدم
سرد جو بھرتا ہے وہ تونگر کی اوس عبادت سے بہتر ہے جو ہزار برس کرتا ہے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالی سے ایک شخص نے کہا کہ مین

عیالدار ہون اور بالکل نادار ہون آپ میرے واسطے دعا کیجیے جواب دیا جسوقت تیرے اہل عیال کہین کہ کھانا پانی نہین ہے اور تو اوسکے مہیا کرنے سے عاجز رہے اور اہل وعیال کا درد تیرے دل مین ہو اوسوقت تو میرے واسطے دعا کرنا اسواسطے کہ اوسوقت کی تیری دعا میری دعا سے افضل ہے **حالت محتاجی مین درویشی کے آداب** ایعزیز جانتو کہ باطن مین رضا آداب درویشی ہے اور ظاہر مین گلہ نہ کرنا اور درویش کو باطن مین تین حالتین ہین ایک یہ کہ درویشی کے ساتھ خوش اور شاکر رہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ درویشی حق تعالی کی بیحد عنایت ہی کہ اپنے دوستون کے حال پر مبذول فرماتا ہی دوسری حالت یہ ہی کہ خوش نہو تو خدا کے فعل سے ناخوش بھی نہو اگرچہ درویشی بری معلوم ہو جیسے کوئی شخص پچھنے لگواتا ہے تو اوسکا درد برا معلوم ہوتا ہی مگر پچھنے لگانیوالے سے ناخوش نہین ہوتا ہے یہ بھی بری بات ہی تیسری حالت یہ ہی کہ معاذ اللہ حق تعالی سے ناراض ہو یہ امر حرام ہے اور ثواب فقر کو کھو دیتا ہی بلکہ ہر وقت یہی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ حق سبحانہ تعالی وہی کرتا ہی جو کرنا چاہیے اور کسیکو اوسکے فعل سے کراہت اور انکار کرنا نہین پہونچتا اور ظاہر مین گلہ نکرنا چاہیے صبر و تحمل کا پردہ ڈالے رکھنا چاہیے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ درویشی کبھی عذاب کا سبب ہوتی ہے بدخوئی اور شکایت اور قضا الٰہی پر جھنجلانا اور خفا ہونا اوسکی علامت ہی اور کبھی سعادت کا سبب ہوتی ہے نیکخوئی اور گلہ نکرنا اور شکر بجالانا اوسکی علامت ہی حدیث شریف مین ہی کہ اپنی محتاجی اور درویشی کو پوشیدہ رکھنا بھرا ہوا خزانہ ہی اور آداب یہ ہین کہ تونگرون سے مخالطت اور فروتنی نکرے اور اونکی حق مین چکنی چپڑی باتین نہ بنائے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ فقیر جب امیر کے گرد رہے تو جان لینا چاہیے کہ ریاکار ہے اور جب بادشاہ کے گرد رہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ چوٹا ہے دوسرا آداب یہ ہے کہ بعض اوقات جو کچھ ہوسکے اپنا خرچ کرکے صدقہ دے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کبھی ایک درم لاکھ درم پر سبقت لیجاتا ہی لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ایسا کس محل پر ہوتا ہی فرمایا کہ جو شخص دو درم سے زیادہ نرکھتا ہو اور ایک دیدے تو یہ ایک اوس سے افضل ہے کہ آدمی کثرت سے مال رکھتا ہو اور لاکھ درم دے **کسیکی عطا لینے کے آداب** یہ ہین کہ جو چیز شبہہ کی ہو اوسے نہ لے اور جو کچھ اپنی حاجت سے زیادہ ہو وہ بھی نہ لے لیکن اگر درویشون کی خدمتگزاری کیا کرتا ہے تو اگر بقدر حاجت سے زیادہ علانیہ لیکر فقیرون کو خفیہ دیگا تو یہ صدیقون کا درجہ ہے اور اگر اس امر کی طاقت نہ رکھے تو نہ لے تاکہ مالک مال آپ ہی مستحقون کو پہونچا دے مگر دینے والے کی نیت دریافت کر لینا بہت ضرور ہے یا ہدیہ کی نیت ہوگی یا صدقہ کی یا ریا کی جو چیز ہدیہ ہو اوسکا قبول کرنا سنت ہی بشرطیکہ احسان سے خالی ہو اور اگر جانے کہ تھوڑی چیز مین احسان ہے اور تھوڑی مین نہین تو جسقدر مین احسان نہو اوسیقدر لے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک شخص گھی اور پنیر اور ایک بکرا لایا آپنے بکرا پھیر دیا اور گھی پنیر لے لیا حضرت فتح موصلی رحمہ اللہ تعالی کے پاس ایک شخص پچاس درم لایا کہا کہ حدیث شریف مین ہے کہ بے سوال جسے کوئی چیز دے اور وہ رد کرے تو اوسنے خدا پر رد کی یہ کہکر ایک درم اوٹھا لیا اور باقی پھیر دیے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے بھی یہی حدیث روایت کی مگر ایکدن کوئی شخص روپے چاندی بھری ہوئی تھیلی اور بہت سے عمدہ عمدہ کپڑے اونکے پاس لایا اوسے قبول نکیا اور کہا کہ جو شخص مجلس کرتا ہے اور لوگون سے کچھ لیتا ہے وہ قیامت کے دن خدا کو دیکھے گا اور خدا کے پاس اوسکا کچھ حصہ نہوگا یہ

اسوجہ سے نہ قبول کیا ہوگا کہ مجلس سے ثواب آخرت اور تحسین مقصود ہوگا اور جانا ہوگا کہ اوسکا یہ عطیہ مجلس کے سبب سے ہے یہ نہ چاہا کہ خلوص نیت باطل ہو جاسے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کو کوئی چیز دی اوسنے کہا کہ ٹھہر جا دیکھہ تو اگر قبول کرنے سے میری قدر تیرے دلمین زیادہ ہو تو مین قبول کرون حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کسی سے کچھ نہ لیتے اور فرماتے کہ اگر مین جانتا کہ زبان پر نہ لائیگا تو لے لیا کرتا یعنی اگر مین لیلونگا تو یہ ڈینگ ہانکیگا اور احسان جتائیگا اور کوئی بزرگ تھے کہ وہ خاص دوستونسے لیتے اور ون سے نہ لیتے اور سب بزرگ احسان سے حذر کرتے تھے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے کسی سے سوال نہین کیا مگر سری سقطی سے کہ اونکا حال جانتا تھا کہ وہ اس بات سے خوش ہوتے ہین کہ کوئی چیز اونکے ہاتھ سے نکل جائے لیکن اگر ریا کی نیت سے دے تو نہ لینا ضرور ہے ایک بزرگ نے کوئی چیز پھیر دی لوگون نے اونپر غصہ کیا اون بزرگ نے کہا کہ دینے والون پر مین نے بڑی مہربانی کی کہ وہ چیز پھیر دی اسواسطے کہ وہ دکھانے پھرتے اونکا مال بھی جاتا ثواب بھی جاتا اور اگر صدقہ کے قصد سے دے تو لینے والا اگر صدقہ لینے کے قابل نہو تو نہ لے اور اگر محتاج ہو تو پھیرنا نہ چاہیے حدیث شریف مین ہے کہ جسے بے سوال کیے لوگون نے کچھ دیا تو وہ خدا کا بھیجا ہوا رزق ہے بزرگون نے کہا ہی کہ جسے کچھ دین اور وہ نہ لے ایسا شخص اس بلا مین مبتلا ہوتا ہے کہ پھر وہ چاہتا ہی کہ لوگ مجھے دین اور وہ نہین دیتے حضرت سری سقطی حضرت امام احمد حنبل رحمہما اللہ تعالی کے واسطے ہمیشہ کچھ بھیجا کرتے وہ نہ لیتے حضرت سری سقطی کہتے کہ ای احمد رد کرنے کی آفت سے حذر کرو ایکبار اونھون نے فرمایا کیا کہا پھر تو کہو حضرت سری سقطی نے پھر کہا کہ رد کرنے کی آفت سے حذر کرو پھر سوچکر جواب دیا کہ اچھا اسے رکھہ چھوڑو ایک مہینے کا خرچ میرے پاس ہے وہ ہو جای تو مین لیلونگا۔ **بلا ضرورت سوال حرام ہونیکا بیان** ایعزیز جانتو کہ سوال منجملہ فواحش ہے یعنی برا کام ہی اور فواحش بلا ضرورت حلال نہین ہوتے۔ سوال منجملہ فواحش اس سبب سے ہے کہ اوس مین تین برائیان ہین ایک یہ کہ مفلسی بیان کرنا خدا کی شکایت ہی اسواسطے کہ غلام اگر غیر سے کچھ مانگے تو اوسنے گویا اپنے آقا پر طعن کی اسکا کفارہ یہ ہے کہ بلا ضرورت اور بطور شکایت نہ کہے دوسری برائی یہ ہے کہ اپنے تئین ذلیل کرتا اور مسلمان کو یہ لازم نہین کہ حق تعالی کے سوا اور کسیکے سامنے اپنے تئین ذلیل کرے ذلت سے بچنے کی یہی صورت ہی کہ جب تک ہو سکے کسی دوست اور عزیز اور فراخ دل اور ایسے شخص سے سوال کرے جو اوسے چشم حقارت سے نہ دیکھے اور اوسکے سامنے ذلیل نہ ہو اگر یہ نہو سکے تو بلا ضرورت شدید کسی سے سوال نہ کرے تیسری برائی یہ ہی کہ دوسرے کو رنج دینا ہی کہ شاید جس سے سوال کرے وہ جو کچھ دے بخوف ملامت شرم کے سبب سے اور ریا کے طور سے دی اگر یون دیگا تو ملول رہیگا اور دل سے نہ دیگا اور اگر نہ دیگا تو شرم و ملامت کے رنج مین گرفتار ہوگا اس سے بچنے کی صورت یہ ہی کہ صراحۃ نہ کہے کنایۃ کہے ایسا کہ جس سے کہتا ہی وہ اگر تجاہل عارفانہ کرنا چاہے تو کر سکے اور اگر صراحۃ کہے تو ایک شخص کا تعین نہ کرے بلکہ سبھون سے کہے لیکن اگر ایک ہی امیر آدمی وہان موجود ہو کہ سب اوس سے امیدوار ہون اور اگر وہ نہ دیگا تو اوسے ملامت کرینگے تو یہ بھی تعین کے مانند ہے اور اگر مستحق زکوۃ کے واسطے اوس شخص سے کہیگا جسپر زکوۃ واجب ہے تو درست ہی گو کہ اوسے رنج پہونچے اور اگر خود مستحق زکوۃ ہی تو بھی درست ہی اور جو کچھ خوف ملامت یا شرم سے کوئی شخص دے اوسکا لینا حرام ہی کہ وہ زبردستی لینے کے مانند ہے اور ظاہری فتوے دینے مین فقط زبان دیکھتے ہین او،

یہ فتویٰ اسی جہان مین کام آتا ہے اسواسطے کہ یہ دنیا کے بادشاہون کا قانون ہے اور اوس جہان مین دل کے فتوے پر اعتماد کرینگے جب
دل یہ گواہی دیتا ہو کہ یہ شخص کراہت سے یہ چیز دیتا ہو تو اوسکا لینا حرام ہے تو اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ سوال حرام ہے مگر ضرورت
یا شدید حاجت کے واسطے درست ہو لیکن شان و شوکت بڑہانے کے واسطے یا اچھا کپڑا پہننے یا اچھا کھانا کھانے کے واسطے
سوال کرنا نہ چاہیے اور ایسے شخص کو سوال کرنا چاہیے جو عاجز ہو کوئی چیز نہ رکھتا ہو کوئی کمائی نکرسکتا ہو یا کمائی تو کرسکتا ہو
لیکن طلب علم مین مشغول ہو کہ کسب کریگا تو طلب علم سے باز رہیگا لیکن اگر عبادت مین مشغول ہو تو سوال کرنا نہ چاہیے بلکہ کسب کرنا
واجب ہو اور اگر قوت کا محتاج ہو اور ایسی کتاب ملک مین رکھتا ہے جسکی حاجت نہین یا جا نماز گدڑی لنگی وغیرہ ضرورت
سے زیادہ رکھتا ہے تو اوسپر سوال کرنا حرام ہے اوسے چاہیے کہ پہلے ایسی چیزون کو بیچ کھائے اپنے تئین یا اپنے اہل و
عیال کو مرفہ حال اور باشوکت و جلال رکھنے کے واسطے سوال کرنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو کوئی اپنے پاس کچھ رکھتا ہو اور سوال کرے وہ قیامت کے دن اس صورت سے آئیگا کہ اوسکے چہرہ پر بالکل ہڈیان رہی
ہڈیان ہونگی گوشت بالکل اُتر گیا ہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص مانگتا ہے اور اپنی ملک مین کچھ رکھتا ہے وہ جو کچھ لیتا ہے
وہ دوزخ کی آگ ہے بہت لے خواہ کم رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کسقدر مال پاس رکھتا ہو
تو اوسے سوال کرنا نہ چاہیے تو ایک حدیث مین ہے کہ شام صبح کا کھانا رکھتا ہو اور ایک حدیث مین ہے کہ پچاس درم رکھتا ہو
یہ جو آپنے فرمایا ہے کہ پچاس درم رکھتا ہو اسکے یہ معنی ہین کہ ایک آدمی کے پاس چاندی کے پچاس درم ہون کیونکہ یہ ایک سال کے
خرچ کو کافی ہوتے ہین آدمی اگر اسقدر نہ رکھتا ہو اور سال بھر مین ایک ہی صدقہ اور خیرات کا موسم ہو اور وہ اگر نہ مانگیگا تو تمام سال
محتاج رہیگا تو اسقدر سوال کرنا درست ہو اور صبح شام کا کھانا اوس شخص کے حق مین آپنے فرمایا ہوگا جو ہر روز سوال کرسکتا ہے
تو ہر روز اسکے حق مین ایسا ہے جیسا اوسکے حق مین سال یہ حکم مدت کی نسبت ہو لیکن جنس حاجت کی تین اصلین ہین روٹی
کپڑا مسکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا مین آدمی کا کچھ حق نہین مگر تین چیزین کھانا جو اوسکی پیٹھ سیدہی
رکھے کپڑا جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی جاڑے سے بچائے رکھے مسکن جو اوسے چھپائے رکھے اور ضروری اثاث البیت
بھی اسی مین داخل ہے اگر کوئی شخص نمدہ اور رزائی رکھتا ہو تو کمل اور شطرنجی کے واسطے سوال کرنا نہ چاہیے اور اگر مٹی کی بدہنی رکھتا
ہو تو آفتابہ کے لیے سوال کرنا نہ چاہیے اور ضرورتین متفاوت ہین اندازے مین نہین آسکتین چاہیے کہ جب تک بڑی حاجت
نہو تب تک سوال نکرے کہ یہ بُری بات ہے فصل العزیز جانو کہ درویشون کے درجے مختلف ہین حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالے
کہتے ہین کہ درویشون کے تین درجے ہین ایک اس درجہ کے فقیر ہین کہ نہ خود مانگین نہ دینے سے لین یہ فقیر اعلی علیین مین روحانیون
کے ساتھ رہینگے دوسرے اس درجہ کے فقیر ہین کہ خود نہ مانگین اگر کوئی دے تو لیلین یہ فقیر فردوس مین مقربون کے ساتھ رہینگے
تیسرے اس درجہ کے فقیر ہین کہ مانگین مگر بضرورت مانگین یہ فقیر اصحاب الیمین مین سے ہونگے حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ
تعالی نے شقیق سے پوچھا کہ اپنے شہر مین فقیرون کو تمنے کس حال پر چھوڑا جواب دیا کہ بہت اچھے حال پر اگر پاتے ہین تو شکر

کرتے ہین نہین پاتے ہین تو صبر کرتے ہین حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ اسی حال پر تو مین نے بلخ کے کتون کو چھوڑا ہے شقیق نے پوچھا کہ فقیر تمہارے نزدیک کیسے ہوتے ہین کہا نہین پاتے ہین تو شکر کرتے ہین پاتے ہین تو اپنا خرچ کرکے اورون کو دیدیتے ہین شقیق نے حضرت ابراہیم رحمہما اللہ تعالی کے سر پر بوسہ دیا اور کہا حقیقت یہی ہے ایک شخص کہتا ہے کہ مین نے حضرت ابوالحسن نوری رحمہ اللہ تعالی کو دیکھا کہ ہاتھ پھیلا کر سوال کرتے ہین مجھے تعجب معلوم ہوا حضرت جنید قدس سرہ سے ذکر کیا اونھون نے فرمایا کہ تو یہ نسمجھنا کہ اونھون نے خلق سے کچھ مانگنے کو ہاتھ پھیلایا ہوگا بلکہ خلق کے حق مین دعای خیر و ثواب مانگنے کو ہاتھ پھیلایا ہوگا تاکہ خلق کا بھلا ہو اور اونکا کچھ نقصان نہو پھر کہا کر حضرت جنید نے حکم کیا کہ ایک ترازو لاؤ مین لایا سو درم تولکر ایک آبخورا بھر اور بیحساب اوس مین ڈالدیے اور فرمایا کہ یہ نوری پاس لیجا مجھے تعجب آیا کہ تول تو اسواسطے ہوتی ہے تاکہ مقدار معلوم ہو اور پھر اور کیون ملادیے مین حضرت ابوالحسن نوری کے پاس لیگیا اونھون نے بھی ترازو منگائی اور سو درم تولکر کہا کہ یہ لیجا کر اونہی کو دیدے اور باقی لیلیے اور فرمایا ہان جنید مرد حکیم ہے جانتا ہے کہ دونون طرف سے رسی بچا نے رکھے مین اس امر سے سخت متعجب ہوا پھر وہ سو درم جو پھیر دیے تھے حضرت جنید کے پاس مین لیگیا اور یہ ماجرا بیان کیا فرمایا اللہ غنی ہو درم اونکے واسطے تھے وہی لیے اور جو میرے لیے تھے وہی پھیر دیے مین نے عرض کیا کہ یہ کیا اسرار ہے فرمایا کہ یہ سو درم ثواب آخرت کے واسطے تھے اور وہ جو زیادہ تھے خدا کے واسطے تھے جو خدا کے واسطے تھے وہ قبول کیے اور اپنے واسطے جو مین نے دیے تھے وہ پھیر دیے اوس زمانے مین ایسے ایسے فقیر کامل ہوتے تھے اور اونکے دل اسقدر صاف ہوتے تھے کہ بے کہے ہوے دوسرے کے دل کی بات سے خبر رکھتے تھے اگر کوئی شخص اس صفت پر نہو تو بارے اس درجے سے تو کم نہو کہ اس صفت کی آرزو مین ہو اگر یہ بھی نہو تو بھلا ان باتون کا ایمان تو لائے

زہد کی حقیقت اور فضیلت کا بیان

ایعزیز جانتو کہ جو شخص گرمی کے وقت یخ رکھتا ہے اور اوسکا لالچی ہوتا ہے کہ جب پیاسا ہوگا پانی اس مین ٹھنڈا کرکے پیونگا اور دوسرا آدمی آکر برابر سونا دیکر اوس یخ کو مول لینے کا ارادہ کرتا ہے تو اوس شخص کو یخ کا لالچ جاتا ہے اور جی مین کہتا ہے کہ اگر آج گرم پانی پیکر صبر کرون اور یہ سونا تمام عمر میرے پاس ہے تو یخ رکھ چھوڑنے سے یہ بہتر ہے کیونکہ یخ ٹھہرتی نہین ... کو پگھل جائیگی تو بہتر چیز یعنی سونے کے مقابلے مین یخ کی خواہش باقی رہنے کو زہد کہتے ہین کہ یخ کے باب مین زہد حاصل ہوا دنیا ... باب مین عارف کا بھی ایسا ہی حال ہوتا ہے کہ اوسنے دنیا کو دیکھا کہ روان ہے اور ہمیشہ گھٹتی ہی رہتی ہے اور موت کے وقت تمام ہو جاتی ہے جب آخرت کو دیکھتا ہے تو صاف اور باقی پاتا ہے کہ ہرگز تمام ہی نہوگی تو آخرت کے سامنے دنیا اوسکی نظر مین حقیر معلوم ہوتی ہے ... کو آخرت کے عوض بیچڈالتا ہے اور دنیا ترک کرکے آخرت اختیار کرتا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے اس حالت کو زہد کہتے ہین بشرطیکہ دنیا کی ... چیزون مین یہ زہد ہو اسواسطے کہ ممنوعات شرعی سے حذر کرنا تو تمام خلق پر فرض ہی ہے اور شرط یہ ہے کہ قدرت کے ساتھ دنیا سے ہاتھ اوٹھا ... چاہیے اگر کوئی شخص دنیا پر قادر ہی نہین تو اوس سے زہد ہو ہی نسکیگا مگر یہ کہ ایسا ہو کہ اگر اوسے دنیا دیجاتی تو نلیتا یہ بات جبتک آزمائی ... نہین معلوم ہو سکتی اسواسطے کہ آدمی کو جب قدرت حاصل ہوتی ہے تو نفس اوسی صفت پر ہو جاتا ہے اور یہ ہوا اوسنے فریب دیکر ... تھا جاتا رہتا ہے اور شرط یہ ہے کہ مال و جاہ کو ترک کردے اونکی حفاظت نکرے اسواسطے کہ زاہد مطلق وہی ہے جو دنیا کی سب لذتون کو ... طاق رکھے اور لذت آخرت کے ساتھ بدلا کرے یہ ایک معاملہ اور بیع ہے اور اوس بیع مین بڑا نفع ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ پھر فرمایا فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ یعنی حق تعالیٰ نے مسلمانون کا جان و مال بہشت کے بدلے مول لیا اور فرمایا یہ بیع تمھین مبارک ہو اور تم خوش ہو کہ اس بیع سے تمھین بڑا نفع ہوا لیکن یہ جانو کہ جو شخص اظہار سخاوت کے واسطے یا طلب اجرت کے سوا اور کسی سبب سے دنیا ترک کرے وہ زاہد نہین ہوتا اور جانو کہ دنیا کو آخرت کے عوض بیچنا یہ بھی عارفون کے نزدیک ایک ضعیف سا زہد ہے بلکہ عارف وہی ہے جو دنیا کی طرح آخرت سے بھی سروکار نہ رکھے اسواسطے کہ بہشت بھی آنکھ فرج پیٹ کی شہوت کا حصہ ہے بلکہ ان سبکو چشم حقارت سے دیکھے اور جن چیزون مین شہوات کی رغبت ہے بہائم شریک ہین اونکی طرف التفات نہ کرے اپنی بزرگی لیے رہے بلکہ دنیا اور آخرت سے خدا کے سوا اور کچھ نہ چاہے اور اسکی معرفت اور مشاہدے پر قناعت کرے اور اسکے سوا اور جو کچھ ہے سب اوسکی نظر مین حقیر ہو جائے یہ عارفون کا زہد ہے اور یہ درست ہے کہ یہ عارف مال سے گریز اور حذر نہ کرے بلکہ لیکر بجا صرف کرے اور مستحقونکو دے جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمام روے زمین کا مال اونکے ہاتھ تھا اور وہ اوس سے فارغ البال تھے بلکہ جیسے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایکدن لاکھ درم صرف کر ڈالے اور اپنے واسطے ایک درم کا گوشت نہ مول لیا پس عارف کے ہاتھ مین اگر لاکھ درہم ہون تو بھی وہ زاہد ہوتا ہے اور کسیکے پاس ایک درم بھی نہ ہو تاہم وہ زاہد نہین ہوتا بلکہ کمال اس بات مین ہے کہ دنیا سے دل ٹوٹ گیا ہو نہ دنیا کی تلاش ہو نہ اوس سے بھاگے نہ اوسکے ساتھ جنگ کرے نہ صلح نہ اوسے دوست رکھے نہ دشمن اسواسطے کہ جو شخص جس چیز کو دشمن رکھتا ہے تو وہ دوست رکھنے والے کیطرح وہ دشمن رکھنے والا بھی اوس چیز کی طرف مشغول ہوتا ہے اور کمال اسی بات مین ہے کہ آدمی ماسوی اللہ سے بالکل فارغ البال ہو دنیا کا مال اوسکے نزدیک آب دریا کی مثل ہو اور اپنا ہاتھ خزانۂ خدا کے مانند وہ زیادہ ہو یا کم آئے یا جائے یہ اور ہے فارغ البالی ہے کمال یہی ہے مگر احمقون کے دہوکا کھانیکا محل ہے اسواسطے کہ جو شخص مال کو نہین چھوڑ سکتا وہ اپنے تئین یہ دہوکا دینے لگتا ہے کہ مین اس مال سے فارغ البال ہون اگر کوئی مستحق اوسکا یا اور کسیکا مال یا دریا کا پانی لے اور وہ ان چیزون مین فرق کرے تو وہ دہوکے مین ہے اور اوسکے دل مین مال کی محبت ہے پس اصل یہ ہے کہ آدمی قدرت رکھکر مال سے دست بردار ہو اور بھاگے تاکہ اوسکے جادو سے چھوٹے حضرت عبد اللہ مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک شخص نے کہا یا زاہد انھون نے فرمایا کہ عمر ابن عبد العزیز زاہد ہے کہ دنیا کا مال اوسکے ہاتھ مین ہے اور باوصف اسکے کہ اوس مال پر قادر ہے اوس مال مین زہد اختیار کیے ہوے ہے اور مین تو کچھ رکھتا ہی نہین مجھسے کیا زہد ہو سکیگا ابن لیلی نے ابن شبرمہ سے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ ابو حنیفہ جولاہے کا لڑکا میرے فتوے کو رد کرتا ہے انھون نے فرمایا کہ مین یہ نہین جانتا کہ وہ جولاہے کا فرزند ہے یا کیا ہے مگر یہ جانتا ہون کہ دنیا اوسکی طرف متوجہ ہے اور وہ اوس سے بھاگتا ہے اور ہماری طرف سے دنیا منہ پھیرے ہوے ہے اور ہم دنیا کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ جب تک آیت نہین نازل ہوئی مِنْكُمْ مَنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ تب تک مین ہرگز نہ جانتا تھا کہ ہم لوگون مین ایسا بھی کوئی ہے جو دنیا کو دوست رکھتا ہے اور جب مسلمانون نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ کس کام مین خدا کی محبت ہے تو بس وہی کام کرتے تب یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ الغرض جانو کہ کیچ کو سونے سے بیچنا کچھ بڑی بات نہین اسواسطے کہ ہر عقلمند یہ کر سکتا ہے اور دنیا کی نسبت آخرت کے ساتھ اوس نسبت سے بہت ہی کم ہے جو کیچ کو سونے کے ساتھ ہے لیکن خلق تین سبب سے یہ بات نہین جانتی

ایک ضعف ایمان کے سبب سے دوسرے غلبہ شہوت کے سبب سے جو فی الحال ہو تیسرے سستی اور آج کل کرنے کے سبب سے اور اپنے تئین وعدہ دیکر
کی وجہ ہے کہ اسکے بعد کریگے اکثر غلبہ شہوت اسکا سبب ہوتا ہے کیونکہ سر دست آدمی اوس سے بز نہین آتا دم نقد کو دیکھتا ہے قرض کو بھول جاتا ہے

زہد کی فضیلت کا بیان ایعزیز جانتو کہ جو کچھ محبت دنیا کی مذمت مین ہمنے بیان کیا وہ فضیلت زہد کی دلیل ہے اور دنیا کی دوستی منجملہ مہلکات ہے اور اوسکی دشمنی منجملہ منجیات ہے دنیا کے ساتھہ دشمنی رکھنے کے باب مین آیات و احادیث وارد ہین اونہین ہم بیان کرتے ہین اور زہد کی بڑی تعریف یہی ہے کہ اوسے حق تعالی سنے اہل علم کے ساتھہ منسوب کیا اور قرآن شریف مین فرمایا کہ قارون جب جاہ و حشم فوج و خدم سے آراستہ ہوکر باہر نکلا تو ہر ایک تو یہ کہتا تھا کہ کاش یہ دولت اور جاہ و حشمت مجھے ملتی وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا اور جو اہل علم تھے اونھون نے یہ کہا کہ ثواب اس سب سے بہتر ہے اسواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص دنیا مین چالیس دن زاہد رہتا ہے اوسکے دل مین حکمت کی نہرین جاری ہو جاتی ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ خدا مجھے دوست رکھے تو دنیا مین زاہد رہ اور جب حضرت حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ البتہ مین مومن ہون آپ نے فرمایا کہ اسکی کیا دلیل ہے عرض کیا کہ میرا دل دنیا سے ایسا بھاگا ہوا ہے کہ میرے نزدیک پتھر اور سونا دونون برابر ہین گویا بہشت اور دوزخ کو مین دیکھ رہا ہون فرمایا کہ جو کچھ تجھے پانا تھا وہ پاچکا اوسکی حفاظت کر پھر فرمایا عَبْدٌ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ یعنی یہ بندہ ہے کہ حق تعالی نے اسکا دل روشن کردیا اور جب یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ شرح کیا چیز ہے فرمایا کہ ایک نور دل مین پیدا ہوتا ہے اور اوسکے سبب سے سینہ کشادہ ہو جاتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکی علامت کیا ہے فرمایا کہ اس سرای فانی سے دل اچاٹ ہو عالم جاودانی کی طرف متوجہ ہو موت سے پہلے سامان موت مہیا کرنے لگے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شرم رکھنے کا حق ہے ویسی شرم خدا سے رکھو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو شرم رکھتے ہین فرمایا کہ پھر اتنا مال کیون جمع کرتے ہو جسے نہ کھا سکوگے اور ایسی جگہہ گھر کیون بناتے ہو جہان نہ رہوگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ سلامتی سے لاوے اسکے کہ اور کسی چیز سے ملاوے اوسکے واسطے بہشت ہے پس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اوس چیز کی تفسیر کیجیے کہ جسے نہ ملانا چاہیے فرمایا وہ دنیا کی محبت اور تلاش ہے اسواسطے کہ بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ پیغمبرون کی سی باتین کرتے ہین اور انکے افعال جبارون کے سے ہوتے ہین جو شخص اس بات سے لا الہ الا اللہ سالم لاویگا اوسکو بہشت ملیگا اور یہ بات اوس مین نہ ملائیگا بہشت اوسکی جگہہ ہوگی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا ہے اوسکے دل پر حق تعالی حکمت کا دروازہ کھولدیتا ہے اور اوسکی زبان کو حکمت کے ساتھہ گویا کرتا ہے اور دنیا کی علت اور بیماری اور دارو اور درمان اوسے بتادیتا ہے اور دنیا سے سلامتی کے ساتھہ اوسے جنت مین لیجاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن صحابہ کے ساتھہ اونٹون کے گلے کیطرف گذرے سب اونٹنیان اچھی اور گابھن تھین اور یہ عرب کا بہت اچھا مال ہوتا ہے کہ حاملہ ہوتی ہے اور دودھ گوشت پشم یہ چیزین بھی حاصل ہوتی ہین آپنے اوسطرف سے منہ پھیر لیا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو بہت اچھا مال ہے آپ کیون نہین ملاحظہ فرماتے فرمایا کہ حق تعالی نے اسکی طرف دیکھنے کو مجھے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ الآیہ حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دین تو ہم آپ کے واسطے گھر بنائین کہ آپ وس مین عبادت کیا کرین فرمایا کہ جاکر پانی پر گھر بناؤ عرض کیا کہ بھلا پانی پر کیونکر مکان بنا سکینگے فرمایا کہ محبت دنیا کے ساتھ کوئی عبادت کسطرح کر سکیگا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ اگر تو چاہتا ہی کہ خدا تجھے دوست رکھے تو دنیا سے دستبردار ہوجا اور اگر تو یہ چاہتا ہی کہ لوگ تجھے دوست رکھین تو جو کچھ اونکے پاس ہی اوس سے ہاتھ کھینچ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اپنے والد ماجد امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ غنیمت کا مال جب شہر مین آیا کرے تو اس کپڑون سے بہتر لباس اور اس کھانے سے خوشتر طعام پکوایا کیجیے اور انہی رفقا کے ساتھ بیٹھکر کھایا کیجیے فرمایا کہ اے حفصہ شوہر کا حال جورو سے زیادہ کوئی نہین جانتا تم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال خوب جانتی ہو تمہین قسم ہی خدا کی بیان تو کرو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی برس نبوت مین گذرے کہ آپ اور آپکے گھر والے جب صبح کو سیر ہوکر کھاتے تو رات کو بھوکے رہتے جب رات کو آسودہ ہوکر کھاتے تو صبح کو بھوکے رہتے اور تمہین قسم ہی خدا کی کہ فتح خیبر کے دن تک کئی برس آپ کو پیٹ بھر خرمے نہین ملے اور تمہین قسم خدا کی تم یہ جانتی ہو کہ ایکدن خوان مین آپکے سامنے کھانا رکھا آپ کو یہ ایسا برا معلوم ہوا کہ چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا حتی کہ آپکے فرمانے کے بموجب زمین پر کھانا رکھدیا گیا اور تمہین قسم خدا کی کہ تم جانتی ہو کہ شب کو جب آپ سوتے تو کملی کی دو تہین کرکے اوسپر سوتے ایکدن چار تہ کرکے کملی بچھائی وہ زیادہ نرم ہوگئی دوسرے دن فرمایا کہ رات کو اسکی نرمی نے نماز شب سے مجھے باز رکھا جسطرح بچھایا کرتے تھے اسیطرح دو تہین کرکے بچھایا کرو دو سے زیادہ تہین نہ کیا کرو اور تمہین قسم خدا کی تم جانتی ہو کہ آپ کپڑا دہوتے بلال اذان کہدیتے جب تک وہ کپڑا خشک نہ ہوجاتا تب تک آپ باہر نہ نکل سکتے اسواسطے کہ آپ دوسرا کپڑا نہ رکھتے تھے اور تمہین قسم خدا کی تم جانتی ہو کہ قبیلہ بنی ظفر کی ایک عورت آپکا تہبند اور چادر بنتی تھی دونون کپڑے نہین بنے تھے اوس نے ایک ہی آپکے پاس بھیجدیا آپ اسطرح اوسے باندہے اور اوڑہے ہوے باہر تشریف لائے کہ آگے کیطرف گرہ لگی تھی اور پشت مبارک پر بھی اوسی کو ڈالے ہوے تھے اسکے سوا دوسرا کپڑا حضرت پاس نتہا حضرت بی حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ ہان مین یہ سب حال جانتی ہون سچ ہے پھر حضرت عمر اور حضرت بی حفصہ رضی اللہ تعالی عنہما دونون اتنا روئے کہ بیہوش ہوگئے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میرے دو دوست یعنی محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ چل بسے ہین اگر انکی راہ پر چلونگا تو اونکے پاس پہونچونگا ورنہ مجھے اور ہی راہ لیجائینگے مجھے چاہیے کہ اونکی طرح مین بھی صعوبت کے ساتھ بسر کرون تاکہ اونکے ساتھ راحت جاوید پاؤن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے پہلے طبقہ کے تابعین سے کہا کہ تمہاری عبادت تو صحابہ کی عبادت سے زیادہ ہی مگر صحابہ تمسے بہتر تھے اسواسطے کہ دنیا کے بارہ مین وہ تمسے زیادہ زاہد تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ زہد دنیا مین راحت دل بھی ہی اور راحت تن بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہی کہ جو شخص دنیا کو پا بیٹھے زاہد ہی اوسکی دو رکعت نماز سب مجتہدون کی تمام عمر کی عبادت سے افضل ہے حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہی کہ عبادت خلوص کے ساتھ جب ہوتی ہے کہ آدمی چار چیزون سے نہ ڈرے گرسنگی سے برہنگی سے درویشی سے خواری سے

زہد کے درجون کا بیان اے العزیز جانو کہ زہد کی تین درجے ہین ایک تو یہ کہ آدمی دنیا سے ہاتھہ تو کھینچے مگر دل دنیا مین لگا ہو لیکن
مجاہدہ اور صبر کرتا ہو ایسے آدمی کو متزہد کہتے ہین زاہد نہین کہتے مگر زاہد کی پہلی راہ یہی ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اوسکا دل بھی دنیا مین نہ لگا ہو
مگر اپنی زہد کا اوسے خیال رہتا ہو اور اپنی زہد کو بڑا کام جانتا ہو ایسا آدمی زاہد تو ہے مگر نقصان سے خالی نہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے
زہد مین بھی زاہد ہو یعنی اوسے اپنے زہد کا بھی خیال نہین آتا اور اوسے بڑا کام نہین جانتا اس زاہد کی مثال اوس شخص کی ایسی ہے
جو وزارت کا امیدوار ہو کہ کسی بادشاہ کے در دولت پر جاوے در دولت پر ایک کتا ہو کہ وہ اوسے اندر نہ جانے دے اور وہ شخص اوس
کتے کو روٹی کا ٹکڑا ڈالدے تاکہ وہ کتا اوس سے باز رہے اور وہ شخص کتے سے اپنا پیچھا چھوڑا کر حضوری بادشاہ سے سرفراز ہو اور عہدہ
نیابت سے ممتاز ہو تو یہ ممکن ہی نہین کہ اس روٹی کے ٹکڑے کی کچھ حقیقت سمجھے اے العزیز تمام دنیا ایک لقمہ ہے اور شیطان ایک کتا کہ
در دولت پر بھونکتا ہے جب اوس لقمہ کو اس کتے کے سامنے پھینکدے یا تو تجھہ سے باز رہیگا اور تمام دنیا آخرت کے سامنے اوس سے بھی
زیادہ کم حقیقت ہے جتنا روٹی کا ٹکڑا عہدہ وزارت کے مقابلے مین کم حقیقت ہوتا ہے اسواسطے کہ آخرت کی کچھ نہایت نہین اور
دنیا کی نہایت ہے اور نہایت والی چیز کو بے نہایت شی سے کچھ نسبت نہین ہوتی اسیواسطے جب لوگون نے
حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہ سے عرض کیا کہ فلانا شخص زہد کی باتین کرتا ہے پوچھا کس چیز مین زہد عرض کیا
کہ دنیا مین زہد فرمایا کہ دنیا تو کوئی چیز ہی نہین کہ آدمی اوس مین زہد کرسکے پہلے تو کوئی چیز ہونا چاہیے تاکہ آدمی اوس
مین زہد کرسکے اور جس واسطے زہد ہوتا ہے اوسکے لحاظ سے زہد کے تین درجے ہین ایک تو یہ کہ آدمی اس واسطے
زاہد ہو کہ عذاب آخرت سے فقط نجات پاوے اور اپنے مرنے پر راضی ہو یہ خائفون کا زہد ہے حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالی
نے ایکدن کہا کہ رات کو مین نے حق تعالی سے بڑی دلیری کی کہ اوس سے بہشت مانگی دوسرا درجہ یہ ہے کہ ثواب آخرت کے واسطے
زہد اختیار کرے یہ پورا زہد ہے اسواسطے کہ زہد رجا و محبت کے سبب سے ہوتا ہے یہ راجیون یعنی امیدوارون کا زہد ہے تیسرا درجہ یہ ہے
کہ زاہد کے دل مین نہ دوزخ کا خوف ہو نہ بہشت کی امید بلکہ خود محبت الٰہی نے دنیا و آخرت دونون اوسکے دل سے بھلا دی ہون
خدا کے سوا جو کچھ ہے اوسکی طرف التفات کرنے سے ننگ و عار رکھتا ہو یہ کمال کا درجہ ہے جیسا حضرت رابعہ بصری قدس سرہا
سے لوگون نے جنت کا ذکر کیا فرمایا الجار ثم الدار یعنی صاحب خانہ گھر سے بہتر ہے شعر وعدۂ دیدار چون در جنت آمد لاجرم عاشقان
جنت برای دوست میدارند دوست ٭ جسے خدا کی محبت پیدا ہوئی اوسے بہشت کی لذت ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے بادشاہی
کرنے کی لذت کے مقابلہ مین لڑکون کو چڑیا سے کھیلنے کی لذت لڑکا اس کھیل کو بادشاہی سے زیادہ دوست رکھتا ہے اسواسطے
کہ بادشاہی کی لذت سے بیخبر ہے اور بیخبر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کی عقل ابھی ناقص ہے اسیطرح جناب الٰہی کے مشاہدے کے سوا
جس شخص کا اور کچھ مقصود ہے وہ بھی ناقص اور نابالغ ہے ابھی مردی کے درجے کو نہین پہونچا اور جس چیز کو ترک کرکے زہد کرتے
ہین اوسکے لحاظ سے بھی زہد کے مختلف درجے ہین اسواسطے کہ کوئی تو دنیا مین سے کچھ ترک کرتا ہے مگر درجہ کامل یہ ہے کہ جس چیز مین
نفس کو کچھ بھی حظ ہے اور اوس چیز کی کچھ ضرورت نہین اور راہ دین مین اوسکی کچھ حاجت نہین اوسے ترک کرے کیونکہ مال

بناوٹ کھانے پینے کے سونے لوگون کے پاس بیٹھنے درس دینے مجلس جمانے حدیث روایت کرنے سے نفس کو جو حظ حاصل ہوتے ہین
دنیا ان سے عبارت ہے اور جو کچھ شرف نفس کے واسطے ہو وہ سب دنیا مین داخل ہے لیکن اگر درس دینے مجلس جمانے حدیث روایت کرنے
سے فقط یہی مقصود ہو کہ لوگ خدا کی طرف متوجہ ہون تو یہ امور دنیا مین داخل نہین حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے
مین کہ زہد کی تعریف مین مین نے بہت اقوال سنے ہین مگر ہمارے نزدیک زہد یہ ہے کہ جو چیز تجھے خدا سے دور رکھے اوسی کو ترک کردے
اور کہا کہ جو شخص نکاح اور سفر کرنے اور حدیث لکھنے مین مشغول ہوا وہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور ان ہی سے لوگون نے پوچھا کہ حق تعالی
جو فرماتا ہے کہ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ تو کونسا دل سلیم ہے فرمایا کہ سلیم وہ دل ہے جسمین خدا کے سوا اور کوئی چیز نہو حضرت
یحیی ابن زکریا علیہما السلام ٹاٹ پہنتے تھے تاکہ کپڑے کی نرمی سے آپ کے بدن کو آرام نہ پہونچے کہ یہ حظ نفس ہے حتی کہ
ٹاٹ کی سختی کے سبب سے آپ کے بدن مین سوراخ ہو ہو گئے تھے آپ کی والدہ ماجدہ نے ازراہ شفقت مادری فرمایا کہ بیٹا پشمینہ
کا لباس پہنا کرو آپ نے پہن لیا وحی نازل ہوئی کہ اے یحیی تو نے مجھے چھوڑ کر دنیا کو اختیار کیا آپ بہت روئے اور پھر ٹاٹ
پہن لیا الغرض جانتو کہ یہ نہایت درجے کا زہد ہے ہر ایک اس درجے کو نہین پہونچتا مگر زہد مین ہر ایک کا درجہ اوسیقدر ہوتا ہے
جسقدر اوس نے ترک لذات کیا اور جسطرح بعضے گناہون سے توبہ کرنا درست ہے اوسیطرح بعضے حظوظ نفس مین زہد بھی درست ہے
درست ہونیکے یہ معنی ہین کہ بے ثواب اور بیفائدہ نہوگا مگر تائب اور زاہد کے واسطے جن مقامون کا آخرت مین وعدہ ہے
وہ اوسی زاہد اور تائب کے واسطے ہین جو سب لذتون سے دست بردار ہوا اور سب گناہون سے توبہ کرے **زاہد کو دنیا
مین جن چیزون پر قناعت کرنا چاہیے اوسکا مفصل بیان** الغرض جانتو کہ خلق قید خانہ دنیا مین آ پڑی
اور اس قید خانہ کی بلاؤن کی نہایت نہین مگر دنیا مین چھ چیزین ضروریات اور مہمات سے ہین خورش و پوشش گھر اثاث البیت
جورو جاہ و مال پہلی قسم طعام ہے اسکی جنس اور مقدار اور نان خورش مختلف ہوتی ہے جنس مین ادنی درجہ وہ چیز ہے
جو بدن کو غذا دے اگرچہ وہ بھوسی ہو اور متوسط درجہ جو اور باجرہ اور رسائین کی روٹی ہے اور اعلی درجہ گیہون کے
بے چھانے آٹے کی روٹی ہے اگر چھانا گیا تو اوسکا کھانیوالا زہد کی حد سے نکل گیا اور تن پرور ہو گیا اور مقدار مین
ادنی درجہ دس سیر ہے اور متوسط آدھا من اور نہایت درجہ ایک مد ہے شرع مین درویش کے واسطے بھی مقدار مقرر
ہے اگر اسمین زیادتی کریگا تو معدہ مین زہد نہ باقی رہیگا اور آیندہ کے واسطے طعام رکھہ چھوڑنے مین اعلی درجہ یہ ہے
کہ جسقدر سے ایک وقت بھوک جاتی رہے اوس سے زیادہ نہ رکھے اسواسطے کہ کوتاہی امید اصل زہد ہے اور درازی
امید اصل حرص ہے اور اوسط درجہ یہ ہے کہ ایک مہینے یا چالیس دن کھانے کی قدر رکھہ چھوڑے اور
کمترین درجہ یہ ہے کہ ایک برس کھانے کی قدر رکھہ چھوڑے اگر قوت یکسالہ سے زیادہ رکھہ چھوڑیگا تو زہد سے محروم رہیگا اسواسطے
کہ جو سال بھر سے زیادہ کی امید رکھیگا اوس سے زہد راست نہ آئیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عیال کے واسطے قوت
یکسالہ رکھتے کیونکہ وہ جھٹ پٹ صبر نہین کرسکتے تھے مگر آپ اپنے واسطے رات کے کھانے کو بھی کچھ نہ رکھتے اور نان خورش مین

ادنی درجہ سرکہ اور ساگ ہے اور متوسط درجہ روغن ہے اور جو کچھ روغن سے بناتے ہیں اور اعلی درجہ گوشت ہے اگر آدمی ہمیشہ گوشت کھایا
کرے تو زہد گیا گذرا اگر ہفتہ بھر میں دو ایک بار سے زیادہ گوشت کھائیگا تو زہد کے درجے سے بالکل نکل جائیگا اور کھانے کے
وقت میں یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ دن بھر میں ایکبار سے زیادہ نہ کھاتے اگر دو دن میں ایکبار کھالے تو یہ پورا زہد ہے اگر
ایک دن میں دو مرتبہ کھائیگا تو یہ زہد نہیں جو شخص زہد کو جاننا چاہے اوسے چاہیے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ
اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال جان لے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا کہ چالیس چالیس
شب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں چراغ نہ جلتا اور خرمے اور پانی کے سوا کچھ غذا نہوتی حضرت عیسی علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ جو شخص جنت طلب کرتا ہے اوسکے واسطے جو کی روٹی کھانا اور کتوں کے ساتھ گھور پر سونا بس ہے اور حواریین سے فرمایا
کہ جو کی روٹی اور ساگ کھایا کرو گیہوں کے گرد بھی نہ جایا کرو اسواسطے کہ تم اوسکے شکر پر قائم رہ سکوگے دوسری جسم لباس ہے
زاہد کو ایک کپڑے سے زیادہ نہ رکھنا چاہیے حتی کہ جب وس کپڑے کو دہوئے تو ننگا ہو اگر آدمی پاس دو کپڑے ہونگے تو زاہد
نہیں ہے کمتر لباس ایک کرتا اور ٹوپی اور جوتا ہے اور اکثر لباس یہ ہے کہ ایک پگڑی اور ازار بھی ہو اور جنس لباس میں ٹاٹ ادنی ہے
اور موٹا پشمینہ متوسط اور روئی کا موٹا کپڑا اعلی ہے اگر باریک اور نرم کپڑے کا لباس ہوگا تو پہننے والا زاہد نہ ہوگا جناب سلطان الانبیا
علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے جسوقت انتقال فرمایا تو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ایک کملی اور ایک
موٹا تہبند لائیں اور فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بس یہی لباس تھا حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ایسا لباس پہنتا ہے
جسمیں شہرت ہو تو جب تک وہ اوس لباس کو اوتار نڈالے تب تک خدا اوس سے نفار رہتا ہے اگرچہ وہ اوسکے نزدیک دوست ہو رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو کپڑوں یعنی کمل اور تہبند کی قیمت دس درم سے زیادہ نہوتی تھی اور کبھی آپ کی پوشاک
ایسی میلی ہوجاتی تہ لوگوں کو روغنگر کے کپڑوں کا دہوکا ہوتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایکبار ایک کپڑا ہدیہ آیا
وس میں بوٹے بنے تھے آپ نے پہنا پھر اوتار دیا اور فرمایا کہ اسے ابوجہیم پاس لیجاؤ اور اوسکی وہ کملی لے آؤ اسواسطے کہ اس بوٹے
نے میری آنکھ کو اپنی طرف مشغول کر لیا ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین شریفین میں نیا تسمہ لگایا تھا فرمایا کہ وہی پرانا تسمہ
ڈالدو اسواسطے کہ مجھے یہ ناپسند ہے نماز میں اسپر میری نظر پڑی ایک مرتبہ آپنے منبر پر انگلی سے مہر کی انگوٹھی نکال ڈالدی اس لیے
آپ کی نظر اوسپر پڑتی تھی اور فرمایا کہ ایک نظر اوسپر اور ایک نظر تمپر پڑنا مناسب نہیں ایکبار آپ کے واسطے نئی نعلین شریفین لاتے
تو حق تعالی کا سجدہ کیا اور باہر تشریف لائے پہلے جو فقیر آپ کو ملا اوسے آپنے وہ نعلین عنایت فرمائیں اور ارشاد کیا کہ یہ میری
آنکھ میں اچھی معلوم ہوتی تھیں میں ڈرا کہ مبادا حق تعالی مجھے دشمن ٹھہرالے اسواسطے میں نے سجدہ کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اگر فردای قیامت کو تم مجھسے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے زاد سفر کی
برابر قناعت کرو اور جب تک پیوند نہ لگالو تب تک کوئی پیراہن بدن سے نہ اوتارو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے کپڑے میں
بارہ پیوند لگے ہوئے لوگوں نے گنے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے خلافت کے زمانے میں تین درم کا

پیراہن حل لیا اور آستینیں جسقدر ہاتھ سے لمبی تھیں پھاڑ ڈالیں اور فرمایا کہ اوس خدا کا شکر جسنے یہ خلعت عنایت فرمایا ایک بزرگ کہتے ہیں
کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ کے کپڑے جوتی سمیت میں نے آنکوائی ایک درم اور چار دانگ سے زیادہ قیمت نہ اوٹھی حدیث شریف
میں ہے کہ جو شخص لباس فاخرہ پہننے کی قدرت رکھتا ہو اور فروتنی کی راہ سے عمدہ اوس لباس پہننے سے دست بردار ہو تو حق تعالی پر اوسکا حق
ہو جاتا ہے کہ اسکے بدلے جنت کی عجیب و غریب پوشاک یاقوت کی کشتیوں میں رکھکر اوسے عنایت فرمائے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی
عنہ نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے ائمہ ہدی سے عہد لیا ہے کہ اونکا لباس ادنی لوگوں کے لباس کا سا ہو تاکہ امیر لوگ اونکی پیروی کریں اور فقیر
لوگ شکستہ دل نہوں فضالہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالی امیر مصر تھے لوگوں نے اونہیں دیکھا کہ مختصر لباس پہنے ہوئے ننگے پاؤں پھرتے ہیں
کہا تم ایسا نہ کیا کرو اسواسطے کہ امیر شہر ہو اونہوں نے جواب دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناز و تنعم سے ہمیں منع فرمایا ہے
اور ارشاد کیا ہے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی پھرا کرو محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالی جامہ صوف پہنکر قتیبہ ابن مسلم کے پاس گئے اونہوں نے
پوچھا کہ تمنے صوف کیوں پہنا ہے یہ چپ رہے پھر کہا کہ جواب کیوں نہیں دیتے بولے اگر یہ کہتا ہوں کہ زہد کے سبب سے پہنا ہے تو اس میں
اپنی تعریف ہے اور اگر کہتا ہوں کہ مفلسی کے سبب سے پہنا ہے تو اس میں حق تعالی کی شکایت ہوتی ہے سلمان رحمہ اللہ تعالی سے لوگوں
نے پوچھا تم اچھے کپڑے کیوں نہیں پہنتے بولے کہ بندہ کو اچھے کپڑوں سے کیا کام اگر کل آزاد ہو جاؤنگا تو اچھے کپڑوں سے محروم نہ ہونگا
خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کے پاس ٹاٹ تھا رات کو نماز پڑھتے وقت اوسے پہن لیتے دن کو نہ پہنتے تاکہ خلق نہ دیکھے حضرت حسن
بصری رحمہ اللہ تعالی نے فرقد سنجی سے کہا کہ یہ کمل جو تم اوڑھے ہو اسکے سبب سے سمجھتے ہو گے کہ تمہیں اوروں پر بزرگی ہے میں نے سنا ہے کہ اکثر
کمل پوش دوزخی ہونگے تیسری مہم مسکن ہے اسکا ادنی درجہ یہ ہے کہ کوئی جگہ اپنے رہنے کے واسطے آدمی مقرر نہ کرے بلکہ مسجد یا مسافر خانہ کے کونے
پر قناعت کرے اور اعلی درجہ یہ ہے کہ ایک کوٹھری بطور ملک یا بطور کرایہ اپنے قبضہ میں رکھے اور وہ بقدر حاجت ہو نہ بہت اونچی ہو نہ اوسپر نقش و
نگار ہوں اور حاجت سے زیادہ وسیع بھی نہو جب چھ گز سے زیادہ بلند چھت بنائیگا تو پایہ زہد سے گر پڑیگا غرضکہ مسکن سے مقصود یہ ہے
کہ آدمی سردی گرمی سے اپنے تئیں بچائے اسکے سوا اور کچھ نہ تلاش کرے بزرگوں نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد
پہلا طول امل جو دنیا میں پھیلا وہ یہی تھا کہ لوگوں نے گچ کیے ہوئے مکان کی بنا ڈالی اور کپڑے میں متعدد چاک کرکے سینے لگے تھے حالانکہ
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک چاک سے زیادہ کپڑے میں نہ تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک
اونچا خانہ بنایا تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اوسے منہدم کر دیا ایکدن کسی بلند گنبد کیطرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کا گذر ہوا پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہے لوگوں نے عرض کیا کہ فلانے شخص کا وہ شخص آپکی خدمت میں حاضر ہوا آپنے اوسکی طرف نظر نہیں
کی اوسنے جب اس خفگی کا سبب پوچھا لوگوں نے بیان کیا تو اوسنے اوس گنبد کو مسمار کر ڈالا تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس سے
خوش ہوئے اور اوسکے حق میں دعای خیر فرمائی حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
تمام عمر نہ تو اینٹ پر اینٹ جمائی نہ لکڑی پر لکڑی باندھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی جسکی خرابی چاہتا ہے
اوسکا مال پانی اور مٹی میں برباد کرتا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے

پاس تشریف لائے اور پوچھا یہ کیا کرتے ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نرکل کا ایک مکان تھا وہ خراب ہو گیا ہم اوسے درست کرتے ہیں فرمایا
کام اس سے بہت نزدیک ہے کہ مہلت ہو موت سر پر کھڑی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حاجت سے زیادہ
مکان بنائیگا قیامت کے دن اوسے حکم کرینگے کہ اس گھر کو سر پر اوٹھا لا اور فرمایا ہے کہ آدمی جو کچھ خرچ کرتا ہے اوسپر ثواب ملیگا مگر جو کچھ مٹی
پانی میں صرف کرتا ہے اوسپر اجر نہ پائیگا حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے نرکل کا گھر بنایا لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اگر اینٹوں
کا مکان بناتے تو کیا ہوتا فرمایا جسے مرنا ضرور ہے اوسے یہ بھی بہت ہے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے
کہ بندہ جو عمارت بنائیگا وہ قیامت میں اوسپر وبال ہوگی مگر اتنا سا گھر جس میں گرمی سردی سے امن ہو وبال نہوگا امیر المومنین
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے شام کو راستے میں ایک اونچی عمارت پختہ اینٹوں کی بنی ہوئی دیکھکر فرمایا کہ میں ہرگز نجانتا
کہ اس امت میں لوگ ایسی عمارت بنائینگے جیسی ہامان نے فرعون کے واسطے بنائی تھی اسواسطے کہ پکی اینٹ کی خواہش
فرعون نے کی تھی اور کہا تھا وَاَوْقِدْ لِیْ یَا ہَامَانُ عَلَی الطِّیْنِ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ بندہ جب چھ گز سے
اونچا مکان بناتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے ندا کرتا ہے کہ او گنہگاروں کے سردار تو کہاں چلا آتا ہے یعنی تجھے زیر زمین جانا چاہیے آسمان کی
طرف کیوں چلا آتا ہے حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب گھروں کی چھت میں ہاتھ لگ
جاتا تھا فضیل رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مجھے اس شخص سے تعجب نہیں کہ مکان بنا کر چھوڑ جاے اوس شخص سے البتہ تعجب ہے
جو یہ امر دیکھے اور عبرت نلے چوتھی مہم گھر کا اسباب ہے اس باب میں حضرت عیسی علیہ السلام کا جو طریقہ تھا وہ درجہ اعلی ہے کہ وہ کنگھی اور
پیالے کے سوا اور کچھ اسباب خانگی نرکھتے تھے کسیکو دیکھا کہ انگلیوں سے داڑھی کے بال سلجھاتا ہے تو کنگھی بھی پھینکدی ایک شخص
کو دیکھا کہ چلو سے پانی پیتا ہے پیالہ بھی پھینکدیا اور اوسط درجہ یہ ہے کہ ضروری ایک ایک چیزیں رکھے مٹی کی ہوں خواہ لکڑی کی اگر تانبے پیتل کے
برتن رکھیگا تو زہد نرہیگا اگلے بزرگوں نے یہ کوشش کی ہے کہ ایک ایک چیز کو کئی کئی کاموں میں استعمال کیا ہے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس درخت خرما کی چھال بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ تھا اور دوہری کی ہوئی کملی کا آپ کے واسطے بچھونا ہوتا تھا
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلوی مبارک میں کھجور کی چٹائی کا نشان پڑا ہوا دیکھکر بہت روئے
آپ نے فرمایا کیوں روتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں یہ روتا ہوں کہ قیصر و کسری وغیرہ دشمنان خدا ان نعمتوں میں رہیں اور
خدا کا رسول اور دوست ان مصیبتوں میں فرمایا ای عمر تو اس بات سے خوش نہیں ہوتا کہ اونہیں دولت دنیا نصیب ہوئی اور ہمیں نعمت
آخرت عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں خوش ہوں فرمایا کہ ای عمر تو جان لے کہ جیسا میں نے کہا ایسا ہی ہے ایک شخص حضرت ابوذر
رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر گیا اونکے گھر بھر میں کچھ نتھا اوس شخص نے کہا کہ ابوذر تمہارے گھر میں کچھ نہیں جواب دیا کہ میرا ایک اور
گھر ہے جو کچھ میرے ہاتھ لگتا ہے میں وہاں بھیجدیتا ہوں یعنی دار آخرت میں اوس شخص نے کہا کہ جب تک اس گھر میں رہیگا تبتک
کچھ اثاث البیت ضرور ہے بولے گھر کا مالک یعنی حق تعالی مجھے یہاں نرہنے دیگا جب عمیر ابن سعد امیر حمص حضرت عمر رضی اللہ
تعالی عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اون سے پوچھا کہ متاع دنیا سے تمہارے پاس

کیا گیا ہے عرض کیا کہ ایک عصا ہے اوس پر سہارا کرتا ہون اور اوس سے سانپ مارتا ہون اور ایک انبان ہے اوس مین کھانا رکھتا ہون اور ایک کاسہ ہے اوس مین کھانا کھاتا ہون اور اوسی سے سر اور کپڑا دہوتا ہون اور ایک لوٹا ہے اوسی مین پانی پیتا ہون اور اوسی سے طہارت کرتا ہون یہ چیزین تو اصل مین اور جو اسباب دنیوی میرے پاس ہے وہ انکی فرع ہے جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا ایکبار سفر سے جناب سیدۃ النسا حضرت بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر تشریف لائی دروازہ پر پردہ پڑا دیکھا اور جناب سیدہ کے دونون ہاتھون مین چاندی کا ایک ایک کڑا دیکھا یہ امر برا معلوم ہوا آپ پھر گئے جناب سیدہ کو جبکہ دریافت ہوا کہ آپ اس اس وجہ سے پھر گئے تو اون دونون کڑون کے تئین مع پردہ درم کو بیچکر پردہ سمیت خیرات دیدیا پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا سے خوشدل ہوے اور فرمایا تمنے اچھا کام کیا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر مین ایک پردہ تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نظر جب اس پردہ پر پڑتی ہے تو مجھے دنیا یاد آتی ہے اسے لیجا کر فلانے آدمی کو دیدو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب کو دوہری کملی پر سویا کرتے تھے ایک رات مین نے نیا بچھونا بچھایا تمام شب آپ پیچ تاب کھایا کیے دوسرے دن فرمایا کہ رات کو اس بچھونے نے میری نیند اچاٹ دی حضرت صدیقہ نے وہی کملی پھر بچھا دی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین ایکبار کچھ مال لائے آپ نے سب بانٹ دیا چھ دینار باقی رہگئے تمام شب آپ کو نیند نہ آئی حتی کہ اخیر شب کو وہ بھی کسیکے تئین دیدیے تب آرام سے نیند آئی اور سو رہے فرمایا کہ اگر مین مرجاتا اور چھ دینار میرے پاس ہوتے تو میرا حال کیا ہوتا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ستر صحابہ کو مین نے اس حال پر پایا کہ جو کپڑا پہنے تھے اوسکے سوا اور نہ رکھتے تھے اور اپنے بدن کو خاک سے نہ بچاتے تھے زمین پر پہلو رکھکر سوتے اور اوس کپڑے کو اوڑھ لیتے پانچوین مہم نکاح ہے حضرت سہل تستری اور سفیان عیینہ اور علما کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ نکاح مین زہد نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خلق سے زیادہ زاہد تھے اور بی بیون کو دوست رکھتے تھے اور آپکے نو محل تھے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ باین زہد چار زنان منکوحہ اور دس بارہ حرم رکھتے تھے ایعزیز جانتو کہ اس سے ان حضرات کا یہ مقصود ہوگا کہ یہ امر درست نہین کہ کوئی شخص بطریق زہد اسواسطے نکاح سے دست بردار ہو جاے کہ اوسے لذت مباشرت نہ حاصل ہو نی پاسکے اسلیے کہ نکاح کے سبب سے اولاد ہونے کی راہ کھلتی ہے اور اس مین بقای نسل کے ساتھ اور بہت سے فائدے ہین نکاح نکرنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص کھانا پینا چھوڑ دے تاکہ اوسے کچھ لذت نہ حاصل ہو تو اسکے سبب سے آدمی ہلاک ہو جائیگا اور اوسکے سبب سے نسل منقطع ہو جاے گی اگر نکاح کسی شخص کو خدا سے غافل کردیگا تو نہ کرنا اولی ہے اور اگر شہوت غالب ہو تو زاہد وہ ہے جو ایسی عورت کے ساتھ نکاح کی خواہش کرے جو حسینہ اور جمیلہ نہو شہوت بجھانیوالی ہو شہوت بھڑکانیوالی نہو حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی کا نکاح خوبصورت عورت کے ساتھ لوگون نے ٹھہرا کر کہا کہ اسکی ایک بہن اس سے زیادہ عقلمند ہے مگر کانی ہے اونھون نے اوس عقلمند کی خواہش کی اور خوبصورت کو جواب دیدیا حضرت جنید قدس سرہ کہتے ہین کہ مین اس بات کو بہت دوست رکھتا ہون کہ مرید بتدی اپنے دل کو تین چیزون سے بچاے رکھے کسب اور نکاح اور حدیث لکھنے سے اور یہ بھی اونہی کا قول ہے کہ مین اس بات کو نہین دوست رکھتا کہ صوفی لکھے پڑھے اسواسطے کہ لکھنے پڑھنے کو

خیال بٹ جاتا ہی اور دلجمعی نہین ہوتی چھٹی صم جاہ و مال ہے ربع مہلکات مین ہم بیان کرچکے ہین کہ یہ دونون زہر ہین مگر اسمین سے بقدر
حاجت تریاق ہی منجملہ دنیا نہین بلکہ جو چیزین راہ دین مین ضرور ہین یہ بھی اون مین سے ہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کسی دوست
سے کچھ قرض مانگا وحی آئی کہ اے خلیل مین تیرا دوست برحق ہون تو نے مجھسے کیون نہ قرض مانگا عرض کیا کہ بار خدایا مین نے سمجھا کہ دنیا کو
تو دشمن رکھتا ہی تجھسے دنیا مانگتے ڈرا حکم آیا کہ ابراہیم جس چیز کی حاجت ہو وہ دنیا مین سے نہین غرضکہ آدمی نے خواہشون اور بقدر حاجت سے
زیادہ چیزون کو جب خیال آخرت سے چھوڑ دیا اور جاہ و مال سے بقدر ضرورت پر اکتفا کی تو اوسکا دل جاہ و مال سے الگ ہتا ہی اور وہ دنیا
کو دوست نہین رکھتا اس سے مقصود یہ ہے کہ آدمی جب اوس جہان مین جائیگا تو اوسکا سر نیچے اور منہ پیچھے ہوگا یعنی دنیا کی طرف پھر پھر کر
نہ دیکھیگا دنیا کو وہی پھر پھر کر دیکھتا ہی جو دنیا کو اپنی آسائش و آرام کی جگہہ جانتا ہی اور جس آدمی کے جی مین دنیا پاخانہ کی مثل ہوتی ہی یعنی وقت
حاجت کے سوا کبھی اوسکی خواہش نہین کرتا وہ مرکر جب اس حاجت سے چھوٹا تو دنیا کی طرف کب التفات کرتا ہی اور جو شخص دنیا سے دل لگاتا ہی
اوسکی مثل ایسی ہی جیسے کوئی شخص کسی جگہہ سے ہٹنا پائیگا اور اوس جگہہ اپنی گردن زنجیرون سے مضبوط باندھی یا اپنے سر کے بالون سے اوس جگہہ پر مضبوط گرہ لگائے
حتی کہ اوسے جب اوس جگہہ سے اوٹھائین تو سر کے بالون کے سبب سے لگا رہے جب تک سر کے سب بال نہ اوکھڑ جائین تب تک اوس جگہہ سے
نہ چھوٹے جب اس جگہہ سے بایں کشاکش چھوٹے تو وہ سر کے بال اوکھڑنے کا زخم اوسکے ساتھہ رہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہین کہ مین نے ایک قوم کو پایا وہ لوگ بلا اور مصیبت سے اتنا خوش ہوتے تھے جتنا تم نعمت سے نہین خوش ہوتے ہو وہ اگر تمہین دیکھتے
تو کہتے یہ شیطان ہین اور تم اونہین دیکھتے تو کہتے یہ دیوانے ہین وہ لوگ اسوجہ سے بلا اور مصیبت کی رغبت کرتے تھے کہ دنیا سے
برخاستہ خاطر ہین اور مرتے وقت کسی چیز مین اونکا دل ہرگز نہ لگا رہے واللہ اعلم

پانچوین اصل نیت اور صدق اور اخلاص کے بیان مین

عزیزا جان اس بات کو جان کہ اہل بصیرت پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ تمام خلق ہلاک اور تباہ ہے مگر عابد لوگ اور سب عابد ہلاک اور
تباہ ہین مگر عالم اور سب عالم ہلاک ہین مگر مخلص اور مخلص لوگ بڑے خطر مین ہین تو بغیر اخلاص کے تمام رنج و محنت ضائع ہی اور صدق و اخلاص
نیت ہی مین ہوتا ہی جب کوئی شخص نیت ہی نہ جانیگا تو نیت مین اخلاص کا کیونکر لحاظ رکھیگا ہم ایک باب مین نیت کے معنی اور دوسرے
باب مین اخلاص کی حقیقت تیسرے باب مین حقیقت صدق بیان کرتے ہین پہلا باب نیت کے بیان مین اے عزیز پہلے تجھے نیت کی فضیلت
جاننا چاہیے کہ سب اعمال کی روح نیت ہی اور نیت ہی پر حکم ہوگا حق تعالی عمل مین نیت ہی کو دیکھتا ہی اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ حق تعالی تمہارے اور اعمال کو نہین دیکھتا تمہارے دل اور کردار کو دیکھتا ہی دل کو اسیواسطے دیکھتا ہی کہ وہ محل
نیت ہی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کام نیت کے ساتھہ ہے اور ہر شخص کو اپنی عبادت سے وہی اجر ملیگا جسکی وہ نیت
رکھتا ہی جو شخص ہجرت کرے یعنی لڑائی پر یا حج کو خدا کے واسطے جاتے تو اوسکی ہجرت خدا کے واسطے ہی اور جو شخص اسواسطے ہجرت کرے
کہ مال ہاتھہ آئے یا کسی عورت کے ساتھہ نکاح کرے تو اوسکی ہجرت خدا کے واسطے نہین بلکہ جو اوسکی نیت ہی اوسی لیے اوسکی ہجرت ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری امت کے بہتیرے شہید تکیہ بچھونے پر مرتے ہین اور بہت لوگ دو صفون کے بیچ مین مارے جاتے

ہین کہ اونکی نیت خدا خوب جانتا ہے اور فرمایا ہے کہ بندہ بہت نیک کام ایسے کرتا ہے کہ ملائکہ اون کامون کو بلند کرتے ہین اور حق تعالی فرماتا ہے
کہ ان کامون کو اوسکے نامہ اعمال سے نکال ڈالو کیونکہ اونسے میرے واسطے نہین کیے ہین اور فلانا فلانا عمل اسکے نام لکھو فرشتے عرض کرتے
ہین کہ بار خدایا اوس نے تو یہ عمل نہین کیے ارشاد ہوتا ہے کہ ان عملون کی نیت کی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ لوگ چار طرح کے ہین ایک گروہ مال رکھتا ہے اور بمقتضای علم خرچ کرتا ہے دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اگر مین بھی مالدار ہوتا تو یون ہی خرچ
کرتا یہ دونون گروہ اجر مین برابر ہین تیسرا گروہ مال کو بیجا خرچ نہین کرتا ہے چوتھا گروہ کہتا ہے کہ اگر مین مالدار ہوتا تو یون ہی بیجا خرچ
کرتا یہ دونون گروہ گناہ مین برابر ہین یعنی اکیلی نیت ایسی ہوتی ہے جیسی وہ نیت جسکے ساتھ عمل بھی ہو حضرت انس رضی اللہ تعالے
عنہ کہتے ہین کہ جنگ تبوک کے دن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ باہر نکلے اور فرمانے لگے کہ مدینہ مین بہت لوگ ایسے ہین کہ سفر
اور بھوک کے سبب سے جو رنج ہم کھینچ رہے ہین اسمین وہ لوگ شریک ہین لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیون شریک ہین وہ لوگ تو اس رنج
سفر سے محروم ہین فرمایا کہ عذر کے سبب سے ہمارے ساتھ نہ آسکے مگر اونکی نیت تو ایسی ہے جیسے ہماری نیت تھی بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا
بالو کے ٹیکرے پر اوسکا گذر ہوا اوس زمانے مین قحط تھا اپنے جی مین کہنے لگا کہ اگر اتنے گیہون مجھے میسر ہوتے تو سب فقیرون کو دیدیتا
اوسوقت مین جو رسول تھے اونپر وحی آئی کہ فلانے شخص سے کہدو کہ خدا نے تیرا صدقہ قبول کیا اور تجھے اتنا ثواب دیا کہ اگر تو گیہون کا ہوتا
اور خیرات کرتا تو اتنا ہی ثواب دیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکی نیت اور ہمت دنیا ہوگی ہمیشہ اوسکی آنکھون کے
سامنے فقر و افلاس پھرا کریگا اور دنیا سے عشق دنیا مین گرفتار رہیگا اور جسکی نیت اور ہمت آخرت ہوگی حق تعالی اوسکا
دل غنی رکھیگا اور وہ دنیا سے زاہد ہو جائیگا اور فرمایا ہے کہ مسلمان جب معرکہ جنگ مین کفار سے لڑنے کھڑے ہوتے ہین تو فرشتے اونکے
نام لکھتے جاتے ہین کہ فلانا مسلمان تعصب سے لڑتا ہے فلانا حمیت سے لڑتا ہے آخر کو کہتے ہین کہ فلانا فلانا مسلمان راہ خدا مین شہید ہوا جو مسلمان
کلمہ توحید بلند کرنے کے واسطے لڑتا ہے وہ راہ خدا مین ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص نکاح کرے اور مہر نہ دینے کی نیت رکھے وہ زانی ہے اور
جو شخص اس نیت سے قرض لے کہ ادا نہ کرونگا وہ چور ہے علما نے کہا ہے کہ پہلے عمل کی نیت سیکھو پھر عمل کرو ایک شخص کہتا تھا کہ مجھے نیک
عمل سکھا دو تا کہ رات دن اس مین مشغول ہون خیر سے کبھی خالی نہ رہا کرون لوگون نے اوسے جواب دیا کہ اگر تو خیر نہین کر سکتا
تو خیر کی نیت ہمیشہ کیا کرتا کہ اوس خیر کا ثواب تجھے حاصل ہو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے کہ قیامت کے دن خلق کو اونکی نیتون
پر حشر کرینگے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ بہشت دائمی اس عمل چندروزہ سے نہ ملیگی نیک نیت کی بدولت ملیگی اسواسطے
کہ نیت کی انتہا نہین حقیقت نیت الیقین جاننا چاہیے کہ آدمی سے کوئی حرکت صادر نہین ہوتی تا وقتیکہ اوسکے پہلے تین چیزین
نہون علم ارادہ قدرت یعنی بوجھے چاہے سکے مثلاً آدمی جب کھانا نہین دیکھتا نہین کھاتا جب دیکھا تو اگر اوسکی چاہ نہوگی
تو بھی نہ کھائیگا اور اگر اوسکی چاہ تو ہو لیکن ہاتھ ایسا شل ہو کہ کام نکر سکے تو بھی نہ کھائیگا اسواسطے کہ سکت نہین کھاتا تو یہ تین چیزین
ہر حرکت کے آگے آگے چلتی ہین مگر حرکت قدرت کی تابع ہے اور قدرت ارادہ کی تابع ہے اسواسطے کہ ارادہ قدرت کو کام مین لگاتا ہے
اور ارادہ علم کا تابع نہین ہے اسواسطے کہ آدمی بہت چیزین دیکھتا ہے اور اوسکا ارادہ اور خواہش نہین کرتا مگر علم کے بغیر ارادہ

اور خواہش کرنا محال ہے اسواسطے کہ جو چیز آدمی کو نہ معلوم ہوگی اوسکا ارادہ اور خواہش کیونکر کریگا اور ان تینون حاجتون مین سے ارادے کا
نام نیت ہے نیت علم و قدرت سے نہیں عبارت ہے اور ارادہ وہ ہے جو آدمی کو کسی کام پر قائم کرے اور اوس کام مین لگائی رکھے اسے غرض اور قصد
اور نیت بھی کہتے ہین تو ان تینون لفظون کے ایک ہی معنی ہین تو غرض جو آدمی کو مستعد کرتی ہے اور کام مین لگائی رکھتی ہے وہ کبھی ایک
ہوتی ہے کبھی دو غرضین ایک چیز مین جمع ہوجاتی ہین اگر ایک ہی غرض ہو تو اوسے خالص کہتے ہین اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص بیٹھا ہے
اور شیر اوسکے مار ڈالنے کا قصد کرے اور وہ شخص اوٹھ بھاگے تو اوس شخص کی ایک ہی غرض اور ایک ہی قصد ہے یعنی بھاگ جانا اسیطرح
جو شخص کسی معزز اور محتشم آدمی کے آنے سے سروقد کھڑا ہوجائے تو اعزاز و اکرام کے سوا اوسکی اور کچھ غرض نہین تو یہ غرض خالص ہے
اور ایک کام مین دو غرضین تین قسم پر ہوتی ہین ایک یہ کہ ہر ایک غرض ایسی ہو کہ اگر اکیلی وہی غرض ہوتی تو بھی اوس کام مین مصروف رکھتی
جیسا کہ قرابت دار محتاج ایک درم مانگے اور وہ اوسے اپنا عزیز اور محتاج سمجھکر آدمی درم دیدے اور اپنے جی مین جانتا ہے کہ اگر یہ محتاج نہ ہوتا
تو بھی مین اسے درم دیتا اور اگر محتاج ہوتا عزیز نہ ہوتا تو بھی مین درم دیتا تو یہ دو غرضین ہین اور نیت بشرکت ہے دوسری قسم یہ ہے کہ درم
دینے والا اپنے جی مین جانتا ہے کہ یہ مانگنے والا اگر عزیز ہوتا محتاج ہوتا یا محتاج ہوتا عزیز نہ ہوتا تو مین درم نہ دیتا جب یہ دونون باتین
جمع ہوتین تبھی درم دینا پڑی پہلی قسم کی مثال یہ ہے کہ دو آدمی ملکر پتھر اوٹھائین اور ہر ایک تنہا پتھر اوٹھانے پر قادر ہے اور دوسری قسم کی مثال
ایسی ہے کہ ایک دوسرے کی مدد سے دو ضعیف آدمی ایک پتھر اوٹھاتے ہین ہر ایک تنہا وہ پتھر اوٹھانے سے عاجز ہے تیسری قسم یہ ہے کہ دو غرضون مین سے
ایک غرض خفیف ہو کہ اکیلی وہ غرض آدمی کو کام مین نہ لگائے اور دوسری غرض شدید ہو کہ اکیلی کام مین مشغول کرے مگر اس غرض سے کام بہت
آسان ہوجائے جیسا کہ کوئی شخص تہجد کی نماز اکیلا پڑھتا ہے مگر جب لوگ جمع ہوتے ہین تو نماز پڑھنا اوسپر بہت آسان ہوجاتا ہے اور بہت خوشی
سے نماز پڑھتا ہے لیکن اگر ثواب کی امید نہ ہوتی تو ان لوگون کے دکھانے کے واسطے نہ پڑھتا اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی زور آور آدمی ایک پتھر
اوٹھا سکتا ہے اور کوئی کم زور بھی اوسکی مدد کرے تاکہ پتھر اوٹھانا اوس زور آور پر بہت آسان ہوجائے ان اقسام مین سے ہر ایک کا حکم جدا ہے
جیسا کہ اخلاص مین بیان ہوگا یہان اتنا ہی مقصود ہے کہ تجھے یہ معلوم ہوجائے کہ غرض اور باعث اور محرک نیت کے معنی ہین اور یہ کبھی خالص
ہوتی ہین کبھی ملے جلے **فصل** اے عزیز جانتو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مومن کی نیت
اوسکے عمل اور کردار سے بہتر ہے اس سے آپکا یہ مقصود نہین کہ نیت بے کردار کردار بے نیت سے بہتر ہے اسواسطے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ عمل بے نیت کے
عبادت نہین اور نیت بے عمل کے عبادت ہے تو اسکے معنی یہ ہین کہ عبادت بدن سے ہوتی ہے اور نیت دل سے اور یہ دو چیزین ہین
ان دونون مین سے جو دل سے علاقہ رکھتی ہے وہ بہتر ہے اور اسکے بہتر ہونیکا سبب یہ ہے کہ عبادت بدنی سے مقصود یہ ہے کہ دل کی
صفت بدل جائے اور نیت عمل دل سے یہ مقصود نہین کہ بدن کی صفت بدل جائے لوگ جانتے ہین کہ عمل کے واسطے نیت چاہیے اور حقیقت
یہ ہے کہ نیت کیلیے عمل چاہیے کیونکہ سب کامون سے دل کا پھرنا مقصود ہے اسواسطے کہ اوس جہان مین دل ہی سفر کریگا اور دل ہی کیواسطے سعادت اور شقاوت ہے
بدن اگرچہ درمیان مین ہوگا مگر دل کا تابع ہے جیسے اونٹ کہ بدون اسکے حج نہین ہوتا مگر وہ حاجی نہین ہوجاتا اور دل کا پھرنا ایک ہی بات ہے
یہ ہے کہ دنیا کی طرف سے منہ پھیر کر آخرت کی جانب متوجہ ہوجائے بلکہ دنیا اور آخرت دونون سے منہ پھیر کر حق تعالی کی طرف متوجہ ہوجائے

اور دل کی خواہش اور ارادہ یہی وہ دل ہی جب دنیا کی خواہش آدمی کے دل پر غالب ہوتی ہی تو دل کا منہ دنیا کی طرف ہوتا ہی دنیا کے ساتھہ علاقہ
رکھنا دلکی خواہش ہی ابتدای خلقت مین دل کا یہی حال ہوتا ہی جب جناب احدیت اور دیدار آخرت کی خواہش غالب ہوتی تو دل کی صفت
بدلی اور دوسری طرف متوجہ ہوا تو سب اعمال سے دل کا پھرنا مقصود ہی سجدہ کرنے سے یہ مقصود نہین ہے کہ پیشانی پھر جائے تاکہ ہوا سے
زمین مین لگ جائے بلکہ یہ مقصود ہی کہ دل کی صفت بدل جائی تکبر سے فروتنی کی طرف دل پھر جائی اور اللہ اکبر کہنے سے یہ مقصود نہین کہ
زبان پھرے اور ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہی کہ دل اپنی تعظیم سے پھر جائی اور دل پر حق تعالی ہی کی عظمت طاری ہو جائی اور حج مین پتھر پھینکنے
سے یہ مقصود نہین کہ ایک جگہہ بہت سی سنگریزی جمع ہو جائین یا ہاتھہ ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہی کہ دل طاعت اور بندگی پر راست ہو کر
ٹھہر جائے اور خواہش نفسانی کی متابعت اور اپنی عقل کے تصرف کو بالاے طاق رکھے مطیع حکم الہی ہو جائے اپنی باگ اپنے ہاتھہ سے
چھوڑ کر فرمان الہی کے ہاتھہ مین دیدی جیسا کہ کہا ہی لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ حَقًّا تَعَبُّدًا وَرِقًّا اور قربانی کرنے سے یہ مقصود نہین کہ بکری کی جان جائے
بلکہ یہ مقصود ہی کہ تیرے سینے سے نجاست نکل جاتی رہی اور جانورون پر بمقتضای طبع تو شفقت نرکھے حکم الہی سے شفقت رکھے جب
حکم ہو کہ ذبح کر تو یہ نکہے کہ اس بیچارے نے کیا قصور کیا ہی اسے مصیبت اور ہلاکت مین کیون مبتلا کرون بلکہ اپنا تمام اختیار چھوڑ دے
اور حقیقت مین نیست ہو جا کیونکہ تو خود نیست ہی اسواسطے کہ بندہ اپنے حق مین نیست ہی اور حقیقت مین خداوند عالم ہست ہی اور
سب عبادتون کا یہی حال ہی مگر حق تعالی نے دلکو ایسا پیدا کیا ہی کہ جب کوئی ارادہ اور خواہش اوس مین پیدا ہوتی ہی اور بدن اوسکے
موافق حرکت کرتا ہی تو وہ صفت دل مین بہت مضبوط ہو کر جم جاتی ہے مثلا جب دل مین یتیم پر رحم آتا ہی تو اگر اوسکے سر پر آدمی ہاتھہ پھیرنے
لگے تو وہ رحم بہت قوی اور مضبوط ہو جاتا ہی اور دل کی آگاہی زیادہ ہو جاتی ہے اور جب فروتنی کی صفت دل مین پیدا ہوتی ہے
تو اگر آدمی اپنا سر جھکا کر زمین سے لگا دے تو وہ فروتنی دل مین جم جاتی ہی مطلب غرض سب عبادتون کی نیت ہی یعنی آدمی دنیا کی طرف نہ متوجہ
ہو آخرت کیطرف متوجہ ہو جائی اور اوس نیت پر عمل کرنا اوس خواہش کو قائم اور مضبوط کر دیتا ہی تو خواہش اور نیت کی مضبوطی کے واسطے عمل ہے
کیونکہ نیت ہی کے سبب سے عمل سرزد ہوتا ہی جب یہ حال ہی تو اس نیت کا عمل سے بہتر ہونا ظاہر ہی اسواسطے کہ نیت کا محل دل ہی اور عمل
دوسری جگہہ سے دل مین سرایت کریگا اگر دل مین عمل سرایت کرتا ہی تو کام آتا ہی اور اگر نہین سرایت کرتا ہی اور غفلت کے ساتھہ سرزد ہوتا ہے
تو حبط اور اکارت ہو جاتا ہی اسی سبب سے نیت بے عمل حبط نہین ہوتی کہ وہ نفس دل مین ہوتی ہی غفلت کو اوس مین دخل ہی نہین یہ بات
ایسی ہے جیسے معدہ مین درد ہو تو جب آدمی دوا کھاتا ہی تو وہان پہونچتی ہے اور اگر سینے پر لیپ کرتا کہ معدہ مین اثر پہونچے تو بھی
فائدہ کریگی مگر جو دوا معدے کے اندر پہونچتی ہے وہ خواہ نخواہ اوس دوا کی بہ نسبت فائدے مین بہتر ہوتی ہی اور دوا سے سینہ مقصود نہین
بلکہ معدہ مقصود ہی تو جب سینے سے معدہ مین دوا سرایت نکرے تو رایگان ہی اور جو دوا معدے مین پہونچ جائے وہ اگر سینے مین نہ پہونچے
گی تو رایگان نہین

جو خیالات نفسانی اور وسواس معاف ہین اور جو معاف نہین اونکا بیان

جانو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حق تعالی نے میری امت کے واسطے خیالات نفسانی معاف کیے ہین اور
حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون مین ہی کہ جو شخص گناہ کا قصد کرے اور گناہ نکرے تو فرشتون کو حکم ہوتا ہی کہ یہ گناہ اوسکے

نامۂ اعمال میں نہ لکھو اور اگر وہ گناہ کرے تو ایک ہی گناہ لکھو اور اگر نیکی کا قصد بھی کرے تو ایک نیکی لکھ لو گو کہ وہ شخص پھر وہ نیکی نکرے
ور اگر وہ نیکی کرے تو دس نیکیاں لکھو اور بعضی حدیثوں میں ہے کہ سات سو نیکیوں تک فرشتے بڑھاتے جاتے ہیں اس جگہ سے ایک گروہ یہ
ت سمجھا ہے کہ قصد اور سوچ سے جو کچھ دل میں آئے اوس سے آدمی ماخوذ نہو گا حالانکہ یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اصل
ہے اور بدن اوسکا تابع اور حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ یعنی جو تمہارے
دلوں میں ہے اوسے ظاہر کرو یا چھپاؤ حق تعالی تم سے اوسکا حساب کریگا اور فرمایا ہے إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ
كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا یعنی کان آنکھ دل تینوں سے سوال کیا جائیگا اور فرمایا ہے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ
وَلَٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ یعنی لغو قسم سے زبان نہ پکڑی جائیگی بلکہ قصد کے سبب سے دل ماخوذ ہوگا اور اس بات پر سبکا
اتفاق ہے کہ کبر نفاق عجب ریا حسد کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوگا اور یہ دل کے کام ہیں پس اس مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ جو کچھ دل میں گذرتا ہے
وہ چار طور پر ہے دو میں آدمی کا اختیار نہیں یا انکے سبب سے ماخوذ نہو گا اور دو میں اختیار ہے انکے سبب سے ماخوذ ہوگا اسکی مثال یہ ہے
تو راہ راہ جاتا ہے اور کوئی عورت تیرے پیچھے پیچھے آتی ہے اور دل میں آئے کہ میں اگر پھر کر دیکھوں تو یہ عورت مجھے دکھائی دے تو اس خطرہ
حدیث نفس کہتے ہیں دوسری صورت یہ ہے کہ تیری طبیعت میں پھر کر دیکھنے کی رغبت پیدا ہو اسے میل طبع کہتے ہیں اور یہ رغبت پیدا ہونا
صورت ہے تیسری صورت یہ ہے کہ دل حکم کرے کہ پھر کر دیکھنا چاہیے یہ حکم ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں کوئی ڈر اور شرم مانع نہو اسواسطے کہ یہ ضرور
نہیں کہ شہوت جس بات کی متقاضی ہو دل بھی حکم کرے کہ یہ بات کرنا چاہیے بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل حکم کرتا ہے کہ یہ بات نکرنا چاہیے
اسکا نام حکم دل ہے چوتھی صورت یہ ہے کہ پھر کر دیکھنے کا قصد کرے تو اگر خدا سے یا بندوں سے ڈر کر اوس حکم دل کو رد نکریگا یا اوس حکم کو باطل
نکریگا تو وہ قصد جیسے ہے مصمم ہو جائیگا تو پہلی دو حالتوں یعنی حدیث نفس اور میل طبع کے سبب سے بندہ ماخوذ نہیں ہوتا اسواسطے
کہ وہ دو بندے کے اختیار میں نہیں اور حق تعالی فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا اور یہ حدیث نفس ایسی ہوتی ہے جیسے عثمان
بن مظعون رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا نفس مجھے
کہتا ہے کہ اپنے تئیں خصی کر ڈال تاکہ شہوت نکاح سے چھوٹ جا آپ نے فرمایا کہ ایسا نکرنا کیونکہ میری امت میں روزہ رکھنا
اپنے تئیں خصی کرنے کا حکم رکھتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ جورو کو طلاق دیدے فرمایا تیزی نکر اسواسطے کہ نکاح
میری سنت ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ راہبوں کی طرح پہاڑ پر جا بیٹھ فرمایا یہ نکرنا اس لیے کہ حج اور جہاد کرنا
میری امت کی رہبانیت ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ گوشت نکھا فرمایا نہ اسواسطے کہ میں گوشت کو دوست رکھتا ہوں
میں گوشت پاتا تو کھاتا اگر خدا سے مانگتا تو وہ عنایت فرماتا پس کام نہیں ہے یہ خطرے جو آتے تھے سب حدیث نفس میں اور معاف ہیں
اسواسطے کہ یہ کام کرنے کا قصد نہیں کیا تھا فقط اپنے دل سے مشورہ تھا اور وہ دو حالتیں جو آدمی کے اختیار سے دل میں پیدا
ہوتی ہیں ایک حکم دل ہے دوسری اسطرف طبیعت کا میل کہ یہ کام کرنے کے لائق ہے اور وہ کام کرنیکی طرف دل کا قصد ان دونوں
حالتوں کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوگا اگر شرم و خوف یا اور کسی مانع کے سبب سے اوس کام کو نکرے خدا کے واسطے اوس میل کو

ترک نکیا ہو اور بندہ ماخوذ ہوگا اسکے یہ معنی نہین ہین کہ کسیکو اوسپر غصہ آئے اور اب اوس گناہ کے عوض اوس شخص پر سختی کرے اسواسطے کہ جناب الٰہی غصہ کرنے اور بدلا لینے سے منزہ ہی مگر اسکے یہ معنی ہین کہ اوسنے یہ جو قصد کیا اسکے سبب سے اوسکے دل مین ایسی صفت پیدا کی کہ جناب الٰہی سے دور ہو گیا یہی اوسکی شقاوت ہی اسواسطے کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ آدمی کی سعادت اسی مین ہی کہ اپنی طرف سے اور دنیا کی جانب سے منہ پھیر کر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے خواہش اور علاقہ یہی اوسکا منہ ہی اسواسطے کہ جو ایسی خواہش اور ایسا قصد کرتا ہی کہ دنیا سے تعلق رکھے تو دنیا کے ساتھ اوسکا علاقہ بہت مستحکم ہو جاتا ہی اور جو چیز اوسے حاصل ہونا چاہیے اوس سے بہت دور ہو جاتا ہی اور آدمی ماخوذ اور ملعون ہوا اسکے یہ معنی ہین کہ دنیا مین بہت گرفتار ہوا اور جناب الٰہی سے بہت دور ہو گیا یہ کام اوسی سے ہی اور اوسی کے ساتھ ہی اور اوسی مین ہے نہ کسیکو اوسکی عبادت سے خوشی ہوتی ہے نہ اوسکے گناہ سے غصہ ہوتا ہی کہ اوس سے انتقام لے مگر خلق کی عقل کے موافق ایسا کہا کرتے ہین اور جو شخص یہ اسرار سمجھا اوسے اس بات مین کچھ شک و شبہ نہین رہتا کہ ان احوال دل کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوتا ہی اسپر شرعی دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ الہ وسلم نے فرمایا جب دو آدمی آپس مین تلوار کھینچین اور ایک مار ڈالا جائے تو قاتل اور مقتول دونون دوزخ مین ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مقتول کیون دوزخ مین ہے فرمایا اسواسطے کہ وہ دوسرے کو قتل کرنا چاہتا تھا اگر قتل کر سکتا تو قتل کر ڈالتا دوسری دلیل یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مال ہی اور وہ موافق شرع بیجا نہین خرچ کرتا اور دوسرا شخص اپنے دل مین کہتا ہی کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یون ہی بیجا خرچ کرتا تو دونون شخص گناہ مین برابر ہین اور یہ دونون باتین قصد دلی ہین اور اس مین کچھ شک نہین کہ اگر کوئی شخص اپنے بچھونے پر عورت کو پائے اور یہ خیال کرکے کہ میری جورو نہین ہی اوسکے ساتھ جماع کرے تو گنہگار ہوگا اگرچہ وہ اوسکی جورو ہو بلکہ آدمی اگرچہ جانے کہ مین باوضو ہون اور نماز پڑھے اور حقیقت مین بے وضو ہو تو اوسے ثواب ہوگا اور اگر سمجھے کہ مین بے وضو ہون اور نماز پڑھے تو گنہگار ہوگا اگرچہ پھر اوسے یاد آئے کہ مین باوضو تھا اور یہ سب باتین دل کی حالتین ہین لیکن اگر گناہ کا قصد کرے اور خوف خدا سے گناہ کا مرتکب نہو تو اوسکے واسطے نیکی لکھتے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ آدمی کا قصد طبیعت کے موافق ہوتا ہی اور طبیعت کے برخلاف کسی کام سے دست بردار ہونا مجاہدہ ہی کہ اوس قصد کو دل تاریک کرنے مین جتنا اثر ہی اس مجاہدہ کو دل روشن کرنے مین اوس سے زیادہ اثر ہی نیکی لکھنے کے یہی معنی ہین اور اوس حدیث کا یہی مطلب ہی اور اگر کوئی شخص قصد گناہ کرکے عاجزی کے سبب سے اوس گناہ سے باز رہا تو یہ باز رہنا اوس قصد کا کچھ کفارہ نہوگا اور وہ تاریکی نہ دور ہوگی اور اوس قصد کے سبب سے ماخوذ ہوگا جیسے وہ مقتول جو عاجزی کے سبب سے اپنے قاتل کو قتل کرنے سے باز رہے اور قتل ہو جائے **جو عمل نیت کے سبب سے بدل جاتے ہین اونکا بیان** اے عزیز جان تو کہ اعمال تین قسم پر ہین طاعات مباحات معاصی یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اس سے شاید لوگ سمجھین کہ معصیت بھی اچھی نیت کے سبب سے طاعت ہو جاتی ہی یہ سمجھنا خطا ہے معصیت جو ایک قسم عمل ہے اس مین اچھی نیت کچھ اثر نہین کرتی مگر بُری نیت اوسے اور بھی بدتر کر دیتی ہے اوسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسیکا دل خوش کرنیکو کسی کی غیبت کرے یا حرام کے مال سے مسجد پل مدرسہ بنائے اور کہے میری نیت بخیر ہے اور اسقدر نہ جانتا ہو کہ برائی مین اچھی نیت کرنا دوسری برائی ہی اور اگر اوس برائی کو برائی جانتا ہی تو فاسق ہی ہے اور اگر سمجھتا ہی کہ یہ کار خیر ہی تو بھی فاسق ہے

اسواسطے کہ طلب علم فرض ہی اور خلق اکثر جہل کے سبب سے ہلاک اور تباہ ہوتی ہی اسیواسطے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی نے لکھا ہی کہ جہل سے
بڑہکر کوئی گناہ نہین ہے اور اپنی جہل کو نہ جاننا جہل سے بھی زیادہ گناہ ہی اس لیے کہ آدمی جب یہ نہ جانیگا کہ مین جاہل ہون تو ہرگز نہ سیکھیگا
اور یہ جہل اوسکے حق مین حجاب اور آڑ ہوجائیگا اسیطرح ایسے شاگرد کو تعلیم کرنا بھی حرام ہی جسے عہدہ قضا اور وقف چیزون اور یتیمون کے اموال
اور بادشاہ کے مال سے دنیا حاصل کرنا مقصود ہو اور اپنی بڑائی جتانی مباحثہ اور مناقشہ کرنے مین مشغول ہو اگر مدرس کہے کہ میری نیت یہی ہے
کہ علم شرع پہیلے شاگرد اگر برائی مین علم صرف کریگا تو کرے مین تو اپنی نیت پر اجر پاونگا تو مدرس کا یہ کہنا محض نادانی ہی اور مدرس کی مثل ایسی ہے
جیسے کوئی شخص ایسے آدمی کو تلوار دیڈالے جو رہزنی کریگا ایسے کو انگور دیدے جو شراب بنائیگا اور کہے کہ مجھے سخاوت مقصود ہی اسواسطے کہ
حق تعالی سخی سے زیادہ کسیکو دوست نہین رکھتا یہ اوسکی نادانی ہے بلکہ جب جانے کہ یہ شخص رہزنی کریگا تو اوسکے ہاتھ سے تلوار چھین لینا چاہیے
دوسری تلوار اوسے دینا کیونکر درست ہوگا بلکہ اگلے سب بزرگون نے عالم فاجر سے خدا کی پناہ مانگی ہی اور جس شاگرد مین گناہ کا اثر دیکھا اوسے
دور کیا حتی کہ حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے اپنے ایک قدیم شاگرد کو اتنی بات پر نکالدیا کہ اوسنے اپنے گھر کی دیوار مین باہر سے
کہگل کی تھی اور فرمایا کہ تونے کہگل کرکے مسلمانون کی شاہراہ مین سے ناخون بھر زمین دبالی جا تجھے علم سکھانا نہ چاہیے پس گناہ نیت خیر کر
خیر نہین ہوجاتے بلکہ خیر وہی ہے جسکا حکم ہوا ہو اعمال کی دوسری قسم طاعات ہی اس مین دو وجہ سے نیت اثر کرتی ہے ایک جبکہ اصل
عمل نیت سے درست ہوتا ہی دوسری یہ کہ نیت جتنی زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی ثواب المضاعف ہوتا ہی اور جو شخص علم نیت سیکھتا ہے
ایک طاعت مین دس نیک نیتین کرسکتا ہی تاکہ وہ ایک طاعت دس طاعتون کے برابر ہوجائے مثلاً جب کوئی شخص مسجد مین اعتکاف
بیٹھے ایک تو یہ نیت کرے کہ مسجد خانہ خدا ہی جو مسجد مین جاتا ہی وہ حق تعالی کی زیارت کو جاتا ہی اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہی جو شخص مسجد گیا وہ خدا کی زیارت کو گیا اور جسکی زیارت کو کوئی جاتا ہی اوسپر لازم ہوجاتا ہی کہ زائر کی تکریم کرے دوسری
نیت یہ ہی کہ دوسری نماز کا انتظار کرتا ہی اور حدیث شریف مین ہی کہ جو شخص نماز کا منتظر ہی وہ نماز مین ہی تیسری نیت یہ ہی کہ اعتکاف
کے سبب سے آنکھہ کان زبان ہاتھہ پاون کو بیجا حرکتون سے باز رکھونگا یہ ایک قسم کا روزہ ہی اسواسطے کہ حدیث شریف مین
آیا ہی کہ مسجد مین بیٹھنا میری امت کی رہبانیت ہی چوتھی نیت یہ ہی کہ دنیا کے شغلون کو اپنے سے دور کرے حتی کہ اپنے تئین بالکل خدا کے
واکردے اور ذکر اور فکر اور مناجات مین مشغول ہی پانچوین نیت یہ ہی کہ لوگون کی مخالطت اور خلق کے شر سے بچونگا چھٹی
نیت یہ ہی کہ اگر مسجد مین کوئی بری بات دیکھونگا تو منع کرونگا اور اگر اچھی بات دیکھونگا تو حکم کرونگا اگر کوئی شخص بری طرح نماز پڑہیگا تو
اوسے سکھاونگا ساتوین نیت یہ ہی کہ شاید کسی ایسے دیندار سے وہان ملاقات ہوجائے کہ اوسکے ساتھہ دین مین برادری کرے
اسواسطے کہ مسجد دینداروں کے آرام لینے کی جگہہ ہے آٹھوین نیت یہ ہی کہ حق تعالی کے گھر مین گناہ کرتے ہوے یا گناہ کا خیال کرتے ہوے
اوس سے شرم رکھے الی غیر ذلک اسی پر ہر طاعت کو قیاس کرلے کہ ہر ایک مین بہت سی نیتین آدمی کرسکتا ہی تاکہ ثواب المضاعف ہوجائے اعمال
کی تیسری قسم مباحات ہی کوئی آدمی ایسا نہو کہ بہائم کی طرح مباحات مین غفلت کی چال چلے اور نیک نیت سے غافل ہی کہ یہ بڑے نقصان کی بات ہے
اسلیے کہ سب حرکات سکنات کا سوال کیا جائیگا اور سب مباحات کا حساب لیا جائیگا اگر بری نیت ہوگی تو اوسی پر عذاب ہوگا اگر اچھی

نیت

نیت ہوگی تو اوسی کو ثواب ہوگا اور اگر کچھ نیت نہوگی تو سراسر نقصان ہی کہ اپنی اوقات ضائع کی کہ بے نیت بخیر کیے ہوے اوس کام مین قیمت صرف کیا اور اوس سے کچھ فائدہ نہ لیا اور اس آیہ کریمہ کے خلاف عمل مین لایا کہ لَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا یعنی دنیا گذر نے والی ہی تو اپنا حصہ اوس سے لیلے تاکہ وہ تیرے ساتھہ رہی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بندے سے ہر کام پر سوال ہوگا جو اوسنے دنیا مین کیا ہو حتی کہ سرمہ جو آنکھہ مین لگایا ہو یا مٹی کا ایک ڈھیلا جو ہاتھہ مین ملا ہو یا ہاتھہ جو کسی بھائی کے کپڑے مین لگایا ہو مباحات کی نیت کا علم بھی بہت بڑا علم ہی اوسے سیکھنا چاہیے اسکی مثال ایسی ہی کہ خوشبو استعمال کرنا مباح ہی ممکن ہی کہ کوئی شخص جمعے کے دن خوشبو استعمال کرے اور تونگری ظاہر کرکے تفاخر کرنا یا لوگون کو اپنی نفاست دکھانا یا بُرے خیال سے غیر عورتون کے دل مین جگہ کرنا اوس کا مقصود ہو اور خوشبو استعمال کرنے مین اچھی نیتین یہ ہوتی ہین کہ خانہ خدا کی تعظیم وتکریم کا خیال کرے اور یہ ارادہ کرے کہ میری خوشبو کے سبب سے پاس بیٹھنے والون کو راحت پہونچے اور وہ محظوظ اور آسودہ ہون اور یہ خیال کرے کہ خوشبو استعمال کرکے اپنے بدن سے بدبو دور کرتا ہون تاکہ لوگون کو تکلیف نہ پہونچے اور میری غیبت کرکے مرتکب گناہ نہو جائین اور یہ نیت کرے کہ اپنے دماغ کو قوت دیتا ہون کہ صاف ہو کر ذکر و فکر پر زیادہ قادر رہون اور ایسی نیک نیتین اوسی شخص سے ہوتی ہین جسپر نیکیون کا قصد غالب ہو اور انمین سے ہر ایک نیت ذریعہ قربت جناب احدیت ہوتی ہی اگلے بزرگون کا یہی حال تھا حتی کہ وہ کھانا کھانے پاخانے جانے جورو سے صحبت کرنے مین ایسی نیت کرتے تھے جو سبب خیر ہو آدمی جب کار خیر کا قصد کرتا ہی تو اوسے ثواب حاصل ہوتا ہی مثلاً جورو کے ساتھہ جماع کرنے سے یہ نیت کرے کہ اولاد پیدا ہو تاکہ سید الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت زیادہ ہو اور اپنی جورو کو راحت پہونچانے اوسے اور اپنے تئین گناہ سے بچانے کی نیت کرے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی نے ایکدن الٹا کپڑا پہنا لوگون نے کہا کہ ہاتھہ پھیلایئے تو ہم کپڑے کو سیدھا کر دین اونھون نے ہاتھہ سمیٹ لیا اور کہا کہ مین نے یہ الٹا کپڑا خدا کے واسطے پہنا ہی اوسی کے لیے سیدھا کرونگا حضرت زکریا علیہ السلام کہین مزدوری کو تشریف لیگئے تھے لوگ اونکے پاس حاضر ہوے وہ کھانا کھا رہے تھے اون لوگون سے نہ فرمایا کہ تم بھی کھاو جب کھانے سے فراغت ہوئی تو فرمایا کہ اگر مین یہ سب کھانا نہ کھاتا تو مجھہ سے پوری محنت نہو سکتی کام کرنے مین تھک جاتا اور ہمت و سخاوت کے سبب سے ادای فرض خدمت سے محروم رہتا حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی کھانا کھا رہے تھے ایک شخص اونکے سامنے سے گذرا اوس سے یہ نہ کہا کہ تو بھی کھانا کھا جب کھا چکے تو کہنے لگے کہ اگر یہ کھانا قرض لیا ہوا نہوتا تو مین بیشک تجھہ سے کھانیکو کہتا پھر فرمایا جب کوئی شخص کسی آدمی کو کھانے کا حکم کرے اور دل مین اوسکو کھانے سے راضی نہو تو اگر اوسنے نکھایا تو بلانے والے سے ایک ہی گناہ ہوا یعنی نفاق اور اگر اوسنے کھانا کھا لیا تو بلانیوالے سے دو گناہ کیے ایک نفاق دوسرا خیانت کیونکہ اوسے ایسی چیز کھلائی کہ اگر وہ جانتا ہوتا تو نکھاتا **اسکا بیان کہ نیت اختیار مین نہین ہی** ای عزیز جانتو کہ جب دسلیم دل سنیگا کہ ہر مباح مین نیت ممکن ہی تو شاید دل یا زبان سے کہے کہ خدا کے واسطے مین نکاح کرتا ہون یا خدا کے لیے روٹی کھاتا ہون یا خدا کے واسطے جلسہ درس کرتا ہون اور سمجھے کہ یہ دل یا زبان سے کہنا نیت ہی حالانکہ یہ حدیث نفس ہے یا زبانی بات ہی اسواسطے کہ نیت ایک کشش اور رغبت ہی جو دل مین پیدا ہوتی ہی تاکہ آدمی کو کام مین لگائے جیسا کوئی متقاضی الحاح کرے تاکہ بدن اوسکا کہا مانکر وہ کام کرنے لگے یہ بات اوسوقت پیدا ہوتی ہی کہ غرض ظاہر ہو اور غالب ہو جائے

جب تک متقاضی نہوگا تو زبانی نیت ایسی ہے جیسے کوئی پیٹ بھرا آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے کہ مین بھوکا ہون یا بے پروا آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے کہ فلانے آدمی کو دوست رکھون حالانکہ یہ محال ہے علی ہذا القیاس جو شخص شہوت کے مارے جماع کرے اور کہے کہ مین نے اولاد پیدا ہونے کے واسطے جماع کرنے کی نیت کی ہے یہ بیہودہ بات ہے اسیطرح جب شہوت پرستی کے باعث سے نکاح کرے اور کہے کہ مین نے ادائے سنت کے واسطے نکاح کیا ہے تو یہ بھی بیہودہ بات ہے بلکہ پہلے شرع کے ساتھ ایمان قوی ہونا چاہیے پھر اولاد پیدا ہونے کے واسطے نکاح کرنے کے ثواب کے باب مین جو حدیثین وارد ہین اون مین آدمی غور و تامل کرے تاکہ اوسکے دل مین اوس ثواب کا لالچ پیدا ہو اور اوس سے نکاح کرائے اوسوقت بغیر اسکے کہ وہ زبان سے کہے خود ادائے سنت کی نیت ہوگی اور جس شخص کو حرص فرمانبرداری سے آمادہ کرکے نماز کے واسطے قائم کیا تو تعمیل حکم الٰہی خود اوسکی نیت ہے اور زبان سے کہنا کہ مین نے نیت کی بے سود ہے جیسا کہ بھوکے آدمی کا یہ کہنا کہ بھوک کے واسطے مین نے روٹی کھانے کی نیت کی بیفائدہ ہے اسواسطے کہ وہ جب بھوکا ہے تو روٹی کھانا ناچار خود بھوک ہی کے واسطے ہے اور جہان حظ نفس پیدا ہو وہان نیت آخرت مشکل سے ہوتی ہے مگر یہ کہ آخرت فی الجملہ غالب پڑا ہو پس مقصود یہ ہے کہ اے عزیز تو جان لے کہ نیت وہ چیز ہے جو تیرے اختیار مین نہین کیونکہ نیت اوس خواہش سے عبارت ہے جو تجھے کام مین لگوے اور تیرا کام تیری قدرت سے ہوتا ہے اگر تو چاہے کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر تیری خواہش تیرے اختیار مین نہین کہ اگر تو چاہے خواہش کرے اگر نہ چاہے نہ خواہش کرے بلکہ خواہش کبھی پیدا ہوتی ہے کبھی نہین پیدا ہوتی ہے اور خواہش پیدا ہونے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ تجھے اس بات کا اعتقاد ہوجائے کہ تیری غرض اس جہان مین یا اوس جہان مین کسی کام سے متعلق ہے تاکہ اوسکا خواہان رہے اور جو شخص یہ بھید جانتا ہے بہت عبادتون سے دست بردار ہو جاتا ہے اسواسطے کہ اوسکی نیت حاضر نہین ہوتی ابن سیرین نے حضرت حسن بصری رحمہما اللہ تعالیٰ کے جنازے کی نماز نہ پڑہی اور کہا کہ میری نیت نہین ہے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگون نے کہا کہ آپ حماد ابن سلیمان کے جنازے کی نماز کیون نہین پڑھتے وہ تو علمائے کوفہ مین سے تھے فرمایا کہ اگر نیت ہوتی تو نماز پڑہتا حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے دعا کی خواہش کی تو انھون نے کہا کہ جب تک نیت پیدا ہو تب تک توقف کر لوگ جب اونسے روایت حدیث چاہتے تو ایسا ہوتا کہ روایت نکرتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ خود بخود روایت کرنے لگتے اور کہتے کہ مین نیت کا منتظر رہتا ہون ایک بزرگ نے کہا کہ مہینا بھر ہوا فلانے مریض کی عیادت کو جانیکے واسطے نیت درست کرنے پر آمادہ ہون اور ہنوز نیت درست نہین ہوتی غرضکہ آدمی پر جب تک حرص دنیا غالب رہتی ہے تب تک کسی عبادت مین اوسکی نیت درست نہین ہوتی بلکہ فرائض مین بھی مشکل سے درست ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جب آتش دوزخ کا اندیشہ نکرے اور اپنے تئین اوس سے نہ ڈرائے تب تک نیت نہین درست ہوتی جب کوئی شخص ان حقائق کو پہچانتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ فضائل کو چھوڑ کر مباحات مین مشغول ہوجاتا ہے کیونکہ مباحات مین نیت پاتا ہے مثلاً کوئی شخص قصاص مین نیت اور معاف کردینے مین نہ پائے تو اوسکے حق مین قصاص لینا افضل ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ نماز تہجد کی نیت نہ پائے اور سو رہنے مین نیت پائے کہ رہون تاکہ صبح کی نماز کے واسطے سویرے اوٹھون تو اوسکے حق مین سو رہنا افضل ہے بلکہ اگر عبادت سے ملول اور پریشان ہو اور جانے کہ اگر ساعت بھر اپنی جورو سے دل لگی کرے گا یا کسی سے باتین اور خوش طبعی کریگا تو فرحت و انبساط اوسکو حاصل ہوگا اور عبادت مین دل لگیگا تو اس نیت سے یہ دل لگی اور خوش طبعی اوس بیدلی کی عبادت سے اوسکے حق مین افضل ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے کہ کبھی کبھی اپنے تئین لہو و لعب سے آرام دیتا ہون تاکہ عبادت حق مین نشاط اور فرحت حاصل ہو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

فرماتی ہین کہ اگر ہمیشہ ایک کام مین تو جبرًا دل لگائیگا تو دل اندھا ہو جائیگا یہ امر ایسا ہی جیسے بیمار کو طبیب گوشت کھلاوی گو کہ اوس بیمار کو حرارت ہو اور گوشت کھلانے سے طبیب کی یہ غرض ہو کہ اس بیمار کی قوت اصلی پھر آ جاوے اور دوا کھانے کی طاقت پائی کوئی شخص ایسا ہوتا ہی کہ صف جنگ سی بھاگ جاتی تاکہ دشمن کی پشت مارے اور ناگاہ اوسپر حملہ کرے اوستادون نے ایسی بہت حیلے کیے ہین اور راہ دین بھی بالکل نفس اور شیطان کے ساتھ جنگ و مناظرہ ہی اور اسمین ترقی اور حیلے کی حاجتین ہین اور ترقی و حیلہ بزرگان دین کے نزدیک پسندیدہ بات ہی اگرچہ علماء ناقص کو اس بات کی راہ نہین معلوم **فصل** اے عزیز جب تو یہ جان چکا کہ جس باعث سی عمل ہوتا ہی اوسی نیت کہتی ہین تو اب یہ جان کہ کوئی شخص خوف دوزخ کے باعث سی عبادت کرتا ہی اور کوئی نعمت بہشت کی باعث سی جو شخص بہشت کی واسطی عبادت کرتے وہ پیٹ اور فرج کا بندہ ہی اسواسطی کوشش کرتا ہی کہ ایسی مقام مین جا پہونچے جہان اوسکے پیٹ اور فرج کی مراد حاصل ہو اور جو خوف دوزخ سی عبادت کرتا ہی وہ بدذات غلام کے مانند ہی کہ بی لاٹھی سے دہمکائی کام نہین کرتا ان دونون کو حق تعالی سے کچھ کام ہی نہین بلکہ خاص بندہ وہی ہے کہ جو کچھ کرے خدا ہی کے واسطے کرے نہ بہشت مین جانے کے واسطی کرے نہ دوزخ سے بچنے کے لیے اس بندہ کی مثل ایسی ہی جیسے جو کوئی اپنے معشوق کی طرف دیکھتا ہی وہ معشوق کی واسطی دیکھتا ہی اسواسطی نہین دیکھتا کہ معشوق اوسی سونا چاندی دی اور جو شخص سیم و زر کے واسطی دیکھتا ہی تو سیم و زر ہی اوسکا معشوق ہی پس جمال و جلال جناب الٰہی جسکا محبوب و معشوق نہین ہی اوس سے ایسی نیت نہو سکیگی اور جسے یہ نیت حاصل ہو گئی اوسکی عبادت بالکل خیال الٰہی مین تفکر اور اوسکے ساتھ مناجات ہوتی ہی اگر بدن سی عبادت کرتا ہی تو اسواسطے کرتا ہی کہ محبوب کی فرمانبرداری کو بھی دوست رکھتا ہی اور چاہتا ہی کہ بدن کو بھی ریاضت دی اور حتی المقدور درگاہ محبوب کی بندگی اور خادمی کی طرف کھینچے تاکہ اوس جمال بیمثال کی نظارہ سے اپنے دلکو باز نرکھے اور اگر گناہ سے دست بردار ہوتا ہی تو اسواسطی ہوتا ہی کہ مشاہدہ اور مناجات کی لذت مین شہوت پرستی خلل ڈالتی ہے اور آڑ ہوتی ہے حقیقت مین ایسا ہی بندہ عارف ہوتا ہی احمد ابن خضرویہ رحمہ اللہ تعالی نے حق سبحانہ تعالی کو خواب مین دیکھا کہ فرماتا ہی کہ سب لوگ مجھسے مانگتے ہین مگر ابو یزید مجھکو طلب کرتا ہی حضرت شبلی قدس سرہٗ کو لوگون نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ حق تعالی نے مجھپر عتاب کیا اسواسطے کہ ایکبار میری زبان سی نکل گیا تھا کہ بہشت فوت ہو جانے سے زیادہ اور کیا نقصان ہی حق تعالی نے فرمایا کہ یہ نہین بلکہ میرا دیدار فوت ہونی سی زیادہ اور کیا نقصان ہوگا انشاء اللہ تعالی اس دوستی اور لذت کی حقیقت اصل محبت مین بیان کیجائیگی دوسرا باب اخلاص اور اوسکی فضیلت اور حقیقت اور درجات کے بیان مین **فضیلت اخلاص** اے عزیز جان تو کہ حق تعالی فرماتا ہی وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ یعنی خلق مامور ہی کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرے اور فرمایا ہی أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلْخَالِصُ یعنی خالص دین خدا ہی کے واسطی ہی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی کہ اخلاص میری بھیدون مین سے ایک بھید ہی جس بندہ کو مین دوست رکھتا ہون اوسکے دل مین مین نے یہ بھید رکھا ہی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اے معاذ اخلاص کے ساتھ عمل کیا کرتا کہ تھوڑا ہی عمل تجھکو کافی ہو اور جو کچھ ریا کی مذمت مین ہم بیان کر چکے ہین وہ سب اخلاص کی تعریف ہی کیونکہ نظر خلق بھی اون سببون مین سے ایک سبب ہی جنکے باعث سی اخلاص جاتا رہتا ہی اور اسکے سوا اور سبب بھی ہین حضرت معروف کرخی

رحمہ اللہ تعالی اپنے تئین کوڑو سے مارتے اور کہتے یا نفس اخلصی تخلصی اپنے نفس اخلاص کر تو خلاصی پا حضرت ابوسلیمان رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ وہ شخص نیک بخت ہے
جسنے تمام عمر مین ایک قدم اخلاص سے چلا ہو کہ خدا کے سوا اور کچھ اوس مین نہ چاہا ہو ابو ایوب سجستانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ نیت مین
اخلاص اصل نیت سے زیادہ دشوار ہے کسی نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ
جو کچھ مین نے خدا کے واسطے کیا تھا اوسے نیکیون کے پلے مین دیکھا حتی کہ ایک انار کا دانہ جو راہ مین پڑا تھا اور مین نے اوٹھا لیا
تھا اور ایک بلی جو میرے گھر مین مری تھی اور ریشم کا ایک تار جو میری ٹوپی مین تھا اوسے برائیون کے پلے مین پایا اور مین نے ایک گدہا
سو دینار کو لیا تھا اوسے نیکیون کے پلے مین دیکھا مین نے کہا سبحان اللہ بلی تو حسنات کے پلے مین ہو اور گدہا نہو جواب ملا کہ
جہان تو نے بہیجا وہان پہونچا کیونکہ جب تو نے سنا تھا کہ گدہا مرگیا تو کہا تھا الی لعنۃ اللہ اگر فی سبیل اللہ کہتا تو گدہے کو حسنات کے
پلے مین پاتا اور ایکبار مین نے خدا کے واسطے صدقہ دیا اوس وقت لوگ دیکھ رہے تھے اونکا دیکھنا مجھے اچھا معلوم ہوا اوس صدقے
سے نہ مجھے نفع ہوا نہ ضرر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی نے یہ سنکر کہا کہ اوسنے بڑی دولت پائی کہ اوس صدقے نے اوسے ضرر نہ پہونچایا
ایک شخص نے کہا ہے کہ مین کشتی مین سوار جہاد کو جاتا تھا ہمارا ایک ساتھی توبڑہ بیچنے لگا مین نے اپنے جی مین کہا کہ مین مول لیکر کام مین لاؤن
فلانے شہر مین بیچ ڈالونگا تاکہ نفع ہو اوسی رات مین نے خواب مین دیکھا کہ دو شخص آسمان پر سے اوترے ایک نے کہا غازیون کے نام لکھ
اور یہ بہی لکھ فلانا تماشا دیکھنے آیا اور فلانا تجارت کو آیا اور فلانا ریا کی نیت سے آیا پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ لکھ لے کہ فلانا تجارت کو آیا ہے
مین نے کہا خدا خدا کرو میرا حال دیکھو کہ مین کوئی چیز نہین رکھتا سوداگری کو کیونکر آیا ہون مین خدا کے واسطے آیا ہون اوسنے کہا ای شیخ تو نے
وہ توبڑہ نفع کے واسطے نہین مول لیا اوسنے یہ جو کہا تو مین رونے لگا اور کہنے لگا کہ واللہ مین سوداگر نہین ہون دوسرے نے کہا کہ یون لکھ کہ
فلانا شخص جہاد کو آیا تھا اور راہ مین نفع حاصل کرنیکو ایک توبڑہ مول لیا تاکہ جیسا خدا کو منظور ہوگا اوسکی نسبت حکم فرمائیگا اسی واسطے
بزرگون نے کہا ہے کہ ایک ساعت کا اخلاص مین بندے کی نجات ہے مگر اخلاص عزیز الوجود ہے اور کہا ہے علم تخم ہے اور عمل زراعت اور اخلاص
پانی بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا لوگون نے اوس سے کہا کہ فلانی جگہ ایک درخت ہے لوگ اوسکی پرستش کرتے ہین اور خدا جانتے ہین
عابد غصے مین آیا اور ایک تبر اپنے کاندھے پر رکھکر چلا کہ اوس درخت کو کاٹ ڈالے راہ مین ایک بوڑھے آدمی کی صورت پر ابلیس ملا عابد سے
پوچھا تو کہان جاتا ہے کہا فلانا درخت کاٹنے جاتا ہون ابلیس نے کہا جا خدا کی عبادت مین مشغول ہو کہ وہ تیرے واسطے اس کام سے بہتر ہے عابد نے
کہا کہ مین ہرگز نہ پلٹ جاؤنگا یہی میری عبادت ہے ابلیس نے کہا کہ مین ہرگز تجھے نہ جانے دونگا اور عابد سے لڑنے لگا عابد نے ابلیس کو دے ملا
اور اوسکی چھاتی پر چڑہ بیٹھا تب ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے مین ایک بات کہتا ہون عابد نے اوسے چھوڑ دیا ابلیس بولا ای عابد خدا کے ہزارون
پیغمبر ہین اگر حق تعالی کو یہ درخت کٹوانا منظور ہوتا تو اون مین سے کسی پیغمبر کو حکم فرماتا اور تجھے بہی کچھ حکم نہین کیا ہے تو یہ کام نکر عابد نے کہا
کہ مین خواہ نخواہ درخت کاٹ ڈالونگا تب پھر ابلیس نے کہا کہ مین تجھے نہ جانے دونگا پھر پکڑ ہونے لگی عابد نے پھر دے مارا ابلیس نے
کہا کہ مجھے چھوڑ دے مین اور ایک بات تجھ سے کہونگا اگر یہ بات تجھے پسند نہ آوے تو جو تیرا جی چاہے وہ کرنا عابد نے اوسے چھوڑ دیا ابلیس بولا
ای عابد تو مرد درویش ہے لوگ تیری خدمتگزاری کرتے ہین اگر تیرے پاس کچھ اپنے خرچ کو ہو اور اور عابدون کو دیوے تو درخت کاٹنے

سے یہ تیرے حق مین بہتر ہے اسواسطے کہ اگر تو اوس درخت کو کاٹ ڈالیگا تو اوسکی پرستش کرنیوالون کا کچہ نقصان نہوگا وہ دوسرا درخت لگالینگے تو اس خیال سے باز آ مین ہر روز صبح کو تیرے تکیہ کے نیچے دو دینار رکہہ دیا کرونگا عابد اپنے دل مین سوچکر کہنے لگا کہ یہ سچ کہتا ہے ایک دینار مین صدقہ دیا کرونگا اور ایک دینار اپنے کام مین خرچ کیا کرونگا اس درخت کو کاٹنے سے یہ امر بہتر ہے اور مجھے خدا نے حکم بھی نہین کیا ہے اور مین کچہ پیغمبر بھی نہین ہون کہ یہ درخت کا کاٹنا مجھپر واجب ہو غرضکہ اسی خیال مین عابد اپنے گہر پہر آیا ایکدن دو دینار پائے اوٹھا لیے دوسرے دن بھی دو دینار ملے اپنے جی مین کہا خوب ہوا جو مین نے وہ درخت نہ کاٹا تیسرے دن کچہ نہ پایا پہر غصے مین آکر تبر اوٹھایا اور چل نکلا ابلیس پہر سامنے آیا پوچھنے لگا کہان کا ارادہ ہے کہا وہی درخت کاٹنے جاتا ہون ابلیس بولا تو جھوٹا ہے قسم خدا کی تو وہ درخت ہرگز نہ کاٹ سکیگا پہر پکڑ ہونے لگی ابلیس نے عابد کو دے مارا چنانچہ ابلیس کے ہاتھ مین عابد بیچارہ ایسا تھا جیسے باز کے پنجے مین چڑیا ابلیس نے کہا کہ پہر جا ورنہ بکری کی طرح ابھی تجھے حلال کر ڈالونگا عابد نے کہا کہ اچھا مجھے چھوڑ دے مین پلٹ جاؤن لیکن اتنا تو بتا کہ پہلے دو بار مین کیون غالب آیا اور اب کی مرتبہ تو کیون غالب ہوا ابلیس نے کہا کہ پہلے دو مرتبہ خدا کے واسطے تو غصے مین آیا تھا خدا نے مجھے تیرا مغلوب کر دیا اسواسطے کہ جو شخص خالصاً للہ کچہ کام کرتا ہے مجھے اوسپر غلبہ نہین ہوتا اور اب کی مرتبہ اپنے اور خدا کے واسطے تو غصے مین آیا اور جو شخص اپنی ہوا و ہوس کا تابع ہوتا ہے وہ مجہہ سے سر بر نہین ہوتا

حقیقت اخلاص اے عزیز جانتو کہ جب تو پہچان چکا کہ نیت باعث عمل اور متقاضی عمل ہے تو اگر وہ ایک متقاضی ہے تو اوسے خالص کہتے ہین اور اگر دو متقاضی ہین تو اوس مین شرکت ہوگئی اوسے خالص نہین کہتے شرکت کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کے واسطے روزہ رکھے مگر کھانے سے پرہیز کرنا بھی اوسے اسواسطے مقصود ہو کہ تندرست رہے یا گھر کا خرچ کم ہو جائے یا وہ کھانے پکانے کی محنت سے بچے یا اور کوئی کام ہے کہ اوس مین مشغول ہو یا یہ کہ جاگتا رہے اور کچہ کام کر سکے یا غلام آزاد کرے تاکہ اوسکے خرچ اور اوسکی بدخوئی سے بچے یا حج کے واسطے جائے تاکہ تبدیل آب و ہوا سے قوت اور تندرستی حاصل ہو یا شہرون کی سیر کرے اور تماشا دیکھے یا زن و فرزند سے اور اونکے نان و نفقہ کی فکر سے چندے آرام پائے یا کسی دشمن کے رنج سے چھوٹ جائے یا رات کو نماز پڑھتا ہے تاکہ نیند نہ آئے اور اپنا مال بچائے یا علم سیکھے تاکہ اوسکے واسطے روزی حاصل کر سکے یا مال و متاع اور اراضی و باغات کا انتظام رکھ سکے یا لوگون کی نظرون مین معزز و ممتاز رہے یا حلقہ درس کرے تاکہ چپ رہنے کے رنج سے چھوٹے اور دلگیر نہو یا مصحف لکھے تاکہ اوسکا خط صاف اور پختہ ہو جائے یا پیادہ حج کرے تاکہ کرایہ کا فائدہ ہو یا وضو کرے تاکہ ٹھنڈا اور پاکیزہ رہے یا غسل کرے تاکہ بدن مین بدبو نہ آئے یا مسجد مین اعتکاف کرے تاکہ گھر کا کرایہ نہ دینا پڑے یا کسی سائل کو خیرات دے تاکہ اوسکی خوشامد اور الحاح سے چھوٹے یا کسی فقیر کو اسواسطے کچہ دے کہ اوسے ناکام پہیر دینے سے شرم آتی ہے یا کسی بیمار کو دیکھنے جائے تاکہ جب خود بیمار ہو تو اور لوگ اسکی عیادت کو آئین یا اسے ملامت و عتاب نکرین اور دامنگیر نہون یا اور کوئی نیک کام کرے تا کہ صالح اور نیکوکار مشہور ہو یہ سب باتین خود ریا ہین اور ریا کا حکم ہم بیان کر چکے ہین اور یہ سب خیالات تھوڑے ہون خواہ بہت اخلاص کو باطل کر دیتے ہین بلکہ عمل خالص وہی ہے جسمین اپنی ذات کا کچہ فائدہ اور حصہ نہو بلکہ وہ کام فقط خدا ہی کے واسطے ہو جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اخلاص کیا چیز ہے فرمایا اخلاص یہ ہے کہ اَنْ تَقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ یعنی تو یہ کہے کہ میرا پروردگار خدا ہے پہر راہ راست اختیار کر جیسا تجھے حکم کیا ہے آدمی جب تک صفات بشری سے

نہ چھوڑیگا تب تک یہ امر اوسپر سخت دشوار ہوگا اسواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ اخلاص سے زیادہ کوئی چیز سخت اور دشوار نہین ہے اگر تمام عمر مین ایک کام بھی اخلاص کے ساتھہ ٹھیک ٹھیک ہو تو بھی نجات کی امید ہے فی الحقیقت بشریت کی صفتون اور غرضون سے ایک کام کو خالص اور صاف نکالنا ایسا مشکل ہے جیسے گوبر اور خون مین سے دودھ کو نکالنا جیسا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ پس اسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمی کا دل دنیا سے ٹوٹ جائے تاکہ محبت الٰہی غالب ہو جاوے اور آدمی عاشق کے مثل ہو جاوے کہ جو کچھ خواہش کرے اپنے معشوق ہی کے واسطے کرے ایسا آدمی اگر کھانا کھاتا ہے یا پاخانہ پھرنے جاتا ہے تو ممکن ہے کہ اسمین بھی اخلاص کی نیت کر سکے اور جس شخص پر محبت دنیا غالب ہوتی ہے نماز روزہ مین بھی اوسے اخلاص ہونا دشوار ہے اسواسطے کہ آدمی کے اعمال دل کی صفت لیتے ہین اور جدھر دل راغب ہوتا ہے اوسی طرف میل کرتے ہین جس شخص پر محبت جاہ غالب ہوتی ہے اوسکے سب کام خلق کو دکھانے کے واسطے ہوتے ہین حتی کہ صبح کو منہ دھونا اور کپڑے پہننا بھی خلق کے دکھانیکو ہوا کرتا ہے اور مجلس اور درس اور روایت حدیث اور جو کام خلق سے علاقہ رکھتے ہین اونسے زیادہ کسی کام مین اخلاص مشکل نہین اسواسطے اکثر ایسے کامون کا باعث فقط خواہش قبول خلق ہوا کرتی ہے یا طلب تقرب خدا کے ساتھہ ملی ہوتی ہے اس صورت مین قبول خلق کا قصد یا تقرب خدا کے قصد کے برابر ہوگا یا اوس سے زیادہ یا کم یعنی آمیزش ضرور ہوگی اور نیت کو قصد قبول خلق سے پاک کرنا اکثر علما سے بھی نہین ہو سکتا مگر بعضے احمق اپنے تئین مخلص سمجھتے ہین دھوکا کھاتے ہین اپنا عیب نہین سمجھتے بلکہ بہت زیرک لوگ اس باب مین عاجز اور حیران ہین ایک بزرگ نے کہا ہے کہ تیس برس کی نماز جو پہلی صف مین مین نے پڑہی تھی مین نے قضا کی اسواسطے کہ ایکدن مین دیر کو آیا اخیر صف مین جگہ ملی تو مین نے اپنے دل مین لوگون سے خجلت پائی کہ کہینگے دیر کو آیا تب مجھے معلوم ہوا کہ تمام خوشی اسی بات سے تھی کہ لوگ مجھے پہلی صف مین دیکھین پس اخلاص ایسی صفت ہے جسکا جاننا دشوار ہے اور اوسکا کرنا اور بھی دشوار ہے اور جو عمل مشترک اور بے اخلاص ہو وہ قبول نہین ہوتا

فصل بزرگون نے کہا ہے کہ عالم کی دو رکعت نماز جاہل کی سال بھر کی عبادت سے افضل ہے اسواسطے کہ جاہل اپنے عمل کی آفتون کو نہین سمجھتا اور اغراض سے عمل کی آمیزش کو نہین جانتا اور سب اعمال خالص ہی سمجھتا ہے اسواسطے کہ عبادت کا کھوٹاپن زر کے کھوٹے پن کا سا ہے کہ کبھی صراف بھی زر پرکھنے مین خطا کرتا ہے مگر جو صراف کامل ہو وہ لیتا اوسے پرکھ سکتا ہے اور سب جاہل بھی جانتے ہین کہ سونا وہی ہے جو زرد زرد سونے کی صورت ہو اور عبادت کا کھوٹاپن جسکے سبب سے اخلاص جاتا رہتا ہے اوسکے چار درجے ہین بعضے انمین سے بہت پوشیدہ ہوتے ہین ان درجون کو ہم ریا کی صورت پر فرض کرتے ہین تاکہ انکا حال معلوم ہو پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ نماز پڑہتا ہے اور لوگ آ جائین شیطان اوس سے کہے کہ اچھی طرح نماز پڑہ تاکہ یہ لوگ ملامت نکرین یہ تو خود ظاہر ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ یہ نمازی اس فریب شیطانی کو پہچانکر اس سے حذر کرے شیطان اسطرح دھوکا دے کہ تو اچھی طرح نماز ادا کر تاکہ یہ لوگ تیری اقتدا کرین اور تجھے انکی اقتدا کا ثواب حاصل ہو تو ممکن ہے کہ نمازی یہ فریب کھا جاوے اور اتنا نہ سمجھے کہ ثواب اقتدا اوسوقت حاصل ہوتا ہے کہ اوسکے خشوع کا نور اورون مین سرایت کرے اور جب وہ خاشع نہو اور مقتدی لوگ اوسے خاشع جانین تو اوسکو عذاب ہوگا اور وہ نفاق کے سبب سے ماخوذ ہوگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ خلوت مین بے ربط نماز پڑھنے کے برخلاف نماز پڑھنا نفاق ہے اور خلوت مین اچھی طرح نماز پڑہنے کی کوشش کرے تا لوگون کے سامنے بھی اوسیطرح پڑہ سکے یہ درجہ بہت پوشیدہ ہے اور ریا بھی ہے مگر یہ

رودریا اپنی ہی ساتھ کرتا ہی کیونکہ اپنی سے شرم رکھتا ہی کہ تنہائی مین جماعت کے برخلاف نماز پڑہے تو جماعت مین اچھی طرح نماز پڑھنے
کی واسطے تنہائی مین بھی اچھی طرح پڑہتا ہی اور سمجھتا ہی کہ برملا ریاکرنے سے چھوٹا اور درحقیقت تنہائی مین بھی خود ریاکار ہوتا ہی چوتھا
درجہ یہ درجہ بہت ہی پوشیدہ ہی کہ وہ جانتا ہو کہ خلوت اور جلوت مین خلق کے واسطی خشوع کرنا کچھ کام نہین آتا اور شیطان اوس
سے کہے کہ تو حق تعالی کی عظمت کا خیال کر تو نہین جانتا کہ کسکے سامنے حاضر ہی حتی کہ وہ شخص یہ خیال کرکے خاشع ہو جانے
اور لوگون کی نظرون مین آراستہ ہو جانے اگر خلوت مین ایسا خطرہ اوسکے دل مین نہین آتا تو لوگون کے سامنے ایسا خطرہ آنے کا سبب
ریا ہی آدمی جب اوسوقت کی عظمت کو یاد کرتا ہی جسوقت خلق کچھ کام نہ آئیگی تو یہ خطرہ جاتا رہتا ہی بلکہ چاہیے کہ سب آدمیون اور
چارپایون کی نظر اسکے نزدیک برابر ہو جائے جب تک کچھ بھی فرق پائیگا تب تک ریا سے خالی نہین اور یہ مثالین جو ریا مین ہمنے بیان کین
اسیطرح کے بہتیرے دہوکے اون غرضون مین بھی ہوتے ہین جو اوپر مذکور ہوتین اور جو شخص یہ باریکیان نہ پہچانیگا عبادت کا اجر نہ پائیگا
مفت اپنی جان گنواتا ہی جو کچھ کرتا ہی وہ ضائع ہو جاتا ہی یہ جو حق تعالی نے فرمایا ہی وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ یہ ایسے
ہی آدمی کی حق مین ہی **فصل** العزیز جانتو کہ جب نیت مین آمیزش ہو گئی تو اگر ریا اور کوئی غرض نیت عبادت پر غالب ہی تو یہ امر عقوبت کا سبب ہوگا اور اگر برابر ہی
تو نہ عذاب کا سبب ہوگا نہ ثواب کا اور اگر ریا کی نیت ضعیف ہی تو چاہیے کہ عمل ثواب سے خالی نہو گو کہ احادیث سے یون معلوم ہوتا ہی کہ جب نیت
مین شرکت ہو اور خلوص نہ رہے تو خدا کا حکم ہوگا کہ جا کر اوس سے اجر مانگ لے جسکے واسطے تونے یہ عمل کیا تھا مگر ہمارے نزدیک اس سے ظاہر وہ
عمل مراد ہی جسمین دونون قصد برابر ہون اوسمین اجر نہ ملیگا بندہ جب اوس عمل کا اجر مانگیگا تو ارشاد ہوگا کہ جسکے واسطے تونے یہ عمل کیا تھا اوسی سے
اجر مانگ اور جہان حدیث دلیل عذاب ہی وہان یہ مراد ہی کہ عمل مین بالکل ریا مقصود ہو یا ریا غالب ہو لیکن اگر باعث اصلی قصد تقرب ہو اور ریا
وغیرہ کی نیت ضعیف ہو تو چاہیے کہ ثواب ملے اگرچہ اوسقدر ثواب نہ ملے جسقدر نیت خالص سے ملتا ہی مگر دو دلیلون سے ہم اختیار کرتے ہین ایک کہ
ہمین برہان سے معلوم ہوا ہی کہ شایستگی حضرت الٰہی سے دل کا دور رہنا ہی عقوبت کے معنی ہین اور یہ دوری آتش حجاب مین جلنے کا سبب ہوتی
ہی اور تقرب الٰہی کا قصد تخم سعادت ہی اور دنیا کا قصد موجب شقاوت ہی جب اسنے ان دونون قصدون کی مدد کی تو گویا انہین قبول کرلیا
ایک قصد درگاہ الٰہی سے اسکی دوری کا سبب ہی دوسرا اسکی قربت کا موجب ہوتا ہی جب دونون قصد برابر ہون تو ایک قصد اسے بالشت بھر
دور کردیتا ہی اور دوسرا قصد بالشت بھر نزدیک کردیتا ہی اس صورت مین یہ جہان تھا وہین پھر آگیا اور اگر آدھی بالشت نزدیکی حاصل ہوئی
تو کچھ دوری رہجائیگی اور آدھی بالشت دوری حاصل ہوئی تو کچھ نزدیکی باقی رہیگی جیسے کوئی بیمار گرم دوا کھا کر اوسیقدر سرد دوا کھالے
تو دونون ملکر برابر ہو جائینگی اور اگر سرد دوا کم کھائیگا تو کچھ حرارت بڑہجائیگی اور اگر سرد دوا زیادہ کھائیگا تو حرارت کچھ کم ہو جائیگی
دل کی روشنی اور تاریکی مین گناہ اور طاعت کا اثر ایسا ہی ہی جیسے بدن کے مزاج مین دواؤن کا اثر گناہ اور طاعت ایک ذرہ بھی ضائع ہو نگے
عدل کی ترازو مین کمی بیشی کھل جائیگی آیۂ کریمہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ کے یہی معنی ہین
مگر احتیاط کرنا ہوشیاری کی بات ہی کہ شاید قصد غرض قوی ہو اور آدمی اوسے ضعیف سمجھے اور عمل کی سلامتی اسی مین ہی کہ غرض نفسانی کا دخل ہی
نہو لیکن اسکے دوسری دلیل یہ ہے کہ بالاجماع یہ بات ثابت ہی کہ اگر کوئی شخص راہ حج مین قصد تجارت بھی کرے تو اوسکا حج ضائع نہوگا اگرچہ

اوسکا ثواب مخلص کے ثواب کے برابر نہوگا مگر چونکہ اوسکا اصلی قصد حج ہے اور ارادہ تجارت اوسکا تابع ہے تو اسکا ثواب بالکل حبط نہوگا مگر ناقص ہوجائیگا
اور اگر کوئی شخص خدا کے واسطے جہاد کیا چاہتا ہے اور دو طرف جہاد کو جا سکتا ہے ایک طرف کفار مالدار ہین وہان مال غنیمت بہت ملیگا دوسری طرف
کافر محتاج ہین اور وہ مجاہد کفار مالدار کی طرف جائے تو اوسکے جہاد کا تمام ثواب نہ حبط ہوگا اسواسطے کہ غنیمت پانے اور نہ پانے مین
آدمی فرق کرتا ہے ممکن ہی نہین کہ اس فرق کو اپنے باطن مین آدمی نہ پائے اور اگر معاذ اللہ مال غنیمت شرط جہاد ہو تو ثواب پانے مین
اندیشہ ہے اسواسطے کہ ایسی شرط سے کوئی عمل درست نہین ہوتا خصوصًا مجالس درس تصنیف اور جو اعمال خلائق سے علاقہ رکھتے ہین
کیونکہ جب تک آدمی کو دفعۃً خودی سے خدا نہ نکالے تب تک ایسے خیال خالی نہین ہوتا مثلًا اوسکی تصنیف کو دوسرے کی طرف انتسا(ب)
کرین اور اوسکے کلام کو اور کی جانب نسبت کرین اور وہ اس بات سے آگاہ ہوجائے تو اگرچہ یہ آگاہی اوسے بُری معلوم ہو لیکن اگر
خودی اور نفسانیت اوس مین باقی ہوگی تو اوسے اسکا خیال ہوگا اور دوسری کی طرف اضافت اور نسبت کرنے
ملال ہوگا **تیسرا باب صدق کے بیان مین** اے عزیز جانتو کہ صدق اخلاص کے قریب قریب ہے اور صدق کا بڑا درجہ ہے جو شخص
کمال صدق کو پہونچتا ہے اوسے صدیق کہتے ہین حق تعالی نے قرآن شریف مین اسکی تعریف کی اور فرمایا رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا
اللهَ عَلَيْهِ اور فرمایا لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آدمی کا
کمال کس بات مین ہے فرمایا راستی قول اور صدق عمل مین پس صدق کے معنی پہچاننا آدمی کو ضرور ہے صدق راستی کو کہتے ہین یہ راستی چھ
چیزون مین ہوتی ہے جو کوئی اون چھ چیزون مین کمال کو پہونچ جائے وہ صدیق ہے پہلا صدق زبان مین ہے کہ آدمی کچھ جھوٹ نہ بولے
گذشتہ کی خبر دینے مین نہ فی الحال کی بات کہنے مین نہ آیندہ کے واسطے وعدہ کرنے مین اسواسطے کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہین کہ زبان سے
دل صفت حاصل کرتا ہے ٹیڑھی بات کہنے سے کج ہوجاتا ہے اور سچی بات کہنے سے راست ہوتا ہے دو چیزون کے سبب سے صدق کامل
ہوتا ہے ایک یہ کہ معاریض بھی نہ کہے یعنی کنایۃً ایسی مجمل بات نہ کہے کہ وہ فی الواقع تو سچ ہو لیکن دوسرا شخص اوس سے اور کچھ سمجھے اگر ایسا محل ہے
جہان سچ بولنا مصلحت نہین مثلًا جورو خاوند کی لڑائی یا مسلمانون کے درمیان صلح کرانے مین جھوٹ بولنے کی اجازت ہے مگر
کمال صدق یہ ہے کہ ایسے محل پر بھی جہانتک ہوسکے تعریض کرے اور صراحۃً جھوٹ نہ بولے یعنی ایسی بات کہے جو فی الواقع سچ ہو مگر دوسرا
(ث)انی اوسکا مطلب اپنے موافق بر غلط سمجھ لے اور اگر سچا آدمی ہے اور صریح جھوٹ کہیگا تو اگر خدا کے واسطے مصلحت خلق کے
خیال سے کہیگا تو درجہ صدق سے نہ گریگا دوسرا کمال یہ ہے کہ حق تعالی سے مناجات کرنے مین سچا ہے جب وَجَّهْتُ وَجْهِيَ کہے
اور اوسکا دل دنیا کی طرف متوجہ ہو تو وہ جھوٹ بولا خدا کی طرف نہین متوجہ ہوا اور جب کہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی مین تیرا بندہ ہون اور
تیری بندگی کرتا ہون اور اوسوقت دنیا مین یا خواہشون مین پھنسا ہوا اور خواہشین اوسکی زیردست نہون بلکہ وہ خود خواہشون
کا زیردست ہو تو اوسنے یہ جھوٹ کہا اسواسطے کہ وہ اوسی چیز کا بندہ ہے جسکی قید مین پھنسا ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الدِّينَارِ آپ نے آدمی کو درم و دینار کا بندہ فرمایا بلکہ آدمی جب تک تمام دنیا سے آزاد نہو جائے
تب تک حق تعالی کا بندہ نہین ہوتا اور دنیا سے آزادی کا کمال یہ ہے کہ آدمی جسطرح خلق سے آزاد ہوا اوسیطرح آپ سے بھی آزاد ہوجائے

اور خودی باقی ہی نہ ہو حتی کہ اوسی کچھ ارادہ ہی نہ ہی بلکہ خدا کے سوا اور کسی چیز کی خواہش ہی نہ کرے اور حق تعالی جو کچھ اوسکے ساتھ کرے اوسپر
راضی ہو بندگی مین کمال صدق یہی ہو جسے یہ درجہ نہین حاصل ہو اوسے صدیق نہین کہتے بلکہ وہ صادق بھی نہین ہوتا دوسرا صدق
نیت مین ہوتا ہو کہ جس کام کے سبب سے آدمی تقرب خدا طلب کرے اوس مین خدا کے سوا اور کچھ مقصود نہو اوسکے ساتھ اور کسی چیز
کو شریک نہ کرے یہ اخلاص ہے اخلاص کو بھی صدق کہتے ہین اسواسطے کہ اوسکے دل مین تقرب الٰہی کے سوا جب اور کچھ خیال بھی ہوگا تو
جو عبادت وہ کرتا ہے اوس مین کاذب ہی تیسرا صدق عزم مین ہوتا ہے کوئی شخص عزم کرے کہ اگر مین حکومت پاؤنگا تو عدل کرونگا اگر
مال پاؤنگا تو سب صدقہ مین دونگا اور اگر دوسرا شخص پیدا ہوگا جو حکومت یا مجلس وتدریس مین مجھسے اولی ہوگا اوسی حوالے کر دونگا یہ عزم
کبھی تو قوی اور بالجزم ہوتا ہے اور کبھی اوس مین ضعف اور تردد ہوتا ہے وہ جو قوی اور بی تردد ہوتا ہے اوسے صدق عزم کہتے ہین جیسا کہتے ہین یہ شخص
کاذب ہے یعنی بے اصل ہے اور یہ صادق ہے یعنی قوی ہے اور صدیق وہ شخص ہے جو اپنے دل مین عزم خیرات کو ہمیشہ نہایت قوی پائے
جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا تھا کہ لوگ اگر مجھے لیجا کر میری گردن مارین تو اس بات کو مین اس امر سے زیادہ دوست
رکھتا ہون کہ جس قوم مین حضرت ابوبکر صدیق موجود ہون اوسکا مین امیر ہون جناب فاروق نے یہ اسواسطے کہا کہ اپنے قتل پر صبر کرنیکا
عزم قوی اپنے دل مین پایا اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر اوسے اوسکے اور حضرت ابوبکر صدیق کے قتل کا اختیار دین تو وہ اپنی زندگی کو
دوست رکھے تو اس شخص مین اور حضرت عمر فاروق مین جنہون نے حضرت ابوبکر صدیق پر امیری اور حکومت کرنے سے زیادہ اپنے
قتل کو دوست رکھا کتنا فرق ہوگا چوتھا صدق عزم پورا کرنے مین ہوتا ہے کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ یہ قصد قوی ہو کہ جنگ مین جان قربان کرونگا اور جب کوئی پیشوا پیدا ہوگا
تو حکومت اوسی حوالے کر دونگا مگر جس وقت آپہونچتا ہے تو ایفائے عزم مین نفس تندہی نہین کرتا اسیواسطے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے رِجَالٌ صَدَقُوْا
مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ یعنی اون لوگون نے اپنے عزم کو وفا کیا اور اپنی جان کو فدا کیا اور جن لوگون نے مال خرچ کرنیکا عزم کرکے وفا
نہ کیا اونکے حق مین حق تعالی نے یون ارشاد فرمایا وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتَانَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ
وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ تک یعنی ان لوگون کے حق مین فرمایا کہ وعدے کے جھوٹے ہین پانچوان صدق یہ ہے کہ آدمی کا باطن جس صفت سے
موصوف ہو وہی اوسکے عمل مین ظاہر ہو مثلاً آدمی کے باطن مین وقار نہو اور ظاہر مین آہستہ آہستہ چلے تو وہ صادق نہین ظاہر و باطن
کو یکسان اور ٹھیک رکھنے سے یہ صدق حاصل ہوتا ہے یہ بات اوسی مین ہوتی ہے جسکا باطن ظاہر سے بہتر ہو یا ظاہر کے مثل ہو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا میرے ظاہر کو بہتر کر دے اور میرے باطن کو ظاہر سے بھی زیادہ نیک کر دے جو شخص اس صفت پر نہو اور کہے کہ میرا
ظاہر باطن پر دلالت کرتا ہے وہ اس قول مین جھوٹا ہے اور درجہ صدق سے وہ گرا ہوا ہے گو کہ اوسے ریا مقصود نہو چھٹا صدق یہ ہے کہ آدمی مقامات
دین کی حقیقتین اپنے دل سے طلب کرے فقط اونکے اوائل اور ظواہر پر قناعت نہ کرے مثلاً زہد توکل خوف رجا رضا شوق کہ ہر
مسلمان کو یہ حال تھوڑے تھوڑے ہوتے ہین مگر ضعیف اور جو مسلمان ان احوال پر قوی اور مضبوط ہوگیا وہ صادق ہے جیسا حق تعالے نے
ارشاد فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ پس حق تعالی نے اوسکو صادق فرمایا ہے جسکا ایمان کامل ہو اوسکی مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی چیز سے

ڈرتا ہی تو اوسکی علامت یہ ہی کہ وہ کانپے اور اوسکا چہرہ زرد ہو گیا تا بینا نہ کھا پی سکے بیقرار رہی اگر حق تعالی سے کوئی اسطرح ڈرے
تو کہدینگے کہ اسکا ڈر سچا ہے اور اگر کہے کہ مین گناہ سے ڈرتا ہوں اور گناہ سے باز نرہی تو اوسے کہتے ہین کہ جھوٹا ہی اسیطرح سب مقامات
مین بڑا فرق ہی پس جو شخص ان چیزون سے سب مقامات مین صادق ہو تب اوسکا صدق کامل ہوتا ہی اور اوسی صدیق کہتے ہین اور جو شخص بعض
ہی مین صادق ہو اوسے صدیق نہین کہتے مگر جسقدر اوسکا صدق ہے اوسیقدر اوسکا درجہ ہے واللہ اعلم بالصواب +

چھٹی اصل محاسبہ اور مراقبہ کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا یعنی قیامت کے دن ہم ترازوین کھڑی کرینگے اور کسی پر ظلم نکرینگے جسنے ایک رائی کے برابر بھی نیکی بدی کی ہو گی اوسے ترازو مین تولینگے اور خلائق کا حساب کرنیکو ہم کافی ہین جب یہ وعدہ کیا تو لوگون کو حکم فرمایا وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ یعنی اس جہان مین اپنے حساب کو دیکھتے رہین اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ وہ شخص عاقل ہی جو چار ساعتین رکھتا ہو ایک ساعت مین اپنا حساب ایک مین خدا سے مناجات ایک مین تدبیر معاش کیا کرے ایک مین اون چیزون سے آرام لیا کرے جو دنیا مین اوسکے واسطے مباح ہین امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا یعنی تم خود اپنا حساب کیا کرو قبل ازین کہ تمہارا حساب کیا جاوے اور حق سبحانہ تعالی نے ارشاد کیا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا الآیہ صابروا کے یہ معنی ہین کہ تم صبر کرو اور اپنے نفس اور اپنی خواہش کے ساتھ خوب جہاد کرو تاکہ اچھے اور بہتر ہو جاؤ اور رابطوا کے یہ معنی ہین کہ اس جہاد مین ثابت قدم رہو پس اہل بصیرت اور بزرگان دین سمجھے کہ اس جہان مین سوداگری کو آئے ہین اور نفس کے ساتھ انکا معاملہ ہی اس معاملے کا نفع اور نقصان بہشت و دوزخ ہی بلکہ سعادت و شقاوت ابدی ہی تو ان حضرات نے اپنے نفس کو شریک تجارت ٹھہرایا اور جسطرح شریک سے پہلے شرط کرتے ہین پھر اوسکی باتون سے خبردار رہتے ہین پھر اوس سے حساب کرتے ہین اور اگر اوس نے خیانت کی ہو تو اوسپر عقوبت اور عتاب کرتے ہین اوسیطرح ان حضرات نے بھی اپنے نفس کے ساتھ چھ مقام مقرر کیے مشارطہ مراقبہ محاسبہ معاقبہ مجاہدہ معاتبہ پہلا مقام مشارطہ ہی اے عزیز جانتو کہ جس شریک کو مال دیتے ہین وہ نفع حاصل ہونے مین مددگار ہی مگر شاید رغبت خیانت سے دشمن ہو جائے اور جسطرح شریک سے پہلے شرط کر لینا چاہیے پھر اوسکی باتون سے ہمیشہ خبردار رہنا چاہیے پھر حساب لینے مین مبالغہ کرنا چاہیے اسیطرح نفس کے ساتھ بھی یہ معاملات کرنا ضرور ہی اسواسطے کہ ان معاملات کا نفع ابد تک باقی رہیگا اور معاملات دنیوی کا نفع چند روزہ ہی اور جو چیز باقی نرہے وہ عقلمند کے نزدیک بے حقیقت ہوتی ہی بلکہ عقلمندون نے کہا ہی کہ جو شر باقی رہے وہ اوس خیر سے بہتر ہی جو نہ باقی رہے اور چونکہ انفاس عمر مین سے ہر ایک نفس ایک گوہر نفیس ہے کہ اوس گوہر کے سبب سے ایک خزانہ پس انداز کر سکتے ہین تو اس گوہر مین جد و کد اور حساب کتاب کرنا اولی ہے پس عقلمند وہی ہی جو فجر کی نماز کے بعد ساعت بھر اس کام مین دل لگاوے اور اپنے نفس سے کہے کہ عمر کے سوا تیرے پاس اور کوئی پونجی نہین اور جو دم گذر گیا اوسکا بدلا نہین اسواسطے کہ انفاس خدا کے علم مین معدود اور مقرر ہین ہرگز زیادہ نہونگے اور جب عمر گذر گئی تو تجارت کرنا محال ہی جو کام کرنا ہی ابھی کر لے کہ عرصہ زندگی تنگ ہی اور آخرت جو زمانہ وسیع ہی وہان کچھ کام نہین حق تعالی نے آج نئے سر سے زندگی عنایت فرمائی اگر رات کو سوتے مین مر جاتا تو یہی آرزو رہتی

کہ کاش ایک ہی دن کی مہلت ملتی کہ کچھ تو اپنا کام درست کرلیتا اب اے عزیز نعمت دی ہی یعنی زندگی عنایت کی ہی ای نفس کہان اس سرمایۂ زندگی کو غنیمت جان خدا نکرے کہ کل کو ایسا نہو کہ کل کی مہلت نہ ملے اور حسرت ہی حسرت رہے آج یہی سمجھ لے کہ تو نے مرکر ایک ہی دن کی مہلت مانگی اور حق تعالی نے مہلت دی اس سے بڑھکر اور کیا نقصان ہوگا کہ تو تضیع اوقات کرے اور سعادت حاصل کرنے سے محروم رہے حدیث شریف مین ہی کہ فردا قیامت کو ہر روز و شب کے چوبیس[۲۴] ساعت کے بدلے ہین انکے عوض چوبیس[۲۴] خزانے بندے کے سامنے رکھکر ایک خزانے کا دروازہ کھولینگے بندے نے اوس ساعت مین جو نیکیان کی ہین اونکے سبب سے اوس خزانے کو پر نور دیکھے گا اس سبب سے اسقدر خوشی اور راحت نشاط اور فرحت اوسکے دل کو حاصل ہوگی کہ اگر اوس مین سے دوزخیون کو بانٹ دین تو وہ آتش دوزخ سے بیخبر ہو جائین وہ خوشی اس سبب سے حاصل ہوگی کہ بندہ جانیگا کہ یہ انوار خدا کے نزدیک اوسکی قبولیت کا وسیلہ ہونگے پھر دوسرے خزانے کا دروازہ کھولینگے وہ سیاہ اور تاریک ہوگا اوس مین سے ایسی بدبو آتی ہوگی کہ سب لوگ ناک بند کرلینگے وہ خزانہ ساعت معصیت ہے اوسے دیکھکر ایسی ہیبت و خجالت اوسکے دل مین پیدا ہوگی کہ اگر جنتیون پر تقسیم کیجائے تو سب کو بہشت تلخ ہو جائے ایک خزانے کا اور دروازہ کھولینگے وہ خالی ہوگا نہ اوس مین نور ہوگا نہ ظلمت یہ خزانہ وہ ساعت ہی جس مین بندے نے نہ کچھ گناہ کیا ہی نہ عبادت اوسوقت بندے کے دل مین ایسی حسرت و پشیمانی پیدا ہوگی کہ جیسے کوئی شخص بڑی مملکت اور بے انتہا خزانے پر قادر ہو اور اوسکی قدر نہ جانے حتی کہ وہ ضائع ہو جائے تمام عمر کی ایک ایک ساعت اسیطرح بندے کے سامنے پیش کرینگے تو آدمی کو کہنا چاہیے کہ ای نفس حق تعالی نے ایسے چوبیس[۲۴] خزانے تیرے سامنے رکھے ہین خبردار کسیکو خالی نہ چھوڑنا اسواسطے کہ تو اوسکی حسرت کی تاب نہ لائیگا العزیز بزرگون نے کہا ہی کہ تو فرض کر کہ حق تعالی تجھے بخشدیگا لیکن صالحون کا ثواب اور درجہ تو تجھے نہ ملیگا اور تو اس نقصان کے رنج مین رہیگا پس چاہیے کہ اپنے سب اعضا کو اوسکے سپرد کرکے کہے کہ خبردار زبان کو بچائے رکھنا آنکھ کو نگاہ رکھنا اسیطرح ہفت اندام کے بارے مین تاکید کرے کہ انکی حفاظت کر اسواسطے کہ یہ جو کہا ہی کہ دوزخ کے سات دروازے ہین وہ دروازے بھی تیرے اعضا ہین کہ ہر ایک عضو کے گناہ کی پاداش مین دوزخ مین جانا پڑیگا پس ان اعضا کے معاصی یاد کرکے اعضا کو اونسے بچائے رکھے پھر جو اوراد و ظائف اوسدن کر سکتا ہی وہ یاد کرکے اونکی رغبت دلائے اور عزم کرے اور نفس کو دھمکی دے کہ اگر تو میرے کہنے کے خلاف کریگا تو مین تجھے سزا دونگا تکلیف پہونچاونگا اسواسطے کہ نفس اگرچہ سرکش ہی مگر نصیحت پذیر بھی ہے اور ریاضت اسمین اثر کرتی ہے یہ سب محاسبہ ہے کہ عمل کے پہلے ہوتا ہی جیسا حق تعالی نے فرمایا ہی وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْہُ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ زیرک وہی ہی جو اپنا حساب کرتا ہی اور وہ کام کرے جو موت کے بعد کام آئے اور فرمایا ہی کہ جو کام پیش آئے اوس مین غور کر اگر راہ سے ہے تو کر اگر بیراہ ہی تو اوس سے دور رہ پس ہر روز صبح کو نفس کے تئین ایسی شرطون کی حاجت ہی مگر وہ شخص جو ثابت قدم ہوگیا اوسے بھی ہر روز ایک کام ایسا پیش آئیگا جسمین نفس کے ساتھ شرط کرنے کی حاجت پڑے دوسرا مقام مراقبہ ہی پاسبانی اور نگہبانی کرنا مراقبے کے معنی ہین جسطرح کہ اپنی پونجی جب شریک کو سپرد کرکے اوس سے شرط کرلیتے ہین تو شریک سے غافل نہین ہوتے اوسکی باتون سے خبردار رہتے ہین اسیطرح ہر دم نفس کی خبر رکھنا بھی آدمی کو ضرور ہی اگر اوس سے غافل رہیگا تو وہ کاہلی یا شہوت پرستی کے سبب سے پھر اپنی طبیعت پر آجائیگا اور سرکشی کریگا اصل مراقبہ یہ ہی کہ آدمی یقین کرلے کہ حق تعالی کو میرے افعال اور خیالات

کی اطلاع ہے خلق تو فقط ظاہری دیکھتی ہے اور حق تعالیٰ ظاہر و باطن دونوں دیکھتا ہے جو یہ سمجھا اور یہ سمجھ اوسکے دل پر غالب ہو گئی اوسکا ظاہر و باطن
دونوں ادب سے آراستہ ہو جاوینگے اسواسطے کہ اگر آدمی اسکا ایمان نہ رکھیگا تو کافر ہے اور اگر ایمان رکھیگا تو اسکے خلاف کرنا بڑی دلیری
اور بڑا ڈھیٹ پن ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی یعنی بندہ کیا یہ نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ اوسے دیکھ رہا ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حبشی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے بہت گناہ کیے ہیں میری توبہ قبول ہوگی یا نہیں فرمایا قبول
ہوگی پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب میں گناہ کرتا تھا اوسوقت کیا حق تعالیٰ دیکھ رہا تھا فرمایا ہاں دیکھتا تھا یہ سنتے ہی اوس حبشی نے
ایک آہ کی اور چیخ مار کر جان بحق تسلیم ہو گیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کی بندگی اسطرح کر کہ تو اوسے دیکھ رہا ہے
اگر تو اوسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے اے عزیز جب تک تو یہ نہ جانیگا کہ حق تعالیٰ ہر وقت ساتھ ہے اور ہر حال میں دانا بینا ہے تب تک
کام راست و درست نہوگا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا بلکہ کمال یہ ہے کہ تو ہمیشہ مشاہدے میں ہے اور حق تعالیٰ
دیکھا کرے حکایت ایک پیر صاحب کا کوئی شخص مرید تھا پیر صاحب کو اور مریدوں سے زیادہ اوسکی مراعات تھی اور مریدوں کو غیرت آئی پیر صاحب نے ہر مرید
کو ایک ایک چڑیا دیکر فرمایا اسکو ایسی جگہہ ذبح کر لاؤ جہان کوئی نہ دیکھتا ہو ہر ایک مرید خالی جگہہ جا کر اوسے ذبح کر لایا مگر وہ مرید اوس چڑیا کو
زندہ پھیر لایا اور عرض کرنے لگا مجھے ایسی جگہہ کہیں نہ ملی جہان کوئی نہ دیکھتا ہو اسواسطے کہ حق تعالیٰ سب جگہہ دیکھتا ہے تب پیر صاحب نے
اور مریدوں سے فرمایا کہ اس بات سے تم لوگ اس شخص کا مرتبہ معلوم کر لو کہ یہ ہمیشہ مشاہدے میں رہتا ہے خدا کے سوا اور کسیکی طرف التفات ہی
نہیں کرتا جب بی بی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خلوت میں اپنی طرف بلایا تو جس بت کی پرستش کرتی تھیں پہلے اوسکے منہ پر دوپٹہ
ڈالدیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے زلیخا تو ایک پتھر سے شرم کرتی ہے میں کیا اوس سے شرم نہیں رکھتا جو ساتوں آسمان و زمین
کا خالق ہے اور دیکھ رہا ہے حضرت جنید قدس سرہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نگاہ بد سے اپنی آنکھ نہیں بچا سکتا کیونکر بچاؤں فرمایا
اسطرح کہ تو یہ یقین کر لے کہ جسقدر تو کسیکو دیکھتا ہے اوس سے زیادہ حق تعالیٰ تیری طرف دیکھتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ حق تعالیٰ نے
فرمایا کہ بہشت عدن اون لوگوں کے واسطے ہے جو کسی گناہ کا قصد کریں اور میری عظمت یاد کر کے شرمائیں اور اوس گناہ سے باز رہیں
حضرت عبد اللہ ابن دینار کہتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ کی راہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا ایک جگہہ ہم اوترے ایک چرواہے
کا غلام پہاڑ پر سے بکریاں اوتار لایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک بکری میرے ہاتھ بیچ ڈال اوسنے عرض کیا کہ میں غلام ہوں یہ بکریاں
میری ملک نہیں ہیں آپ نے امتحاناً فرمایا کہ مالک سے کہدینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لے گیا اوسے کیا معلوم ہوگا اوسنے عرض کیا کہ وہ نہ جانے گا
خدا تو جانتا ہے پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار رونے لگے اور اوسکے مالک کو بلا کر اوس غلام کو مول لیکر آزاد کر دیا اور فرمایا کہ اے
غلام اس بات کے سبب سے تو اس جہان میں بھی آزاد ہوا اور اوس جہان میں بھی آزاد ہو جائیگا **فصل** اے عزیز جاننا چاہیے کہ مراقبہ کے دو درجے ہیں
پہلا درجہ صدیقین کا مراقبہ ہے کہ اونکا دل خدا کی عظمت میں مستغرق اور اوسکی ہیبت سے چور رہتا ہے اوس میں ما سوی اللہ کی طرف التفات
کرنے کے گنجایش ہی نہیں ہوتی یہ چھوٹا مراقبہ ہے کیونکہ جب دل ٹھہر گیا اور اعضا تو اوسکے تابع ہوتے ہی ہیں مباحات سے بھی باز رہنے لگے
گناہوں میں کیونکر مشغول ہونگے ایسے مراقبے کو اعضا کی حفاظت کرنیکے واسطے تدبیر اور حیلہ کی حاجت نہیں ہوتی یہ وہی بات ہے

جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مَنْ اَصْبَحَ وَهُمُوْمُهُ هَمٌّ وَاحِدٌ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى هُمُوْمَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یعنی جو شخص صبح کو ایک ہمت والا ہوکر اوٹھے حق تعالی دونون جہان مین اوسکی کارروائی کرتا ہی اور کوئی مراقب ایسا مستغرق ہوتا ہی کہ اگر اوس سے بات کہین تو نہ سنے اور جو کوئی اوسکے سامنے جائے اگرچہ وہ مراقب آنکھ کھولے ہو تو بھی اوسے نہ دیکھے حضرت عبد الواحد ابن زید رحمہ اللہ تعالی نے لوگون سے پوچھا کہ تم ایسے کسی شخص کو جانتے ہو جو خلق سے غافل ہوکر اپنے ہی حال مین مشغول ہو گیا ہو کہا ہان ایک شخص کو جانتا ہون کہ ابھی آتا ہی حضرت عتبۃ الغلام رحمہ اللہ آئے پوچھا کہ تمنے کسے کسی راہ مین دیکھا کہا کسیکو بھی نہین دیکھا حالانکہ شاہراہ سے ہوکر آئے تھے حضرت یحیی ابن زکریا علیہما السلام ایک عورت کی طرف گذرے ہاتھ مارکر اوسپر گر پڑے لوگون نے کہا آپ نے یہ کیا کیا فرمایا کہ مین سمجھا دیوار ہی ایک بزرگ نے کہا ہی کہ مین ایک قوم کی طرف گذرا وہ لوگ تیر اندازی کرتے تھے اور ایک شخص اونسے بہت دور بیٹھا تھا مین نے چاہا کہ اوس سے بات کرون اوس نے کہا کہ بات سے ذکر خدا بہتر ہی مین نے کہا ای شخص تو اکیلا ہی بولا نہین حق تعالی اور دو فرشتے میرے ساتھ ہین مین نے کہا کہ اس قوم پر کون شخص سبقت لیگیا بولا وہ شخص جسے خدا نے بخشدیا مین نے کہا راہ کدھر سے ہی پس آسمان کی طرف منہ کر کے اوٹھ کھڑا ہوا اور چلدیا اور بولا کہ بار خدایا تیرے بہت سی مخلوق تجھسے باز رکھنے والے ہین حضرت شبلی حضرت نوری رحمہما اللہ تعالی کے پاس گئے اونھین مراقبہ مین ایسا ساکن بیٹھے دیکھا کہ اونکے بدن کا رویان بھی نہین ہلتا تھا پوچھا کہ یہ مراقبہ اس سکون کے ساتھ تمنے کس سے سیکھا بولے بلی سے کیونکہ مین نے اوسے چوہے کے بل پر چوہے کے انتظار مین اس سے بھی زیادہ ساکن بیٹھے دیکھا عبد اللہ ابن حنیف رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ لوگون نے مجھے خبر دی کہ شہر صور مین ایک پیر اور ایک جوان ہمیشہ مراقبہ مین بیٹھے رہتے ہین مین وہان گیا دو شخصون کو دیکھا قبلہ کی طرف منہ کیے بیٹھے تھے مین نے تین بار سلام کیا اونھون نے جواب دیا مین نے کہا کہ تمھین قسم خدا کی کہ سلام کا جواب دو جوان نے سر اوٹھا کر کہا کہ ای ابن حنیف دنیا تھوڑی سی ہے اور اوس تھوڑی مین سے تھوڑی ہی سی باقی ہی اس تھوڑی سی سے بہت سا حصہ لیلے ای ابن حنیف تو بڑا غافل اور فارغ ہی کہ ہمارے سلام مین لگا ہی یہ کہکر پھر گردن جھکالی مین بھوکا پیاسا تھا سب بھوک پیاس بھول گیا اون دونون بزرگون نے مجھے بالکل از خود رفتہ کرلیا مین کھڑا رہا اور اونکے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے کہا کہ ای ابن حنیف ہم مصیبت زدہ ہین وہ زبان ہی نہین رکھتے جس سے نصیحت کرتے ہین تین دن مین وہین کھڑا رہا اونھون نے اور مینے نہ کچھ کھایا اور نہ کوئی سویا پھر مین نے اپنے جی مین کہا کہ انھین خدا کی قسم دلاؤن کہ مجھے کچھ نصیحت کرین اوسی جوان نے پھر سر اوٹھا کر کہا کہ ایسے شخص کو ڈھونڈھ جسکی زیارت سے تجھے خدا یاد آئے اور اوسکی ہیبت تیرے دل مین سمائے اور وہ شخص زبان حال سے تجھے نصیحت کرے نہ زبان قال سے غرضکہ صدیقون کے مراقبہ کا یہی حال اور یہی درجہ ہی کہ وہ بالکل حق تعالی مین مستغرق ہو جاتے ہین دوسرا درجہ پارساؤن اور اصحاب الیمین کا مراقبہ ہی یہ لوگ جانتے ہین کہ حق تعالی انکے احوال سے مطلع ہی اور حق تعالی سے شرم کرتے ہین مگر اوسکی عظمت وجلال مین مدہوش اور مستغرق نہین ہوتے بلکہ اپنے اور عالم کے احوال سے خبردار رہتے ہین ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص تنہا ایک کام کرتا ہی یا برہنہ ہی اور کوئی لڑکا آجائے وہ شخص اوس لڑکے سے شرم کرکے اپنے اختیار سے اپنے تئین چھپائے اور اوس دوسری کی مثل ایسی ہے جیسے ناگاہ بادشاہ کسیکے سامنے آجائے اور وہ ہیبت سلطانی سے بیخود اور مدہوش ہو جائے

پس جو شخص اس طرح پر پہلو سے اپنے احوال اور خطروں اور حرکات سکنات کا مراقبہ اور دھیان کرنا چاہے اور وہ جو کام کیا چاہتا ہے اوسے
دو نظروں سے دیکھے پہلی نظر کام کرنے کے پہلے ہوتی ہے بلکہ پہلا خطرہ جو اوسکے دل میں آتے اوسیکو دیکھے بلکہ ہمیشہ دل کا مراقبہ کرتا رہے
کہ دل میں کیا خیال پیدا ہوتا ہے اور جو خیال آتے اوسے دیکھے اگر خدا کے واسطے ہے تو اوسے تمام کرے اور اگر خواہش نفسانی ہے تو باز
رہے اور حق تعالی سے شرم کرے اور اپنے تئین ملامت کرے کہ یہ رغبت میرے دل میں کیوں پیدا ہوئی اوسکا انجام اور رسوائی اپنے
دل میں ٹھہرا لے اور سب خیالات کے پہلے یہ مراقبہ فرض ہے اسواسطے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو حرکت و سکون بندہ اپنے اختیار سے
کرتا ہے اوس میں تین سوال بندہ سے ہونگے ایک یہ کہ کیوں کیا دوسرا یہ کہ کیونکر کیا تیسرا یہ کہ کسکے واسطے کیا کیوں کیا کے یہ معنی ہیں کہ اوس بندے سے
کہینگے کہ تجھ پر لازم تھا کہ خدا کے واسطے کرتا شہوت نفسانی اور موافقت شیطانی کے واسطے کیوں کیا اگر اس مواخذہ سے بندہ بچا
اور وہ کام خدا ہی کے واسطے کیا تھا تو اوس سے پوچھینگے کہ تو نے یہ کام کیونکر کیا یعنی ہر کار خیر کے واسطے شرط اور ادب اور علم ہے
یہ کام جو تو نے کیا آیا علم کے موافق کیا ہے یا جہل و نادانی سے اسکو آسان سمجھا اگر اس مواخذہ سے بھی بندہ بچا اور شرط کے موافق یہ کام
کیا تھا تو پوچھینگے کہ کسکے واسطے یہ کام کیا تھا یعنی تجھ پر واجب تھا کہ اخلاص کے ساتھ خدا کے واسطے تو کام کرے آیا خدا ہی کے
واسطے تو نے یہ کام کیا ہے تاکہ اجر پائے یا ریا کے واسطے کیا ہے تاکہ خلق سے اجر مانگے کا تجھے حکم ہو یا دنیا کے واسطے کیا ہے تاکہ ثواب ضبط
ہو جائے اگر کسی مخلوق کے واسطے کیا ہے تو خالق کے غصے اور عذاب میں تو مبتلا ہوا اسواسطے کہ ہم کہدیا تھا اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ
اور کہدیا تھا اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ جو شخص یہ مضمون سمجھے گا وہ اگر عاقل ہے تو مراقبہ دل سے
غافل نہ رہیگا اصل یہ ہے کہ آدمی پہلے خطرہ پر نظر رکھے اگر اوس خطرہ کو دور نہ کریگا تو اوس سے رغبت پیدا ہوگی پھر ہمت ہو جائیگی اوسکے
بعد قصد ہو کر اعضا سے صادر ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِتَّقِ اللّٰہَ عِنْدَ ہَمِّکَ اِذَا ہَمَمْتَ یعنی جسوقت کسی
تیرے کام کی ہمت پیدا ہو تو حق تعالی سے ڈر العزیز جانتو کہ یہ پہچاننا بہت دشوار اور نایاب علم ہے کہ کون خطرہ خدا کے واسطے ہے اور کون
خواہش نفسانی کے لیے ہے جسے اس شناخت کی قوت اور قدرت نہو اوسے چاہیے کہ ہمیشہ کسی عالم باعمل کی صحبت میں بیٹھے تاکہ اوسکی
صحبت کا نور اسکے دل میں سرایت کرے اور علماء دنیا دار کی صحبت سے خدا کی پناہ مانگا کرے کیونکہ یہ عالم شیطان کے نائب ہیں
حق تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد جس عالم کو محبت دنیا نے مست کر دیا ہو اوس سے کچھ نہ پوچھ کہ وہ تجھے میری
محبت سے محروم کر دیگا اسواسطے کہ ایسے عالم میرے بندوں کے حق میں رہزن ہیں اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ حق تعالی اوس شخص کو دوست رکھتا ہے جو شبہ کی چیزوں میں تیز بین اور دور اندیش ہو اور غلبہ شہوت کے وقت اوسکی عقل
کامل ہے آن ہی دو باتوں میں آدمی کا کمال ہے کہ حقیقت حال کو بصیرت نقادی سے پہچانے شہوت کو عقل کامل سے دفع کرے یہ دونوں
باتیں باہم ملی ہوتی ہیں جسکی عقل واقع شہوات نہیں ہوتی اوسکی بصیرت ناقد شبہات بھی نہیں ہوتی اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے عقل اوس سے ایسی جدا ہو جاتی ہے کہ ہرگز پھر نہیں آتی حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ہے کہ کام
تین قسم پر ہیں ایک صاف حق سے بجا لایا ایک صاف باطل اسے چھوڑ دے ایک مشتبہ اسکو کسی عالم سے پوچھ دوسری نظر وہ مراقبہ ہے جو کام کرتے

وقت ہو وہ تین حال سے خالی نہیں یا طاعت ہوگا یا معصیت یا مباح طاعت میں مراقبہ کی صورت ہے کہ اوسے اخلاص کے ساتھہ کرے اوس میں
حضور قلب مع سب آداب نگاہ رکھے اور جو چیز موجب مزید فضیلت ہو اوس سے باز نہ رہے اور معصیت میں مراقبہ کی یہ شکل ہے کہ خدا سے شرم رکھے اور
توبہ کرے کفارہ دے مباح میں مراقبہ کا یہ انداز ہے کہ باادب رہے خدا کی نعمت میں منعم کو دیکھے اور جانے کہ ہر وقت اوسکی درگاہ میں حاضر ہے مثلاً اگر بیٹھے تو با ادب
بیٹھے اگر سوئے تو داہنی کروٹ اور قبلہ رو سوئے اگر مثلاً کھانا کھائے تو تفکر سے دل غافل نہو اسواسطے کہ تفکر سب اعمال سے افضل ہے کیونکہ ہر ایک
طعام کی صورت اور رنگ و بو اور مزہ اور شکل میں کتنی عجیب عجیب صنعتیں ہیں علی ہذا القیاس آدمی کے اعضا میں جو اوس طعام کو
کام میں لاتے ہیں جیسے ہاتھہ انگلیاں منہ دانت حلق معدہ جگر مثانہ اور جو اعضا قبول طعام کے واسطے ہیں اور جو اعضا اوسکی حفاظت
کے واسطے ہیں تاکہ ہضم ہو جائے اور جو عضو بھوک دور کرنے کے واسطے ہے یہ سب عجایب صنع الٰہی ہیں ایسی چیزوں میں تفکر کرنا بڑی
عبادت ہے یہ درجہ علما کا ہے بعضے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب یہ عجیب عجیب صنعتیں دیکھتے ہیں تو عظمت صانع کی طرف ترقی کرتے ہیں اور
اوسکے جلال اور جمال اور کمال میں مستغرق ہو جاتے ہیں یہ موحدوں اور صدیقوں کا درجہ ہے اور بعضے لوگ کھانیکو غصہ کی نظر سے دیکھکر
برخلاف خواہش کروہ جانتے ہیں اور بقدر ضرورت کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاش ہمیں اسکی بھی حاجت نہوتی اور یہ جو کھانیکی
ضرورت ہے اسمیں تفکر کرتے ہیں یہ زاہدوں کا درجہ ہے اور بعضے لالچی لوگ نظر شوق سے کھانیکو دیکھتے ہیں اور اسی خیال میں رہتے ہیں
کہ کیونکر پکائیں کہ بہتر اور خوش مزہ پکے جو بہت سا چکھہ جائیں پھر پکوان اور پکانے والے اور کھانے اور میوے کا عیب بھی کرتے ہیں اتنا نہیں
جانتے کہ یہ سب چیزیں خدا کی صنعت ہیں اور صنعت کا عیب کرنا صانع کا عیب کرنا ہے یہ اہل غفلت کا درجہ ہے سب مباحات میں اسطرح کے درجے پیش آتے
ہیں تیسرا مقام وہ محاسبہ جو عمل کے بعد کرتے ہیں چاہیے کہ شب کو سوتے وقت بندہ تمام دن کا حساب اپنے نفس کے ساتھہ کرے تاکہ معلوم ہو
کہ سرمایہ میں کسقدر نفع اور نقصان ہوا فرائض تو سرمایہ ہے اور نوافل اوسکا نفع اور جسطرح شریک تجارت سے حساب لینے میں مبالغہ کرتے ہیں
کہ نقصان نہو جاوے اوسیطرح اپنے نفس سے بھی بہت جانچ کرنا چاہیے کیونکہ وہ بڑا طرار اور مکار اور حیلہ انگیز ہے اور اپنی غرض کو تیرے سامنے طاعت کے
حساب میں گنتا ہے تاکہ تو یہ سمجھے کہ یہ بھی نفع ہے اور وہ نقصان ہوتا ہے بلکہ سب مباحات میں نفس سے حساب لینا چاہیے کہ تو نے
یہ کیوں کیا اور کسکے واسطے کیا اگر اپنے نفس سے کچھہ قصور دیکھے تو اوس عمل کو اپنے نفس پر رکھے اور اوس سے تاوان مانگے ابن الصمہ ایک بزرگ تھے
اونہوں نے اپنی عمر کا حساب کیا تو ساٹھہ برس ہوے دنونکا حساب کیا تو اکیس ہزار چھہ سو دن ہوے کہنے لگے کہ افسوس اگر ہر دن ایک گناہ ہوا ہے
تو اکیس ہزار چھہ سو گناہوں سے کیونکر میری رہائی ہوگی خصوصاً جب کوئی ایسا دن ہو جسمیں ہزار گناہ سرزد ہوئے ہوں پس ایک چیخ مارکر گر پڑے
لوگوں نے دیکھا تو مردہ پڑے ہیں مگر آدمی اپنے نفس سے غافل ہے کہ اپنا حساب نہیں کرتا جو گناہ وہ کرتا ہے اوس میں ہر گناہ پیچھے اگر ایک ایک پتھر
کسی گھر میں ڈالے تو تھوڑے عرصے میں وہ گھر پتھروں سے بھر جائے اگر کراماً کاتبین اس سے گناہ لکھنے کی مزدوری مانگتے تو اسکا سب مال خرچ
ہو جاتا اور اگر غفلت کے ساتھہ چند بار سبحان اللہ کہا چاہتا ہے تو تسبیح ہاتھہ میں لیکر گنتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے سو بار کہا اور تمام دن جو بیہودہ
بکا کرتا ہے اوسکی گنتی کے واسطے کوئی چیز ہاتھہ میں نہیں رکھتا تاکہ معلوم ہو کہ بیہودہ باتیں ہزار سے زیادہ بلکہ پھر یہ امید رکھے کہ نیکی کا پلہ بھاری
ہوگیا تو یہ اوسکی حماقت ہے اسواسطے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ قبل اسکے کہ تمھارے اعمال تولے جاتیں

تم خود اپنے اعمال کو تولو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ جب رات کو تشریف لاتے تو اپنے پاؤن پر درہ مارتے اور کہتے کہ آج تو نے
کیا کیا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی وفات کے وقت
فرمایا کہ عمر سے زیادہ کوئی میرا دوست نہین پھر فرمایا کہ اے عائشہ مین نے کیا کہا مین نے کہا کہ اے صدیق آپ نے فرمایا کہ عمر سے زیادہ کوئی میرا دوست نہین پس فرمایا نہ عمر سے زیادہ کوئی
مجھے عزیز نہین تو جناب صدیق نے اتنی ہی بات کا حساب کیا چونکہ راست نہ تھی فورًا اوسکا تدارک کر دیا ابن سلام رحمہ اللہ تعالی نے
لکڑیون کا گٹھا اپنی گردن پر رکھا لوگون نے کہا کہ یہ کام غلام کرتے ہین فرمایا کہ مین اپنے نفس کو آزماتا تھا کہ اس کام مین کیسا رہتا ہے حضرت
انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو مین نے دیوار کی آڑ سے ایک باغ مین دیکھا اپنے نفس سے آپ کہتے
تھے کہ واہ واہ لوگ تجھے امیر المومنین کہتے ہین واللہ تو خدا سے نہین ڈرتا اوسکے عذاب مین مبتلا ہوئیگا [illegible] حسن رحمہ اللہ تعالی نے کہا
ہے کہ نفس لوامہ وہ ہے جو اپنے تئین ملامت کرتا ہے کہ تو نے فلانا کام کیا اور فلانا کھانا کھایا کیون کھایا اور اپنے تئین اس بات پر ملامت
کرتا ہے تو گذشتہ کامون کا حساب کرنا ضروریات سے ہے چوتھا مقام معاقبہ نفس ہے ایعزیز جانو کہ جب حساب نفس سے تو غافل
رہیگا اور قصور کریگا اور اوسے اپنے حال پر چھوڑ دیگا تو وہ دلیر اور ڈھیٹ اور تیز ہو جائیگا پھر اوسے روکنا مشکل ہوگا بلکہ جو برا کام
اوسنے کیا ہو اوسپر اوسے سزا دینا چاہیے اگر شبہہ کی کوئی چیز اوسنے کھائی ہو تو بھوکا رکھکر اوسے سزا دے اگر کسی نامحرم کو اوسنے دیکھا ہو تو
نہ دیکھنے اور آنکھ بند رکھنے سے اوسے سزا دے اسیطرح سب اعضا کی حرکات سکنات کو قیاس کرے اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے ایک
عابد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا تھا پھر اپنے ہاتھ کو آگ مین رکھکر جلا دیا بنی اسرائیل مین ایک عابد بہت مدت تک صومعہ مین رہا ایک عورت
نے اپنے تئین اوس عابد کے سامنے پیش کیا اوسکے پاس آنے کے واسطے عابد نے صومعہ کے باہر پاؤن رکھا پھر خدا سے ڈر کر توبہ کی
اور چاہا کہ صومعہ مین پھر جاوے تو پھر اپنے جی مین کہا کہ نہین یہ پاؤن جو گناہ کے واسطے باہر نکالا یہ صومعہ کے اندر نہ آنے پاوے اوس پاؤن
کو باہر ہی رہنے دیا حتی کہ جاڑے کی اوس گرمی کی دہوپ سے وہ پاؤن خراب ہوگیا اور گلکر اوسکے بدن سے گر گیا حضرت جنید قدس سرہ
کہتے ہین کہ ابن الکرینی کہتے تھے کہ ایک رات مجھے احتلام ہوگیا مین نے چاہا کہ اوسوقت غسل کر لون جاڑے کی رات تھی میرے نفس نے
غسل کرنے مین کاہلی کی اور کہا کہ اپنے تئین ہلاک نکر ٹھہر جا صبح کو حمام مین جا کر نہا لینا مین نے قسم کھائی کہ اب کپڑون سمیت غسل
کرونگا اور کپڑون کو اوسیطرح بھیگا ہوا رہنے دونگا ہرگز نہ نچوڑونگا حتی کہ میرے بدن مین خشک ہو جائین اور ایسا ہی کیا اور کہا کہ اوس نفس
کی یہی سزا ہے جو خدا کے کام مین قصور کرے ایک شخص نے کسی لڑکی کو گھورا پھر نہایت پشیمان ہوکر قسم کھائی کہ اس گناہ کی سزا یہ ہے کہ ہرگز
ٹھنڈا پانی نہ پیونگا اور ہمیشہ گرم پیا حضرت حسان ابن ابی سنان رضی اللہ تعالی عنہ کا گذر ایک منظر کیطرف ہوا پوچھا یہ کسنے بنایا ہے پھر اپنے نفس سے
کہا کہ بیفائدہ بات تجھ کو کچھ سروکار نہین اوسکا حال تو پوچھتا ہے قسم خدا کی سال بھر روزہ رکھا کر تجھے سزا دونگا اور ایسا ہی کیا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ
تعالی عنہ نخلستان مین نماز پڑھتے تھے ایک خوبصورت چڑیا وہان اوڑی اوسکی خوبصورتی کا خیال جو آیا تو نماز سے غفلت سی ہوگئی
رکعتون کی گنتی بھول گئے تمام نخلستان کو صدقہ مین دیدیا مالک ابن ضیغم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ رباح القیسی رحمہ اللہ تعالے
آئے اور میرے باپ کو نماز عصر کے بعد بلایا مین نے کہا سوتے ہین کہا سونے کا یہ کون وقت ہے اور پھر چلے مین بھی اونکے

پیچھے پیچھے چلا وہ اپنے نفس سے کہتے جاتے تھے کہ اے فضول تو کہتا ہے کہ سوئیگا یہ کون وقت ہے تجھے اس کہنے سے کیا کام میں نے عہد کیا ہے جو کہ سال
تک تجھکو پر سر رکھنے دونگا یہ کہتے ہوئے روتے چلے جاتے تھے اور یہ بھی کہتے جاتے کہ کیا تو خدا سے نہ ڈریگا تمیم داری قدس سرہ ایک
رات ایسا سوئے کہ تہجد کی نماز فوت ہو گئی عہد کیا کہ سال بھر تک رات کو نہ سوونگا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے
ہیں کہ ایک شخص ننگے بدن ہو کر گرم بالو اور پتھر پر لوٹتا تھا اور اپنے نفس سے کہتا تھا کہ اے رات کو مردار دن کے کاہل تیرا ظلم کب تک
سہوں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پہونچے فرمایا اے شخص تو یہ امر کیوں کرتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس مجھپر غلبہ کرتا ہے
فرمایا کہ اس ساعت آسمانوں کے دروازے تیرے واسطے کھولے ہیں اور تیرے سبب سے حق تعالی فرشتوں پر فخر و مباہات کرتا ہے پھر صحابہ سے
فرمایا کہ اپنا توشہ اوس شخص سے لیلو سب صحابہ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شخص ہمارے واسطے دعا کر وہ ایک ایک کے واسطے دعا کرتا تھا پھر
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے واسطے اکٹھا دعا کر اوسنے دعا کی کہ بار خدایا تقوی کو انکے واسطے زاد راہ کر اور سبھوں
کو راہ راست پر رکھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا اسے روک یعنی جو دعا بہتر ہو وہ اسکی زبان پر جاری کر
تب وہ شخص یوں دعا کرنے لگا کہ بار خدایا بہشت کو انکا مقام کر مجمع نام ایک بزرگ تھے اونہوں نے ایک مرتبہ کسی چھت کی طرف دیکھا ایک
عورت نظر پڑی عہد کیا کہ اب کبھی آسمان کی طرف بھی نہ دیکھونگا حضرت احنف ابن قیس رحمہ اللہ تعالی رات کو چراغ لیتے اور ہر گھڑی چراغ
کی لو پر اونگلی رکھتے اور اپنے نفس سے کہتے کہ فلانے فلانا کام تو نے کیوں کیا اور فلانی چیز کیوں کھائی غرضکہ احتیاط والے لوگ ایسے تھے
اسواسطے کہ جانتے تھے کہ نفس سرکش ہے اگر ہم عقوبت نہ کرینگے تو یہ غلبہ کریگا اور ہم ہلاک اور تباہ ہو جائینگے نفس پر ہمیشہ سیاست
کیا کرتے تھے پانچواں مقام مجاہدہ ہے اے عزیز جانتو کہ بعضے بزرگوں نے جب اپنے نفس کو بہت کاہلی کرتے دیکھا تو اصلاح اوسے سزا دی کہ
تنبیہ اور سیاست کے واسطے بہت سی عبادت اوسپر لازم کر دی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا یہ حال تھا کہ جماعت کے ساتھ جب
اونکی ایک نماز فوت ہو جاتی تو ایک شب بھر نہ سوتے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک نماز جماعت فوت ہو گئی اوسکے کفارے
میں ایک زمین صدقہ کی کہ دو لاکھ درم اوسکی قیمت تھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مغرب کی نماز میں تاخیر ہو گئی حتی کہ دو تارے
نکل آئے اسکے کفارے میں اونہوں نے دو بندے آزاد کیے اور ایسی بہت سی حکایتیں ہیں جب عبادت میں نفس تندہی نہ کرے تو اوسکا علاج
یہ ہے کہ آدمی کسی صاحب ریاضت کی خدمت میں رہے تاکہ اوسکی ریاضت دیکھ دیکھکر اسے بھی رغبت پیدا ہو ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں جب
ریاضت میں کاہل ہو جاتا ہوں تو حضرت محمد ابن واسع کو دیکھتا ہوں اونھیں دیکھنے سے میرے دل میں ہفتے بھر رغبت عبادت باقی
رہتی ہے پس اگر کوئی صاحب ریاضت نہ ملے تو ریاضت کرنیوالوں کے حالات اور حکایات دیکھنا سننا چاہیے ہم بعضوں کا تھوڑا سا
حال یہاں لکھتے ہیں حضرت داود طائی رحمہ اللہ تعالی روٹی نہ کھاتے تھے رات کو پانی میں آٹا گھول کر پی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ آٹا گھول کر پی
لینے میں روٹی کھانے کی بہ نسبت اتنی مہلت ملتی ہے کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ سکے پھر میں اتنا وقت کیوں ضائع کروں ایک
شخص نے اونسے پوچھا کہ تمہاری چھت میں یہ دھنی کب سے ٹوٹی ہے کہا تیس برس سے میں یہاں رہتا ہوں مگر چھت کی طرف نہیں
دیکھا بیفائدہ کسیطرف دیکھنے کو بزرگوں نے مکروہ جانا ہے احمد ابن رزین رحمہ اللہ تعالی فجر کی نماز کے بعد سے عصر کی نماز تک بیٹھے رہتے

اور کسیطرف نگاہ نہ اوٹھاتے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون بیٹھے رہتے ہین کہا حق تعالی نے آنکھین اسواسطے دی ہین کہ بندہ اوسکی عجیب عجیب صنعتون اور قدرتون کو دیکھا کرے اور جو شخص ان چیزون کو نظر عبرت سے نہ دیکھیگا اوسکے نام ایک خطا لکھی جائیگی حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہی کہ فقط تین چیزون کو واسطے زندگی کو مین دوست رکھتا ہون ایک یہ کہ بڑی بڑی راتون مین سجدے کیا کرون دوسرے یہ کہ بڑے بڑے دنون مین پیاسا رہا کرون تیسرے یہ کہ ایسے لوگون کی صحبت مین حاضر رہا کرون جنکی سب باتین پاکیزہ اور سراپا حکمت ہون حضرت علقمہ ابن قیس رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف مین کیون رکھتے ہین کہا اوس دوستی کے سبب سے جو نفس کے ساتھ رکھتا ہون اوسکو عذاب دوزخ سے بچاتا ہون لوگون نے کہا کہ تکالیف آپ پر واجب نہین ہین کہا جو کچھ ہوسکتا ہی کرتا ہون تاکہ فردای قیامت کو کچھ حسرت نہ باقی رہے کہ یہ کام کیون نہ کیا حضرت جنید قدس سرہ فرماتے ہین کہ سری سقطی رحمہ اللہ تعالی سے زیادہ کسی مین مین نے عجیبات نہین دیکھی کہ اونکی عمر اٹھانوے برس کی ہوئی کبھی کسی نے اونکا پہلو زمین پر نہین دیکھا مگر مرتے وقت حضرت ابو محمد جریری سال بھر مکہ معظمہ مین رہے نہ بات کی نہ سوئے نہ پیٹھ لگائی نہ پاؤن پھیلائے حضرت ابوبکر کتانی قدس سرہ نے اون سے پوچھا کہ اتنی بڑی ریاضت تم کیونکر کرسکے کہا کہ اوس سچے کی بدولت جو مجھے صدق باطن سے حاصل ہوا اوسنے میرے ظاہر کو اس ریاضت کی قوت دی ایک بزرگ کہتے ہین کہ فتح موصلی رحمہ اللہ تعالی کو مین نے دیکھا کہ روتے ہین اور آنکھون سے اشک آمیز خون روان ہوتے ہین مین نے پوچھا یہ کیا حال ہی فرمایا کہ مدت تک اپنے گناہون پر پانی رویا اب ان آنسوؤن پر جو بے اخلاص نکلے ہون خون روتا ہون انتقال کے بعد لوگون نے اونھین خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اوس گریہ وزاری کے سبب سے حق تعالی نے مجھے عزت و بزرگی عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اپنی عزت کی قسم کہ چالیس برس گذرے کہ فرشتے جو تیرا نامہ اعمال لائے اوس مین کوئی خطا نہ تھی حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ اگر آپ داڑہی مین کنگھی کیجیے تو کیا ہو فرمایا کہ اگر کنگھی کرنے مین مشغول ہون تو غافلون مین داخل ہو جاؤن حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ نے راتون کو عبادت کے واسطے تقسیم کیا تھا فرماتے کہ آج رکوع کی رات ہے اور ایک ہی رکوع مین صبح کر دیتے اور فرماتے کہ آج سجدے کی رات ہے اور ایک ہی سجدے مین صبح کر دیتے حضرت عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی کثرت ریاضت کی وجہ سے کوئی خوش مزہ کھانا پینا نہ کھاتے پیتے اونکی مان نے براہ شفقت مادری کہا کہ بیٹا اپنے اوپر رحم کر عرض کیا کہ ای مادر مشفقہ خداوند کریم کا رحم چاہتا ہون چند روز تھوڑا سا رنج کھینچ لون اور ابد الآباد خدا کی رحمت و راحت مین رہون حضرت ربیع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھنے گیا صبح کی نماز مین مشغول تھے جب نماز سے فارغ ہوتے تو مین نے اپنے جی مین کہا کہ اگر مین بات کرونگا تو انکی تسبیح مین خلل پڑیگا مین نے صبر کیا وہ اوسیطرح بیٹھے رہے جگہ سے نہ اوٹھے حتی کہ وہین ظہر کی اور عصر کی نماز پڑھی یہانتک کہ دوسرے دن فجر کی نماز وہین ادا کی اوسوقت اونکی آنکھ ذرا جھپک گئی جب نیند سے چونکے تو کہنے لگے کہ یا خدایا مین بہت سونے والی آنکھ اور بہت کھانے والے پیٹ سے تیری پناہ مانگتا ہون مین نے اپنے جی مین کہا کہ مجھے بھی کافی ہے پھر مین نے کچھ نہ کہا اور پھر آیا حضرت ابوبکر عباس نے چالیس برس مین پہلو نہین رکھا پھر اونکی آنکھون مین سیاہ پانی اوتر آیا بیس برس تک اپنے گھر والون سے چھپایا پانسو رکعت نماز روزانہ اونکا ورد تھا اور جوانی مین ہر روز تیس ہزار بار قل ہو اللہ

پڑھا کرتے تھے کرز ابن وبرہ رحمہ اللہ تعالی ایک ابدال تھے اونکی یہ ریاضت تھی کہ ہر دن مین تین ختم قرآن کرتے لوگون نے اونسے
کہا کہ آپ تو بڑی تکلیف اپنے اوپر گوارا کی پوچھنے لگے کہ دنیا کی کتنی عمر ہے لوگون نے کہا کہ سات ہزار برس پھر پوچھا کہ بھلا قیامت کا دن
کتنا بڑا ہے لوگون نے کہا کہ پچاس ہزار برس کہنے لگے کہ بھلا وہ کون آدمی ہوگا جو پچاس دن آسائش پانے کے واسطے سات دن رنج
نہ کھینچے یعنی اگر مین سات ہزار برس جیون اور فقط قیامت کے ایکدن کے واسطے محنت اور ریاضت کرون تو بھی کم ہے تو مدت ابد کا کیا ذکر جو نہایت
ہی نہین رکھتی خصوصًا میری اس تھوڑی سی عمر کی بہ نسبت حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک رات مین بی بی رابعہ
بصری قدس سرہا کے پاس گیا وہ عبادتگاہ مین گئین اور صبح تک نماز پڑھتی رہین اور مین اوس گھر کے ایک گوشہ مین صبح تک نماز
پڑھتا رہا پھر مین نے اونسے کہا کہ ہم خدا کا شکر کیونکر کرین کہ اوسنے ہمین تمام شب نماز پڑھنے کی توفیق دی کہا اسطرح شکر کرنا چاہیے
کہ کل ہم روزہ رکھین محنت و ریاضت کرنیوالون کے یہ حالات تھے اور ایسی بہت حکایتین ہین کہ اونہین نقل کرنا موجب طوالت
ہے احیاء العلوم مین بہت سی حکایتین نقل کی ہین کہ بندہ اگرچہ یہ ریاضات نہ کرسکے بارے اگلے بزرگون کے حال سنکر اپنا قصور تو
پہچانے اور رغبت خیر اوس مین پیدا ہو اور اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ تو کرسکے چھٹا مقام نفس پر عتاب کرنا اور اوسے جھڑکنا ہے اے عزیز جان تو
کہ حق تعالی نے نفس کو ایسا پیدا کیا ہے کہ خیر سے گریزان اور شر سے آویزان رہتا ہے شہوت رانی اور کاہلی کرنا اوسکی طبیعت اور خاصیت
ہے اور تجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ نفس کی عادت چھوڑا اور بیراہی سے اوسے راہ پر لگا اور نفس کی درستی سختی سے ہوسکتی ہے کبھی نرمی سے
کبھی کردار سے کبھی گفتار سے کیونکہ اوسکی طبیعت مین یہ بات پیدا کی ہے کہ جب کسی کام مین اپنی بھلائی دیکھتا ہے تو اوس کام کا قصد کرتا ہے اگرچہ
اوس کام مین رنج و تکلیف ہو مگر اوس رنج و تکلیف پر صبر کرتا ہے لیکن اکثر جہل و غفلت اوسکے واسطے آڑ ہوتی ہے آدمی جب اوسے خواب غفلت
سے بیدار کرتا ہے اور صاف آئینہ اوسکے سامنے دھرتا ہے تو وہ قبول کر لیتا ہے اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى
تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ آدمی کا نفس بھی اورون کے نفس کے مثل ہے کہ پند و نصیحت اوس مین اثر کرتی ہے پس پہلے اوسے نصیحت اور عتاب
کرنا چاہیے بلکہ کسیوقت اوسپر عتاب کرنا موقوف ہی نکرے اور اوس سے کہتا رہے کہ اے نفس تو زیرکی کا دعوے کرتا ہے اگر کوئی تجھے احمق کہتا ہے
تو تو برا مانتا ہے اور غصہ کرتا ہے اور تجھسے زیادہ کوئی احمق نہین اسواسطے کہ اگر کسی شخص کے انتظار مین کوئی لشکر در شہر پر ٹھہرا ہو اور اوس
شخص کو پکڑ لانے کے واسطے کوئی آدمی بھیجا ہو کہ اوسے اپنے ساتھ لیجاکر ہلاک کرین اور ایسے وقت مین وہ شخص کھیل مین مشغول ہو تو اوس سے
زیادہ کوئی احمق نہین ہے نفس مردون کا لشکر در شہر پر تیرا منتظر ہے اور اوسنے عہد کر لیا ہے کہ جب تک تجھے ساتھ نہ لیگا تب تک کوچ نہ کریگا
اور جنت اور دوزخ تیرے واسطے پیدا ہوئی شاید کہ آج ہی وہ لشکر تجھے اپنے ساتھ لے لے اور بالفرض اگر آج تجھے ساتھ نہ لیا تو ایکنہ ایکدن
ضرور ساتھ لیگا تو جو امر ہونیوالا ہے اوسے ہوا سمجھ اسواسطے کہ موت نے کسی کے ساتھ کوئی وقت نہین بدا ہے کہ مین رات کو آونگی یا دنکو جلدی آونگی
یا دیر کو جاڑے مین آونگی یا گرمی مین سبکو اچانک موت لے لیتی ہے اور ایسے وقت موت آتی ہے جب آدمی نہایت مطمئن ہوتا ہے پس اگر
تو مرنے پر مہیا نہ رہیگا تو اس سے زیادہ کیا حماقت ہے اے نفس افسوس کی بات ہے کہ تمام دن تو گناہ مین مشغول رہتا ہے اگر تو جانتا ہے
کہ حق تعالی تیرے گناہ نہین دیکھتا تو تو کافر ہے اور اگر جانتا ہے کہ وہ تیرے گناہ دیکھتا ہے تو تو بڑا ڈھیٹ اور بیحیا ہے کہ اوسکو مطلع

ہونے سے کچھ باک نہین رکھتا ای نفس ذرا غور تو کر کہ اگر تیرا کوئی غلام تیری نافرمانی کرتا ہے تو تجھے اوسپر کسقدر غصہ آتا ہی پھر حق تعالی کے غصے
سے تو کس بات پر مطمئن اور امین ہے اگر تو اس بھولاوے مین بھولا ہے کہ مین عذاب الٰہی سہنے کی طاقت اور قدرت رکھتا ہون تو ذرہ اپنی انگلی
چراغ پر رکھ کے یا ساعت بھر کڑی دھوپ مین بیٹھکر یا گرم حمام مین ٹھہر کر دیکھ تا کہ تجھے اپنی بیچارگی اور عاجزی کا حال معلوم ہو جائے اور اگر
تو یہ سمجھا ہی کہ جو کچھ مین کرتا ہون اسکے مواخذے مین نہ پکڑا جاؤنگا تو قرآن شریف اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرونکا منکر ہے اور سبکو جھوٹا
جانتا ہی اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہے وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ یعنی جو برا کام کریگا ویسی سزا پائیگا اے نفس شاید تو یہ کہے کہ خدا کریم
ورحیم ہے مجھپر عذاب نکریگا تو اسکا جواب گوش ہوش سے سن کہ وہ کریم و رحیم دنیا مین لاکھون آدمیون کو بھوکون کیون مارتا ہی بیمار کیون
ڈالتا ہی خدا کریم و رحیم ہی تو آدمی بیبے بوئے کھیت کاٹ کیون نہین لیتا اے نفس خدا تو کریم و رحیم ہے پھر جبکہ تجھے خواہش ہوتی ہے
تو زر و مال پیدا کرنے کے واسطے تمام دنیا کے حیلے اور تدبیرین تو کیون کرتا ہے اوسوقت کیون نہین کہتا کہ خدا کریم و رحیم ہی مین
تکلیف بکرون وہ خود میرے کام بنا دیگا اے نفس تجھ کو ہی تیری اوقات پر اب تو یہی کہیگا کہ ہان مین بارا تم جیسا تم کہتے ہو واقعی ایسا ہی
مگر مین کیا کرون کہ تکلیف اوٹھانے کی طاقت نہین رکھتا ہون او بے وقوف تو اتنا نہین جانتا ہی کہ جو بڑا رنج اور بڑی تکلیف نہین اوٹھا
سکتا اوسپر ذرہ سا رنج اور ذرہ سی تکلیف سہنا فرض ہی تا کہ فردای قیامت کو دوزخ کے رنج و تکلیف سے چھوٹے اسواسطے کہ جو شخص
رنج نہین کھینچتا وہ رنج سے نہین چھوٹتا جب آج تو اتنا سا رنج اوٹھانے کی طاقت نہین رکھتا تو فردای قیامت کو عذاب دوزخ
اور ذلت و خواری اور دوت دیک لعنت ملامت کی اتنے بڑے رنج کی تاب کیونکر لائیگا او بیمیار زر و مال کی تلاش مین تو اس
کثرت سی رنج و مذلت کھینچتا ہی اور تندرست ہونے کے واسطے ایک یہودی طبیب کے کہنے سے سب خواہشون کو چھوڑ دیتا ہی
تو اتنا نہین جانتا کہ دوزخ مفلسی اور بیماری سے زیادہ سخت ہی اور مدت آخرت عمر دنیا سے زیادہ دراز ہے تجھے شاید تم یہ کہو کہ مین ابھی
خیال مین ہون کہ توبہ کرونگا اور ان کامون سے بہتر کام کرنے لگونگا تو ہم کہتے ہین کہ شاید جب تک تو توبہ کرنیکا قصد کرے تب تک ناگاہ
موت آجائے اور حسرت کے سوا اور کچھ تیرے ہاتھ نہ لگے اے نفس اگر تو یہ جانتا ہی کہ آج کی بہ نسبت کل توبہ کرنا مجھپر بہت آسان ہوگا
تو تیری جہالت اور نادانی ہے تو جسقدر تاخیر کریگا اوسیقدر توبہ کرنا تجھپر دشوار ہوگا پھر جب موت قریب آجائے گی تو اوسوقت توبہ کرنا ایسا
ہے جیسے چڑھائی پر چڑھتے وقت چارپایہ کو جو کھلانے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا یعنی اگر پہلے سے اوسے جو کھلائے جاتے تو اوسے
طاقت ہوتی وقت پر کھلانے سے کیا طاقت ہوگی اے نفس اس صورت مین تیری مثل اوس شخص کی سی ہوگی جو طالب العلمی کو نکلے
اور سستی کرے کہ جسدن اپنے وطن کو مراجعت کرنے لگونگا تو محنت کر کے علم سیکھ لونگا اور اتنا نہ سمجھے کہ علم سیکھنے کو بڑا زمانہ چاہیے
او نفس یہ خباثت اسطرح تجھکو بھی زمانہ دراز تک محنت اور ریاضت کی گھڑیا مین اوٹنا چاہی تا کہ پاک صاف ہو کر انس و محبت اور معرفت الٰہی
کے درجے کو پہونچے اور راہ خدا کی سب گھاٹیان طے کر جائے جب تمام عمر گذر گئی اور ضائع ہو چکی تو پھر بے مہلت یہ ریاضت کیونکر
کریگا پیری کے پہلے جوانی کو بیماری کے پہلے تندرستی کو شغل کے پہلے فارغ البالی کو موت کے پہلے زندگی کو تو کیون نہین
غنیمت جانتا او نفس بھلا گرمی کے موسم مین جاڑے کے واسطے جڑاول تو کیون بنا رکھتا ہی خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کیون نہین کرتا

آخر تو نہ دوزخ کی سردی چلّے کے جاڑون سے اور دوزخ کی گرمی جیٹھ بیساکھ کی گرمی سے کچھ کم نہین دنیا مین جاڑے گرمی کا سامان درست کرنے مین تو کچھ قصور نہین کرتا اور آخرت کا کام بنانے مین تقصیر کرتا ہو تو ہو اسکا یہی سبب ہو کہ تو آخرت اور روز قیامت کا ایمان ہی نہین رکھتا اور یہ کفر وانکار اپنے باطن مین رکھتا ہو اور اپنے اوپر بھی پوشیدہ کرتا ہو او ناوان یہ تیری ہلاکت اور خرابی کا سبب ہو او نفس سُن جو تو یہ سمجھتا ہو کہ نور معرفت سے جو مین پناہ نہ لونگا تو بھی مرنے کے بعد آتش شہوت میری جان مین نہ لگیگی اوسکی مثل اوس شخص کی سی ہو جو سمجھے کہ مین جُبّہ نہ پہنونگا تو بھی خدا کے فضل سے چلّے کے جاڑون مین سردی میرے جسم تک نہ پہونچیگی یہ شخص اتنا بڑا بیوقوف ہو کہ اسقدر نہین سمجھتا کہ خدا کا فضل یہی ہے کہ جب جاڑا پیدا کیا تو اوسے جبّہ بنانے کا طریقہ بھی بتا دیا اور جبّے کا سامان بھی مہیا کر دیا اسکا نام فضل نہین کہ جبّے کے بغیر سردی نہ معلوم ہو او نفس خبردار یہ گمان مت کر تا کہ گناہ کے سبب سے تجھپر اسواسطے عذاب ہوگا کہ حق تعالی کو تیری نافرمانی سے غصہ آئیگا تا کہ تو یہ کہنے لگے کہ میرے گناہ سے حق تعالی کا کیا نقصان ہو اسلیے کہ عذاب اسوجہ سے نہوگا بلکہ تیری شہوت ہی سے تجھ مین آتش دوزخ پیدا ہوتی ہو جسطرح زہر یا بُری چیزین کھانے سے آدمی کے بدن مین بیماری یہ بات نہین ہو کہ تیری نافرمانی کے سبب سے طبیب تجھسے خفا ہوتا ہو اسوجہ سے تجھ مین بیماری پیدا ہو جاتی ہے او نفس تھوک ہو تیری اوقات پر کہ دنیا کی نعمت اور لذت مین تو پھنس رہا اور اوسپر دل سے عاشق ہو گیا اسواسطے کہ اسکے سوا تیری غفلت کا اور کوئی سبب نہین معلوم ہوتا ارے کمبخت اگر بہشت دوزخ کا تو ایمان نہین رکھتا بھلا موت کا ایمان تو رکھتا ہو کہ تو مریگا اور دنیا کی سب نعمتین اور لذتین تجھسے چھن جائینگی اور اونکے فراق کی آگ مین جلا کریگا بچا سمجھانا ہمارا کام ہے اگر تجھے اختیار ہو دنیا کی جتنی محبت چاہ اپنے دل مین مضبوط کر مگر اتنا سمجھ لے کہ جسقدر محبت ہوتی ہے اوسیقدر فراق مین اذیت ہوتی ہے اسے نفس خدا تجھے ہدایت کرے دنیا کے پیچھے تو کیون خراب ہو اگر مشرق سے مغرب تک تمام دنیا تجھے ملجاتے اور تمام جہان تجھے سجدہ کرنے لگے تو تھوڑے ہی زمانے مین تو اور وہ سب خاک ہو جائینگے اور جسطرح اگلے بادشاہون کو کوئی یاد نہین کرتا تیرا نام بھی کوئی نہ لیگا پھر جب تھوڑی ہی دنیا تجھے ملے اور وہ بھی میلی کچیلی خراب خستہ تو بہشت جاودان کو اوسکے عوض تو کیونکر بیچتا ہے اسے نفس سمجھنے کی بات ہو کہ اگر کوئی مٹی کا لوٹا ہوا پیالہ ایسا گوہر نفیس دیکر مول جو ہمیشہ رہیگا تو اوس شخص پر تو کیسا ہنستا ہو دنیا مٹی کی پیالی ہے تو سمجھ لے کہ دفعتہ یہ پیالی تیرے ہاتھ سے چھوٹ کر ٹوٹ جاتے گی اگر اسے اختیار کیا تو اوس گوہر جاودان کو سمجھ لے کہ اب نہ ملیگا اور جان لے کہ اسکے چھوٹنے اور اوسکے نہ ملنے کا افسوس اور عذاب ہی باقی رہیگا آدمی کو چاہیے کہ اس اس طرح سے عتاب نفس پے بہ پے کرتا رہے تا کہ اپنے حق سے ادا ہو جاوے اور پہلا اپنے ہی تئین نصیحت کرنا شروع کرے

ساتوین اصل تفکر کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سَنَۃٍ یعنی ایک ساعت کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اور قرآن شریف مین حق تعالی نے بہت جگہ تفکر تدبّر نظر اعتبار کا حکم فرمایا ہے یہ سب تفکر مین آدمی جب تک تفکر کی حقیقت اور کیفیت نہ پہچانے گا اور یہ نہ جان لیگا کہ تفکر کس چیز مین ہے اور کیا ہو اور اوسکا

کیا فائدہ ہو جب تک اوسکی فضیلت نہ جانیگا ان سب باتون کا بیان کرنا ضرور ہے ہم پہلے اوسکی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکی حقیقت بیان کرینگے پھر جس اصل سے تفکر ہوتا ہو اوسے ذکر کرینگے پھر جس چیز مین تفکر ہوتا ہو اوسکو لکھینگے **فضیلت تفکر** اے عزیز جانو کہ گھڑی بھر جو کام کرنا سال بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے اوسکا بڑا درجہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کچھ لوگ حق تعالے کی ذات مین تفکر کرتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ تم اوسکی خلق مین تفکر کیا کرو اوسکی ذات مین تفکر نکیا کرو کیونکہ تم اوسکی تاب نلاسکوگے اور اوسکی قدر نہ پہچان سکوگے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور روتے تھے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالی نے آپکے سب گناہ تو بخش ہی دیے پھر آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین کیون نہ روؤن میرے اوپر یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ پھر آپ نے فرمایا کہ افسوس ہے اوس شخص پر جو یہ آیت پڑھے اور ان چیزون مین تفکر نہ کرے حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ یا روح اللہ روے زمین پر اور کوئی بھی آپ کے مثل ہے فرمایا ہان ہے جس شخص کا کلام بالکل ذکر ہو اور خاموشی بالکل فکر ہو اور نظر بالکل عبرت ہو وہ میرے مثل ہے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ عبادت مین سے تم اپنی آنکھون کو حصہ دو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیونکر فرمایا اسطرح کہ مصحف مین دیکھکر کلام اللہ پڑھا کرو اور اوسکے معنی مین تفکر کیا کرو اور اوسکے عجائبات سے عبرت لیا کرو حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ دنیا مین تفکر کرنا حجاب آخرت ہو اور آخرت مین تفکر کرنیکا ثمرہ حکمت اور دلون کی زندگی ہے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالی ایک رات چھت پر چڑھے ہوئے ملکوت آسمان مین تفکر کرکے سو رہے تھے روتے روتے پڑوسی کے گھر مین گر پڑے پڑوسی فوراً ننگی تلوار سنبھالے اور سمجھا کہ چور کود آیا جب دیکھا کہ حضرت داؤد طائی ہین تعجب پوچھنے لگا کہ آپ کو کسنے گرا دیا فرمایا مین بیخبر تھا مجھے نہین معلوم **حقیقت تفکر** اے عزیز جانو کہ طلب علم تفکر کے معنی ہین اور جو علم فی البدیہہ نہ معلوم ہو اوسے طلب کرنا چاہیے اور اوسے جاننا اور دریافت کرلینا ممکن نہین مگر اسطرح پر کہ اور دو معرفتون کو جمع کرین اور ان دونون مین تالیف کرین تاکہ جفت ہو جائین اور ان دونون معرفتون مین سے تیسری معرفت پیدا ہو جسطرح نر مادہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے وہ دونون معرفتین اس تیسری معرفت کی دو اصلون کے مانند ہین پھر اس تیسری معرفت کو اور کسی معرفت کے ساتھ جمع کرین تاکہ اوس سے چوتھی معرفت پیدا ہو اوسیطرح ایک معرفت کو دوسری معرفت مین ملاتے جانا نسل علوم کو بے نہایت بڑھاتا ہے جو شخص اس طریقے سے علوم نہین حاصل کرسکتا اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ جو علوم اصل ہین اونکی طرف وہ راہ نہین پاتا اوسکی مثل ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی شخص سرمایہ نہ رکھتا ہو تو وہ سوداگری کیونکر کریگا اور اگر اصل علوم تو جانتا ہو مگر ایک علم کو دوسرے کے ساتھ جمع کرنا نہین جانتا اوسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی سرمایہ تو رکھتا ہو مگر سوداگری نہین کرسکتا اسکی حقیقت کی تفصیل دراز ہے اس ایک مثال مین ہم بیان کرتے ہین کہ مثلاً کوئی شخص جاننا چاہے کہ دنیا سے آخرت بہتر ہے تو وہ یہ نہین جان سکتا تا وقتیکہ دو باتین نہ جانے ایک یہ بات جانے کہ باقی فانی سے بہتر ہے دوسری یہ بات جان لے کہ آخرت باقی ہے اور دنیا فانی ہے جب یہ دو اصلین معلوم ہوگئین تو یہ تیسرا

علم کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے خواہ نخواہ اوس سے پیدا ہوجائیگا اس پیدا ہونے سے ہم وہ مضمون مراد نہین لیتے جو معتزلہ کا مقصود ہے اس بات کی بھی تفصیل دراز ہو تو سب تفکرات کی حقیقت اوس علم کی طلب ہے جو دو علمون کو دل مین حاضر کرنے سے پیدا ہوتا ہو مگر جسطرح گھوڑے کے جوڑے سے بکری نہین پیدا ہوتی اسیطرح دو علمون سے جو نہ علم تو چاہیگا وہ نہ پیدا ہوجائیگا بلکہ ہر نوع علم کی جدا جدا دو دو اصلین ہین اون دونون اصلون کو اپنے دل مین جب تک جمع نکریگا تب تک وہ فرع نہ ظاہر ہوگی **اس بات کا بیان کہ کس واسطے تفکر کرنا چاہیے** ایعزیز جانو کہ حق تعالی نے آدمی کو ظلمت اور جہل مین پیدا کیا ہو اوسے ایک نور کی حاجت ہو تاکہ اوس ظلمت سے نکلکر اپنی راہ لے اور یہ جانے کہ مجھے کیا کام کرنا چاہیے اور کس طرف سے چلنا چاہیے دنیا کی طرف سے یا آخرت کی طرف سے اور اپنے ساتھ مشغول ہونا چاہیے یا خدا کے ساتھ اور یہ نہین معلوم ہوتا مگر نور معرفت سے اور نور معرفت نہین پیدا ہوتا مگر تفکر سے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے خَلَقَ الْخَلْقَ فِي ظُلْمَةٍ ثُمَّ رَشَّ عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهِ جسطرح کوئی شخص تاریکی مین عاجز ہوتا ہو اور راہ نہین چل سکتا تو پتھر کو لوہے پر مارتا ہے تاکہ اوس سے آگ چمکے اور اوس آگ سے یہ اپنا چراغ جلالے تو اس چراغ کے سبب سے اوسکا حال بدل جاتا ہو حتی کہ وہ دیکھنے لگتا ہے اور راہ کو بیراہی سے تمیز کرلیتا ہے اور چل نکلتا ہو اسیطرح ان دونون علمون کی مثل ہے جو اصل ہین ان دونون علمون کو تیسرا علم پیدا ہونے کے واسطے جمع کرنا ایسا ہی جیسے پتھر اور لوہا اور تفکر کی مثل ایسی ہو جیسے پتھر کو لوہے پر مارنا اور معرفت کی مثل ایسی ہے جیسے وہ نور جو پتھر کو لوہے پر مارنے سے پیدا ہوتا ہے تاکہ اوس سے دل کی حالت بدل جاتے اور جب حال دل بدل جاتا ہو تو کام اور عمل بھی بدل جاتا ہو مثلاً جب یہ معلوم کیا کہ آخرت بہتر ہے تو دنیا سے منہ پھیر کر آخرت کی طرف متوجہ ہوگا پس تفکر سے تین چیزین پیدا ہوتی ہین معرفت حالت عمل مگر عمل حالت کا تابع ہے اور حالت معرفت کی تابع ہو اور معرفت تفکر کی تابع ہے پس تفکر سب نیکیون کی اصل اور کنجی ہے اسی بات سے تفکر کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے **میدان فکر کا بیان کہ فکر کس چیز مین ہوتی ہے اور کہان جاتی ہے** العزیز جانو کہ فکر کے جولان گاہ اور میدان کی نہایت نہین اسواسطے علم کی انتہا نہین ہے اور سب چیزون مین فکر جاری ہے مگر جو چیز راہ دین سے علاقہ نہین رکھتی اوسکی شرح کرنا ہمین مقصود نہین اور جو چیز راہ دین سے تعلق رکھتی ہے اگرچہ اوسکی تفصیل بے نہایت ہو لیکن مجملاً اوسکے اجناس کا بیان ہوسکتا ہو العزیز اب جانو کہ راہ دین سے ہم وہ معاملہ مراد لیتے ہین جو بندہ اور خدا کے درمیان ہو اسواسطے کہ وہی بندے کی راہ ہے کہ اوسی کے سبب سے بندہ خدا کو پہونچتا ہے اور بندے کا تفکر یا اپنے مین ہوتا ہو یا حق تعالی مین اگر حق تعالی مین ہوتا ہو تو یا اوسکی ذات مین ہوتا ہے یا صفات مین یا اوسکے افعال مین اور عجائب مصنوعات مین اگر اپنے مین بندہ تفکر کرتا ہو تو وہ تفکر یا اون صفتون مین ہوتا ہو جو حق تعالی کو ناپسند ہین اور وہ صفتین بندے کو حق تعالی سے دور کرتی ہین وہ صفتین معاصی اور مہلکات ہین یا وہ تفکر اون صفتون مین ہوتا ہو جو حق تعالی کو محبوب اور مرغوب ہین اور بندے کو حق تعالے سے نزدیک کردیتی ہین وہ صفتین طاعت اور منجیات ہین پس یہ چار میدان ہین اور بندے کی مثال عاشق کی سی ہے کہ اوسے معشوق کے سوا اور کسیطرف خیال جاتا ہی نہین اور اگر اور کسیطرف خیال جاتے تو اوسکا عشق خام اور ناقص ہے اسواسطے کہ عشق کامل وہی ہے جسنے معشوق کے سوا دل عاشق

مین اور کسی چیز کی گنجایش نہین رکھی ہو پس عاشق کو معشوق کے حسن و جمال کا خیال ہوتا ہے یا اوسکے اخلاق و افعال کا شعر ہر چہ آید
در دلم غیر تو نیست ۔ یا توئی یا بوی تو یا خوی تو ۔ اور اگر عاشق اپنے مین فکر کرتا ہے تو یا ایسی بات مین فکر کرتا ہے
جو اوسکی مقبولیت کو معشوق کے نزدیک زیادہ کرے تاکہ اوس بات کو تلاش کرے یا ایسی بات مین فکر کرتا ہے جو معشوق کو بری معلوم ہو تاکہ
اوس بات سے حذر کرے اور جو خیال عشق کے سبب سے ہوتا ہے وہ ان چار خیالون سے باہر نہین ہوتا عشق دین اور محبت حق تعالے کا
خیال ایسا ہی ہوتا ہے پہلا میدان یہ ہے کہ بندہ اپنے مین فکر کرے کہ میری بری صفتین اور اعمال بد کیا ہین تاکہ اونسے اپنے تئین
پاک کرون یہ یا ظاہری گناہ ہوتے ہین یا باطنی اخلاق خبیثہ اور یہ بہت ہین اسواسطے کہ ظاہری گناہ بعضے ہفت اندام سے
علاقہ رکھتے ہین جیسے زبان آنکھ ہاتھہ پاون وغیرہ اور بعضے تمام بدن سے تعلق رکھتے ہین اور خباثت باطنی کا بھی یہی حال ہے اور
انمین سے ہر ایک تفکر کے تین طور ہوتے ہین ایک یہ کہ فلانا کام اور فلانی صفت مکروہ ہے یا نہین کیونکہ یہ بات ہر جگہ ظاہر نہین
بلا فکر کے معلوم ہو سکتی ہے دوسرا یہ کہ یہ صفت جو مکروہ ہے مین اس صفت پر ہون یا نہین اسواسطے کہ صفات نفس کی آسانی سے
نہین معلوم ہو سکتے مگر تفکر سے تیسرا یہ کہ اگر اوس صفت ذمیمہ سے موصوف ہو تو اوس سے چھوٹنے کی کیا تدبیر ہے پس ہر روز صبح کو
آدمی کو تین ساعت بھر یہ تفکر کرنا چاہیے پہلے اون ظاہری گناہ مین فکر کرنا چاہیے جو زبان سے ہوتے ہین کہ آج مین کس
بات مین مبتلا ہونگا شاید غیبت اور جھوٹ مین مبتلا ہو جاؤن اسکی تدبیر سوچے کہ اس سے کیونکر بچون اسیطرح اگر یہ خطرہ ہو کہ لقمہ
حرام مین مبتلا ہو جاؤنگا تو اوس سے بچنے کی تدبیرین سوچے علی ہذا القیاس اپنے اعضا کے بارہ مین تفحص کرے اور سب طاعات
مین بھی فکر کرے جب طاعات سے فراغت ہو تو فضائل اعمال مین سوچ کرے تاکہ سب بجا لاوے مثلاً اپنے جی مین کہے کہ یہ زبان ذکر
خدا اور راحت مسلمین کے واسطے پیدا کی گئی ہے اور مین فلانا ذکر کرنے پر اور فلانے شخص کی آسایش کے واسطے فلانی اچھی بات
کہنے پر قادر ہون اور آنکھ اسواسطے پیدا کی گئی ہے تاکہ دین کا پھندا ہو تاکہ اوس سے ہمای سعادت کو شکار کرون اور فلانے عالم کو نظر
تعظیم سے اور فاسق کو نظر تحقیر سے دیکھون تاکہ آنکھ کا حق ادا ہو اور مال مسلمانون کی راحت کے واسطے پیدا ہوا ہے تاکہ فلانا صدقہ
دون اور اپنے کام کا حرج کرکے اوسے اورون پر ایثار کرون ہر روز یہ اور اسکے مانند اور خیالات کیا کرے شاید کہ ساعت بھر کی فکر مین
ایسا خطرہ آوے جو تمام عمر گناہ سے بچائے اسواسطے ساعت بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ اسکا فائدہ تمام عمر
رہتا ہے اور جب ظاہری طاعات و معاصی کے تفکر سے فارغ ہوا تو باطن کی طرف متوجہ ہو اور خیال کرے کہ مہلکات یعنی بر
اخلاق میرے باطن مین کیا کیا ہین اور منجیات یعنی نیک اخلاق مین سے میرے باطن مین کیا نہین ہین تاکہ اونھین حاصل کرون
ان کی تفصیل بھی دراز ہے مگر اصل مہلکات دس ہین بخل تکبر عجب ریا حسد غصہ حرص طعام حرص سخن دوستی مال دوستی جاہ
اور منجیات یا نا ہلاکت سے بچنے کے واسطے آدمی کو کفایت کرتا ہے اور اصل منجیات بھی دس ہین توبہ صبر رضا بالقضا شکر نعمت خوف
رجا زہد یعنی ترک دنیا طاعت مین اخلاص خلائق کے ساتھہ خلق نیک محبت الٰہی ان صفات مین سے ہر ایک صفت مین تفکر کی
انتہا نہین ہے یہ راہ اوسی شخص پر کھلتی ہے جو ان صفات کے علوم کو جیسا اس کتاب مین ہم ذکر کیا ہے پہچانے اور مرید کو چاہیے

کہ ان صفات کی ایک فہرست اپنے واسطے لکھ رکھے جب ایک صفت حاصل کر چکا ہو تو اوسپر خط کھینچ دیا کرے اور دوسری صفت مین مشغول ہوا
کرے اور ممکن ہے کہ ان تفکرات مین سے بعض تفکر کسیکو بہت ضرور ہو اسواسطے کہ وہ کسی بری صفت مین پھنسا ہو مثلاً کوئی عالم باورع
اور سب بُرے اخلاق سے تو چھوٹا ہو مگر علم پر بہت اتراتا اور فخر کرتا ہو اور علم ظاہر کرکے بزرگی اور ناموری ڈھونڈھتا ہو خلق کی نگاہ مین اپنی
عبادت اور صورت آراستہ رکھتا ہو قبول خلق سے خوش ہوتا ہو اگر کوئی شخص اوسپر طعن کرتا ہے تو وہ اوس شخص کے ساتھ اپنے دل مین کینہ
رکھتا ہو اور بدلا لینے کی تاک مین لگا رہتا ہو یہ سب باتین بہت چھپی ہوئی خباثتین اور دین مین خلل ڈالنے والی ہین پس چاہیے کہ یہ عالم ہر روز
فکر کیا کرے کہ اس بری بات سے کیونکر بچون اور خلق کا ہونا نہ ہونا میرے نزدیک کسطرح برابر ہو جاوے تاکہ میری نظر بالکل خدا ہی پر رہے
اس باب مین فکر کی بڑی گنجائش ہے اس سے معلوم ہوا کہ بندہ جو اپنی صفات مہلکات و منجیات مین فکر کرتا ہو اوسکی کچھ نہایت نہین اور
اوسکی تفصیل بیان کرنا ممکن نہین والسلام دوسرا میدان اوس تفکر مین ہے جو حق تعالی مین ہو یہ تفکر یا حق تعالی کی ذات اور صفات مین
ہوتا ہے یا اوسکے افعال اور مصنوعات مین جو تفکر اوسکی ذات اور صفات مین ہوتا ہے وہ بہت بڑا مقام ہے مگر چونکہ خلق اوس
تفکر کی طاقت نہین رکھتی اور وہان تک عقل کی رسائی نہین ہوتی لہذا شارع نے منع کیا اور فرمایا کہ حق تعالے مین تفکر نکرو فانکم
لن تقدروا قدرہ یعنی تمھین اوسکی قدر جاننے کی قدرت نہین اور یہ دشواری اس سبب سے نہین کہ اوسکا جلال پوشیدہ ہے بلکہ اوسکی
روشنی کی وجہ سے ہے کہ وہ نہایت روشن ہے اور آدمی کی بصیرت ضعیف ہے اوسکی طاقت نہین رکھتی بلکہ آدمی اوس مین مدہوش اور متحیر
ہو جاتا ہے جسطرح چمگادڑ اسواسطے دن کو نہین اوڑتا کہ اوسکی بینائی ضعیف ہے نور آفتاب کی تاب نہین لاسکتی آفتاب کے تئین دنکو وہ نہین دیکھتا
شام کو جب تھوڑا سا نور آفتاب رہتا ہے تو دیکھتا ہے عوام الناس کی بھی مثال ہے اور ایسا ہی حال ہے مگر صدیق اور بزرگ لوگ اس نظر کی
طاقت رکھتے ہین لیکن ہمیشہ نہین کیونکہ بیطاقت ہو جاتے ہین جیسے آفتاب کو آدمی دیکھ سکتا ہے لیکن ہمیشہ دیکھا کرے تو اندھے ہو جانے کا خوف ہے
اسیطرح اس نظر مین دیوانہ اور بیہوش ہو جانیکا خوف ہے پس حقائق صفات حق تعالی سے جو کچھ بزرگ لوگ جانتے ہین وہ بھی خلق سے بیان کرنے
کی اجازت نہین مگر اون الفاظ سے جو صفات خلق سے قریب ہون مثلاً تو یون کہے کہ حق تعالی عالم اور مرید اور متکلم ہے کہ خلق ان الفاظ
سے اپنی ہی صفتون کی جنس سے کچھ سمجھے یہ ایک تشبیہ ہے مگر اتنا اور بھی کہدینا چاہیے کہ اوسکا کلام تمھارے کلام کا سا نہین کہ حرف و صوت
ہو اور اوس مین پیوستگی اور گسستگی ہو جب تو یہ کہیگا تو شاید خلق اسکے سمجھنے کی طاقت نرکھے اور انکار کر بیٹھے کہ خدا کا کلام بھلا بے حرف و صوت
کیونکر ہوگا جیسا کہ تو خلق سے کہے کہ حق تعالی کی ذات تیری ذات کی سی نہین اسواسطے کہ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض نہ جگہ مین نہ جگہ پر نہ جہت مین
نہ عالم سے متصل ہے نہ منفصل نہ عالم کے باہر ہے نہ عالم کے اندر تو شاید اسکی بھی انکار کرے اور کہے کہ یہ ممکن ہی نہین اس سبب سے کہ حق
تعالی کی ذات کو وہ اپنی ذات پر قیاس کرے اور اس سے کچھ عظمت نہ سمجھے کیونکہ خلق نے جو عظمت دیکھی ہوگی وہ عظمت سلطان ہے کہ وہ ایک
تخت پر بیٹھتا ہے اور اوسکے سامنے غلام کھڑے رہتے ہین پس اسیطرح حق تعالی کے حق مین بھی خیال محال کرے حتی کہ کہنے لگے کہ ضرور بالضرور
حق تعالی کے بھی ہاتھ پاؤن آنکھ منہ زبان ہوگی کیونکہ خلق نے اپنی ذاتون مین یہ سب اعضا دیکھے تو سمجھیگی کہ اگر حق تعالی کی ذات مین
یہ اعضا نہون تو یہ نقصان کی بات ہے اگر مکھی کو بھی ان عوام الناس کی سی عقل ہوتی تو وہ بھی کہتی کہ بیشک میرے خالق کے بھی پر و بال ہونگے

اسواسطے کہ یہ محال ہو کہ جو میری قوت و توانائی کی چیز میرے پاس ہو امراوسکی پاس نہو پس اسیطرح آدمی بھی سب کامون کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہو اسی سبب سے حق تعالی کی ذات و صفات مین تفکر کرنیکی شرع مین ممانعت ہو اور بزرگان سلف نے اسمین کلام کرنے سے منع کیا ہو اور صاف صاف یہ کہنا کہ وہ نہ عالم کے اندر ہے نہ عالم کے باہر ہے نہ متصل ہے نہ منفصل ہے روا نہین رکھا ہو بلکہ اسی پر قناعت کی ہے کہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ یعنی نہ وہ کسی چیز کے مثل ہے نہ کوئی چیز اوسکے مثل ہے یہ بات مجمل کہی اسکی تفصیل نہین کی تفصیل کرنے تو بدعت سمجھا اس سبب سے کہ اکثر خلق کی عقل مین اسکی تفصیل نہین آسکتی اسیواسطے بعض انبیا علیہم السلام پر وحی نازل ہوئی کہ میرے بندون سے میری صفتون کا حال نہ کہو کہ وہ انکار کرینگے اون سے ایسی بات کہو جو اونکی عقل مین آسکے پس اولی یہ ہو کہ اس باب مین نہ گفتگو کرین نہ تفکر مگر جو کوئی کامل ہو پھر وہ بھی دہشت اور حیرت مین پڑجاتا ہو پس چاہیے کہ اوسکی عظمت اوسکی عجائب صنعت سے معلوم کرین اسواسطے کہ جو کچھ عالم وجود مین ہے وہ سب اوسکے انوار عظمت و قدرت مین سے ایک نور ہے اگر کوئی شخص آفتاب کو دیکھنے کی طاقت نہین رکھتا وہ اسکی طاقت تو رکھتا ہو کہ نور آفتاب جو زمین پر پھیلا ہے اوسے دیکھے تیسرا میدان عجائب خلق خدا مین تفکر کا بیان اے عزیز جانتو کہ جو کچھ عالم مین موجود ہو وہ سب اوسی کی صنعت ہو اور سب عجیب و غریب ہو اور زمین و آسمان کے ذرون مین ہر ایک ذرہ زبان حال سے اپنے خالق کی تسبیح و تقدیس اور قدرت کاملہ اور علم بیحد بیان کرتا ہو اور یہ عجائب اس کثرت سے ہین کہ انکی تفصیل نہین ہوسکتی بلکہ اگر سب دریا سیاہی ہون اور سب درخت قلم بنین اور تمام مخلوقات کاتب ہون اور مدت دراز تک لکھا کرین تو بھی جو کچھ حقیقت مین ہو اوس مین سے تھوڑا ہی سا لکھین جیسا کہ خود حق تعالی فرماتا ہو قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا اگر اے عزیز اسقدر سمجھ جان سلے کہ مخلوقات دو قسم پر ہو ایک قسم کی تو ہمین خبر ہی نہین اوس مین تفکر کیا کر سکین گے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے سُبْحَانَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ایک قسم کی ہمین خبر ہے جسکی ہمین خبر ہو وہ بھی دو قسم پر ہو ایک وہ جنھین آنکھ نہین دیکھ سکتے جیسے عرش کرسی فرشتے دیو پری انمین تفکر کرنیکے اطوار اس مختصر کتاب مین بیان کرنا دشوار ہے پس جو چیزین دیکھی جاتی ہین اونہی پر ہم اکتفا کرتے ہین جو آسمان آفتاب ماہتاب تارے زمین ہین اور جو کچھ زمین پر ہین جیسے پہاڑ جنگل دریا شہر اور جو جواہر و معادن پہاڑون مین ہین اور جو انواع نباتات روی زمین پر ہین اور آدمی کے سوا جو انواع حیوانات بر و بحر مین ہین حتی کہ فکر کرتا ہوا آدمی تک پہونچو آدمی تو سب سے زیادہ عجیب تر اور جو کچھ زمین و آسمان کے بیچ مین ہے جیسے ابر باران اولا رعد برق قوس قزح اور جو علامات ہوا مین پیدا ہوتے ہین پس یہ چیزین سب کا خلاصہ ہین اور ہر ایک مین تفکر کی گنجایش ہے اور سب عجائب صنع الہی ہین ایسی چیزین سے بعضون کا ہم مختصر بیان کرینگے یہ سب حق تعالی کی نشانیان ہین کہ تجھے انمین نظر و فکر کرنیکا حکم فرمایا ہو جیسا کہ ارشاد کیا ہو وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ اور فرمایا ہے اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ اور فرمایا ہے اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ اور ایسی بہت سی نشانیان ہین پس اے عزیز ان نشانیون مین فکر کیا کر پہلی جو نشانی تجھسے بہت ہی نزدیک ہو تو ہی ہے روی زمین

مین تجھسے زیادہ کوئی چیز عجیب نہین اور تو اپنے سے غافل ہے اور حق تعالی کی جناب سے ندا آتی ہے وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ
یعنی اے آدمی تو اپنی ذات مین تامل کر تاکہ ہماری قدرت و عظمت تجھپر ظاہر ہو الغرض پہلے اپنی ابتدا کا تو خیال کر کہ تو کہانسے آیا ہے کیونکہ
حق تعالی نے تجھے ایک بوند پانی سے پیدا کیا اوسے پہلے باپ کی پیٹھ مین اور مان کی چھاتی مین جگہ دی پھر اوسے تیری پیدائش کا تخم
کیا اور مان باپ پر شہوت کو مسلط کیا عورتون کے بچہ دان کو زمین بنایا مردون کے آب پشت کو بیج ٹھہرایا شہوت کو مرد و عورت
پر تعینات کر دیا حتی کہ زمین مین بیج پڑا پھر خون حیض سے اوس تخم کو سیچا اور تجھے نطفہ اور خون حیض سے پیدا کیا پہلے اوس خون کو
تھکا کر دیا اوسے علقہ کہتے ہین پھر گوشت کا لوتھڑا کر دیا اوسے مضغہ کہتے ہین پھر اوس مین جان ڈالی پھر اوس ایک طرح کے لہو پانی
سے تجھہ مین مختلف چیزین پیدا کین جیسے گوشت پوست رگ پٹھ اور استخوان پھر اون سب سے تیرے اعضا کی صورت بنائی سر گول
کیا ہاتھہ پاون لنبے لنبے بنائے اونکے سرون پر پانچ پانچ اونگلیان پیدا کین پھر باہر آنکھہ ناک کان منہ زبان اور اور اعضا
پیدا کیے اور تیرے اندر معدہ جگر گردے تلی پتا رحم مثانہ آنتریان پیدا کین ہر ایک کو اوسہی شکل اور وہی صفت اور وہی مقدار پر
پیدا کیا پھر اون مین سے ہر ایک عضو کے کئی کئی حصے کیے ہر ہر اونگلی کی تین تین پورین کین ہر عضو کو گوشت و پوست رگ و
اور ہڈیون سے مرکب کیا اور تیری آنکھہ جو مقدار جوز سے زیادہ نہین اوسکے سات طبقے بنائے ہر طبقہ اور وہی صفت پر ہے اون مین
سے اگر ایک بھی خراب ہو جائے تو تمام جہان تجھے نظر نہ آئے اگر فقط آنکھہ کے عجائبات کی تفصیل بیان کرون تو بہت سے اوراق
سیاہ ہون پھر اپنی ہڈیون کو دیکھہ کہ رقیق اور لطیف پانی سے کیسا سخت اور مضبوط جسم بنایا اون مین سے ہر جوڑا اور ٹکڑا
اوسہی شکل و مقدار پر ہے بعض ہڈی گول ہے بعضی لنبی بعضی چوڑی بعضی اندر سے خالی بعضی بھری ہے اور سب کو باہم مرکب کر
اور ہر ایک کی مقدار اور شکل و صورت مین ایک حکمت بلکہ بہت سی حکمتین رکھین پھر ہڈیون کو تیرے بدن کا ستون کر کے اوسی
پر سب اعضا کی بنا کی اگر ایک سخت ہڈی ہوتی تو تو پیٹھہ نہ جھکا سکتا اگر ہڈیان جدا جدا ہوتین تو پیٹھہ سیدھی نرکھہ سکتا اور پاون
پر زور دیکر کھڑا نہو سکتا تو اوسے ٹکڑے ٹکڑے پیدا کیا تاکہ بدن جھک سکے پھر ایک ہڈی کو دوسری سے ملا کر رگ و پے لپیٹکر اوسے
مضبوط کر دیا تاکہ آدمی سیدھا کھڑا رہ سکے اور ہر مہرے مین چار زائدے گولی کے مانند پیدا کیے اور اوسکے نیچے چار سوراخ
گڑھون کے مثل بنائے تاکہ وہ زائدے اون گڑھون مین جم بیٹھین اور مہرون کے کنارون کو بازوون کی طرح باہر نکلا رکھا
تاکہ پٹھے جو مضبوطی کے واسطے اون پر لپیٹے ہین اون مین اڑے رہین اور تیرے تمام سر کو پچپن ہڈیون سے پیدا کیا اور باریک
درزون سے باہم جوڑ دیا تاکہ اگر ایک کو کچھہ آفت پہونچے تو دوسرا سلامت رہے اور سب نہ ٹوٹ جائے اور دانتون کو
پیدا کیا بعضون کا سر چوڑا ہے تاکہ نوالہ چبائے اور بعضی کا سر باریک اور تیز رکھا تاکہ کھانے کی چیز کو کاٹے اور چھوٹے چھوٹے
ٹکڑے کر کے گویا چکی مین ڈالدے پھر تیری گردن سات مہرون سے بنائی اور رگ پٹھے لپیٹکر اوسے مضبوط کر دیا اور سر کو اوسکے
ساتھہ ترکیب دی اور پیٹھہ کو چوبیس مہرون سے پیدا کیا اور اوسپر گردن رکھہ دی پھر سینے کی ہڈیان اون مہرون کی چوڑان مین
بنائین اسیطرح اور ہڈیان پیدا کین اسکی تفصیل دراز ہے غرضکہ تیرے بدن مین دو سو اڑتالیس ہڈیان پیدا کین ہر ایک اوسہی

حکمت کے واسطے ہے تاکہ تیرا کام بنا رہے اور ان سبکو ایک کثیف پانی سے پیدا کیا اگر ان ہڈیون مین سے ایک بھی کم ہو جاے تو تو کام سے باز رہے اور ایک بھی زیادہ ہو جاے تو تیرے آرام مین خلل آئے اور چونکہ تجھے ان ہڈیون اور اعضا کے ہلانے کی حاجت تھی تیرے سب اعضا مین پانسو ستائیس عضلے پیدا کیے ہر ایک عضلہ مچھلی کی صورت بیچ مین گند دکنارے باریک ہین بعضے چھوٹے ہین بعضے بڑے ہر ایک گوشت اور پٹھے اور پردے سے مرکب ہے پردہ غلاف کی طرح اونپر چڑھا ہوتا ہے انمین چوبیس فقط اسواسطے ہوتے ہین کہ ہر طرف سے تو آنکھ اور پلک ہلا سکے اورون کو بھی اسی پر قیاس کر لے اسواسطے کہ اسکی بھی تفصیل دراز ہے پھر تیرے بدن مین تین حوض بنا کر اونسے تمام جسم مین نہرین جاری کین ایک حوض دماغ ہے جس سے پٹھون کی نہرین نکلکر تمام بدن مین پہونچتی ہین تاکہ بدن مین حس و حرکت کی قدرت پیدا ہو اور اوس سے ایک نہر پیٹھ کے مہرون کے اندر رکھی تاکہ نہر منہ سے دور نہون کہ اگر دور ہوتے تو خشک ہو جاتے دوسرا حوض جگر ہے اوس سے ہفت اندام مین رگین پھیلائین تاکہ انمین غذا پہونچے تیسرا حوض دل ہے اوس سے تمام بدن مین رگین پہونچائین تاکہ اونمین روح روان ہو اور دل سے ہفت اندام مین پہونچتی ہے پس اے عزیز اپنے ایک ایک عضو مین تفکر کر کہ حق تعالی نے ہر ایک عضو کو کیونکر اور کسواسطے پیدا کیا آنکھ کو سات طبقون سے ایسی ہیئت اور رنگت پر پیدا کیا کہ اوس سے بہتر ہونا ممکن نہین پلک کے پپوٹون کو اسواسطے پیدا کیا تاکہ گرد و غبار سے آنکھ کو بچاتے اور مژگان سیدھی اور سیاہ حسن صورت اور قوت بصارت کے واسطے پیدا کین تاکہ جب غبار ہو تو آنکھین بند کر لے تاکہ آنکھ مین اوندر نہ جانے پائے اور اونکے درمیان سے تو دیکھ سکے اور جب خس و خاشاک اوپر سے گرے تو مژگان آنکھ کی نگہبان ہو جائین اور ان سب صنعتون سے زیادہ عجیب یہ قدرت ہے کہ آنکھ کی سیاہی جو دو تین مسور کے برابر ہے اوس مین زمین و آسمان کی اتنی بڑی صورت نظر آتی ہے حتی کہ جب تو آنکھ کھولتا ہے تو باوصف اس بعد کے فوراً آسمان نظر آتا ہے اگر نظر کے عجائب اور آئینہ دیکھنے کے عجائب اور جو کچھ اوس مین جھوٹ موٹ نظر آتا ہے اوسکی کیفیت بیان کیجائے تو دفتر کے دفتر ہو جائین پھر کان کو پیدا کرکے کڑوا میل اوس مین پیدا کر دیا تاکہ کوئی کیڑا اوس مین نگھس جائے پھر کان کا گھونگھا بنایا تاکہ آواز کو جمع کرکے کان کی چھید مین پہونچائے اور کان کے اندر پیچ پیچ اسواسطے بنایا تاکہ جب تو سو جائے اور چیونٹی کان کے اندر جانا چاہے تو اوسپر راہ دراز ہو اور بہت پھیر کھائے حتی کہ تو چونک پڑے اگر منہ اور ناک اور اور اعضا کا مفصل حال بیان کرون تو طول ہو اور اس گفتگو سے مقصود یہ ہے تاکہ تجھے راہ معلوم ہو جائے اور ہر ایک عضو مین تفکر کیا کر کہ یہ عضو کسواسطے ہے اور اوسکے سبب سے خالق کی حکمت و عظمت و لطف و رحمت و علم و قدرت سے آگاہ ہوتا رہے کہ تیرے سر سے پاؤن تک سب عجائب ہین اور باطن کے عجائبات اور دماغ کے خزانے اور حس کی قوتین جو اوسمین رکھی ہین اون سے زیادہ عجیب ہین بلکہ جو کچھ سینہ اور پیٹ مین ہے وہ بھی عجیب تر ہے اسواسطے کہ حق تعالی نے معدہ کو دیگ کے مانند پیدا کیا کہ ہمیشہ ترکھاتا رہتا ہے حتی کہ کھانا اوسمین پک جاتا ہے اور جگر اوس کھانے کو خون کر دیتا ہے اور رگین اوس خون کو ہفت اندام کو پہونچا دیتی ہین اور پتا اوس خون کے پھین کو جسے صفرا کہتے ہین لے لیتا ہے اور تلی اوس خون کے تلچھٹ کو جو سودا ہوتا ہے کھینچ لیتی ہے اور گردے اوس خون سے پانی کو جدا کر کے مثانہ کی طرف بہا دیتے ہین علی ہذا القیاس بچہ دان اور آلات ولادت کو

عجائب بھی ایسی ہی ہین اور ظاہری باطنی قوتین اور حواس جیسے بصارت سماعت عقل علم جو آدمی کو مرحمت فرمائے عجیب غریب ہین سبحان اللہ العزیز اگر کوئی مصور کسی دیوار پر ایک اچھی سی صورت بناتا ہے تو اوسکی اوستادی سے تو تعجب مین رہتا ہے اور اوسکی بہت تعریف کرتا ہے اور خالق برحق صانع مطلق کی صنعت تو دیکھتا ہے کہ پانی کے ایک قطرہ پر یہ نقش ظاہر و باطن مین پیدا کرتا ہے یہان نہ قلم نظر آتا ہے نہ نقاش اور ایسے نقاش حقیقی کی عظمت سے تو تعجب اور حیرت مین نہین رہتا اور ایسے صانع باکمال کی قدرت کاملہ اور علم اتم سے تو بیخود اور مدہوش نہین ہو جاتا اور ایسے خالق برحق کی شفقت بے غایت اور رحمت بے نہایت سے تو تعجب نہین کرتا کہ جب رحم مین غذا کا تو محتاج تھا تب ہان اگر تو منہ پھیلاتا تو انداز سے زیادہ خون حیض تیرے معدہ مین چلا جاتا اور تو ہلاک ہوتا لہذا ناف کی راہ سے تیری غذا کا جانا مقرر کیا پھر جب تو بچہ دان سے باہر آیا تو ناف کا راستہ بند کرکے تیرا منہ کھولدیا اسواسطے کہ اب مان اپنے انداز کے موافق تجھے غذا دے سکتی ہے پھر چونکہ اوسوقت تیرا بدن ضعیف اور نازک تھا ثقیل کھانون کی قوت نرکھتا تھا لہذا شیر مادر جو لطیف ہوتا ہے اوسسے تیری غذا بنائی اور مان کے سینے مین چھاتیان پیدا کین اوسکی چھاتیون کی بھٹنی تیرے منہ کی قدر بنائی تاکہ دودھ تیرے منہ مین ورسی نگرے اور مان کے سینے مین ایک قدرتی دھوبی بٹھا دیا تاکہ خون سرخ جو سینے مین آتا ہے اوسے دھوکر سفید دودھ کردے اور پاک صاف کرکے تیرے پاس بھیجے اور تیرے مان پر شفقت مادری کو منزل کردیا جسے کہ اگر دم بھر تو بھوکا ہوتا ہے تو وہ بیقرار اور بیچین ہو جاتی ہے چونکہ دودھ پینے مین دانتون کی حاجت نہ تھی لہذا پہلے دانت نہین پیدا کیے تاکہ اپنی مان کی چھاتیونکو توزخمی نکرڈالے جب کھانا کھانے کی قوت پیدا ہوئی تو اوسی وقت پر دانت پیدا کیے تاکہ کھانے کی سخت چیز پر تو قادر ہو اندھا وہی شخص ہے جو یہ سب صنعتین اور خلقتین دیکھے اور اونکے صانع اور خالق کی عظمت سے دنگ اور مدہوش اور اوسکے کمال لطف و شفقت سے متحیر اور اس جلال و جمال پر عاشق نہو جائے وہ آدمی صورت بہائم سیرت بڑا ہی غافل ہے جو ان عجائب مین تفکر نہ کرے اور اپنی بدن کا خیال نکرے اور جو عقل کہ اوسے عنایت ہوئی اور بہترین اشیا ہے اوسے ضائع کرے اور اس سے زیادہ اور کچھ نہ جانے کہ جب بھوکا ہو کھانا کھائے جب غصہ آئے تو کسی سے بھڑ جائے اور بوستان معرفت الٰہی کی سیر سے بہائم کیطرح محروم رہے آدمی کی تنبیہ کے واسطے اتنا بیان یہان کافی ہے تیری عجائبات خلقت مین سے یہ تو لاکھ مین سے ایک بھی نہین ہے اکثر یہ عجائب سب حیوانون مین بھی مچھر سے لیکر ہاتھی تک موجود ہین اسکی تفصیل دراز ہے دوسری نشانی زمین ہے اور جو کچھ زمین کے اوپر اور اندر ہے العزیز اگر تو چاہتا ہے کہ اپنے بدن کے عجائبات معلوم کرکے آگے بڑھے تو زمین کا خیال کر کہ حق تعالیٰ نے کسطرح اسکو تیرا بچھونا بنایا اور ایسی وسعت اوسے دی کہ تو اوسکے کنارے تک نہین پہونچ سکتا اور اوسپر پہاڑون کی میخین گاڑ دین تاکہ تیرے قدم کے نیچے ٹھہر سے جنبش نکرے اور سخت پتھرون کے نیچے سے پانی نکالا تاکہ بتدریج نکلکر روی زمین پر جاری ہو اگر سخت پتھر اس پانی کو روکے نہ رہتا تو پانی دفعۃً نکلکر دنیا کو ڈبو دیتا یا تھوڑی تھوڑی راحت پہنچنے کے پہلے ہی پہونچ جاتا اور موسم بہار کا خیال کر کہ تمام روی زمین جمی ہوئی خاک ہوتی ہے جب مینہ برستا ہے تو کیسی زندہ ہو کر گل بوٹون کی بہار سے اطلس ہفت رنگ کیا بلکہ ہزار رنگ ہو جاتی ہے اور جو سبزہ اوگتا ہے اوسمین فکر کر کہ اون مین پھول بھی ہوتے ہین کلیان بھی ہوتی ہین ہر گل و شگوفہ کی

رنگت جدا جدا صورت علیحدہ ہوتی ہے ایک دوسرے سے بہتر ہوتا ہی تجھ میوسے اور درختوں میں فکر کر اونکی خوبصورتی اور ذائقہ اور بو باس
اور فائدے کو دیکھ بلکہ ہزار ہا بوٹیاں جنکا نام ونشان بھی تجھکو نہیں معلوم او گاکر اون مین فوائد نادرہ دیکھ کوئی تلخ ہے کوئی شیرین کوئی
ترش کیسکی خاصیت یہ ہو کہ بیمار کردیتی ہے کیسکی منفعت یہ ہے کہ شفا دیتی ہو ایک جان بچاتی ہے ایک زہر ہے کہ اوسکے سبب سے جان جاتی
ہی بعضی صفرا کو تحریک دیتی ہے بعضی اوسے دور کرتی ہے ایک خلط سودا کو رگوں کے اندر سے نکالتی ہے ایک
سودا کو ابھارتی ہے کوئی گرم ہے کوئی سرد کوئی خشک ہی کوئی تر کسی سے بہت نیند آتی ہے کسی سے نیند موقوف ہوجاتی ہے ایک ایسا
ہے دلکو فرحت دے ایک ایسی ہے کہ دل مین رنج وکلفت پیدا کرے کوئی آدمیوں کی غذا ہے کوئی جانوروں کی چری ہو کوئی چڑیوں
کا دانہ ہے اے عزیز خیال تو کر کہ یہ ہزاروں ہی ہین اور اون مین ہزاروں ہی عجائبات ہین تاکہ تجھے ایسی قدرت کا ملہ نظر آئے کہ تمام خلق
کی عقلوں کا دنگ ہوجاتا ہے یہ چیزیں بھی بے نہایت ہین تیسری نشانی وہ نفیس اور بے بہا امانتیں ہین جنھین حق تعالی نے
پہاڑوں مین پوشیدہ رکھا اوسے کہاں کہتے ہین بعض انمین سے زینت اور آرایش کے واسطے درکار ہین جیسے سونا چاندی لعل فیروزہ
یاقوت یشم بلور ہیرا وغیرہ اور بعض انمین سے برتن بنانے کے واسطے ہین جیسا لوہا تانبا پیتل کانسی قلعی اور بعض انمین سے متفرق
کاموں کے لیے ہین جیسے نمک گندھک نفط قیرا ان مین سب سے کمتر نمک ہو جس سے کھانا ہضم ہوتا ہے اگر کسی بستی مین نمک نہ میسر آئے
تو وہاں کے سب کھانے خراب اور بدمزہ ہوجائین لوگ بیمار پڑجاتین ہلاکت کا خوف پیدا ہو پس خدا کے لطف وکرم کو دیکھ کہ تیرا
کھانا اگرچہ تجھے غذا پہونچاتا ہے مگر چونکہ اوسکے خوش مزہ ہونے کے واسطے ایک چیز اور درکار تھی وہ بھی بے دریغ عنایت فرمائی
اور برسات کے پاک پانی سے نمک کو بنایا کہ پانی زمین مین جمع ہوکر نمک بنجاتا ہی یہ عجائب بھی بے نہایت ہین چوتھی نشانی حیوانات
روے زمین ہین کہ بعضے چلتے ہین بعضے اوڑتے ہین بعضے دو پاؤں سے چلتے ہین بعضے چار پاؤں سے بعضے پیٹ کے بل بعضے
بہت پاؤں سے پھر مرغان ہوا اور حشرات الارض کے اقسام مین فکر وتامل کر کہ ہر ایک کی شکل وصورت جدا ہے اور ایک دوسرے سے
اچھا ہے ہر ایک جانور کو جو چیز درکار تھی رب العالمین نے مرحمت فرمائی ہر ایک کو حکمت اور ترکیب سکھائی کہ یوں اپنے غذا حاصل کرین
ہین یوں اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہین تاکہ وہ بڑے ہوں اسطرح اپنا گھونسلہ بناتے ہین اے عزیز چیونٹی کو دیکھ کہ وقت پر اپنی غذا
کیونکر جمع کرتی ہے گیہوں پاتی ہے تو یہ سمجھکر کہ اگر ثابت رکھونگی تو خراب ہوجاینگے اوسکے دو ٹکڑے کرڈالتی ہے تاکہ کیڑا نہ لگے اور
اگر دھنیا ثابت نرہے تو خراب ہوجاتا ہے یہ سمجھکر دھنیا کو ثابت رکھہ چھوڑتی ہے اور اے عزیز مکڑی کو تو دیکھ کہ وہ اپنا گھر کیسا بناتی ہے
بنا مین جو اندازہ کام آتا ہو اوسے کسطرح نگاہ رکھتی ہے اپنے لعاب سے ڈوری بناتی ہے دیوار کے دو کونے ڈھونڈھکر ایک طرف نیو
جماتی اور دوسری طرف لیجاتی ہے جب اس حکمت سے تانا تن چکتی ہے تو بانا بننے لگتی ہو اور تاروں کا بیچ برابر رکھتی ہو تاکہ کوئی تار دور اور کوئی
نزدیک نہو اور خوشنما معلوم ہو پھر خود دیوار کے گوشہ مین ایک تار مین لٹکی ہوئی مکھی کی منتظر رہتی ہے تاکہ اپنی غذا حاصل کرے پھر
جب کوئی مکھی اولجھتی ہے تو مکڑی حملہ کرکے اوسے شکار کرتی ہے اور وہ تار اوسکے ہاتھ پاؤں مین لپیٹ دیتی ہے تاکہ اوسکے
اوڑ بھاگنے کا خوف نہ باقی رہے پھر اوس مکھی کو رکھہ چھوڑتی ہے اور دوسری کی تلاش مین رہتی ہے اور اے عزیز مکھی کو دیکھ کہ اپنا

گھر مسدس ہی بناتی ہے اسواسطے کہ اگر مربع بناتے اور اوسکی شکل تو گول ہو تو گھر کے گوشہ بیکار خالی رہین اور اگر گول بناتے تو جب مدورات کو ملا کر رکھتے ہین تو اونکے بیچ مین بیکار جگہہ چھوٹتی ہے اور سب شکلون مین مسدس سے زیادہ مدور کے قریب کوئی شکل نہین ہے یہ بات دلیل ہندسی سے ثابت ہو تو خداوند عالم اپنی رحمت و مہربانی سے اس چھوٹے سے جانور پر کتنی عنایت رکھتا ہو کہ اوسے یہ ترکیب الہام فرماتا ہو اور مچھر کو الہام کرتا ہو کہ خون تیری غذا ہو اور اوسکے واسطے ایک سونڈ تیز اور باریک اندر سے خالی پیدا کی تا کہ اوسے آدمی کے بدن مین چبھو کر خون کھینچے اور اوسے ادراک عنایت فرمایا کہ جب اوسے پکڑنے کو آدمی ہاتھ ہلاتا تو وہ سمجھکر اوڑ جاتا ہے اور اوسے ہلکے ہلکے دو پر دیئے کہ اونکے زور سے اوڑ سکے جھٹ پٹ بھاگ جائے اور فوراً پھر آئے اگر اوسکی زبان اور عقل ہوتی تو اپنے خالق کا اتنا شکر بجا لاتا کہ سب آدمی تعجب مین رہتے مگر زبان حال سے سراپا مشغول شکر و تسبیح ہے مگر ہم لوگ نہین سمجھتے جیسا حق تعالی فرماتا ہو وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اس قسم کی عجائب کی بھی نہایت نہین بھلا یہ کسکی مجال ہے کہ لاکھ عجائب مین سے ایک بھی پہچانے اور بیان کرے ائے عزیز اب تو کیا کہتا ہو کہ یہ حیوانات ان عجیب شکلون طرفہ رنگون عمدہ صورتون سڈول اعضا کے ساتھ کیونکر پیدا ہوے ہین آیا انھون نے خود اپنے تئین پیدا کیا یا تو نے اونھین پیدا کیا سبحان اللہ کیا اوسکی شان ہے کہ اس روشنی اور بینائی کے ساتھ آنکھون کو اندھا کر سکتا ہو تا کہ نہ دیکھین اور دلونکو غافل کر سکتا ہو تا کہ نہ سوچین بہت لوگ ظاہری آنکھہ سے دیکھتے ہین اور دل کی آنکھہ سے دیکھکر عبرت نہین لیتے جو بات سننا چاہیے اوسکے سننے سے اونکے کان بھرے ہین حتی کہ بہائم کیطرح آواز کے سوا اور کچھ نہین سنتے چڑیون کی بولی جسمین حرف و صوت کو دخل نہین نہین سمجھتے اور جو چیز دیکھنا چاہیے اوسکے دیکھنے سے انکی آنکھین اندھی ہین حتی کہ جو خط سیاہی سے سفیدی پر حروف و رقوم سے ہو اوسیکو دیکھتے ہین اور یہ خط الٰہی جو نہ حرف ہو نہ رقم تمام عالم ذرون پر قلم قدرت سے لکھا ہوا اسے نہین دیکھہ سکتے ائے عزیز چیونٹی کا انڈا جو ذرے کے سر کے برابر ہوتا ہو اوسمین غور کر اور کان لگا کر سن کہ کیا کہتا ہو زبان فصیح سے پکار پکار کہہ رہا ہو کہ او سادہ دل اگر کوئی شخص ایک صورت کسی دیوار پر کھینچ دیتا ہے تو تو اوسکی نقاشی اور اوستادی سے تعجب مین رہتا ہو آ مجھے دیکھ تا کہ خدا کی نقاشی اور مصوری تجھے نظر آئے کہ مین ایک ذرے سے زیادہ نہین ہون اور نقاش ازل ابتداے خلقت مین مجھسے چونٹی بنائیگا دیکھ تو میرے اجزا کو کیونکر تقسیم کریگا تا کہ مجھسے دل سر ہاتھہ پاؤن اور اعضا بناتے اور میرے سر و دماغ مین کئی ایک خانے اور خزانے رکھے کہ ایک مین چکھنے کی قوت ایک مین سونگھنے کی قوت ایک مین سننے کی قوت رکھی اور میرے سر کے باہر کتنے پیالے رکھکر اونپر نگینے بناتے ناک اور منہ جو کھانا اوترنے کی راہ ہے بنائی اور ہاتھ پاؤن مجھسے نکالے اور باطن مین ایسی جگہہ رکھی جہان کھانا پہونچکر ہضم ہو اور ایسا مقام بناتے جہان سے غذا نکل جائے اور اوسکے سب آلات پیدا کرے پھر میری شکل تیز اور چالاک اور میرے بدن کو تین درجے بنا کر ایک کو دوسرے سے ملاتے اور چوکی پہرے والون کی طرح میری کمر پر خدمت کا پٹکا باندھکر کالی قبا پہنائی اور یہ عالم جسے تو جانتا ہے کہ بالکل میرے ہی واسطے خدا نے پیدا کیا ہے اس عالم مین ظاہر کرے تا کہ تیری نعمت مین تیری طرح چلون پھرون بلکہ تجھے میرا مسخر کر دے تا کہ رات دن تو کاشتکاری تخم ریزی آب پاشی زمین کی درستی کرے اور جب گیہون جو اناج مغز بایت حاصل کر کے جہان کہیں

چھپا کر رکھتا ہو حق تعالی مجھہ ناچیز چیونٹی کو سان کی راہ بتاتا ہو حتی کہ مین اپنے گھر کے اندر زمین کے نیچے اوسکی بو سونگھکر وہان آپہونچتی ہون
اور تو باین ہمہ رنج و محنت سا پسال بھر کا کھانا بھی نہین رکھتا اور مین سال بھر بلکہ زیادہ کا کھانا لیتی ہون اور مضبوطی کے ساتھہ احتیاط
سے رکھتی ہون اور اگر خشک کرنیکو اپنی غذا مین میدان مین لاتی ہون تو مینہ برسنے کے قبل حق تعالی مجھے الہام فرماتا ہو مین وہان سے
اوٹھا کر ایسی جگہہ لیجاتی ہون جہان مینہ کچھہ نقصان نہ پہونچا سکے اور اگر تو نے میدان مین خرمن لگایا ہو اور سیل و باران آیا ہو
تو تجھے اوسکی خبر بھی نہین ہوتی حتی کہ تمام خرمن ضائع ہو جاتا ہے پس مین اوس خدا کا شکر کیونکر بجالاؤن جسنے مجھے ایک ذرے سے
اس بینائی اور چستی اور چالاکی کے ساتھہ پیدا کیا اور تجھہ ایسے کو باین بزرگی میرا خدمتگار بنایا حتی کہ تو میری غذا جوتتا بوتا اور کاٹتا
پیٹتا ہو اور رنج و محنت کھینچتا ہو اور مین چین سے کھاتی ہون اور کوئی چھوٹا بڑا جانور ایسا نہین جو اپنی زبان حال سے خالق
کے جلال کی یہ ثنا نہین کرتا بلکہ ہر ایک بوٹی بھی اور ہر ایک ذرہ اگرچہ جماد ہے مگر ثنا خوان رب العباد ہو لیکن آدمی اونکی آواز اور
ندا سننے سے غافل ہے جیسا حق تعالی فرماتا ہے اِنَّھُمۡ عَنِ السَّمۡعِ لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ اور وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ
وَلٰکِنۡ لَّا تَفۡقَھُوۡنَ تَسۡبِیۡحَھُمۡ اور اس عالم عجائبات کی بھی انتہا نہین اسے تفصیلوار بیان کرنا محال ہے چوتھی نشانی دریا
ہو وہ زمین پر جاری ہین دریاے محیط جو زمین کو گھیرے ہوے ہے ہر ایک دریا اوسکا ٹکڑا ہے اور دریا مین زمین کے
چند جزیرون سے زیادہ نہین اور حدیث شریف مین آیا ہو کہ زمین دریا مین ایسی ہو جیسے زمین مین چند اصطبل اے عزیز جب
تو خشکی کے عجائب کی سیر سے فارغ ہوا تو اب دریا کے عجائب کی سیر مین مشغول ہو اسواسطے کہ دریا جسقدر زمین سے
بڑا ہے اوسیقدر اوسکے عجائب بھی زیادہ ہین کیونکہ جو جانور زمین مین رہتا ہو دریا مین بھی اوسکا نظیر موجود ہو اور بہتیرے
جانور ایسے ہین کہ زمین مین نہین ہوتے لیکن دریا مین ہوتے ہین اون جانورون مین سے ہر ایک کی صورت سیرت جدا جدا ہے
کوئی جانور ایسا چھوٹا ہے کہ دکھائی نہین دیتا اور کوئی اتنا بڑا ہے کہ جہاز جب اوسکی پیٹھہ پر آجاتا ہو تو لوگ جانتے ہین
کہ زمین پر آگیا جب آگ سلگاتے ہین تو شاید وہ جانور آگاہ ہوکر جنبش کرتا ہو تب لوگ جانتے ہین کہ یہ زمین نہین جانور کی
پیٹھہ ہے عجائب دریا کے بیان مین لوگون نے کتابین تصنیف کی ہین اس مختصر مین کیونکر اوسکی تفصیل ہو سکے اے عزیز دیکھہ تو
سہی کہ حق تعالی نے قعر دریا مین ایک ایسا جانور پیدا کیا ہے جسکا پوست سیپی ہے اور اوسے الہام فرمایا کہ مینہ برستے
وقت دریا کے کنارے آکر منہ کھولتا ہے تاکہ مینہ کے جو بوند شیرین ہین آب دریا کے مانند شور نہین وہ اوسکے اندر پڑ جائین
اور منہ بند کرکے قعر دریا مین وہ پھر جاتا ہو اور اون قطرون کو اپنے اندر اسطرح رکھتا ہو جیسے رحم مین نطفہ اور اون مین
پرورش کرتا ہو اور اوس جوہر صدف کو حق تعالی نے موتی کی صفت پر پیدا کیا ہو اور یہ قوت مدت دراز مین اوسے حاصل
ہوتی ہے کہ ہر قطرہ موتی کا دانہ ہو جاسکے کوئی چھوٹا کوئی بڑا تاکہ تو اوس سے زیور بناوے اور آرائش کرے اور دریا کے
اندر پتھر سے ایک سرخ درخت پیدا کیا کہ اوسکی صورت درخت کی سی ہے اور اوسکا جوہر پتھر کا جوہر ہو اوس درخت کو مرجان
یعنی مونگا کہتے ہین اور اوسکے کف سے ایک چیز ساحل پر پیدا ہوتی ہو اوسے عنبر کہتے ہین اور ان جواہر کے عجائب جسم حیوان کی باہر

بھی بہت ہین اور روے دریا پر کشتی چلانا اور کشتی کو ایسی شکل پر بنانا کہ دریا مین غرق نہو اور کشتیبانون کو یہ ہدایت فرمانا کہ موافق
اور مخالف ہوا کو پہچانین اور ستارون کا پیدا کرنا تاکہ جہان پانی ہی پانی ہو اور کچھ نشان نہو وہان راہ بتانی سب سے زیادہ عجیب بات
ہو بلکہ پانی کی صورت اس لطافت اور صفائی اور اتصال اجزا کے ساتھ بنانا اور پانی کو سب حیوانات اور نباتات بلکہ تمام مخلوقات
کے واسطے مایۂ زندگی ٹھہرانا سب سے زیادہ عجیب ہے اے عزیز اگر تو ایک چلو پانی کا محتاج ہو اور نہ پاوے تو اوسکے واسطے تمام روے زمین کا
مال ہو ڈالتا ہے اور اگر وہ چلو بھر پانی تیرے مثانے مین رکجاوے اور تو اوسے باہر نہ نکال سکے تو بھی اوس سے نجات پانے کے واسطے
جو کچھ مال و دولت تیرے پاس ہو اوسے خرچ کر ڈالتا ہے غرضکہ پانی اور دریا کے عجایب بھی بے نہایت ہین پانچوین نشانی ہوا ہے
اور جو چیزین ہوا مین ہین ہوا بھی ایک دریا موجزن ہے ہوا کا چلنا بھی موج مارتا ہے اے عزیز ایسا جسم لطیف جو نظر نہ آوے اور پھنسے
مین آڑ نہو وہ ہمیشہ تیری جان کی غذا ہے کیونکہ کھانے پینے کی تو دن بھر مین ایک ہی بار حاجت ہوتی ہو اور اگر ساعت بھر تو سانس
نہ لے اور غذای ہوا تیرے باطن مین نہ پہونچے تو تو ہلاک ہو جاوے اور تو اس بات سے غافل ہے ہوا کی ایک خاصیت یہ ہو کہ کشتیان اوس مین
تھمی رہتی ہین کیونکہ ہوا کشتی کو پانی مین ڈوبنے نہین دیتی ہوا کی کیفیت کی تفصیل دراز ہے اے عزیز آسمان تو پہلا درجہ ہو پہلے تو ہوا کو
دیکھ کہ اسمین حق تعالی نے کیا کیا چیزین بنائین جیسے مینہ بدلی رعد بجلی برف اور اسی ابر غلیظ کو دیکھ کہ دفعۃً ہوای لطیف
مین پیدا ہوتا جاتا ہے شاید دریا سے پانی بیکر اوٹھتا ہو یا بخار کے طور پر پہاڑون سے یا نفس ہوا سے پیدا ہوتا ہو اور جو مقام پہاڑ
دریا چشمون سے دور ہین وہان قطرہ قطرہ بتدریج پانی برستا ہو جو قطرہ آتا ہے ایک خط مستقیم پر آتا ہو اور تقدیر الٰہی مین جو جگہ اوسکے
واسطے مقرر ہے اوسی جگہ گرتا ہے تاکہ فلانا کیڑا جو پیاسا ہے وہ سیراب ہو جاوے اور فلانا سبزہ جو خشک ہوا جاتا ہو تر ہو جاوے اور
فلانا بیج جو پانی کا محتاج ہے اوسے پانی پہونچے اور فلانا میوہ جو فلانے درخت کی چوٹی پر سوکھا جاتا ہو کہ پانی اوس درخت کی
جڑ مین پہونچکر اوسکے اندر سرایت کرے اور اون رگون کی راہ جو بال سے زیادہ باریک ہین جاکر اوس میوے تک پہونچے تاکہ وہ میوہ
تر و تازہ ہو جاوے اور تو خدا کی رحمت اور مہربانی سے غافل ہوکر اوسے کھاتا ہے اور مینہ کے ہر ہر قطرے پر لکھا ہو کہ فلانی جگہ
گرے اور فلانے بندے کی روزی ہو اگر تمام مخلوقات متفق ہوکر چاہے کہ قطرون کا حساب معلوم کرے تو یہ ناممکن ہے پھر
اگر پانی دفعۃً اکبر برس جاتا تو نباتات کو بتدریج پانی نہ پہونچتا اسواسطے حق تعالی نے فصل سرما کو اوسپر مسلط کیا تاکہ پانی کو برف
کر دے وہ برف دھنکی ہوئی روئی کی طرح ذرہ ذرہ گرتی ہے اور پہاڑون کو برفخانہ مقرر کیا کہ وہان جمع ہوتی ہے چونکہ وہان
کی ہوا ٹھنڈی ہوتی ہو اسوجہ سے برف جلدی پگھل کر نہین بہ جاتی جب فصل بہار کی گرمی پیدا ہوتی ہے تو بتدریج پگھلتی ہے
اوس سے بقدر حاجت نہرین جاری ہوتی ہین تاکہ گرمی بھر تھوڑا تھوڑا پانی کھیتون مین صرف ہوا کرے اسواسطے کہ اگر ہمیشہ مینہ برسا کرتا
تو خلق کو بڑی تکلیف ہوتی اور اگر ایک ہی بار برس جاتا تو سال بھر سبزہ خشک ہوا کرتا تو برف مین یہ لطف رحمت الٰہی مین اور
برف پر کیا موقوف ہر ایک چیز مین خدا کی رحمت ہو بلکہ زمین آسمان کے تمام اجزا کو حق تعالی نے حق اور عدل اور حکمت
کے ساتھ پیدا کیا اسیواسطے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰکِنَّ

اَکْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی زمین آسمان کو اور جو کچھ اون مین ہے اوسے کھیل کے طور سے باطل نہین پیدا کیا بلکہ حق پیدا کیا ہے یعنی جیسا چاہیے تھا ویسا ہی پیدا کیا پھر بھی نشانی آسمانون اور تارون کی مملکت ہے اور اونکے عجایب اسواسطے کہ زمین اور جو کچھ روی زمین پر ہے اونکے مقابلے مین بہت کم اور مختصر ہے اور تمام آسمانون اور تارون کے عجائب مین تفکر کرنے کے واسطے تمام قرآن مجید تنبیہ ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُوْنَ اور فرمایا ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ پس اے عزیز حق تعالیٰ نے یہ جو حکم فرمایا کہ ملکوت آسمان مین تم تفکر کرو تو اسواسطے نہین فرمایا ہے کہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کر آسمان کی نیلاہٹ اور تارون کی سپیدی دیکھو اسواسطے کہ اسطرح تو سب بہائم بھی دیکھتے ہین لیکن اپنے تئین اور اپنے عجایب کو جو تجھسے بہت ہی قریب ہین اور زمین و آسمان کے عجائب کے ساتھ ذرہ برابر بھی نہین ہین جب تو پہچانے گا تو ملکوت آسمان کے عجائب کو کیا جانیگا تجھے بتدریج ترقی کرنا چاہیے پہلے اپنے تئین پہچان پھر زمین اور نباتات اور حیوانات اور جمادات کو پھر ہوا اور ابر اور اونکے عجائب کو پھر آسمان اور تارون کو پھر کرسی کو پھر عرش رب العالمین کو پھر عالم اجسام سے نکلکر عالم ارواح کی سیر کر پھر ملائکہ اور شیطان اور جن کو پہچان پھر ملائکہ کے درجون اور اونکے مختلف مقامون کو معلوم کر پھر آسمان اور ستارون مین اور اونکی حرکت اور گردش مین اور اونکے مشارق اور مغارب مین تفکر کر اور دیکھ کہ کیا ہین اور کیون پیدا ہوے ہین اور تارون کی کثرت کو دیکھ کہ گو اونکی تعداد کوئی نہین جانتا ہر ایک کا اور ہی رنگ ہے کوئی سرخ ہے کوئی سپید کوئی سیماب کا سا کوئی چھوٹا کوئی بڑا پھر اونکے ہر گروہ کی شکل جدا جدا ہے کوئی بکری کی صورت پر ہے کوئی بیل کی شکل پر کوئی بچھو کی ہیئت پر اور شکلین اسی پر قیاس کر لینا چاہیے بلکہ جو جو صورتین زمین پر نظر آتی ہین آسمان پر ہر ایک کے مثل ستارون کی اشکال موجود ہین پھر تارون کی مختلف گردش کو دیکھ کوئی مہینا بھر مین تمام آسمان کو طے کرتا ہے کوئی سال بھر مین کوئی بارہ برس مین کوئی تیس برس مین اور اکثر ستارے ایسے ہین کہ اگر آسمان باقی رہے اور قیامت نہ آجاوے تو چھتیس چھتیس ہزار برس مین آسمان کو طے کرین اور اونکے عجائب جاننے کی نہایت نہین جب زمین کے تھوڑے سے عجائبات تو نے معلوم کیے تو اب سمجھ لے کہ عجائب کا تفاوت ہر ایک کی شکل کے تفاوت کے قدر ہوتا ہے اسواسطے کہ اگرچہ زمین اتنی وسیع ہے کہ کوئی اسکی نہایت کو نہین پہونچ سکتا مگر آفتاب زمین کا ایک سو ساٹھ گونہ ہے اس سے معلوم ہوگا کہ آفتاب کی مسافت کتنی دور و دراز ہے جو اسقدر چھوٹا نظر آتا ہے پھر ظاہر ہوگا کہ اسکی حرکت مین کسقدر سرعت ہے جو آدھی ساعت مین آفتاب کا تمام گھیرا زمین سے نکلتا ہے اور مسافت زمین کی ایک سو ساٹھ مسافتون کے برابر اوس ساعت مین قطع کر کے حرکت کر جاتا ہے یہی سبب تھا کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آفتاب کو زوال ہوا حضرت جبرئیل نے کہا لا نعم یعنی نہین ہان آپ نے فرمایا یہ کیسی بات ہے حضرت جبرئیل نے کہا کہ لا کہنے سے نعم کہنے کے وقت تک آفتاب پانسو برس کی راہ طے کر گیا اور ایک ستارہ آسمان پر زمین کا صد گونہ ہے اور بلندی کے سبب سے اتنا سا نظر آتا ہے اے عزیز جب ایک ستارے کا یہ حال ہے تو تمام آسمان اسی پر قیاس کر لے کہ کتنا بڑا ہوگا اتنے بڑے آسمان کی شکل تیری چھوٹی سی آنکھ مین نظر آتی ہے تاکہ اوس سے

حق تعالی کی قدرت اور عظمت تو پہچانے پس ہر ایک ستارہ مین ایک حکمت ہے اور اوسکے ثبات و سیر رجوع و استقامت طلوع و غروب مین حکمتین ہین آفتاب مین سب سے زیادہ کھلی ہوئی حکمت ہے کہ حق تعالی نے اوسکو فلک کو فلک البروج کے ساتھ ایک میل عنایت فرمایا ہے حتی کہ ایک فصل مین تیرے سر سے نزدیک ہے اور ایک فصل مین دور ہو جاتا ہے تاکہ اسکے سبب سے ہوا کی کیفیت بدلتی رہے کبھی سرد کبھی گرم کبھی معتدل ہو جاتی ہے اور اسی وجہ سے دن رات مین تفاوت اور اختلاف رہتا ہے کبھی بڑے ہو جاتے ہین کبھی چھوٹے یہ حال تمام و کمال لکھا جاوے تو بڑی طوالت ہو اور حق تعالی نے اس تھوڑی سی عمر مین جو علوم ہمین عنایت فرمائے اگر اونھین ہم بیان کرین تو ایک عمر صرف ہو اور ہمارا علم انبیا اولیا کے علم کی بہ نسبت بہت ہی کم اور مختصر ہے اور اولیا کا علم تفصیل خلقت کے باب مین انبیا کے علم سے کمتر ہے اور انبیا کا علم مقرب فرشتون کے علم کے سامنے تھوڑا سا ہے اور ان سبکا علم حق سبحانہ تعالی کے علم کے سامنے ایسا ناچیز ہے کہ اونکے علم کو علم کہنا نہین سزاوار ہے سبحان اللہ اوسکی کیا شان ہے کہ باوصف اسکے کہ بندون کو علم سے بہرہ مند کر کے نادانی کا داغ اون مین لگا دیا اور فرمایا وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ای عزیز تفکر کے اطوار کے باب مین جو بیان کیا گیا یہ ایک نمونہ ہے تاکہ اوسکے سبب سے تو اپنی غفلت معلوم کرے اسواسطے کہ تو جب کسی امیر کے ایسے گھر مین جاتا ہے جو نقش و نگار اور گچ سے آراستہ ہو تو بہت دنون تک تو اوسکی تعریف کرتا ہے اور دنگ رہتا ہے اور خدا کے گھر مین ہمیشہ رہتا ہے مگر کچھ بھی تعجب نہین کرتا یہ عالم اجسام خدا کا گھر ہے زمین اسکا فرش ہے اور آسمان اسکی چھت ہے اتنی بڑی چھت کا بے ستون قائم رہنا بڑے تعجب کی بات ہے اور اسکا خزانہ پہاڑ ہین اور گنجینہ دریا ہین حیوانات اور نباتات اثاث البیت ہین چاند اوس گھر کا چراغ ہے اور آفتاب مشعل ستارے قندیلین ہین اور فرشتے مشعلچی مگر اوس گھر کے عجائبات سے غافل ہے اسواسطے کہ یہ گھر بڑا ہے اور تیری آنکھ چھوٹی اس گھر کو نہین دیکھ سکتی تیری مثال اوس چیونٹی کے مانند ہے جو بادشاہ کے مکان عالیشان مین چھید کر کے رہتی ہے اپنے گھر اور غذا اور اپنے یارون کے سوا اوسے کچھ خبر نہین ہوتی اور قصر شاہی کی رونق و زینت اور غلامون کی کثرت اور تخت سلطنت سے بالکل بیخبر رہتی ہے اگر چیونٹی کے درجے پر تو رہنا چاہتا ہے تو رہ حالانکہ معرفت الہی کے باغ کا تماشا دیکھنے کی راہ تجھے بتائی ہے باہر نکلکر آنکھ تو کھول تا عجائب صنعت تجھے نظر آوین اور تو مدہوش و متحیر ہو جاوے واللہ اعلم بالصواب

آٹھوین اصل توکل کے بیان مین

ای عزیز جان اس بات کو جان کہ توکل جسکا نام ہے وہ مقربین کے مقامات مین سے ایک مقام ہے اور اوسکا بڑا درجہ ہے مگر توکل کا علم فی نفسہ باریک اور مشکل ہے اور اوسپر عمل کرنا دشوار ہے اسمین اشکال اس وجہ سے ہے کہ جو شخص سمجھے کہ کامون مین خدا کے سوا اور کسی چیز کو دخل ہے وہ پکا موحد نہین اور اگر سب اسباب کو درمیان سے اوٹھا دیگا تو شرع پر طعن کریگا اور اگر اسباب ظاہر کا بھی کوئی سبب نہ دیکھیگا تو اپنی عقل کے خلاف کریگا اور اگر دیکھیگا تو شاید اسباب ظاہری مین سے کسی سبب پر توکل کرے اور اوسکو موحد ہونے مین نقصان آجاوے پس توکل کا ایسا بیان جیسا عقل اور شرع اور توحید کہتی ہے اور ایسا کہ ان سب کا جامع ہو بہت دقیق علم ہے اوسے ہر ایک نہین جان سکتا مگر پہلے تو ہم توکل کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکی حقیقت کا بیان کرینگے

پھر اوسکے احوال اور اعمال کہین گے

توکل کی فضیلت کا بیان

اے عزیز جانو کہ حق سبحانہ تعالی نے ارشاد کیا وَعَلَی اللہِ فَتَوَکَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ یعنی حق تعالی نے سب کو توکل کا حکم فرمایا اور اوسے شرط ایمان ٹھہرایا اور ارشاد کیا اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ یعنی حق تعالی متوکلون کو دوست رکھتا ہو اور فرمایا وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ یعنی جو شخص اللہ تعالی پر توکل کرتا ہو اوسکے واسطے اللہ بس ہے اور فرماتا ہو اَلَیْسَ اللہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی اپنے بندیکے واسطے اللہ کیا بس نہین ہو اور توکل کی فضیلت مین ایسی بہت سی آیتین ہمین اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہو کہ حق تعالی نے میرے سامنے آمتین پیش کین مین نے اپنی امت کو دیکھا کہ کوہ وبیابان مین بھری ہے اوسکی کثرت دیکھکر مین متعجب ہوا اور خوش ہوا حق تعالی نے مجھسے پوچھا کہ تم خوش ہوے مین نے عرض کیا کہ ہان خوش ہوا پھر ارشاد کیا کہ با این ہمہ ستر ہزار آدمی بیحساب جنت مین جائینگے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا کہ جو منتر اور داغ اور فال پر کاربند نہین ہوتے بلکہ خدا کے سوا کسی پر بھروسا نہین کرتے تب حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اوٹھکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا کیجیے کہ حق تعالی مجھے بھی اون ستر ہزار مین سے کرے آپ نے دعا فرمائی کہ بار خدایا اسے اون لوگون مین سے کر پھر اور ایک صحابی نے اوٹھکر اسی دعا کی درخواست کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَبَقَکَ بِھَا عُکَاشَۃُ یعنی عکاشہ اس امر مین سبقت لے گیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اگر تم لوگ حق تعالی پر ایسا توکل کرو جیسا توکل کرنیکا حق ہے تو حق تعالی تمھین اسطرح روزی پہونچاتے جسطرح پرندون کو پہونچاتا ہے جو صبح کو بھوکے مرتے ہین اور شام کو شکم سیر آتے ہین اور فرمایا ہو کہ جو شخص حق تعالی کی پناہ چاہتا ہو حق تعالی اوسکے سب کامون کی سربراہی کرتا ہے اور کافی ہوجاتا ہے اور ایسی جگہہ سے اوسے روزی پہونچاتا ہے جو اوسکے خیال مین بھی نہ آسکے اور جو شخص دنیا کی پناہ لیتا ہے حق تعالی اوسے دنیا کے ساتھہ چھوڑ دیتا ہو جناب خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو جبکہ فرعون نے منجنیق مین رکھکر آگ مین ڈالنا چاہا تو حضرت ابراہیم نے کہا حَسْبِیَ اللہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ جب حضرت ابراہیم ہوا مین تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ تمھین کچھ حاجت ہو فرمایا تم سے کچھ حاجت نہین یہ اسواسطے کہا کہ حسبی اللہ جو کہا تھا اوسے وفا کرین اسیواسطے حق تعالی نے وفا کے ساتھہ اونکی صفت کی اور فرمایا وَاِبْرٰھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی اور حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد جب سبکو چھوڑکر کوئی میری ہی پناہ لیتا ہو تو گو کہ تمام آسمان وزمین مکر وفریب سے اوسکی مخالفت کرین مگر مین اوسکی مشکل آسان ہی کرتا ہون حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایکبار مجھے بچھونے کاٹا میری مان نے قسم دیکر مجھسے کہا کہ ہاتھہ پھیلا تاکہ لوگ منتر پڑھین دوسرا ہاتھہ جو بھلا چنگا تھا مین نے پھیلادیا اسواسطے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے مین نے سنا تھا کہ جو شخص منتر اور داغ پر بھروسا کرے متوکل نہین اور حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ایک راہب سے مین نے پوچھا کہ تو روزی کہان سے کھاتا ہے بولا مجھے نہین معلوم روزی دینے والے سے پوچھو کہ وہ کہان سے بھیجتا ہے لوگون نے ایک شخص سے پوچھا جب تو ہمیشہ عبادت ہی مین مشغول رہتا ہو تو روزی کہانسے کھاتا ہی اوسنے دانتون کی طرف اشارہ کیا یعنی جسنے یہ چکی پیدا کی وہ اناج بھی بھیجدیتا ہی حضرت ہرم ابن حیان نے حضرت اویس قرنی

رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ مین کس ملک مین ٹھہرون کہا شام مین پوچھا وہان روزی کیونکر ملیگی کہا اُفٍّ لِہٰذِہِ الْقُلُوْبِ قَدْ خَالَطَهَا الشَّكُّ وَ لَا يَنْفَعُهَا الْمَوْعِظَةُ یعنی افسوس ہی ایسے دلون پر کہ شک انپر غالب ہی اور نصیحت انھین سود مند نہین ہوتی **حقیقت توحید کی جو بنا ہی توکل ہے** العزیز جانتو کہ توکل دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہی اور وہ ایمان کا ثمرہ ہی اور ایمان کے ابواب بہت ہین مگر دو باتون پر ایمان لانا توکل کی بنا ہی ایک توحید پر ایمان لانا دوسرے کمال لطف و رحمت پر مگر توحید کی تفصیل دراز ہی اور اوسکا علم سب علوم کا منتہا ہی مگر جسقدر پر بنا ہی توکل ہے اوسیقدر ہم بیان کرتے ہین العزیز جانتو کہ توحید کے چار درجے ہین اور توحید کا ایک مغز ہے اور اوس مغز کا بھی ایک مغز ہے اور توحید کا ایک چھلکا ہی اور اوس چھلکے کا بھی ایک چھلکا ہی تو توحید دو مغز اور دو چھلکے رکھتی ہے اوسکی مثال کچا اخروٹ کی سی ہے کہ ایک مغز اور دو چھلکے اوسکے ظاہر ہین اور روغن مغز کا مغز ہی پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور دل سے اعتقاد نہ رکھے یہ منافقون کی توحید ہے دوسرا درجہ یہ ہی کہ اس کلمے کے معنی کا دل سے تقلیداً اعتقاد رکھے جیسے عوام الناس یا ایک نوع کی دلیل سے اعتقاد رکھے جیسے متکلم لوگ تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی مشاہدے سے دیکھے کہ سب کی اصل ایک ہی ہے اور سب کامون کا ایک ہی فاعل ہی اور کسی کو کوئی کچھ کر ہی نہین سکتا یہ ایک نور سے کہ دل مین پیدا ہوتا ہی اسی نور مین یہ مشاہدہ حاصل ہوتا ہی یہ مشاہدہ عوام الناس اور متکلمین کے اعتقاد کے مانند نہین اسواسطے کہ اونکا اعتقاد ایک گرہ ہی کہ تقلید یا دلیل کے حیلے سے دل پر لگا لے اور یہ مشاہدہ دل کا کھل جانا ہے یہ سب گرہون کو کھول اور قیدون کو اوٹھا دیتا ہے ایک شخص تو کسیکے کہنے سے اپنے دل مین یہ اعتقاد کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ تو عوام الناس کی تقلید کی مثال ہے کہ اونھون نے اپنے مان باپ سے سنا اور دوسرا شخص دروازے پر گھوڑے اور غلام کو دیکھکر اعتقاد کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ متکلمین کے اعتقاد کی مثال ہے کہ اونھون نے دلیل سے جانا اور تیسرا شخص اوس سردار کو گھر مین دیکھ لے یہ عارفون کی توحید کی مثال ہے کہ وہ مشاہدہ کرتے ہین تو ان تینون شخصون مین بڑا فرق ہے اور اگرچہ اس توحید کا بڑا درجہ ہے مگر تاہم عارف اس درجے پر پہونچکر خلق کو بھی دیکھتا ہے اور خالق کو بھی اور جانتا ہی کہ خلق خالق سے ہی تو اس درجے کی توحید مین کثرت کو دخل ہے اور عارف جبتک دو دیکھتا ہی تب تک تفرقے مین پڑا رہتا ہی جمع نہین ہوتا یہ کمال توحید نہین چوتھا درجہ یہ ہی کہ آدمی ایک کے سوا دوسرے کو دیکھے ہی نہین اور سب کو ایک ہی دیکھے اور ایک ہی سمجھے اس مشاہدے مین تفرقے کو کچھ دخل نہین ہوتا صوفی لوگ اس درجے کو فنا فی التوحید کہتے ہین جیسا کہ حسین حلاج نے خواص رحمہما اللہ تعالی کو دیکھا کہ بیابان مین پھرتے ہین پوچھا کیا کرتے ہو کہا توکل مین اپنے تئین ثابت قدم کرتا ہون کہا تمنے اپنی عمر تو آبادانی باطن مین گذاری بھلا نیستی سے توحید کے مقام کو کب پہونچوگے تو یہ چار مقام ہین اول توحید منافق یہ چھلکے کا چھلکا ہی العزیز جسطرح اخروٹ کا اوپر والا چھلکا اگر تو کھائے تو برا معلوم ہوتا ہے اگرچہ ظاہر مین وہ سبز ہوتا ہے لیکن اگر اوسکے اندر کی طرف تو دیکھے تو برا ہے اگر اوسے تو جلائے تو دھوان ہوتا ہے اور آگ کو بجھا دیتا ہے اگر تو اوسے رکھ چھوڑے تو کچھ کام نہین آتا بلکہ جلد خشک ہو جاتی ہے وہ اور تو کسی کام کا نہین مگر یہ کہ چندروز تک اوسے اخروٹ پر لگا رہنے دین تاکہ اندر والے چھلکے کو تازہ رکھے

اور آفتون سے بچی رہے اسیطرح توحید منافق بھی اور کسی کام کی نہین مگر یہ کہ منافق کے پوست کو تلوار سے محفوظ رکھتی ہی اور منافق
کا پوست اوسکا بدن ہی اوسنے توحید زبانی کے سبب سے تلوار سے نجات پائی یعنی دنیا مین منافق قتل نکیا گیا مگر جب بدن گیا گذرا اور
جان رہگئی یعنی مرگیا تو وہ توحید زبانی کچھ کام نہین آتی اور جسطرح اخروٹ کا اندر والا چھلکا جلانے کے قابل نہین ہوتا اسی کام
کا ہوتا ہی کہ اوسے مغز پر لگا رہنے دین تاکہ مغز ہمیشہ اوسکی حفاظت اور حمایت مین ہی خراب ہونے نپاوے اور یہ چھلکا مغز کی نسبت
ناچیز اور حقیر ہوتا ہی اسیطرح عوام الناس اور متکلمین کی توحید بھی اسی کام کی ہے کہ اوسکے مغز کو یعنی اوسکی جان کو آتش دوزخ سے محفوظ
رکھے یہ توحید اگرچہ اس کام کی ہے مگر مغز اور روغن کی لطافت اوسمین کہان پایئے اور جسطرح اخروٹ کا مغز مرغوب اور عزیز ہوتا ہے
مگر جب روغن کے ساتھ تو اسکا مقابلہ کریگا تو یہ ثقل اور بھوک سے خالی نہین اور فی نفسہ کمال صفا کو نہین پہونچا ہی پس توحید کا تیسرا
درجہ بھی کثرت اور تفرقہ اور زیادتی سے خالی نہین بلکہ چوتھے درجہ کی توحید کمال مرتبہ صاف ہی اسواسطے کہ اوس مین فقط حق ہی
حق رہتا ہے اس درجہ کا موحد ایک کے سوا اور کسیکو نہین دیکھتا بلکہ اپنے تئین بھی بھول جاتا ہی جسطرح اور چیزین اوسکے دیکھنے مین
نیست ہوگئی ہین اوسیطرح وہ خود بھی اپنے دیکھنے مین نیست ہوجاتا ہے یعنی خدا کے سوا اپنے تئین دیکھتا ہی اور کسیکو **فصل** العزیز غالبًا
تو کہیگا کہ توحید کے یہ درجے مجھے مشکل معلوم ہوتے ہین اسکی تفصیل کرنا چاہیے کہ مجھے معلوم تو ہو کہ سبکو ایک ہی سے کیونکر دیکھو نہین
تو بہت سے اسباب دیکھتا ہون سبکو ایک کسطرح دیکھہ سکون اور آسمان و زمین اور خلق کو دیکھتا ہون حالانکہ یہ ایک نہین ہین العزیز جاننا چاہیے
کہ منافق کی توحید زبانی ہے اور عوام الناس کی توحید اعتقادی ہے اور متکلمون کی توحید دلیلی ہے ان تینون قسمون کی توحید کو
تو سمجھ سکتا ہی مگر چوتھے درجے کی توحید سمجھنا تجھے مشکل ہے اور توکل کو چوتھے درجہ کی توحید کی حاجت نہین تیسرے درجہ کی توحید
کافی ہے اور چوتھے درجہ کی توحید کو اوس سے مفصل بیان کرنا دشوار ہے جو اس درجے کو نپہونچا ہو لیکن العزیز اسقدر مجملًا تو جان لے
کہ ممکن ہے کہ بہت سی چیزین ہون اور اون چیزون مین ایک طرح کا ارتباط ہو کہ اوس ارتباط کے سبب سے وہ سب ایک ہو جاوین کہ عارف کو
اسی طور سے نظر آتا ہے تو وہ ایک ہی دیکھتا ہوگا بہت نہ دیکھتا ہوگا جسطرح آدمی مین بہت سی چیزین ہین گوشت پوست سر پاؤن
جگر معدہ وغیرہ مگر فی الحقیقت آدمی ایک ہی چیز ہی حتی کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو ایک چیز کے مانند جانے اور اوسکے اعضا کی
تفصیل اوسکے خیال مین نہو تو اگر اوس سے پوچھینگے کہ تو نے کیا دیکھا وہ یہی جواب دیگا کہ ایک چیز کے سوا مین نے اور کچھ نہین دیکھا
یعنی ایک آدمی کو دیکھا اور اگر اوس سے پوچھینگے کہ تو کیا سوچتا ہے یہی جواب دیگا کہ ایک ہی چیز سوچتا ہون یعنی اپنے معشوق کے
ہوش مین ہون پس وہ بالکل معشوق ہی ہوگیا اور معشوق ایک ہی چیز ہے پس العزیز جاننا چاہیے کہ معرفت مین ایک مقام ہی جو کوئی اوس مقام پر
پہونچتا ہی وہ حقیقت مین دیکھتا ہی کہ جو کچھ عالم وجود مین ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ مرتبط ہے اور سب ایک ہی حیوان کے مانند
ہین اور آسمان زمین ستارے وغیرہ اجزای عالم کو باہم ایسی نسبت ہی جیسے ایک ہی حیوان کے اعضا کو باہم نسبت ہوتی ہے اور تمام عالم
کو اپنے مدبر کے ساتھ ایک وجہ سے ایسی نسبت ہی جیسی حیوان کے بدن کی مملکت کو روح اور عقل کے ساتھ کہ وہ مدبر بدن ہین عالم اکبر
مین سب وجوہ سے ایسی نسبت نہین جیسی نسبت عالم صغیر مین اور عقل و روح مین ہے اور جب تک آدمی ان اللّٰہ خلق آدم علی صورتہ

نہ جان لیگا یہ باریک مضمون بھی اوسکی فہم مین نہ آئیگا عنوان کتاب مین ہمنے اسے اشارۃً کچھ بیان کیا ہی اس باب مین خاموش ہی رہنا اولیٰ
اسواسطے کہ یہ بات دیوانون کی زنجیر ہلاتی ہے اور مستون کو سرود یاد دلاتی اور ہر ایک کی سمجھہ مین نہین آتی ہی شعر دم بخود ہو رہ جو کچھ
کہیے نہ بات + حق کہا جسنے وہی مارا گیا + اور تیسری توحید جسے توحید فعلی کہتے ہین اوسکا بیان احیاء العلوم مین مفصل لکھا گیا ہی اگر استعداد
رکھتا ہی تو اوس مین دیکھہ لے اور جسقدر شکر کی اصل مین ہم بیان کر چکے ہین یہان اوسیقدر رجاننا کافی ہے یعنی آفتاب ماہتاب ستارے
ابر و باران اور ہوا وغیرہ جنھین تو اسباب سمجھتا ہی یہ سب ایسے مسخر ہین جیسے کاتب کے ہاتھہ مین قلم اسواسطے کہ انمین سے کوئی بھی آپ سے
جنبش نہین کرتا بلکہ انھین وقت پر بقدر ضرورت جنبش دیتے ہین پس انپر کامون کو حوالے کرنا خطا ہے جیسا کہ خلعت سرفرازی کو
قلم اور کاغذ پر حوالہ کرنا خطا ہے مگر جو چیز محل نظر ہے وہ حیوانات کا اختیار ہے اسواسطے کہ تو سمجھتا ہی کہ آدمی بھی کچھ اختیار رکھتا ہے
حالانکہ یہ سمجھنا خطا ہی اسواسطے کہ آدمی فی نفسہ مجبور و مضطر ہی جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ اوسکا کام وابستہ قدرت ہی اور قدرت ارادہ
کی مسخر ہی حتی کہ جو ارادہ ہوتا ہے وہی کرتا ہے مگر جب حق تعالیٰ ارادہ کو پیدا کرتا ہے تب وہ خواہ نخواہ کوئی نکوئی بات چاہتا ہے
پس جب قدرت ارادہ کی مسخر ہوتی اور ارادہ اسکے اختیار مین نہین تو کچھ بھی اوسکے اختیار مین نہین اور وہ مجبور محض ہی العزیز
یہ حال تجھی بخوبی جب معلوم ہوگا کہ تو یہ جان سلے کہ آدمی کے افعال تین قسم پر ہین ایک یہ کہ مثلاً جب پانی پر پاؤن رکھتا ہی تو پانی
پر پاؤن رکھتا ہی تو پانی کے اندر چلا جاتا ہے اور کہتے ہین کہ اوسنے پانی کو چیر کر اوسکے ایک جز کو دوسرے سے جدا کر دیا اسے
فعل طبعی کہتے ہین دوسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی سانس لیتا ہی اسے فعل ارادی کہتے ہین تیسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی بات
کہکر چلدیا اسے فعل اختیاری کہتے ہین مگر وہ فعل طبعی ظاہر ہے کہ آدمی کے اختیار سے نہین ہوتا کیونکہ جب وہ پانی پر پاؤن رکھیگا
کا خواہ نخواہ اوسکی گرانی سے پانی پھٹ جائیگا یہ فعل اوسکے اختیار سے نہین اسواسطے کہ وہ چاہے خواہ نہ چاہے ایساہی ہوگا
بلکہ تو اگر پانی پر پتھر پھینکیگا تو بیشک وہ بھی پانی مین ڈوب جائیگا اور ڈوب جانا پتھر کا فعل نہین اسواسطے کہ پتھر کے بھاری پن سے
ایسا ہونا ضرور ہے اور آدمی کا فعل ارادی جیسے سانس لینا اگر غور کیا جاتے تو اوسکا بھی یہی حال ہے اسواسطے کہ آدمی سانس نہین
روک سکتا کیونکہ اوسے ایساہی پیدا کیا ہے کہ سانس لینے کا ارادہ خواہ نخواہ اوس مین پیدا ہوتا ہی اور جب کوئی شخص چاہتا ہے
کہ دور سے کسی آدمی کی آنکھہ مین سوئی پھینک مارے تو وہ آدمی ضرور بالضرور پلک جھپکا لیتا ہے اگر چاہے کہ پلک نہ جھپکاؤن تو بھی
اوس سے نہین ہو سکتا کیونکہ آدمی کی خلقت ہی یون ہوتی ہے کہ وہ ارادہ خواہ نخواہ اوس مین پیدا ہو جاے جیسے کہ اوسکی
خلقت اس بات کو چاہتی ہے کہ پانی مین کھڑا ہو تو ڈوب جائے پس ان دونون فعلون مین آدمی کی مجبوری معلوم ہوگئی اگر فعل
اختیاری جیسے چلنا اور کہنا اسمین اشکال ہے کہ اگر چاہے تو یہ فعل کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر ایعزیز تو یہ جان سلے کہ آدمی
کسی کام کا ارادہ اوسیوقت کرتا ہے جب اوسکی عقل حکم کرے کہ اس کام مین تیری بھلائی ہے کبھی اس مین غور و تامل کی حاجت
نہی ہوتی ہے جب عقل نے حکم کر دیا کہ اس بات مین تیری بھلائی ہے تو اوسکا ارادہ ضرور بالضرور پیدا ہوتا ہے اور آدمی اپنے
عضا کو جنبش دیتا ہے جیسے دور سے سوئی پھینکتے وقت پلک جھپکا لینا مگر چونکہ اس بات کا علم ہمیشہ حاضر ہے اور بداہۃً معلوم ہے

کہ سوئی کے سبب سے آنکھ کو نقصان ہوگا اور پلک بند کر لینے مین بھلائی ہے لہذا اسمین غور و تامل کی حاجت نہین ہوتی اسیواسطے
کہ وہ بیتامل سمجھتا ہے کہ آنکھ بند کر لینے مین بھلائی ہے اور بھلائی جاننے سے اوسمین ارادہ پیدا ہوتا ہے اور ارادہ کے سبب سے قدرت
بالضرور کام مین آتی ہے اس جگہہ جب تامل کر چکا تو اوسی صفت پر ہو گیا جس صفت پر اوس جگہہ تھا اور وہی ضرورت پیش آجاتی ہے
اسواسطے کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کے مارنے کو لاٹھی اوٹھاتا ہے تو وہ آدمی بالطبع بھاگتا ہے حتی کہ اگر کسی چھت کے کنارے پہ پہونچتا ہے
اور جانتا ہے کہ کود پڑنا لاٹھی کھانے سے آسان ہے تو کود پڑتا ہے اور اگر جانتا ہے کہ کود پڑنا لاٹھی کھانے سے بڑھکر ہے تو خواہ مخواہ
پاؤن ٹھہر جاتا ہے اور کود پڑنے کی طاقت نہین رکھتا اسواسطے کہ پاؤن کی حرکت ارادے کی قید مین ہے اور ارادہ عقل کے حکم کا تابع
ہے کہ عقل کہے کہ یہ کام اچھا ہے اور کرنے کے لائق ہے اسیواسطے ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے تئین قتل کیا چاہے تو اگرچہ ہاتھ بھی
رکھتا ہے اور چھوری بھی مگر نہین قتل کر سکتا اسواسطے کہ ہاتھ کی قدرت ارادے کی مقید ہے اور ارادہ اسبابات کا مقید ہے
کہ عقل حکم کرے کہ یہ کام تیرے حق مین بھلا اور کرنے کے قابل ہے اور عقل بھی مجبور و مضطر ہے اسواسطے کہ وہ آئینہ کے مثل صاف
ہے کہ جو کچھ بہتر ہوتا ہے اوسکی صورت عقل مین آتی ہے چونکہ اپنا قتل کرنا بہتر نہین ہوتا اوسکی صورت بھی آئینہ عقل مین نہین ظاہر ہوتی
مگر اوس وقت کہ آدمی کسی ایسی بلا مین ہے جسکا متحمل نہین اور اپنے تئین قتل کر ڈالنا اوس بلا سے بہتر جانتا ہے پس اسی فعل اختیاری
اسوجہ سے کہتے ہین کہ اوسکی بھلائی تمیز مین آتی ہے ورنہ جب یہ فعل بالضرور ظاہر ہوا تو سانس لینے اور آنکھ بند کر لینے کی ضرورت
کی مثل ہو گیا اور جیسے کہ نون مچھلیون کی صورت پانی مین ڈوب جانیکی ضرورت کی مثل ہے اور یہ اسباب ایک دوسرے سے وابستہ ہین اور سلسلہ اسباب کے حلقے بہت ہین کتاب
احیاء العلوم مین اسکی تفصیل مذکور ہے اور حق تعالی نے قدرت جو آدمی مین پیدا کی ہے یہ اوس سلسلے کے حلقون مین سے ایک حلقہ
ہے یہین سے آدمی گمان کرتا ہے کہ مجھے اختیار ہے یہ گمان کرنا خطای محض ہے اسواسطے کہ آدمی کو اوس سے فقط اتنا ہی علاقہ ہے
کہ آدمی اوسکی گذرگاہ ہے پس آدمی باختیار اور قدرت کا محل اور ممر ہے کہ حق تعالی اوس مین پیدا کر دیتا ہے پس چونکہ درخت ہوا کے
سبب سے ہلتا ہے اور اوس مین حق تعالی نے قدرت و ارادہ کچھ نہین پیدا کیا لہذا درخت کو کوئی بھی محل قدرت و ارادہ نہ سمجھا
پس اس ہلنے کا نام اضطرار محض رکھا اور چونکہ حق سبحانہ تعالی جو کچھ کرتا ہے اوسکی قدرت اوسکے سوا اور کسی چیز کی مقید نہین
تو اوسے اختراع کہتے ہین اور چونکہ آدمی نہ ایسا ہے نہ ویسا اسواسطے کہ اوسکی قدرت اور ارادہ اور ہی اسباب سے تعلق رکھتا ہے
جو اوسکے اختیار مین نہین تو اوسکا فعل نہ تو حق تعالی کے فعل کے مانند ہوتا ہے تا کہ اوسے خلق و اختراع کہین اور چونکہ آدمی
محل قدرت و ارادہ ہوتا ہے کیونکہ حق تعالی اوس مین بالضرور قدرت و ارادہ پیدا کرتا ہے تو وہ درخت کے مثل بھی نہوگا کہ اوسکے
فعل کو اضطرار محض کہین بلکہ ایک تیسری قسم ہوتی ہے لہذا اوسکے لیے اور نام تلاش کیا اوسے کسب کہتے ہین اس سب بیان سے
معلوم ہوا کہ اگرچہ آدمی کا کام آدمی ہی کے اختیار مین ہے مگر چونکہ وہ اپنے نفس اختیار مین مجبور و مضطر ہے چاہے خواہ نہ چاہے
تو فی الحقیقت اوسکے اختیار مین کچھ نہین **فصل** الغرض غالبا تو کہیگا کہ اگر یہی بات ہے تو ثواب عذاب کیون ہے اور شریعت کس واسطے
ہے اس لیے کہ آدمی کا تو کچھ اختیار ہی نہین الغرض جانو کہ یہ وہ مقام ہے جسے توحید در شرع اور شرع در توحید کہتے ہین اس بیان سے

عمیق مین اکثر ضعیف الایمان غرق ہوتے ہین جو اس بھنور سے اوسکا بیڑا پار ہوتا ہو جو پانی پر چل سکے اگر پانی پر نہ چل سکے تو بھلا
پیرنا ہی کو بہت لوگ تو یون ڈوبنے سے بچے کہ اس دریا مین پیر ہی نرکھا تاکہ غرق نہو جائین اور عوام الناس ایسے جانتے ہی نہین انکی حال پر
بھی مہربانی ہے کہ انھین اس دریا کے کنارہ آنے ہی نہ دین کہ ناگاہ ڈوب جائین اور جن لوگون نے دریا ہی توحید مین پاؤن
رکھا اون مین سے اکثر اسی سبب ڈوبتے ہین کہ پیرنا نہین جانتے اور شاید کہ اونھین پیرنا سیکھنے کی سمجھ ہی نہین ہوتی یا خود اپنے اوپر
مغرور ہوکر اوسے طلب نہین کرتے اور اس دریا مین ڈوب جاتے ہین اسواسطے کہ جانتے ہین کہ ہمارے اختیار مین کچھ بھی نہین خدا ہی
سب کچھ کرتا ہے اور جانتے ہین کہ ازل مین جسکی نسبت شقاوت کا حکم کرچکا وہ کوشش کرکے اوس سے پھر نہین سکتا اور جسکی نسبت
سعادت کا حکم ہوچکا ہے جہد وکوشش کرنیکی حاجت ہی نہین یہ عقیدہ رکھنا بالکل جہل وضلالت ہے اور موجب ہلاکت ہے اور ہر چند
کہ ان امور کی حقیقت کتاب مین لکھنا نہ چاہیے لیکن جب سلسلۂ سخن یہانتک پہونچا تو کچھ شمہ بیان کیا جاتا ہے القصہ یہ جو تونے
کہا کہ ثواب وعقاب کیون ہے جانتو کہ عقاب اس وجہ سے نہین ہے کہ تونے برا کام کیا اور حق تعالی تجھپر خفا ہوکر اوسکے عوض
مین عقوبت کرتا ہے اور ثواب اس وجہ سے نہین ہے کہ تونے اچھا کام کیا اور وہ تجھسے خوش ہوکر اوسکے صلے مین تجھے خلعت
عنایت فرماتا ہے اسواسطے کہ یہ باتین حق سبحانہ تعالی کی شان صفت سے دور ہین مگر خون یا صفرا یا اور کوئی خلط جب تیری بدن
مین غالب ہوتا ہے تو اوس سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے اوسے بیماری کہتے ہین اور جب دوا دارو کا اثر غالب ہوتا ہے تو اور
ایک حالت پیدا ہوتی ہے اوسے صحت کہتے ہین اسیطرح جب خواہش اور غصہ تجھپر غالب ہوتا ہے اور تو اونکا قیدی ہوجاتا ہے
تو اونسے ایک آگ پیدا ہوکر جان مین لگتی ہے اوس سے تیری ہلاکت ہے اسیواسطے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے
اَلْغَضَبُ قِطْعَۃٌ مِّنَ النَّارِ یعنی جب غصہ کو تونے اپنے اوپر مسلط کر لیا وہ غصہ نہین بلکہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے اور جسطرح نور عقل کا
قوی ہونا خواہش اور غصہ کی آگ کو بجھاتا ہے اسیطرح نور ایمان دوزخ کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور دوزخ کہتی ہے جُزْ یَا مُؤْمِنُ فَاِنَّ
نُوْرَکَ اَطْفَاَ نَارِیْ تو یہان دوزخ ایمان سے فریاد کرتی ہے بات چیت درمیان مین نہین ہوتی بلکہ دوزخ کو یہ نور دیکھنے کی
طاقت نہین ہوتی اسطرح بھاگنے لگتی ہے جیسے مچھر ہوا سے بھاگ جاتے ہین تو خواہش کی آگ بھی نور عقل کے سامنے
سے بھاگ جاتی ہے پس العزیز تیرے عذاب کے واسطے دوسری جگہ سے کوئی چیز نہ لاوینگے تیری ہی چیز تجھے دینگے اِنَّمَا ہِیَ اَعْمَا
لُکُمْ رُدَّتْ اِلَیْکُمْ پس تیری ہی شہوت اور تیرا ہی غصہ آتش دوزخ کی اصل ہے اور وہ تیرے ساتھ تیرے باطن مین موجود ہین اگر تجھے
علم الیقین ہوتا تو البتہ اونھین دیکھتا جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ پس
العزیز جانتو کہ جسطرح زہر کھانا آدمیکو بیمار کر دیتا ہے اور بیماری آدمی کو قبر مین لیجاتی ہے اس بات مین نہ کسیکا غصہ ہے
نہ انتقام اسیطرح معصیت اور شہوت آدمی کے دل کو بیمار کر دیتی ہے اور وہ بیماری تیری آگ ہوجاتی ہے اور وہ آگ آتش دوزخ
کی جنس سے ہے اس جہان کی آگ کی جنس سے نہین اور جسطرح سنگ مقناطیس بمقتضای مجانست لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اوسیطرح
دوزخ دوزخی کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس مین کسیکے غصہ کو دخل نہین اور ثواب کا حال بھی اسی پر قیاس کرلے اسواسطے کہ

بیان موجب طوالت ہوگا یہ تو اوس اعتراض کا جواب ہے جو تو نے کہا تھا کہ ثواب و عقاب کیون ہے اور یہ جو تو نے اعتراض کیا تھا کہ شریعت کسواسطے مقرر ہوئی رسولون کو کس لیے بھیجا اوسکا جواب جان لے کہ یہ بھی ایک حکومت اور زبردستی ہے تاکہ خلق کو جبرًا قہرًا زنجیر مین باندھکر بہشت مین لیجائے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعْجَبُ مِنْ قَوْمٍ يُقَادُوْنَ اِلَى الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ اور تاکہ کمند قہر مین اٹکا کر دوزخ مین نہ جانے دے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَنْتُمْ تَتَهَافَتُوْنَ عَلَى النَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ یعنی پروانہ کی طرح تم اپنی تئین آگ پر گراتے ہو اور مین تمہاری کمر پکڑ کر کھینچتا ہون گرنے نہین دیتا پس العزیز جان تو کہ پیغمبرون کی بات حق تعالی کی جباری کی زنجیر کی ایک کڑی ہے کہ اوس سے تجھے سمجھ پیدا ہو تاکہ راہ کو براہی سے تو پہچان لے اور پیغمبرون کے ڈرانے سے ہراس پیدا ہو اور یہ معرفت و ہراس آئینہ عقل پر سے غبار دور کردے تاکہ یہ بات کہ راہ دنیا پر راہ آخرت اختیار کرنا بہتر ہے آئینہ عقل مین نظر آنے اور یہ نظر آنے سے راہ آخرت اختیار کرنیکا ارادہ تجھمین پیدا ہو اور ارادہ کے سبب سے خواہ نخواہ اعضا حرکت کرین اسواسطے کہ اعضا ارادہ کے تابع ہین اور اس زنجیر مین تجھے باندھکر جبرًا قہرًا دوزخ سے بچاتے ہین اور بہشت مین لیجاتے ہین اور انبیا علیہ السلام کی مثال اوس چرواہے کی سی ہے جو بکریون کا گلہ رکھتا ہو اور اوسکے داہنی طرف ایک ہری بھری چراگاہ ہو اور بائین پر ایک غار ہو کہ اوس مین بہت سے بھیڑیے ہین پس یہ چرواہا غار کے کنارے کھڑا ہوکر لاٹھی ہلاتا ہے تاکہ بکریان لاٹھی کے خوف سے پھر جائین اوس غار کیطرف نہ آئین چراگاہ کیطرف چلی جائین پیغمبرون کے بھیجنے کا یہی فائدہ ہے اور العزیز یہ جو تو نے اعتراض کیا تھا کہ اگر روز ازل مین بندہ کی شقاوت کا حکم کیا ہے تو کوشش و محنت سے کیا فائدہ ایک وجہ سے یہ بات صحیح ہے اور ایک وجہ سے غلط یہ صحیح بات تیری ہلاکت کا سبب ہے اسواسطے کہ جس کسیکی نسبت شقاوت کا حکم ہوچکا ہے اوسکی علامت یہ ہے کہ یہ بات اوسکے دل مین ڈالے تاکہ وہ کوشش سے باز رہے نہ بیج بوئے نہ کھیت کاٹے اور حق تعالی نے کسیکی موت کا یون حکم فرمایا ہو کہ یہ بھوک کے مارے مرجائے اسکی علامت یہ ہے کہ یہ بات اوسکے دل مین ڈالے کہ ازل مین جب یہی حکم ہوچکا ہے کہ فاقون کے مارے مرجاؤنگا تو مجھے روٹی کھانے سے کیا فائدہ تو وہ روٹی مین ہاتھ نہ لگائیگا اور روٹی نہ کھانے گا حتی کہ بالضرور مرجائیگا اور کہیگا کہ اگر محتاجی کا حکم کیا ہے تو بیج بونے سے کیا فائدہ ہوگا یہ سمجھکر نہ بوئے گا حتی کہ کھیت بھی نہ کاٹیگا اور حق تعالی نے جسکی سعادت کا حکم کیا ہے اوسے یہ سمجھا دیتا ہے کہ جسکی نسبت مالدار ہونے اور زندہ رہنے کا حکم کیا ہے اوسے اسباب تونگری اور اسباب حیات کا حکم کیا ہے یعنی زراعت اور تجارت کرے اور روٹی کھائے پس یہ حکم بیہودہ نہین بلکہ اسباب سے علاقہ رکھتا ہے اور حق تعالی نے جسے جس کام کے واسطے پیدا کیا ہے اوسے اوس کام کے اسباب مہیا کردیتا ہے یہ نہین کہ بے سبب اوسے اوس کام تک پہونچا دے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ العزیز جو اعمال و احوال حق تعالی تجھسے جبرًا قہرًا سرزد کراتا ہے اونسے تو اپنی عاقبت کی بشارت معلوم کر جب علم پڑھنے مین جہد و تکرار تجھپر غالب ہو تو جان لے کہ یہ اس بات کی بشارت ہے کہ تجھکو سعادت امامت و خلافت کا حکم کیا ہے بشرطیکہ تو پوری کوشش کرے اور بیکاری اور سستی چھوڑ دے اگر بیکاری اور سستی تجھپر غالب ہو تو یہ بیہودہ بات

تیرے دل مین ڈالی ہے کہ اگر روز ازل مین میری جہالت کا حکم کیا ہے تو تکرار سے کیا فائدہ تو یہان سے اپنی جہالت کا حکم نامہ پڑھ لے اور جان لے کہ یہ اس بات کی علامت ہو کہ تو امامت کے درجے کو ہرگز نہ پہونچیگا غرضکہ آخرت کے امور کو دنیا کے کامون پر قیاس کر لے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہو مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ اور فرمایا ہو سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ الیعزیز تو جب ان حقائق کو پہچان لیگا تو یہ تینون اشکال اوٹھ جائینگے اور توحید ثابت ہو جائیگی اور معلوم ہو جائیگا کہ شرع اور عقل اور توحید مین اہل بصیرت کے نزدیک کچھ تناقص نہین اس سے زیادہ ہم نہین بیان کر سکتے کہ اس کتاب مین ایسی باتون کی گنجائش نہین **دوسرا ایمان جو بنای توکل ہے اوسکا بیان** الیعزیز جانتو کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ توکل دو ایمانون کا ثمرہ ہے ایک ایمان توحید کا دوسرے یہ کہ تو یہ ایمان لائے اور جان لے کہ خدا ہی پیدا کرنیوالا ہو اور سب اوسکے سبب سے ہے اور وہ سب کے ساتھ رحیم اور حکیم اور مہربان ہے اور اوسکی شفقت اور عنایت ہر ایک چیونٹی اور مچھر سے لیکر آدمی تک کے حق مین ماں کی شفقت و رحمت سے جو اپنے فرزند پر ہوتی ہے زیادہ ہے چنانچہ یہی مضمون حدیث شریف مین آیا ہے اور جان لے کہ عالم اور جو کچھ عالم مین ہے سبکو حق تعالی نے کمال و جمال اور لطف اور حکمت سے اسطور پر پیدا کیا ہے کہ اوس سے بڑھکر ہونا محال تھا اور سمجھ لے کہ حق تعالی کسی چیز کو اپنی رحمت اور مہربانی سے محروم نہین رکھتا اور جو چیز پیدا کی ہے وہ جیسی چاہیے تھی ویسی ہی پیدا کی ہے اگر تمام روی زمین کے عقلمند جمع ہون اور انھین کمال عقل و زیرکی عنایت ہو اور غور کرین کہ دنیا مین کوئی سر مو اور پرپشہ اس انداز پر ہے کہ ایسا نہونا چاہیے تھا چھوٹا یا بڑا یا بدتر یا بہتر ہونا چاہیے تھا تو ایسی کوئی چیز نہ پائینگے اور جان لینگے کہ سب کچھ ایسا ہی چاہیے تھا جیسا ہی جو چیز بہت بری ہے اوسکا کمال اسی مین ہے کہ بری ہو اگر بری نہوتی تو ناقص ہوتی اور حکمت فوت ہو جاتی اسواسطے کہ مثلا اگر کوئی چیز بری نہوتی تو اچھی چیز کی قدر کوئی بھی نہ جانتا اور اوس سے راحت نہ پاتا اور اگر ناقص چیز نہوتی تو کامل بھی نہوتی اور کامل کو اپنے کمال سے لذت نہوتی اسواسطے کہ کامل و ناقص کو باہم نسبت دیکر پہچان سکتے ہین مثلاً جب باپ ہوگا بیٹا ہوگا اور جب بیٹا نہوگا باپ بھی نہوگا اسواسطے کہ یہ چیزین ایک دوسرے کی مقابل ہین اور مقابلہ دو چیزون مین ہوتا ہے جب دوئی اوٹھ جاتی تو دو چیزین ایک ہو جاتین مقابلہ اور جو چیز مقابلہ پر موقوف ہو باطل ہو جاتے اور معلوم کر لے کہ جائز ہے کہ کامون کی حکمت کو حق تعالی نے بندون پر پوشیدہ رکھا ہو مگر اس بات پر ایمان لازم ہے کہ سب کامون مین جو حق تعالی نے حکم کیا ہے اسی مین خیریت ہو اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا پس دنیا مین بیماری اور عاجزی بلکہ کفر و معصیت اور ہلاکت اور نقصان اور درد و رنج جو کچھ ہے ہر ایک مین حق تعالی نے ایک حکمت رکھی ہے اور جیسا ہے ویسا ہی چاہیے تھا کیونکہ جسے محتاج بنایا اس سبب سے بنایا کہ محتاجی ہی مین اوسکی بھلائی تھی وہ اگر مالدار ہوتا تو تباہ ہو جاتا اور جسے مالدار پیدا کیا اوسکا بھی ایسا ہی حال ہے یہ مضمون بھی دریای توحید کے مانند ایک بڑا دریا ہے بہت لوگ اس دریا مین ڈوب گئے ہین اسمین قضا و قدر کا بھید ہے کہ اوسے ظاہر کرنے کی اجازت نہین اگر اس دریا مین خوض کرون تو بات بڑھتی ہے مگر آدمی کو تمام ایمان کا بھید یہی ہے اور توکل کو بھی اسکی حاجت ہے توکل کی حقیقت کا بیان

ایعزیز جانتو کہ توکل دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہو اور خالق کی وحدانیت اور مہربانی پر ایمان لانیکا نتیجہ ہے اور اس حالت کے معنی یہ ہین کہ وکیل یعنی کارساز پر دل سے اعتماد کرنا اور اوس اعتماد کو مضبوط رکھنا اور اوسکی سبب سے آرام لینا تاکہ روزی مین تنگی اگر اور اسباب ظاہر مین خلل پڑنے کی وجہ سے آدمی شکستہ دل نہو بلکہ حق تعالی پر بھروسا رکھے کہ وہی مجھے روزی پہونچاویگا اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی پر دغا اور فریب سے جھوٹا دعوی کرے اور یہ آدمی فریب دفع کرنے کو ایک وکیل پیش کرے تو اگر اوس آدمی کو وکیل کی تین صفتون پر ایمان ہوگا تو وکیل پر اوسکا دل اعتماد کریگا ایک یہ کہ وکیل دغا اور فریب کی صورتین خوب جانتا ہو دوسرے یہ کہ وہ جانتا ہو کہ وکیل اوسکے اظہار کی دو طور سے قدرت رکھتا ہو ایک دلیری کی وجہ سے دوسری لسانی کے سبب سے اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوتا ہو کہ ایک بات جانتا ہو مگر بزدلی یا کند زبانی کی وجہ سے اظہار نہین کرتا تیسرے یہ کہ وہ جانتا ہو کہ میرا وکیل مجھپر نہایت مرتبہ مہربان ہے حتی کہ میرے حق کی حفاظت پر جان ہی دیتا ہے آدمی جب یہ تینون اعتقاد رکھیگا تو اپنا دل مطمئن رکھیگا اور وکیل پر اعتماد کریگا اور اپنی طرف سے اوس مقدمے مین حیلہ و تدبیر نکریگا اسیطرح جو شخص نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ الْوَكِيْل کے معنی بخوبی سمجھا اور ایمان لایا کہ دنیا مین جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے سبب سے ہوتا ہے اوسکے سبب سوا اوسکے سوا اور کوئی فاعل نہین اور باوجود اسکے علم اور اوسکی قدرت مین کچھ نقصان نہین اور اوسکی رحمت و عنایت ایسی بے نہایت ہو کہ اوس سے بڑھکر ہونا محال ہو تب حق تعالے کے فضل و کرم پر دل سے اعتماد کرکے حیلہ و تدبیر ترک کریگا اور سمجھیگا کہ روزی مقدر ہو اپنے وقت پر مجھے پہونچیگی اور خدا کے فضل و کرم سے میرے سب کام بنجائینگے اور ممکن ہے کہ اون صفات پر یقین ہو مگر وہ شخص بالطبع دل کا کچا اور ڈرپوک ہو اسواسطے کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ آدمی جو کچھ بالیقین جانتا ہو طبیعت بھی اوسکی تابع ہو بلکہ طبیعت کبھی وہم کی تابع ہوتی ہو حالانکہ یقینًا جانتا ہے کہ وہ وہم خطا ہو مثلًا کوئی شخص حلوا کھاتا ہو اور کوئی آدمی اوسے نجاست کے ساتھ تشبیہ دے تو اوس کھانے والے کی طبیعت مین ایسی کراہت آجاتی ہے کہ پھر وہ نہین کھا سکتا حالانکہ جانتا ہے کہ یہ تشبیہ محض جھوٹ ہو اور سادی اگر چاہو کہ مردے کے ساتھ گھر مین اکیلا سوئے تو نہین سو سکتا اگرچہ یقینًا جانتا ہے کہ مردہ گویا پتھر کے مثل ہے اوٹھتا نہین پس توکل کے واسطے یقین بھی قوی ہونا چاہیے اور دل بھی تاکہ وہ اضطراب دل سے جاتا رہے اور جب تک اعتماد کامل اور آرام تمام حاصل نہ ہو تب تک آدمی متوکل نہین ہوتا کیونکہ توکل کے معنی یہی ہین کہ کامون مین حق تعالی پر دل کا اعتماد کرنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یقین واثق اور ایمان کامل تھا مگر عرض کیا رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ مجھے یقین تو ہے مگر چاہتا ہون کہ دل کو آرام اور اطمینان ہو جاوے اسواسطے کہ ابتدائی حال مین دل کا آرام خیال اور وہم کا تابع ہوتا ہے پھر جب نہایت کو پہونچتا ہے تو دل بھی یقین کا تابع ہو جاتا ہے پھر مشاہدۂ ظاہری کی اوسے حاجت نہین رہتی

توکل کے درجون کا بیان

ایعزیز جانتو کہ توکل کے تین درجے ہین ایک یہ کہ متوکل کا حال اوس آدمی کے حال کے مانند ہو جو جھگڑے مین ایک وکیل چالاک زبان فصیح دلیر مہربان مقرر کرتا ہے اور اوسپر مطمئن رہتا ہو دوسرا درجہ یہ ہے کہ متوکل کا حال بچے کے مثل ہو جو ہر آفت مین اپنی ماں کے سوا اور کسیکو جانتا ہی نہین جب

بھوکا ہوتا ہی تو اپنی ماں ہی کو پکارتا ہی جب ڈرتا ہی تو اپنی ماں ہی کی پناہ لیتا ہی یہ بچہ کی سرشتہ ہی تکلف کو اسمین دخل ہی نہین یہ متوکل اپنے
وکیل مین ایسا مستغرق ہوتا ہی کہ اسے خود اپنے توکل کی خبر نہین ہوتی پہلے درجہ والے کو اپنے توکل کی خبر تھی تکلف اور اختیار سے
اپنے تئین توکل کی صفت پر لایا تھا تیسرا درجہ یہ ہی کہ متوکل کا حال ایسا ہو جیسے مردہ شو کے سامنے مردہ کا حال ہوتا ہی اور اپنے تئین مردہ سمجھ جانے
کہ مین قدرت ازلی سے جنبش کرتا ہون اپنے اختیار سے نہین جیسے مردہ مردہ شو کے ہلانے سے ہلتا ہی اور اگر کوئی کام اوسے
درپیش ہو تو اوس لڑکے کے مانند دعا بھی نہین کرتا جو کسی کام کے واسطے اپنی ماں کو پکارتا ہی بلکہ اوس لڑکے کے مانند ہو جاے
جو جانتا ہے کہ اگرچہ مین اپنی ماں کو نہ پکارون ماں تو میرے حال سے خوب واقف ہی وہ خود میری تدبیر کریگی پس تیسرے درجے مین
متوکل کا کچھ اختیار نہین ہوتا اور دوسرے درجے مین کچھ اختیار نہین رہتا لیکن عاجزی اور دعا اور وکیل پر اعتماد کرنا باقی رہتا
اور پہلے درجے مین اختیار ہوتا ہے مگر اون ہی اسباب کی تدبیر مین جو وکیل کی وضع اور عادت سے معلوم ہوئے ہون مثلاً جب
جانے کہ وکیل کی یہ عادت ہی کہ جب تک موکل حاضر نہو اور سجل حاضر نکرے وہ روبکاری نہین کرتا تو لا بد یہ سبب بجالائیگا
پھر ہمہ تن انتظار ہو جائیگا کہ وکیل کیا کرتا ہے اور جو کچھ ہوگا اوسے وکیل ہی کی طرف سے جانیگا سجل حاضر کرنا بھی اوسی کی طرف سے
سمجھے گا اسواسطے کہ وکیل ہی کے اشارے سے اوسنے مہیا کی پس جو شخص توکل مین اس مقام پر ہوتا ہے وہ تجارت اور زراعت
اور اسباب ظاہری جسپر عادۃ اللہ جاری ہے اوس سے دست بردار نہوگا مگر باوصف اس دست بردار نہونے کے وہ متوکل ہے
اسواسطے کہ اپنی زراعت اور تجارت پر وہ بھروسا نہین کرتا بلکہ حق تعالی کے فضل و کرم پر اعتماد رکھتا ہی کہ اوسنے جسطرح حرکات
اور اسباب زراعت مجھسے صادر اور مہیا کروائے اور یہ کام کرنے کی ہدایت فرمائی اوسیطرح تجارت اور زراعت سے وہی مقصود کو بھی
پہونچائیگا اور جو بات آنکھون کے سامنے آتی ہے اوسے خدا ہی کیطرف سے دیکھتا ہی چنانچہ اسکی تفصیل آگے آئیگی اور لاحول
ولاقوۃ الا باللہ کے یہی معنی ہین اسواسطے کہ حول حرکت کو کہتے ہین قوت قدرت کو بندہ جب جانتا ہے کہ حرکت اور قدرت میرے سبب
سے نہین بلکہ خدا ہی کے سبب سے ہے جو کچھ دیکھتا ہے اوسی کی طرف سے دیکھتا ہے الحاصل جب کامون کو
اسباب کی سپرد کرنا آدمی کی نظر سے اوٹھ گیا حتی کہ سب کامون کو خدا ہی کیطرف سے دیکھنے لگا غیر خدا سے کوئی کام دیکھتا ہی نہین تو وہ
متوکل ہے مگر متوکل کا بہت بلند مقام یہ ہی جو حضرت ابویزید بسطامی قدس سرہ نے کہا ہی حضرت ابوموسی دبلی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین
کہ حضرت ابویزید بسطامی رحمہ اللہ تعالی سے مین نے پوچھا کہ توکل کیا ہی اونھون نے کہا کہ تم کیسے توکل کہتے ہو مین نے کہا کہ مشایخ
نے فرمایا ہے کہ توکل یہ ہی کہ اگر تیرے داہنے بائین سانپ ہی سانپ اور اژدہے ہی اژدہے ہون تو بھی تیرے دل مین سر مو جنبش اور گھبراہٹ
نہ پیدا ہو حضرت ابویزید نے کہا یہ تو سہل بات ہی مگر میرے نزدیک یہ ہی کہ اگر کوئی شخص اہل دوزخ کو بالکل عذاب مین اور اہل جنت کو
نعمت مین دیکھے اور دل سے ان دونون مین فرق کرے وہ متوکل نہین پس وہ جو حضرت ابوموسی نے کہا وہی توکل کا بہت بلند مقام ہی
اور یہ ضرور نہین کہ متوکل حذر نکرے اسواسطے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ غار مین تھے تو سانپ کے بل مین ایڑی اڑائی تھی حالانکہ وہ متوکل تھے اونھین سانپ سے ہراس نہ تھا بلکہ سانپ کے

خالق سے ڈر تھا کہ سانپ کو قوت اور حرکت دیدے ایسا متوکل سب چیزون مین لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے معنی دیکھتا ہے اور حضرت
ابو یزید رحمہ اللہ تعالی کے قول مین اوسی ایمان کیطرف اشارہ ہے جو اصل توکل ہے وہ ایمان بہت ہی عزیز الوجود ہے حق تعالی کے حکمت و
عدل رحمت وفضل پر وہ ایمان ہوتا ہے کہ بندہ جانتا ہے کہ حق تعالی جو کچھ کرتا ہے وہ ایسا ہی کرتا ہے جیسا کرنا چاہیے اس لحاظ سے عذاب
اور نعمت مین فرق نہین کرتا **اعمال توکل کا بیان** ایعزیز جانو کہ حق تعالی نے تین اصلون پر سب مقامات دین کا مدار رکھا
علم پر حال پر عمل پر توکل کا علم اور حال تو بیان ہو چکا عمل باقی رہا شاید کوئی یہ خیال کرے کہ شرعا توکل یہ ہے کہ بندہ سب کامون کو خدا ہی
پر چھوڑ دے اپنے اختیار سے ہرگز کچھ نکرے حتی کہ کسب بھی نکرے اور کل کے واسطے کوئی چیز نہ رکھے اور سانپ بچھو شیر سے نہ بھاگے
اگر بیمار ہو تو دوا نہ پیے یہ سب باتین خطا ہین اسواسطے کہ خلاف شرع ہین اور توکل کی بنا شرع پر کی ہے پس مخالفت شرع کیونکر ہوگا بلکہ
آدمی کا اختیار یا اوس مال کے حاصل کرنے مین ہوگا جو اوسکے پاس نہین ہے یا اوس مال کی حفاظت کرنے مین جو اوسکے پاس ہے یا اوس
ضرر سے بچنے مین جو اوسے نہ پہونچا ہو یا اوس ضرر کے زائل کرنے مین جو اوسے پہونچا ہو ان باتون مین سے ہر ہر بات مین توکل کا
جدا جدا ایک حکم ہے ان چارون مقام کو ضرور مفصل بیان کرنا چاہیے پہلا مقام منفعت حاصل کرنے مین ہے یہ تین درجون پر ہے
پہلا درجہ یہ ہے کہ عادۃ اللہ مین اوسکی عادت معلوم ہے کہ اوسکے بغیر کام نہو یا یقین ہے اوسے ترک کرنا دیوانہ پن ہے توکل
نہین مثلا کوئی شخص کھانے مین ہاتھ نہ ڈالے اور نوالہ بناکر منہ مین نہ رکھے کہ خدا خود اوسکا پیٹ بھر دیگا کھانے کو بلاکے کہ وہ خود بخود اوسکے
منہ مین چلا جائے یا کوئی شخص نکاح اور جماع نکرے کہ اوسکے اولاد ہو اور سمجھے کہ یہ توکل ہے حقیقت مین یہ حماقت ہے بلکہ جو سبب
یقینی ہے اوسمین عمل اور کردار سے توکل نہین ہے علم اور حالت سے ہے علم یہ ہے کہ آدمی جان لے کہ ہاتھ کھانا قدرت حرکت منہ
دانت سب خدا ہی نے پیدا کیا ہے اور حال یہ ہے کہ اوسکے دل کو خدا کے فضل پر بھروسا ہو کھانے اور ہاتھ پر نہین اسواسطے
کہ ممکن ہے کہ ہاتھ فی الحال شل ہوجائے اور کوئی کھانا چھین لے پس چاہیے کہ خدا کے فضل پر اور اوسکے پیدا کرنے اور محفوظ رکھنے
پر آدمی کی نظر ہو کہ اوسنے کھانا پیدا کر کے محفوظ رکھا اپنے قوت بازو پر نظر نہو دوسرا درجہ وہ اسباب ہین جو یقینی نہون مگر اکثر تو اونکے
بغیر مطلب حاصل ہوتا ہو لیکن شاذ نادر اونکے بغیر مطلب حاصل ہونا ممکن ہو جیسے سفر مین زادراہ لینا اس سے دست بردار ہونا بھی
شرعا توکل نہین اسواسطے کہ یہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور اگلے بزرگون کی عادت ہے مگر وہی شخص متوکل ہے جسکے
دلکو زادراہ پر بھروسا نہو کیونکہ شاید یہ زادراہ چھن جائے بلکہ اس زادراہ کے پیدا کرنے والے اور محفوظ رکھنے والے پر بھروسا ہو
لیکن اگر بے زادراہ لیے ہوئے جنگل بیابان کو جانا درست ہے اور کمال توکل ہے یہ کھانا نہ کھانے کے مانند نہین اسواسطے
کہ وہ توکل نہین ہے مگر اوس مسافر کو درست ہے جس مین دو صفتین ہون ایک یہ کہ اتنی قوت حاصل کی ہو کہ اگر ہفتہ بھر کھانا
نہ ملے تو بھوکا رہ سکے دوسرے گھاس پات کھا کر مدت تک زندگی بسر کر سکے جب مسافر اس صفت کا ہو تو غالب یہ ہے
کہ جنگل بیابان مین وہان سے کھانا پہونچے جہان سے اوسکے گمان مین بھی نہو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ متوکل تھے
اور اونمین یہ دونون صفتین بھی تھین جنگل مین تنہا بے زادراہ جاتے مگر سوئی اور نہرنی اور ڈول رسی اونکے ساتھ رہتا تھا

واسطے کہ یہ اسباب یقینی ہین کیونکہ ڈالنا اس کے بغیر کو نہین ہے پانی مین ڈالنا جنگل بیابان بدون زاد کے ہلاکت درجب
پیاس چڑھ جاتا ہے تو سوئی کے سوا اور کسی چیز کو نہین سیاجاتا پس ایسے اسباب کو ترک کرنا توکل نہین بلکہ نہین زمین جنگل میں ہے
کہ فصل خدا پر بھروسا ہو اسباب چشمین پس اگر کوئی شخص کسی ایسے غار مین جہان کوئی ادھر سے کوئی آتا جاتا نہو اور روزی کی
بھی نہو اور سکے کہ مین توکل کرتا ہون تو یہ حرام ہے اوسنے اپنے تئین ہلاک کیا ہوگا اور جادہ اوسکو نہ جانتا ہو کہ اسکی مثل ایسی ہی مثل
کی ہے جو وکیل کے پاس جل نہ لیجاوے حالانکہ وکیل کی عادت یہ جانتا ہو کہ وہ بے جل بات تک نہین کرتا اگلے زمانے مین
ایک زاہد شہر سے باہر نکلکر ایک غار مین بیٹھ رہا اور توکل کیا تاکہ اوسکا رزق اوسے پہنچے ایک ہفتہ گذرا تھا کہ وہ مرنے کے قریب پہنچا
اور کوئی چیز اوسے نہ ملی اوس زمانے کے رسول پر وحی نازل ہوئی کہ اوس زاہد سے کہدو کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ
جبتک تو شہر مین پھر نہ آئیگا اور خلق مین نہ بیٹھے گا تب تک مین تجھے روزی نہ دونگا جب وہ شہر مین پھر آیا تو ہر جگہ سے چیزین آنے
لگین اور اوسکے دل مین کچھ خدشہ آیا پھر وحی نازل ہوئی کہ تو نے چاہا تھا کہ اپنے زہد و توکل سے میری حکمت کو باطل کردے تو نہ سمجھا
کہ اپنے بندہ کی روزی اور بندون کے ہاتھ سے دینا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ مین اپنے دست قدرت سے دولت
اگر کوئی شخص شہر مین گھر کے اندر چھپ رہے اور دروازہ بند کرلے اور توکل کرے تو یہ حرام ہے کیونکہ اسباب یقینی سے کنارہ کرنا
نچاہیے لیکن اگر دروازہ نہ بند کرے اور توکل کرکے بیٹھ رہے تو درست ہے بشرطیکہ دروازے کی طرف اوسکی ٹکٹکی نہ بندھی رہے
کہ کوئی کچھ لاوے اور اوسکا دل لوگون مین نہ لگا رہے بلکہ خدا کے ساتھ دل لگائے ہوئے عبادت مین مشغول رہے اور اس بات
کو تحقیق جانے کہ چونکہ اسباب سے اوسنے بالکل کنارہ نہین کیا تو روزی سے محروم نہ رہیگا اس جگہ وہ بات صادق آئی جو بزرگون
نے کہی ہے کہ اگر بندہ اپنی روزی سے بھاگتا ہے تو روزی اوسے ڈھونڈھتی پھرتی ہے اور اگر حق تعالی سے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ مجھ کو
روزی نہ دینا تو حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے نادان مین نے روزی نہ دینے کے واسطے کیا تجھے پیدا کیا ہے یہ ہرگز نہوگا پس
توکل یا منظور ہوتا ہے کہ آدمی اسباب کو کنارہ نکرے اور اسباب کے سبب سے روزی کو نجانے بلکہ مسبب الاسباب کی طرف سے دیکھے کہ سب بندے خدا کی ہی روزی
کھاتے ہین مگر بعضے سوال کی ذلت سے اور بعضے انتظار کی رنج و محنت سے جیسے سوداگر اور بعضے کوشش اور مشقت سے جیسے پیشہ ور اور بعضے عزت کے ساتھ جیسے صوفی کہ خدا
ہی کی طرف ٹکٹکی باندھے رہتے ہین جو چیز اونھین پہونچتی ہے حق تعالی ہی کی طرف سے سمجھتے ہین خلق کو درمیان مین نہین دیکھتے
تیسرا درجہ وہ اسباب جو قطعی نہون اور اونکی حاجت بھی اکثر ہوتی ہو بلکہ اونھین منجملہ حیلہ و جستجو جانتے ہون کسب کے ساتھ ان اسباب
کی نسبت ایسی ہے جیسے بیماری کے ساتھ فال اور منتر اور داغ کی نسبت ہوتی ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے متوکلون کا وصف یہ فرمایا ہے کہ وہ منتر اور داغ نہین کرتے یہ نہین فرمایا کہ کسب نہین کرتے اور شہر سے
نکل نکلکر جنگل مین بیٹھ رہتے ہین پس اس مقام مین توکل کے تین درجے ہین پہلا درجہ وہ ہے جو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ
نے کیا تھا کہ جنگل بیابان مین بے زاد راہ پھرا کرتے یہ درجہ سب سے بلند ہے یہ درجہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے جب آدمی
بھوکا رہے یا گھاس پات کھائے اگر یہ بھی نہ ملے تو موت کا خوف اوسکے دل مین نہو اور جانے کہ اسی مین میری بہتری ہے

اسواسطے کہ جو شخص زاد راہ لیتا ہے ممکن ہے کہ اوسے چور چرا لیجائین اور وہ شخص مر جاے کہ راہ مین ہمیشہ احتمال نادر ہوا کرتے ہین اوس سے حذر واجب نہین دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ متوکل کسب بھی نہین کرتا اور جنگل مین بھی نہین جاتا بلکہ کسی شہر کی مسجد مین بیٹھ رہا ہو مگر لوگون سے امیدوار نہین رہتا بلکہ حق تعالی کے فضل کی امید رکھتا ہو تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ آدمی کسب کرنے باہر نکلے کہ سبب اور آداب شرع جنکا بیان کسب کے باب مین ہو چکا ہے اونکے موافق کسب کرے اور حیلہ و جستجو اور بڑی تدبیرون اور چالاکی کے ساتھ روزی پیدا کرنے سے حذر کرے لیکن اگر ایسے اسباب مین مشغول ہوگا تو اوس شخص کے مانند ہو جائیگا جو منتر اور داغ کرتا ہے توکل نہین کرتا اور کسب سے باز رہنا شرط توکل نہین اسپر یہ دلیل ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ متوکل تھے اور توکل کا کوئی دقیقہ اونسے نہین چھوٹا جب خلیفہ ہوئے کپڑون کا بقچہ اوٹھا کر تجارت کیواسطے بازار جایا کرتے لوگون نے عرض کیا کہ یا خلیفہ عہد خلافت مین آپ تجارت کیون کرتے ہین فرمایا کہ اگر مین اپنے عیال کو ضائع کرون تو اور لوگون کو بہت جلد ضائع کرونگا پھر آپ کے واسطے لوگون نے بیت المال سے کچھ معاش مقرر کردی تب سے آپ بدلجمعی تمام ہر وقت خلافت کے کاروبار مین مصروف رہا کرتے تو آپ کا توکل یہ تھا کہ مال و زر کی حرص نکرتے اور جو کچھ حاصل ہوتا اوسے اپنی پونجی سے نہ جانتے بلکہ یہ سمجھتے کہ خدا کی بخشش ہے اور اپنے مال کو اور مسلمانون کے مال سے زیادہ عزیز نہ رکھتے حاصل کلام یہ ہے کہ توکل بے زہد کے نہین ہو سکتا پس زہد شرط توکل ہے اگرچہ توکل شرط زہد نہین حضرت ابو جعفر حداد خواجہ جنید رحمہما اللہ تعالی کے پیر مرد متوکل تھے اونھون نے فرمایا ہے کہ مین بیس برس تک مین نے اپنے توکل کو پوشیدہ رکھا بازار مین جاکر ہر روز ایک دینار کماتا اوس مین سے ایک قیراط دیکر حمام نہ جاتا بلکہ سب خیرات کر دیتا حضرت جنید اونکے سامنے توکل کا ذکر نہ کرتے اور کہتے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ پیر کے سامنے ایسے مقام کی گفتگو کرون جو اون ہی کا مقام ہے اور وہ صوفی جو خانقاہ مین گوشہ نشین ہوئے ہین اور اونکے خادم کسب کے واسطے باہر جاتے ہین اونکا توکل ایسا ضعیف ہے جیسے کسب کرنیوالے کا توکل اور توکل درست ہونے کی بہت سی شرطین ہین لیکن اگر کوئی شخص فتوح کی امید پر بیٹھ رہے تو یہ توکل کے قریب ہے لیکن جہان وہ بیٹھا ہے اگر وہ جگہ مشہور ہے تو وہ شخص بازاری کے مانند ہے اور اس بات کا خوف ہے کہ شہرت کی وجہ سے دل کو سکون ہو لیکن اگر اسکی طرف دل ملتفت نہو تو وہ توکل کسب کرنیوالے کے توکل کے مانند ہوگا اس باب مین اصل یہ ہے کہ آدمی خلائق پر نظر نرکھے اور کسی سبب پر بھروسا نکرے مسبب الاسباب ہی پر اعتماد رکھے حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو مین نے دیکھا کہ میرے ساتھ رہنے پر وہ راضی تھے مگر مین نے اونھین چھوڑ دیا کہ مبادا میرا دل اونپر بھروسا کرے اونکے سبب سے آرام پائے اور میرا توکل ناقص ہو جائے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے ایک مزدور لگایا اور شاگرد سے فرمایا کہ اسے مزدوری سے کچھ زیادہ دو مزدور نے قبول نکیا جب وہ مزدور باہر گیا تو امام موصوف نے شاگرد سے کہا کہ اسکے پیچھے پیچھے لیجا شاید لیلے شاگرد نے کہا کیون فرمایا کہ اوسوقت اوسنے اپنے دل مین اسکی طمع دیکھی ہوگی اسوجہ سے نہ لیا اب طمع جاتی رہی ہو تو شاید لیلے

غرضکہ کسب کرنیوالے کا توکل یہی ہے کہ پونجی پر دل سے اعتماد نکرے اسکی شناخت یہ ہے کہ اگر مال چوری جاتے تو اوسکا دل
مکدر نہو اور رزق سے ناامید نہو جاتے جب فضل آلہی کا بھروسا رکھتا ہے تو سمجھ لے کہ خدا اوسکی روزی ایسی جگہ
سے پہونچائیگا جہان سے اوسکے خیال مین بھی نہین اگر خدا نہ پہونچائے تو سمجھ لے کہ اسی مین میری بہتری ہے یہ حالت
پیدا کرنے کی تدبیر العزیز جانتو کہ یہ حالت بہت نادر ہے کہ کوئی شخص مال رکھتا ہو اور وہ مال چوری جاتے یا غائم
ہو جاتے تو اوسکا دل برقرار رہے پراگندہ نہونے پاتے اگرچہ یہ حالت نادر ہے مگر محال نہین یہ حالت باینطور حاصل
ہوتی ہے کہ آدمی کو حق تعالی کے کمال فضل و رحمت اور کمال قدرت پر ایمان اور یقین حاصل ہو یہانتک کہ جان لے
کہ وہ بہتون کو بے پونجی کے روزی دیتا ہے اور بہت پونجی ایسی ہوتی ہین جنکے سبب سے وہ شخص ہلاک ہو جاتے
پس اوس پونجی کے ضائع ہو جانے مین خیر ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ایسا ہوتا ہے کہ بندہ
رات کو ایسے کام کا خیال کرتا ہے جس مین اوسکی ہلاکت ہو اور حق سبحانہ تعالی عرش کے پر سے بنظر عنایت اوسکی طرف
دیکھتا ہے اور اوسکا وہ کام نہین ہوتا صبح کو وہ شخص غمگین اوٹھتا ہے اور بدگمانی کرتا ہے کہ یہ کام کس نے بگاڑا
اور کیون بگاڑا اور اوسے خیال ہوتا ہے کہ پڑوسی نے بگاڑا اور چچا زاد بھائی نے بگاڑا حالانکہ خود رحمت خدا اوسکے
شامل حال ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے کہ مین اس سے کچھ باک نہین رکھتا
کہ صبح کو فقیر اوٹھون یا امیر اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم کہ خیر کس بات مین ہے اور آدمی کو یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ محتاجی کا خوف
اور گمان بد شیطان تلقین کرتا ہے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ اور خدا کی نظر عنایت پر اعتماد رکھنا
کمال معرفت ہے خصوصًا یہ بات جان لے کہ جنھین کوئی جانتا بھی نہین اون پوشیدہ اسباب سے اکثر روزی پہونچتی ہے اور
اسباب پوشیدہ پر بھی اعتماد نکرے بلکہ مسبب الاسباب کی ضمانت پر بھروسا کرے ایک عابد متوکل کسی مسجد مین تھا امام مسجد نے
کئی بار اوس سے کہا کہ تو بالکل نادار ہے اگر کچھ کسب کر تو بہتر ہے عابد نے کہا کہ پڑوس کا ایک یہودی روز دو روٹیان پہونچانے
کا کفیل ہوا ہے امام نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو کسب نکرنا روا ہے عابد بولا اسے جوانمرد اولے یہ ہے کہ تو امامت نکیا کر اسواسطے
کہ تیرے نزدیک یہودی کی کفالت خدا کی ضمانت سے قوی تر ہے ایک مسجد کے امام نے کسی شخص سے پوچھا کہ تو روٹی
کہانسے کھاتا ہے اوسنے کہا ٹھہر جا تاکہ جو نمازین تیرے پیچھے پڑھی ہین اونھین قضا کریون اسواسطے کہ تو خدا کی ضمانت پر ایمان
نہین رکھتا ہے جن لوگون نے یہ بات آزمائی ہے اونھون نے ایسی جگہہ سے فتوحین دیکھین ہین جہان سے امید نرکھتے
تھے یہ جو حق تعالی نے فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا اسپر ان لوگون کا ایمان مضبوط ہوگیا تھا
حضرت حذیفہ مرعشی سے لوگون نے پوچھا کہ حضرت ابراہیم ادہم رحمہما اللہ تعالی سے تمنے کیا بات عجیب دیکھی اسواسطے کہ تمنے
اونکی خدمت کی ہے اونہون نے کہا کہ مکہ معظمہ کی راہ مین ہم دونون آدمی بہت بھوکے رہے جب کوفے مین پہونچے
تو اوسکا اثر مجھہ مین پیدا ہوا حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ بھوک کے سبب سے تجھے ضعف ہوگیا مین نے کہا ہان کہا

قلم دوات اور کاغذ لامین لایا اونھون نے اوس مین یہ لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اسے وہ کہ ہر حال مین تو ہی مقصود ہے اور سب کا اشارہ تیری ہی طرف ہے مین تیرا ثنا خوان اور شاکر اور ذاکر ہون مگر ننگا بھوکا پیاسا ہون یہ تین چیزین یعنی ثنا اور ذکر اور شکر جو میرا حق ہے انکا مین ضامن ہون اور وہ تین چیزین یعنی کھانا پانی کپڑا دینا جو تیرا حق ہے تو اوسکا ضامن ہو یہ لکھکر رقعہ مجھے دیا اور کہا کہ باہر جا اور سوا اللہ کے کسی سے نہ لگا پہلے جسے دیکھنا اوسے یہ رقعہ دیدینا مین باہر جو آیا تو ایک شخص کو اونٹ پر سوار دیکھا رقعہ اوسے دیدیا رقعہ پڑھکر وہ رونے لگا اور پوچھا کہ اس رقعہ کا لکھنے والا کہان ہے مین نے کہا مسجد مین اوسنے چھ سو دینار کی تھیلی مجھے دی مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اونھون نے کہا کہ ایک نصرانی ہے حضرت ابراہیم ادہم کی خدمت مین جاکر مین نے سب ماجرا بیان کیا اونھون نے فرمایا کہ اس تھیلی مین ہاتھ نہ لگانا دم بھر مین اس تھیلی کا مالک آیا ہی چاہتا ہے فوراً وہ نصرانی آیا اور حضرت ابراہیم ادہم کے قدم کو بوسہ دیکر ایمان سے مشرف ہوا اور حضرت ابو یعقوب بصری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مکہ معظمہ مین دس دن تک مین بھوکا رہا آخر بیتاب ہوکر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہون کہ زمین پر ایک شلغم پڑا ہے مین نے اپنے جی مین کہا کہ اسے اوٹھا لون میرے دل سے آواز آئی کہ دس دن سے تو بھوکا ہے آخر سڑا ہوا شلغم تجھے نصیب ہوا پس مین نے ہاتھ کھینچ لیا اور مسجد مین چلا آیا ایک شخص آپہونچا اور پٹاری بھر روغنی ٹکیان اور شکر اور مغز بادام لاکر میرے سامنے رکھا اور کہنے لگا کہ مین دریا کے سفر مین تھا طوفان جو آیا تو مین نے نذر کی کہ اگر مین سلامت بچون گا تو یہ چیزین اوس درویش کو دونگا جس سے پہلے ملاقات ہو مین نے ہر ایک مین سے مٹھی مٹھی بھر لیکر کہا کہ باقی مین نے تجھے بخشدیا مین نے اپنے دل سے کہا کہ دیکھ تو خدا کیا رزاق مطلق ہے کہ دریا مین ہوا تیری روزی کا بندوبست کرنیکا حکم فرمایا اور تو اور اور جگہ سے تلاش کرتا ہے پس ایسی نادر حکایتون کا معلوم کرنا آدمی کے ایمان کو قوی کرتا ہے **عیالدار کے توکل کا بیان**

اے عزیز جانتو کہ عیالدار آدمی کو کسب سے دست بردار ہوکر جنگل بیابان مین پھرنا لائق نہین بلکہ عیالدار کا توکل وہی ہے جو تیسرے درجے مین مذکور ہوا وہ کسب کرنیوالے کا توکل ہے جیسا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کرتے تھے اسواسطے کہ توکل اوسی کو لائق ہے جسمین وہ صفتین پائی جائین ایک یہ کہ بھوک پر صبر کرسکے اور جسقدر میسر ہو اوسپر قناعت کرسکے اگرچہ وہ گھاس ہی ہو دوسرے یہ کہ اس بات کا ایمان رکھتا ہو کہ شاید بھوک اور موت میری روزی ہے اور اسی مین میری بہتری ہے مگر عیال کو اس بات پر آدمی مستقل نہین رکھہ سکتا بلکہ حقیقت مین اوسکا نفس بھی اوسکے عیال کا حکم رکھتا ہے اگر بھوک پر صبر کی طاقت نہین رکھتا اور مضطرب ہو جائیگا تو اوس شخص کو کسب چھوڑکر توکل نکرنا چاہیے اور اگر عیال بھی صبر کی طاقت رکھے اور توکل کی اجازت دے تو کسب ترک کرنا درست ہے پس فرق یہی ہے کہ اپنے تئین جبراً قہراً بھوکا رکھنا درست ہے اور عیال کو بھوکا رکھنا درست نہین اور جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہے اور وہ تقوی اور پرہیزگاری مین مشغول ہوتا ہے تو اگرچہ وہ کسب نکرے مگر اوسکے رزق کے اسباب ظاہر اور مہیا ہوجاتے ہین جیسے وہ بچہ جو اپنی ماں کے پیٹ مین کسب سے عاجز ہے حق تعالی اوسے اوسکا رزق ناف کی راہ سے پہونچاتا ہے جب بچہ پیٹ سے نکلتا ہے

توحق تعالی مان کی چھاتیون سے رزق پہونچاتا ہے جب اور کھا سکتا ہے تو وقت پر دانت پیدا کرتا ہے اور اگر مان باپ جاتے ہین اور بچہ یتیم رہجاتا ہے تو جسطرح مان پر شفقت کو مسلط کر دیا تھا کہ اوسے اچھی طرح رکھتی تھی اوسیطرح شفقت کو اورون پر مسلط کر دیتا ہے حتی کہ یتیم پر مہربانی کرنا خلق کے دل مین پیدا ہو جاتا ہے پہلے تو ایک ہی مادر مشفقہ تھی اورون نے بچہ کو اوسی پر چھوڑ دیا تھا جب مان گذر گئی تو ہزار آدمیون کو اوسپر شفقت کرنے کے واسطے اوٹھا کھڑا کیا جب وہ لڑکا بہت بڑا ہوا اوسے کسب کی قدرت مرحمت فرمائی اور کسب کی خواہش اوسپر مسلط کر دی تاکہ جو شفقت اوسپر تعینات کر دی ہے اوسکے سبب سے وہ اوسیطرح اپنی اب غمخواری کرے جسطرح مادر مشفقہ اپنی شفقت سے اوسکی غمخواری کرتی تھی اگر اس خواہش کسب کو حق تعالی اوس سے لیتا ہے تاکہ اپنے کسب سے یتیم ہو کر زہد و تقوی کی طرف متوجہ ہو تو تمام مخلوقات کے دلون کو اوسپر شفقت و مہربانی کرنے سے بھر دیتا ہے حتی کہ سب کہتے ہین کہ یہ مرد خدا کی طرف مشغول ہے جو چیز بہتر اور بہت خوب ہو وہ اسے دینا چاہیے پہلے تو یہ اپنے اوپر اکیلا آپ ہی شفقت کرتا تھا اب تمام خلق اوسپر یتیم کیطرح شفقت کرنے لگتی ہے لیکن اگر وہ کسب کر سکتا ہے اور سستی اور بیہودہ پن مین مشغول ہوتا ہے تو یہ شفقت کی حالت لوگون کے دلون مین نہین پیدا ہوتی اوسے توکل اور ترک کسب درست نہین اسواسطے کہ جب وہ اپنے نفس کی طرف مشغول ہے تو اوسے اپنی غمخواری بھی کرنا چاہیے پس آدمی اگر حق تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے سے یتیم ہو جاتا ہے تو اوسوقت حق تعالے خلق کے دلون کو اوسپر مشفق و مہربان کر دیتا ہے اسی سبب سے ہے کہ کبھی کسینے کوئی متقی ہرگز نہین دیکھا کہ بھوک کے مارے مر گیا ہو پس جو کوئی اس بات مین خوب غور کرے کہ خداوند عالم نے ملک و ملکوت کے کامون کی کیسی تدبیر کی اور کیا خوب انتظام تام رکھا ہے تو ضرور بالضرور اوسے اس آیۂ کریمہ کے مضمون کا مشاہدہ ہو جائیگا وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اور سمجھ لیگا کہ خداوند عالم نے مملکت کا ایسا اچھا انتظام کیا ہے کہ کوئی تباہ اور برباد نہ رہے مگر نادر اور وہ بھی اس سبب سے ہوتا ہے کہ اوسکی بہتری اسی مین ہوتی ہے اس سبب سے نہین کہ کسب سے وہ دست بردار ہو گیا اسواسطے کہ جس کسینے بہت سا مال کسب کیا ہو اوسکا بھی تباہ اور خراب ہنا نادر ہے حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے چونکہ یہ حال مشاہدے سے دیکھا تو کہا کہ مین چاہتا ہون کہ بصرہ کے سب لوگ میری عیال ہون اور گیہو کا ایک دانہ ایک دینار کو ہو جائے حضرت وہیب بن الورد رحمہ اللہ تعالی کہا ہے کہ اگر آسمان لوہے کا اور زمین کانسے کی ہو اور مین اپنی روزی کا رنج دیکھون تو ڈرتا ہون کہ مشرک ہو جاؤن اور حق تعالے نے رزق کو آسمان پر حوالہ کیا ہے تاکہ لوگ جانین کہ کسیکو اوسپر دسترس نہین لوگون کی ایک جماعت حضرت جنید قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور کہا کہ ہم اپنی روزی ڈھونڈھتے ہین فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ کہان ہے تو ڈھونڈھو کہا کہ خدا سے مانگین فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ تمہین بھول گیا ہے تو اوسے یاد دلاؤ کہا توکل کرین اور دیکھین کہ کیا ہوتا ہے فرمایا کہ آزمائش کے طور پر توکل کرنا شک ہے کہا پھر کیا تدبیر ہے فرمایا تدبیر سے دست بردار ہونا پس در حقیقت رزق کے بارے مین رزاق مطلق کی ضمانت کافی ہے جسے رزق چاہیے ہو وہ اوسیکی طرف متوجہ ہو جائے دوسرا مقام توکل مین ذخیرہ جمع کرنے کے

الغرض جاننا چاہئے کہ جسنے اپنا خرچ یکسالہ جمع کیا وہ درجہ توکل سے گر گیا اسواسطے اوسنے اسباب خفی چھوڑکر اسباب ظاہری پر بھروسا کیا کیونکہ یہ سال بکر رہوتا ہے مگر جس شخص نے وقت پر ضرورت کے قدر کھانے پر جس سے پیٹ بھر جاوے اور ضرورت قدر کپڑے پر جس سے بدن ڈہپ جاوے قناعت کی اوسنے توکل پورا کیا لیکن اگر چالیس دن کی قدر ذخیرہ کر رکھیگا تو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ کہتے ہیں کہ اوسکا توکل باطل ہوگا اگر زیادہ جمع کر رکھیگا تو باطل ہو جائیگا اور حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ کسیقدر ہو ذخیرہ کرنا توکل باطل کر دیتا ہے اور ابو طالب مکی قدس سرہ نے کہا ہے کہ چالیس روز سے زیادہ کے واسطے ذخیرہ کر رکھنے سے بھی توکل باطل نہیں ہوتا بشرطیکہ ذخیرہ کر رکھنے پر آدمی بھروسا نکرے حسین مغازلی رحمہ اللہ تعالی حضرت بشر حافی قدس سرہ کے مرید تھے اونہوں نے کہا ہے کہ ایکدن ایک ادھیڑ آدمی حضرت بشر حافی کی خدمت میں آیا حضرت بشر حافی نے مٹھی بھر چاندی مجھے دیکر فرمایا کہ بہت اچھا اور خوش مزہ کھانا مول لا حالانکہ کبھی میں نے یہ بات اونسے نہ سنی تھی میں کھانا لایا اونہوں نے اوس آدمی کے ساتھ کھایا حالانکہ میں نے کبھی اونہیں کسی کے ساتھ کھانا کھاتے نہ دیکھا تھا جب وہ کھا چکے تو اوس میں سے بہت سا کھانا بچ رہا بس وہ ادھیڑ آدمی باقی کھانا سمیٹ کر اوٹھا لیگیا مجھے تعجب ہوا کہ بے اجازت اوسنے ایسا امر کیا حضرت بشر حافی نے فرمایا کہ تجھے تعجب آیا میں نے کہا ہاں فرمایا یہ حضرت فتح موصلی تھے آج شہر موصل سے میری ملاقات کو آئے تھے اور کھانا اسواسطے اوٹھا لے گئے تاکہ مجھے تعلیم کر دیں کہ جب توکل پورا اور درست ہو تو ذخیرہ کرنا نقصان نہیں رکھتا پس حقیقت یہ ہے کہ تھوڑی امید توکل کی اصل ہے اسکا حکم یہ ہے کہ اپنے واسطے ذخیرہ نکرے پس اگر ذخیرہ کرے اور اپنے ہاتھ میں مال کو ایسا جانے جیسا خزانہ خدا میں اور اوسپر بھروسا نکرے تو توکل باطل نہیں ہوتا یہ جو ہمنے کہا یہ مرد مجرد کا حکم ہے اور عیالدار اگر خرچ یکسالہ ذخیرہ کر رکھے تو بھی اوسکا توکل باطل نہوگا لیکن اگر زیادہ جمع کر رکھیگا تو البتہ توکل جاتا رہیگا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیال کے لیے اونکے ضعف دل کے سبب سے قوت یکسالہ رکھتے تھے اور اپنے واسطے صبح سے شام تک کا بھی قوت نہ چھوڑتے تھے حالانکہ اگر آپ رکھ چھوڑتے تو آپکے توکل میں کچھ نقصان نکرتا اسواسطے کہ اوسکا آپکے ہاتھ میں ہونا اور غیر کے ہاتھ میں ہونا آپ کے نزدیک یکسان تھا مگر خلق کو اوسکے درجے ضعف کے موافق آپ نے تعلیم فرما دیا حدیث شریف میں ہے کہ اصحاب صفہ میں ایک صحابی نے انتقال کیا اوکے کپڑے میں لوگوں نے دو دینار پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو داغ ہونگے اسمین دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اوسنے دغا سے اپنے تئین مجرد ظاہر کیا اور عذاب کے طور پر آگ کے یہ دو داغ ہوں دوسری یہ کہ اوسنے دغا نہ کی ہو مگر ذخیرہ کرنے سے اوسکے درجے کو اوس جہان میں گھٹا دیا ہو جسطرح چہرے پر دو داغ ہونے سے جمال میں نقصان آجاتا ہے جیسا کہ دوسرے درویش کے حق میں فرمایا تھا یعنی جب اوسنے انتقال کیا تو آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اسکا چہرہ چودھویں رات کے چاند کا سا ہوگا اور اگر ایک خصلت اس میں نہوتی تو آفتاب کے مانند ہوتا وہ خصلت یہ تھی کہ ایک جاڑوں کے کپڑے اول دوسرے جاڑوں تک رکھتا تھا اور ایک گرمی کے کپڑے دوسری گرمی کی فصل تک رکھ چھوڑتا تھا اور فرمایا کہ

کہ یقین و صبر سب چیزون سے کم تمہین ملے ہین یعنی کپڑا رکھ چھوڑنا یقین کم ہونے کے سبب سے ہوتا ہے مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ دسترخوان کٹورا لوٹا کٹورا اور جو چیزین ہمیشہ کام آتی ہین انکا رکھ چھوڑنا درست ہے اسواسطے کہ عادۃ اللہ یون جاری ہے کہ روٹی کپڑا ہر سال اور ہر روز وجہ سے پیدا ہوتا ہے مگر یہ برتن وغیرہ ہر گھڑی نہین پیدا ہوتے اور عادۃ اللہ کے خلاف کرنا درست نہین لیکن گرمی کے کپڑے جاڑون مین کام نہین آتے اور اونکا رکھ چھوڑنا ضعف یقین سے ہوتا ہے **فصل** ایالعزیز جانتو کہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر ذخیرہ نکر رکھیگا تو اوسکا دل مضطرب ہوگا اور خلق سے امیدوار رہیگا ایسے آدمی کو ذخیرہ کر رکھنا اولیٰ ہے بلکہ اگر ایسا ہو کہ اوسکا دل مطمئن نہ رہے اور ذکر و فکر مین مشغول نہو سکے مگر بقدر کفایت زمین رکھنے سے مطمئن اور مشغول ہو تو اوسے یہی اولیٰ ہے کہ بقدر کفایت زمین رکھے اسواسطے کہ ان سب باتون سے دل ہی مقصود ہے تاکہ حق تعالیٰ کے ذکر مین ڈوبا رہے اور بعضے دل ایسے ہوتے ہین کہ مال کا ہونا اونہین یاد خدا سے باز رکھتا ہے اور مفلسی مین تسکین حاصل ہوتی ہے ایسا دل بہت شریف ہوتا ہے اور بعض دل ایسا ہوتا ہے کہ قدر کفایت کے بغیر اوسے تسکین نہین ہوتی ایسے شخص کو زمین رکھنا اولیٰ ہے لیکن اگر تجمل اور شان و شوکت زیادہ ہونے کے بغیر دل کو تسکین نہو تو ایسا دل دینداروں کے دلون مین سے نہین ہے اور اسکا کچھ حساب نہین **تیسرا مقام** اور اسباب کا بیان جنسے رفع ضرر ہو ایالعزیز جانتو کہ جو سبب یقینی یا اکثر ہوتا ہے اوس سے حذر کرنا شرط توکل نہین ہے بلکہ متوکل اگر دروازہ بند کرکے قفل لگا دے تاکہ چور مال نہ لیجاوے تو توکل باطل نہوگا اور ہتھیار سنبھالے اگر دشمن سے بچے تو بھی توکل نہ باطل ہوگا اور اگر لبادہ پہنے تاکہ سردی نہ معلوم ہو تو بھی توکل باطل نہوگا لیکن اگر مثلاً سیر ہو کر کھانا کھائے تاکہ حرارت درونی غالب ہو جائے اور سردی نہ معلوم ہو تو ایسے باریک اسباب توکل کو توڑ ڈالتے ہین جیسے داغ اور منتر مگر جو چیز اسباب ظاہر مین سے ہے اوس سے دست بردار ہونا شرط توکل نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین ایک اعرابی حاضر ہوا آپ نے فرمایا تو نے اونٹ کیا کیا اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے اوسے چھوڑ دیا اور توکل کیا فرمایا اوسی باندہ اور توکل کر لیکن اگر آدمی سے کوئی رنج پہونچے اوسکا متحمل ہونا اور اوسے دفع نکرنا منجملہ توکل ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور فرمایا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ لیکن اگر سانپ بچھو درندون سے رنج پہونچے تو صبر کرنا نہ چاہیے دفع کرنا چاہیے پس جسنے دشمن سے بچنے کے واسطے ہتھیار سنبھالا وہ باین طور متوکل ہوتا ہے کہ اپنے قوت بازو اور ہتھیار پر بھروسا نکرے اور جب گھر کے دروازے مین قفل چڑھا دیا تو قفل پر بھروسا نکرے اسواسطے کہ بہتیرے قفل چور کو دفع نہین کرتے اور متوکل کی علامت یہ ہے کہ اگر گھر مین جائے اور چور مال لے گیا ہو تو قضای الٰہی پر راضی رہے رنجیدہ نہو بلکہ جب باہر جانے لگے تو زبان حال سے کہے کہ اے اللہ مین اسواسطے قفل نہین لگاتا ہون کہ تیری مشیت اور قضا کو دفع کرون اسلیے لگاتا ہون کہ تیری عادت کی موافقت کرون اگر اس مال پر تو کسیکو مسلط کردیگا تو مین تیرے حکم سے راضی ہون اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم کہ یہ مال اور کسیکی

روزی کے واسطے تو نے پیدا کر کے عاریتہً مجھے سپرد کیا ہے یا میری ہی روزی کے لیے پیدا کیا ہے پس اگر گھر کا دروازہ بند کر جائے
اور پھر اگر مال کو گھر مین نہ دیکھے اور رنجیدہ ہو تو اسکا نتیجہ یہی ہے کہ جان لے کہ میرا توکل درست نہین توکل کا جو خیال آیا تھا
یہ نفس نے دھوکا دیا تھا لیکن اگر چپ رہے اور گلہ کرے تو بارے صبر ہی کا درجہ پایا اور شکایت کرنے پر مستعد ہوگا اور چور
کی تلاشی مین کد کریگا تو صبر کے مرتبے سے بھی گر گیا اور جان لے کہ مین نہ صابرون مین سے ہون نہ متوکلون مین سے
تاکہ صبر و توکل کا دعوی تو بالای طاق رکھے غیر اوسے چور سے یہی بڑا فائدہ ہوا **سوال** اگر کوئی کہے کہ وہ اگر مال کا محتاج نہوتا
تو دروازہ نہ بند کرتا اور مال کی حفاظت نہ کرتا جب اوسنے اپنی حاجت کے واسطے مال کی حفاظت کی اور چور چورا
لے گئے تو کیونکر ممکن ہے کہ رنجیدہ نہو **جواب** یہ ہے کہ اسطرح ممکن ہے کہ جب تک وہ مال خدا نے اوسے دیا تھا تو وہ خیال کرتا تھا کہ میری بھلائی اسی مین
ہے کہ میرے پاس رہے اور اس بھلائی کی علامت یہ ہے کہ خدا نے وہ مال اوسے دیا تھا اب اوسکی بھلائی اسی مین ہے کہ اوسکے پاس
نہ رہے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ خدا نے اوس سے لے لیا پس دونون حالتون مین اپنی بھلائی کی وجہ سے خوش ہے
اور اس بات کا ایمان لائے کہ حق تعالی اوسکے حق مین وہی کرتا ہے جس مین اوسکی بھلائی ہے وہ اپنی بھلائی نہین جانتا خدا ہی
خوب جانتا ہے اسکی مثال اوس بیمار کی سی ہے جسکا پدر مشفق طبیب ہو اگر اوس بیمار کو گوشت کھلاتا ہے تو بھی وہ بیمار
خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس مین میری تندرستی کے آثار نہوتے تو یہ کھانا نہ دیتا اور اگر گوشت اوسکے ہاتھ سے چھین لیتا ہے
تو بھی وہ بیمار خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ گوشت میرے حق مین مضر نہوتا تو یہ چھین نہ لیتا آدمی کو جب تک یہ ایمان
نہو تب تک اوس سے توکل نہوگا توکل کا دعوی بیجا اور بے اصل ہوگا **متوکل کے آداب** ایعزیز جان تو کہ جب مال چوری
جائے تو متوکل کو چاہیے کہ چھ آداب بجا لائے پہلا ادب یہ ہے کہ دروازہ بند کرنے مین بہت مبالغہ اور اصرار نہ کرے اور
بہت سی زنجیرین اور قفل نہ لگائے اور پڑوسیون سے نگہبانی نہ چاہے مگر آسانی کرے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ
تعالی گھر کے دروازے پر تاگا باندھتے اور کہتے کہ اگر کتے کے آنیکا اندیشہ نہوتا تو مین تاگا بھی نہ باندھتا دوسرا ادب یہ ہے
کہ جس مال کو یقین جانے اور سمجھے کہ چور اسکے لالچ مین آئیگا اوسے گھر مین نہ رکھے اسواسطے کہ وہ گناہ کی طرف چور کی
ترغیب کا سبب ہوگا مغیرہ نے حضرت مالک دینار قدس سرہ کو ذکوۃ کا مال بھیجا اونھون نے تھوڑی دیر کے بعد وہ مال
پھیر بھیجا کہ اپنا مال لیلو اسواسطے کہ شیطان میرے دل مین وسواس ڈالتا ہے کہ چور لیجائیگا اونھون نے یہ نہ چاہا کہ میرے
دل مین وسواس ہے اور چور گناہ مین مبتلا ہو حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی نے جب یہ حال سنا تو فرمایا یہ صوفیون
کی بزدلی ہے مالک دینار دنیا کے باب مین زاہد ہین اونھین اس سے کیا کہ چور لیجائیگا یہ خیال کا ہل ہے تیسرا ادب یہ ہے
کہ جب باہر نکلے تو نیت کرے کہ اگر میرا مال چور لیجائیگا تو اوسے مبارک ہو اوسکے واسطے بحل اور مباح ہے تاکہ شاید چور محتاج
ہو اور اوسکا کام نکلے اور اگر تونگر ہو تو شاید اس مال کے سبب سے اور کسی مسلمان بھائی کا مال نہ چرائے اور اس شخص کا مال
اور مسلمان پر سے صدقہ ہو جائے یہ بات چور پر بھی مہربانی ہے اور اور مسلمان بھائیون پر بھی اور یہ جان لے کہ اس نیت

کے سبب سے خدا کی مشیت نہین بدل جاتی چور چرا لیجائے خواہ نہ چرا لیجائے اوسے صدقے کا ثواب حاصل ہوگا ایک درم کے عوض سات سو درم اسواسطے کہ وہ تو اپنی نیت کر چکا جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص اپنی جورو سے صحبت کرنے مین عزل نکریگا اور نطفہ ڈال دیگا تو فرزند پیدا ہو خواہ نہ پیدا ہو اوسکے واسطے ایسے ایک غلام کا ثواب لکھتے ہین جو راہ خدا مین جنگ کرے حتی کہ کفار اوسے شہید کر ڈالین یہ ثواب اسواسطے ہے کہ جو کام اوسکے ذمے تھا اوسنے تو ادا کیا اگر فرزند ہوتا تو اوسکا پیدا کرنا اور زندہ رکھنا اوس شخص کے اختیار مین نہ تھا اوسکا ثواب و عذاب اوسکے افعال پر ہوتا چوتھا ادب یہ ہے کہ مال چوری جانے سے رنجیدہ نہو اور جان لے کہ میری بہتری اسی مین تھی کہ چور لیجائین اور اگر کہہ چکا ہو کہ یہ مال مین نے فی سبیل اللہ کیا تو اوسے تلاش نکرے اور اگر اوسے پھیر دین تو نہ لے اور اگر لے لیگا تو اوسی کا مال ہے فقط نیت کرنے سے ملک سے نکل نہین جاتا لیکن پھیر لینا مقام توکل مین خوب بات نہین ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا ایک اونٹ چور لیگئے آپ نے اوسے ڈھونڈھنا شروع کیا حتی کہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے تو کہا فی سبیل اللہ اور مسجد مین آکر نماز پڑھنے لگے ایک شخص نے آکر کہا کہ اونٹ فلانی جگہ ہے آپ نے ڈھونڈھنے کے واسطے جوتے مین پاؤن ڈالا اور استغفر اللہ کہکر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ مین نے فی سبیل اللہ کہا تھا اب اوسکے قریب بھی نہ جاونگا ایک بزرگ کہتے ہین کہ مین نے خواب مین ایک مسلمان بھائی کو بہشت مین غمگین دیکھا پوچھا تو کیون دلگیر ہے بولا قیامت تک یہ غم میری ساتھ رہیگا اسواسطے کہ علیین مین ایسے مقامات بلند مجھے دکھائے گئے کہ تمام بہشت مین ویسے نہ تھے مین نے خوش ہوکر اون مقامات کا قصد کیا ندا آئی کہ اس شخص کو نکال دو کیونکہ یہ مقامات اون لوگون کے واسطے ہین جنہون نے سبیل جاری کی تھی مینے پوچھا سبیل جاری رکھنا کیا ہے جواب ملا کہ تو نے کہا تھا کہ فلانی چیز فی سبیل اللہ ہے پھر اوسکا نباہ نہ کیا اگر تو نے اپنا قول پورا کیا ہوتا تو یہ مقامات بھی سب تجھکو دیے جاتے ایک شخص مکہ معظمہ مین سوتے سوتے بیدار جو ہوا تو روپیہ بھری ہوئی ہمیانی کھوئی گئی تھی ایک عابد بزرگ وہان تھا اوسے اوسکی تہمت لگائی عابد نے ہمیانی کے مالک کو اپنے گھر لیجا کر پوچھا کہ ہمیانی مین تیرا کتنا روپیہ تھا اوسنے جسقدر بتایا عابد نے اوسقدر اوسے دیا وہ جب روپیہ لیکر باہر آیا تو سنا کہ اوسکے کسی یار نے دلگی سے اوسکی ہمیانی لے لی ہے وہ پھرا اور عابد کے پاس روپیہ پھیر لیگیا ہر چند کہا کہ اپنا روپیہ پھیر لو مگر عابد نے قبول نہ کیا اور کہا کہ مین نے اپنی نیت مین اس روپیہ کو فی سبیل اللہ کر دیا ہے آخر کو کہا کہ اچھا یہ روپیہ درویشون کو دیدیا جائے وہ روپیہ سب درویشون کو دیدیا اسیطرح مثلا اگر کوئی شخص روٹی فقیر کو دینے لیگیا اور فقیر چلدیا تو بزرگان سلف نے اوس روٹی کو گھر پھیر لیجا کر کھانا مکروہ جانا ہے اور کسی دوسرے فقیر کو وہ روٹی دیدی ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ ظالم چور کے واسطے بد دعا نکرے کیونکہ اس سے توکل بھی باطل ہو جاتا ہے زہد بھی اس لیے کہ جو شخص گذشتہ پر تاسف کرے وہ زاہد نہین حضرت ربیع ابن خثیم قدس سرہ کا ایک گھوڑا جو کئی ہزار درم قیمت کا تھا چور لیگئے حضرت ربیع نے کہا کہ مین نے دیکھا کہ لیے جاتے ہین لوگون نے کہا کہ پھر آپ نے کیون لیجانے دیا فرمایا کہ مین جس کام مین تھا اوسے گھوڑے سے زیادہ دوست رکھتا ہون یعنی نماز مین تھا پھر چور کے واسطے

لوگ بد دعا کرنے لگے فرمایا کہ بد دعا نہ کرو اسواسطے کہ مین نے اوسے مباح اور بحل کر دیا اور اوسے صدقے مین دیدیا ایک بزرگ سے لوگون نے کہا کہ اپنے ظالم کے واسطے بد دعا کیجیے فرمایا کہ اوسنے اپنے اوپر ظلم کیا ہے مجھپر نہین اوسے وہی شر کفایت کرتا ہی مین زیادہ بار شر او سپر نہین رکھ سکتا حدیث شریف مین ہے کہ بندہ اپنے ظالم کے واسطے بد دعا کرتا ہے اور برا کہتا ہے حتی کہ اپنے حق کا پورا قصاص لے لیتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظالم کا حق اوسپر کچھ اونکا باقی بچ جاتا ہے چھٹا ادب یہ ہی کہ چور کے واسطے از راہ مہربانی رنجیدہ ہونا چاہیے کہ اوس سے گناہ سرزد ہو گیا اور وہ اوسکے عذاب مین گرفتار ہوگا اور شکر کرے کہ مین مظلوم ہون ظالم نہین اور وہ نقصان مال ہی مین ہوا دین مین نہین ہوا اسواسطے کہ اگر کسی شخص کا دل ایسے آدمی کے واسطے رنجیدہ نہو جو گناہ کو حلال سمجھا وہ شخص خلق کی نصیحت اور شفقت سے دست بردار ہو گیا حضرت فضیل نے اپنے بیٹے علی رحمہما اللہ تعالی کو دیکھا کہ اونکا مال چور چورا لیگئے تھے اور وہ رو رہے ہین پوچھا کہ تم اپنے مال کے واسطے روتے ہو کہا نہین مین اوس غریب مسکین کے حال پر روتا ہون جسنے ایسا برا کام کیا اور قیامت مین اوسے عذر و حجت کا محل نہوگا چوتھا مقام بیماری کے علاج مین اور جو ضرر حاصل ہوا ہو اوسکے دفع کرنے کے بیان مین اے عزیز جانو کہ علاج کے تین درجے ہین ایک یقینی جیسے روٹی سے بھوک کا علاج اور پانی سے پیاس کا علاج اور جو آگ کہین لگی ہو پانی ڈالنے سے اوسکا علاج ایسے علاج سے دست بردار ہونا نہ تو کل ہو بلکہ حرام ہو دوسرا درجہ یہ ہے کہ علاج نہ یقینی ہو نہ ظنی مگر احتمال ہو کہ اثر کرے جیسے منتر داغ فال اس علاج سے دست بردار ہونا توکل ہے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ ایسی چیزین کرنا اسباب مین مبالغہ کرنے اور اون چیزون پر بھروسا کرنے کی علامت ہو اور انمین سب سے بڑھکر داغ ہے پھر منتر اور سب سے کمتر فال ہے کہ اوسے طیرہ کہتے ہین تیسرا درجہ ان دونون درجون کے درمیان مین ہے وہ علاج ہے کہ یقینی وہ نہو مگر ظن غالب ہو جیسے فصد کھلوانا یا پچھنے لگوانا مسہل پینا اور سردی سے گرمی کا علاج کرنا اور گرمی سے سردی کا علاج کرنا اسے دست بردار ہونا حرام ہے نہ یہ شرط توکل مین بعض اوقات انکا کرنا نہ کرنے سے اولی تر ہوتا ہے اور بعض اوقات نہ کرنا کرنے سے اولی تر ہوتا ہے انکا ترک شرط توکل نہین اسپر یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ قول و فعل ہین قول یون ہین کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اے بندگان خدا دارو کا استعمال رکھو اور فرمایا ہے کہ کوئی بیماری ایسی نہین جسکی دوا نہو مگر موت لیکن کبھی لوگ جانتے ہین کبھی نہین جانتے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دارو اور منتر کیا تقدیر الٰہی کو پھیر دیتے ہین فرمایا کہ یہ بھی تقدیر الٰہی ہین اور فرمایا ہے کہ مین ملائکہ کی جس قوم کی طرف گذرا اوس نے کہا کہ آپ اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا حکم کیجیے اور فرمایا ہے کہ سترھوین اور اونیسوین اور اکیسوین تاریخ پچھنے لگوایا کرو کہ ایسا نہو کہ غلبۂ خون تمھین ہلاک کرے اور فرمایا کہ خدا کے حکم سے خون ہلاکت کا سبب ہی اور بدن سے خون نکلوانے اور کپڑے سے سانپ نکالنے یا گھر مین آگ لگی ہوئی بجھانے مین کچھ فرق نہین اسواسطے کہ یہ سب موجب ہلاکت ہین اور انکا ترک کرنا شرط توکل نہین اور فرمایا ہے کہ منگل کے دن سترھوین تاریخ پچھنے لگوانا سال بھر کی بیماری کو دور کرتا ہے حدیث منقطع مین یہ روایت ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو فصد کھلوانیکا حکم فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھ مین درد تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ یہ نہ کھا یعنی رطب اور یہ کھاؤ یعنی ورق چقندر کشک جو کے ساتھ پکا کر اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالی عنہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمھاری آنکھ دکھتی ہے اور تم خرما کھاتے ہو اونھون نے مزاحًا عرض کیا کہ یا رسول اللہ جدھر کی آنکھ مین درد ہے ادھر کے گلے سے نہین کھاتا دوسرے کلے سے کھاتا ہون آپ ہنس دیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل یہ ہین کہ آپ ہر شب چشم مبارک مین سرمہ لگاتے اور ہر مہینے مین پچھنے لگواتے اور ہر سال مین دارو نوش فرماتے اور جب وحی نازل ہوتی تو سر مبارک مین درد ہونے لگتا آپ منہدی لگا لیتے اور جب کسی مقام پر جسم مبارک مین زخم ہو جاتا تو آپ وہان پر منہدی رکھہ لیتے اور اکثر زخم پر مٹی ڈال لیتے اور طب النبی ایک کتاب علما نے جمع کی ہے حضرت موسی علیہ السلام کو ایک بیماری ہوئی بنی اسرائیل نے کہا کہ فلانی چیز اوسکی دوا ہے فرمایا کہ مین دوا نہ کرونگا تاکہ شافی مطلق خود شفا عطا فرماوے وہ بیماری بڑہی لوگون نے کہا کہ اسکی دوا مشہور اور مجرب ہے اوسکے استعمال سے آدمی فورًا اچھا ہو جاتا ہے فرمایا مجھے نہین منظور بیماری باقی رہی وحی نازل ہوئی کہ اے موسی مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک تو دوا نہ کھاوے گا صحت نہ دونگا آپ نے دوا کھائی اور صحت پائی آپ کے دل مین کچھ خطرہ آیا وحی آئی کہ اے موسی تو نے کیا چاہا تھا کہ اپنے توکل سے میری حکمت کو باطل کر دے دواؤن مین میرے سوا اور کسنے منفعتین رکھی ہین ایک نبی علیہ السلام نے اپنے ضعف کی شکایت کی وحی آئی کہ گوشت کھا دودہ پی ایک قوم نے اپنے زمانے کے رسول سے اپنی اولاد کی بدصورت ہونے کی شکایت کی وحی آئی کہ ان لوگون سے کہدو کہ انکی عورتین ایام حمل مین بہی کھائین تو اونکی اولاد خوبصورت ہوا کریگی عورتین ایام حمل مین بہی اور ایام نفاس مین رطب کھانے لگین پس ان سب روایتون سے معلوم ہوا کہ جسطرح کھانا پانی سبب سیری ہے اوسیطرح دوا موجب شفا ہے اور سب کچھ مسبب الاسباب ہی کی تدبیر سے ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ بیماری کسکے سبب سے ہے اور شفا کسکے سبب سے ارشاد ہوا کہ دونون میرے حکم سے ہین عرض کیا کہ پھر طبیب کس کام آتا ہے ارشاد ہوا کہ طبیب اسواسطے ہے کہ علاج کے ذریعے سے روزی کھائین اور میرے بندون کو خوشدل رکھین پس علاج کے باب مین بہی توکل علم اور حال سے ہے کہ آدمی دوا پیدا کرنیوالے پر بھروسا رکھے دوا پر نہین اسواسطے کہ بہتون نے دوا کھائی اور ہلاک ہو گئے **فصل** اے عزیز جان تو کہ دفع مرض کے واسطے داغ دینا بہی بعضون کی عادت ہے لیکن یہ فعل کرنا درجہ توکل سے آدمی کو گرا دیتا ہے بلکہ اس فعل کی خود ممانعت آئی ہے اور منتر کی ممانعت نہین ہے اسواسطے کہ آگ سے جلانے مین زخم خطرناک ہوتا ہے اور آگ کے سرایت کر جانے مین خوف ہے یہ فصد اور پچھنے کے مانند نہین اور اوسکا نفع بہی فصد اور پچھنے کے نفع کے مثل نہین ظاہر ہوتا اور دوسرا علاج بہی اوسکی عوض ہو سکتا ہے حضرت عمر ابن الحصین رحمہ اللہ تعالی کو کوئی بیماری ہوئی لوگون نے کہا کہ داغ لیجیے اونھون نے نہ دلوایا لوگون نے جب بہت منت وسماجت کی تو اونھون نے داغ لیا بعدہ کہتے تھے کہ قبل ازین مین ایک نور دیکھتا تھا اور ایک آواز سنتا تھا اور ملائکہ مجھے سلام علیک کیا کرتے تھے جبسے مین نے یہ داغ لیا ہے وہ سب باتین جاتی رہین پھر توبہ اور استغفار کی پھر مطرف

ابن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا کہ مدت کے بعد حق تعالی نے وہ کرامت پھر مجھے عنایت فرمائی یہ بیان کہ بعضے
احوال مین دوا نہ کھانا اولی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کے مخالف نہیں ایعزیز جانو کہ اکثر بزرگوار
نے علاج نہیں کیا شاید کوئی شخص اعتراض کرے کہ اگر علاج نہ کرنے مین کمال ہوتا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بھی دوا نہ کھاتے ایعزیز یہ اعتراض باینطور اوٹھہ جائیگا کہ تو جان لے کہ دوا نہ کھانیکے چھہ سبب ہوتے ہین پہلا سبب یہ ہے
کہ وہ شخص صاحب کشف ہو اور اوسے معلوم ہوگیا ہو کہ موت آپہونچی ہے اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی
عنہ سے لوگون نے جب کہا کہ اگر طبیب کو بلا یئے تو کیا مضائقہ ہے آپ نے فرمایا کہ طبیب مجھے دیکھ کر کہہ چکا ہے کہ اِنِّیْ
اَفْعَلُ مَا اُرِیْدُ یعنی مین جو چاہتا ہون وہی کرتا ہون دوسرا سبب یہ ہے کہ بیمار خوف آخرت مین مشغول ہو اور اوسکے دل مین
علاج کا خیال ہی نہ آئے جیسا کہ حضرت ابوالدردا رضی اللہ تعالی عنہ سے بیماری کی حالت مین لوگون نے پوچھا کہ تم کس
سبب سے نالان ہو کہا گناہون کے سبب سے پوچھا کس چیز کی آرزو رکھتے ہو کہا رحمت خدا کی پوچھا طبیب کو بلائین کہا
مجھے طبیب ہی نے بیمار کیا ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کو درد چشم تھا لوگون نے کہا تم علاج کیون نہیں کرتے
جواب دیا کہ مین علاج سے بڑھکر ایک شغل رکھتا ہون اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسیکو پادشاہ کے پاس لیے جاتے ہین تاکہ
پادشاہ اسے سیاست کرے اور کوئی شخص اوس سے کہے کہ تو روٹی نہیں کھاتا اور وہ جواب دے کہ بھوک کی کیا پروا ہے
تو اوسکا یہ کہنا روٹی کھانیوالے پر طعن نہیں ہوتا اور اس کہنے مین روٹی کھانیوالے کی مخالفت نہیں ہوتی اور یہ مستغرق
آدمی ایسا ہوتا ہے جیسا حضرت سہل رحمہ اللہ تعالے سے لوگون نے پوچھا کہ قوت کیا ہے کہا حی قیوم کا ذکر کہا ہم قوام
کو پوچھتے ہین جواب دیا کہ قوام علم ہے کہا کہ ہم غذا پوچھتے ہین جواب دیا کہ غذا ذکر ہے کہا کہ ہم طعام بدن
کو پوچھتے ہین فرمایا کہ بدن سے دست بردار ہو اور اوسے صانع کے سپرد کر و تیسرا سبب یہ ہے کہ وہ بیماری
دیرپا ہو اور بیمار کے نزدیک اوسکا علاج افسون کے مثل ہو یعنی اوسکی منفعت نادر ہو جو شخص طب نہین جانتا وہ اکثر دوا
کو ایسا ہی سمجھتا ہے حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے چاہا کہ اپنی بیماری کی دوا کرون پھر مین نے
خیال کیا کہ عاد اور ثمود اور جو لوگ گذر گئے ہین اون مین بہتیرے طبیب تھے با این ہمہ وہ سب مر گئے اور طب سے کچھ فائدہ
نہوا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ طب کو وہ اسباب ظاہر سے نہ سمجھے تھے چوتھا سبب یہ ہے کہ بیمار یہ نہ چاہے کہ میری بیماری جاتی
رہے تاکہ اوسے بیماری کا ثواب حاصل ہوا کرے اور اپنے صبر کی آزمائش کیا کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ
حق تعالی بندے کو بلا سے اسطرح آزماتا ہے جیسے سونے کو آگ سے آزماتے ہین کوئی سونا تو خالص نکلتا ہے اور
کوئی خراب حضرت سہل رحمہ اللہ تعالی اورون کو دوا کا حکم کرتے اور خود ایک بیماری مین مبتلا تھے اوسکی دوا نکرتے
اور کہتے کہ بیماری پر راضی ہو کر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنا تندرستی کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے افضل ہے پانچوان
سبب یہ ہے کہ بیمار بہت گناہ رکھتا ہو اور چاہے کہ بیماری اون گناہون کا کفارہ ہوجائے اسواسطے کہ حدیث شریف

مین آیا ہے کہ بندے کو تپ لاحق رہتی ہے تاکہ اوسے گناہ سے پاک کر دے حتی کہ اوسپر کوئی گناہ نہین باقی رہتا جسطرح اولے پر کچھ گرد نہین ہوتی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص بدن کی بیماری اور مالکی مصیبت مین کفارہ معاصی کی امید پر خوش نرہے وہ عالم نہین حضرت موسی علیہ السلام نے ایک بیمار کو دیکھکر جناب الٰہی مین عرض کیا کہ بار خدایا اوسپر رحم کر ارشاد ہوا کہ اور کیونکر اسپر رحم کرون مین تو اسی بیماری کے سبب سے اسپر رحم کر رہا ہون سواسطے کہ اوسکے گناہون کا کفارہ اور اوسکی ترقی مدارج بیماری کی وجہ سے کرتا ہون چھٹا سبب یہ ہے کہ بیمار یہ جانے کہ تندرستی غفلت اور اترانے اور سرکشی کا سبب ہوتی ہے اور چاہے کہ بیماری باقی رہے تاکہ غفلت نہ آنے پائے اور حق تعالی جسکی بھلائی چاہتا ہے اوسی بلا بیماری کے سبب سے ہمیشہ متنبہ رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ مسلمان تین چیزون سے خالی نہین رہتا محتاجی بیماری ذلت سے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ بیماری میری قید ہے اور محتاجی میرا قید خانہ ہے اپنی قید اور اپنے قید خانے مین اوسکو رکھتا ہون جسے دوست رکھتا ہون پس چونکہ تندرستی گناہون کی طرف کھینچتی ہے تو بیماری ہی مین خیریت ہو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کچھ لوگون کو آراستہ دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہے اور لوگون نے کہا کہ آج انکی عید کا دن ہے فرمایا کہ جسدن ہم گناہ نکرین وہی ہماری عید کا دن ہے ایک بزرگ نے کسی سے پوچھا کہ کیسے ہو اوسنے جواب دیا بخیریت ہون کہا جسدن تم گناہ نہین کرتے اوسدن بخیریت رہتے ہو اور اگر گناہ کرتے ہو تو اوس سے زیادہ سخت اور کون بیماری ہے بزرگون نے کہا ہے کہ فرعون نے اس سبب سے خدائی کا دعوی کیا کہ چارسو برس جیا اور اوسے نہ درد سر ہوا نہ تپ آئی اگر اوسے ساعت بھر آدھا سیسی کا درد ہوتا تو ہرگز ایسا دعوی باطل نہ کرتا بزرگون نے کہا ہے کہ بندہ جب ایکدن بیمار ہوتا ہے اور توبہ نہین کرتا تو ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کہتے ہین کہ او غافل کئی بار مین نے اپنا قاصد تیرے پاس بھیجا اور تجھے کچھ فائدہ نہوا اور بزرگون نے کہا ہے کہ یہ نہ چاہیے کہ بندۂ مومن چالیس دن رنج یا بیماری یا خوف یا نقصان سے خالی ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہا لوگون عرض کیا کہ یا رسول اللہ اوسے کبھی بیماری نہین ہوتی اور سمجھے کہ یہ تعریف ہے آپ نے فرمایا تو مجھے اوسکی خواہش نہین ایک دن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صداع کا ذکر کرتے تھے ایک اعرابی نے کہا صداع تو کیا چیز ہے مجھے کبھی کوئی بیماری نہین ہوئی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے دور ہو جسے ایک دوزخی دیکھنا منظور ہو اوس سے کہدو کہ اس اعرابی کو دیکھ لے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کسیکو شہید کا درجہ بھی ہوتا ہے فرمایا ہان اوس شخص کو ہوتا ہے جو دن بھر مین بیس بار موت کو یاد کرے اور اسمین کچھ شک نہین کہ بیمار بیس بار سے زیادہ دن بھر مین موت کو یاد کرتا ہے پس ان ہی سببون سے کچھ لوگون نے علاج نہین کیا اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ان باتون کے محتاج نہ تھے اس سبب سے علاج کیا غرضکہ اسباب ظاہری سے حذر کرنا خلاف توکل نہین ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ ملک شام کو جاتے تھے آپ کو خبر پہونچی کہ وہان طاعون کی

شدت سے بعض لوگوں نے کہا کہ وہاں ہم نہ جائیں گے بعضوں نے کہا کہ قضا و قدر سے ہم حذر نہ کرینگے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کیطرف بھاگیں گے اور فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی ایک شخص کے دو وادی ہوں ایک ہرا ایک خشک تو چرا ہا بکریوں کو جس وادی میں لیجانے وہ تقدیر الٰہی سے ہے پھر حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا کہ وہ اس باب میں کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ فلانی جگہ وبا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب تم ایسی جگہ ہو جہاں وبا موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ الحمد للہ میری رائے حدیث شریف کے مطابق ہوئی اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس بات پر متفق ہوئے مگر جہاں وبا ہو وہاں سے نکلجانے کی جو ممانعت ہوئی اسکا سبب یہ ہے کہ اگر تندرست لوگ چلے جائینگے تو بیمار خراب پڑے رہیں گے اور ہوا جب باطن میں اثر کر گئی تو باہر نکلجانا بے فائدہ ہے اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ محل وبا سے بھاگجانا ایسا ہے جیسا کوئی جہاد میں کافر سے بھاگجائے اس مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جسطرح جہاد سے بھاگنے میں بقیہ مجاہدین اور زخمیوں کا دل ٹوٹ جاتا ہے اوسیطرح یہاں بیماروں کا جی چھوٹ جاتا ہے اور بھاگ جانے کی صورت میں ایسا کوئی نہ رہیگا کہ بیماروں کو کھانا پانی دے اور اونکی بیمار داری کرے تو وہ یقیناً ہلاک ہو جائیں گے اور بھاگنے والیکا بھاگ بچنا مشکوک و مشتبہ ہے **فصل** العزیز جانو کہ بیماری کا چھپانا شرط توکل ہے بلکہ اظہار اور گلہ کرنا مکروہ ہے مگر بعذر مکروہ نہیں مثلاً بیمار طبیب سے بیماری کا حال کہے یا اپنا عجز ظاہر کیا چاہے اور رعونت اور تیزی اپنے نفس سے نکالنا منظور ہو جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ اچھے ہیں بخیریت ہیں فرمایا نہیں لوگوں نے تعجب کیا اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگا جناب امیر نے فرمایا کہ کیا حق تعالیٰ کے ساتھ بھی بہادری اور تیزی کروں یہ بات اون ہی کو زیبا تھی کہ باوصف قوت و بزرگی کے اپنا عجز ظاہر کرتے تھے اسی سبب سے دعا مانگی کہ یارب مجھے صبر عطا کر اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ سے خیر و عافیت مانگ بلا اور مصیبت نہ مانگ پس جبکہ کوئی عذر ہو تو بر سبیل شکایت بیماری کا اظہار کرنا حرام ہے اور اگر شکایۃً نہو تو درست ہے مگر اظہار سے باز رہنا اولیٰ تر ہے اسواسطے کہ شاید کیفیت واقعی سے کچھ زیادہ اظہار ہو جائے اور لوگوں کو شکوے کا گمان ہو حکما نے کہا ہے کہ بیماری میں واویلا اور نالہ و زاری نکرنا چاہیے کہ اس میں اظہار ہے ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السلام سے نالہ و فریاد کے سوا اور کوئی امر نہیں پایا حضرت فضیل عیاض اور بشر حافی اور وہب ابن الورد جب بیمار ہوتے تو گھر کا دروازہ بند کر لیتے تاکہ کسیکو بیماری کی اطلاع نہو اور کہتے تھے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اسطرح بیمار ہوں کہ کوئی ہماری عیادت نہ کرے

نویں اصل محبت اور شوق و رضا کے بیان میں

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالیٰ کی محبت اعلیٰ ترین مقامات ہے بلکہ سب مقامات حاصل کرنے سے یہی مقصود

ہے کیونکہ بریع مہلکات اسواسطے ہے کہ جو چیز محبت الٰہی سے باز رکھتی ہے اوس سے آدمی کا دل پاک ہو اور تمام منجیات جو
قبل ازین ہم بیان کر چکے ہین وہ اسی کے مقدمات ہین جیسے توبہ صبر شکر زہد خوف ورجا وغیرہ اور جو بعد اسکے بیان ہے
وہ اسیکا ثمرہ اور اسیکا تابع ہے جیسے شوق ورضا غرضکہ بندے کا کمال اسی بات مین ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت اوسکے دل پر
ایسی غالب ہوجاے کہ اوسے بالکل گھیر لے اگر بالکل نہ گھیر سکے تو بھلا اور چیزون کی محبت کی بہ نسبت غالب تر ہو اور محبت
الٰہی کی حقیقت کو پہچاننا ایسا مشکل ہے کہ متکلمین کے ایک گروہ نے انکار کر کے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی جنس سے نہو
آدمی اوسے دوست نہین رکھہ سکتا اور محبت خدا فقط اوسکی فرمانبرداری ہی کا نام ہے جو یہ سمجھتا ہے وہ اصل دین سے
خبر ہی نہین رکھتا اسکی شرح اور تفصیل کرنا ضرور ہے پہلے تو محبت الٰہی کی ثابت کرنیوالی شرعی دلیلین ہم بیان کرتے ہین
پھر محبت کی حقیقت اور احکام بیان کرینگے **محبت الٰہی کی فضیلت** اے عزیز جانتو کہ سب مسلمان اس بات پر متفق ہین
کہ حق تعالیٰ کی محبت فرض ہے اور حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ اور جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا
فرماتے ہین کہ بندہ جبتک خدا اور رسول کو اور سب چیزون سے زیادہ دوست نرکھے تبتک اوسکا ایمان درست نہین
لوگون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے فرمایا یہ کہ بندہ خدا رسول کو اور
سب چیزون سے زیادہ دوست رکھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبتک بندہ خدا و رسول کو
اہل وعیال اور زر و مال اور تمام خلق سے زیادہ دوست نہ رکھے تبتک وہ ایماندار نہین اور حق تعالیٰ نے بھی تہدید کی
ہے اور فرمایا ہے قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ یعنی اگر باپ بیٹا مال تجارت گھر اور جو چیز تم رکھتے
ہو اوسے خدا رسول سے زیادہ دوست رکھتے ہو تو ہشیار ہو حتی کہ حکم آپہونچے ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین آپ کو دوست رکھتا ہون فرمایا محتاجی پر آمادہ رہ اوسنے عرض کیا کہ خدا کو دوست
رکھتا ہون فرمایا بلا پر مہیا رہ حدیث شریف مین ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہما السلام کی روح
قبض کرنے لگے تو جناب خلیل اللہ نے فرمایا کہ کبھی تمنے دیکھا ہے کہ دوست دوست کی جان لے وحی آئی کہ کبھی تونے
دیکھا ہے کہ دوست دوست کے دیدار سے کراہت کرے پس حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے عزرائیل اب جان نکال لو مین نے
اجازت دی اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی دعاؤن مین یہ دعا داخل ہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ
وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ مَا یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ یعنی اے اللہ عطا کر مجھے اپنی محبت
اور اپنے محبوبون کی محبت اور اوس چیز کی محبت جو مجھے تیری محبت سے قریب کردے اور اپنی محبت کو مجھپر اوس سے زیادہ
غالب کر جتنی پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی محبت ہوتی ہے ایک اعرابی حاضر ہو کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
مین عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا اے اعرابی اوس دن کے واسطے تونے کیا رکھا ہے
اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نماز روزہ تو مین بہت نہین رکھتا لیکن خدا و رسول کو دوست رکھتا ہون فرمایا فردای قیامت

تو اوسکے ساتھ ہوگا جسے دوست رکھتا ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جسنے خدا کی محبت خالص کا مزہ چکھا وہ دنیا سے باز رہا اور خلق سے متنفر ہوگیا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جس کسی نے خدا کو پہچانا وہ اوسے دوست رکھتا ہے اور جسنے دنیا کو پہچانا وہ اوسے دشمن رکھتا ہے اور مسلمان جب تک غافل نہین ہوتا تب تک خوش نہین ہوتا اسواسطے کہ جب اندیشہ کریگا تو غمگین ہوگا حضرت عیسی علیہ السلام ایک قوم کی طرف گذرے اوسے نزار اور ضعیف دیکھا پوچھا تمھین کیا آفت پہونچی ہے اونھون نے عرض کیا کہ عذاب الٰہی کے خوف سے ہم گل گئے ہین فرمایا کہ خدا پر تمھارا حق ہے کہ تمھین عذاب سے بیخوف کردے اور ایک قوم کی طرف حضرت عیسی علیہ السلام کا گذر ہوا وہ اس قوم سے بھی زیادہ نزار اور ضعیف تھی اوس سے پوچھا کہ تمپر کیا بلا نازل ہوئی ہے عرض کیا کہ بہشت کی آرزو نے ہمین گلا رکھا ہے فرمایا خدا پر حق ہے کہ تمھاری آرزو برلائے اور ایک قوم کی طرف گذر ہوا وہ دونون قومون سے زیادہ نزار اور ضعیف تھی اسکے چہرے آئینے کے مانند چمکتے تھے پوچھا تمھاری کیا حالت ہے عرض کیا کہ ہمین خدا کی محبت نے گلا رکھا ہے آپ اونکے پاس بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ تم مقرب لوگ ہو تمھارے پاس بیٹھنے کا مجھے حکم ہے حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ فردای قیامت کو ہر ایک کے تئین انبیا کے نام کے ساتھ پکارینگے اور کہین گے یا امت موسی یا امت عیسی یا امت محمد مگر خدا کے دوستون کو اسواسطے کہ انھین یون پکارینگے کہ اے اولیاء اللہ تعالی کے پاس آؤ پس انکے دل خوشی سے بھر جائین گے بعض کتب انبیا علیہم السلام مین ہے کہ اے بندے مین تجھے دوست رکھتا ہون اپنے اوس حق کے سبب سے جو تجھپر ہے کہ تو بھی مجھے دوست رکھتا ہے **محبت الٰہی کی حقیقت** اے عزیز جانتو کہ محبت الٰہی ایسی مشکل چیز ہے کہ ایک گروہ نے انکار کرکے کہا کہ حق تعالی کے ساتھ محبت ہو ہی نہین سکتی پس اگرچہ یہ نازک بات ہے ہر ایک نہین سمجھ سکتا مگر اسکی شرح اور تفصیل بیان کرنا ضرور ہے مثالون مین اسکی تفصیل ہم ایسی صاف صاف ظاہر کرتے ہین کہ جو کوئی توجہ کرے سمجھ لے اے عزیز جانتو کہ پہلے اصل محبت کو پہچاننا چاہیے کہ کیا ہے جانتو کہ جو چیز اچھی معلوم ہو اوسکی طرف طبیعت کی رغبت کو محبت کہتے ہین اگر وہ رغبت قوی ہے تو اوسے عشق کہتے ہین اور جو چیز بری معلوم ہو اوس سے طبیعت کی نفرت کو عداوت کہتے ہین اور جہان اچھائی اور برائی نہین ہوتی وہان محبت اور عداوت بھی نہین ہوتی اے عزیز اب تجھے یہ جاننا چاہیے کہ اچھائی کیا ہوتی ہے جانتو کہ طبیعت کے حق مین سب چیزین تین قسم پر ہین بعضی چیزین طبیعت کے موافق ہوتی ہین اور طبیعت سے ساز رکھتی ہین بلکہ طبیعت خود اونکی خواہش کرتی ہے اوس موافق کو اچھی چیز کہتے ہین اور بعضی چیزین طبیعت کے ناموافق اور ناسازگار ہوتی ہین اور خواہش طبیعت کے برخلاف ہوتی ہین اوس ناموافق کو بری چیز کہتے ہین اور جو چیز نہ موافق طبع ہو نہ مخالف طبع اوسے نہ اچھی کہتے ہین نہ بری اے عزیز اب تجھے یہ جاننا چاہیے کہ کوئی چیز تجھے اچھی اور بری نہین معلوم ہوتی تا وقتیکہ تو اوس سے پہلے آگاہ نہو لے اور چیزون سے آگاہی حواس اور عقل کے سبب سے ہوتی ہے اور حواس پانچ ہین ہر ایک حواس کے واسطے لذت ہے اوس لذت کے سبب سے آدمی اوس چیز کو دوست رکھتا ہے یعنی طبیعت اوسکی طرف رغبت کرتی ہے باصرہ کی

لذت اچھی صورتون اور سبزہ اور آب روان وغیرہ مین ہے تو آدمی ان چیزون کو ضرور دوست رکھتا ہے اور سامعہ کی لذت اچھی
آوازون مین ہے اور شامہ کی لذت خوشبوئیون مین ہے اور ذائقہ کی لذت خوش مزہ کھانون مین ہے اور لامسہ کی لذت نرم اور
ملائم چیزین چھونے مین ہے یہ سب چیزین آدمی کو محبوب و مرغوب ہین یعنی طبیعت کو اونکی طرف رغبت ہے اور یہ سب لذتین جانورون
کو بھی حاصل ہین اے عزیز اب جانتو کہ دل مین ایک چھٹا حاسہ ہے اوسے عقل اور بصیرت اور نور کہتے ہین جس لفظ سے تو چاہے اوسکو
تعبیر کر اوسی کے سبب سے آدمی جانور سے ممتاز ہے اوسکے بھی مدرکات ہین کہ وہ اوسے اچھی معلوم ہوتے ہین جسطرح وہ لذتین
اون حواس کی محبوب و مرغوب ہوتی ہین اوسیطرح ان مدرکات کی لذت اسے محبوب و مرغوب ہوتی ہے اسی سبب سے جناب رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے دنیا سے تین چیزین میری محبوب و مرغوب کردی ہین خوشبو اور عورتین اور
میری آنکھون کی روشنی نماز مین ہے آپ نے نماز کا درجہ بڑا دیا ہے جو آدمی صرف بہائم سیرت دل سے بیخبر ہوتا ہے جو اسکے
سوا اور کچھ نہین جانتا وہ ہرگز باور نہین کرتا کہ نماز اچھی معلوم ہوتی ہے اور آدمی نماز کو دوست رکھ سکتا ہے مگر جس شخص پر
عقل غالب ہوتی ہے اور صفات بہائم سے دور تر ہوتا ہے وہ جناب الہی کے جمال کو اور اوسکی عجائب صنعت جانتا اور اوسکی
ذات و صفات کے جلال و کمال مین چشم باطن سے نظارہ کرنے کو اچھی اچھی صورتون اور سبزہ اور آب روان کو چشم
ظاہر سے نظارہ کرنے سے بہت دوست رکھتا ہے بلکہ جب جمال الہی اوسے کشف ہوتا ہے تو یہ سب لذتین
اوسکی نگاہ مین حقیر ہو جاتی ہین **اسباب محبت کا بیان** تاکہ معلوم ہو جاوے کہ حق تعالی کے سوا اور کوئی قابل
محبت نہین اے عزیز جانتو کہ محبت کے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین دوست رکھتا ہے اور اپنی
زندگی کو دوست رکھتا ہے اور اپنی ہلاکت کو دشمن رکھتا ہے اگرچہ اوسکا عدم ہیچ عالم ہو اور کیونکر دوست نرکھے اسواسطے
کہ جب موافقت طبیعت دوستی کی طلب ہے تو اپنی ہستی اور دوام ہستی اور اپنے کمال صفات سے زیادہ کیا چیز اوسکے
موافق اور ساز گار ہوگی اور اپنی نیستی اور اپنے کمال صفات کی نیستی سے زیادہ کیا چیز اوسکے مخالف اور ناساز گار ہوگی
پس اسی سبب سے آدمی اپنے فرزند کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ اوسکی بقا کو اپنی بقا کے مثل جانتا ہے اور چونکہ
آدمی اپنی بقا سے عاجز ہے تو جو چیز کسی وجہ سے اوسکی بقا سے مشابہت رکھتی ہے اوسے بھی دوست رکھتا ہے
اور حقیقت مین اپنے ہی تئین دوست رکھتا ہے اور آدمی مال کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ بقا کی صفات مین
وہ اوسکا آلہ ہے اور اقارب کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ اونھین اپنے پر و بال اور قوت بازو جانتا ہے
اور سمجھتا ہے کہ انکے سبب سے مجھے کمال ہے دوسرا سبب نیکی ہے کہ جو شخص آدمی کے ساتھ نیکی کرتا ہے اوسے آدمی بالطبع
دوست رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
دعا کی ہے کہ یارب کسی فاجر کو یہ قدرت نہ دے کہ مجھپر احسان کرے اسواسطے کہ اوسوقت میرا دل اوسے دوست
رکھیگا یعنی یہ بات آدمی کی طبیعت سے ہے تکلف سے نہین پھرتی اسکی حقیقت بھی یہی ہے کہ اوسنے اپنے تئین دوست

رکھتا ہے اسواسطے کہ احسان اوسکا نام ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کے ساتھ ایسا کام کرے جو اوس آدمی کی زندگی یا اوسکی
صفات کے کمال کا سبب ہو مگر آدمی تندرستی کو جو دوست رکھتا ہے تو اور کسی وجہ سے نہیں دوست رکھتا اور طبیب کو تندرستی
کی وجہ سے دوست رکھتا ہے اسیطرح اپنے تئین اور کسی وجہ سے دوست نہیں رکھتا اور جسنے اوسکے ساتھ احسان کیا اوسے
احسان کرنے کی وجہ سے دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی نیک آدمی کو دوست رکھتا ہے اگرچہ اوسنے اسکے
ساتھ نیکی اور احسان نہ کیا اسواسطے کہ آدمی اگر سنتا ہو کہ مغرب مین ایک بادشاہ ایسا عالم اور عادل ہے کہ تمام خلق اسکو
سبب سے راحت و آرام مین ہے تو اوسکی طبیعت اوس بادشاہ کی محبت کیطرف رغبت کرتی ہے اگرچہ جانتا ہو کہ نہ مین
مغرب مین جاؤنگا نہ اوس بادشاہ کا احسان اوٹھاؤنگا چوتھا سبب یہ ہے کہ جو شخص خوبصورت ہوتا ہے آدمی اوسے
دوست رکھتا ہے تو اوسے اسواسطے نہیں دوست رکھتا کہ اوس سے کچھ حاصل کرے فقط اوسی کی ذات کو دوست رکھتا
ہے اسواسطے کہ حسن و جمال فی نفسہ طبیعت کو محبوب و مرغوب ہوتا ہے اور اچھی صورت کو بلا شہوت دوست رکھنا
ممکن ہے جسطرح کہ آدمی سبزہ اور آب روان کو دوست رکھتا ہے اسواسطے نہین کہ اوسے کھائے پیئے مگر اوسکے دیکھنے سے
آنکھ کو ایک لذت اور راحت ہوتی ہے اور حسن و جمال محبوب ہے تو اگر حق تعالی کا جمال بمثال آدمی کو معلوم ہو جاے
تو ممکن ہے کہ اوسے دوست رکھ سکے اور جمال کے معنی آگے بیان ہونگے پانچوان سبب وہ مناسبت ہے جو طبیعتوں مین
پائی جاتی ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی طبیعت دوسرے کی طبیعت کے مناسب اور موافق ہو تو وہ
اوسے دوست رکھتا ہے اور یہ مناسبت کبھی تو ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ لڑکے کو لڑکے سے انس ہوتا ہے اور بازاری کو بازاری
سے اور عالم کو عالم سے اور ہر ایک کو اپنے ہم جنس سے اور کبھی یہ مناسبت پوشیدہ ہوتی ہے اور اصل خلقت اور اسباب
سماوی جو ولادت کے وقت غالب اور مستولی ہوتے ہین اون مین مناسبت واقع ہوتی ہو کہ کسیکو اوسکی طرف انہو
جیسا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے اوس سے تعبیر کرکے فرمایا کہ اَلْاَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَۃٌ
مَا تَعَارَفَ مِنْہَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْہَا اخْتَلَفَ یعنی ارواح کو ایک دوسری سے آشنائی بھی ہوتی ہے اور بیگانگی
جب اصل مین آشنائی واقع ہوئی ہو تو باہم الفت کرتی ہین یہ آشنائی اوسی مناسبت سے عبارت ہے جسے ہم کہہ چکے ہین کہ
سکی تفصیل مین آدمی راہ نہین پا سکتا **حسن و خوبی کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جانتو کہ جو شخص تبہ مین بہائم کے
قریب ہو اور فقط بصارت رکھتا ہو بصیرت نہ رکھتا ہو وہ کہیگا کہ رخسار کی سرخی اور سپیدی اور تناسب اعضا کے سوا
حسن و خوبی کے اور کچھ معنی نہین اور حسن و خوبی صورت اور رنگ ہی مین حاصل ہوتی ہے اور جو صورت اور رنگ نہ رکھتا
اس مین حسن و خوبی کا ہونا محال ہے حالانکہ یہ غلط ہے اسواسطے کہ عقلمند لوگ کہا کرتے ہین کہ یہ خط خوب ہے آواز خوب
ہے گھوڑا خوب ہے گھر خوب ہے باغ خوب ہے شہر خوب ہے ہر چیز مین خوبی کے یہ معنی ہین کہ جو کمال اوس
کے لائق ہو وہ اوس مین موجود ہو اور کسی بات کی کمی نہو اور ہر چیز کا کمال اور ہی قسم کا ہوتا ہے اسواسطے خط کا کمال یہ ہے

کہ اوسکے حروف وغیرہ متناسب ہون اور اسمین کچہ شک نہین کہ اچھا خط اور اچھا مکان دیکھنے مین ایک لذت ہے پس خوبی
چہرہ کی صورت پر موقوف نہین مگر یہ سب چیزین چشم ظاہر سے محسوس ہین شاید کوئی شخص اس بات کا تو مقر ہوجاے مگر کہے
کہ جس چیز کو آنکھہ سے نہین دیکھہ سکتے وہ کیونکر خوب ہوگی حالانکہ یہی نادانی ہے اسواسطے کہ ہم کہتے ہین کہ فلانا شخص خلق اچھے
رکھتا ہے اور مروت خوب رکھتا ہے اور کہتے ہین علم یا ورع بہت خوب ہوتا ہے اور شجاعت یا سخاوت بہت ہی خوب صفت
ہے اور پرہیزگاری اور بے طمعی اور قناعت سب چیزون سے بہتر ہے یہ اور ایسی باتین مشہور و معروف ہین اور انمین سے
کسی چیز کو بصارت چشم سے نہین دیکھہ سکتے بلکہ بصیرت عقل سے دریافت کرسکتے ہین ریاضت نفس کے ذکر مین ہمنے بیان
کیا ہے کہ صورتین دو ہین ایک ظاہر ایک باطن خلق نیک صورت باطن ہے اور بالطبع محبوب ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ کوئی
شخص امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالے کو بلکہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما
کو دوست رکھے تو کچہ محال نہین اور کیونکر محال ہوگا اسواسطے کہ بعض آدمی اس محبت مین اپنا جان و دل نثار کرتے ہین
اور یہ دوستی شکل و صورت کے سبب سے نہین ہوتی اسواسطے کہ اونھون نے ان حضرات کو خود دیکھا ہی نہین اور
ان حضرات کی صورت اب پیوند خاک ہوگئی بلکہ یہ دوستی ان حضرات کی صورت باطن کے جمال کے سبب سے ہے
وہ علم اور پرہیزگاری اور سیاست وغیرہ ہے اسیطرح پیغمبرون کو بھی اسی سبب سے لوگ دوست رکھتے ہین اور جو شخص حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو دوست رکھتا ہے تو جس صورت پر وہ تھے اوسکو نہین دوست رکھتا ہے کیونکہ وہ اوسکی صفت
کے سبب سے دوست رکھتا ہے جس صفت کے سبب سے وہ صدیق ہین صدیقی کی آسی ایک چیز کی صفت صدق و علم ہے کہ اوس چیز کو جزو لایتجزی
کہتے ہین کیونکہ وہ نہ شکل رکھتا ہے نہ رنگ اور وہ ایک گروہ یعنی حکما کے نزدیک ثابت نہین وہ کسی صفت پر ہو
اور شکل اور بیرنگ ہے وہی صفت محبوب ہے ظاہر کا گوشت و پوست کچہ محبوب نہین پس جس شخص کو عقل ہوگی وہ جمال
باطن کا منکر نہوگا اور ظاہری صورت سے زیادہ جمال باطن کو دوست رکھیگا اسواسطے کہ جو شخص دیوار پر نقش کی ہوئی
صورت کو دوست رکھے اور جو شخص کسی پیغمبر کو دوست رکھے ان دونون شخصون مین زمین آسمان کا فرق ہے بلکہ جب چاہتے
ہین کہ چھوٹا لڑکا کسیکو دوست رکھے تو لڑکے کے سامنے مژگان و چشم و ابرو سے اوسکی تعریف نہین کرتے سخاوت
اور علم و قدرت سے اوسکی صفت کرتے ہین اور جب چاہتے ہین کہ لڑکا کسیکو دشمن ٹھہرائے تو لڑکے کے سامنے اوسکی
بد باطنی کا ذکر کرتے ہین بد صورتی کا ذکر نہین کرتے اسی سبب سے مسلمان لوگ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین کو دوست اور ابوجہل کو دشمن رکھتے ہین پس یہ ظاہر ہوگیا کہ جمال دو ہین ظاہری اور باطنی اور خوبصورتی
کی طرح صورت باطن کا جمال بھی محبوب ہوتا ہے بلکہ جو شخص ذرا بھی عقل رکھتا ہے اوسے خوبصورتی سے زیادہ
مرغوب ہوتا ہے **اس بات کا بیان کہ فقط خدا ہی محبت کے قابل ہے** اے عزیز جانو کہ حقیقت مین حق تعالی
کے سوا اور کوئی دوستی کے لائق نہین جو کوئی ماسوے اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ حق تعالی کو نہین پہچانتا

مگر یہ کہ اوسکو اسلئے دوست رکھے کہ وہ خدا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ جناب محبوب خدا سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھنا بھی خدا ہی کو دوست رکھنا ہے اسواسطے کہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے تو اوسکے رسول اور محبوب کو بھی دوست رکھتا ہے پس عالمون اور متقیون کی دوستی منجملہ محبت خدا ہے یہ بات بالتفصیل معلوم ہوگی کہ آدمی اسباب محبت کو دیکھو پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور اس دوستی کے واسطے لازم ہے کہ آدمی حق تعالیٰ کو بھی دوست رکھے اس لیے کہ آدمی کی ہستی اور اوسکے کمال صفات کی ہستی سب خدا ہی کی بخشش سے ہے اگر اوس کا فضل و کرم نہوتا تو یہ پردۂ عدم سے عالم وجود مین نہ آتا اور اگر اوسکا فضل نہوتا تو یہ اوسکی حفاظت مین نہ رہتا اور اگر اوسکا کرم نہوتا تو اسکے اعضا اور اوصاف کمال کی خلقت مین اس سے ناقص تر کوئی نہوتا پس بڑے تعجب کی بات ہے کہ کوئی شخص دھوپ سے بھاگ کر درخت کے سائے کو دوست رکھے اور درخت کو دوست نہ رکھے جس کے سبب سے سائے کا قیام ہے اور آدمی جانتا ہے کہ جسطرح سائے کا قیام درخت کے سبب سے ہے اوسکی ذات اور اوسکی صفات کا قیام حق تعالیٰ کے سبب سے ہے پس کیونکر حق تعالیٰ کو دوست نہ رکھیگا مگر یہ کہ یہ امر جانتا ہی نہو اور اسمین کچھ شک نہین کہ جاہل حق تعالیٰ کو نہین دوست رکھتا اسواسطے کہ اوسکی محبت اوسکی معرفت کا ثمرہ ہے اور جاہل کو معرفت کہان دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی ایسے کو دوست رکھتا ہے جو اوسکے ساتھ احسان کرے اس سبب سے اگر ماسوے اللہ کو دوست رکھیگا تو بڑا نادان ہے اسواسطے کہ اوسکے ساتھ کوئی کچھ احسان نہ کر سکتا ہے نہ کسی نے کچھ احسان کیا ہے مگر حق تعالیٰ نے اور حق تعالیٰ کے احسانات جو بندون کے شامل حال ہین اونہین کوئی شمار نہین کر سکتا جیسا کہ شکر او تفکر کے بیان مین ہمنے ذکر کیا ہے مگر اے عزیز وہ احسان جو کسی دوسرے سے تو دیکھتا ہے وہ تیری نادانی ہے اسواسطے کہ کوئی کچھ تجھے نہین دیتا تا وقتیکہ حق تعالیٰ اوسپر سزاول زبردست نہین تعینات کرتا ہے کہ وہ اوس سزاول کے خلاف نہین کر سکتا ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ اوسکے دل مین ڈالدیتا ہے کہ اوسکے واسطے دین مین ثواب اور دنیا مین منفعت اسی امر مین ہے کہ کچھ تجھے دے تاکہ وہ اپنی مراد کو پہونچے پس اوس نے وہ چیز اپنے ہی تئین دی کیونکہ اوس نے تجھے اپنے ثواب آخرت یا اپنی نیکنامی دنیا وغیرہ کے واسطے سبب اور وسیلہ کر لیا مگر درحقیقت وہ چیز تجھے خدا ہی نے عنایت فرمائی کیونکہ بیغرض اوسپر سزاول کیا اور اوسے اس اعتقاد اور داعیہ کی طرف لایا کہ اوس نے وہ چیز تجھے حوالے کردی یہ مضمون فصل شکر مین ہمنے بیان کیا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ کوئی شخص نیکی کرنیوالے کو دوست رکھتا ہے اگرچہ اوس نے اسکے ساتھ نیکی نہ کی ہو جیسا کہ جو شخص سنتا ہے کہ مغرب مین ایک بادشاہ عادل اور خلق پر مہربان ہے اور اپنا خزانہ محتاجون کے واسطے ہمیشہ کھلا رکھتا ہے اور اس بات کی ہرگز اجازت نہین دیتا کہ اوسکی مملکت مین کوئی ظلم کرے تو ضرور بالضرور اوس شخص کی طبیعت اوس بادشاہ کو دوست رکھے گی اگرچہ جانتا ہو کہ مین اوس بادشاہ کو ہرگز نہ دیکھونگا اور اوس سے مجھے بھلائی نہ پہونچیگی اس سبب سے ماسوے اللہ کو دوست رکھنا نادانی کی بات ہے اسواسطے کہ احسان خود اوسکے سوا اور کسیکی طرف سے نہین اور دنیا مین جو کوئی احسان کرتا ہے اوسکے حکم محکم اور اوسکی تاکید اکید سے کرتا ہے اور خلق کے پاس نعمت کسقدر ہے

احسان یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام خلق کو پیدا کیا اور جو کچھ خلق کو چاہیے تھا وہ سب عنایت فرمایا حتی کہ جس چیز کی خلق کو کچھ حاجت
بھی نہ تھی بلکہ اوس چیز کے سبب سے فقط زیب و زینت تھی وہ بھی مرحمت فرمائی یہ بات آدمی کو اسطرح معلوم ہوگی کہ ملکوت زمین و آسمان
اور نباتات وحیوانات مین غور وتامل کرے تا عجائبات اور احسان وانعام بے نہایت نظر آئین چوتھا سبب یہ ہے کہ آدمی کسیکو حسن و جمال
کے سبب سے دوست رکھتا ہے یعنی جمال باطنی کے سبب سے جیسا کہ امام ابوحنیفہ و امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے
اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھتا ہے اور کوئی امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دوست رکھتا ہے اور کوئی سبکو دوست رکھتا ہے بلکہ پیغمبرون کو دوست رکھتا ہے اور ان حضرات کا
حسن وجمال باطنی اور انکے صفات ذاتی اس محبت کا سبب ہین اے عزیز جب تو نگاہ کریگا تو یہ معلوم ہوجائیگا کہ اس حسن وجمال
باطنی کا حاصل تین چیزین ہین ایک علم کی خوبی اسواسطے کہ علم اور عالم اسوجہ سے محبوب ہے کہ نیک اور شریف ہی اور جسقدر
علم زیادہ اور معلوم شریف تر ہوتا ہے وہ جمال بھی زیادہ ہوتا ہے اور سب علمون سے زیادہ اشرف حق تعالیٰ کی معرفت
ہے اور اوسکی درگاہ کی معرفت جو فرشتون اور کتابون اور رسولون اور انبیا کی شریعتون پر اور ملک و ملکوت دنیا و آخرت
کی تدبیرون پر شامل ہے اور صدیق لوگ اور انبیا علیہم السلام اسی سبب سے محبوب ہین کہ اونکو ان علوم مین کمال ہے دوسری
قدرت کی خوبی جیسے انسان کی قدرت اپنے نفس کی اصلاح پر اور بندگان خدا کی اصلاح پر اور اونکی سیاست پر
اور مملکت ظاہر اور حقیقت دین مین انتظام رکھنے پر تیسری تنزیہ اور پاکی کی خوبی یعنی عیب و نقصان اور خباثت اخلاق
باطن سے منزہ اور پاک رہنے کی خوبی آدمی سے یہی صفتین محبوب ہوتی ہین افعال نہین محبوب ہوتے اسواسطے کہ جو
فعل ان صفتون کے سبب سے نہو وہ محمود نہین مثلاً وہ فعل جو اتفاقاً سرزد ہو یا غفلت کے ساتھ پس جو شخص ان صفات
مین کامل ہوتا ہے اوسکی محبت زیادہ تر ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مثلاً امام ابوحنیفہ
اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ سے زیادہ دوست رکھتے ہین اور پیغمبرون کو حضرت صدیق اکبر سے زیادہ دوست رکھتے
ہین اے عزیز اب تو ان تینون صفتون کو دیکھ تا کہ معلوم ہوجاے کہ حق تعالیٰ مستحق محبت ہی اور اوس مین یہ صفتین ہین کیونکہ
کوئی سادہ دل ایسا نہین جو نہ جانتا ہو کہ فرشتون اور آدمیون مین سے اولین و آخرین کا علم حقتعالیٰ کے علم کے سامنے ناچیز ہے
اور حق تعالیٰ نے اسکو فرمایا ہے وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا بلکہ اگر تمام عالم جمع ہو کر چاہے کہ چیونٹی اور مچھر کی
خلقت جو عجائب علم الٰہی اور اوسکی حکمت ہے اوسے تمام و کمال جان لے تو نہین جان سکتا اور جسقدر کہ جانین وہ بھی
خدا ہی کیطرف سے جانینگے اسواسطے کہ اوسنے انہین یہ علم پیدا کر دیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ پھر تمام خلق کے علوم متناہی ہین اور جس چیز کیطرف نسبت ہو حق تعالیٰ کا علم بے نہایت ہی اور خلق کا علم بھی اوسی
سے ہے پس سب اوسیکا علم ہے اور اوسکا علم خلق سے نہین اے عزیز تو اگر قدرت کو دیکھے گا تو معلوم ہوجائیگا کہ قدرت
بھی محبوب و مرغوب ہے اسی سبب سے شیر خدا حضرت علی مرتضی کی شجاعت اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سیاست کو

لوگ دوست رکھتے ہین اسواسطے کہ یہ دونون صفتین ایک قسم کی قدرت ہین اور حق تعالی کی قدرت کاملہ کے سامنے تمام خلق کی
قدرت کیا چیز ہے بلکہ تمام مخلوق عاجز ہین مگر اوتنی ہی قدرت رکھتے ہین جو قادر مطلق نے اونہین عنایت فرمائی لکھی جب
انکی کوئی چیز کہا جاتی ہے تو اوس سے نہین پھر سکتے حق تعالی نے انہین کیسا عاجز کردیا ہے پس خدا ہی کی قدرت
کاملہ بے نہایت ہے اسواسطے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ جن و بشر اور حیوانات و نباتات اوس مین ہے اوسکی قدرت
کاملہ سے پیدا ہوے اور ایسی چیزین الی غیر النہایہ پیدا کرنے پر وہ قادر ہے پھر کیونکر درست ہوگا کہ قدرت کے سبب سے
خدا کے سوا اور کیسکو لوگ دوست رکھین اور عیوب سے منزہ اور پاک رہنے کی صفت کمال کے ساتھ آدمی مین نہین ہو سکتی
اوسکا پہلا نقصان یہ ہے کہ وہ بندہ ہے اور اوسکی ہستی خود اوسکے سبب سے نہین بلکہ وہ دوسرے کا پیدا کیا ہوا ہے اس سے
زیادہ کیا نقصان ہوگا پھر آدمی اپنے باطن کے احوال سے بیخبر ہے تو اور چیز کو کب پہونچیگا اسواسطے کہ اگر اوسکے دماغ مین
ایک رگ ٹیڑھی ہو جائے تو دیوانہ اور مجنون ہو جاتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ اسکا کیا سبب ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی
دوا سامنے رکھی ہوتی ہے اور اوسے معلوم بھی نہین ہوتی الغرض اگر آدمی کی عاجزی اور نادانی کا تو حساب کرے تو
ایک ذرہ سی قدرت اور ذرہ سا علم جو وہ رکھتا ہے وہ اوس عجز و جہل مین نیست و نابود ہو جائے گو کہ وہ صدیق ہو یا پیغمبر
پس وہی خالق عیبون سے پاک ہے جسکے علم کی نہایت نہین اور جس مین کدورت جہل کو مداخلت نہین اور جسکی قدرت
بدرجہ کمال ہے اسواسطے کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین اوسکے دست قدرت مین ہین اگر تمام مخلوقات کو ہلاک کر ڈالے
تو اوسکی بزرگی اور پادشاہی مین کچھ کمی نہو جائے گی اور اگر لاکھ عالم اور لحظہ بھر مین پیدا کرے تو پیدا کر سکتا ہے اور اس سبب
سے اوسکی عظمت ایک ذرہ بھی بڑہ نہ جائیگی اسلیے کہ بڑھنے کو اوس مین دخل نہین اور سب عیبون سے پاک ہے کیونکہ نیستی
اوسکی ذات اور صفات کی طرف راہ نہین پا سکتی بلکہ نقصان خود اوسکی ذات مین ممکن ہی نہین پس جو شخص اوسے دوست
نرکھے اور دوسرے کو دوست رکھے یہ اوس شخص کی کمال نادانی ہے اور یہ محبت اوس محبت سے زیادہ کامل ہوتی ہے
جو احسان کے سبب سے ہو اسواسطے کہ وہ محبت نعمت کی کمی اور زیادتی کے ساتھ گھٹتی بڑہتی رہتی ہے اور جب حق تعالی کی
بزرگی اور پاکی محبت کا سبب ہوتی ہے تو بہر حال اوسکا عشق کامل ہوتا ہے اسیواسطے حق تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام
پر وحی بھیجی کہ میرے نزدیک وہ بندہ سب بندون سے زیادہ پیارا ہے جو عذاب کے ڈر اور نعمت کی طمع سے میری بندگی نکرے
بلکہ بندگی کرکے میری ربوبیت کا حق ادا کرے اور زبور مین لکھا ہے کہ اوس سے بڑھکر کون ظالم ہوگا جو بہشت کی آرزو
اور دوزخ کے خوف سے میری عبادت کرے اگر جنت اور دوزخ مین پیدا کرتا تو کیا اطاعت و بندگی کا مستحق نہ تھا محبت
کا پانچوان سبب مناسبت ہے اور آدمی کو بھی حق تعالی کے ساتھ ایک مناسبت خاص ہے کہ آیۂ کریمہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ
رَبِّیْ اور حدیث شریف اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اسی نسبت کی طرف اشارہ ہے اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہے
یعنی حق تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے کہ میرا بندہ مجھسے تقرب ڈھونڈھتا ہے تاکہ اوسے

مین اپنا دوست بناؤن جب اوسکو مین نے اپنا دوست بنا لیا تو مین ہی اوسکا کان ہوتا ہون مین ہی اوسکی آنکھ ہوتا ہون مین ہی اوسکی زبان ہوتا ہون اور یہ جو فرمایا ہے مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ یَا مُوْسٰی یعنی اے موسی مین بیمار ہوا تو میری عیادت کو نہ آیا موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ بارخدایا تو تمام عالم کا مالک اور خداوند ہے تو کیونکر بیمار ہوگا ارشاد ہوا کہ فلانا بندہ بیمار تھا اگر تو نے اوسکی عیادت کی ہوتی تو گویا میری ہی عیادت کی ہوتی اور جناب آلہی کے ساتھ صورت آدم کی مناسبت کی حدیث کا تھوڑا سا بیان عنوان کتاب مین ہمنے کیا ہے اور ایسی بہت مضامین ہین کہ کتابون مین اونکا بیان کرنا مناسب نہین عوام کے فہم اونکے سمجھنے سے قاصر ہین بلکہ بہت سے زیرک لوگ اس مقام مین اوندھے منہ گرے بعضے تشبیہ کے قائل ہوگئے اونکی سمجھ مین یون آیا کہ ظاہری صورت کے سوا اور کوئی صورت ہی نہین ہوتی اور بعضے حلول اور اتحاد کے قائل ہوگئے تو اس بات کا سمجھنا مشکل ہے ایعزیز یہان ہمارا یہ مقصود ہے کہ جب اسباب محبت کو تو نے جان لیا تو یہ سمجھ لے کہ محبت آلہی کے سوا اور جو محبت ہے وہ نادانی کی علامت ہے یعنی خدا کے سوا اور کسیکو دوست رکھنا حماقت ہی اور متکلم نے یہ جو کہا ہے کہ اپنے غیر جنس کو کیونکر دوست رکھ سکین گے چونکہ خدا ہماری جنس سے نہین تو اوسے دوست رکھنا محال ہے پس محبت آلہی سے اوسکی فرمانبرداری مراد ہے ایعزیز اس بات سے تو متکلم کی سادہ لوحی پہچان لے یہ بیچارہ نادان دوستی سے اوسکا شہوت کے سوا جس سے عورتون کو پیار کرتے ہین اور کچھ سمجھا ہی نہین اور اس بات مین شک نہین کہ یہ شہوت مجانست کو چاہتی ہے مگر یہ محبت جو ہمنے بیان کی جمال وکمال باطنی کو چاہتی ہے مجانست صوری کو نہین چاہتی اسواسطے کہ جو شخص پیغمبر کو دوست رکھتا ہی تو اس سبب سے نہین دوست رکھتا کہ پیغمبر بھی اس شخص کی شکل ہر منہ ہاتھ پاؤن رکھتا ہو بلکہ اس سبب سے دوست رکھتا ہی کہ پیغمبر اسکے ساتھ مناسبت باطنی رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی اسکے مانند زندہ عالم ارادہ کرنیوالا بولنے والا سننے والا دیکھنے والا ہے مگر یہ صفتین پیغمبر کی ذات مین کاملتر ہین اور اس مناسبت کی اصل یہان بھی ہے مگر کمال صفات مین سے نہایت فرق ہے اور زیادتی کمال کے سبب سے جو دوری پیدا ہوتی ہے وہ محبت کو بڑھاتی ہے اور جو محبت مناسبت پر موقوف ہے اوسکی اصل کو منقطع نہین کرتی اور سب لوگ اسقدر مناسبت کے مقر ہین اور اسقدر مناسبت کو سمجھتے ہین اگرچہ مناسبت کے بھید اور مناسبت کی حقیقت کو نہین پہچانتے چنانچہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اسکی خبر ہے

یہ بیان کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین ہے

ایعزیز جانتو کہ یہ سب مسلمانون کا مذہب باتی ہے کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین لیکن اگر اپنے دل مین تحقیق کرین کہ ایسی چیز کا دیدار جو کسی جانب مین نہو اور شکل اور رنگ نہ رکھتی ہو کیا لذت رکھتا ہے تو یہ اونہین نہ معلوم ہوگا مگر اس خوف سے کہ یہ مضمون شرع مین آیا ہے اسکا زبانی اقرار کرینگے لیکن انکے دل مین کچھ شوق نہو گا اس سبب سے کہ آدمی جو چیز جانتا ہی نہین اوسکا مشتاق کیونکر ہوگا ہر چند کہ اس بھید کی تحقیق ایسی کتاب مین دشوار ہے لیکن ہم ذرہ اشارۃً اسکا بیان کرتے ہین ایعزیز جانتو کہ یہ بات چار اصلون پر موقوف ہی ایک یہ کہ آدمی یہ بات جان لے کہ خدا کا دیدار خدا کی معرفت سے خوشتر ہی دوسری یہ کہ معرفت خدا معرفت غیر خدا سے خوشتر ہے تیسری یہ کہ دل کو علم اور معرفت مین راحت اور خوشی ہے بغیر اس بات کے کہ آنکھ اور

بدن کا اوس مین حصہ ہو چوتھی یہ کہ جو خوشی دل کی خاصیت ہو وہ اون خوشیون سے جو آنکھ کان اور دوسرے حواس کا حصہ ہین خوشتر اور غالبتر اور قویتر ہوتی ہے پس آدمی جب یہ چارون اصلین جان لیگا تو اوسے ضرور بالضرور یہ بات معلوم ہوجائیگی کہ حق تعالی کے دیدار سے زیادہ کوئی چیز خوشتر نہین ہے **پہلی اصل** اس بیان مین کہ معرفت مین دل کو راحت ہو اور بے شرکت بدن اوس مین دلکو لذت ہے ایعزیز جانتو کہ حق تعالی نے آدمی مین بہت سی قوتین پیدا کی ہین اور ہر قوت کو ایک ایک کام کے واسطے بنایا ہے وہی کام اوسکی طبیعت کا مقتضی ہے اور اوسکی طبیعت کے مقتضی مین اوسکی لذت ہو جیسا کہ قوت غضب کو غلبہ اور انتقام کے واسطے پیدا کیا اسی مین اوسکی لذت ہو اور قوت شہوت کو غذا حاصل کرنیکی لیے پیدا کیا اوسکی لذت اسی مین ہو قوت سمع اور قوت بصر اور اور قوتون کو بھی اسی پر قیاس کرلے اور ہر ایک قوت اور ہی لذت رکھتی ہے یہ لذتین مختلف ہین اسواسطے کہ جماع کی لذت غصہ کرنیکی لذت کی مخالف ہو ان لذتون مین قوت کی روسے فرق ہو بعضی قوی تر ہین بعضی ضعیف تر اسواسطے کہ لذت چشم جو اچھی صورتین دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے وہ ناک کی لذت جو خوشبو سونگھنے سے حاصل ہوتی ہے غالبتر ہے اور حق تعالی نے آدمی کے دل مین ایک قوت پیدا کی ہے جسکا نام عقل و نور ہے اور اوسے اون چیزون کی معرفت کے واسطے پیدا کیا ہے جو حس و خیال مین نہین آتین یہی معرفت عقل کی طبیعت کا مقتضی ہے اور اوسے اسی مین لذت ہو کہ آدمی اوسکے سبب سے معلوم کرے کہ یہ عالم جو پیدا ہوا ہے اوسے ایک مدبر حکیم و قادر کی ہمیشہ حاجت ہو اور اسیطرح صانع کی صنعتون اور مصنوعات مین اوسکی حکمت پہچانے اور یہ باتین خیال اور حس مین نہین آتین اور اسی قوت سے نازک علوم و فنون کو جانے اور استنباط کرے جیسے وضع لغت اور تصنیف کتاب اور ہندسہ کا وضع کرنا اور دقیق علوم ایجاد کرنا اور اسے ان سب باتون سے حلاوت حاصل ہوتی ہے حتی کہ اگر ایک حقیر علم کی مہارت کے سبب سے اسکی تعریف کرین تو خوش ہوتا ہے اور اگر کہین کہ نہین جانتا ہے تو ناخوش ہوتا ہو اسواسطے کہ علم کو اپنا کمال جانتا ہو بلکہ اگر وہان بیٹھے جہان شطرنج کھیلی جاتی ہے اور اس سے کہدین کہ چال نہ بتانا اور اس سے بہت سی شرطین کرلین تو بھی ہرگز چپ نہین رہتا ایسے خسیس علم کی خوشی اور لذت سے بیتاب ہوکر چاہتا ہے کہ اوسکے سبب سے تفاخر کرے اور کیونکر آدمی کو علم خوش نہ آئے اور اوسکے سبب سے تفاخر نکرے اسواسطے کہ علم حق تعالی کی صفت ہو اور آدمی کے نزدیک اوسکے کمال سے زیادہ خوشتر اور کیا چیز ہوگی اور اوس کمال سے بڑھکر اور کون کمال ہوگا جو حق تعالی کی صفات سے حاصل ہو پس ایعزیز اس اصل سے تو نے یہ جانا کہ بہرحال دلکو معرفت سے لذت حاصل ہوتی ہے بغیر اسکے کہ آنکھ اور بدن کو اوس مین دخل ہو **دوسری اصل** اس بیان مین کہ دلکو علم و معرفت کی جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ لذت محسوسات اور لذت شہوت سے قوی تر ہے ایعزیز جانتو کہ جب کوئی شخص شطرنج کھیلتا ہے اور تمام دن کھانا نہین کھاتا اگر اوس سے کہین کہ کھانا کھا تو نہین مانتا اور کھیل مین ڈوبا رہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بازی جیتنے اور مات کرنے کی لذت کھانا کھانے کی لذت سے قوی تر ہے اسواسطے کہ اوسنے شطرنج کھیلنے کو کھانا کھانے پر مقدم رکھا پس قوت لذت باینطور پہچانی جاتی ہے کہ جب دو خواہشین جمع ہون

تو ایک کو مقدم رکھے پس جو شخص کہ عقلمند ہوگا باطن کی قوتون کی لذت اوسے بہت پسند آئے گی ہو اسطے کہ اگر کسی عاقل کو ہم اختیار دین کہ چاہے لوزینہ اور بھنا ہوا مرغ کھائے یا چاہے ایسا کام کرے کہ دشمن مغلوب ہو اور ایک ریاست اوسکے ہاتھ آئے تو وہ ریاست اور فتحمندی کو اختیار کریگا مگر یہ کہ اوسکی عقل کامل نہو جیسے لڑکا یا عقل زائل ہوگئی ہو جیسے معتوہ یعنی کچا سڑی تو انکی بات ہی جدا ہے پس وہ شخص جسمین کھانیکا شوق اور جاہ و ریاست کی خواہش دونون موجود ہون وہ جاہ و ریاست ہی کی خواہش کو اختیار کریگا اس بات سے بیشک معلوم ہوتا ہے کہ علم و معرفت کی لذت اور سب لذتون سے بہتر ہے اسیطرح وہ عالم جو مثلاً علم حساب یا علم ہندسہ یا علم طب یا علم شریعت وغیرہ پڑہتا ہے تو اسمین اوسے ایک لذت حاصل ہوتی ہے اگر وہ اوس علم مین ناقص نہین کامل ہے تو یہ لذت سب لذتون پر فائق ہوتی ہے بلکہ ریاست و حکومت پر بھی وہ اسے ترجیح دیتا ہے اور اگر علم مین ناقص ہو اور اوسکی لذتین خوب حاصل نہین کین تو اوسکی بات ہی اور ہے پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ علم و معرفت کی لذت اور سب لذتون پر کہین فائق ہے مگر اوسیکے واسطے جو علم و معرفت مین ناقص نہو اور اوس مین حق تعالی نے دونون خواہشین بھی پیدا کی ہون اسواسطے کہ لڑکا اگر پپیہا بجانے کی لذت کو مباشرت اور ریاست کی لذت پر مقدم رکھے تو ہمین اپنے دعوے مین کچھ شک نہ واقع ہوگا کیونکہ مقدم رکھنا اوسکے نقصان کے سبب سے ہے اسواسطے کہ اوسے مباشرت اور ریاست کی شہوت اور خواہش ہی نہین اس دلیل سے کہ جب دونون خواہشین جمع ہوتی ہین تو مباشرت اور ریاست ہی کی خواہش مقدم رہتی ہے **تیسری اصل** اس بیان مین کہ حق تعالی کی معرفت اور سب معرفتون سے بہتر ہے العزیز جب تجھے یہ معلوم ہوچکا کہ علم و معرفت خوشتر ہے اور اس مین کچھ شک نہین کہ ایک علم دوسرے علم سے بہتر ہوتا ہے اسواسطے کہ جسقدر معلوم شریف تر ہوتا ہے اوسکا علم بھی اشرف ہوتا ہے کیونکہ شطرنج وضع کرنے کا علم شطرنج کھیلنے کے علم سے بہتر ہے اور ملک رانی کا علم زراعت اور خیاطی کے علم سے بہتر ہے اور حقائق شرع اور اوسکے اسرار کا علم علم نجوم اور علم لغت سے افضل ہے اور وزارت مین وزارت کے اسرار بازاریون کے بھیدون سے اور بادشاہ کا اسرار جاننا وزیر کے اسرار جاننے سے بہتر ہے پس معلوم جسقدر شریف تر ہوگا اوسیقدر اوسکا علم بھی لذیذ تر ہوگا العزیز اب ذرہ غور کر کہ خداوند عالم جو ہر طرح کے کمال و جمال کا خالق ہے اوس سے زیادہ دنیا مین کوئی چیز بھی شریف اور بزرگ اور کاملتر ہے اور کسی بادشاہ کی تدبیر جو اوسکی بادشاہت مین ہو وہ خدا کی تدبیر کے مانند ہے جو آسمان و زمین کی بادشاہت اور دنیا اور آخرت کے کامون مین ہے اور کوئی بھی دربار اوسکی درگاہ سے بہتر اور کاملتر ہے جس کسیکو حضرت الہی کا نظارہ کرنے کی آنکھ نصیب ہوئی اور اوسکی مملکت کے اسرار کو اس مملکت کے اسرار سے بہتر سمجھا اوسے کیونکر ممکن ہے کہ اوس حضرت کا نظارہ چھوڑکر اور کسی چیز کا نظارہ کرے پس ان باتون سے معلوم ہوا کہ حق تعالی کی ذات و صفات اور اوسکی بادشاہت اور اسرار خدائی کی معرفت سب معرفتون سے بہتر ہے اسواسطے کہ یہ معلوم شریف تر ہے بلکہ اسے شریف تر کہنا بھی خطا ہے اسواسطے کہ جب دوسری چیز کو تو اوسکی طرف اضافت کریگا تو اوس چیز کو شریف کہنا لائق نہین پھر اوس حضرت کو شریف تر کیونکر کہسکیگا پس عارف اسی جہان کے اندر ایسی بہشت مین رہتا ہے جسکی یہ صفت ہے جو حق تعالی نے فرمائی عرضہا

کعرض السمآء والارض بلکہ اس سے بھی زیادہ اوسکی وسعت ہی اسواسطی کہ آسمان و زمین کی چوڑائی کی حد ہی اور میدان معرفت
(زمین اور آسمان کی چوڑان کی مثل ہے)
کی نہایت ہی نہین اور وہ باغ جو عارف کا تماشاگاہ ہی اوسکا کنارہ ہی نہین اور آسمان و زمین کا کنارہ ہی اور اس باغ کے میوے
نہ ٹوٹتے ہین نہ کوئی اونسی مانع ہے بلکہ ہمیشہ رہتے ہین جیسا حق تعالیٰ فرماتا ہی قطوفہا دانیۃ اسواسطی کہ جو چیز عارف کو دل سے
ہو اوس سے زیادہ نزدیک اور کیا چیز ہوگی اور اس بہشت مین مزاحمت ممانعت کینہ حسد کا دخل نہین اسواسطی کہ جتنا زیادہ عارف
ہوتا ہے اوتنا ہی زیادہ انس حاصل ہوتا ہی اور یہ بہشت ایسی ہے کہ رہنے والون کی کثرت کے سبب سے تنگ نہین ہوتی بلکہ
اسکی وسعت بڑہتی ہی جاتی ہے **چوتھی اصل** اس بیان مین کہ نظر کی لذت معرفت کی لذت سے زیادہ ہی سالعزیز جان تو کہ جاننا
دو قسم پر ہے ایک جو خیال مین آئے جیسے رنگ اور اشکال اور ایک وہ جو عقل مین آئے خیال مین نہ آئے جیسے حق تعالیٰ اور اوسکی
صفتین بلکہ تیری بھی بعضی صفتین خیال مین نہین آمین جیسے قدرت اور ارادہ اور حیات اسواسطی کہ ان کو چگونگی نہین
اور غصہ عشق شہوت درد راحت بھی چگونگی سے دور ہے ان سبکو عقل ہی دریافت کرتی ہے اور جو چیز خیال مین آتی ہے
اوسے آدمی دو طرح ادراک کرتا ہے ایک یہ کہ وہ خیال کے روبرو ہی گویا کہ اوسے آدمی دیکھ رہا ہے یہ ادراک ناقص ہے
دوسرا یہ کہ وہ نظر آئے یہ پہلے سے کامل ہے اسیواسطی دیدار معشوق کی لذت اوسکے خیال سے زیادہ ہوتی ہے اسکا سبب یہ نہین
ہی کہ دیدار مین اور صورت ہوتی ہے صورت خیالی کے مخالف یا صورت خیالی سے بہتر بلکہ وہی ایک صورت ہوتی مگر دیدار مین
روشن تر معلوم ہوتی ہے جیسا کہ اگر اپنے معشوق کو عاشق دن چڑہے دیکھتا ہی تو آفتاب نکلتے وقت دیکھنے سے زیادہ لذت پاتا ہے
اسکا سبب یہ نہین ہے کہ صورت بدل گئی بلکہ یہ باعث ہی کہ دن چڑہے صورت زیادہ روشن ہوگئی اسیطرح جو چیز خیال مین نہین آتی
اور عقل اوسے ادراک کرتی ہی اسکی بھی صورتین ہین ایک معرفت دوسری معرفت سے بڑہکر ایک درجہ ہی اوسے رویت اور
مشاہدہ کہتے ہین اور کمال انکشاف مین اسکی نسبت معرفت کے ساتھ ایسی ہے جیسے دیدار کی نسبت خیال کے ساتھ اور جسطرح
پلک بند کرنا آنکھ کے واسطے پردہ ہی اور خیال کو نہین منع کرتا اور جب تک یہ حجاب اوٹھے یعنی آنکھ نہ کھلے تب تک دیدار نہین حاصل
ہوتا اسیطرح اس بدن کے ساتھ جو آب و گل سے بنا ہی آدمی کا علاقہ اور دنیا کی خواہشون کے ساتھ اوسکا مشغول رہنا مشاہدہ کے
واسطے حجاب ہی اور معرفت کو منع نہین کرتا جب تک علاقہ نہین ٹوٹتا مشاہدہ غیر ممکن ہی اسیواسطی حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
فرمایا لن ترانی پھر جب مشاہدہ روشن اور کامل تر تو ضرور بالضرور اوسکی لذت بھی زیادہ ہوتی ہی جیسا کہ خیال کی نسبت دیدار مین زیادہ ہوتی ہے
ایعزیز جان تو کہ حقیقت بات یہ ہی کہ جسطرح نطفہ آدمی ہوجاتا ہی اور خرمے کا بیج درخت ہوجاتا ہی اوسیطرح یہ معرفت فردائی قیامت کو
اور ہی صفت پر ہوجائیگی کہ پہلی حالت سے کچھ نسبت ہی نہ رہیگی اور درجہ کمال کو پہنچ جائیگی اور اس گردش سے نہایت روشن
ہوجائیگی اوسے مشاہدہ اور نظر اور دیدار کہتے ہین اسواسطی کہ دیدار کمال ادراک سے عبارت ہی اور یہ مشاہدہ اس ادراک کا کمال
درجہ ہی اسیواسطی جسطرح اس جہان مین معرفت جہت نہین چاہتی اوسیطرح یہ مشاہدہ بھی جہت نہ چاہیگا پس معرفت دیدار کا
تخم ہی جسے معرفت حاصل نہین وہ دیدار الٰہی سے ابدالآباد محروم رہیگا اسواسطے کہ جو شخص تخم ہی نہین رکھتا اوس سے زراعت بھی

نہین ہو سکتی اور جو بڑا عارف ہوگا اوسکا دیکھنا بھی کامل تر ہوگا ایعزیز یہ خیال نکرنا کہ دیدار اور لذت دیدار مین سب لوگ یکسان ہین مگر
بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی معرفت کی قدر دیدار نصیب ہوگا جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی اِنَّ اللّٰہَ یَتَجَلّٰی لِلنَّاسِ عَامَّۃً وَلِاَبِیْ بَکْرٍ خَاصَّۃً اسکے
یہی معنی ہین یہ مطلب نہین ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ حق سبحانہ تعالی کو تنہا دیکھینگے اور اور سب ساتھ دیکھینگے
بلکہ جو دیدار حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو نصیب ہوگا اورون کو نصیب نہوگا وہ دیدار ان ہی کے ساتھ خاص ہی اسواسطے
کہ اس خصوصیت کا سبب کمال معرفت ہی کہ اوس سے اور لوگ محروم ہین آور یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ابوبکر کو اور سب اصحاب
پر نماز روزہ کے سبب سے فضیلت نہین بلکہ ایک بھید کے سبب سے ہے جو اوسکے دل مین قرار پکڑ گیا ہی یہ اسی معرفت کی طرف اشارہ ہے
یہی معرفت اوس دیدار الٰہی کا سبب ہوگی جو خاصۃً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو نصیب ہوگا پس باوصف اسکے کہ حق تعالی
ایک ہی ہے مگر دیدار مین خلق کا تفاوت ایسا ہی جیسے ایک ہی صورت کا تفاوت کہ کئی آئینون مین مختلف نظر آتی ہی کوئی چھوٹی
کوئی بڑی کوئی روشن کوئی تاریک کوئی ٹیڑھی کوئی سیدھی حتی کہ ایسا ہوتا ہی کہ ٹیڑھے پن مین اس مرتبہ کو پہونچ جاتی ہی کہ اچھی صورت
کو بھی بُری بناتی ہی جیسی اچھی صورت باوجودیکہ اچھی ہوتی ہے مگر تلوار کی چوڑان مین دیکھنے سے بُری معلوم ہوتی ہے اور جو شخص
اپنا آئینہ دل اوس جہان مین تاریک لیجاتا ہی یا کج تو جو چیز اورون کے واسطے سبب راحت ہوتی ہی وہ بعینہ اسکے واسطے موجب رنج و اذیت
ہوتی ہی پس ایعزیز یہ گمان نکرنا کہ دیدار الٰہی مین جو لذت پیغمبر علیہ السلام پائینگے وہی اورونکو بھی حاصل ہوگی یا جو لذت علما پائینگے وہی عوام بھی پائینگے
اور جو لذت متقی اور محب علما پائینگے وہی اور عالم لوگ بھی پائینگے اور جس عارف پر کہ حق تعالی کی محبت غالب ہے اور جس عارف پر کہ وہ مقدار محبت
نہ غالب ہو ان دونون مین لذت کی رو سے تفاوت ہوگا دیدار کی جہت سے نہین اسواسطے کہ دونون عارف ایک ہی کو دیکھینگے کیونکہ دیدار معرفت کے سبب سے
حاصل ہوتا ہی اور معرفت دونون کو ہی آن دونون عارفون کی مثال ایسی ہی جیسے دو شخص جنکی بینائی برابر ہو اور کسی خوبصورت کو دیکھین
اور ان دونون مین سے ایک اوسکا عاشق ہو اور ایک عاشق ہو تو خواہ نخواہ عاشق کو زیادہ لذت حاصل ہوگی اور اگر ایک بہت عاشق
ہوگا اور ایک کم تو بھی اوسکو بہت لذت حاصل ہوگی جو بہت عاشق ہی پس کمال سعادت کے واسطے فقط معرفت کافی نہین ہوتی تاوقتیکہ اوسکے
ساتھ محبت نہو اور محبت الٰہی اسطرح پر غالب ہو جاتی ہی کہ محبت دنیا سے آدمی کا دل پاک صاف ہو جاوے اور یہ پاکی زہد و تقوی کے سوا
اور کسی چیز سے حاصل نہین ہوتی پس جو عارف زاہد اور محب ہوگا اوسے لذت کامل حاصل ہوگی **فصل** ایعزیز شاید تو کہے کہ اگر دیدار کی لذت لذت
معرفت کی جنس سے نہو تو وہ لذت ہی نہین یا اس سبب سے تو کہیگا کہ لذت معرفت سے تجھے خبر ہی نہین لیکن چند باتین کسی کتاب مین اکٹھا
لکھی دیکھکر تو نے یاد کر لی ہین یا کسی سے سیکھ لی ہین اور اوسکا نام معرفت رکھہ لیا ہی تو اوس سے تو لذت نہ پائیگا اگر کوئی شخص بجھیا
کا نام لوزینہ رکھے اور اوسے کھاوے تو وہ لوزینہ کی لذت کبھی نہ پائیگا مگر جو شخص حقیقت معرفت کی حلاوت چکھتا ہی وہ اوس مین ایسا مزہ پاتا ہے
کہ اگر اسی جہان مین اوسے بہشت اوس مزہ کے عوض ملے تو وہ معرفت ہی کو دوست رکھے جسطرح عقلمند آدمی لذت سلطنت کو لذت فرج و شکم سے
زیادہ دوست رکھتا ہی لیکن اگرچہ معرفت کی لذت بہت بڑی لذت ہی مگر دیدار الٰہی کی لذت سے کچھ نسبت ہی نہین رکھتی مثال کے بغیر یہ بات
سمجھہ مین نہین آسکتی ایعزیز تو فرض کر کہ ایک عاشق ہی مگر ابھی اوسکا عشق کچا ہی اور اوسکی شہوت کم ہے اور اوسکے کپڑون مین زنبور اور

بچھو بھری ہوئی ہین اور اوسی کاٹ رہی ہین اور ان مصیبتون کے سوا اور کامون مین بھی وہ مشغول ہے اور ہر چیز سے ڈرتا ہے اور صبح کے وقت کہ ابھی خوب روشنی نہین ہوئی وہ اپنے معشوق کو دیکھے تو ایسی حال مین یقیناً لذت دیدار اوسکو کم حاصل ہوگی پس اگر ناگاہ آفتاب نکل آوے اور خوب روشنی پھیل جاوے اور اوسکی شہوت خوب تیز اور اوسکا عشق نہایت قوی ہوجاوے اور شغلہ اور خوف اوسکے دل سے جاتا رہے اور زنبور اور بچھو کے درد سے نجات پاوے تو اس حالت اطمینان مین دیدار معشوق سے بڑی ہی لذت پاوے گا کہ وہ لذت جو پہلے اوسے حاصل ہوئی تھی اوسکے ساتھہ اوسے کچھ مناسبت ہی نہین غرض دنیا مین عارف کا بھی یہی حال ہے اندھیرا دنیا مین ضعف معرفت کی مثال ہے گویا کہ پردے کے اندر سے باہر کی طرف دیکھتا ہے اور ضعف عشق آدمی کے نقصان کے سبب سے ہوتا ہے اسواسطے کہ آدمی جب تک اس جہان مین رہتا ہے ناقص رہتا ہے اور یہ عشق کمال کو نہین پہونچتا اور زنبور اور بچھو دنیا کی خواہشون اور غم اور غصہ اور انواع رنج کی مثال ہے اسواسطے کہ یہ سب لذت معرفت کو کم کردیتی ہین اور شغل اور خوف معاش اور قوت حاصل کرنے اور ایسی باتون کی مثال ہے اور یہ باتین موت سے جاتی رہتی ہین اور دیدار کی رغبت اور محبت کامل ہوجاتی ہے اور پوشیدگی حوال کشف کے ساتھہ بدل جاتی ہے اور دنیا کا غم واندوہ اور شغلہ منقطع ہوجاتا ہے پس اس سبب سے وہ لذت نہایت کمال کو پہونچ جاتی ہے اگرچہ معرفت کی قدر سے زیادہ نہین یعنی جسطرح بھوکا آدمی کھانے کی بو سونگھنے سے جو لذت پاتا ہے وہ کھانا کھانے کی لذت سے کچھ مناسبت نہین رکھتی اسیطرح معرفت کی لذت لذت دیدار سے بھی کچھ مناسبت نہین رکھتی یعنی جسطرح کھانا کھانے کی لذت کھانے کی بو سونگھنے کی لذت سے بہت زیادہ ہوتی ہے اوسیطرح دیدار کی لذت معرفت کی لذت سے بھی بہت ہی زیادہ ہوتی ہے **فصل** اے عزیز شاید تو کہے کہ معرفت دل مین ہوتی ہے اور دیدار آنکھہ مین پھر دیدار کی لذت کیونکر زیادہ ہوگی جان تو کہ دیدار کو دیدار اسواسطے کہتے ہین کہ وہ کمال خیال کے سبب سے ہوتا ہے اس سبب سے نہین کہتے کہ وہ آنکھہ مین ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر حق تعالی دیدار کو ماتھے مین پیدا فرماتا تو بھی دیدار ہوتا پس دیدار کی جگہہ مین اٹکا رہنا فضول ہے بلکہ جب دیدار کا لفظ شریعت مین وارد ہوا ہے اور ظاہرا دیدار آنکھہ سے ہوتا ہے کہ دیدار آخرت مین آنکھہ کو دخل ہے اور تو جان لے کہ آخرت کی آنکھہ دنیا کی آنکھہ کے مانند نہوگی اسواسطے کہ یہ آنکھہ بغیر جہت کے نہین دیکھہ سکتی اور وہ آنکھہ بے جہت کے دیکھے گی اور عوام کو اس سے بحث و تکرار کرنا جائز نہین اسواسطے کہ یہ کام اونکی قوت سے زیادہ ہے چونکہ بڑھئی کا کام بندر سے نہین ہوسکتا اور جس دانشمند نے فقط فقہ حدیث تفسیر مین محنت کی وہ بھی اس مضمون مین عامی ہے اور اوسکا کام نہین بلکہ جس شخص نے علم کلام مین محنت کی وہ بھی اس حقیقت حال مین عامی ہے اسواسطے کہ وہ عامی کے اعتقاد کا نگہبان اور سنبھالنے والا ہے یعنی عامی نے جو اعتقاد کیا ہے متکلم اپنے کلام سے اوسکی نگہبانی کرتا ہے اور بدعتی کے شر و فساد کو عامی سے دفع کرتا ہے جنگ و جدل سے اوسکا دفعیہ جانتا ہے مگر معرفت اور ہی کوچہ ہے اس کوچہ کے رہنے والے اور ہی لوگ ہین **شعر** منزل عشق از مکان دیگر ست ٭ مرد آن رہ را نشان دیگر ست ٭ چونکہ یہ بات چھوٹی سی کتاب مین لکھنے کے لائق نہین تو اسیقدر پر کفایت کرنا اولی ہے

فصل

اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ ایسی لذت جس مین بہشت کی لذتین آدمی بھول جاوے کسیطرح میری عقل مین نہین آتی ہر چند کہ اس باب مین علماء نے بہت گفتگو کی مگر اوسکی تدبیر تو معلوم ہو کہ کیا ہے تاکہ اگر وہ لذت نہ حاصل ہو مگر اوس پر ایمان تو نصیب ہو اے عزیز تو کہ چار چیزین اسکی تدبیر مین ایک یہ کہ جو باتین اوپر مذکور ہوئین اون مین تو بہت غور کرتا کہ تجھے یہ بات معلوم ہوجاے

اسواسطے کہ جو بات ایک ہی بار تیرے کان مین پڑتی ہے وہ دل مین نہین آجاتی دوسری یہ کہ تو یہ جان لے کہ آدمی کی صفت یکبارگی
نہین واقع ہوئی کہ لذت اور شہوت کی صفتین یکبارگی اوسمین پیدا کردی ہون کیونکہ بچے کو پہلے کھانے ہی کی خواہش اور لذت ہوتی ہے
اسکے اور کچھ وہ جانتا ہی نہین جب سات برس کے قریب اوسکا سن پہونچتا ہے تو کھیل کود کی خواہش اور لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے
چنانچہ ایسا ہوتا ہے کہ کھانا چھوڑ کر کھیلنے دوڑا جاتا ہے اور جب دس برس کے قریب اوسکی عمر ہوتی ہے تو زینت اور اچھی پوشاک کی خواہش
اور لذت اوسمے پیدا ہوتی ہے حتی کہ اوسکی آرزو مین کھیلنا بھی چھوڑ دیتا ہے اور جب پندرہ برس کا ہوتا ہے تو عورتون کی خواہش
اور لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے حتی کہ عورتون کے پیچھے سب کچھ ترک کر دیتا ہے اور جب بیس برس کے قریب پہونچتا ہے تو ریاست
تفاخر برتری اور طلب جاہ کی لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے یہ لذت دنیا کا آخری درجہ ہے جیسا کہ حق تعالی نے قرآن شریف مین فرمایا ہے
اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ پس جب بیس برس سے بڑھ جاتے
تو اگر دنیا نے اوسکے باطن کو بالکل خراب نہین کیا ہے اور اوسکے دل کو بیمار نہین کر دیا ہے تو عالم اور آفریدگار عالم اور اسرار ملک و ملکوت کو
پہچاننے کی لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے اور جسطرح بعد والی ہر لذت مین اوسکی پہلے والی لذت ناچیز اور حقیر ہو جاتی ہے اوسیطرح یہ
لذت بھی اس معرفت مین حقیر اور ناچیز ہو جاتی ہے اور بہشت کی لذت پیٹ فرج آنکھہ کی لذت سے زیادہ نہین ہے کہ آدمی باغ مین
سیر کر رہا ہے اور عمدہ عمدہ کھانے کھاتا ہے سبزہ اور آب روان اور اونچے اونچے زرنگار مکانات کا نظارہ کرتا ہے اور یہ خواہش
اس جہان مین بھی ریاست اور غلبہ اور حکومت کی خواہش کے مقابلہ مین حقیر اور ناچیز ہو جاتی ہے پھر معرفت کی لذت کے سامنے
بطریق اولی ناچیز اور حقیر ہو جائیگی کیونکہ راہب کبھی صومعہ کو اسواسطے اپنا قید خانہ بناتا ہے اور ہر روز اسلیے بقدر جو سے زیادہ
کھانا نہین کھاتا ہے تاکہ خلائق مین مقبولیت کا درجہ حاصل کرے پس راہب تو جاہ و قبول کی لذت کو بہشت کی لذت سے زیادہ عزیز
رکھتا ہے اسواسطے کہ بہشت کی یہی لذت ہے کہ پیٹ فرج آنکھہ کو حظ حاصل ہو پھر لذت جاہ جسنے پہلے سب خواہشون اور لذتون کو
حقیر اور ناچیز کر دیا وہ لذت معرفت مین فنا ہو جاتی ہے الغرض تو اس بات کا ایمان رکھتا ہے اسواسطے کہ جاہ کی خواہش تک پہونچا ہے
اور لڑکا جو ابھی جاہ کی خواہش تک نہین پہونچا وہ اس بات کا ایمان نہین رکھتا اگر تو اوس لڑکے کو ریاست کا مزہ بتانا چاہے
تو مشکل ہے اسیطرح تجھ کو اندھے کو معرفت کی لذت سمجھانے مین عارف بھی عاجز ہے لیکن اگر تو تھوڑا سا سرمایہ عقل پیدا کر کے غور تامل
کریگا تو یہ بات تجھپر مخفی نرہے گی تیسری تدبیر یہ ہے کہ تو عارفون کا حال دیکھا کر اور انکی باتین سنا کر اسواسطے کہ مخنث اور نامرد اگرچہ
شہوت مباشرت اور اوسکی لذت سے بیخبر ہوتے ہین مگر جب مردون کو دیکھتے ہین کہ اپنی پونجی اس مزے کے پیچھے تباہ اور برباد
کرتے ہین تو اونہین خواہ نخواہ یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ انہین ایک بڑی شہوت اور لذت حاصل ہے کہ ہمین وہ نصیب نہین
حضرت رابعہ جو ایک بار بیمار ہی تھین اونکے سامنے لوگون نے جنت کا ذکر کیا کہنے لگین اَلْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ پہلے صاحب خانہ پھر گھر
حضرت ابو سلیمان دارانی رح نے کہا ہے کہ خدا کے تھوڑے بندے ایسے ہین کہ اونہین دوزخ کا ڈر اور بہشت کی امید یاد الہی سے باز نہین رکھتی
پھر دنیا اونھین یاد الہی سے کیونکر باز رکھے گی حضرت معروف کرخی رح سے اونکے کسی دوست نے پوچھا کہ بتاؤ تو تمہین دنیا سے بیزار کر کے عبادت اور خلوت مین کس چیز

مشغول کیا گیا موت کے ڈر یا قبر کے خوف یا دوزخ کے اندیشے یا جنت کی امید سے نے مشغول کیا ہے فرمایا انکی کیا حقیقت
ہے جس بادشاہ کے دست قدرت مین یہ سب ہین اگر تو اوسکے ساتھہ محبت کر تو ان سب کو بھول جا اور اگر تجھے اوسکے ساتھہ معرفت اور
آشنائی پیدا ہو جائے تو ان سب سے تو ننگ و عار رکھنے لگے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی سے کسینے خواب مین پوچھا کہ ابو نصر تمار اور
عبدالوہاب وراق کا کیا حال ہے جواب دیا کہ اسوقت بہشت مین کھانا کھاتے چھوڑ آیا ہون پوچھا تمھارا کیا حال ہے جواب دیا کہ حق تعالے
نے جانا کہ مجھے کھانے پینے کی طرف رغبت ہی نہین ہے مجھے اپنا دیدار نصیب کیا حضرت علی ابن الموفق رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین
کہ مین نے بہشت کو خواب مین دیکھا بہت لوگ وہان کھانا کھاتے تھے اور فرشتے اچھے اچھے کھانے اونکے منہ مین ڈالتے جاتے
ایک شخص کو مین نے دیکھا کہ حضرت قدوس مین آنکھین لگائے ہوئے مبہوت کیطرح دیکھہ رہا ہے مین نے رضوان سے پوچھا یہ کون شخص ہے
کہا معروف کرخی ہے خوف دوزخ سے عبادت کی تھی نہ امید بہشت پر اسکے واسطے حق تعالی نے دیدار مباح کر دیا ہے حضرت ابو سلیمان دارانی
قدس سرہ کہتے ہین کہ جو شخص آج اپنے ساتھہ مشغول ہے وہ فردائے قیامت کو بھی یون ہی رہیگا اور جو شخص آج خدا کے ساتھہ مشغول
ہے وہ فردائے قیامت کو بھی یون ہی ہوگا حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک رات مین نے حضرت بایزید کو
دیکھا عشا کی نماز کے بعد سے صبح تک ایڑیان اوٹھائے ہوئے دونون پانون کی اونگلیون پر مبہوت کیطرح بیٹھے رہے آخر کو سجدہ کر کے
دیر تک کھڑے رہے اور سر اوٹھا کر مناجات کی کہ بار خدایا ایک گروہ نے تجھے طلب کیا اوسے تو نے یہ کرامتین عنایت فرمائین کہ وہ
لوگ پانی پر چلے اور ہوا پر اوڑے اور مین ان باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون اور ایک گروہ کو تو نے زمین کے خزانے مرحمت کیے
اور ایک گروہ کو تو نے یہ کرامت عطا کی کہ وہ لوگ رات بھر مین بہت سی مسافت طے کر جاتے تھے وہ لوگ ان کرامتون سے خوش ہوئے
اور مین ان سب باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون بعدہ پھر کر مجھے دیکھا اور فرمایا کہ اے یحیی تم یہان ہو مین نے کہا ہان اے میرے سید
فرمایا کب سے ہو مین نے کہا دیر سے پھر مین نے کہا یہ حال مجھسے تو ارشاد ہو فرمایا جو حال تجھسے کہنے کے لائق ہے وہ کہتا ہون حق تعالی
نے مجھے ملکوت اعلی اور ملکوت اسفل مین پھرایا اور عرش و کرسی اور آسمانون اور بہشتون مین چرا کر ارشاد فرمایا کہ ان سب چیزون مین سے
جو تیرا جی چاہے مانگ تاکہ مین تجھے عنایت فرماؤن مین نے عرض کیا ان سب مین سے مین کچھہ نہین چاہتا ارشاد ہوا حق ہے کہ تو میرا ہی
بندہ ہے حضرت ابو تراب نخشبی رحمہ اللہ تعالی کا ایک مرید تھا اپنے کام مین مستغرق رہا کرتا تھا حضرت ابو تراب نے ایکدن کہا کہ اگر
تو حضرت بایزید کو دیکھے تو مناسب ہے اوسنے جواب دیا کہ مین بایزید سے بے پروا ہون حضرت ابو تراب نے پھر کئی بار یہی کہا مرید نے
جواب دیا کہ مین بایزید کے خدا کو دیکھتا ہون بایزید کو دیکھکر کیا کرون حضرت ابو تراب نے کہا کہ حضرت بایزید کو اگر تو ایکبار دیکھے
تو اس سے بہتر ہے کہ خدا کو ستر بار دیکھے تب اوس مرید نے متحیر ہو کر پوچھا یہ کیا بات ہے حضرت ابو تراب نے کہا اے نادان تو اپنے نزدیک
خدا کو دیکھتا ہے تیرے ظرف کی قدر وہ ظاہر ہوتا ہے اور حضرت بایزید کو خدا کے پاس اونکی قدر کے موافق دیکھے گا یہ باریک بات سمجھکر
مرید نے عرض کیا کہ آئیے چلین حضرت ابو تراب کہتے ہین کہ ہم دونون آدمی حضرت بایزید کی خدمت مین گئے وہ جنگل مین بیٹھے تھے
جب اونکے قریب پہونچے تو وہ اولٹی پوستین پہنے ہوئے باہر تشریف لائے مرید نے اونکی طرف دیکھکر ایک نعرہ مارا اور مر گیا مین نے کہا

کہ اے بایزید جو ایک نظر آپ کو دیکھے تو گویا وہ واجب القتل ہے کہا نہین یہ مرید صادق تھا اسمین ایک بھید تھا کہ وہ اوسکی قوت سے خفا تھا اوسنے جب مجھے دیکھا تو وہ بھید کھل گیا چونکہ یہ ضعیف تھا اوسکا تحمل نہوا مرگیا اور حضرت بایزید قدس سرہ نے کہا ہے کہ اگر خلعت ابراہیم اور مناجات موسیٰ اور روحانیت عیسیٰ علیہم السلام حق تعالیٰ تجھے عنایت کرے تو بھی اوسکی طرف سے منہ نہ پھیر کہ اسکے علاوہ اور بہت سے کام رکھتا ہے حضرت بایزید قدس سرہ کا ایک دوست تھا مگر ایک دن کہنے لگا کہ مین تیس برس سے رات کو نماز پڑھتا ہون اور دن کو روزہ رکھتا ہون اور یہ حالات جو آپ بیان کرتے ہین انمین سے کوئی حالت مجھپر ظاہر نہین ہوئی حضرت بایزید نے فرمایا کہ اگر تین سو برس تو عبادت کریگا تو بھی ظاہر نہوگی اوسنے پوچھا کہ اسکا کیا سبب فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ تو اپنی خودی کے سبب سے محجوب ہے پوچھا پھر اسکا علاج کیا ہے فرمایا اسکا علاج تو نہ کر سکیگا اوس دوست نے کہا کہیے تو مین وہ علاج کرونگا فرمایا نہین تو نہ کریگا وہ نہایت ضد ہوا حضرت بایزید نے فرمایا کہ نائی کے پاس جا کر ابھی داڑھی منڈوا ڈال اور ننگا ہو کر فقط ایک تہ بند کمر سے باندہ اور ایک توبڑہ بھر اخروٹ گلے مین لٹکا لے اور بازار مین جا کر منادی کر کہ جو لڑکا میری گدی مین گدّا لگائیگا اوسے ایک اخروٹ دونگا اور اسیطرح قاضی اور متشرع لوگون کے پاس جا اوس شخص نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے جو آپ نے فرمائی حضرت بایزید نے فرمایا کہ یہ جو تو نے سبحان اللہ کہا شرک کیا کہ یہ اپنی تعظیم کی راہ سے کہا وہ بولا کہ اور کچھ علاج بتائیے یہ مجھسے نہوسکیگا فرمایا پہلا علاج یہی ہے جو مین نے کہا اوس شخص نے کہا یہ علاج تو مین نہین کر سکتا فرمایا مین نے تو خود ہی کہا تھا کہ تجھسے علاج نہوسکیگا حضرت بایزید قدس سرہ نے یہ علاج اسواسطے فرمایا کہ وہ شخص جاہ و تکبر کی طلب مین مشغول تھا ایسے مرض کا یہی علاج ہوتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے عیسیٰ مین جب اپنے بندے کے دل مین نگاہ کرتا ہون اور اوسمین دنیا اور آخرت کچھ نہین دیکھتا تو اپنی محبت وہان دیکھ بھال اوسکی حفاظت کرتا ہون حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مناجات کی کہ بار خدایا تو جانتا ہے کہ جو محبت تو نے مجھے عطا فرمائی اور اپنے ذکر کا جو انس تو نے مجھے مرحمت کیا اوسکے سامنے بہشت میرے نزدیک پر پشہ کے برابر بھی نہین حضرت رابعہ بصری قدس سرہا سے لوگون نے پوچھا کہ رسول کو تم کیونکر دوست رکھتی ہو کہنے لگین کہ یہ مشکل بات ہے مگر خالق کی محبت نے مخلوق کی محبت سے مجھے باز رکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ کونسا عمل سب اعمال سے افضل ہے فرمایا کہ خدا کی محبت اور جو کچھ اوسنے کیا اوس پر راضی رہنا غرضکہ ایسی حدیثین اور حکایتین بہت ہین اور ان بزرگون کے احوال کے قرینہ سے خواہ مخواہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی معرفت اور اوسکی محبت کی لذت بہشت کی لذت سے بہت زیادہ ہے ایعزیز تجھے اس مقام مین غور و تامل کرنا چاہیے

معرفت الٰہی کی پوشیدگی کے سبب کا بیان

ایعزیز جس چیز کا جاننا متعذر ہوتا ہے تو دو سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ وہ چیز پوشیدہ رہے ظاہر نہو دوسرا یہ کہ نہایت روشن ہو کہ آنکھ اوسے نہ دیکھ سکے اسیواسطے چمگادڑ رات ہی کو دیکھتا ہے دن کو نہین دیکھ سکتا اسکا سبب یہ نہین ہے کہ رات کو چیزین ظاہر ہوتی ہین بلکہ دن کو بہت ظاہر ہوتی ہین مگر اسکی بینائی ضعیف ہے اسیطرح کمال روشنی کے سبب سے اور اس وجہ سے کہ دلون کو اوسکے دریافت کرنے کی قوت نہین خدا کی معرفت دشوار ہوئی اور خدا کا نور اور ظہور یہ مثال قیاس کرنے سے معلوم ہوگا کہ اگر تو لکھا ہوا ایک خط یا سیا ہوا کپڑا دیکھتا ہے تو کوئی چیز کاتب اور درزی کی قدرت

اور علم وحیات اور ارادہ سے روشن تر نہین ہوتی اسواسطے کہ انکا یہ فعل ان صفتون کو انکے باطن سے ایسا ظاہر کرتا ہے کہ علم یقینی حاصل ہوجاے اگر حق تعالی تمام عالم مین ایک پرندے یا ایک نبات سے زیادہ نہ پیدا کرتا تو جو اوسے دیکھتا اوسے صانع کے کمال علم اور کمال قدرت اور کمال عظمت اور کمال جلال کی معرفت ضرور بالضرور حاصل ہوتی اسواسطے کہ وجود صانع پر مصنوع کی دلالت کاتب خطکی دلالت سے زیادہ ظاہر ہے مگر آسمان وزمین اور حیوانات اور نباتات اور سنگ اور کلوخ اور جو کچھ موجود اور مخلوق ہم خیال مین آتے ہین سب یک زبان ہوکر صانع کی بزرگی پر گواہی دیتے ہین شعر ہر گیاہی کہ از زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + دلائل کی کثرت اور روشنی کی وجہ سے معرفت پوشیدہ ہے اسواسطے کہ اگر کوئی صنعت اوسکا فعل اور کوئی دوسرے کا فعل ہوتا تو معرفت ظاہر ہوتی چونکہ سب مصنوعات ایک صفت پر ہوگئے لہذا معرفت صانع پوشیدہ ہوگئی اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی چیز نور آفتاب سے زیادہ روشن نہین اسواسطے کہ سب چیزین اسی سے ظاہر ہوتی ہین لیکن آفتاب اگر رات کو غروب نہوجاتا یا سایہ کے سبب سے چھپ جایا کرتا تو کسی کو نہ معلوم ہوتا کہ مثلاً روی زمین پر ایک ہی نور ہے اسواسطے کہ سفیدی اور سیاہی اور اور رنگون کے سوا کچھ نہ دیکھتے اور نہ سمجھتے کہ اسکے علاوہ اور کچھ نہین پس یہ جو معلوم ہوا کہ رنگون کے علاوہ نور کوئی چیز ہے کہ رنگ اوسکے سبب سے ظاہر ہوتے ہین یہ اس سبب سے معلوم ہوا کہ رات کو رنگ چھپ جاتے ہین اور اندہیرے مین اتنا پوشیدہ ہوجاتے ہین جتنا نور آفتاب مین ظاہر نہین ہوتے تو ضد آفتاب سے آفتاب کو پہچانا اسیطرح اگر خالق کا غائب اور معدوم ہوجانا ممکن ہوتا اور زمین وآسمان برہم اور ناچیز ہوجاتے تو خالق کو خواہ نخواہ لوگ پہچان لیتے مگر چونکہ سب مخلوق خالق کے موجود ہونے پر گواہی دیتے ہین ایک ہی صفت کے ہین اور یہ گواہی ہمیشہ ہے تو روشن ہے پس روشنی کی وجہ سے خالق کی معرفت پوشیدہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ بچپن سے یہ مصنوعات ومخلوقات نظر مین رہے وہ وقت ایسا تھا کہ اس بات کی عقل نتھی کہ مصنوعات کی گواہی کو وہ سمجھے جب مصنوعات کے ساتھ خوگر ہوگیا تو الفت پیدا ہوگئی پھر جب سن تمیز کو پہونچا تو اونکی گواہی سے آگاہ نہین ہوتا مگر یہ کہ جب کوئی نادر جانور یا عجیب نبات دیکھتا ہے تو اوسوقت اوسکی زبان سے بے اختیار کلمہ سبحان اللہ نکل جاتا ہے کیونکہ شاید اوسکی گواہی سے دل مین آگاہ ہوتا ہے پس جسکی بینائی ضعیف نہین وہ جو مصنوع دیکھتا ہے اوسمین صانع کی صنعت دیکھتا ہے اور مصنوع کو نہین دیکھتا کیونکہ آسمان وزمین اس نظر سے دیکھتا ہے کہ اوسی کی صنعت ہے جسطرح کوئی شخص خط کو اس نظر سے نہ دیکھے کہ وہ سیاہی اور کاغذ ہے کیونکہ اسطرح وہی شخص دیکھتا ہے جو خط کو جانتا ہی نہو بلکہ اس نظر سے دیکھے کہ خط آراستہ ہے حتی کہ اوسمین کاتب ہی کو دیکھے جسطرح کہ تصنیف مین آدمی مصنف ہی کو دیکھتا ہے خط کو نہین دیکھتا آدمی جب اس صفت کا ہوجاتا ہے تو جس چیز مین نظر کرتا ہے خدا ہی کو دیکھتا ہے اسواسطے کہ کوئی چیز ایسی نہین جو اوسکی بنائی ہوئی نہو بلکہ تمام عالم اوسکی صنعت اور تصنیف ہے الغرض اگر ایسی چیز کو دیکھنا چاہے جو نہ اوسکی مصنوع ہو نہ اوسکی ذات ہو تو نہ دیکھ سکیگا اور سب مخلوق زبان فصیح سے جسے زبان حال کہتے ہین اوسکے کمال قدرت اور کمال جلال وعظمت پر گواہی دیتے ہین عالم مین اوس سے زیادہ روشن کوئی چیز نہین مگر خلق اپنے ضعف کے سبب سے اس معرفت سے عاجز رہتی ہے

محبت پیدا کرنے کی تدبیر کا بیان الغرض جانو کہ محبت بزرگترین مقامات ہے اسکی تدبیر پہچاننا ضرور ہے جو شخص چاہتا ہے

اگر کسی خوبصورت پر عاشق ہو تو اسکی پہلی تدبیر یہ ہے کہ اوسکے سوا اور جو کچھ ہے سب کی طرف سے منہ پھیر کر ہمیشہ اوسی کو دیکھا کرے جب اوسکا چہرہ دیکھے اور اوسکے ہاتھ پاؤن پوشیدہ ہوں اور خوبصورت بھی ہوں تو اونہیں بھی دیکھنے کی کوشش کرے تاکہ جو جمال دیکھے اوسکے سبب سے رغبت زیادہ ہوتی جائے جب اس نظارہ بازی کی مداومت کریگا تو خواہ نخواہ اوسکے دل میں تھوڑی بہت رغبت پیدا ہو جائیگی پس محبت الٰہی کا بھی یہی حال ہے محبت الٰہی کی پہلی شرط یہ ہے کہ آدمی دنیا کی طرف سے منہ پھیرے اور اوس ابکار کی محبت سے دل کو پاک کرے اسواسطے کہ غیر خدا کی محبت خدا کی محبت سے آدمی کو باز رکھتی ہے یہ دل کو پاک کرنا ایسا ہے جیسے کوڑے کرکٹ سے زمین کو پاک کرنا پھر حق تعالیٰ کی معرفت طلب کرے کیونکہ جو شخص اوسے دوست نہیں رکھتا اسکا سبب یہ ہے کہ اوسے جانتا ہی نہیں ورنہ جمال و کمال تو بالطبع محبوب ہیں حتی کہ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خوب پہچانتا ہے تو محال ہے کہ وہ اونہیں دوست نہ رکھے اسواسطے کہ اوصاف حمیدہ بالطبع محبوب ہیں اور معرفت حاصل کرنا ایسا ہے جیسے زمین میں تخم ریزی کرنا پھر بمداومت ذکر و فکر میں مشغول ہونا یہ آب پاشی کے مثل ہے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی کو بہت یاد کرتا ہے تو خواہ نخواہ یاد کرنیوالے کو اوسکے ساتھ ایک انس پیدا ہو جاتا ہے الغرض یہ جانو کہ کوئی مسلمان اصل محبت سے خالی نہیں مگر تفاوت تین سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی دنیا کی محبت اور اوسکے ساتھ مشغول رہنے میں تفاوت رکھتے ہیں اور ایک چیز کی محبت دوسری چیز کی محبت گھٹا دیتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ معرفت میں تفاوت رکھتے ہوں اسواسطے کہ عامی حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اسواسطے دوست رکھتا ہے کہ فی الجملہ جانتا ہے کہ وہ بڑے عالم تھے مگر جو فقیہ اونکے بعضے علموں کی تفصیل سے خبر رکھتا ہو وہ اونہیں زیادہ دوست رکھیگا اسواسطے کہ عامی کی بہ نسبت اسکی شناخت زیادہ ہے اور صرفی جو امام شافعی کے شاگرد تھے اور اونکے سب حالات اور علوم اور اخلاق سے خبر رکھتے تھے وہ اور فقہا سے زیادہ اونہیں دوست رکھتے تھے پس جو شخص خدا کی معرفت زیادہ حاصل کرتا ہے وہ اوسے بہت دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ ذکر و عبادت جسکے سبب سے انس حاصل ہوتا ہے اوسمین لوگ متفاوت ہوں پس ان ہی سببوں سے محبت کا تفاوت ہوتا ہے مگر جو شخص خدا کو بالکل دوست ہی نہیں رکھتا اسکا سبب یہ ہے کہ وہ خدا کو ہرگز جانتا ہی نہیں اسواسطے کہ جسطرح ظاہر کی خوبصورتی بالطبع محبوب ہوتی ہے اوسیطرح باطن کی خوبصورتی بھی مرغوب ہوتی ہے پس محبت معرفت کا نتیجہ ہے اور معرفت کاملہ حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں ایک صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے وہ مجاہدہ اور باطن کو دوام ذکر سے پاک کرنا ہے حتی کہ اپنے تئین اور ماسوی اللہ کو بھول جاتے ہیں تب اونکے باطن میں وہ معاملات ظاہر ہوتے ہیں جنسے عظمت الٰہی مشاہدہ کے مانند روشن ہو جاتی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے دام بچھایا شاید اسمین شکار پھنسے یا نہ پھنسے اور شاید اوسمین چوہا آ پھنسے یا باز آ پھنسے اسمین ایک کی قسمت کے موافق بڑا تفاوت ہوتا ہے دوسرا طریقہ علم معرفت کا سیکھنا ہے علم کلام اور دوسرے علوم کا سیکھنا نہیں علم معرفت کی پہلی بسم اللہ یہ ہے کہ عجائب مصنوعات میں آدمی تفکر کرے چنانچہ ساتویں اصل میں اسکا بیان ہو چکا ہے پھر ترقی کرکے جمال اور جلال الٰہی میں فکر کرے تاکہ اسماء اور صفات کے حقائق اوسپر منکشف ہوں اور یہ بڑا علم ہے مرید بغیر مرشد کامل کی مدد سے یہ علم حاصل کرسکتا ہے کون

اس مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا یہ علم دام بچھانے کے مانند نہین ہے کہ اسمین شکار کے پھنسنے نہ پھنسنے کا شبہہ ہو بلکہ تجارت اور زراعت اور
کسب کے مانند ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے بکری بکرے کا جوڑا لگایا تو خواہ نخواہ نسل بڑہے گی ان یادہ ہوگا لیکن اگر اوسپر
بجلی گرے اور وہ ناگاہ ہلاک ہو جاوین تو مجبوری ہے اور جو شخص معرفت کی راہ چھوڑکر اور کسی طریقہ سے محبت ڈہونڈہیگا وہ محال طلبی کریگا
اور جو شخص معرفت کو ان دو طریقون کے سوا جو مذکور ہوا اور کسی طریقہ سے ڈہونڈہیگا وہ ناکام رہیگا اور جو شخص سمجھتا ہو کہ بے محبت الہی سعادت آخرت کو
پہونچیگا اوسکی سمجھ غلطی پر ہے اسواسطے کہ آخرت کے یہی معنی ہین کہ تو خدا تک پہونچ جاوے اور جب کوئی شخص ایک چیز تک پہونچا تو اگر پہلے سے دوست رکھتا تھا اور
عوائق کے سبب سے اوس سے محجوب تھا اور ایک زمانہ اوس چیز کے شوق مین گذرا تھا تو جب وہ عوائق اور موانع رفع دفع ہو جاتی ہین اور وہ مشتاق اوس چیز تک پہونچتا ہے
تو بڑے مزے مین ہو جاتا ہے یہی سعادت ہے اور اگر پہلے سے اوس چیز کو دوست نہ رکھتا تھا تو اوس سے کچھ بھی لذت نہین ملتی اگر اوسے
کم دوست رکھتا تھا تو کم لذت پاتا ہے تو عشق و محبت کی قدر سعادت ہوتی ہے اور اگر معاذ اللہ اپنے باطن مین اوس چیز کے مخالف
کے ساتھ الفت اور مناسبت پیدا کی ہوگی تو جو حالت آخرت مین ظاہر ہوگی وہ اوسکے مخالف ہوگی اسکے سبب سے وہ ہلاک ہوگا اور
رنج و مصیبت مین پڑیگا جس چیز کے سبب سے اور لوگ سعید ہونگے وہ اوسی کے سبب سے شقی ہو جائیگا اسکی مثال یہ ہے **حکایت** ایک
خاکروب عطر سازون کی بازار مین گیا اور وہان کی خوشبوئین سونگھکر بیہوش ہو کر گر پڑا لوگ آ آ کر اوسپر گلاب چھڑکنے لگے اور اوسے
مشک سونگھانے لگے اوسکا حال اور بھی بدتر ہوتا جاتا تھا حتی کہ ایک شخص وہان آیا اوس نے بھی کسی زمانہ مین خاکروبی کی تھی اوسنے
اوسکا حال پہچانا اور ذرا سی آدمی کی نجاست لاکر بھگوئی اور اوسکی ناک مین ملدی وہ فورًا ہوش مین آگیا اور کہنے لگا کہ خوشبو یہ ہے پس
جسنے لذت دنیا کے ساتھ انس پیدا کیا تھا حتی کہ وہ اوسکی معشوقہ ہوگئی وہ اوس خاکروب کے مثل ہے اور جسطرح اوس خاکروب نے عطر سازون
کی بازار مین وہ نجاست نپائی تھی بلکہ جو خوشبودار چیزین وہان تھین وہ اوسکے مخالف تھین اور اوس سے اوسکے سبب سے رنج و اذیت زیادہ
ہوئی اور جس نجاست سے اوسنے الفت و محبت پیدا کی تھی وہ وہان نتھی اسیطرح بازار آخرت مین بھی دنیا کی شہوتون مین سے کچھ نہ
آدمی نپائیگا اور جو نعمتین وہان ہونگی وہ سب اسکی طبیعت کے برخلاف ہونگی پس وہی نعمتین اسکے رنج و مصیبت اور اسکی شقاوت کا
سبب ہونگی آخرت عالم ارواح اور عالم جمال الہی ہے کیونکہ جمال الہی وہان ظاہر ہوگا سعید وہی شخص ہے جسنے اپنی طبیعت کو دنیا مین
اوسکے ساتھ مناسبت دی ہو حتی کہ وہ اوسکے موافق ہو جاوے اور سب ریاضتین اور عبادتین اور معرفتین اسی مناسبت کے
واسطے ہین اور محبت خود یہی مناسبت ہے یہ جو حق تعالی نے فرمایا ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا اوسکے یہی معنی ہین اور دنیا کی سب
معصیتین اور شہوتین اور محنتین اس مناسبت کی ضد مین آیۂ کریمہ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا سے یہی مراد ہے ارباب بصیرت اس
مضمون کے مشاہدے مین حد تقلید سے گذر گئے ہین اور صدق پیغمبر سے اس مضمون کو پہچانتا ہے بلکہ اسکے سبب سے صدق پیغمبر کو بے معجزہ
یقینی سمجھے ہین اسواسطے کہ جو شخص علم طب جانتا ہے وہ جب کسی طبیب کی بات سنتا ہے پہچان جاتا ہے کہ یہ طبیب ہے اور جب وہ کسی نادان
حکیم کی بات سنتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ یہ جاہل ہے پس اس طریقے سے سچے نبی کو نبوت کا جھوٹا دعوی کرنیوالے سے یقینًا آدمی پہچان
لیتا ہے پھر جو کچھ اپنی بصیرت کے زور سے پہچان سکتا ہے اوسے اکثر مین سے پہچانتا ہے اور یہ علم یقینی ہے اوس علم کے مثل نہین ہے

دید عصا کے اژدہا ہونے سے حاصل ہوا اسواسطے کہ یہ مقام اس خطر مین ہے کہ گوسالے کی آواز سے باطل ہو جاوے کیونکہ سحر اور معجزہ مین
تمیز کرنا علم یقینی کیطرح آسان نہین ہے **محبت الٰہی کی علامتون کا بیان** اے عزیز جانو کہ محبت ایک گوہر عزیز ہے اور
محبت کا دعوی کرنا آسان نہین پس آدمی کو یہ گمان کرنا نچاہیے کہ مین محبون مین سے ہون اسواسطے کہ محبت کی علامت اور دلیل
ہے اوسے اپنی ذات سے طلب کرنا چاہیے وہ سات دلیلین ہین پہلی یہ کہ موت سے ناراض نہ رہے اسواسطے کہ کوئی محب اپنے
محبوب کے دیدار سے کراہت نہین رکھتا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے دیدار کو
دوست رکھتا ہے خدا بھی اوسکے دیدار کو دوست رکھتا بویطی قدس سرہ نے ایک زاہد سے پوچھا آیا تو موت کو دوست
رکھتا ہے اوسنے جواب مین توقف کیا بویطی نے کہا اگر تو صادق ہوتا تو موت کو دوست رکھتا مگر یہ بات جائز ہے کہ آدمی کو
محبت ہو اور موت کے جلدی آنے سے کراہت رکھتا ہو اصل موت سے کراہت نرکھتا ہو اسواسطے کہ ابھی آخرت کا توشہ تیار نکیا
ہوگا تاکہ اب تیار کرلے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ ہمیشہ زاد آخرت کی فکر مین لگا رہے دوسری دلیل یہ ہے کہ اپنے محبوب کو خدا کے محبوب پر
نثار کردے اور جس چیز کو اپنے حق مین قرب خدا کا سبب سمجھے اوسے نہ چھوڑے اور جو چیز اوسکی دوری کا سبب ہو اوس سے دور رہے
یہ اوس شخص کا حال ہوتا ہے جو کہ اپنے تمام دل سے خدا ہی کو دوست رکھے جیساکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی
اوس شخص کو دیکھا چاہے جو خدا کو پورے دل سے دوست رکھتا ہو تو سالم کو جو حذیفہ کا غلام آزاد ہے دیکھ لے لیکن جو شخص گناہ کرے
تو یہ اس بات پر دلیل نہین کہ اوسے محبت ہی نہین بلکہ اسبات پر دلیل ہے کہ اوسے پورے دل سے محبت نہین ہمارے اس کہنے کی
یہ دلیل ہے کہ نعیمان کو شراب خواری کی وجہ سے کئی بار جب حد ماری گئی تو ایک صحابی نے اوسپر لعنت کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ لعنت نہ کر اسواسطے کہ وہ خدا رسول کو دوست رکھتا ہے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی نے ایک شخص سے کہا کہ اگر لوگ تجھسے
پوچھین کہ کیا تو خدا کو دوست رکھتا ہے تو خاموش رہ اسواسطے کہ اگر کہیگا کہ دوست نہین رکھتا ہون تو کافر ہو جائیگا اور اگر کہیگا
کہ دوست رکھتا ہون تو تیرے اعمال خدا کے دوستون کے اعمال سے نہین تیسری دلیل یہ ہے کہ ذکر الٰہی اسکے دل پر ہمیشہ تازہ رہے
اور بے تکلف اوسکا شائق رہے اسواسطے کہ جو شخص کسی چیز کو دوست رکھتا ہے تو اکثر اوس چیز کا ذکر کیا کرتا ہے اور اگر محبت کامل
ہوتی ہے تو اوسے کبھی نہین بھولتا پس اگر تکلف سے دلکو ذکر پر لگاتا ہے تو اس بات کا خوف ہے کہ اوسکا محبوب وہی ہے
جسکا ذکر اوسکے دل پر غالب ہے شاید اسکے دل پر خدا کی محبت غالب نہین مگر اوسکی محبت کی محبت غالب ہے کیونکہ چاہتا ہے
کہ اوسے دوست رکھون اور محبت اور چیز ہے اور محبت کی محبت اور چیز ہے چوتھی دلیل یہ ہے کہ قرآن کو کہ اوسکا کلام ہے اور
رسول کو اور ہر چیز کو جو اوسکی طرف منسوب ہو دوست رکھے جب یہ دوستی مضبوط ہو گئی تو تمام خلق کو دوست رکھیگا کہ سب خدا کے
بندے ہین بلکہ تمام موجودات کو دوست رکھے کہ سب اوسکے مخلوق ہین مثلاً آدمی جب کسی کو دوست رکھتا ہے تو اوسکی تصنیف اور
اوسکے خط کو بھی دوست رکھتا ہے پانچوین دلیل یہ ہے کہ خلوت اور مناجات پر حریص رہے اور رات ہونیکا آرزومند رہے
تاکہ علائق اور موانع کی زحمت دور ہو اور خلوت مین دوست کے ساتھ مناجات کرے جب رات دن نیند اور بات چیت کو

خلوت سے زیادہ دوست رکھیگا تو اوسکی محبت ناقص ہے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد خلق کے ساتھ اُنس اور
محبت نکر اسواسطے کہ دو آدمی میری درگاہ سے محروم رہتے ہین ایک وہ جو طلب ثواب مین جلدی کرے اور جب دیر ہو اوسے سلے تو
کاہل ہوجائے دوسرا وہ جو مجھے بھول کر اپنے خیال مین مشغول رہے اسکی علامت یہ ہے کہ مین اوسے اوسی کے حال پر چھوڑ دیتا ہون
اور دنیا مین اوسے حیران رکھتا ہون پس جب خدا کی محبت کامل ہوجاتی ہے تو ماسوی اللہ کی محبت باقی ہی نہین رہتی بنی اسرائیل
مین ایک عابد رات کو نماز پڑھتا تھا ایک درخت پر کوئی مرغ خوش الحان بولا اوسکے نیچے جا کر وہ عابد نماز پڑھنے لگا اوس زمانہ مین
جو رسول علیہ السلام تھے اونپر وحی آئی کہ اوس عابد سے کہدو کہ تونے ایک مرغ خوش آواز کے ساتھ محبت کی تیرا ایک درجہ کم ہو گیا
پھر کسی عمل سے اوس درجے کو تو نہ پائیگا اور کچھ لوگ خدا سے محبت اور مناجات کر کے اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ انکے گھر کے
دوسرے کونے مین آگ لگی اور انہین خبر بھی نہوئی ایک بزرگ کو کوئی بیماری تھی اس سبب سے نماز پڑھنے مین ان کا پاؤن کاٹ ڈالا
اونھین خبر تک نہوئی اور حضرت داود علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے داؤد جسنے میری محبت کا دعوی کیا اور رات بھر سوتا رہا وہ جھوٹا ہے
دوست کیا دوست کا دیدار نہین چاہتا اور جو مجھے ڈھونڈھتا ہے مین اوسکے ساتھ ہون حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار الٰہا
تو کہان ہے کہ مین تجھے ڈھونڈھون ارشاد ہوا کہ اے موسی جب تونے مجھے ڈھونڈھنے کا قصد کیا مجھے پا لیا چھٹی دلیل یہ ہے کہ
اوسپر عبادت آسان ہو گران نہ گذرتی ہو کسی عابد نے کہا ہے کہ تیس برس تک جانکنی کے ساتھ مین نے اپنے تئین نماز تہجد مین مقید
رکھا پھر اور تیس برس تک اوسکے سبب سے مین نے مزہ اوٹھایا جب محبت کامل ہوجاتی ہے تو کوئی لذت عبادت کی لذت کو نہین پہونچتی
عبادت دشوار کیونکر ہوگی ساتوین دلیل یہ ہے کہ خدا کے سب فرمان بردار بندون کو دوست رکھے اور سب پر مہربان رہے کافرون
اور عاصیون سے عداوت رکھے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کسی پیغمبر علیہ السلام نے
حق تعالی سے پوچھا کہ بار خدایا تیرے محب کون لوگ ہین ارشاد ہوا کہ وہ لوگ ہین کہ جسطرح بچہ اپنی ماں کا دیوانہ رہتا ہے اوسطرح
وہ میرے شیفتہ رہین اور جسطرح چڑیا اپنے گھونسلے مین پناہ لیتی ہے اوسطرح وہ میرے ذکر سے پناہ لین اور جسطرح شیر غصہ کی حالت مین
کسی سے نہین ڈرتا اوسطرح وہ جب کسی بندے سے گناہ دیکھتے ہین تو غصہ مین آتے ہین یہ اور اس قسم کی بہت سی دلیلین اور علامتین
ہین جسے محبت کامل ہوتی ہے اوسمین یہ سب علامتین پائی جاتی ہین اور جسمین بعض علامتین ہون اوسکی محبت ناقص ہے

خداے تعالی کے شوق کا بیان

اے عزیز جانو کہ جو شخص محبت الٰہی کا منکر ہے وہ اوسکے شوق کا بھی منکر ہے اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤن مین یہ دعا داخل ہے أَسْأَلُكَ الشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ الْكَرِيمِ اور حق تعالی
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرماتا ہے طَالَ شَوْقُ الْأَبْرَارِ إِلَى لِقَائِي وَأَنَا إِلَى لِقَائِهِمْ لَأَشَدُّ شَوْقًا
یعنی نیک بندے میری ملاقات کے بہت شائق ہین اور مین اونسے بھی زیادہ اونکا مشتاق ہون تب اے عزیز تجھے شوق کے معنی
معلوم کرنا چاہیے کہ لوگ جسے ہرگز جانتے ہی نہین اوسکا شائق ہونا محال ہے اور جسے جانتے ہین اور وہ سامنے موجود ہے اور اوسے
دیکھ رہے ہین تو بھی اوسکا شوق نہ پایا جائیگا پس شوق ایسی چیز کا ہوتا ہے جو ایک وجہ سے حاضر ہو اور ایک وجہ سے غائب ہو

جیسے معشوق کہ خیال مین حاضر نظر سے غائب ہوتا ہے اوسکا شوق دل مین رہتا ہے شوق کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنے محبوب کو
ڈھونڈھے تاکہ وہ آنکھون کے سامنے آئے اور ادراک پورا ہوجائے پس اس بات سے تجھے معلوم ہوگا کہ دنیا مین شوق سے
خالی ہی ممکن نہین اسواسطے کہ حق تعالی معرفت مین حاضر اور مشاہدہ مین غائب ہے جسطرح دیدار کمال خیال ہے اوسیطرح
مشاہدہ کمال معرفت ہے اور یہ شوق موت کے سوا اور کسی چیز سے نہین جاتا اور ایک قسم کا اور شوق باقی رہتا ہے جو آخرت مین
بہی نہ جائیگا اسواسطے کہ اس جہان مین ادراک کا نقص دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ معرفت اوس دیدار کے مانند ایک ادراک
ہے جو باریک پردے کی آڑ سے ہو یا اوس دیدار کے مثل ہے جو اندہیرے منہ جہٹپٹے وقت آفتاب نکلنے کے پہلے ہو یہ ادراک
آخرت مین خوب روشن ہوجائیگا اور یہ شوق جاتا رہیگا دوسری وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص معشوق رکھتا ہے اور اوسنے اوس
معشوق کا چہرہ دیکھا ہو مگر اوسکے بال اور اعضا نہ دیکھے ہون اور جانے کہ وہ سراپا خوبصورت ہے تو اوس شخص کو اوسکے
دیدار کا شوق ہوتا ہے اسیطرح جناب الہی کے جمال باکمال کی نہایت نہین اگرچہ کوئی بہت کچھ جان لے مگر جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ
زیادہ ہوگا اسواسطے کہ خدا کے معلومات کی نہایت نہین اور جب تک سبکو نہ جان لیگا تب تک حضرت الہی کا جمال تمام کمال
نہ دریافت کیا ہوگا اور یہ بات آدمی کو نہ اس جہان مین ممکن ہے نہ اوس جہان مین اسواسطے کہ آدمی کا علم ہرگز بے نہایت
نہین ہوتا پس جسقدر آخرت مین دیدار زیادہ ہوگا اوسیقدر لذت بہی زیادہ ہوگی اور وہ بے نہایت ہے جب دل کی نظر اوس
چیز پر ہوتی ہے جو حاضر ہے تو اوسکے سبب سے اوسکا یہ حال ہوتا ہے کہ بالکل فرحت اور مسرت ہوجاتا ہے اسے انس کہتے ہین
اور جب دل کی نظر اوسکی طرف ہو جو باقی رہ گیا ہے تو طلب و تقاضا دل کا حال ہوتا ہے اسے شوق کہتے ہین اس انس اور
شوق کی انتہا نہین نہ دنیا مین نہ آخرت مین وہ لوگ آخرت مین ہمیشہ یہی کہتے رہین گے رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا اسواسطے کہ جمال
الہی مین سے جو کچھ ظاہر ہوگا وہ نور ہی نور ہوگا اور ان لوگون کو تمام و کمال کی طلب ہوتی ہے مگر اوسکی انتہا کو نہین پہنچ سکتے
اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی کے سوا اور کوئی حق سبحانہ تعالی کو بدرجہ کمال نہین پہچانتا اور بدرجہ کمال پہچان نہین سکتا تو بدرجہ
کمال دیکھ بہی نہ سکیگا مگر مشتاقون کے واسطے راہ کہلی رہے گی تاکہ ہمیشہ وہ کشف اور دیدار بڑہتا رہے اور لذت بے نہایت
جو بہشت مین ہے اوسکی حقیقت یہی ہے اور اگر یہ حقیقت نہوتی تو شاید لذت برابر ہی حاصل ہونے سے لذت کم ہوجاتی کیونکہ
جو چیز ہمیشہ ملتی ہے اور دل اوسکا خوگر ہوجاتا ہے اور اس سے حلاوت نہین حاصل ہوتی تا وقتیکہ کوئی تازہ چیز اوسے پہونچے
پس اہل جنت کی لذتین ہر لحظہ تازہ ہوتی رہین گی حتی کہ جو لذت دل مین آئے وہ اون نعمتون کے سامنے حقیر اور ناچیز معلوم
ہوگی اسواسطے کہ وہ نعمتین روز بروز زیادہ ہوتی جائینگی الغرض اس اصل سے بہی تو نے انس کے معنی پہچانے کہ جو کچھ حاضر
ہے اوسکی طرف حالت دل کی اضافت کا نام انس ہے بشرطیکہ جو کچھ باقی رہا ہے اوسکی طرف دل التفات نہ کرے اور جب
باقی ماندہ کیطرف التفات کرے تو وہ شوق کی حالت ہے پس حق تعالی کے سب محب دنیا اور آخرت مین انس و شوق مین
گہیرے رہتے ہین اخبار داؤد علیہ السلام مین ہے کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اے داؤد زمین کے باشندونکو میری طرف سے

خبر دے کہ مین اوسکا دوست ہوان جو مجھے دوست رکھے اور اوسکا ہمنشین ہون جو میرے ساتھ خلوت مین بیٹھے اور اوسکا مونس ہون جو میری یاد سے انس کرے اور اوسکا رفیق ہون جو میرا رفیق ہے اور اوسکا برگزیدہ کرنیوالا ہون جو مجھے برگزیدہ کرے اور اوسکا فرمان بردار ہون جو میری فرمان برداری کرے اور جس بندہ نے مجھے دوست رکھا اور مین نے جانا کہ یہ دل سے مجھے دوست رکھتا ہے تو اوسے بیشک اورون پر مقدم کرتا ہون اور جو مجھے ڈہونڈہیگا بیشک پائیگا اور جو شخص دوسری کو ڈہونڈہیگا مجھے نہ پائیگا اے زمین والون جن کامون پر تم فریفتہ ہوا ونہین ترک کرو میری صحبت اور مجالست اور مؤانست کیطرف ملتفت ہوا ور میری ساتھ انس کرو تاکہ مین تمھارے ساتھ انس کرون مین نے اپنے دوستون کی سرشت اوس طینت سے اپنے دوست ابراہیم اور اپنے ہمراز موسیٰ اور اپنے برگزیدہ محمد صلے اللہ علیہم اجمعین کی سرشت اور طینت ہے پیدا کی ہے اور مین نے اپنے مشتاقون کے دلون کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور اپنے جلال سے پرورش فرمایا ہے کسی نبی علیہ السلام پر وحی آئی کہ میرے بندے ہین کہ وہ مجھے دوست رکھتے ہین مین اونھین دوست رکھتا ہون وہ میرے آرزومند ہین مین اونکا آرزومند ہون وہ مجھے یاد کرتے ہین مین اونہین یاد کرتا ہون اونکی نظر میری طرف ہے میری نظر اونکی طرف ہے اگر تو بہی اونکی راہ اختیار کریگا تو تجھے مین دوست رکھونگا اور اگر اونکی راہ سے پہریگا تو تجھے دشمن رکھونگا یہ اور ایسی بہت حدیثین محبت اور شوق اور اونس کے باب مین وارد ہین یہان اسیقدر کافی ہین رضا کی

فضیلت کا بیان ایعزیز جانتو کہ قضاے الٰہی پر راضی رہنا بہت بلند مقام ہے اس سے بڑہ کر کوئی مقام نہین اسواسطے کہ محبت بہت بزرگ مقام ہے اور جو کچھ خدا کرے اوسپر راضی رہنا محبت ہی کا ثمرہ ہے اور ہر ایک محبت ثمرہ نہین ہے بلکہ اوسی محبت کا ثمرہ ہے جو بدرجہ کمال ہو اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ بَابُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ یعنی قضاے الٰہی پر راضی رہنا خدا کی بڑی درگاہ ہے جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم سے پوچھا کہ تمھارے ایمان کی کیا علامت ہے اونہون عرض کیا کہ یا رسول اللہ بلا مین ہم صبر کرتے ہین اور نعمت پر شکر کرتے ہین اور قضاے الٰہی پر راضی رہتے ہین تب آپ نے فرمایا کہ اس قوم کے لوگ حکما اور علما ہین کمال علم کی وجہ سے انکا مرتبہ انبیا کے مرتبہ کے قریب ہے اور فرمایا ہے کہ جب قیامت آئیگی تو میری امت کے ایک گروہ کو حق تعالیٰ پر و بال عطا فرمائیگا وہ لوگ بہشت مین اوڑ جائینگے فرشتے اونسے پوچھینگے کہ تم حساب اور میزان اور پل صراط سے فراغت کر چکے یہ لوگ کہینگے کہ ہمنے تو ان چیزون مین سے کچھ بہی دیکھا تک نہین فرشتے پوچھینگے کہ تم کون لوگ ہو یہ کہینگے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین سے ہین فرشتے پوچھینگے کہ تمنے کیا عمل کیا تھا کہ یہ سب بزرگیان پائین یہ کہینگے کہ ہم مین دو خصلتین تھین ایک یہ کہ خلوت مین حق تعالیٰ سے شرما کر ہم گناہ نکرتے تھے دوسری یہ کہ تھوڑا سا رزق جو حق تعالیٰ ہمین عنایت فرماتا تھا اوسپر ہم راضی رہتے ملائکہ کہینگے کہ پھر کیون نہو یہ درجہ تمھارا ہی حق ہے کچھ لوگون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ حق تعالیٰ سے پوچھیے کہ وہ کیا بات ہے جسمین تیری رضامندی حاصل ہو تاکہ ہم اوسپر عمل کرین وحی آئی کہ تم میرے حکم پر راضی رہو مین تمسے راضی ہونگا حضرت داؤد علیہ السلام پر حق تعالیٰ نے وحی بہیجی کہ میرے دوستون کو دنیا کے غم سے کیا کام غم دنیا اونکے دلون سے

لذت مناجات دور کردیگا اے داود مین اپنے دوستون سے اسی بات کو دوست رکھتا ہون کہ وہ روحانی رہین کسی چیز کا غم نہ کرائین اور دنیا سے کبھی دل نہ لگائین جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ مین وہ خدا ہون کہ میرے سوا اور کوئی خدا نہین جو کوئی میری بلا پر صبر اور میری نعمت پر شکر نہ کریگا اور میری قضا پر راضی نہ رہیگا اوس سے کہدو کہ دوسرا خدا ڈھونڈھ لے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ مین نے تقدیر کی اور تدبیر کی اور اپنی صنعت کو مضبوط کردیا اور جو کچھ ہوگا اوسکا حکم کرچکا جو اوس پر راضی ہے اوس سے مین بھی راضی ہون اور جو ناراض ہے مین اوس پر غصہ مین ہون حتی کہ وہ مجھے دیکھے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ مین نے خیر و شر پیدا کیے نیکبخت وہ شخص ہے جسے خیر کے واسطے پیدا کیا اور خیر کو اوسکے ہاتھ پر آسان کردیا اور بدبخت وہ ہے جسے شر کے واسطے پیدا کیا اور شر کو اوسکے ہاتھ پر آسان کردیا اور افسوس ہے اوس پر جو چون چرا کرے ایک نبی علیہ السلام بیس برس تک گرسنگی اور برہنگی اور بڑی محنت و مصیبت مین گرفتار رہے اور اونکی دعا قبول نہوتی تھی پھر وحی آئی کہ زمین و آسمان پیدا کرنے کے پہلے مین نے تیرے نصیب مین یہی تقدیر کیا تھا کیا تو چاہتا ہے کہ زمین و آسمان کی خلقت اور مملکت کو تیرے واسطے نئے سر سے پیدا کرون اور جو حکم کرچکا ہون اوسے بدلڈالون تاکہ جو تو چاہتا ہے وہ ہو جو مین چاہتا ہون وہ نہو اور تیرے ارادے کے موافق کام ہو میری مرضی کے موافق نہو مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ اگر پھر تیرے دل مین یہ خطرہ رہیگا تو انبیا کے دفتر سے تیرا نام مٹا دونگا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ بیس برس کامل مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی جو کچھ مین نے کیا کبھی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ یہ تو نے کیون کیا اور جو کچھ مین نے نہ کیا کبھی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ تو نے کیون نہ کیا مگر جب کوئی اور میرے ساتھ جھگڑتا تو آپ فرماتے کہ اگر تقدیر مین ہوتا تو یہ کام ہوجاتا حضرت داود علیہ السلام پر یہ نازل ہوا کہ اے داود تو اور کچھ چاہتا ہے مین اور کچھ جو مین چاہتا ہون وہی ہوگا اگر تو میرے ارادے پر راضی رہیگا تو جو تو چاہتا ہے وہ بھی دونگا اور اگر ناراض ہوگا تو تیری خواہش مین تجھے غمگین کرونگا اور پھر وہی ہوگا جو میرا ارادہ ہے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مین اوسی بات مین خوش ہون جو مقدر مین ہے وہ جو کچھ ہو اور لوگون نے اونسے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو بولے جو حکم الہی ہوچکا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ اگر مین آگ کھاؤن تو آگ کھانیکو اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ جو چیز نہو اوسے کہون کہ کاشکی ہوتی اور جو ہو اوسے کہون کہ کاشکی نہوتی بنی اسرائیل کے ایک بڑے عابد نے عبادت مین مدت تک بڑی کوشش اور محنت کی پھر خواب مین دیکھا کہ اوس سے کوئی کہتا ہے کہ فلانی عورت بہشت مین تیری رفیق ہے عابد نے اوسے ڈھونڈھا تاکہ اوسکی عبادت دیکھے اوسے رات کو نماز پڑھتے دیکھا نہ دن کو روزہ رکھتے مگر فرائض بجالاتی تھی عابد نے اوس سے کہا کہ مجھے بتا تو کہ تیرا کردار کیا ہے اوسنے کہا یہی جو تو نے دیکھا عابد نے جب بہت منت کی تو سوچکر کہنے لگی کہ مجھمین ایک خصلت ہے کہ اگر بلا بیماری مین مبتلا رہتی ہون تو نہین چاہتی کہ آرام و صحت مین رہون اور اگر دھوپ مین رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی کہ سایہ مین ہون اور اگر سایہ مین رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی کہ دھوپ مین ہون خدا جس امر کا حکم کرتا ہے اوسی مین راضی رہتی ہون عابد نے سر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ یہ چھوٹی خصلت نہین بہت بڑی خصلت ہے

رضا کی حقیقت کا بیان

ایعزیز جانو کہ ایک گروہ نے کہا ہے کہ مصیبت اور بلا پر اور جو چیز خواہش کے برخلاف ہو اوس پر راضی رہنا ممکن ہی نہین بلکہ غایت الام

یہ ہے کہ آدمی صبر کرے حالانکہ یہ کہنا خطا ہے بلکہ جب محبت غالب ہوئی تو جو امر خواہش کے برخلاف ہوا اوسپر بھی دو وجہ سے
راضی رہنا ممکن ہے ایک یہ کہ آدمی عشق مین ایسا مدہوش اور مستغرق ہوجاے کہ اپنی تکلیف اور درد کی خبر بھی نہو جیسے کہ کوئی
آدمی ایسا ہوتا ہے کہ حرب اور جنگ مین اوسپر غصہ ایسا غالب ہوتا ہے کہ اوسکے بدن مین جو زخم لگتے ہین اونکا درد اوسے
کچھ معلوم ہی نہین ہوتا تاوقتیکہ خون آنکھ سے نہ دیکھے اور کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی چیز کے لالچ مین دوڑتا ہے اور اوسکے
پاؤن مین کانٹا گڑجاتا ہے تو اوسے خبر نہین ہوتی اور جب دل کیطرف مشغول ہوتا ہے تو آدمی کو اپنی بھوک پیاس کی خبر نہین ہوتی
جب یہ باتین مخلوق کے عشق اور دنیا کی حرص مین ممکن ہین تو حق تعالی کے عشق اور آخرت کی محبت مین کیون نہ ممکن ہونگی
اور یہ امر تو معلوم ہی ہے کہ باطن کی خوبصورتی ظاہر کی خوبصورتی سے بہت بڑی ہے اسواسطے کہ صورت ظاہر تو ایک کھال
ہے کہ گھورے پر تان دی ہے اور چشم بصیرت جس سے باطن کا جمال معلوم ہوتا ہے ظاہری آنکھ سے بمراتب روشن تر ہے
اسواسطے کہ ظاہری آنکھ اکثر خطا کرتی ہے کبھی بڑی چیز کو چھوٹی اور دور کو نزدیک دیکھتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ درد تو معلوم ہو
لیکن چونکہ سمجھتا ہے کہ میرے دوست کی رضامندی اسی مین ہے لہذا خود بھی راضی رہتا ہے مثلاً اگر کوئی دوست اسے حکم
کرتا ہے کہ تو اپنے بدن سے خون نکال یا کڑوی دوا کھا تو اس اذیت مین وہ راضی رہتا ہے تاکہ اس حیلہ سے اپنے دوست کی
رضامندی حاصل ہو پس جو کوئی سمجھے گا کہ حق تعالی کی رضامندی اسی مین ہے کہ بندہ اوسکے حکم پر راضی رہے تو وہ محتاجی
بیماری محنت بلا مین راضی رہے گا جسطرح لالچی دنیا دار سفر کی محنت اور دریا کے خطر اور سب سختیون پر راضی رہتا ہے اور
بہت سے خدا کے محب اس درجہ کو پہونچے ہین کہ حضرت فتح موصلی کی بی بی رحمہما اللہ تعالی کا ناخن اوکھڑ گیا اور وہ ہنسنے لگین
حضرت فتح موصلی نے اونسے پوچھا کہ کیا تمہین درد نہین معلوم ہوتا ہے اونہون نے جواب دیا کہ مجھے ثواب کی خوشی اسقدر ہے
کہ درد نہین معلوم ہوتا ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی کے ایک درد تھا وہ اوسکی دوا نہ کرتے تھے لوگون نے کہا کہ آپ دوا
کیون نہین کرتے جواب دیا کہ دوستو تم یہ نہین جانتے کہ دوست کا لگایا ہوا زخم درد نہین کرتا حضرت جنید نے کہا ہے کہ حضرت
سری سقطی قدس سرہما سے مین نے پوچھا کہ جو محب خدا ہوتا ہے وہ بلا سے غمگین ہوتا ہے کہا نہین مین نے پوچھا اگر اوسے
تلوار سے مارین کہا تو بھی غمگین نہین ہوتا گو کہ تلوار سے ستر زخم اوسے لگائین ایک محب خدا کا قول ہے کہ جس چیز کو خدا دوست
رکھتا ہے اوسے مین بھی دوست رکھتا ہون اگر وہ یہی چاہے کہ مین دوزخ مین جاؤن تو اسپر بھی مین راضی ہون اور اسے بھی
دوست رکھتا ہون حضرت بشر حافی قدس سرہ کہتے ہین کہ کسی نے ایک شخص کو بغداد مین ہزار لاٹھیان ماریں اور اوسنے اون بھی
نہ کی مین نے پوچھا کہ اے شخص تو نے منہ سے آواز کیون نہ نکالی کہنے لگا کہ اسواسطے کہ میرا معشوق سامنے تھا اور دیکھ رہا تھا
مین نے کہا کہ بھلا اگر بڑے معشوق کو تو دیکھتا تو کیا کرتا بس اوسنے ایک نعرہ مارا اور مر گیا پھر حضرت یہ بھی کہتے ہین کہ ابتداے
ارادت مین مین شہر عبادان کو جاتا تھا ایک جذامی دیوانہ کو زمین پر پڑے دیکھا چیونٹیان اوسکا گوشت کھاتی تھین مین نے ترس کھا کر
اوسکا سر اوٹھا کر اپنی گود مین رکھ لیا جب وہ ہوش مین آیا تو کہنے لگا کہ یہ کون فضولی تھا جسنے میرے اور میرے مالک کے درمیان مین

اپنا ذمہ یا قرآن شریف مین مذکور ہے کہ جو عورتین حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے لگی تہین اونہون نے حضرت یوسف کی عظمت
جمال سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور خبر بہی نہ ہوئی اور مصر مین قحط تہا لوگ جب بھوکے ہوتے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کو
آتے اور اپنی بھوک بھول جاتے یہ بات مخلوق کے جمال کے اثر سے تہی تو اگر کسی پر خالق کا جمال مکشوف ہو تو کیا تعجب ہے جو درد و بلا
اور مصیبت سے بیخبر ہو جائے ایک مرد صحرا مین تہا خدا کے ہر حکم پر راضی ہو کر کہتا کہ اسی مین خیر ہے ایک کتا اوسکے اسباب کی نگہبانی
کے واسطے اور ایک گدہا بار برداری کے لیے تہا اور ایک مرغ اوسکا جگانے کے واسطے تہا ایک بھیڑیے نے آکر گدہے کا پیٹ پہاڑ ڈالا وہ مرد بولا
اسی مین خیر ہے اور کتے نے مرغ کو مار ڈالا وہ بولا اسی مین خیر ہے اور وہ کتا بہی کسی سبب سے ہلاک ہوا پہر اوسنے کہا اسی مین خیر ہے اوسکے اہل عیال رنجیدہ ہوکر
کہنے لگے کہ جو کچہ حادثہ ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ اسی مین خیر ہے یہ کیا بات ہے اسواسطے کہ یہ جانور ہمارے ہاتھ پانون تہے وہ ہلاک ہوگئے
اوسنے کہا کہ چاہیے تو اسی مین خیر ہو دوسرے دن جو اوٹھے تو کیا دیکھتے ہین کہ انکے گرد و پیش اور جو لوگ تہے اونہین چورون نے
مار ڈالا اور سب اسباب لیگئے کتے اور مرغ کی آواز نہونے کے سبب سے ان لوگون کا جان و مال بچ گیا اوس مرد نے اپنے اہل و عیال
سے کہا کہ تمنے دیکہا کہ خدا کے کام کی بہتری اوسیکو معلوم ہے حضرت عیسی علیہ السلام ایک مرد کی طرف گذرے کہ اندہا اور کوڑہی اور
جذامی تہا اور اوسکا بدن دونون طرف سے شل تہا وہ بے دست و پا کہتا تہا کہ اوس خدا کا شکر ہے جسنے مجہے اوس بلا سے محفوظ
رکہا جسمین بہتیری خلق مبتلا ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے اوس سے پوچہا کہ وہ کون سی بلا باقی ہے جس سے خدا نے تجہے
محفوظ رکہا اوسنے کہا کہ مین اوس شخص کی نسبت حفاظت اور خیر و عافیت مین ہون جسکے دلمین خدا نے یہ معرفت نہین پیدا کی
جو میرے دل مین پیدا کی ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا پہر اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور اوسپر ہاتھ پہیرا وہ فوراً بہلا چنگا
ہوگیا اور اوٹھ کہڑا ہوا اور خوبصورت اور بینا ہوگیا حضرت عیسی کے ساتھ عبادت کیا کرتا حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالی کو لوگون نے
دار الشفا مین رکہا تہا کہ یہ دیوانے ہین کچہ لوگ اونکے پاس گئے پوچہا تم کون ہو اونہون نے کہا آپ کے دوستدار ہین بس حضرت
شبلی اونہین پتہر مارنے لگے وہ بہاگے پہر فرمایا کہ تم جہوٹے ہو اگر دوست ہوتے تو میری بلا پر صبر کرتے **فصل** بعضے لوگون نے
کہا ہے کہ شرط رضا یہ ہے کہ آدمی دعا نہ کرے اور جو کچہ نہین ہے اوسے حق تعالی سے نہ مانگے اور جو کچہ ہے اوسپر راضی رہے اور
معصیت اور فسق و نکیر برا نہ جانے اسواسطے کہ وہ بہی حکم الہی سے ہے اور جس شہر مین گناہ کی کثرت یا وبا کی شدت ہو اوس سے
نہ بہاگے اسواسطے کہ یہ قضائے الہی سے بہاگنا ہے یہ کہنا خطا ہے دعا تو خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے اور
لوگون کو ترغیب بہی فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور حقیقت مین دعا کے سبب سے رقت شکستگی تضرع عجز و فروتنی حق تعالی سے
التجا دلمین پیدا ہوتی ہے اور یہ صفتین سب نیک ہین اور جسطرح پیاس جانے کے واسطے پانی پینا بہوک جانے کے واسطے روٹی
کہانا جاڑا نہ معلوم ہونے کے لیے جڑاول پہننا رضا کے خلاف نہین اسیطرح بلا دفع ہونیکے لیے دعا مانگنا بہی خلاف رضا نہین ہے
بلکہ حق تعالی نے جس چیز کو سبب مقرر کرکے اوسکا حکم فرمایا تو اوسکے حکم کے خلاف کرنا اوسکے حکم سے راضی رہنے کے برخلاف ہے
اور گناہ پر راضی رہنا کیونکر درست ہوگا اسواسطے کہ گناہ پر راضی رہنا ممنوع ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ جو شخص گناہ پر راضی رہے گا وہ گناہ مین شریک ہے اور فرمایا ہے کہ اگر بندہ کو مشرق مین ناحق قتل کرین اور کوئی شخص مغرب مین اوس پر راضی ہو تو وہ اوس قتل مین شریک ہے پس اگرچہ گناہ قضائے الہی ہے مگر اوسکے دو منہ مین ایک بندے کیطرف بانیطور کہ اوسکے اختیار سے ہے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ بندے مین حق تعالی کی صفتین موجود مین اور ایک منہ حق تعالی کیطرف رکھتا ہے اسواسطے کہ وہ گناہ قضائے الہی اور تقدیر الہی ہے پس اسوجہ سے کہ حق تعالی نے حکم کیا ہے کہ عالم کفر اور معصیت سے خالی نرہے گناہ پر راضی رہنا چاہیے مگر اوس وجہ سے کہ بندے کے اختیار مین ہے اور اوسکی صفت ہے گناہ پر راضی نہونا چاہیے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ خدا گناہ کو دشمن رکھتا ہے اور اس بات مین تناقض نہین اسواسطے کہ اگر کسی شخص کا ایک دشمن مرجائے کہ وہ اوسکے دشمن کا بھی دشمن ہو تو وہ شخص غمگین بھی ہوگا اور خوش بھی خوشی کا سبب اور ہے اور غم کا سبب اور ہے اور تناقض اس صورت مین ہوگا کہ خوشی اور غم دونون ایک ہی سبب سے ہون علی ہذا القیاس جہان گناہ کی کثرت ہو وہان سے بھاگ جانا ضرور ہے جیساکہ حق تعالی فرماتا ہے رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا اور جس بستی مین گناہ کی کثرت ہوئی اوس سے اگلے بزرگ نکل گئے مین کیونکہ معصیت سرایت کرتی ہے اگر معصیت سرایت نہین کرتی تو اوسکی بلا اور عقوبت سب کو پہنچتی ہے جیساکہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً اور اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہان اوسکی نگاہ نامحرم پر پڑتی ہے تو وہان سے بھاگ جانا رضا کے خلاف نہین اسیطرح اگر کسی شہر مین تنگی اور قحط ہو تو وہان سے نکل جانا درست ہے مگر جہان طاعون ہو وہانسے نکل جانے کی ممانعت ہے اسواسطے کہ اگر تندرست لوگ نکل جائینگے تو بیمار خراب اور تباہ ہو جائینگے مگر اور بلاؤن اور آفتون مین ایسا نہین بلکہ حکم کے موافق اوسکی تدبیر کرنا چاہیے اور حکم کے موافق تدبیر کرنیکے بعد جو کچھ حکم الہی ہو اوس پر راضی رہنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ اسی مین خیر ہے۔

دسوین اصل موت کو یاد کرنے کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ جسنے یہ بات جان لی اور اپنے دلمین ٹھان لی کہ بہرحال میرا انجام کار موت ہے اور قبر میرا ٹھکانا ہے منکر نکیر موکل مین قیامت برحق ہے جنت یا دوزخ مین مجھے جانا ہے تو وہ اگر عقلمند ہے تو موت سے زیادہ کسی چیز کا اندیشہ نکریگا اور سب چیزون سے زیادہ زاد آخرت حاصل کرنے کی تدبیر مین لگا رہیگا جیساکہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ اور جو شخص موت کو بہت یاد کریگا وہ خواہ نخواہ اوسکا توشہ طیار کرنے مین مشغول رہیگا اور قبر کو جنت کے باغون مین سے ایک باغ ہمیشہ بہار پائیگا اور جو موت کو بھولے گا وہ دنیا مین مشغول ہو کر زاد آخرت سے غافل رہیگا اور قبر کو دوزخ کے غارون مین سے ایک غار پائیگا اسی سبب سے موت کو یاد کرنے کی بڑی فضیلت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَادِمِ اللَّذَّاتِ یعنی اے وہ لوگو کہ لذت دنیا مین مشغول ہو اوسے بہت یاد کرو جو لذتون کو غارت کرتی ہے یعنی موت اور فرمایا ہے کہ اگر چرندے موت کا وہ حال جانتے جو تم جانتے ہو تو تم گوشت ہرگز کسی بشر کے کھانے مین نہ آتا یعنی موت کے ڈر سے جانور لاغر رہتے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی

عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی شہیدون کے مرتبہ پر بھی ہوگا فرمایا ہان وہ شخص ہوگا جو دن بھر مین بیس بار موت کو یاد کرتا ہے جناب
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی طرف گذرے اونکے قہقہون کی آواز بلند تھی آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم اپنی ان مجلسون مین
اوس چیز کا ذکر کرو جو سب لذتون کو منغص کردیتی ہے اون لوگون نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے فرمایا موت حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس موت کو بہت یاد کیا کر کہ وہ دنیا مین تجھے زاہد کردے اور تیرے گناہونکا
کفارہ ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یعنی خلق کو نصیحت کرنیکے واسطے موت کافی ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ ایک شخص کی تعریف کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ بھلا موت کی بات اوسکے دل پر کیسی ہے
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ موت کا ذکر تو ہمنے اوس سے نہین سنا فرمایا تو جیسا تم جانتے ہو ویسا وہ نہین ہے حضرت ابن
عمر رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ مین دس آدمیون کے ساتھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوا انصار
مین سے ایک شخص نے پوچھا کہ سب آدمیون سے زیادہ زیرک اور کریم کون شخص ہے آپ نے فرمایا کہ جو موت کو بہت یاد کرے اور زاد آخرت
مہیا کرنے مین بہت حریص ہو وہی لوگ شرف دنیا اور کرامت آخرت لیجاتے ہین حضرت ابراہیم تیمی قدس سرہ کہتے ہین کہ دو چیزین
دنیا کی راحت میرے دل سے چھین لیجاتی ہین ایک موت کی یاد دوسرے حق تعالی کے سامنے کھڑے ہونیکا خوف خلیفہ عمر ابن عبد العزیز
رحمہ اللہ تعالی ہر شب علما کو جمع کرکے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے حتی کہ اسقدر روتے جسقدر ماتم زدہ لوگ روتے ہین جبکہ سامنے
جنازہ ہو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی جب بیٹھتے تو موت اور دوزخ اور آخرت ہی کی باتین کیا کرتے ایک عورت نے ام المومنین
حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے سامنے اپنی سخت دلی کا گلہ کیا فرمایا موت کو بہت یاد کیا کر تاکہ نرم دل ہوجاوے اوسنے
ایسا ہی کیا وہ سختی اوسکے دل سے جاتی رہی پھر آئی اور اس بات کا شکر بجا لائی حضرت ربیع خثیم رحمہ اللہ تعالی نے اپنے گھر مین ایک قبر
کھودی تھی دن بھر مین کئی مرتبہ اوسمین جاکر بیٹھتے تاکہ موت کو اپنے دلپر تازہ کرلین اور کہتے کہ اگر ساعت بھر موت کو مین بھول جاتا ہون
تو میرا دل سیاہ ہوجاتا ہے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے ایک شخص سے کہا کہ موت کو بہت یاد کیا کر کہ اوسمین دو فائدے ہین
اگر تو محنت اور مصیبت مین ہوگا تو اس سے تیری تسلی ہوگی اور اگر تو نعمت اور راحت مین ہوگا تو اس سے وہ نعمت تلخ ہوجائیگی حضرت
ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ام ہارون سے مین نے پوچھا کہ موت تمہین دوست ہے کہا نہین مین نے کہا کیون کہا
کہ اگر آدمی کا گناہ کرتی ہون تو اوسے دیکھنا نہین منظور ہوتا بہت گناہ کرتی ہون دیدار الہی کی کیونکر خواہشمند ہون فصل الغرض
جانو کہ موت کی یاد تین طور پر ہوتی ہے ایک غافلون کا یاد کرنا جو دنیا مین مشغول ہین کہ موت کو یاد کرکے اوس سے کراہت کرتے ہین
اونھین یہ خوف ہوتا ہے کہ موت کے سبب سے دنیا کی شہوتین اور لذتین ہمسے چھوٹ جائینگی بس موت کی شکایت کرکے کہتے ہین کہ
بڑی بلا سامنے آنے والی ہے افسوس یہ دنیا اس خوشی کے ساتھ ہمسے چھوٹ جائیگی اسطور سے موت کی یاد اونہین اور بھی حق تعالے
سے دور کردیتی ہے لیکن اگر کسی وجہ سے دنیا اونہین بری معلوم ہو اور دنیا سے دل نفرت کرے تو فائدے سے خالی نہین دوسرا
تائب کا یاد کرنا ہے کہ وہ اسواسطے موت کو یاد کرتا ہے کہ اوسپر خوف بہت غالب ہو اور توبہ کرنے مین اکثر مشغول ہو اور گذشتہ کے

تدارک مین بہت کوشش کرے اس طور سے موت کو یاد کرنیکا بڑا ثواب ہے اور توبہ کرنیوالا موت سے کراہت نہین کرتا مگر موت کے
جلدی آنے سے کراہیت رکہتا ہے اس سبب سے کہ جلدی موت آنے مین بے زاد آخرت جانا پڑیگا اگر باین وجہ کوئی شخص موت سے
کراہیت رکہے تو کچہ قباحت نہین تیسرا طور عارف کے یاد کرنیکا ہے عارف اسوجہ سے موت کو یاد کرتا ہے کہ دیدار کا وعدہ مرنیکے بعد
ہے اور دوست کے وعدہ کا وقت کوئی نہین بہولتا ہمیشہ اوسیکا منتظر رہتا ہے بلکہ اوسکی تمنا کیا کرتا ہے جیسا کہ حضرت حذیفہ
نے مرتے وقت کہا حَبِیْبٌ جَاءَ عَلٰی فَاقَةٍ یعنی دوست آیا اور حاجت کے وقت آیا اور مناجات کی کہ بار خدایا اگر تو جانتا ہے
کہ مین محتاجی کو تونگری سے اور بیماری کو تندرستی سے اور موت کو زندگی سے زیادہ دوست رکہتا ہون تو موت کو مجہپر آسان
کردے تاکہ مین تیرے دیدار سے آسایش حاصل کرون اور اس درجہ کے علاوہ بہی ایک درجہ اس سے بہت بڑا ہے جسمین آدمی
نہ موت سے بیزار رہتا ہے نہ اوسکا خواہان نہ موت کی تعجیل چاہتا ہے نہ تاخیر بلکہ حق تعالی کے حکم پر راضی رہتا ہے اپنے تصرف
اور اختیار کو بالاے طاق رکہتا ہے اور تسلیم و رضا کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے یہ بات اوسوقت ہوتی ہے کہ موت اوسے یاد تو آئے
مگر موت کا خیال اکثر نہ آئے اسواسطے کہ اسی جہان مین وہ مشاہدۂ الہی مین رہتا ہے اور خدا کا ذکر اوسکے دل پر غالب ہوتا ہے
مرنا جینا اوسکے نزدیک یکسان ہے اسواسطے بہرحال خدا کی یاد اور محبت مین مستغرق رہیگا **موت کا ذکر دل مین
اثر کرے اسکی تدبیر کا بیان** اے عزیز جانتو کہ موت بڑا کام ہے اور اسکا خطر عظیم ہے لوگ اس سے غافل ہین اگر یاد بہی
کرتے ہین تو انکے دل مین اثر نہین ہوتا اسواسطے کہ دنیا کے شغلون سے دل ایسا پر ہوتا ہے کہ اوسمین اور کسی چیز کی گنجایش
نہین رہتی اسیواسطے ان لوگون کو خدا کی یاد اور تسبیح سے حلاوت اور لذت نہین حاصل ہوتی پس اسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمی گوشہ نشین
ہوکر ساعت بہر اپنے دل کو خیالات دنیا سے باز رکہے جسطرح وہ شخص جسے ایک جنگل طے کرنا ہے تو اسکی تدبیر اور فکر اوسکے دل کو اور
چیزون سے فارغ کر دیتی ہے اور گوشہ مین بیٹہکر اپنے دل مین سوچے کہ موت قریب آپہونچی شاید مین آج ہی مرجاؤن اے دل
اگر کوئی تجہسے کہے کہ اندہیرے تہ خانے مین جا اور تجہے نہین معلوم کہ وہان کوئی کنوان ہے یا راہ مین کوئی تہر پڑا ہے یا کچہ اندیشہ نہین
تو تیرا زہرہ آب ہوتا ہے آخر موت کے بعد تیرے کام کی پوشیدگی اور قبر مین تیرا خطرا اس سے تو کم نہین تو موت وغیرہ سے کیون ایسی
غفلت کرتا ہے اور بہترین علاج یہ ہے کہ اپنے زمانے کے لوگون کو یاد کرے جو مر گئے ہین اور اونکی صورتونکا تصور کرے کہ دنیا مین
وہ کس شان و شوکت سے رہتے تہے اور اونہین کسقدر خوشی حاصل تہی اور موت سے کسقدر غافل تہے پس عین غفلت اور دنیا [illegible]
آخرت مین دفعۃً موت آگئی اور اونہین لیگئی اور خیال کرے کہ قبر مین اب اونکی صورت کیسی ہے اعضا گل کر ایک دوسرے سے جدا ہوگئے
گوشت پوست آنکہ زبان مین کیڑے پڑ گئے وہان اونکا تو یہ حال ہوا یہان اونکے وارثون نے اونکا مال آپس مین تقسیم کر لیا چین سے
کہاتے ہین اونکی جوروین اونہین بہول گئین اور دونکے ساتہہ نکاح کر لیے وہ اونسے مزے اوڑاتے ہین پس اپنے زمانے کے
ایک ایک آدمی کو یاد کرے اور اونکی سیر اور ہنسی اور دل لگی اور غفلت و مشغولی کا خیال کرے کہ ایسے ایسے کامون کی تدبیر پہلے سے
کر رکہی کہ بیس برس تک اون کامون کو نہ پہونچتے اور اس تدبیر مین بڑے بڑے رنج کہینچتے تہے اونکا کفن بزاز کی دوکان مین

موجود تھا اور اونہین اوسکی خبر بھی نتھی بس اپنے دل مین کہے کہ تو بھی اون ہی کا ایسا ہے اور تیری غفلت اور حرص و حماقت
بھی اون ہی کی سی ہے تجھے یہ دولت ملی کہ وہ لوگ تیرے سامنے گذر گئے تیری زندگی مین مر گئے تاکہ تو اونسے عبرت لے فَاِنَّ
السَّعِیْدَ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ یعنی نیک بخت وہی ہے جو دوسرے کا حال دیکھکر نصیحت اور عبرت لے پھر اپنے ہاتھ پاؤن آنکھ
زبان اونگلیون کا خیال کرے کہ یہ سب اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو جائینگے اور چند دن مین تیرا بدن کیڑون اور حشرات الارض
کی غذا ہو جائیگا وہ اسے کھائینگے اور قبر مین جو اوسکی صورت ہوگی وہ اپنے خیال مین لاوے کہ مین سڑا گلا گندہ مردار ہون یہ باتین
اور ایسی اور باتین ہر دم ساعت بساعت اپنے دل سے کیا کرے تاکہ شاید اوسکا دل موت سے آگاہ ہو اسواسطے کہ زبانی یاد کرنے سے
دل مین کچھ اثر نہین ہوتا آدمی نے ہمیشہ جنازہ لیے جاتے لوگون کو دیکھا ہے اور اپنے تئین ہمیشہ دیکھتے ہی دیکھتا ہے جانتا ہے کہ مین
ہمیشہ موت کی سیر کیا کرونگا اپنے تئین کبھی مردہ تو دیکھا ہی نہین اور جو کچھ آدمی نے نہین دیکھا وہ اوسکے وہم و خیال مین بھی نہین آتا
اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مین فرمایا کہ گویا کہ یہ موت کیا ہمارے واسطے نہین لکھی ہے اور یہ جنازہ جو لوگ
لے جاتے ہین سمجھتا کہ یہ کیا مسافر ہین کہ پھر آئینگے انہین خاک مین ملاتے نہین اور انکی میراث خود کھاتے ہین اور اپنی موت سے
غافل ہین اور موت کو یاد نہ کرنا اکثر طول امل سے ہوتا ہے اور اسی سے سب فساد پیدا ہوتے ہین **امید کوتاہ کی فضیلت کا**
درازی امید
بیان ایعزیز جانتو کہ جسنے اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ مین بڑی عمر پاؤنگا مدت دراز تک نہ مرونگا اوس سے کوئی دینی کام نہین ہوتا
اسواسطے کہ وہ اپنے دل مین کہتا ہے کہ بہت زمانہ باقی ہے جب چاہونگا دینی کام کر لونگا اب تو چین و آرام کر لون اور جو شخص اپنی
موت کو قریب جانتا ہے وہ ہر وقت اوسی کی تدبیر مین لگا رہتا ہے اور یہی بات سب سعادتون کی اصل ہے رسول مقبول صلعم نے حضرت ابن عمر سے
کہا کہ صبح کو جب تو سو اوٹھا ہو تو اپنے تئین یہ نہ سمجھا کر کہ شام تک زندہ رہونگا اور شام کو اپنے دل مین یہ نہ کہا کر کہ صبح تک زندہ رہونگا زندگی سے
زاد مرگ لیلے اور تندرستی سے زاد بیماری پیدا کر لے اسواسطے کہ یہ نہین جانتا کہ کل خدا کے نزدیک تیرا کیا نام ہوگا اور فرمایا ہے کہ تمہارے
بارے مین دو خصلتون سے جتنا مین ڈرتا ہون اوتنا کسی چیز سے نہین ڈرتا ایک خواہش کی پیروی کرنے سے دوسرے بہت جینے کی
امید رکھنے سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کوئی چیز مول لی کہ ایک مہینے تک کام آوے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اسامہ سے کچھ تعجب نہین کہ اوسنے مہینا بھر کے واسطے کوئی چیز مول لی اِنَّ اُسَامَۃَ لَطَوِیْلُ الْاَمَلِ یعنی اسامہ زندگی کی بہت
بڑی امید رکھتا ہے قسم ہے اوس پروردگار کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ جب مین پلک جھپکاتا ہون تو جانتا ہون
کہ آنکھ کھولنے کے پہلے ہی میری موت آوے گی اور جب مین آنکھ کھولتا ہون تو جانتا ہون کہ پلک جھپکانے کے قبل میری موت
آوے گی اور جو لقمہ منہ مین رکھتا ہون یہی جانتا ہون کہ موت کے سبب سے میرے حلق ہی مین رہ جائیگا یہ کہکر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو
تم اگر عقل رکھتے ہو تو اپنے تئین مردہ جانو اسواسطے کہ قسم ہے اوس خدا کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ اوسنے تمسے جو کچھ وعدہ
کیا ہے وہ آویگا اور اوس سے تم نہ بچوگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاے حاجت کرتے تو فوراً تیمم کر لیتے صحابہ عرض کرتے کہ
یا رسول اللہ پانی قریب ہے آپ فرماتے شاید مین مر جاؤن اور پانی تک نہ پہونچنے پاؤن حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ

کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مربع خط کہینچا اور اوسکے بیچ مین ایک سیدہا خط کہینچا اور اس سیدہے خط کی دونو طرف
چہوٹی چہوٹی لکیرین کہینچین اور اوس مربع کے باہر ایک خط کہینچکر فرمایا یہ خط جو مربع کے اندر ہے گویا آدمی ہے اور وہ مربع اسکی
موت ہے جو چارون طرف سے اسے گہیرے ہوئے ہے یہ اوس سے بہاگ نہین سکتا اور یہ چہوٹی چہوٹی لکیرین جو اسکے دونو طرف
ہین بلائین اور آفتین ہین جو اسے درپیش ہین اگر بالفرض وہ ایک آفت سے بچ گیا تو دوسری آفت سے نہ بچیگا حتی کہ مرجائیگا
اور جو خط مربع کے باہر ہے اوسکی آرزو اور امید ہے کہ ہمیشہ ایسے کام کا خیال کرتا ہے کہ وہ کام خدا کے علم مین
اوسکے مرنے کے بعد ہوگا اور فرمایا ہے کہ آدمی روز بروز بوڑہا ہوتا جاتا ہے اور دو چیزین اوسمین وہ جوان ہوتی جاتی ہین
مال کی حرص اور جینے کی آرزو حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے ایک بوڑہے آدمی کو دیکہا کہ بیلچہ ہاتہہ مین
لیے کام کر رہا ہے حضرت عیسی نے دعا کی کہ بارخدایا اسکے دل سے آرزو نکال حق تعالی نے اوسکے دل سے آرزو نکال ڈالی پس
وہ بڈہا بیلچہ رکہکر سو رہا تہوڑی دیر کے بعد حضرت عیسی نے پہر دعا کی کہ بارخدایا آرزو اسے دیدے پس وہ بڈہا پہر اوٹہکر اپنا کام
کرنے لگا حضرت عیسی نے اوس سے پوچہا یہ کیا تہا اوسنے کہا کہ میرے دل مین آیا کہ کب تک کام کرونگا اب بڈہا ہوا ہون جلد مرونگا
مین نے بیلچہ رکہدیا پہر میرے جی مین آیا کہ جب تک مرون تب تک تو مجہے لابد روٹی کہانیکو چاہیے مین اوٹہکر اپنا کام
کرنے لگا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے لوگون سے پوچہا کہ تم جنت مین جایا چاہتے ہو لوگون نے عرض کیا
کہ ہان چاہتے ہین فرمایا کہ آرزو کو کم کرو اور ہمیشہ موت کو اپنی آنکہہ کے سامنے رکہو اور خدا سے شرم کیا کرو جو شرم کرنیکا حق ہے
ایک بزرگ نے اپنے بہائی کو اس مضمون کا خط لکہا کہ اما بعد دنیا خواب ہے اور آخرت بیداری اور درمیان مین موت ہے اور ہم
جس عالم مین ہین یہ خیالات پریشان ہین **طول امل کے سببون کا بیان** العزیز جانو کہ دو سببون سے آدمی اپنی
زندگی کو دراز تصور کرتا ہے ایک نادانی دوسری محبت دنیا محبت دنیا جب غالب ہوئی تو موت اوس محبوبہ یعنی دنیا کو آدمی سے
چہین لیتی ہے اسواسطے کہ آدمی موت کو دشمن رکہتا ہے اور موت اوسکی طبیعت کے برخلاف ہے اور جو چیز طبیعت کے خلاف
ہوتی ہے آدمی اوسے اپنے سے دور رکہتا ہے اور اپنے تئین بہلاکر ہمیشہ اپنے دل مین اون باتون کی صورت باندہتا ہے
جو اوسکی آرزو کے موافق ہون پس ہمیشہ زندگی اور مال اور زن و فرزند اور اسباب دنیا کو فرض کیا کرتا ہے کہ برقرار رہینگے
اور موت جو اوسکی آرزو کے برخلاف ہے اوسے بہولا رہتا ہے اگر کبہی اوسکے دل مین موت کا خیال بہی آتا ہے تو بہلا دیتا ہے
اور کہتا ہے کہ او وجی ابہی بڑا عرصہ باقی ہے موت کا سامان کرلینگے جب بڑا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ بوڑہاپے تک صبر کر جب
بوڑہا ہوتا ہے تو کہتا ہے فندہ یہ عمارت تمام کرون اور اس لڑکے کے واسطے جہاز ہو کر اوس سے فارغ البال ہولون اور زمین
سینچنے کو پانی سے اطمینان کرلون تاکہ موت سے مطمئن ہوجاؤن اور عبادت کی لذت پاؤن اور اس دشمن نے جو میرے ساتہہ برائی
کی ہے اسکی گوشمالی کرون اسیطرح تاخیر کیا کرتا ہے تاکہ فارغ البال ہوجاے اور اس ایک ایک کام مین دس دس کام نکلتے آتے ہین
یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ دنیا سے تو کبہی فراغت ملے ہی گی نہین مگر اوسوقت جب اوسے ترک کردے اور یہ بیوقوف جانتا ہے

کہ کبھی تو اس سے فراغت پاوُنگا اسیطرح روز بروز تاخیر کرتا رہتا ہے حتی کہ ناگاہ موت آجاتی ہے اور حسرت ہی حسرت باقی رہتی ہے
اسی سبب سے دوزخی لوگ پشیمانی کے سبب سے اکثر شور و فریاد کرینگے اور دنیا کی محبت ان سب باتون کی اصل ہے اور اسی سبب سے
غفلت ہوتی ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس چیز کو چاہو دوست رکھو مگر آخر کو تمسے چھین لین گے اور
نادانی یہ ہے کہ آدمی جوانی پر بھروسا رکھتا ہے اور اسقدر نہین جانتا کہ بوڑھاپے کے پہلے ہی مرجاے ہزارون لڑکے اور جوان
مرجاتے ہین اور شہر وغیرہ بوڑھے آدمی اسی سبب سے کم ہوتے ہین کہ کم آدمی بوڑھے ہوتے دوسری بات یہ ہے کہ آدمی تندرستی مین
مرگ مفاجات کو بہت بعید جانتا ہے اتنا نہین جانتا کہ اگر دفعتًا مرجانا نادر ہے تو دفعتًا بیمار ہوجانا تو نادر نہین اسواسطے کہ سب
بیماریان یکایک آتی ہین اور بیماری آپہونچی تو بیمار کا مرجانا نادر بات نہین ہے تو ہمیشہ یہی فرض کرنا چاہیے کہ موت ہمارے سامنے
آفتاب کے مانند ہے کہ اوسکی شعاع ہم پر پڑی ہوئی ہے سایہ کے مانند نہین کہ ہمارے آگے آگے جاتا ہے اور ہم اوسے نہین پا سکتے
طول امل کا علاج ایعزیز جانتو کہ سبب کو دفع کرنا علاج ہے جب سبب تو نے جان لیے تو اونہین دفع کرنے مین مشغول ہو
محبت دنیا جو سبب طول امل ہے اوسکا علاج اوسیطرح پر کرنا چاہیے جو محبت دنیا کے بیان مین ہمنے ذکر کیا غرضکہ جو شخص دنیا کی
حقیقت جانتا ہے وہ اوسے دوست نہین رکھتا اسواسطے کہ دنیا کی لذت چند روزہ ہے خواہ نخواہ موت کے سبب سے زائل ہوجاتی
اور دنیا فی الحال بھی منغص اور مکدر ہے اور رنج سے خالی نہین اور کبھی کسی کے واسطے صاف نہین ہوئی اور جو شخص مدت آخرت
کی درازی کا خیال کرے اور عمر دنیا کی کوتاہی کا تصور کرے تو اوسے معلوم ہوجائیگا کہ نقد دنیا لیکر سرمایہ آخرت کا بیچنا ایسا ہے
جیسے کوئی شخص خواب مین ایک دم جاگنے مین تمام دنیا سے زیادہ دوست رکھے اسواسطے کہ دنیا خواب کے مانند ہے اَلنَّاسُ
نِيَامٌ فَاِذَا مَاتُوا انْتَبَهُوا اور نادانی کا علاج صاف تفکر اور معرفت یقینی سے ہوتا ہے آدمی یہ سمجھے کہ موت اوسکے اختیار مین
نہین ہے کہ جسوقت وہ چاہتا ہے اوسیوقت آئے تاکہ وہ جوانی پر یا اور کسی کام پر اعتماد کرے **طول امل کے درجات**
ایعزیز جانتو کہ لوگ اس امر مین متفاوت ہین کوئی ایسا ہے کہ ہمیشہ دنیا مین رہنا چاہتا ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے
يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ اور کوئی چاہتا ہے کہ مین بوڑھا ہون اور کوئی سال بھر سے زیادہ کی امید نہین رکھتا
اگلے سال کی تدبیر نہین کرتا اور کوئی ایک دن سے زیادہ کی امید نہین رکھتا کل کی تدبیر نہین کرتا جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ کل کے واسطے روزی نہ جمع کرو اسواسطے کہ اگر زندگی باقی ہے تو رزق بھی باقی ہے اور اگر زندگی نہین باقی تو اوروں
کی زندگی کے واسطے تم کیون رنج کھینچو اور کوئی دم بھر کی بھی امید نہین رکھتا جیسا کہ جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا تیمم کرتے اسوقت
مین کہ پانی پانا ممکن ہوتا کہ مبادا پانی کے قریب پہونچنے کے پہلے ہی موت آجائے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ ہر وقت موت اوسکی
آنکھون کے سامنے رہتی ہے کبھی غائب ہی نہین ہوتی جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ سے
ایمان کی حقیقت کو پوچھا کہ کیا ہے اونھون نے عرض کیا کہ جس چیز سے مین بھرہ مند ہوا سمجھا کہ اس سے پھر کامیاب نہونگا اسود
حبشی رحمہ اللہ تعالی نماز پڑھتے تھے اور ہر طرف دیکھتے جاتے تھے لوگون نے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے ہو کہا مین ملک الموت کا انتظار

کہ مرتا ہون یا کسطرف سے آتے ہین غرضکہ اس باب مین خلق کا حال متفاوت ہے جو ایک مہینے سے زیادہ جینے کی امید نہین رکھتا اوسے اوس شخص پر فضیلت ہے جو چالیس دن جینے کی امید رکھتا ہے اور معاملہ مین اسکا اثر ظاہر ہوتا ہے اسواسطے کہ جسکے دو بھائی پردیس مین ہون ایک کی آنے کی امید مہینا بہر مین ہو دوسرے کے آنے کی امید سال بہر مین تو اوس شخص کو جسکے آنے کی امید مہینا بہر مین ہے اوسکے واسطے اسباب وغیرہ مہیا کرتا ہے اور سال بہر کے بعد جسکے آنے کی امید ہے اوسکے واسطے اسباب مہیا کرنے مین تاخیر کرتا ہے پس ہر ایک اپنے تئین یہی جانتا ہے کہ مین کوتاہ امل ہون مگر کوتاہ امل ہونے کی علامت یہ ہے کہ نیک کام کرنے مین جلدی کرے اور ایک ایک دم کی جو اوسے مہلت ملتی ہے اوسے غنیمت جانے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزون کو پانچ چیزون سے پہلے غنیمت جانو جوانی کو بوڑہاپے کے پہلے تندرستی کو بیماری کے پہلے تونگری کو محتاجی کے پہلے فراغت کو شغل کے پہلے زندگی کو موت کے پہلے اور فرمایا کہ دو نعمتین ایسی ہین جنکے سبب سے اکثر خلق کا نقصان ہوتا ہے تندرستی اور فراغت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے غفلت کا کوئی اثر دیکھتے تو آواز بیچ مین ندا کرتے اور فرماتے کہ موت آئی ہے اوسے سعادت لائی یا شقاوت لائی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ہر صبح کو منادی ندا کرتا ہے اَلرَّحِیْلُ اَلرَّحِیْلُ حضرت داؤد طائی کو لوگون نے دیکھا کہ نماز کو دوڑے چلے جاتے ہین کہا کیا جلدی ہے کہا کہ شہر کے دروازے پر لشکر میرا منتظر ہے یعنی قبرستان کے مردے جب تک مجھے ساتھ نہ لے لین گے کوچ نہ کرینگے حضرت ابو موسی اشعری رحمہ اللہ تعالی آخر عمر مین بڑی محنت اور ریاضت کرتے تھے لوگون نے کہا کہ اگر نرمی کیجیے تو کیا ہو کہنے لگے کہ گھوڑے کو جب دوڑاتے ہین تو آخر میدان مین وہ اپنا تمام زور کر لیتا ہے اور یہ میری عمر کا آخری میدان ہے چونکہ موت قریب پہونچی ہے تو محنت اور ریاضت مین سے کچھ اوٹھا نہین رکھتا

سکرات موت اور جان کنی کا بیان

العزیز جان تو کہ اگر جان کنی اور اوسکی شدت کے سوا اور کوئی خطرہ پیش نہوتا تو بھی لازم تھا کہ سکرات کا خوف دل مین رکھکر عیش دنیا سے آدمی ناراض رہتا اسواسطے کہ اگر کبھی آدمیکو اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک ترک سپاہی گھر مین گھسکر گرز سے مجھے ماریگا تو خواب و خور اسے خوش نہین آتا حالانکہ ترک کا آنا مشتبہ ہے اور ملک الموت کا آنا اور روح قبض کر لیجانا یقینی ہے اور قبض روح کا صدمہ یقینًا ترک کے گرز سے زیادہ دردناک ہے مگر غفلت کے سبب سے لوگ اس سے نہین ڈرتے اور سب بزرگ لوگ اس بات پر متفق ہین کہ جانکنی کی اذیت تلوار سے ٹکڑے ہونے کی اذیت سے سخت تر ہے اسواسطے کہ زخم کے درد کا سبب یہی ہے کہ جہان زخم کا صدمہ پہونچتا ہے وہان کی روح کو اذیت پہونچتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ محل زخم مین تلوار کسقدر روح کو دیکھتی ہے اور آگ سے جلنے کا درد اسواسطے زیادہ ہوتا ہے کہ آگ تمام اجزاے بدن مین سرایت کرتی ہے اور جان کنی کی اذیت عین روح مین جو آدمی کے تمام اجزاے بدن گھیرے ہوئے ہے ظاہر ہوتی ہے اور سکرات کے وقت آدمی بے طاقتی کے سبب سے اسواسطے چپ رہتا ہے کہ زبان اوسکی سختی سے گنگ ہو جاتی ہے اور عقل بجا نہین رہتی یہ سختی اوسی کو معلوم ہو کہ جسنے اسکا مزہ چکھا ہے یا چکھنے کے پہلے نور نبوت سے اوسے دریافت کیا ہے

جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے حواریین تم دعا مانگو کہ حق تعالیٰ مجہپر جانکنی آسان کر دے اسواسطے کہ مجھے موت کا خوف اسقدر ہے کہ اوسکے خوف کے مارے مرا ہوں اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سکرات کے وقت یہ دعا مانگتے تہے اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ جسکی جان کنی مین آسانی ہو اوس سے مین کچہ امید نہین رکہتی اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کی جانکنی کی سختی مین نے اپنی آنکہہ سے دیکہی اوسوقت آپ فرماتے تہے کہ یا اللہ ہڈیون اور رگوںمین سے تو اس روح کو نکالتا ہے یہ سختی مجہپر آسان کر دے اور رسول مقبول صلعم جانکنی کے درد اور تکلیف کا حال یون بیان کرتے تہے کہ سکرات کا حال تلوار کی تین سو زخمونکا سا ہے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو موت سب موتونسے زیادہ آسان ہوتی ہے اوسکی مثال اوس گوکہروکی سی ہے جو پاؤن مین گڑجاے کہ اوسکا نکلنا ممکن ہی نہین ایک بیمار نزع کی حالتمین تہا رسول مقبول صلعم اوسکے پاس تشریف لیگئے اور فرمانے لگے کہ مجھے اسکی سختی کی اطلاع ہے اسکے بدن مین کوئی رگ ایسی نہین جسمین جدا گانہ ایک درد نہین امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تہے کہ اے مسلمانون کافرون سے جنگ کرو تاکہ قتل ہو اسواسطے کہ تلوار کی ہزار ضربین بستر پر پڑے پڑے جانکنی ہونے سے زیادہ مجہپر آسان ہین بنی اسرائیل کا ایک گروہ کسی قبرستان مین گذرا اور دعا کی کہ حق تعالیٰ ان مردون مین سے ایک کو زندہ کر دے حق تعالیٰ نے ایک کو زندہ کر دیا وہ اوٹہہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے لوگو تم مجہسے کیا چاہتے ہو مجھے مرے ہوئے پچاس برس گذرے اور ہنوز جانکنی کی تلخی مجہہ مین باقی ہے ایک صحابی کا قول ہے کہ مسلمان کے واسطے درجات باقی رہ جاتے ہین کہ عمل سے اون درجات تک وہ نہین پہونچا ہے تو اوسپر حق تعالیٰ جانکنی کو مشکل کر دیتا ہے تاکہ وہ اون مرتبون کو پہونچ جائے اور کافر نے نیکی کی ہوتی ہے حق تعالیٰ اوسکے بدلے اوسپر جانکنی آسان کر دیتا ہے تاکہ اوسکا کچہ حق نہ باقی رہے اور حدیث شریف مین ہے کہ مرگ مفاجات مسلمان کے حق مین راحت اور کافر کے حق مین حسرت ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت جب قریب پہونچا تو حق تعالیٰ نے اونسے پوچہا کہ سکرات موت مین تمنے اپنے تئین کیسا پایا عرض کیا کہ مرغ زندہ کے مثل کہ اوسے بہونین اور وہ نہ اوڑ سکے نہ مر جائے کہ نجات پائے امیر المومنین حضرت عمر فاروق سے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما پوچہا کہ جانکنی کا کیا حال ہے فرمایا یہ حال ہے جیسے کانٹے دار شاخ کسیکے پیٹ کے اندر کرین اور ہر ہر کانٹا ایک ایک رگ مین اولجہے اور زور آور آدمی اوس شاخ کو کہینچے

جانکنی کی ہیبتون کا بیان

العزیز جان تو کہ نزع کے علاوہ ہولناک تین ہیبتین آدمی کو اور درپیش ہین ایک یہ کہ ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کی صورت دیکہتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت ابراہیم نے ملک الموت علیہما السلام سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمہین اوس صورت پر دیکہون جس صورت پر تم گنہگارون کی روح قبض کرتے ہو ملک الموت نے کہا کہ آپ تاب نہ لائیے گا حضرت ابراہیم نے کہا کہ اپنی وہ صورت ضرور دکہاؤ ملک الموت نے اپنے تئین اوس صورت پر دکہایا تو وہ کیا دیکہتے ہین کہ ایک شخص کالا موٹے موٹے بالون والا کہڑا ہے کالی
کپڑے پہنے منہ سے شعلہ اور دہوان اوسکے منہ سے نکل رہا ہے تب حضرت ابراہیم بیہوش ہوکر گر پڑے جب ہوش مین آئے

اور وہ اپنی صورت پر آگئے تو اونھون نے کہا کہ اے ملک الموت گہنگار اگر فقط تمہاری صورت ہی دیکھے تو اوسے کافی ہے آلعزیزدا
سلیع لوگ اس ہول سے بچے رہتے ہین کیونکہ وہ ملک الموت کو بہت اچھی صورت پر دیکھتے ہین چنانچہ اگر اور کوئی راحت نہ پائین گے
تو اونکا جمال صورت ہی کافی ہے حضرت سلیمان نے ملک الموت علیہما السلام سے کہا کہ تم لوگون مین عدل کیون نہین کرتے
ایک کی جان جھٹ پٹ نکال لیتے ہو ایک کو دیر تک تڑپایا کرتے ہو حضرت عزرائیل نے کہا یہ بات میرے اختیار مین نہین ہر ایک
نام کا صحیفہ مجھے ملتا ہے جیسا حکم ہوتا ہے ویسا بجا لاتا ہون حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ ایک بادشاہ ایک بار
سوار ہوا چاہتا تھا پوشاک طلب کی گئی جوڑے حاضر کیے گئے کوئی پسند نہ پڑا آخر کو جو سب سے اچھا جوڑا تھا وہ پہنا اور کئی گھوڑے
سواری کو حاضر کیے وہ بھی پسند نہ پڑے پھر اون مین جو سب سے اچھا تھا اوس پر بادشاہ سوار ہوا پھر لشکر یا کروفر کے ساتھ باہر آیا
تکبر سے کسی کی طرف دیکھتا ہی نہ تھا پھر حضرت ملک الموت فقیر کی صورت بنائے میلے کچیلے کپڑے پہنے بادشاہ کے سامنے تشریف
لائے اور سلام کیا بادشاہ نے جواب بھی نہ دیا ملک الموت نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی بادشاہ نے کہا کہ ہاتھ ہٹا دیکھ کیا برا ادب
کرتا ہے ملک الموت نے کہا کہ بادشاہ سلامت مجھے آپ سے کچھ حاجت ہے کہا ٹھہر مین گھوڑے پر سے اتر لون ملک الموت نے
کہا نہین مین ابھی کہونگا بادشاہ نے کہا کہہ ملک الموت نے اوسکے کان مین منہ لگا کر کہا کہ مین ملک الموت ہون اسواسطے آیا
ہون کہ ابھی گھڑی تیری روح قبض کر لون یہ سنتے ہی بادشاہ کے چہرے کا رنگ اوڑ گیا اور زبان سے بات نہ نکل سکی پھر کہنے لگا کہ اتنی مہلت
دیجیے کہ گھر جا کر جورو لڑکون کو وداع کر لون ملک الموت نے کہا نہ اور فوراً اوسکی روح قبض کر لی وہ گھوڑے پر سے گر پڑا ملک الموت
وہان سے چلے گئے ملک الموت نے ایک مسلمان کو دیکھا کہا مین ایک بھید کی بات تجھ سے کہا چاہتا ہون اوسنے کہا وہ کیا بات ہے
کہا مین ملک الموت ہون اوس مسلمان نے کہا مرحبا مدت سے مین آپ کے انتظار مین ہون آپ کا تشریف لانا بہت عزیز ہے
ابھی میری جان نکال لیجیے ملک الموت نے کہا کہ جو کام اور حاجت تجھے ہو پہلے اوس سے فراغت کر لے اوس مسلمان نے کہا کہ
اس سے زیادہ ضروری کوئی کام نہین ہے کہ اپنے خداوند کو دیکھون ملک الموت نے کہا کہ اب جس حال مین تجھے منظور ہو تیری روح
قبض کرون اوس مسلمان نے کہا کہ اتنا ٹھہریے کہ مین وضو کر کے نماز شروع کرون جب سجدہ مین جاؤن تو میری جان نکال لیجیے
ملک الموت نے ایسا ہی کیا وہب ابن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی حکایت کرتے ہین کہ ایک بادشاہ تھا کہ اوس سے بڑھ کر تمام
روی زمین پر کوئی بادشاہ نہ تھا ملک الموت نے اوسکی روح قبض کی جب آسمان پر پہونچے تو فرشتون نے پوچھا کہ اے ملک الموت
جان نکالتے وقت کبھی کسی پر تمہین رحم بھی آیا ہے کہا ایک عورت حاملہ ایک بیابان مین تھی اوسکے لڑکا پیدا ہوا مجھے حکم الٰہی
ہوا اوس عورت کی روح قبض کیجیے مین نے روح قبض کر لی اور اوس لڑکے کو تباہ اور خراب چھوڑا غریبی کی وجہ سے اوس عورت
کی تنہائی اور خرابی کے سبب سے اوس لڑکے پر مجھے بڑا رحم آیا فرشتون نے کہا کہ اس بادشاہ کو بھی تو نے دیکھا کہ تمام روی زمین
مین کوئی بادشاہ اسکا ہمسر نہ تھا ملک الموت نے کہا ہان دیکھا فرشتے کہنے لگے کہ یہ وہی لڑکا ہے جسے بیابان مین تنہا چھوڑ آئے تھے
پس ملک الموت نے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ اللَّطِيفِ لِمَا يَشَاءُ کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ شعبان کی پندرہوین

ایک حدیث مین ملک الموت علیہ السلام کو ملتا ہے اوس سال مین جسکی جسکی جان نکالنا چاہیئے اونکے نام اوسمین لکھے ہوتے ہین اور وہ آدمی
دنیا مین کوئی عمارت بناتا ہے کوئی شادی بیاہ کرتا ہے کوئی جھگڑے جھگڑتا ہے حالانکہ اوسکا نام مردون کی اوس فہرست مین لکھا
ہوتا ہے اعمش رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئے وہان جاکر حضرت سلیمان کے
ایک مصاحب کو گھور کر دیکھا جب باہر نکلے تو اوس مصاحب نے حضرت سلیمان سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا کہ اسطرح میری طرف دیکھا
حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ملک الموت اوس مصاحب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح قبض کرینگے آپ ہوا سے حکم فرمائیے
کہ مجھے سرزمین ہندوستان پر پہونچا دے کہ پھر جو ملک الموت یہان آئین تو مجھے نہ پائین حضرت سلیمان نے ہوا کو حکم کر دیا ہوا نے
وہان سے اوٹھا کر اوسے سرزمین ہندوستان پر دھر دیا پھر جو ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس آئے تو حضرت سلیمان نے
پوچھا کہ تمنے میرے فلانے مصاحب کی طرف گھور کر کیون دیکھا تھا ملک الموت نے کہا کہ مجھے حکم الہی ہوا تھا کہ اوسی گھڑی ہندوستان
مین اوسکی روح قبض کرون اور وہ یہان تھا مین نے اپنے جی مین کہا کہ گھڑی بھر مین یہ ہندوستان کو کیونکر پہونچیگا جب مین
وہان گیا تو اوسے وہین پایا مجھے بڑا تعجب آیا۔ آخر ان حکایتون سے غرض یہ ہے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ ملک الموت کو
دیکھنے سے چارہ نہین دوسری ہیبت اون دونون فرشتون کو دیکھنے کی ہے جو ہر ایک آدمی پر مسلط ہین اسواسطے کہ حدیث شریف
مین ہے کہ موت کے وقت یہ دونون فرشتے آدمی کو نظر آتے ہین اگر وہ آدمی مطیع ہے تو کہتے ہین جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا ہمارے
سامنے تونے بڑی طاعت کی اور ہمین خوب راحت دی اور اگر وہ آدمی گنہگار ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہین لَا جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا
بہت بری باتین اور بہت گناہ تونے ہمارے سامنے کیے اسوقت اوس بیچارے کی آنکھین ہوا مین کہلی ہوتی ہین پھر نہین
بند ہوتین تیسری ہیبت یہ ہے کہ موت کے وقت آدمی بہشت یا دوزخ مین اپنی جگہہ دیکھتا ہے اسواسطے کہ ملک الموت مطیع آدمی
سے کہتے ہین کہ اے خدا کے دوست تجھے بہشت کی بشارت ہو اور گنہگار سے کہتے ہین کہ اے دشمن خدا تجھے دوزخ کی بشارت ہو
پس ان ہولون کا رنج جانکنی کے رنج پر دونا ہوتا ہے نَعُوذُ بِاللهِ مِنْهَا اور یہ ہولین آدمی دنیا مین دیکھتا ہے اور جو ہولین قبر مین
جاکر اور اوسکے بعد دیکھیگا اوسکے سامنے یہ ہولین حقیر اور ناچیز ہین مُردے کے ساتھ قبر کی باتون کا بیان
جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت مردے کو قبر مین رکھتے ہین تو قبر کہتی ہے اے ابن آدم تو کس بات پر
مجھے بہولا تھا تجھے نہین معلوم کہ مین محنت کا گھر ظلمت کا گھر تنہائی کا گھر کیڑون کا گھر ہون تو کس بات پر بہولا تھا کہ متکبر وار
ایک پاون آگے ایک پیچھے رکھتا ہوا مجھپر چلتا تہا پس اگر وہ مردہ صالح ہوتا ہے تو کوئی اوسکی طرف سے جواب دیدیتا ہے کہ اے قبر
تو کیا کہتی ہے یہ صالح تہا اسنے امر معروف اور نہی منکر کیا ہے تو قبر کہتی ہے کہ اب خواہ نخواہ اسکے واسطے مین باغ ہو جاؤنگی پھر اوسکا بدن
نور ہو جاتا ہے اور اوسکی روح آسمان کو چلی جاتی ہے اور حدیث مین ہے کہ مردے کو قبر مین رکھتے ہین تو اوسپر عذاب ہونے لگتا
ہے پڑوسی مردے اوسے آواز دیتے ہین کہ اے پیچھے آنے والے بارے تو ہمسے پیچھے رہ گیا اور ہم تجھسے پہلے آئے تونے ہمسے
کیون نہ عبرت لی تونے یہ نہ دیکھا کہ ہم اس عالم مین آئے اور ہمارے اعمال تمام ہو گئے اور تو نے مہلت پائی جو نیکیان ہمسے

چھوٹ گئی تھین تونے اونکا تدارک کیون نہ کیا اسیطرح زمین کے سب گوشے مذاکرتے ہین کہ اے ظاہر دنیا کے عاشق تونے اون لوگون سے کیون نہ عبرت لی جو تجھسے پہلے آئے تھے اور تیری طرح دنیا کے عاشق اور فریفتہ تھے اور حدیث شریف مین ہے کہ بندۂ شائستہ کو جب قبر مین رکھتے ہین تو اوسکے نیک کام اوسے گھیر لیتے ہین اور اوسے عذاب سے محفوظ رکھتے ہین جب عذاب کے فرشتے بائین سے آتے ہین تو نماز سامنے آکھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ نہ خداکے واسطے یہ بہت کھڑا رہا ہے اور جب سرہانے سے آتے ہین تو روزہ کہتا ہے کہ نہ اسنے دنیا مین خداکے واسطے بڑی بھوک پیاس کھینچی ہے اور جب بدن کیطرف سے آتے ہین تو حج اور جہاد کہتے ہین کہ نہ اسنے خداکی راہ مین تمام بدن سے رنج کھینچا ہے جب ہاتھ کیطرف سے آتے ہین تو صدقہ کہتا ہے کہ اے فرشتون تم اس سے دست بردار ہوجاؤ کہ اسنے اس ہاتھ سے راہ خدا مین بہت صدقہ دیا ہے پس عذاب کے فرشتے اوس مردے سے کہتے ہین کہ تو خوش رہ تجھے مبارک ہو اور رحمت کے فرشتے آتے ہین قبر مین بہشت کا فرش بچھاتے ہین اور قبر کو بیانتک وسیع کردیتے ہین جہانتک نظر کام کرے اور جنت کی ایک قندیل لاکر لٹکا دیتے ہین تاکہ وہ مردہ قیامت تک اوسکی روشنی مین رہے حضرت عبداللہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کو قبر مین رکھدیتے ہین وہ لوگون کی چاپ سنتا ہے جو اوسکے جنازے کے ساتھ آئے تھے اور کوئی اوس سے بات نہین کرتا مگر قبر کہ قبر اوس سے کہتی ہے کہ لوگون نے تیرے ہول اور تنگی کا حال کیا بارہا تجھسے نہین کہا تو نے میرے واسطے کیا تیاری کی **منکر نکیر علیہما السلام کے سوال کا بیان** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب مرتا ہے تو دو فرشتے آتے ہین اونکا چہرہ سیاہ ہوتا ہے آنکھین نیلی ایک کا نام منکر ہے ایک کا نام نکیر مردے سے پوچھتے ہین کہ تو پیغمبر کے باب مین کیا کہتا ہے اگر وہ مردہ مسلمان ہے تو کہتا ہے کہ پیغمبر خدا کا بندہ اور رسول تھا مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے رسول ہین پس اوسکی قبر ستر گز چوڑی ستر گز لمبی کرکے روشن اور پر نور کردیتے ہین اور کہتے ہین کہ تو عروس کیطرح اب ایسا سوکہ کوئی تجھے نہ جگائیگا مگر وہ جسے تو دوست رکھتا ہے اور اگر وہ مردہ منافق ہے تو وہ جواب مین کہتا ہے کہ مین تو کچھ نہین جانتا لوگون سے سنتا تھا کہ وہ کچھ کہتے تھے وہی مین بھی کہتا تھا پس زمین کو حکم ہوتا ہے کہ تو ملجا اور اس مردے کو دبا وہ ملجاتی ہے اور اوسے دباتی ہے حتی کہ اوسکی پسلیان باہم ملجاتی ہین قیامت تک اسیطرح وہ عذاب مین مبتلا رہتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ اے عمر تو اپنے تئین کیسا دیکھتا ہے کہ تو مرجائے اور تیرے لوگ تیرے واسطے چار گز لنبی ہاگز چوڑی قبر کھودین پھر تجھے نہلا کفنا کر اوس قبر مین رکھین اور تیرے اوپر مٹی ڈال کر پھر آئین اور قبر کے فتنے والے یعنی منکر نکیر آئین اونکی آواز رعد کی سی آنکھین برق کے مانند اونکے بال زمین پر لوٹتے ہوئے اپنے دانتون سے قبر کی مٹی نرم کرتے ہوئے تجھے پکڑ کر ہلائین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری عقل میرے ساتھ ہوگی آپ نے فرمایا ہان ہوگی عرض کیا تو مجھے کچھ باک نہین اونکا جواب دے لونگا حدیث شریف مین ہے کہ کافر پر قبر مین دو جانور اندھے بہرے مسلط ہوتے ہین ہر ایک کے ہاتھ مین لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے اوس گرز کا سر ایسا ہوتا ہے جیسے ڈول جس سے اونٹون کو

پانی پاتے ہین وہ جانور اوس کافر کو اون گرزون سے قیامت تک مارا کرتے ہین نہ آنکھہ رکھتے ہین کہ اوسکا حال زار دیکھکر اوسپر
رحم کرین نہ کان رکھتے ہین کہ اوسکی شور و فریاد سنین ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر ہر ایک مردے کو دباتی ہے اگر کوئی اوسکے فشار سے بچتا تو سعد ابن معاذ بچتا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
کہتے ہین کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھین اونھون نے انتقال فرمایا آپنے اونھین
قبر مین رکھا تو آپ کا چہرہ مبارک نہایت زرد ہوگیا جب باہر تشریف لائے تو چہرہ نورانی بحال ہوا ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کس سبب سے
ایسا حال ہوا تھا فرمایا کہ قبر کے فشار اور عذاب کو مین نے یاد کیا تھا پھر مجھے آگاہی ہوگئی کہ حق تعالی نے زینب پر فشار و عذاب آسان
کردیا اگر با ایہمہ قبر اوسکو ایسا دباتی ہے کہ سب جانور اوسکی آواز سنتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر مین
کافر کو اسطرح پر عذاب ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے اوسپر مسلط کیے جاتے ہین تم جانتے ہو کہ وہ اژدہے کیسے ہوتے ہین ننانوے
سانپ ہوتے ہین کہ ہر ایک کے نو نو سر ہوتے ہین وہ اوس کافر کو ڈستے ہین اور اوس سے لپٹتے ہین اور پھپکارین مارتے ہین قیامت
تک یہی حال رہتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اسمین آسانی گذری تو جو کچھ اسکے بعد
ہونیوالا ہے وہ بہت ہی آسان ہوگا اور جو قبر ہی مین دشواری ہوئی تو جو کچھ بعد ہونیوالا ہے وہ بہت ہی دشوار اور سخت ہوگا
اے عزیز جانتو کہ قبر کی جو ہولین پیش آنے والی ہین اونمین پہلے نفخ صور کی ہیبت ہے پھر روز قیامت کی ہول اور درازی اور
گرمی اور پسینا ہے پھر گناہون کی پرسش کی ہیبت ہے پھر داہنے بائین ہاتھہ مین نامۂ اعمال ملنے کی ہیبت ہے پھر اوس
رسوائی اور فضیحتی کی ہیبت ہے جو نامۂ اعمال ملنے کے سبب سے ہوگی پھر یہ ہول ہے کہ دیکھیے میزان مین نیکی کا پلہ بھاری
ہوتا ہے یا بدی کا پھر مدعیون اور حقدارون کے مظالم کی اور اوسکے جواب کی ہیبت ہے پھر پل صراط کی ہیبت ہے پھر
دوزخ کی اور اوسکے فرشتون اور طوق زنجیرون اور زقوم اور سانپ بچھو وغیرہ عذابون کی ہیبت ہے اور یہ عذاب دو قسم کے
ہین جسمانی اور روحانی جسمانی عذاب کا حال احیاء العلوم کے آخر مین مفصل مذکور ہے اور جو دلیلین اوسپر وارد ہوئی ہین وہ بھی مذکور ہین
علی ہذا القیاس موت کی حقیقت کہ موت کیا چیز ہے اور روح کی حقیقت اور اوسکا حال جو مرنیکے بعد ہوتا ہے عنوان مین ذکر ہوچکا جو
عذاب جسمانی کی تفصیل دریافت کیا چاہے احیا مین دیکھے اور جو عذاب روحانی کا حال معلوم کیا چاہے عنوان مین تلاش کرے اسواسطے کہ
اس کتاب مین عذاب جسمانی کا بیان کرنا اور عذاب روحانی جو عنوان مین مذکور ہوچکا اوسے پھر ذکر کرنا موجب طوالت ہے اب مردونکا حال جو ہرگز کو
نہین معلوم ہوا ہے اوسی لکھکر ہم کتاب کو ختم کرتے ہین اسواسطے کہ زندونکو مردونکا حال کشف باطن سے معلوم ہوتا ہے یا خواب مین یا بیداری مین مگر
عام لوگون کو مردونکا حال نہین معلوم ہوتا اسواسطے کہ مردے ایسے عالم مین گئے ہین کہ یہ سب حواس انکا حال دریافت کرنے مین بیکار ہین جیسا کہ
کان رنگ دریافت کرنے مین اور آنکھہ آواز معلوم کرنے مین معزول اور بیکار ہے بلکہ آدمی مین ایک خاصیت ہے اوس خاصیت کے سبب سے اوس عالم والون کو
دیکھ سکتا ہے مگر وہ خاصیت حواس اور دنیا کی مشغلون کی بھیڑ مین پوشیدہ ہے جب تک سونمین ان مشغلونسے آدمیکو نجات ملتی ہے تو اوسکا حال مردونکی حال سے
مل جاتا ہے اور مردونکا حال کھلنے لگتا ہے اور اوسی خاصیت کے سبب سے مردون کو بھی ہماری خبر ہوتی ہے جیسے کہ ہمارے نیک کامون سے

خوش اور ہمارے گناہون سے رنجیدہ ہوتے ہین چنانچہ یہ مضمون حدیثون مین آیا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہمین اونکی خبراور اونکو ہماری خبر لوح محفوظ کے وساطت کے بغیر نہین ہوتی اسواسطے کہ ہمارا اور اونکا احوال لوح محفوظ مین لکھا ہے چونکہ آدمی کے باطن کو سوتے مین لوح محفوظ کے ساتھ مناسبت پیدا ہوجاتی ہے تو خواب مین لوح محفوظ سے مردونکا حال معلوم ہوجاتا ہے اور چونکہ مردون کو لوح محفوظ سے مناسبت پیدا ہوتی ہے تو وہ اوسمین ہمارا حال دریافت کرلیتے ہین اور لوح محفوظ کی شکل اوس آئینہ کی سی ہے جسمین سب چیزون کی صورت موجود ہے اور آدمی کی روح بھی آئینہ کے مثل ہے اور مردے کی روح بھی پس جسطرح ایک آئینہ سے دوسرے آئینہ مین صورت پیدا ہوجاتی ہے اوسیطرح لوح محفوظ سے ہم مین اور مردون مین بھی پیدا ہوجاتی ہے اے عزیز یہ گمان نکر کہ لوح محفوظ لکڑی یا بانس وغیرہ کی ایک چوکھونٹی تختی ہے کہ اس ظاہری آنکھ سے اوسے دیکھ سکین اور جو کچھ اوسمین لکھا ہے اوسے پڑھ سکین اے عزیز اگر لوح محفوظ کی مثال تجھے دریافت کرنا منظور ہے تو اپنے ہی مین ڈھونڈھ اسواسطے کہ جو کچھ تمام عالم مین ہے اوسکا نمونہ اور نشانہ حق تعالی نے تجھ مین رکھدیا ہے تاکہ اوسکے سبب سے تجھے سب چیزون کی پہچان حاصل ہو مگر تو اپنے سے آپ غافل ہے تو اور کو کیا پہچانیگا اور لوح محفوظ کا نمونہ حافظ کا دماغ ہے کہ تمام قرآن یاد رکھتا ہے گویا کہ اوسکے دماغ مین تمام قرآن لکھا ہے اور وہ اوسے اور اوسکے حرفون اور اوسکی سطرون کو دیکھتا ہے اگر کوئی شخص حافظ کے دماغ کو ریزہ ریزہ کرکے اس ظاہری آنکھ سے دیکھے تو اوسمین نہ کہین قرآن دکھائی دیگا نہ کچھ لکھا نظر آئیگا پس اے عزیز جملہ امور کا لوح محفوظ مین لکھا ہونا تو اسیطرح سمجھ لے کیونکہ اوسمین بے نہایت امور منقوش ہین اور آنکھ متناہی ہے تو نامتناہی کا متناہی مین نقش محسوس سے آنا ممکن نہین لیس اوسکا منہ اور اوسکی لوح اور اوسکا قلم اور اوسکا ہاتھ کوئی تیری چیزون کے مثل نہین جسطرح وہ خود تیرے مانند نہین بلکہ ایسا ہی مضمون ہے جیسا کسینے کہا مصرع از خانہ بکبد خدا ماند ہمہ چیز + اے عزیز اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ مردون کو ہماری خبر اور ہمین مردون کی خبر ہونا تجھے معلوم ہوجاوے جیسا کہ تو خواب مین دیکھتا ہے اور خواب مین مردونکو اچھے حال یا برے حال مین دیکھنا اس بات پر بڑی دلیل ہے کہ رحمت و نعمت مین یا عذاب و مصیبت مین وہ زندہ ہین اور بالکل میت اور مردہ نہین ہین جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

مردون کے احوال کا بیان جو خواب مین معلوم ہوا ہے

جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھے خواب مین دیکھے اوسنے سچ مجھے جاگتے مین دیکھا اسواسطے کہ شیطان میری صورت مین نہین آسکتا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے خفا ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھسے کیا خطا ہوئی ارشاد فرمایا کہ تجھسے نہین ہوسکتا کہ روزہ مین اپنے اہلیہ کو بوسہ نہ دے پھر حضرت عمر رض نے عمر بھر ایسا نہین کیا اگرچہ روزے مین جورو کا بوسہ لینا حرام نہین ہے مگر نہ لینا اولے ہے صدیق لوگون سے ایسی باریک باتون مین درگذر نہین کرتے اگرچہ اور ون سے کرین حضرت عباس کہتے ہین کہ مجھکو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے محبت تھی اونکے مرنے کے بعد مین نے چاہا کہ خواب مین دیکھون سال بھر کے بعد مین نے دیکھا

کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھ آپ بیٹھے ہین مین بھی اوس محفل مین بیٹھا ہی تھا کہ ناگاہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہما کو حاضر کیا اور اونہین ایک مکان کے اندر کر کے دروازہ بند کر لیا اوسوقت مین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ باہر نکلے اور فرمانے لگے قُضِیَ لِی وَرَبِّ الْکَعْبَةِ یعنی واللہ میرا ہی حق ثابت ہوا پس حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی جلدی سے باہر نکلے اور فرمانے لگے غُفِرَ لِی وَرَبِّ الْکَعْبَةِ یعنی واللہ مین بھی بخشا گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے قبل ایک روز سو کر جو اوٹھے تو کہنے لگے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ لوگون نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگے کہ ظالمون نے حسین کو قتل کر ڈالا لوگون نے پوچھا کہ تمہین کیونکر معلوم ہوا کہا مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا آپ کے پاس ہے آپ نے فرمایا کہ اے ابن عباس تو نے دیکھا کہ میری امت نے میرے ساتھ کیا کیا میرے فرزند حسین کو قتل کر ڈالا یہ اوسکا اور اوسکے ساتھیون کا خون ہے داد خواہی کے واسطے حق تعالی کے سامنے لیے جاتا ہون چوبیس دن کے بعد خبر آئی کہ واقعی امام حسین علیہ السلام کو ظالمون نے شہید کر ڈالا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو کسینے خواب مین دیکھا اور کہا کہ آپ ہمیشہ زبان سے اشارہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بہت کام مجھے دریپیش ہین فرمایا ہان اسی زبان سے مین نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا حق تعالی نے میرے سامنے جنت رکھدی یوسف ابن الحسین رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا بولے مجھپر رحمت کی پوچھا کس عمل کے سبب سے کہا اس سبب سے کہ حق بات کو ہزل سے مین نے کبھی نہین ملایا منصور ابن اسمعیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ عبد اللہ بزاز کو مین نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ مین نے جس گناہ کا اقرار کیا حق تعالی نے اوسے بخشدیا مگر ایک گناہ کہ اوسکے اقرار کرنے مین مجھے شرم آئی پس حق تعالی نے مجھے پسینے مین کھڑا رکھا حتی کہ میرے منہ کا گوشت بالکل گر پڑا مین نے پوچھا کہ وہ گناہ کیا تھا کہا کہ ایک دن مین نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا تھا وہ مجھے اچھا معلوم ہوا مجھے شرم آئی کہ حق تعالی کے سامنے مین اس گناہ کا اقرار کرون ابو جعفر صیدلانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ صوفیون کا ایک گروہ حضرت کے ساتھ بیٹھا ہے دو فرشتے آسمان پر سے اوترے ایک کے ہاتھ مین آفتابہ تھا ایک کے ہاتھ مین طشت پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دھویا اور اون صوفیون نے اپنے ہاتھ دھوئے وہ فرشتے میرے سامنے طشت اور آفتابہ لائے کہ مین بھی ہاتھ دھوؤن کسینے کہا کہ اسکے ہاتھ پر پانی نہ ڈالو یہ ان لوگون مین سے

خوش اور ہمارے گناہون سے رنجیدہ ہوتے مین جانتے ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص جس قوم کو دوست رکھتا ہے وہ اونہی
اونھین ہماری جز لوح محفوظ کے وساطت سے دوست رکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتون سے فرمایا اسکے ہاتھ
باطن کو سوتے مین لوح محفوظ کے سبب مجمع نامی ایک بزرگ تھے اونہین کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ تمنے کیا معاملہ دیکھا کہا کہ دنیا
چونکہ ... کی بھلائی زاہد لوگ لیگئے زرارہ ابن ابی اونی رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ کس عمل کو تونے افضل پایا
کہا کہ خدا کے حکم پر راضی رہنے کو اور امید کو تاہ رکھنے کو یزید ابن مذعور کہتے ہین کہ اوزاعی رحمہ اللہ تعالی کو مین نے خواب مین
دیکھا اور کہا کہ جو عمل بہتر ہے مجھے اوسکی خبر دو تاکہ مین اوسکے سبب سے تقرب خدا کرون کہا کہ کوئی درجہ علما کے درجہ سے
بلند تر مین نے نہین دیکھا اسکے بعد غمگینون کا مرتبہ دیکھا یہ یزید پیر مرد تھے یہ خواب دیکھنے کے بعد ہمیشہ رویا کیے حتی کہ روتے
روتے اندھے ہوکر مرے ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے اپنے بھائی کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالے
نے تیرے ساتھ کیا کیا کہنے لگا کہ جس گناہ سے مین نے استغفار کیا تھا وہ تو بخشدیا اور جس سے استغفار نہین کیا تھا وہ
نہین بخشا بی بی زبیدہ رحمہا اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ خدا نے کیا کیا بولین کہ مجھپر رحمت کی
پوچھا کہ اوس مال کے سبب سے رحمت کی جو تمنے مکہ معظمہ کی راہ مین صرف کیا تھا کہا نہین اوس مال کا اجر تو مالک مال کو ملا مجھے
میری نیت کی بدولت بخشدیا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ
کیا کیا بولے کہ مین نے ایک قدم تو پل صراط پر رکھا اور دوسرا جنت مین احمد ابن الحواری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے
اپنی جورو کو خواب مین دیکھا کہ ایسی خوبصورت ہے کہ اوسکا حسن و جمال کبھی کسی مین مین نے نہ دیکھا تھا روشنی اور نور کے سبب سے
اوسکا چہرہ چمکتا تھا مین نے پوچھا کہ تیرا چہرہ کیون نورانی ہے کہنے لگی کہ تمہین یاد ہے کہ فلانی رات کو تم خدا کے تئین یاد کرکے
روئے تھے مین نے کہا کہ ہان مجھے یاد ہے کہنے لگی کہ تمہارے آنسو مین نے اپنے چہرے مین مل لیے تھے یہ تمام نور اوسیکے
سبب سے ہے کتانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کو مین نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالے
نے آپ کے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھپر رحمت کی وہ سب عبارات اور اشارات تو برباد گئے اونکے سبب سے تو کچھ فائدہ نہوا مگر وہ
دو رکعت نماز جو رات کو مین پڑھا کرتا تھا کام آئین بی بی زبیدہ رحمہا اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی نے
تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگین کہ ان چار کلمون کے سبب سے حق تعالی نے مجھپر رحمت فرمائی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اُفْنِيْ بِهَا
عُمْرِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اُدْخِلُ بِهَا قَبْرِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَخْلُوْ بِهَا وَحْدِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْقٰى بِهَا رَبِّيْ
حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالے نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجھپر
رحمت کی اور مجھسے ارشاد فرمایا کہ تجھے مجھسے شرم نہ تھی کہ اوس سختی کے ساتھ مجھسے ڈرتا تھا حضرت ابو سلیمان قدس سرہ کو کسینے
خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجھپر رحمت کی اور کسی چیز سے مجھے نقصان نہ ہوا مگر
دنیاداروں مین انگشت نما ہونے سے حضرت ابو سعید خراز قدس سرہ کہتے ہین کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھا اوسکی لکڑی

نقصان ہے حضرت شبلی قدس سرہ کو مرنے کے تین دن کے بعد کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالے نے آپ سے معاملہ
کیا کیا کہنے لگے کہ میرے حساب کو تنگ پکڑا حتی کہ مین ناامید ہوا جب میری ناامیدی دیکھی تو مجھپر رحمت کی حضرت سفیان ثوری رحمہ
اللہ تعالی عنہ کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھپر رحمت کی پوچھا کہ عبداللہ مبارک کا کیا حال
ہے کہا کہ اونھین دن بھر مین دو مرتبہ حق تعالی کے دیدار کی بار ملتی ہے حضرت مالک انس رضی اللہ تعالی عنہ کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا
کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ اوس کلمہ کے سبب سے مجھپر رحمت کی جو مین نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالی عنہ
سے سنا تھا کہ وہ جب جنازہ دیکھتے تھے تو کہتے تھے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے
نے جس شبکو انتقال فرمایا اوسی شب کسی شخص نے اونھین خواب مین دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہین اور آواز آرہی ہے کہ حضرت
حسن بصری نے اپنے خدا کو دیکھا اور بہت خوشنود ہوا حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کہتے ہین کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھا اور کہا
کہ اے ابلیس تو آدمیون سے نہین شرماتا کہنے لگا کہ یہ آدمی نہین ہین آدمی وہ ہین جو شونیزیہ مین ہین کہ اونھون نے مجھے نزار کر ڈالا
حضرت جنید کہتے ہین کہ مین صبحی شونیزیہ کی مسجد تک پہونچا جیسے ہی دروازے کے اندر گیا تو دیکھتا کیا ہون کہ لوگ زانو پر سر رکھے ہوئے
تفکر مین بیٹھے ہین مجھے دیکھکر کہنے لگے کہ اے جنید اوس ملعون پلید کے کہنے سے دہوکے مین نہ آنا عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی نے جنت
کی ایک حور کو خواب مین دیکھا کہ نہایت درجہ حسین ہے وہ کہنے لگی کہ اے عتبہ مین تجھپر عاشق ہون خبردار ایسا کام نہ کرنا کہ حق تعالے
تجھے بار رکھے عتبہ نے کہا کہ مین نے دنیا کو تین طلاقین دی ہین ہرگز اوسکے قریب بھی نہ جاؤنگا تاکہ تجھے پاؤن ابوایوب سجستانی
رحمہ اللہ تعالی ایک مفسد آدمی کا جنازہ دیکھکر بالاخانہ پر چڑھ گئے کہ اوسپر نماز نہ پڑھنا چاہیے اوس مردے کو کسینے خواب مین دیکھا
کہ حق تعالی نے تیرے ساتھ کیا کیا کہنے لگا کہ مجھپر رحمت کی یہ کہکر کہا کہ ابوایوب سے کہدینا لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ
رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ یعنی خدا کی رحمت کے خزانے اگر تمہارے ہاتھ مین ہوتے تو تم بخل کے سبب سے
کچھ بھی نہ خرچ کرتے جس رات کو حضرت داؤد طائی قدس سرہ نے انتقال فرمایا ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ آسمان سے فرشتے آتے جاتے
ہین اس شخص نے پوچھا کہ آج کون سی رات ہے فرشتون نے کہا کہ آج داؤد طائی نے انتقال کیا ہے بہشت اوسکے واسطے آراستہ
حضرت ابوسعید شحام قدس سرہ کہتے ہین کہ سہل صعلوکی کو مین نے خواب مین دیکھکر کہا اے خواجہ کہنے لگے کہ خواجگی سے ہاتھ اوٹھا

دار کہان سگئے سکتے سگئے کچھ مفید نہوا اگر اون مسائل کا جواب یہ دین

اکسیر ہدایت

خوش اور ہمارے گناہون سے رنجیدہ ہوتے ہین حضرت شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو مین نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپکے ساتھ
اور انھین ہماری خبر لوح محفوظ کے وساطت سے بکار موتی مجھپر پہنچے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ ایک مشکل کام مجھے
باطن کو سوتے مین لوح محفوظ سے کب حل کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص نے آکر کہا اے محمد ادریس کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ
ہے ۂ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا وَّلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَيْتَنِیْ وَلَا اَنْ اَتَّقِیَ اِلَّا مَا وَقَيْتَنِیْ
اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِيَةٍ صبح کو جب مین اوٹھا تو مین نے یہ دعا پڑہی کچھ دن چڑہے
وہ کام آسان ہوگیا الغرض سمجھے چاہیے کہ اس دعا کو بھول نہ جائے عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ خدا نے تمہارے
ساتھ کیا کیا کہا کہ اوس دعا کے سبب سے بخشدیا جو دیوار پر لکھی ہے مین جب جاگا تو عتبۃ الغلام کے خط سے دیوار پر یہ دعا لکھی تھی
یَا هَادِیَ الْمُضِلِّيْنَ وَيَا رَاحِمَ الْمُذْنِبِيْنَ وَيَا مُقِيْلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِيْنَ اِرْحَمْ عَبْدَكَ ذَا الْخَطَرِ الْعَظِيْمِ وَالْمُسْلِمِيْنَ
كُلَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ وَاجْعَلْنَا مَعَ الْاَحْيَاءِ الْمَرْزُوْقِيْنَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِيْنَ اٰمِيْنَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ذکر موت مین اسقدر باتین جو بیان کی گئین یہی بس ہین کتاب کیمیاے سعادت کو یہین
پر ختم کیا جو لوگ اس کتاب کا مطالعہ کرین اور اس سے فائدہ لین اونسے یہ امید ہے کہ اس کتاب کے مصنف اور مترجم کو دعا سے
نہ بھولین اور حق تعالیٰ سے اونکی مغفرت چاہین تاکہ اگر کوئی سہو اور قصور کلام مین ہوا ہو یا تکلف یا ریا کا میل نیت مین ہوگیا
ہو حق تعالیٰ اپنی دعا اور رحمت کی برکت سے معاف کرے اور اس کتاب کے ثواب سے محروم نرکھے اسواسطے کہ اس سے
بڑا اور کیا نقصان ہوگا کہ کوئی شخص خلق کو خدا کی طرف بلائے اور خود ریا کے سبب سے درگاہ الٰہی سے دور ہوجائے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ
ذٰلِكَ فِیْ خَاتِمَةِ الْكِتَابِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَنَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَنَعُوْذُ بِكَ
مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ

تمت الطبع

بحمد للہ و مصلیاً و مسلماً بادیہ ضلالت کے آوارون کو مسرت ہو کہ ہادی برحق نے انھین ہدایت زوالی مرض شقاوت کے گرفتارون کو نوید صحت ہو کہ
صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ پر از منفعت مسمی بہ **اکسیر ہدایت** ترجمہ کیمیاے سعادت مرکب ہوا اور بہ نیاب راو بطرق نوانحت
بہ فلاکت عالی مراتب جناب منشی نولکشور صاحب کے مطبع واقع لکھنؤ مین ماہ ... سنہ ۱۸... عیسوی کی ... تاریخ چھپ کر ... ہوا

قطعات تاریخ

منشی فدا علی صاحب عیش ہوا کرتش ... [illegible]	ہوئی اکسیر ہدایت چھپ ... [illegible]	... [illegible]	کیمیا کا ترجمہ اکسیر ہے ... [illegible]	کیمیا ... [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

6378

خوش اور ہمارے گناہون سے رنجیدہ ہوتے ہین جنانچہ
بعض ہین ہماری جز لوح محفوظ کے وساطت سے کرا ن
باطن کو سوتے مین لوح محفوظ سے کہتے تو



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ از مترجم

دلا حمد الہی ہو رقم کیا ۔ کہ مین کیا اور مرا دست و قلم کیا
زمین کی صفحہ پہ ہر لحظہ ہر آن ۔ ابد تک گر لکھین سب جن و انسان
اگر ہی ترک مین اوسکی یہی ڈر ۔ کہ ہو جائی نہ یہ مجموعہ ابتر
سبھون پر عام ہی انعام تیرا ۔ کہ منعم ہے خدایا نام تیرا
مری یہ عاجزی ہی تجکو معلوم ۔ ثواب حمد سی رکھنا نہ محروم
مری قدرت سی باہر ہو سراسر ۔ تری نعمت کی یارب ہو برابر
وہ حمد پاک جسمین ہو یہ تاثیر ۔ رہون دنیا مین مین با عز و توقیر
وہ حمد پاک جو حاجت روا ہو ۔ نکالی دل کا جو جو مدعا ہو
وہ حمد پاک جو لائق ہو تیرے ۔ وہ حمد پاک جو کام آئی میرے
وہ حمد پاک جس سی تو ہو راضی ۔ وہ حمد پاک جس سی مین ہون ناجی
وہ حمد پاک جو جنت دکہائے ۔ عذاب قبر و دوزخ سی بچائے
وہ حمد خاص جس سی گل ہو شگفتہ ۔ فتیلہ ہون رنگین اور غنچہ نو

سیاہی ہون اگر سب بحر زخار ۔ بنی کلک قلم ہر شاخ اشجار
جو حق حمد ہی وہ تو بھلا کیا ۔ رقم ہرگز نہوا اک شمہ ادا
لہذا عاجزانہ یہ دعا ہے ۔ تمنا ہی طلب ہی التجا ہے
خدایا رحم کر مجھ ناتوان پر ۔ کہ ہون تا سید [illegible]
خدایا رحم کر مجھ پر کرم کر ۔ مری دفتر مین حمد ایسی رقم کر
وہ حمد پاک جو کہ ہو سبھون نے ۔ ملائک نی [illegible]
وہ حمد پاک جسمین ہو یہ برکت ۔ مین دنیا مین ہون با [illegible]
تجہی جو حمد ہو مقبول و منظور ۔ رہون کونین مین مین جس [illegible]
وہ حمد پاک جو میری دوا ہو ۔ کہ درد جرم و عصیان سی [illegible]
وہ حمد پاک جسمین یہ اثر ہو ۔ دم مردن نہ شیطان [illegible]
وہ حمد خاص جو رہبر ہو میری ۔ بتا دی ای [illegible]
وہ حمد خاص جو تجسے ملا دے ۔ خیال ماسوی دل سی بھلا دے

بھلا میں اور نعت شاہ لولاک / چہ نسبت خاک را با عالم پاک
جو حق نعت ہی ممکن نہیں وہ / کسی سی ہو بھی سکتا ہی کہیں وہ
مگر دل اب نہیں جو رکتا ہی رکے / یہی کہتا ہی تھوڑی نعت لکھئے
جو صورت دیکھو تو شان خدا ہے / کلام پاک فرمان خدا ہے
خدا ہی نور وہ نور خدا ہے / اوسی سے نور حق ظاہر ہوا ہے
حقیقت سی ہوئی جو اوسکی آگاہ / وہ دل سی بول اوٹھی اللہ اللہ
عدد میں جسقدر ہو تجھکو معلوم / وہ ہوں موجود یا رب یا کہ معدوم
محبت آپ کی ہی اصل ایمان / کہ ایمان کالبد ہی اور وہ جان
خدایا ایسی الفت دی نبی کی / رہی باقی نہ کچھ خواہش کسی کی
محبت سب کی میری ایسی کہو دے / مجھے عشق محمد میں ڈبو دے

کروں کیا نعت احمد یا سی ہیہات / مثل ہی یا منہ ذرا سا اور بڑی بات
خدا خود کر رہا ہے جسکی تعریف / بھلا بندہ کرے کیا اوسکی توصیف
محمد سرور ہر دو جہاں ہے / محمد افسر کون و مکاں ہے
جہاں میں افضل المخلوق وہ ہے / خدا عاشق ہی اور معشوق وہ ہے
حقیقت میں خدا جانی وہ کیا ہے / مگر آئینہ وحدت نما ہے
تا ادب یا قلم جائے ادب ہے / درود اونپر پڑھیو وقت اب ہے
درود او ثنا ہی نازل انپہ تو کر / اور اونکی آل اور اصحاب سب پر
محبت جب نہ ہو ایمان ہی بیکار / بسان قالب بیجان ہی بیکار
مرا قبلہ شہ ہر دو سرا ہو / مرا دل طائر قبلہ نما ہو
خدایا بہر یار و آل احمد / دعائیں فخر عاصی کی نہوں رد

اب کہائیے تمم ورقہ میری مثنوی میں سراپا گناہ ہمہ تن قصور امیدوار رحمت غفور ذلیل ترین انام فخر الدین احمد برائے نام بدنام کنندہ نکو نامی چند ہوں جناب غفران مآب مولوی مظفر احمد صاحب صدیقی کا فرزند ہوں لکھنؤ میرا وطن ہے فرنگی محل مسکن ہے ملک العلماء مولانا محمد حیدر صاحب مغفور کا نواسا ہوں حضرت مولانا محمد قدرت علی صاحب مرحوم کا پوتا ہوں ان حضرات کے فضل و کمالات دیکھکر اپنی نالیاقتی پر روتا ہوں جناب کرامت مآب حضرت مولانا شاہ محمد عبد الوالی صاحب قدس سرہ کا مرید اور خادم ہوں واے برما کہ ایسے پیر و مرشد کامل کی پیروی اور تعمیل ارشاد نہیں ہو سکتی سخت نادم ہوں بیت — صرفنا العمر فی لہو و لعب فآها ثم آها ثم آها حق تعالی مجھپر اپنا فضل و کرم کرے علم و عمل میں مجھے اونکا قدم بقدم کرے آمین ثم آمین بحق طہ و یٰسین

سبب تالیف

خوش اور ہمارے گناہون سے رنجیدہ ہوتے ہین چنانچہ اسکا محل نہین احیاء العلوم کے سوا کوئی اوسکا نعم البدل نہین ہے
اور جیسے ہماری جز لوح محفوظ کے وساطت ہے کل طریقت خضر شوارع شریعت کے افاضات سے ہے یعنی امام الانام حجۃ الاسلام
باطن کو سوتے مین لوح محفوظ یکھتے علیہا تعاقب الایام واللیالی کی تصنیفات سے ہے اگر امام صاحب کا کچھ حال کرامت اشتمال
ذکر کیا جائے تو دیباچہ دفتر مناقب بنجائے تھے علماء ان شان پیغمبرین مرتبہ مین انبیاء بنی اسرائیل کے ہمسر ہین مجھے اور ہر مسلمان کو
خدا اونکی محبت نصیب کرے اور اونکے اتباع کی توفیق دے + آمین یارب العالمین +

ایک دن جناب عالی ہمم مصدر فیض وکرم عمیم الاحسان کریم الامتنان فیضرسان صاحب وضع وتالیف قدردان وضیع وشریف
امیر باتوقیر ہمہ تن خلق سراپا مروت جناب منشی **نول کشور** صاحب سلامت کی خدمت اکسیر خاصیت مین یہ ہیچمدان عاصی حاضر تھا
کیمیای سعادت کا کچھ ذکر ہوا ازراہ فیض رسانی مجھسے فرمایا یہ مضمون افادت مقرون زبان مبارک پر آیا کہ اس کتاب کامل النصاب
کی فارسی عبارت ہے اور اس زمانہ مین لوگون کو اردو کی طرف زیادہ رغبت ہے اور یہ فارسی قدیم کم استعداد لوگون کی سمجھ مین
بخوبی نہین آتی ہے طالبون کی کیمیا کچی رہ جاتی ہے مین بدل منظور ہے کہ تو اس نسخہ کی ترکیب بدل کر تیرا نام ہو اردو مین ترجمہ کر
کہ فیض عام ہو ایک تو اونکا فرمانا دوسرے عاصی نے اس امر کو موجب سعادت دارین جانا دل سے منظور کیا تعمیل ارشاد مین مشغول ہوا
الحمد للہ کہ سنہ بارہ سو بیاسی ہجری مین اس امر اہم کا انجام ہوا **اکسیر ہدایت** ترجمہ **کیمیای سعادت** اس کتاب کا
نام ہوا یہ لفظی ترجمہ نہین بلکہ حتی المقدور کتاب کا مطلب اپنے محاورہ اور روزمرہ کے موافق تحریر ہے عمداً کہین تبدیل ہے
نہ تغیر ہے ہان کہین کسی اجمال کی تفصیل کے واسطے کوئی لفظ یا فقرہ بڑہایا ہے اگر مطلب کے موافق کوئی شعر برمحل یاد آگیا تو
بے اختیار زبان قلم پر آیا ہے چونکہ امام عالیمقام مصنف کیمیای سعادت شافعی المذہب تھے لہذا برادران حنفی المذہب کو چاہیے
کہ مسائل فقہیہ مین حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کی پیروی کرین اپنے مذہب کے علماء سے فتوی پوچھہ لین اور ناظرین باریک بین
سے امید ہے کہ بمقتضائے الانسان مُسَاوِقُ النسیان اگر اس ہیچمدان سے کہین غلطی ہوئی ہو تو ازرہ نظر اصلاح ملاحظہ
فرمائین عاصی کو دعاے خیر سے یاد کرین مورد الزام نہ بنائین اور درگاہ الہی مین یہ دعا ہے کہ اس کتاب کو عاصی پر معاصی کے
حق مین منجملہ باقیات صالحات کرے اپنی رحمت کاملہ سے اس شفقت شاقہ کو میرے واسطے دنیا مین سبب رحمت عقبی مین موجب نجات
کرے آمین برحمتک یا ارحم الراحمین +

التماس

مالکان مطابع بلاد وامصار تاجران ہر شہر ودیار کی خدمت مین التماس ہے کہ مترجم کتاب کیمیای سعادت مؤلف نسخہ
اکسیر ہدایت نے قدردان مترجم وواضع جناب منشی **نول کشور** صاحب المطابع کی فرمایش اور امداد سے یہ ترجمہ کیا
اور اپنا حق المحنت جناب موصوف کو نذر اور ہبہ کر دیا کوئی صاحب اور کسی چھاپہ خانہ مین اسکی نقل نہ چھاپین نہ چھپوائین جنکو
نسخون کی ضرورت ہو مطبع منشی نول کشور سے خرید فرماوین فقط

العبد فخرالدین احمد عفرلہ اللہ الصمد